بہجۃ الناظرین

شرح

ریاض الصالحین

ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

فضیلۃ الشیخ ابی اسامہ سلیم بن عید الہلالی

مکتبہ قدوسیہ

www.KitaboSunnat.com

بہجۃ الناظرین

شرح

ریاض الصالحین

رياض الصالحين

شرح

بہجۃ الناظرین

جلد اوّل

تالیف

ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

تحقیق تخریج

فضیلۃ الشیخ سلیم بن عید الہلالی حفظہ اللہ

ترجمہ و تلخیص

ابوالانس محمد سرور گوہر

نظر ثانی:

ابوالفردوس حافظ مطیع اللہ — ڈاکٹر محمد اشتیاق

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت ——— 2009

اهتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس

Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

ان الحمد لله والصلوٰة والسلام علی رسول الله۔ اما بعد!

امام بخاری رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ'' (صحیح بخاری۔ کتاب العلم' باب من یرد اللّٰہ......)

''یعنی جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمائیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔''

گویا وہ لوگ کہ جن کے قلوب واذہان تفقہ فی الدین کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں' ان کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جن کے ساتھ ان کے پروردگار نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہوتا ہے۔ ایسے عالی مرتبت لوگوں کی صف میں شامل ہونے کے لیے دینی کتب کا مطالعہ اور ان سے قلبی شغف ناگزیر ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ دینی کتب کی نشر واشاعت علو انسانیت کا اہم ذریعہ ہے۔ اسلامیات کے نام پر جو مواد دستیاب ہے' وہ زیادہ تر علماء وفقہاء کی آراء پر مشتمل ہوتا ہے۔ اپنے اپنے مسالک کے دائروں میں اسلام کو قید کیا جاتا ہے' لیکن سعادت وخوش نصیبی ان لوگوں کے لیے ہے جو منبع رشد وہدایت سے براہ راست رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی خدمت کے لیے ہم کتاب وسنت کی تعلیمات پر مشتمل کتب شائع کر رہے ہیں۔ ہماری مطبوعات کا یہ امتیازی وصف ہے کہ یہ کسی بھی قسم کی فکری ملاوٹ اور شخصی آراء سے پاک ہوتی ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہماری بنیاد ہے اور یہی وہ منہج ہے جس پر خیر القرون کی قدسی صفات شخصیات کاربند تھیں اور جس پر سلف صالحین یعنی اصحاب رسول ﷺ کا عمل تھا۔ اس منہج کی نشر واشاعت میں ہمارے شب وروز بیت رہے ہیں اور اس اعزاز پر ہم اللہ رب العزت کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ ایک ایسے دور میں' جب ہر طرف عملی اور اعتقادی گمراہیوں کا طوفان آیا ہوا ہے' اگر کسی کو اصحاب رسول ﷺ کا منہج اختیار کرنے کی توفیق مل جاتی ہے تو وہ الٰہ العالمین کا شکر ادا کرنا چاہے بھی تو نہ کر سکے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

الحمد للہ! ہم اس وقت قارئین کرام کی خدمت میں حدیث شریف کا ایک بے مثال مجموعہ ''بہجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین'' ترجمے کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کئی صدیوں سے یہ مجموعہ امت مسلمہ میں مقبول ہے۔ اس کے مندرجات انسان کی سیرت میں پاکیزگی اور کردار میں پختگی پیدا کرتے ہیں' یہ احکام ومسائل کا مجموعہ نہیں بلکہ صلہ وستائش کا گلدستہ ہے۔ اس سے قبل ریاض الصالحین کے کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے یہ نسخہ پہلے سے موجود نسخوں سے منفرد اور امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ مثلاً

❀ ترجمہ نہایت سلیس اور رواں دواں ہے۔

- متن حدیث میں نبی کریم ﷺ کے الفاظ مبارکہ جلی خط میں لکھے گئے ہیں۔
- ''توثیق الحدیث'' کے عنوان کے تحت احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔
- ''غریب الحدیث'' کے عنوان کے تحت مشکل الفاظ کے معانی بیان کئے گئے ہیں۔ امید ہے یہ عام قارئین اور طلباء وعلماء کے لیے یکساں مفید ثابت ہوں گے۔ (ان شاء اللہ)
- ''فقہ الحدیث'' میں احادیث سے جن مسائل کا استنباط ہوتا ہے' ان کو بالترتیب درج کیا گیا ہے یہ اسلوب قارئین کے لیے نہایت سہولت کا باعث ہے۔
- اگر چہ ریاض الصالحین میں اکثر احادیث صحیحین یعنی بخاری ومسلم سے لی گئی ہیں' اس لیے ان کی صحت کے متعلق تو کوئی کلام نہیں' لیکن دیگر کتب احادیث مثلاً سنن اربعہ وغیرہ سے جو احادیث حضرت امام نوویؒ لائے ہیں' ان کی تخریج کے ساتھ ساتھ تحقیق بھی کی گئی ہے یعنی ان کا درجہ متعین کیا گیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ سلیم الھلالی نے اپنے یگانہ روزگار استاد علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیقات علمی کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے یہ بابرکت خدمت انجام دی ہے۔ **جزاھما اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔**

اس کتاب کے مؤلف فضیلۃ الشیخ ابو اسامہ سلیم بن عید بن محمد الھلالی السّلفی الاثری ہیں۔ موصوف کا تعلق اردن سے ہے۔ وہ ماضی قریب کے عظیم محدث ومحقق علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ ان کے قلم سے کئی ایک کتب شائع ہو کر عالم عرب میں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ ان کی تصانیف کے انگریزی تراجم بھی ہو چکے ہیں اور مغرب میں متلاشیان حق کی علمی تشنگی دور کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔ موصوف چند برس پہلے پاکستان تشریف لائے تھے اور مختلف اجتماعات میں ہزاروں افراد سے خطاب کیا تھا۔

مکتبہ قدوسیہ کے کارکنان نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے نہایت جاں فشانی سے کام کیا ہے۔ ترجمہ وتلخیص اور نظر ثانی کی سعادت جناب ابو انس محمد سرور گوہر' حافظ مطیع اللہ اور محمد اشتیاق اصغر نے حاصل کی۔ برادرم علی حیدر نے اس کی کمپوزنگ کی۔ محترم ابو سیف جمیل احمد کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی ذاتی لائبریری سے بہجۃ الناظرین کا اصل نسخہ مرحمت فرمایا۔ ہم ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس محنت کا صلہ دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔

کمپوزنگ' تصحیح اور طباعت کا جو معیار الحمد للہ مکتبہ قدوسیہ نے قائم کیا ہے' اس کی ہمارے قارئین نے ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس کتاب میں بھی ہم نے یہ معیار قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں؟ اس کا بہتر فیصلہ ہمارے قارئین ہی کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں قارئین کی آراء اور ان کے مشوروں کے ہم منتظر رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری یہ محنت قبول فرمائے اور اسے مصنف' شارح' مترجمین اور ناشر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و صلى الله على النبي - آمين

خادم الکتاب والسنہ

ابوبکر قدوسی

8/5/2006

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جو اکیلا اور قہار ہے' غالب اور بہت زیادہ بخشنے والا ہے' جو رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرنے والا ہے۔ یہ (گردش لیل ونہار) صاحب چشم و دل کے لیے نصیحت اور عقل وشعور رکھنے والوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنھیں اپنی مخلوق میں سے (اسلام کے لیے) چن لیا انھیں بیدار و آگاہ کیا' اس دنیا میں زہد و تقویٰ سے نوازا اور اپنے مراقبہ' (کائنات میں) مسلسل غور و فکر اور وعظ و نصیحت پر ہیشگی جیسے کاموں میں مشغول کیا' انہیں تندہی سے اپنی اطاعت کرنے اور اخروی گھر کے لیے تیاری کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں ان کاموں سے جو اس کی ناراضی کا باعث بنیں اور تباہی والے گھر (جہنم) کو واجب کر دیں' بچنے اور ان سب کاموں (یعنی اچھے کام کرنا اور برے کاموں سے بچنا) پر ہیشگی کی توفیق دی' چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کرتا ہوں جو سب سے زیادہ بلیغ اور پاکیزہ ہے' جو اس کی تمام خوبیوں پر مشتمل اور بہت زیادہ نفع دینے والی ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں' وہ احسان کرنے والا اور کریم ہے' رؤف اور رحیم ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں' اس کے حبیب اور خلیل ہیں' سیدے راستے کی طرف راہ نمائی کرنے والے اور مضبوط و محکم دین کی طرف بلانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہو اس پر' اور اُس کی آل پر' تمام نبیوں پر' تمام نبیوں کی آل پر اور تمام نیک لوگوں پر۔

بعد از حمد وصلوٰۃ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے تمام جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے' میں ان سے رزق کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ میری یہ خواہش ہے کہ وہ مجھے کھلائیں''۔ (الذاریات: ۵۶' ۵۷) یہ آیات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ جن وانس کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

لہٰذا ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقصد حیات پر توجہ دیں اور زہد و تقویٰ کو اختیار کرتے ہوئے دنیاوی اسباب عیش و آرام سے احتراز برتیں۔ کیونکہ یہ دنیا دارِ فانی ہے' ہیشگی کا گھر نہیں' یہ ایک عارضی ٹھکانہ ہے' عیش و آرام کی جگہ نہیں' کٹ جانے والا گھاٹ ہے' ہیشگی کا گھر نہیں۔ اس لیے اہل دنیا میں سب سے زیادہ بیدار مغز وہ ہیں جو سب سے زیادہ اس کی عبادت کرنے والے ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند بھی وہ ہیں جو سب سے زیادہ زہد و تقویٰ والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا' پھر زمین کا سبزہ اس کی وجہ سے (خوب) گھنا ہوا نکلا' کچھ آدمیوں کے کھانے کا کچھ جانوروں کا' یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار پورا کر لیا اور

(دلہن کی طرح) بن سنور گئی اور وہاں کے رہنے والے سمجھے کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں' ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اسے کاٹ کر ایسا کر دیا گویا کہ کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں جو لوگ غور وفکر کرنے والے ہیں ان کے لیے ہم اپنی نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں''۔ (یونس:۲۴)

اس مفہوم کی کئی ایک آیات ہیں اور کسی نے کیا خوب کہا ہے:

یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے بڑے عقلمند ہیں کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا اور اس کے فتنوں سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

انہوں نے دنیا کا بغور مشاہدہ کیا' جب انہیں اس کی حقیقت کا علم ہو گیا کہ یہ کسی زندہ شخص کا وطن نہیں ہے۔

تو انہوں نے اس دارِ فانی کو ایک سمندر قرار دے دیا اور انہوں نے اس سمندر میں نیک اعمال کو کشتیاں بنا لیا''

جب اس دنیا کا حال یہ ہے جو میں نے بیان کر دیا اور ہماری پیدائش کا مقصد وہ ہے جس کی میں نے وضاحت کر دی تو ہر مکلف یعنی بالغ و عاقل پر یہ لازم ہے کہ وہ خود کو اچھے لوگوں کے طریق پر چلائے اور اہل دانش و بصیرت کا راستہ اختیار کرے اور اس کی تیاری میں مشغول ہو جائے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اور ان (کاموں سے بچنے) کا اہتمام کرے جن پر میں نے متنبہ کیا ہے۔ اس لیے سب سے زیادہ درست اور سب سے زیادہ راہ نمائی والا راستہ یہ ہے کہ ان احادیث پر عمل کیا جائے جو ہمارے نبی سید الاولین والآخرین ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں' جو اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے زیادہ معزز و مکرم ہیں' درود و سلام نازل ہو ان پر اور تمام نبیوں پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔'' اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو بھلائی کی طرف بلایا تو اس کے لیے ان لوگوں کے اجر کے برابر اجر ہو گا جو اس پر عمل کریں گے اور یہ چیز ان (عمل کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گی۔'' (مسلم:۲۶۷۴)۔ اور آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' (بخاری:۳۰۰۹۔ مسلم:۲۴۰۶)

اس لیے میں نے چاہا کہ میں ایسے امور پر مشتمل صحیح احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کروں جن پر عمل کرنے سے بندے کے لیے آخرت کا سامان ہو جائے اور اسے ظاہری و باطنی آداب حاصل ہو جائیں اور وہ مجموعہ ترغیب و ترہیب اور آداب سالکین کی تمام قسموں کا جامع ہو' یعنی اس میں زہد و ورع' نفسوں کی ریاضتیں' تہذیب اخلاق' دل کی پاکیزگی اور اس کی بیماریوں کا علاج' انسانی اعضاء کی سلامتی اور ان کی کجی کا علاج اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والوں کے دیگر مقاصد کے بیان پر مشتمل ہو۔

میں نے اس مجموعہ میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ صرف وہی احادیث ذکر کروں جو صحیح اور واضح ہوں اور مشہور صحیح کتابوں کی طرف منسوب ہوں اور اس بات کا بھی کہ ابواب کا آغاز قرآن پاک کی آیات سے کروں۔ جو الفاظ ضبط یعنی اعراب کی وضاحت یا پوشیدہ معنی کی وضاحت کے محتاج ہیں' میں نے وہاں اہم تنبیہات کر دی ہیں۔ جب میں کسی حدیث

کے آخر میں ''متفق علیہ'' کہوں تو اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کیا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ کتاب مکمل ہوگئی تو توجہ سے پڑھنے والے کے لیے یہ نیکیوں کی طرف راہنمائی کا باعث ہو گی اور اسے مختلف برائیوں اور ہلاک کر دینے والے گناہوں سے روکے گی۔ میں اپنے ہر اس بھائی سے درخواست کرتا ہوں جو اس سے کچھ بھی فائدہ اٹھائے کہ وہ میرے لیے' میرے والدین' میرے اساتذہ' میرے رفقاء اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے۔ اللہ جو بہت زیادہ کرم کرنے والا ہے اس پر میرا اعتماد ہے' اسی کی طرف میرے کاموں کی سپردگی اور بھروسہ ہے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے جو بہترین کارساز ہے۔نہیں کوئی (نیکی کرنے کی) طاقت اور نہ (کسی برائی سے بچنے کی) قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ۔

(ترجمہ: ابوعمر محمد اشتیاق اصغر)

❀❀❀

فہرست مضامین

كِتَابُ الْأَدَب ...... اخلاق کا بیان

كِتَابُ آدَابِ الطَّعَامِ ...... کھانے کے آداب کا بیان

كِتَابُ اللِّبَاسِ ..... لباس کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

١۔ بَابُ الْإِخْلَاصِ وَ إِحْضَارِ النِّيَّةِ فِيْ جَمِيْعِ الْأَعْمَالِ وَ الْأَقْوَالِ وَ الْأَحْوَالِ الْبَارِزَةِ وَ الْخَفِيَّةِ

١۔ تمام ظاہری اور باطنی اعمال، اقوال اور احوال میں اخلاص اور حسن نیت کا بیان

اخلاص ☆ اس کا معنی یہ ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے، اس کے علاوہ کسی اور جذبے کی اس میں آمیزش نہ ہو۔ اخلاص قبول عمل کی شرائط میں سے ہے، جو چار ہیں۔ ان شرائط میں سے دو کا تعلق عمل کی درستی سے ہے، ایک اخلاص اور دوسری صواب۔ اخلاص کی تعریف بیان کردی گئی ہے اور صواب سے مراد یہ ہے کہ عمل رسول اللہ ﷺ کی صحیح سنت کے موافق ہو۔ باقی دو شرطیں عمل کے کمال سے متعلق ہیں، ایک استقامت یعنی عمل پر مضبوطی سے قائم رہنا اور دوسرا اچھے اعمال بجالانے میں جلدی کرنا۔

جہاں تک عمل پر مضبوطی سے قائم رہنے اور احکامات الٰہی کو مضبوطی سے تھامنے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿خُذُوْا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ (البقرۃ:٦٣)

''ہم نے جو تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تھام لو۔'' نیز فرمایا:

﴿فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوْا بِأَحْسَنِهَا﴾ الأعراف: ١٤٥

''تم ان کو پوری طاقت سے پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں۔'' مزید فرمایا:

﴿يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ﴾ (مریم:١٢)

''اے یحییٰ! میری کتاب کو قوت و مضبوطی سے تھام لو۔''

اور اچھے اعمال میں جلدی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ﴾ (طٰهٰ:٤٢)

''میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔''

ایسی بہت سی آیات ہیں جو نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے پر ترغیب دلاتی ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَآ أُمِرُوْٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''انہیں (امم سابقہ کو) صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہوکر خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، نماز قائم کریں اور زکوۃ

يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة: ٥] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ [الحج: ٣٧] وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [آل عمران: ٢٩]

دیں اور (جان لیں کہ) یہی سیدھا اور سچا دین ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو (تمہاری قربانیوں سے) نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون ہی' اسے تو صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ (ان سے) کہہ دیں کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو' اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے۔''

شرح الآیات ☆ اس بات کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ اس نے اپنے بندوں کو خالص اپنی عبادت کرنے کا حکم فرمایا' پس وہ اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے' وہ تمام باطل ادیان سے منقطع ہو کر صرف دین اسلام کی طرف مائل اور یکسو ہوتے ہیں' کیونکہ وہ ایسی امت کا دین ہے جو سیدھی' معتدل اور حق پر ہے۔ یہ وہ امتیازی صفات ہیں جو امت اسلامیہ کو اپنے عقائد و نظریات کے ذریعے سے کافر قوموں سے ممتاز کرتی ہیں' کیونکہ انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ لوگوں کو توحید کی خالص دعوت پیش کریں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ان جانوروں کی قربانی کو تمہارے لیے مشروع قرار دیا' تا کہ ان کی قربانی کے وقت تم اسے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون اور نہ اسے ان چیزوں کی ضرورت ہے' کیونکہ وہ تو خود ہی سب کا روزی رساں' قوت والا اور زور آور ہے' وہی تو سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا اور وہ ان تمام چیزوں سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔

جاہلوں اور مشرکوں کا یہ وتیرہ تھا کہ جب وہ اپنے باطل معبودوں کے لیے جانور ذبح کرتے تو وہ ان قربانیوں کا گوشت ان معبودان باطلہ کے سامنے رکھتے اور ان پر ان قربانیوں کا خون چھڑکتے تھے' پس ان کی دیکھا دیکھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام نے کہا ہم زیادہ حقدار ہیں کہ ہم بھی ان قربانیوں کا خون چھڑکیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ وہ تو صرف ان لوگوں کی قربانی اور دیگر اعمال قبول کرتا ہے جو متقی ہیں' جو صرف رضائے الٰہی کی خاطر عمل کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ اگر نیت درست نہ ہو تو پھر اعمال قبول نہیں ہوتے اور وہ باطل و ضائع ہو جاتے ہیں۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بتایا کہ وہ تمام ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اس پر کوئی چیز مخفی نہیں' بلکہ اس کا علم تو تمام احوال و زماں و لحظات اور تمام اوقات' نیز جو کچھ آسمان و زمین میں اور ان کے درمیان' بلکہ جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے' سب کو محیط ہے' اگر کوئی ذرہ یا اس سے بھی کوئی چھوٹی چیز زمین کے کسی کونے میں ہو' سمندر کی تہ میں ہو' یا پہاڑ کے دامن میں' وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں ہے۔

اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں کے لیے تنبیہ ہے کہ وہ اس کے خوف اور خشیت کے پیش نظر ایسے کام نہ کریں جن سے اس نے منع کیا ہے اور جو اس کے غصے اور ناراضی کا باعث بنتے ہیں' کیونکہ وہ تو ان کے تمام امور سے باخبر ہے اور وہ ان سے انتقام لینے پر قادر ہے مگر وہ انہیں مہلت اور ڈھیل دیتا رہتا ہے اور پھر جب پکڑتا ہے تو اس کی گرفت بھی بہت سخت ہوتی ہے۔ تو جو شخص ان تنبیہات کو جان لیتا ہے تو وہ ایسے اچھے کام کرتا ہے جو اخلاص اور صواب پر مبنی ہوتے ہیں۔

١۔ وَ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ ابْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ

۱۔ امیر المومنین حضرت ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے' ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا' پس جس شخص کی ہجرت اللہ

بِالنِّيَاتِ، وَ اِنَّمَا لِكُلِّ امْرِىءٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ، وَ مَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا، اَوِ امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ)).

مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ رَوَاهُ اِمَامَا الْمُحَدِّثِيْنَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ، وَ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ ابْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُوْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا اَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ.

تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوگی' تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خاطر ہوگی اور جس نے حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی مقاصد کے لیے ہوگی' جن کی خاطر اس نے ہجرت کی۔"

اس روایت کی صحت متفق علیہ ہے' اسے امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری اور امام المحدثین ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری رحمہما اللہ نے اپنی اپنی ان دو صحیح کتابوں میں روایت کیا ہے جو حدیث کی تمام مصنفہ کتب میں سے سب سے زیادہ صحیح ہیں۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱/۹۔ فتح)، ومسلم (۱۹۰۷).

اس حدیث کی تعظیم میں ائمۂ حدیث سے تواتر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کی احادیث میں اس حدیث سے زیادہ جامع اور فائدہ مند کوئی حدیث نہیں' کیونکہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن پر اسلام کا مدار ہے۔

غريب الحديث ☆ ﴿الحفص﴾ اس کا معنی "شیر" ہے' شیر کا بچہ جب شکار کے قابل ہوجائے تو اسے حفص کہتے ہیں۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ (النية) کسی چیز کا قصد کرنا جو فعل کے ساتھ متصل ہو۔ (الهجرة) لغوی طور پر اس کے معنی ہیں "چھوڑ دینا" اور شرعاً اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیز کو چھوڑ دینے کے ہیں۔ اسلام میں ہجرت کا مفہوم دو طرح واقع ہوا ہے:

❶ دارخوف سے دارامن کی طرف منتقل ہونا' جیسے حبشہ کی طرف دو دفعہ اور مدینہ منورہ کی طرف ابتدائی ہجرت۔

❷ دارکفر سے داراسلام کی طرف منتقل ہونا' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی۔

﴿يصيبها﴾ "اسے حاصل کرلے گا۔"

فقه الحديث ☆ اعمال میں نیت ضروری ہے' خواہ وہ اعمال بطور ذات مقصود ہوں' جیسے نماز' یا وہ کسی دوسرے عمل کو مکمل کرنے کا ذریعہ ہوں' جیسے طہارت اور وضو وغیرہ۔ نیت اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اخلاص کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

نیت کا محل دل ہے یعنی دل سے نیت کرنا ضروری ہے' زبان سے اس کا اظہار ضروری نہیں۔ ائمۃ المسلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام عبادات یعنی طہارت و صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ، حج، غلاموں کو آزاد کرنا اور جہاد وغیرہ کے لیے نیت کرنا ضروری ہے' لیکن اس کا زبان سے اظہار کرنا بدعت اور گمراہی ہے اور جس نے حج کے موقع پر زبان سے نیت کا اظہار کرنے کو جائز قرار دیا ہے' اسے وہم ہوا ہے کیونکہ اس نے تلبیہ اور نیت میں فرق نہیں کیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان مسائل و احکام کے متعلق ایک الگ رسالہ تصنیف کیا ہے اور میں (یعنی شارح) نے بھی اس مضمون پر ایک رسالہ تصنیف کیا ہے۔ جس کا نام "الدرر المضية في أحكام الاخلاص و النية" ہے۔

اعمال صالحہ کے لیے نیت صالحہ ضروری ہے' اچھی نیت سے منکر معروف اور بدعت سنت نہیں بن سکتی۔ بس اس طرح کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو نیکی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اسے پا نہیں سکتے۔

قبول عمل کے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص شرط ہے یعنی وہ عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے' کیونکہ اللہ

تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو صرف اس کی رضا کے لیے کیا جائے اور جو صحیح سنت کے موافق ہو۔

۲۔ وَ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: ((يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ)) قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ وَ فِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ!؟ قَالَ: ((يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

۲۔ ام المومنین ام عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لشکر خانہ کعبہ پر لشکر کشی کرے گا پس جب وہ بیداء (کسی چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو ان کے اول و آخر سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کے اول و آخر سب کو کیسے دھنسا دیا جائے گا' جب کہ ان میں بازار والے بھی ہوں گے اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ان کے اول و آخر سب کو دھنسا دیا جائے گا' پھر (روز قیامت) انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔'' (متفق علیہ۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

توثيق الحديث ☆أخرجه البخاري (٤/٣٣٨۔ فتح)، ومسلم (٢٨٨٤).

غريب الحديث ☆ (جيش) ''لشکر'' یہ کون سا لشکر ہے اور اس کا وقوع کب ہوگا؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر امام مہدی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے تیار کیا جائے گا اور وہ بیت اللہ میں پناہ گزین ہوں گے۔ یہ لشکر اسی امت میں سے ہوگا جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے لیکن کعبہ کو گرانے والے حبشہ سے ہوں گے' اس کی دلیل یہ ہے کہ حبشہ والے بیت اللہ پر غلبہ حاصل کرلیں گے لیکن یہ لشکر وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی دھنسا دیا جائے گا۔

(البيداء) ''وہ چٹیل میدان جہاں کوئی چیز نہ اگتی ہو۔'' حدیث کے بعض راویوں نے اس میدان کی وضاحت کی ہے، صحیح مسلم میں اسے بیدائے مدینہ کہا گیا ہے اور اس سے وہ معروف جگہ مراد ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے نیز وہ اونچی جگہ جو ذوالحلیفہ سے آتے ہوئے مکہ کی طرف ہے۔ (الخسف) ''زمین میں دھنس جانا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ﴾ (العنكبوت: ۴۰)

''ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا''۔

نیز فرمایا:

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ (القصص: ۸۱)

''ہم نے اسے اس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا''۔

(أسواقهم) سوق کی جمع ہے' اس کا معنی کاروباری اور منڈی کے لوگ ہیں یا پھر اس سے رعایا مراد ہے۔

(يبعثون على نياتهم) ''انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں قبروں سے اٹھائے گا اور ان کے ارادوں کے مطابق ان کا محاسبہ کرے گا اور اس کے مطابق انہیں جزا دے گا۔ پس اس روز اللہ تعالیٰ ملازم طبقہ' مجبور لوگوں اور سوچ سمجھ کر اس لشکر میں شریک ہونے والے جنگجوؤں کے درمیان فرق کرے گا۔

فقه الحديث ☆ ❶ ظلم و جور اور بغاوت و سرکشی کے مرتکبین کی ہم نشینی اختیار کرنے سے بچنا چاہیے' کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس ہم نشین کا انجام بھی انہی ظالموں کے ساتھ ہو جائے۔

❷ جس قوم میں معصیت و نافرمانی بڑھ جائے اس سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیے' کیونکہ دوسروں کے گناہ اور ان کی سزا بھی انسان کو گھیر لیتے ہیں۔

❸ رسول اللہ ﷺ کی اعمال کا دارومدار اور اعتبار عامل کی نیت کے مطابق ہے۔

❹ یہ پیش گوئیاں غیب کی باتوں میں سے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع فرمایا اور یہ مسائل ایمانیات میں سے ہیں جن پر ایمان و اعتقاد واجب ہے اور کسی کو اس بارے تشویش نہیں ہونی چاہیے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے' کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح خبر واحد عقائد اور احکام شرعیہ میں یکساں حجت ہے۔ خبر واحد کے حجت ہونے پر شارح کتاب کی کتاب ''الأدلة والشواهد في وجوب الأخذ بخبر الواحد في الأحكام والعقائد'' مفید ہے۔

❺ اس حدیث میں ایک اشکال ہے (جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی وہ اشکال ہوا) کہ جو لوگ قتال کی نیت سے اس لشکر میں شامل نہیں تھے' انہیں عذاب کیوں ہوگا؟ حالانکہ عذاب کا سبب تو قتال ہے۔

اس اشکال کو واضح کرنے کے لیے بہت سے جواب دیے گئے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب عذاب آتا ہے تو وہ عمومی طور پر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور پھر لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ مجبور' رعایا اور مسافر اس لیے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں کہ انھوں نے اس فتنے سے بچنے کی کوشش نہیں کی اور یہ عذاب صرف ظالموں تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ سیلاب کی طرح سب کو بہا کر لے جاتا ہے اور اس کا شکار وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو اس برائی اور ظلم میں شریک نہیں ہوتے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے تو یہ نیک لوگ اس برائی کو ہوتا دیکھتے ہیں' اسے روکنے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ ان کے چہرے پر غم وغصہ کی کوئی علامت نظر آتی ہے۔ پس ایسے نیک لوگ بھی عذاب سے دوچار ہوجاتے ہیں اور بچتے صرف وہی نیک لوگ ہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴾ (هود: ۱۱۶-۱۱۷)

''گزشتہ امتوں میں ایسے نیک لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے بجز چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے عذاب سے بچالیا تھا اور جو لوگ ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے تھے' جن میں عیش و آرام تھا اور وہ مجرم تھے اور آپ کے رب کا یہ دستور نہیں کہ بستیوں کو ناحق ہلاک کردے حالانکہ ان کے رہنے والے نیکوکار اور مصلح ہوں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کی طرف اشارہ ہے جو سابقہ امتوں کے بارے میں رہی ہے' پس جس امت میں شرک کی برائی پھیل جائے اور ان میں سے کوئی ان کی اصلاح کا بیڑا اٹھالے تو وہ امت ناجیہ ہے اور وہ عذاب و ہلاکت سے دوچار نہیں ہوگی۔ رہی وہ امت جس میں شرک وفساد پھیل جائے اور وہاں ان میں سے کوئی ان کی اصلاح کا بیڑا نہ اٹھائے اور اس برائی کی مذمت بیان نہ کرے تو ایسی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ انہیں ہلاک کردے خواہ یہ ہلاکت استیصال سے ہو یا انحلال و اختلال کے ذریعے' ان دونوں کا انجام زوال و استبدال ہے۔ اس سے دعوت الی اللہ کی قدر و قیمت اور اہمیت واضح ہوتی ہے کہ جب ملک میں فساد پھیل جاتا ہے تو اللہ کی زمین کو اس فساد سے پاک کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے' اگر کسی قوم یا قبیلے کے لوگ اس فریضہ کو ادا نہیں کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب و ناراضی اور عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے

ﷺ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَ لٰكِنْ جِهَادٌ وَّ نِيَّةٌ، وَ إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وَ مَعْنَاهُ: لَا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَارَ إِسْلَامٍ.

بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تمہیں دشمن کے ساتھ قتال کرنے کے لیے نکلنے کے لیے کہا جائے تو پھر نکل کھڑے ہو۔'' (متفق علیہ)

اس کا معنی ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ وہ دارالاسلام بن گیا ہے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۷/۲۲٦ ـ فتح)، ومسلم (۱۸٦٤) واللفظ له، وفي الباب عن ابن عباس عند البخاري (٦/۳ ـ فتح).

غريب الحديث ☆ (الفتح) ''فتح مکہ''۔ (نية) اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص عمل ہے۔ (استنفرتم) ''جب امام تم سے دشمن سے مقابلے کے لیے خروج کا مطالبہ کرے۔''

فقه الحديث: ☆ ❶ مکہ سے مدینہ ہجرت کے وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا' کیونکہ مکہ دارالاسلام بن گیا۔ مکہ کی طرح دیگر شہروں کا بھی یہی حکم ہے' جب مسلمان انہیں فتح کر لیں۔

❷ نبی ﷺ کی بشارت کہ مکہ ہمیشہ کے لیے دارالاسلام رہے گا۔

❸ جب تک دنیا میں دارالکفر اور دارالاسلام قائم ہیں ہجرت کا حکم منسوخ نہیں ہوگا' پس جو شخص دارالکفر میں ہو اور وہ دارالاسلام کی طرف ہجرت کی استطاعت رکھتا ہو تو اس پر ہجرت کرنا فرض ہے۔ رہے وہ لوگ جو ضعیف و ناتواں ہیں خواہ مرد ہوں' عورتیں ہوں یا بچے' جو ہجرت کرنے کی استطاعت یا راستہ نہیں پاتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے بھی کوئی راہ نکال دے گا۔

❹ ہجرت کے ہونے سے جو خیر منقطع ہو گئی ممکن ہے وہ خیر جہاد اور نیت صالحہ سے حاصل ہو جائے۔

❺ جب امام جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے تو پھر جہاد کے لیے نکلنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام اور امیر کی زیر امارت ہو۔

❻ اعمال کا اعتبار نیتوں کے ساتھ ہے۔

❼ جہاد کا قصد کرنا' دل میں ارادہ کرنا اور اس کے لیے تیاری کرنا واجب ہے۔

٤ ـ وَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ: ((إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ)). وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((إِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِي الْأَجْرِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۔ حضرت ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں شریک تھے تو آپ نے فرمایا: ''یقیناً مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ تم نے جتنا بھی سفر کیا اور جو بھی وادی طے کی وہ تمہارے ساتھ رہے ہیں' انہیں تو مرض نے روکے رکھا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے ہیں۔'' (مسلم)

وَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ أَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا

اور بخاری میں روایت اس طرح ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک سے لوٹے تو آپ نے فرمایا: ''یقیناً کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینے میں رہے کہ ہم جس گھاٹی یا وادی سے

إِلَّا وَ هُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ))۔

گزرے (اجروثواب کے لحاظ سے) وہ ہمارے ساتھ تھے' انہیں تو عذر نے روکے رکھا۔''

توثيق الحديث☆ حديث جابر أخرجه مسلم (١٩١١)، و حديث أنس أخرجه البخاري (٦/ ٤٦۔ ٤٧۔ فتح).

مصنف رحمہ اللہ نے حدیث کے آخر میں ''متفق علیہ'' نہیں لکھا حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ دونوں نے اسے روایت کیا ہے مگر ان دونوں نے تھوڑے سے اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے' اگر چہ یہ الفاظ کا اختلاف مطلق طور پر کوئی باعث نقصان نہیں لیکن مصنف نے انہیں ''متفق علیہ'' اس لیے نہیں لکھا کہ جمہور اہل حدیث صرف اسی حدیث کو ''متفق علیہ'' سمجھتے ہیں جس کی سند اور متن دونوں پر شیخین کا اتفاق ہو۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''النكت على مقدمة ابن الصلاح'' میں اس کی وضاحت کی ہے۔

غريب الحديث☆ (في غزاة) ''ایک غزوے میں'' اس سے مراد غزوۂ تبوک ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وضاحت ہے۔ (شركو كم في الاجر) ''اجروثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔'' (أقواما) ''مرد'' کیونکہ قوم مردوں کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ﴾ (الحجرات: ١١)

''اے ایماندارو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں' ممکن ہے کہ یہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں' ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

(الشعب) شین کے نیچے زیر ''گھاٹی۔'' (الوادی) پہاڑوں اور ٹیلوں کے درمیان پانی کی گزرگاہ۔ (العذر) عین پر پیش' ایسی صورت جو مکلف کو درپیش ہو' جس کی وجہ سے اس سے رعایت کرنا مناسب ہو۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے گھروں میں بیٹھے رہنے والوں کی نسبت افضل ہیں۔

❷ اگر کوئی اندھا، مریض اور لنگڑا ہو اور وہ جہاد میں شرکت نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں۔

❸ اگر کسی شخص کو کوئی عذر مانع ہو تو وہ بھی اولی الضرر کے زمرے میں آئے گا۔

❹ اولی الضرر اور عذر والوں میں سے جس کی نیت درست ہوگی وہ نیت کے درست ہونے کی وجہ سے مجاہدین کے اجروثواب کو پالے گا۔

❺ یہ حدیث رب العالمین کی وسعت رحمت پر دلیل ہے' نیز یہ اسلام کے آسان دین ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اس حدیث کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ﴾ (النساء: ٩٥)

''اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں۔''

٥۔ وَ عَنْ اَبِيْ يَزِيْدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ هُوَ وَ اَبُوْهُ وَ جَدُّهُ صَحَابِيُّوْنَ، قَالَ: كَانَ اَبِيْ يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا،

۵۔ حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہم (یہ معن' ان کے والد یزید اور دادا اخنس تینوں صحابی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کرنے کے لیے نکالے اور انہیں مسجد میں کسی آدمی کے پاس رکھ آئے (تاکہ وہ کسی مستحق کو دے دے) پس میں

فَقَالَ: وَ اللّٰهِ! مَا اِيَّاكَ اَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ! وَلَكَ مَا اَخَذْتَ يَا مَعْنُ!)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

مسجد میں آیا اور انہیں گھر لے آیا' پس انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تو یہ ارادہ نہیں کیا تھا (کہ یہ دینار تم لے آؤ) پس میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ کو اس مسئلے کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا: ''اے یزید! تجھے تیری نیت کا ثواب مل گیا اور اے معن! جو تو نے لے لیا وہ تیرا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۹۱۔ فتح).

غريب الحديث☆ (فجئت فاخذتها) ''پس میں آیا اور انہیں لے لیا'' یعنی میں اس شخص کے پاس آیا جسے میرے والد دینار دے کر آئے تھے کہ وہ کسی مستحق کو دے دیں' پس میں نے ان کی اجازت سے وہ دینار لے لیے' زبردستی نہیں۔ (فاتيته) ''میں ان کے پاس آیا'' یعنی میں وہ مذکورہ دینار لے کر اپنے والد کے پاس آیا۔ (فخاصمته) ''میں انہیں فیصلہ کرانے کے لیے لایا۔'' (لك ما نويت) ''تم نے جو نیت کی وہ تمہیں مل گیا۔'' یعنی تمہیں ثواب مل گیا۔ یہ خطاب والد کے لیے ہے کہ تم نے کسی محتاج پر صدقہ کرنے کی نیت کی تھی اور ان کا اپنا بیٹا محتاج تھا' وہ لے گیا تو اس سے ثواب ضائع نہیں ہوا کیونکہ والد نے تو یہ نیت نہیں کی تھی کہ بیٹے پر صدقہ کروں گا۔ (لك ما أخذت) ''جو تم نے لے لیا وہ تمہارا'' یعنی جو تم نے لے لیا وہ اب تمہاری ملکیت ہے۔ یہ خطاب بیٹے سے ہے کہ تم نے صحیح شرعی طریقے سے مال لیا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کرنا جائز ہے۔

❷ صدقے کے لیے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے' بالخصوص نفلی صدقے کے لیے کیونکہ وہ تو مخفی قسم کا ہوتا ہے۔

❸ شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے باپ اور بیٹے کا کسی حاکم یا عالم دین کے پاس جانا جائز ہے اور یہ والد کی نافرمانی شمار نہیں ہوگی۔

❹ اولاد کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔

❺ صدقہ کرنے والے کو اپنی نیت کے مطابق ثواب مل جائے گا خواہ وہ کسی مستحق تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

❻ والد صدقہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے سے وہ صدقہ واپس نہیں لے سکتا' جبکہ ہبہ واپس ہو سکتا ہے۔

٦۔ وَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ مَالِكِ بْنِ اُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ الْقُرَشِيِّ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. قَالَ: جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى، وَ اَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِيْ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ: ((لَا))، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((لَا))، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ۔ اَوْ كَبِيْرٌ۔ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ

٦۔ ابو اسحٰق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی الزہری' جو ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی خوشخبری دے دی گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور مجھے اس وقت شدید درد تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دیکھ رہے ہیں کہ مجھے کس قدر شدید درد ہے اور میں مالدار آدمی ہوں لیکن میری وارث صرف میری ایک ہی بیٹی ہے' کیا میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ''تیسرا حصہ صدقہ کرلو لیکن تیسرا حصہ بھی کثیر یا بڑا

وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَ اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ؟ قَالَ: ((اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَ رِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَ يُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ، لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ)) يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے کیونکہ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جو بھی خرچ کرو گے تو اس پر تمہیں اجر ملے گا' حتیٰ کہ تم جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے (اس پر بھی ثواب ملے گا)۔'' راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے ساتھیوں کے (مکے سے) چلے جانے کے بعد پیچھے (مکہ میں) چھوڑ دیا جاؤں گا (میں ہجرت نہیں کروں گا)؟ آپ نے فرمایا: ''پیچھے چھوڑ دیے جانے کی صورت میں تم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو بھی عمل کرو گے اس سے تمہارے درجات بلند ہوں گے نیز ممکن ہے کہ تمہیں پیچھے رہنے کی مہلت مل جائے اور کچھ لوگ تم سے فائدہ حاصل کریں اور کچھ دوسرے لوگوں (کافروں) کو تم سے نقصان پہنچے۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو پورا فرما اور انہیں ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹا لیکن قابل رحم سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ (یہ سعد بن ابی وقاص کے علاوہ) ہیں''۔ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ رحمت کی دعا فرماتے تھے' اس لیے کہ وہ مکے میں فوت ہوئے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/۱٦۵ ۔ فتح)، ومسلم (۱٦۲۸).

غریب الحدیث☆ **(یعودنی)** ''آپ (میری بیماری میں) میری عیادت فرماتے۔'' **(الشطر)** ''نصف''۔ **(تذر)** ''تو چھوڑ دے۔'' **(عالة)** واحد عائل' معنی فقیر۔ **(یتکففون الناس)** ''لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔'' **﴿أخلف بعد أصحابی﴾** ''کیا مجھے مکہ میں پیچھے چھوڑ دیا جائے گا؟'' یعنی جب وہ سب مکہ سے چلے جائیں گے تو کیا میں یہاں رہ جاؤں گا؟ **(لعلك أن تخلف)** ''شاید کہ تم ان سے پیچھے رہ جاؤ'' یعنی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز فرمائے۔ لفظ **''لعل''** اگر امید کے معنی میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو تو وہ امر واقع کے معنی میں ہوتا ہے اور اسی طرح غالب طور پر رسول اللہ ﷺ کے کلام میں بھی ہوتا ہے۔ **(فینتفع بك ناس و یضربك آخرون)** ''مسلمان لوگ تم سے فائدہ حاصل کریں اور کافروں کو تم سے نقصان پہنچے''۔ یہ آپ کے معجزات یعنی سچی پیشین گوئیوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں عراق فتح کرایا جس سے بہت سے لوگوں نے ہدایت حاصل کی اور مسلمانوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور ان کے ہاتھوں بہت سے کفار ہلاک ہوئے اور انھوں نے نقصان اٹھایا۔ **(أمض)** ''پورا فرمایا''۔ **(البائس)** ''جس کی حاجت اور رحزن شدید ہو۔''

سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مہاجرین سابقین میں سے ہیں' غزوۂ بدر میں شریک ہوئے' وہ سبیعہ اسلمیہ کے شوہر تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر فوت ہوئے۔ ان کی وفات کے چند ایام بعد سبیعہ کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تمہاری عدت ختم ہوگئی' تم شادی کرنا چاہو تو کر سکتی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی حالت زار پر غم و دکھ کا اظہار فرمایا کیونکہ ان کی وفات مکہ میں ہوئی جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شہر میں اقامت پذیر ہونا پسند نہیں کرتے تھے' جس سے انھوں نے اس کی محبت کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہجرت کی تھی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس سعد بن خولہ کا ذکر اس لیے کیا تا کہ ان کا دل مطمئن ہو جائے کہ ان کی ہجرت قبول اور مکمل ہے۔

(یرثی له) ''اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے تھے۔'' آپ ان کے لیے غم اور افسوس اس لیے کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے تھے' میت کے محاسن بیان کر کے غم و افسوس نہیں کرتے تھے کیونکہ اس سے تو منع کیا گیا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی صحیح غرض کی خاطر اپنی بیماری وغیرہ کا اظہار کرنا جائز ہے مثلاً دوائی حاصل کرنے کے لیے یا کسی نیک آدمی سے دعا کرانے کے لیے' لیکن مرض کے اظہار میں اللہ تعالیٰ کا شکوہ یا عدم رضا نہ ہو نیز یہ صبر جمیل کے منافی نہ ہو۔

❷ مریض کی پیشانی پر ہاتھ رکھنا' اس کے چہرے اور تکلیف والے عضو پر ہاتھ پھیرنا اور اس مریض کی درازی عمر کے لیے دعا کرنا جائز ہے۔

❸ صدقہ و خیرات کرنے کے لیے نیت کا درست ہونا ضروری ہے' یعنی اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

❹ مال جمع کرنا مباح ہے اور جب تک صاحب مال اس کا حق ادا کرتا رہے گا اس جمع شدہ مال کو کنز نہیں کہیں گے۔

❺ ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔

❻ اہل و عیال پر مال خرچ کرنے سے بھی اجر ملتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے خرچ کیا جائے۔

❼ صلہ رحمی کرنے اور قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی ترغیب ہے نیز قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا' دور کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے افضل ہے۔

❽ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! انہیں ان کی ایڑیوں پر نہ لوٹا۔'' آپ نے یہ فرما کر مرض کے وقت ناامیدی کے تمام ذرائع بند فرما دیے نیز کوئی شخص وطن اور گھر کی محبت کی وجہ سے ہجرت سے لوٹنے کی امید نہ کرے۔

❾ حدیث اور سنت کے ذریعے سے قرآن کے مطلق کو مقید کرنا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء: ١١)

''اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو یا قرض کی ادائیگی کے بعد''۔

لیکن سنت نے اس وصیت کو ایک تہائی سے مقید کر دیا۔

❿ وارثوں کے مصالح اور ان کے درمیان عدل کا خیال رکھنا واجب ہے۔

٧۔ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ، وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ، وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۔ حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٦٤) (٣٣).

صحیح مسلم کی اگلی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ))

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے''۔

امام نووی رحمہ اللہ کو چاہیے تھا کہ وہ یہ دوسری روایت بیان کرتے تا کہ پہلی روایت جس میں ''تمہارے اعمال'' کا ذکر نہیں' اس سے وہ لوگ

دھوکے میں مبتلا نہ ہوں جو ایمان کو صرف دل تک محدود و محصور سمجھتے ہیں۔

غریب الحدیث☆ (لا ینظر إلی اجسامکم ولا إلی صورکم) ''وہ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا۔'' یعنی وہ تمہارے جسموں اور صورتوں کے مطابق جزا نہیں دیتا کیونکہ جزا و سزا کا دار و مدار انسان کی ذات پر بلکہ اس ذات سے متعلقہ افعال پر ہے۔ اسی طرح انسانی صفات جو انسان کے اختیار سے باہر ہیں جیسے گورا یا کالا ہونا اور لمبا یا چھوٹا ہونا وغیرہ' جزا و سزا کا دار و مدار ان پر نہیں ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ وہ اعمال باعث ثواب ہیں جو اخلاص اور حسن نیت سے کیے جائیں۔

❷ سب سے پہلے دل کی اصلاح ضروری ہے کیونکہ باقی اعضاء امر و نہی میں دل کے تابع ہوتے ہیں۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء درست ہو جاتے ہیں اور جب دل خراب ہو جاتا ہے تو باقی اعضاء بھی خراب ہو جاتے ہیں۔

❸ انسان اپنی نیت اور اعمال کے بارے میں جواب دہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں کو درست رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے اور ان کی درستی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح سنت سے راہنمائی ضروری ہے۔

٨۔ وَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَ يُقَاتِلُ رِيَاءً، اَيُّ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٨۔ حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص شجاعت و بہادری کی خاطر' ایک (خاندانی) حمیت کی خاطر اور ایک ریاکاری کی خاطر لڑتا ہے تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کی خاطر کون لڑتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١/٢٢٢۔ فتح)' و مسلم (١٩٠٤) واللفظ له.

غریب الحدیث☆ (حمیة) ''حمیت وغیرت'' جو خواہ خاندانی ہو یا قبائلی یا دوستوں کی۔ (ریاء) ''ریاکاری'' لوگوں کو دکھانے کے لیے لڑنا تاکہ وہ اس کے جوہر دیکھیں اور اس کی تعریف کریں۔ یہ ریاکاری عمل کو باطل کر دیتی ہے' اس کے بارے میں شارح کا رسالہ ''مبطلات الأعمال'' نہایت مفید ہے' نیز اس ریاکاری کا امت پر برا اثر پڑتا ہے۔ شارح نے اس پر اپنے رسالے ''الریاء و أثره السیيء في الأمة'' میں مفصل بحث کی ہے۔ (کلمة الله) ''اللہ کا کلمہ'' یعنی اسلام کی طرف اللہ تعالیٰ کی دعوت اور اس سے مراد اللہ کا دین ہے۔ مختلف روایات میں بیان ہوا ہے کہ قتال پانچ اشیاء کے سبب واقع ہوتا ہے: (۱) حصول غنیمت (۲) شجاعت دکھانے کے لیے (۳) ریاکاری کے لیے (۴) حمیت کے لیے (۵) اور غضب و غصے کے سبب۔ ان امور میں مدح و ذم موجود ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سائل کو نفی یا اثبات میں جواب نہیں دیا' بلکہ ایسے حکیمانہ انداز میں جواب دیا کہ ہر قسم کا شک والتباس دور ہو گیا اور بات سمجھ میں آ گئی' فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

''جو شخص صرف اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ (دین) بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔

یعنی جہاد وہی اللہ کی راہ میں متصور ہوگا جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے کیا جائے تاکہ دین اسلام غالب آ جائے۔ ہاں! اگر اس نیت سے جہاد کرتے ہوئے مال غنیمت حاصل ہو جائے یا شہرت حاصل ہو جائے جو آغاز میں مقصود نہیں تھی تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں' یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے' جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے' لیکن اس سے دل میں فخر و غرور نہیں آنا چاہیے۔ پس جو لوگ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں انہیں اس مسئلے میں بہت محتاط ہونا چاہیے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اعمالِ صالحہ کا دار و مدار نیتِ صالحہ پر ہے اور یہ حدیث ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) والی حدیث کی شاہد ہے۔

❸ جہاد کی فضیلت اسے حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔

❹ عمل کے سبب کے بارے میں سوال کرنا مستحب ہے نیز اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد کی حقیقت بیان فرمائی۔

❹ عمل سے پہلے علم ضروری ہے جیسا کہ سائل نے دریافت کیا کہ کون سا جہاد فی سبیل اللہ ہے؟ تاکہ اس کے معلوم ہونے کے بعد جہاد کرے۔

❺ دنیا کی حرص اور ایسے قتال کی مذمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے کیا جائے۔

۹۔ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْھِمَا فَالْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ)) قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: ((اِنَّہٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

۹۔ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں سونت کر مد مقابل آ جاتے ہیں تو پھر یہ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں“۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو قاتل ہے (اس لیے جہنمی ہے) مقتول جہنمی کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”اس لیے کہ وہ بھی اپنے ساتھی (مد مقابل) کے قتل کا حریص تھا“۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱/۸۵۔ فتح) واللفظ له، ومسلم (۲۸۸۸).

غریب الحدیث☆ (التقى المسلمان) ”جب دو مسلمان مد مقابل ہوں اور وہ دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے ہوں۔“

فقه الحدیث☆ ❶ انسان اس ارادہ معصیت پر عتاب الٰہی کا مستحق ہوگا جس کا اس نے اپنے دل میں پختہ عزم کیا اور اس کے ارتکاب کے لیے اسباب و وسائل بھی اختیار کیے' پھر اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے معاف کر دے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ پختہ ارادہ فعل کے قائم مقام متصور ہوگا' اگرچہ انسان کسی رکاوٹ کی وجہ سے اس میں کامیاب نہ ہوا ہو۔ اس کے لیے شارح کی کتاب "حادي الروح إلى أحكام التوبة النصوح" کا باب "توبة العاجز" نہایت مفید ہے۔

❷ دل میں پیدا ہونے والے وساوس قابل مواخذہ نہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تعلق ہے:

﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ﴾ (البقرۃ: ۲۸۴)

”جو تمہارے دلوں میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا“۔

تو یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے:-

﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ﴾ (البقرۃ: ۲۸۶)

”اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' اس کے لیے (اس کے فائدے میں) جو اس نے کمایا (نیکی) اور اس پر (اس کے لیے نقصان دہ) جو اس نے کمایا (گناہ)“۔

❸ مسلمانوں کو باہمی قتال سے بچنا چاہیے' کیونکہ اس طرح وہ کمزور اور بزدل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوگا۔

❹ جس قتال سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد وہ ہے جو دنیاوی غرض و غایت، سرکشی یا ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہو۔ ان مقاصد کے تحت مسلمانوں کا آپس میں قتال منع ہے۔ جہاں تک حق کی نصرت اور باغی گروہ سے لڑنے کا تعلق ہے تو وہ لڑنا جائز ہے حتیٰ کہ باغی گروہ حق کی طرف لوٹ آئے۔ کیونکہ اس طرح اگر مسلمانوں کے مابین پیدا ہونے والے اختلاف میں مسلمان گھروں میں بیٹھ جائیں اور تلوار

نیام میں ڈال لیں کہ ہمیں لڑنے سے منع کیا گیا تو پھر حدود معطل ہو جائیں' ظالم دندناتے پھریں اور وہ لوگوں کے اموال لوٹیں، خون بہائیں اور عزتیں لوٹیں۔ اسلام کا یہ منشا نہیں بلکہ وہ تو ظالموں کے ہاتھ روکنے اور انھیں توڑنے کا حکم دیتا ہے۔

❺ قاتل یہ حدیث اور مقتول دونوں جہنمی ہیں' اس سے مراد دائمی جہنمی ہونا نہیں۔ اس حدیث میں خوارج کے لیے دلیل نہیں جو گناہ گار کو کافر سمجھتے ہیں اور نہ معتزلہ کے حق میں ہے جو کبیرہ گناہ کے مرتکب کے جنت میں داخلے کا انکار کرتے ہیں اور اسے دائمی جہنمی سمجھتے ہیں' اہل السنہ کسی شخص کو گناہ کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیتے۔

١٠ - وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهِ فِيْ سُوْقِهِ وَ بَيْتِهِ بِضْعًا وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَ ذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَ حُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ' يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ، مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وقَوْلُهُ ﷺ: ((يَنْهَزُهُ)) هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّايِ: أَيْ يُخْرِجُهُ وَيُنْهِضُهُ.

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اس کی گھر یا بازار میں پڑھی ہوئی نماز سے بیس سے کچھ زائد درجے فضیلت رکھتی ہے' اس لیے کہ جب کوئی شخص وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز کے لیے مسجد میں آتا ہے اور نماز ہی اسے مسجد کی طرف لے جاتی ہے تو پھر وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے تو ہر قدم کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ پس جب مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ حالت نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک نماز اسے وہاں روکے رکھتی ہے اور فرشتے تمہارے ایک پر رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی تھی۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحم فرما' اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رجوع فرما (اور یہ دعائیں جاری رہتی ہیں) جب تک وہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے' جب تک وہ بے وضو نہ ہو''۔ (متفق علیہ) یہ لفظ صحیح مسلم کے ہیں۔

(ینهزه) یا اور ہاء پر زبر اور پھر زاء۔ اس کے معنی ہیں'' اسے نکالتی اور کھڑا کرتی ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/٥٦٤ـ فتح)، ومسلم (٦٤٩) (٢٧٢).

غريب الحديث☆ (البضع) باء کے نیچے زیر اور اوپر زبر' دونوں طرح۔ اس کا تین سے نو تک کی تعداد پر اطلاق ہوتا ہے۔ (احسن الوضوء) ''اچھی طرح وضو کیا۔'' (خُطوة) خاء پر پیش ہو تو اس کا معنی ہے ''دو قدموں کا درمیانی فاصلہ'' اور ''خَطوة'' خاء پر زبر ہو تو اس کا معنی ہے ''قدم'' (حُطَّ) ''مٹا دیا جاتا ہے'' (خطيئة) ''خطائیں گناہ'' (ما لم يحدث) ''جب تک بے وضو نہ ہو''۔

فقه الحديث☆ ❶ گھر یا بازار میں اکیلے نماز پڑھنا جائز ہے' کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتی تو پھر اسے ایک درجے کے برابر قرار نہ دیا جاتا۔

❷ بازار میں مسجد بنانا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے' کیونکہ وہاں اکیلے نماز پڑھنا جائز ہے تو پھر جماعت کے لیے وہاں مسجد بنانا بدرجہ اولی جائز ہے۔

❸ جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے بیس سے کچھ اوپر درجے فضیلت رکھتی ہے نیز اس فضیلت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ با جماعت نماز پڑھنا صرف مستحب ہے واجب نہیں بلکہ با جماعت نماز پڑھنا دلائل کی رو سے واجب ہے' جیسا کہ آپ نے نابینے صحابی سے فرمایا کہ اگر اذان سنتے ہو تو پھر مسجد میں آؤ۔ نیز جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے لیے تہدید اور وعید ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر با جماعت نماز ادا کرنا واجب ہے تو پھر اکیلے نماز پڑھنا کیسے جائز ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکیلے نماز پڑھنا جائز تو ہے لیکن جماعت ترک کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

❹ مذکورہ فضیلت اسے حاصل ہوتی ہے جو مسجد میں صرف اور صرف نماز کی نیت سے آئے جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''وہ شخص مسجد میں صرف اور صرف نماز کے لیے آئے......''

❺ فرشتے مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور بخشش طلب کرتے ہیں جیسا کہ سورۂ مومن (۷ تا ۹) میں اس کی وضاحت ہے۔

❻ ایک نماز سے دوسری نماز تک انتظار کرنا اور ایک مسلمان کا باوضو رہنا مستحب ہے۔

١١ ـ وَ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِيْمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ: فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَ اِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَ اِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۔ حضرت ابوالعباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ رکھی ہیں پھر انہوں نے اس کی وضاحت فرمائی کہ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے کر نہیں سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کر بھی لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دس گنا سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ ثواب لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے کرتا نہیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی شخص ارادے کے مطابق اس برائی کو کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہی برائی لکھتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/۳۲۳ـ فتح)، ومسلم (۱۳۱).

غريب الحديث☆ ﴿فيما يرويه عن ربه﴾ ''آپ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں''۔ ایسی حدیث کو حدیث قدسی کہتے ہیں اور یہ وہ حدیث ہوتی ہے جو آپ اپنے رب سے براہ راست الہام یا خواب کے ذریعے حاصل کرتے ہیں یا پھر فرشتے کے واسطے سے' جس میں سند کی نسبت اور اضافت رب کی طرف ہوتی ہے اور یہ قرآن سے مختلف ہوتی ہے' کیونکہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ (هَمَّ) ''عزم کیا' ارادہ کیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے علم کمال کا اظہار ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز' خواہ وہ ذرہ ہو یا اس سے بھی کوئی چھوٹی چیز ہو یا کوئی مخفی چیز ہو' وہ اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں۔

❷ فرشتے انسانوں کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں بندوں پر مامور کیا ہے جو ان کی حفاظت بھی کرتے ہیں اور ان کے اعمال بھی لکھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ کر لیتا ہے جبکہ لوگ انہیں بھول چکے ہوتے ہیں۔

❸ اللہ کے فضل و کرم اور اس کی وسعت اور رحمت کا اظہار ہوتا ہے کہ اس نے گناہوں کے بارے میں عدل فرمایا اور ان میں کسی قسم کا اضافہ نہیں فرمایا اور دل میں پیدا ہونے والے وساوس اور خیالات سے درگزر فرمایا جبکہ نیکی کا ارادہ کرنے پر ثواب عطا فرمادیا۔

❹ نیکی کے بارے میں سوچ بچار کرنا عمل کرنے کا باعث بنتا ہے۔

❺ گناہ کرنے سے پہلے سوچ بچار کرنا برائی سے بچنے کا باعث ہوتا ہے۔

۱۲۔ وَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى آوَاهُمُ الْمَبِيْتُ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ، فَقَالُوْا: اِنَّهٗ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ. قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَ كُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّ لَا مَالًا۔ فَنَاٰى بِيْ طَلَبُ الشَّجَرِ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدِيْ. اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ وَ الصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِيْ، فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهُ۔ قَالَ الْآخَرُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِيْ ابْنَةُ عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ)) وَ فِیْ رِوَايَةٍ: ((كُنْتُ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَاَرَدْتُهَا عَلٰى نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ، حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا))، وَ فِيْ رِوَايَةٍ:

۱۲۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی سفر پر روانہ ہوئے حتیٰ کہ رات ہوگئی اور وہ رات گزارنے کے لیے ایک غار میں داخل ہوگئے' پس تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر نیچے آئی اور اس نے غار کے منہ کو بند کردیا' پس انھوں نے سوچ بچار کے بعد کہا: اس چٹان سے نجات کا اور کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تم اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا: یا اللہ! میرے بوڑھے والدین تھے اور میں شام کو سب سے پہلے انہیں دودھ پلاتا تھا اور اہل وعیال نیز خادم و غلام کو بعد میں پلاتا تھا۔ ایک روز میں درختوں کی تلاش میں دور نکل گیا' جب شام کو واپس گھر آیا تو وہ دونوں سو چکے تھے' میں نے ان کے لیے دودھ دوہا اور لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ سو چکے تھے۔ میں نے انہیں جگانا پسند کیا نہ ان سے پہلے اہل وعیال یا خادم و غلام کو دودھ پلانا پسند کیا' پس میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور بچے بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے قدموں میں بلکتے اور چیختے چلاتے رہے۔ پس جب وہ بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنا شام کا دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا تو پھر ہمیں اس چٹان کی مصیبت سے نجات عطا فرما۔ پس پتھر تھوڑا سا سرکا لیکن ابھی وہ نکل نہیں سکتے تھے۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے اس قدر شدید محبت کرتا تھا جس قدر مردوں کو عورتوں سے ہوسکتی ہے' پس میں نے اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کردیا۔ لیکن جب ایک مرتبہ وہ قحط سالی سے دوچار ہوئی تو میرے

((فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، قَالَتْ: اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَ هِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَ تَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي اَعْطَيْتُهَا، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا. وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ وَ ذَهَبَ، فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ، فَجَاءَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! اَدِّ اِلَيَّ اَجْرِيْ، فَقُلْتُ: كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ: مِنَ الْاِبِلِ وَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ وَ الرَّقِيْقِ. فَقَالَ: يَاعَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْتَهْزِیءْ بِيْ، فَقُلْتُ: لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ، فَاَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پاس آئی' میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیے کہ وہ میرے ساتھ خلوت اختیار کرے۔ چنانچہ وہ اس پر تیار ہوگئی حتی کہ جب میں نے اس پر قابو پالیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا' تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور اس مہر (یعنی پردہ بکارت) کو ناحق نہ توڑ۔ (پس یہ سنتے ہی) میں اس سے دور ہوگیا حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اور پیاری تھی اور سونے کے دینار جو میں نے اسے دیے تھے' وہ بھی چھوڑ دیے۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو پھر ہم جس مصیبت سے دوچار ہیں ہمیں اس سے نجات دے۔ پس وہ چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی لیکن وہ اب بھی اس غار سے نکل نہیں سکتے تھے۔ اب تیسرے آدمی نے کہا: اے اللہ! میں نے کچھ مزدوروں کو اجرت پر رکھا تھا اور میں نے تمام مزدوروں کو ان کی اجرت دے دی سوائے ایک آدمی کے جو اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ پس میں نے اس کی اجرت کے پیسوں کو کاروبار میں لگا دیا حتیٰ کہ اس سے بہت سا مال بن گیا۔ پس کچھ مدت کے بعد وہ میرے پاس آیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میری اجرت مجھے ادا کردے۔ میں نے کہا: یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تجھے نظر آرہے ہیں' یہ سب تیری اجرت ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا۔ چنانچہ اس نے سارا مال لے لیا اور ہانک کر لے گیا اور اس میں سے کوئی چیز بھی نہ چھوڑی۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو پھر ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ پس وہ چٹان سرک گئی اور وہ سب باہر نکل کر چل دیے۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٤٤٩۔ فتح)، ومسلم (٢٧٤٣).

غريب الحديث☆ (نفر) یہ اسم جمع ہے جو آدمیوں کی مخصوص تعداد پر بولا جاتا ہے۔ اس لفظ سے واحد نہیں ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس نفر کی تعداد تین بتائی ہے۔ (آواهم المبيت) ''وہ رات گزارنے کے لیے غار کے اندر داخل ہوگئے۔'' (أغبق) ''میں شام کے وقت دودھ پلاتا تھا۔'' ہمزہ پر زبر' یہ ''غبوق'' سے ہے جس کا معنی ہے ''شام کے وقت پینا'' اور ''الصبوح'' کے معنی ہیں ''صبح کے وقت پینا۔'' اس کا معنی یہ ہے کہ میں سب سے پہلے بیوی، بچوں، غلام یا لونڈی کو دودھ نہیں پلاتا تھا بلکہ اپنے والدین کو سب سے پہلے پلاتا تھا۔ (نأی

بی طلب الشجر) میں اپنی بکریاں چرانے دور چلا گیا' اس لیے گھر واپس آنے میں تاخیر ہوگئی۔ (فلم أرح) ''میں نہیں لوٹا۔'' (برق الفجر) ''صبح روشن ہوگئی۔'' (یتضاغون) ''بھوک کی شدت کی وجہ سے وہ بلکنے اور چیخنے لگے۔ (اللھم إن کنت تعلم) ''اے اللہ! اگر تو جانتا ہے۔'' یہ الفاظ اس روایت میں تو نہیں لیکن بعض روایات میں ہیں' تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم کمال میں شک نہیں کیونکہ مومن تو یقینی طور پر جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے بلکہ اسے تو اپنے عمل کی قبولیت میں تردد ہے کہ آیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوا ہے یا نہیں اور یہ مومن کی صفات میں سے ہے کہ وہ اپنی ہر ممکن جدوجہد اور کوشش کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے کہ شاید اس کا عمل قبول نہ ہوا ہو۔ (اس کی تفصیل ''مبطلات الاعمال'' میں موجود ہے)۔ (ابتغاء وجھك) ''تیری رضا حاصل کرنے کے لیے'' یعنی خالص تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ بعض شارحین نے '' وجھه'' سے اس کی ذات مراد لیا ہے اور یہ لفظ لغت میں مشترک ہے لیکن راجح معنی یہی ہے کہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔ رضا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اگر ''وجھه'' سے رضا مراد لی جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار لازم نہیں آتا ہے' بلکہ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کو کسی قسم کی تاویل، تعطیل، تکییف، تمثیل، تحریف اور تفویض کے بغیر مانتے ہیں۔ ہم آیات کے وہ معانی نہیں کرتے جو متشابہ ہوں' جن کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہو' ہم تو علم کیفیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہمارا ایمان یہ ہے کہ وہ ثابت ہیں اور ان کی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ (ففرج عنا) ''ہم سے ہٹا دے'' یعنی انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان سے چٹان کو ہٹا دے یا ان کے لیے کوئی نکلنے کی راہ بنا دے۔ یہ دونوں معنی درست ہیں' کوئی اختلاف نہیں' کیونکہ چٹان کا ہٹ جانا دروازہ بنتا ہی ہے جس کا انھوں نے قصد کیا تھا۔ (فأردتھا عن نفسھا) میں نے اس سے وہ چیز طلب کی جو آدمی اپنی بیوی سے طلب کرتا ہے۔ (المت بھا) ''وہ اس (قحط) سے دوچار ہوئی۔'' (السنة) ''قحط سالی۔'' (لا تفض الخاتم) ''مہر کو مت توڑ۔'' مہر سے مراد پردہ بکارت ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ صحیح شادی کے بغیر میری عفت کو داغ دار نہ کر۔ (فثمرت أجره) ''میں نے اس کی اجرت کو کاروبار میں لگا دیا'' اور بہت سا مال بن گیا۔

فقه الحدیث ☆ ❶ تنگی اور تکلیف کے وقت دعا کرنا مستحب ہے' کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کے موجبات میں سے ہے۔ دیکھیے شارح کی کتاب ''النبذ المستطابة فی الدعوات المستجابة''

❷ نیک عمل کے ذریعے اور وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کو وسیلہ بنانا باعث قبولیت ہے۔ نیز نیک آدمی کی دعا کو وسیلہ بنانا بھی جائز ہے جبکہ توسل بالذات نہ ہو' باقی قبروں کو وسیلہ بنانا اس کی کوئی دلیل نہیں' یہ بدعت اور گمراہی ہے۔

❸ دعا کی قبولیت کے کچھ اسباب ہیں:۔

(الف) اخلاص کے ساتھ دعا کی جائے۔

(ب) خوشحالی کے لمحات میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا جائے' کیونکہ حدیث میں مذکورہ تینوں آدمیوں نے خوشحالی کے اوقات میں نیک اعمال کیے تھے اور اب تنگی و تکلیف کی حالت میں انھوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید سے دعا کی تو اس نے انہیں اس مشکل سے نجات دے دی۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ تم خوش حالی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو وہ تمہیں تنگی و تکلیف میں یاد رکھے گا۔

(ج) خشوع وخضوع اور الحاح وزاری سے دعا کی جائے۔

❹ والدین سے حسن سلوک سے پیش آنا' ان کی خدمت کرنا' اولاد اور اہل وعیال پر انہیں ترجیح دینا نیز ان کی خاطر مشقت برداشت کرنی چاہیے۔

❺ عفت وعصمت کی حفاظت کرنا نیز قدرت وارادے کے باوجود حرام کام سے بچتے رہنا چاہیے۔

❻ معصیت کو ترک کر دینا چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے' کیونکہ توبہ سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

❼ عہد کی پاسداری کرنی چاہیے' امانت ادا کرنی چاہیے نیز معاملات بہتر انداز سے نمٹانے چاہییں۔

❽ اولیاء اللہ اور صالحین کی کرامات بھی برحق ہیں۔ اولیاء وہ ہیں جو مومن اور متقی ہیں' وہ ریاکاری سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں' جبکہ جو لوگ اپنے ولی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور خرق عادت کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے آگ میں داخل ہونا، لوہے کی گرم سلاخ وغیرہ کو ہاتھ میں لے لینا وغیرہ' تو یہ نہ کرامت ہے اور نہ ولایت۔

❾ اللہ تعالیٰ کسی کے نیک عمل کو ضائع نہیں کرتا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس باب کا اختتام اس حدیث سے فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص کامیابی کی ضمانت ہے اور دین و دنیا کی کامیابی کا انحصار اخلاص پر ہے۔

٢ ـ بَابُ التَّوْبَةِ

قَالَ الْعُلَمَاءُ: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ، فَإِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ آدَمِيٍّ؛ فَلَهَا ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ:

اَحَدُهَا: اَنْ يُقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ.

وَالثَّانِي: اَنْ يَنْدَمَ عَلٰى فِعْلِهَا.

وَالثَّالِثُ: اَنْ يَعْزِمَ اَنْ لَا يَعُوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا۔ فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ.

وَ اِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِآدَمِيٍّ فَشُرُوْطُهَا اَرْبَعَةٌ: هٰذِهِ الثَّلَاثَةُ، وَ اَنْ يَبْرَاَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا؛ فَاِنْ كَانَتْ مَالًا اَوْ نَحْوَهُ رَدَّهُ اِلَيْهِ، وَ اِنْ كَانَتْ حَدَّ قَذْفٍ وَ نَحْوَهُ مَكَّنَهُ مِنْهُ اَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ، وَ اِنْ كَانَتْ غِيْبَةً اسْتَحَلَّهُ مِنْهَا.

وَ يَجِبُ اَنْ يَتُوْبَ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ، فَاِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ، وَ بَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِي. وَ قَدْ تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ اِجْمَاعُ الْاُمَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّوْبَةِ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور: ٣١]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ﴾ [هود: ٣]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ [التحريم:٨]

(۲) باب: توبہ کا بیان

علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے' اگر گناہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور بندے ہی کے درمیان ہے' کسی دوسرے بندے کے متعلق نہیں تو ایسے گناہ کے لیے توبہ کی تین شرطیں ہیں:۔

(۱) گناہ سے کنارہ کشی کرے۔

(۲) اس پر نادم ہو۔

(۳) پختہ عزم و ارادہ کرے کہ آئندہ یہ گناہ کبھی نہیں کرے گا۔

اگر ان میں سے ایک شرط بھی کم ہوئی تو توبہ صحیح نہیں ہوگی۔

اور اگر گناہ کا تعلق کسی دوسرے آدمی سے ہو تو پھر اس کی توبہ کے لیے چار شرطیں ہیں' تین تو پہلی جو بیان کی گئی ہیں اور چوتھی یہ کہ صاحب حق کا حق ادا کرے، اگر کسی کا مال وغیرہ ہو تو اسے ادا کرے، اگر کسی پر تہمت لگائی ہو تو پھر اس کی حد اپنے اوپر لگوائے یا پھر اس سے معافی مانگے اور اگر غیبت کی ہو تو اسے اس سے معاف کرائے۔

اور یہ ضروری ہے کہ وہ تمام گناہوں سے توبہ کرے' اگر وہ شخص بعض گناہوں سے توبہ کرے تو اہل حق کے نزدیک اس گناہ کے متعلق اس کی توبہ صحیح ہوگی اور جن سے توبہ نہیں کی ہوگی وہ گناہ اس کے ذمے باقی ہوں گے۔ وجوب توبہ پر کتاب و سنت کے بے شمار دلائل اور امت کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مومنو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' اور فرمایا: ''اور یہ کہ تم اپنے رب کی طرف استغفار کرو' پھر اس کی طرف رجوع کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مومنو! اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو۔''

شرح الآیات: توبہ ایک ایسا عمل ہے جس کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے' یہ انسان کی ابتدا اور انتہا ہے' انسان سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ جب بھی نادم ہو کر اللہ کے حضور آ جاتا ہے اور اپنے کیے ہوئے گناہوں کی معافی مانگ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے اور توبہ کا معنی ہی یہی ہے کہ بندہ اپنے گناہوں والی زندگی سے رجوع کر لیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رخ موڑ لیتا ہے' وہ اس طرح سچی اور محکم توبہ کرتا ہے کہ پھر اس طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ترقی کرتا کرتا اولیاء اللہ اور متقین کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے۔

توبہ ہر مسلمان پر فرض اور ضروری ہے' یہ فرض عین کا درجہ رکھتی ہے یعنی ہر شخص کو اپنے گناہوں کی خود معافی مانگنا ہوگی۔

اس پر قرآن وسنت سے بکثرت دلائل موجود ہیں' جیسے اس باب کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے' جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ توبہ فرض عین ہے۔ پس جس کی توبہ قبول ہوگی اس نے فلاح وکامیابی حاصل کر لی۔ آیت میں لفظ ''لعل'' تحقیق وتاکید کے معنی میں ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے استغفار کرو پھر میری طرف رجوع کرو' یعنی پہلے سابقہ گناہوں کی بخشش طلب کرو اور آئندہ ہونے والے گناہوں کے بارے میں میری طرف رجوع کرو۔ اسی طرح تیسری آیت میں فرمایا کہ میری طرف خالص توبہ کرو۔

توبۃ النصوح (سچی توبہ) کے بارے میں بیس سے زیادہ اقوال ہیں' جن میں سے تین نہایت اہم اور مشترک ہیں:۔

① تمام گناہوں کی معافی طلب کرنا کہ کوئی گناہ باقی نہ رہے۔

② پختہ عزم کے ساتھ توبہ کرنا کہ آئندہ ایسی غلطی اور گناہ نہیں کروں گا۔

③ اخلاص کے ساتھ توبہ کی جائے جس میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہو۔

پس ان تینوں چیزوں کا تعلق توبۃ النصوح سے ہے' پہلے قول کا تعلق گناہ سے ہے' دوسرے کا تعلق تائب سے ہے اور آخری کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے یعنی صدق، اخلاص اور تمام گناہ۔

بعض جاہل کہتے ہیں کہ توبۂ نصوح سے مراد نصوح نامی کوئی آدمی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں موجود تھا' اللہ تعالیٰ نے اس جیسی توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس رائے کا حامل شخص تفسیر وحدیث، فقہ اور معانی القرآن سے جاہل ہے۔

۱۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگتا اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۰۱۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (استغفر اللّٰہ) ''میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں'' اور مغفرت کا معنی ہے گناہ سے درگزر کرنا اور اسے تبدیل کر دینا۔ گناہوں کی معافی دو طرح کی ہے:۔

(الف) ختم کر دینا' مٹا دینا جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''گناہ کے بعد نیکی کرو' کیونکہ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی'' اور یہ مقام عفو ہے۔

(ب) گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دینا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان: ۷۰)

''پس ایسے لوگوں کی خطائیں اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔ اور یہ مقام مغفرت ہے۔

جو شخص ان دونوں صورتوں پر غور کرے گا تو اسے بہت لطیف سا فرق محسوس ہوگا کہ مغفرت میں عفو کی نسبت زیادہ مہربانی اور احسان ہے جبکہ انجام کے لحاظ سے دونوں میں خیر اور بشارت ہے۔

(أتوب إليه) "میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں" یعنی پکی توبہ کرتا ہوں۔ یہاں یہ اشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ نبی ﷺ تو معصوم ہیں ان کی توبہ واستغفار کا کیا معنی؟ اس میں کوئی اشکال نہیں' یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس مقام نبوت پر فائز کیا ہے' اس کا تقاضا ہے کہ شکر کے طور پر اس کی بہت زیادہ عبادت کی جائے لیکن وہ اتنی زیادہ عبادت کرنے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ حق عبادت ادا نہیں ہوسکا' اس لیے وہ اپنی تقصیر کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

آدم علیہ السلام سے اس کا آغاز ہوتا ہے:

﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرہ: ۳۷)

''پس آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی' بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

جد انبیاء ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس سلسلے کو جاری رکھا اور فرمایا:

﴿رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرۃ: ۱۲۸)

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنالے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت گزار رکھ اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا رحم وکرم کرنے والا ہے''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے:

﴿فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

''پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا: بے شک آپ کی ذات منزہ ہے' میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں''۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ اس قدر عبادت کرتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آجاتے' آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس قدر کیوں عبادت کرتے ہیں؟ آپ کے تو سارے گناہ معاف ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' نیز آپ کی توبہ واستغفار آپ کی امت کے لیے تشریع اور ان کی تعلیم ہے جیسا کہ حضرت اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ کی آنے والی حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ کسی چیز کے بارے میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے اگرچہ سامع کو اس بارے میں شک نہ بھی ہو۔

❷ امت کو توبہ واستغفار کی ترغیب ہے کہ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف تھے اس کے باوجود آپ کثرت سے استغفار کرتے تھے۔

❸ توبہ واستغفار کثرت سے کرنے کی تاکید' کیونکہ انسان سے گناہ تو سرزد ہوتے ہی رہتے ہیں اس لیے توبہ کرنی چاہیے' تاکہ عقیدہ آخرت بھی پختہ ہوتا رہے کہ اس اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

١٤ - وَ عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَآ اَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا

۱۴۔ حضرت اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو اور اس سے بخشش

إِلَى اللّٰهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ فَإِنِّيْ أَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

طلب کرو، کیونکہ میں ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۰۲) (٤٢) دون قوله: ((واستغفروه)) وبزيادة ((إليه)) بعد ((في اليوم)).

فقه الحديث☆ ❶ توبہ تمام انسانوں پر واجب ہے' کیونکہ امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے اور مخاطب کسی استثناء کے بغیر تمام لوگ ہیں۔

❷ توبہ کی قبولیت کے لیے اخلاص شرط ہے' جو شخص غیر اللہ کے لیے گناہ چھوڑ دے' جیسے کسی کے مال کی حرص و لالچ کی وجہ سے یا لوگوں کے عار دلانے کی وجہ سے یا گناہ کرنے سے عاجز آ جانے کی وجہ سے' یا پھر مخلوق کے ڈر کی وجہ سے تو ان تمام صورتوں میں توبہ قبول نہیں ہوتی' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں۔ اسی لیے توبہ کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ قرآن مجید میں اس کے بہت سے دلائل ہیں مثلاً:

﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ (التحريم: ۴)

''اور اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہو گئے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور: ۳۱)

''اے مومنو! تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو''۔

نیز اللہ تعالیٰ کا کھلا فرمان ہے:

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ أَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ أَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: ۱۴۶)

''وہ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا اور خاص اللہ کے فرمانبردار ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے اور عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو بڑا ثواب دے گا''۔

❸ استغفار کثرت سے کیا جائے اور توبہ کرنے میں جلدی کی جائے۔

۱۵۔ وَ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهِ وَ قَدْ أَضَلَّهُ فِيْ أَرْضِ فَلَاةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۔ حضرت ابوحمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی جنگل میں اپنا اونٹ گم کر دیا ہو اور پھر اس نے اسے پالیا ہو''۔ (متفق علیہ)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِيْنَ يَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَ شَرَابُهُ فَأَيِسَ مِنْهَا فَأَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا، وَ قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ

اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ اس کی طرف توبہ کرتا ہے' اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی جنگل میں اپنی سواری پر سوار ہو کہ اچانک وہ سواری اس سے چھوٹ جائے اور اس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو' وہ اس سے مایوس ہو کر کسی درخت کے سائے تلے آکر لیٹ جائے

إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَ أَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ))

جبکہ وہ اپنی سواری سے (مکمل طور پر) مایوس ہو چکا ہو کہ اتنے میں اچانک سواری اس کے سامنے آ کھڑی ہو اور وہ اس کی مہار تھام کر خوشی کی شدت میں کہہ دے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ شدت فرحت کی وجہ سے اس سے غلطی ہو جائے۔''

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۰۲ ـ فتح) ، ومسلم (۲۷٤۷) (۸) ـ والرواية الثانية عند مسلم (۲۷٤۷) (۷).

غريب الحديث ☆ (سقط على بعيره) ''اسے اپنی اونٹنی مل جائے'' یعنی غیر ارادی طور پر اور غیر متوقع طور پر کوئی چیز مل جائے۔ اسی طرح یہ مثال ہے ''على الخبير سقطت'' کہ تم واقف کار کے پاس پہنچے۔ (وقد أضله) ''جس نے اسے گم کر دیا ہو'' یعنی کسی شخص کا اونٹ گم ہو گیا ہو اور اسے اس کا کوئی علم نہ ہو۔ (بفلاة) ''وسیع و عریض خالی میدان'' بعض نے کہا کہ ایسا میدان جہاں درخت اور پانی وغیرہ نہ ہو لیکن یہ معنی حدیث کے خلاف ہے' کیونکہ اس میں درخت کا ذکر ہے۔ ﴿راحلته﴾ ''اس کی سواری'' جس پر سواری کرتا ہو' اونٹنی وغیرہ۔ (خطامها) ''اس کی مہار''۔

فقه الحديث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی خوش ہونا اس کی صفت ہے۔ اس کی یہ صفت ویسے ہی ہے جیسے اس کی شان جلال و کمال کو لائق ہے۔ اس صفت کے اثبات سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرح خوش ہوتا ہے' کیونکہ مخلوق تو کہیں کامیابی ملنے پر خوش ہوتی ہے تو کہیں نقصان کے پورا ہو جانے پر خوش ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی خوشی اور ایسے مواقع سے منزہ ہے۔ اسی لیے بعض لوگوں نے اس صفت میں بھی تاویل کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ ''اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے'' اس سے مراد اس کی رضا اور توبہ جلدی قبول کرنا ہے۔

یہ تاویل باطل ہے' کیونکہ اس طرح خالق کی صفت مخلوق سے متشابہ ہو جاتی ہے جبکہ انہیں یہ معلوم ہے کہ مخلوق کی صفت خالق کے لیے محال ہے' اس لیے انھوں نے اس صفت خوشی کو معطل سمجھا اور اس میں تاویل کی۔ یہ بات اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کے بارے میں کوئی بات کرنا اس کی تمام صفات کے بارے میں بات کرنے کے مترادف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان ان صفات کے وجود پر ایمان ہے جبکہ اس کی کیفیت کے بارے تو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیسے ہے۔ اس کی ہر صفت کا علم اسے ہی ہے نیز الفاظ کا مشترک ہونا ذوات کے مشترک ہونے پر دلالت نہیں کرتا ورنہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی نفی ہو جائے گی۔ پس اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اب یہ خوشی اس کی اپنی شان کے مطابق ہے اور مخلوق کی خوشی اس کی اپنی حیثیت عجز کے مطابق ہے۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات پر ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی صحیح سنت سے ثابت ہیں۔ ہم قرآن وحدیث سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں جانتے اور نہ مانتے ہیں' ہم ان صفات میں تاویل نہیں کرتے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے ہم انہیں ویسے ہی تسلیم کرتے ہیں اور اس نے اپنے بارے میں جس چیز کی نفی فرمائی ہے ہم اس کی نفی کرتے ہیں اور جس چیز کے بارے میں سکوت فرمایا ہے ہم بھی اس بارے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ أعلیٰ، أعلم، أحکم، أعز اور أجل ہے' نیز یہ صفت سنت سے ثابت ہے' لہٰذا سنت کا حکم قرآن کے حکم کی طرح واجب اتباع ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کا پتا چلتا ہے کہ وہ اس رحمت سے کس طرح گناہ گاروں کو معاف کر دیتا ہے اور ان سے درگزر فرماتا ہے نیز وہ نیکوکار اور تائب کا کیسے استقبال کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

❸ غیر ارادی طور پر کی جانے والی غلطی پر مؤاخذہ نہیں' جس طرح اس حدیث میں اس آدمی کا ذکر ہے کہ اس نے خوشی کی شدت سے ایک بہت ہی نامناسب کلمہ منہ سے ادا کر دیا' لیکن اس پر مؤاخذہ نہیں ہوا۔

❹ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز پر بھروسا اور توکل کرتا ہے تو وہ سہارا عین اس وقت ٹوٹ جاتا ہے جب اس کی بہت شدید ضرورت ہوتی ہے' کیونکہ وہ آدمی اس جنگل میں ویسے ہی نہیں سوگیا تھا بلکہ اسے اپنے زادِ سفر پر بڑا بھروسا تھا' جب اس نے اس پر بھروسا اور توکل کیا تو وہ اس سے جاتا رہا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا اس پر لطف و کرم نہ ہوتا تو وہ زادِ سفر اس کے پاس واپس نہ آتا۔

❺ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے میں خیر و برکت ہے' کیونکہ جب یہ شخص اپنی اونٹنی کے ملنے سے مایوس ہوگیا اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان فرمایا اور اس کی گم شدہ اونٹنی اسے واپس لوٹا دی۔

❻ کسی بات کو بہتر انداز میں سمجھانے کے لیے نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قریب المعنیٰ مثال بیان کر دینی چاہیے لیکن وہ مثال علمی ہو شرعی حدود و آداب سے متجاوز نہ ہو اور وہ عبث نہ ہو۔

❼ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔

١٦ ۔ وَ عَنْ اَبِيْ مُوسٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ، وَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۔ حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت برائی کرنے والا توبہ کر لے اور وہ دن کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت برائی کرنے والا توبہ کر لے (یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٥٩).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا اثبات کہ اس کے دو ہاتھ ہیں مگر وہ ایسے ہیں جیسے اس کی شان جلال و کمال کے لائق ہے اور ان کی کیفیت کے بارے میں وہی بہتر جانتا ہے' اس لیے ان پر ایمان لانا واجب ہے اور ان کے بارے میں یہ سوال نہ کرنا بھی واجب ہے کہ وہ کیسے ہیں؟ سلف صالحین کا یہی عقیدہ و مذہب ہے اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے فقط اس کی قدرت اور فضیلت مراد لے تو یہ معقول و منقول دلائل کے خلاف ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔

❸ توبہ کی قبولیت کی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے سورج ہو جو قربِ قیامت کی نشانی ہے۔

١٧ ۔ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٠٣).

غريب الحديث☆ (تاب الله عليه) ''اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔''

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے' ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے' بشرطیکہ وہ توبہ حالت تمکن و اختیار میں ہو اور اس حالت سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے والا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾

(الانعام: ۱۵۸)

''جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔''

پس جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو پھر سبھی ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی شخص کا ایمان لانا اس کے لیے نفع مند اور مفید نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری (۸/۲۹۷ فتح) میں حدیث ہے۔

۱۸۔ وَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۸۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ عزوجل بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرما لیتا ہے جب تک وہ حالت نزع کو نہ پہنچ جائے''۔ (ترمذی حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده۔ أخرجه الترمذي (۳۵۳۷)، وابن ماجه (۴۲۵۲)، و أحمد (۶۱۶۰ و ۶۴۰۸)، والبغوي في ((شرح السنة)) (۱۳۰۶)، وابن حبان (۲۴۴۹)، والحاكم (۴/۲۵۷).

عبدالرحمٰن بن ثابت کے علاوہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور وہ صدوق ہے اور کبھی غلطی کرتا ہے' اس کی حدیث حسن درجے کی ہے۔ حضرت ابوذر اور بشیر بن کعب کی حدیث اس کے شواہد میں سے ہے، گویا امام نووی رحمہ اللہ نے اسی لیے شرح مسلم (۱۷/۲۵) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

غريب الحديث☆ (ما لم يغرغر) ''جب تک وہ حالت نزع کو نہیں پہنچتا'' یعنی جب تک روح حلقوم تک نہیں پہنچتی یعنی اس پر حالت نزع طاری ہونے سے پہلے۔ نزع کی حالت میں حلق سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے مریض کسی چیز کے غرارے کرتا ہے۔ اس لیے اسے غرغرہ کہا گیا۔

فقه الحديث☆ ❶ حالت نزع طاری ہونے پر توبہ قبول نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النساء :۱۷)

''اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آ جائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے''۔

پس جس نے موت سے پہلے توبہ کر لی تو گویا اس نے جلد توبہ کر لی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا﴾ (النساء : ۱۸)

''ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی اور ان کی بھی توبہ قبول نہیں جو کفر ہی پر مر جائیں' یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

مالک بن ریب نے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

يقولون لا تبعد وهم يدفونني — واين مكان البعد الا مكانيا

''وہ مجھے کہتے ہیں دور نہ جا! حالانکہ وہ مجھے دفنا رہے ہیں تو پھر میرے اس مکان سے دور اور کون سا مکان ہے''۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی توبہ قبول نہیں فرمائی جو اس نے غرق ہوتے وقت کی تھی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝﴾

(یونس: ۹۰-۹۲)

''اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم و زیادتی کے ارادے سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں' اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے؟ پہلے سرکشی کرتا اور مفسدوں میں داخل رہا؟ سو آج ہم تیری لاش کو بچائیں گے تاکہ تو ان کے لیے نشان عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔''

◆ اس لیے توبہ کی شروط میں سے ہے کہ آدمی اس حالت تک پہنچنے سے پہلے پہلے توبہ کرلے جس حالت میں عموماً زندگی کے آثار ختم ہو جاتے ہیں۔

۱۹۔ وَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ: اَتَیْتُ صَفْوَانَ ابْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ یَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ: اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًی بِمَا یَطْلُبُ، فَقُلْتُ: اِنَّهٗ قَدْ حَكَّ فِيْ صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَ الْبَوْلِ، وَ كُنْتَ امْرَءًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ: هَلْ سَمِعْتَهٗ یَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ شَیْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ' كَانَ یَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفْرًا. اَوْ مُسَافِرِیْنَ. اَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَّ لَیَالِیَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ' لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَ بَوْلٍ وَ نَوْمٍ. فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهٗ یَذْكُرُ فِي الْهَوٰی شَیْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَبَیْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهٗ جَهْوَرِيٍّ: یَا مُحَمَّدُ! فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهٖ: ((هَاؤُمُ)) فَقُلْتُ لَهٗ: وَیْحَكَ

۱۹۔ حضرت زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھنے کے لیے آیا تو انھوں نے کہا: اے زر! کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: علم حاصل کرنے کے لیے۔ انھوں نے فرمایا: فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں' اس (علم دین) سے خوش ہو کر جو وہ حاصل کرتا ہے۔ پس میں نے کہا: پیشاب اور پاخانے کے بعد موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں میرے سینے میں تردد سا ہے' چونکہ آپ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں اس لیے آپ سے مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں' کیا آپ نے نبی ﷺ کو اس بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! آپ ہمیں حکم فرماتے تھے' جب ہم مسافر ہوتے کہ ہم جنابت کے علاوہ تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں' لیکن پیشاب' پاخانے اور نیند کی صورت میں (جرابوں پر مسح کرتے تھے' انہیں اتارتے نہیں تھے)۔ میں نے ان (صفوان) سے دوسرا سوال یہ کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو محبت کے بارے میں بھی کچھ کہتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! ہم ایک سفر

اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَ قَدْ نُهِيتَ عَنْ هٰذَا! فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَغْضُضُ. قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: اَلْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَ لَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**)) فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَابًا مِنَ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةُ عَرْضِهٖ أَوْ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهٖ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا. قَالَ سُفْيَانُ أَحَدُ الرُّوَاةِ. ((**قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ**)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ وَ قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' پس ہم آپ کے پاس ہی تھے کہ ایک دیہاتی نے باآواز بلند آپ کو آواز دی: اے محمد! رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح بلند آواز سے جواب دیا: ''ہاں! میں یہاں ہوں۔'' پس میں نے اس دیہاتی سے کہا: افسوس ہے تجھ پر! اپنی آواز پست کر' اس لیے کہ تم نبی ﷺ کی خدمت میں ہو اور تمہارے لیے اس طرح بلند آواز سے بولنا جائز نہیں ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں آواز پست نہیں کروں گا۔ اس دیہاتی نے مزید کہا: (اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے) جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس سے محبت کرتا ہے روز قیامت وہ انہی کے ساتھ ہوگا''۔ پس آپ ہم سے باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے مغرب کی جانب ایک دروازے کا ذکر فرمایا' جس کی چوڑائی کی مسافت چالیس یا ستر سال ہے یا فرمایا کہ اس کی چوڑائی اتنی ہے کہ ایک سوار چالیس یا ستر سال چلتا رہے۔ (اس حدیث کے) ایک راوی سفیان نے کہا (کہ آپ نے فرمایا): ''وہ دروازہ شام کی جانب ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اس روز پیدا فرمایا جب اس نے آسمان و زمین کو تخلیق فرمایا اور وہ اسی وقت سے توبہ کے لیے کھلا ہے' وہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک سورج اس (مغرب) سے طلوع نہ ہو (سورج جب مغرب سے طلوع ہوگا تو قیامت آ جائے گی)۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث:☆ صحیح بطرقه أخرجه الترمذی (۳۵۳۵ و ۳۵۳٦)، و ابن ماجه (٤٠٧٠)، وأحمد (٤/۲۳۹۔ ۲٤٠، ۲٤۱)، والطیالسی (۲۷٦۷ ـ منحة المعبود)، والحمیدی فی مسنده (۸۸۱)، و عبد الرزاق فی ((المصنف)) (۷۹۳، ۷۹۵)، و ابن حبان (۱۸٦ ـ موارد)، والطبرانی ((الکبیر)) (۷۳۵۲، ۷۳۵۳، ۷۳۵۹، ۷۳٦٠، ۷۳٦۱، ۷۳٦۵، ۷۳۸۸)، و ابن نعیم فی ((الحلیة)) (۷/۳٠۸)، و ابن خزیمة (۱۹۳)، والبغوی فی ((شرح السنة)) (۱۳۱۵)' و ((معالم التنزیل)) (۲/۱٤٤)، و ابن جریر الطبری فی ((جامع البیان)) (۸/۷۲)، والبیهقی (۱/۲۷٦)، و ابن عدی فی ((الکامل)) (۵/۱۸٠٦).

یہ سب عاصم بن ابو نجود کے طریق سے زر بن حبیش سے اور وہ صفوان بن عسال سے روایت کرتے ہیں' شارح کہتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے' عاصم کے علاوہ سب راوی ثقہ ہیں وہ حسن الحدیث ہے۔ زبید الیامی نے اس کی متابعت کی ہے۔

یہ زبید بن حارث یامی ہیں جو ثقہ' ثبت اور عابد ہیں' لہٰذا حدیث صحیح ہے۔

غریب الحدیث☆ **(ماجاء بك)** ''تم کیسے آئے ہو'' یعنی تمہیں کون سی چیز یہاں لائی؟ **(ابتغاء العلم)** ''علم حاصل کرنے کے لیے۔'' **(تضع أجنحتها)** ''وہ (فرشتے) اپنے پَر بچھاتے ہیں'' جس سے ان پر سکینت طاری ہو جاتی ہے اور یہ طالب علم کے علم کی توقیر و اکرام کے

لیے کرتے ہیں۔ (حك في صدري) ''میرے سینے یعنی میرے دل میں شک اور تردد ہوا''۔ (الغائط) ''پاخانہ' قضائے حاجت کی جگہ' پست زمین۔'' (سفرا) جمع سافر' اس کا معنی ہے ''مسافر''۔ (خفافنا) واحد خف' موزہ و جراب وغیرہ جو انسان اپنے پاؤں پر پہنتا ہے۔ (الجنابة) ''جنابت'' اس کا لغوی معنی دوری ہے' شرع میں اس سے مراد وہ کیفیت ہے جو غسل کو واجب کردے' خواہ وہ غسل جماع سے ہو یا انزال و احتلام کی وجہ سے اور اس کا نام جنابت اس لیے رکھا گیا کہ اس حالت میں انسان صبح کے وقت بعض عبادات سے دور رہتا ہے جبکہ وہ عام معمول میں وہ عبادت کیا کرتا تھا' اب جب تک غسل نہیں کرے گا اس عبادت سے دور رہے گا' اس لیے جنابت کا معنی ہے دوری۔ (لكن من غائط) ''لیکن پیشاب وغیرہ کی وجہ سے'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم مسح کی مدتِ مذکورہ میں جنابت کی وجہ سے تو موزے اور جرابیں وغیرہ اتاریں لیکن پیشاب' پاخانے یا نیند کی وجہ سے نہ اتاریں۔ (الهوى) ''محبت''۔ (أعرابي) ''دیہاتی' بدوی'' اعراب کی طرف نسبت ہے' جو دیہات اور جنگل کے رہنے والے ہوتے ہیں۔ (جهوري) ''بہت بلند آواز''۔ (نحوا من صوته) ''اس کی آواز کی طرح'' یعنی اس جیسی بلند آواز۔ (هاؤم) ''ہاں! میں یہاں ہوں''۔ (ويحك) یہ کلمہ رحم ہے اور یہ ایسے شخص کے بارے میں بولا جاتا ہے جو کسی ناگوار مسئلے سے دوچار ہو جائے' جس کا وہ مستحق نہیں۔ (اغضض من صوتك) ''اپنی آواز پست رکھ''۔ (لما يلحق بهم) ''ان کو نہیں ملا'' یعنی ان جیسے با کمال اعمال نہیں کیے۔

فقه الحديث☆ ❶ علم حاصل کرنے کی ترغیب۔

❷ اگر دین کے بارے میں کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو پھر اہل علم سے پوچھ لینا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل :۴۳)

''اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو''۔

❸ سائل عالم سے دلیل کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ آیا یہ مسئلہ نص سے ثابت ہے یا آپ نے اپنے اجتہاد سے بیان کیا ہے اور عالم کو چاہیے کہ اس پوچھنے سے ناراض نہ ہو' کیونکہ جو فتویٰ با دلیل ہو وہ صدق اور اخلاص پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (البقرہ : ۱۱۱)

''کہہ دیجئے اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو''۔

❹ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے اور مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات جبکہ مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ حدیث میں ''جوربین، نعلین' تساخین'' کے الفاظ ہیں' ان سب کا ایک ہی حکم ہے' اس بارے میں کتب فقہ میں تفصیل ہے' شیخ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ نے اس پر ایک رسالہ مرتب کیا ہے' شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس پر تعلیق کی ہے اور اس کی احادیث کی تحقیق و تخریج شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے کی ہے۔

❺ جرابوں پر مسح کرنا پاؤں دھونے کے قائم مقام ہے' جب پیشاب، پاخانہ یا نیند کے بعد وضو کی ضرورت ہو۔ جبکہ حدث اکبر جیسے جنابت' حیض اور نفاس وغیرہ کی کیفیت ہو تو پھر جرابوں کو اتارنا ضروری ہے۔

❻ علماء اور اہل فضل کی مجالس میں ادب کا پہلو مدنظر رہنا چاہیے اور آواز پست رکھنی چاہیے۔

❼ جاہل شخص کو حسن ادب اور اچھے اخلاق کی تعلیم دینی چاہیے۔

❽ نیک لوگوں کی مجلس اختیار کرنی چاہیے اور ان سے محبت کرنی چاہیے' کیونکہ آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔ آدمی اپنے خلیل (دوست) کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا آدمی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے' کیونکہ محبت کی یہ حالت ہے کہ وہ محب کو اپنے طریق کی طرف کھینچ لیتی ہے اور اسے اپنی اطاعت پر لگا لیتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صاحب (ساتھی) ساحب

(کھینچنے والا) ہوتا ہے۔

❾ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

❿ توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے نیز انسان کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے اور اس دن کے آنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جب ندامت اور افسوس کسی کام نہیں آئیں گے۔

۲۰۔ وَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰى رَاهِبٍ، فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ نَفْسًا، فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ ، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ: اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَ مَنْ يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ التَّوْبَةِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰى الْاَرْضِ كَذَا وَ كَذَا، فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ اِلٰى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتّٰى اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ. فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَ قَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ. اَيْ حَكَمًا۔ فَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ، فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ: ((فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا))

۲۰۔ حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے، پس اس نے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک راہب (پادری) کے بارے بتایا گیا، پس وہ اس کے پاس آیا اور بتایا کہ اس (میں) نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس (راہب) نے کہا: نہیں، پس اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور اس طرح اس نے سو آدمیوں کے قتل کی تعداد کو مکمل کیا۔ اس نے پھر کسی بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا، وہ اس کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ اس نے سو آدمی قتل کیے ہیں، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس (عالم) نے کہا: ہاں! اور کون ہے جو اس کے اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو؟ ایسے کرو تم فلاں جگہ چلے جاؤ، کیونکہ وہاں کے لوگ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، پس تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو اور سنو اپنی زمین کی طرف واپس نہ آنا، کیونکہ وہ برائی کی زمین ہے۔ پس وہ اس (بستی) کی طرف روانہ ہو پڑا، ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ اسے موت آ گئی (اب اس کی روح قبض کرنے کے لیے) رحمت اور عذاب کے فرشتے آ گئے اور دونوں کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: وہ تائب ہو کر آیا تھا اور اللہ کی طرف دل کی توجہ سے آیا تھا (ہم اس کی روح قبض کریں گے)۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کبھی نیکی و بھلائی کا کام کیا ہی نہیں (لہٰذا یہ جہنمی ہے)۔ پس ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اپنے درمیان حَکَم (فیصل) بنا لیا، اس نے کہا: دونوں زمینوں کی درمیانی مسافت کی پیمائش کرو، وہ ان دونوں میں سے جس کے قریب ہو گا وہی اس کا حکم

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: ((فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَ قَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدُوْهُ إِلٰى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ))، وَ فِي رِوَايَةٍ: ((فَنَأَى بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا)).

ہوگا۔ پس انھوں نے اسے ناپا تو' اس کو اس زمین کے زیادہ قریب پایا جس طرف جانے کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح کو قبض کرلیا۔'' (متفق علیہ)

صحیح ہی کی ایک روایت میں ہے: ''وہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف ایک بالشت قریب تھا' لہٰذا اسے اس بستی کے نیک لوگوں میں سے کردیا گیا۔''

نیز صحیح ہی کی ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آرہا تھا) کہا کہ دور ہوجا اور اس زمین کو (جس طرف جارہا تھا) کہا کہ قریب ہوجا اور پھر فرمایا کہ ان دونوں زمینوں کی درمیانی مسافت کو ناپو (جب انھوں نے ناپا) تو انھوں نے اسے نیک لوگوں کی بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا تو اسے بخش دیا گیا''۔ اور ایک روایت میں ہے: ''وہ اپنے سینے کے سہارے سرک کر دوسری طرف ہوگیا۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥١٢ ـ فتح) و مسلم (٢٧٦٦).

غريب الحديث☆ (راهب) ''پادری'' بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد کا ہے' کیونکہ سورۂ حدید میں ہے کہ رہبانیت کی بدعت ان کے بعد ایجاد ہوئی۔ (من يحول) ''کون حائل ہوسکتا ہے؟'' (نصف الطريق) ''آدھی مسافت''۔ (أدنى) ''زیادہ قریب''۔ (فَنَأَى بَصدره) ''وہ سینے کے سہارے سرک کر دوسری طرف ہوگیا'' یعنی موت کی تکلیف کے باوجود بڑی مشکل سے سرک کر اس طرف ہوگیا۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ ونصیحت میں بڑی حکمت سے مثالیں بیان کیں' کیونکہ دل اس بات کی طرف میلان رکھتے ہیں اور اسی کی اقتدا کرتے ہیں جو ان سے میل اور تعلق ونسبت رکھتی ہو۔

❷ بنی اسرائیل کی روایات بیان کرنا جائز ہے' کیونکہ ان میں عجائب ہیں لیکن ہم ان کی تصدیق کریں گے نہ تکذیب' سوائے اس کے جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق یا تکذیب کی ہو۔

❸ انسان میں خیر اور بھلائی فطری طور پر ودیعت ہے جب کہ شر اور برائی اس نفس میں داخل کرنی پڑتی ہے اور جب نیکی اور برائی کا ٹکراؤ ہو تو انسان میں نیکی اختیار کرنے اور اس پر استقامت اختیار کرنے کی استعداد ہوتی ہے۔

❹ عالم کو کم عبادت کے باوجود جاہل پر اس کی زیادہ عبادت کے باوجود فضیلت حاصل ہے' کیونکہ جاہل عابد بعض اوقات برائی کا شکار ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے خیال میں سمجھتا ہے کہ وہ اچھا کام کررہا ہے' اس طرح وہ خود بھی ہلاک ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص دعوت واصلاح کا بیڑا اٹھائے اسے شرعی علم سے واقفیت ہونی چاہیے ورنہ اس کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ہوگا۔

❺ عالم نورِ حق کے ذریعے راہنمائی کرتا ہے اور علم کے ذریعے ہدایت کی توفیق ملتی ہے جو فائدہ پہنچاتی ہے۔

- ❼ عالم اور داعی کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف اس انداز سے بلائے کہ انہیں خوشخبری بھی سنائے' انہیں نفرت نہ دلائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت سے مایوس ہو جائیں۔
- ❽ تمام گناہوں کے لیے خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ' توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور سچے دل سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔
- ❾ فرشتے بنی آدم کے ساتھ مقرر ہیں اور ان کا اجتہاد انسان کے مطیع ہونے یا عاصی و گناہگار ہونے میں مختلف ہو سکتا ہے اور پھر اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرماتا ہے نیز فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں۔
- ❾ جس بستی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو وہاں سے ایسی جگہ نقل مکانی کرنا مشروع ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو یا پھر اس بستی کے رہنے والے پہلی بستی کے رہنے والوں سے کم گناہ کرتے ہوں' نیز تائب کو اپنے احوال میں تبدیلی لانی چاہیے اور برائیوں کی جگہ اچھے اور نیک اعمال کرنے چاہییں۔
- ❿ اہل علم، اہل تقویٰ اور اہل صلاح کی ہم نشینی اختیار کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور شیطان کو رسوا کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔
- ⓫ نیک لوگوں کے پاس جانے میں مشقت برداشت کرنا سچی توبہ کی دلیل ہے۔
- ⓬ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کرتا ہے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو جاتا ہے خواہ وہ اپنی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔
- ⓭ اختلاف کی صورت میں کسی اہل خرد و دانش کو فیصل مقرر کر لینا چاہیے۔
- ⓮ جب دلائل اور احوال میں تعارض ہو اور حاکم کے پاس بہت سے دلائل ہوں تو پھر حاکم کو قرائن کی بنیاد پر ترجیح دینی چاہیے۔
- ⓯ نیک آدمی کو فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے' کیونکہ فرشتوں میں اختلاف کی صورت میں فرشتے نے آدمی کی صورت میں پیش ہو کر فیصلہ کیا تھا۔
- ⓰ نیز یہ ثابت ہوا کہ جو شخص عمداً قتل کر دے تو اس کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے' اگرچہ یہ حدیث سابقہ امتوں میں سے کسی شخص کے بارے میں ہے لیکن اگر اس امت کے قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے تو ہماری امت کے لیے تو بدرجہ اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

٢١۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَ كَانَ قَائِدَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَنِيهِ حِيْنَ عَمِيَ' قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِهِ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ. قَالَ كَعْبٌ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَ لَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ، اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ الْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ. وَ لَقَدْ

۲۱۔ عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے اور یہ (عبداللہ) حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیٹے تھے اور ان کی راہنمائی کرتے تھے جب وہ (کعب) نابینا ہو گئے تھے۔ عبداللہ کہتے ہیں: میں نے کعب رضی اللہ عنہ کو اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو بھی جہاد کیا میں آپ سے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوۂ تبوک کے' اگرچہ میں غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہا تھا لیکن اس میں پیچھے رہ جانے والے کسی ایک پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں کیا گیا تھا' اس لیے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام قریش کے ایک قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمنوں

شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَ إِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا. وَ كَانَ مِنْ خَبَرِيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللّٰهِ! مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَ اسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَ مَفَازًا، وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيْرًا، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَانَ. قَالَ كَعْبٌ: فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى بِهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيٌ مِنَ اللّٰهِ، وَ غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ فَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ، وَ طَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُ، فَأَرْجِعُ وَ لَمْ أَقْضِ شَيْئًا، وَ أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: أَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ إِذَا أَرَدْتُ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ، وَ لَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَ لَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَ تَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، فَيَا لَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِيْ، فَطَفِقْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْزُنُنِيْ أَنِّيْ

کو کسی وعدے کے بغیر ہی ایک دوسرے سے ملا دیا۔ میں عقبہ کی رات (منیٰ میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جب ہم نے اسلام پر عہد وفا باندھا تھا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لیے اس (عقبہ کی رات) کی جگہ بدر کی حاضری ہو' اگرچہ بدر کا چرچا لوگوں میں اس (عقبہ) سے زیادہ ہے۔ جب میں غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہا تھا' وہ واقعہ اس طرح ہے کہ میں اتنا قوی اور خوش حال کبھی نہیں تھا جتنا میں اس غزوے سے پیچھے رہ جانے کے وقت تھا' اللہ کی قسم! میرے پاس اس سے پہلے کبھی بھی دو سواریاں اکٹھی نہیں ہوئی تھیں حتیٰ کہ اس غزوہ میں میرے پاس دو سواریاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو اس میں کسی اور سمت کا توریہ فرماتے تھے (یعنی اصل سمت چھپاتے تھے) حتیٰ کہ یہ غزوہ تبوک ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ شدید گرمی میں کیا' سفر دور دراز اور ایسے بیابان کا تھا جہاں پانی بھی کم تھا اور مد مقابل بہت بڑا لشکر تھا' اس لیے آپ نے مسلمانوں کے معاملے کو ان کے سامنے واضح کر دیا تا کہ وہ اس کے مطابق خوب تیاری کر لیں' آپ نے سمت کا بھی تعین فرما دیا تھا جہاں آپ جانا چاہتے تھے۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں تھے اور کوئی ایسی کتاب یعنی رجسٹر نہیں تھا جس میں ان کے نام لکھ کر محفوظ کیے ہوتے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی غزوے سے غائب رہتا تو وہ یہی گمان کرتا کہ وہ آپ سے مخفی رہے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ اس وقت فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور ان کا سایہ بھی خوشگوار تھا اور مجھے یہ چیزیں بڑی مرغوب تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کی' میں بھی صبح کو آتا تا کہ آپ کے ساتھ تیاری کروں لیکن میں کچھ کیے بغیر ہی واپس چلا جاتا اور اپنے دل میں کہتا: میں اس پر پوری طرح قادر ہوں جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا۔ پس میری یہی صورت حال رہی حتیٰ کہ باقی لوگ اپنی تیاری میں مصروف رہے۔ پس ایک روز ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان آپ کے

لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً، اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَ لَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ، فَقَالَ وَ هُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ: ((**مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟**)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ، وَ النَّظَرُ فِيْ عِطْفَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَبَيْنَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُبْيِضًا يَزُوْلُ بِهِ السَّرَابُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ**)) فَاِذَا هُوَ اَبُوْخَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَ هُوَ الَّذِيْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ، قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوْكَ حَضَرَنِيْ بَثِّيْ، فَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَ اَقُوْلُ: بِمَ اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا وَ اَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِنْ اَهْلِيْ، فَلَمَّا قِيْلَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّيْ لَمْ اَنْجُ مِنْهُ بِشَيْءٍ اَبَدًا، فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ، وَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا، وَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَ يَحْلِفُوْنَ لَهٗ، وَ كَانُوْا بِضْعًا وَ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَ بَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَ وَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى جِئْتُ. فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ: ((**تَعَالَ**)) فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِيْ: ((**مَا خَلَّفَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ!**)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ

ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوگئے اور میں نے اپنی تیاری کے بارے میں کچھ بھی نہ کیا تھا۔ میں پھر صبح کو آیا اور واپس چلا گیا لیکن کوئی فیصلہ نہ کر پایا۔ پس یہ کیفیت دراز ہوتی گئی اور صحابہ کرام تیزی سے آگے بڑھتے گئے اور جہاد کا معاملہ بھی آگے بڑھتا گیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی سفر کا آغاز کروں گا اور انہیں جا ملوں گا' کاش! میں ایسا کر لیتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد جب میں لوگوں کی طرف آتا تو مجھے بس وہی لوگ نظر آتے جو اپنے نفاق کی وجہ سے مطعون تھے یا وہ لوگ نظر آتے جو ضعیف تھے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور تھے۔ پس یہ صورت حال مجھے محزون و مغموم کر دیتی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد نہیں فرمایا حتیٰ کہ آپ تبوک پہنچ گئے' آپ تبوک میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا: ''کعب بن مالک نے کیا کیا؟'' بنوسلمہ کے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھنے نے اسے روک لیا ہے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا: تم نے برا کہا' اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم نے تو اس میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے' اتنے میں آپ نے ایک سفید پوش شخص کو ریگستان سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''ابوخیثمہ ہو۔'' پس وہ ابوخیثمہ انصاری ہی تھے' جنھوں نے ایک صاع کھجور صدقہ کیا تو منافقوں نے انہیں طعنہ دیا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں تو مجھ پر غم طاری ہونے لگا اور میں جھوٹ کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگا اور میں کہتا کہ میں کل آپ کی ناراضی سے کیسے بچوں گا؟ میں نے اس بارے میں اپنے گھر کے ہر عقلمند شخص سے مدد کی درخواست کی۔ اور جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اب تشریف لانے والے ہیں تو تمام باطل خیالات مجھ سے زائل ہوگئے حتیٰ کہ میں سمجھ گیا کہ میں آپ سے اس طرح کی کسی چیز کے ذریعے بچ نہیں سکوں گا تو پھر میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ

اللّٰهِ! اِنِّي وَاللّٰهِ! لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ اَنِّي سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ؛ لَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا، وَ لٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَ اِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عُقْبَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ، وَ اللّٰهِ! مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَ لَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ.

قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ**))، وَ سَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ، فَقَالُوْا لِيْ: وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْنَاكَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، لَقَدْ عَجَزْتَ فِيْ اَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ فَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ. قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ مِنْ اَحَدٍ؟ قَالُوْا: نَعَمْ لَقِيَهٗ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ، وَ قِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ، قَالَ قُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ؟ قَالَ: فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ. قَالَ: فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ. وَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، قَالَ: فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ۔ اَوْ قَالَ: تَغَيَّرُوْا لَنَا۔ حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِيَ الْاَرْضُ، فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً. فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا

جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرماتے اور پھر لوگوں کے لیے تشریف رکھتے۔ پس جب آپ نے ایسے کرلیا تو منافق لوگ آپ کے سامنے عذر پیش کرنے لگے اور حلف اٹھانے لگے۔ یہ لوگ اسی (۸۰) سے کچھ زائد تھے۔ پس آپ نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرمایا اور ان سے بیعت لی' ان کے لیے مغفرت طلب کی اور ان کی اندرونی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا' حتیٰ کہ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ جب میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے جس طرح کوئی ناراض آدمی مسکراتا ہے' پھر آپ نے فرمایا: ''آگے آجاؤ۔'' میں آگے بڑھا حتیٰ کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تجھے کس چیز نے پیچھے رکھا؟ کیا تم نے اپنی سواری نہیں خرید لی تھی؟'' وہ (کعب) بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میں آپ کے علاوہ کسی اہلِ دنیا کی مجلس میں ہوتا تو میں کسی عذر کے ذریعے اس کی ناراضی سے بچ نکلتا' کیونکہ مجھے فصاحت و بلاغت کا بڑا ملکہ حاصل ہے' لیکن اللہ کی قسم! مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر میں آج کسی جھوٹی بات کے ذریعے سے آپ کو راضی کرلوں تو ممکن ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (صحیح صورت حال بتا کر) مجھ سے ناراض کردے اور اگر آپ سے سچی بات کردوں تو اس وجہ سے آپ مجھ سے ناراض تو ہوں گے لیکن مجھے اس میں اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے پاس کوئی عذر نہیں تھا' اللہ کی قسم! میں کبھی اتنا طاقتور اور خوشحال نہیں تھا جتنا میں اس وقت تھا جب آپ سے پیچھے رہا۔ وہ (کعب) بیان کرتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص نے سچ کہا ہے پس تم یہاں سے کھڑے ہوجاؤ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمادے''۔ (میں اٹھ کر چلا گیا تو) بنوسلمہ کے کچھ لوگ میرے پیچھے پیچھے آئے اور انھوں نے مجھے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو' تم اس چیز سے عاجز تھے کہ تم بھی غزوے سے پیچھے رہ جانے والوں کی طرح کوئی عذر پیش کردیتے اور تمہارے گناہ کی معافی کے لیے رسول اللہ ﷺ کا

وَ قَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَ اَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَ اَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ اَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ، وَآتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَ هُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ وَ اُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ، وَ اِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّيْ، حَتّٰى اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ وَ هُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ لَهٗ: يَا اَبَا قَتَادَةَ! اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ﷺ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهٗ فَقَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. فَفَاضَتْ عَيْنَايَ، وَ تَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ. فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ فِيْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ اِلَيَّ حَتّٰى جَاءَنِيْ فَدَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، وَ كُنْتُ كَاتِبًا. فَقَرَاْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَ لَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا: وَ هٰذِهٖ اَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا، حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِيْنِيْ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ، فَقُلْتُ: اُطَلِّقُهَا، اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا

استغفار کافی تھا۔ وہ (کعب) بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے مجھے اس قدر شدید ملامت کی کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوکر اپنے پہلے بیان کی تکذیب کردوں' پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا میرے جیسا معاملہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں اسی طرح کے معاملہ میں تمہارے ساتھ دو آدمی اور بھی ہیں' انھوں نے بھی ایسے ہی کہا جیسے تم نے کہا اورانہیں بھی وہی کچھ کہا گیا ہے جوتمہیں کہا گیا ہے۔ میں نے کہا: وہ دو کون ہیں؟ انھوں نے کہا: مرارہ بن ربیع العمری اور ہلال بن امیہ الواقفی۔ انھوں نے میرے سامنے جن دو آدمیوں کا ذکر کیا وہ نیک تھے' دونوں بدر میں شریک ہوئے تھے اوران دونوں میں میرے لیے نمونہ تھا' پس جب انھوں نے میرے سامنے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں اپنے سابقہ موقف پر قائم رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو پیچھے رہ جانے والوں میں سے خصوصا ہم تینوں سے کلام کرنے سے منع کردیا۔ وہ (کعب) بیان کرتے ہیں کہ لوگ ہم سے کنارہ کش ہوگئے یا یوں فرمایا کہ لوگ ہمارے لیے بیگانے سے ہوگئے حتیٰ کہ مجھے تو زمین بھی غیر مانوس سی معلوم ہونے لگی اور میرے لیے یہ زمین بھی وہ نہیں رہی تھی جسے میں پہچانتا تھا۔ پس ہم نے اسی کیفیت میں پچاس راتیں گزاریں۔ میرے جو دوسرے دو ساتھی تھے وہ تو ہمت ہار بیٹھے اور گھروں میں بیٹھے روتے رہے جبکہ میں ان سے جوان اورقوی تھا' پس میں گھر سے باہر نکلتا' مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا' بازاروں میں چکر لگاتا لیکن صورت حال یہ ہے کہ مجھ سے کوئی بھی کلام نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب آپ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ کو سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں سوچتا کیا آپ سلام کے جواب میں اپنے مبارک لبوں کوحرکت دیتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دُزدیدہ نظروں سے آپ کو دیکھتا' پس جب میں اپنی نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف التفات کرتا تو آپ مجھ سے اعراض فرمالیتے حتیٰ کہ جب مسلمانوں کی بے رخی میرے ساتھ لمبی

تَقْرَبَنَّهَا، وَ اَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. فَقُلْتُ لِامْرَاَتِي: اَلْحَقِي بِاَهْلِكِ فَكُوْنِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْاَمْرِ، فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ ابْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَ لٰكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ: اِنَّهُ وَ اللّٰهِ! مَا بِهِ مِنْ حَرَكَةٍ اِلٰى شَيْءٍ، وَ وَاللّٰهِ! مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا. فَقَالَ لِي بَعْضُ اَهْلِي: لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَاَتِكَ، فَقَدْ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: لَا اَسْتَاْذِنُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَ مَا يُدْرِيْنِي مَاذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ وَ اَنَا رَجُلٌ شَابٌّ! فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا.

ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةٍ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَ ضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ! اَبْشِرْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَ عَرَفْتُ اَنَّهُ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ. فَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا، فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ، وَ رَكَضَ رَجُلٌ اِلَيَّ فَرَسًا وَ سَعٰى سَاعٍ مِنْ اَسْلَمَ قِبَلِي وَ اَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ، وَ كَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ

ہوتی گئی تو میں ایک روز ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا‘ وہ میرے چچازاد اور تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھے‘ میں نے انہیں سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا‘ میں نے اسے کہا: اے ابوقتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں‘ کیا تم میرے بارے میں نہیں جانتے ”کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہا‘ میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا تو وہ پھر بھی خاموش رہا‘ میں نے تیسری بار پھر قسم دے کر پوچھا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے‘ میں واپس مڑا اور دیوار پھاند کر باہر چلا آیا‘ میں مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ میں نے اہلِ شام کے نبطیوں میں سے ایک نبطی کو جو مدینے میں غلہ بیچنے کے لیے آیا تھا‘ یہ کہتے ہوئے سنا کہ کعب بن مالک کے بارے میں مجھے کون بتائے گا؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے‘ حتیٰ کہ وہ میرے پاس آ گیا اور شاہِ غسان کا ایک خط مجھے دیا‘ میں چونکہ پڑھا لکھا تھا اس لیے فوراً پڑھا‘ اس میں لکھا ہوا تھا: امابعد! ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے ساتھی نے تم پر ظلم کیا ہے حالانکہ اللہ نے تمہیں ذلت اور حق تلفی والے گھر میں رہنے کے لیے نہیں بنایا‘ پس تم ہمارے پاس آ جاؤ‘ ہم تم سے پوری ہمدردی کریں گے۔ میں نے جس وقت اسے پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور آزمائش ہے۔ میں نے فوراً اسے تنور میں جھونک کر جلا دیا حتیٰ کہ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے اور (میرے بارے میں) کوئی وحی بھی نہ آئی تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک قاصد آیا‘ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کرلو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔ میرے ان دونوں ساتھیوں کو بھی آپ نے یہی پیغام بھجوایا۔ پس میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ فرمادے۔ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو

بِبُشْرَاهُ، وَاللّٰهِ! مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَ اسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ أَتَأَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنَنِي بِالتَّوْبَةِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِيْ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ، حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَ هَنَّأَنِيْ، وَ اللّٰهِ! مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ، فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ. قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ: **((أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ))** فَقُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: **((لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))** وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَ كُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَ إِلٰى رَسُوْلِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))** فَقُلْتُ: إِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ. وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِنَّمَا أَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ، وَ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَ اللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا، وَ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا بَقِيَ،
قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿**لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ**

آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہلال تو بہت بوڑھا آدمی ہے' اس کا کوئی خادم بھی نہیں' اگر میں ان کی خدمت کروں تو کیا آپ ناپسند فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' لیکن وہ تم سے قربت (جماع) نہ کرے۔'' اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اس میں تو کسی چیز کی طرف حرکت کی طاقت ہی نہیں اور اللہ کی قسم! جب سے یہ واقعہ ہوا ہے اس دن سے لے کر آج کے دن تک وہ تو رو رہا ہے۔ پس میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے بھی کہا کہ تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لو جیسا کہ آپ نے ہلال بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔ میں نے کہا: میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب نہیں کروں گا' معلوم نہیں کہ جب میں اس بارے میں آپ سے اجازت طلب کروں تو آپ کیا جواب دیں گے' کیونکہ میں تو نوجوان آدمی ہوں۔ پس اس طرح دس راتیں (مزید) گزر گئیں اور جب سے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے روکا ہوا تھا اب تک ہماری پچاس راتیں مکمل ہو گئیں۔ پھر میں نے پچاسویں رات کو صبح کے وقت اپنے ایک گھر کی چھت پر نمازِ فجر ادا کی' پس ابھی میں اسی حال میں بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ نے ہمارے بارے میں فرمایا ہے کہ میرا دل گھٹنے لگا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑی پر چڑھا ہوا بآواز بلند کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ! اور میں اسی وقت سجدے میں گر پڑا اور میں سمجھ گیا کہ آزمائش کا وقت ختم ہو گیا اور تکلیف دور ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب نماز فجر پڑھ لی تو لوگوں کو بتایا کہ اللہ عزوجل نے ہماری توبہ قبول فرمائی' پس لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لیے آنا شروع ہو گئے۔ خوشخبری دینے والے میرے ان دو ساتھیوں کی طرف بھی گئے اور ایک شخص تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا میری طرف آیا' اور اسلم قبیلے کا ایک شخص دوڑتا ہوا میری طرف آیا اور پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا' اس کی آواز گھوڑے سے بھی زیادہ تیز تھی۔ پس جب وہ شخص میرے پاس آیا جس کی زبان سے میں نے خوشخبری سنی تھی تو میں نے

وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ التوبة:۱۱۷،۱۱۹]

قَالَ كَعْبٌ: وَاللّٰهِ! مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِي اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ، فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ [التوبة:۹۵،۹۶]

قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَ اَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ بِذٰلِكَ؛ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَ لَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَ اِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَ اِرْجَاؤُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَ كَانَ يُحِبُّ اَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى، فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ

خوشخبری سنانے کے بدلے میں اپنے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے اللہ کی قسم! اس روز میرے پاس ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی' میں نے دو کپڑے اُدھار لیے اور پہن کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا قصد کر کے روانہ ہوا۔ لوگ مجھے جوق در جوق ملے اور میری توبہ کی قبولیت پر مجھے مبارکباد دیتے اور مجھے کہتے مبارک ہو' اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی حتیٰ کہ میں مسجد میں داخل ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے' طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جلدی سے لپکے' مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی' اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہ ہوا۔ کعب رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو کبھی نہیں بھولتے تھے۔ کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا اور آپ کا چہرہ مبارک اس وقت خوشی سے دمک رہا تھا: ''تمہیں یہ دن مبارک ہو جو تمہاری زندگی کا بہترین دن ہے' جب سے تمہاری ماں نے تجھے جنم دیا ہے''۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے''۔ رسول اللہ ﷺ جب بہت زیادہ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح چمکتا جیسے چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور اس کیفیت سے ہم آپ کی خوشی پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قبولیتِ توبہ کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مال میں سے کچھ اپنے پاس رکھ لے یہ تیرے لیے بہتر ہے''۔ میں نے عرض کیا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف سچائی کی بدولت نجات عطا فرمائی ہے اور یہ بھی میری توبہ کا حصہ ہے کہ (میں عہد کرتا ہوں کہ) جب تک زندگی باقی ہے میں ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عہد صدق کا ذکر کیا ہے میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی پر اللہ

رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِیْہِ.

تعالیٰ نے سچ بولنے کے صلے میں وہ بہتر انعام فرمایا ہو جس سے اللہ نے مجھے نوازا' اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عہد صدق کیا ہے آج تک میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (اس موقع پر) یہ آیات نازل فرمائیں

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی پر اوران مہاجرین و انصار پر رجوع فرمایا جنھوں نے تنگی کے وقت میں اس (نبی) کی پیروی کی' بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر رجوع کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر' بے شک وہ بہت شفیق اور نہایت مہربان ہے اور ان تین شخصوں پر بھی رجوع فرمایا جو پیچھے رہ گئے تھے یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود فراخی کے تنگ ہوگئی اور خود ان کے اپنے نفس بھی ان پر تنگ ہوگئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے' اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے جب سے اسلام کی نعمت سے نوازا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جتنے بھی انعامات کیے ہیں ان میں سے سب سے بڑا انعام میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولا' جھوٹ نہیں بولا' اگر میں بھی جھوٹ بول دیتا تو میں بھی ہلاک ہوجاتا جس طرح جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو جس طرح جھوٹ بولنے والوں کا ذکرِ شر کیا ویسے کسی کا بھی نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جب تم ان کی طرف لوٹ کر آؤ گے تو یہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کرلو' پس ان سے اعراض فرماؤ یہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بہ سبب اس کے جو یہ کمائی کرتے رہے۔ یہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہوجاؤ' پس اگر تم ان سے راضی بھی ہوگئے تو بے شک اللہ تعالیٰ نافرمانوں سے کبھی

راضی نہیں ہوگا''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : ہم تینوں ان لوگوں کے معاملے سے مؤخر کر دیے گئے تھے جن کی قسموں کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمالیا تھا' ان سے بیعت لے لی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معاملے کو مؤخر فرمادیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فیصلہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اوران تین شخصوں پر (بھی رجوع فرمایا) جو پیچھے رہ گئے تھے''۔

اور یہ جو ہمارے پیچھے رہ جانے کا ذکر ہے' یہ ہمارا غزوے سے پیچھے رہ جانے کے بارے میں نہیں بلکہ یہ تو ہمارے اس معاملے کو ان لوگوں سے مؤخر کرنے کے بارے میں ہے جنھوں نے قسمیں اٹھائیں اور آپ کے سامنے عذر پیش کیے' جنہیں آپ نے قبول فرما لیا تھا۔ (متفق علیہ)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے روز روانہ ہوئے تھے اور آپ جمعرات کے روز ہی روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ سفر سے چاشت کے وقت واپس تشریف لاتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے' وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور پھر وہاں بیٹھ جاتے''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۸/۱۱۳-۱۱۶ ـ فتح)، ومسلم (۲۷۸۹).

غریب الحدیث☆ (عیر قریش) ''قافلۂ قریش' اونٹوں کا کارواں۔ (ورّی بغیرها) ''اس کے علاوہ کسی اور کا توریہ فرماتے'' یعنی جس طرف جانا مقصود ہوتا اس کے علاوہ کسی اور سمت کا اظہار فرماتے۔ (مفازا) ''بیابان'' جہاں پانی قلیل مقدار میں ہو۔ (أهبة) ''تیاری'' یعنی سفری ضرورتوں کے مطابق تیاری کرنا۔ (أصعر) ''میں جھکاؤ اور رجحان رکھتا تھا''۔ (الجد) ''سفری امور میں جدوجہد کرنا''۔ (جهازی) ''میری سفری تیاری''۔ (تفارط الغزو) ''غزوہ آگے بڑھتا گیا''۔ (مخموصاً علیه فی النفاق) ''جس شخص پر نفاق کا طعن ہو''۔ (مبیضاً) ''جس نے سفید لباس پہنا ہو''۔ (یزول به) ''حرکت کرتے ہوئے''۔ (السراب) 'سراب' ریگستان' جسے آدمی دور سے پانی تصور کرتا ہے۔ (لمزه المنافقون) ''منافقوں نے اسے طعنہ دیا''۔ جب انہوں ابوخیثمہ نے ایک صاع کھجور صدقہ کیا تو منافقوں نے انہیں طعنہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس صاع سے بے نیاز ہے (قافلًا) ''لوٹنے والے''۔ (البث) ''شدید غم''۔ (أجمعت صدقه) ''میں نے سچی بات کرنے کا ارادہ کرلیا''۔ (المخلفون) جو غزوہ تبوک میں جانے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ (البضع) ''تین سے نو تک کی تعداد''۔ (المغضب) ''ناراض''۔ (ألم تکن قد ابتعت ظهرك؟) ''کیا تم نے اپنی سواری نہیں خرید لی تھی۔'' (جدل) ''فصاحت و بلاغت''۔ (تجد علی فيه) ''آپ اس بارے میں مجھ سے ناراض ہوں گے''۔ (عقبی) ''میرا انجام'' اللہ تعالیٰ کا مجھ پر رجوع فرمانے اور رسول اللہ ﷺ کا مجھ سے راضی ہوجانے پر میرا انجام

بہتر ہو جائے گا' ان کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ظن و یقین میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی' پس اللہ تعالیٰ نے ان پر رجوع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ بھی ان سے راضی ہو گئے۔ (یؤنبونني) ''وہ مجھے ملامت کرتے رہے'' یعنی مجھے میری سچائی پر ڈانٹتے رہے۔ (فمضیت) ''پس میں (اپنے سابقہ سچے موقف پر) بدستور قائم رہا''۔ (أیها الثلاثة) ''اے تینوں'' یعنی انہیں باقی لوگوں سے خصوصی طور پر الگ رکھا۔ (تنکرت لي) ''مجھے غیر مانوس (پرائی) سی لگی''۔ (فاستکانا) ''وہ دونوں ہمت ہار گئے، تھک گئے'' یعنی مرارہ بن ربیع العمری اور ہلال بن امیہ الواقفی رضی اللہ عنہما۔ (أشب القوم) ''سب سے نوجوان یعنی سب سے کم عمر''۔ (تسوّرت جدار حائط أبي قتادة) ''میں نے ابوقتادہ کے باغ کی دیوار کو پھلانگا''۔ (أنشدك باللّٰه) ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں'' یعنی میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ (ففاضت عیناي) ''میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے''۔ (نبطي) اہل شام میں سے ایک نبطی (کسان) کنویں سے پانی نکالنے والا۔ (مضیعة) ''حق تلفی ہونا'' یا ایسا گھر جہاں تیری حق تلفی ہو۔ (نواسك) ''ہم تجھ سے ہمدردی کریں گے''۔ (التنور) ''تندور''۔ (سجرتها) ''میں نے اسے جلا دیا''۔ (استلبث الوحي) ''وحی آنے میں تاخیر ہوئی''۔ (سلع) ''مدینے کے پہاڑ کا نام'' (ركضى إليّ فرسًا) ''اس نے میری طرف گھوڑے کو تیز دوڑایا''۔ (أتأمم) ''میں نے قصد کیا''۔ (فوجًا فوجًا) ''گروہ در گروہ''۔ (انخلع) ''میں دستبردار ہو جاؤں گا''۔ (أبلاه الله تعالٰی) ''اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمایا''۔

فقه الحدیث ☆ جن تین صحابہ کرام کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا' جیسا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اسے بیان فرمایا' اس میں عبرت و موعظت کے بہت سے پہلو ہیں' اس میں بہت سے فوائد اور حکمتیں ہیں اور اس کے ہر فقرے میں غور و فکر کا سامان ہے۔ اس میں امر و نہی کی اہمیت اور سمع و طاعت کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ شارح نے اس حدیث کی تشریح میں ایک الگ کتاب مرتب کی ہے جس میں دو سو سے زائد فوائد نقل کیے ہیں' ان میں سے جو زیادہ اہم ہیں' وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

1. اس امت کے لیے مال غنیمت حلال ہے جبکہ پہلی امتیں اس سے محروم تھیں۔
2. غزوۂ بدر کے موقع پر جہاد فرض عین نہیں تھا۔
3. اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس اظہار میں فخر و ریا نہ ہو۔
4. بیعت عقبہ بھی ایک بہت بڑی فضیلت کا حامل عمل ہے حتیٰ کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اسے غزوۂ بدر سے کم خیال نہیں کرتے تھے۔
5. آدمی لوگوں کی نصیحت کے لیے اپنی کمی کوتاہی بیان کر سکتا ہے۔
6. حکمت کا تقاضا ہو تو امام توریہ کر سکتا ہے۔
7. اگر کسی بات کو چھپانے سے فساد کا اندیشہ ہو تو پھر چھپانا جائز نہیں۔
8. رسول اللہ ﷺ کے دور میں کوئی مرتب ریکارڈ اور رجسٹر نہیں تھے۔ سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے مدون کیا اور یہ بھی آپ ﷺ کی سنت کے مطابق تھا' جس کا آپ نے حکم فرمایا تھا۔
9. جب انسان کو نیکی اور اطاعت کا موقع میسر آئے تو اس کو بجالانے کے لیے جلدی کرنی چاہیے' اس میں تاخیر باعث ندامت ہو سکتی ہے۔
10. غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینے میں یہ تین صحابہ پیچھے رہ گئے تھے یا جن کے پاس کوئی عذر تھا یا پھر جن کا نفاق معلوم تھا' باقی سب غزوے میں شریک ہوئے تھے۔
11. سفر سے واپسی پر اپنے گھر جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے گھر (مسجد) میں جانا اور وہاں دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔
12. رسول اللہ ﷺ منافقوں کے ظاہری اسلام کو قبول فرماتے تھے اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے تھے۔
13. دوسروں کی عبرت اور موعظت کے لیے اور جس سے غلطی سرزد ہو اس کی تادیب کے لیے اس سے معاشرتی بائیکاٹ کرنا اور اس کے سلام

کا جواب نہ دینا جائز ہے۔

۱۴ سچائی میں نجات ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں کو سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس سے انہیں وقتی طور پر تو تکلیف اٹھانا پڑی، لیکن عاقبت کے لحاظ سے وہ نجات پا گئے۔

۱۵ الفاظ کنایہ کی کوئی حیثیت نہیں جب تک قائل کی نیت نہ ہو، جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا ''اپنے میکے چلی جاؤ'' ایسے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک نیت نہ ہو۔

۱۶ خوشخبری ملنے پر سجدہ شکر کرنا مستحب ہے۔

۱۷ صحابہ کرام خیر کے پہلو تلاش کرنے میں سبقت کرتے تھے، اس لیے وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

۱۸ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

۱۹ مطلق طور پر انسان کی زندگی کا وہ دن بہت ہی با برکت ہے جس روز اس کی توبہ قبول ہو جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

۲۰ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر نہایت شفیق و رحیم تھے، اس لیے کہ جب حضرت کعب اور ان کے دو ساتھیوں کی توبہ قبول ہوئی تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے منور ہو گیا۔

۲۱ جب انسان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر رونا مستحب ہے۔

۲۲ نماز میں دُزدیدہ نظروں سے دیکھنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۲۳ دوستی اور رشتہ داری کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر قربان کر دینا چاہیے جیسا کہ حضرت ابوقتادہ نے رشتہ دار ہونے کے باوجود حضرت کعب کو سلام کا جواب نہیں دیا۔

۲۴ عورت پر اپنے خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے۔

۲۵ اہم معاملات کے وقت لوگ اپنے امام یا کسی بڑے شخص کے پاس اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

۲۶ عاریتاً چیز لینا جائز ہے۔

۲۷ حرمت والے مہینے میں جہاد کرنا جائز ہے۔

۲۸ معصیت بھی بہت بڑا جرم ہے، حسن بصری رحمہ اللہ نے اس بارے میں متنبہ فرمایا ہے، جسے ابن ابو حاتم نے ان سے نقل کیا ہے: ''اے اللہ کے بندے! ان تینوں (کعب اور ان کے ساتھیوں) نے نہ تو حرام مال کھایا، نہ کسی کو قتل کیا اور نہ زمین میں کوئی فساد پھیلایا، اس کے باوجود انہیں کیسی تکلیف اور پریشانی سے گزرنا پڑا (وہ آپ حدیث میں پڑھ آئے ہیں کہ زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی) اب اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو فواحش اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔''

۲۹ دین اسلام کی نصرت کے لیے امام کی بیعت کرنا واجب ہے۔

۳۰ اگر کوئی شخص قادر کلام، علمی گفتگو کرنے والا، قول میں لحن (چرب زبانی وغیرہ) کی مہارت رکھتا ہو تو یہ اس کے سچا ہونے کی دلیل نہیں۔

۳۱ نماز کے بعد ذکر و اذکار اور تسبیح و تحمید کے لیے بیٹھنا مستحب ہے۔

۳۲ اللہ تعالیٰ کی قسم اور واسطہ دے کر سوال کرنا جائز ہے۔

۳۳ ہر نعمت اور فضل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہیے کیونکہ وہی اس کا اہل ہے۔

۳۴ جمعرات کے روز سفر کا آغاز کرنا مستحب ہے نیز سفر سے دن کے وقت واپس آنا مستحب ہے، جبکہ رات کے وقت گھر نہیں آنا چاہیے۔

۳۵ دین کی خاطر بائیکاٹ کرنا جائز ہے۔

◆ احکامِ شرعی جو توبہ کے متعلق ہیں' وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

① سچی توبہ۔

② گناہ کا اعتراف اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جو کوتاہی ہو جائے اس پر ندامت کرنا۔

④ توبہ کے وقت مال میں سے مقدور بھر صدقہ کرنا۔

⑤ توبہ سابقہ گناہ مٹا دیتی ہے۔

⑥ جو شخص کسی خیر کے سبب توبہ کرے تو اسے چاہیے کہ اس سبب (مثلاً صدق) کی حفاظت کرے' یہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کے سلسلے میں زیادہ بلیغ ہے' جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے صدق کی حفاظت فرمائی۔

⑦ توبہ پر قائم رہنا اس کے کمال کے لیے شرط ہے اس کی صحت کے لیے شرط نہیں' کیونکہ زندگی بھر گناہوں سے بچنا مقدور نہیں۔

۲۲۔ وَ عَنْ اَبِی نُجَیْدٍ۔ بِضَمِّ النُّوْنِ وَ فَتْحِ الْجِیْمِ۔ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَیْنَةَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ هِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا، فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَّهَا فَقَالَ: ((اَحْسِنْ اِلَیْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَائْتِنِیْ)) فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ، فَشُدَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا' ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ قَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَ هَلْ وَجَدْتَ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟!)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۲۔ حضرت ابو نجید (نون پر پیش اور جیم پر زبر) عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے جس سے حد (سزا) واجب ہو جاتی ہے' لہٰذا آپ اسے مجھ پر قائم فرما دیجیے۔ پس نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور اسے فرمایا: ''اس سے اچھی طرح سلوک کرنا اور جب بچے کو جنم دے لے تو پھر اسے لے آنا''۔ اس نے ایسے ہی کیا (یعنی وہ اسے لے آیا) پس نبی ﷺ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے اور آپ کے حکم پر اسے رجم کر دیا گیا' پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے تو زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یقیناً اس عورت نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہلِ مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کو بھی کافی ہو جائے، کیا تم نے اس سے بھی کوئی افضل چیز دیکھی ہے کہ اس نے تو اللہ عزوجل کی رضا کے لیے اپنی جان تک قربان کر دی؟'' (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱٦۹٦).

غریب الحدیث☆ (اصبت حداً) ''مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے جو حد کو واجب کر دیتا ہے'' اس کی مراد زنا تھی۔ (فشدت علیها ثیابها) ''اس پر اس کے کپڑے باندھ دیے گئے'' یعنی اس کے کپڑوں کے اطراف باندھ دیے گئے تاکہ رجم کے دوران اس کے کپڑے کھل نہ جائیں۔ (لوسعتهم) ''ان کو کافی ہو جائے'' یعنی ان کے گناہوں کی معافی کے لیے کافی ہو جائے۔ (أفضل) ''سب سے بڑا، افضل''۔

(جادت بنفسها لله عزو جل) ''اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جان تک قربان کر دی۔''

فقه الحدیث☆ ❶ مومن سے جب کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دامن کو گناہ سے صاف کرنے، تزکیہ نفس کرنے اور اس کی تطہیر کے لیے بہت جلدی کرتا ہے' خواہ اس تطہیر میں اس کی جان چلی جائے۔

❷ حدود گناہوں کی سزا ہیں' پس جس شخص پر دنیا میں حد قائم ہوگئی تو وہ آخرت کے عذاب کا کفارہ بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرمائے گا۔

❸ حاملہ عورت کو اس وقت تک سزائے رجم نہیں دی جائے گی جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے لے۔

۲۳۔ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ، وَ لَنْ يَمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ، وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۱/۲۵۳۔ فتح)، ومسلم (۱۰۴۹).

غريب الحديث☆ (واديا من ذهب) ''سونے کی ایک وادی'' یعنی سونے سے بھری ہوئی وادی۔ (لن يملأ فاه إلا التراب) ''اس کے منہ کو (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی'' یعنی ابن آدم دنیا کی حرص میں لگا رہے گا حتیٰ کہ اسے موت آ جائے گی اور اس کے منہ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔ (ويتوب الله على من تاب) ''اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو اس سے توبہ کرتا ہے'' یعنی اگر مال جمع کرنے والا بھی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی توبہ قبول فرمالے گا' جس طرح وہ کسی دوسرے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

فقه الحديث☆ مال کو کثرت سے جمع کرنا' اس کی تمنا اور حرص کرنا مذموم ہے' کیونکہ اسے ہر طریقے اور ذریعے سے حاصل کرنے سے بخل اور شح میں اضافہ ہوتا ہے' جس سے انسان اس کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا' لیکن حلال طریقے سے مال جمع کرنا اور ساتھ اس کے حقوق ادا کرنا مذموم نہیں۔ جیسا کہ حدیث نمبر (۶) میں اس کی وضاحت گزر گئی ہے۔

۲۴۔ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ فَيُسْتَشْهَدُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ و تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے' ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ (قتل ہونے والا شخص) اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ اس (کافر) قاتل پر بھی توجہ فرماتا ہے اور وہ مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۶/۳۹۔ فتح)' مسلم (۱۸۹۰).

فقه الحديث☆ ❶ ہنسنا بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور یہ صفات افعال میں سے ہے اور یہ ویسے ہی ہے جیسے اس کے جلال و کمال کو لائق ہے' ہمیں اس کی کیفیت کا علم نہیں اور یہ صفت صرف سنت سے ثابت ہے اور صرف سنت سے ثابت ہونا بھی ایسے ہی ہے جیسے قرآن سے ثابت ہو' کیونکہ کسی حکم کے وجوب کے لحاظ سے اس میں اور قرآن میں کوئی فرق نہیں اور حدیث احکام و عقائد میں بذات خود حجت ہے۔

کوئی اعتراض کرسکتا ہے کہ قرآن میں ہے: (لیس کمثله شیء) ''اس جیسی کوئی چیز نہیں'' یہاں اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اور عام آدمی کا ہنسنا تو مشابہت رکھتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ صفات تو ایک جیسی ہیں لیکن ان کا دائرہ کار اور دائرہ اختیار مختلف ہے' اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ویسے ہی ہیں جیسے اس کے جلال و کمال کو لائق ہے' اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کی طرح اس کی اس ''ہنسنے'' کی صفت میں بھی تاویل کرے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا اور پوری جزا ہے تو یہ تاویل باطل اور سلف صالحین کے موقف کے خلاف ہے بلکہ یہ تو ''معطلہ'' کا عقیدہ ہے۔ پس بہترین راہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے اسے من وعن تسلیم کرلیا جائے جو بتادیا اسے مان لیا اور جو نہیں بتایا اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے۔ ﴿سبحانك لا علم لنا إلا ما علمتنا إنك انت العليم الحكيم﴾

- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسلام تو سابقہ کفر وشرک سب کو مٹا دیتا ہے۔
- گناہ خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت موجبات جنت میں سے ہے۔ ابن علان نے ''دليل الفالحين (۱/۱۲۷)'' میں بیان کیا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے باب کا اختتام اس حدیث سے کیا ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ انسان سے جتنا بھی بڑا گناہ ہو جائے اسے توبہ کرنی چاہیے' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے' اللہ تعالیٰ تو توبہ قبول کرنے والا' رحیم وکریم ہے، گناہ کتنے ہی بڑے اور کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں جب توبہ قبول ہوگئی' تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سب معاف ہو جائیں گے کیونکہ تیرا رب بڑی مغفرت والا ہے۔

٣۔ بَابُ الصَّبْرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا﴾ [آل عمران:٢٠٠] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة: ١٥٥] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر:١٠] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى:٤٣]، وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [البقرة:١٥٣] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ﴾ [محمد:٣١]، والآيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالصَّبْرِ وَ بَيَانِ فَضْلِهِ كَثِيْرَةٌ مَعْرُوْفَةٌ.

(۳) باب: صبر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مومنو! صبر کرو اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہو۔''

اور فرمایا: ''اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے خوف کے ذریعے' بھوک کے ذریعے' مالوں' جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔''

اور فرمایا: ''صبر کرنے والوں کو ان کا پورا پورا اجر دیا جائے گا بغیر حساب کے۔''

اور فرمایا: ''اور جس شخص نے صبر کیا اور معاف کر دیا بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

اور فرمایا: ''(اے مومنو!) صبر اور نماز کے ذریعے سے مدد مانگو' بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

اور فرمایا: ''اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم جان لیں کہ تم میں سے جہاد کرنے والے اور صبر کرنے والے کون ہیں۔''

جن آیات میں صبر کرنے کا حکم اور اس کی فضیلت ہے وہ کئی ایک ہیں اور معروف ہیں۔

شرح الآیات: انسان کسی بھی حال میں صبر سے بے نیاز نہیں ہو سکتا' کیونکہ انسان دنیا میں جن حالات سے دوچار ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: ایک تو اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں' ان پر صبر شکر کے معنی میں ہے' یا پھر مصائب ہیں' ان میں بھی صبر کی ضرورت ہے کہ انسان مصیبت کے وقت جزع فزع نہ کرے۔ لہٰذا صبر کا معنی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر محافظت و دوام اختیار کرے۔ گناہ کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور خواہشات نفس کی اتباع سے خود کو روک کر رکھے' اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو اور تقدیر پر بغیر کسی شکوہ و شکایت کے کامل ایمان ہو۔ صبر کرنا کتاب و سنت اور اجماع امت کے مطابق واجب ہے۔

جیسا کہ اس باب کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنی اطاعت پر ثابت رہنے، گناہوں کو ترک کرنے اور قضا قدر پر راضی رہنے اور دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے اور ثابت قدم رہنے کا حکم فرمایا ہے' تاکہ اسلامی سرحدوں کی حفاظت اور کافروں کے حملوں کو روکا جا سکے۔

دوسری آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ وہ اپنے بندوں کی مختلف انداز سے آزمائش کرے گا۔ کبھی خوشی عطا کر کے اور کبھی خوف و بھوک کی تکلیف میں مبتلا کر کے' کبھی مال لے کر اور کبھی قریبی رشتہ داروں کو فوت کر کے' کبھی قحط سالی اور کبھی آفات کے ذریعے ہلاک کر کے' پس یہ سب آزمائش و امتحان کے ذرائع ہیں' جس نے صبر کیا اس کے لیے اجر و ثواب اور جو مایوس ہو گیا اس کے لیے عتاب۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے آیت کا اختتام ان پر حکمت الفاظ سے کیا ہے: (وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ) ''اور پھر صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے''۔

اور اس باب کی تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ انہیں ناپ تول کر اجر و ثواب سے نہیں نوازے گا' بلکہ ان کی نیکیوں کو کئی گنا بڑھا کر اپنی طرف سے اجر و ثواب میں اضافہ فرما کر انعام سے نوازے گا' جو انسان کے تصور سے کہیں زیادہ ہوگا کیونکہ یہ اجر ان کے رب کی طرف سے ہے۔

اس سے اگلی آیت میں فرمایا ہے کہ جس شخص نے اذیتوں اور تکلیفوں پر صبر کیا اور اپنی ذات کے لیے اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے بدلہ نہ لیا بلکہ اسے معاف کر دیا تو گویا وہ مکارم اخلاق، افعال حمیدہ اور امور مشکورہ پر فائز ہے' جس پر بڑے عظیم المرتبت لوگ فائز ہوتے ہیں۔

اس سے اگلی آیت میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اور اس کی پناہ گاہ میں آ جاتا ہے' تو اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے' اس پر سکینت نازل ہو جاتی ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ ولی و مددگار ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو' وہ پھر حقیقی طور پر ہر قسم کی اذیت اور تکلیف پر صبر کرتا ہے اور جو اس صفت سے متصف ہو وہ پھر دوسروں کی مدد کرنے کے لیے مستعد رہتا ہے۔

اس باب کی آخری آیت میں جو لام ﴿لنبلونكم﴾ کے شروع میں ہے' اس سے پہلے قسم ہے کہ اللہ کی قسم! ہم اوامر و نواہی کے ذریعے سے تمہاری آزمائش کریں گے حتیٰ کہ مطیع و عاصی ظاہر ہو جائے گا۔ یہاں کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب معلوم ہے تو پھر مجاہدین اور صابرین کو جاننے کے لیے آزمائش کی کیا ضرورت؟ دراصل اللہ تعالیٰ اس آزمائش کے ساتھ جن و انس پر حجت قائم کرنا چاہتا ہے' لہٰذا یہ جاننا امتحان کے لیے ہے خبر کے لیے نہیں۔ اللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں نوے سے زائد مرتبہ مختلف انداز میں صبر کا ذکر فرمایا ہے' صبر کرنے اور اس کی فضیلت کے بارے میں بہت سی آیات ہیں۔

٢٥۔ وَ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ۔ اَوْ

٢٥۔ حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاکیزگی نصف ایمان ہے' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے، صدقہ دلیل و

تَمْلَأُ۔ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَ الصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ. كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، اَوْ مُوْبِقُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

برہان ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے یا تیرے خلاف حجت ہے۔ تمام لوگ صبح صبح اپنے کام پر نکلتے ہیں اور اپنے نفس کا سودا کرتے ہیں، پس کوئی تو اپنے نفس کو آزاد کرنے والا ہے اور کوئی اسے ہلاک کرنے والا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۲۳).

غريب الحديث☆ (الطھور) طاء پر پیش، اس سے مراد فعل ہے یعنی ''پاکیزگی حاصل کرنا''۔ (شطر) ''نصف''۔ (تملأ الميزان) ''میزان کو بھر دیتا ہے''۔ (الصلوة نور) ''نماز نور ہے'' نماز اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیا میں طریق حق واضح کرتی ہے اور قیامت کے دن پل صراط سے گزرتے وقت روشنی ہوگی۔ (الصدقة برهان) ''صدقہ دلیل و برہان ہے'' یعنی صدقہ اپنے ادا کرنے والے کے ایمان کی دلیل ہے۔ (الصبر ضياء) ''صبر کرنا روشنی ہے''۔ ضیاء کا لفظ روشنی کی شدت کے وقت بولا جاتا ہے اور صبر کے ذریعے مصائب و آلام کر بات کے اندھیرے اور تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ (معتقها) ''اسے آزاد کرنے والا ہے'' یعنی اسے عذاب سے بچانے والا ہے۔ (موبقها) ''اسے ہلاکت میں ڈالنے والا ہے'' یعنی گناہوں کے ارتکاب سے وہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے والا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اسلام میں وضو کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ وضو نماز کی درستی کے لیے شرط ہے، اسی طرح اسے نصف ایمان قرار دیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نصف سے حقیقی نصف مراد ہے۔

❷ روز قیامت اعمال کا وزن ہوگا جو زیادہ اور کم ہوں گے، اس سے میزان کا ثبوت ملتا ہے۔

❸ ذکر کی فضیلت اور اس کے عظیم اجر کے بارے میں پتا چلتا ہے، اس لیے کہ سبحان اللہ سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ثابت ہوتی ہے کہ وہ ذات ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک و منزہ ہے، نیز الحمدللہ کہنے سے اس کے سامنے عاجزی ومحتاجی کا اظہار ہوتا ہے۔

❹ کثرت سے سجدہ ریز ہونے کی فضیلت وترغیب، اس لیے کہ نماز مسلمان کے لیے اس کی زندگی میں سلامتی کے راستے روشن کرتی ہے اور اپنے ادا کرنے والے کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے نیز سیدھی راہ پر گامزن کرتی ہے، اس کی روشنی سے دل و دماغ اور اعضاء کئی مہلک بیماریوں سے بچ جاتے ہیں۔

❺ کثرت سے صدقہ دینا مومن کے صدق، اس کے اخلاص اور شریعت کے پابند ہونے کی دلیل ہے۔

❻ صبر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ یہ امر محمود ہے، اس وجہ سے انسان سیدھے راستے پر قائم رہتا ہے۔

❼ احکام شریعت کے لیے قرآن کریم اور سنت رسول دونوں ہی مصادر ہیں، پس جس شخص نے کسی تنازع اور اختلاف کے وقت ان سے فیصلہ کرایا وہ ان کے ذریعے ہدایت پا گیا اور یہ دونوں روزِ قیامت اس کے حق میں دلیل ہوں گے اور جس نے انہیں پس پشت ڈال دیا اور ان سے راہنمائی حاصل نہ کی تو پھر وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

❽ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر روز عمل کرتا رہے، اپنے آپ کو فارغ نہ چھوڑے۔ دانا تو وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا والے کام کر لے اور خود کو جہنم سے آزاد کروا کے کامیاب ہو جائے، وہ شخص نادان ہے جو خود ہلاک ہو اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں مبتلا کر دے اور پھر اللہ تعالیٰ سے امید بھی وابستہ کر لے۔

۲۶۔ وَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَاَلُوْهُ

۲۶۔ حضرت ابو سعید سعد بن سنان خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سوال کیا تو آپ نے انہیں عطا فرما دیا، انھوں نے پھر آپ سے کچھ مانگا تو آپ نے عطا فرما دیا،

فَاَعْطَاهُمْ، حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِيَدِهٖ: ((مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَ مَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَ مَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَ مَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ. وَ مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَ اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حتیٰ کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا' آپ کے ہاتھ میں جو کچھ تھا جب آپ نے وہ خرچ کر دیا تو آپ نے انہیں فرمایا: ''میرے پاس جو بھی مال ہوتا ہے میں اسے تم سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے' جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ وسیع عطیہ نہیں دیا گیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/۳۳۵۔ فتح)، ومسلم (۱۰۵۳).

غریب الحدیث☆ (نفد) ''ختم ہو جاتا ہے'' (فلن أدخره) ''میں اسے ذخیرہ نہیں کرتا'' یعنی تم سے بچا کر کسی اور کے لیے نہیں رکھتا یا میں اسے تم سے نہیں چھپاتا۔ (ومن یستعفف) جو بچے گا'' یعنی جو شخص لوگوں سے سوال کرنے اور ان کے ہاتھوں کی طرف دیکھنے سے بچنے کی کوشش کرے گا (یعفه الله) ''اللہ تعالیٰ اسے بچالے گا'' یعنی اسے بچنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور وہ قناعت پسند بن جائے گا۔ (یغنه الله) ''اللہ تعالیٰ اسے غنی اور بے نیاز کر دے گا'' یعنی اسے نفس کی غنا عطا فرمائے گا اور اس کے لیے رزق کے دروازے کھول دے گا۔

فقه الحدیث☆ ❶ نبی کریم ﷺ کی شان کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مکارم اخلاق آپ میں ودیعت فرما دیے۔
❷ غنی وہ نہیں جس کے پاس مال بہت زیادہ ہو' غنی تو وہ ہے جو دل کا غنی ہے۔
❸ کسی سائل کو دو مرتبہ دینا بھی جائز ہے۔
❹ سائل کے سامنے عذر پیش کرنا بھی جائز ہے۔
❺ کسی حاجت کے تحت سوال کرنا جائز ہے' اگرچہ سوال نہ کرنا اور صبر کرنا بہتر ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مشکل حل فرما دے۔

۲۷۔ وَ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَ لَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَ اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۷۔ حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر و بھلائی ہے اور یہ مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں' اگر اسے آسودگی حاصل ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے' یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے' اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے' یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۹۹۹).

غریب الحدیث☆ (عجبا) ''عجیب ہے'' جب ابن آدم کی زندگی میں کوئی عظیم واقعہ رونما ہو' جس کا سبب مخفی ہو تو اسے بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے (سراء) ''آسودگی'' جو اسے پسند ہو (ضراء) ''تکلیف'' جو اس کے بدن کو تکلیف پہنچائے یا وہ تکلیف اور نقصان جو بندے کے اہل و عیال یا مال سے متعلق ہو۔

فقه الحدیث☆ ❶ مومن کی پوری زندگی خیر سے عبارت ہے' اس کو ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب ملتا ہے اگرچہ وہ کام بظاہر اسے اچھا معلوم ہو یا برا۔

◆ مومن، جس کا ایمان کامل ہو اور یقین و اعتقاد خالص ہو، وہ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور تکلیف میں صبر کرتا ہے، اس طرح وہ مقام رضا پر فائز ہو جاتا ہے، اس لیے ہر معاملے کا انجام اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

◆ کافر مصیبت کے وقت جزع فزع کرتا اور ناراض ہوتا ہے، اس طرح اس پر دوہرا بوجھ ہوتا ہے، ایک تو اللہ تعالیٰ کی قضا پر عدم رضا، دوسرا عدم صبر۔

◆ ہر حال میں اجر و ثواب صرف اہل ایمان کے لیے ہے۔

٢٨ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَاكَرْبَ أَبَتَاهُ! فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلٰى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ)) فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ! أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ، يَا أَبَتَاهُ! إِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ، فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے اور اضطراب و بے چینی آپ پر چھا گئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابا جان کی تکلیف اور بے چینی! آپ نے فرمایا: ''تمہارے باپ پر آج کے بعد بے چینی نہیں ہو گی''۔ پس جب آپ وفات پا گئے تو انھوں (حضرت فاطمہ) نے کہا: ہائے ابا جان! رب نے انہیں بلایا تو انھوں نے اس کی پکار پر لبیک کہا، ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے، ہائے ابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔ پس جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمہارے نفسوں نے یہ گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ ﷺ (کے جسد اطہر) پر مٹی ڈالو؟ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ١٤٩ - فتح).

غريب الحديث☆ **(ثقل)** ''مرض میں اضافہ ہو گیا''۔ **(يتغشاه الكرب)** ''تکلیف و بے چینی آپ پر چھا گئی''، یعنی آپ کے بلندی درجات کے لیے سکرات الموت آپ پر چھا گئے۔ کیونکہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام پر آتی ہے۔ **(واكرب أبتاه)** ''ہائے ابا جان کی تکلیف!''۔ ''وا'' ندب کے لیے ہے اور ''هاء'' سکتہ کے لیے ہے اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز کو بلند نہیں کیا، اگر ایسی صورت حال ہوتی تو آپ انہیں منع کر دیتے لیکن جب انھوں نے نبی ﷺ کی تکلیف اور بے چینی میں شدت دیکھی تو انہیں دلی دکھ ہوا اور انھوں نے کمال صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے بس یہی کہا کہ ہائے ابا جان کی تکلیف! یہ ان کے کمال ایمان میں قدح نہیں کرتا بلکہ شدت شفقت پر دلالت کرتا ہے۔ **(لا كرب على أبيك)** ''تمہارے والد پر کوئی تکلیف اور بے چینی نہیں ہو گی''، یعنی آپ کو آج کے بعد کسی ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا جو آپ کے لیے باعث تکلیف ہو، کیونکہ آپ تو دار اکدار (تکلیفوں والے گھر) سے ایسے باغات میں منتقل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ **(أجاب ربًّا دعاه)** ''انھوں نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا'' اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے فرمایا کہ انہیں اختیار دیا گیا کہ وہ کس زندگی اور گھر کو اختیار کرتے ہیں، پس آپ نے اپنے رب کے قرب اور اس کی ملاقات کو اختیار کر لیا۔ **(الفردوس)** وہ باغ جس میں مختلف قسم کے درخت اور رنگا رنگ کے پھول ہوں اور جنت الفردوس تمام جنتوں میں سے اعلیٰ و افضل ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا وارث بنائے۔ آمین! **(مأواه)** ''ان کا ٹھکانا''۔ **(ننعاه)** ''ہم اسے آپ کی وفات کی خبر بتاتے ہیں۔''

فقه الحديث☆ ◆ انبیاء علیہم السلام کی ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے وقت تمام لوگوں سے زیادہ آزمائش ہوتی ہے اور یہ آزمائش ان کے لیے بلندی درجات اور اجر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔

◆ موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس کا اظہار جائز ہے، جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا اور یہ نوحہ میں شامل نہیں نیز کسی شخص کے

فوت ہو جانے کے بعد اس کے اوصاف بیان کرنا جائز ہے۔

❸ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی آخرت دنیا کی زندگی سے بہتر ہوتی ہے۔

❹ دنیا تکلیفوں کا گھر ہے جبکہ مومن کے لیے آخرت کا ابدی گھر جنت آرام دہ اور پرسکون ہے۔

۲۹۔ وَ عَنْ اَبِيْ زَيْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ حِبِّهٖ وَابْنِ حِبِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا، فَاَرْسَلَ يُقْرِیءُ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ، وَ لَهٗ مَا اَعْطٰى، وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا. فَقَامَ وَ مَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَ رِجَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِيُّ، فَاَقْعَدَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَ نَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ؛ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: ((هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ مَعْنٰى ((تَقَعْقَعُ)): تَتَحَرَّكُ وَ تَضْطَرِبُ.

۲۹۔ حضرت ابوزید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) آپ کے محبوب اور آپ کے محبوب کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی نے پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت آ پہنچا ہے لہٰذا آپ تشریف لائیں، آپ نے پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو وہ لے اور اسی کا ہے جو وہ عطا فرمائے' ہر چیز کا اس کے ہاں وقت مقرر ہے پس انہیں صبر کرنا چاہیے اور ثواب کی امید رکھیں''۔ انھوں (آپ کی بیٹی) نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دے کر کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ پس آپ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کچھ اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے تو بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا' اس وقت اس کی سانس اکھڑ رہی تھی پس آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تو رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے''۔ اور ایک روایت میں ہے: ''اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہا اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو خود بھی مہربان ہوتے ہیں۔'' (متفق علیہ) (تقعقع) کا معنی ہے حرکت کرتا ہے، مضطرب ہوتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/۱۵۱ ۔ فتح)، ومسلم (۹۲۳).

غريب الحديث☆ (بنت النبیؐ) نبیؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ ۔ (احتضر) ''اس کو حاضر ہوا'' یعنی موت کے اثرات ظاہر ہوئے ہیں۔ (فاشهدنا) ''ہمارے پاس آؤ''۔ (بأجل مسمى) ''وقت مقرر''۔ (ولتحتسب) ''ثواب کی امید رکھو'' یعنی اپنے صبر پر اپنے رب سے ثواب کی امید رکھو اور اسے اپنے اعمال صالحہ میں شمار کرو۔ (ففاضت عيناه) ''آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے'' یعنی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بہنے لگے۔

فقه الحديث☆ ❶ موت کے وقت نیک لوگ قریب الموت کے پاس ہوں' ان کی دعا اور برکت کے لیے انہیں اس کے پاس بلایا جا سکتا ہے اور انہیں قسم دی جا سکتی ہے۔

۳ تعزیت کے لیے پیدل چل کر جانا جائز ہے نیز عیادت کے لیے اجازت کے بغیر جانا جائز ہے جبکہ ویسے میں نہیں۔
۳ نیک لوگوں کو قسم دینا جائز ہے نیز صاحب مصیبت کو وقوع موت سے پہلے ہی صبر کی تلقین کرنا مستحب ہے اور دعوت میں تکرار جائز ہے۔
۴ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحمت و شفقت کا برتاؤ کرنے کی ترغیب۔
۵ لوگوں کا آپس میں رحمت سے پیش آنا' اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت کا باعث ہے۔
۶ بے رحم اور پتھر دل ہونے سے بچنے کی تلقین۔
۷ نوحہ کے بغیر رونا جائز ہے۔
۸ کلام سے پہلے سلام کرنا واجب ہے۔
۹ مصیبت زدہ کو تسلی دینا تاکہ اس کی تکلیف میں تخفیف ہو۔
۱۰ مریض کی عیادت کرنی چاہیے خواہ وہ مرتبے اور عمر میں کم ہی کیوں نہ ہو بلکہ یہ مکارم اخلاق میں سے ہے' لہٰذا اہلِ فضل کو چاہیے کہ وہ اپنے فضل سے لوگوں کو محروم نہ رکھیں۔
۱۱ تابع، پیروکار اور مقتدی وغیرہ اپنے امام اور استاذ میں کوئی ایسا عمل دیکھے' جو ظاہر کے متعارض نظر آئے' تو وہ اس سے استفہامیہ انداز میں سوال کرسکتا ہے لیکن اس میں ادب کا پہلو ملحوظِ خاطر رہے' جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟

۳۰۔ وَ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ كَانَ لَهُ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَيَّ غُلَامًا اُعَلِّمْهُ السِّحْرَ، فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، وَ كَانَ فِيْ طَرِيْقِهِ اِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَ سَمِعَ كَلَامَهُ فَاَعْجَبَهُ، وَ كَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَ قَعَدَ اِلَيْهِ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ: اِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ فَقُلْ: حَبَسَنِيْ اَهْلِيْ، وَاِذَا خَشِيْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ. فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ اَتٰى عَلٰى دَآبَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ: اَلْيَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ؟ فَاَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّآبَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَ مَضَى النَّاسُ، فَاَتَى الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهُ.

۳۱۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا (مشیر، وزیر) ایک جادوگر تھا' جب وہ بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا' میں تو اب بوڑھا ہوگیا ہوں لہٰذا تم ایک لڑکا میرے سپرد کردو تاکہ میں اسے جادو سکھا دوں۔ پس اس نے ایک لڑکا اس کے سپرد کردیا' وہ اسے جادو سکھاتا۔ اس لڑکے کے راستے میں ایک راہب (پادری) بھی تھا' وہ اس کے پاس بیٹھتا' اس کی باتیں سنتا تو وہ اسے اچھی لگتیں' اب وہ جب بھی جادوگر کے پاس جاتا تو پادری سے ہوکر گزرتا اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھتا۔ پس جب وہ جادوگر کے پاس جاتا تو وہ اسے (تاخیر پر) مارتا' اس لڑکے نے پادری سے اس کی شکایت کی تو اس نے کہا: جب تمہیں جادوگر کا ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ میرے گھر والوں نے مجھے روک لیا تھا اور جب تجھے اپنے گھر والوں کا ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ پس اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا کہ ایک روز اس نے راستے میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا' جس نے لوگوں کو روک رکھا تھا' اس (لڑکے) نے کہا: آج پتا چل جائے گا کہ آیا جادوگر افضل ہے یا پادری افضل ہے؟ اس نے ایک پتھر پکڑا اور کہا: اے اللہ!

فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: اَيْ بُنَيَّ اَنْتَ الْيَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّي، قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرٰى، وَ اِنَّكَ سَتُبْتَلٰى، فَاِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ؛ وَ كَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَاَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ فَقَالَ: مَا هٰهُنَا لَكَ اَجْمَعُ اِنْ اَنْتَ شَفَيْتَنِي، فَقَالَ: اِنِّي لَا اَشْفِي اَحَدًا، اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاِنْ آمَنْتَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَشَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي. قَالَ: وَ لَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟! قَالَ: رَبِّي وَ رَبُّكَ اللّٰهُ، فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: اَيْ بُنَيَّ! قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ تَفْعَلُ وَ تَفْعَلُ فَقَالَ: اِنِّي لَا اَشْفِي اَحَدًا، اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ؛ فَجِيْءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيْلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِي مَفْرِقِ رَاْسِهِ، فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى، فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِي مَفْرِقِ رَاْسِهِ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِهِ اِلٰى جَبَلِ كَذَا وَ كَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ، فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَ اِلَّا فَاطْرَحُوْهُ، فَذَهَبُوْا بِهِ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمُ

اگر راہب کا معاملہ تیرے نزدیک جادوگر کے معاملے سے زیادہ محبوب ہے تو پھر اس جانور کو مار دے تا کہ لوگ گزر جائیں۔ پس اس نے وہ پتھر اس جانور کو مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اور لوگ گزر گئے۔ پس وہ راہب کے پاس آیا سے یہ واقعہ بتایا تو راہب نے اسے کہا: اے بیٹے! آج سے تم مجھ سے افضل ہو تمہارا معاملہ جہاں تک پہنچ گیا ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں اور تم عنقریب آزمائے جاؤ گے اور جب تمہاری آزمائش ہو تو میرے متعلق نہ بتانا۔ اب وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا تھا اور باقی تمام بیماریوں کا بھی علاج کرتا تھا' بادشاہ کے ایک ہم نشین نے جب سنا جو اندھا ہو چکا تھا' تو وہ بہت سے تحائف لے کر اس کے پاس آیا اور کہا: اگر تم مجھے شفا دے دو تو میں یہ جتنے تحائف یہاں لے کر آیا ہوں وہ سب تمہارے ہوں گے۔ اس لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو بھی شفا نہیں دیتا' شفا تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے' اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا تو وہ تجھے شفا عطا فرما دے گا۔ پس وہ اللہ پر ایمان لے آیا تو اللہ نے اسے شفا عطا فرما دی۔ پس وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا جیسے وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تیری بینائی کس نے لوٹا دی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ اس نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تمہارا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے مسلسل سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے لڑکے کے بارے میں بتا دیا' پس لڑکے کو لایا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا: بیٹے! تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا ہے اور تو فلاں فلاں کام بھی کرتا ہے۔ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو بھی شفا نہیں دیتا، شفا تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ پس اس نے اسے بھی گرفتار کر لیا اور اسے مسلسل سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے راہب کے بارے میں بتا دیا' راہب کو بھی پیش کیا گیا تو اسے کہا گیا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا' بادشاہ نے آرا منگوایا اور آرے کو اس کے سر کے درمیان یعنی مانگ والے مقام پر رکھ دیا اور اس کے سر کو دو حصوں میں چیر دیا' پھر بادشاہ کے ہم

الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا، وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فُعِلَ بِاَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَدَفَعَهٗ اِلٰى نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِهٖ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ وَ تَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ، فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَ اِلَّا فَاقْذِفُوْهُ، فَذَهَبُوْا بِهٖ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَاَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا، وَ جَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فُعِلَ بِاَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى. فَقَالَ لِلْمَلِكِ: اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهٖ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ، وَ تَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِيْ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِنِيْ، فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ. فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ، وَ صَلَبَهٗ عَلٰى جِذْعٍ، ثُمَّ اَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِيْ صُدْغِهٖ، فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ صُدْغِهٖ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّاسُ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَاُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهٗ: اَرَاَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَ اللّٰهِ! نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ. قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَاَمَرَ بِالْاُخْدُوْدِ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَ اُضْرِمَ فِيْهَا النِّيْرَانُ وَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا اَوْ قِيْلَ لَهٗ: اقْتَحِمْ، فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَاءَتِ امْرَاَةٌ وَ مَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِيْهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا اُمَّاهُ! اصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((ذِرْوَةُ الْجَبَلِ)): اَعْلَاهُ، وَ هِيَ بِكَسْرِ الذَّالِ

نشین کو بلایا گیا اور اسے بھی کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ‘ اس نے بھی انکار کر دیا‘ اس کے سر کے وسط میں بھی آرا رکھا گیا اور اسے دو حصوں میں چیر دیا گیا‘ پھر لڑکے کو لایا گیا اور اسے بھی کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ‘ اس نے بھی انکار کردیا تو اس نے اسے اپنے (فوجی) ساتھیوں میں سے چند افراد کے سپرد کردیا اور کہا: اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے پہاڑ پر چڑھاؤ‘ جب تم اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ تو وہاں اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک‘ ورنہ اسے وہاں سے نیچے پھینک دو۔ پس وہ اسے لے گئے اور اسے لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے‘ اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو ان کے مقابلے میں جیسے تو چاہے مجھے کافی ہوجا۔ چنانچہ پہاڑ نے جنبش کی‘ جس سے وہ سب نیچے گر گئے اور وہ لڑکا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا‘ تو بادشاہ نے اس سے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں مجھے کافی ہوگیا‘ پھر بادشاہ نے اسے اپنے (فوجی) ساتھیوں میں سے چند افراد کے حوالے کیا اور کہا: اسے لے جاؤ اور کشتی میں سوار کرلو‘ جب سمندر کے درمیان میں پہنچ جاؤ تو اس سے پوچھو‘ اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک‘ ورنہ اسے سمندر میں پھینک دو۔ پس وہ اسے لے گئے‘ تو اس نے کہا: اے اللہ! ان کے مقابلے میں جیسے تو چاہے مجھے کافی ہوجا‘ پس کشتی الٹ گئی‘ وہ سب غرق ہوگئے اور وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اسے کہا: تیرے ساتھیوں کا کیا بنا؟ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں مجھے کافی ہوگیا‘ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا: تم مجھے قتل نہیں کر سکتے حتیٰ کہ میرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کرو۔ بادشاہ نے کہا: وہ طریقہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تم کسی کھلے میدان میں لوگوں کو جمع کرو اور مجھے کسی تنے پر سولی دینے کے لیے چڑھادو‘ پھر میرے ترکش سے تیر لے کر اسے کمان کے درمیان رکھ‘ پھر یوں کہہ کہ اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر وہ تیر مجھ پر چلا پس جب تم یوں کرو گے تو مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہوجاؤ گے۔ پس اس نے ایک کھلے میدان میں لوگوں کو جمع کیا‘ اسے ایک تنے پر سولی چڑھایا‘ پھر اس کے ترکش

الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا، وَ ((الْقُرْقُوْرُ)) بِضَمِّ الْقَافَيْنِ: نَوْعٌ مِنَ السُّفُنِ، وَ ((الصَّعِيْدُ)) هُنَا: الْأَرْضُ الْبَارِزَةُ، وَ ((الْأُخْدُوْدُ)): الشُّقُوْقُ فِي الْأَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيْرِ، وَ ((أُضْرِمَ)): أُوْقِدَ، وَ ((انْكَفَأَتْ)) أَيْ: انْقَلَبَتْ، وَ ((تَقَاعَسَتْ)): تَوَقَّفَتْ وَ جَبُنَتْ.

سے ایک تیر نکالا' پھر اسے کمان کے چلے تانت پر رکھا اور کہا: اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے' پھر اس نے تیر پھینکا اور تیر اس کی کنپٹی پر لگا' اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور فوت ہوگیا۔ لوگوں نے کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے۔ (حکومت کے) لوگ بادشاہ کے پاس آئے اور اسے کہا: دیکھا تم جس چیز سے ڈرتے تھے' اللہ کی قسم! وہی ہوا اور تمہارا ڈر تمہارے سامنے آ گیا' (عوام) لوگ تو سارے ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سڑکوں کے کنارے خندقیں کھودی جائیں' پس وہ کھودی گئیں اور ان میں آگ جلا دی گئی' تو بادشاہ نے کہا: جو شخص اپنے دین سے نہ پھرے اسے اس میں جھونک دو یا اسے کہا جائے کہ آگ میں داخل ہو جا۔ انھوں نے ایسے ہی کیا' حتیٰ کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا' اس عورت نے آگ میں داخل ہونے سے جھجک محسوس کی تو بچے نے اسے کہا: اماں! صبر کرو! یقیناً تم حق پر ہو"۔ (مسلم) (ذروۃ الجبل) "پہاڑ کی چوٹی"۔ ذال پر زیر اور پیش دونوں طرح جائز ہے۔ (قرقور) دونوں قافوں پر پیش' کشتیوں کی ایک قسم۔ (الصعید) یہاں کھلی جگہ کے معنی میں ہے (الأخدود) "کھائیاں" جیسے چھوٹی نہر۔ (أضرم) "جلائی گئی"۔ (انکفأت) "الٹ گئی"۔ (تقاعست) "توقف کیا' کمزوری دکھائی"۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٣٠٠٥).

غریب الحدیث☆ (الراهب) "پادری" عیسائیوں کا عبادت گزار آدمی۔ (حبسني) "مجھے روک لیا"۔ (الأكمه) "مادرزاد اندھا"۔ (الأدواء) "بیماریاں"۔ (في مفرق رأسه) "سر کے وسط میں"۔ (فرجف) "حرکت کی" یعنی پہاڑ نے جنبش کی۔ (جذع) جیم کے نیچے زیر' ذال پر جزم "کھجور کا تنا"۔ (في كبد القوس) "کمان کے وسط میں"۔ تیر اندازی کے وقت اسے وہاں سے پکڑتے ہیں۔ (في صدغه) "اس کی کنپٹی میں"۔ (بأفواه السكك) "راستوں' سڑکوں کے کنارے۔ (فخدت) "خندقیں کھودی گئیں"۔ (فأقحموه) "اسے زبردستی اس میں ڈالو"۔

فقه الحدیث☆
- اہل فساد کو اس چیز کی فکر ہوتی ہے کہ ان کے بعد ان کے فساد کا کون وارث بنے گا اور وہ اس کی بقاء کے لیے پوری کوشش اور محنت کرتے ہیں۔
- بادشاہ اور حکام جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ جادوگروں اور کاہنوں کا سہارا لیتے ہیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔
- تعلیم کا سلسلہ صغرسنی (بچپن) ہی سے شروع کر دینا چاہیے کیونکہ اس عمر کی تعلیم میں پختگی ہوتی ہے۔

❹ کرامات اولیاء کا اثبات اور اولیاء سے مراد مومن اور متقی لوگ ہیں۔

❺ بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں' وہ جسے چاہتا ہے رشد و ہدایت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ حیرت ہے کہ جادوگر کا وہ شاگرد لڑکا ہدایت پا جاتا ہے جو اس کے زیر تعلیم و تربیت ہوتا ہے۔

❻ کرامت سے دھوکے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے' اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت سے ظاہر ہوتی ہے۔

❼ شک کی صورت میں امتحان لیا جا سکتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون جیسا کہ اس لڑکے نے کیا۔

❽ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے لیے توریہ کرنا جائز ہے۔

❾ مومن کے ایمان کی صداقت اور قول حق پر ثابت قدمی کے بارے میں امتحان لیا جاتا ہے اگرچہ اسے اپنی جان کی قربانی پیش کرنی پڑے۔

❿ اللہ تعالیٰ حق کو غالب کرتا ہے اور اہل حق کی مدد کرتا ہے جبکہ باطل اور اہل باطل کو ہزیمت سے دوچار کرتا ہے۔

⓫ اگر دین کی مصلحت تقاضا کرے تو مسلمان کو اپنی جان بھی پیش کر دینی چاہیے' اسے پھر باطل اور اس کے لشکروں کی چیرہ دستیوں سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

⓬ ہلاکت کے سب اسباب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں' اگر وہ چاہے تو انہیں نافذ کر دے چاہے تو قطع کر دے۔

⓭ اللہ تعالیٰ کی دعوت کو تمام لوگوں تک پہنچانے کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیے' خواہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان بھی قربان کرنی پڑے۔

⓮ اہل کفر دلائل و براہین دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے' کیونکہ ان کے کفر کا سبب عناد و کبر ہوتا ہے۔

⓯ اس حدیث میں اس بچے کا ذکر ہے جس نے گود میں کلام کیا اور یہ بچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہے اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی تشریح کرتی ہے جس میں عبادت گزار جریج کا ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا: ''گود میں تین بچوں نے کلام کیا۔۔۔'' اور یہ تینوں بچے بنی اسرائیل میں سے تھے۔ یہ تین کی تعداد حتمی نہیں' ان کے علاوہ اور بچے بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے گود میں کلام کیا ہو۔ (واللہ اعلم!)

⓰ اعجاز قرآن کا اثبات ہے کہ اس نے اصحاب الاخدود جیسے واقعات کو بیان کر دیا' جنہیں تاریخ نے بھلا دیا تھا اور یہ وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ﴾ ''کھائیوں والے قتل کر دیے گئے''۔

⓱ مربی (تربیت کرنے والے) کو وضاحت کے لیے قصے بیان کرنے چاہییں کیونکہ ان میں تاثیر ہے' جو بعض اوقات ویسے وعظ و نصیحت میں نہیں ہوتی۔

۳۱۔ وَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: ((اتَّقِي اللّٰهَ وَ اصْبِرِي)) فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي! وَ لَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا، إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے' جو ایک قبر کے پاس رو رہی تھی' آپ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' اس عورت نے کہا: مجھ سے دور رہو' اس لیے کہ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔ اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا' اسے بتایا گیا کہ وہ تو نبی ﷺ تھے' تو وہ نبی ﷺ کے دروازے پر آئی اور اس نے وہاں دربانوں کو نہ پایا' اس نے آکر عرض کیا: میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے اسے فرمایا: ''صبر تو وہی ہے جو صدمے

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: (تَبْكِيْ عَلٰى صَبِيٍّ لَهَا). کے آغاز میں کیا جائے''۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اپنے بچے (کی قبر) پر رو رہی تھی۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱٤۸ - فتح)، ومسلم (۹۲٦) (۱۵).

غریب الحدیث☆ (اليك عني) ''مجھ سے دور رہو''۔ (الصدمة الأولى) ''صدمے کا آغاز'' یعنی جونہی کسی مصیبت کی اچانک خبر آئے تو فوراً صبر کیا جائے۔

فقه الحدیث☆ ❶ عدم صبر تقویٰ کے منافی ہے۔

❷ قابل تعریف صبر وہ ہے جو مصیبت کے اچانک آ جانے پر اس کے آغاز میں کیا جائے' جبکہ بعد میں تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قدرتی طور پر صبر آ جاتا ہے۔ لیکن اس وقت صبر کرنے یا اس طرح کہنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ میں صبر کرتا ہوں' کیونکہ یہ صبر تو وقت گزرنے کے بعد آیا ہے۔ صبر جمیل کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں اخلاص ہو' اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی شکوہ نہ ہو اور وہ صدمے اور مصیبت کے آغاز میں ہو۔

❸ نبی ﷺ کی تواضع اور آپ کے اخلاق فاضلہ و عالیہ کا بیان ہے کہ آپ نے اس عورت کے جاہلانہ رویے پر بھی برہمی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ نرمی کا سلوک کیا۔

❹ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہر حال میں ادا کرتے رہنا چاہیے۔

❺ کسی شخص کو اس کی مصیبت کے باعث ثواب نہیں ملتا' بلکہ اس کی حسن نیت' ثابت قدمی' صبر جمیل اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر رضا، ان اسباب کو اختیار کرنے سے مصیبت کے وقت ثواب حاصل ہوتا ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور صبر کرنے کا حکم فرمایا۔

❻ مصیبت زدہ شخص سے نرمی برتنی چاہیے اور اس کے عذر کو قبول کرنا چاہیے' اسی لیے نبی ﷺ اس عورت کو اس کے حال پر چھوڑ کر اس سے دور چلے گئے جب اس نے کہا: ''مجھ سے دور رہو' اس لیے کہ تمہیں میرے والی مصیبت نہیں پہنچی''۔

❼ جس شخص کو نیکی کا حکم دیا جائے تو اسے اچھے انداز سے اسے قبول کرنا چاہیے اور حق کو اختیار کر لینا چاہیے' خواہ وہ نیکی کا حکم دینے والے کو نہ جانتا ہو' اس لیے کہ حق کی پہچان شخصیت سے نہیں ہوتی بلکہ شخصیت کی پہچان حق سے ہوتی ہے۔ اسی لیے اس عورت کو ملامت کی گئی کہ اس نے ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کی نصیحت قبول نہ کی حالانکہ اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا' لیکن جب اس نے پہچان لیا تو پھر آپ کے پاس گئی اور معذرت کی تو آپ نے اسے فرمایا کہ صبر تو صدمہ کی ابتدا میں ہوتا ہے۔

❽ وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کے وقت اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اسے برداشت کرنا چاہیے۔

❾ حاکم، قاضی اور عالم کو اپنی رعیت، متبعین اور مقتدیوں سے ملاقات میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔

❿ حاکم اور امیر سلطنت وغیرہ کو امتیازی شان و شوکت سے نہیں رہنا چاہیے بلکہ عام رعیت کی طرح رہنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ جا رہے تھے' اسی لیے وہ عورت کسی خاص امتیازی نشان نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو پہچان نہ سکی۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے' اگر ناجائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے منع فرما دیتے جیسا کہ آپ نے اسے نوحہ کرنے سے منع فرما دیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے شاید اس لیے زیارت قبور سے منع نہ کیا ہو کہ ایک وقت میں دو چیزوں سے کیا منع کرنا ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس وقت تو زیارت قبور سے منع نہ فرمایا لیکن جب وہ عورت آپ کے گھر معذرت کے لیے گئی تھی تو آپ اس

وقت فرما دیتے کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں' چونکہ آپ نے منع نہیں فرمایا اس لیے عورتیں قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں۔ اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے زائرات قبور اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ سنن کی دیگر کتب میں ہے' اس میں ایک راوی ابوصالح مولیٰ ام ہانی جمہور نقاد کے نزدیک ضعیف ہے جبکہ صحیح روایت میں ہے: ((لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ))۔ حضرت ابن عباس، ابوہریرہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کی حدیث میں یہی الفاظ ہیں جن کا معنی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے کثرت سے زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔ اس کثرت زیارت سے نوحہ، بین اور دیگر خرافات اور خلاف شرع امور کے واقع ہونے کا اندیشہ ہے اور جو زیارتِ قبور کا شرعی مقصد ہے کہ آخرت کی یاد پیدا ہو تو یہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے' لہٰذا عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت جائز ہے بشرطیکہ وہ کثرت سے نہ ہو۔

زیارتِ قبور کے بارے میں دیگر دلائل بھی ہیں:۔

(الف) آپؐ نے عمومی طور پر فرمایا: ''میں یقیناً تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا پس تم ان کی زیارت کرو' اس لیے کہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے''۔

اب آخرت کی یاد مردوں اور عورتوں سب کے لیے مطلوب ہے' کوئی خاص فرق نہیں' اب جو عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں انہیں دلیل پیش کرنی چاہیے۔

(ب) سلف صالحین کی خواتین نے قبروں کی زیارت کی ہے حتیٰ کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات نے بھی قبروں کی زیارت کی ہے۔ مستدرک حاکم اور بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے واپس آئیں تو میں نے انہیں کہا: ام المومنین! آپ کہاں سے آئی ہیں؟ انھوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے آئی ہوں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! پھر آپ نے زیارت کی اجازت عطا فرمادی تھی۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان کہ ''پھر آپ نے اجازت عطا فرمادی تھی'' عموم پر دلالت کرتا ہے جس میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ فہم صحابی ہے یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فعل ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبیؐ سے دریافت کیا کہ جب وہ قبروں کی زیارت کرے تو کیا پڑھے؟ تو آپ نے فرمایا: ((قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ......)) اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی تعلیمات کے مطابق قبروں کی زیارت کیا کرتی تھیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زیارت کی نہی سے پہلے قبروں کی زیارت کی ہو' تو یہ نہایت کمزور اعتراض ہے۔ چند وجوہات کی بنا پر جو حسب ذیل ہیں:

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت نہی اور نسخ کے بعد کی ہے۔

② نہی سے پہلے اباحت تھی' پھر نہی آ گئی' پھر نہی منسوخ ہوگئی' تو حکم اسی اصل پر لوٹ آیا جو اباحت ہے' بلکہ یہ ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت مستحب ہے۔

③ قبروں کی زیارت سے نہی مکہ کے ابتدائی دور میں تھی' جیسا کہ اس مسئلے کی تشریع کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو مسئلہ ثابت ہے وہ مدنی دور کا ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان سے شادی مدینہ میں ہوئی تھی۔

۳۲۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ

۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرے پاس میرے اس مومن بندے کے لیے جنت کے سوا کوئی جزا نہیں' جس کی میں محبوب ترین

احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

چیز واپس لے لوں تو وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرے۔'' (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۲۴۱۔ ۲۴۲ ۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (صفیه) ''اس کی محبوب چیز'' یعنی جس کے ساتھ خالص محبت ہو۔ (ثم احتسبه) ''پھر اس ثواب کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ کرلیا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ انسان پر جو سب سے بڑی مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اس کی محبوب ترین چیز کا کھو جانا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل مقبول ہے جو ایمان کے ساتھ کیا جائے، کافر جو بھی نیک کام کرے وہ عدم ایمان کی وجہ سے اجر سے خالی ہے۔

❸ صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر و ثواب ملے گا اور اس کی انتہا دخول جنت ہے۔

۳۳۔ وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ، فَأَخْبَرَهَا. ((أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِي الطَّاعُوْنِ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں بتایا: ''یہ ایک عذاب تھا جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا نازل فرماتا مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے مومنوں کے لیے رحمت بنا دیا ہے، اب جو بندہ طاعون کے مرض میں مبتلا ہو جائے اور وہ اپنے شہر ہی میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید سے ٹھہرا رہے اور اسے یقین ہو کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے تو اس کے لیے شہید جتنا اجر ہے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۶/ ۵۱۳۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (طاعون) ایک مرض کا نام ہے، اس میں تکلیف دہ پھنسیاں نکلتی ہیں جو عموماً بغلوں میں ہوتی ہیں، اس میں بہت جلن ہوتی ہے، دل گھبراتا ہے اور قے وغیرہ آتی ہے۔ (محتسبا) اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ طاعون اصل میں سابقہ امتوں پر عذاب کی ایک شکل تھی۔

❷ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر خاص رحمت ہے کہ جو چیز سابقہ امتوں کے لیے عذاب تھی اسے اس امت کے لیے باعث اجر و ثواب اور رحمت بنا دیا۔

❸ بندے کو ہم و حزن، غم یا کسی تکلیف سے جو اجر و ثواب ملتا ہے وہ صرف مومن کے ساتھ خاص ہے کسی اور کے لیے یہ تکلیف باعث ثواب نہیں۔

❹ شہادت کا اجر صرف اس تک محدود نہیں جو کسی معرکے میں شہید ہو، بلکہ اس اجر میں اور بھی مسلمان شریک ہیں، جیسے کوئی شخص طاعون کے مرض سے فوت ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے تو اس کے لیے شہید جیسا اجر ہے۔ اسی طرح نیزہ لگ جانے، پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہونے اور غرق ہو کر مر جانے والے یا حالت زچگی میں فوت ہونے والی عورت وغیرہ کو بھی شہداء کے زمرے میں شمار کیا گیا ہے، ان سے جنگ میں شہید ہو جانے والے شخص جیسا تو معاملہ نہیں ہوگا، بہر حال انہیں شہید جیسا اجر ملے گا۔

❺ جس شہر میں طاعون کا مرض پھیل جائے تو وہاں کے رہائشی اور مقیم کے لیے وہاں سے نکلنا جائز نہیں بلکہ وہ ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا و قدر پر راضی ہوتے ہوئے اسی شہر میں مقیم رہے۔

◆ اسلام چاہتا ہے کہ یہ متعدی امراض جس شہر میں ہوں وہیں رہیں اور یہ دوسرے شہروں میں نہ پھیلیں۔

٣٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)) يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) کے ذریعے آزماؤں اور وہ صبر کرے' تو میں ان کے عوض اسے جنت عطا کروں گا''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١١٦ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (اذا ابتليت عبدى) ''جب میں اپنے بندے کا امتحان لیتا ہوں''۔

فقه الحديث☆ ◆ انسان کو اپنے اعضاء میں سے سب سے زیادہ محبوب اپنی دونوں آنکھیں ہیں' اب ان کے کھو جانے سے اسے بہت زیادہ افسوس ہوگا اور اس کی رؤیت ختم ہو جائے گی' تو اس آزمائش پر اسے ثواب ملے گا۔

◆ اللہ تعالیٰ جس کے لیے پسند کرتا ہے اس سے کسی ناگوار چیز کو دور کرے یا اس کے گناہ مٹائے یا اس کے درجات بلند کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی آزمائش کرتا ہے' جب وہ اس آزمائش میں پورا اترتا ہے تو اپنی مراد کو پالیتا ہے۔

◆ جنت سب سے بڑا عوض ہے' اس لیے کہ آنکھوں سے دیکھنا' فائدہ اٹھانا تو دنیا کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جائے گا لیکن جنت کا مزہ باقی رہنے والا اور دائمی ہے۔

٣٥۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَلَا اُرِيْكَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: اِنِّيْ اُصْرَعُ، وَ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِيْ قَالَ: ((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَ لَكِ الْجَنَّةُ، وَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّعَافِيَكِ)) فَقَالَتْ: اَصْبِرُ، فَقَالَتْ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَا اَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا .مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۵۔ عطا بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ انھوں نے فرمایا: یہ سیاہ فام عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی تو اس نے عرض کیا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس دوران میں ننگی ہو جاتی ہوں' پس آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو صبر کرو' اس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں عافیت دے دے''۔ اس نے کہا: میں صبر کروں گی' پھر اس نے کہا: میں (دورے کے وقت) ننگی ہو جاتی ہوں لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں ننگی نہ ہوا کروں۔ پس آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١١٤۔ فتح)' و مسلم (٢٥٧٦).

غريب الحديث☆ (أصرع) ''مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے''۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ صرع الخلط: یہ چند بیماریوں کے جمع ہونے سے ہوتا ہے' اس میں تشنج ہوتا ہے' جسم سخت تختہ ہو جاتا ہے اور منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔

۲۔ صرع الجن: جن انسان کو لگ جاتا ہے۔ حدیث میں جس بیماری کا ذکر ہے وہ صرع الجن ہے۔

(أتكشف) ''میں ننگی ہو جاتی ہوں'' یعنی میرا بعض بدن ننگا ہو جاتا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں بے خبری میں میرا ستر ننگا نہ ہو جائے۔

فقه الحديث ❶ دنیا میں تکالیف پر صبر کرنے سے جنت ملتی ہے۔

❷ امراض کا دعا والتجا سے علاج کرنے کے ساتھ ساتھ علاج معالجے سے بھی اجتناب نہ کیا جائے۔

❸ رخصت کی نسبت عزیمت کو اختیار کرنا افضل ہے اور یہ اس کے لیے ہے جو اسے برداشت کرنے کی قدرت رکھتا ہو' اس طرح یہ اس کے اجر میں مزید اضافے کا باعث ہوگا۔

❹ ادویات استعمال کرنا چھوڑ دینا جائز ہے۔

❺ صحابیات رضی اللہ عنہن کی شدتِ حیا کا بیان' کیونکہ اس عورت کو یہی اندیشہ تھا کہ کہیں اس کا جسم ننگا نہ ہو جائے۔

٣٦۔ وَعَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَ هُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ، يَقُوْلُ: ((**اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ**)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۶۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' جنھیں ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا ہو اور وہ نبی اپنے چہرے سے خون صاف کر رہے ہوں اور یوں کہتے ہوں۔ ''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لیے کہ وہ جانتے نہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥١٤ـ فتح)، ومسلم (١٧٩٢).

غريب الحديث☆ (يحكى نبيا) ''کسی نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے'' بعض نے کہا کہ یہ خود نبی ﷺ ہیں۔

فقه الحديث ❶ لوگوں کو دعوت دین پہنچانے میں انبیاء علیہم السلام نے جو تکلیف برداشت کی اور صبر کیا اس کا بیان ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت حاصل کر سکیں۔

❷ جاہلوں کے مقابلے میں انبیاء علیہم السلام کے اخلاق اور عفو و درگزر کا بیان۔

❸ جاہلوں سے ان کی بداخلاقی کے مقابلے میں حسن اخلاق اور بددعا کی بجائے ان کے لیے ہدایت کی دعا کرنے کا بیان۔

❹ تکلیف برداشت کرنے کے بارے میں نبی ﷺ کی حوصلہ مندی کہ غزوۂ احد کے موقع پر آپ کے دانت مبارک ٹوٹ گئے' سر میں چوٹ لگی جس سے خون بہنے لگا لیکن آپ نے یہ سب کچھ برداشت کیا اور مخالفین دعوت کے لیے عذاب کی دعا نہیں فرمائی۔

❺ اہل فساد اور کافر دلیل کا مقابلہ دلیل سے نہیں کرتے بلکہ قتل، تعذیب اور تکذیب پر اتر آتے ہیں۔

٣٧۔ وَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ**))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَ ((الْوَصَبُ)): الْمَرَضُ.

۳۷۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، ہم و حزن، تکلیف یا غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ اسے جو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ) (الوصب) کا معنی ہے بیماری۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١٠٣ـ فتح)، ومسلم (٢٥٧٣).

غریب الحدیث☆ (النصب) ''تھکاوٹ''۔ (الأذی) ''تکلیف''۔ (الغم) یہ حزن سے زیادہ ہوتا ہے۔ (یشاکھا) ''اسے کانٹا چبھتا ہے''۔ (خطایاہ) ''اس کی خطائیں، گناہ''۔

فقہ الحدیث ❶ مومن کو جو تکلیفیں پہنچتی ہیں ان سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

❷ مسلمان کو خواہ معمولی تکلیف بھی پہنچے جیسے کانٹا چبھنا تو یہ بھی اس کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔

۳۸۔ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قُلْتُ: ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: ((أَجَلْ ذٰلِكَ، كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى ؛ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، وَ حُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ ((الْوَعْكُ)): مَغْثُ الْحُمّٰى، وَ قِيْلَ: الْحُمّٰى.

۳۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ کو بخار تھا' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت شدید بخار ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو ہوتا ہے''۔ میں نے کہا: کیا یہ اس لیے کہ آپ کے لیے دُگنا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! یہ ایسے ہی ہے' اسی طرح جو بھی مسلمان کہ اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے' کانٹا چبھتا ہے یا اس سے کوئی بڑی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے گناہ اس سے اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت (موسم خزاں میں) اپنے پتے گرا دیتا ہے۔'' (متفق علیہ) (الوعک) کا معنی ہے بخار۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۱۱۰۔ فتح)، ومسلم (۲۵۷۱).

غریب الحدیث☆ (أجل) ''ہاں'' یہ ''نعم'' کی طرح جواب کے لیے ہے لیکن ''أجل'' تصدیق کے معنی میں ''نعم'' سے زیادہ بہتر ہے اور ''نعم'' استفہام کے معنی میں ''أجل'' سے زیادہ بہتر ہے''۔ ''المغث'' ''بخار ہوتا ہے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ ہر قسم کی تکلیف پر صبر کیا جائے تو ثواب حاصل ہوتا ہے۔

❷ انبیاء علیہم السلام کو عام لوگوں سے زیادہ تکلیفیں آتی ہیں' کیونکہ وہ کمال صبر سے متصف ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی زیادہ امید رکھتے ہیں اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کو لوگوں کے لیے اسوۂ حسنہ بنانا ہوتا ہے۔

❸ بندہ مومن کو جس قدر زیادہ تکلیف آتی ہے اس کے اجر و ثواب میں اسی قدر اضافہ ہوتا ہے اور اس کی خطائیں معاف ہوجاتی ہیں۔

❹ قوی ضعیف کی نسبت زیادہ برداشت رکھتا ہے' پس مومن کی آزمائش اس کے دین اور یقین کے مطابق ہوتی ہے۔

۳۹۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَ ضَبَطُوْا ((يُصِبْ)): بِفَتْحِ الصَّادِ وَ كَسْرِهَا.

۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے آزمائش سے دوچار کر دیتا ہے؟'' (بخاری)۔ (یصب) کی صاد پر زبر اور زیر دونوں ہیں (اس سے مطلب میں کوئی فرق نہیں آتا)۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۱۰۳۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (یصب منه) اس کے بدن' یا اس کے مال' یا اس کی پیاری چیز کو مصیبت پہنچتی ہے۔

فقه الحدیث ☆ آزمائش اللہ تعالیٰ کی بندے سے محبت کی علامت ہے۔

٤٠۔ وَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَ تَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی پہنچنے والی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے' اگر اس نے ضرور ہی ایسے کرنا ہے تو پھر یوں کہے'' اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے اس وقت فوت کر دے جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١٢٧ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٨٠).

غريب الحديث ☆ (الضر) ''تکلیف'' انسان کو اس کے بدن، اہل یا مال کے حوالے سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔

فقه الحدیث ❶ موت کی تمنا کرنا حرام ہے' کیونکہ صحیح بخاری میں صراحت سے اس کی ممانعت ہے۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ والی حدیث کہ انہیں سات مرتبہ گرم لوہے سے داغا گیا' وہ فرماتے ہیں: ''اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا''۔ اگر انسان کو فتنوں میں مبتلا ہونے یا اس کے دین کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس کے لیے جائز ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا کرے۔

❷ مومن کی زندگی اس کے لیے خیر ہے' کیونکہ جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ اس کی دعا کرے کہ وہ قبل از وقت اسے آ جائے' اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں''۔

اب کوئی شخص اس گمان کا شکار نہ ہو جائے کہ موت کی تمنا سے کراہت سے مراد اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے کراہت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اگر اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے تو پھر ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ایسے نہیں ہے' جب مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت' اس کی رضا اور اس کی جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے' تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اور جب کافر کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

حدیث کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ معتبر کراہت وہ ہے جو حالت نزع کے وقت ہو' جس وقت توبہ قبول ہوتی ہے نہ کچھ اور عمل' پس اس وقت ہر انسان کو بتا دیا جاتا ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور اس کے لیے کیا کچھ تیار کیا ہوا ہے' اس وقت ہر چیز اس پر واضح ہو جاتی ہے۔ پس جو اہل سعادت ہوتے ہیں وہ موت اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی محبوب چیز کو پا لیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تاکہ انہیں بہت سے انعام و اکرام سے نوازے جبکہ اہل شقاوت اپنے برے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں' لہٰذا وہ وہاں منتقل نہیں ہونا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور انہیں اپنی رحمت و عنایت سے دور رکھتا ہے۔

نبی ﷺ سے بخاری و مسلم کی حدیث میں جو ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی مرض الموت کے وقت فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى)) اس سے موت کی تمنا کرنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا' اس کی مندرجہ ذیل وجوہ ہیں:۔

① رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات حالت نزع میں فرمائے تھے جب انہیں اس چیز کی بشارت سنائی گئی' جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنات و

نعیم اور مقام کریم کی صورت میں تیار کی تھی' اس لیے آپ نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند فرمایا۔

② رسول اللہ ﷺ کو امت میں باقی رہنے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جلدی جانے' دونوں چیزوں کا اختیار دیا گیا تھا' آپ نے رفیق اعلیٰ کو (یعنی فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ کو) منتخب فرمایا۔

③ بعض نے کہا یہ نبی ﷺ کے لیے خاص تھا' امت کے لیے نہیں' یہ قول ضعیف ہے۔

④ مصیبت کے وقت صبر کرنا واجب ہے نیز بے قراری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے' اس سے اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر عدم رضا مندی ظاہر ہوتی ہے۔

⑤ مومن بندہ اپنے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے۔

٤١۔ وَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوْ لَنَا؟ فَقَالَ: ((قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا، ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَ يُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَ عَظْمِهٖ، مَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ، وَ اللّٰهِ! لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ، وَ لٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً.

٤١۔ حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی' آپ اس وقت کعبہ کے سائے تلے اپنی چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے' ہم نے کہا: آپ ہمارے لیے مدد طلب کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں کا یہ حال تھا کہ آدمی کو پکڑ لیا جاتا' اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا' اسے اس میں کھڑا کر دیا جاتا' پھر آرا لایا جاتا اور اسے اس آدمی کے سر پر رکھ دیا جاتا اور اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا۔ لوہے کی کنگھیاں اس پر پھیری جاتیں' جو اس کے گوشت اور ہڈیوں کو متاثر کرتیں' لیکن یہ (تکلیفیں) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس معاملے کو ضرور مکمل کرے گا حتیٰ کہ کوئی سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا لیکن اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا اور اسے اپنی بکریوں پر بھیڑیے کے سوا کوئی ڈر نہیں ہوگا' لیکن تم جلد بازی کرتے ہو''۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے اور ہم مشرکین کی طرف سے سختیوں میں مبتلا تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٨ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (البردة) ''دھاری دار چادر''۔ (متوسد) ''تکیہ بنائے ہوئے'' یعنی چادر کو اپنے سر کے نیچے رکھے ہوئے۔ (یصده) ''اسے منع کرتا ہے''۔ (هذا الأمر) ''اس معاملے کو'' یعنی دین اسلام کو۔ (الراكب) ''سوار' مسافر'' (صنعاء) اس سے صنعاء دمشق مراد ہے صنعاء یمن مراد نہیں واللہ اعلم!

فقه الحديث ❶ دین میں تکلیف پر صبر کرنا قابل مدح وتعریف ہے۔

❷ ضعفاء کو قوی کی دعا اور نصیحت تقویت پہنچاتی ہے۔

❸ کفار کے خلاف خود بد دعا کرنا اور کسی سے کرانا دونوں طرح جائز ہے۔

❹ کفار کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کا ذکر کرنا جائز ہے' یہ کوئی شکوہ نہیں۔

❺ سابقہ امتوں کے مومنوں کا ذکر بطور تمثیل بیان کرنا جائز ہے' کیونکہ صبر کے بیان میں یہ زیادہ مؤثر ہے۔

❻ مومن اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہتا ہے خواہ اسے آرے سے چیر دیا جائے۔

❼ آزمائش تو ایمان کا حصہ ہے' جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا' یہ کہ انھوں نے کہا ہم ایمان لے آئے اور پھر انہیں آزمایا نہیں جائے گا' البتہ ہم نے تو ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں''۔ (العنکبوت: ۲'۳)

❽ نبی ﷺ کے صحابہ پر بھی آزمائشوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے گئے' لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں آنے والی تمام مشکلات کو خوش دلی اور اطمینان نفس سے قبول کیا۔

❾ ایمان کے دشمن شروع سے ہیں' اہل کفر اور اہل فسق وعصیان نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی۔ مجرموں کا ہمیشہ یہی وتیرہ رہا ہے۔

❿ مستقبل ان شاء اللہ اسلام کا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت وتائید فرمائے گا' وہ اسلام اور اہل اسلام کو عزت بخشتا ہے اور کفر و اہل کفر کو ذلیل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (الصف:۹) ''وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو ناگوار گزرے''۔

⓫ نبی ﷺ کی مستقبل کے متعلق خبریں سچی ثابت ہوئیں' اسلام پھیل گیا اور امن وسلامتی کا بول بالا ہوگیا' یہ آپ کی نبوت اور صدق پر دلالت کرتا ہے۔

⓬ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے' جب اسلام کو نافذ کیا گیا' اس کی حدود قائم کی گئیں تو معاشرے میں امن وامان اور اطمینان وسکون تھا اور جب لوگوں نے نظام شریعت کو تبدیل کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھوک اور خوف کو ان پر مسلط کردیا اور یہ سب ان کے اعمال کے سبب ہوا۔

⓭ انسان عجلت پسند ہے' کیونکہ وہ عجلت سے پیدا کیا گیا ہے' جب اسے خیر وبھلائی ملنے سے تاخیر ہوجائے تو وہ صبر کا دامن چھوڑ دیتا ہے اور اس کا دل تنگ ہوتا ہے اور یہ بات بھول جاتا ہے کہ ہر کام کے لیے وقت مقرر ہے' اللہ تعالیٰ مخلوق کی عجلت پسندی سے خود عجلت نہیں کرتا۔ بندے کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ پھل پکنے کا ایک وقت مقرر ہے' اس وقت پر اسے توڑنا بہتر ہوتا ہے' جلدی کرنے سے وہ پھل پکے گا نہیں بلکہ خراب ہوجائے گا۔ سلف کا ایک قول ہے کہ جس شخص نے کسی چیز کے بارے میں قبل از وقت جلد بازی کی تو اس کا انجام محرومی ہے۔

٤٢ ـ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ: فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ، وَ اَعْطٰى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَ اَعْطٰى نَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَ آثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: وَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيْهَا،

۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ حنین کا دن تھا تو مال غنیمت کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو ترجیح دی' آپ نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ عطا کیے اور عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی دیے۔ آپ نے بعض اشراف عرب کو بھی عطیے دیے اور مال غنیمت کی تقسیم میں انہیں بھی ترجیح دی' تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا' اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی

وَمَا أُرِيْدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ: وَ اللّٰهِ! لَأُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ. ثُمَّ قَالَ: ((فَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)). فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ قَوْلُهُ ((كَالصِّرْفِ)) هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ: وَهُوَ صِبْغٌ أَحْمَرُ.

کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ پس میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں ضرور مطلع کروں گا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس شخص نے جو کہا تھا آپ کو بتایا' تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا' حتیٰ کہ وہ ایسا ہو گیا جیسے سرخ رنگ ہو' پھر آپ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون انصاف کرے گا؟'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے' انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئیں' لیکن انہوں نے صبر کیا۔'' پس میں نے کہا: یقیناً میں آئندہ کوئی بات آپ تک نہیں پہنچاؤں گا۔ (متفق علیہ)

الصرف صاد کے نیچے زیر' معنی ہیں ''سرخ رنگ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٥١- ٢٥٢- فتح)، ومسلم (١٠٦٢) (١٤١).

غريب الحديث☆ (حنين) ''مکہ اور طائف کے درمیان وادی''۔ (ناسا) ''لوگ'' یعنی تالیف قلب کے لیے کچھ لوگوں کو ان کے حصے سے زائد عطا فرمایا۔ (قسمة) ''مال غنیمت'' جو قبیلہ ہوازن سے حاصل ہوا۔ (آثرهم) ''انہیں ترجیح دی'' یعنی انہیں قیمتی اشیاء عطا کیں۔ (لاجرم) ''یقیناً''۔

فقه الحديث ❶ امام اور خلیفہ وقت حالات وضروریات اور حکمت کے مطابق کسی قوم کو دوسری قوم سے کچھ زیادہ عطا کر دے تو یہ جائز ہے۔

❷ ذی وجاہت اور صاحب اثر ورسوخ کو تالیف قلب کے لیے پسندیدہ چیز عطا کرنا اور دوسرے لوگوں سے کچھ زائد دینا جائز ہے' تاکہ انہیں دعوت الی اللہ میں شامل کیا جائے۔

❸ ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کے دشمن رہے ہیں اور وہ انبیاء کے متبعین کے بارے میں طعن زنی کرتے رہے اور ان کی دعوت کو ٹھکراتے رہے اور ان کے معاملے میں شکوک وشبہات کا شکار رہے۔

❹ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول ﷺ اور مومنوں سے خیر خواہی کرنا واجب ہے۔

❺ طعن زنی کرنے والوں کو معاف کرنا انبیاء علیہم السلام کی قدیم سنت ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیفیں پہنچائی گئیں تو انہوں نے صبر کیا اور حضرت محمد ﷺ کو تکلیفیں پہنچائی گئیں' تو آپ نے معاف فرمایا۔

❻ رسول اللہ ﷺ بھی ایک انسان تھے' آپ بھی ان چیزوں سے متاثر ہوتے تھے جن سے ایک انسان متاثر ہوتا ہے' آپ کسی چیز سے ناراض ہوتے یا خوش ہوتے تو اس ناراضی وخوشی کے اثرات آپ کے چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوتے تھے۔

❼ تمام لوگوں سے بڑھ کر عدل کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے انبیاء ورسل علیہم السلام ہوتے ہیں۔

٤٣- وَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ

۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دنیا ہی میں سزا دینے میں جلدی کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا روک

الْقِيَامَةِ)).

لیتا ہے' یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا''۔

وَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَ مَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

نبی ﷺ نے مزید فرمایا: ''بڑی جزا بڑی آزمائش میں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے' پس جو شخص راضی ہوتا ہے تو اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوتا ہے تو اس کے لیے ناراضی ہے''۔ (ترمذی۔ اس کی سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ شطره الأول حسن لغيره۔ أخرجه الترمذى (٢٣٩٦)' والبيهقى فى ((الأسماء والصفات)) (ص ١٩٦)' وابن عدى فى ((الكامل)) (٣/ ١١٩٢)' والشطر الثانى ضعيف۔ أخرجه الترمذى (٢٣٩٦) وابن ماجه (٤٠٣١).

غريب الحديث☆ (يوافى) ''اسے پورا پورا بدلہ دے گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر دنیا میں کسی غلطی کی سزا مل جائے تو یہ خیر و بھلائی کی علامت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے چاہتا ہے' اس لیے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

❷ آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے' اللہ تعالیٰ جس بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ نہیں چاہتا تو اس کی سزا اور مؤاخذے کو مؤخر رکھتا ہے' حتیٰ کہ اسے روز قیامت رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

❸ لوگوں کو ان کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔

❹ مصائب اور امراض کے وقت صبر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

❺ مومن کو جب کوئی آزمائش آئے تو اسے اس آزمائش سے راضی رہنا چاہیے' اسے اس سے مایوس اور ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

❻ آزمائشوں پر صبر کرنا گناہوں کے کفارے کی علامت ہے۔

٤٤۔ وَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقُبِضَ الصَّبِيُّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ۔ وَ هِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ. : هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: ((أَعَرَّسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟))، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا)) فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: احْمِلْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، وَ بَعَثَ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَقَالَ: ((أَمَعَهُ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهُ وَ سَمَّاهُ

۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا' ابوطلحہ باہر تشریف لے گئے تو بچہ فوت ہو گیا' جب ابوطلحہ واپس آئے تو پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو بچے کی والدہ تھیں، نے کہا: وہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ پس اس نے حضرت ابوطلحہ کے سامنے شام کا کھانا رکھا' انھوں نے کھانا کھایا' پھر ان (ام سلیم) سے جماع کیا' جب وہ فارغ ہوئے، تو انھوں نے کہا: (بچہ تو فوت ہو چکا) بچے کو دفنا دو۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہیں یہ واقعہ بتایا' آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے رات کو ہم بستری کی تھی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ان دونوں کے لیے برکت فرما''۔ پس (مدتِ مقررہ کے بعد) ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا' تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اسے اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ انھوں نے کچھ کھجوریں بھی دے دیں، پس آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے ساتھ کوئی

عَبْدَ اللّٰهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ : فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْآنَ، يَعْنِي مِنْ اَوْلَادِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَوْلُوْدِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : مَاتَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا: لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهُ، فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ عَشَاءً فَاَكَلَ وَ شَرِبَ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ اَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا اَنْ رَأَتْ اَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَ اَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ: يَا اَبَا طَلْحَةَ! اَرَأَيْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِيَتَهُمْ اَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ، اَلَهُمْ اَنْ يَمْنَعُوْهُمْ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَتْ: فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ. قَالَ: فَغَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: تَرَكْتِنِيْ حَتّٰى اِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ اَخْبَرْتِنِيْ بِابْنِيْ؛ فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا**)) قَالَ: فَحَمَلَتْ، قَالَ: وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ وَ هِيَ مَعَهُ، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَى الْمَدِيْنَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوْقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا اَبُوْ طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: يَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ: اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ! اَنَّهُ يُعْجِبُنِيْ اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ، وَ اَدْخُلَ مَعَهُ اِذَا دَخَلَ، وَ قَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰى، تَقُوْلُ اُمُّ سُلَيْمٍ: يَا اَبَا طَلْحَةَ! مَا اَجِدُ الَّذِيْ كُنْتُ اَجِدُ، انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، وَ ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا. فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ: يَا اَنَسُ! لَا يُرْضِعُهُ اَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا اَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

چیز ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! کھجوریں ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں لے لیا اور منہ میں چبایا، پھر وہ اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیں، پھر اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (متفق علیہ)

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عیینہ نے کہا انصار کے ایک آدمی نے کہا: میں نے عبداللہ (پیدا ہونے والے اس لڑکے جس کا نام آپ نے رکھا تھا) کی اولاد سے نولڑکے دیکھے، جو سب کے سب قاریٔ قرآن تھے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ کا ایک بیٹا جو ام سلیم (کے بطن) سے تھا' فوت ہوا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: تم ابوطلحہ کو اس کے بیٹے کے متعلق نہ بتانا، حتیٰ کہ میں خود انہیں بتاؤں گی۔ پس ابوطلحہ آئے تو انھوں نے شام کا کھانا انہیں پیش کیا، انھوں نے کھایا پیا، پھر وہ پہلے سے کہیں زیادہ سنگھار کر کے اور بن سنور کر ان کے پاس آئیں، انھوں نے ان سے جماع کیا، جب ام سلیم نے دیکھا کہ وہ خوب سیر ہو گئے اور ان سے جماع بھی کر لیا تو کہا: اے ابوطلحہ! مجھے بتائیں اگر کچھ لوگ کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریتاً دیں، پھر وہ ان سے اپنی چیز واپس مانگیں تو کیا ان گھر والوں کو حق حاصل ہے کہ انہیں وہ چیز نہ دیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، پھر ام سلیم نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے کے بارے میں ثواب کی امید رکھیں (وہ فوت ہو گیا)۔ راوی کہتے ہیں وہ غضبناک ہوئے اور کہا: تم نے مجھے بتایا ہی نہیں حتیٰ کہ جب میں (جماع سے) آلودہ ہو گیا تو پھر تم نے مجھے میرے بیٹے کے بارے میں بتایا' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور جو کچھ ہوا آپ سے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم دونوں کی اس رات میں برکت فرمائے۔'' پس ام سلیم حاملہ ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ سفر میں تھے اور وہ بھی شریکِ سفر تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب سفر سے مدینے آتے تو رات کو تشریف نہیں لاتے تھے، جب قافلے والے مدینے کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہو گیا تو ابوطلحہ ان کی خاطر رک گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ مجھے تو یہی پسند ہے کہ جب رسول

ﷺ. وَ ذَکَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ.

اللہ ﷺ (مدینے سے) باہر جائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ باہر جاؤں اور جب آپ (مدینے میں) داخل ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی داخل ہوں اور تو دیکھ رہا ہے کہ میں رک گیا ہوں (اور آپ جا رہے ہیں)۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابوطلحہ! مجھے اب وہ دردِ زہ نہیں ہو رہا جو پہلے ہو رہا تھا، لہٰذا آپ سفر شروع کریں۔ چنانچہ ہم وہاں سے چل پڑے، جب وہ دونوں مدینے پہنچ گئے تو ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہو گیا اور انھوں نے ایک لڑکے کو جنم دیا اور میری والدہ (ام سلیم) نے مجھے کہا: اے انس! اسے کوئی دودھ نہ پلائے جب تک تم صبح صبح اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نہیں لے جاتے۔ پس جب صبح ہوئی تو میں نے اسے اٹھایا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ اور آگے مکمل حدیث بیان کی۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۳/۱٦۹۔ فتح)، ومسلم (۲۱٤٤) (۲۳).

غریب الحدیث☆ (لیشتکی) ''وہ بیمار تھا'' اس کا معنی شکایت یا شکوہ نہیں۔ (ابن أبی طلحة) ''ابوطلحہ کا بیٹا'' یہ ابوعمیر ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ مزاح کے طور پر فرمایا کرتے تھے: ((یَا أَبَا عُمَیْرُ! مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ)) ''اے ابوعمیر! تیرے بلبل کا کیا حال ہے؟'' (هو أسكن ما كان) ''وہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے'' یعنی سانس آنی بند ہو گئی ہے۔ (ثم أصاب منها) ''پھر اس سے جماع کیا''۔ (واروا الصبی) ''بچے کو دفن کرو''۔ (أعرستم) ''کیا تم نے جماع کیا؟'' (تصنعت له) ''اس (اپنے خاوند ابوطلحہ) کے لیے بناؤ سنگھار کیا''۔ (وقع بها) ''اس سے جماع کیا''۔ (أرأیت) ''مجھے بتاؤ''۔ (احتسب ابنک) ''اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کے بارے میں ثواب کی امید رکھو''۔ (تلطخت) ''میں جماع سے آلودہ ہو گیا''۔ (لا یطرقها طروقًا) ''آپ رات کو گھر نہیں آتے تھے''۔ (فضربها المخاض) ''انہیں دردِ زہ شروع ہو گیا''۔

فقہ الحدیث☆

1. عورت کو اپنے خاوند کے لیے بناؤ سنگھار کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو خاوند کے سامنے پیش کرنا چاہیے، جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے جائز قرار دیا اور برکت کے لیے دعا بھی فرمائی۔
2. خاوند کی خدمت اور اسے آرام و سکون پہنچانا ایک عورت کا اولین فرض ہے، جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھانا پیش کیا، جب وہ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو گئے تو بڑی حکمت اور احسن انداز سے انہیں بچے کے فوت ہونے کی خبر دی۔
3. ضرورت کے تحت تعریض و کنایہ جائز ہے، جو دوسرے شخص کو مغالطے میں مبتلا کر دے لیکن اس میں جھوٹ نہ ہو۔
4. نبی ﷺ کی دعا قبول ہوئی جو آپ نے کی تھی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری رات میں برکت فرمائے'' پس اللہ تعالیٰ نے اس پیدا ہونے والے بچے میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ اس کی بہت سی اولاد ہوئی اور وہ سب نیک ہوئی۔
5. جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز چھوڑ کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اسے اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔
6. مصیبت زدہ کو تسلی دینا مستحب ہے۔
7. مصیبت کے وقت صبر کے لیے سب سے زیادہ معاون چیز یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں جو کچھ ملا ہے یہ عاریتاً اور امانت ہے، اب جس کی امانت ہو، یا اس کی جو چیز ملکیت ہو، وہ شخص اپنی امانت اور چیز لینے کا حق رکھتا ہے، اگر وہ اپنی چیز لے لے تو پھر اسے چیز لوٹاتے وقت عدم رضا

اور ناراضی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ سلف صالحین کا یہی عقیدہ اور عمل تھا کہ انہیں جو بھی تکلیف پہنچتی تو وہ یہی کہتے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ).

اس کلمے میں عقیدے کے متعلق دو عظیم اصول پنہاں ہیں:۔

① انسان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔

② انسان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹتی ہے، جو اس کا حقیقی مالک ہے، تاکہ وہ اسے پوری پوری جزا سے نوازے۔

جب انسان کا یہ پختہ عقیدہ بن جائے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے اور ہر چیز نے اللہ کی طرف لوٹنا ہے تو پھر وہ کسی چیز کے مل جانے سے کیسے اترا سکتا ہے اور کسی چیز کے چلے جانے سے کیسے مایوس ہوسکتا ہے؟

❽ اس حدیث میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پہاڑ جیسے صبر، قوت ویقین اور معاملہ فہمی کے بارے میں پتا چلتا ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی شادی جب ابوطلحہ سے ہونے لگی، جو اس وقت مشرک تھے، تو انھوں نے یہ شرط عائد کی کہ ابوطلحہ مسلمان ہو جائیں تو میں پھر شادی کروں گی اور اسلام کا قبول کرنا ہی ان کا حق مہر تھا۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ام سلیم رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آگ سے بچالیا۔

حضرت ام سلیم بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتی تھیں اور مجاہدین کی خدمت کرتی تھیں، یہ وہ خاتون ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے وقف کررکھا تھا۔ رضی اللہ عنہا. اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ میں ان کا مسکن بنائے۔ آمین!

٤٥ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((وَالصُّرَعَةُ)) بِضَمِّ الصَّادِ وَ فَتْحِ الرَّاءِ، وَ أَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ يَّصْرَعُ النَّاسَ كَثِيْرًا.

۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاقتور وہ نہیں جو (لوگوں کو) پچھاڑ دے، بلکہ طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے''۔ (متفق علیہ)

(الصرعة) صاد پر پیش اور راء پر زبر۔ عربوں میں اس کی اصل یہ ہے کہ جو لوگوں کو اکثر پچھاڑ دے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٥١٨ـ فتح)، ومسلم (٢٦٠٩).

فقه الحدیث☆ ❶ اسلام نے جاہلی قوت کو اخلاق کریمہ میں تبدیل کردیا، جس نے مسلم شخصیت کو ممتاز بنادیا اور فرمایا کہ سب سے زیادہ طاقتور وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات پر قابو رکھے۔

❷ غصے سے بچنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس میں جسم، نفس اور اجتماعی نقصان ہے، لہٰذا غصے کی حالت میں انسان کو بے قابو نہیں ہونا چاہیے بلکہ غصے کو ضبط کرنا چاہیے۔

٤٦ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَ رَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، وَ أَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَ انْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ

۴۶۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی دے رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہوگیا اور رگیں پھول گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک کلمہ جانتا ہوں، اگر یہ اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ دور ہوجائے، اگر یہ شخص کہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ))۔ فَقَالُوْا لَهُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں) تو اس کا غصہ جاتا رہے گا''۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٣٣٧۔ فتح)، ومسلم (٢٦١٠)۔

غريب الحديث☆ (يستبّان) ''وہ ایک دوسرے کو گالی دے رہے تھے''۔ (أوداجه) ''اس کی رگیں''۔ (كلمة) ''ایک کلمہ''۔ (أعوذ) ''میں پناہ چاہتا ہوں''۔

فقه الحديث☆ ❶ شیطان غصے کو بڑھکاتا ہے' کیونکہ اس سے دین و دنیا کا نقصان ہوتا ہے، لہٰذا غصے کے سبب کو ختم کرنے کے لیے شیطانی وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

❷ صحابہ کرام بھی انسان تھے، عام لوگوں کی طرح انہیں بھی غصہ آجاتا تھا، لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کو قبول کرتے اور فوراً اصلاح کر لیتے تھے۔

❸ رسول اللہ ﷺ دعوت الی اللہ، تذکیر باللہ اور مسلمانوں کو وعظ و نصیحت حکمت سے کرتے تھے تاکہ وہ مؤثر ہو۔

❹ دوسروں سے خیر خواہی کرنا مستحب ہے خواہ وہ اس کا مطالبہ بھی نہ کریں۔

❺ نصیحت اور خیر خواہی کی بات دوسروں تک پہنچانا جائز ہے تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

٤٧۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَا شَاءَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۴۷۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصے کو پی جائے، جب کہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر ہو، تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے تمام مخلوق کے سامنے لائے گا اور اسے کہے گا کہ وہ اپنے لیے جس حور کو چاہے پسند اور منتخب کر لے''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن' أخرجه أبو داود (٤٧٧٧)، والترمذی (٢٠٢١ و ٢٤٩٣)، وابن ماجه (٤١٨٦)۔

غريب الحديث☆ (كظم غيظا) ''اس نے غصے کو پی لیا'' یعنی غصے کے سبب کو برداشت کیا اور اس پر صبر کیا۔

فقه الحديث☆ ❶ غصے کو پی جانے کی ترغیب ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق یہ مومنین اور محسنین کی صفت ہے' فرمایا: وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۴) ''غصے کو پی جانے والے' لوگوں کو معاف کرنے والے، اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند کرتا ہے''۔ یعنی قدرت و طاقت ہونے کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر غصے کو پی جانا اور لوگوں کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

٤٨۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اَوْصِنِيْ، قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر''۔ اس نے کئی مرتبہ اپنی درخواست کو دہرایا تو آپ نے ہر بار یہی فرمایا: ''غصہ نہ کر''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۰/۵۱۹ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (أوصنی) ''مجھے وصیت فرمائیں'' یعنی ایسی جامع وصیت فرمائیں جس میں دین و دنیا کی بھلائی ہو۔

فقه الحدیث☆ ❶ اگر کوئی شخص نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرنی چاہیے، بلکہ ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی پر یہ حق ہے کہ اسے نصیحت کی جائے۔

❷ نصیحت کو دہرانے میں خیر و بھلائی ہی ہے، لہٰذا نصیحت کے الفاظ کو بار بار کہا جاسکتا ہے۔

❸ غصے کا انجام اچھا نہیں، ہاں! اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر غصہ ہو تو اس میں خیر ہے۔

❹ غضب کی مذمت اور اس کے اسباب سے بچنا چاہیے، اسی میں خیر ہے۔

❺ وہ غصہ ناپسندیدہ ہے جو دنیاوی مفاد کے لیے ہو اور وہ غصہ پسندیدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو اور اس کے دین کی نصرت کے لیے ہو۔ آپ صرف اسی وقت غصے میں آتے جب اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا۔

❻ نبی ﷺ نے غصہ دور کرنے کے چند اسباب بیان فرمائے:-

① اگر غصہ آجائے تو ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھنا چاہیے۔

② غصہ آجائے تو خاموش ہوجانا چاہیے جیسے کہ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا: ((إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)) ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ خاموش ہوجائے''۔ کیونکہ غصہ کی حالت میں منہ سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن پر بعد میں ندامت ہوتی ہے۔

③ غصہ کی حالت میں بیٹھ جانا چاہیے، یا پھر لیٹ جانا چاہیے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر غصہ زائل نہ ہو تو پھر لیٹ جائے''۔

٤٩ـ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَ الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَ وَلَدِهِ وَ مَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مرد اور مومن عورت کو اس کی جان، اولاد اور مال کے بارے میں تکلیف اور آزمائش آتی رہتی ہے، حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن، أخرجه الترمذی (۲۳۹۹)، و أحمد (۲/۲۸۷ و ٤٥٠)، والحاکم (۱/۳٤٦).

امام حاکمؒ نے فرمایا: مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبیؒ نے اس کی موافقت کی ہے، لیکن اس سند میں محمد بن عمرو راوی ہے، جس سے امام مسلمؒ نے کسی اور کی موافقت کے بغیر روایت نہیں کیا اور یہ صدوق ہے، لہٰذا اس کی سند حسن ہے۔

غریب الحدیث☆ (البلاء) ''آزمائش، امتحان'' خواہ یہ آزمائش خیر کے ذریعے ہو، یا تکلیف کے ذریعے۔

فقه الحدیث☆ ❶ مومن کی مختلف انداز سے آزمائش ہوتی رہتی ہے۔

❷ جس مومن کی آزمائش ہو وہ اس پر صبر کرے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے جیسے کہ فرمایا: ''ہم خوف، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی کے ذریعے تمہاری آزمائش کریں گے، صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں''۔ (البقرۃ:۱۵۵)

❸ آزمائش سے گناہ معاف ہوتے ہیں بشرطیکہ بندہ اس پر صبر کرے اور شکوہ وغیرہ نہ کرے۔

❹ آزمائش بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر رحمت ہے، وہ اس دنیا کی تکلیف پر بندے کے گناہ معاف کردیتا ہے اور اس طرح آخرت

کی زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

۵۰۔ وعن ابن عبّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ ابْنِ قَيْسٍ، وَ كَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؛ وَ كَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ مُشَاوَرَتِهِ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ: يَا ابْنَ اَخِيْ! لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ، فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَهُ عُمَرُ. فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَوَ اللّٰهِ! مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ ﷺ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ الأعراف: ١٩٩ | وَ اِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ، وَ اللّٰهِ! مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا، وَ كَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس ٹھہرے، سیدنا حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور مشیر قراء (اہلِ علم، قرآن کے ماہر) ہوتے تھے، چاہے وہ عمر رسیدہ ہوں یا جوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے بھتیجے! تمہیں اس خلیفہ کے ہاں خاص مقام حاصل ہے، اس لیے مجھے بھی ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ اس (بھتیجے) نے اجازت طلب کی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی، جب وہ اندر آئے تو کہنے لگے: افسوس! اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! تم ہمیں زیادہ عطیے دیتے ہو، نہ ہمارے بارے میں عدل سے فیصلے کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے، حتیٰ کہ اسے مارنے کا ارادہ کیا، تو (اس کے بھتیجے) سیدنا حر نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ''درگزر فرمائیں' نیکی کا حکم کرتے رہیں اور جاہلوں سے اعراض فرمائیں'' اور یہ (میرا چچا) بھی جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جب اس (حر) نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا آگے نہ بڑھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے والے تھے۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۳۰٤۔ ۳۰۵۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (النفر) ''دس سے کم افراد''۔ (القراء) ''علماء، عبادت گزار''۔ (أصحاب مجلس عمر) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین''۔ (کھولًا) ''ایسے آدمی جن کی عمر تیس سال سے زائد ہو''۔ (لک وجه) ''تمہاری قدر و منزلت ہے''۔ (هي) ''کلمہ تہدید''۔ (الجزل) ''کثیر عطیات''۔ (همّ) ''ارادہ کیا''۔ (العرف) ''معروف''۔ (أعرض عن الجاهلين) ''جاہلوں سے اعراض کرو''۔ (وقافاً عند کتاب الله) ''اللہ تعالیٰ کی کتاب کے پاس ٹھہرنے والے تھے'' یعنی اس کے احکامات پر عمل کرنے والے تھے۔

فقه الحدیث☆ ❶ اہلِ قرآن کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشینوں میں سے تھے۔ اہلِ قرآن سے مراد وہ علماء ہیں جو اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں، صرف فن تجوید کے ماہر اور خوش الحانی سے قرآن پڑھنے والے مراد نہیں۔

❷ حاکم اور امیر کو چاہیے کہ اپنا مشیر اور ہم نشین اہلِ علم کو بنائے۔

❸ اہلِ علم کی رائے خواہشات نفس کے تابع نہ ہو اور نہ کسی مصلحت کا شکار ہو، بلکہ انہیں حق کی اتباع کرنی اور حق کا ساتھ دینا چاہیے۔

❹ حکمران کو اہلِ علم اور اہلِ مشورہ کے مشورے اور رائے کو قبول کرنا چاہیے، بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نہ ہو۔

❺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے احکامات پر عمل کرنے والے تھے اور اس کی حدود و قیود کا خیال رکھنے والے تھے۔

❻ عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے حکمران کو حکمت کے ساتھ نصیحت وتذکیر کرے۔
❼ حکمران کو اپنی رعیت کے معاملات میں صبر سے کام لینا چاہیے اوران کے مصالح کا ہر ممکن حد تک خیال رکھنا چاہیے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیینہ بن حصن کا کلمہ تہدید "ھی" سن کر مشتعل نہیں ہوئے اور جب اس نے امیر المومنین کہنے کی بجائے ابن خطاب کہہ کر مخاطب کیا' تب بھی برا نہیں منایا۔

٥١۔ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ اَثَرَةٌ وَ اُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا)) قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ: ((تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ((وَالْاَثَرَةُ)) : الانْفِرَادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيْهِ حَقٌّ.

۵۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"یقیناً میرے بعد کسی چیز کے بہت سے حقداروں میں سے کسی ایک کو حقدار بنادیا جائے گا او رایسے کام ہوں گے جنہیں تم برا سمجھو گے"۔ صحابہ نے کہا : اے اللہ کے رسول! تو پھر آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:"تم اپنے ذمے کے حقوق ادا کرتے رہنا او رجو تمہارے حقوق ہیں ان کے بارے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا"۔ (متفق علیہ)

(الأثرة) کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز جس کے کئی ایک حقدار ہوں لیکن اس کا کوئی ایک ہی حقدار بن جائے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٦١٢ ـ فتح)، ومسلم (١٨٤٣).

غريب الحديث☆ **(تؤدون)** "تم ادا کرنا"۔ **(الحق الذى عليكم)** "وہ حقوق جو تمہارے ذمے ہیں" یعنی جن کی اطاعت تمہارے ذمے ہے ان کی اطاعت کرنا' ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا۔

فقه الحديث☆ ❶ قضا وقدر میں جو لکھا ہے اس پر صبر کرنا چاہیے۔
❷ حکمران کی اطاعت کرنی چاہیے خواہ وہ ظالم ہو'اس کی اطاعت کا حق اسے دینا چاہیے' اس کے خلاف بغاوت نہیں کرنی چاہیے' بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کی تکلیف سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے' لیکن اطاعت اس وقت تک ہے جب تک وہ صریح کفر کا مرتکب نہ ہو۔
❸ یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں میرے بعد ایسے ہوگا۔
❹ فتنہ اور اختلاف کے وقت کتاب وسنت سے تمسک اختیار کرنا چاہیے، جو حق کو حق اور باطل کو باطل ہونا ثابت کرتا ہے۔
❺ مسلمانوں کو متحد ہو کر ایک امیر کے تحت رہنے کی ترغیب ہے، اس سے فساد ختم ہو جاتا ہے اور اصلاح کا دور دورہ ہو جاتا ہے، لہٰذا امت اسلامیہ کی وحدت میں عظیم مصلحت ہے۔

٥٢۔ وَ عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا فَقَالَ : ((اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
((وَاُسَيْدٌ)) بِضَمِّ الْهَمْزَةِ. ((وَحُضَيْرٌ)) : بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُوْمَةٍ وَ ضَادٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، وَاللّٰهُ

۵۲۔ حضرت ابو یحییٰ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں فرمائیں گے جیسے آپ نے فلاں شخص کو عامل مقرر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا:"یقیناً تم میرے بعد ایسی صورت حال سے دوچار ہوگے کہ دوسروں کو (تم پر) ترجیح دی جائے گی، پس تم صبر کرنا، حتیٰ کہ تم مجھے حوض (کوثر) پر ملو"۔ (متفق علیہ)
(أسيد) ہمزہ پر پیش اور **(حضير)** حاء پر پیش اور ضاد پر زبر۔ (واللہ

أعلم)

أعلم.

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۱۷/۷ ـ فتح)، ومسلم (۱۸٤٥).

غريب الحديث☆ (ألا) ''کیا نہیں؟'' یہ درخواست کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (تستعملنی) ''مجھے عامل بنائیں گے''۔ (الحوض) قیامت والے دن نبی ﷺ کو جو حوض کوثر عطا ہوگا۔

فقه الحديث☆ ❶ عہدوں کا طلب کرنا جائز نہیں، جو طلب کرے اسے نہ دیا جائے۔

❷ آپ نے جو فرمایا کہ ''تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسروں کو (تم پر) ترجیح دی جائے گی'' اس سے ثابت ہوا کہ ایسی صورت آپ کے دور میں نہیں ہوگی۔

❸ حاکم وحکمران کے ظلم پر صبر کرنا چاہیے' اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں، جب تک کہ وہ واضح کفر کا ارتکاب نہ کرے۔

❹ انصار صحابہ کرام کی فضیلت کہ وہ حوضِ کوثر پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کریں گے۔

❺ حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ''مدارج السالکین (۲۹۳/۲)'' میں بتایا کہ دنیا میں انصار کو ان کے حق سے نظر انداز کر دیا جائے گا، جبکہ وہ اہل ایثار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اس ایثار کی وجہ سے انہیں جنت عدن میں اعلیٰ منازل عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص ان کا حق دبانے کی کوشش کرے گا وہ نقصان اٹھائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے، پس جب تم دیکھو کہ لوگ تمہیں تمہارے حق سے محروم رکھ رہے ہیں اور تم اہل ایثار میں سے ہو تو جان لو کہ یہ تمہارے ساتھ بھلائی ہے۔ اللہ اعلم!

فائدہ:۔ اس دور میں جب لوگ اہم عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں تو وہ لوگوں کے حقوق پر قابض ہو جاتے ہیں، اب ان سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کیا انہیں کوئی ہدیہ اور تحفہ وغیرہ دینا جائز ہے؟ بعض اہل علم نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ رشوت شمار نہیں ہوگی، کیونکہ رشوت تو وہ ہوتی ہے جو کسی کا حق دبانے یا حق سے زائد لینے کے لیے دی جائے اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے ہدیہ وغیرہ دینا رشوت نہیں، مگر اس فتویٰ میں کچھ اشکال ہیں۔

① حقوق ادا نہ کرنے والوں کو تحائف وغیرہ دینا ان کے ساتھ ظلم و ناانصافی میں تعاون کرنا ہے، اس طرح وہ اپنے ناجائز رویے پر مزید دلیر ہو جائیں گے اور یہ گناہ و زیادتی کے کاموں میں تعاون شمار ہوگا۔

② رسول اللہ ﷺ نے انصار کو حقوق نہ ملنے پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی، اب جسے اپنے حق سے محروم کر دیا جائے اسے صبر کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کوئی حل نکال دے گا۔

③ حکمرانوں کو تحائف دینا غلول میں آتا ہے لہٰذا غلول و خیانت میں تعاون نہیں کرنا چاہیے۔

۵۳ ـ وَ عَنْ اَبِي اِبْرَاهِيْمَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ، انْتَظَرَ حَتّٰى اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيْهِمْ فَقَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَ اعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَ مُجْرِيَ السَّحَابِ، وَ هَازِمَ الْاَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَ انْصُرْنَا

۵۳۔ حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض ایام میں، جن میں آپ کا دشمن سے سامنا ہوا، انتظار فرمایا، (یعنی لڑائی شروع نہیں کی) حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ان (صحابہ) میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، لیکن جب دشمن سے آمنا سامنا ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے''۔ پھر نبی ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے

عَلَيْهِمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . والے! فوجوں کو شکست دینے والے! انہیں شکست سے دوچار کردے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٣۔ فتح)، و مسلم (١٧٤٢).

غريب الحديث☆ (في بعض أيامه) ''اپنے بعض ایام میں'' یعنی بعض غزوات میں۔ (انتظر) ''انتظار فرمایا'' یعنی لڑائی کو مؤخر کیا۔ (مالت الشمس) ''سورج ڈھل گیا'' یعنی زوال کے وقت۔ (الأحزاب) ''فوجیں، جماعتیں'' یعنی کفار کی جماعتیں جو رسول اللہ ﷺ کے مقابل آئیں۔

فقه الحديث☆ ❶ جہاد کے لیے مستعد رہنا چاہیے اس سے مراد قوت کی تیاری، دشمن کے مقابل آنا، گناہ چھوڑ کر توبہ صادقہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

❷ کرب و شدائد کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا مستحب ہے، بالخصوص جب دونوں طرف سے فوجیں آمنے سامنے ہوں اس لیے کہ اس وقت دعا خصوصی طور پر قبول ہوتی ہے۔

❸ نبی ﷺ کی اپنے صحابہ اور امت کے ساتھ رحمت۔

❹ مادی قوت ہی پر سارا اعتماد نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اپنے بچاؤ اور حفاظت کی تدابیر کرتے رہنا چاہیے اور مستقل مزاجی بھی ہونی چاہیے۔

❺ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہنا چاہیے اور یہ جہادی عناصر میں سے اہم عنصر ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والوں کو ان کی بہتری کے لیے وصیت کرنی چاہیے اور ضرورت کے مطابق انہیں ہدایات دینی چاہئیں۔

❼ اللہ تعالیٰ کو اس کی صفت علیا اور اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ اور واسطہ دینا مستحب ہے۔

❽ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومنوں سے جنت کے بدلے میں ان کے جان و مال خرید لیے ہیں۔

❾ رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے اور حکمت بڑے ہی اختصار کے ساتھ عطا کی گئی۔ آپ کی دعا نہایت ہی مؤثر تھی، آپ نے دعا میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لیں، اس لیے کہ کتاب کے نازل ہونے سے اخروی نعمتیں حاصل ہو گئیں اور وہ ہے اسلام، بادلوں کے چلنے سے دنیوی نعمت حاصل ہوگئی اور وہ ہے رزق اور لشکروں کی شکست سے دونوں نعمتوں کی حفاظت حاصل ہوگئی۔

❿ دشمن سے ملاقات کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس سے مراد جہاد سے عدم پسندیدگی، دل کو جہاد کے لیے تیار نہ کرنا، یا شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا نہ کرنا ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو مذکورہ تینوں چیزوں کے لیے مسلمانوں کو تیار کیا ہے اور یہ متقین کی صفات میں سے ہیں۔ ''دشمن سے ملاقات کی تمنا نہیں کرنی چاہیے'' اس سے مراد کیا ہے؟ وہ حسب ذیل ہے:-

① تاکہ کثرت تعداد پر عجب وغرور پیدا ہو نہ قوت و اسباب پر سارا توکل و اعتماد ہو جائے، جس سے دشمن کے خلاف تیاری میں کمی رہ جائے، اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل نہ ہو یہ کثرت تعداد اور قوت کسی کام نہیں آتی، جس طرح غزوۂ حنین کے موقع پر ہوا۔

② دشمن سے ملاقات ایک غیب چیز ہے، انسان کو معلوم نہیں کہ وہ ثابت قدم رہے گا یا جب وہ چمکتی تلواریں، کٹتی گردنیں اور اکھڑتی سانسیں دیکھے گا تو پھر پیٹھ پھیر دے گا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بہت فائدہ مند چیز کا حکم فرمایا اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال، دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت ثابت قدمی کی دعا اور طلب شہادت کی خواہش، کیونکہ جنت تو تلواروں کے سائے تلے ہے۔

۴۔ بَابُ الصِّدْقِ
۴۔ باب: سچائی کا بیان

حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے ''مدارج السالکین (۲/ ۲۶۸)'' میں صدق کی تعریف میں نقل کیا ہے: ''یہ عظیم قوم کی منزلت ہے، سالکین کی تمام

منزلیں یہیں سے شروع ہوتی ہیں اور یہ ایسی سیدھی اور درست راہ ہے کہ جو اس پر نہیں چلا وہ منزل مقصود تک پہنچنے والوں میں سے نہیں۔ اہل نفاق اور اہل ایمان کی تمیز اسی سے ہوتی ہے، نیز اہل جنان (جنت) اور اہل نیران (دوزخ) کا فرق بھی اسی سے ہوتا ہے، یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے، جس پر چل جائے اسے کاٹ کر رکھ دیتی ہے، جب باطل سے سامنا ہوتا ہے تو اسے پچھاڑ دیتی ہے۔ جو اس کے ذریعے حملہ کرتا ہے وہ غالب ہی آتا ہے اور جو اس کے ساتھ کلام کرتا ہے اس کی بات تمام باتوں پر غالب آجاتی ہے، یہ اعمال کی روح ہے' احوال کا دارومدار اس پر ہے' اہوال (خوفناک اور پریشان کن حالات) اس کے ذریعے ختم ہوجاتے ہیں۔ یہ ایسا دروازہ ہے کہ اس میں داخل ہونے والے اللہ ذوالجلال کی خدمت میں پہنچ جاتے ہیں، یہ عمارت دین کی اساس ہے، خیمۂ یقین کا ستون ہے، یہ درجہ نبوت پر فائز ہونے کے لیے پہلا قدم ہے اور درجہ نبوت تمام درجات سے بلند ہے اور ان کے مساکن جنت میں ہیں، جن کے نیچے چشمے اور نہریں بہتی ہیں، جو مساکن صدیقین کی طرف جاتی ہیں، جس طرح دنیا میں ان کے دل ایک دوسرے کی طرف کھنچتے تھے اور وہ آپس میں ملے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے مددگار تھے اسی طرح جنت میں بھی اس سچائی کے صلے میں بھائی بھائی بن کر رہیں گے''۔

سچ کے معنی ہیں ظاہر و باطن میں موافقت ہونا، قول و عمل میں موافقت ہونا اور خبر کا واقعہ کے مطابق ہونا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ [التوبة:۱۱۹]، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ﴾ [الأحزاب: ۳۵]، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ [محمد: ۲۱] وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی بن جاؤ''۔

اور فرمایا: ''سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں''۔

اور فرمایا: 'اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سچ بولتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا''۔

شرح الآیات☆ اس باب کی پہلی آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مومن بندوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سچ بولیں اور سچائی کو اختیار کریں تاکہ وہ اہل صدق اور اہل تقویٰ میں شامل ہوجائیں اور یہی حق کا راستہ ہے۔

دوسری آیت سے پتا چلتا ہے کہ صدق ایسی صفت ہے جو کسی امتیاز کے بغیر مومن مردوں اور مومن عورتوں سے مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صدق کا ثمرہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں خیر اور نجات ہے یہ اعمال کی روح ہے' اگر لوگ اطاعت میں سچے ہوں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔

٥٤۔ وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَ إِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا، وَ إِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَ إِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے' آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور یقیناً جھوٹ بدکاری کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور بدکاری جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/۵۰۷۔ فتح)، ومسلم (۲۶۰۶).

غریب الحدیث☆ (البر) ''نیکی'' یہ ایسا جامع لفظ ہے جو ہر قسم کی نیکی اور بھلائی پر دلالت کرتا ہے۔ (یهدی) ''راہنمائی کرتا ہے''۔

(الفجور) ''برے اعمال''

فقہ الحدیث☆ ❶ سچائی اختیار کرنے کی ترغیب' کیونکہ یہ تمام نیکیوں کا سبب ہے۔

❷ جھوٹ سے بچنا چاہیے' کیونکہ یہ ہر قسم کے شر کا سبب ہے۔

❸ جو شخص سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اس کی خصلت بن جاتی ہے اور جو شخص جھوٹ کا قصد کرتا ہے تو یہ بھی اس کی عادت بن جاتی ہے۔

❹ اخلاق فاضلہ اچھی عادات سے پیدا ہوتے ہیں' کیونکہ انسان اسباب خیر سے متاثر ہوتا ہے اور اس کے اثرات مختلف طبائع پر مختلف ہوتے ہیں۔

❺ اعمالِ صالحہ کا انجام جنت ہے اور برے اعمال کا ٹھکانا جہنم ہے۔

٥٥ ـ **الثَّانِي : عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ؛ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِيْنَةٌ، وَالْكَذِبَ رِيْبَةٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

قَوْلُهُ: ((يَرِيْبُكَ)) هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَ ضَمِّهَا؛ وَ مَعْنَاهُ: اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِي حِلِّهِ، وَ اعْدِلْ إِلٰى مَا لَاتَشُكُّ فِيهِ.

۵۵۔ حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ الفاظ یاد کیے: ''وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈال دے اور اس چیز کو اختیار کر جو تجھے شک و شبہ میں نہ ڈالے کیونکہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک اور بے چینی ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث صحیح ہے)

(یریبک) یاء پر زبر اور پیش دونوں طرح صحیح ہے، اس کا معنی ہے کہ جس چیز کے حلال ہونے میں تمہیں شک ہو اسے چھوڑ دو اور جس چیز میں شک نہ ہو اسے اختیار کرو۔

غريب الحديث☆ صحيح' أخرجه الترمذى (٢٥١٨)، والنسائى (٨/٣٢٧ـ ٣٢٨)، و أحمد (١/٢٠٠).

فقہ الحدیث☆ ❶ شبہات سے بچنا، ورع وتقویٰ کی علامت ہے، حلال ایسی چیز ہے جس سے دل میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا، جو شخص شبہات سے بچ جاتا ہے وہ اپنے دین اور عزت کو بچالیتا ہے۔

❷ انسان کا دل ایک ایسا جج اور قاضی ہے جو حق اور باطل میں تمیز کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ جس چیز پر انسان کا دل مطمئن ہو اور انشراح صدر ہو تو وہ نیکی اور حلال ہے، کیونکہ نیکی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، اس کے برعکس جس چیز سے دل مطمئن نہ ہو اور انشراح صدر بھی نہ ہو، تو وہ گناہ اور حرام ہے۔

٥٦ ـ **الثَّالِثُ: عَنْ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِي قِصَّةِ هِرَقْلَ، قَالَ هِرَقْلُ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟- يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ . قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: قُلْتُ: يَقُولُ: ((اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَ اتْرُكُوا مَا يَقُولُ آ بَاؤُكُمْ، وَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۶۔ حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ کی وہ طویل حدیث جس میں ہرقل کا واقعہ ہے۔ ہرقل نے (ابوسفیان) سے کہا: وہ (یعنی نبی ﷺ) تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان کہنے لگے کہ میں نے کہا، وہ فرماتے ہیں: ''تم صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو اور تمہارے آباؤ اجداد جو کہتے ہیں اسے چھوڑ دو' وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (١/٣١ـ٣٢ـ فتح)، ومسلم (١٧٧٣).

غریب الحدیث☆ (ھرقل) ھاء کے نیچے زیر، راء پر زبر اور قاف ساکن، بادشاہ روم کا نام جبکہ اس کا لقب قیصر ہے۔ (العفاف) ''پاک دامنی'' محارم کے ارتکاب سے اجتناب۔ (الصلة) ''صلہ رحمی'' وہ تمام رشتے جنہیں جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور یہ نیکی، اکرام اور حسن معاشرت سے ممکن ہے۔ (ما یقول آباؤکم) ''جو تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں'' اس سے مراد جاہلی امور ہیں، جہاں تک اچھی عادات اور اچھے اخلاق کا تعلق ہے تو انہیں آپ نے برقرار رکھا، بلکہ انہیں مکمل فرمایا۔ (قصة ھرقل) ''ہرقل کا قصہ'' یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے جب آپ نے انہیں اسلام کی دعوت کے لیے خط لکھا۔

فقہ الحدیث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ سچ بولتے تھے اور آپ صادق کے لقب سے مشہور تھے اور آپ کے دشمنوں کو بھی اس کا اعتراف تھا۔

❷ اس دین کی اصل توحید ہے، کیونکہ یہ منبع فضائل ہے۔
❸ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد توحید کو عام کرنا اور شرک کو ختم کرنا تھا۔
❹ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تمام احکامات کی تعمیل میں انسان کی اصلاح وخیر ہے، جن کا انجام دنیا وآخرت میں بہتری ہے۔
❺ دین کے معاملات میں آباؤ اجداد اور سادات وکبراء کی اندھی تقلید سے منع کیا گیا ہے۔
❻ یہ حدیث اسلام کے عمومی مسائل کا احاطہ کرتی ہے، اس میں توحید، ایمان، احکام اور اخلاق کا بیان ہے۔

٥٧۔ الرَّابِعُ: عَنْ اَبِيْ ثَابِتٍ، وَ قِيْلَ: اَبِيْ سَعِيْدٍ، وَ قِيْلَ: اَبِي الْوَلِيْدِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَ هُوَ بَدْرِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَ اِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۷۔ ابو ثابت، بعض نے کہا ابو سعید اور بعض کے نزدیک ابو ولید سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں' ان سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگی تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقام تک پہنچادے گا، اگرچہ اسے اپنے بستر پر موت آئے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٩٠٩).

غریب الحدیث☆ (بدری) جو صحابی غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ (الشهادة) ''شہادت'' یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جانا۔ (منازل الشهداء) ''اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء کے درجات''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ دل کی سچائی منزل کے حصول کا سبب ہے' کیونکہ جو شخص نیک اعمال کی نیت کر لیتا ہے تو اسے اس کی نیت پر بھی ثواب مل جاتا ہے خواہ وہ اس عمل کو کر سکے یا نہ کر سکے۔

❷ شہادت طلب کرنا مستحب ہے اور اس میں اخلاص ضروری ہے، کیونکہ انسان خالص نیت سے بھی اونچے مراتب پر فائز ہو جاتا ہے۔
❸ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بڑا احسان ہے کہ وہ انہیں تھوڑے سے عمل کی بدولت جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

٥٨۔ اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتْبَعَنِّيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَ هُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَ لَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا لَمْ

۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی نے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ وہ شخص میرے ساتھ جہاد پر نہ جائے جس نے کسی عورت سے نئی نئی شادی کی ہو اور وہ اس سے جماع کرنا چاہتا ہو لیکن ابھی اس نے کیا نہ ہو' اور وہ شخص بھی میرے ساتھ نہ جائے جس

يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا، وَ لَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَ هُوَ يَنْتَظِرُ اَوْلَادَهَا. فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اِنَّكِ مَامُوْرَةٌ وَ اَنَا مَامُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَتْ۔ يَعْنِي النَّارَ۔ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ، فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيْلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ. فَجَاؤُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَاٰى ضَعْفَنَا وَ عَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((**الْخَلِفَاتُ**)) بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَ كَسْرِ اللَّامِ: جَمْعُ خَلِفَةٍ، وَ هِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ.

نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور وہ شخص بھی میرے ساتھ نہ جائے جس نے بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔ پس اس پیغمبر نے جہاد کے لیے سفر شروع کیا، تو وہ بستی کے قریب نماز عصر کے وقت، یا اس کے قریب پہنچے تو سورج سے مخاطب ہو کر کہا: تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں، اے اللہ! اسے ہمارے لیے روک لے! پس اسے روک لیا گیا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب فرمائی۔ پس اس نبی نے غنیمتیں جمع کیں تو آگ آئی تا کہ انہیں کھا لے لیکن اس نے انہیں نہ کھایا، پس انھوں نے فرمایا: یقیناً تم میں خیانت ہے، لہٰذا تم میں سے ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی آئے اور میری بیعت کرے۔ چنانچہ ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، پس انھوں نے کہا: تمہارے قبیلے میں خیانت ہے تمہارے قبیلے کا ہر شخص میری بیعت کرے گا (یعنی میرے ساتھ ہاتھ ملائے گا)۔ پس دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا فرمایا: تم میں خیانت ہے۔ چنانچہ وہ گائے کے سر جیسا سونے کا ایک سر لائے، اسے لا کر رکھ دیا آگ آئی اور اسے کھا گئی۔ آپ نے فرمایا: ''ہم سے پہلے کسی قوم کے لیے غنیمتیں حلال نہیں تھیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا تو اسے ہمارے لیے حلال کر دیا''۔ (متفق علیہ)

(**خلفات**) خاء پر زبر اور لام کے نیچے زیر'خَلِفَةٌ کی جمع ہے' معنی ہے ''حاملہ اونٹنی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٢٠ ـ فتح)، ومسلم (١٧٤٧).

غريب الحديث☆ (نبی) اس سے مراد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے علاوہ کسی انسان کے لیے سورج کو نہیں روکا گیا' جب انھوں نے بیت المقدس کی طرف سفر کیا'' (**بضع**) اس کا اطلاق شرم گاہ، نکاح اور جماع پر ہوتا ہے۔ (**يبنى بها**) ''اس سے جماع کرنا چاہتا ہے''۔ (**لم تطعمها**) ''اس (آگ) نے اسے نہیں کھایا'' یعنی اسے چکھا بھی نہیں۔ (**غلولا**) ''خیانت'' بالخصوص مال غنیمت میں خیانت۔

فقه الحديث☆ ❶ دنیا کی شہوات نفس کو حرص اور بقا کی محبت کی طرف راغب کرتی ہیں۔ یوشع بن نون علیہ السلام نے اپنی قوم کے ایسے لوگوں کو اپنے ساتھ جانے سے منع کر دیا جن کا ذکر حدیث میں ہے، کیونکہ اگر وہ ان حالات میں جہاد کے لیے نکلتے تو ان کے دل تو اپنے اپنے مسائل سے معلق رہتے اور وہ جہاد میں پوری دل جمعی اور یکسوئی سے مصروف نہ ہوتے، اس طرح ان کے عزائم کمزور پڑ جاتے۔

❷ اہم امور کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی دیگر مصروفیات سے فارغ ہو۔

❸ مجاہدین کو دنیاوی ضروریات ومشکلات سے بے نیاز کردیا جائے، تاکہ وہ جہاد میں یکسوئی کے ساتھ شامل ہوں۔
❹ جمادات کے لیے حکم تسخیر وتکوین کے لیے ہے اور عقلاء کے لیے حکم امرِ تکلیف ہے۔
❺ انبیاء علیہم السلام سے معجزات ظاہر ہوئے ہیں۔
❻ پہلی امتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، بلکہ آسمان سے آگ آتی اور اسے کھا جاتی، لیکن امتِ محمد ﷺ کے لیے یہ حلال ہے، نیز یہ آپ کے خصائص میں ..... ہے۔
❼ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر رحمت ہے کہ اس نے اس امت کے عیوب ونقائص پر پردہ ڈالا ہوا ہے، جبکہ پہلی امتوں کی غلطیاں سب پر واضح کردی جاتی تھیں، جیسا کہ اس حدیث میں مالِ غنیمت میں خیانت والا قصہ مذکور ہے۔
❽ کسی قوم کے بیوقوف لوگوں کی وجہ سے بھی پوری قوم کا محاسبہ اور معاقبہ ہو جاتا ہے۔

۵۹۔ السادس : عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَ بَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَ إِنْ كَتَمَا وَ كَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۹۔ حضرت ابو خالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں سودا کرنے والوں کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ دونوں جدا نہ ہوں، پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور حقیقت بیان کردیں تو پھر ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور کسی چیز کو چھپائیں تو پھر ان کے سودے سے برکت مٹادی جاتی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٠٩۔ فتح)، و مسلم (١٥٣٢).

غريب الحديث☆ (البيعان) ''دو خرید وفروخت کرنے والے''۔ (بالخيار) یہ اختیار اور تخییر سے اسم ہے اور اس کا معنی ہے دو کاموں میں سے کسی ایک بہتر کو اختیار کرنا، یعنی وہ چاہیں تو سودے کو قائم رکھیں یا فسخ کردیں۔ (فإن صدقا) ''اگر وہ دونوں سچ بولیں'' یعنی بائع اپنی بیع کے بارے میں اور خریدار قیمت کے بارے میں سچ بولے۔ (بيّنا) ''وہ دونوں بیان کریں'' یعنی وہ دونوں بیع اور قیمت کے بارے میں کوئی چیز نہ چھپائیں، اگر کہیں نقص وغیرہ ہو تو بیان کردیں۔ (بورك لهما) ''ان دونوں کے لیے برکت ڈال دی جاتی ہے'' یعنی ان کی اس خرید وفروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور انہیں زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (كتما) ''وہ چھپائیں'' یعنی وہ سودے اور قیمت کے بارے میں کوئی چیز چھپائیں۔ (محقت بركة بيعهما) ''ان کے سودے سے برکت مٹادی جاتی ہے'' یعنی انہیں تھکاوٹ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

فقه الحديث☆❶ بائع اور مشتری جب تک دونوں مجلس میں موجود رہیں انہیں سودا فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔
❷ اگر سودے میں کوئی عیب ہو تو اسے بیان کرنا واجب ہے اور اسے چھپانا حرام ہے، پس جب عیب ظاہر ہو جائے تو پھر مشتری کو سودا فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔
❸ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے اس کے حصول کے لیے عمل صالح ضروری ہے۔
❹ گناہوں کی نحوست سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں اٹھ جاتی ہیں۔
❺ صدق تجارت میں برکت واضافے کا سبب ہے، لیکن اس پر وہی قائم رہتے ہیں جو بڑے صاحب عزیمت ہیں۔

۵۔ بَابُ الْمُرَاقَبَةِ

۵۔ باب مراقبے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَ تَقَلُّبَكَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ

فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ [الشعراء: ٢١٨، ٢١٩]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ [الحديد: ٤]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ [آل عمران: ٥]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ١٤]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ [غافر: ١٩] وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی (دیکھتا ہے)''۔

اور فرمایا: ''وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو''۔

اور فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ سے آسمانوں اور زمین کی کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں''۔

اور فرمایا: ''بے شک تیرا رب البتہ گھات میں ہے''۔

اور فرمایا: ''وہ (اللہ تعالیٰ) آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ چیزوں کو خوب جانتا ہے''۔

اس بات سے متعلقہ اور بھی کئی ایک آیات ہیں۔

شرح الآیات: مراقبے کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان دینا، بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر مکمل ضبط رکھے، اپنے رب کی طرف دھیان رکھے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا عقیدہ رکھے، اس لیے کہ وہ تو دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسے کو بھی جانتا ہے اللہ تعالیٰ انسان کے ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے، اس پر انسان کی کوئی چیز مخفی نہیں۔ جیسا کہ اس باب کی پہلی آیت میں فرمایا اس آیت میں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے خطاب فرمایا ہے لیکن اس میں آپ کی امت بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر حال میں دیکھتا ہے خواہ تم حالت نماز میں ہو۔

پھر دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ اپنے علم کے ساتھ ہے جبکہ اپنی ذات کے لحاظ سے عرش پر مستوی ہے، تم جہاں کہیں بھی ہو، خشکی یا تری میں ہو، یا رات و دن کی ساعتوں میں ہو، گھروں میں ہو یا جنگل میں، ان تمام حالات میں تم اس کے علم میں ہو، اس کی نظر میں ہو، وہ تمہاری بات سنتا ہے اور تمہارے مکان کو دیکھتا ہے، وہ تمہارا ظاہر و باطن سب جانتا ہے۔

معیت سے مراد معیت علمی ہے معیت ذات نہیں، سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے اور یہ کوئی تاویل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ لفظ ''مع'' کا یہ معنی نہیں کہ ایک چیز دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہو، مثال کے طور پر چاند آسمانوں میں ہے لیکن وہ مسافر و مقیم کے ساتھ بھی ہے، آدمی جہاں بھی جائے چاند ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ بچہ رو رہا ہو اور اس کا والد چھت پر ہو یا کچھ دور ہو تو وہ آواز دیتا ہے کہ بیٹا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں، اب وہ چھت کے اوپر سے یا دور سے کہہ رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں حالانکہ وہ اس کے ساتھ چمٹا ہوا نہیں۔ قرآن مجید میں لفظ ''مع'' بمعنی معیت عام اور معیت خاص وارد ہوا ہے فرمایا: ﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (الحدید:۴) ''وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے، تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔'' معیت خاص کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ﴾ (النحل:۱۲۸) ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور وہ نیکوکار ہیں''۔

اگر ''مع'' بمعنی معیتِ ذات ہو تو پھر معیت عام اور معیت خاص کی وجہ سے تناقض پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام تناقض سے پاک ہے، پس اللہ تعالیٰ کی معیت معیت علمی ہے وہ مخلوق کے ساتھ علم و قدرت کے ساتھ ہے، ذات کے ساتھ نہیں، اللہ تعالیٰ نے جن آیات میں معیت کا ذکر کیا ہے ان میں عام طور پر علم کا ذکر کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ معیت، معیت علمی ہے، اس طرح خبر عام اور خبر خاص میں جمع و تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمام امور کو جانتا ہے، اس سے زمین و آسمان کی کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں وہ تو تمہاری گھات میں ہے وہ تو نظر کی چوری کو بھی جانتا ہے جو آنکھیں نظر بازی کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ دلوں کے وسوسوں کو بھی جانتا ہے اور اس میں گویا سمجھایا گیا

ہے کہ اگر وہ چھوٹے گناہوں کو جانتا ہے تو بڑے گناہوں کو تو بدرجہ اولیٰ جانتا ہے۔ اس موضوع پر بہت سی عام آیات ہیں۔

٦٠۔ وَ اَمَّا الْاَحَادِیْثُ : فَالْاَوَّلُ: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اَلْإِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ الصَّلَاةَ، وَ تُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا**)) قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْاَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ؟ قَالَ: ((**اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَ مَلَائِكَتِهِ، وَ كُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ**)) قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ؟ قَالَ: ((**اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ**)) قَالَ: فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: ((**مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ**)) قَالَ: فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: ((**اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا، وَ اَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ**)) ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: ((**يَا عُمَرُ! اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟**)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ: ((**فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ اَمْرَ دِيْنِكُمْ**)).
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ مَعْنَى: ((**تَلِدُ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا**)) اَيْ: سَيِّدَتَهَا؛ وَ مَعْنَاهُ اَنْ تَكْثُرَ السَّرَارِيُّ حَتّٰى تَلِدَ الْاَمَةُ السُّرِّيَّةُ بِنْتًا

٦٠۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی ہمارے پاس آیا، جس کا لباس نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کے آثار تھے نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا، حتیٰ کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھ لیا اور کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر تمہیں استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو''۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہم نے اس کی بات پر تعجب کیا کہ یہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے، پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے متعلق بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ''۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے''۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کے متعلق بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں مسئول (محمد ﷺ) سائل (اس پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا''۔ پھر اس نے کہا: مجھے اس کی کچھ نشانیاں بتا دیجیے؟ آپ نے فرمایا: ''لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور یہ کہ تم دیکھو گے کہ ننگے بدن، ننگے پاؤں، فقیر قسم کے لوگ، بکریوں کے چرواہے عمارتوں کی تعمیر میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے''۔ پھر وہ (سائل) چلا گیا، پھر میں (حضرت عمر) ایک عرصہ ٹھہرا رہا، پھر آپ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ

لِسَيِّدِهَا،وَ بِنْتُ السَّيِّدِ فِي مَعْنَى السَّيِّدِ، وَقِيلَ غَيْرُ ذٰلِكَ. وَ ((الْعَالَةُ)) : اَلْفُقَرَاءُ وَ قَوْلُهُ ((مَلِيًّا)) أَيْ : زَمَنًا طَوِيْلًا، وَ كَانَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا.

جبریل ﷺ تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے''۔ (مسلم) (تلد الأمة ربتها) ''لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی'' اس کا مطلب ہے کہ لونڈیوں کی کثرت ہو جائے گی حتیٰ کہ ہم خوابی کے لیے مخصوص لونڈی اپنے آقا کے لیے بیٹی جنے گی اور یہ آقا کی بیٹی آقا ہی کے معنی میں ہے' اس کے اور بھی کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ (عالة) کا معنی ہے ''فقراء''۔ (ملیا) کا معنی ہے ''طویل زمانہ'' اور یہ تین دن تھے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۸).

یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے اور یہ ان احادیث میں سے ہے جن پر اسلام کا مدار ہے، یہ پورے دین کی شرح پر مشتمل ہے، اس لیے نبی ﷺ نے حدیث کے آخر میں فرمایا: ''یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے'' پھر آپ نے اسلام، ایمان اور احسان کی تعریف کی اور ان سب کو دین قرار دیا۔ جو شخص اس حدیث پر غور و فکر کرے گا تو وہ تمام علوم و معارف کو اس کے تحت پائے گا۔ گویا تمام علماء کا علم اس حدیث کے تحت ہے۔

غریب الحدیث☆ (أثر السفر) ''سفر کے آثار''۔ (تشهد) ''تو گواہی دے'' یعنی حق کا اقرار اور علم کا بیان۔ (تقیم الصلوة) ''نماز قائم کر'' یعنی اس کے تمام شروط و ارکان کے ساتھ ادا کرنا، نیز نماز افعال و اقوال کا مجموعہ ہے، جو تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور سلام سے ختم ہوتی ہے۔ (تؤتي الزكوة) ''تم زکوٰۃ ادا کرو'' یعنی زکوٰۃ کو اس کے مصارف پر خرچ کرو اور یہ مالدار آدمی کے مال پر خاص نصاب کے مطابق خاص شرح سے مقرر ہے اور یہ اس کے مستحقین کو دی جاتی ہے۔ (الصوم) ''روزہ'' رمضان کے دنوں میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنا۔ (الحج) مناسک حج ادا کرنے کے لیے بیت الحرام کا قصد کرنا، یہ اس شخص پر فرض ہے جس کے پاس زادِ راہ اور سواری ہو، راستے پرامن ہوں اور وہ شخص صحت مند ہو، جبکہ خاتون کے لیے یہ شرط بھی ہے کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔ (أن تعبد) ''یہ کہ تم عبادت کرو'' عبادت ایسا جامع اسم ہے جو ہر اس قول و فعل' خواہ وہ ظاہر ہو یا باطن' پر دلالت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور وہ اس پر راضی ہو' نیز یہ عمل کمال محبت کے تحت کیا جائے اور اس میں خوب خشوع و خضوع ہو۔ (ما المسئول عنها بأعلم من السائل) ''مسئول اس چیز کے بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا'' قیامت کے بارے میں تمام مخلوق کا علم یا لاعلمی برابر ہے' کیونکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (أماراتها) ''اس کی نشانیاں'' یعنی ایسی نشانیاں جو اس کے قرب پر دلالت کرتی ہوں۔ (الأمة) ''لونڈی، مملوکہ''۔ (رعاء) راعی کی جمع ''بمعنی چرواہے''۔ (الشاء) شاۃ کی جمع ''بکریاں''۔ (يتطاولون في البنيان) ''عمارتوں کے بلند کرنے میں فخر کریں گے''۔

فقه الحدیث☆

❶ علماء کی مجلس میں بیٹھنے اور کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے' کیونکہ دین کا قیام تعلیم و تعلم سے ہے اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں کچھ سیکھنے کے لیے بیٹھتے تھے۔

❷ عالم اور طالب علم کو خوبصورت ہیئت میں ہونا چاہیے جیسا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے پاس آئے تھے تو ان کا لباس نہایت سفید اور صاف ستھرا تھا۔

❸ عالم کے قریب ہو کر بیٹھنا مستحب ہے۔

❹ متعلم کو بتایا گیا ہے کہ کس طرح معلم کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنا چاہیے، یہ کیفیت ظاہر کرتی ہے کہ طالب علم اپنے استاذ کی توقیر کرتا ہے، نیز اس طرح سماع و فہم بھی بہتر ہوتا ہے۔

❺ آپ نے اسلام کی تفسیر قول و عمل سے فرمائی۔

❻ رسول اللہ ﷺ نے ایمان کی تفسیر اعتقادات سے فرمائی۔

❼ احسان کی تفسیر اخلاص سے فرمائی کہ انسان اپنے اعمال کو شہوات اور شرورِ نفس سے بچائے، جب بندہ اس ذہن و اعتقاد سے عبادت کرے کہ اس کا رب قریب ہے، وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خشیت، خوف، ہیبت اور تعظیم میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اخلاص بھی بڑھ جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا مَاخَلَوْتَ الدَّهْرَ يَوْمًا فَلَا تَقُلْ
خَلَوْتُ وَلٰكِنْ قُلْ عَلَيَّ رَقِيْبُ
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ يَغْفُلُ سَاعَةً
وَلَا أَنْ مَا تَخْفٰى عَلَيْهِ يَغِيْبُ

''جب تم کسی روز زمانے میں (یعنی زمانہ کی نگاہوں سے) اوجھل ہو جاؤ تو یہ نہ کہو کہ میں تنہائی میں ہوں اور مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا' بلکہ یہ سمجھو کہ مجھ پر کوئی نگران موجود ہے۔'' اور یہ خیال بھی نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ ساعت بھر کے لیے بھی غافل ہوتا ہے اور یہ بھی خیال نہ کرنا کہ جو تم چھپا کر کر رہے ہو وہ اس سے اوجھل ہے''۔

❽ جبرائیل ﷺ نے نبی ﷺ سے جو سوال و جواب کیے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تدریس میں سوال و جواب کا انداز بہترین طریقہ تعلیم ہے۔

❾ جب عالم سے کوئی سوال کیا جائے اور اسے اس کا جواب معلوم نہ ہو تو وہ صاف طور پر یہ کہہ دے کہ مجھے علم نہیں، یا میں اس بارے میں کوئی زیادہ نہیں جانتا، اس طرح کہنے میں کوئی نقص یا توہین نہیں، بلکہ یہ دین کا تقاضا اور اس شخص کے متقی اور امین ہونے کی علامت ہے، کیونکہ ہر صاحب علم کے اوپر کوئی اور صاحب علم ہے، جو اس سے زیادہ جانتا ہے۔

❿ قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں، اس میں یہ حکمت ہے کہ بندہ ہر وقت اس کے لیے تیار رہے، اس سے نیک اعمال میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

⓫ قربِ قیامت کی بہت سی نشانیاں ہیں' جیسے دابہ (چوپائے) کا نکلنا، نزول عیسیٰ علیہ السلام، دجال کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

⓬ اس حدیث میں آپ نے صرف دو علامتوں کا ذکر کیا ہے:۔

① ''لونڈی اپنے آقا کو جنے گی'' اس میں فتوحات اسلامیہ کی طرف اشارہ ہے کہ لونڈیاں کثرت سے ہوں گی۔ لیکن بعض نے کہا کہ اس میں عقوق والدین کی طرف اشارہ ہے۔ بعض فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ ام ولد کو بیچا نہیں جا سکتا' بلکہ وہ اپنے آقا کی موت کے بعد ہر حال میں آزاد ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ غلامی کی حیثیت قیامت تک رہے گی' جو ثمرات جہاد میں سے ہے' لہٰذا جہاد بھی قیامت تک جاری رہے گا۔ نیز اس میں اس موقف کا رد ہے کہ غلام بنانے کا دور ختم ہو چکا حالانکہ جب تک جہاد باقی ہے یہ حکم بھی باقی رہے گا۔ لیکن جو اس نظریے کے حامل ہیں کہ غلام بنانے کا دور ختم ہو چکا وہ اصل میں اہل مغرب کو خوش کرنے کے لیے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں جو بالواسطہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جہاد کا حکم ختم ہو چکا۔

② آپ نے دوسری علامت یہ بتائی کہ ننگے بدن، ننگے پاؤں اور فقیر لوگ بلند و بالا عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دین و دنیا کا نظام خراب ہو جائے گا۔ دین کا فساد اس طرح کہ جب لوگوں کے حکمران محتاج اور فقیر لوگ ہوں

گے تو وہ حقوق العباد صحیح طور پر ادا نہیں کریں گے' ان کو مال سے محروم کر دیں گے اور دنیا کا فساد اس طرح کے تمام معاملات الٹ ہو جائیں گے' جھوٹے کو سچا، خائن کو امین اور جاہل کو مفتی بنا دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ پس ان دونوں علامتوں سے یہ ثابت ہوا کہ حقائق الٹ جائیں گے، امور منعکس ہو جائیں گے، استحکام نہیں ہوگا' عدل و انصاف کے ضابطے ختم ہو جائیں گے اور امور حکومت نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے' کیونکہ اس وقت لوگ کسی قاعدہ کلیہ کے تابع نہیں ہوں گے بلکہ وہ خواہشات کے پجاری ہوں گے۔

⑬ صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے باادب ہونے کا پہلو نمایاں ہوتا ہے کہ انھوں نے علم کی نسبت اور مرجع اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا۔

⑭ فخر و غرور کی مذمت کی گئی ہے، بالخصوص عمارتوں کی تعمیر میں فخر کرنا، اس لیے کہ اس میں اسراف کا پہلو ہے۔

⑮ معلم کو چاہیے کہ جب متعلم سوال کا جواب صحیح دے دے تو اس کے صحیح جواب کی تائید میں اسے شاباش دے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

⑯ اگر کسی شخص کو کسی مسئلے کا علم ہو، لیکن اس کی قوم اس سے واقف نہ ہو، تو اسے لوگوں کی موجودگی میں عالم سے سوال کرنا چاہیے تاکہ باقی لوگوں کو بھی اس کا علم ہو سکے۔

⑰ معلم کو چاہیے کہ اگر کسی مسئلے میں ابہام و تشویش ہو تو اسے لوگوں کے سامنے واضح کرنا چاہیے۔

⑱ فرشتے انسانی شکل میں آ سکتے ہیں۔

⑲ سنت نبوی بھی وحی ہے، لیکن یہ غیر متلو ہے۔

٦١ـ اَلثَّانِيْ: عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ، وَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَ اَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۶۱۔ حضرت ابوذر جندب بن جنادہ اور ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہ کے پیچھے (یعنی بعد) نیکی کرو' وہ نیکی اس (گناہ) کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده: كما بينته في ((صحيح كتاب الأذكار و ضعيفه)) (١٢٦٢ / ٩٩٤)' أخرجه الترمذي (١٩٨٧).

غريب الحديث☆ (اتق الله) ''اللہ تعالیٰ سے ڈر'' یعنی اپنے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے عذاب' غضب اور ناراضی کے درمیان بچاؤ پیدا کر''۔ (حيثما كنت) ''تم جہاں کہیں بھی ہو'' یعنی تم جس جگہ بھی ہو' علانیہ یا پوشیدہ، خلوت ہو یا جلوت ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (اتبع) ''ملا یا پیچھے لگا''۔ (خالق) ''لوگوں سے معاملہ کر''۔

فقه الحديث☆ ① مسلمان کا اپنے بھائی کو وصیت کرنا اور اسے اللہ تعالیٰ کے بارے میں، اس کے اپنے نفس کے بارے میں اور مسلمان بھائیوں کے بارے میں نصیحت کرنا مستحب ہے، کیونکہ مسلمان کا ایک دوسرے کو حق و صبر کی وصیت کرنا میثاق اسلامی ہے، جس کا اللہ اور اس کے رسول نے مومنوں سے سورۂ عصر میں عہد لیا ہے، نیز حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بیعت کی ہے۔

② بندے کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب سے ڈرتا رہے۔

③ نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے لیکن وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق نہ ہوں۔
④ خندہ پیشانی سے ملنا، تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، نیکی کو عام کرنا اور لوگوں سے اس طرح معاملات کرنا جس طرح انسان اپنے لیے پسند کرتا ہے تو یہ کام حسن خلق میں شامل ہیں۔
⑤ یہ حدیث ایک عظیم وصیت اور رسول اللہ ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے ذمے حقوق کے متعلق بتایا اور مخلص ایمانداروں کے درجات کی ترقی کا طریقہ بیان کیا۔ بندے پر جو حقوق واجب ہیں ان میں حقوق اللہ، حقوق النفس اور حقوق العباد ہیں۔ حقوق اللہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا جائے جس طرح اس کا حق ہے نفس کے حقوق یہ ہیں کہ آدمی اپنے نفس کو پاک کرے اپنا محاسبہ کرے اور لوگوں کے حقوق یہ ہیں کہ ان کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ اس میں کمال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرا جائے۔ اور یہ کیفیت تب پیدا ہوتی ہے جب بندے کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے، وہ اس کی خلوت سے بھی واقف ہے۔ جب یہ عقیدہ بن جائے تو پھر انسان پوشیدہ طور پر بھی گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان تقویٰ کے جس مقام پر بھی فائز ہو جائے انسان ہونے کے ناتے اس سے کوئی نہ کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے، کیونکہ تمام ابن آدم غلطی کے پتلے ہیں، اس لیے اس کے ازالے کے لیے فرمایا کہ غلطی کے بعد نیکی کرو، کیونکہ نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: ”نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں“۔ (ھود: ۱۱۴)

٦٢ـ اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ! اِنِّيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَ اعْلَمْ: اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَ اِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ، وَ جُفَّتِ الصُّحُفُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

وَ فِيْ رِوَايَةِ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: ((اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ، تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَ اَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَ اَنَّ مَعَ

۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے (سواری پر سوار) تھا کہ آپ نے فرمایا: ”اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں (انہیں یاد رکھنا): تو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب تو سوال کرے تو صرف اللہ سے سوال کر، جب تو مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اور جان لے کہ اگر ساری دنیا تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تو وہ سب تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمام تمہیں کچھ نقصان پہنچانا چاہیں تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، (کیونکہ) قلم اٹھا لیے گئے اور صحائف خشک ہو گئے“۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

اور ترمذی کے علاوہ ایک اور روایت میں ہے: ”تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، تو خوش حالی میں اللہ کو پہچان وہ تجھے تنگی میں پہچانے گا اور جان لو کہ جو تجھ سے چوک جائے وہ تجھے ملنے والا نہیں اور جو تجھے پہنچ جائے، وہ تجھ سے چوک نہیں سکتا اور جان

الْعُسْرِ يُسْرًا)). لو کہ مدد صبر کے ساتھ ہے، غم سے نجات کرب و تکلیف کے ساتھ ہے اور یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے''۔

توثيق الحديث☆ صحيح: كما بينته في ((صحيح كتاب الأذكار و ضعيفه)) (١٢٦٨/ ١٠٠٠)، أخرجه الترمذي (٢٥١٤).

یہ عظیم الشان حدیث ہے جو جامع ترین ہے اور دین کے بنیادی اصول وقواعد پر مشتمل ہے' ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''صید الخاطر'' میں لکھتے ہیں: ''میں نے اس حدیث میں غور وفکر کیا تو اس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا اور قریب تھا کہ میں نا سمجھ ہی رہتا (اس حدیث سے لاعلمی کی صورت میں)۔ بڑا ہی قابل افسوس ہے وہ شخص جو اس حدیث سے لاعلم رہا اور اس کے معانی سمجھنے میں کم فہمی کا شکار رہا''۔

اور اس حدیث کی عظمت کا اعتراف امام ابن رجب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''نور الاقتباس'' میں بھی کیا ہے۔

غريب الحديث☆ (غلام) ''بچہ، لڑکا'' دودھ چھوڑنے کی مدت سے بالغ ہونے تک کی درمیانی مدت کے بچے کو''غلام'' کہتے ہیں۔ (کلمات) ''چند کلمے'' ان چھوٹے چھوٹے کلمات کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے تا کہ آسانی سے یاد ہو سکیں۔ (احفظ الله) ''اللہ تعالیٰ (کے دین) کی حفاظت کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی ناراضی والے کاموں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے دو مرتبے ہیں:۔

(۱) اس کی حدود، اس کے حقوق، اس کے اوامر و نواہی کی حفاظت، جیسے نمازوں کی حفاظت، بالخصوص نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر کی حفاظت، ایمان کی حفاظت اور وضو کی حفاظت وغیرہ۔

(۲) اعضائے انسانی کی حفاظت جیسے آنکھ، کان، شرمگاہ، پیٹ اور زبان وغیرہ کی حفاظت۔

(يحفظك) ''اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا'' تمہیں قوت دے گا اور تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی حفاظت دو طرح سے کرتا ہے :۔

(۳) بندے کے مصالح کی حفاظت، یعنی اس کی دنیا، اس کے بدن، اولاد، اہل اور اس کے مال کی حفاظت۔

(۴) بندے کے دین اور ایمان کی حفاظت۔ پس اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کن شبہات اور تباہ کن خواہشات وشبہات سے بچاتا ہے۔ (یا اللہ! ہماری بھی حفاظت فرما)۔

(تجاهك) ''اپنے سامنے'' یعنی وہ تیرے تمام احوال میں تیرے ساتھ ہوگا' تیری حفاظت کرے گا اور تیری مدد کرے گا اور اس معیت سے مراد نصرت و تائید اور اعانت ہے۔ (استعنت) ''تو مدد طلب کرے''۔ (الأمة) ''جماعت' تمام مخلوق''۔ (رفعت الأقلام و جفت الصحف) ''قلم اٹھا لیے گئے اور صحائف خشک ہو گئے'' یعنی تقدیریں لکھی جا چکیں اور اب لکھنا بند کر دیا گیا۔ (الرخاء) ''نعمت''۔ (الفرج) ''کشادگی'' یعنی غم و تکلیف سے نجات۔

فقه الحديث☆ ❶ چوپائے پر سواری کرنا اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھانا جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عفیر نامی گدھے پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔

❷ لوگوں کو علم نافع کی تعلیم مختصر، مفید اور جامع کلام کے ذریعے دینا مستحب ہے۔

❸ مسلمانوں کی تربیت کا اہتمام صغرسنی سے کرنا چاہیے، اس لیے کہ صغرسنی کی تعلیم ایسے ہے جیسے پتھر پر لکیر۔

❹ عالم کو چاہیے کہ وہ طالب علم کو ترغیب دلائے اور اسے علم کی اہمیت بتائے۔

❺ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین وحقوق کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی

بہت سی مثالیں ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاذْكُرُوْنِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرة: ۱۵۲) ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''۔ نیز فرمایا: ﴿إِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد: ۷) ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا''۔

❻ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے پر بہت فضل کرتا ہے اور اسے اپنی طرف سے مزید عطا کرتا ہے۔

❼ بندے کو چاہیے کہ وہ حدود اللہ کی حفاظت کرے' ان سے آگے نہ بڑھے' ان کی تعظیم کرے اور اپنے معاملات کو ظاہری و باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔

❽ غیر اللہ سے سوال کرنا اور وہ چیز مانگنا حرام ہے، جسے دینے پر وہ قادر ہی نہیں' جیسے رزق، شفا اور مغفرت وغیرہ، لیکن جو چیزیں عام طور پر ایک دوسرے سے لے لیتے ہیں ان کے مانگنے میں کوئی حرج نہیں، جیسے کوئی چیز ادھار لے دے لینا اور قرض لینا وغیرہ۔

❾ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، یا جو چیز اس نے لوحِ محفوظ میں ثبت کی ہے وہ ثابت ہے، اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل اور فسخ نہیں، جو چیز ہو چکی یا ہو گی وہ سب اس کے علم میں ہے۔

❿ خوشحالی تکلیف کے ساتھ اور آسانی تنگی کے ساتھ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تکلیف شدت اختیار کر لیتی ہے تو پھر انسان مخلوق سے مایوس ہو کر صرف ایک اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتا ہے اور یہی حقیقی توکل علی اللہ ہے اور تکالیف و حوائج کے وقت اس توکل کی بہت ضرورت واہمیت ہوتی ہے، جو شخص اپنے رب پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

⓫ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز اور فقیر ہے۔

⓬ بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے، خواہ تمام لوگ اس سے ناراض ہو جائیں۔

⓭ کوئی شخص اپنے لیے نفع حاصل کر سکتا ہے نہ نقصان سے بچ سکتا ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

⓮ اگر تمام لوگ کسی شخص کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی کر لیں اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ کسی کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

⓯ جہاد فی سبیل اللہ صبر و ثبات کا تقاضا کرتا ہے' پس جو شخص صبر کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

٦٣ ۔ اَلرَّابِعُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَقَالَ: ((الْمُوْبِقَاتُ)) : اَلْمُهْلِكَاتُ.

۶۳ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یقیناً بہت سے ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (یعنی معمولی ہیں)' جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مہلک شمار کرتے تھے۔ (بخاری) امام بخاریؒ نے کہا: (الموبقات) کا مطلب ہے ہلاک کرنے والے۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۲۹ ـ فتح).

غریب الحدیث ☆ (أدق من الشعر) ''بال سے زیادہ باریک'' یہ بطور مثال بیان کیا جاتا ہے جب کسی حقیر اور قلیل چیز کو بیان کرنا ہوتا ہے۔

فقه الحدیث ☆ ❶ وہ شخص گناہ کو حقیر اور ہلکا سمجھتا ہے، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر کم ہو اور یہ نفاق کی علامت ہے اور اس کے برعکس جو شخص گناہ کو بہت بڑا سمجھتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت میں ہے کہ ''مومن اپنے گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے اوپر گر نہ جائے، جبکہ فاجر اپنے گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی ناک سے اڑ گئی ہو''۔

❷ انسان کو اپنے اعمال پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، جس سے وہ کسی خوش فہمی کا شکار ہو جائے اور اپنے گناہوں کو ہلکا اور حقیر نہ سمجھے' کیونکہ

گناہوں کو ہلکا سمجھنے کی ذہنیت انسان کو گناہوں پر آمادہ کرتی ہے، حتیٰ کہ وہ گناہ اس کا احاطہ کر لیتے ہیں اور جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو ہلاکت اس کا مقدر بن جائے گی۔

◆ انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی معرفت اور تقویٰ و خشیت کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کا درجہ و مقام ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی مہلک تصور کرتے تھے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے جلال اور کمال معرفت سے واقف تھے۔

◆ کتاب و سنت کی معرفت میں صحابہ کرام کا فہم معتبر ہے، کیونکہ یہ مومنوں کی راہ ہے' جو شخص اس راہ کو اپنا لے گا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جو شخص اس راہ سے انحراف کرے گا وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا۔

٦٤ـ **اَلْخَامِسُ:** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : **((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ، وَ غَيْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))**۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَ ((الْغَيْرَةُ)) بِفَتْحِ الْغَيْنِ : وَ أَصْلُهَا الْأَنَفَةُ.

۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب مومن شخص ایسے کام کا ارتکاب کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام قرار دیا ہے''۔ (متفق علیہ) **(الغیرۃ)** کی غین پر زبر' اس کے معنی ہیں ''خودداری اور حمیت۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۹/ ۳۱۸۔ فتح)' و مسلم (۲۷۶۱).

فقه الحديث☆ ◆ بندے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کاموں سے دور رہنا چاہیے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب ہیں۔

◆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کفر وفسوق اور نافرمانی کو ناپسند کرتا ہے۔

٦٥ـ **اَلسَّادِسُ:** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: **((إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ: أَبْرَصَ، وَ أَقْرَعَ، وَأَعْمٰى، أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ:** أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَ يَذْهَبُ عَنِّي الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ، فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَ أُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ. أَوْ قَالَ الْبَقَرُ۔ شَكَّ الرَّاوِيْ. فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا.

فَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَ يَذْهَبُ عَنِّيْ هٰذَا الَّذِيْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، وَ أُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، فَأُعْطِيَ

۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک برص کا مریض تھا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانے کا ارادہ فرمایا، تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، پس وہ برص کے مریض کے پاس آیا تو کہا: تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھا رنگ ، خوبصورت جلد او رمجھ سے وہ چیز (برص کی بیماری) دور ہوجائے، جس کی وجہ سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ پس اس فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری جاتی رہی اور اسے خوبصورت رنگ دے دیا گیا، اس نے مزید پوچھا کہ تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا کہا گائے (اس بارے میں راوی کو شک ہے) پس اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور (فرشتے نے) یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت فرمائے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ کہ میرا گنجا پن دور

بَقَرَةً حَامِلًا، وَ قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا.

فَأَتَى الْأَعْمٰى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: أَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ النَّاسَ، فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا. فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ.

ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَ هَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ: الْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ. فَقَالَ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذُرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا، فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ؟! فَقَالَ: إِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ.

وَ أَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَ هَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هٰذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ.

وَ أَتَى الْأَعْمٰى فِي صُورَتِهِ وَ هَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي؟ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ، فَوَ اللّٰهِ! مَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فَقَالَ: أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ، وَ سَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہو جائے، جس وجہ سے لوگ مجھے پسند نہیں کرتے۔ پس اس فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن جاتا رہا اور اسے خوبصورت بال دے دیے گئے، اس نے مزید پوچھا کہ تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے، پس اسے حاملہ گائے دے دی گئی اور (فرشتے نے) یہ دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت فرمائے۔

پھر وہ نابینے کے پاس گیا اور کہا کہ تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بصارت لوٹا دے، تاکہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ پس فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت لوٹا دی، پھر اس نے پوچھا کہ تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں' پس اسے ایک بچہ جننے والی بکری دے دی گئی۔

پس ان دونوں کے ہاں بھی دونوں جانوروں کی اولاد خوب بڑھی اور اس کے ہاں بھی بکری نے خوب بچے دیے، تو اس طرح اس (برص والے) کے پاس اونٹوں کی ایک وادی ہوگئی اور اس (گنجے) کے پاس گایوں کی وادی اور اس (اندھے) کے پاس بکریوں کی ایک وادی ہوگئی۔

پھر وہی فرشتہ برص والے کے پاس اس کی (پہلی) صورت و ہیئت میں آیا اور کہا کہ میں مسکین آدمی ہوں' سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں، آج میرے لیے گھر پہنچنا اللہ تعالیٰ کی مدد اور تیری کرم نوازی کے بغیر ممکن نہیں، میں تجھے اس ذات کا وسیلہ دے کر ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ اور خوبصورت جلد عطا کی اور بہت سا مال دیا تاکہ میں اس کے ذریعے سفر میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اس شخص نے کہا: مجھ پر بہت سے حقوق ہیں۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو پہلے برص زدہ نہیں تھا لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو ایک فقیر شخص تھا، اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا۔ اس نے کہا: یہ مال تو مجھے باپ دادا سے ورثے میں ملا ہے (یعنی میں جدی پشتی امیر ہوں)۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

((وَالنَّاقَةُ الْعُشَرَاءُ)) بِضَمِّ الْعَيْنِ وَ فَتْحِ الشِّيْنِ وَ بِالْمَدِّ: هِيَ الْحَامِلُ. قَوْلُهُ: ((أَنْتَجَ)) وَ فِي رِوَايَةٍ: ((فَنَتَجَ)) مَعْنَاهُ: تَوَلَّى نِتَاجَهَا، وَالنَّاتِجُ لِلنَّاقَةِ كَالْقَابِلَةِ لِلْمَرْأَةِ. وَ قَوْلُهُ: ((وَلَّدَ هٰذَا)) هُوَ بِتَشْدِيْدِ اللَّامِ: أَيْ: تَوَلَّى وِلَادَتَهَا، وَهُوَ بِمَعْنَى نَتَجَ فِي النَّاقَةِ. فَالْمُوَلِّدُ، وَالنَّاتِجُ، وَالْقَابِلَةُ بِمَعْنًى، لٰكِنْ هٰذَا لِلْحَيَوَانِ وَذَاكَ لِغَيْرِهِ. وَ قَوْلُهُ: ((اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ)) هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: أَيِ الْأَسْبَابُ. وَقَوْلُهُ: ((لَا أَجْهَدُكَ)) مَعْنَاهُ: لَا أَشُقُّ عَلَيْكَ فِي رَدِّ شَيْءٍ تَأْخُذُهُ أَوْ تَطْلُبُهُ مِنْ مَالِي. وَ فِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: ((لَا أَحْمَدُكَ)) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمِيْمِ، وَ مَعْنَاهُ: لَا أَحْمَدُكَ بِتَرْكِ شَيْءٍ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ، كَمَا قَالُوْا: لَيْسَ عَلَى طُوْلِ الْحَيَاةِ نَدَمٌ، أَيْ عَلَى فَوَاتِ طُوْلِهَا.

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کی (پہلی) صورت و ہیئت میں آیا، تو اسے بھی وہی کچھ کہا جو اس نے برص والے سے کہا تھا، اس گنجے نے بھی اسے وہی جواب دیا جو اس برص والے نے جواب دیا تھا، فرشتے نے بھی وہی کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ نابینے کے پاس اس کی (پہلی) صورت و ہیئت میں آیا اور کہا: میں مسکین آدمی ہوں، مسافر ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں' اب اللہ تعالیٰ کی مدد اور تیرے تعاون کے بغیر میرے لیے گھر پہنچنا ممکن نہیں، میں تجھ سے اس ذات کے واسطے سے ایک بکری مانگتا ہوں، جس نے تیری بینائی لوٹائی، تا کہ میں اس کے ذریعے سے اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اس شخص نے کہا: واقعتا میں اندھا تھا' اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بینائی لوٹا دی، پس تم جتنا چاہو مال لے جاؤ اور جتنا چاہو چھوڑ دو، اللہ کی قسم! میں آج تجھ سے اس بارے میں جھگڑا نہیں کروں گا، جو تو اللہ کے لیے لے لے گا۔ فرشتے نے کہا: تو اپنا مال اپنے پاس رکھ، تمہاری تو صرف آزمائش کی گئی تھی (تم اس میں کامیاب رہے) پس اللہ تجھ سے راضی ہو گیا اور تیرے دوسرے دونوں ساتھیوں پر تیرا رب ناراض ہو گیا''۔ (متفق علیہ)

(**الناقة العشراء**) عین پر پیش، شین پر زبر اور الف ممدودہ ''حاملہ اونٹنی''۔ (أنتج) اور دوسری روایت میں (فنتج) ان کے معنی ہیں کہ وہ اس کی پیداوار کا مالک ہوا۔ (ناتج) ''وہ آدمی جو اونٹنی سے بچہ جنوائے جیسے عورت کے لیے (قابلة) دایہ ہوتی ہے۔ (ولّد هذا) لام پر شد یعنی بکری سے پیدا ہونے والے بچوں کا مالک ہوا اور یہ (أنتج فی الناقة) کے ہم معنی ہے' پس (مولد) (ناتج) اور (قابلة) کے ایک ہی معنی ہیں، لیکن اول الذکر الفاظ حیوان کے لیے ہیں اور قابلہ انسان کے لیے ہے۔ (حبال) حاء اور باء کے ساتھ' اس کے معنی ہیں ''اسباب''۔ (لا احهدك) اس کے معنی ہیں تو جو لے گا یا میرے مال میں سے طلب کرے گا میں وہ تجھ سے واپس لے کر تجھے مشقت میں نہیں ڈالوں گا اور بخاری کی روایت میں الفاظ ہیں (لا احمدك) حاء

اور میم کے ساتھ، اس کے معنی ہیں کہ جس چیز کا تو ضرورت مند ہے اس کے چھوڑ دینے پر میں تیری تعریف نہیں کروں گا' جیسا کہ عرب کہتے ہیں درازیٔ عمر پر کوئی ندامت نہیں یعنی لمبی عمر کے نہ ملنے پر کوئی ندامت نہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٠٠، ٥٠١ - فتح)، و مسلم (٢٩٦٤).

غریب الحدیث☆ (أقرع) ''گنجا'' جس شخص کے کسی بیماری کے باعث سر کے بال گر جائیں۔ (يبتليهم) ''ان کی آزمائش کرے گا''۔ (قذرني الناس) ''لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں اور مجھ سے دور رہتے ہیں''۔ (فلا بلاغ) ''پہنچنا ممکن نہیں''۔ (كابرًا عن كابر) ''باپ دادا سے'' یعنی جدی پشتی۔

فقه الحدیث☆ ❶ سابقہ امتوں کے واقعات بیان کرنا جائز ہے بالخصوص بنی اسرائیل کے واقعات' کیونکہ ان میں بہت عجیب وغریب واقعات ہوئے۔

❷ نعمتوں پر شکر ادا کرنا چاہیے، کفرانِ نعمت سے بچنا چاہیے، کیونکہ شکر کرنے سے برکت حاصل ہوتی ہے اور عطا کردہ نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

❸ صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، نیز ضعفاء سے نرمی کرنی چاہیے اور ان کی عزت کرنی چاہیے۔

❹ بخل بہت بری خصلت ہے، اس سے انسان کی شخصیت عیب کا شکار ہو جاتی ہے' بخیل اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بھلا دیتا ہے۔

❺ بخل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا باعث بنتے ہیں، جیسا کہ برص والے اور گنجے کے ساتھ ہوا۔

❻ سچ اور مہربانی صفاتِ حمیدہ میں سے ہیں' حدیث میں مذکور اندھا ان دونوں صفات سے متصف تھا' ان دونوں صفات نے اسے شکر اور سخاوت پر تیار کیا، اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر لی۔

❼ اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا کا اصول انسان کے ظاہری عمل اور اس کی نیت پر ہے۔

❽ اس حدیث میں عام قصوں کی نسبت زیادہ نصیحت ہے۔

❾ فرشتے انسانی شکل میں آ سکتے ہیں۔

❿ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرنا جائز ہے۔

⓫ جب کسی چیز میں برکت شامل ہو جائے تو وہ تھوڑی چیز کو بہت زیادہ بنا دیتی ہے اور اگر برکت اٹھ جائے تو کثیر بھی قلیل بن جاتی ہے۔

٦٦ - اَلسَّابِعُ: عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ: مَعْنٰى ((دَانَ نَفْسَهُ)). حَاسَبَهَا.

٦٦ - حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عقل مند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے (یا اپنے آپ کو پست کر لے) اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے اور عاجز (کم ہمت، بے وقوف) وہ شخص ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے بڑی تمنائیں وابستہ کرے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے) امام ترمذی رحمہ اللہ اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ (دان نفسه) کے معنی ہیں ''اپنا محاسبہ کرے۔''

توثيق الحديث☆ ضعيف، أخرجه الترمذي (٢٤٥٩)، و ابن ماجه (٤٢٦٠)، أحمد (١٢٤/٤)، والحاكم (٥٧/١).

امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح ہے'' لیکن امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کے تعاقب میں فرمایا: ''نہیں اللہ کی قسم! اس کا راوی ابوبکر ضعیف ہے، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے''۔ شارح کتاب کہتے ہیں: اس حدیث کا مدار اسی راوی پر ہے، لہٰذا اس کی اسناد سخت ضعیف ہیں۔

''بیہقی شعب الایمان (۱۰۵۴۵)'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کا شاہد ہے لیکن اس کا راوی عون بن عمارہ ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (الكيس) ''عقلمند، دانا''۔ (العاجز) ''ضعیف، ناتواں، بے وقوف، جو اپنے فرائض ادا نہ کر سکے''۔

فقه الحديث☆ ❶ خوش دلی اور پختہ عقیدے اور ارادے سے عمل کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔

❷ عمل صالح کے ذریعے سے موت کے بعد والی زندگی کی تیاری کرنی چاہیے۔

❸ جو شخص خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

❹ بندے کو خوف و امید کے درمیان رہتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے، اگر کوئی شخص صرف امید اور تمناؤں کے سہارے زندگی گزارتا ہے، یا صرف خوف کو اپنے اوپر سوار کر لیتا ہے تو یہ اس کے عقلمند ہونے کی علامت نہیں ہے، جبکہ خوف و امید کے درمیان رہنا شرعاً مطلوب ہے۔

٦٧۔ اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ)). حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَغَيْرُهُ.

٦٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا بے مقصد اور غیر ضروری باتوں کو چھوڑ دینا اس کے حسن اسلام کی علامت میں سے ہے''۔ (ترمذی وغیرہ۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره أخرجه الترمذي (٢٤١٩)، وابن ماجه (٣٩٧٦).

غريب الحديث☆ (من حسن إسلام المرء) ''انسان کے حسنِ اسلام میں سے ہے۔'' (تركه ما لا يعنيه) یعنی بے مقصد، غیر ضروری اور بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دینا جن سے دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔

فقه الحديث☆ انسان کو ایسے کاموں میں مشغول ہونا چاہیے جن سے اس کی معاش و معاد کا فائدہ ہو اور ایسے کاموں سے اعراض کرنا چاہیے جن کی اسے ضرورت ہو، نہ ان سے کوئی فائدہ ہو، بلکہ ان سے الٹا نقصان ہوتا ہو، نیز انسان کو کسی دوسرے کے کام میں بھی مداخلت نہیں کرنی چاہیے اور یہ کمال استقامت میں سے ہے۔

٦٨۔ اَلتَّاسِعُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُسْاَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ ضَرَبَ امْرَاَتَهُ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

٦٨۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا تھا''۔ (ابوداود)

توثيق الحديث☆ ضعيف، أخرجه أبوداود (٢١٤٧)، و ابن ماجه (١٩٨٦)، وأحمد (٢٠/١)، والبيهقي (٣٠٥/٧).

اس کی اسناد ضعیف ہیں اس لیے کہ اس روایت میں عبدالرحمٰن المسلی ہے اس کے حالات معلوم نہیں جیسا کہ امام ذہبیؒ نے ''میزان'' میں بیان کیا ہے۔ الشیخ احمد شاکرؒ نے مسند (۱۲۲) پر اپنی تعلیق میں بیان کیا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں، داود بن یزید الاودی قوی نہیں، یعنی ضعیف راوی ہے اس پر کلام ہے۔

اس حدیث میں الشیخ ابواشبال کو وہم ہوا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اور ہمیں معاف کرے، مسند میں صرف ''عبداللہ اودی'' کا ذکر ہے اس کے باپ کا نام مذکور نہیں، اس کا داود بن یزید اودی سے التباس ہوا ہے جو عبداللہ بن ادریس کے چچا ہیں، وہ ضعیف ہیں جبکہ اس حدیث کا راوی ثقہ ہے۔

فقه الحدیث ☆ یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔

٦۔ بَابُ التَّقْوٰی

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ﴾ [آل عمران:١٠٢] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن: ١٦] وَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ مُبَیِّنَۃٌ لِلْمُرَادِ مِنَ الْاُوْلٰی. وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا﴾ [الأحزاب:٧٠] وَالْاٰیَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّقْوٰی کَثِیْرَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌ، وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق:٢،٣] وَ قَالَ تَعَالٰی: ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّ یُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾ [الأنفال:٢٩] وَالْاٰیَاتُ فِي الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌ.

٦۔ تقویٰ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے''۔

اور فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جتنی تم میں استطاعت ہو''۔

یہ آیت پہلی آیت کے مفہوم و مراد کو واضح کرتی ہے (کہ کما حقہ ڈرنے سے مراد استطاعت کے مطابق ہے)۔

اور فرمایا: ''اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی و درست بات کہو''۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بارے میں بہت سی آیات ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو''۔

اور اللہ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو (حق و باطل میں) فیصلہ (کرنے والی) چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے''۔

اس باب میں بکثرت آیات ہیں۔

شرح الآیات: تقویٰ ایسا کلمہ ہے جو کسی چیز کو کسی چیز سے اس طرح ہٹانے پر دلالت کرتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان آڑ اور پردہ ہو، پس اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے اور اس چیز کے درمیان جس سے ڈرتا ہے کوئی چیز حائل کر لے اور اس خوف والی چیز سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔

بندے کا اپنے رب سے تقویٰ یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے اس کے غضب، ناراضی اور مواخذے سے بچنے کی کوشش کرتا رہے اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اس کی اطاعت والے کام بجا لائے اور اس کی معصیت والے کاموں سے بچنے کی کوشش کرے۔ پس یہ خشیت ایک مسلسل عمل ہے اور دائمی بچاؤ اور احتیاط کی ضرورت ہے۔

تقویٰ کو اس طرح سمجھنا چاہیے جیسے کانٹے دار راستہ ہو اور وہاں سے گزرنے کے لیے کتنی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ کہیں دامن الجھ نہ جائے؟ پس یہی طریقِ حیات ہے، اس میں کانٹے ہیں شبہات کے' کہیں شہوات کے' کہیں خوف کے، تو کہیں وساوس کے، جو کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور جھوٹی امیدوں اور خواہشوں کے کانٹے ہیں جو صحیح امید اور اجابت دعا کے بارے میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔

تقویٰ کا انطباق و استعمال غالب طور پر محرمات سے اجتناب پر ہوتا ہے' لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ پہچانے کہ کس چیز سے بچنا ہے اور پھر اس سے بچنے کی کوشش کرے' اس موضوع پر شارح کتاب کی دوسری کتاب ''**منهج الأنبياء في تزكية النفوس**'' میں مکمل تفصیل ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس باب کی پہلی آیت کی تشریح میں موقوف روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے، اس کی نافرمانی نہ

کی جائے، اسے یاد رکھا جائے، بھلایا نہ جائے اور یہ کہ اس کا شکر کیا جائے، کفر نہ کیا جائے۔

باب کی دوسری آیت پہلی آیت کے مفہوم ومراد کو واضح کرتی ہے کہ کما حقہ ڈرنے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی جہد و طاقت کے مطابق اس سے ڈرتے رہیں، جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کروں اس سے رک جاؤ''۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ بعض سلف سے جو یہ منقول ہے کہ یہ دوسری آیت پہلی آیت کی ناسخ ہے تو یہ صحیح نہیں۔ دونوں آیتوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں بلکہ اس دوسری آیت نے پہلی آیت کی مراد بیان کی ہے کہ بندوں کو اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی استطاعت سے زیادہ کوئی حکم نہیں دیتا۔

اس سے اگلی آیت میں ''سدید'' سے مراد توحید کی شہادت ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ''صدق'' ہے۔ بعض نے کہا' اس سے مراد ''درست'' ہے، لہٰذا یہ تمام معانی درست ہیں، ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

آخری آیات میں ہے کہ جو شخص فعل وامر کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کے نواہی سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے حق و باطل کی معرفت عطا کر دیتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے ذریعے دیکھتا ہے، پس یہ اس کی نصرت اور نجات اور دنیا کی تکلیفوں سے نکلنے، قیامت کی ہولناکیوں، گناہوں کے مٹنے اور لوگوں سے بچاؤ کا سبب بن جاتا ہے اور یہ اللہ کی رضا' اس کی رحمت اور جنت میں داخلے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اس باب اور مضمون کے تحت بہت سی آیات ہیں۔

٦٩۔ وَ اَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((**اَتْقَاهُمْ**)). فَقَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ، قَالَ: ((**فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ**)) قَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ، قَالَ: ((**فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِيْ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ ((**فَقُهُوْا**)) بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَ حُكِيَ كَسْرُهَا، اَيْ: عَلِمُوْا اَحْكَامَ الشَّرْعِ.

٦٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ معزز و مکرم کون ہے؟ آپ نے فرمایا ''جو ان میں سے سب سے زیادہ متقی ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم آپ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر یوسف علیہ السلام ہیں جو خود بھی اللہ تعالیٰ کے نبی، اللہ تعالیٰ کے نبی کے بیٹے، اللہ تعالیٰ کے نبی کے پوتے اور اللہ تعالیٰ کے نبی اور خلیل کے پڑپوتے ہیں''۔ انہوں عرض کیا: ہم آپ سے اس بارے میں نہیں پوچھ رہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم مجھ سے عرب کے خاندانوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ پس ان کے جو افراد جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں، بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٨٧۔ فتح)' و مسلم (٢٣٧٨).

غریب الحدیث☆ **(معادن العرب)** ''عرب کے قبائل'' معادن کا معنی اصل (جڑ) اور سرچشمے کے ہیں' جب اصل (جڑ) اچھی ہو تو پھر فرع (شاخ) بھی اچھی ہوتی ہے۔ **(خيارهم في الجاهلية خيار هم في الاسلام)** ''ان میں سے جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں''، یعنی جو لوگ جاہلیت میں اصحاب مروت اور با اخلاق تھے وہ جب اسلام میں داخل ہوئے' ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا تو وہ اسلام

میں بھی با اخلاق رہے کیونکہ اسلام تو آیا ہی مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد دورِ جاہلیت میں کیے ہوئے نیک اعمال بھی قبول ہو جاتے ہیں اور اگر شرفِ تقویٰ اور شرفِ نسب جمع ہو جائیں تو پھر بھلائی پر بھلائی اور فضل پر فضل جمع ہو جاتے ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ حدیث نے لوگوں کی اقسام بیان کیں۔ نیز انتساب وانساب کا لحاظ رکھا اور انساب بعض معزز ہیں اور کچھ کم لیکن یاد رہے کہ نسبی شرف کا اعتبار تقویٰ اور خوفِ الٰہی کے ساتھ مشروط ہے، ورنہ نہیں۔

❷ انسان کی عزت وتکریم اللہ عزوجل کے تقویٰ کی وجہ سے ہے، جو شخص متقی ہوگا وہ دنیا میں بھلائی حاصل کرے گا اور آخرت میں بلند درجات پر فائز ہوگا۔

❸ انسان اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے بھی معزز ہوتا ہے، اگر وہ متقی تھے اور وہ بھی ان کے طریق پر ہو۔

❹ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے مکارمِ اخلاق کو شرفِ نبوت کے ساتھ جمع کیا اور شرفِ نبوت کو شرفِ نسب کے ساتھ نیز ان کے پاس خوابوں کی تعبیر اور امورِ سیاست کا علم بھی تھا۔

❺ علم کی فضیلت بیان ہوئی کہ یہ حسب ونسب اور جاہ ومال سے بھی افضل ہے۔

۷۰۔ الثَّانِي: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَ إِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَ اتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں جانشین بنانے والا ہے۔ پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ پس تم دنیا کے دھوکے سے بچو اور عورتوں کے فتنے سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں کی وجہ سے تھی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٤٢).

غريب الحديث☆ (حلوة خضرة) ''شیریں اور سرسبز و شاداب'' اس میں پھلوں سے مشابہت بیان کی گئی ہے کیونکہ پھل ذائقے میں میٹھے اور رنگ میں سبز ہوتے ہیں۔ (مستخلفكم) ''تمھیں جانشین بنائے گا''۔ (اتقوا الدنيا) ''دنیا کے دھوکے سے بچو''۔ (اتقوا النساء) ''عورتوں کے فتنے سے بچو''۔ (في النساء) ''عورتوں کی وجہ سے''۔

فقه الحديث☆ ❶ دنیا سے بے رغبتی ہونی چاہیے اور اس کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے یہ انسان کو اپنی حلاوت، سرسبز و شادابی اور زینت کے جال میں پھانسنا چاہتی ہے پس جو شخص اس کے جال میں آ گیا وہ مارا گیا، لیکن بندے کو اپنا مقرر حصہ نہیں بھولنا چاہیے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو حیاتِ دنیا میں ایک دوسرے کا جانشین بنایا تاکہ وہ آزمائے کہ وہ کیسے اعمال کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ آزمائش وامتحان کا گھر ہے دارِ بقاء نہیں، بلکہ یہ تو سرائے ہے اور آدمی اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہے، پس اپنے اس سفر سے جائے قرار کے لیے زادِ راہ تیار کرنا چاہیے۔

❸ عورتوں کے فتنے سے بچنا چاہیے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ایسے اسباب سے بچا جائے، جن کا انجام اچھا نہ ہو، یعنی غیر محرم عورتوں سے میل جول اور ان کی طرف دیکھنے سے بچنا چاہیے اور اپنی بیوی وغیرہ سے مشغول ہو کر فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

❹ سابقہ امتوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اس لیے کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔

۷۱۔ الثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ

۷۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت و پاکدامنی

الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَ الْغِنٰى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۲۱).

غريب الحديث☆ (الهدى) "ہدایت۔" (العفاف) "پاک دامنی" یعنی جو چیز بندے کے لیے حلال نہیں اس سے بچنا۔ (الغنى) "بے نیازی" اصل غنا تو غنائے نفس ہے، یعنی لوگوں سے اور جو کچھ ان کے پاس ہے، ان سب سے بے نیاز رہنا۔

فقه الحديث☆ ❶ انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دیکھنا چاہیے۔

❷ انسان ہر وقت مکارمِ اخلاق کا محتاج رہتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند رہے، اس کی پکڑ سے ڈرتا رہے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔

❸ آدمی کو کبھی اپنے عمل پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے ان صفاتِ مذکورہ کا سوال کیا کرتے تھے حالانکہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے۔

۷۲۔ اَلرَّابِعُ : عَنْ اَبِيْ طَرِيْفٍ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ رَاٰى اَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْهَا فَلْيَاْتِ التَّقْوٰى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۲۔ حضرت ابوطریف عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص کسی بات پر قسم کھالے پھر وہ اس سے زیادہ تقویٰ والی بات دیکھے تو اسے تقویٰ کو اختیار کرنا چاہیے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۶۵۱).

غريب الحديث☆ (حلف) "قسم اٹھالے" (أتقى لله) اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل اور اس کی ناراضی سے دوری والا عمل یعنی زیادہ تقویٰ والا عمل۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانا جائز ہے۔

❷ جو شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالے اسے چاہیے کہ اسے پورا کرے۔

❸ جب قسم سے اللہ تعالیٰ کی معصیت ہوتی ہو، یا بہت سی بھلائی جاتی ہو تو پھر بندے کو چاہیے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے، اس کی معصیت سے بچے۔

❹ اگر کوئی شخص معصیت کا ارادہ کرے تو وہ اسے نہ کرے۔

❺ ہر حال میں تقویٰ کے التزام کا خیال رکھنا چاہیے۔

۷۳۔ اَلْخَامِسُ : عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ، وَ صَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَ صُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ، وَ اَطِيْعُوْا اُمَرَاءَكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ آخِرِ كِتَابِ الصَّلَاةِ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۳۔ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنی پانچوں (فرض) نمازیں ادا کرو، اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو، تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔ (اسے امام ترمذی نے کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح' أخرجه الترمذی (٦١٦)، وأحمد (٥/ ٢٥١)، والحاکم (١/ ٩۔ ٣٨٩) وصححه علی شرط مسلم ووافقه الذهبی.

غریب الحدیث☆ (حجة الوداع) یہ نبی ﷺ کا آخری حج تھا، اس میں آپ نے لوگوں کو الوداع کہا تھا، اس لیے اسے ''حجۃ الوداع'' کہتے ہیں۔ (خمسکم) ''اپنی پانچوں نمازیں'' یعنی پانچوں فرض نمازیں۔ (شهر کم) یعنی ماہ رمضان۔ (أمراء کم) ''تمہارے اُمرا'' یعنی تمہارے حکمران۔

فقه الحدیث☆ ❶ ارکانِ اسلام میں سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور اللہ تعالیٰ سے ڈر و خوف کو لازم پکڑنے کی تاکید ہے اور یہ طریقِ جنت اور دخولِ جنت کے لیے شرط ہے اور دنیا میں استقامت آخرت میں نجات کا سبب ہے۔

❷ حکمرانوں کی اطاعت کے وجوب کا بیان اور ان کی اطاعت کے لیے شرط ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کاموں کا حکم نہ دیں۔

۷۔ بَابُ الْيَقِيْنِ وَ التَّوَكُّلِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ لَمَّا رَاَى الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا﴾ [الأحزاب:٢٢]، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ﴾ [آل عمران: ١٧٣، ١٧٤]، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾ [الفرقان:٥٨]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [إبراهيم:١١]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ [آل عمران:١٥٩]، وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّوَكُّلِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [الطلاق:٣] اَيْ: كَافِيْهِ، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ [الأنفال:٢] وَ

۷۔ باب: یقین اور توکل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب مومنوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو کہا: یہ تو وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا اور سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس چیز نے ان کو ایمان وتسلیم ہی میں زیادہ کیا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تم سے مقابلہ کرنے کے لیے) جمع ہو گئے ہیں' ان سے ڈرو' تو اس بات نے ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے' پس وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ اس حال میں واپس لوٹے کہ انہیں کوئی برائی (تکلیف) نہیں پہنچی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس زندہ ذات پر توکل کرو جسے موت نہیں آئے گی''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم پختہ ارادہ کر لو تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو''۔

توکل کے بارے میں بہت سی آیات ہیں اور معلوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: ''مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل

اَلْاٰیَاتُ فِیْ فَضْلِ التَّوَکُّلِ کَثِیْرَۃٌ مَعْرُوْفَۃٌ. کرتے ہیں۔'' توکل کی فضیلت کے بارے میں بہت سی آیات ہیں۔

شرح الآیات: حافظ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ نے ''مدارج السالکین (۲/۳۹۷)'' میں یقین کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: ''یقین کی ایمان میں ایسی ہی حیثیت ہے جیسی روح کی جسم میں' عارفین اسی سے فضیلت حاصل کرتے ہیں، سبقت کرنے والے اسی میں سبقت حاصل کرتے ہیں اور عاملین اسی کی طرف بڑھتے ہیں، قوم کا عمل صرف اسی پر تھا اور ان کے تمام اشارات اسی طرف تھے' جب صبر اور یقین مل جاتے ہیں تو پھر ان کے درمیان حصول امامت دین کی تڑپ پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ﴾ (السجدۃ:۲۴) ''اور جب انھوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل یقین کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا کہ آیات و براہین سے وہی فائدہ حاصل کرتے ہیں' فرمایا: ﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ﴾ (الذاریات: ۲۰) ''اور زمین میں یقین والوں کے لیے نشانیاں ہیں''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام جہانوں میں سے اہلِ یقین کو ہدایت وفلاح کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے' فرمایا:

''اور جو اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ (البقرۃ: ۴'۵) پس یقین اعمال قلوب کی روح ہے، جب کہ وہ اعمالِ جوارح کی ارواح ہیں اور یہ سچی حقیقت ہے اور یہ وہ قطب (مرکزی کردار) ہے جس پر اس کا دارومدار ہے''۔ لہٰذا یقین وہ علم ہوتا ہے جس میں کوئی شک نہیں ہوتا اور اعتقاد واقع کے مطابق ہوجاتا ہے۔ اس کے تین مراتب ہیں: علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پانی ہوتو اس پانی کی خبر کو پالینا ''علم الیقین'' ہے' اسے دیکھ لینا حق الیقین ہے اور اس سے پی لینا عین الیقین ہے۔

ابن رجب حنبلی نے ''جامع العلوم و الحکم (ص ۶۲۸۔المنتقی)'' میں توکل کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا کہ دنیا وآخرت میں خیر و بھلائی کا مل جانا اور نقصان کا دور ہوجانا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، نیز تمام معاملات اس کے سپرد کردینا اور یہ پختہ یقین رکھنا کہ اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عطا کرسکتا ہے نہ روک سکتا ہے اور اس کے سوا کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ حقیقی توکل اسباب کی حد تک مکمل تیاری کرنے اور وسائل کے استعمال کرنے کے منافی نہیں، ایسے اسباب جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں اور اس کی مخلوق انہیں بروئے کار لاتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اسباب کو استعمال کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ اس (اللہ تعالیٰ) پر توکل کرنے کا حکم فرمایا ہے، پس اعضا کے ذریعے اسباب کو استعمال کرنا اس کی اطاعت ہے اور دل سے اس پر توکل کرنا اس پر ایمان لانا ہے۔''

ابن قیم جوزی رحمہ اللہ نے ''مدارج السالکین (۲/۳۹۷۔۳۹۸)'' میں فرمایا: ''یقین توکل کا ساتھی ہے' اسی لیے توکل کو قوت یقین کے ساتھ بیان کیا ہے اور درست بات یہ ہے کہ توکل اس (یقین) کا ثمرہ اور نتیجہ ہے''۔

اس باب کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر مومنوں کے ایمان و یقین کی کیفیت بیان کی ہے، جب کفار ومشرکین اور یہود کے لشکر سیلاب کی طرح امڈ آئے تاکہ مسلمانوں کو ختم کردیں، لیکن مومن ان لشکروں کو دیکھ کر شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہوئے، بلکہ ان کے ایمان و یقین میں اور اضافہ ہوا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا وعدہ ہے کہ وہ مومنوں کو آزمائے گا اور اپنی مدد و نصرت اور فتح مبین سے انہیں نوازے گا، پس اللہ نے جو بتایا وہ حق ہے اور اس کے رسول ﷺ نے جو پیغام پہنچایا وہ سچا ہے۔ اس طرح شدائد وآلام مومنوں کے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں اور صادقین کے قدموں کو ثابت رکھتے ہیں، جو اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

دوسری آیت میں جنگ احد کا بیان ہے کہ مشرکین نے ابوسفیان کی قیادت میں احد سے واپس جاتے ہوئے دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے

کا پروگرام بنایا تاکہ مسلمانوں کو ختم کر دیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے بھی مسلمانوں کو جمع کیا اور مشرکین کا پیچھا کیا، حتیٰ کہ وہ مدینہ سے آٹھ میل دور ''حمراء الاسد'' کے مقام پر پہنچ گئے تو لوگوں نے یہ افواہ پھیلانے کی کوشش کی کہ مشرکین تمہارے خلاف گٹھ جوڑ کر رہے ہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کو کافروں کی کثرتِ تعداد سے ڈرانے کی کوشش کی، لیکن مومن اس سے خوف زدہ نہیں ہوئے، بلکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا، اس سے مدد طلب کی اور کہا ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' پس اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور مسلمان امن و امان کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ وہ صرف اسی پر توکل کریں، اس کے سوا کسی اور سے امیدیں وابستہ نہ کریں، کیونکہ وہ ایسی ذات ہے جو زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔ جو شخص اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جو شخص غیر اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ ایسی ذات پر توکل کرتا ہے جو مرنے والی اور فنا ہونے والی ہے، لہٰذا جو شخص غیر اللہ پر توکل کرے گا وہ اپنی صلاحیتوں اور وسائل کو ضائع کر دے گا۔

آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرتے ہیں' پھر اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب آپ مشورہ کے بعد کام کا ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کیجیے اور وہ کام کر گزریں اور توکل کے ثمر کے متعلق بتایا کہ جو شخص اس پر توکل کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہو جاتا ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کے دل کانپ جاتے ہیں' وہ اس کے اوامر بجالاتے ہیں اور اس کی نواہی سے اجتناب کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات سنتے ہیں تو ان کی تصدیق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

٧٤۔ وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَالْأَوَّلُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَ مَعَهُ الرُّهَيْطُ، وَ النَّبِيَّ وَ مَعَهُ الرَّجُلُ وَ الرَّجُلَانِ، وَ النَّبِيَّ وَ لَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ اِذْ رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ اُمَّتِيْ، فَقِيْلَ لِيْ: هٰذَا مُوْسٰى وَ قَوْمُهُ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ، فَقِيْلَ لِيَ: انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ الْآخَرِ، فَاِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ، فَقِيْلَ لِيْ: هٰذِهٖ اُمَّتُكَ، وَ مَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ)) ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهٗ، فَخَاضَ النَّاسُ فِيْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ، فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا۔ وَ ذَكَرُوْا اَشْيَاءَ۔ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر امتیں پیش کی گئیں، پس میں نے ایک نبی دیکھا کہ اس کے ساتھ چند آدمی ہیں اور ایک دوسرا نبی دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہیں، ایک اور نبی دیکھا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں، اتنے میں ایک بڑا گروہ میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے سمجھا کہ یہ میری امت ہے، لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، اور مجھے افق کی طرف دیکھنے کو کہا گیا' جب میں نے دیکھا تو اوپر بہت بڑی جماعت تھی، پھر مجھے کہا گیا کہ دوسرے افق کی طرف دیکھیں تو وہاں بھی بہت بڑی جماعت تھی، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔'' پھر آپ اٹھے اور گھر تشریف لے گئے، تو صحابہ کرام نے ان لوگوں کے بارے میں غور وخوض کرنا شروع کر دیا جو حساب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، ان میں سے بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جنھیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا، بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہوں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک

فَقَالَ: ((مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ؟)) فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَ عَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((اَنْتَ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ: اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الرُّهَيْطُ)) بِضَمِّ الرَّاءِ: تَصْغِيرُ رَهْطٍ، وَ هُمْ دُوْنَ عَشَرَةِ اَنْفُسٍ. ((وَالْاُفُقُ)): النَّاحِيَةُ وَ الْجَانِبُ. ((وَعُكَّاشَةُ)) بِضَمِّ الْعَيْنِ وَ تَشْدِيْدِ الْكَافِ وَ بِتَخْفِيفِهَا، وَالتَّشْدِيْدُ اَفْصَحُ.

نہیں کیا۔ انھوں نے اور بھی قیاس آرائیاں کیں کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا: ”تم کس چیز کے بارے میں بحث وتمحیص کر رہے تھے؟“ انھوں نے بتایا، تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو خود دم کرتے ہیں نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی ہی لیتے ہیں بلکہ وہ تو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں“۔ (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان میں سے ہو۔“ پھر کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا تو اس نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) میرے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ نے فرمایا: ”اس میں عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔“ (متفق علیہ)

(**الرهیط**) راء پر پیش ”**رهط**“ کی تصغیر ہے، دس سے کم افراد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (**الافق**) کنارہ، جانب۔ ”**عکّاشة**“ عین پر پیش اور کاف شد کے ساتھ اور شد کے بغیر دونوں طرح جائز ہے لیکن شد کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۱۵۵۔ فتح)، و مسلم (۲۲۰).

غریب الحدیث☆ (**النبی**) یعنی انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی نبی، یہاں وہ ذات مراد ہے جس کی طرف وحی آتی ہو اور جسے اس کی تبلیغ کا حکم ہو وہ رسول ہے۔ (**رفع لی سواد عظیم**) ”میرے سامنے بہت بڑی جماعت پیش کی گئی“۔ (**خاض**) ”گفتگو کی، بات چیت کی“۔ (**لا یرقون**) ”دم نہیں کرتے“۔ (**لا یسترقون**) ”دم نہیں کرواتے“۔ (**لا یتطیرون**) ”پرندوں وغیرہ کے ذریعے بدشگونی نہیں لیتے“۔

فقہ الحدیث☆ ❶ نبی ﷺ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے سامنے باقی امتیں پیش کی گئیں اور آپ نے انہیں دیکھا۔

❷ اللہ تعالیٰ کے فضل کا بیان کہ نبی ﷺ کی امت تمام امتوں سے زیادہ ہے۔

❸ حق کی پہچان کثرتِ تعداد سے نہیں ہوتی، جیسا کہ روز قیامت کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی ہوگا، تو کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہوگا اور تمام نبی اس قلت تعداد کے باوجود سچے ہیں۔ لہٰذا کسی جماعت کا کسی مخصوص علاقہ میں کثیر تعداد میں ہونے کی وجہ سے اپنا نام سوادِ اعظم رکھنا کامیابی اور حق وصداقت کی نشانی نہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر احسان کہ اس امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

❺ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی فضیلت۔

❻ اس شخص کی فضیلت جو اسلام میں پیدا ہوا اور پھر اعمالِ جاہلیت میں سے کسی عمل کا ارتکاب نہیں کیا۔

❼ جس مسئلے میں کوئی نص نہ ہو اس بارے میں حق پانے کے لیے اجتہاد کرنا جائز ہے۔

❽ یہ بھی ایک طریقہ تعلیم ہے کہ کسی مسئلہ کو بیان کیا جائے اور پھر طلبا کو اس بارے میں بحث اور غور وفکر کرنے کا موقع دیا جائے اور آخر پر ان

کی صحیح طور پر رہنمائی کی جائے۔

❾ اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد کہ ہر قسم کا نفع و نقصان اسی کے اختیار میں ہے، اس میں توکل کی فضیلت اور توکل کرنے والوں کے اجر و ثواب کا بیان ہے۔

❿ قرآنی آیات اور نبی ﷺ سے ثابت دعاؤں سے دم کرنا جائز ہے' جبکہ غیر شرعی الفاظ سے دم کرنا جائز نہیں۔

⓫ بدشگونی لینا حرام ہے۔

⓬ خیر و بھلائی کے حصول کے لیے ہر موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دعا کروائی۔

⓭ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ نے جن صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی وہ صرف دس ہی نہیں، بلکہ اس سے زیادہ ہیں، عشرہ مبشرہ اس لیے مشہور ہیں کہ ایک ہی حدیث میں ان کا ذکر ہے۔

۷۵۔ اَلثَّانِيْ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ اِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَ بِكَ خَاصَمْتُ. اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ؛ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِيْ، اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَ اخْتَصَرَهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، میں تجھ پر ایمان لایا، میں نے تجھ پر توکل کیا، میں نے تیری طرف ہی رجوع کیا، میں نے تیری وجہ سے (تیرے دشمنوں سے) جھگڑا کیا، اے اللہ! تیرے غلبے کے ذریعے سے میں پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، یہ کہ تو مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دے، تو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی، جبکہ تمام جن و انس مر جائیں گے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں' بخاری نے اسے مختصر بیان کیا ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۳٦۸۔ ۳٦۹۔ فتح)' و مسلم (۲۷۱۷).

غريب الحديث☆ (أسلمت) ''میں نے اپنے آپ کو تیرے حکم کے سپرد کر دیا''۔ (توكلت) ''میں نے آپ پر توکل و اعتماد اور بھروسا کیا'' یعنی تمام معاملات میں تیری تدبیر پر توکل کیا۔ (أنبت) ''میں نے رجوع کیا'' یعنی میں نے تیری عبادت کی طرف رجوع کیا اور ان امور کی طرف متوجہ ہوا جو تیرے قرب کا باعث ہوں۔ (بك خاصمت) ''تیری ہی وجہ سے میں نے جھگڑا کیا'' یعنی میں تیرے دشمنوں سے تیری ہی وجہ سے جھگڑتا ہوں۔

فقه الحديث☆ ❶ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا واجب ہے کیونکہ وہی ایک ذات ہے جو تمام صفات کمال سے متصف ہے، لہٰذا اعتماد اور بھروسے کے لائق بھی وہی ایک ذات ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، لہٰذا جو چیز ہلاک ہو جائے وہ قابل اعتماد نہیں ہو سکتی۔

❸ نبی ﷺ کے یہ کلمات اتنے جامع و مانع ہیں کہ یہ صدق ایمان اور غایت یقین پر دلالت کرتے ہیں۔

۷٦۔ اَلثَّالِثُ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَيْضًا قَالَ: ((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ، قَالَهَا

۷٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ'' (ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ

إِبْرَاهِيمُ ﷺ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَ قَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِينَ قَالُوْا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَّ قَالُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ ﷺ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ)).

اچھا کار ساز ہے) یہ کلمات اس وقت کہے تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا اور حضرت محمد ﷺ نے یہ کلمات اس وقت فرمائے جب لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں، ان سے ڈرو، پس اس بات نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا، پس آپ نے فرمایا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی روایت میں ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ انہوں کہا: "جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ان کے آخری کلمات یہ تھے: "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ" (مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے)۔"

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۸/۲۲۹۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ پر توکل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس کی تمام حالات میں ضرورت ہے اور بہترین قول "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" ہے۔

❷ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے دعا اور توکل علی اللہ کے ذریعے تسلی اور مدد طلب کرتے ہیں، اس لیے کہ تمام لوگوں سے ان کی آزمائش زیادہ ہوتی ہے۔

❸ رسولوں کے دشمن انہیں اور ان کے پیروکاروں کو تکلیف پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔

۷۷۔ اَلرَّابِعُ: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قِيْلَ: مَعْنَاهُ مُتَوَكِّلُوْنَ، وَ قِيْلَ: قُلُوْبُهُمْ رَقِيْقَةٌ.

۷۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایسے لوگ جائیں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔" (مسلم) بعض نے کہا: اس کے معنی ہیں کہ وہ توکل کرنے والے ہوں گے اور بعض نے کہا کہ ان کے دل نرم ہوں گے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۴۰).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ پر توکل اور رقت قلب جنت میں داخل ہونے اور کامیابی حاصل کرنے کے اسباب میں سے ہیں۔

❷ توکل کی مثال پرندوں سے دی جا سکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسے توکل کرلو جیسے اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں بھی ویسے رزق عطا کرے جیسے پرندوں کو عطا کرتا ہے، وہ صبح کے وقت جب گھونسلوں سے نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں اور جب شام کو لوٹتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔"

۷۸۔ اَلْخَامِسُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُمْ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَ تَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ

۷۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لیے گئے، پس جب رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے تو وہ (حضرت جابر) بھی ان کے ساتھ ہی واپس ہوئے، تو راستے میں گھنے خاردار درختوں کی ایک وادی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیلولے (نیند)

بِالشَّجَرِ، وَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ، فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، وَ نِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَ أَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَ هُوَ فِيْ يَدِهِ صَلْتًا، قَالَ: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ. ثَلَاثًا)) وَ لَمْ يُعَاقِبْهُ وَ جَلَسَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : قَالَ جَابِرٌ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَإِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَ سَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ، فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ: تَخَافُنِيْ؟ قَالَ: ((لَا))، قَالَ : فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ)).

وَ فِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيْلِيِّ فِيْ صَحِيْحِهِ : قَالَ: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ))، قَالَ: فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّيْفَ فَقَالَ: ((مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟))، فَقَالَ: كُنْ خَيْرَ آخِذٍ، فَقَالَ: ((تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالَ: لَا، وَ لٰكِنِّيْ أُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أُقَاتِلَكَ، وَلَا أَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُوْنَكَ، فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ، فَأَتٰى أَصْحَابَهُ فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ.

قَوْلُهُ : ((قَفَلَ)) أَيْ : رَجَعَ. وَ ((الْعِضَاهُ)) : الشَّجَرُ الَّذِيْ لَهُ شَوْكٌ. وَ ((السَّمُرَةُ)) بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّ الْمِيْمِ : الشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلْحِ، وَ هِيَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِضَاهِ. وَ ((اخْتَرَطَ السَّيْفَ)) أَيْ : سَلَّهُ وَ هُوَ فِيْ يَدِهِ. ((صَلْتًا)) أَيْ : مَسْلُوْلًا، وَ هُوَ بِفَتْحِ الصَّادِ وَ ضَمِّهَا.

کا غلبہ ہوگیا، پس رسول اللہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کرام درختوں کے سائے کی تلاش میں ادھر اُدھر منتشر ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیے ٹھہر گئے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکا دی۔ ہم سب سو گئے، پس اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلانا شروع کر دیا، ہم نے دیکھا کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس ہے، آپ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ اس نے میری تلوار مجھ پر سونت لی، جب میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی، اس نے مجھ سے کہا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ!'' آپ نے تین مرتبہ کہا کہ اللہ بچائے گا۔ آپ نے اس سے کوئی بدلہ نہ لیا اور بیٹھ گئے۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے پس جب ہم ایک گھنے سائے دار درخت کے پاس آئے تو ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیا (تاکہ آپ اس کے نیچے آرام فرمائیں)۔ پس اتنے میں ایک مشرک آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی، اس نے اسے سونت کر کہا: کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''۔ اس نے کہا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ''۔

اور ''صحیح أبی بکر اسماعیلی'' کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا : تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ!''۔ پس تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، تو رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: ''تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' اس نے کہا: آپ بہتر پکڑنے والے بنیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا: نہیں، لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑوں گا نہ آپ سے لڑنے والی قوم کا ساتھ دوں گا۔ پس آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا: میں تمہارے پاس ایسے شخص سے ہو کر آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

(قفل) "لوٹا، پلٹا"۔ (العضاء) "کانٹے دار درخت"۔ (السمرۃ) سین پر زبر اور میم پر پیش "ببول کا درخت" یہ کانٹے دار درخت کی بڑی قسم ہے۔ (اخترط السیف) "اس نے تلوار سونت لی"۔ (صلتًا) "سونتی ہوئی" صاد پر زبر اور پیش۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٩٦۔ فتح)، و مسلم (٨٤٣).

غریب الحدیث☆ (نجد) "بلند جگہ"۔ اس سے مراد حجاز کے علاوہ دوسرا کوئی علاقہ ہے۔ (القائلة) "قیلولہ کا وقت"۔ (العضاہ) "کانٹے دار بڑا سا درخت"۔ (اخترط) "سونت لیا"۔ (ذات الرقاع) "غزوۂ ذات الرقاع"۔ اس غزوۂ میں صحابہ کرام نے اپنے پاؤں پر کپڑے کی پٹیاں لپیٹ لی تھیں' اس لیے اس غزوے کا نام غزوۂ ذات الرقاع ہے۔ (کن خیر آخذ) "آپ بہتر پکڑنے والے ہیں" یعنی آپ معاف اور درگزر کرتے ہیں اور برائی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔ (خلی سبیله) "آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا" یعنی اس پر احسان فرمایا اور اسے آزاد کر دیا۔

فقه الحدیث☆ ❶ نبی ﷺ کی شجاعت، خطرات کے سامنے آپ کی ثابت قدمی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق' اس پر سچا توکل اور اس سے پناہ حاصل کرنے اور تکلیف وایذا پر آپ کے صبر کا بیان ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی جہاد فی سبیل اللہ سے محبت ثابت ہوتی ہے۔

❸ پڑاؤ کے بعد جب آرام کی ضرورت ہو تو اہل لشکر متفرق طور پر ٹھہر سکتے ہیں بشرطیکہ کسی خطرے کا اندیشہ نہ ہو۔

❹ مصائب کے وقت توکل علی اللہ کا پتا چلتا ہے کہ اس میں کون کتنا مخلص ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

❻ اپنے ساتھیوں کو کسی واقعہ کے متعلق بتانا ریاکاری میں شمار نہیں ہوتا۔

❼ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی پکار پر فوراً لبیک کہتے تھے۔

❽ نبی ﷺ کا عفو و درگزر' آپ کا اعلیٰ اخلاق' آپ کا اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لینا' معاملات میں دور اندیشی اور لوگوں کو حق کی طرف مائل کرنے کے لیے آپ کا حسنِ سلوک کرنا ثابت ہوتا ہے۔

٧٩۔ **اَلسَّادِسُ** : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((**لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا**)). رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ، وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ. مَعْنَاهُ تَذْهَبُ اَوَّلَ النَّهَارِ خِمَاصًا ، اَيْ : ضَامِرَةَ الْبُطُوْنِ مِنَ الْجُوْعِ ، وَ تَرْجِعُ آخِرَ النَّهَارِ بِطَانًا، اَيْ : مُمْتَلِئَةَ الْبُطُوْنِ.

٧٩۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے جس طرح وہ پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے) اس کا معنی ہے کہ وہ پرندے دن کے آغاز میں بھوکے نکلتے ہیں اور دن کے آخر میں پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔

توثیق الحدیث☆ صحیح' أخرجه الترمذی (٢٣٤٤)، و النسائی فی ((الکبری)) (٨/ ٧٩۔ تحفة)، و ابن ماجه (٤١٦٤).

غریب الحدیث☆ (حق توکلہ) ''جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے'' یعنی تم اپنے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ پر اپنے توکل و اعتماد کو سچا ثابت کرو۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ پر حقیقی طور پر توکل و اعتماد کرنے کی ترغیب دلائی ہے کہ تمام معاملات میں صدق و یقین کے ساتھ اس پر توکل و اعتماد ہو۔

❷ طلب رزق میں اسباب و وسائل کو بروئے کار لانا جائز ہے لیکن حقیقی توکل اللہ تعالیٰ ہی پر ہونا چاہیے جیسا کہ پرندے صبح سویرے اپنے گھونسلوں سے نکل جاتے ہیں اور رزق تلاش کرتے ہیں' وہ اپنے گھونسلوں میں نہیں بیٹھے رہتے۔

❸ حقیقی توکل اور جدوجہد پاکیزہ رزق کا مصدر و منبع ہیں۔

❹ رزق صرف قوت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اسباب اور توکل کے تحت حاصل ہوتا ہے' اگر رزق کا تعلق صرف قوت سے ہوتا تو پرندوں کو کمزور چونچ کے ذریعے رزق نہ ملتا۔

۸۰۔ اَلسَّابِعُ : عَنْ اَبِيْ عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا فُلَانُ! اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ، وَ وَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَ اَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَ رَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ، فَاِنَّكَ اِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَ اِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۰۔ حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! جب تو اپنے بستر کی طرف لیٹنے کے لیے آئے تو یوں کہا کر: اے اللہ! میں نے اپنا نفس تیرے سپرد کر دیا ہے اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کر لیا ہے' اپنا معاملہ تیرے حوالے کر دیا ہے' اپنی پشت تیری طرف لگالی ہے تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے' تیری گرفت سے بچنے کے لیے' تیرے سوا کوئی جائے پناہ اور مقام نجات نہیں' میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا' پس اگر تم اپنی اس رات میں فوت ہو گئے تو تمہاری یہ موت فطرت (اسلام) پر ہوگی اور اگر تم نے صبح کی تو تم نے بھلائی کو پالیا''۔ (متفق علیہ)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَ قُلْ)): وَ ذَكَرَ نَحْوَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ)).

حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی سے صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تم بستر پر آنے لگو تو نماز والے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو'' اور آپ نے مذکور بالا دعا ہی بیان کی پھر فرمایا: ''ان کلمات کو اپنی آخری گفتگو بناؤ''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۱۳۔ ۱۱۵۔ فتح)' و مسلم (۲۷۱۰) (۵۷) والرواية الثانية عند البخاري (۱۱/ ۱۰۹۔ فتح)، ومسلم (۲۷۱۰).

غریب الحدیث☆ (أويت) ''جب تم لیٹنے لگو اور اپنے بستر پر آ جاؤ''۔ (أسلمت نفسي إليك) ''میں نے اپنے نفس کو تیرے سپرد کر دیا'' یعنی تیرے حکم کو ماننے والا' تیری قضا و قدر پر راضی رہنے والا۔ بن گیا ہوں۔ (وجهك وجهي إليك) ''میں نے اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کر لیا''۔ (فوضت أمري اليك) ''میں نے اپنا معاملہ تیرے حوالے کر دیا'' یعنی میں نے اپنے تمام معاملات میں تجھ پر توکل کیا۔

(أويت ألجات ظهرى إليك) ''میں نے اپنی پیٹھ تیری طرف لگادی ہے'' یعنی میں نے اپنا نفس تیری حفاظت میں دے دیا ہے۔ (رغبة و رهبة إليك) ''تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے'' یعنی ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ (لا ملجأ ولا منجا) ''کوئی جائے پناہ ہے نہ مقام نجات''۔ (كتابك) ''تیری کتاب، قرآن مجید''۔ (نبيك) ''تیرے نبی'' حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین۔ (الفطرة) ''دین صحیح اور ایمان کامل''۔ (مضجعك) ''اپنے بستر پر''۔ (شقك) ''اپنی جانب، کروٹ، پہلو''۔ (نحوه) ''اسی طرح'' یعنی حدیث سابق کی طرح۔ (آخر ما تقول) سب سے آخر پر جو تم کہو' یعنی نیند کے وقت کی دعاؤں میں سے اس دعا کو سب سے آخر میں پڑھو۔

فقه الحديث☆ ❶ لوگوں کو نیکی و بھلائی کی تعلیم دینا مستحب ہے۔
❷ نیند اور بیداری سمیت زندگی کے تمام معاملات میں اسلامی تعلیمات کا اہتمام کرنا۔
❸ اسلام دین فطرت ہے اور عقل صحیح اس کی گواہی دیتی ہے۔
❹ دائیں کروٹ لیٹنا مستحب ہے۔
❺ نیند کے وقت مذکورہ کلمات کا پڑھنا مستحب ہے۔
❻ اہل ایمان اپنے تمام احوال میں اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔
❼ ہر شب اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجدید عہد اور قول و فعل کے ساتھ اس عہد کی توثیق کرنا۔ اس لیے کہ بندوں کے تمام امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔
❽ سونے سے پہلے وضو کی ترغیب تاکہ مکمل طہارت اور پاکیزگی کے ساتھ سو جائے۔

۸۱۔ **اَلثَّامِنُ** : عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ وَهُوَ اَبُوْهُ وَ اُمُّهُ صَحَابَةٌ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ قَالَ : نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ نَحْنُ فِي الْغَارِ وَ هُمْ عَلٰى رُؤُوْسِنَا فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا. فَقَالَ: ((مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ! بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی رضی اللہ عنہ' وہ (ابوبکر)' ان کے والد (عثمان) اور ان کی والدہ تینوں صحابی ہیں (رضی اللہ عنہم)۔ انھوں نے فرمایا: میں نے مشرکین کے قدموں کی طرف دیکھا جب کہ ہم غار میں تھے اور وہ ہمارے سروں پر تھے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لیا تو وہ یقیناً ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۳۲۵۔ فتح)' و مسلم (۲۳۸۱).

غريب الحديث☆ (أقدام المشركين) ''مشرکین کے قدم' وہ مشرکین جو نبی ﷺ کا پیچھا کرتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکلے تھے جب آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ (الغار) ''غار ثور''۔ (على رؤوسنا) ''ہمارے سروں پر''۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔
❷ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کہ انہیں دشمنوں کا کس قدر اندیشہ تھا کہ وہ آپ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا دیں۔

❸ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا واجب ہے' اس کی نگہبانی پر اطمینان اور اپنی پوری احتیاط کرنے کے بعد انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا واجب ہے۔
❹ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی حفاظت اور مدد فرماتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے''۔ (المؤمن: ۵۱)
❺ نبی ﷺ کی شجاعت کا بیان۔
❻ رسول اللہ ﷺ کو مکمل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا اور آپ کو دشمنوں کے سپرد نہیں کرے گا' لہٰذا ہجرت کا سفر جاری رہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ عدل و صدق کے ساتھ مکمل ہو۔
❼ اللہ تعالیٰ جس کی مدد کرے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔
❽ جب داعی الی اللہ کو اپنی جان کا خطرہ ہو یا اسے اپنے دین کے بارے میں کسی فتنے کا اندیشہ ہو تو اس کا روپوش ہونا جائز ہے۔
❾ دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے۔
❿ ہجرت پوشیدہ یا علانیہ دونوں طرح جائز ہے۔
⓫ قائد اور راہنما کو چاہیے کہ وہ اپنی جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے تاکہ وہ دین کے مشن کو مکمل کر سکے اور وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکے۔

٨٢۔ اَلتَّاسِعُ : عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ حُذَيْفَةَ الْمَخْزُومِيَّةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ)). حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَ التِّرْمِذِيُّ وَ غَيْرُهُمَا بِأَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَ هٰذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ.

۸۲۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی اُمیہ حذیفہ مخزومیہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے، میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کیا' اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں یا میں (باطل کی طرف) پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں، یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں جہالت کا ارتکاب کروں یا مجھ سے جہالت کا معاملہ کیا جائے''۔ (حدیث صحیح ہے' اسے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے صحیح سندوں سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں)

توثيق الحديث☆ صحيح' أخرجه أبوداود (٥٠٩٤)، والترمذی (٣٤٨٧)، وابن ماجه (٣٨٨٤)، والنسائی فی ((عمل اليوم والليلة)) (٨٦).

غريب الحديث☆ (أضل) ''میں گمراہ ہو جاؤں'' یعنی میں حق چھوڑ دوں۔ (أُضل) ''مجھے گمراہ کر دیا جائے''۔ (أزل) ''میں باطل میں پھسل جاؤں''۔ (أجهل) ''میں جہالت کا ارتکاب کروں'' یعنی میں کسی خطا یا بے وقوفی کا ارتکاب کروں۔

فقه الحديث☆ ❶ بندہ جب گھر سے باہر قدم رکھے تو اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس پر توکل سے ابتدا کرنی چاہیے اور اپنے معاملات اس کے سپرد کرنے چاہئیں۔
❷ مومن بندے کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں گمراہی، جہالت، صراط مستقیم سے کجی اور ظلم سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا رہے۔
❸ گمراہی کا مصدر و منبع یا تو نفس کے وساوس ہیں جو اسے طلب دنیا کی طرف دھکیلتے ہیں یا پھر شیاطین کے مکر و فریب اور مرجفین (افواہیں

پھیلانے والوں) کی طرف سے شبیہ ہیں۔

❷ گھر سے نکلتے وقت اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان میں آ جائے۔

۸۳۔ **العاشر** : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ۔ يَعْنِي اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ۔ : بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، يُقَالُ لَهٗ: هُدِيْتَ وَ كُفِيْتَ وَ وُقِيْتَ، وَ تَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ)). رواه ابوداود و الترمذي، و النسائي و غيرهم. وقال الترمذي : حديثٌ حسنٌ، زاد ابو داؤد : ((فَيَقُوْلُ ۔ يَعْنِي الشَّيْطَانَ۔ لِشَيْطَانٍ آخَرَ : كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَ كُفِيَ وَ وُقِيَ ؟))

۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے ''اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا، گناہ سے بچنا اور نیکی کی قوت مل جانا اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں'' تو اسے کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت دی گئی، تیری کفایت کی گئی، تو بچا لیا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے''۔ (ابوداود، ترمذی او رنسائی۔ ترمذی نے کہا :حدیث حسن ہے) ابوداود نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: ''وہ یعنی شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے: تیرا اس آدمی پر کیسے بس چلے گا جسے ہدایت دی گئی، وہ کفایت کیا گیا اور اسے بچا لیا گیا؟''

توثيق الحديث☆ صحيح، أخرجه أبو داود (٥٠٩٥)، والترمذى (٣٤٨٦)، والنسائى فى ((عمل اليوم والليلة)) (٨٩)، وابن حبان (٢٣٧٥۔ موارد)، و ابن السنى فى ((عمل اليوم والليلة)) (٧٨).

اس کی اسناد صحیح ہیں اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے ابن جریج کے کہ وہ مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے لیکن اس نے سماع کی وضاحت کی ہے جیسا کہ دارقطنی نے کہا ہے اور حافظ نے ''نتائج الافکار (۱۶۴/۱)'' میں نقل کیا ہے اور اس کا ایک قوی الاسناد مرسل شاہد بھی ہے جسے حافظ نے ''نتائج الافکار (۱۶۴/۱، ۱۶۵)'' میں نقل کیا ہے۔

غريب الحديث☆ (وقیت) ''تجھے ہر قسم کے شر سے بچا لیا گیا''۔ (تنحی) ''دور ہو جاتا ہے'' یعنی اس کی طرف سے دور ہو جاتا ہے اور وہ اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ عزوجل پر توکل کی فضیلت نیز اللہ تعالیٰ کی پناہ کی فضیلت کہ یہ بہت مضبوط قلعہ ہے، اللہ تعالیٰ کی پناہ سے بندہ شیطانوں کے مکروفریب سے بچ جاتا ہے۔

❷ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کا معنی یہ ہے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سرانجام پاتے ہیں۔

❸ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی شیطان سے حفاظت فرماتا ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ جسے دولت ایمان سے نواز دے اور اسے اس کے دل میں مزین کر دے تو پھر شیطان ایسے بندے کو گمراہ نہیں کر سکتا۔

❺ شیاطین بندوں کو گمراہ کرنے کے سلسلے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

❻ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے تاکہ انسان کو بھلائی حاصل ہو سکے اور شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

۸٤۔ وَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ كَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِي النَّبِيَّ ﷺ، وَ الآخَرُ يَحْتَرِفُ، فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ)). رواہ

۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے عہد میں دو بھائی تھے، ان میں سے ایک نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دوسرا کاروبار کرتا اور کماتا، پس اس کاروباری بھائی نے اپنے بھائی کی شکایت نبی ﷺ سے کی (کہ وہ کوئی کام نہیں کرتا) پس آپ ﷺ نے

التِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ. ((يَحْتَرِفُ)): يَكْتَسِبُ وَ يَتَسَبَّبُ.

فرمایا: ''شاید تمھیں رزق اسی کی وجہ سے ملتا ہے۔'' (ترمذی۔ یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے)۔ (یحترف) اس کے معنی ہیں ''کمانا اور اسباب و وسائل اختیار کرنا۔''

توثيق الحديث☆ صحيح' أخرجه الترمذي (۲۳٤٥).

غريب الحديث☆ (يأتي النبي ﷺ) وہ نبی ﷺ کی خدمت میں رہتا تا کہ آپ سے علوم سیکھے اور احکام دین کا علم حاصل کرے۔ (فشكا) ''اس نے شکایت کی''یعنی اس نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ یہ میرا بھائی کوئی کام کاج نہیں کرتا' ہر وقت آپ کے پاس بیٹھا رہتا ہے۔ (ترزق به) ''تمھیں بھی اس کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص اپنے آپ کو طلب علم اور احکام دین میں سمجھ بوجھ کے لیے وقف کر دیتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا بندوبست کر دیتا ہے۔

❷ اہل علم اور طالب علم کی مدد کرنی چاہیے۔

❸ انسان کو اس کے زیر کفالت افراد کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔

❹ حکمران کے سامنے شکوہ و شکایت کیا جا سکتا ہے۔

❺ دنیاوی معاملات کی نسبت دینی معاملات کی زیادہ اہمیت ہے۔

❻ طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنی روزی خود کمائے' لوگوں پر بوجھ نہ بنے' کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

٨ـ بَابُ الْاِسْتِقَامَةِ

۸۔ باب : استقامت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ﴾ [هود:١١٢]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ أَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾ [فصلت:٣٠-٣٢]، وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الأحقاف:١٣، ١٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ثابت قدم رہو جیسا تمھیں حکم ہوا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جنھوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے' ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں' یہ کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا' ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے وہاں وہ ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے وہاں وہ ہے جو تم مانگو' مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی''۔ اور فرمایا: ''بے شک جنھوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے' ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے' وہ لوگ ہیں بہشت والے' اس میں ہمیشہ رہیں گے' بدلہ ہے ان کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں''۔

شرح الآيات ☆ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے ''جامع العلوم و الحكم'' ۳۱۱۔ منتقی'' میں بیان فرمایا: ''استقامت صراط مستقیم پر گامزن ہونے کا نام ہے اور صراط مستقیم دین معتدل اور سیدھے دین کا نام ہے جس میں دائیں بائیں کوئی ٹیڑھا پن یا کجی نہیں' یہ تمام ظاہری و باطنی

طاعات اور تمام منہیات کو چھوڑنے پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْتَقِيمُوٓا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ﴾ (فصلت:٦) ''سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو''۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ استقامت میں کوئی نہ کوئی کوتاہی رہ جاتی ہے' اس لیے ضروری ہے کہ اس تقصیر پر توبہ واستغفار کی جائے اور استقامت کی طرف رجوع کیا جائے''۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حق پر ثابت قدم رہنے اور ہمیشگی اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کو اس کی وضاحت بھی فرما دی۔

آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں کے متعلق خبر دی ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہیں کہ موت کے وقت فرشتے انہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی کی بشارت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی استقامت دین نصیب فرمائے۔ آمین!

٨٥۔ وَ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو، وَ قِيْلَ : اَبِيْ عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْأَلُ عَنْهُ اَحَدًا غَيْرَكَ. قَالَ : ((قُلْ : آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٨٥۔ حضرت ابو عمرو' بعض نے کہا: ابو عمرہ سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتلائیں کہ میں اس کے بارے میں آپ کے علاوہ کسی سے سوال نہ کروں۔ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣٨).

یہ ان احادیث میں سے ہے جن پر دین کا مدار ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ ایسا سوال کرنا مستحب ہے جو بہت سی بھلائیوں کو اکٹھا کر لے۔

❷ جس چیز یا مسئلے کا علم نہ ہو اس کے بارے میں اہل علم سے پوچھنا چاہیے۔

❸ ایمان قول وعمل کا نام ہے۔

❹ استقامت اعلیٰ درجہ ہے جو کمال ایمان اور اعلیٰ ہمت کی علامت ہے۔

٨٦۔ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((قَارِبُوْا وَ سَدِّدُوْا، وَ اعْلَمُوْا اَنَّهُ لَنْ يَّنْجُوَ اَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ)). قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ؟ قَالَ: ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ ((الْمُقَارَبَةُ)) : الْقَصْدُ الَّذِيْ لَا غُلُوَّ فِيْهِ وَلَا تَقْصِيْرَ. وَ ((السَّدَادُ)): الْاِسْتِقَامَةُ وَالْاِصَابَةُ، وَ ((يَتَغَمَّدَنِيْ)) : يُلْبِسُنِيْ وَ يَسْتُرُنِيْ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ : مَعْنَى الْاِسْتِقَامَةِ : لُزُوْمُ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى؛ قَالُوْا: وَ هِيَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَ هِيَ نِظَامُ الْاُمُوْرِ، وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

٨٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعتدال کی راہ اختیار کرو اور سیدھے سیدھے رہو اور جان لو کہ تم میں سے کوئی شخص صرف اپنے عمل کی وجہ سے نجات نہیں پائے گا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے گا''۔ (مسلم)

(المقاربة) کے معنی ہیں ''راہ اعتدال جس میں افراط ہو نہ تفریط۔'' (السداد) کے معنی ہیں ''استقامت اور درستی۔'' (يتغمدني) مجھے ڈھانپ لے گا اور چھپا لے گا۔'' علماء نے کہا کہ استقامت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرنا اور انھوں نے کہا کہ یہ جوامع الکلم میں سے ہے اور یہ نظام امور میں سے ہے۔ وباللہ التوفیق۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨١٦) (٧٦).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت بندوں پر ان کے اعمال کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔

❷ حصول خیر کی کیفیت بیان کی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے دین پر استقامت سے حاصل ہوتی ہے جس میں افراط ہو نہ تفریط۔

❸ بندے کو اپنے عمل سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے کہ وہ امید کے سہارے زندہ رہے اور خوف کا پہلو چھوڑ دے اس طرح اس کے دل میں عجب وغرور آ جائے گا جو باعث ہلاکت ہے۔

❹ بندوں کے اعمال انہیں جنت میں نہیں پہنچائیں گے بلکہ اعمال کے حساب سے ان کے مراتب ہوں گے جب کہ جنت میں داخلہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث ہوگا۔

٩۔ بَابُ فِي التَّفَكُّرِ فِي عَظِيْمِ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ وَ تَعَالٰى وَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَ أَهْوَالِ الْآخِرَةِ وَ سَائِرِ أُمُوْرِهِمَا وَ تَقْصِيْرِ النَّفْسِ وَ تَهْذِيْبِهَا وَ حَمْلِهَا عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ

٩۔ باب: اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق میں غور وفکر، دنیا کے فنا ہونے، آخرت کے ہولناک مناظر و واقعات اور دنیا و آخرت کے باقی امور، نفس کی کوتاہی اور اس کی تہذیب واصلاح اور اسے استقامت پر آمادہ کرنے کا بیان

ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے ''مفتاح دار السعادة'' میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وفکر اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کی عظمت کی معرفت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اس طرف کہ جہاں فنا کی طرف رواں دواں ہے تا کہ یہ اپنے رب کی طرف لوٹ جائے جہاں وہ اسے پوری پوری جزا دے گا' پس جو شخص یہ ارادہ کرلے تو پھر وہ اپنے نفس کو شہوات سے روک لیتا ہے' اس منہ زور گھوڑے کو لگام دے کر رکھتا ہے اور اس کا تزکیہ کرتا ہے''۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کے موضوع پر بہت مفید کتاب ''مفتاح دار السعادة و منشور ولاية أهل العلم والإرادة'' تصنیف کی ہے' میں نے حافظ ابن قیم کی کتاب کا اختصار کیا ہے' اس کا نام ''تنقيح الإفادة المنتقى من مفتاح دار السعادة'' منتخب کیا ہے۔ ابو الشیخ اصفہانی کی کتاب ''العظمة'' بھی نہایت مفید ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا﴾ [سبأ: ٤٦]،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں تمہیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اٹھ کھڑے ہو اللہ کے لیے دو دو ایک ایک پھر غور وفکر کرو''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آسمان و زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں' وہ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے' بیٹھے اور کروٹ لیتے یاد کرتے ہیں اور وہ آسمان و زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں' کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے یہ عبث پیدا نہیں کیا' تو پاک ہے''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿أَفَلَا

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

يَنظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَ إِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَ إِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَ إِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ﴾ [الغاشية:١٧ - ٢١]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا﴾ [القتال : ١٠]. وَ الآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ.

وَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْحَدِيْثُ السَّابِقُ : ((الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ)).

''کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے بنائے گئے؟ اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیے گئے؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے کھڑے کیے گئے؟ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے بچھائی گئی۔ پس آپ سمجھاتے رہیں' آپ کا کام تو صرف سمجھانا ہے''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کیا وہ زمین میں چلے پھر نہیں کہ دیکھیں؟''

اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور احادیث میں سے سابقہ حدیث ((الكيس من دان نفسه)) ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر (٦٦)۔

شرح الآیات ☆ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے کہ آپ اپنی رسالت کا انکار کرنے والوں، آپ کی نبوت کو نہ ماننے والوں اور آپ کے بارے میں یہ خیال کرنے والوں سے کہ آپ مجنون ہیں' کہہ دیں کہ کسی خواہش و عصبیت کے بغیر اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے پوچھ لو کیا تم نے اپنے ساتھی کے بارے میں کوئی جنون دیکھا ہے یا ان پر کوئی جھوٹ ثابت ہوا ہے پھر ہر شخص اپنے دل سے محمد ﷺ کے بارے میں پوچھے اور اگر کوئی اشکال ہو تو کسی دوسرے سے پوچھ لے تو پھر جس حقیقت کو تم چھپاتے ہو وہ تم پر ایسے واضح ہو جائے گی جیسے نصف النہار کے وقت سورج روشن ہوتا اور چمکتا ہے اور وہ حقیقت بزبان حال یہ بیان کرے گی کہ محمد ﷺ رب العالمین کے رسول ہیں' وہ تمہیں ڈرانے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب الیم سے بچانے کے لیے تشریف لائے ہیں' اگر تم ان کی بات نہیں مانو گے تو پھر اس عذاب کے مستحق بن جاؤ گے۔

ان سے اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کاریگری کی کچھ جھلک دکھائی ہے کہ ذرا آسمان کی طرف دیکھو کہ کس قدر وسیع چھت ہے جو بغیر ستونوں کے کھڑی ہے اور وہ کس قدر بلند و بالا ہے۔ زمین کی طرف دیکھو کہ ہم نے اسے کس طرح بچھایا اور اسے تمہارے لیے بچھونا بنا دیا' اس کی بناوٹ اور ثقافت کو دیکھو' نیز ان دونوں یعنی آسمانوں اور زمین کے درمیان مشاہدے کے لیے بے شمار نشانیاں ہیں' ستارے ہیں' سیارے ہیں' سمندر، پہاڑ، درخت، نباتات، کھیتیاں، پھل، حیوان، معدنیات' مختلف رنگ، ذائقے اور بے شمار چیزیں ہیں جن میں قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح رات اور دن کے آنے جانے میں' ان کے بڑھنے گھٹنے میں' ان تمام چیزوں میں عقلمندوں کے لیے بالکل واضح دلائل اور نشانیاں ہیں۔ وہ عقلمند ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں' اسے یاد رکھتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں خالق کی عظمت، قدرت، حکمت اور اس کے اختیار و رحمت پر دلالت کرتی ہیں کہ اس ذات باری تعالیٰ نے کسی چیز کو باطل اور عبث پیدا نہیں فرمایا۔ پھر وہ عقلمند لوگ اپنے خالق و مالک کو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں آگ کے عذاب سے بچائے۔

آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و قدرت پر دلالت کرنے والی چیزوں کا ذکر کیا کہ اونٹ کی خلقت کتنی عجیب و غریب ہے' آسمان کو کیسے بلند کر دیا گیا ہے اور پہاڑوں کو کس خوبصورتی سے زمین کی میخیں بنا دیا گیا ہے' پھر زمین بھی کیا خوبصورت بچھونا بنا دی گئی ہے کہ اس میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں اور آخری آیت میں مشرکین کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ تباہ و برباد ہونے والی قوموں کا حال دیکھیں اور اپنی غلط روش سے باز آ جائیں۔

١٠۔ بَابُ فِي الْمُبَادَرَةِ إِلَى الْخَيْرَاتِ،

١٠۔ باب: نیکیوں کی طرف جلدی کرنے اور طالب خیر

وَ حَثِّ مَنْ تَوَجَّهَ لِخَيْرٍ عَلَى الْإِقْبَالِ عَلَيْهِ بِالْجِدِّ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ

کو اس بات پر آمادہ کرنے کا بیان کہ وہ نیکی کو محنت اور توجہ کے ساتھ کسی قسم کے تردد کے بغیر اختیار کرے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ [البقرة : ١٤٨]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَسَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [آل عمران : ١٣٣].

وَ أَمَّا الْأَحَادِيْثُ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس نیکیوں کی طرف جلدی کرو''۔

نیز فرمایا: ''جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف، جس کی چوڑائی آسمان و زمین ہے' تیار کی گئی ہے پرہیز گاروں کے لیے''۔

شرح الآیات: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ نیک اعمال کی طرف جلدی کریں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور دخول جنت کے لیے کوشش کریں جس جنت کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے تو پھر اس کے طول کا عالم کیا ہوگا؟ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اگر جنت کا عرض آسمان و زمین ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ سلف صالحین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جب رات آجاتی ہے تو پھر دن کہاں چلا جاتا ہے؟

ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: اس میں دو معنوں کا احتمال ہے:۔

۱۔ اگر دن کے آنے سے ہمیں رات دکھائی نہ دے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ رات کا وجود ہی نہیں بلکہ وہ کسی اور جگہ ضرور ہوگی اگرچہ ہمیں علم نہیں' ایسے ہی جہنم ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا وہاں ہوگی۔

۲۔ جب دن ایک طرف سے جہاں پر چھا جاتا ہے تو رات دوسری جانب ہوتی ہے' اسی طرح جنت اعلیٰ علیین میں عرش کے نیچے ہوگی جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے تو جہنم اسفل سافلین میں ہوگی اور کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ (واللہ اعلم)

٨٧۔ وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ: فَالْأَوَّلُ : عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَ يُمْسِيْ كَافِرًا أَوْ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلو' ایسے فتنوں کے رونما ہونے سے پہلے جو اندھیری رات کے مختلف ٹکڑوں کی طرح رونما ہوں گے، صبح کے وقت آدمی مومن ہوگا تو شام کے وقت کافر اور شام کے وقت مومن ہوگا تو صبح کے وقت کافر' وہ اپنے دین کو معمولی سامان دنیا کے عوض بیچ دے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٨).

غريب الحديث☆ (بادروا) ''جلدی کرو'' یعنی فتنوں کے ظہور سے پہلے پہلے نیک اعمال کرلو۔ (قطع اللیل المظلم) ''اندھیری رات کے ٹکڑے'' یعنی رات کے وقت جو بھی گھڑی گزرتی ہے تو اس کے بعد آنے والی گھڑی بھی تاریک ہی ہوتی ہے۔ (عرض) ''سامان دنیا'' جو زائل ہو جانے والا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ دین سے تمسک واجب ہے نیز نیک اعمال کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اس سے پہلے کہ فتنے اور موانع ظہور پذیر ہو جائیں اور پھر نیکی کرنے کا موقع نہ ملے۔

- آخری دور میں فتنوں کا ظہور پے در پے ہوگا' ایک فتنہ ختم ہوگا تو ساتھ ہی دوسرا آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)
- بندے کو جونہی نیکی کا موقع ملے اسے غنیمت سمجھتے ہوئے فوراً نیکی کر لینی چاہیے۔
- جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت وصول کر لیتا ہے تو اس کا دین اور ایمان و یقین کمزور پڑ جاتا ہے پھر وہ دین میں تحریف شروع کر دیتا ہے اور قرآن وسنت سے ہٹ کر اپنی مرضی سے مسئلے بتانا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فکر و عمل سے محفوظ رکھے۔ (آمین!)

۸۸۔ الثَّانِی : عَنْ اَبِي سِرْوَعَةَ۔ بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَ فَتْحِهَا. عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ إِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهِ، قَالَ : ((ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِيْ، فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ : ((كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ ؛ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهُ)). ((اَلتِّبْرُ)) : قِطَعُ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ.

۸۸۔ حضرت ابوسروعہ (سین کی زیر یا زبر) عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے مدینہ میں نماز عصر پڑھی پس آپ نے سلام پھیرا پھر تیزی سے کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ آپ کی اس تیزی سے گھبرا گئے پھر آپ واپس ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ صحابہ نے آپ کے اس تیزی سے جانے پر تعجب کیا ہے' تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اپنے گھر میں پڑی ہوئی سونے کی ایک ڈلی یاد آ گئی پس میں نے یہ پسند نہ کیا کہ یہ (ڈلی) مجھے (اللہ کی یاد سے) روک دے' لہٰذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا''۔ (بخاری)
اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''میں گھر میں صدقے کی ایک ڈلی چھوڑ آیا تھا' پس میں نے اسے رات کو گھر رکھنا پسند نہیں کیا''۔ (اَلتِّبْرُ) ''سونے یا چاندی کے ٹکڑے''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۳۷۔ فتح)' والرواية الثانية عنده (۳/ ۲۹۹۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (فتخطى) ''گردنوں کو پھلانگا، صفوں کو چیرا''۔ (حجر) ''گھر''۔ (ففزع) ''گھبرا گئے، خوفزدہ ہو گئے''۔ (يحبسني) ''مجھے روک دے'' یعنی اس کی سوچ مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی توجہ سے مشغول کر دے۔

فقہ الحدیث☆
1. امام کو کوئی مصروفیت ہو تو وہ سلام پھیرنے کے فوراً بعد تسبیح وغیرہ پڑھے بغیر اٹھ کر جا سکتا ہے۔
2. نماز کے دوران اگر کوئی خیال آ جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی' لیکن اندیشہ ہے کہ اس سے خشوع میں کمی واقع ہو۔
3. کسی ضرورت کے تحت لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر جانا جائز ہے۔
4. اگر کوئی شخص اپنے ساتھیوں کے چہروں پر تعجب کے اثرات دیکھے تو وہ شبہات دور کرنے کے لیے وضاحت کر دے۔
5. تیز چلنا وقار کے منافی نہیں۔
6. اس چیز سے خلاصی حاصل کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے نیز نیک اعمال کی طرف جلدی کرنی چاہیے۔

۸۹۔ الثَّالِثُ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ : اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ

۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے غزوۂ احد کے دن نبی ﷺ سے کہا کہ اگر میں شہید کر دیا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا؟

أَنَا ؟ قَالَ : ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ نے فرمایا: ''جنت میں''۔ پس اس شخص نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں پھینک دیں پھر لڑا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۳۵٤ - فتح)، و مسلم (۱۸۹۹).

فقه الحديث☆ ❶ نیکی کے کاموں میں جلدی کرنی چاہیے اور شہوات دنیا میں مشغول نہیں رہنا چاہیے۔

❷ اگر کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو اس کے بارے میں اہل علم سے پوچھنا مستحب ہے۔

❸ صحابہ کرام کا جنت کے لیے شدتِ شوق اور اس میں داخلے کی حرص۔

❹ صحابہ کرام کی دنیا سے بے رغبتی اور شہادت فی سبیل اللہ کے لیے بے قرار ہونے کا بیان۔

❺ جو مومن شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے وہ اہلِ جنت میں سے ہے بشرطیکہ اس کے ذمے قرض نہ ہو۔

۹۰ - اَلرَّابِعُ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ : ((أَنْ تَصَدَّقَ وَ أَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ، وَ تَأْمُلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ. قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَ لِفُلَانٍ كَذَا، وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((اَلْحُلْقُومُ)) : مَجْرَى النَّفَسِ. وَ الْمَرِيءُ مَجْرَى الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ.

۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا صدقہ اجر کے لحاظ سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(وہ صدقہ اجر کے لحاظ سے بڑا ہے جو) تم اس حال میں صدقہ کرو کہ تم صحیح اور تندرست وتوانا ہو، تمہیں مال کی حرص بھی ہو، تمہیں فقر کا اندیشہ ہو اور تونگری کی امید ہو اور تم صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کرو یہاں تک کہ جب (روح) گلے تک پہنچ جائے تو تم کہو: فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا' جب کہ وہ تو فلاں کے لیے ہو چکا۔'' (متفق علیہ)۔ (الحلقوم) ''سانس کی گزرگاہ (نالی)'' اور المریء کھانے پینے کی گزرگاہ (نالی)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۸۵ - فتح)، و مسلم (۱۰۳۲) (۹۳).

غريب الحديث☆ (الشح) ''بخل' جس میں شدید حرص ہو۔'' (تخشى) ''تو ڈرتا ہو''۔ (تأمل) ''تجھے طمع اور امید ہو''۔ (بلغت الحلقوم) ''روح حلق تک پہنچ جائے''۔ (قلت لفلان كذا) ''تم کہو کہ فلاں کے لیے اتنا'' یعنی حقوق یا وصیت یا میراث کا اقرار۔ (وقد كان لفلان) ''وہ تو فلاں کا ہو گیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ حالت صحت میں کیا ہوا صدقہ بیماری کی حالت میں صدقہ کرنے سے افضل ہے' کیونکہ حالت صحت میں انسان زیادہ بخیل ہوتا ہے' شیطان اسے فقر سے ڈراتا ہے اور اس کے ذہن میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی تو تمہاری بہت سی عمر باقی ہے' تمہیں پیسوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر انسان اس حالت میں سخاوت کرتا ہے اور صدقہ کرتا ہے تو یہ اس کی صدق نیت اور اللہ تعالیٰ سے عظیم محبت کی دلیل ہے اگر کوئی شخص صحت وتندرستی سے مایوس ہو جائے اور اسے یقین ہو جائے کہ اب یہ مال کسی اور کے پاس جا رہا ہے اور یہ کہے کہ میں اب صدقہ کرتا ہوں تب یہ صدقہ ناقص ہے۔

❷ نیک اعمال کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے پہلے صدقہ کرنا چاہیے۔

۹۱ - اَلْخَامِسُ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ

۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ : ((مَنْ يَّأْخُذُ مِنِّيْ هٰذَا؟)) فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ، كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُوْلُ : اَنَا اَنَا. قَالَ: ((فَمَنْ يَّأْخُذُهُ بِحَقِّهِ ؟)) فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ اَبُوْ دُجَانَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : اَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ، فَاَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کے دن ایک تلوار پکڑی اور فرمایا: ''یہ تلوار مجھ سے کون لے گا؟'' صحابہ کرام نے اپنے ہاتھ آگے کیے اور ان میں سے ہر ایک کہہ رہا تھا: میں، میں۔ آپ نے فرمایا: ''کون اسے اس کے حق کے ساتھ لے گا؟'' پس سب لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا۔ پس انھوں نے اسے لیا اور مشرکین کی کھوپڑیاں اڑا دیں۔ (مسلم)

اِسْمُ اَبِيْ دُجَانَةَ : سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ. قَوْلُهُ : ((اَحْجَمَ الْقَوْمُ)) : اَيْ تَوَقَّفُوْا. وَ ((فَلَقَ بِهِ)): اَيْ شَقَّ. ((هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ)): اَيْ رُؤُوْسَهُمْ.

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا نام سماک بن خرشہ ہے۔ (أحجم القوم) ''لوگوں نے توقف کیا۔'' (فلق به) ''اس کے ساتھ پھاڑا۔'' (هام المشركين) ''مشرکوں کے سر، کھوپڑیاں۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲٤۷۰).

غريب الحديث☆ (يأخذه بحقه) ''جو اسے اس کے حق کے ساتھ لے'' یعنی جو شخص اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کرے۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور ان کے جذبہ جہاد کا بیان ہے' لیکن یہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کی بزدلی پر دلالت نہیں کرتا' اس لیے کہ انھوں نے تلوار لینے سے اس لیے توقف کیا کہ انہیں اندیشہ ہوا کہ شاید وہ آپ کی اس شرط کو پورا نہ کر سکیں کہ اسے وہ شخص لے جو اس کا حق ادا کر سکے' انھوں نے اسے لینے کے لیے جو پہلے ہاتھ آگے کیے تھے وہ کسی شرط کے بغیر اپنی کوشش اور طاقت کے مطابق جہاد کرنا چاہتے تھے۔

❷ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مزید قربانی دینے اور دشمن پر غالب آنے اور اسے قتل کرنے کی ترغیب دی۔

❸ فوج کو اسلحہ پیش کرنا کہ وہ اسے اس کے حق کے ساتھ اٹھائے۔

❹ اسلحہ اٹھانے میں تمام فوج کی قوت و استطاعت ایک جیسی نہیں ہوتی۔

❺ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنا اسلحہ دشمن پر چلائے' تاکہ اس کے ذریعے مشرکین کی کھوپڑیاں اڑائے' ان کی جمعیت کو تتر بتر کرے لیکن اپنے کسی مسلمان بھائی کی طرف اس سے اشارہ کرنا بھی حرام ہے۔

۹۲۔ اَلسَّادِسُ : عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ : اَتَيْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ. فَقَالَ : ((اِصْبِرُوْا فَاِنَّهُ لَا يَاْتِيْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ)) سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۲۔ زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے حجاج کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کے بارے میں ان سے شکایت کی تو انھوں نے فرمایا: ''صبر کرو، اس لیے کہ اب جو بھی وقت آئے گا وہ پہلے سے بدتر ہوگا حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو''۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۹۔ فتح).

غريب الحديث☆ (تلقوا ربكم) ''تم اپنے رب سے جا ملو'' یعنی تمہیں موت آجائے۔

فقه الحديث☆ ❶ امام یا حکمران کے متعلق اہل علم سے شکوہ کرنا جائز ہے۔

❷ حقیقی قیادت اہل علم کے پاس ہوتی ہے۔
❸ حجاج بن یوسف ثقفی کی حکومت ظالم تھی۔
❹ اہل علم کی حکمت اوران کی دور اندیشی اور معرفت مشکل اور پرفتن دور میں بھی لوگوں کی راہنمائی کرتی ہے۔
❺ مشکلات پر صبر کرنا اور نیک اعمال کے لیے جلدی کرنا مستحب ہے۔
❻ لوگوں پر جو بھی دور آئے گا وہ پہلے سے زیادہ ہی مشکل ہوگا۔
❼ آخری دور میں فساد پھیل جائے گا۔
❽ حکام کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں جب تک وہ کفر بواح (کھلے کفر) کے مرتکب نہ ہوں۔
❾ بڑے فساد کو چھوٹے فساد کے ذریعے دور کرنا' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اگر ان شکایت کرنے والوں کو حجاج کے خلاف بغاوت کی اجازت دے دیتے تو اتنا فساد برپا ہوتا کہ اس کے انجام کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا لیکن انھوں نے اس فساد کے ڈر سے انہیں صبر کرنے کا حکم دیا۔ پس دور حاضر کی جماعتوں کو بھی صبر کرنا چاہیے' ہر کام کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں وقت مقرر ہے' اللہ تعالیٰ اس کام کو بھی مکمل فرمائے گا حتیٰ کہ ہم مشرق و مغرب کے مالک بن جائیں گے لیکن لوگ اس میں جلدی مچاتے ہیں۔

۹۳۔ اَلسَّابِعُ : عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا، اَوْ غِنًى مُطْغِيًا، اَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ!)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات چیزوں سے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرلو' کیا تم کو ایسے فقر کا انتظار ہے جو بھلا دینے والا ہے؟ یا ایسی دولت مندی کا جو تمہیں حد سے تجاوز کرنے والا بنانے والی ہے؟ یا ایسی بیماری کا جو فساد پیدا کرنے والی ہے؟ یا ایسے بڑھاپے کا جو عقل و ہوش میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہے؟ یا موت کا جو کام تمام کرنے والی ہے؟ یا دجال کا جو بہت بڑی برائی ہے' ہر اس پوشیدہ برائی سے جس کا انتظار کیا جائے؟ یا قیامت کا' پس قیامت تو بہت ہی ہولناک او رنہایت تلخ ہے''۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف جداً، أخرجه الترمذی (۲۳۰۶).

اس میں محرز بن ہارون ہے جو متروک ہے۔

غريب الحديث☆ (بادروا) ''جلدی کرو، سبقت کرو''۔ **(مطغيًا)** اپنے ساتھی کو گناہوں کی صورت میں حد سے تجاوز کرنے پر برانگیختہ کرے **(مفندًا)** بڑھاپے کا بندے کو ضعیف العقل بنادینا اور اس کا بہکی بہکی باتیں کرنا۔ **(مجهزًا)** ''بہت تیزی سے کام تمام کردینے والی'' **(أدهى)** ''ہولناک، بڑی مصیبت''۔ **(أمر)** ''بہت تلخ' دنیا کے عذاب سے تلخ تر''۔

فقه الحديث☆ ❶ دجال کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے۔
❷ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے کہیں ہلکا ہے انسان کو ان رکاوٹوں سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لینے چاہییں۔
❸ انسان کو نیکی سے روکنے والے مشاغل میں سے فقر، دولت مندی، مرض اور بڑھاپا زیادہ اہم ہیں۔
❹ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحیح دلائل اس کے معنی و مفہوم کے صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

۹۴۔ اَلثَّامِنُ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ

۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ

خَيْبَرَ : ((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ))، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا اَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعٰى لَهَا، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ : ((امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ)) فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا، ثُمَّ وَقَفَ وَ لَمْ يَلْتَفِتْ؛ فَصَرَخَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلٰى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ ؟ قَالَ : ((قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَاءَ هُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((فَتَسَاوَرْتُ)) هُوَ بِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ : اَيْ وَثَبْتُ مُتَطَلِّعًا.

خیبر کے روز فرمایا: ''میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس روز کے علاوہ کبھی امارت کی خواہش نہیں کی' پس میں اس کے لیے اُٹھ اُٹھ کر اس امید پر بلند ہوتا کہ اس (امارت) کے لیے مجھے بلالیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور امارت ان کے سپرد کی اور پھر فرمایا: ''سیدھے جاؤ اور مڑ کر نہ دیکھنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح یاب کردے''۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تھوڑا سا چلے اور ٹھہر گئے' انھوں نے مڑ کر نہ دیکھا اور باآواز بلند کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس چیز پر لوگوں سے قتال و جہاد کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ان سے جہاد کرو حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' پس جب وہ یہ کرلیں تو انھوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال تم سے محفوظ کرلیے البتہ اس کلمے کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔'' (مسلم)۔

(فتساورت) سین کے ساتھ' یعنی میں نبی ﷺ کی طرف جھانکتے ہوئے اٹھ اٹھ کر دیکھتا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٤٠٥).

غريب الحديث☆ (خیبر) یہ بہت بڑا شہر ہے' اس میں قلعے تھے، زراعت تھی' یہ مدینہ کے شمال میں شام کی طرف واقع ہے۔ (صرخ) ''اپنی آواز کو بلند کیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ فوج کا جھنڈا اٹھانے والے (امراء) ایسے لوگ ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہوں اور یہ صفت حزب اللہ (مجاهدین) کی ہے جو سورۂ مائدہ میں مذکور ہے۔

❷ صحابہ کرام امارت کو پسند نہیں کرتے تھے' کیونکہ اس میں مسئولیت بہت زیادہ ہے۔

❸ جس کام میں خیر کا پہلو زیادہ ہو اس کے حصول کے لیے اٹھ اٹھ کر دیکھنا اور جھانکنا جائز ہے۔

❹ معرکہ کے دوران قائد لشکر کو جنگی حکمت عملی میں تبدیلی کے لیے امام کی راہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

❺ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام آپ کی وصیت پر عمل کرتے اور اسے نافذ کرنے کے لیے جلدی کرتے تھے۔

❻ جس چیز میں کوئی اشکال ہو اس بارے میں سوال کرلینا چاہیے۔

❼ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ان پر ایمان اور ان کی اتباع کی بدولت ہوگی۔

❽ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے کہ آپ نے فتح خیبر کی اطلاع دی اور وہ فتح ہوگیا۔

❾ جو شخص شہادتین کا اقرار کرلے اسے قتل کرنا جائز نہیں' اِلا یہ کہ قتل ناحق کے ارتکاب پر قصاصاً اور ارتداد پر حداً قتل کیا جائے۔

⑮ ظاہری حالات کے مطابق احکامِ اسلام کا اجرا ہوگا' باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔

۱۱. بَابُ الْمُجَاهَدَةِ

۱۱۔ باب: مجاہدے' نیکیوں میں جدوجہد کا بیان

مجاہدہ مراقبے سے بلند اور تسلیم سے کم درجے کا مقام ہے یعنی نفس اور شیطان کے وسوسوں کے خلاف جدوجہد کرنا کہ شیطان جب بھی برائی کو مزین کر کے انسان کے سامنے پیش کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے کی کوشش کرے تو انسان کوشش اور جدوجہد کر کے نفس کو خیر کی طرف مائل کرلے حتیٰ کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہو سکے۔ اس مسلسل جدوجہد کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

''اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور ڈٹے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم مراد کو پہنچو''۔ (آل عمران: ۲۰۰)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [العنكبوت : ٦٩]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [الحجر : ٩٩]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ [المزمل : ٨] أَيْ : انْقَطِعْ إِلَيْهِ. وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ [الزلزلة : ٧]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا﴾ [المزمل : ٢٠]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة : ٢٧٣] وَ الْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستوں کی طرف ہدایت کرتے ہیں' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کی عبادت کر حتیٰ کہ تجھے موت آ جائے''۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کا نام یاد کر اور ہر طرف سے تعلق توڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا''۔

اور فرمایا: ''جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اسے (روز قیامت اپنے نامہ اعمال میں) دیکھ لے گا''۔

اور فرمایا: ''تم جو کچھ بھی نیکی اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجو گے اسے تم اللہ تعالیٰ کے پاس پالو گے وہ بہتر اور صلے میں بہت زیادہ ہوگی''۔

نیز فرمایا: ''اور تم جو مال بھی خرچ کرو گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے''۔ اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں جو معلوم ہیں۔

شرح الآيات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کے بارے میں بتایا جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر تیار رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت والے عمل کرتے ہیں اور اس کی معصیت سے اجتناب کرتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت کے طرق کی راہنمائی فرماتا ہے اور ان پر ثابت قدم رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ مقام رضا وتسلیم پر فائز ہو جاتے ہیں اور وہ اس یقین سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ اسے دیکھ رہے ہیں' اگر یہ کیفیت نہیں تو پھر وہ تو انہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنے آپ کے ساتھ اور پوری مخلوق کے ساتھ احسان کرتے ہیں' اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے' ان کی راہنمائی کرتا ہے' انہیں اپنے سامنے رکھتا ہے اور ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر قائم رہنے اور اپنی عبادت میں جدوجہد کرنے کا حکم فرمایا ہے حتیٰ کہ موت آجائے یعنی پوری زندگی یہ کام جاری رہنا چاہیے۔

اگلی آیات میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کا شوق دلایا گیا ہے کہ انسان جو بھی نیک عمل کرے گا وہ اس کے لیے ذخیرہ ہو رہا ہے

اور جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو ان اعمال کی پوری پوری جزا پائے گا' نیز یہ ثابت ہوا کہ کسی بھی عمل کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ ذرہ برابر نیکی بھی باعث اجر ہے۔

آخری آیات میں فرمایا کہ انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہوتا ہے اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اس سے پوشیدہ نہیں اور وہ بہت زیادہ اجر دینے والا ہے۔

۹۵۔ وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ: فَالْأَوَّلُ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ : مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ. وَ مَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا ، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا ، وَإِنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((آذَنْتُهُ)) : أَعْلَمْتُهُ بِأَنِّي مُحَارِبٌ لَهُ ((اسْتَعَاذَنِي)) رُوِيَ بِالنُّونِ وَ بِالْبَاءِ.

۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے' میں نے بندے پر جو چیزیں فرض کی ہیں ان سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں جس سے وہ میرا قرب حاصل کرے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں وہ اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں''۔ **(بخاری)** **(آذنته)** اس کا مطلب ہے یعنی میں اسے بتا دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑائی کروں گا اور **(استعاذنی)** نون اور باء دونوں کے ساتھ مروی ہے (یعنی نون کے ساتھ ''استعاذنی'' اور باء کے ساتھ ''استعاذبی''

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳٤۰ ـ ۳٤۱ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ **(عادی لی ولیا)** ''میرے ولی، دوست سے دشمنی کی''۔ **(الولی)** عالم باللہ جو اس کی اطاعت پر مواظبت اور دوام رکھے اور اس کی خالص عبادت کرے۔ **(یتقرب)** ''قرب حاصل کرے''۔ **(النوافل)** فرائض سے زائد عبادت کرنا۔ **(یبطش بھا)** ''اس سے پکڑتا ہے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے عداوت باعث خسارہ ہے' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے ساتھ عداوت ہے۔ یہ عداوت و دشمنی ان سے نفرت و ناپسندیدگی کے انداز سے ہو یا ان کو تکلیف پہنچانے سے ہو' ہر لحاظ سے خطرناک ہے۔

❷ فرائض کی ادائیگی نوافل سے مقدم ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی محبت کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے' جیسے نماز تہجد، غیر موکدہ سنن، قرأت قرآن اور نفل صدقہ وغیرہ۔

❹ فرائض کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعے بندہ مستجاب الدعوات بن جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حفظ و

امان میں آ جاتا ہے۔

❺ اس حدیث سے بعض حلولی اور وحدت الوجود کے قائل اپنے مزعومات اور اباطیل پر استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جانے سے یہ مراد ہے کہ وہ بندے میں حلول کر جاتا ہے۔ یہ عقیدہ او رنظریہ باطل ہے' حالانکہ اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کی نگرانی فرماتا ہے' چنانچہ وہ ان سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے بچ جاتا ہے اور وہ کانوں سے وہی کچھ سنتا، آنکھوں سے وہی کچھ دیکھتا اور ہاتھوں سے وہی کچھ پکڑتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے' اس کے قدم اسی چیز کی طرف اٹھتے ہیں جس میں اللہ کی رضا مضمر ہوتی ہے۔ اور جب وہ محبوبیت اور اطاعت کے اس مقام پر فائز ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو بالعموم قبول فرماتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس حدیث سے حلول اور وحدت الوجود کا نظریہ ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ایسے نظریے اور ایسی تفہیم حدیث سے بری اور بیزار ہیں۔ اللہ اعلم!

٩٦- الثاني: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ((إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَ إِذَا أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٥١١- ٥١٢- فتح).

غریب الحدیث☆ **(فیما یرویه عن ربه)** حدیث قدسی مراد ہے۔ **(إذا تقرب العبد إلی شبرًا)** ''جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے'' یعنی جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے' خواہ وہ اطاعت والا عمل قلیل ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت زیادہ عزت کرتا ہے اور جیسے جیسے اطاعت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ویسے ہی ثواب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے' کیونکہ بندہ اطاعت اور فرائض ونوافل کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ **(ذراعًا)** ''ایک ہاتھ'' یعنی کہنی تک۔ **(الباع)** ''دو ہاتھ برابر''۔ **(الهرولة)** ''دوڑنا، تیز تیز چلنا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ بہت ہی سخی اور فیاض ہے کہ وہ تھوڑے عمل کے مقابلے میں بہت زیادہ اجر سے نوازتا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی آنے جانے کی صفت معلوم ہوتی ہے' ہمارا اس پر ایمان ہے البتہ اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے' اللہ تعالیٰ کی صفات میں تحریف، تعطیل یا تمثیل کا عقیدہ رکھنا باطل ہے پس کتاب وسنت سے جو ثابت ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

٩٧- الثالث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ، وَ الْفَرَاغُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں: صحت اور فراغت''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٢٢٩- فتح).

غریب الحدیث☆ **(النعمة)** ''نعمت'' اچھی حالت جس پر انسان ہو۔ **(مغبون)** ''کسی چیز کا دگنی تگنی قیمت پر خریدنا یا کسی چیز کو کم قیمت پر فروخت کرنا'' یعنی نقصان اٹھانا۔

فقه الحدیث☆ ❶ صحت اور فراغت کی مثال رأس المال (اصل سرمائے) جیسی ہے' جو شخص اصل سرمائے کا صحیح استعمال کرے گا وہ

نفع حاصل کرے گا اور جو شخص اسے ضائع کر بیٹھے گا وہ خسارہ اٹھائے گا اور نادم ہوگا' پس ایسا شخص مغبون (خسارے میں) ہے۔

❷ صحت اور فراغت سے استفادہ کرنا چاہیے' ان کے ضائع ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لینے چاہیں تا کہ قرب الٰہی حاصل ہو سکے۔

❸ اسلام وقت کی بہت قدر کرتا ہے' اس لیے کہ یہ حیات ہے اور جسمانی صحت و تندرستی کی قدر کرتا ہے کیونکہ یہ کمال دین کی معاون و مددگار ہوتی ہے۔

❹ دنیا آخرت کی کھیتی ہے' لہٰذا تقویٰ کو زاد راہ بنانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی سب سے قیمتی نعمت اس کی اطاعت ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کیا جائے۔

۹۸۔ اَلرَّابِعُ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ : لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ؟! قَالَ : ((أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَ نَحْوُهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے تو میں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیوں ایسے (عبادت میں مشقت) کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے سارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جاؤں؟'' (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مغیرہ بن شعبہ سے بھی اس کی مثل صحیحین میں روایت ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۸/ ٥٨٤۔ فتح)' و مسلم (۲۸۲۱).

غريب الحديث☆ (تتفطر) ''پھٹ جاتے''۔(شکورًا)''شکر گزار'' نعمتوں کا قولاً اور عملاً اعتراف کرتے ہوئے بہت زیادہ شکر کرنا۔

فقه الحديث☆ ❶ انبیاء علیہم السلام بالاتفاق کبائر اور ان صغائر سے جو بد عادات کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں' پاک ہوتے ہیں' انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کی معافی سے مراد حق عبادت اور حق شکر میں کمی کی معافی ہو سکتی ہے جو نبوت و رسالت کے مقام کے مطابق ادا نہیں ہو سکتا' کیونکہ جس قدر نعمت بڑی ہو اسی قدر شکر بھی زیادہ ہونا چاہیے اور نبوت و رسالت سے بڑھ کر کون سی نعمت ہو سکتی ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔

❸ اللہ تعالیٰ جس بندے کو کسی خصوصی نعمت اور فضل سے نوازے تو اسے اسی قدر زیادہ شکر کرنا چاہیے۔

❹ یہ ضروری ہے کہ نعمت زیادتِ شکر کا سبب اور باعث ہو۔

۹۹۔ اَلْخَامِسُ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَ أَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَ شَدَّ الْمِئْزَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ جب (رمضان کے آخری) دس ایام شروع ہوتے تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری فرماتے' اپنے گھر والوں کو جگاتے اور خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے تھے''۔ (متفق علیہ)

وَالْمُرَادُ : الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. وَ ((الْمِئْزَرُ)) : الْإِزَارُ، وَ هُوَ كِنَايَةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النِّسَاءِ، وَ قِيْلَ : الْمُرَادُ تَشْمِيْرُهُ لِلْعِبَادَةِ. يُقَالُ :

دس ایام سے مراد رمضان المبارک کے آخری دس ایام ہیں۔ (المئزر) ''ازار'' اس سے مراد بیویوں سے دور رہنا ہے' بعض نے کہا کہ عبادت کے لیے مستعد اور تیار ہونا مراد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میں

شَدَدْتُ لِهٰذَا الْأَمْرِ مِئْزَرِيْ، اَيْ: تَشَمَّرْتُ ، وَ تَفَرَّغْتُ لَهٗ.

نے اس کام کے لیے اپنا ازار (مئزر) کس لیا ہے یعنی میں اس کام کے لیے تیار اور فارغ ہو گیا ہوں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/٢٦٩ـ فتح) ومسلم (١١٧٤).

فقه الحديث☆ ❶ فارغ اوقات کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان میں نیک اعمال کرنے چاہییں۔

❷ رمضان کی راتوں میں قیام کرنا مستحب ہے' بالخصوص آخری دس راتوں میں' ان کی خصوصی فضیلت ہے۔

❸ فرض نماز کے بعد نمازِ تہجد سب سے افضل ہے۔

❹ دانا وہ شخص ہے جو اہلِ خانہ کو بھی خیر و بھلائی میں شامل کرے۔

❺ بندے کو اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے آمادہ کرنا چاہیے اور انہیں بھی جہنم سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۰۰ـ السَّادِسُ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَ فِيْ كُلٍّ خَيْرٌ. اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ. وَ إِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ : لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَ كَذَا، وَ لٰكِنْ قُلْ : قَدَّرَ اللّٰهُ، وَ مَا شَاءَ فَعَلَ ؛ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۰ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک (طاقتور اور کمزور) میں خیر و بھلائی ہے۔ اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں نفع دے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور عاجزی ظاہر نہ کر' اگر تمہیں کوئی تکلیف یا نقصان وغیرہ پہنچ جائے تو ایسے نہ کہو کہ اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ایسا ہو جاتا' بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایسی تھی اور جو اس نے چاہا سو ہوا' کیونکہ لفظ ''لو'' شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٦٤).

غريب الحديث☆ (القوی) ''طاقتور'' یعنی اپنے بدن، دین، نفس اور عقل کے لحاظ سے قوی' جو دین کو سمجھنے اور اس کی دعوت دینے میں معاون ہو اور اس کے متعلق شکوک و شبہات دور کر سکے' جب کہ کمزور کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ **(فی کل خیر)** ''ہر ایک میں خیر و بھلائی ہے'' کیونکہ دونوں میں اصل چیز جو مشترک ہے وہ ایمان ہے۔ **(لا تعجز)** ''تو عاجزی ظاہر نہ کر'' **(تفتح عمل الشیطان)** ''شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مومن ایمان کے مختلف درجات پر فائز ہیں' اگرچہ ان میں اصل چیز مشترک ہے' جو ایمان ہے۔

❷ ایمان قول و عمل پر دلالت کرتا ہے جو اطاعت سے زیادہ ہوتا ہے اور معصیت سے کم ہوتا ہے۔

❸ مومن کو چاہیے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ قوی ایمانداروں کے درجے پر فائز ہو سکے۔

❹ انسان کو چاہیے کہ جن چیزوں میں اس کا اخروی نفع ہو ان میں اسے حریص ہونا چاہیے۔

❺ نقصان سے دوچار ہونے کی صورت میں صبر اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے' جو ہو چکا سو ہو چکا' اس کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے اور اس پر افسوس کرنے سے وہ چیز واپس تو نہیں آ سکتی' بلکہ انسان کو آئندہ پہلے سے زیادہ اطاعت کرنی چاہیے اور اگر مگر کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے' اس سے شیطان کو گمراہ اور مایوس کرنے کا موقع ملتا ہے۔

❻ اچھی بری تقدیر پر ایمان ہونا چاہیے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور قضا و قدر کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

۱۰۱۔ السَّابِعُ : عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَ حُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : ((حُفَّتْ)) بَدَلَ ((حُجِبَتْ)) وَهُوَ بِمَعْنَاهُ ؛ أَيْ: بَيْنَهُ وَ بَيْنَهَا هٰذَا الْحِجَابُ ؛ فَإِذَا فَعَلَهُ دَخَلَهَا.

۱۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کو شہواتِ نفسانی کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو گراں گزرنے والے ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا ہے''۔ (متفق علیہ) اور مسلم کی ایک روایت میں (حجبت) کی جگہ (حفت) ہے' دونوں کا ایک ہی معنی ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ بندے اور جنت و دوزخ کے درمیان یہ پردے ہیں' جب وہ متعلقہ عمل اختیار کر لیتا ہے تو اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۲۰۔فتح)' ومسلم (۲۸۲۳)' والرواية الثانية عند مسلم (۲۸۲۲).

غريب الحديث☆ (الشهوات) یعنی ایسی چیزوں سے لذت اٹھانا اور لطف اندوز ہونا جن سے شریعت نے منع کیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کا حکم دیا ہے ان میں سے کسی چیز کو چھوڑ دینا اور شبہات میں پڑ جانا یا ایسے مباح کام کثرت سے کرنا جن سے محرمات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ (المکارہ) یعنی عبادات میں سے ایسے احکام و فرائض جن کی ادائیگی بعض اوقات نفس انسانی پر گراں گزرتی ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ شہوات میں مبتلا ہونے کا سبب شیطان کا منکر و قبیح چیزوں کو مزین کر کے پیش کرنا ہے حتیٰ کہ نفس اسے اچھا خیال کرتا ہے اور اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

❷ بعض دفعہ انسان کسی چیز کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ اس میں بہت زیادہ خیر ہوتی ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرۃ:۲۱۶) ''تم پر جہاد فرض کر دیا گیا اور وہ تمہیں ناپسند ہے' قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو''۔

❸ خواہشاتِ نفسانی اور شہوات کے خلاف مجاہدہ کرنا چاہیے۔

❹ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان اور جہنم کے درمیان انسانی شہوات اور لذات رکاوٹ ہیں' جو شخص ان میں پھنس جائے تو گویا اس نے رکاوٹ کو عبور کر لیا اور جہنم میں داخل ہو گیا اور جنت اور انسان کے درمیان احکام و فرائض ہیں' جو بعض دفعہ بندے پر گراں گزرتے ہیں اور جب انسان ان کو بجالاتا ہے تو گویا اس نے بھی رکاوٹ کو عبور کر لیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔

❺ جنت اور جہنم موجود ہیں اور وہ مخلوق ہیں یعنی پیدا ہو چکی ہیں۔

۱۰۲۔ الثَّامِنُ : عن أَبِي عَبْدِاللّٰهِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضٰى ؛ فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضٰى ؛ فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ ؛ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ، وَ إِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَ إِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ : ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ))

۱۰۲۔ حضرت ابو عبداللہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' آپ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع فرمائی' میں نے سوچا کہ آپ سو آیات کے بعد رکوع کریں گے لیکن آپ نے تلاوت جاری رکھی' پھر میں نے سوچا کہ آپ اسے ایک رکعت میں پڑھیں گے لیکن آپ پڑھتے رہے' میں نے سوچا کہ اس کے بعد رکوع کریں گے لیکن پھر آپ نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع فرما دی اور وہ مکمل پڑھ دی' پھر سورۂ آل عمران شروع کی تو وہ بھی پڑھ لی۔ آپ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے تھے' پس جب

فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ : ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آپ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ تسبیح بیان فرماتے' جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں سوال کرنا ہوتا تو آپ سوال کرتے اور جب کسی پناہ والی آیت سے گزرتے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے۔ پھر آپ نے رکوع فرمایا' آپ رکوع میں (سبحان ربی العظیم) پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع تقریباً آپ کے قیام جتنا طویل تھا پھر آپ نے فرمایا: (سمع الله لمن حمده)' (ربنا لک الحمد) اور آپ نے قومہ کیا' وہ بھی تقریباً آپ کے رکوع کے برابر طویل تھا' پھر آپ نے سجدہ کیا تو اس میں (سبحان ربی الأعلی) پڑھا' آپ کا سجدہ بھی تقریباً آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۷۷۲).

غريب الحديث☆ (صليت مع النبی ﷺ) ''میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی'' یعنی نماز تہجد۔ (مترسلا) یعنی ترتیل کے ساتھ ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا فرمایا۔

فقه الحديث☆ ❶ نفلی نماز میں اقتدا کرنا جائز ہے یعنی نفل نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے اور اس میں طویل قیام مستحب ہے۔

❷ نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت سورتوں کی ترتیب کے مطابق پڑھنا ضروری نہیں۔

❸ قراءت قرآن کے وقت اس کی آیات پر تدبر کیا جائے اور اس کے معانی کو سمجھا جائے۔

❹ قراءت قرآن کے دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور کسی چیز کا سوال کرنا جائز ہے۔

❺ قیام، رکوع اور سجدے کا دورانیہ تقریباً برابر ہونا جائز ہے۔

❻ سورتوں کے نام صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کے دور میں معلوم تھے' نیز لفظ سورت استعمال کیے بغیر صرف البقرہ اور آل عمران وغیرہ کہنا جائز ہے۔

❼ رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت میں مجاہدہ کرنا۔

۱۰۳۔ التَّاسِعُ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوْءٍ ! قِيْلَ : وَ مَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ : هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے لمبا قیام فرمایا حتیٰ کہ میں نے بُرے کام کا ارادہ کیا۔ ان سے پوچھا گیا: آپ نے کس کام کا ارادہ کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو چھوڑ دوں۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۹۔فتح)' ومسلم(۷۷۳).

غريب الحديث☆ (صليت) ''میں نے نماز تہجد پڑھی''۔ (هممت) ''میں نے ارادہ کیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ نماز تہجد لمبی پڑھا کرتے تھے۔

◆ رسول اللہ ﷺ جس قدر عبادت میں مجاہدہ فرماتے تھے اتنی کسی اور میں طاقت نہیں تھی۔

◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ انھوں نے عبادت میں مشقت برداشت کی نیز نبی ﷺ کی اقتدا کرنے میں ان کی حرص معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے آپ کی اقتدا کی خاطر نفس کی خواہش و چاہت کو قربان کر دیا اور آپ کی اقتدا میں پوری نماز ادا کی۔

◆ نماز سے نکلنے کا ارادہ کرنے سے بندہ نماز سے خارج شمار نہیں ہوتا جب تک کہ وہ پکی نیت نہ کرے۔

◆ امام کی مخالفت برا کام ہے۔

◆ اگر کسی کے کلام میں ابہام ہو تو اس کی وضاحت کے لیے سوال کرنا جائز ہے۔

◆ قیام اللیل میں لمبی قراءت کرنا سنت ہے۔

۱۰۴ـ **العَاشِرُ** : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((**يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهُ وَ مَالُهُ وَ عَمَلُهُ ؛ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَ يَبْقٰى وَاحِدٌ : يَرْجِعُ اَهْلُهُ وَ مَالُهُ، وَ يَبْقٰى عَمَلُهُ**)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۴ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں: اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل؛ پس دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک (اس کے ساتھ) باقی رہ جاتی ہے؛ اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل (اس کے ساتھ) باقی رہ جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳۶۲/۸ـفتح)، و مسلم(۲۹۶۰).

غريب الحديث☆ (يتبع الميت) ''میت کے پیچھے جاتے ہیں'' یعنی اس کے گھر والے، اور اس کا مال وغیرہ قبر تک جاتے؛ جیسا کہ عرب کی عادت تھی۔

فقه الحديث☆ ❶ ایسے کام کرنے کی ترغیب ہے جو انسان کے ساتھ رہیں اور وہ قبر میں بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑیں جبکہ وہاں سب اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور قبر کی تنہائیوں میں وہ اکیلا رہ جاتا ہے اور وہ اعمال صالحہ ہیں جو انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔

◆ حقیقی نفع جس سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے وہ اس کے عمل ہیں؛ اس لیے بندے کو چاہیے کہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ آگے بھیجے جسے وہ اپنے سامنے پائے گا اور اگر اسے اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا تو پھر وہ اس کے وارثوں کا ہوگا؛ اس لیے وارثوں کی تربیت اسلامی منہج کے مطابق کرنی چاہیے تاکہ وہ اس مال کو صحیح مصرف پر لگا سکیں۔

۱۰۵ـ **الحَادِيْ عَشَرَ** : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((**اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ**)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۰۵ـ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت تمہارے کسی ایک کے اس کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح جہنم بھی اتنی ہی قریب ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳۲۱/۱۱ـفتح).

غريب الحديث☆ (الشراك) ''تسمہ''

فقه الحديث☆ ❶ اطاعت جنت میں لے جائے گی اور معصیت جہنم کے قریب کر دے گی۔

◆ اطاعت و معصیت بعض اوقات چھوٹی چیزوں میں بھی ہوتی ہے؛ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ کسی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑے اور کسی برائی کو چھوٹا سمجھ کر اس کا ارتکاب نہ کرے۔

❸ جنت میں جانا آسان ہے اگر ارادہ صحیح ہو اور نیک اعمال کیے جائیں۔

١٠٦ - الثَّانِيْ عَشَرَ : عَنْ أَبِي فِرَاسٍ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَآتِيْهِ بِوَضُوْئِهِ، وَ حَاجَتِهِ فَقَالَ : ((سَلْنِيْ))، فَقُلْتُ : أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ : ((أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ ؟)) قُلْتُ : هُوَ ذَاكَ، قَالَ : ((فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۶۔ حضرت ابوفراس ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے خادم اور اہل صفہ میں سے ہیں' بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزارتا اور آپ کے پاس آپ کے وضو کے لیے پانی اورضرورت کی کوئی چیز لے کر آتا تھا' پس (ایک روز خوش ہو کر) آپ نے فرمایا: ''مجھ سے کچھ مانگو''۔ میں نے عرض کیا: میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ کچھ اور ہے؟'' میں نے عرض کیا: بس یہی کچھ۔ آپ نے فرمایا: ''پس تم کثرت سجود کے ساتھ اپنے لیے میری مدد کرو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم(٤٨٩).

غريب الحديث☆ **(الصفة)** ''چبوترہ'' رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے آخر میں ایک چبوترہ تھا' جہاں وہ فقراء و مساکین جو آپ سے علم حاصل کرتے تھے اور مہمان اپنا وقت گزارتے تھے۔ **(الوضوء)** واؤ پر زبر ''وضو کا پانی''۔ **(حاجة)** یعنی لباس وغیرہ اور ضرورت کی چیزیں۔ **(مرافقتک)** ''آپ کی مرافقت'' آپ کا قرب چاہیے جہاں سے آپ کی زیارت کرتا رہوں۔

فقه الحديث☆ ❶ جنت اطاعت اور عبادت میں مجاہدہ کرنے اور نفس کو خواہشات سے دور رکھنے سے حاصل ہوگی' صرف امیدوں سے نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں مجاہدہ کرتے ہیں انہیں جنت میں رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوگا۔

❷ صحابہ کرام کو آخرت میں کامیابی اور جنت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کی کس قدر حرص تھی۔

❸ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کی تربیت کرنے میں کس قدر جدوجہد فرماتے تھے' جیسے کوئی طبیب اپنے مریض کے علاج کے لیے کوشش کرتا ہے۔

❹ رسول اللہ ﷺ کے عام رفقاء اور پیروکار غریب لوگ تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے پیروکار اسی طرح کے تھے۔

❺ صحابہ کرام حصول دنیا کی فکر نہیں کرتے تھے' وہ تو صرف اور صرف جنت کے طلب گار اور امیدوار تھے۔

❻ اگر کوئی شخص نیکی کرے تو مکارم اخلاق کا تقاضا ہے کہ نیکی کا بدلہ نیکی سے دیا جائے' اگر کوئی بدلہ نہ دے سکے تو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا کہہ دینا چاہیے۔

١٠٧ - الثَّالِثَ عَشَرَ : عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ـ وَ يُقَالُ : أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ؛ فَإِنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَ حَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۷۔ حضرت ابوعبداللہ اور کہا جاتا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن ثوبان رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''تم کثرت سجود کو لازم پکڑو' اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے جو بھی سجدہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمہارا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کی وجہ سے تمہارا ایک گناہ معاف کر دے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم(٤٨٨).

غریب الحدیث☆ (حط) ''مٹا دے گا، معاف کر دے گا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ نوافل اور اطاعت سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

❷ مسلمان کو فرض اور نفل نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

❸ عالم ربانی اپنے ساتھیوں کی تربیت کرتا ہے' ان کی اصلاح و خیر خواہی کے لیے کوشش کرتا رہتا ہے اور ان کی دنیا و آخرت کی اصلاح کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

۱۰۸ ۔ **الرابع عشر** : عَنْ اَبِيْ صَفْوَانَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((**خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَ حَسُنَ عَمَلُهُ**)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((**بُسْرٌ**)) : بِضَمِّ الْبَاءِ وَ بِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ.

۱۰۸۔ حضرت ابوصفوان عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اس کے عمل اچھے ہوں''۔ (ترمذی)

(بسر) باء پر پیش اور پھر سین۔

توثیق الحدیث☆ صحیح' أخرجه الترمذي (۲۳۲۹)' وأحمد (۴/۱۸۸ و ۱۹۰)' والبغوي في ((شرح السنة)) (۵/۱۶۰)' وأبو نعيم في ((حلية الأولياء)) (۶/۱۱۱۔۱۱۲)' والحاكم (۱/۴۹۵).

غریب الحدیث☆ (حسن عمله) ''اس کا عمل اچھا ہو'' یعنی وہ عمل مشروط ارکان اور ایمان و احتساب کے ساتھ کیا جائے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ لمبی عمر ایک نعمت ہے بشرطیکہ اس زندگی میں نیک عمل کیے جائیں جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہوں جبکہ اس کے برعکس وہ برا آدمی ہے جس کی عمر دراز ہو اور وہ برے عمل کرے جو اس کے گناہوں میں اضافے کا باعث بنیں۔

۱۰۹ ۔ **الخامس عشر** : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ، لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ. يَعْنِيْ اَصْحَابَه. وَ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ. يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ. ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ : يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ! اَلْجَنَّةُ وَ رَبِّ النَّضْرِ! اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ. قَالَ سَعْدٌ : فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا صَنَعَ ! قَالَ اَنَسٌ : فَوَجَدْنَا بِه بِضْعًا وَ ثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ، اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِه.

۱۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پہلے غزوے میں جو آپ نے مشرکین سے لڑا تھا' شریک نہیں ہو سکا' اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے لڑنے کا موقع دیا تو میں جو کچھ کروں گا اللہ تعالیٰ اسے دیکھے گا (یا اسے لوگوں کو دکھائے گا) پس جب احد کا دن آیا تو مسلمانوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیے اور شکست کھا گئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اس کی معذرت چاہتا ہوں جو ان میرے ساتھیوں نے کیا اور جو ان مشرکوں نے کیا اس سے میں اظہار برأت کرتا ہوں' پھر وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان سے ملے تو انھوں نے کہا: اے سعد بن معاذ! جنت! نضر کے رب کی قسم! میں تو اس جنت کی خوشبو اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب پا رہا ہوں۔ حضرت سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو اس نے کیا میں وہ نہیں کر سکا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے ان کے جسم پر اسی (۸۰) سے زائد تلوار کے وار' نیزے کے نشان

قَالَ أَنَسٌ : كُنَّا نَرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَ فِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ [الأحزاب : ٢٣] إِلَى آخِرِهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ: ((لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ)) رُوِيَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ؛ أَيْ: لَيُظْهِرَنَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ لِلنَّاسِ، وَرُوِيَ بِفَتْحِهِمَا، وَ مَعْنَاهُ ظَاهِرٌ، وَ اللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور تیروں کے زخم پائے' ہم نے انہیں دیکھا کہ وہ قتل کر دیے گئے تھے اور مشرکوں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ پس ان کی بہن کے علاوہ کوئی اور انہیں نہ پہچان سکا' انھوں نے بھی ان کی انگلیوں کے پوروں کی وجہ سے انہیں پہچانا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم سمجھتے یا گمان کرتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دیگر حضرات ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

''مومنوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے وہ عہد سچ کر دکھایا جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا''۔ (متفق علیہ)

(لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ) یاء پر پیش اور راء کے نیچے زیر کے ساتھ بھی مروی ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دے گا اور یاء اور راء دونوں پر زبر کے ساتھ بھی مروی ہے جس کے معنی واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا۔ (واللہ اعلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢١ـفتح)' مسلم(١٩٠٣).

غريب الحديث☆ (أحد) مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ۔ (انكشف المسلمون) ''مسلمانوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیے اور شکست کھا گئے''۔ (من دون أحد) ''احد پہاڑ سے بھی زیادہ قریب''۔ (البضع) تین سے نو تک کی گنتی پر اطلاق ہوتا ہے۔ (مثّل) ''مثلہ کر دیا'' اس کا چہرہ بگاڑ دیا اور ہاتھ پاؤں کاٹ دیے''۔ (البنان) ''انگلیوں کے پورے''۔ (أعتذر إليك مما صنع الصحابة) یعنی میرے ساتھی جو مورچے چھوڑ کر چلے گئے میں تیری بارگاہ میں اس کی معذرت کرتا ہوں۔ (أبرأ إليك مما فعل المشركون) مشرکوں نے جو کچھ کیا یعنی رسول اللہ ﷺ سے جو قتال کیا میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

فقه الحديث☆ ❶ غزوۂ بدر کے لیے جانا فرض عین نہیں تھا' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا اعلان نہیں فرمایا تھا بلکہ قریش کے قافلے کو پکڑنے کا ارادہ کیا تھا' اس لیے کئی صحابہ کرام اس میں شریک نہ ہو سکے۔

❷ اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے پیش کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس پر گواہ بنانا مستحب ہے۔

❸ مومن اپنے وعدے کو سچ کر دکھاتا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرتا ہے خواہ اس کے لیے مشکل اور گراں ہی کیوں نہ ہو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے۔

❹ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے یقین کی پختگی اور کمال ایمان کا بیان۔

❺ کامل ایمان تقصیر اور غلو کے مابین ہوتا ہے' اسی لیے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تقصیر پر معذرت کی اور مشرکوں کے عمل سے بیزاری کا اظہار کیا۔

❻ سچا مجاہد جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور منازل شہداء پر فائز ہونے کے لیے حریص ہوتا ہے' وہ جنت کی خوشبو سونگھ لیتا ہے اور یہ جہاد کی برکت سے ممکن ہے۔

❼ قرائن و دلائل کی بنیاد پر حکم لگانا اور فیصلہ کرنا جائز ہے۔

١١٠ـ السادس عشر: عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ عَلٰى ظُهُوْرِنَا. فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيْرٍ فَقَالُوْا: مُرَاءٍ، وَ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوْا: إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا! فَنَزَلَتْ: ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ [التوبة: ٧٩] مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((وَنُحَامِلُ)) بِضَمِّ النُّوْنِ، وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: أَيْ يَحْمِلُ أَحَدُنَا عَلٰى ظَهْرِهِ بِالْأُجْرَةِ، وَ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

١١٠ـ حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب صدقہ کرنے کی آیت نازل ہوئی تو ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے (یعنی محنت مزدوری کرتے تھے)، پس ایک آدمی آیا تو اس نے بہت سارا مال صدقہ کیا تو انھوں (منافقوں) نے کہا: یہ ریاکار ہے، پھر ایک اور شخص آیا تو اس نے ایک صاع (ڈھائی کلو کے قریب کوئی چیز) صدقہ کیا تو انھوں (منافقوں) نے کہا: اللہ تعالیٰ اس کے صاع (صدقے) سے بے نیاز ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو خوشی سے صدقہ کرنے والے مومنوں پر عیب لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی طعنہ زنی کرتے ہیں جو اپنی طاقت کے مطابق پاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

(نحامل) نون پر پیش اور پھر حاء، یعنی ہم میں سے کوئی آدمی اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتا اور اس سے جو اجرت حاصل ہوتی اسے صدقہ کرتا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/٢٨٢ـ و٢٨٣ـ فتح) ومسلم (١٠١٨).

غريب الحديث☆ (آية الصدقة) صدقے والی آیت: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ﴾ (التوبہ: ١٠٣) (مراء) ''ریاکار'' جو لوگوں کو دکھانے کے لیے کام کرتا ہے اور مومنوں کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنے والے منافق تھے۔ (بصاع) ''ایک صاع'' ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں اور ایک مد تقریباً دس چھٹانک کے برابر ہوتا ہے، جو تقریباً ڈھائی کلو وزن بنتا ہے۔ (یلمزون) ''وہ عیب لگاتے ہیں''۔ (المطوعین) ''خوشی سے نفلی صدقہ کرنے والے''۔ (جھدھم) ''اپنی طاقت کے مطابق''۔

فقه الحديث☆ ❶ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق اپنے رب کی اطاعت کرے اور اپنی طاقت کے مطابق ہی صدقہ کرے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔

❷ مسلمان کو منافقوں کی باتوں پر دھیان نہیں کرنا چاہیے، وہ جو چاہیں کہتے رہیں، اسے اپنے رب کی اطاعت کرتے رہنا چاہیے۔

❸ صدقہ کی ترغیب دینی چاہیے خواہ وہ معمولی چیز ہو، اس لیے کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

❹ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے خواہ وہ چھوٹی ہی ہو۔

١١١ـ السابع عشر: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى أَنَّهُ قَالَ: ((يَا عِبَادِيْ! إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَ جَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ ؛ فَاسْتَهْدُوْنِيْ

١١١ـ سعید بن عبدالعزیز، ربیعہ بن یزید سے، وہ ابوادریس خولانی سے، وہ حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت سے نواز دوں، پس تم مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت

اَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُوْنِي أُطْعِمْكُمْ، يَاعِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُوْنِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِيْ! إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ أَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، فَاسْتَغْفِرُوْنِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِيْ! إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّيْ فَتَضُرُّوْنِي، وَ لَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِي فَتَنْفَعُوْنِي، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ، كَانُوْا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَ إِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ كَانُوْا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَ إِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُوْنِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِيْ! إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيْهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيْكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَ مَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). قَالَ سَعِيْدٌ : كَانَ أَبُوْ إِدْرِيْسَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَيْنَا عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ : لَيْسَ لِأَهْلِ الشَّامِ حَدِيْثٌ أَشْرَفُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں' پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ ہو سوائے اللہ کے جسے میں لباس پہنا دوں' پس تم مجھ ہی سے لباس مانگو' میں تمہیں لباس پہنادوں گا۔ اے میرے بندو! تم یقیناً رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرتا ہوں' پس تم مجھ ہی سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں معاف کردوں گا۔ اے میرے بندو! تم میرے نقصان کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم میرے نفع کو بھی نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر' جن و انس سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہے تو یہ بات میری بادشاہی میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر' جن و انس سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر و فاسق ہے تو یہ بات میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر' جن و انس سب ایک کھلے میدان میں جمع ہو جائیں اور وہ سب مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کردوں' تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کر کے رکھتا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص خیر و بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے' اس کی حمد کرے اور جو اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے''۔

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے تھے۔ (مسلم) امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اہل شام کے پاس اس سے افضل حدیث نہیں ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم(٢٥٧٧).

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن پر دین کا مدار ہے۔

غریب الحدیث☆ (الظلم) کسی چیز کو اس کا جائز مقام نہ دینا۔ (ضال) ''گمراہ'' رسولوں کی بعثت سے پہلے لوگ گمراہ ہوتے تھے۔ (ھدیتہٗ) ''جسے میں ہدایت سے نوازوں''۔ (فاستھدونی) ''پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو''۔ (صعیدواحد) ''ایک کھلے میدان میں''۔ (المخیط) ''سوئی''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ''یا عبادی!'' کہہ کر یعنی اپنی طرف منسوب کر کے انہیں بڑی شان اور عظمت عطا فرمائی۔

❷ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کو ظلم سے پاک قرار دیا اور اسے اپنے بندوں پر بھی حرام قرار دیا۔

❸ طلب ہدایت کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرنی چاہیے۔

❹ رزق اللہ تعالیٰ کے پاس اور اس کے ہاتھ میں ہے، پس اس کے حصول کے لیے اسباب کو بروئے کار لانا چاہیے اور دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حصول آسان فرمادے۔

❺ تمام بندے اپنے مختلف معاملات میں مختلف لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے التجا کی جائے، اس میں کمال انکسار ہے اور اسی انکسار اور تواضع میں بندے کی رفعت ہے۔

❻ بندوں کی اطاعت اور نافرمانی کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر کچھ اثر نہیں پڑتا لیکن وہ اپنے بندوں کے لیے ایمان پسند کرتا ہے اور کفر وفسوق اور نافرمانی کو ناپسند کرتا ہے۔

❼ اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے کہ اگر وہ لوگوں کو ان کے ظلم اور گناہوں کی وجہ سے پکڑنا چاہے تو پھر زمین پر کوئی باقی نہ رہے لیکن وہ انہیں ایک وقت معین تک ڈھیل دیتا رہتا ہے، ان کے اعمال شمار کر رہا ہے پھر ان کے مطابق جزا دے گا۔

❽ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے، اس لیے ان پر اس کا محاسبہ ہوگا اور اگر کہیں حقوق میں کوتاہی ہوگی تو اس پر اس کو ملامت ہوگی۔

❾ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس سے سوال کریں، اس کے سامنے عاجزی ظاہر کریں اور ہر چیز اس سے مانگیں، اس لیے کہ اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔

۱۲۔ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْإِزْدِيَادِ مِنَ الْخَيْرِ فِي أَوَاخِرِ الْعُمُرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ [فاطر : ٣٧]، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ الْمُحَقِّقُوْنَ : مَعْنَاهُ : أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ سِتِّيْنَ سَنَةً ؟ وَ يُؤَيِّدُهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ سَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَقِيْلَ : مَعْنَاهُ : ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَ قِيْلَ : أَرْبَعِيْنَ سَنَةً. قَالَهُ الْحَسَنُ وَ الْكَلْبِيُّ وَ مَسْرُوْقٌ، وَ نَقَلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا. وَ نَقَلُوْا أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوْا إِذَا بَلَغَ أَحَدُهُمْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ. وَ قِيْلَ : هُوَ الْبُلُوْغُ. وَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ الْجُمْهُوْرُ : هُوَ النَّبِيُّ ﷺ، وَ قِيْلَ : الشَّيْبُ. قَالَهُ

۱۲۔ باب: آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں نصیحت پکڑ لے جس نے نصیحت پکڑنی ہو اور تمہارے پاس یاد دہانی کرانے والا، ڈرانے والا بھی آیا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محققین کے نزدیک اس کا معنی ہے کہ کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال کی عمر نہیں دی تھی؟ اور اس معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ہم ان شاء اللہ بیان کریں گے۔ بعض نے کہا اس کے معنی اٹھارہ سال اور بعض نے کہا چالیس سال ہیں، یہ قول حسن بصری، محمد بن سائب کلبی اور امام مسروق کا ہے اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے اور انھوں نے نقل کیا ہے کہ اہلِ

عِكْرِمَةُ، وَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَ غَيْرُهُمَا. وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ.

مدینہ میں سے جب کوئی شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا تو وہ اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کر لیتا اور بعض کے نزدیک اس سے مراد بلوغت کی عمر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''تمہارے پاس ڈرانے والا آیا'' کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور نے کہا ہے کہ اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ''بڑھاپا'' ہے' یہ قول عکرمہ اور ابن عیینہ وغیرہما کا ہے۔ اللہ أعلم۔

شرح الآیات : اللہ تعالیٰ نے آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اعمال زیادہ سے زیادہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے' کیونکہ وہ انسان کا آخری وقت ہوتا ہے' اس لیے عمر کے اس آخری حصے کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے چاہییں تاکہ آخرت میں ان کا صلہ اور ثمرہ مل سکے۔

انسان جتنی مدت بھی زندہ رہے اگر وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اپنی اتنی مدت عمر سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ اس بارے میں صحیح اور راجح قول یہی ہے کہ یہ ساٹھ سال کی عمر ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے ہے اور حدیث سے بھی یہی ثابت ہے۔

١١٢۔ وَ أَمَّا الْأَحَادِيْثُ: فَالْأَوَّلُ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ : لَمْ يَتْرُكْ لَهُ عُذْرًا إِذْ اَمْهَلَهُ هٰذِهِ الْمُدَّةَ. يُقَالُ : اَعْذَرَ الرَّجُلُ إِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِي الْعُذْرِ.

۱۱۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا جس کی موت کو اس نے مؤخر کیا حتیٰ کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا''۔ (بخاری)

علماء نے بیان کیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جب اس کو اتنی مدت تک مہلت دی جائے تو پھر اس کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ ''أَعْذَرَ الرَّجُلُ'' اس وقت کہا جاتا ہے جب بندہ عذر میں انتہا کو پہنچ جائے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/۲۳۸۔فتح).

غريب الحديث☆ (أعذر الله) ''اللہ تعالیٰ نے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا'' یعنی اتنی لمبی عمر دے کر آدمی کے پاس یہ عذر نہیں چھوڑا کہ وہ یوں کہے کہ اگر مجھے لمبی عمر مل جاتی تو میں وہ کام کرتا جن کا مجھے حکم دیا گیا تھا' اس سے مراد یہ ہے کہ اتنی عمر پا کر بندہ عذر میں انتہا کو پہنچ جاتا ہے' اب اس کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ وہ انہیں طویل عمر عطا فرماتا ہے کہ وہ اس مدت میں اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کر سکیں۔

❷ اللہ تعالیٰ حجت قائم کرنے کے بعد بندوں کو سزا دیتا ہے۔

❸ ساٹھ سال کی عمر کا مکمل ہو جانا موت کے قریب آ جانے کا اشارہ ہے۔ اس لیے کہ اس امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں اور بہت کم لوگ اس سے زیادہ عمر پاتے ہیں۔

❹ جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور پھر بھی گناہوں سے توبہ نہ کرے تو پھر اس کے پاس کوئی عذر اور حجت باقی نہیں رہتی۔

١١٣ـ اَلثَّانِي : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْخِلُنِي مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ: لِمَ يَدْخُلُ هٰذَا مَعَنَا وَ لَنَا اَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟! فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّهُ مَنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ ! فَدَعَانِي ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَنِي مَعَهُمْ، فَمَا رَأَيْتُ اَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ اِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ : مَا تَقُوْلُوْنَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النَّصر : ١]، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : اُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَ نَسْتَغْفِرُهُ اِذَا نَصَرَنَا وَ فَتَحَ عَلَيْنَا وَ سَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. فَقَالَ لِي : اَكَذٰلِكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ! ؟ فَقُلْتُ : لَا، قَالَ : فَمَا تَقُوْلُ ؟ قُلْتُ : هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ : ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ وَ ذٰلِكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النَّصر : ٣]، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : مَا أَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے اکابر صحابہ کرام کے ساتھ اپنی مجلس میں شریک فرماتے' اس سے بعض نے اپنے دل میں برا محسوس کیا اور کہا کہ یہ ہمارے ساتھ کیوں مجلس میں شریک ہوتا ہے حالانکہ اس جیسے (اس کے ہم عمر) تو ہمارے بیٹے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کا جو مقام ہے اسے تم جانتے ہی ہو۔ پس انھوں (حضرت عمر) نے ایک روز مجھے بلایا اور ان کبار صحابہ کرام کے ساتھ ہی مجلس میں شریک کیا' میرا خیال ہے کہ آپ نے اس روز مجھے صرف اس لیے بلایا کہ آپ انہیں میری قدر و منزلت اور قابلیت) دکھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی فتح آ جائے) کے متعلق کیا خیال ہے؟ بعض نے کہا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرمائے اور ہمیں فتح سے ہمکنار کر دے تو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور بعض خاموش رہے' انھوں نے کچھ بھی نہ کہا' پھر حضرت عمر نے مجھ سے کہا: اے ابن عباس! کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں' انھوں نے کہا: تو پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہے' جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی ہے ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ یہ آپ کی وفات کی علامت ہے کہ جب یہ مدد اور فتح آ جائے تو ''اپنے رب کی تسبیح اس کی خوبیوں کے ساتھ بیان کر اور اس سے مغفرت طلب کر یقیناً وہ بہت رجوع فرمانے والا ہے''۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس (سورت) کے بارے میں میں بھی وہی کچھ جانتا ہوں جو تم بیان کر رہے ہو۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٦٢٨ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (أشياخ) ''شیخ'' کی جمع ہے' اس سے مراد بدر میں شریک ہونے والے اکابر صحابہ کرام ہیں جو بہت بلند مرتبہ والے ہیں۔ (وجد) ''ناراض ہوئے''۔ (يدخل) اسے تم ہمارے ساتھ اہم مجلس مشاورت میں شریک کرتے ہو۔ (من حيث علمتم) ''ان کی حیثیت و مرتبہ کو تم جانتے ہو'' کہ وہ خاندان نبوت میں سے ہیں' منبع علم اور معدن کرم ہیں۔ (علامة أجلك) ''آپ کی وفات کی علامت'' یعنی آپ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ موت کا وقت قریب آ جانے پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہیے اس لیے کہ یہ خواتم امور میں سے ہو۔

❷ علم اور اہل علم کی فضیلت کہ اس وجہ سے انسان اپنے ہم عمروں سے سبقت لے جاتا ہے۔

❸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور کتاب اللہ کے بارے میں ان کی فہم و فراست کہ ان کا لقب ہی ''ترجمان القرآن'' ہے۔

❹ آدمی اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے انعام کو بیان کر سکتا ہے۔

❺ آیات کو سیاق و سباق اور سبب نزول کی وجہ سے ظاہری الفاظ سے ہٹ کر اس کی دلالت کو سمجھنا جائز ہے اور یہ صرف پختہ اہل علم ہی کر سکتے ہیں۔

❻ نبی ﷺ کو فتح مکہ کی بشارت۔

❼ حاکم اور بادشاہ کو چاہیے کہ اہم امور میں اہل علم سے مشورہ کر لے۔

۱۱۴ ـ اَلثَّالِثُ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا : ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ)). متفق عليه.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْهَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهِ وَ سُجُوْدِهِ : ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ)) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

مَعْنىٰ: ((يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ)) أَيْ : يَعْمَلُ مَا اُمِرَ بِهٖ فِي الْقُرْآنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ﴾.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا ؟ قَالَ : ((جُعِلَتْ لِيْ عَلَامَةٌ فِيْ اُمَّتِيْ إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا: ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ

۱۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ (سورۂ نصر) کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی ہر نماز میں یہ پڑھتے تھے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ)) ''پاک ہے تو اے ہمارے رب! اپنی خوبیوں کے ساتھ اے اللہ! مجھے بخش دے''۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی تاویل کرتے ہوئے اپنے رکوع اور سجدوں میں اکثر ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ)) پڑھا کرتے تھے۔ قرآن میں تاویل کرنے کا مقصد ہے قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہوئے جو اس آیت میں ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ اپنی وفات سے قبل اکثر یہ پڑھا کرتے تھے۔ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ))۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا (نئے) کلمات ہیں جنہیں میں آپ کو پڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''میرے لیے میری امت میں ایک علامت مقرر کی گئی ہے کہ جب میں اسے دیکھوں تو وہ کلمات پڑھوں ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ آخر سورت تک''۔

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ پڑھا کرتے تھے ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ؟ فَقَالَ: ((اَخْبَرَنِيْ رَبِّي اَنِّيْ سَأَرَى عَلَامَةً فِيْ اُمَّتِيْ فَاِذَا رَأَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ ؛ فَقَدْ رَأَيْتُهَا: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ، ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اکثر یہ پڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا پس جب میں اسے دیکھوں تو کثرت سے یہ پڑھوں ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)) پس تحقیق میں نے وہ علامت دیکھ لی ہے۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ یعنی فتح مکہ اور ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ (یعنی لوگوں کا فوج درفوج اسلام میں داخل ہونا)''۔ اس لیے میں ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کے مطابق کثرت سے اپنے رب کی تسبیح وتحمید اور استغفار میں مشغول رہتا ہوں۔)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲۸۱ ـ فتح)، ومسلم (۴۸۳) (۲۱۹)، والرواية الثانية عند البخاري (۲/ ۲۹۹ ـ فتح)، ومسلم (۴۸۴)، والرواية الثالثة عند مسلم (۴۸۳) (۲۱۸)، والرواية الرابعة له (۴۸۴) (۲۲۰).

غريب الحديث ☆ (يتأول القرآن) ''آپ قرآن میں تاویل کرتے تھے'' بعض نے کہا: اس کا معنی ہے کہ آپ قرآن کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے، بعض نے کہا کہ آپ بعض احوال کی وجہ سے اس کے عموم کو خاص کرتے تھے۔ سیاق حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے رکوع اور سجود میں دعا کرتے تھے، ان میں سورت کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ رکوع اور سجود میں قرآن مجید کی تلاوت منع ہے۔ واللہ اعلم۔

فقه الحديث ☆ ❶ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ استغفار کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔

❷ حصول نعمت پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر کرنا چاہیے۔

❸ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جس کام کی بشارت دی وہ ضرور وقوع پذیر ہوگا، کیونکہ اس کا وعدہ سچا ہے۔

۱۱۵۔ اَلرَّابِعُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ، حَتّٰى تُوُفِّيَ اَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل آپ پر کثرت سے پے در پے وحی نازل فرمائی حتیٰ کہ آپ کی وفات کے وقت آپ پر پہلے سے کہیں زیادہ وحی نازل ہوئی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۹/ ۳ ـ فتح)، ومسلم (۳۰۱۶).

غريب الحديث ☆ (تابع عليه الوحى) ''آپ پر وحی پے در پے نازل ہوئی'' یعنی آپ کی وفات کے قریب آپ پر کثرت سے وحی نازل ہوئی۔ (حتى توفى أكثر ما كان الوحى عليه) ''حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ پر وحی کا نزول پہلے سے زیادہ تھا'' یعنی نبی ﷺ کی وفات کے قریب آپ پر وحی معمول سے کہیں زیادہ نازل ہوئی۔

فقه الحديث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کا مقام بلند فرماتا ہے۔

❷ رسالت کے آخری دور میں پہلے دور کی نسبت زیادہ وحی نازل ہوئی۔

❸ آپ کی وفات سے قبل وحی کا نزول مکمل ہوگیا۔

❹ آپ کی زندگی کے آخری ایام میں نزولِ وحی کی کثرت اس بات کی علامت تھی کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا اور آپ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔

١١٦ ـ اَلْخَامِسُ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بندے کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کو موت آئی ہوگی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم(٢٨٧٨).

غريب الحديث☆ (كل عبد) ''ہر بندہ'' یعنی ہر مکلف شخص، وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت۔ (على ما مات عليه) ''جس حالت پر وہ فوت ہوا'' یا جس حالت پر اس کو موت آئی' یعنی جس آخری حالت پر وہ فوت ہوا۔

فقه الحديث ☆❶ انسان کو اچھے عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ روزِ محشر وہ عمل اس کا ہمدرد اور غمگسار ہو اس لیے کہ وہ اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا ہوگا۔

❷ عبادات، اخلاق اور تمام احوال میں نبی ﷺ کی سنت کا التزام ہونا چاہیے۔

❸ انسان کو ہر وقت اطاعت والے اعمال کرتے رہنا چاہیے' اس لیے کہ موت قریب ہے' پتا نہیں کب آ جائے جب کہ بڑھاپے اور مرض کی حالت میں بالخصوص نیک اعمال کرنے چاہییں' اس لیے کہ اعمال اپنے خواتیم کے لحاظ سے ہوں گے۔

١٣ـ بَابُ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ

۱۳۔ باب: نیکی اور بھلائی کے راستے بہت ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة : ٢١٥]، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [البقرة : ١٩٧]، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ [الزلزلة : ٧]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ [الجاثية : ١٥] وَ الْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ.

وَ أَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا، وَ هِيَ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ، فَنَذْكُرُ طَرَفًا مِنْهَا :

نیکی اور بھلائی کے راستے کئی قسم کے ہیں تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مختلف اوقات میں اطاعت کے مختلف کام سرانجام دے اور اس میں نشاط برقرار رہے۔ بندہ اگر ایک عمل سے اکتا جائے تو دوسرا عمل کر لے' وہ اس طرح کہ جس وقت میں جو کام کرنا ہے وہی کیا جائے یعنی نماز کے وقت نماز ادا کی جائے' جہاد کے وقت جہاد اور اگر مہمان آ جائے تو اس وقت اس کی ضیافت کی جائے اور اس کی مہمانی کا حق ادا کیا جائے۔ پس ایسا شخص جو رسم و رواج کا پابند نہیں ہوتا بلکہ ہر کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے وقت اور طریقے پر کرتا ہے تو اس کے لیے خوش خبری ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جو بھلائی بھی کرو گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے''۔ اور فرمایا: ''اور تم جو بھلائی بھی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔''

اور فرمایا: ''جو شخص ایک ذرے کے برابر بھی کوئی بھلائی کرے گا وہ اسے قیامت والے دن دیکھ لے گا'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس

نے نیک عمل کیا تو وہ اس کے اپنے نفس کے لیے ہے''۔
اس باب میں بہت سی آیات ہیں' جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو وہ بھی بہت ہیں جن کا شمار ہی نہیں' ہم ان میں سے چند ایک ذکر کرتے ہیں۔

۱۱۷۔ الْأَوَّلُ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدَبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ: ((**الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ**)) قُلْتُ : أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : ((**أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، وَ أَكْثَرُهَا ثَمَنًا**))، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ ؟ قَالَ : ((**تُعِيْنُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ**)) قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ ؟ قَالَ: ((**تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((**الصَّانِعُ**)) بِالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ هٰذَا هُوَ الْمَشْهُورُ، وَ رُوِيَ ((**ضَائِعًا**)) بِالْمُعْجَمَةِ : أَيْ ذَا ضَيَاعٍ مِنْ فَقْرٍ أَوْ عِيَالٍ، وَ نَحْوَ ذٰلِكَ، ((**وَالْأَخْرَقُ**)) : الَّذِي لَا يُتْقِنُ مَا يُحَاوِلُ فِعْلَهُ.

۱۱۷۔ حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا'' میں نے عرض کیا: کون سا غلام آزاد کرنا بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو اپنے گھر والے یعنی مالک کے ہاں سب سے زیادہ نفیس اور زیادہ قیمتی ہو''۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ آپ نے فرمایا: ''کسی کاریگر کی اعانت کردو یا پھر کسی بے ہنر کا کام کردو''۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں ان میں سے بعض عمل نہ کرسکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''(پھر) تم لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھو' یہ بھی تمہاری طرف سے اپنے نفس پر صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

(الصانع) یہ صاد کے ساتھ ہے اور یہی مشہور ہے، یہ ''ضاد'' کے ساتھ بھی مروی ہے یعنی **(ضائعًا)** اس کا مطلب ہے غربت و افلاس یا عیالداری یا کسی اور وجہ سے پریشان حال شخص۔ **(الاخرق)** ''بے ہنر'' وہ شخص جو اپنے مطلوبہ فعل کو اچھے طریقے سے نہ کرسکے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۱۴۸)' مسلم(۸۴).

غریب الحدیث☆ **(الرقاب)** ''رقبة'' کی جمع غلام آزاد کرنا۔ **(أنفسها)** ''سب سے زیادہ نفیس اور عمدہ''۔ **(تکف)** ''تو روک لے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ کسی کام کی بنیاد ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی توحید کا اقرار ہے' پس اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل کی قبولیت کے لیے توحید اساس اور بنیاد ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی ترغیب ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے' اس لیے کہ جزا محنت کے مطابق اور اجر مشقت کے مطابق ہے۔

❸ ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کرنے کی ترغیب ہے یعنی اگر کوئی کاریگر ہے اور وہ کوئی کام کرنے سے عاجز ہو تو اس کی بھی مدد کرنی چاہیے اور اگر کوئی شخص بے ہنر ہے تو اس کی بھی مدد کرنی چاہیے۔

❹ دوسروں کو شر اور تکلیف نہ پہنچانا بھی اعمال ایمان میں داخل ہے اور یہ صدق و احسان سے کم نہیں۔

❺ سوال کو بار بار دہرانا جائز ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

❻ عالم کو اپنے شاگرد کے معاملے میں صبر اور نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

❼ اسلام غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

❽ اسلام میں نرمی ہے' یہ کسی بندے کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کسی کام کا مکلف نہیں کرتا۔

۱۱۸۔ اَلثَّانِي : عَنْ اَبِي ذَرٍّ اَيْضًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَ كُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَ كُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَ كُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَ يُجْزِىءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((السُّلَامٰى)) بِضَمِّ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَ تَخْفِيْفِ اللَّامِ وَ فَتْحِ الْمِيْمِ : الْمَفْصِلُ.

۱۱۸۔ حضرت ابوذر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صبح کو ایک صدقہ ہے' پس ہر تسبیح (سبحان اللّٰہ) کہنا صدقہ ہے ہر حمد (الحمدللّٰہ) کہنا صدقہ ہے' ہر تہلیل (لا إله إلا الله) کہنا صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللّٰہ أکبر) کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اوران سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جو انسان چاشت کے وقت پڑھے''۔ (مسلم)

(السلامی) سین پر پیش، تخفیف لام اور میم پر زبر' اس کے معنی ہیں ''جوڑ''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۷۲۰).

غریب الحدیث☆ (**علی کل سلامی**) ''ہر جوڑ پر'' حرف ''علی'' لغت میں وجوب کے لیے ہے لیکن یہاں استحباب کے لیے ہے۔ (**تسبیحة**) ''سبحان اللہ کہنا''۔ (**تحمیدة**) ''الحمد للہ کہنا''۔ (**تھلیلة**) ''لا الہ الا اللہ کہنا''۔ (**تکبیرة**) ''اللہ اکبر کہنا''۔ (**أمر بالمعروف**) ''نیکی کا حکم دینا''۔ شریعت نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کی ترغیب دلانا۔ (**و نھی عن المنکر**) ''برائی سے منع کرنا''۔ شریعت نے جن کاموں سے منع کیا ہے انہیں چھوڑنے کی ترغیب دینا۔ (**یجزیء**) ''ثواب کے لیے کافی ہے''۔ (**الضحی**) ''چاشت کا وقت''۔

فقه الحدیث☆ ❶ عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور دفع بلاء کے لیے کثرت سے صدقہ کرنا چاہیے۔

❷ نمازِ چاشت کی فضیلت کہ وہ نمازِ اوابین ہے اور اس کی حفاظت صرف وہی کرتا ہے جو اواب یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرتا ہے۔

❸ نیکی اور بھلائی کے بہت سے راستے ہیں' ذکر الٰہی' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیکی کے راستوں میں سے ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحمت ہے کہ بندے ہر روز اتنا صدقہ نہیں کر سکتے پس اگر وہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیں تو یہ ان سب کاموں سے کافی ہو جائیں۔

۱۱۹۔ اَلثَّالِثُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِي حَسَنُهَا وَ سَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ، وَ وَجَدْتُ فِي مَسَاوِىءِ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۹۔ حضرت ابوذر ﷜ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے اچھے اور برے اعمال مجھ پر پیش کیے گئے' پس میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی پایا اور اس کے برے اعمال میں وہ تھوک پایا جو مسجد میں تھوکا گیا ہو اور اسے مٹی میں دبایا نہ گیا ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم(٥٥٣).

غريب الحديث☆ (الأذى) ''تکلیف'' راہ گزر میں تکلیف دہ چیز خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا کانٹا یا کوئی اور چیز۔ (يماط) ''اسے ہٹا دیا جائے''۔ (النخاعة) ''بلغم، تھوک''۔ (لا تدفن) ''جسے دفن نہ کیا گیا ہو'' یعنی جسے مٹی میں نہ دبایا گیا ہو' چونکہ اس وقت مسجدیں کچی ہوتی تھیں اس لیے تھوک وغیرہ مٹی میں دبانے سے ختم ہو جاتا تھا جبکہ آج کل مساجد کے فرش پکے ہیں لہٰذا اسے کپڑے یا پانی سے صاف کرنا ضروری ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی امت کے اعمال سے مطلع فرمایا۔

❷ اعمال اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔

❸ انسان کو نیک اعمال زیادہ سے زیادہ کرنے چاہییں خواہ وہ بظاہر چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں' جیسے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور مسجد سے تھوک وغیرہ کو ختم کرنا۔

❹ لوگوں کو فائدہ پہنچانے اوران کی مصلحت والے کاموں کی ترغیب دینی چاہیے اوران کے نقصان والے کاموں سے بچنے کا کہنا چاہیے۔

❺ مساجد کا احترام کرنا چاہیے' انہیں کوڑے کرکٹ، تھوک وبلغم اور بول و براز سے پاک صاف رکھنا چاہیے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

❻ مسلمانوں کے راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

١٢٠ ـ **الرَّابِعُ عَنْهُ** : اَنَّ نَاسًا قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَ يَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَ يَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ : ((**اَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ؟ : اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً، وَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً، وَ كُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً، وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَ فِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ**))، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيَأْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ، وَ يَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ؟! قَالَ : ((**اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((**الدُّثُوْرُ**)) بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ : اَلْاَمْوَالُ، وَاحِدُهَا : دُثْرٌ.

۱۲۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مالدار لوگ بہت زیادہ اجر لے گئے' وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے زائد مال سے صدقہ کرتے ہیں (جو ہم نہیں کرتے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں جن کے ذریعے تم بھی صدقہ کرو؟ یقیناً ہر تسبیح (سبحان اللہ) کہنا صدقہ ہے' ہر تکبیر (اللہ أکبر) کہنا صدقہ ہے' ہر تحمید (الحمدللہ) کہنا صدقہ ہے' ہر تہلیل (لا إله إلا الله) کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے' برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تمہاری اپنی شرم گاہ (اپنی بیوی سے صحبت) میں بھی صدقہ ہے۔'' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی ایک اپنی شہوت پوری کرے تو کیا اس میں بھی اس کے لیے اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ اگر وہ اپنی شہوت حرام طریقے سے پوری کرے تو کیا اس پر اسے گناہ ہوگا؟ پس اگر وہ حلال طریقے سے اپنی شہوت پوری کرے گا تو اس پر اس کے لیے اجر ہوگا''۔ (مسلم) (الدثور) ثاء کے ساتھ' اس کی واحد ''دثر'' ہے بمعنی ''اموال''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم(١٠٠٦).

غریب الحدیث☆ (فضول أموالهم) ''ان کی حاجات اور ضرورتوں سے زائد مال''۔ (بضع) ''جماع سے کنایہ یا شرم گاہ'' یہاں دونوں معنی صحیح ہیں۔ (شهوته) ''اپنی شہوت یا لذت''۔ (في حرام) ''زنا میں''۔ (وزر) ''گناہ، سزا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ مسلمان نیک اعمال کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے تاکہ وہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔

❷ اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے' اس میں ہر وہ عمل آ جاتا ہے جو اچھی نیت اور نیک ارادے سے کیا جائے اگرچہ وہ عمل فطری عادت کی تکمیل والا ہی کیوں نہ ہو' بشرطیکہ وہ مباح عمل ہو' نیز جس طرح نیک کام پر اجر ملتا ہے اسی طرح گناہ کو چھوڑنے پر بھی اجر ملتا ہے بشرطیکہ ارادہ اطاعت اور احکام کی تعمیل ہو۔

❸ نادار صحابہ کرام مالدار صحابہ کرام کے اعمال خیر پر رشک کیا کرتے تھے۔

❹ اسلام آسانی اور سہولت والا دین ہے تاکہ ہر مسلمان اس پر عمل پیرا ہو سکے۔

❺ قیاس کی حجیت ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور یہ بات نبی ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے کہ ''مجھے بتاؤ کہ اگر وہ حرام کا ارتکاب کرے تو کیا اس پر گناہ ہوگا؟ اسی طرح اگر وہ اسے حلال طریقے سے پورا کرے گا تو اسے اجر ملے گا''۔

۱۲۱۔ الخَامِسُ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَ لَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''نیکی کے کسی بھی کام کو حقیر مت سمجھو' اگرچہ تم اپنے بھائی سے خندہ روئی کے ساتھ ملو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٢٦).

غریب الحدیث☆ (لا تحقرن) ''تم حقیر مت سمجھو'' یعنی تمہارے نزدیک اس کی قدر کم نہیں ہونی چاہیے۔ (طلیق) ''مسکراتا، ہشاش بشاش چہرہ''۔

فقه الحدیث☆ ❶ نیکی کے کسی بھی کام کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھ کر ترک کرنا چاہیے۔

❷ مسلمانوں سے خندہ روئی سے اور مسکرا کر ملنا بھی نیکی ہے' اس سے ان کے درمیان الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔

۱۲۲۔ السَّادِسُ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ : تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَ تُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهِ، فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، اَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَ بِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَ تُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ بَنِيْ آدَمَ

۱۲۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے لوگوں کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہے' تمہارا دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے' کسی بندے کو سواری پر بٹھانے یا اس کا سامان اوپر اٹھا کر اس پر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے' اچھی بات کرنا صدقہ ہے' ہر اس قدم پر صدقہ ہے جس سے چل کر تو مسجد کی طرف جائے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کر دینا بھی صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ) اسی حدیث کو امام مسلم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی آدم میں سے ہر انسان کو تین سو ساٹھ جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے' پس جس شخص

عَلٰى سِتِّيْنَ وَ ثَلَاثِمِائَةِ مَفْصِلٍ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ، وَ حَمِدَ اللّٰهَ، وَ هَلَّلَ اللّٰهَ، وَ سَبَّحَ اللّٰهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ، وَ عَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ، اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ، عَدَدَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِمِائَةِ، فَاِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ وَ قَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)).

نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا استغفر اللہ کہا، لوگوں کے راستے سے کسی پتھر، کسی کانٹے یا کسی ہڈی کو دور کر دیا یا نیکی کا حکم دیا یا کسی برائی سے منع کیا اور اس نے تین سو ساٹھ مذکورہ کام کیے تو وہ اس روز اس حال میں شام کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے بچا لیا ہوتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/٣٠٩-فتح)، ومسلم (١٠٠٩)، وحديث عائشة عن مسلم (١٠٠٧).

غريب الحديث☆ (تعدل) ''تم عدل و انصاف کرو''۔ (متاعه) ''اس کا ساز و سامان''۔ (الكلمة الطيبة) ''پاکیزہ کلام'' یعنی ایسی بات جو سننے والے کو خوش کر دے اور دلوں کو ملا دے۔ (زحزح) ''بچا لیا دور کر لیا''۔

فقه الحديث☆ اس حدیث میں بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نمبر (۱۱۸) سے ملتے جلتے مسائل و فوائد ہیں لیکن کچھ زائد ہیں :-

❶ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنا مستحب ہے نیز ان کے ساتھ اخلاق کریمہ سے پیش آنا چاہیے۔

❷ انسان کے جوڑوں کی تعداد تین سو ساٹھ بتائی گئی جن پر ہر مسلمان کو ہر صبح صدقہ کرنا چاہیے۔

۱۲۳ - السَّابِعُ : عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((النُّزُلُ)) : الْقُوْتُ وَالرِّزْقُ وَ مَا يُهَيَّأُ لِلضَّيْفِ.

۱۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے جب بھی صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

(النزل) اس کا مطلب ہے رزق، خوراک اور وہ کھانا جو مہمان کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/١٤٨-فتح)، ومسلم (٦٦٩).

غريب الحديث☆ (غدا) ''صبح کے وقت چلنا'' اور یہاں اس سے مراد ''جانا'' ہے۔ (راح) ''شام کے وقت چلنا'' اور'' یہاں اس سے مراد ''لوٹنا'' ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ بندوں کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہیں۔

❷ جو شخص صرف نماز کے لیے مسجد میں جاتا ہے تو اس کا آنا جانا باعث ثواب لکھا جاتا ہے۔

❸ نماز با جماعت پڑھنی چاہیے۔

۱۲٤ - الثَّامِنُ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَ لَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ : الْفِرْسِنُ مِنَ الْبَعِيْرِ : كَالْحَافِرِ مِنَ الدَّابَّةِ، قَالَ : وَ رُبَّمَا اسْتُعِيْرَ فِي الشَّاةِ.

۱۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے کوئی ہدیہ حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو''۔ (متفق علیہ)

جوہری نے کہا: ''فرسن'' اونٹ کے کھر (پاؤں) کو کہتے ہیں، جیسے سم والے جانور کے کھر کو ''حافر'' کہتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ فرسن

بکری کے کھر کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/١٩٧ـ فتح)، مسلم (١٠٣٠).

فقه الحديث☆ ❶ ہدیے اور صدقے کی ترغیب ہے خواہ وہ معمولی ہی ہو۔

❷ بخل سے منع کیا گیا۔

❸ مسلمانوں کے ساتھ اور بالخصوص پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات اور میل جول رکھنا مستحب ہے۔

❹ کسی بھی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

١٢٥ـ التَّاسِعُ : عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ، اَوْ بِضْعٌ وَ سِتُّوْنَ شُعْبَةً : فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْبِضْعُ)) مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَى تِسْعَةٍ، بِكَسْرِ الْبَاءِ وَ قَدْ تُفْتَحُ. ((وَالشُّعْبَةُ)) : الْقِطْعَةُ.

۱۲۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، ان میں سب سے افضل ''لا الہ الا اللہ'' کہنا ہے اور سب سے ادنی راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے''۔ (متفق علیہ)

(البضع) یہ تین سے نو تک کے عدد کے لیے بولا جاتا ہے اور یہ باء کے نیچے زیر کے ساتھ ہے اور کبھی باء پر زبر بھی پڑھ لیا جاتا ہے۔ (الشعبة) ''ٹکڑا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/٥١ـ فتح)، ومسلم (٣٥) (٥٨).

غريب الحديث☆ (الشعبة) ٹکڑا، درخت کی شاخ، ہر اصل کی فرع اور اسی سے مراد خصلت ہے۔ (الحياء) ایسی صفت جو انسان کو برے کاموں کے اجتناب سے روکے اور کسی کا حق مارنے سے بھی منع کرے۔ (أفضلها) ''سب سے افضل اور زیادہ باعث اجر''۔ (أدناها) ''سب سے ادنیٰ''۔ (إماطة الآذى) ''تکلیف دہ چیز کا ہٹانا، دور کرنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ ایمان کے کئی مراتب ہیں اور بعض کی اہمیت بعض سے زیادہ ہے۔

❷ سلف صالحین اور اہل حدیث کے نزدیک ایمان قول وعمل کا نام ہے، یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قول کے بارے میں فرمایا: ''لا الہ الا اللہ'' اور عمل کے بارے میں فرمایا: ''تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا''۔

❸ ایمان عمل صالح کے لیے ضابطہ ہے، اس کی وجہ سے نیک اعمال بارآور اور اجر وثواب کے قابل بنتے ہیں۔

❹ ایمان کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے، یہ اطاعت سے زیادہ اور معصیت سے کم ہوتا ہے، نیز کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا۔

❺ ایمان ایسی چیز ہے جو محنت سے حاصل کی جاتی ہے، اس لیے بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط کرے اور اپنے اسلام کو بہتر بنانے کی کوشش کرے اور مومنوں کے مدارج میں ترقی کرے تاکہ کمال ایمان کو پہنچ جائے۔

❻ حیا ایک اچھی صفت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، اس کی حفاظت کرنے اور نفس کو اطاعت کرنے پر تیار کرتی ہے۔

١٢٦ـ الْعَاشِرُ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا

۱۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی کسی راستے پر چل رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں پایا تو اس نے اس میں اتر کر پانی پیا پھر باہر

كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ : لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ))، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا ؟ فَقَالَ : ((فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نکل آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ پس اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی ویسے ہی پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی' پس وہ پھر کنویں میں اترا، اپنا موزہ پانی سے بھرا' پھر اسے اپنے منہ میں پکڑ کر اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔'' صحابہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے حیوانوں کے بارے میں بھی اجر ہے؟ آپ نے فرمایا:''ہر تر جگر والے یعنی جانور کے بارے میں اجر ہے''۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ : ((فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ)).

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر کی' اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا''۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا : ((بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مُوقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهِ، فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ)).

((الْمُوقُ)) : الْخُفُّ. ((وَيُطِيفُ)) : يَدُورُ حَوْلَ ((رَكِيَّةٍ)) وَهِيَ الْبِئْرُ.

اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے: ''ایک کتا ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا' قریب تھا کہ پیاس اس کی جان لے لیتی کہ اچانک بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ نے اسے دیکھا تو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے اس کے لیے پانی نکالا اور اسے پلایا تو اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔'' (الموق) ''موزہ۔'' (یطیف) ''اردگرد چکر لگا رہا تھا'' (رکیة) ''کنواں''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٤٠ـ ٤١ـ فتح)، ومسلم (٢٢٤٤) والرواية الثانية عند البخاري (١/ ٢٧٨ـ فتح)، والرواية الثالثة عند البخاري (٦/ ٥١١ـ فتح)، ومسلم (٢٢٤٥) (١٥٥).

غريب الحديث☆ (یلهث) ''ہانپ رہا تھا''۔ (الثری) ''کیچڑ، گیلی مٹی''۔ (رقی) ''اوپر چڑھا''۔ (فشكر الله له) ''اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کی قدر کی''۔ (فی كل كبد رطبة اجر) ''ہر تر جگر والے یعنی جاندار میں اجر ہے''۔ (بغی) ''فاحشہ' زانیہ''۔ (غفر لها به) ''اسے اس کی وجہ سے بخش دیا گیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ ایسے حیوانوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی ترغیب ہے جنہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔

❷ پانی پلانے کی فضیلت۔

❸ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کہ اس نے حیوانوں کو بھی ڈھانپ رکھا ہے' کیونکہ وہ بھی تو اس کی مخلوق ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان کہ وہ چھوٹے سے عمل سے بھی کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔

❺ کسی بھی نیک عمل کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے' کیونکہ یہ بھی گناہوں کی بخشش کا سبب بن سکتا ہے۔

❻ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کوئی بھی عمل مخفی نہیں' وہ بندوں کے احوال سے واقف ہے اور انہیں ان کے مطابق جزا بھی دیتا ہے۔

❼ اخلاص کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ جنھوں نے کتے کو پانی پلایا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں دیکھ رہا تھا' پس اس اخلاص کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے

انہیں بخش دیا۔

١٢٧ ـ اَلْحَادِيْ عَشَرَ : عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِيْنَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : ((مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ : وَاللّٰهِ! لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيهِمْ، فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ)).

وَ فِي رِوَايَةٍ لَهُمَا : ((وَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ، فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ)).

۱۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا' اس نے ایک درخت کو کاٹا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا''۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے: ''ایک آدمی ایک درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا جو راستے کے درمیان میں تھی تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے مسلمانوں سے دور کردوں گا' یہ انہیں تکلیف نہیں پہنچائے گی' پس اسے جنت میں داخل کر دیا گیا''۔

اور بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے: ''ایک شخص ایک راستے میں سے گزر رہا تھا تو اس نے راستے میں ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی تو اسے ہٹا دیا' پس اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اسے بخش دیا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩١٤) (١٢٩)، والرواية الثانية له (١٩١٤) (١٢٨)، والرواية الثالثة عند البخاري (٢/١٣٩)، ومسلم (١٩١٤).

غريب الحديث☆ (يتقلب) ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا رہا تھا اور وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ (في شجرة) ''ایک درخت کی وجہ سے''۔ (ظهر الطريق) ''راستے کے درمیان میں''۔ (لأنحين) ''میں اسے ہٹا دوں گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ راستے سے مسلمانوں کے لیے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانے اور ان کے لیے فائدہ مند کام کرنے اور منصوبے بنانے کی ترغیب ہے۔

❷ اسلام دین نظافت اور امن وسلامتی والا دین ہے۔

١٢٨ ـ اَلثَّانِيْ عَشَرَ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَ أَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَ مَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور خاموشی کے ساتھ توجہ سے خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ پچھلے اور جمعہ کے درمیانی وقفہ کے اور مزید تین دنوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس شخص نے (دوران خطبہ) کنکریوں کو چھوا تو اس نے لغو یعنی بے مقصد حرکت کی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٥٧) (٢٧).

غريب الحديث☆ (أحسن الوضوء) ''سنت کے مطابق اچھی طرح وضو کیا''۔ (أتى الجمعة) ''جمعہ کے لیے (مسجد میں) آیا''۔ (لغا) ''اس نے بے کار حرکت کی''۔

فقه الحديث☆ ❶ اچھی طرح رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کیا۔
❷ نمازِ جمعہ کی محافظت کا بیان کہ وہ ہر مسلمان پر واجب ہے اور یہ جماعت کے بغیر درست نہیں۔
❸ نمازِ جمعہ دس روز کے گناہ مٹا دیتی ہے' اس لیے کہ نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ خطبہ جمعہ خاموشی کے ساتھ توجہ سے سنا جائے اور اس کے دوران کوئی لغو بات یا لغو حرکت نہ کی جائے۔
❹ خطبہ جمعہ کے دوران خاموش رہنا واجب ہے۔

١٢٩ ـ الثَّالِثُ عَشَرَ : عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ، اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کیے تھے' پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں نے کیے تھے' پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس کے پاؤں نے چل کر کیے تھے حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٤٤).

غريب الحديث☆ (خرج) ''گناہ نکل جاتے ہیں'' یعنی معافی کے ذریعے زائل ہو جاتے ہیں۔ (خطيئة) ''گناہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ وضو کی فضیلت کا بیان کہ اس پر دوام گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔
❷ انسان کے تمام اعضا سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔

١٣٠ ـ الرَّابِعُ عَشَرَ : عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ، وَ رَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمعے تک اور رمضان دوسرے رمضان تک (یہ کام) اپنے درمیانی وقفے کے تمام گناہوں کو معاف اور دور کر دینے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچ کر رہا جائے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٣٣) (١٦).

غريب الحديث☆ (الصلوات الخمس) ''دن اور رات میں فرض پانچوں نمازیں''۔ (الجمعة) ''نمازِ جمعہ''۔ (رمضان) ''رمضان کے روزے''۔ (مكفرات) ''مٹانے والے''۔ (الكبائر) ''کبیرہ گناہ'' ایسے گناہ جن کے ارتکاب پر شدید سزا کی وعید آئی ہو' جیسے زنا، شراب نوشی اور جھوٹی گواہی وغیرہ۔

فقه الحديث☆ ❶ جمعہ اور رمضان کی فضیلت کا بیان۔

❷ جمعہ کی نماز پڑھنا اور رمضان کے روزے رکھنا نیکی بھی ہیں اور ان اسباب میں سے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت سے انسان کے صغیرہ گناہ معاف کردے۔

❸ گناہ دو قسم کے ہیں: صغیرہ اور کبیرہ۔

❹ مذکورہ عبادات سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں' یہ تب ہے کہ بندہ مومن اپنے دامن کو کبیرہ گناہوں سے بچا کر رکھے' جبکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

۱۳۱ - الْخَامِسُ عَشَرَ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَ يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)) قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ، وَ انْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)). رواه مسلم.

۱۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے اعمال نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دے اور درجات بلند فرما دے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ناگواری اور مشقت کے باوجود اچھے طریقے سے مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ قدم چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا' پس یہ رباط (اجر و ثواب کے لحاظ سے سرحد پر مورچہ زن رہنے کی طرح) ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۵۱).

غریب الحدیث☆ **(یمحو)** ''معاف کردیتا ہے''۔ **(الدرجات)** ''جنت میں بلند درجے''۔ **(إسباغ الوضوء)** ''اچھی طرح مکمل وضو کرنا''۔ **(المکارہ)** ''مکرہ'' کی جمع یعنی ایسا عمل جو انسان کو ناپسند اور ناگوار ہو اور وہ پر مشقت ہو۔ **(الرباط)** سرحد پر مورچہ زن رہ کر سرحدوں کی حفاظت کرنے کو رباط کہتے ہیں۔

فقه الحدیث☆ ❶ لوگوں کو ایسے اعمال کے متعلق بتانا مستحب ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں۔

❷ اعضائے وضو کو خوب اچھی طرح دھونا چاہیے خواہ اس میں مشقت اٹھانی پڑے۔

❸ نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنی چاہیے۔

❹ اعمالِ صالحہ اور عبادت پر مواظبت کو رباط سے تشبیہ دی گئی ہے' کیونکہ اس میں بھی مشقت اٹھانا پڑتی ہے اور خواہشاتِ نفس کو دبانا پڑتا ہے۔

❺ حدیث میں مذکورہ نیک کام مغفرت کا ذریعہ ہیں' ان سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

❻ مسجد سے دور والے گھروں کو قریب والے گھروں پر فضیلت حاصل ہے' کیونکہ گھر جتنا دور ہوگا اتنے زیادہ قدم چل کر مسجد آیا جائے گا جس سے گناہ معاف ہوں گے اور درجات بلند ہوں گے۔

❼ اللہ تعالیٰ کے گھروں (مساجد) کے ساتھ دلی لگاؤ رکھنے کی فضیلت۔

❽ مساجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے میں ایک طرح کی سرحدوں پر پہرا دینے اور بیٹھنے کی تربیت ہے۔

۱۳۲ - السَّادِسَ عَشَرَ : عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ

۱۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے وہ جنت میں جائے

صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْبَرْدَانِ)) الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ.

گا''۔ (متفق علیہ)

(البردان) دوٹھنڈی نمازوں سے مراد صبح اور عصر کی نماز ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/۵۲ـفتح)، ومسلم (٦٣٥).

غريب الحديث☆ (البردان) دن کے دونوں کنارے۔ صبح اور شام کے اوقات میں فضا کچھ بہتر اور ٹھنڈی ہوتی ہے اور گرمی کی شدت بھی کم ہوتی ہے، تو صبح اور عصر کی نماز کو اس لیے ٹھنڈی نمازیں کہتے ہیں کہ یہ دونوں نمازوں ان اوقات میں پڑھی جاتی ہیں۔

فقه الحديث☆ صبح اور عصر کی نماز کی محافظت کی فضیلت کا بیان کہ ان دونوں نمازوں میں تساہل اور تغافل کا زیادہ امکان ہے، کیونکہ صبح کی نماز اس وقت ہے جب بندہ نیند سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے جبکہ نماز عصر کے وقت انسان اپنے پورے دن کے کاموں کو نمٹانے اور سمیٹنے میں مصروف ہوتا ہے، لہٰذا ایسے وقتوں میں نماز کی ادائیگی میں سستی اور تغافل کا زیادہ امکان ہوتا ہے، اس لیے یہ دونوں نمازیں خصوصی اہمیت اور فضیلت کی حامل ہیں۔

۱۳۳ـ السَّابِعَ عَشَرَ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۳۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر ہوتا ہے تو اس کے لیے ویسے ہی عمل لکھ دیے جاتے ہیں جیسے وہ اقامت اور صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/١٣٦ـفتح).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر وسعت رحمت اور اس کے لطف و کرم کا بیان۔

❷ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر، جیسے سفر یا مرض وغیرہ کی وجہ سے اپنے معمول کی نفلی عبادت نہ کر سکے تو اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے اتنا ثواب مل جائے گا جتنا ثواب اسے اقامت اور صحت کی حالت میں وہ نفلی عبادت کرنے سے ملتا تھا۔

١٣٤ـ الثَّامِنَ عَشَرَ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۱۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیکی صدقہ ہے۔'' (بخاری۔ امام مسلم نے اس حدیث کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/٢٤٧ـفتح).

فقه الحديث☆ ❶ ہر قسم کی نیکی کرنے کی ترغیب ہے جو مشروع ہو۔

❷ مومن جو بھی نیکی اور بھلائی کے کام کرتا ہے اس پر اسے ثواب ملتا ہے۔

١٣٥ـ التَّاسِعَ عَشَرَ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَ لَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ : ((فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا،

۱۳۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے تو اس میں سے جو کھا لیا جاتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ ہے، جو اس سے چرا لیا جائے وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور اگر کوئی شخص اسے نقصان پہنچائے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے''۔ (مسلم)

فَيَأْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَ لَا دَابَّةٌ وَلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

و في رواية له : ((لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا شَيْءٌ اِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ)) وَ رَوَيَاهُ جَمِيعًا مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

قَوْلُهُ : ((يَرْزَؤُهُ)) اَيْ : يَنْقُصُهُ.

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''مسلمان جو درخت لگاتا ہے تو اس میں سے جو کوئی انسان کھاتا ہے' کوئی جانور یا کوئی پرندہ کھاتا ہے تو روز قیامت تک وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔''

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ''مسلمان جو درخت لگاتا ہے اور کوئی کھیتی بوتا ہے تو اس میں سے کوئی انسان' کوئی جانور یا کوئی اور کوئی چیز کھالے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے''۔

اور دونوں (بخاری و مسلم) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

(يرزؤه) ''اسے کم کردے، اسے نقصان پہنچائے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۵۵۲)، والرواية الثانية له (۱۵۵۲) (۱۰)، وأخرجه البخاري (۳/۵ـفتح) ومسلم (۱۵۵۳).

غريب الحديث☆ (غرس) لفظ یہ درختوں کے لگانے کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ ''زرع'' کھیتی بونے اور نباتات وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ درخت لگانے، کھیتی بونے اور زمین کو آباد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے' اس لیے کہ اس کے فاعل کی موت سے اس کا ثواب منقطع نہیں ہوتا۔

❷ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے آسانی پیدا کرنے' انہیں نفع و فائدہ پہنچانے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

❸ مسلمان کے مال سے جو چوری یا غصب یا تلف ہوجائے اور وہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھے تو اسے اجر دیا جائے گا۔

❹ جائداد اور زمین وغیرہ بنانا نیز کسی پیشے کو اختیار کرنا جائز ہے۔

۱۳۶۔ **الْعِشْرُوْنَ : عَنْهُ قَالَ** : اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمْ : ((اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ : ((يَبَنِيْ سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ ؛ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((اِنَّ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا بِمَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۱۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا کہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا' جب رسول اللہ ﷺ کو اس بارے پتا چلا تو آپ نے انہیں فرمایا: ''مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! یا رسول اللہ! ہم نے یقیناً یہ ارادہ کیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا: ''بنو سلمہ! تم اپنے گھروں (محلے) ہی میں رہو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں' تم اپنے گھروں محلے ہی میں رہو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں''۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے: ''بے شک ہر قدم کے بدلے میں ایک درجہ ہے۔'' (مسلم) اور امام بخاریؒ نے بھی اس کے ہم معنی حضرت

وَ ((بَنُوْ سَلِمَةَ)) بِكَسْرِ اللَّامِ : قَبِيْلَةٌ مَعْرُوْفَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَ ((آثَارُهُمْ)) خُطَاهُمْ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(بنو سلمة) لام پر زیر کے ساتھ' انصار رضی اللہ عنہم کا مشہور قبیلہ ہے اور **(آثار هم)** کا معنی ہے ''ان کے قدم۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٦٥)' والرواية الثانية له (٦٦٤)' وحديث أنس أخرجه البخاري (٢/ ١٣٩ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (دیار کم) ''اپنے گھروں ہی میں رہو''۔ (آثاکم) تمہارا مسجد کی طرف چلنا تاکہ تم جمعہ اور دیگر نمازیں باجماعت پڑھ سکو۔ (الخطوة) خاء پر پیش ہو تو اس کا معنی ہے ''چلنے کے دوران دو قدموں کا درمیانی فاصلہ'' اور خاء پر زبر کی صورت میں یہ خطوات کی واحد ہے یعنی ایک قدم۔

فقه الحديث☆ ❶ انسان کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنی وہ اس عمل کے لیے محنت اور کوشش کرے گا۔

❷ نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی ترغیب خواہ گھر مسجد سے بہت دور واقع ہو۔

❸ مسلمانوں کے لیے تنگی پیدا نہیں کرنی چاہیے۔

١٣٧ ـ **اَلْهَادِيْ وَالْمُبَشِّرُوْنَ** : عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَ كَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ فَقِيْلَ لَهُ، أَوْ فَقُلْتُ لَهُ : لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ، وَ فِي الرَّمْضَاءِ؟ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ مَنْزِلِيْ إِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ يُكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَ رُجُوْعِيْ إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى أَهْلِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : **((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ))**. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ)).

((الرَّمْضَاءُ)) : اَلْأَرْضُ الَّتِيْ أَصَابَهَا الْحَرُّ الشَّدِيْدُ.

۱۳۷۔ حضرت ابو منذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا' میں کسی شخص کے بارے میں نہیں جانتا کہ اس کا گھر اس آدمی کے گھر سے زیادہ مسجد سے دور ہو' لیکن پھر بھی اس سے کوئی نماز نہیں چھوٹتی تھی۔ اس سے کہا گیا یا میں نے اسے کہا کہ اگر تم ایک گدھا خرید لو جس پر تم اندھیرے اور سخت گرمی میں سوار ہو کر آیا کرو (تو تمہیں فائدہ ہو) اس آدمی نے کہا : مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو' میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر آنا اور میرا لوٹنا جب میں اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹوں تو یہ سب کچھ میرے لیے (بطور ثواب) لکھا جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یقیناً یہ سب تمہارے لیے جمع فرما دیا''۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے: ''یقیناً تمہارے لیے وہ ثواب ہے جس کا تم نے ارادہ کیا''۔

(الرمضاء) ''شدید گرم زمین''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٦٣)' والرواية الثانية له (٦٦٤)' وحديث أنس أخرجه البخاري (٢/ ١٣٩ ـ فتح).

(لاتخطئه صلوة) ''اس کی کوئی نماز (مسجد میں جماعت سے) نہیں چھوٹتی تھی''۔ **(الظلماء)** ''شدید اندھیری رات''۔ **(احتسبت)** وہ عمل جو تم نے ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کیا۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نیکی کرنے، اس میں اضافہ کرنے اور اجر و ثواب حاصل کرنے کا جو جذبہ اور شوق تھا اس کا بیان ہے۔

❷ مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہیے اور انہیں نیکی کی تلقین کرتے رہنا چاہیے۔

◆ مسجد کی طرف چل کر جانا زیادہ اجر کا باعث ہے' اللہ تعالیٰ بندے کے مسجد کی طرف چل کر جانے کو بھی لکھتا ہے۔

◆ انسان کو اس کی نیت اور ارادے پر ثواب ملتا ہے۔

۱۳۸۔ اَلثَّانِي وَالْعِشْرُوْنَ : عَنْ اَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَ تَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الْمَنِيْحَةُ)) : اَنْ يُعْطِيَهُ اِيَّاهَا لِيَاْكُلَ لَبَنَهَا ثُمَّ يَرُدَّهَا اِلَيْهِ.

۱۳۸۔ حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس خصلتیں ہیں' ان میں سے سب سے اعلیٰ دودھ پینے کے لیے کسی کو بکری دے دینا ہے ﷺ پس جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی امید سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیے گئے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (بخاری)

(المنیحة) اس جانور کو کہتے ہیں جو کوئی شخص کسی کو اس لیے دے کہ وہ اس کا دودھ پیے اور پھر وہ جانور اسے واپس کر دے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/٢٤٣۔فتح).

غريب الحديث☆ (العنز) ''بکری'' (موعودها) ''اللہ تعالیٰ نے جو ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے''۔

فقه الحديث☆ ◆ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت ہے کہ اس نے اعمال خیر کی بہت سی قسمیں بیان فرمائیں تاکہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق عمل کر سکے۔

◆ ہر عمل ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ کرنا چاہیے۔

◆ وقتی اور عارضی فائدے کے لیے کسی کو کوئی چیز دے دینا باعث اجر ہے۔

۱۳۹۔ اَلثَّالِثُ وَ الْعِشْرُوْنَ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : ((اِتَّقُوا النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَ يَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

۱۳۹۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو''۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم میں حضرت عدی رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس کا رب ہم کلام ہوگا اور اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا' پس وہ شخص اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو ادھر بھی اسے اپنے اعمال ہی نظر آئیں گے' اور اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے اپنے چہرے کے سامنے آگ ہی نظر آئے گی' پس تم آگ سے بچو' اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو' اگر کوئی شخص یہ بھی نہ پائے تو پھر اچھی بات کے ذریعے (آگ سے بچو)''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/۲۸۳)، ومسلم (۱۰۱٦) (٦٨).

غریب الحدیث☆ (شق تمرة) ''آدھی کھجور''۔ (ترجمان) جو کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل (ترجمہ) کرتا ہے۔ (أشأم) ''بائیں جانب''۔

فقه الحدیث☆ ❶ ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے، خصالِ حمیدہ سے متصف ہونے اور لوگوں کے ساتھ خوش گفتاری اور نرم رویے سے معاملات کرنے چاہییں۔

❷ بندہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہوگا کہ وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے کلام کرے گا' اس لیے مومن بندے کو اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے۔

❸ انسان سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا لہٰذا اسے اپنے عمل کی اصلاح کرنی چاہیے' اس لیے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بعد انسان کے اپنے عمل ہی کام آئیں گے۔

❹ انسان کو صدقہ کرتے وقت کسی بھی چیز کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے خواہ وہ آدھی کھجور ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ بھی جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا اثبات کہ وہ روز قیامت اپنے بندوں سے بلاواسطہ کلام فرمائے گا۔

١٤٠ ۔ **الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ** : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((**إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَّأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا**)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ ((**الْأَكْلَةُ**)) بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ : وَ هِيَ الْغَدْوَةُ أَوِ الْعَشْوَةُ.

۱۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے سے بڑا خوش ہوتا ہے کہ جب وہ کھانا کھائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے یا پانی پیے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے''۔ (مسلم)

(**الأكلة**) ہمزہ پر زبر ''صبح یا شام کا کھانا''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۷۳٤).

غریب الحدیث☆ (**الأكلة والشربة**) ''ایک مرتبہ کھانا اور پینا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ترغیب' کیونکہ شکر طریقِ نجات وقبولیت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہی حمد وثنا اور شکر کے لائق ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ رضا کا اثبات۔

❸ کھانے پینے کے آداب کا بیان کہ اس کے آخر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

١٤١ ۔ **الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ** : عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((**عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ**)) قَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَجِدْ ؟ قَالَ: ((**يَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَ يَتَصَدَّقُ**))، قَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ ؟ قَالَ : ((**يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ**))، قَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ ؟ قَالَ :

۱۴۱۔ حضرت ابوموسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان کے لیے صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ بتائیں کہ اگر وہ (صدقہ کرنے کے لیے) کچھ نہ پائے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ سے کام کرے' اس سے اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' انھوں نے (ابوموسیٰ) نے پھر کہا: اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ کسی

((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوِ الْخَيْرِ))، قَالَ : أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ ؟ قَالَ : ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ضرورت مند کی مدد کردے''۔ انھوں نے پوچھا آپ بتائیں کہ اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے؟ آپ نے فرمایا:''وہ نیکی یا بھلائی کا حکم کرے''۔ انھوں نے کہا: آپ بتائیں کہ اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا:''لوگوں کو شر اور تکلیف پہنچانے سے باز رہے' یقیناً یہ بھی صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۰۷ـ فتح)' ومسلم (۱۰۰۸)۔

فقه الحديث☆ حدیث نمبر (۱۱۷) ملاحظہ فرمائیں۔

١٤ـ بَابُ الْإِقْتِصَادِ فِي الطَّاعَةِ

۱۴ باب: اطاعت کے کاموں میں میانہ روی کی ترغیب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿طٰهٰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى﴾ [طه : ١]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرة : ١٨٥]

آدمی کو چاہیے کہ ادائے عبادت میں میانہ روی اختیار کرے تاکہ وہ نفس پر گراں نہ گزرے اور وہ اکتاہٹ کا شکار نہ ہو' جب کسی کام میں بے جا سختی' تشدد اور تکلف ہو تو وہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا بلکہ ادھورا رہتا ہے' اسی طرح سستی و کاہلی سے بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ پس بہترین کام وہ ہے جس میں میانہ روی اور تسلسل و دوام ہو اس سے منزل آسان ہو جاتی ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ کا دین افراط و تفریط کے درمیان معتدل اور متوسط ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں''۔

اور فرمایا:''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے' وہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا''۔

شرح الآيات: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید اس لیے اتارا کہ آپ کی امت سے تنگی اور حرج اٹھ جائے اور جو جہالت کے طوق اور بوجھ ہیں وہ سب اتر جائیں' جو سابقہ امتوں پر تھے' پس اسی لیے قرآن مجید سینوں کے لیے شفا اور آنکھوں کے لیے نور ہے' جس نے اس کی اتباع کی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو جائے گا اور جو شخص اس سے اعراض کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

دوسری آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بطور تاکید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ تو ہر معاملے میں ان سے نرمی کرنا چاہتا ہے' اس نے تو ایسا کوئی حکم نازل نہیں فرمایا جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو' اس نے اسی لیے اپنے رسول ﷺ کو دین حنیف اور آسانی والے دین کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

١٤٢ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ : ((مَنْ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ : هٰذِهِ فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، قَالَ : ((مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ، فَوَاللّٰهِ! لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى

۱۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو اس وقت ایک عورت ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی' آپ نے فرمایا:''یہ کون ہے؟'' انھوں نے بتایا کہ یہ فلاں عورت ہے جو نفلی نمازیں کثرت سے پڑھتی ہے' آپ نے فرمایا:''ٹھہرو' تم پر وہی

تَمَلُّوْا)) وَ كَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((وَمَهْ)) كَلِمَةُ نَهْيٍ وَزَجْرٍ. وَ مَعْنَى ((لَا يَمَلُّ اللّٰهُ)) اَيْ: لَا يَقْطَعُ ثَوَابَهُ عَنْكُمْ وَ جَزَاءَ اَعْمَالِكُمْ، وَ يُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِّ حَتّٰى تَمَلُّوْا فَتَتْرُكُوْا، فَيَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مَا تُطِيْقُوْنَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُوْمَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَ فَضْلُهُ عَلَيْكُمْ.

لازم ہے جس کی تمہیں طاقت ہے' پس اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ (ثواب دیتے ہوئے) نہیں اُکتا تا حتیٰ کہ تم خود اُکتا جاؤ''۔ اور اللہ تعالیٰ کو وہ دین زیادہ پسند ہے جس پر اس کو اختیار کرنے والا ہمیشگی اختیار کرے۔ (متفق علیہ)

(مہ) یہ روکنے اور ڈانٹنے کا کلمہ ہے۔ (لا یمل اللہ) ''اللہ تعالیٰ نہیں اکتائے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ کا ثواب اور تمہارے اعمال کی جزا ختم نہیں ہوگی اور وہ تم سے اکتا جانے والا معاملہ نہیں کرے گا حتیٰ کہ تم خود اکتا جاؤ گے اور عمل کرنا چھوڑ دو گے' پس تمہیں چاہیے کہ اپنی طاقت کے مطابق ایسے اعمال اختیار کرو جن پر ہمیشگی کرسکو تا کہ اس کا ثواب اور فضل تم پر ہمیشہ رہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/۳۶۔فتح)' ومسلم (۷۸۴) (۲۲۱).

غريب الحديث☆ (الملال) ''کسی چیز کا بوجھل ہوجانا اور دل کا اس سے محبت کے بعد اچاٹ ہو جانا''۔ (تطیقون) ''تم طاقت اور استطاعت رکھتے ہو''۔

فقه الحديث☆ ❶ گھر میں کوئی مرد یا عورت آئے تو اس کے بارے میں پوچھا جاسکتا ہے کہ یہ کون ہے؟
❷ عالم کے سامنے بات اور مسئلہ واضح کر دینا چاہیے تا کہ اگر کہیں غلطی ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے اور اگر درست ہو تو وہ تعریف کر سکے۔
❸ کسی برائی کو دیکھ کر ڈانٹ پلانا مستحب ہے۔
❹ اگر طاقت سے زیادہ عبادت کی جائے تو پھر اندیشہ ہے کہ انسان چند روز بعد اکتا جائے اور عبادت بالکل ہی چھوڑ جائے۔
❺ عبادت میں میانہ روی ضروری ہے' اس سے اطاعت پر ثابت قدم رہنے اور ہمیشگی کرنے کا زیادہ امکان ہے۔
❻ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اعمال وہی ہیں جن پر ہمیشگی ہو' اس میں زیادہ ثواب ہے خواہ وہ عمل قلیل ہو۔
❼ مباحات میں نفس کو بھی اس کا حق دینا چاہیے' اس میں اجر وثواب ہے بشرطیکہ نیت یہ ہو کہ اس طرح وہ عمل صالح اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بہتر طور پر اور زیادہ قوت سے کر سکے۔

۱۴۳۔ وَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا وَ قَالُوْا: اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَاَخَّرَ. قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا، وَ قَالَ الْآخَرُ: وَ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ، وَ قَالَ الْآخَرُ: وَ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((اَنْتُمُ

۱۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھروں میں آئے' وہ نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھ رہے تھے' پس جب انہیں بتایا گیا تو گویا انھوں نے اسے کم سمجھا اور کہا: ہمارا نبی ﷺ کے ساتھ کیا موازنہ' ان کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں زمانہ بھر کے روزے رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ پس رسول

الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟! اَمَا وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ اَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ، وَ اُصَلِّيْ وَ اَرْقُدُ، وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم نے ایسے ایسے کہا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ اس کا تقویٰ رکھنے والا ہوں لیکن (اس کے باوجود) میں (نفلی) روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں' رات کی نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں' پس جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۱۰٤ ـ فتح)' ومسلم (۱٤۰۱).

غريب الحديث☆ (**ثلاثة رهط**) ''تین آدمی''۔ (**تقالوها**) ''اسے کم سمجھا''۔ (**أرقد**) ''میں سوتا ہوں'' یعنی نفس کا حق ادا کرنے کے لیے سوتا ہوں۔ (**رغب عن**) ''جس نے اعراض کیا''۔ (**سنتي**) ''میری سنت'' یعنی عبادت میں میرا طریقہ اور منہج۔

فقه الحديث☆ ❶ سنت میں میانہ روی بدعت میں مجاہدہ کرنے سے بہتر ہے۔

❷ نبی ﷺ کے صحابہ کرام کی زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی رغبت۔

❸ نکاح کرنا مستحب ہے اور اس کے بارے میں ترغیب۔

❹ زمانہ بھر کے روزے رکھنے کی حرمت اور رات بھر کے قیام کی حرمت کا بیان۔

❺ مباح امور جب رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ہٹ جائیں تو وہ حرام کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں۔

❻ توسط و اعتدال میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔

❼ عبادات اصل میں توقیفی (وحی الٰہی پر موقوف) ہیں' ان کے بارے میں اجتہاد' رائے اور قیاس و استحسان کو دخل نہیں۔

❽ بدعت کی بیخ کنی کے لیے یہ حدیث بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے' اگرچہ اس کے عامل کی نیت اچھی ہی کیوں نہ ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے بہتر تصور کرتے ہوں''۔ دین میں کمی کرنے کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان تین آدمیوں میں سے دو نے دین میں اضافے کا اظہار کیا اور ایک نے کمی کرنے کا کہ میں شادی نہیں کروں گا' یہ دونوں صورتیں مذموم ہیں۔

١٤٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ)) قَالَهَا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْمُتَنَطِّعُوْنَ)): الْمُتَعَمِّقُوْنَ الْمُشَدِّدُوْنَ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيْدِ.

۱۴۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دین کے بارے میں اپنی طرف سے سختی کرنے والے ہلاک ہوگئے''۔ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ (مسلم)

(**المتنطعون**) اس کا مطلب ہے دین کے بارے میں بے جا اور بے مقصد سختی اور کرید کرنے والے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲٦۸۰).

فقه الحديث☆ ❶ اپنے اقوال و افعال میں بے جا تکلف و تشدد کرنے والوں کا انجام ہلاکت ہے اور یہ قابل مذمت ہے۔

❷ تشدد انجامِ خیر سے خالی ہوتا ہے۔

❸ دین اسلام اقوال و افعال میں توسط اور اعتدال کا دین ہے۔

١٤٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَ لَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَ أَبْشِرُوْا، وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَ الرَّوْحَةِ وَ شَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَ فِي رِوَايَةٍ لَهُ : ((سَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَ رُوْحُوْا، وَ شَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، الْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا)).

قَوْلُهُ : ((الدِّيْنُ)) هُوَ مَرْفُوْعٌ عَلَى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ. وَ رُوِيَ مَنْصُوْبًا، وَ رُوِيَ : ((لَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ)). وَ قَوْلُهُ : ((إِلَّا غَلَبَهُ))، أَيْ : غَلَبَهُ الدِّيْنُ وَ عَجَزَ ذٰلِكَ الْمُشَادُّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّيْنِ لِكَثْرَةِ طُرُقِهِ. ((وَالْغَدْوَةُ)) : سَيْرُ أَوَّلِ النَّهَارِ. ((وَالرَّوْحَةُ)) : آخِرُ النَّهَارِ. ((وَالدُّلْجَةُ)) : سَيْرُ آخِرِ اللَّيْلِ. وَ هٰذَا اسْتِعَارَةٌ وَ تَمْثِيْلٌ، وَ مَعْنَاهُ : اسْتَعِيْنُوْا عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِالْأَعْمَالِ فِيْ وَقْتِ نَشَاطِكُمْ، وَ فَرَاغِ قُلُوْبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّوْنَ الْعِبَادَةَ وَلَا تَسْأَمُوْنَ، وَ تَبْلُغُوْنَ مَقْصُوْدَكُمْ، كَمَا أَنَّ الْمُسَافِرَ الْحَاذِقَ يَسِيْرُ فِيْ هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ وَ يَسْتَرِيْحُ هُوَ وَ دَابَّتُهُ فِيْ غَيْرِهَا، فَيَصِلُ الْمَقْصُوْدَ بِغَيْرِ تَعَبٍ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۱۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً دین آسان ہے، جو شخص دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آ جاتا ہے، پس تم راہ اعتدال پر رہو اور (اصل مسئلے کے) قریب قریب رہو اور (ملنے والے اجر پر) خوش ہو جاؤ اور صبح، شام اور رات کے کچھ حصے (کی عبادت) سے مدد طلب کرو''۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''تم راہِ اعتدال پر رہو اور (اصل مسئلے کے) قریب رہو اور صبح، شام اور رات کے کچھ حصے کو چلو، میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔'' (الدین) یہ نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور یہ ''الدین'' منصوب بھی مروی ہے۔ (إلا غلبه) کا مطلب ہے کہ دین اس پر غالب آ جائے گا اور یہ بے جا سختی کرنے والا دین میں زیادہ شاخیں اور راستے ہونے کی وجہ سے دین کے تقاضوں کو پورا کرنے سے عاجز رہے گا۔ (الغدوة) ''دن کے پہلے حصے میں چلنا''۔ (الروحة) ''دن کے آخری حصے میں چلنا''۔ (الدلجة) ''رات کے آخری حصہ میں چلنا''۔ یہ استعارہ اور تمثیل ہیں اور اس کا مطلب کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اعمال کے ذریعے سے ان اوقات میں مدد طلب کرو جب تم تازہ دم ہو اور تمہارے دل (دنیاوی پریشانیوں سے) فارغ ہوں، اس طرح تم عبادت سے لطف حاصل کرو گے اور اکتاؤ گے نہیں۔ اور تم اپنے مقصود کو پا لو گے، جیسے ایک تجربہ کار مسافر ان اوقات میں سفر کرتا ہے اور دیگر اوقات میں وہ اور اس کا جانور استراحت کرتے ہیں، پس وہ تکان کے بغیر منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ أعلم!

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١/ ٩٣ ـ فتح)، والرواية الثانية عنده (١١/ ٢٩٤ ـ فتح).

غريب الحديث ☆ (سددوا) افراط و تفریط کے بغیر میانہ روی اختیار کرو۔ (قاربوا) اگر تم کوئی کام مکمل طریقے سے نہیں کر سکتے تو پھر اس طرح عمل کرو کہ وہ اصل کے قریب تر ہو۔ (القصد) اس کا معنی بھی میانہ روی اختیار کرنا ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ اسلام آسانی کا دین ہے اور ہر قسم کی تنگی و تکلیف دور کرنے والا دین ہے اور یہ صرف اسی امتِ اسلامیہ کے لیے

خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے تمام بوجھ اس سے اتار دیے اور حضرت محمد ﷺ کو تمام ادیان سے بہتر اور آسان دین دے کر مبعوث فرمایا۔

❷ جو شخص دین کے معاملے میں بے جا سختی کرتا ہے تو وہ جلد ہی وہ عمل چھوڑ دیتا ہے' کیونکہ سختی' افراط اور نفلی عبادت میں مبالغے سے بندہ اکتا جاتا ہے یا کوئی افضل و بہتر عمل چھوڑ بیٹھتا ہے یا پھر بعض اوقات اس سے فرائض بھی چھوٹ جاتے ہیں۔

❸ رخصت کے وقت اسے اختیار کرنا مستحب ہے' کیونکہ رخصت کے وقت عزیمت پر عمل کرنا مبالغہ ہے۔

❹ عبادت گزار کو چاہیے کہ ایسے اوقات میں عبادت کرے جب وہ تازہ دم ہو اور اس کا دل ہم و غم سے فارغ ہو۔

❺ عبادت میں میانہ روی سے انسان اپنے رب کا قرب حاصل کر لیتا ہے' کیونکہ میانہ روی سے عمل پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرنے میں آسانی ہے۔

١٤٦ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ : ((مَا هٰذَا الْحَبْلُ ؟)) قَالُوا : هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو وہاں دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی تو فرمایا: ''یہ رسی کیسی ہے؟'' صحابہ کرام نے بتایا کہ یہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے' جب وہ (نماز پڑھتے پڑھتے) تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں (یعنی اس رسی سے سہارا لیتی تاکہ بیدار رہ سکیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھول دو، تم میں سے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ جب تک وہ فرحت و نشاط محسوس کرے تو نماز پڑھتا رہے او رجب تھک جائے اور سست پڑ جائے تو سو جائے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٣/٣٦۔فتح)' ومسلم (٧٨٤).

غریب الحدیث☆ (السارية) ''ستون''۔ (فترت) نماز میں قیام کرنے سے سست پڑ جائے یعنی تھک جائے۔ (نشاطه) ''فرحت و نشاط''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اس حدیث میں بھی عبادت کے معاملے میں بے جا سختی سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ دین اسلام آسانی والا دین ہے۔

❷ مرد اور عورتیں مسجد میں نفل عبادت کر سکتے ہیں۔

❸ اگر کسی منکر کام کو ہاتھ سے ختم کرنے کی طاقت ہو تو اسے فوراً ختم کرنا چاہیے۔

❹ نمازی کو دوران نماز کسی چیز کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔

❺ عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے اور اوقات نشاط کا اہتمام کرنا چاہیے۔

١٤٧ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَ هُوَ يُصَلِّي، فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آئے تو اسے سو جانا چاہیے حتیٰ کہ اس کی نیند دور ہو جائے' اس لیے کہ جب کوئی ایک اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو وہ نہیں جانتا کہ شاید وہ اپنے طور پر تو مغفرت طلب کر رہا ہو جبکہ (فی الحقیقت) وہ اپنے خلاف بددعا کر رہا

ہو"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۱۳۔فتح)' و مسلم (۷۸٦).

غریب الحدیث☆ **(نعس)** "اونگھ"۔ **(فلیرقد)** "اسے سو جانا چاہیے"۔ **(فیسب نفسه)** "وہ خود کو برا کہے" یعنی اپنے خلاف بد دعا کر رہا ہو۔

فقه الحدیث☆ ❶ نفلی عبادت کے لیے نفس کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

❷ عبادت میں میانہ روی ہونی چاہیے اور احتیاطی پہلو کو اختیار کرنا چاہیے۔

❸ یہ حدیث سد ذرائع کے لیے ایک اصول اور قاعدہ ہے کہ مفاسد کو دور کرنا جلب مصالح سے بہتر ہے۔

❹ نماز میں خشوع اور عبادت میں حضور قلب واجب ہے۔

❺ نماز میں کسی چیز کے تعین کے بغیر دعا کرنا مستحب ہے۔

۱٤۸۔ وَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : **كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ** ﷺ **الصَّلَوَاتِ، فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَ خُطْبَتُهُ قَصْدًا** رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۸۔ حضرت ابو عبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتا تھا' پس آپ کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ (مسلم)

(قصدا) درمیانی، زیادہ لمبی نہ مختصر۔

قَوْلُهُ : "قَصْدًا" : اَيْ بَيْنَ الطُّوْلِ وَالْقِصَرِ.

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۸٦٦).

فقه الحدیث☆ ❶ نبی ﷺ کی نماز اور خطبہ مختصر ہوتا تھا' یہ نمازیوں کے لیے بطور رحمت تھا' کیونکہ ان میں مریض ہوتے ہیں اور کام کاج والے بھی۔

❷ رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے لیکن آپ زیادہ اختصار بھی نہیں کرتے تھے۔

❸ اطاعت اور عبادت پر استمرار اور ہمیشگی کے لیے میانہ روی نہایت مفید اور ضروری ہے۔

۱٤۹۔ وَ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَاٰى اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ : مَا شَاْنُكِ ؟ قَالَتْ: اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ لَهُ: كُلْ فَاِنِّيْ صَائِمٌ، قَالَ: مَا اَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ، فَاَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْمُ فَقَالَ لَهُ : نَمْ فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ لَهُ : نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ : قُمِ الْآنَ، فَصَلَّيَا جَمِيْعًا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ : اِنَّ لِرَبِّكَ

۱۴۹۔ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا' پس حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے گئے تو انھوں نے ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلے کچیلے کپڑوں میں دیکھا تو انھوں نے کہا : تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ ام درداء نے کہا: تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں۔ پس اتنے میں ابو درداء تشریف لائے اور انھوں نے حضرت سلمان کے لیے کھانا تیار کیا اور انہیں کہا کہ کھاؤ میرا تو روزہ ہے۔ حضرت سلمان نے کہا: میں تو نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ تم بھی کھاؤ۔ پس انھوں نے بھی کھایا۔ جب رات ہوئی تو ابو درداء نماز تہجد پڑھنے لگے تو حضرت سلمان نے انہیں

عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ سَلْمَانُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کہا کہ ابھی سو جاؤ' پس وہ سو گئے' وہ پھر نماز پڑھنے لگے تو انھوں نے کہا کہ ابھی سوئے رہو جب رات کا آخری پہر ہوا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اب اٹھ کر نماز پڑھو۔ پس ان دونوں نے اکٹھے نمازِ تہجد ادا کی' پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: بلاشبہ تمہارے رب کا تم پر حق ہے' تیرے اپنے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے' پس ہر صاحب حق کو اس کا حق دو۔ پھر وہ (ابودرداء) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو سارا قصہ بتایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٠٩ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (آخى) ''مواخات قائم کردی، بھائی چارہ قائم کر دیا''۔ (متبذلة) ''بوسیدہ اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے''۔ (ماشأنک) ''تم اس حالت میں کیوں ہو؟'' (ليس له حاجة في الدنيا) ''اسے تو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں'' یعنی وہ دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز نہیں ہوتا۔ (فلما كان آخر الليل) ''جب رات کا آخری وقت ہوا''۔ (لأهلک) ''تیری بیوی اور اولاد کا بھی حق ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے لیے بھائی چارہ قائم کرنا' ان سے ملاقات کے لیے گھر پر آنا جانا اور ان کے پاس رات گزارنا مشروع ہے۔

❷ کسی مصلحت کے تحت بوقت ضرورت اجنبی عورت سے بات چیت کرنا جائز ہے۔

❸ مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا اور ایک دوسرے کی راہنمائی کرنا مشروع ہے۔

❹ نمازِ تہجد کی فضیلت اور یہ کہ سحر کا وقت قیام کا وقت ہے۔

❺ حسن معاشرت میں بیوی کا اپنے خاوند پر حق ہے۔

❻ بیوی اپنے خاوند کے لیے زیب و زینت کر سکتی ہے۔

❼ نفلی روزہ توڑنا جائز ہے اور اس کی قضا ضروری نہیں۔

❽ تربیت ایمانی کی سمجھ بوجھ کے لیے یہ حدیث اصل یعنی بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے یعنی:۔

① ایمانی تربیت کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ حق اور صبر کی تلقین کرتے رہنا چاہیے' اگر کوئی شخص بھول کا شکار ہے تو اسے یاد کرا دیا جائے' غفلت برتنے والے کو متنبہ کیا جائے اور دینی حقوق کی ادائیگی کے لیے تیار کیا جائے۔

② اور آپس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے بلکہ اگر کوئی بھائی بات سمجھائے تو مان لینی چاہیے' جیسے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی بات مانتے گئے۔

③ نیکی کی دعوت دینے والے کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے خود بھی ساتھ نمازِ تہجد ادا کی۔

④ امور میں توسط اور اعتدال ہونا چاہیے۔

⑤ ہر صاحبِ حق کو اس کا حق ادا کرنا چاہیے۔

١٥٠ـ وَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۱۵۰۔ حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : أُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنِّي أَقُوْلُ : وَاللّٰهِ! لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ، وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ ؟)) فَقُلْتُ لَهُ : قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ : ((فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَ ذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ))، قُلْتُ : فَإِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ : ((فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)) قُلْتُ : فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ : ((فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ ﷺ، وَ هُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ))۔ وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((هُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ))، فَقُلْتُ : فَإِنِّي أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ)) وَلَأَنْ أَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامِ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ ؟)) قُلْتُ : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ : ((فَلَا تَفْعَلْ : صُمْ وَأَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ)) فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ : ((صُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ)) قُلْتُ : وَ مَا كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ ؟ قَالَ : ((نِصْفُ الدَّهْرِ)) فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ : يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ

نبی ﷺ کو (میرے متعلق) بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟'' میں نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے یہ باتیں کی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم یقیناً اس کی طاقت نہیں رکھو گے' اس لیے تم کبھی روزہ رکھ لوا ور کبھی نہ رکھو' رات کو سویا بھی کرو اور قیام بھی کیا کرو' ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو' کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے' اس طرح تمہارا یہ عمل زمانے بھر کے روزے رکھنے کے مثل ہو جائے گا''۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور دو دن نہ رکھو''۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ روزوں میں سے سب سے معتدل اور راست طریقہ ہے''۔ ایک اور روایت میں ہے: ''یہ تمام روزوں میں سے افضل روزہ ہے''۔ میں نے پھر عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے افضل اور فضیلت والا کوئی طریقہ نہیں''۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر میں نے وہ (مہینے میں) تین روزے قبول کیے ہوتے جو رسول اللہ ﷺ نے (شروع میں) فرمائے تھے تو وہ مجھے اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''کیا مجھے نہیں بتایا گیا کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بالکل ایسے ہی ہے' آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو' کبھی روزہ رکھ لیا کرو اور کبھی چھوڑ بھی دیا کرو' رات کو سویا بھی کرو اور قیام بھی کیا کرو' اس لیے کہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے' تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے' تمہاری بیوی کا تجھ پر حق ہے اور تیرے آنے والے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تمہارے لیے بس یہی کافی ہے کہ ہر مہینے

اللّٰہِ ﷺ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ، وَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ؟))، فَقُلْتُ : بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ لَمْ أُرِدْ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ : ((فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ))، قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : ((فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ عِشْرِيْنَ))، قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : ((فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ))، قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ؟ قَالَ : ((فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ))، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، وَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمُرٌ)) قَالَ : فَصِرْتُ إِلَى الَّذِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : ((وَ إِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَ فِي رِوَايَةٍ : ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ)) ثَلَاثًا. وَ فِي رِوَايَةٍ : ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صِيَامُ دَاوُدَ، وَ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صَلَاةُ دَاوُدَ : كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَ يَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَ يَنَامُ سُدُسَهُ، وَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى)).

وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَ : أَنْكَحَنِيْ أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، وَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ۔ أَيْ : امْرَأَةَ وَلَدِهِ. فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُوْلُ لَهُ : نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَ لَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ. فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ : ((الْقَنِيْ بِهٖ)) فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ : ((كَيْفَ تَصُوْمُ ؟))

میں تین روزے رکھ لیا کرو' اس لیے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور اس طرح تمہارا یہ عمل ہمیشہ کے روزے رکھنے کی طرح ہو جائے گا''۔ لیکن میں نے سختی کو پسند کیا تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام جیسے روزے رکھ لو اور اس پر اضافہ نہ کرو''۔ میں نے عرض کیا: داؤد علیہ السلام کے روزے کس طرح تھے؟ آپ نے فرمایا: ''نصف زمانہ (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ)''۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو فرمایا کرتے تھے کہ ہائے کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کی عطا کی ہوئی رخصت قبول کی ہوتی۔

ایک اور روایت میں ہے: ''کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور پوری رات قرآن پڑھتے رہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بالکل ایسے ہی ہے لیکن میں یہ سب کچھ خیر اور نیکی و بھلائی کے ارادے ہی سے کرتا ہوں آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جیسا روزہ رکھو' کیونکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور ہر مہینے میں قرآن کی تلاوت مکمل کرو''۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بیس دنوں میں پڑھ لیا کرو''۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر دس دنوں میں پڑھ لیا کرو''۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم اسے سات دنوں میں مکمل کرو اور اس سے زیادہ نہ کرو''۔ پس میں نے سختی کی تو مجھ پر بھی سختی کر دی گئی' نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تمہیں نہیں معلوم کہ شاید تمہاری عمر دراز ہو''۔ انھوں (عبداللہ بن عمر) نے کہا کہ میں اس حالت کو پہنچ گیا جو نبی ﷺ نے میرے متعلق (درازی عمر کے بارے میں) فرمایا تھا' جب میں بڑھاپے کو پہنچ گیا تو میں نے کہا کہ کاش! میں اللہ کے نبی ﷺ کی عطا کردہ رخصت کو قبول کر لیتا۔

ایک اور روایت میں ہے: ''تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے۔'' ایک

قُلْتُ : كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ : ((وَكَيْفَ تَخْتِمُ ؟)) قُلْتُ : كُلَّ لَيْلَةٍ، وَ ذَكَرَ نَحْوَ مَا سَبَقَ، وَ كَانَ يَقْرَأُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبُعَ الَّذِيْ يَقْرَؤُهُ، يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَ اَحْصٰى وَ صَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

كُلُّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ صَحِيْحَةٌ مُعْظَمُهَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَ قَلِيْلٌ مِنْهَا فِيْ اَحَدِهِمَا.

اور روایت میں ہے: ''اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا''۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ایک اور روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ حضرت داوَد علیہ السلام کا روزہ ہے اور سب سے زیادہ محبوب نماز حضرت داوَد علیہ السلام کی نماز ہے' وہ آدھی رات سوتے تھے اور اس کا تہائی حصہ نماز پڑھتے تھے اور پھر اس کے چھٹے حصے میں سو جاتے تھے' آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن سے آمنا سامنا ہو جاتا تو بھاگتے نہیں تھے''۔

ایک اور روایت میں ہے' حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے ایک خاندانی عورت سے میری شادی کردی' وہ اپنی بہو کا بہت خیال رکھتے تھے' وہ اس سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھتے تو وہ یہی جواب دیتی کہ وہ ویسے تو اچھے آدمی ہیں لیکن جب سے ہم ان کے پاس آئے ہیں' کبھی ہمارا بستر روندا ہے اور نہ ہماری پردے والی چیز کو ٹٹولا ہے (یعنی وہ میرے ساتھ کبھی لیٹے ہیں نہ وظیفہ زوجیت ادا کیا ہے) پھر جب اسی طرح کئی دن گزر گئے تو انھوں نے نبی ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ''۔ پس اس کے بعد میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا: ''تم روزہ کیسے رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ہر روز۔ آپ نے فرمایا: ''تم قرآن کتنی مدت میں ختم کرتے ہو؟'' میں نے کہا: ہر رات' اس کے بعد ایسے ہی بیان کیا جو پہلے گزر چکا۔ وہ (عبداللہ بن عمرو) اپنے گھر کے کسی فرد کو قرآن مجید کا وہ ساتواں حصہ سناتے جو وہ رات کو پڑھتے تھے' اور صبح اس حصے کا دور کیا کرتے تھے تاکہ رات کو پڑھنے میں آسان رہے اور جب وہ قوت حاصل کرنا چاہتے تھے تو کچھ دن روزے چھوڑ دیتے تھے اور ان کو گن لیتے تھے اور اتنے روزے بعد میں رکھ لیتے تھے' وہ کسی ایسی چیز کو چھوڑنا ناپسند کرتے جو وہ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں کرتے تھے۔

یہ مذکورہ تمام روایات صحیح ہیں' ان کا زیادہ حصہ بخاری و مسلم دونوں میں سے ہے اور تھوڑا سا حصہ ایسا ہے جو اِن دونوں میں سے کسی ایک ہی میں ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢١٨و ٢٢٠و ٢٢٤'٦/ ٤٥٣ـ٤٥٤'٩/ ٩٤ـ٩٥ـ فتح)' ومسلم۔ (١١٥٩).

غريب الحديث☆ (بأبي أنت و أمي) ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں''۔ (لزورك) ''تمہارے مہمان کا''۔ (بحسبك) ''تجھے کافی ہے''۔ (لا يفر إذا لاقى) ''جب میدان جہاد میں دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے تو وہ پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتے نہیں تھے''۔ (أنكحنی) ''میری شادی کی''۔ (الكنة) اس لفظ کا بہو اور بھابھی دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ (بعلها) ''اس کا خاوند''۔ (لم يطألنا فراشا) ''اس نے میرے بستر کو نہیں روندا'' یعنی وہ کبھی میرے ساتھ نہیں لیٹا۔ (لم يكشف لنا كنفا) ''اس نے کبھی ہمارے پردے کی چیز کو نہیں ٹٹولا'' یعنی اس نے کبھی جماع نہیں کیا۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی کی اصلاح یا مسئلہ پوچھنے کے لیے اپنے سے بڑے کو کوئی بات بتائی جاسکتی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا۔

❷ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کہنا جائز ہے۔

❸ عالم، مربی اور راعی (نگہبان) کو اپنے تلامیذ اور رعیت کے احوال سے باخبر رہنا چاہیے اور ان کی بہتری کے لیے راہنمائی کرنی چاہیے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر وسعتِ رحمت کا بیان کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔

❺ انبیاء علیہم السلام کے منہج کی اتباع ہی اکمل و افضل ہے۔

❻ مسلمان بندے کو چاہیے کہ وہ ہر صاحبِ حق کا حق ادا کرے اور عدل و انصاف اور تقویٰ کا یہی تقاضا ہے کہ کسی کو اس کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔

❼ ہمیشگی اور دوام والی عبادت خواہ قلیل ہو اس زیادہ عبادت سے بہتر ہے جس میں انقطاع ہو تسلسل نہ ہو۔

❽ عبادت میں تکلف و تشدد اور نفس کو سختیوں میں مبتلا کرنے سے عزائم ذہن و کمزوری کا شکار ہو جاتے ہیں' جسم کمزور ہو جاتا ہے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت کم پڑ جاتی ہے۔

❾ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی ان اعمال پر قائم رہنے کا بیان جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کرتے تھے' وہ یہ اعمال آپ کے بعد بھی کرتے رہے۔

❿ ہمیشہ اور روزانہ روزہ رکھنا حرام ہے۔

⓫ نفل روزوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن ناغہ کیا جائے۔

⓬ اسلام میں رہبانیت نہیں۔

⓭ اظہارِ شکوہ کے موقع پر بھی ادب کا پہلو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

⓮ سسر اپنی بہو سے اس کے مسائل کے بارے میں استفسار کرسکتا ہے۔

⓯ بچے کو اس کی غلطی پر ڈانٹنا چاہیے۔

١٥١ـ وَعَنْ أَبِي رِبْعِيٍّ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأُسَيِّدِيِّ الْكَاتِبِ أَحَدِ كُتَّابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُولُ؟! قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

151۔حضرت ابو ربعی حنظلہ بن ربیع اُسیدی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے ہیں' سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو مجھ سے پوچھا: اے حنظلہ! تم کیسے ہو؟ میں نے کہا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں وہ ہمارے

يُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَ الْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ! إِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. فَقُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**وَمَا ذَاكَ ؟**))، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَ الْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَ الضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ عِنْدِيْ وَ فِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِيْ طُرُقِكُمْ، وَ لٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَ سَاعَةً**)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: ((**رِبْعِيٌّ**)) بِكَسْرِ الرَّاءِ. ((**وَالْأُسَيِّدِيُّ**)) بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَ فَتْحِ السِّيْنِ وَ بَعْدَهَا يَاءٌ مَكْسُوْرَةٌ مُشَدَّدَةٌ. وَ قَوْلُهُ: ((**عَافَسْنَا**)) هُوَ بِالْعَيْنِ وَ السِّيْنِ الْمُهْمَلَتَيْنِ، أَيْ: عَالَجْنَا وَ لَاعَبْنَا. ((**وَالضَّيْعَاتُ**)): الْمَعَايِشُ.

سامنے جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ ہم انھیں دیکھ رہے ہیں اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر آ جاتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں نیز دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: اللہ کی قسم! ہماری بھی تو ایسی ہی صورت حال ہے۔ پس میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ پس میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیسے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں کہ گویا ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر اپنے بیوی بچوں میں اور کام کاج میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم ہمیشہ اسی کیفیت میں رہو جس میں میرے پاس ہوتے ہو اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہو تو فرشتے تمہارے بستروں اور تمہارے راستوں پر تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہے۔'' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔'' (مسلم) (ربعی) راء کے زیر کے ساتھ۔ (الاسیدی) ہمزہ کے پیش اور سین کے زبر کے ساتھ اور اس کے بعد یائے مشدد اور زیر کے ساتھ۔ (عافسنا) عین اور سین کے ساتھ مطلب کہ ہم کھیل کود اور کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں (الضیعات) ''گزر اوقات کے ذرائع'' مثلاً کھیتی باڑی اور صنعت و تجارت وغیرہ۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۵۰).

غريب الحديث☆ (نافق حنظله) ''حنظلہ منافق ہو گیا'' انہیں اپنے بارے میں اندیشہ ہوا۔

فقه الحديث☆ ❶ بندے کو چاہیے کہ اپنے نفس کا مراقبہ و محاسبہ کرتا رہے اور اسے اپنے احوال کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔

❷ کسی چیز پر تعجب ہو تو ''سبحان اللہ'' کہنا جائز ہے۔

❸ عالم کو اپنے ساتھیوں کے دلوں کی نرمی کے لیے انہیں وعظ و نصیحت کرتے رہنا چاہیے اور حکیمانہ انداز اختیار کرنا چاہیے۔

❹ دنیا بندے کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے جب بندہ اس کی لذات اور شہوات میں کھو جاتا ہے تو آخرت کو بھول جاتا ہے اور جو اپنے نفس

پر قابو رکھے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

5. بندوں کی دلی کیفیت مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہے۔
6. انسان کے لیے فرشتوں کو ان کی اصل شکل وصورت میں دنیا میں دیکھنا ممکن نہیں۔
7. ذکر واذکار پر دوام اس پر مراقبہ اور اس سے عدم بیزاری فرشتوں کے خواص میں سے ہے۔
8. عقلمند آدمی اپنے وقت کی تقسیم اس طرح کرتا ہے کہ کبھی وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے' کسی وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے کبھی وہ اللہ تعالیٰ کی صنعت وکاریگری پر غور وفکر کرتا ہے اور ساتھ ساتھ وہ اپنے کھانے پینے کی ضروریات کا بھی اہتمام کرتا ہے۔
9. اسلام دین فطرت ہے اور یہ میانہ روی اور اعتدال والا دین ہے' اس لیے کہ یہ دنیا وآخرت کے مصالح اور روح وجسد کے مطالب کو ساتھ ساتھ لے کر چلتا ہے۔

١٥٢- وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا: أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ فِي الشَّمْسِ وَلَا يَقْعُدَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ وَ لَا يَتَكَلَّمَ، وَ يَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَ لْيَسْتَظِلَّ وَ لْيَقْعُدْ وَ لْيُتِمَّ صَوْمَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی (دھوپ میں) کھڑا ہے' آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ یہ ابو اسرائیل ہے' اس نے نذر مانی ہے کہ یہ دھوپ میں کھڑا رہے گا' بیٹھے گا نہیں' سائے والی جگہ نہیں جائے گا' نہ کلام کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ وہ گفتگو کرے' سائے میں جائے' بیٹھے اور اپنے روزے کو پورا کرے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٥٨٦۔فتح).

فقه الحديث☆ 1. خود ساختہ طریقوں سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا' اللہ تعالیٰ کسی ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتا جسے اس نے مشروع قرار نہ دیا ہو یا اس کا حکم نہ دیا ہو اور اسے قرب کا ذریعہ قرار نہ دیا ہو۔ اسلام اتنا پیارا دین ہے کہ اس نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا جو بندوں کے لیے باعث تکلیف ہو۔

2. ایسی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے جس میں معصیت ہو' بلکہ اطاعت والی نذر پوری کرنی چاہیے' جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔

۱۵۔ بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْأَعْمَالِ

۱۵۔ باب: اعمال (صالحہ) کی حفاظت کے متعلق

اعمالِ صالحہ پر ہمیشگی ہونی چاہیے' ان میں کمزوری، سستی اور کوتاہی نہیں ہونی چاہیے' کیونکہ اس طرح ان اعمالِ صالحہ کے چھوٹ جانے کا امکان ہے' ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو وہ اعمال محبوب ہیں جن پر دوام ہو خواہ وہ عمل قلیل ہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [الحديد: ١٦]،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے اور جو حق کی باتیں اتری ہیں ان کے لیے جھک جائیں؟ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتابیں دی گئیں' پس ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے؟''

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ آتَيْنَاهُ الْإِنْجِيْلَ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَأْفَةً وَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ہم نے رسولوں کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو

رَحْمَةً وَّ رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد : ٢٧]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ [النحل : ٩٢]، وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [الحجر : ٩٩]

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ ، فَمِنْهَا حَدِيْثُ عَائِشَةَ : وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ. وَ قَدْ سَبَقَ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

بھیجا اور ہم نے انہیں انجیل دی اور ہم نے ان کے پیروکاروں کے دلوں میں شفقت و رحمت رکھ دی اور دنیا کا ترک کرنا جو انھوں نے گھڑ لیا تھا ہم نے اسے ان پر نہیں لکھا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرنے کو (ضروری قرار دیا تھا)۔ پس انھوں نے اس کا اس طرح خیال نہ رکھا جس طرح اس کا خیال رکھنے کا حق تھا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے نہایت محنت سے کاتے ہوئے سوت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا'' اور فرمایا: ''اور اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے''۔

اس موضوع سے متعلقہ احادیث میں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے جو اس سے ماقبل حدیث نمبر (۱۴۲) کے تحت گزر چکی ہے' اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل سب سے زیادہ محبوب ہے جسے اس کا کرنے والا ہمیشہ کرے۔

شرح الآيات: اس باب کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کیا مومنوں کو اس بات کا شوق اور رغبت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر (جیسے وعظ و نصیحت) اور قرآن مجید سن کر ان کے دل نرم ہو جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع بن جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا کہ جب ان پر مدت دراز ہوتی گئی تو انھوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کر لی اور اس کے بدلے میں معمولی سی قیمت وصول کر لی اور اس کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور آراء و اقوال اور تقلید رجال کے پیچھے لگ گئے' اس طرح ان کے دل سخت ہو گئے' لہٰذا اب ان کے دل نرم نہیں ہوں گے اور نہ وہ حق بات کو قبول کریں گے' ان پر ہر قسم کا کلام بے اثر ہے۔

دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے آخری رسول بنا کر بھیجا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی بشارت دی اور اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی اور اس کے حواریوں کے دلوں میں مخلوق کے بارے میں خشیت و رحمت پیدا فرما دی لیکن کچھ دیر بعد نصاریٰ نے رہبانیت کو اپنی طرف سے گھڑ لیا حالانکہ اللہ نے تو اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں فرمایا تھا۔

١٥٣ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ، اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَاَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے رات کے مقررہ وظیفے سے یا اس کے کچھ حصے کو ادا کیے بغیر سو جائے اور وہ اسے نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے درمیان پڑھ لے تو وہ اس کے لیے لکھ دیا جاتا ہے گویا اس نے اسے رات ہی کو پڑھا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٤٧).

غريب الحديث☆ (حزبه) ایسی نفلی عبادت جو انسان اپنے طور پر اپنے اوپر مقرر کر لیتا ہے کہ میں اتنے نفل پڑھوں گا یا اتنی تلاوت کروں گا یا پھر اس قدر ذکر اور وظیفہ کروں گا۔

فقه الحديث☆ ❶ مشروع کردہ وظیفے پر محافظت کا بیان کہ جس شخص سے کسی عذر کی وجہ سے یہ وظیفہ نہ ہو سکے تو وہ کسی دوسرے وقت

میں ادا کر دے تو اسے کامل ثواب ملتا ہے۔
◆ نیند کی وجہ سے کسی کام میں کوتاہی قابلِ مؤاخذہ نہیں۔

١٥٤ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ!)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا' وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا لیکن پھر اس نے قیام کرنا چھوڑ دیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٧ـفتح)' ومسلم (١١٥٩) (١٨٥).

فقه الحدیث☆ ◆ عالم اور مربی کو اپنے شاگردوں کے احوال سے باخبر رہنا چاہیے اور نیک اعمال کے متعلق انہیں ترغیب دیتے رہنا چاہیے خواہ دوسرے ساتھیوں کا حوالہ دے کر بات سمجھائی جائے نیز کسی کی غلطی کی نشاندہی کرتے وقت اس کا نام نہیں لینا چاہیے۔
◆ انسان جن نفلی اعمال کو اپنا معمول بنالے تو پھر ان پر ہمیشگی اختیار کرنی چاہیے اور اس عمل کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔
◆ عبادت میں زیادہ سختی اور شدت نہیں ہونی چاہیے' اس سے اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور عمل کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے' جو مذموم ہے۔

١٥٥ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کسی تکلیف سے یا کسی اور وجہ سے رہ جاتی تو آپ دن کے وقت بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٧٤٦) (١٤١).

فقه الحدیث☆ ◆ نبی ﷺ نے جو رات کی نماز دن کے وقت پڑھی ہے تو یہ رات کی نماز کی فضیلت کو پورا کرنے کے لیے ہے' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رات کی نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضا ضروری ہے' کیونکہ اگر قضا ہوتی تو آپ تعداد میں اضافہ نہ فرماتے۔
◆ جو شخص سو جائے یا بھول کر نماز نہ پڑھ سکے تو وہ جب بیدار ہو یا جب یاد آئے تو نماز پڑھ لے' یہی اس کا وقت ہے' اس پر گناہ نہیں۔

١٦ـ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَآدَابِهَا

۱۶۔ باب: سنت اور اس کے آداب کی حفاظت کرنے کا حکم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر : ٧]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ [النجم : ٣، ٤]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران : ٣١]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ''رسول تمہیں جو دے اسے لے لو اور جس سے تمہیں روک دے اس سے رک جاؤ''۔
اور فرمایا: ''وہ (رسول) اپنی خواہش سے نہیں بولتا' وہ تو وحی ہی ہے جو اس کی طرف نازل کی جاتی ہے''۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پس تم میری پیروی کرو' اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''

الْيَوْمَ الْآخِرَ﴾ [الأحزاب : ٢١]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء : ٦٥]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ [النساء : ٥٩]، قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ صِرَاطِ اللّٰهِ﴾ [الشورى : ٥٢، ٥٣]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور : ٦٣]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ [الأحزاب : ٣٤] ؛ وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ.

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ :

اور فرمایا: ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے' اس شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔''

اور فرمایا: ''تیرے رب کی قسم! لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تجھے اپنا حکم (ثالث) نہ مان لیں پھر تیرے فیصلے پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور خوش دلی سے اسے تسلیم کر لیں۔''

اور فرمایا: ''اگر کسی چیز کی بابت تمہارا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو تم اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو' اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔'' علماء نے کہا کہ اس کے معنی ہیں کہ کتاب و سنت کی طرف لوٹاؤ (یعنی اس کی روشنی میں جائز اور ناجائز کا فیصلہ کرو)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً آپ سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہیں''۔ اور فرمایا: ''آپ (رسول) کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو اس امر سے ڈر جانا چاہیے کہ وہ کسی آزمائش سے دوچار نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ آ پہنچے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں''۔ اس باب میں اور بھی بہت سی آیات ہیں' اب احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال یا ایسے امور جو آپ کی موجودگی میں ہوئے اور آپ نے ان پر خاموشی اختیار فرمائی ان سب میں اس شخص کے لیے اسوۂ حسنہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو' اسی لیے صرف آپ ﷺ کا طریقہ قابل عمل اور قابل اتباع ہے۔

شرح الآیات: رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو مقدور بھر اس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کر دوں اس سے رک جاؤ''۔ اس حدیث میں یہ نکتہ ہے کہ کسی کام کے بجالانے میں تو استطاعت کا ذکر ہے کہ مقدور بھر عمل کرو' اسی لیے درجات میں تفاوت ہے لیکن جہاں تک نہی اور کسی چیز سے اجتناب کا تعلق ہے تو اس میں ہر شخص کو مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے' اس میں استطاعت کا ذکر نہیں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے متعلق بتایا کہ وہ اپنی خواہش یا غرض کے تحت نہیں بولتے بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو من وعن امت تک پہنچانے پر مامور ہیں' اس لیے ثابت ہوا کہ سنت بھی وحی ہے لیکن یہ وحی غیر متلو ہے۔

اس سے اگلی آیت ہر اس شخص کے خلاف ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن اس کا عمل رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف ہے' گویا فی الحقیقت وہ اپنے اس دعوئ محبت میں جھوٹا ہے حتیٰ کہ وہ شریعتِ محمدی کی اتباع کرلے۔ جب وہ اقوال و افعال میں آپ کی پیروی کرلے گا تو اسے اپنے مطلوب یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر حاصل ہوجائے گا اور وہ یہ ہے کہ اللہ اسے اپنا محبوب بنالے گا اور یہ بہت بڑا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اپنا محبوب بنالے۔ پس یہ ثابت ہوا کہ سنت کی پیروی سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے' کسی اور ذریعے سے نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن مجید میں صرف دو مقام پر اپنی ذات کی قسم کھائی ہے: ایک اس سورۂ نساء میں اور دوسری سورۃ الذاریات میں جو رزق کے متعلق ہے۔

ساتویں آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور یہ بات ایک حدیث سے بھی ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو متنبہ کیا ہے' کیونکہ تمام اقوال و اعمال کو آپ کی سنت پر پرکھا جائے گا' جو اقوال و افعال آپ کی سنت کے موافق ہوں گے وہ قبول ہوں گے باقی مردود اور ایسے شخص کا انجام ہلاکت ہے۔

١٥٦ ـ فَالْأَوَّلُ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((دَعُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ : إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں جو باتیں تمہیں بیان کرنے سے چھوڑ دوں تو تم مجھے ان کے بارے میں (کرید کرنے سے) چھوڑ دو' اس لیے کہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ وہ کثرت سے سوال کرتے تھے اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرتے تھے' پس جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو تم اس سے اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق بجالاؤ''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٢٥١ ـ فتح)' ومسلم (١٣٣٧).

غريب الحديث☆ (دعونی) ''مجھے زیادہ سوال کرنے سے چھوڑ دو''۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کو حکم تھا کہ وہ بلاضرورت سوال نہ کریں' اس میں اندیشہ تھا کہ کہیں اس کے بارے میں وجوب یا عزیمت کا حکم نازل نہ ہوجائے۔

❷ جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے فوراً اور مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے جبکہ مامورات میں مقدور بھر عمل کرنا چاہیے۔

❸ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر بلا چون و چرا عمل کرے اور انہیں اپنی عقل کے معیار پر نہ پرکھے۔

١٥٧ ـ الثَّانِي : عَنْ أَبِي نَجِيْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا. قَالَ : ((أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَ

۱۵۷۔ حضرت ابونجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہایت مؤثر اور بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا' جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا الوداع کہنے والے کا وعظ ہے' لہٰذا آپ ہمیں وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار

السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَ اِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، وَ اِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا. فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَ اِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. ((النَّوَاجِذُ)) بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: الْأَنْيَابُ، وَ قِيْلَ: الْأَضْرَاسُ.

کرنے اور سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تم پر کوئی غلام امیر مقرر ہو جائے اور تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین اور مہدیین کے طریقے کو لازم پکڑنا اور اسے داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑ لینا دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا کیونکہ دین میں ہر نیا کام گمراہی ہے"۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے) (نواجذ) ذال کے ساتھ اس کا مطلب ہے "دانت" اور بعض نے کہا: اس کا معنی ہے "داڑھیں"۔

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره' أخرجه أبو داود (٤٦٠٧)' والترمذي (٢٦٧٦)' وابن ماجه (٤٣' ٤٤).

غريب الحديث☆ (موعظة) "وعظ و نصیحت"۔ (بليغة) "مؤثر"۔ (وجلت) "ڈر گئے"۔ (ذرفت) "بہ پڑیں"۔

فقه الحديث☆ ❶ واعظ کو چاہیے کہ وہ اپنا وعظ فصیح و بلیغ انداز سے کرے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے آپ نے اپنے صحابہ کرام کو نیکی کے تمام اعمال بجا لانے کا حکم فرمادیا اور جو برائی کے راستے تھے ان سے منع فرمادیا اور آپ نے جامع وصیت میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع فرمادیں۔

❸ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے۔ تقویٰ سے مراد آپ کے اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب ہے۔

❹ امراء جب تک اللہ کی اطاعت کا حکم دیں تب تک ان کی اطاعت لازم ہے خواہ وہ امراء کیسی ہی نسل و نسل سے ہوں۔

❺ رسول اللہ ﷺ نے اس امر کی خبر دی کہ یہ امت بہت سے فرقوں میں بٹ جائے گی اور ساتھ ہی صحیح اور سلامتی والے راستے کی راہنمائی فرمادی کہ وہ راستہ آپ کی سنت اور خلفائے راشدین کے طریقے والا ہے۔

❻ دین میں نئی نئی چیزیں یعنی بدعتیں ایجاد کرنے سے بچنا چاہیے کیونکہ وہ سب کی سب گمراہی ہیں اور گمراہی کا انجام اچھا نہیں۔

❼ جب امت اختلاف کا شکار ہو جائے تو پھر نجات اسی میں ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور فہم صحابہ ﷺ کے ساتھ تمسک اور تعلق قائم کیا جائے۔

١٥٨۔ الثَّالِثُ: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى)). قِيْلَ: وَ مَنْ يَأْبٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَ مَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۸۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کردے"۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے یقیناً (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٢٤٩۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أبى) "انکار کر دیا"۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پیدا فرمایا تا کہ ان پر رحم فرمائے اور اپنے رحمت والے گھر جنت میں داخل فرمادے۔
❷ رسول اللہ ﷺ اپنے رب کی طرف سے مبلغ تھے۔
❸ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ کی رحمت اور جنت کو قبول نہ کیا۔
❹ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت سے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔
❺ دنیا و آخرت میں نجات کے لیے رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور سنت کی اتباع ضروری ہے۔

١٥٩ - الرَّابِعُ : عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ، وَقِيلَ : أَبِي إِيَاسٍ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ : ((كُلْ بِيَمِينِكَ)) قَالَ : لَا أَسْتَطِيعُ. قَالَ : ((لَا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۹۔ حضرت ابومسلم، بعض نے کہا: ابوایاس سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے فرمایا: ''اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: میں طاقت نہیں رکھتا' آپ نے فرمایا: ''تو طاقت نہ ہی رکھے''۔ اسے (دائیں ہاتھ سے کھانے سے) صرف تکبر نے روکا' پھر (اس کے بعد) وہ دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٢١).

غريب الحديث☆ (لا استطعت) ''تو طاقت نہ ہی رکھے''۔ آپ نے اس کے اتباع سنت سے تکبر کی وجہ سے اس کے خلاف بد دعا کی۔

فقہ الحدیث☆ ❶ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے اور کسی عذر کے بغیر بائیں ہاتھ سے کھانا حرام ہے۔
❷ ہر اچھا عمل دائیں طرف اور دائیں ہاتھ سے شروع کرنا چاہیے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر اچھے کام میں دائیں طرف کو پسند کرتے تھے۔
❸ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت باعث گناہ ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف بد دعا کی' کیونکہ اس نے تکبر و عناد کی وجہ سے آپ کے حکم کی مخالفت کی تھی۔
❹ سنت کے مطابق نہ کھانے پینے والوں کو نصیحت کرنی چاہیے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں یا بچے۔
❺ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔

١٦٠ - الْخَامِسُ : عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا، فَقَامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ، فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ فَقَالَ :

۱۶۰۔ حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم اپنی صفیں ضرور سیدھی اور درست کرلو ورنہ اللہ تمہارے درمیان مخالفت پیدا فرمادے گا''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح برابر اور سیدھا فرماتے تھے حتیٰ کہ ایسے معلوم ہوتا کہ گویا آپ ان کے ساتھ تیروں کو سیدھا فرمارہے ہیں اور آپ صفیں سیدھی فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ نے محسوس فرمالیا کہ ہم نے آپ سے یہ مسئلہ سمجھ لیا

((عِبَادَ اللّٰهِ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)).

ہے۔ پھر ایک روز آپ تشریف لائے اور (مصلے پر) کھڑے ہو گئے' قریب تھا کہ آپ تکبیر (اللہ اکبر) فرماتے' آپ نے اچانک ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! تم اپنی صفیں ضرور سیدھی کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا (یعنی تمہارے چہروں کو بدل دے گا)''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٢/٢٠٦-٢٠٧-فتح)' ومسلم (٤٣٦)' والرواية الثانية عند مسلم (٤٣٦) (١٢٨).

غریب الحدیث☆ (لتسون صفوفکم) ''تم ضرور اپنی صفیں سیدھی کرلو' یعنی تم سب ایک سمت میں برابر کھڑے ہو جاؤ۔ (لیخالفن اللہ بین وجوهکم) اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو سامنے سے ہٹا کر پیچھے گدی پر لگا دے گا' یہ ہے چہروں کا بدل جانا' لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا کر دے گا اور دلوں کو بدل دے گا۔ (القداح) قدح کی جمع ہے بمعنی تیر' لیکن اس سے صفوں کی درستی میں مبالغہ مراد ہے۔ (عقلنا) ''ہم نے سمجھ لیا''۔ (بادیا) ''صف سے باہر نکلا ہوا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ صفوں کو درست کرنے کی ترغیب۔

❷ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان بات کرنا جائز ہے۔

❸ وعید جنس جرم سے ہے اور وہ ہے مخالفت یعنی صفوں کی مخالفت کی سزا چہروں کی مخالفت میں ملے گی' اس لیے صفوں کی درستی واجب ہے اور اس میں تفریط حرام ہے۔ لہٰذا امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کو درست کرائے اور مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ جب امام صفیں درست کرنے کو کہے تو وہ خوش دلی سے سنت سمجھتے ہوئے صفیں درست کرلیں' کیونکہ صفوں کو درست کرنا حسن نماز میں سے ہے۔ اس موضوع پر اور بھی بہت سی احادیث ہیں' کیونکہ یہ بڑا تاکیدی اور اہم مسئلہ ہے' صفوں کی درستی کے لیے ضروری ہے کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا ہوا ہو اور ایڑیاں برابر ہوں۔

١٦١- السَّادِسُ : عَنْ اَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ، فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

١٦١- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رات کے وقت مدینے میں ایک گھر اپنے مکینوں سمیت جل گیا' جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے لہٰذا جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١١/٨٥-فتح)' ومسلم (٢٠١٦).

فقه الحدیث☆ ❶ سونے سے پہلے آگ کو بجھانا واجب ہے۔

❷ آگ دشمن ہے' کیونکہ وہ ہمارے مال و جان کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے دنیا و آخرت کے امور کی بہتری کے لیے فکر مند اور کوشاں رہتے تھے۔

❹ رات کو سوتے وقت چراغ اور موم بتی وغیرہ کو بجھا دینا چاہیے' ان سے آگ لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

١٦٢- السَّابِعُ : عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ

١٦٢- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت اور علم کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس کی مثال بارش کی مانند ہے جو زمین پر برستی ہے' اس زمین کا کچھ حصہ تو

طَيِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَ الْعُشْبَ الْكَثِيْرَ، وَ كَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَ سَقَوْا وَزَرَعُوْا. وَ اَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا اُخْرٰى، اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ، وَ نَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَ مَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا، وَ لَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((فَقُهَ)) بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَ قِيْلَ : بِكَسْرِهَا، أَيْ : صَارَ فَقِيْهًا.

اچھا تھا اس نے پانی کو جذب کرلیا اوراس نے گھاس اور بہت سا سبزہ اگایا' جبکہ اس زمین کا ایک حصہ سخت تھا' اس نے پانی کو اپنے اندر جذب تو نہیں کیا بلکہ روک لیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچایا' انھوں نے اس سے پیا پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا' اس زمین کا ایک ٹکڑا ایسا بھی تھا کہ وہ صرف چٹیل میدان تھا' وہ پانی روکتا تھا نہ گھاس اگاتا تھا۔ پس یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی اوراللہ تعالیٰ نے جس علم کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا اس سے نفع اٹھایا' خود بھی اس علم کو سیکھا اوردوسروں کو سکھایا اور(یہ دوسری) مثال اس شخص کی ہے جس نے اس (ہدایت اورعلم) کی طرف اپنا سر بھی نہیں اٹھایا (یعنی توجہ ہی نہیں کی) اور اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول بھی نہیں کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا''۔ (متفق علیہ)

(فقه) قاف کے پیش کے ساتھ مشہور ہے' بعض کے نزدیک قاف کے زیر کے ساتھ ہے' اس کا معنی ہے کہ وہ فقیہ ہوگیا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱۷۵۔فتح) و مسلم (۲۲۸۲).

غريب الحديث☆ (غيث) ''بارش''۔ (طائفة) ''ایک ٹکڑا''۔ (الكلأ) وہ گھاس پھوس جو مویشیوں کو چرائی جاتی ہے خواہ وہ تازہ ہو یا خشک۔ (العشب) ''سبز نباتات'' اس کا اطلاق صرف تازہ پر ہوتا ہے' خشک پر نہیں۔ (أجادب) ''أجدب'' کی جمع ہے' مطلب سخت زمین جو اپنے اندر پانی کو جذب نہ کرسکے۔ (قيعان) ''قاع'' کی جمع ہے' مطلب برابر ہموار چکنی اور چٹیل زمین جو کاشت کاری کے قابل نہ ہو۔ (لم يرفع بذلك رأسا) ''اس کی طرف اس نے سر نہیں اٹھایا'' یعنی میری لائی ہوئی شریعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

فقه الحديث☆ ❶ لوگوں کو مسائل سمجھانے کے لیے مثالیں بیان کرنا مشروع ہے۔

❷ علم دلوں کو ایسے ہی زندہ کرتا ہے جس طرح بارش مردہ زمین کو شاداب کرتی ہے۔ امت کی حیات شرعی علم کے ساتھ ہے اور جو اس علم سے محروم ہے وہ تو مردہ کی طرح ہے۔ پس جس نے اس علم کو قبول کیا' اس سے فائدہ حاصل کیا اوراس کے احکام پر عمل کیا وہ زندہ امت سے ہے۔

❸ شرعی علم حاصل کرنے میں بھی لوگوں کے مراتب ہیں۔

امام ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے (مفتاح دار السعادة "۱/ ۶۰'۶۱") میں فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جو ہدایت اورعلم لے کر تشریف لائے اسے آپ نے بارش سے تشبیہ دی' اس لیے کہ ان دونوں (علم اور بارش) سے حیات، منافع، غذائیں، ادویات اور بندوں کے مصالح کی دیگر چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ آپ نے دلوں کو زمین کی مختلف اقسام سے تشبیہ دی' اس لیے کہ بارش زمین پر برستی ہے جو پانی کو جذب کرتی ہے اور پھر وہ تمام قسم کی مفید نباتات اگاتی ہے' اسی طرح دل علم کو محفوظ رکھتے ہیں' وہ وہاں ثمر بار ہوتا ہے' پھلتا پھولتا ہے اور پھراس کی برکات ظاہر ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے اس علم کو قبول کرنے، اسے یاد کرنے، اس کے معانی کو سمجھنے، اس کے احکام کو مستنبط کرنے اوراس کے فوائد وغیرہ کے استخراج کرنے کی صلاحیت کے لحاظ سے لوگوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے:۔

(۱) اہلِ حفظ وفہم لوگ جنھوں نے اس علم کو حفظ کیا' اس کے معانی کو سمجھا' اس کے احکام کو مستنبط کیا اور اس کے فوائد کا استخراج کیا۔ پس ایسے لوگ اس زمین کی طرح ہیں جس نے پانی کو جذب کیا اور اسے محفوظ کر لیا۔ پس یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے علم کو حفظ کیا۔ اور زمین جو نباتات اور گھاس وغیرہ اگاتی ہے تو اس کی مثال علم کی فہم' معرفت اور استنباط جیسی ہے' وہ علم کو یاد کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۲) دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنھوں نے اس علم کو یاد کیا' اسے محفوظ کیا اور ضبط کے ساتھ اسے دوسروں تک منتقل کیا' اگرچہ ان کے اپنے اندر استنباط اور استخراج کی صلاحیت نہیں تھی لیکن انھوں نے اس علم شریعت کو یاد کر کے محفوظ رکھنے کا فریضہ انجام دیا۔ جیسے ایک حافظِ قرآن قرآن کو یاد کر لیتا ہے لیکن اس کے معانی کی تفہیم اور اس کی تفسیر سے واقف نہیں ہوتا۔ پس ایسے لوگوں کی مثال اس زمین جیسی ہے جو اگانے کی صلاحیت سے تو محروم ہوتی ہے لیکن وہ پانی کو ذخیرہ کرنے اور اسے محفوظ رکھنے کے قابل ہوتی ہے' پس ایسے لوگ بھی نافع ہیں۔

(۳) تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو خود علم رکھتے ہیں' نہ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں' پس ان کی مثال اس زمین جیسی ہے جو چٹیل اور چکنی ہے' جو زراعت کے قابل ہے نہ وہ پانی ذخیرہ کرتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اس کے علم کی طرف توجہ نہیں کرتے' اس ہدایت کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگ چوپایوں سے بھی بدتر ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ بندوں کو علم کی اتنی ہی حاجت ہے جتنی انہیں بارش کی ضرورت ہے' بلکہ بارش سے بھی زیادہ علم کی ضرورت ہے۔ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بندوں کو کھانے پینے سے زیادہ علم کی ضرورت ہے' کیونکہ کھانے پینے کی ضرورت تو دن میں ایک بار یا دو بار ہوتی ہے جبکہ علم کی ضرورت تو سانسوں کی مقدار کے برابر ہے''۔

١٦٣ ـ الثَّامِنُ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَثَلِيْ وَ مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَ أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَ أَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَدِيْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْجَنَادِبُ)) : نَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشِ، هٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ الَّذِيْ يَقَعُ فِي النَّارِ. ((وَالْحُجَزُ)) : جَمْعُ حُجْزَةٍ، وَ هِيَ مَعْقِدُ الْإِزَارِ وَ السَّرَاوِيْلِ.

۱۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی تو پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس (آگ) سے دور ہٹاتا ہے اور میں بھی تمہاری کمر سے پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں لیکن تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جاتے (اور آگ میں گرتے جاتے) ہو۔'' (مسلم)

(الجنادب) ٹڈی اور پتنگا' پروانہ وغیرہ' یہ وہی مشہور کیڑا ہے جو آگ میں گرتا ہے۔ (الحجز) ''حجزة'' کی جمع ہے' شلوار اور ازار باندھنے کی جگہ یعنی کمر۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۲۸۵).

غريب الحديث☆ (يذبهن) ''وہ انہیں دور کرتا ہے' ہٹاتا ہے''۔

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر بڑے رحیم اور حریص تھے کہ آپ نے ہر نیکی اور بھلائی والا کام انہیں بتا دیا اور ہر شر کے متعلق بھی بتا دیا تا کہ امت اس سے بچ جائے' آپ نے پوری کوشش کی کہ لوگ دولت ایمان سے مالا مال ہو سکیں' لیکن وہ لوگ کتنے بدنصیب رہے جو آپ کی اتنی ہمدردی اور کوشش کے باوجود ایمان نہ لائے اور جہنم کا ایندھن بن گئے' دنیا کی چمک نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

١٦٤ ـ التَّاسِعُ : عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، أَمَرَ بِلَعْقِ

۱۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَ قَالَ : ((اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهَا الْبَرَكَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: ((اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ، فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى، وَ لْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهُ ؛ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ : ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى، فَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)).

(کھانے کے بعد) انگلیاں اور پیالہ، پلیٹ چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس میں برکت ہے''۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اسے اٹھا لے اور اس کے ساتھ لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو صاف کر کے کھا لے' اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنے ہاتھ کو رومال وغیرہ سے صاف نہ کرے حتیٰ کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ لے' کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے''۔

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''شیطان تمہارے پاس ہر چیز میں حاضر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کے ساتھ لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو دور کر کے (یعنی اسے صاف کر کے) کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٠٣٣)' والرواية الثانية عنده (٢٠٣٣) (١٣٤)' والرواية الثالثة عنده (٢٠٣٣) (١٣٥).

غریب الحدیث☆ (لعق) ''چاٹنا''۔ (البرکة) ''خیر کثیر''۔ (فلیمط) ''دور کر دے، صاف کر لے''۔ (من اذی) غبار، مٹی یا میل وغیرہ۔

فقه الحدیث☆ ❶ انسان جو کھانا کھاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے لیکن انسان کو معلوم نہیں کہ وہ کس حصے میں ہے۔

❷ آدمی کو چاہیے کہ اس برکت کے حصول کے لیے کوشش کرے' اگر برکت ہی چھن جائے تو پھر اگر بندے کو دنیا بھر کی چیزیں بھی مل جائیں تو وہ ان سے نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

❸ انگلیوں اور پلیٹ وغیرہ کو اچھی طرح چاٹ کر صاف کر لینا چاہیے' اس میں نعمتوں کی حفاظت ہے اور انسان میں تواضع پیدا ہوتی ہے۔

❹ اگر کھانے والی چیز زمین پر گر جائے تو اسے اٹھا لینا چاہیے اور اسے صاف کر کے کھا لینا چاہیے بشرطیکہ وہ چیز کسی نجس جگہ نہ گری ہو' کیونکہ اس طرح چیز نہ اٹھانے سے نعمت کی اہانت اور تکبر کی علامت ہے۔

❺ شیطان بندے کی حرکات و سکنات کی نگرانی کرتا ہے' جب بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے۔

❻ مسلمان ہر لحاظ سے شیاطین سے دشمنی رکھتا ہے اور اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہے کہ اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔

❼ شریعت اسلامیہ نے حقیقت کی وضاحت فرما دی جو مصالح کی راہنمائی کرتی ہے اور مفاسد کو دور کرتی ہے۔

❽ اسلام تواضع کے ساتھ ساتھ نظافت کی بھی تعلیم دیتا ہے' یہ گندگی اور میل کچیل سے بچاتا ہے' اسی لیے فرمایا کہ لقمے کے ساتھ کوئی میل کچیل لگ جائے تو اسے صاف کر لیا جائے اور پھر کھایا جائے' یہی ایک درمیانی راہ ہے۔

١٦٥ـ اَلْعَاشِرُ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ : ((يَا

١٦٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں وعظ و نصیحت فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ تَعَالَى حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ [الأنبياء : ١٠٤]، أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ﷺ أَلَا وَ إِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ : يَا رَبِّ! أَصْحَابِي؛ فَيُقَالُ : إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ : ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المائدة : ١١٧، ١١٨]، فَيُقَالُ لِي : إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ((غُرْلًا)) أَيْ : غَيْرَ مَخْتُونِينَ.

تعالیٰ کی طرف ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون پیدا کیے جاؤ گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ تخلیق کی' ہم اسے دوبارہ لوٹائیں گے' یہ ہمارا وعدہ ہے' ہم یقیناً پورا کرنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:۱۰۴) سنو! روز قیامت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور سنو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے' انہیں بائیں جانب (یعنی جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں' مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں جاری کی تھیں' پھر میں بھی کہوں گا جیسے اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا ''میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں موجود رہا اور جب آپ نے مجھے بلا لیا تو آپ ہی ان پر نگران تھے اور آپ ہر چیز پر گواہ ہیں۔ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ ہی کے بندے اور اگر انہیں بخش دیں تو یقیناً آپ غلبے والے حکمت والے ہیں''۔ (المائدۃ:۱۱۷۔۱۱۸) پھر مجھے بتایا جائے گا کہ یہ لوگ دین اسلام سے مرتد ہوتے رہے جب سے آپ ان سے جدا ہو گئے تھے''۔ (متفق علیہ)

(غرلا) غیر مختون' جن کے ختنے نہ ہوئے ہوں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/٣٨٧،٢٨٦۔فتح)، ومسلم (٢٨٦٠) (٥٨).

غريب الحديث☆ **(ذات الشمال)** بائیں جانب آگ کی طرف۔ **(العبد الصالح)** ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام''۔

فقه الحديث☆ ❶ تمام لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اللہ تعالیٰ کی طرف جمع کیے جائیں گے' جیسے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا گیا تھا' اس سے ثابت ہوا کہ انھوں نے دنیا میں جو کچھ مال و متاع جمع کیا تھا وہ سب کچھ پیچھے چھوڑ آئے ہیں' وہاں صرف آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی کام آئیں گے۔

❷ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

❸ لباس بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس سے انسان ستر پوشی کرتا ہے۔

❹ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کا بیان کہ انہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔

❺ اہل بدعت جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو بدل دیا' وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔

١٦٦ ۔ **الْحَادِيْ عَشَرَ** : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۶۶۔ حضرت ابو سعید عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَ قَالَ : ((اِنَّهٗ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ، وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَ اِنَّهٗ يَفْقَأُ الْعَيْنَ، وَ يَكْسِرُ السِّنَّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : اَنَّ قَرِيْبًا لِابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ ؛ فَنَهَاهُ وَ قَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَ قَالَ : ((اِنَّهَا لَا تَصِيْدُ صَيْدًا)) ثُمَّ عَادَ فَقَالَ : اُحَدِّثُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ، ثُمَّ عُدْتَ تَخْذِفُ!؟ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا.

اللہ ﷺ نے خذف (انگلی اور انگوٹھے سے کنکری پھینکنے) سے منع فرمایا ہے فرمایا: ''بے شک وہ کنکری شکار کو قتل کرتی ہے نہ دشمن کو زخمی' البتہ وہ آنکھ کو پھوڑ دیتی ہے اور دانت کو توڑ دیتی ہے''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار نے انگلی پر کنکری رکھ کر چلائی تو انہوں نے اسے اس کام سے روکا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے' آپ نے فرمایا: ''یہ کسی شکار کا شکار نہیں کرتی''۔ اس (رشتہ دار) نے پھر کنکری پھینکی تو انھوں (ابن مغفل رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں تجھے بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور تم پھر یہ پھینک رہے ہو! میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/۵۹۹ ـ فتح)' ومسلم (۱۹۵۴)' والرواية الثانية عند مسلم (۱۹۵٤) (۵٦).

غريب الحديث☆ (الخذف) ''شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے کنکری پھینکنا''۔ (لا ینکا) ''زخمی نہیں کرتا''۔ (یفقأ) ''پھوڑ دیتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ انگشت شہادت اور انگوٹھے سے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا' اس لیے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں البتہ دوسروں کو نقصان ضرور پہنچتا ہے۔ اسلام ایسے تمام کاموں سے منع کرتا ہے جن میں کوئی فائدہ نہ ہو یا دوسرے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔

❷ مسلمان کی حرمت بڑی عظیم ہے' اس لیے شریعت نے ہر لحاظ سے اس کی حفاظت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

❸ جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے یا کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو وہ اسے روکنے کی کوشش کرے اور اس کے کرنے والے کو متنبہ کرے نیز اس پر سختی کرنے سے پہلے اس پر اس کی برائی بیان کردے اور حجت قائم کردے۔

❹ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی نافرمانی کرنے والوں اور اہل بدعت سے بات چیت بند کر دینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔

❺ مومن کو اللہ تعالیٰ کا دین اپنے نفس' والدین' اولاد' رشتہ دار' دوستوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

۱٦۷ ـ وَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ : رَاَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ ـ يَعْنِي الْاَسْوَدَ ـ وَ يَقُوْلُ : اِنِّيْ اَعْلَمُ اِنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَ لَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱٦۷۔ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے' تو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/٤۷۵ ـ فتح)' ومسلم (۱۲۷۰).

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے جن کاموں کو امت کے لیے مشروع قرار دیا ان کی پیروی کرنا واجب ہے خواہ ان کی حکمت ظاہر ہو یا نہ ہو۔

❷ عبادات توقیفی (شارع کا بتانے پر موقوف) ہوتی ہیں' ان کی اتباع واجب ہے۔

❸ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت نبوی ہے۔

❹ صحابہ کرام توحید میں کس قدر پختہ تھے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتی خواہ وہ کتنی ہی قابل تعظیم کیوں نہ ہو۔

١٧۔ بَابُ وَجُوْبِ الْإِنْقِيَادِ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ دُعِيَ إِلٰى ذٰلِكَ، وَأُمِرَ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ نُهِيَ عَنْ مُنْكَرٍ

۱۷۔ باب: اللہ کے حکم کی تعمیل واجب ہے اور جسے اس کی دعوت دی جائے اور نیکی کا حکم دیا جائے یا برائی سے منع کیا جائے تو اسے کیا کہنا چاہیے

شرح الآیات ☆ پہلی آیت کی تفسیر اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے جبکہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں اور کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے' وہ بات کو سنتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں اور یہی وہ صفت ہے جو کامیابی وکامرانی کی ضمانت ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء : ٦٥]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْا إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [النور : ٥١]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے میرے نبی!) تیرے رب کی قسم! وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ تمہیں اپنے باہمی جھگڑوں میں حکم (ثالث) نہ مان لیں اور پھر تیرے فیصلے پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نسوس نہ کریں اور اسے دل سے تسلیم کر لیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا''۔

وَفِيْهِ مِنَ الْأَحَادِيْثِ حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ أَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهُ، وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ فِيْهِ.

باب سے متعلقہ احادیث میں سے ایک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے جو اس سے قبل باب کے شروع میں گزر چکی ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی ایک احادیث ہیں۔

١٦٨ ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَ إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ الآية [البقرة : ٢٨٤]، اشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوْا : أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ : الصَّلَاةَ وَالْجِهَادَ وَالصِّيَامَ وَ الصَّدَقَةَ، وَ قَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْآيَةُ

۱۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو وہ جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا''۔ (البقرة:۲۸۴) تو یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر نہایت گراں گزری' وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمیں ایسے اعمال کا حکم دیا گیا جن کی ہم میں طاقت تھی (جیسے) نماز، جہاد، روزہ اور صدقہ (وہ ہم نے کیے' لیکن)

وَلَا نُطِيقُهَا. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ : سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ؟ بَلْ قُولُوا : سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ إِلَيْكَ الْمَصِيرُ)) قَالُوا : سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ. فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ، وَ ذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ ؛ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي إِثْرِهَا : ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ إِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالَى ؛ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾، قَالَ : نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا﴾ قَالَ : نَعَمْ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ قَالَ : نَعَمْ ﴿وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾ (البقرة : ۲۸۶) قَالَ : نَعَمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اب آپ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم بھی اس طرح کہنا چاہتے ہو جس طرح تم سے پہلے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے کہا تھا ہم نے سنا اور نافرمانی کی' بلکہ تم کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی' اے ہمارے رب! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے''۔ جب انھوں نے کہا: (ہم نے سنا اور اطاعت کی' ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف پھرنا ہے' جب لوگوں نے اسے پڑھا اور ان کی زبانیں اس کے ساتھ رواں ہوگئیں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''رسول اللہ ﷺ اور مومنین اس (وحی) پر ایمان لائے جو رسول کی طرف نازل کی گئی' سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر' اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور انھوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔'' جب انھوں نے ایسا کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اس حصے کو (جو ان پر گراں گزرا تھا) منسوخ کردیا اور یہ آیت نازل فرمادی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' جو اچھے کام کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو برے کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا' اے ہمارے رب! ہماری بھول اور خطاؤں پر ہماری گرفت نہ فرما''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اچھا ٹھیک ہے''۔ ''اے ہمارے رب! ہم پر اس طرح بوجھ نہ ڈالنا جس طرح تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہاں! ٹھیک ہے''۔ اور ہمیں معاف فرمادے' ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما' تو ہی ہمارا کارساز ہے' پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہاں! ٹھیک ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۲۵).

غريب الحديث☆ (اقتراها) ''اسے پڑھا''۔ (ذلّت) ''مطیع ہونا''۔ (نسخها) ''اسے منسوخ کردیا''، یعنی صحابہ کرام کے دل میں جو ابہام تھا اسے دور کردیا۔ (ما لا طاقة لنا) ''جس کی ہم میں طاقت نہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ ﷺ کا فہم بڑا عمیق تھا' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کلام کو سمجھنے میں وہ راسخ تھے' ان کا علم پختہ تھا۔

❷ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر فوراً لبیک کہتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کو فوراً سمجھ جاتے تھے۔
❸ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے اعانت و نصرت حاصل ہوتی ہے اور معاملات میں تخفیف ہو جاتی ہے۔
❹ جب انسان کے دل میں گزرنے والے خیالات اور وسوسوں پر بھی مؤاخذے کا حکم نازل ہوا تھا' جن کے روکنے پر کوئی انسان قادر نہیں تو صحابہ کرام پریشان ہو گئے' تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر جب انھوں نے سمع و طاعت کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا اور وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا۔
❺ اہل کتاب کی مخالفت واجب ہے' ان کی تقلید اور مشابہت قولی اور مشابہت فعلی سے بچنا چاہیے۔
❻ قرآن مجید میں نسخ موجود ہے اور یہ احکام تکلیف میں ہے۔
❼ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ صرف عربی لغت سے معرفت فہم دین کے لیے کافی نہیں بلکہ فہم دین کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیح و وضاحت ضروری ہے۔

۱۸۔ بَابُ عَنِ الْبِدَعِ وَ مُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ

۱۸۔ باب: بدعات اور نئے نئے امور ایجاد کرنے کی ممانعت

بدعت سے مراد دین میں ایجاد کردہ نیا طریقہ ہے' جو شریعت کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے' حالانکہ اس کے صحیح ہونے پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہوتی۔ کتاب و سنت اور اقوال سلف کے ذریعے اس کی بہت مذمت کی گئی ہے اور اس کے قریب جانے سے منع کیا گیا ہے' اس لیے کہ یہ بھی شرک کی ایک شاخ اور قسم ہے اور شیطان کو یہ دوسرے تمام گناہوں سے زیادہ محبوب اور پسند ہے' کیونکہ گناہ گار تو کبھی نہ کبھی اپنے گناہ سے توبہ کر لیتا ہے جبکہ بدعتی کو توبہ کی توفیق کم ملتی ہے' اس لیے کہ وہ تو بدعت کو نیکی سمجھ کر تقرب الٰہی کے لیے کر رہا ہوتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ﴾ [يونس : ٣٢]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ [الأنعام : ٣٨]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ [النساء : ٥٩]، أَيْ: الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ. وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ﴾ [الأنعام : ١٥٣]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ [آل عمران : ٣١] والآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا، وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس نہیں ہے حق کے بعد مگر گمراہی''۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا''۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تم کسی چیز کے بارے میں آپس میں اختلاف و نزاع کرو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دو''۔ یعنی کتاب و سنت کی طرف لوٹا دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا' پس تم اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو ورنہ وہ تمھیں اس سیدھے راستے سے جدا کر دیں گے''۔
اور فرمایا: ''(اے پیغمبر!) فرما دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا''۔
اور اس باب میں اور بہت سی آیات معلوم ہیں اور احادیث بھی کئی

فَنَقْتَصِرُ عَلٰى طَرَفٍ مِنْهَا: ایک اور مشہور ہیں، ہم ان میں سے چند ایک پر اکتفا کریں گے۔

شرح الآیات☆ حق اور گمراہی دو متضاد چیزیں ہیں، یہ دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں، آدمی ایک سے نکلے تو دوسری چیز میں خود بخود داخل ہو جاتا ہے اور حق کتاب و سنت کے راستے کی معرفت اور دلیل کے ساتھ سلف کے فہم کا نام ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق بتایا کہ اس میں بندوں کی ہدایت اور تمام ضرورتوں اور مسائل کا حل ہے اور سنت بھی اس میں شامل اور داخل ہے، کیونکہ وہ قرآن کریم کی وضاحت کرتی ہے۔

۱۶۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)).

۱۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس امر (دین اسلام) میں کوئی نئی چیز ایجاد کی، جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۳۰۱۔فتح)، ومسلم (۱۷۱۸).

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن پر اسلام کا مدار ہے، لہٰذا اسے یاد کرنا چاہیے اور اس کا پرچار کرنا چاہیے اور بدعات و محدثات کے رد کرنے میں یہ ایک عظیم قاعدہ ہے۔ اہل علم نے اس حدیث کی تفصیل میں سیر حاصل بحث کی ہے۔

غريب الحديث☆ **(في أمرنا)** ''ہمارے دین کے بارے میں''۔ **(ردٌّ)** ''مردود ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ دین کے بارے میں نئے نئے کام ایجاد کرنا مردود ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ایسے اعمال کا وزن نہیں کرے گا یعنی ان کی کچھ بھی اہمیت نہیں ہوگی۔

❷ اس حدیث نے واضح کر دیا کہ محدثات (دین میں اپنی طرف سے نئے نئے کام ایجاد کرنا) بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم باطل ہے۔ ہر وہ کام جسے نیکی اور ذریعہ تقرب سمجھ کر کیا جائے دراں حالیکہ اس پر کتاب و سنت کی کوئی دلیل نہ ہو یا وہ نصوصِ شریعت کی اس تعبیر سے مختلف ہو جو صحابہ کرام و تابعین نے کی (جو اسلام کا بہترین دور ہے) اور خیر القرون کے تعامل کی تائید سے بھی وہ محروم ہو، ایسے تمام کام بدعت ہوں گے۔

۱۷۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتّٰى كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ: ((صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ)) وَيَقُوْلُ: ((بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرِنُ بَيْنَ اُصْبُعَيْهِ؛ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَيَقُوْلُ: ((اَمَّا بَعْدُ؛ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ

۱۷۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جائیں اور آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا غضب شدید ہو جاتا حتیٰ کہ ایسے معلوم ہوتا کہ آپ کسی (حملہ آور) لشکر سے ڈرا رہے ہیں، آپ فرماتے ہیں: ''وہ تم پر صبح یا شام کو حملہ کرنے والا ہے'' اور فرماتے: ''میں اور قیامت ایسے مبعوث کیے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں ہیں''۔ آپ اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا لیتے اور فرماتے: ''اما بعد! یقیناً بہترین بات اللہ کی بات ہے اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور بدترین کام نئے پیدا کردہ کام ہیں اور دین کے بارے میں ہر نیا کام

نَفْسِهٖ، مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهٖ، وَ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَ عَلَيَّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گمراہی ہے"۔ پھر آپ فرماتے:
"میں ہر مومن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں (یعنی اس کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) جو شخص مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثا کے لیے ہے اور جو شخص قرض یا بچے اور عیال چھوڑ کر مر جائے تو (قرض کی ادائیگی) میرے ذمے ہے اور (بچوں کی نگرانی کا فریضہ) مجھ پر ہے"۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۸٦٧).

غریب الحدیث☆ (منذر) "ڈرانے والا"۔ (صبحکم) "دشمن صبح کے وقت تم پر حملہ آور ہونے والا ہے"۔ (أنا أولی) "میں زیادہ حق دار ہوں"۔ (اناولی) "میں کفالت کرنے والا ہوں یعنی جس کا کفیل نہ ہو میں اس کا کفیل ہوں"۔ (ضیاعا) "بچے اور عیال"۔

فقه الحدیث☆ ❶ انداز خطابت کا بیان ہے کہ کس طرح خطاب کرنا چاہیے' نیز خطیب کو حالات حاضرہ کے مطابق وعظ ونصیحت کرنی چاہیے اور اس میں انذار یعنی ڈرانا بھی ہونا چاہیے اور خطاب سامعین کی عقل وفہم کے مطابق ہونا چاہیے۔
❷ خطبہ میں "اما بعد!" کہنا سنت ہے۔
❸ نبی ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں رحیم ہونے کا بیان۔
❹ سب سے بہترین مصروفیت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے پرچار کی ہے۔
❺ بدعت سے بچنا اور دوسروں کو بچانا واجب ہے۔
❻ یتیموں اور محتاجوں کی کفالت بیت المال سے ہونی چاہیے۔ حکمران اس فریضے کی ادائیگی کے بارے میں ذمہ دار ہیں۔
❼ وراثت کا مشروع ہونا ثابت ہوتا ہے۔
❽ قرب قیامت کا ذکر ہے کہ وہ نبی ﷺ کے بعد واقع ہوگی' اس سے خواب غفلت میں مدہوش لوگوں کو بیدار اور غافل لوگوں کو ہوشیار ہو جانا چاہیے۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حَدِيْثُهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس باب سے مشابہت رکھتی ہے' اس کی توثیق اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۹۔ بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً

۱۹۔ باب: اس شخص کے بارے میں جس نے کوئی اچھا یا برا طریقہ جاری کیا

سنت صحیحہ کی محافظت' اس کی تبلیغ اور دعوت دینی چاہیے اور ایسی سنتوں کو جاری اور نشر کرنا چاہیے جنہیں لوگوں نے چھوڑ رکھا ہو۔ پس یہ ہے اچھی سنت یا اچھا طریقہ جبکہ بعض لوگ اچھے طریقے اور اچھی سنت کے الفاظ سے بدعت حسنہ کا جواز کشید کرتے ہیں اور اس طرح بدعت کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ' لیکن یہ تقسیم صحیح نہیں ہے' بدعت کوئی بھی ہو وہ حسنہ نہیں ہو سکتی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور وہ (اللہ کے بندے ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے

مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ [الفرقان : ۷۴]

ہمارے رب! ہمیں ایسی بیویاں اوراولاد عطا فرما' جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اورہمیں متقیوں کے لیے پیشوا بنا''

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا﴾ [الأنبياء : ۷۳]

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:''اور بنایا ہم نے ان کو پیشوا، وہ ہمارے حکم کے ساتھ لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں''۔

۱۷۱ ـ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ، أَوِ الْعَبَاءِ، مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ ؛ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا رَأٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ ؛ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ؛ فَقَالَ : ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ : ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ [النساء: ۱] وَالْآيَةُ الْأُخْرَى الَّتِيْ فِيْ آخِرِ الْحَشْرِ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ [الحشر: ۱۸] تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِيْنَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتّٰى قَالَ : ((وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَ ثِيَابٍ، حَتّٰى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ ؛ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ، وَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۱۔ حضرت ابوعمرو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم دن کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ اتنے میں آپ کے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جو ننگے بدن تھے' وہ صرف دھاری دار چادریں یا کمبل (اوپر) ڈالے ہوئے تھے' اورگلوں میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان میں سے اکثر مضر قبیلے سے تھے بلکہ وہ سب ہی مضر قبیلے سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی اس فاقہ زدہ حالت کو دیکھا تو آپ کا چہرہ (غم سے) متغیر ہوگیا' آپ (پریشانی کے عالم میں) گھر کے اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر آئے' پس آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی پھر انھوں نے اقامت کہی' آپ نے نماز پڑھائی پھر خطاب فرمایا' آپ نے فرمایا:''اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا......'' سورۂ نساء کی پہلی آیت مکمل تلاوت فرمائی' اس کے بعد سورۂ حشر کی آیت تلاوت فرمائی:''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر نفس کو چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے جو آگے بھیجا ہے اسے دیکھے''۔

(خطبے کا سننا تھا کہ) کسی نے دینا وصدقہ کیا اور کسی نے درہم' کوئی کپڑے سے کہ آ رہا ہے اور کوئی گندم کا صاع اور کوئی کھجور کا صاع پیش آ رہا ہے۔ پھر آپ نے مزید ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: (صدقہ کرو) خواہ آدھی کھجور ہی کیوں نہ ہو''۔

پس انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لے کر آیا (جو اس قدر بھاری تھی) کہ اس کی ہتھیلی اسے اٹھانے سے عاجز آ رہی تھی بلکہ عاجز ہو چکی تھی پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ میں نے خوراک اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے اور پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھا' وہ اس طرح چمک رہا تھا گویا کہ وہ سونے کی ڈلی ہو۔ پھر رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لیے اس کا اپنا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کوئی کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کے اپنے گناہ کا بوجھ اور ان تمام لوگوں کے گناہوں کا بوجھ ہوگا جو اس پر اس کے بعد عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں کے بوجھ میں کوئی کمی کی جائے''۔ (مسلم)

قَوْلُهُ: ((مُجْتَابِي النِّمَارِ)) هُوَ بِالْجِيمِ وَ بَعْدَ الْأَلِفِ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ. وَالنِّمَارُ: جَمْعُ نَمِرَةٍ، وَ هِيَ: كِسَاءٌ مِنْ صُوفٍ مُخَطَّطٌ. وَ مَعْنَى ((مُجْتَابِيهَا)) أَيْ: لَابِسِيهَا قَدْ خَرَقُوهَا فِي رُؤُوسِهِمْ. ((وَالْجَوْبُ)): الْقَطْعُ، وَ مِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ أَيْ: نَحَتُوهُ وَ قَطَعُوهُ.وَقَوْلُهُ: ((تَمَعَّرَ)) هُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، أَيْ: تَغَيَّرَ. وَقَوْلُهُ: ((رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ)) بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّهَا؛ أَيْ: صُبْرَتَيْنِ. وَ قَوْلُهُ: ((كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ)) هُوَ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ، وَفَتْحِ الْهَاءِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ. قَالَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَغَيْرُهُ. وَصَحَّفَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: ((مُدْهُنَةٌ)) بِدَالٍ مُهْمَلَةٍ وَضَمِّ الْهَاءِ وَبِالنُّونِ، وَ كَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِيُّ، وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ. وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَاءُ وَالْإِسْتِنَارَةُ.

(مجتابی النمار) جیم کے ساتھ اور الف کے بعد باء اور نِمَارٌ ، نَمِرَةٌ کی جمع ہے' اون کی دھاری دار چادریں۔ **(مجتابیھا)** کے معنی ہیں ''انہیں پہننے والے'' انھوں نے وہ چادریں درمیان سے پھاڑ کر سر سے گزار کر پہن رکھی تھیں۔ **(جوب)** کے معنی ہیں ''کاٹنا' ٹکڑے کرنا''۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **﴿وثمود الذین جابوا الصخر بالواد﴾** ''اور وہ ثمود جنھوں نے وادی میں چٹانوں کو تراشا اور کاٹا''۔ **(تمعر)** عین کے ساتھ ''متغیر ہوگیا''۔ **(رأیت کومین)** کاف پر زبر اور پیش دونوں طرح صحیح ہے ''ڈھیر'' یعنی میں نے دو ڈھیر دیکھے۔ (مذھبۃ) ذال کے ساتھ ہاء اور باء پر زبر' قاضی عیاض وغیرہ نے اسے اسی طرح ضبط کیا' بعض نے اس میں تبدیلی کی ہے اور اسے (مدھنۃ) بنایا ہے' دال، ہاء پر پیش اور پھر نون۔ امام حمیدیؒ نے بھی اسے اسی طرح ضبط کیا ہے' صحیح اور مشہور پہلا ہے یعنی (مذھبۃ) دونوں صورتوں میں اس کا معنی ہے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی صفائی اور چمک دمک۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۰۱۷).

غريب الحديث☆ (صدر النھار) ''دن کے آغاز پر''۔ **(عراۃ)** عار کی جمع ہے جو شخص ننگے بدن ہو اور اس سے مراد یہ ہے کہ انھوں نے بوسیدہ سے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ **(متقلدی السیوف)** ''اپنے گلوں میں قلادے کی طرح تلواریں لٹکائے ہوئے تھے''۔ **(البر)** ''گندم''۔ **(الصرۃ)** ''تھیلی''۔ **(یتھلل)** ''چمک رہا تھا''۔ **(سنۃ)** ''طریقہ' قابل اتباع راستہ''۔ **(وزرھا)** ''اس کا بوجھ اور گناہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ صاحب ثروت لوگوں کو حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کا پتا چلانا چاہیے اور ان کی تکلیف دور کرنے کی فوراً کوشش کرنی چاہیے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی اس کیفیت کا بیان ہے جو ان فقراء اور محتاجوں کو دیکھ کر ہوئی تھی اور پھر آپ نے ان کی اس تکلیف کو رفع کرنے کے

لیے جو کوشش کی وہ بھی بیان کی گئی' آپ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں تمام صاحب ثروت مسلمانوں کو اپنے محتاج بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔

❸ جب ان فقراء کے لیے خوراک ولباس کا انتظام ہوگیا اور وہ خوش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ بھی خوش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی خوشی اور غمی کی کیفیت کو محسوس کرتے تھے اور اس کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوتے تھے۔

❹ نبی ﷺ نے کس حکیمانہ انداز سے ان ضرورت مندوں کی امداد کے لیے صحابہ کرام کو ترغیب دلائی۔ لہٰذا عالم اور خطیب کو چاہیے کہ وہ وقت کی مناسبت سے مناسب موضوع کا انتخاب کرے اور مناسب اسلوب سے وعظ و نصیحت کرے اور جس چیز کی ضرورت ہو اس کے مطابق تعاون کی اپیل کرے۔

❺ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان میں پختگی کے آثار ایک مسلمان کی زندگی میں نمایاں ہوتے ہیں اور ان پر ایمان کی وجہ سے بندہ نیک اعمال کرنے میں جلدی کرتا ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اس مناسبت سے آیات کا انتخاب فرمایا۔

❻ صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب دینی چاہیے خواہ وہ قلیل مقدار میں ہو' کیونکہ قلیل سے کثیر بنتا ہے۔ اسی لیے کسی بھی عمل کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اگرچہ وہ بظاہر چھوٹا نظر آتا ہو۔

❼ جو شخص نیکی کے لیے کوشش کرے' اس کی دعوت دے تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا اس عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور جس کسی نے برائی پھیلانے کی کوشش کی تو اس شخص کو اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا گناہ اس برائی کرنے والوں کو ملے گا۔

❽ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے کوئی حجت یا دلیل نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں بدعت دو طرح کی ہے: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ بلکہ ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام ہلاکت ہے۔

۱۷۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو جان بھی ناحق قتل کی جاتی ہے تو اس قتل ناحق کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر ہوگا' اس لیے کہ وہی پہلا شخص تھا جس نے قتل ناحق کا طریقہ جاری کیا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۵۰۔ فتح)، ومسلم (۱٦۷۷).

غريب الحديث☆ (ظلما) ''ناحق''۔ (ابن آدم الأول) اس سے مراد قابیل ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا (دیکھیے سورۃ المائدہ ۲۷ تا ۳۰) میں اس کا ذکر ہے۔ (کفل) ''حصہ''۔ (سن) ''طریقہ جاری کیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی کام کو پہلے پہل کرنے والا' اس پر ابھارنے والا اور اس کی راہنمائی کرنے والا اور اس فعل کو سرانجام دینے والا کام کی نوعیت کے لحاظ سے اجر و عتاب میں برابر کے شریک ہوں گے اور بعض اوقات یہ مسئولیت بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے امن و سلامتی اس میں ہے کہ انسان صرف اتباع کرے اور بدعت سے اجتناب کرے تاکہ یہ نیک کام اس کے لیے صدقہ جاریہ ہوں۔

❷ قتل کی کئی اقسام ہیں: ایک ناحق قتل ہے اور ایک برحق' جیسے قتل کے بدلے میں قاتل کو قتل کرنا، شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا، مرتد کو قتل کرنا اور قوم لوط کا فعل کرنے والے فاعل ومفعول اور جانوروں سے بدفعلی کرنے والے کو قتل کرنا وغیرہ۔

۲۰۔ بَابُ الدَّلَالَةِ عَلٰى خَيْرٍ وَالدُّعَاءِ

۲۰۔ باب: خیر کی طرف رہنمائی کرنے اور ہدایت یا

إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ

گمراہی کی طرف بلانے کا بیان

قَالَ تَعَالَى : ﴿وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ﴾ [القصص : ٨٧]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل : ١٢٥]، وَقَالَ تعالى : ﴿وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة : ٢]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ﴾ [آل عمران : ١٠٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کی طرف بلاؤ''۔ اور فرمایا ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی وعظ و نصیحت کے ذریعے بلاؤ''۔ اور فرمایا: ''نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔ نیز فرمایا: ''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے''۔

١٧٣۔ وَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۳۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کی خیر و بھلائی پر رہنمائی فرمائی تو اس کے لیے اس کار خیر کے کرنے والے کے برابر اجر ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٩٣).

فقه الحديث☆ مسلمان کو چاہیے کہ وہ نیک اور خیر و بھلائی والے کام کرے' اگر اس کی استطاعت نہیں تو پھر اسے ایسے اعمال کا سبب بننا چاہیے' اس لیے کہ کسی نیک کام کا سبب بننے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے' جتنا کہ اس نیک کام کرنے والے کو ملتا ہے اور ان دونوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

١٧٤۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کو ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس (داعی) کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور یہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا اور جس شخص نے کسی کو گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس شخص پر گناہ کا وبال اتنا ہی ہوگا جتنا وبال ان تمام پیروی کرنے والوں کو ہوگا اور یہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کرے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٧٤).

غريب الحديث☆ (هدى) ''ہدایت حق و خیر''۔ (ضلالة) ''گمراہی، باطل و شر''۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی فعل کا سبب بننے والا اور اس فعل کو سر انجام دینے والا فعل کی نوعیت کے لحاظ سے عذاب و ثواب میں برابر کے شریک ہوں گے۔

❷ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال کے نتائج پر نظر رکھے اور نیکی کے کام زیادہ کرے تاکہ لوگ بھی اس کی پیروی کریں۔

❸ مسلمان کو چاہیے کہ وہ بری دعوت اور بری مجلس سے اجتناب کرے۔

❻ نیکی کا باعث بننے والے کو بہت زیادہ اجر وثواب ملتا ہے اور اسی طرح برائی کا باعث بننے والا بہت سارے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔

١٧٥۔ وَ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ، وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ))، فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ، قَالَ: ((فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ)) فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَ أَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ ((يَدُوْكُوْنَ)): أَيْ يَخُوْضُوْنَ وَ يَتَحَدَّثُوْنَ، قَوْلُهُ: ((رِسْلِكَ)) بِكَسْرِ الرَّاءِ وَ بِفَتْحِهَا لُغَتَانِ، وَ الْكَسْرُ أَفْصَحُ.

۱۷۵۔ حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن فرمایا: ''میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' وہ اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے''۔ پس لوگوں نے اسی غور وخوض میں رات گزاری کہ ان میں سے وہ کون خوش نصیب ہے جسے یہ جھنڈا عطا کیا جائے گا؟ جب لوگوں نے صبح کی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ سب امید رکھتے تھے کہ یہ جھنڈا انہیں دیا جائے گا۔ پس آپ نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟'' آپ کو بتایا گیا کہ اللہ کے رسول! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کی طرف پیغام بھیجو''۔ انہیں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گئے جیسے انہیں کوئی درد ہی نہیں تھا' پس آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ ہم جیسے ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا: ''آرام وسکون سے چلو' جلدی نہ کرو حتیٰ کہ تم ان کے میدان میں پڑاؤ ڈالو پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں اللہ کے حقوق کے بارے میں بتاؤ کہ یہ یہ حق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہاری وجہ سے کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرما دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے''۔ (متفق علیہ) (یدوکون) ''وہ غور وخوض اور بحث کرتے رہے''۔ (رسلك) راء کے زیر اور زبر کے ساتھ' اس میں دونوں لغتیں ہیں لیکن زیر کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۷۰۔فتح)' ومسلم (٢٤٠٦).

غريب الحديث☆ (یوم خیبر) ''خیبر کے دن'' یعنی غزوۂ خیبر کے کسی ایک دن' خیبر مدینہ منورہ کے شمال میں شام کی طرف ایک بستی کا نام ہے جہاں یہودی قیام پذیر تھے۔ (غدوا) ''دن کے پہلے پہر میں سفر شروع کیا''۔ (یشتکی) ''درد اور تکلیف تھی''۔ (انفذ علی رسلك) ''آہستہ آہستہ آرام وسکون کے ساتھ چلو' جلدی نہ کرو''۔ (بساحتھم) ''ان کے میدان''۔ (حق الله تعالٰی) ''اللہ تعالیٰ کا حق'' یعنی اللہ تعالیٰ نے جس کام کا حکم دیا اور جس سے منع فرمایا۔ (یھدی الله بك) ''اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ہدایت دے دے'' یعنی وہ کفر وگمراہی کو چھوڑ دے۔ (حمر النعم) ''سرخ اونٹ'' لفظ ''نعم'' زیادہ تر اونٹ کے لیے بولتے ہیں اور سرخ اونٹ عربوں کا انتہائی قیمتی سرمایہ تھا' اس لیے ہر قیمتی اور نفیس

چیز کے لیے یہ ضرب المثل بن گیا یعنی اس سے کوئی چیز قیمتی نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تکریم سے نوازا اور انہیں اس چیز پر مطلع کر دیا کہ وہ کس کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمائے گا۔

- ❷ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے اور نبی ﷺ کو آپ پر جو اعتماد تھا اس کا بیان ہے۔
- ❸ نبی ﷺ کا معجزہ کہ آپ نے اپنا لعاب مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شفا عطا فرمائی اور آشوبِ چشم ختم ہوگئی۔
- ❹ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کی حرص اور اس میں مسابقت کا بیان۔
- ❺ اسلام میں دعوت الی اللہ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے اور آداب جہاد میں سے ہے کہ حملہ کرنے سے پہلے دعوت دی جائے کیونکہ اسلام کا مقصد تو لوگوں کو گمراہی سے بچانا ہے' اگر لوگ اسلام قبول کر لیں تو پھر دعوت دینے والوں اور جہاد میں شریک لوگوں کو نو مسلموں کے اعمال خیر کا اجر بھی ملے گا۔

۱۷۶۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي أُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِي مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ ؟ قَالَ : ((ائْتِ فُلَانًا فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ)) فَأَتَاهُ فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ : اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهِ، فَقَالَ : يَا فُلَانَةُ! اَعْطِيْهِ الَّذِيْ تَجَهَّزْتُ بِهِ، وَلَا تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللّٰهِ! لَا تَحْبِسِيْنَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكِ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کے ایک نوجوان شخص نے کہا : اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس اس کی تیاری کے لیے کوئی سامان نہیں' آپ نے فرمایا: ''فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے مکمل تیاری کی تھی لیکن وہ بیمار ہوگیا ہے''۔ (اب وہ جہاد پر نہیں جا سکتا لہٰذا وہ سامان تم لے لو) پس وہ شخص اس کے پاس گیا تو کہا: رسول اللہ ﷺ تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم وہ سامان مجھے دے دو' جس کے ساتھ تم نے تیاری کی تھی۔ اس نے کہا: اے فلانی! اسے وہ سامان دے دو جس کے ساتھ میں نے جہاد کے لیے تیاری کی تھی' اس میں سے کوئی چیز نہ رکھنا' اللہ تعالیٰ کی قسم! اس میں سے کوئی چیز روک کر رکھو گی تو تمہارے لیے اس میں برکت نہیں ہوگی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٩٤).

توثيق الحديث☆ (فتى) ''نوجوان''۔ (أسلم) قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ۔ (الغزو) ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (ماأتجهز به) ''میں جس کے ساتھ تیاری کروں'' یعنی سفری اور جہادی ضروریات پوری کروں۔ (يقرئك) ''تم پر پڑھتے ہیں''۔ (تحبسي) ''تم اپنے پاس روکوگی، یا اپنے پاس رکھوگی''۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص جہاد کرنا چاہے لیکن وہ اپنے پاس جنگی ساز و سامان نہ پائے تو اسے اپنے حالات کے متعلق امام کو بتانا چاہیے تاکہ وہ اس کا کوئی انتظام کر سکے' اسے خود کو خود بخود معذور سمجھ کر گھر نہیں بیٹھ جانا چاہیے حتیٰ کہ امام اسے معذور قرار دے دے۔

- ❷ جہاد کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔
- ❸ جس شخص نے جہاد کی تیاری کی ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے وہ جہاد پر نہ جا سکے اور امام اسے رخصت دے دے تو پھر اس کا ساز و سامان

لے کر کسی اور شخص کو دیا جا سکتا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے' اسے رد نہیں کرنا چاہیے' اسی طرح آپ کے بعد ائمہ اور حکمرانوں کی اطاعت کرنی چاہیے۔
- خیر و بھلائی کے بارے میں بتانا چاہیے' اس کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اس معاملے میں مدد کرنی چاہیے۔
- جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے تو اس سے مال سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے اور وہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت کا شکار کر لیتا ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی فوراً تعمیل کرتے تھے۔

٢١ـ بَابُ التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة : ٢]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالْعَصْرِ . اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ. اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [العصر : ١ ـ ٣]

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَلَامًا مَعْنَاهُ : اِنَّ النَّاسَ أَوْ أَكْثَرَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ عَنْ تَدَبُّرِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ.

۲۱۔ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرو''۔

اور فرمایا: ''قسم ہے زمانے کی! یقیناً انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی''۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بلاشبہ تمام لوگ یا ان میں سے اکثر اس سورت میں غور و فکر اور تدبر کرنے میں غفلت کرتے ہیں۔

شرح الآیات☆ امام نووی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے جس قول کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اس طرح ہے:

''اگر لوگ اس سورت پر غور و فکر اور تدبر کریں تو یہ ان کے لیے کافی ہو''۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی بہت سی کتابوں میں اس سورت کی شرح اور تفسیر نقل کی ہے۔ یہ سورت اپنے اختصار کے باوجود بڑی عظمت والی ہے' اس میں کامیابی کے مندرجہ ذیل سنہری اصول بیان کیے گئے ہیں کہ جو شخص انہیں اپنا لیتا ہے وہ خسارے سے محفوظ ہو جاتا ہے:-

١) ایمان۔
٢) عمل صالح۔
٣) ایک دوسرے کو حق کی تلقین۔
٤) اور پھر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین۔

١٧٧ـ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۷۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کو تیار کیا تو گویا اس نے خود جہاد کیا اور جس نے جہاد کرنے والے کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی تو یقیناً اس نے بھی جہاد کیا۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٩ ـ فتح)، ومسلم (١٨٩٥).

غريب الحديث☆ (خلف غازيا) ''مجاہد کے گھر میں جانشینی کی'' یعنی اس کے اہل خانہ کی ضروریات کو احسن انداز سے پورا کیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص کسی مسلمان کی جہاد کی تیاری کے سلسلے میں مدد کرتا ہے یا اس کی غیر موجودگی میں اس کے اہل و عیال کی حفاظت اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کو مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

❷ مسلم معاشرے کے اندرونی معاملات کو بہتر طور پر حل کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ترغیب ہے' اس طرح مجاہدین کے قدم مضبوط ہوتے ہیں' ان کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور وہ گھریلو مسائل سے فارغ ہو کر اطمینان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

❸ اسلامی معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنا چاہیے۔ اس طرح جہاد کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے اور جہاد کے اجر و ثواب میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔ کچھ لوگ دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار ہو کر عملی طور پر جہاد میں حصہ لیتے ہیں اور اجر و ثواب حاصل کرتے ہیں اور کچھ لوگ ان کی امداد کرتے ہیں اور ان کے گھر والوں کی خبر گیری کرتے ہیں' ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور ان کے مسائل حل کرتے ہیں تو اس طرح وہ بھی اجر و ثواب پاتے ہیں۔

١٧٨ - وَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، بَعَثَ بَعْثًا إِلَى بَنِي لِحْيَانَ مِنْ هُذَيْلٍ فَقَالَ : ((**لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہذیل قبیلے کی شاخ بنولحیان کی طرف ایک لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک ضرور جائے اور ثواب دونوں کے درمیان ہو گا (یعنی وہ دونوں اجر کے مستحق ہوں گے)۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٩٦).

غريب الحديث☆ (بعث) ''بھیجا'' یعنی بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ (بنو لحيان) ہذیل قبیلے کی شاخ۔

فقه الحديث☆ کسی قبیلے یا شہر کے تمام لوگوں کو ایک ساتھ جہاد پر نہیں جانا چاہیے' بلکہ کچھ لوگوں کو جانا چاہیے اور کچھ لوگوں کو پیچھے بھی رہنا چاہیے جو ان کے اہل و عیال کی حفاظت کریں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔

١٧٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ : ((**مَنِ الْقَوْمُ؟**))، قَالُوا : الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالُوْا : مَنْ أَنْتَ ؟ قَالَ : ((**رَسُوْلُ اللّٰهِ**))، فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ ؟ قَالَ : ((**نَعَمْ وَ لَكِ أَجْرٌ**)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مدینے کے قریب) روحاء کے مقام پر ایک قافلے کو ملے' تو آپ نے پوچھا: ''کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا: مسلمان ہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا رسول!'' پس ایک عورت نے آپ کی طرف ایک بچہ اٹھا کر پوچھا: کیا اس کے لیے بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور تمہارے لیے اجر ہے'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ (أخرجه مسلم (١٣٣٦).

غريب الحديث☆ (ركبا) راکب کی جمع ہے یعنی قافلہ۔ (الروحاء) مدینہ کے قریب ایک جگہ۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر آدمی کسی کے بارے میں نہ جانتا ہو تو تعارف کے لیے پوچھنا جائز ہے کہ تم کون ہو؟

❷ مسلمان کو اپنی نسبت اپنے دین کی طرف کرنی چاہیے جیسا کہ اس قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور قوم، وطن اور قبیلے کی نسبت سے یہ نسبت زیادہ بہتر ہے۔

❸ تعارف کے بعد اہل علم و فضل سے برسرِ راہ مسئلہ پوچھنا جائز ہے۔

❹ جو شخص کسی نیک کام کا سبب بنے یا اس کے سرانجام دینے میں معاون ثابت ہو تو اسے بھی عمل کرنے والے کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

❺ چھوٹے بچے کا حج کرنا جائز اور صحیح ہے' اسے اس کا اجر ملے گا لیکن اس سے حج کا فریضہ ساقط نہیں ہو گا' اگر وہ صاحب استطاعت ہو تو

بلوغت کے بعد وہ پھر حج کرے گا۔

۱۸۰۔ وَ عَنْ اَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ : ((اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِي يُنَفِّذُ مَا اُمِرَ بِهٖ، فَيُعْطِيْهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا، طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ لَهُ بِهٖ، اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ)). مُتَفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : ((اَلَّذِيْ يُعْطِي مَا اُمِرَ بِهٖ)) وَ ضَبَطُوا ((الْمُتَصَدِّقَيْنِ)) بِفَتْحِ الْقَافِ مَعَ كَسْرِ النُّونِ عَلَى التَّثْنِيَةِ، وَ عَكْسُهُ عَلَى الْجَمْعِ وَ كِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

۱۸۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مسلمان امانت دار خزانچی جو اس پر عمل کرے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اور وہ خوش دلی سے اس کو مکمل اور پورا پورا مال دے جس کے بارے میں دینے کے لیے اسے حکم دیا گیا ہے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہوگا''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''جس اور جتنی چیز کا اسے حکم دیا جاتا ہے وہ اسے دے دے''۔ (متصدقین) کو محدثین نے قاف کے زبر اور نون کے زیر کے ساتھ یعنی تثنیہ بھی ضبط کیا ہے اور اس کے برعکس یعنی قاف کے زیر اور نون کے زبر کے ساتھ یعنی جمع اور دونوں طرح صحیح ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۰۲۔ فتح)، ومسلم (۱۰۲۳).

غريب الحديث☆ (الخازن) ''خزانچی''۔ (موفرا) ''پورا پورا''۔ (طيبة به نفسه) ''خوش دلی سے'' یعنی جسے مال دیا جا رہا ہے اس پر حسد نہیں کرتا اور کسی قول و فعل کے ذریعے سے اسے تکلیف نہیں پہنچاتا۔

فقه الحديث☆ ◆ خزانچی رکھنا جائز ہے یہ تکبر، بڑائی اور فضول خرچی میں شامل نہیں۔

◆ حلال مال و دولت کی کثرت کوئی گناہ نہیں۔

◆ صاحب ثروت لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب۔

◆ جس شخص کو نیکی کے اعمال میں سے کسی کام پر مامور کیا جائے یا اسے بیت المال کا امین بنایا جائے' تو وہ اپنی ذمے داری خوش دلی سے نبھائے' کسی پر حسد نہ کرے، کسی کو ایذا نہ دے تو اسے بھی اس شخص کی طرح برابر کا اجر ملے گا' جس نے اس کے ذمے کوئی کام لگایا یا اسے خزانچی بنایا خواہ اس نے خود کوئی پیسہ خرچ نہ کیا ہو۔

۲۲۔ بَابُ النَّصِيْحَةِ

۲۲۔ باب: خیر خواہی کا بیان

''نصیحة'' ایسا جامع کلمہ ہے کہ جسے نصیحت کی جاتی ہے اس کے ساتھ خیر خواہی کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ مسلمانوں کے باہمی حقوق میں سے ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بیعت لی' اس سے تنگ دلی کا علاج ہوتا ہے اور نفسیاتی عوارض و نقائص دور ہو جاتے ہیں اور نفس ہر قسم کی آلائشوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

قَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات : ۱۰]، وَقَالَ تَعَالٰى اِخْبَارًا عَنْ نُوْحٍ ﷺ : ﴿وَاَنْصَحُ لَكُمْ﴾ [الاعراف : ۶۲]، وَ عَنْ هُوْدٍ ﷺ : ﴿وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ﴾ [الاعراف : ۶۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مومن تو سب بھائی بھائی ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''اور میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں''۔

اور حضرت ہود علیہ السلام کا قول نقل فرمایا: ''اور میں تمہارے لیے خیر خواہ اور امانت دار ہوں''۔

وَ أَمَّا الْأَحَادِيثُ :

١٨١ - فَالْأَوَّلُ : عَنْ أَبِي رُقَيَّةَ تَمِيمِ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ))، قُلْنَا : لِمَنْ ؟ قَالَ : ((لِلّٰهِ وَ لِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَ عَامَّتِهِمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۱۔ حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے۔'' ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے حکمرانوں کی اور عام مسلمانوں کی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٥).

یہ حدیث بہت بڑی اصل ہے' اسی لیے علماء نے اس حدیث کو ان احادیث میں شمار کیا ہے جن پر اسلام کا مدار ہے۔

غريب الحديث☆ (أئمة المسلمين) ''مسلمانوں کے حکمران''۔ (عامتهم) ''عام مسلمان'' یعنی رعیت۔

فقه الحديث☆ مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا مسلمانوں پر واجب ہے' اس لیے کہ یہ دین کا ستون اور اس کی بنیاد ہے۔ اس حدیث میں خیر خواہی کی اہمیت وفضیلت اور اس کی عمومیت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کا مطلب ہے اس پر صحیح طور پر ایمان رکھا جائے۔ اس کی اخلاص سے عبادت کی جائے' اس کے فرائض کو محبت کے ساتھ ادا کیا جائے اور جن چیزوں کو اس نے حرام قرار دیا ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔ کتاب اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے' اس سے بہت زیادہ محبت کی جائے اور اس کی تعظیم کی جائے' کیونکہ یہ خالق کائنات کا کلام ہے' اس کا فہم حاصل کرنے کی کوشش کی جائے' اس پر غور وفکر کیا جائے۔ اس کے معانی کو سمجھتے ہوئے اس کی تلاوت کی جائے' اس کی تحریف سے اجتناب کیا جائے' اس کے احکام پر عمل کیا جائے اور اس کے مطابق اخلاق و آداب کو سنوارا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کی رسالت کی تصدیق کی جائے' آپ سے محبت کی جائے' آپ کی اطاعت اور نصرت و معاونت کی جائے' آپ جب مال کا مطالبہ کریں تو اسے سعادت سمجھتے ہوئے پیش کیا جائے۔ یہ خیر خواہی آپ کی حیات مبارکہ کے وقت تھی' آپ کی وفات کے بعد یہ خیر خواہی ہے کہ آپ کی سنت پر عمل کیا جائے' آپ کے اخلاق و آداب کو اپنایا جائے' آپ کے حکم کی تعظیم کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے' آپ کی سنت کی مخالفت اور بدعت سے اجتناب کیا جائے اور آپ پر کثرت سے درود بھیجا جائے۔

مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ حق میں ان کی اعانت کی جائے، غیر معصیت میں ان کی اطاعت کی جائے، وہ سیدھے راستے سے انحراف کریں تو انہیں معروف کا حکم دیا جائے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت سے گریز کیا جائے' الا یہ کہ ان سے کفر صریح کا اظہار ہو۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انسان جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی چیز ان کے لیے پسند کرے اور جس چیز کو اپنے لیے ناپسند کرے اسے دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرے' ان کے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت وتوقیر کرے' ان کی خوشی وغمی میں شریک ہو' ان کی دنیا و آخرت کی اصلاح کے لیے کوشش کی جائے۔

١٨٢ - الثَّانِي : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۲۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے قائم کرنے، زکوۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٣٧ـفتح)' ومسلم (٥٦)۔

فقه الحديث☆ مسلمانوں کی باہم خیر خواہی کی اتنی اہمیت ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے التزام کا عہد لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی کہ وہ ہر مسلمان سے خیر خواہی کیا کریں گے۔

١٨٣ ـ الثَّالِثُ : عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا' جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/٥٦ـ٥٧ـفتح)، ومسلم (٤٥)۔

غريب الحديث☆ (لا يؤمن) ''وہ مومن نہیں ہوسکتا'' یعنی وہ کامل مومن نہیں ہوسکتا۔ (ما يحب لنفسه) ''جو اپنے لیے پسند کرتا ہے'' یعنی خیر و بھلائی۔

فقه الحديث☆ ❶ کامل ایمان کے لیے یہ شرط ہے کہ مسلمان جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے اور تمام بھلائیاں سمیٹنا چاہتا ہے تو پھر اسی طرح کے جذبات وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی رکھے۔

❷ محبت اعمال قلوب میں سے ہے جو ایمان پر اثر انداز ہوتی ہے' جس سے وہ زیادہ اور کم ہوتا رہتا ہے۔

❸ تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور مسلمان معاشرہ ایک وحدت اور اکائی کی مانند ہے۔ اگر مسلمان اس حدیث کو اصول بنالیں اور اس کے مطابق عمل کریں' تو یقیناً معاشرے سے تمام اخلاقی برائیاں ختم ہوجائیں اور ایک صالح' پاکیزہ اور ایک دوسرے سے خیر خواہی کرنے والا معاشرہ قائم ہوجائے۔

۲۳۔ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

۲۳۔ باب: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [آل عمران : ١٠٤]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [آل عمران : ١١٠]، وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الأعراف : ١٩٩]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [التوبة : ٧١]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو نیکی و بھلائی کی طرف بلائے' نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔

اور فرمایا: ''تم بہترین امت ہو جنھیں لوگوں کی ہدایت کے لیے نکالا گیا ہے' تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے پیغمبر! عفو و درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو''۔

اور فرمایا: ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں' نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں''۔

اور فرمایا: ''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی لعنت کی گئی' یہ اس سبب سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے (اس طرح کہ) وہ ایک دوسرے کو ان برائیوں سے نہیں روکتے تھے' جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے' البتہ برا ہے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ [المائدة : ٧٨، ٧٩]،
وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ [الكهف : ٢٩]، وَ قَالَ تَعَالٰى ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ [الحجر : ٩٤]،
وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ [الأعراف : ١٦٥] وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ. وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ :

جو وہ (دعوت حق میں شامل) کرتے تھے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''کہہ دیجیے! کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے' پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''جس چیز کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اسے کھول کر بیان کردیں۔'' اور فرمایا:''ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو برائی سے روکتے تھے اور ظالموں کی سخت عذاب کے ساتھ گرفت کی، بہ سبب اس کے جو وہ نافرمانی کرتے تھے''۔

اس باب میں اور بھی بہت سی معروف آیات ہیں اور اب احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

شرح الآیات☆ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو آیات میں فرمایا کہ یہ امت اسلامیہ باقی تمام امتوں سے افضل و بہتر ہے' اس امت کے نبی حضرت محمد ﷺ سید ولد آدم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعتِ کامل کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب یہ امت اس رسالت عظیمہ کی وارث ہے' اللہ تعالیٰ نے اس رسالت کے ذریعے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر راہ روشن پر گامزن فرمایا' اب اس امت کو چاہیے کہ وہ اس میراثِ نبوی کی حفاظت کرے اور اچھی وارث ثابت ہو۔ وہ اس طرح کہ یہ امت ایمان و احتساب کے ساتھ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ اب جو شخص ان صفات سے متصف ہوگا وہ مدحِ الٰہی کا مستحق ٹھہرے گا کہ ''تم بہترین امت ہو'' اسی لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس آیت کی تلاوت کرتے تو فرماتے تھے:''جو شخص اس خیرات میں شامل ہونا چاہتا ہے تو اسے اس بارے میں اللہ کی شرط (دعوت دین) کو پورا کرنا چاہیے۔''

سورۂ مائدہ کی آیت سے ثابت ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دینا اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا باعث ہے' ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف کی اس آیت میں اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا کہ آپ تمام لوگوں کو بتادیں کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے جو لے کر آیا ہوں وہ حق ہے' کیونکہ حق تو وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور یہ ایسا واضح اور ظاہر حق ہے کہ جس میں کسی قسم کا شک نہیں' اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

١٨٤ـ فَالْأَوَّلُ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:''تم میں سے جو شخص کسی برائی کو ہوتا دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے (یعنی روک دے) اگر وہ (ہاتھ سے روکنے کی) استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے (اس برائی کو واضح کرے) اور اگر وہ (اس کی بھی) استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اپنے دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٩).

تغییر منکر کے لیے یہ حدیث اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے' اسی لیے اہل علم نے اسے ان احادیث میں شمار کیا ہے جن پر دین کا مدار ہے حتیٰ کہ بعض نے کہا کہ یہ حدیث نصف شریعت ہے بلکہ بعض نے کہا کہ یہ مکمل اسلام ہے' کیونکہ اسلام میں معروف ہیں جنہیں بجالانا اور ان پر عمل کرنا اور ان کا حکم دینا واجب ہے یا پھر منکرات ہیں جن سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

غریب الحدیث☆ (رأی) ''دیکھا، معلوم ہوا''۔ (أضعف الایمان) ''کمزورترین ایمان''۔

فقه الحدیث☆ ❶ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے برائی کو روکنا واجب ہے۔

❷ تغییر منکر کے مراتب بیان کیے گئے ہیں:

① ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنا اور بدلنا طاقت وقدرت کے مطابق واجب ہے۔

② برائی کو دل سے برا جاننا ہر مسلمان پر ہر حال میں فرض ہے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے' اگر کوئی شخص برائی کو دل سے بھی برا نہیں جانتا تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے۔

③ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔

۱۸۵۔ الثَّانِيْ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ أُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَ اَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَ يَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ، وَ يَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَ لَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جو نبی بھی بھیجا اس کی امت میں اس کے حواری اور ساتھی تھے جو اس کی سنت پر عمل اور اس کے حکم کی اقتدا کرتے تھے' پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور وہ ایسے کام کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جو شخص اپنے ہاتھ سے ان کے ساتھ جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو شخص اپنے دل سے ان کے ساتھ جہاد کرے گا' وہ مومن ہے اور جو شخص اپنی زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۵۰).

غریب الحدیث☆ (حواریون) ''انبیاء علیہم السلام کے مخلص اور مجاہد ساتھی۔''

(خلوف) خَلْفٌ کی جمع ہے' لام ساکن کے ساتھ' اس کا معنی ہے ''برا جانشین'' جبکہ لام کی زبر کے ساتھ یعنی ''خَلَفٌ'' تو اس کے معنی ہیں ''اچھے جانشین۔'' (خردل) ''رائی'' نہایت قلیل چیز کے لیے اس کی مثال دی جاتی ہے۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو ایسے ساتھی میسر اور فراہم کرتا ہے جو ان کے بعد ان کے وظیفہ رسالت کو ادا کرتے ہیں۔

❷ امت میں سے جو شخص نجات چاہتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں انبیاء علیہم السلام کے منہج کی پیروی کرے' اسی میں کامیابی ہے۔

❸ انبیاء علیہم السلام کے بعد بہترین لوگ ان کے اصحاب (مخلص ساتھی) ہوتے ہیں' پھر ان کے بعد والے اور پھر ان کے بعد والے' اس کے بعد جس طرح زمانہ طویل ہوتا جاتا ہے تو لوگ سنن چھوڑتے جاتے ہیں اور خواہشات کی پیروی شروع کر دیتے ہیں اور دین میں نئی نئی بدعتیں

جاری کر لیتے ہیں۔

❹ آدمی کے قول و فعل میں تضاد حرام ہے۔

❺ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص معروف و منکر کو دل سے بھی اچھا اور برا نہ سمجھے تو وہ ہلاک ہو گیا۔

١٨٦ ـ الثَّالِثُ : عَنْ أَبِي الْوَلِيْدِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَ الْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَ عَلٰى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَ عَلٰى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ بُرْهَانٌ، وَ عَلٰى أَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ متفق عليه.

((الْمَنْشَطُ وَ الْمَكْرَهُ)) بِفَتْحِ مِيْمَيْهِمَا : أَيْ : فِي السَّهْلِ وَ الصَّعْبِ. ((وَالْأَثَرَةُ)): الْإِخْتِصَاصُ بِالْمُشْتَرَكِ وَ قَدْ سَبَقَ بَيَانُهَا. ((بَوَاحًا)) : بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ بَعْدَهَا وَاوٌ ثُمَّ أَلِفٌ ثُمَّ حَاءٌ مُهْمَلَةٌ : أَيْ ظَاهِرًا لَا يَحْتَمِلُ تَأْوِيْلًا.

۱۸۶۔ حضرت ابو ولید عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی (ہر حال میں) سمع و طاعت پر بیعت کی، خواہ ہم تنگی میں ہوں یا آسانی میں، سہولت میں ہوں یا سختی میں اور خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور ہم حکمرانوں سے اقتدار کے معاملے میں نہیں لڑیں گے مگر یہ کہ تم ان میں صریح کفر دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق کہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں"۔ (متفق علیہ)

(المنشط والمکرہ) دونوں کی میم پر زبر یعنی "سہولت اور سختی میں"۔ (الأثرۃ) "کسی مشترک چیز میں چند مخصوص افراد کو ترجیح دینا"۔ اس کا بیان پہلے بھی گزر چکا ہے۔ (بواحا) باء پر زبر، اس کے بعد واؤ پھر الف اور پھر حاء، اس کے معنی ہیں "ظاہر اور واضح جس میں تاویل کا احتمال نہ ہو"

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/۵۔فتح)، ومسلم (۱۷۰۹).

غريب الحديث☆ (بايعنا) "ہم نے بیعت کی"۔ (على السمع والطاعة) "سمع و طاعت پر"۔

فقه الحديث☆ ❶ شرعی بیعت نبی ﷺ کے لیے جائز ہے یا پھر مسلمانوں کے بڑے امام کی بیعت کرنا جائز ہے جو اللہ کے احکام کو نافذ کرے اور امام و حکمران کی بیعت بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔

❷ امام و حکمران کی اطاعت معروف میں واجب ہے، خواہ سہولت ہو یا سختی، تنگی ہو یا آسانی، اگرچہ دل نہ بھی چاہتا ہو۔

❸ حکمران خواہ فاسق ہوں ان کے خلاف خروج و بغاوت اور لڑائی کرنا حرام ہے، کیونکہ ان کے خلاف بغاوت کا نقصان ان کے فسق سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ ہاں! اگر ان سے کفر صریح کا اظہار ہو تو پھر ان کے خلاف خروج کرنا اور حق کا ساتھ دینا جائز ہے۔

١٨٧ ـ الرَّابِعُ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَثَلُ الْقَائِمِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ، فَصَارَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، وَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا : لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا

۱۸۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس شخص کی مثال جو ان حدود میں مبتلا ہونے والا ہے، ان لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے کشتی کے اوپر اور نیچے والے حصوں کے بارے میں قرعہ اندازی کی، پس ان میں سے بعض تو اس کے اوپر والے حصے میں اور بعض نچلے حصے میں بیٹھ گئے اور نچلے حصے والوں کو جب بھی پانی کی

فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَ لَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا أَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوْا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَ نَجَوْا جَمِيعًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الْقَائِمُ فِي حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالَى)) مَعْنَاهُ: الْمُنْكِرُ لَهَا، الْقَائِمُ فِي دَفْعِهَا وَإِزَالَتِهَا، وَالْمُرَادُ بِالْحُدُوْدِ: مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ. ((اسْتَهَمُوْا)): اقْتَرَعُوْا.

ضرورت ہوتی تو وہ اپنی اوپر والی منزل والوں کے پاس سے گزرتے' لہٰذا انھوں (نچلے حصے والوں) نے کہا: اگر ہم اپنے ہی حصے میں ایک سوراخ کر لیں (اور نیچے سے پانی حاصل کر لیں) اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ پہنچائیں (تو کیا ہی اچھا ہو)۔ تو اگر انھوں (اوپر والوں) نے انہیں اپنے حال اور منصوبے پر چھوڑ دیا تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے تو وہ خود بھی اور باقی سب بھی بچ جائیں گے''۔ (بخاری)

(القائم فی حدود اللہ تعالٰی) اس کا مطلب ہے اللہ تعالٰی کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہنے اور ان کے ازالہ و رفع کی کوشش کرنے والا۔ (استھموا) ''انھوں نے قرعہ اندازی کی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٣٢ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (الواقع فیھا) ''ان کا ارتکاب کرنے والا''۔ (فوقھم) کشتی کی بالائی منزل۔ (خرقنا) ہم پانی حاصل کرنے کے لیے ایک سوراخ کر لیتے ہیں۔ (أخذوا علی أیدیھم) ''انھوں نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا'' یعنی انھوں نے انہیں اس سوراخ کرنے والے منصوبے اور ارادے سے باز رکھا۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی بات کو سمجھانے کے لیے مناسبت کے لحاظ سے مثال بیان کرنا جائز ہے۔

❷ منکرات کے ارتکاب کے نتائج اور سزائیں صرف مرتکبین کی ذات تک محدود نہیں رہتیں بلکہ وہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ کیونکہ خواص کے گناہوں سے عام لوگ بھی عذاب کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں' اگر وہ انہیں منکرات کے ارتکاب سے منع نہیں کرتے تھے۔ گویا اگر نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہیں دیا جائے گا تو پھر سارا معاشرہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آ سکتا ہے۔

❸ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی سے معاشرہ غضب الٰہی اور اس کے عذاب سے بچ جاتا ہے اور یہ پورے معاشرے کی مسئولیت ہے۔ معاشرے کے تمام افراد راعی اور نگہبان ہیں' ان سے ان کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

١٨٨ ـ **اَلْخَامِسُ** : عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ سَلَمَةَ هِنْدِ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ، وَ مَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ، وَ لٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ)) قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ : ((لَا، مَا أَقَامُوْا فِيكُمُ الصَّلَاةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنَاهُ : مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَ لَمْ يَسْتَطِعْ إِنْكَارًا بِيَدٍ وَلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الْإِثْمِ، وَأَدَّى وَظِيفَتَهُ، وَمَنْ

۱۸۸۔ ام المومنین ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ حذیفہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یقیناً تم پر عنقریب ایسے حکمران بنائے جائیں گے کہ تم ان کے بعض اعمال کو پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند کرو گے' پس جس شخص نے (ان کے ناپسندیدہ کاموں کو) ناپسند کیا تو وہ (گناہ سے) بری ہو گیا اور جس نے انکار کیا تو وہ (اس معصیت سے) بچ گیا لیکن جو راضی ہو گیا اور پیروی کی (تو وہ ہلاک ہو گیا)۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان (حکمرانوں) سے قتال نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں جب تک وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں''۔

أَنْكَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهِ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِيَةِ، وَ مَنْ رَضِيَ بِفِعْلِهِمْ وَ تَابَعَهُمْ، فَهُوَ الْعَاصِي.

اس کے معنی ہیں کہ جس نے دل سے برا سمجھا اور اس میں ہاتھ یا زبان سے انکار کی طاقت نہیں تھی تو وہ گناہ سے بری ہوگیا اور اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جس نے اپنی طاقت کے مطابق انکار کیا تو وہ اس معصیت سے بچ گیا اور جو ان کے فعل سے راضی ہوگیا اور ان کی متابعت کی تو وہ گنہگار ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٥٤) (٦٣).

غريب الحديث☆ (فتعرفون) تم ان کے بعض اعمال کو شریعت کے موافق پاتے ہو۔ (وتنکرون) اور تم ان کے بعض اعمال کو شریعت کے مخالف پاتے ہو۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کا آئندہ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں خبر دینا آپ کے معجزات میں سے ہے۔

❷ جب حکمران خلافِ شریعت امور کا اجرا اور ارتکاب کریں تو پھر ان کی موافقت اور متابعت جائز نہیں۔

❸ نماز اسلام کا عنوان اور کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔

❹ فتنوں کو بھڑ کانے، ہوا دینے اور امت میں اختلاف پیدا کرنے سے بچنا چاہیے' کیونکہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے۔

❺ تغییر منکر اور بادشاہ کو معزول کرنے کی میزان شریعت ہے' خواہشات یا عصبیت وغیرہ نہیں۔

❻ ظالموں کی مجلس میں شریک ہونا یا ان کی اعانت کرنا جائز نہیں۔

١٨٩۔ السَّادِسُ : عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ : ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ)) وَ حَلَّقَ بِأُصْبُعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا. فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنُهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ ؟ قَالَ : ((نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۹۔ ام المومنین ام حکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک روز بڑی گھبراہٹ کے عالم میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور آپ اس وقت یہ فرما رہے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' عربوں کے لیے اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہے' جو قریب آ چکی' آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے''۔ آپ نے انگشتِ شہادت اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر دکھایا (کہ اتنا سوراخ ہوگیا ہے) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک کر دیے جائیں گے جبکہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب برائی اور فسق و فجور عام ہو جائے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٨١۔فتح)' ومسلم (٢٨٨٠) (٢).

غريب الحديث☆ (فَزِعًا) ''خوف اور گھبراہٹ کی حالت''۔ (ويل) ''ہلاکت'' کلمہ عذاب ہے جبکہ حزن و ملال کے وقت بھی ایسے کہا جاتا ہے۔ (يأجوج و مأجوج) یہ وہ اقوام ہیں جو آخری دور میں ظاہر ہوں گی' وہ زمین میں فساد پھیلائیں گے اور ان کا ظہور قرب قیامت کی علامت ہے۔ (ردم) وہ دیوار جو ذوالقرنین نے لوہے کے تختے جوڑ کر تیار کی تھی سورۂ کہف میں اس کا ذکر ہے۔ (حلق باصبعيه) ''آپ نے انگشت شہادت اور انگوٹھے سے حلقہ بنایا''۔ (الخبث) ''زنا، برائی اور فسق و فجور وغیرہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ گھبراہٹ سے دل مومن کا دل ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے' بلکہ مومن تو ایسی حالت میں اللہ کو زیادہ یاد کرتا

ہے' اس لیے کہ ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔

❷ خروج یاجوج ماجوج ایک شر ہے۔

❸ یہاں عربوں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا' کیونکہ انھوں نے اسلام کا بیڑہ اٹھایا اور اس کے جھنڈے کو بلند کیا' جب ان میں فساد پیدا ہو جائے تو یہ شر کی علامت ہے۔

❹ کثرتِ معاصی کی وجہ سے بعض نیک لوگوں کے باوجود اس قوم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

❺ معصیت کی نحوست کا بیان اور اس کے انکار کی تحریض و ترغیب۔

❻ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ نیک و بد سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے لیکن روز قیامت وہ اپنی نیت کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔

۱۹۰ ۔ اَلسَّابِعُ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ ؛ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ)) قَالُوْا : وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ : ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَ كَفُّ الْاَذٰى، وَ رَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۹۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو''۔ صحابہ نے عرض : اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے وہاں بیٹھے بغیر چارہ نہیں' ہم وہاں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے وہاں ضرور ہی بیٹھنا ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو''۔ انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نگاہوں کو پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/۱۱۲۔ فتح)' ومسلم (۲۱۲۱).

غريب الحديث☆ (إياكم) ''بچو، دور رہو''۔ (ما لنا من مجالسنا بد) ''ہم وہاں بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے''۔ (غض البصر) ''نگاہیں پست رکھنا' یعنی محرمات کو نہ دیکھنا''۔ (كف الأذى) ''تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا''۔

فقه الحديث☆ ❶ عام راستے اور گزرگاہیں مسلمانوں کے لیے مشترک اور مفادِ عام کے لیے ہوتی ہیں' انہیں چھوٹا کرنا یا ان پر قبضہ کر لینا جائز نہیں' ان پر سب لوگوں کے حقوق ہیں۔

❷ حدیث میں مذکورہ شرائط کی ادائیگی کے ساتھ راستوں میں بیٹھنا جائز ہے۔

❸ راہ چلتی عورتوں کو دیکھنا حرام ہے۔

❹ نگاہوں کو پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا امورِ واجبہ میں سے ہے۔

❺ مسلمان کو ہر حال میں اپنی اور معاشرے کی بہتری کے لیے کوشش کرتے رہنا چاہیے اسی میں سب کی کامیابی ہے۔

❻ کسی مسئلے کے جواب کے بارے میں عالم یا مفتی سے بار بار پوچھنا جائز ہے۔

۱۹۱ ۔ اَلثَّامِنُ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ

۱۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اسے اتارا

رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَقَالَ : ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ!)) فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : خُذْ خَاتَمَكَ ؛ انْتَفِعْ بِهِ. قَالَ : لَا وَاللَّهِ! لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَ قَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور پھینک دیا اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے''۔ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی پکڑ لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ' اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں اس چیز کو کبھی نہیں پکڑوں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۹۰).

غريب الحديث☆ (يعمد) ''ارادہ کرتا ہے''۔ (انتفع به) اسے بیچ کر فائدہ حاصل کرو۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر طاقت ہو تو برائی کو ہاتھ سے روکنا چاہیے۔

❷ وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے' جس سے کسی کو فائدہ پہنچے۔

❸ مردوں کو سونے کی انگوٹھی اور دیگر چیزیں پہننا حرام ہے اور ہمارے ہاں جو نوجوان لڑکوں میں سونے کی انگوٹھی یا چین وغیرہ پہننے کا رواج بڑھ رہا ہے اور اسے سٹیٹس کا نشان سمجھا جا رہا ہے یہ اسلام سے دوری کی علامت ہے۔

❹ سونے کی خرید و فروخت جائز ہے۔

❺ صحابہ کرام ﷺ کے جذبہ اطاعت رسول اور آپ کے منع کردہ امور سے اجتناب کا بیان ہے۔

۱۹۲ ـ **التَّاسِعُ** : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَقَالَ : أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ)) فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ. فَقَالَ لَهُ : اجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَ : وَ هَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ، إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَ فِي غَيْرِهِمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۹۲۔ حضرت ابو سعید حسن بصری ؒ سے روایت ہے کہ عائذ بن عمرو ؓ، عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے تو فرمایا: اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بلاشبہ وہ حکمران بدترین ہیں جو اپنی رعایا پر سختی کرتے ہیں''۔ پس تو ان میں سے ہونے سے بچ۔ اس نے انہیں کہا آپ بیٹھیے آپ تو محمد ﷺ کے اصحاب میں سے بھوسا ہیں (یعنی تمہاری کیا حیثیت ہے؟) انھوں نے کہا: کیا آپ کے صحابہ میں سے کچھ ایسے بھی تھے کہ انہیں بھوسا کہا جا سکے؟ بھوسا تو وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے اور جو ان کے علاوہ ہوں گے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۳۰).

غريب الحديث☆ (الرعاء) راء کے نیچے زیر پھر مد (راع) کی جمع ''حکمران''۔ (الحطمة) ''سختی کرنے والا'' ایسا چرواہا جو اپنے جانوروں پر سختی کرتا ہے اور ایسے حکمران پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو اپنی رعیت پر سختی کرتا ہے' نرمی نہیں کرتا۔ (من نخالة) ''آٹے کی اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے تمہاری پروا نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کرام ؓ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کس قدر التزام کرتے تھے کہ حضرت عائذ ؓ نے بصرے کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کو رعایا سے نرمی کرنے کے بارے میں کہا۔

❷ تمام صحابہ کرام ؓ عادل اور افضل ہیں' رسول اللہ ﷺ کے بعد وہ افضل ترین لوگ ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کم تر درجے کا نہیں۔

❸ امت کی اصلاح اور بہتری کے لیے ضروری ہے کہ ان کا حاکم ان کے ساتھ نرمی کرے بے جا سختی نہ کرے۔
❹ آدمی کا امت مسلمہ کے بیٹوں کو نصیحت کرنا مستحب ہے۔
❺ لوگوں کے لیے وہ شخص بہتر ہے جو نرم مزاج اور نرم گفتار ہو۔

۱۹۳ ۔ العاشر : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۹۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو یا پھر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے پھر تم اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی''۔ (ترمذی۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث ☆ حسن بشواهده۔ أخرجه الترمذی (۲۱۶۹).

اس حدیث کو امام ترمذی نے ضعیف اسناد کے ساتھ روایت کی ہے' لیکن اس میں موجود عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری راوی متابعت کے وقت مقبول ہے اور اس حدیث کے دو شاہد ہیں:

(۱) ابن عمرؓ اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے (۴۳۹۳۔ مجمع البحرین)۔

(۲) اور دوسرا شاہد ابو ہریرہؓ سے ہے (۴۳۶۳۔ مجمع البحرین) ان دونوں سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن یہ معتبر ہیں۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ان دونوں شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

فقه الحدیث ☆ ❶ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا واجب ہے اور یہ اللہ کے غضب اور عذاب کے سامنے آڑ ہے۔
❷ مختلف مشروع الفاظ سے حلف اٹھانا جائز ہے۔
❸ امر بامعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کرنے سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔
❹ منکر کی نحوست اپنے فاعل سمیت دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

۱۹۴ ۔ الحادي عشر : عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔'' (ابوداود، ترمذی۔ اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث ☆ صحیح بشواهده۔ أخرجه أبو داؤد (۴۳۴۴)' والترمذی (۲۱۷۴)' و ابن ماجه (۴۰۱۱).

اس کی اسناد ضعیف ہیں' کیونکہ اس سند میں عطیہ عوفی ہے' لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے۔ اور صحابہ کی ایک جماعت بھی اس کی شاہد ہے اور بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

غریب الحدیث ☆ (كلمة عدل) ''کلمہ حق''۔ (جائر) ''ظالم''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ جہاد کے کئی مراتب ہیں' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی جہاد ہے۔
❷ ظالم بادشاہ کو نصیحت کرنا اور حق بات کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔
❸ ظالم بادشاہ کو اس کے ظلم پر اسے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا جائز ہے' لیکن یہ وعظ و نصیحت نرمی سے ہونی چاہیے' ممکن ہے کہ وہ

نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے۔

١٩٥ ـ اَلثَّانِيْ عَشَرَ : عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ بْنِ شِهَابِ الْبَجَلِيِّ الْأَحْمَسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، وَ قَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ : أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : ((كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

((اَلْغَرْزُ)) بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ زَايٍ، وَ هُوَ رِكَابُ كُوْرِ الْجَمَلِ إِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ أَوْ خَشَبٍ، وَ قِيْلَ : لَا يَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَ خَشَبٍ.

۱۹۵۔ حضرت ابو عبداللہ طارق بن شہاب بجلی احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اس وقت سوال کیا جب آپ رکاب میں اپنا قدم مبارک رکھ چکے تھے کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا''۔ (نسائی نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

(الغرز) غین پر زبر پھر راء ساکن پھر زاء معنی ہیں اونٹ کی رکاب جب وہ چمڑے یا لکڑی کی ہو' بعض نے کہا: یہ عام ہے' چمڑے یا لکڑی کے ساتھ خاص نہیں۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه النسائي (۱٦۱/۷)، و أحمد (۳۱/٤)، إسناده صحيح كما قال المصنف رحمه الله.

فقه الحديث ☆ اس حدیث کی شرح سابقہ حدیث (۱۹۴) کے تحت گزر چکی ہے۔

١٩٦ ـ اَلثَّالِثَ عَشَرَ : عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ : يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ عَلٰى حَالِهِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ أَكِيْلَهُ وَ شَرِيْبَهُ وَ قَعِيْدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ)) ثُمَّ قَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ. تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ : ﴿فَاسِقُوْنَ﴾ [المائدة : ۷۸ ـ ۸۱] ثُمَّ قَالَ : ((كَلَّا، وَاللّٰهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا،

۱۹۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں جو پہلا نقص داخل ہوا وہ یہ تھا کہ اگر کوئی آدمی دوسرے آدمی سے ملاقات کرتا تو اسے کہتا: اے شخص! اللہ سے ڈر اور جو (برا) کام تو کرتا ہے اسے چھوڑ دے' اس لیے کہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں' پھر وہ اسے کل ملتا تو وہ اپنی اسی حالت پر ہوتا تو پھر اس کی یہ حالت اسے اس کا ہم نوالہ، ہم پیالہ اور ہم مجلس بننے سے نہ روکتی۔ (یعنی یہ بھی اسی طرح ہو جاتا) جب انھوں نے ایسے کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا۔'' پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی' یہ اس سبب سے جو انھوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے' وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے جس کا وہ ارتکاب کرتے تھے' یقیناً برا ہے جو وہ کرتے تھے۔ تم اکثر لوگوں کو دیکھو گے کہ یہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں البتہ برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لیے آگے بھیجا'' آپ نے (فَاسِقُوْنَ) تک تلاوت فرمائی' پھر فرمایا: ''ہرگز نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو اور تم ضرور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو' تم ان کو زبردستی حق کی طرف موڑو اور ان کو حق پر مجبور اور پابند رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تم

أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

هٰذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ، وَ لَفْظُ التِّرْمِذِيِّ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِي نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا، فَجَالَسُوْهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَ لَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ)) فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَ كَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ : ((لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! حَتّٰى تَأْطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا)).

قَوْلُهٗ: ((تَأْطِرُوْهُمْ)) أَيْ تَعْطِفُوْهُمْ. ((وَلَتَقْصُرُنَّهٗ)) أَيْ : لَتَحْبِسُنَّهٗ.

سب کے دلوں کو ایک جیسا کر دے گا' پھر تم پر لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی۔'' (ابوداؤد، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور ترمذی کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب بنو اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے' پھر وہ (عالم) بھی ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگ گئے' ان کے ساتھ کھانے پینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبانی ان پر لعنت فرمائی۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرنے والے تھے'۔ پھر رسول اللہ ﷺ (سیدھے) بیٹھ گئے جب کہ (پہلے) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا: ''نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (تمہاری نجات نہیں) حتیٰ کہ تم انہیں حق کی طرف موڑو''۔

(تاطروهم) کے معنی ہیں ''انہیں موڑو'' اور **(ولتقصرنه)** کا معنی ہے ''انہیں روکو، مجبور کرو۔''

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه أبوداود (٤٣٣٦)' والترمذی (٣٠٤٧)' و ابن ماجه (٤٠٠٦) وغيرهم.

اس کی سند منقطع ہے' کیونکہ ابوعبیدہ نے اپنے باپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔

غريب الحديث☆ (النقص) دین میں نقص مراد ہے۔ **(اكيله و شريبه و قعيده)** ''اس کا ہم نوالہ' ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونا''۔

فقه الحديث☆ ❶ یہود منکرات کا ارتکاب کرتے' اس کا اعلان کرتے تھے اور اس سے منع بھی نہیں کرتے تھے۔

❷ معاصی پر خاموشی اختیار کرنا گویا اس کی تشہیر اور پھیلاؤ میں مدد کرنا ہے۔

❸ برے لوگوں کی ہم نشینی اختیار نہیں کرنی چاہیے' اگر کوئی شخص برائی کو دل سے برا سمجھے تو پھر اسے بری ہم نشینی سے بچنا چاہیے۔

❹ اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ ایک دوسرے کو حق و صبر کی تلقین کرتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔

١٩٧ـ الرَّابِعَ عَشَرَ : عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَتَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة : ١٠٥] وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ : ((إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ)). رَوَاهُ

۱۹۷۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو ''اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کو لازم پکڑو' جب تم خود ہدایت پر ہو گے تو گمراہ لوگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے ہوئے) دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے''۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ اسانید صحیح ہیں)

أَبُو دَاوُدَ، وَ التِّرمِذِيُّ، وَ النَّسَائِيُّ بِأَسَانِيدَ صَحِيحَةٍ.

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه أبو داؤد (٤٣٣٨)، والترمذي (٢١٦٨)، وابن ماجه (٤٠٠٥) بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنا' اس میں تدبر اور غور و فکر کرنا واجب ہے۔

❷ قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ کہنا حرام ہے۔

❸ امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرتے رہیں اور دوسروں کو بھی حق و صبر کی تلقین کریں۔

❹ اللہ تعالیٰ کا عذاب ظالم اور دوسرے عام لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

آیت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان خود راہ راست پر ہو تو دوسروں کی گمراہی اور معصیت سے اسے کوئی اندیشہ ہے نہ اس سے اس کے بارے میں کوئی باز پرس ہوگی۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرما کر اس مفہوم کی تردید فرمائی جس سے یہ واضح ہوا کہ حتیٰ الامکان برائی کو روکنا امت کی ذمہ داری اور ہر فرد کا منصب ہے' حتیٰ کہ قدرت رکھتے ہوئے ہاتھ سے یا زبان سے نہ روکنا اللہ تعالیٰ کے عتاب اور غضب کا باعث ہے۔

۲۴۔ بَابُ تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ وَ خَالَفَ قَوْلُهُ فِعْلَهُ

۲۴۔ باب: جو شخص نیکی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے لیکن اس کا اپنا قول اس کے فعل کے مخالف ہو تو اس کی بڑی سخت سزا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ [البقرة : ٤٤] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الصف : ٢، ٣] وَقَالَ تَعَالٰى إِخْبَارًا عَنْ شُعَيْبٍ ﷺ : ﴿وَمَا أُرِيْدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلٰى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾ [هود : ٨٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو' حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو' کیا پس تم نہیں سمجھتے؟''۔

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو' اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات بڑی ناراضی والی ہے کہ تم وہ باتیں کہو جو تم نہ کرو''۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ قول نقل فرمایا: کہ ''میں نہیں چاہتا کہ میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں میں خود وہ کر کے تمہاری مخالفت کروں۔''

١٩٨۔ وَ عَنْ أَبِيْ زَيْدٍ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ : ((يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ، فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ فِي الرَّحَا، فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ

۱۹۸۔ حضرت ابو زید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایک شخص کو روز قیامت لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا' اس کی انتڑیاں نکل آئیں گی اور وہ ان کو لے کر اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی میں چکر لگاتا ہے۔ اتنے میں جہنمی اس کے پاس جمع

فَيَقُوْلُوْنَ : يَا فُلَانُ! مَا لَكَ؟ أَلَمْ تَكُ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ ؟ فَيَقُوْلُ : بَلٰى، كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ، وَأَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَ آتِيْهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ : ((تَنْدَلِقُ)) هُوَ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ، وَ مَعْنَاهُ تَخْرُجُ. وَ ((الْأَقْتَابُ)) : الْأَمْعَاءُ، وَاحِدُهَا قِتْبٌ.

ہو جائیں گے اور کہیں گے۔ اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تم نیکی کا حکم نہیں کرتے تھے اور برائی سے نہیں روکتے تھے؟ وہ کہے گا: ہاں! یقیناً میں نیکی کا حکم تو کرتا تھا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا اور برائی سے (دوسروں کو) منع تو کرتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا۔'' (متفق علیہ)۔

(تندلق) دال کے ساتھ' اس کا معنی ہے ''نکل آئیں گی''۔ (اُقتاب) یہ قتب کی جمع ہے ''انتڑیاں۔''

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٣١ـ فتح)، ومسلم (٢٩٨٩).

غریب الحدیث☆ (الرحا) ''چکی''۔ (آتیه) ''میں اسے کرتا تھا۔''

فقہ الحدیث☆ ❶ قول و فعل میں تضاد کی سزا بیان کی گئی ہے' اس میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے بالخصوص دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے والوں کو تنبیہ کی ہے کہ وہ دوسروں کو دعوت دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی عمل کریں۔ قول و فعل میں تضاد والوں کے بارے میں آپ نے عذاب کی خبر سنائی۔

❷ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ بندہ خود بھی نیک عمل کرے اور برائی سے بچے تو یہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

❸ روز قیامت لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے جیسا کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

٢٥ـ بَابُ الْأَمْرِ بِأَدَاءِ الْأَمَانَةِ

۲۵۔ باب: ادائے امانت کا حکم

امانت ایک ایسا جامع امر ہے جس کا انسان کو مکلف بنایا جائے یا اس کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھی جائے' اس میں حقوق اللہ شامل ہیں جیسے فرائض اور حقوق العباد بھی شامل ہیں جیسے ودائع' پس انسان کو چاہیے کہ وہ بہتر انداز میں انہیں ادا کرے' امانت والوں کو ان کی امانتیں ادا کرے' انہیں چھپائے نہ انکار کرے اور نہ ہی شرعی اذن کے بغیر ان میں تصرف کرے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ [النساء : ٥٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ [الأحزاب : ٧٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والوں کو ادا کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا' پس انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا' بے شک وہ بڑا ظالم اور سخت نادان ہے۔''

شرح الآیات ☆ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں امانت والوں کو ان کی امانتیں ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے' اگر کوئی شخص دنیا میں امانتیں ادا نہیں کرتا تو روز قیامت اس سے حساب لیا جائے گا' جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام حق داروں کو ان کے حقوق ادا کیے جائیں گے حتیٰ کہ سینگوں کے بغیر بکری کو سینگوں والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا''۔

دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ وہ ان پر دین کو فرض قرار دیتا ہے اور ان

کے لیے ثواب وعقاب مقرر کرتا ہے۔ انھوں نے کہا: نہیں! ہم تیرے امر کے تابع ہیں اور ہمیں ثواب وعقاب کی ضرورت نہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں انسان پر پیش کیں اور فرمایا کہ اگر وہ ان احکام کو ادا کرے گا تو اسے ثواب ملے گا اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو اسے سزا ملے گی۔ تو اس نے اپنے ضعف، جہالت اور نادانی کی وجہ سے اسے قبول کرلیا۔

١٩٩ ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ : ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَ إِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((وَ إِنْ صَامَ وَ صَلّٰى وَ زَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ)).

۱۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں' جب وہ بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو (اس میں) خیانت کرے''۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: ''اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۸۹۔ فتح)' ومسلم (۵۹)' والرواية الثانية عند مسلم (۵۹) (۱۰۹).

غريب الحديث☆ (آية) ''نشانی۔علامت''۔ (النفاق) ''ظاہر کا باطن کی مخالفت کرنا'' نفاق کی دو قسمیں ہیں: اعتقادی نفاق' یہ بڑا ہے اور کفر ہے اور عملی نفاق' یہ چھوٹا ہے اور یہ ریا ہے۔ منافق اسے کہتے ہیں جو اہلِ اسلام کے سامنے اسلام ظاہر کرے اور دوسروں کے سامنے مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد رکھے۔ (أخلف) ''جو خلاف ورزی کرے' پورا نہ کرے''۔ (وإن زعم) ''اگرچہ وہ دعویٰ کرے، گمان کرے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں نفاق کو ان علامات میں منحصر کیا ہے' اس لیے کہ ان کے ذریعے باقی پر متنبہ کیا گیا ہے' اصل میں دین تین چیزوں پر منحصر ہے: قول، فعل اور نیت۔ قول کا فساد جھوٹ سے ہے، فعل کا فساد خیانت سے ہے اور نیت کا فساد وعدہ خلافی سے ہے۔

❷ جس شخص میں حدیث میں مذکورہ صفات جمع ہوجائیں وہ نفاق میں مبتلا ہوجاتا ہے' اسے پھر دعویٔ اسلام فائدہ نہیں پہنچاتا۔

❸ بات سچی کرنا، وعدہ وفا کرنا اور امانت ادا کرنا امور واجبہ میں سے ہیں۔

❹ مسلمان کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہوتا۔

❺ نماز اور روزہ عبادات ہیں جو نفس کی اصلاح وتزکیہ کرتی ہیں اور بلندیٔ اخلاق کی طرف دعوت دیتی ہیں۔

٢٠٠ ـ وَ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ : حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ : حَدَّثَنَا: ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ، وَ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ)) ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ : ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ

۲۰۰۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان فرمائیں' میں نے ان میں سے ایک تو دیکھ لی ہے اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے ہمیں بیان فرمایا تھا: ''امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری (یعنی اسے فطرت کا حصہ بنایا گیا) پھر قرآن نازل ہوا تو لوگوں نے اسے (امانت کو) قرآن اور سنت سے جانا''۔ پھر آپ نے امانت کے اٹھ جانے کے بارے میں ہمیں بتایا تو فرمایا: ''آدمی سوئے گا اور اس کے دل سے امانت قبض کرلی جائے گی' پس اس کا اثر ایک معمولی نشان کی طرح باقی رہ جائے گا' پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے امانت قبض کرلی جائے گی' پس

عَلٰى رِجْلِكَ، فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ)) ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهُ عَلٰى رِجْلِهِ ((فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ، فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ : اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا، حَتّٰى يُقَالُ لِلرَّجُلِ : مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا اَعْقَلَهُ! وَ مَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ)) وَ لَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَ مَا أُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ ؛ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِيْنُهُ، وَ لَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ، وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَ فُلَانًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ : ((جَذْرُ)) بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَإِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ : وَ هُوَ اَصْلُ الشَّيْءِ. وَ ((الْوَكْتُ)) بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ : الْأَثَرُ الْيَسِيْرُ. ((وَالْمَجْلُ)) بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَإِسْكَانِ الْجِيْمِ، وَهُوَ تَنَفُّطٌ فِي الْيَدِ وَ نَحْوِهَا مِنْ أَثَرِ عَمَلٍ وَغَيْرِهِ. قَوْلُهُ : ((مُنْتَبِرًا)) : مُرْتَفِعًا. قَوْلُهُ : ((سَاعِيْهِ)) : الْوَالِيْ عَلَيْهِ.

اس کا اثر آبلے کی مانند باقی رہ جائے گا جیسے ایک انگارہ ہو جسے تو اپنے پاؤں پر لڑھکائے تو اس سے چھالہ نمودار ہو جائے' پس تو اسے ابھرتا ہوا تو دیکھتا ہے لیکن اس میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔'' پھر آپ نے ایک کنکری پکڑی اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکایا (پھر فرمایا): ''پس لوگ صبح کے وقت باہم خرید وفروخت کرتے ہوں گے' ان میں سے کوئی ایک بھی امانت ادا کرنے کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ فلاں شخص کی اولاد میں ایک امانت دار آدمی ہے۔ حتیٰ کہ کسی آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ کس قدر مضبوط، ہوشیار اور عقلمند ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا''۔ راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یقیناً مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ مجھے پروا نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے خرید وفروخت کر رہا ہوں' اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دین مجھ پر (میری چیز) لوٹا دے گا اور اگر وہ عیسائی یا یہودی ہوگا تو اس کا ذمہ دار مجھ پر (میری چیز) لوٹا دے گا' جہاں تک آج کا تعلق ہے تو میں تم میں سے صرف فلاں فلاں شخص سے خرید وفروخت کرتا ہوں''۔ (متفق علیہ)

(جذر) جیم کی زبر اور ذال ساکن کے ساتھ' یعنی کسی چیز کی اصل، جڑ، فطرت۔ (الوکت) تاء کے ساتھ ''معمولی سا اثر''۔ (المجل) میم پر زبر، جیم ساکن' کام وغیرہ کرنے کی وجہ سے ہاتھوں پر جو چھالے وغیرہ پڑ جاتے ہیں۔ (منتبرًا) ''بلند' ابھرا ہوا'' (ساعیه) ''اس کا نگران، ذمہ دار''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/۳۳۳۔ فتح)' ومسلم (۱۴۳).

غريب الحديث☆ (فعلموا من القرآن) ''انھوں نے امانت کو قرآن سے جانا'' (تقبض) ''قبض کی جائے گی، اٹھالی جائے گی۔'' یعنی اس کے سوئے فعل کی وجہ سے امانت اٹھالی جائے گی۔

فقه الحديث☆ ❶ اخلاق اسلامیہ کو سمجھنے کے لیے یہ حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

❷ حدیث میں فرمایا: ''امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری''۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس دور میں اسلام میں اخلاق کی اہمیت کوئی سونے کی طرح چمکتی ہوئی چیز کی طرح نہیں تھی کہ لوگ سراب کی طرح اس سے دھوکا کھا جائیں' اسلام میں اخلاق کی جڑیں بہت گہری ہیں حتیٰ کہ اس کا تعلق صرف انسانوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ یہ تو حیوانات اور نباتات تک کو شامل ہے۔ یہ صرف فطرت کے مظاہر سے متعلق نہیں

بلکہ سرائرِ نفوس پر بھی مشتمل ہے نیز اسلام میں اخلاق ابدی ہیں' وقتی یا جز وقتی نہیں۔ ان اخلاق کی وجہ سے انسان اپنے رب کی رحمت کے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت، میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔'' پس اسلام میں اخلاق کا دائرہ بہت وسیع ہے اور یہ انسانی دائرہ اخلاق کے مفہوم سے بہت وسیع ہے۔

❸ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ''پھر انھوں نے قرآن و سنت سے اسے جان لیا'' اس سے ثابت ہوا کہ اخلاق اسلامیہ کا منبع قرآن و سنت ہیں۔

❹ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اخلاق و کردار کے روز افزوں زوال کی وجہ سے یہ امانت آہستہ آہستہ ختم ہوتی جائے گی حتیٰ کہ اس کا اس حد تک فقدان ہو جائے گا کہ کوئی امانت دار آدمی خال خال ہی نظر آئے گا۔

❺ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امانت اور ایمان لازم و ملزوم ہیں' اگر ایک چیز اٹھ جائے تو دوسری چیز بھی چلی جاتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: ''حیا اور ایمان لازم و ملزوم ہیں' جب ایک چیز اٹھالی جاتی ہے تو دوسری بھی اٹھالی جاتی ہے''۔

❻ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین و ایمان انسان کو نیک کام کرنے پر ابھارتے ہیں یا پھر کوئی نگران اور ذمہ دار اسے اس نیک کام کے لیے تیار کرتا ہے۔

۲۰۱۔ وَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَجْمَعُ اللّٰهُ، تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى النَّاسَ، فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُوْنَ آدَمَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا أَبَانَا! اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: وَ هَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيْئَةُ أَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اذْهَبُوْا إِلٰى ابْنِيْ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ إِبْرَاهِيْمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ، اعْمَدُوْا إِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا، فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اذْهَبُوْا إِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَ رُوْحِهِ. فَيَقُوْلُ عِيْسٰى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ. فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهُ، وَ تُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَ الرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا، فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ)) قُلْتُ بِأَبِيْ وَ أُمِّيْ، أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ؟ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ

۲۰۱۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (روز قیامت) لوگوں کو جمع فرمائے گا' پس مومن کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی' پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: ابا جان! ہمارے لیے جنت کھلوائیے۔ وہ فرمائیں گے: تمہارے باپ کی غلطی نے ہی تو تمہیں جنت سے نکلوایا تھا لہٰذا میں اس کے اہل نہیں ہوں (کہ جنت کھلواؤں) تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ پس وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے' تب ابراہیم علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں' میں خلیل تو ضرور تھا لیکن میں اس بلند درجے کا اہل نہیں ہوں' لہٰذا تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ پس وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں' تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ پس عیسیٰ علیہ السلام یہی فرمائیں گے کہ میں بھی اس کے اہل نہیں ہوں۔ پس وہ محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو اجازت دی جائے گی۔ امانت اور رحم (صلہ رحمی) کو بھیجا جائے گا تو وہ دونوں پل صراط کے دونوں جانب دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی (پھر لوگ پل صراط سے گزرنا شروع ہو جائیں گے) پس تمہارا اول اور پہلا گروہ تو بجلی کی

كَمَرِّ الطَّيْرِ، وَأَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ، وَ نَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ : رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتّٰى يَجِيءَ الرَّجُلُ لَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا، وَ فِي حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ أُمِرَتْ بِهِ، فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ، وَمُكَرْدَسٌ فِي النَّارِ)) وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ! إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ : ((وَرَاءَ وَرَاءَ)) هُوَ بِالْفَتْحِ فِيهِمَا. وَ قِيلَ : بِالضَّمِّ بِلَا تَنْوِينٍ، و مَعْنَاهُ : لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ، وَ هِيَ كَلِمَةٌ تُذْكَرُ عَلَى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ. وَ قَدْ بَسَطْتُ مَعْنَاهَا فِيْ شَرْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

طرح نہایت تیزی سے گزر جائے گا۔'' راوی حدیث کہتے ہیں میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بجلی کی طرح گزرنے سے کون سی چیز مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ بجلی کس طرح پلک جھپکنے میں گزر جاتی اور واپس آ جاتی ہے؟ پھر ہوا کے گزرنے کی طرح، پھر پرندے کے گزرنے کی طرح (لوگ پل صراط سے گزر جائیں گے) اور کچھ طاقتور آدمی کی تیز چال کی طرح اور یہ سب اپنے اپنے اعمال کے حساب سے وہاں سے گزریں گے اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوں گے اور فرماتے ہوں گے اے میرے رب! بچا بچا حتیٰ کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی آئے گا جو چلنے کی استطاعت نہیں رکھے گا' وہ صرف گھسٹ کر چلے گا۔ پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے لٹکے ہوئے ہوں گے' جنہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جس جس کے بارے میں انہیں پکڑنے کا حکم دیا جائے وہ اسے پکڑ لیں۔ پس بعض (گزرنے والے) زخمی تو ہوں گے لیکن بہرحال وہ کامیاب ہو جائیں گے اور بعض کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا''۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے! جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

(وراء وراء) دونوں میں زبر اور بعض نے کہا: پیش کے ساتھ تنوین کے بغیر' اس کا معنی ہے کہ میں اس بلند درجے کا اہل نہیں ہوں اور یہ کلمہ بطور تواضع ذکر کیا جاتا ہے' میں نے اس کے معنی شرح مسلم میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۹۵).

حدیث کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو جہنم کی گہرائی کے بارے میں بیان کیا ہے وہ مدرج ہے' یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے' مرفوع نہیں۔

غريب الحديث☆ (يجمع الله الناس) ''اللہ تعالیٰ (محشر میں) لوگوں کو جمع کرے گا''۔ (تزلف) ''(جنت) ان کے قریب کر دی جائے گی''۔ (استفتح لنا) ''ہمارے لیے اسے کھلوائیے''۔ (خليل) محبت کا اعلیٰ درجہ، جگری یار۔ (الرحم) ''صلہ رحمی''۔ (جنبتى) ''دونوں کنارے''۔ (الصراط) پل صراط جو جہنم کے اوپر ہے اور اہل محشر اس کے اوپر سے گزریں گے۔ (بأبى أنت و أمى) ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں''۔ (طرفة عين) ''آنکھ جھپکنا''۔ (أشد الرجال) ''آدمیوں کے تیز چلنے کی طرح''۔ (حتى تعجز أعمال العباد) حتیٰ کہ نیک

اعمال قلت کی بنا پر بندے کی رفتار تیز کرنے سے عاجز آ جائیں گے۔ (**کلا لیب**) ''کلوب'' کی جمع' لوہے کے کنڈے جن پر گوشت لٹکایا جاتا ہے۔ (**مخدوش**) ''مجروح، زخمی''۔ (**مکردس**) ''اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے''۔ (**الخریف**) ''سال''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اس میں روز قیامت میدان محشر میں لوگوں کے جمع ہونے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس روز لوگوں کو جمع کرے گا' اس میں کسی قسم کا شک نہیں' پھر ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

❷ اصل البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہ علم یقینی ہے' اس میں کسی قسم کا شک نہیں' اس سے یہودیوں کی ''ڈارون تھیوری'' کی تردید ہوتی ہے کہ انسان پہلے اس شکل میں نہیں تھا بلکہ ارتقائی منازل طے کرتا ہوا انسان بنا ہے۔

❸ انبیاء علیہم السلام کی تواضع کا بیان ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے اور کچھ عرض کرنے سے گھبرائیں گے اور انہیں اپنے امور دنیا میں سے کوئی نہ کوئی امر یاد آ جائے گا۔

❹ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کا بیان کہ روز قیامت آپ شافع و مشفع ہوں گے اور عام شفاعت فرمائیں گے۔

❺ امانت اور صلہ رحمی کی فضیلت کا بیان ہے کہ یہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب کھڑی ہوں گی۔

❻ پل صراط سے لوگوں کے گزرنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم سے نجات پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

❼ جہنم کی ہولناکی کا بیان ہے اور اس کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہوگی اور یہ کفار اور منافقین کا ٹھکانا ہے۔

٢٠٢ـ وَ عَنْ أَبِي خُبَيْبٍ. بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ. عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ : لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ اِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ : يَا بُنَيَّ! اِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ، وَ اِنِّي لَا أُرَانِي اِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْمًا، وَ اِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي، أَفَتَرٰى دَيْنَنَا يُبْقِي مِنْ مَالِنَا شَيْئًا؟ ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ! بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَيْنِي، وَأَوْصٰى بِالثُّلُثِ وَ ثُلُثِهِ لِبَنِيهِ، يَعْنِي: لِبَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ثُلُثُ الثُّلُثِ. قَالَ : فَاِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِبَنِيْكَ، قَالَ هِشَامٌ: وَ كَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِاللّٰهِ قَدْ وَ ازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٍ وَ عَبَّادٍ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ وَ تِسْعُ بَنَاتٍ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ يُوْصِيْنِي بِدَيْنِهِ وَ يَقُوْلُ : يَا بُنَيَّ! اِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِمَوْلَايَ. قَالَ : فَوَاللّٰهِ! مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ : يَا أَبَتِ! مَنْ مَوْلَاكَ ؟ قَالَ : اَللّٰهُ. قَالَ : فَوَاللّٰهِ! مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ

۲۰۲۔ حضرت ابوخبیب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب (میرے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل والے دن کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا' پس میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا تو انھوں نے فرمایا: ''بیٹا! آج جو لوگ قتل ہوں گے وہ ظالم ہوں گے یا مظلوم اور میں اپنے بارے میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ میں آج مظلوم کی حیثیت سے قتل کیا جاؤں گا اور مجھے اپنے قرض کے بارے میں بہت فکر ہے' تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال میں سے کچھ باقی چھوڑے گا؟ پھر فرمایا: بیٹے! ہمارے مال کو فروخت کر دینا اور میرا قرض ادا کر دینا اور تہائی مال کی وصیت فرمائی اور تہائی میں سے تہائی مال کی وصیت عبداللہ کے بیٹوں کے لیے فرمائی' پھر فرمایا: اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے مال میں سے کچھ بچ جائے' تو پھر اس میں تہائی تمہارے بیٹوں کے لیے ہے۔ ہشام (حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ عبداللہ کے بیٹے خبیب اور عباد، حضرت زبیرؓ کے بعض بیٹوں کے ہم عمر تھے اور اس وقت حضرت زبیر کے نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے قرض کی ادائیگی کے بارے میں وصیت فرمانے لگے' تو کہا: بیٹا! اگر تم اس مسئلے میں کہیں عاجز آ جاؤ تو میرے

دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ : يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ! اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ، فَيَقْضِيَهُ. قَالَ : فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ وَ لَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرْضِينَ، مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدَى عَشَرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَ دَارًا بِالْكُوفَةِ وَ دَارًا بِمِصْرَ. قَالَ : وَ إِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ، فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ، فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لَا وَلٰكِنْ هُوَ سَلَفٌ إِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ. وَ مَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةً وَلَا خَرَاجًا وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَسَبْتُ مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ ! فَلَقِيَ حَكِيمُ ابْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ : يَا ابْنَ أَخِي! كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ ؟ فَكَتَمْتُهُ وَ قُلْتُ : مِائَةُ أَلْفٍ. فَقَالَ حَكِيمٌ : وَاللّٰهِ مَا أَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ هٰذِهِ! فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَ مِائَتَيْ أَلْفٍ ؟ قَالَ: مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هٰذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي. قَالَ : وَ كَانَ الزُّبَيْرُ قَدِ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَ مِائَةِ أَلْفٍ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَ سِتِّمِائَةِ أَلْفٍ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ : مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ شَيْءٌ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ : إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : لَا، قَالَ : فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : لَا، قَالَ : فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : لَكَ مِنْ هٰهُنَا إِلَى هٰهُنَا. فَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنْهَا، فَقَضَى عَنْهُ دَيْنَهُ، وَأَوْفَاهُ وَ بَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَ نِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلَى

مولیٰ سے مدد طلب کرنا۔ عبداللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ کی مولیٰ سے کیا مراد ہے؟ حتیٰ کہ میں نے پوچھ ہی لیا کہ اباجان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ انھوں نے کہا: ''اللہ'' عبداللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ان کے قرض کی ادائیگی میں جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی تو میں یہی کہتا: اے زبیر کے مولیٰ! ان کے قرض کی ادیگی فرمائیں۔ پس وہ ادا فرما دیتا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں قتل ہو گئے تو انھوں نے کوئی درہم و دینار تر کے میں نہ چھوڑا علاوہ کچھ زمینوں کے اور غابہ کی زمین بھی انہی میں سے تھی' نیز مدینے میں گیارہ گھروں، بصرہ میں دو گھروں اور مصر میں ایک گھر۔ حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ آپ کے ذمے جو قرض تھا وہ اس طرح تھا کہ کوئی شخص ان کے پاس مال لے کر آتا اور آپ کے پاس بطور امانت رکھ دیتا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے: نہیں! یہ بطور امانت نہیں بلکہ یہ (میرے ذمے) قرض ہے' اس لیے کہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے' آپ کبھی کسی امارت (گورنری) پر فائز ہوئے نہ کبھی کسی ٹیکس یا کچھ اور کوئی چیز وصول کرنے کی ذمہ داری قبول کی آپ صرف رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان کے قرض کا حساب لگایا تو وہ بائیس لاکھ تھا' پس حکیم بن حزام عبداللہ بن زبیر سے ملے تو کہا: بھتیجے! میرے بھائی کے ذمے کتنا قرض ہے؟ عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اسے چھپایا اور کہا: ایک لاکھ' حکیم نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا مال اتنی مالیت کا ہو کہ قرض کی ادائیگی ہو سکے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر قرض بائیس لاکھ ہو تو پھر تمہارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم میں اتنی طاقت ہو' اگر تم اس سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد طلب کرنا۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کیا' پھر وہ کھڑے ہو گئے اور اعلان کیا کہ جس کا زبیر پر کچھ قرض ہو تو وہ ہمیں غابہ کے مقام پر ملے۔ عبداللہ بن جعفر ان کے پاس آئے' ان کا

مُعَاوِيَةَ وَ عِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَالْمُنْذِرُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ زَمْعَةَ. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ : كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ : كُلُّ سَهْمٍ بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ : كَمْ بَقِيَ مِنْهَا ؟ قَالَ : أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَ نِصْفٌ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ : قَدْ أَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ : سَهْمٌ وَ نِصْفُ سَهْمٍ، قَالَ : قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِيْنَ وَ مِائَةِ أَلْفٍ. قَالَ : وَ بَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ. فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ : اَقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا. قَالَ : وَاللّٰهِ! لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِيْنَ : أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ. فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِيْ فِي الْمَوْسِمِ، فَلَمَّا مَضٰى أَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَّمَ بَيْنَهُمْ وَ دَفَعَ الثُّلُثَ. وَ كَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَ مِائَتَا أَلْفٍ، فَجَمِيْعُ مَالِهِ خَمْسُوْنَ أَلْفَ أَلْفٍ وَ مِائَتَا أَلْفٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زبیر پر چار لاکھ قرض تھا' انھوں نے حضرت عبداللہ سے کہا: اگر تم چاہو تو میں اسے تمھیں معاف کر دوں؟ عبداللہ نے کہا: نہیں! پھر انھوں (عبداللہ بن جعفر) نے کہا: اگر تم چاہو تو مجھے تاخیر سے دے دینا۔ عبداللہ نے کہا: نہیں' انھوں نے کہا تب مجھے (نقد کی بجائے) زمین کا ایک ٹکڑا دے دیا جائے عبداللہؓ نے کہا: یہاں سے یہاں تک زمین کا حصہ تمہارے لیے ہے۔ پس عبداللہ بن زبیر نے زمین کا (باقی) حصہ فروخت کیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قرض اتار دیا اور ساڑھے چار حصے باقی رہ گئے' پھر عبداللہ بن زبیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' اس وقت ان کے پاس عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے ہوئے تھے' پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ سے پوچھا کہ غابہ کی زمین کی کتنی قیمت لگی؟ انھوں نے کہا: ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ۔ انھوں نے پوچھا کہ باقی کتنے حصے رہ گئے؟ انھوں نے کہا: ساڑھے چار۔ منذر بن زبیر نے کہا: ان میں سے ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں لے لیا' عمرو بن عثمان نے کہا: ان میں سے ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں لے لیا اور ابن زمعہ نے کہا: اور ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں لے لیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اب اس میں سے کتنے حصے باقی رہ گئے؟ انھوں نے کہا: ڈیڑھ؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میں نے ڈیڑھ لاکھ میں لے لیا۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ میں فروخت کیا' جب عبداللہ بن زبیر (اپنے باپ) حضرت زبیرؓ کے قرض کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو حضرت زبیر کے دوسرے بیٹوں نے کہا: ہمارے درمیان ہماری میراث تقسیم کرو' حضرت عبداللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمہارے درمیان میراث تقسیم نہیں کروں گا حتیٰ کہ میں حج کے موسم پر چار سال مسلسل اعلان کروں گا کہ سن لو! جس کسی کا (میرے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرض ادا کریں گے۔ پس وہ ہر سال حج کے موقع پر یہ اعلان کرتے۔ پس جب چار سال گزر گئے تو انھوں نے وہ بقیہ مال ان (ورثاء) کے درمیان تقسیم کر دیا اور تہائی مال

بھی وصیت کے مطابق ادا کر دیا' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں'
پس ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ ملے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تمام مال پانچ
کروڑ دو لاکھ کا تھا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/٢٢٧-٢٢٨- فتح).

غريب الحديث☆ (يوم الجمل) "جنگ جمل کا دن" یہ وہ مشہور واقعہ ہے جو ۳۶ ہجری کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی فوج کے مابین ہوا' اسے جنگ جمل اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بڑے اونٹ پر سوار ہوتی تھیں اور فوج کی صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔

(لا يقتل إلا ظالم أو مظلوم) آج جو بھی مارا گیا وہ یا ظالم ہوگا یا مظلوم۔ (وازى) "برابر"۔ (كربة) "حزن وغم"۔ (الغابة) مدینہ کی زمینوں میں سے ایک بہت بڑے حصے کا نام۔ (سلف) "قرض"۔ (الضيعة) "نقصان"۔ (أرأيتك) "مجھے بتائیں"۔ (**فإن شئتم جعلتموها فيما تؤخرون إن أخرتم**) "اگر تم چاہو تو میرے اس قرض کی ادائیگی میں تاخیر کر سکتے ہو"۔ (الموسم) "موسم حج"۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی فضیلت' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں' نیز ان کے اللہ پر اعتماد اور توجہ الی اللہ' رضا بالقضاء اور استعانت کا ذکر ہے۔

❷ قرض کی سنگینی کا بیان کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی قرض سے ڈر رہے ہیں حتیٰ کہ موت کے بعد بھی انہیں اس کا اندیشہ ہے۔

❸ میدان جہاد میں وصیت کرنا جائز ہے' کیونکہ اس میں شہید ہو جانے کا امکان ہوتا ہے۔

❹ قرض لینا جائز ہے' لیکن اس کی ادائیگی وراثت کے تقسیم ہونے اور وصیت پر عمل کرنے سے پہلے واجب ہے۔

❺ مکانات' زمین اور مال و دولت کو جمع کرنا جائز ہے خواہ یہ کتنی بھی کثیر تعداد میں ہو' بشرطیکہ وہ شرعی طریقے سے جمع کی گئی ہو۔

❻ امانتوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔

❼ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی قوت نفس اور خودی کا بیان کہ انھوں نے حکیم بن حزام اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔

❽ جس چیز میں برکت شامل ہو جائے وہ قلیل بھی کثیر بن جاتی ہے اور جس سے برکت اٹھ جائے تو وہ کثیر بھی قلیل بن جاتی ہے اور وہ خطرے کا باعث بن جاتی ہے۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلافات تھے ہمیں ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے' وہ سب عدول اور صدوق تھے' اس بارے میں ابن العربی کی کتاب "العواصم من القواصم" نہایت مفید ہے۔

٢٦- بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَالْأَمْرِ بِرَدِّ الْمَظَالِمِ

۲۶۔ باب: ظلم کی حرمت اور مظالم کے دفع کرنے کا حکم

ائمہ لغت کے نزدیک ظلم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کے موقع و محل کے بغیر رکھنا۔ ظلم کی تین اقسام ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم تین قسم کا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ (بدلہ دلوائے بغیر) چھوڑے گا نہیں۔

(۲) وہ ظلم جس کی معافی ہے۔

(۳) اور ایسا ظلم جس کی معافی نہیں۔

نا قابل معافی ظلم شرک ہے۔ قابل معافی ظلم وہ ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہے اور ظلم جو کبھی بھی نہیں چھوڑا جائے گا' وہ بندوں کا آپس میں ظلم ہے جس کا اللہ تعالیٰ بدلہ دلائے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ [غافر : ١٨]. وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴾ [الحج : ٧١]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ظالموں کا کوئی دوست ہوگا نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے''۔

اور فرمایا: ''ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا''۔ اور جو احادیث ہیں ان میں سے ایک حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ''باب المجاہدۃ'' (حدیث :١١١) کے تحت گزر چکی ہے اور باقی احادیث درج ذیل ہیں۔

٢٠٣ـ وَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِتَّقُوا الظُّلْمَ ؛ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ؛ حَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٢٠٣ـ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم سے بچو! اس لیے کہ ظلم روز قیامت اندھیروں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو! کیونکہ بخل ہی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا' اسی (بخل) نے انہیں اپنوں کو قتل کرنے اور ان کی محارم (یعنی عورتوں) کو حلال سمجھنے پر آمادہ کیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٧٨).

غريب الحديث☆ (اتقوا) ''بچو''۔ (الشح) ''شدید بخل' لالچ کے ساتھ''۔ (حملهم) ''اس بخل نے انہیں آمادہ کیا''۔ (استحلوا) اللہ تعالیٰ نے جو عورتیں ان پر حرام کی تھیں انھوں نے انہیں حلال قرار دے دیا۔

فقه الحديث☆ ❶ ظلم کی حرمت اور اس سے بچنے کی تلقین۔

❷ معنوی امور روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حکم سے امور حسی میں بدل جائیں گے۔

❸ بخل اہل ایمان کا دشمن ہے' اس لیے کہ مومنوں کی صفت تو اس کے برعکس جودوکرم ہے۔

❹ بخل اور ظلم جرائم کے پھیلاؤ کا سبب ہیں۔

❺ ظلم اور بخل کبیرہ گناہوں میں سے ہیں' یہ دنیا میں ہلاکت اور روز قیامت سخت تکالیف و مصائب کا باعث ہوں گے۔

٢٠٤ـ وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٢٠٤ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں روز قیامت حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کو سینگوں والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٨٢).

غريب الحديث☆ (أهلها) ''اس کے اہل کو'' یعنی صاحب حق کو (يقاد) ''بدلہ دلوایا جائے گا'' (الجلحاء) جس کے سینگ نہ ہوں۔''

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں صراحت ہے کہ قیامت والے دن جانوروں کو بھی جمع کیا جائے گا اور انہیں بھی ایسے ہی اٹھایا جائے گا جیسے انسانوں کو۔

❷ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت والے دن ایسا بے لاگ عدل ہوگا کہ جانور جو غیر مکلف ہیں' انہیں بھی بدلہ دلایا جائے گا تو انسانوں

کو جو مکلّف اور صاحب شعور ہیں' اگر انھوں نے ظلم کیا ہوگا تو ان کو کس طرح معافی ہوسکتی ہے۔

❸ حق داروں کو حق ادا کرنا واجب ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ ظالم سے بدلہ اس طرح لے گا کہ اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دے گا۔

❺ حقوق العباد کی معافی نہیں حتیٰ کہ وہ حق داروں کو ادا کر دیے جائیں۔

۲۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ، حَتّٰى حَمِدَ اللّٰهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ، وَقَالَ : ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَهُ أُمَّتَهُ : أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنَّهُ إِنْ يَّخْرُجْ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. أَلَا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ ثَلَاثًا۔ وَيْلَكُمْ، أَوْ وَيْحَكُمْ، انْظُرُوا : لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ.

۲۰۵۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں بات چیت کرتے تھے جبکہ نبی ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کے ذکر میں تفصیل بیان کی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا' نوح علیہ السلام نے اس سے ڈرایا اور ان کے بعد آنے والے نبیوں نے بھی اس سے ڈرایا اور اگر وہ تم میں نکلے تو تم پر اس کے حالات مخفی نہیں رہنے چاہییں بلاشبہ تمہارا رب کانا نہیں جبکہ وہ (دجال) دائیں آنکھ سے کانا ہوگا گویا کہ اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہے۔سن لو! اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور تمہارے اموال حرام قرار دیے ہیں آج (۱۰ ذوالحجہ) کے دن کی حرمت کی طرح ،تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس مہینے میں، کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا؟'' ان سب نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہنا'' تین مرتبہ فرمایا' پھر فرمایا: تمہارے لیے ہلاکت ہے یا فرمایا تم پر افسوس ہے' تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو''۔(بخاری ومسلم نے بھی اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۸/۱۰٦۔ فتح)' ومسلم (٦٥).

غریب الحدیث☆ (حجة الوداع) ''رسول اللہ ﷺ نے دس ہجری میں جو حج ادا کیا اسے حجۃ الوداع اس لیے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان الفاظ کے ساتھ الوداع کیا: ''شاید کہ میں تمھیں اس سال کے بعد نہ مل سکوں''۔ (المسیح) ''کانی آنکھ والا''۔ (أطنب) ''تفصیل سے بیان کیا''۔ (أنذر أمته) ''اپنی امت کو اس کے شر سے ڈرایا اور اس کی بعض صفات بیان کیں۔ (طافية) ''ابھری ہوئی''۔ (ویل أو ویح) یہ تحذیر کے لیے بولتے ہیں۔

فقه الحدیث☆ ❶ دعوت الی اللہ کے بارے میں انبیاء علیہم السلام کا منہج یہ رہا ہے کہ وہ امت کو جرائم اور مجرموں کی نشاندہی کرتے ہیں اور ان سے ڈراتے ہیں تاکہ وہ سبیل المومنین سے مختلط نہ ہوجائے' سب سے بڑا مجرم دجال ہے' اس لیے ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا۔

❷ مجرموں کے راستے کی تفصیل ضروری ہے تاکہ اس کی وضاحت ہوسکے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے دجال کی واضح نشانیاں بیان فرمادیں

تا کہ وہ کسی عالم یا جاہل پر مخفی نہ رہ سکیں۔

❸ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر نہایت شفیق تھے اسی لیے آپ نے انہیں ظلم وفتن سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

❹ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں' جیسے اس کی شان کے لائق ہے' ہمارا اس پر ایمان ہے اور اس کی تشبیہ، تکییف، تعطیل و تحریف اور تفویض سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

❺ باہم قتال کرنے کی ممانعت ہے' اس لیے کہ یہ کفار کا فعل ہے۔

❻ مسلمانوں کے خون، اموال اور ان کی عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

❼ رسول اللہ ﷺ نے رسالت کو مکمل طور پر امت تک پہنچا دیا اور اس کا بیان پورا کر دیا اور دین میں سے کوئی چیز مخفی نہ رکھی۔

٢٠٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے بالشت کے برابر کسی کی زمین ناحق حاصل کی تو اسے (روز قیامت) سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/١٠٣ - فتح)، ومسلم (١٦١٢).

غريب الحديث☆ (ظلم) ''ناحق کسی چیز کو حاصل کیا''۔ (قيد) ''برابر''۔ (طوقه من سبع أرضين) اسے اس ظلم کی وجہ سے قیامت والے دن اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس حصے کو گلے میں ڈالے اور وہ اسے ایسے محسوس ہوگا جیسے طوق ہو یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے یا پھر اسے سات زمینوں مین دھنسا جانے کی سزا دی جائے تو اس حالت میں ہر زمین اس کے گلے کا طوق ہو گی۔

فقه الحديث☆ ❶ ظلم خواہ چھوٹا ہی ہو اسے ہلکا نہیں سمجھنا چاہیے۔

❷ کسی کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

❸ زمین کا مالک مکمل طور پر تمام حصوں کا مالک ہوتا ہے' نیچے سے اوپر تک اور جو کچھ اس میں معدنیات وغیرہ ہیں ان کا بھی وہی مالک ہے' کسی کو اس کے حصے میں سے کوئی چیز نکالنے کی اجازت نہیں۔

❹ ساتوں زمینیں آپس میں ملی اور جڑی ہوئی ہیں ان میں کوئی خلا نہیں۔

❺ آسمانوں کی طرح زمین کے بھی سات طبق ہیں۔

❻ لوگوں کے حقوق کے بارے میں ظلم کرنے سے روکا گیا ہے۔

٢٠٧ - وَعَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [هود: ١٠٢] مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل اور مہلت دیتا رہتا ہے اور جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے' وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں یقیناً اس کی پکڑ نہایت دردناک ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ٣٥٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٥٨٣).

غريب الحديث☆ (يملى) ''ڈھیل دیتا ہے، مہلت دیتا ہے''۔ (أخذه) ''اس کی پکڑ''۔ (لم يفلته) ''اسے نہیں چھوڑتا'' یعنی اس سے عذاب نہیں ہٹاتا۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے لیکن وہ ان سے غافل نہیں ہوتا بلکہ وہ انہیں مہلت دے رہا ہوتا ہے اور پھر جب یہ مدتِ مہلت ختم ہو جاتی ہے تو وہ ان کی گرفت کرتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ''مت خیال کرنا کہ ظالم جو عمل کرتے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔'' (ابراہیم: ۴۲)

❷ عقلمند شخص اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہو جاتا بلکہ جب وہ کوئی ظلم کرتا ہے اور اسے کوئی تکلیف وغیرہ نہیں پہنچتی تو وہ جان لیتا ہے کہ یہ تو استدراج اور ڈھیل ہے' پس وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور حق والوں کو ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

❸ بہترین تفسیر وہ ہے جو قرآن و حدیث سے کی جائے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے حدیث کی وضاحت کے لیے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی۔

٢٠٨ـ وَ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((اِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَإِيَّاكَ وَ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ. وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۸۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (یمن) بھیجا تو فرمایا: ''بلاشبہ تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' پس تم سب سے پہلے انہیں اس چیز کی طرف بلانا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اگر وہ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے' جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی' اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو پھر تم (زکوٰۃ میں) ان کے عمدہ اموال لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، اس لیے کہ اس کی بددعا کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٦١ ـ فتح)، ومسلم (١٩).

غريب الحديث☆ (كرائم) ''نفیس اور عمدہ اموال''۔ (اتق دعوة المظلوم) ''مظلوم کی بددعا سے بچو'' ظلم سے بچو تاکہ مظلوم تمہارے خلاف دعا نہ کرے' کیونکہ اس کی بددعا لگ سکتی ہے' اس لیے کہ اس مظلوم کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہے خواہ وہ کافر ہو یا فاجر۔ (حجاب) ''مانع، آڑ، پردہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ امام کو چاہیے کہ وہ لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچانے کے لیے داعی بھیجے اور یہ اس کے فرائض میں سے سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اہلِ علم اصل میں داعی ہیں، امام اور حکمران کو چاہیے کہ وہ انہیں اس دعوت و تبلیغ کے مشن پر روانہ کرے' اگر کہیں مسلمانوں کی جماعت یا امام نہ ہو تو پھر علماء کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بخود اس فریضے کو ادا کریں' کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یہ کام چھوڑ دیں اور بساط

الٹ جائے اور سفینہ ڈوب جائے۔

- لوگوں کو سب سے پہلے ایمان اور عقیدہ توحید کی دعوت دینی چاہیے' اس لیے کہ یہ دین کی اساس اور محور ہے۔
- ایک رکن سے دوسرے رکن تک جانے کے لیے پہلے پہلے رکن پر عمل کرنا چاہیے اور پھر دوسرے رکن پر' اس سے دعوت کا اصول اور منہج معلوم ہوتا ہے کہ یہ تدریجاً ہونا چاہیے اور امام کو اپنے نمائندے کو یہ وصیت کرنی چاہیے کہ وہ مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفسدہ کو دور کرنے کی کوشش کرے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔
- زکوٰۃ، مالداروں کے اموال میں فقراء کا حق ہے۔
- مظلوم کی دعا رد نہیں ہوتی' خواہ وہ مظلوم مسلمان ہو یا کافر' حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مظلوم کی دعا سے بچو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو' اس لیے کہ اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں''۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حسن حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر کوئی فاجر ہے تو اس کے فجور اور گناہ اس کے ذمے ہیں۔'' ابن ابی دنیا نے اپنی کتاب ''مجابد الدعوۃ'' میں ایسی مثالیں ذکر کی ہیں کہ ان کی ہولناکی سے بچے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔

۲۰۹۔ وَ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهٗ : ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ : هٰذَا لَكُمْ، وَ هٰذَا اُهْدِيَ اِلَيَّ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : ((اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ، فَيَأْتِي فَيَقُوْلُ: هٰذَا لَكُمْ، وَ هٰذَا هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ اِلَيَّ، اَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ اُمِّهٖ حَتّٰى تَأْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ اِنْ كَانَ صَادِقًا، وَاللّٰهِ! لَا يَأْخُذُ اَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى، يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ، اَوْبَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، اَوْشَاةً تَيْعَرُ)) ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ عُفْرَةُ اِبْطَيْهِ فَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ)) ثَلَاثًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۹۔ حضرت ابوحمید عبدالرحمٰن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازد قبیلے کے ایک آدمی کو جسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا' زکوٰۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر فرمایا' پس جب وہ (زکوٰۃ وصول کر کے) آیا تو اس نے کہا: یہ (حصہ) تمہارے لیے ہے اور یہ حصہ مجھے ہدیے میں ملا ہے۔ پس یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: ''اما بعد! پس میں تم میں سے کسی آدمی کو کسی کام کے لیے عامل مقرر کرتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے نگران مقرر کیا ہے' پس وہ (واپس) آتا ہے تو کہتا ہے یہ حصہ تمہارے لیے ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے' کیا پس یہ شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا حتیٰ کہ اس کے ہدیے اس کے پاس آتے' اگر یہ (اتنا ہی) سچا ہے؟ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص اپنے حق کے سوا کوئی چیز نہ لے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ روز قیامت وہ اسی چیز کو اٹھائے ہوگا۔ پس میں تم میں سے کسی شخص کو ہرگز نہ دیکھوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت اونٹ کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بلبلا رہا ہو، یا گائے کو (اٹھائے ہوئے ہو) جس کی آواز ہو یا بکری کو جو ممیا رہی ہو''۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟'' آپ نے تین مرتبہ یہ

فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٢٠ـفتح)، ومسلم (١٨٣٢).

غریب الحدیث☆ (أستعمل) صدقہ جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ (ابن اللتبية) بنولتب کی طرف نسبت ہے، جواز د قبیلے سے تھے، نام عبداللہ۔ (ولانی الله) "اللہ تعالیٰ نے مجھے نگران مقرر کیا ہے"۔ (رغاء) اونٹ کی آواز۔ (خوار) گائے کی آواز۔ (تیعر) "بکری کا ممیانا"۔ (عفرة إبطيه) "آپ کی بغلوں کی سفیدی"۔

فقه الحدیث☆ ❶ حکمران زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے اپنے نمائندے بھیجے گا پھر وہ اسے عدل کے ساتھ مستحقین میں تقسیم کرے گا۔

❷ عمال (سرکاری اہل کار) کو ملنے والے تحفے خیانت اور رشوت ہیں، اس کو کوئی حق حاصل نہیں کہ لوگ کچھ مخصوص چیزیں اسے عطا کریں اور عامل کو یہ بھی حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے منصب کو خاص مفادات کے لیے استعمال کرے اور لوگوں سے ناجائز مال حاصل کرے جس کا کھانا اس کے لیے حرام ہے۔

❸ جو شخص لوگوں کا مال باطل طریقے سے حاصل کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سب لوگوں کی موجودگی میں رسوا کرے گا، اس طرح کہ وہ اس ناجائز طریقے سے حاصل کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے لائے گا اور سارے لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے۔ ظالم قیامت کے دن اپنے ظلم کے ساتھ آئے گا۔

❹ نبی ﷺ جب کوئی نقص دیکھتے تو پھر عمومی طور پر اس کی نشاندہی فرما دیتے تھے، کسی خاص فرد کا نام نہیں لیتے تھے، اس لیے کہ اس میں کوئی شرعی مصلحت ہوتی تھی۔

❺ اس حدیث میں بالکل واضح ہے کہ رزق کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے، گھر بیٹھے بٹھائے رزق نہیں ملتا۔ اسی طرح نبی ﷺ کے فرمان میں ہے کہ یہ شخص اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا تاکہ اس کے ہدیے اس کے پاس آتے، اگر یہ (اتنا ہی) سچا ہوتا۔

❻ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔

٢١٠ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ؛ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص پر بھی اپنے بھائی کا اس کی عزت یا اس کی کسی چیز کے متعلق کوئی حق تلفی (زیادتی) ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے عہدہ برآ ہو جائے، اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جب کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس شخص کے نیک عمل ہوئے تو وہ (صاحب حق کو دینے کے لیے) اس کے ظلم کے مطابق لے لیے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو پھر صاحب حق کی برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی"۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٠١ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (مظلمة) "کوئی حق تلفی (زیادتی)"۔ (عرض) "عزت"۔ (فليتحلله منه) "اس کا حق ادا کر کے یا حق معاف کرا کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائے"۔

فقه الحديث☆ ❶ ظلم کی حرمت اور ظالم کو اس چیز کی ترغیب دلانے کا بیان کہ وہ اس دن کے آنے سے پہلے پہلے اس زیادتی کا ازالہ کر لے جس روز کوئی معذرت ظالموں کے کام نہیں آئے گی۔

❷ حقوق العباد کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا مگر علاوہ اس کے کہ ان کو اس کے اہل کی طرف لوٹا دے۔

❸ درہم و دینار سے دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں جبکہ قیامت کے دن درہم و دینار نہیں بلکہ حسنات و سیئات ہوں گی اور قیامت والے دن ان کا وزن کیا جائے گا۔

۲۱۱۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ.

۲۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں' اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے''۔ (متفق علیہ۔ الفاظ بخاری کے ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۳۔ فتح)' ومسلم (٤٠).

غريب الحديث☆ (المهاجر) اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑنے والا۔

فقه الحديث☆ ❶ افضل مسلمان اور کامل مومن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے حقوق بھی ادا کرے۔

❷ زیادتی کبھی فعل سے ہوتی ہے اور کبھی قول سے یعنی کسی کو زبان یا ہاتھ وغیرہ سے تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

❸ معاصی کو ترک کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کا التزام کرنا چاہیے۔

❹ جو شخص اپنے رب کے ساتھ معاملات درست رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی معاملات کو درست رکھے' اس لیے کہ ایمان نیک عمل اور اچھی (پاکیزہ) بات کا ثمرہ ہے۔

❺ ہجرت دو طرح کی ہے: ظاہری اور باطنی۔ ظاہری ہجرت تو یہ ہے کہ انسان اپنے دین کے تحفظ کے لیے دارالکفر سے دارالاسلام یا دارالخوف سے دارالامن کی طرف منتقل ہو جائے اور باطنی ہجرت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی خواہشات و شہوات اور اللہ تعالیٰ کی معصیت سے اجتناب کرے اور اس کی اطاعت کرے۔

۲۱۲۔ وَ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((هُوَ فِي النَّارِ)) فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۱۲۔ انہی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامان پر ایک کرکرہ نامی شخص نگران مقرر تھا' جب وہ فوت ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔'' صحابہ کرام (یہ سن کر) گئے اور اسے دیکھنے لگے پس انھوں نے ایک چادر پائی جو اس نے (مالِ غنیمت سے) چوری کی تھی۔'' (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ۱۸۷۔فتح).

غريب الحديث☆ (الثقل) ''سامان''۔ (عباءة) چادر' جس میں کالی دھاریاں ہوں۔ (الغلول) ''خیانت'' مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے کوئی چیز قبضے میں کر لینا۔

فقه الحديث☆ چوری اور خیانت حرام ہے' خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر' اسی لیے تمام مسلمانوں کے اموال میں سے خیانت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس کا مرتکب مستحق جہنم قرار پاتا ہے' خواہ یہ خیانت تھوڑی ہو یا زیادہ۔

۲۱۳۔ وَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ : السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ : ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ : ذُو الْقَعْدَةِ، وَ ذُوالْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ، اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا ؟)) قُلْنَا : اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ، قَالَ : اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ : ((فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا ؟))، قُلْنَا : اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ. قَالَ : ((اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟)) قُلْنَا : بَلٰى. قَالَ : ((فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا ؟)) قُلْنَا : اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ. قَالَ : ((اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ ؟)) قُلْنَا : بَلٰى. قَالَ : ((فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ وَ اَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ، اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهٗ اَنْ يَكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ)) ثُمَّ قَالَ : ((اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قُلْنَا : نَعَمْ. قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۱۳۔ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً زمانہ گھوم گھما کر اپنی اسی حالت پر آ گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا' سال کے بارہ مہینے ہیں۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں' تین تو لگاتار ہیں' ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور پھر مضر قبیلے کا رجب جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے' پھر آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے اسے پکاریں گے' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں؟'' ہم نے کہا: کیوں نہیں' آپ نے پوچھا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' پس آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اسے اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکاریں گے' پھر آپ نے خود ہی فرمایا: ''کیا یہ شہر (مکہ) نہیں؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے' ہم نے سمجھا کہ آپ اسے اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکاریں گے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں' پھر آپ نے فرمایا: ''یقیناً تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ سن لو، خبردار! تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو۔ سن لو! جو حاضر ہے وہ غائب کو (یہ پیغام) پہنچا دے' اس لیے کہ ممکن ہے جس کو یہ باتیں پہنچائی جائیں وہ اس سے زیادہ یاد رکھنے والا (اور فہم والا) ہو جس نے (یہ باتیں خود براہِ راست مجھ سے) سنی ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''سن لو!

کیا میں نے (رسالت) کو پہنچا دیا؟ کیا میں نے پہنچا دیا؟'' ہم نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ ہو جا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱۵۷ ـ فتح)، ومسلم (۱٦۷۹).

غريب الحديث☆ (استدار) ''گھوم گھما کر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا''۔ (هيئة) ''اپنی (اصلی) حالت اور شکل وصورت''۔ (حرم) ''حرمت والے (مہینے) کہ ان میں لڑائی کا آغاز کرنا حرام ہے۔ (رجب مضر) ''مضر قبیلے کا رجب' ماہ رجب کی اضافت اور نسبت مضر قبیلے کی طرف اس لیے ہے کہ وہ تمام قبائل سے زیادہ اس کی حرمت کا خیال رکھتے تھے۔ (كحرمة) جیسے آج کے دن میں گناہ کی حرمت ہے۔ (أوعى) ''زیادہ فہم والا' زیادہ حفاظت کرنے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اہل جاہلیت کے طریقہ نسیئ (تاخیر) کا بطلان (باطل ہونا) ہے' مشرکین عرب کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنا چاہتے تو وہ ان کو حلال قرار دے دیتے اور بعد والے مہینوں کو حرمت والے قرار دے دیتے اور ان کو حج تک مؤخر کر دیتے۔

❷ مسلمان کا خون، عزت اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے' لہٰذا اس کی حفاظت اور دفاع کرنا چاہیے۔

❸ مسلمان کو اپنے رب کے سامنے اپنے ہر چھوٹے بڑے کام کی جواب دہی کے لیے حاضر ہونا ہے۔

❹ علم کو امانت و دیانت اور فہم وحفاظت کے ساتھ دوسروں تک منتقل کرنا چاہیے۔

❺ علم حاصل کرنا چاہیے اور اسے یاد رکھنا چاہیے' کیونکہ علم کو آگے منتقل کرنے کے لیے فہم کی نسبت حفظ کی زیادہ ضرورت ہے۔

❻ فہم کے لحاظ سے لوگوں کے مختلف مراتب ہیں' اس لیے ممکن ہے کہ بعد میں آنے والے پہلے لوگوں سے زیادہ فہم وفراست کے مالک ہوں۔

٢١٤ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَاسِ بنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ رَجُلٌ: وَ اِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ فَقَالَ: ((وَإِنْ قَضِيْبًا مِنْ أَرَاكٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۴۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلم شخص کا حق قطع کر لیا (یعنی ناحق لے لیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کی آگ واجب کر دی اور اس پر جنت حرام فرما دی''۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! خواہ وہ معمولی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۳۷).

غريب الحديث☆ (اقتطع) ''ناحق لے لیا''۔ (بيمينه) ''جھوٹی قسم کے ذریعے''۔ (قضيبا) ''لکڑی''۔ (أراك) ''پیلو کا درخت''۔

فقه الحديث☆ ❶ حقوق العباد غصب کرنے کی حرمت اور حق والوں کو حق ادا کرنے کی ترغیب خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہوں۔

❷ جو شخص کسی کا حق غصب کرے گا تو وہ جب تک اسے ادا نہیں کرے گا جنت میں نہیں جائے گا یا پھر اس کی نیکیاں لے کر مظلوموں کو دے دی جائیں گی یا مظلوموں کے گناہ اس ظالم پر ڈال دیے جائیں گے اور یہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

❸ جھوٹی قسم ہلاکت کا باعث ہے۔

۲۱۵۔ وَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ، كَانَ غُلُوْلًا يَاْتِيْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِقْبَلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ، قَالَ: ((وَ مَالَكَ؟)) قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ: ((وَاَنَا اَقُوْلُهُ الْآنَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَجِيْءْ بِقَلِيْلِهِ وَ كَثِيْرِهِ، فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَ، وَ مَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۵۔ حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہم تم میں سے جس شخص کو کسی کام پر عامل مقرر کریں اور وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کم کوئی چیز چھپائے' تو یہ چوری اور خیانت ہوگی جسے وہ روز قیامت لے کر آئے گا''۔ پس (یہ سن کر) انصار میں سے ایک سیاہ فام آدمی آپ کی طرف کھڑا ہوا گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے میری ذمہ داری واپس قبول فرمائیں' آپ نے فرمایا: ''تمھیں کیا ہوا؟'' انھوں نے کہا: میں نے آپ کو اس اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ہم جس کسی کو کسی کام پر عامل مقرر کریں اسے چاہیے کہ جو کچھ تھوڑا یا زیادہ ہو' وہ ہمارے پاس لائے اور اس میں سے جو اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس چیز سے اسے روکا جائے اس سے رک جائے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۳۳).

غريب الحديث☆ **(مخيطا فما فوقه)** ''سوئی یا جو اس چیز اس سے کم ہے۔'' **(غلولا)** مال غنیمت میں سے، اس کی تقسیم سے پہلے کوئی چیز لے لینا۔ **(اقبل عنی عملك)** ''مجھ سے میری تفویض کردہ ذمہ داری واپس لے لیں''۔ **(أوتی)** ''اسے جو اجرت دی جائے''۔ **(ما نهی عنه)** ''جس سے اسے روک دیا جائے'' یعنی جس چیز کا اسے لینا جائز نہیں اس سے رک جائے۔

فقه الحديث☆ ❶ اس میں عامل کی طرف سے خیانت کرنے پر سخت وعید اور ڈانٹ ہے خواہ وہ خیانت قلیل مقدار میں ہو یا کثیر میں' پس جس شخص کے پاس مسلمانوں کے اموال بطور امانت رکھے جائیں اس کی ذمہ داری ہے کہ ان کی حفاظت کرے اور اس کے مستحقین تک پہنچائے اور وہ اپنے لیے کسی چیز کو مخصوص نہ کرے۔

❷ امارت اور ذمہ داری قبول کرنے سے دور ہی رہنا چاہیے' کیونکہ اس میں کمی کوتاہی کا اندیشہ رہتا ہے۔

❸ اموال کی وصولی پر جو لوگ مقرر کیے جائیں انہیں اس شعبے کے متعلق معلومات ہونی چاہییں کہ انھوں نے کون سا مال لینا ہے اور کون سا نہیں لینا۔

❹ انسان کو اس کی کسی خاص صفت یا وصف سے پکارنا جائز ہے' اگر وہ اس سے ناراض نہ ہو' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سیاہ فام آدمی کھڑا ہوا۔

❺ صحابہ رضی اللہ عنہم پر جب حق واضح ہو جاتا تو وہ فوراً اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔

۲۱۶۔ وَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ

۲۱۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز غزوۂ خیبر ہوا تو نبی ﷺ کے چند صحابہ کرام آئے اور انھوں نے کہا: فلاں شہید

ﷺ فَقَالُوْا : فُلَانٌ شَهِيْدٌ، وَ فُلَانٌ شَهِيْدٌ، حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا : فُلَانٌ شَهِيْدٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((كَلَّا إِنِّيْ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا۔ أَوْ عَبَاءَةٍ۔)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہے اور فلاں شہید ہے حتیٰ کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا: فلاں بھی شہید ہے۔ (یہ سن کر) نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر گز نہیں! میں نے تو اسے ایک چادر کی وجہ سے جو اس نے چرائی تھی، جہنم میں دیکھا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٤).

غريب الحديث☆ (نفر) یہ اسم جمع ہے اس کی واحد نہیں اور اس کا اطلاق دس سے کم افراد پر ہوتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمانوں کے مشترکہ مال میں چوری بہت بڑا گناہ ہے۔

❷ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں فوت ہو جائے اس پر لفظ شہید کا اطلاق جائز ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جانے سے بھی حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

٢١٧۔ وَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيْهِمْ، فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَالْإِيْمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، تُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَتُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ، مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۷۔ حضرت ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام میں کھڑے ہوئے اور انہیں بتایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا سب اعمال سے افضل ہے۔ پس ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں، تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ہاں! اگر تم اس حال میں اللہ کی راہ میں قتل کیے جاؤ کہ تم صبر کا مظاہرہ کرو، اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو، دشمن کے سامنے سینہ سپر رہو اور اسے پیٹھ دکھا کر نہ بھاگو''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے کیا کہا تھا؟'' اس نے کہا: مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تم صبر کرو، اجر و ثواب کی امید رکھو، دشمن کے سامنے سے وار کرو، اسے پیٹھ نہ دکھاؤ (تو پھر گناہ معاف ہو جائیں گے) سوائے قرض کے، کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے یہ مجھے کہا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٨٥).

غريب الحديث☆ (محتسب) ''اخلاص اور اجر و ثواب کی نیت سے''۔ (مقبل) ''سامنے سے''۔

فقه الحديث☆ ❶ امام کو لوگوں کو افضل اعمال کے بارے میں بتانا چاہیے اور انہیں کرنے کی ترغیب بھی دلانی چاہیے تاکہ وہ اپنے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتے رہیں۔

❷ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی حرص کا بیان کہ وہ آپ سے گناہوں کی معافی والے اعمال کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔

❸ اعلائے کلمۃ اللہ اور کفر کی سرکوبی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ بہت عظیم عمل ہے۔

❹ شروط جہاد میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کیا جائے' اخلاص ہو اور لڑائی کے میدان سے عدم فرار ہو۔

❺ شہادت سے قرض کے سوا باقی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

❻ سنت نبوی وحی ہے جو منزل من اللہ ہے لیکن یہ وحی غیر متلو ہے۔

۲۱۸۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟)) قَالُوْا : الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ' فَقَالَ : ((إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَ صِيَامٍ وَ زَكَاةٍ، وَ يَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَ قَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَ سَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَ ضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطَى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَي مَا عَلَيْهِ، أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہو نہ مال و متاع۔ آپ نے فرمایا: ''یقیناً میری امت کا مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اور وہ اس طرح آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا' پس اس کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اس کو بھی اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی' اگر اس کی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہو گئیں کہ ابھی حقوق باقی ہوں گے تو پھر ان (مظلوم لوگوں) کے گناہ لے کر اس شخص پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۵۸۱).

غريب الحديث☆ (متاع) ''سامان' ہر وہ چیز جس سے فائدہ اٹھایا جائے''۔ (شتم) ''اس نے گالی دی''۔ (قذف) گواہوں اور دلائل کے بغیر کسی پر زنا کا الزام لگایا۔ (سفك) ''بہایا''۔ (فنيت) ''فنا ہو گئی، ختم ہو گئی''۔

فقه الحديث☆ ❶ عقل کی فہم و فراست دنیا تک محدود ہے' وہ اشیاء کو اپنی حد تک سمجھتی اور سوچتی ہے لیکن شرع کی اپنی میزان ہے' اس لیے شرعی اصطلاحات سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی کی بات معتبر ہے' جیسا کہ آپ نے مفلس کی تعریف بیان فرمائی۔

❷ حقیقی افلاس تو قیامت والے دن کا خسارا اور نقصان ہے۔

❸ ظلم کرنے اور حقوق العباد کی عدم ادائیگی پر شدید وعید ہے۔

❹ نماز، روزوں اور زکوٰۃ کی پابندی اور ادائیگی کا اہتمام اور التزام یقیناً ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے' تاہم اس کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور معاملات کی درستی بھی نہایت ضروری ہے۔

۲۱۹۔ وَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ، وَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِنَحْوِ مَا أَسْمَعُ،

۲۱۹۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک انسان ہی ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو اور ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی حجت اور دلیل پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ تیز زبان ہو اور میں اس کے مطابق فیصلہ

فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((أَلْحَنَ)) أَيْ : أَعْلَمَ.

کردوں جو میں سنوں' اگر میں کسی شخص کے لیے اس کے بھائی کے حق میں سے فیصلہ کردوں تو یہ دراصل میں اس کے حق میں جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں''۔ (متفق علیہ)

(ألحن) ''زیادہ جاننے والا، تیز، چرب زبان''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۵۷۔فتح)' ومسلم (۱۷۱۳) (۵).

غریب الحدیث☆ (تختصمون) ''تم فیصلہ کرانے آتے ہو۔'' (بحجة) ''دعویٰ میں۔'' (أقطع) ''میں کاٹ رہا ہوں، میں دے رہا ہوں''۔

فقه الحدیث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہی ہوں' جس طرح عام آدمی کسی کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر خلاف واقعہ بات کو حقیقت سمجھ لیتا ہے مجھ سے بھی ایسا ہو سکتا ہے' یہ عظمت کے منافی نہیں' کیونکہ اس کا تعلق تبلیغ او رفریضہ رسالت کی ادائیگی سے نہیں جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

❷ قاضی دو فریقوں کے درمیان ظاہری دلائل کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے۔ جبکہ سرائر کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور قاضی کو دونوں فریقوں کے دلائل سن کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

❸ اگر پوری کوشش اور دیانتداری کے باوجود قاضی سے غلط فیصلہ ہو جائے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوگا لیکن فی الحقیقت قاضی کے غلط فیصلے سے حلال حرام نہیں ہو جائے گا اور حرام حلال نہیں ہو سکتا۔

❹ قاضی اور حاکم کو دونوں فریقوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرانا چاہیے کہ اگر تم میں سے کسی نے ناحق کوئی چیز حاصل کر لی تو وہ آگ کا ٹکڑا حاصل کرے گا۔

۲۲۰۔ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. ((لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ہمیشہ دین کے بارے میں کشادگی اور فراخی میں رہتا ہے' جب تک وہ حرام خون بہانے کا ارتکاب نہ کرے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۲/ ۱۸۷۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (فسحة) ''کشادگی' وسعت''۔ (یصب) ''کسی کو قتل کردے''۔ (دمًا حرامًا) ''حرام خون'' یعنی کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا۔

فقه الحدیث☆ ❶ انسانوں کی جان کا تحفظ بعثت نبوی کا اہم ہدف ہے۔

❷ کسی نفس کو ناحق قتل کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

❸ دین کے بارے میں کشادگی اور فراخی سے مراد یہ ہے کہ مومن جب تک ناحق خون نہیں بہاتا اسے دین پر عمل کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوتا ہے اور جب قتل ناحق کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کا دروازہ اس پر بند ہو جاتا ہے۔

۲۲۱۔ وَ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، وَ هِيَ

۲۲۱۔ حضرت خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ

امْرَأَةُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهَا، قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال (بیت المال) میں ناجائز تصرف کرتے ہیں' پس ان کے لیے روز قیامت جہنم کی آگ ہے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/٢١٧ـفتح).

غریب الحدیث☆ (یتخوّضون) ''ناجائز تصرف کرتے ہیں''۔ (مال الله) ''اللہ تعالیٰ کا مال'' یعنی وہ مال جو مسلمانوں کی ضروریات کے لیے عمال کے تصرف میں ہے۔

فقه الحدیث☆ ❶ مسلمانوں کے مشترکہ اموال میں باطل طریقے سے تصرف حرام ہے اور اسے اپنی خواہش کے مطابق خرچ کرنا باطل ہے اور اس قسم کا ناجائز تصرف کرنے والے کی سزا جہنم ہے۔

٢٧. بَابُ تَعْظِيْمِ حُرُمَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ بَيَانِ حُقُوْقِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَ رَحْمَتِهِمْ

۲۷۔ باب: مسلمانوں کی حرمات کی تعظیم، ان کے حقوق اور ان پر شفقت اور رحمت کرنے کا بیان

اسلام نے مسلمان کی قدر ومنزلت کو بلند کیا اور اسے قیمتی بنادیا' اس کی جان ومال اور عزت کو حرام قرار دیا اور جس نے اس کو مباح سمجھا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا اور تمام مسلمانوں کے حقوق مساوی ہیں اور اسلام ہر ایک کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی تلقین کرتا ہے' وہ ایک دوسرے کو حق وصبر اور رحمت کی تلقین کرتے ہیں' آپس میں نہایت رحم دل ہیں' ان کے معاملات باہمی مشورے سے ہوتے ہیں' وہ جسم واحد کی طرح رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہیں اور اسے دور کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ [الحج : ٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج : ٣٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر : ٨٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ [المائدة : ٣٢]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے گا' پس وہ اس کے لیے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔''

اور فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے گا پس یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے''۔

اور فرمایا: ''اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے بغیر کسی جان (کے قصاص) یا زمین میں فساد کے کسی جان کو (ناجائز) قتل کیا' پس اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو (بچا کر) زندہ کر دیا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ کر دیا''۔

٢٢٢ـ وَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

۲۲۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) وَ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِه. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا: ''مومن مومن کے حق میں عمارت کی مانند ہے' جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے''۔ اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ٤٥٠ـفتح)' ومسلم (۲۵۸۵).

فقه الحديث☆ ❶ مومنوں کو نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔

❷ مومن اپنے بھائیوں کی مدد کرنے اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کوشش کرتا رہتا ہے اور وہ اس کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں' اس طرح وہ ایک دوسرے کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔

قرطبی رحمہ اللہ نے ''المفهم'' میں بیان فرمایا کہ اس تمثیل سے مومن کو دوسرے مومن کی مدد کرنے کی ترغیب ملتی ہے' اس لیے کہ یہ تاکیدی اور ضروری امر ہے' کیونکہ عمارت بھی تب ہی مکمل اور فائدہ مند ہوتی ہے جب اس کی اینٹیں اور دیگر اجزا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں' اگر ایسی صورت نہ ہو تو اس کے اجزا بکھر جائیں، بنیادیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں۔ اسی طرح ایک مومن بھی اپنے دین و دنیا کے معاملات اپنے دوسرے مومن بھائیوں کے تعاون کے بغیر نہیں چلا سکتا' اگر یہ باہمی تعاون ختم ہو جائے تو پھر تمام مصالح ادھورے اور نامکمل رہ جائیں اور دین و دنیا کا نظام بھی تشنۂ تکمیل رہ جائے۔

۲۲۳ـ وَ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، وَ مَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، أَوْ لِيَقْبِضْ عَلٰى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۲۳۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہماری کسی مسجد میں سے یا ہمارے کسی بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس کوئی تیر ہو تو وہ اسے اچھی طرح سنبھال کر رکھے یا پھر اسے اس کے پیکاں کی طرف سے پکڑ لے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچ جائے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ٥٤٧ـفتح)' ومسلم (۲٦۱۵) (۱۲٤).

غريب الحديث☆ (نبل) ''تیر''۔ (نصالها) ''تیر کا پیکاں''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت اور اس کی سلامتی کے بارے میں حرص کا بیان۔

❷ اسلام کی پوری کوشش اور حرص ہے کہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے' یہ امن میں رہے' اسے خراش تک نہ آئے اور یہ مسلمان کی حرمت کی تعظیم اور اس کی بلندئ منزلت کی وجہ سے ہے۔

❸ مسلمانوں کو بازاروں میں چلنے اور اسلحہ اٹھانے کے بارے میں آداب سکھائے گئے ہیں کہ اس میں دوسروں کی سلامتی کا خیال رہے اور انہیں ڈرایا دھمکایا نہ جائے' نیز مسجد یا بازار میں اسلحہ لے کر جانا جائز ہے' بشرطیکہ مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

۲۲٤ـ وَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَ تَرَاحُمِهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَ الْحُمّٰى)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۲۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں، رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنے میں جسم کی طرح ہے' جب اس کا ایک عضو درد کرتا ہے تو اس کا باقی سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۳۸۔فتح)، ومسلم (۲۵۸۶).

غریب الحدیث☆ **(التراحم)** ''مومنوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنا''۔ **(التواد)** ''آپس میں محبت کرنا''۔ **(التعاطف)** ''باہمی تعاون اور نرمی وشفقت''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اسلامی معاشرہ آپس میں رحم کرنے، میل ملاقات کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں ایک مکمل اکائی کی طرح ہے، اسی لیے آپ نے بڑے بدیع انداز میں جسم کی مثال دی اس لیے کہ یہ اس مفہوم کے لیے قریب المعنی ہے، لہٰذا مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور شفقت کرنی چاہیے۔

❷ ابن أبی جمرہ نے ''بهجة النفوس'' میں بیان کیا ہے کہ لفظ ''تراحم'' ''توادد'' اور ''تعاطف'' اگرچہ قریب المعنی ہیں لیکن ان میں لطیف سا فرق ہے۔ ''تراحم'' سے مراد یہ ہے کہ لوگ صرف اور صرف ایمان کی وجہ سے آپس میں رحم کریں۔ ''توادد'' سے مراد ہے محبت پیدا کرنے والے ذرائع اور وسائل اختیار کرنا، جیسے ملاقات کرنا اور ایک دوسرے کو تحائف وغیرہ دینا، جبکہ ''تعاطف'' کا معنی ہے آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا اور تقویت پہنچانا۔ شارح کتاب (سلیم الہلالی) بیان کرتے ہیں کہ ''توادد'' تراحم کا سبب ہے اور تعاطف تراحم کا مظہر ہے۔

۲۲۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: **((مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ))**. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ دیا اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اقرع نے کہا: میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کبھی کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۲۶۔فتح)، ومسلم (۲۳۱۸).

فقه الحدیث☆ ❶ والدین کا اپنی اولاد کو چومنا مشروع و مستحب ہے۔

❷ چھوٹوں پر شفقت ان پر رحمت کی دلیل ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اسباب میں سے ہے۔

❸ جزا بھی عمل کی جنس سے ہوتی ہے، پس جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

❹ شرع کا معیار عقل نہیں بلکہ وحی اور اتباع ہے۔

۲۲۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: أَتُقَبِّلُوْنَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَقَالَ: **((نَعَمْ))** قَالُوْا: لٰكِنَّا وَاللّٰهِ! مَا نُقَبِّلُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَوَ أَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِكُمُ الرَّحْمَةَ؟))**. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا: کیا تم اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم تو بوسہ نہیں دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ نے تمہارے دلوں سے رحمت وشفقت کو نکال دیا ہے تو پھر میں کیا اختیار رکھتا ہوں؟'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ٤٢٦ ـ فتح)، ومسلم (۲۳۱۷).

غریب الحدیث☆ (الأعراب) ''دیہاتی''۔

فقه الحدیث☆ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں محبت اور رحمت پیدا کر دی جس کی وجہ سے وہ آپس میں شفقت کرتے ہیں اور امور حیات صحیح طور پر چلتے ہیں۔

۲۲۷ـ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۲۷ـ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس شخص پر رحم نہیں کرتا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ٤٣٨ ـ فتح)، ومسلم (۲۳۱۹).

فقه الحدیث☆ ❶ بندے کو چاہیے کہ وہ تمام مخلوق پر رحم کرے' یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے' جانوروں اور پرندوں کے ساتھ بھی رحم کا معاملہ کرنا چاہیے' رحمت خلق عظیم ہے۔ اسلام نے اس کی طرف بہت ترغیب دلائی ہے۔

❷ لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بنتا ہے۔

۲۲۸ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ، فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ، فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَذَا الْحَاجَةِ)).

۲۲۸ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ ہلکی (مختصر) پڑھائے' اس لیے کہ ان (نمازیوں) میں ضعیف، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی ایک خود نماز پڑھے تو پھر جتنی چاہے لمبی پڑھے''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۹۹ ـ فتح)، ومسلم (٤٦٧) (١٨٤)، والرواية الثانية عند مسلم (٤٦٧) (١٨٥).

غریب الحدیث☆ (إذا صلى أحدكم للناس) ''جب لوگوں کو نماز پڑھائے'' یعنی جب امام ہو۔ (الضعیف) ''کمزور''۔ (السقیم) ''مریض''۔ (ذا الحاجة) ''ضرورت مند''۔

فقه الحدیث☆ ❶ نمازیوں یعنی مقتدیوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے نماز کو ہلکا اور مختصر پڑھنا مستحب ہے' اس تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ قرأت زیادہ لمبی نہ پڑھی جائے' اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ ارکان اور واجبات نماز کا صحیح طریقے سے اہتمام نہ کیا جائے۔

❷ اکیلے آدمی کی نماز باجماعت نماز سے مختلف ہوتی ہے' اس لیے جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو وہ جتنی چاہے لمبی پڑھے' لہٰذا امام کو چاہیے کہ وہ لمبی نماز پڑھا کر نمازیوں اور مقتدیوں کو نہ بھگائے۔

❸ اسلام نے امت کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں اور ہر قسم کی تنگی و تکلیف دور کر دی ہے۔

۲۲۹ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ، خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۲۹ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات ایسا عمل چھوڑ دیتے تھے' جسے کرنا آپ پسند کرتے تھے' صرف اس اندیشے سے کہ کہیں لوگ بھی اسے کرنے لگ جائیں اور پھر وہ ان پر فرض کر دیا جائے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۰ـفتح)' ومسلم (۷۱۸).

غريب الحديث☆ (يدع) ''ترک کردیتے''۔ (خشية) ''خوف، اندیشہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی اس رحمت اورشفقت کا بیان ہے کہ آپ امت کے لیے تخفیف اورآسانی چاہتے تھے۔

❷ دین میں غلو مشروع کاموں کی ادائیگی کے بارے میں عاجز ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ واجب امور کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے مگر بعض دفعہ آپ نفلی عبادت سے گریز فرماتے کہ کہیں وہ امت پرفرض نہ ہوجائے اور پھر امت کے لیے اس کی ادائیگی مشکل ہوجائے' لہٰذا کسی مصلحت کے تحت نفل عبادت ترک کردی جائے تو پھر ترک افضل ہے' نیز نبی ﷺ کی اقتدا واجب ہے۔

۲۳۰ـ وَ عَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : نَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ، فَقَالُوْا : اِنَّكَ تُوَاصِلُ ؟ قَالَ : ((اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَ يُسْقِيْنِيْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنَاهُ يَجْعَلُ فِيَّ قُوَّةَ مَنْ اَكَلَ وَ شَرِبَ.

۲۳۰ـ حضرت عائشہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ ؓ پر مہربانی کرتے ہوئے انہیں وصال (افطار کیے بغیر مسلسل روزے رکھنے) سے منع فرمایا' تو انھوں نے کہا: آپ خود تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمھاری طرح تو نہیں ہوں' میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر کھانے پینے والے شخص کی طرح قوت پیدا فرمادیتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۴/ ۲۰۲ـفتح)' ومسلم (۱۱۰۵).

فقه الحديث☆ ❶ بلاناغہ مسلسل روزے رکھنا حرام ہے کیونکہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے جن کی اقتدا امت کے لیے نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی امت پر شفقت اور رحمت کا بیان کہ وصال سے امت کے افراد کمزور نہ ہوجائیں' اس لیے اس سے منع فرمادیا۔

❸ جو چیز نبی ﷺ کے حق میں ثابت ہے وہ امت کے حق میں بھی ثابت ہے' الا یہ کہ کسی دلیل سے استثناء ثابت ہو۔ پس وہ عمل آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہوگا۔

❹ آپ نے جو یہ فرمایا کہ ''میں تم جیسا نہیں ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا جو خصوصی تعلق اور ربط ہے وہ تم میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔

❺ آپ نے فرمایا کہ ''میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا رب میرے اندر کھائے پیے بغیر ہی قوت پیدا فرمادیتا ہے جبکہ تمھیں کھانے کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

۲۳۱ـ وَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنِّيْ لَاَقُوْمُ اِلَى الصَّلَاةِ، وَاُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا، فَاَسْمَعُ بُكَاءَ

۲۳۱ـ حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو میرا ارادہ ہوتا ہے کہ میں اسے لمبا کروں اتنے میں میں بچے کے رونے کی آواز

الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سنتا ہوں تو میں اپنی نماز میں اختصار کرتا ہوں' اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/۲۰۱۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أتجوز) ''میں تخفیف اور اختصار سے کام لیتا ہوں''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر بڑے شفیق تھے اپنے صحابہ ﷢ کے ساتھ نہایت نرمی کا سلوک کیا کرتے تھے حتیٰ کہ نماز کی حالت میں بھی آپ نے اس کا اظہار فرمایا۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی حکمت کا بیان کہ آپ تمام امور کو ان کا مناسب مقام عطا فرماتے تھے۔

❸ کسی عارضے کی وجہ سے نماز کے دوران نیت کو بدلنا جائز ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نماز کو طویل کرنے کی نیت کرتا ہوں لیکن بچے کے رونے کی وجہ سے اختصار کر لیتا ہوں۔

❹ چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانا جائز ہے' ان کی شرارتوں یا ان کے رونے کی وجہ سے انہیں گھروں میں چھوڑنا جائز نہیں بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے مسجد میں لانا چاہیے۔

۲۳۲۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۳۲۔ حضرت جندب بن عبداللہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان اور عہد میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم سے اپنے عہد کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ جس سے بھی اس کا مطالبہ کرے گا اسے پکڑ لے گا اور پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۶۵۷) (۲۶۲).

غريب الحديث☆ (من صلى الصبح) ''جس نے وقت پر نماز فجر ادا کی''۔ (ذمة الله) ''اللہ تعالیٰ کی امان اور اس کا عہد''۔ (يكبه) ''اسے ڈالے گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ نماز صبح کی اہمیت اور فضیلت کا بیان۔

❷ اللہ تعالیٰ کی حدود اور اس کی حرمات کی حفاظت کے سبب اللہ تعالیٰ بندے کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔

❸ جو شخص صبح کی نماز پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا اسے نقصان پہنچانا یا اس کے متعلق برا سوچنا درست نہیں' اس لیے کہ اسے تکلیف پہنچانا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا باعث ہے' پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے ساتھ دشمنی کرے' اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔

❹ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذمے اور عہد کو توڑے گا اللہ تعالیٰ اس کی باز پرس کرے گا۔

۲۳۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا

۲۳۳۔ حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے

يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(کسی ظالم کے) سپرد کرتا ہے' جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے روز قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی کوئی تکلیف دور کر دے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۹۷۔فتح)' ومسلم (۲۵۸۰).

غريب الحديث☆ (لايظلمه) ''اس پر ظلم نہیں کرتا'' یعنی اس کے مال یا اس کے حق میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کرتا۔ (لا يسلمه) ''اسے ظلم کے لیے دشمن کے حوالے نہیں کرتا''۔ (فرّج) ''زائل کیا' دور کیا''۔ (كربة) ''تکلیف، پریشانی''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان بھائی بھائی ہیں' آپس میں محبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔

❷ مسلمانوں کی ضرورتیں پوری کرنے اور ان کی تکلیفیں دور کرنے کے لیے کوشش کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی تکلیفیں دور کر دیتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔

❸ مسلمان کے ساتھ ظلم کرنا یا اسے ظلم کے حوالے کرنا یا اس سلسلے میں ان کی مدد کرنا حرام ہے۔

❹ مسلمان اپنے بھائی کی حق کے ساتھ مدد کرتا ہے اور اسے ظلم سے بچاتا ہے اور اسے دشمنوں کے مقابلے میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

❺ اگر کسی مسلمان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے۔

❻ اس حدیث پر عمل کرنے سے آخرت کی بھلائی کے ساتھ دنیا بھی جنت نظیر بن سکتی ہے۔

٢٣٤۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَ مَالُهُ وَ دَمُهُ، التَّقْوٰى هٰهُنَا، بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ))

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۲۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس کی خیانت کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے (اور نہ اسے جھوٹا قرار دیتا ہے) اور نہ ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے' ایک مسلمان کی عزت' اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تقویٰ یہاں (دل میں) ہے۔ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے''۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه الترمذي (۱۹۲۷).

غريب الحديث☆ (لايخونه) ''اس کی خیانت نہیں کرتا''۔ (لايكذبه) ''اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی اسے جھوٹا قرار دیتا ہے''۔ (بحسب) ''کافی ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان بھائی بھائی ہیں' وہ خیر و نیکی کے معاملات میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

◈ مسلمانوں کو حقیر جاننا تکبر کی علامت ہے اور تکبر بذاتِ خود بہت بڑی برائی ہے۔
◈ مسلمان کا مال، خون اور عزت شرعی سبب کے علاوہ حرام ہے۔
◈ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ آدمی کو ظلم، تکبر اور فخر سے روکتا ہے۔

۲۳۵۔ و عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا. اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ. اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا۔ وَ يُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَ عِرْضُهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((اَلنَّجْشُ)) : أَنْ يَزِيْدَ فِيْ ثَمَنِ سِلْعَةٍ يُنَادِيْ عَلَيْهَا فِي السُّوْقِ وَ نَحْوِهِ، وَلَا رَغْبَةَ لَهُ فِيْ شِرَائِهَا بَلْ يَقْصِدُ أَنْ يَغُرَّ غَيْرَهُ، وَ هٰذَا حَرَامٌ. ((وَالتَّدَابُرُ)) : أَنْ يُعْرِضَ عَنِ الْإِنْسَانِ وَ يَهْجُرَهُ وَ يَجْعَلَهُ كَالشَّيْءِ الَّذِيْ وَرَاءَ الظَّهْرِ وَالدُّبُرِ.

۲۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرو' نہ بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکا دو' باہم بغض رکھو نہ ایک دوسرے سے بے رخی کرو اور نہ ہی تم ایک دوسرے کے سودے پر سودا کرو' بلکہ اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر ظلم کرے نہ اسے حقیر جانے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے۔ تقویٰ یہاں ہے'' اور آپ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے' تین بار ایسے فرمایا' پھر فرمایا : ''کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت حرام ہے۔'' (مسلم)

(النجش) کسی چیز کی قیمت بڑھانے کے لیے بولی دینا جبکہ خریدنا مقصد نہ ہو بلکہ صرف کسی دوسرے کو دھوکا دینا مقصد ہو' ایسا کرنا حرام ہے۔ **(تدابر)** کسی انسان سے اعراض کرنا اور اسے ایسے چھوڑ دینا جیسے کسی چیز کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے یعنی بے رخی کرنا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٦٤).

غريب الحديث☆ **(لاتحاسدوا)** ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو'' حسد کا معنی ہے کسی سے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا۔ **(لاتباغضوا)** ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو''۔

فقه الحديث☆ ❶ حسد کرنا حرام ہے' اس کی حرمت کتاب و سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ حسد ایک نہایت قبیح اخلاقی بیماری ہے جس میں ایک انسان دوسرے انسان کو اچھی حالت میں نہیں دیکھ سکتا اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو نعمتیں اسے حاصل ہیں وہ ان سے محروم ہو جائے۔ ابلیس مردود نے بھی حسد کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا اور اہل کتاب نے بھی حسد کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق نہیں کی۔

❷ ''نجش'' سے روکا گیا ہے' اس لیے کہ یہ محض دھوکا اور فریب ہے کہ صرف قیمت بڑھانے کے لیے بولی دی جائے تاکہ دوسرا آدمی دھوکا کھا جائے اور وہ مزید قیمت بڑھا کر بولی دے۔

❸ مسلمانوں کا آپس میں تعلقات منقطع کرنا حرام ہے' جس سے ان کی آپس میں محبت ختم ہو جائے اور بغض پیدا ہو جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے تاکہ وہ آپس میں محبت اور خیر خواہی سے زندگی بسر کریں۔

❹ سودے پر سودا کرنا بھی حرام ہے' اس سے بھی آپس میں بغض وعناد پیدا ہوتا ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وتکریم کا معیار تقویٰ ہے' ممکن ہے کہ لوگ کسی شخص کو دنیوی جاہ ومنصب اور دولت وغیرہ کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتے ہوں جبکہ وہ تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ معزز ہو۔

❻ مومنوں کو حقیر سمجھنا تکبر کی علامت ہے اور تکبر بدترین خصلت ہے۔

❼ مسلمان کو کسی طرح بھی تکلیف پہنچانا صحیح نہیں۔

٢٣٦۔ وَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۳۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک مومن نہیں حتیٰ کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

اس حدیث کی توثیق اور شرح کے لیے حدیث نمبر (۱۸۳) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٣٧۔ وَ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْصُرُهٗ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهٗ ؟ قَالَ : ((تَحْجُزُهٗ. اَوْ تَمْنَعُهٗ. مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں لیکن یہ بتائیں کہ اگر وہ ظالم ہو تو پھر میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تم اسے ظلم کرنے سے روک دو' اس لیے کہ یہی اس کی مدد کرنا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/٩٨۔فتح).

غريب الحديث☆ (تحجزه) ''تم اسے روک دو''۔

فقه الحديث☆ ❶ مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔

❷ ظالم کا ہاتھ پکڑ لینا اور اسے ظلم سے روک دینا' یہ اس کی اپنے نفس اور شیطان کے مقابلے میں مدد کرنا ہے۔

❸ نیک کاموں کا حکم کرنے اور برے کاموں سے روکنے کا فریضہ ادا کرنا واجب ہے۔

❹ اسلام نے مفاہیم جاہلیت کو تعمیری سوچ عطا فرمائی' دور جاہلیت میں بھی لوگ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے خواہ وہ ظالم ہوتے یا مظلوم اور مدد عصبیت کی وجہ سے تھی' لیکن اسلام نے یہ تعلیم دی کہ مظلوم کی مدد اس طرح کرو کہ اس کا حق دلواؤ اور ظالم کی مدد اس طرح کرو کہ اسے لوگوں کے حق دبانے سے منع کرو۔

٢٣٨۔ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَ اتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَ اِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَ تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں میں شرکت کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کو (اگر وہ الحمدللہ کہے تو یرحمك اللہ کہہ کر) چھینک کا جواب دینا''۔ (متفق علیہ)

وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : ((حَقُّ الْمُسْلِمِ سِتٌّ : إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَ إِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ)).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: جب تم اسے ملو تو اسے سلام کرو، جب وہ تمہیں دعوت دے تو اسے قبول کرو، جب تم سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کے ساتھ خیر خواہی کرو' جب اسے چھینک آئے اور الحمدللّٰه کہے تو اسے یرحمك اللّٰه کہہ کر جواب دو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۱۲ ـفتح)' ومسلم (۲۱٦۲)' والرواية الثانية عند مسلم (۲۱٦۲) (۵).

غریب الحدیث☆ (حق المسلم) ''مسلمان کا حق'' یعنی واجب اور متعین امر۔ (تشمیت العاطس) چھینکنے والا شخص اگر الحمدللّٰه کہے تو سننے والا یرحمك اللّٰه کہے۔ (افشاء السلام) ''سلام کہنے والے کو اس کے سلام کا جواب دینا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ سلام کا جواب دینا فرض عین ہے جب وہ جسے سلام کہا جا رہا ہے اکیلا ہو اور اگر جماعت کو سلام کیا جائے تو پھر ان میں سے کوئی ایک جواب دے دے تو کافی ہے۔

❷ مریض کی عیادت کرنی چاہیے' اس سے باہمی انس اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

❸ نماز جنازہ میں شرکت کرنا اور اس میت کو دفن کرنا وغیرہ فرض کفایہ ہے۔

❹ اگر کسی دعوت میں گناہ نہ ہو تو اسے قبول کرنا واجب ہے۔

❺ چھینکنے والا اگر الحمدللّٰه کہے تو پھر سننے والا یرحمک اللّٰه کہے۔

❻ خیر خواہی میں اخلاص ہونا چاہیے یعنی بری نیت سے کوئی مشورہ وغیرہ نہیں دینا چاہیے' اس حدیث میں اسلامی معاشرے کی بہتری کے لیے سنہرے اصول بیان کیے گئے ہیں' اگرچہ یہ باتیں بظاہر اتنی بڑی نہیں لیکن انجام کے لحاظ سے بہت بڑی ہیں۔

۲۳۹۔ وَعَنْ أَبِي عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَ نَهَانَا عَنْ سَبْعٍ : أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَ نَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَ إِفْشَاءِ السَّلَامِ. وَ نَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمَ أَوْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَ عَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَ عَنِ الْقَسِّيِّ، وَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : وَإِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي السَّبْعِ الْأَوَّلِ.

((الْمَيَاثِرُ)) بِيَاءٍ قَبْلَ الْأَلِفِ، وَثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ بَعْدَهَا، وَ هِيَ جَمْعُ مِيثَرَةٍ، وَ هِيَ شَيْءٌ يُتَّخَذُ مِنْ حَرِيرٍ

۲۳۹۔ حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا : مریض کی عیادت کرنے، جنازے میں شرکت کرنے، چھینکنے والے کو جواب دینے، قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، داعی کی دعوت قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا ہمیں حکم فرمایا۔ سونے کی انگوٹھیاں پہننے، چاندی کے برتنوں میں پینے، سرخ ریشمی گدوں کے استعمال سے' قسی کے کپڑے پہننے سے حریر (ریشم)' استبرق (دبیز ریشم) اور دیباج (ریشمی کپڑے) کے استعمال سے منع فرمایا''۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ پہلی سات باتوں میں گم شدہ چیز کی تشہیر کرنے کا حکم دیا۔

وَيُحْشَى قُطْنًا أَوْ غَيْرَهُ، وَ يُجْعَلُ فِي السُّرُجِ وَ كُوْرِ الْبَعِيرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّاكِبُ. ((الْقَسِّيُّ)) بِفَتْحِ الْقَافِ وَ كَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ : هِيَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيْرٍ وَ كَتَّانٍ مُخْتَلِطَيْنِ. ((وَ إِنْشَادُ الضَّالَّةِ)) تَعْرِيْفُهَا.

(المياثر) یاء پھر الف اور پھر ثاء یہ میثرہ کی جمع ہے' یہ ایسی چیز ہے جسے ریشم سے بنا کر روئی وغیرہ سے بھر دیا جاتا ہے اور اسے گھوڑوں کی کاٹھیوں اور اونٹوں کے کجاووں پر رکھا جاتا ہے' جس پر گھوڑے اور اونٹ پر سواری کرنے والا بیٹھتا ہے۔ (قسی) قاف پر زبر اور سین مشدد پر زیر' ایسے کپڑے جو ریشم اور سوت ملا کر بنائے جاتے ہیں اور (إنشاد الضالة) کا معنی ہے ''گم شدہ چیز کا اعلان کرنا۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/١١٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٦٦).

غريب الحديث☆ (إبرار القسم) ''قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنا''۔ (دیباج) ریشم کی ایک قسم۔ (استبرق) یہ دیباج سے موٹا ہوتا ہے۔

فقه الحديث☆ کچھ چیزیں حدیث نمبر (٢٣٨) میں بیان ہو چکی ہیں' جبکہ دو مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا حرام ہے۔

❷ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی وغیرہ استعمال کرنا اور ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔

٢٨۔ بَابُ سَتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّهْيِ عَنْ إِشَاعَتِهَا لِغَيْرِ ضُرُوْرَةٍ

٢٨۔ باب: مسلمانوں کے عیوب چھپانے اور بغیر ضرورت کے ان کی اشاعت کے ممنوع ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾. [النور : ١٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ لوگ جو اہل ایمان میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

٢٤٠ ـ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٢٤٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی بندہ کسی بندے کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی ستر پوشی فرمائے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٠) (٧٢).

فقه الحديث☆❶ جو شخص دنیا میں کسی بندے کی ستر پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا' وہ اس طرح کہ اس کے گناہ معاف کر دے گا اور اسے ان کے بارے میں نہیں پوچھے گا' یا پھر اسے تمام مخلوق کے سامنے رسوا نہیں کرے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے۔

❷ جو شخص اپنے کسی بھائی میں کوئی گناہ یا غلطی دیکھے تو اسے اس کی پردہ پوشی کرنی چاہیے یا پھر تنہائی میں اسے وعظ و نصیحت کرے۔

❸ مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی صفت حی اور ستیر ہے اور وہ حیا و ستر کو پسند کرتا ہے۔

٢٤١۔ وَ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَ اِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَ قَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ : يَا فُلَانُ! عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَ يُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری پوری امت درگزر کے قابل ہوگی سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرنے والے ہوں گے اور بے شک یہ بھی کھلم کھلا گناہ سے ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرے پھر صبح کو باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا' وہ لوگوں سے کہتا پھرے: اے فلاں! میں نے گذشتہ رات یہ یہ کیا' حالانکہ اس نے رات اس طرح گزاری تھی کہ اس کے رب نے اس کی پردہ پوشی کی ہوئی تھی اور یہ صبح کو وہ پردہ چاک کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر ڈال دیا تھا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/٤٨٦-فتح)' ومسلم (٢٩٩٠).

غريب الحديث☆ **(معافی)** ''وہ لوگوں کی باتوں اور ایذا سے بچے ہوئے ہیں''۔ **(المجاهرون)** ''گناہوں کو علانیہ کرنے والے اور بر سبیل فخر اس کے بارے میں لوگوں کو بتاتے ہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ گناہ کا اعلان کرنا اور اس کی تشہیر کرنا اس گناہ کے علاوہ ایک اور گناہ ہے' اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استخفاف ہے اور ایسے شخص کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی ہو جاتا ہے۔

❷ کھلم کھلا گناہ کرنے سے مومنوں میں بے حیائی پھیل جاتی ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر رحمت کہ وہ اپنے ان بندوں کی روز قیامت ستر پوشی کرے گا جو دنیا میں لوگوں کی ستر پوشی کرتے ہیں۔

❹ کھلم کھلا گناہ میں پانچ جرم اور گناہ ہیں۔

① ایک تو گناہ بذات خود گناہ ہے۔

② گناہ کے بعد اس کا اعلان اس گناہ پر گواہی قائم کرنا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ نے جس گناہ پر پردہ پوشی کی تھی اس نے اسے فاش کر دیا۔

④ اس طرح برائی پھیل جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب ملتی ہے۔

⑤ اور لوگ پھر برائی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

٢٤٢۔ وَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّانِيَةَ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((اَلتَّثْرِيْبُ)) : اَلتَّوْبِيْخُ.

۲۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب لونڈی زنا کرے اور اس کا گناہ ظاہر ہو جائے تو وہ (اس کا مالک) اس پر حد جاری کرے اور اس کو ملامت وغیرہ نہ کرے (یعنی اس پر کوئی سختی نہ کرے) پھر اگر دوسری بار بھی زنا کرے تو پھر اس پر حد جاری کرے اور اس پر کوئی سختی نہ کرے اور اگر تیسری مرتبہ بھی زنا کرے تو اسے بیچ ڈالے خواہ بالوں کی رسی کے بدلے ہی کیوں نہ

ہو۔" (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٧٨ ـ فتح)، ومسلم (١٧٠٣).

غریب الحدیث ☆ (فليجلدها الحد) "وہ اس پر حد جاری کرے" اور وہ پچاس کوڑے ہیں جو آزاد عورت کی حد کا نصف ہے۔ (یثرب) "ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے"۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اہل معاصی سے جلدی الگ ہونے کی کوشش کرنی چاہیے' ان کی ہم نشینی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

❷ اگر حد قائم کردی جائے تو پھر ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرنی چاہیے' کیونکہ یہ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ سزا سے زائد ہو جائے گی اور اس کا حق کسی کو حاصل نہیں' اگر ڈانٹ ڈپٹ کرنی بھی ہے تو یہ امام یا قاضی کے پاس پہنچنے سے پہلے پہلے کر لینی چاہیے۔

❸ زانی غلام یا زانیہ لونڈی کو فروخت کرتے وقت اس کا عیب اور نقص بیان کرنا چاہیے۔

❹ اگر بائع کسی چیز کو اپنے لیے پسند نہیں کرتا اور وہ اسے کسی اور کو اس کا نقص بیان کر کے فروخت کر دے تو جائز ہے۔

❺ مالک اپنے غلام پر حد قائم کر سکتا ہے۔

❻ اہل معاصی کو صحیح اور درست عمل پر چلانے کے لیے سختی کی جا سکتی ہے لیکن انہیں اچھی وعظ و نصیحت کے ذریعے توجہ دلانی چاہیے۔

٢٤٣ـ وَعَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا، قَالَ: ((اضْرِبُوْهُ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ: ((لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: "اسے مارو پیٹو" - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پس ہم میں سے کوئی اپنے ہاتھ سے، کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے اسے مار رہا تھا پس جب وہ چلا گیا تو بعض لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے۔ آپ نے فرمایا: "تم ایسے نہ کہو اور اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو"۔ (بخاری)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (١٢/ ٧٥ ـ فتح).

غریب الحدیث ☆ (أخزاك الله) "اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے اور تجھے دور کر دے"۔

فقه الحدیث ☆ ❶ شراب نوشی کی حد ہاتھ، ٹہنی اور جوتے وغیرہ کے مارنے سے نافذ ہو جاتی تھی' لیکن یہ اس وقت تک تھا جب تک اس کی حد مقرر نہیں کی گئی اور جب نبی ﷺ نے بعد میں چالیس کوڑوں کی سزا دی تو اب یہی اس کی متعین حد ہے۔

❷ جس شخص پر حد نافذ ہو جائے وہ اس کے گناہ کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔

❸ مسلمان کے لیے لائق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کے حق میں بد دعا کر کے شیطان کا مددگار بن جائے۔

❹ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ گناہ گاروں اور نافرمانوں کو صحیح اور درست راستے کی طرف لائیں۔

❺ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہنا چاہیے' اس لیے کہ آپ نے شراب نوشی کرنے والے کے بارے میں "أخزاک اللّٰه" کے الفاظ بھی پسند نہیں کیے۔

٢٩ـ بَابُ قَضَاءِ حَوَائِجِ الْمُسْلِمِيْنَ

۲۹۔ باب: مسلمانوں کی ضرورتیں پوری کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الحج : ٧٧]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم بھلائی کرو تا کہ تم فلاح پاؤ''۔

٢٤٤۔ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ. مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ، وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢٤٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے (کسی ظالم کے) سپرد کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی روز قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور فرما دے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی ستر پوشی فرمائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/٩٧۔فتح)، ومسلم (٢٥٨٠).

شرح الحديث:۔ شرح کے لیے حدیث (٢٣٣) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٤٥۔ وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ، وَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَ يَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ. وَ مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٢٤٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ اس سے روزِ قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرمادے گا' جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے' جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے' جو شخص کسی راہ پر چلتا ہے جس میں وہ (دینی) علم حاصل اور تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کی درس و تدریس کرتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں اور جس کو اس کے عمل نے پیچھے چھوڑ دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩٩).

غريب الحديث ☆ (نفّس) ''آسانی پیدا کی، کشادگی کی''۔ (يسّر على معسر) ''جس نے تنگ دست پر آسانی کی''۔ (يلتمس) ''طلب کرتا ہے، تلاش کرتا ہے''۔ (يتدارسونه) ''اس کی درس و تدریس کرتے ہیں''۔ (بطّأ) ''پیچھے چھوڑ دیا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ غمگین یا مظلوم کی مدد کرنا اور پریشان حال کی پریشانی دور کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب اور روزِ قیامت بندے پر اس کی رحمت کا سبب ہے۔

❷ تنگ دست پر آسانی کرنا مستحب ہے، اس میں قرضِ حسنہ دینے کی فضیلت کا بیان ہے۔

❸ بندے کا اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا، اللہ تعالیٰ کی بندے کے لیے مدد کرنے کا سبب بنتا ہے۔

❹ شرعی علم طلب کرنے کی حرص اور جستجو کرنے کا بیان ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

❺ ابدی سعادت اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے، حسب نسب سے نہیں۔

❻ قرآن کریم کی تعلیم اور درس و تدریس کے لیے اجتماع کی ترغیب ہے، البتہ ختم قرآن کی محفلیں منعقد کر کے ان سے فوت شدگان کی مغفرت اور ایصالِ ثواب، یہ ایک رسم ہے، سنت نہیں۔

٣٠۔ بَابُ الشَّفَاعَةِ

۳۰۔ باب: شفاعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ [النساء : ٨٥]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے کوئی اچھی سفارش کی اس کے لیے بھی اس میں سے حصہ ہوگا''۔

٢٤٦۔ وَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلٰى جُلَسَائِهِ فَقَالَ : ((اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَ يَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا أَحَبَّ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : ((مَا شَاءَ)).

۲۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی ضرورت مند نبی ﷺ کے پاس آتا تو آپ اپنے شرکائے مجلس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: ''(اس آدمی کی) سفارش کرو تمھیں اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبان پر جو پسند فرماتا ہے فیصلہ فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''جو وہ چاہتا ہے''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٩٩ـ فتح)، و مسلم (٢٦٢٧)۔ والرواية الأخرى عند البخاري.

فقه الحديث ☆ ❶ اس میں مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے خواہ وہ کام ہو یا نہ ہو، نیز نیک کام کے لیے سفارش کرنی چاہیے مگر کسی خلاف شرع کام کی سفارش نہیں کرنی چاہیے۔

❷ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

٢٤٧۔ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قِصَّةِ بَرِيْرَةَ وَ زَوْجِهَا. قَالَ : قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : ((لَوْ رَاجَعْتِيْهِ ؟)) قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ : ((إِنَّمَا أَشْفَعُ)) قَالَتْ : لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ. رَوَاهُ

۲۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند کے قصے میں منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اس (بریرہ) کو فرمایا: ''اگر تم اس (مغیث) سے رجوع کر لو؟'' انھوں (بریرہ رضی اللہ عنہا) نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے (رجوع کرنے کا) حکم فرماتے ہیں؟

الْبُخَارِيُّ.

آپ نے فرمایا: ''میں تو صرف سفارش کرتا ہوں''۔ اس (بریرہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: مجھے اس (مغیث رضی اللہ عنہ) کی کوئی حاجت نہیں۔'' (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٤٠٨ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (بريرة) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں اور انھوں نے اسے آزاد کر دیا' وہ مغیث رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ مغیث کو بریرہ سے بہت زیادہ محبت تھی جبکہ بریرہ کو اس سے محبت نہیں تھی۔ جب بریرہ کو آزادی مل گئی تو انھوں نے مغیث سے علیحدگی اختیار کر لی' جس سے مغیث بہت پریشان ہوئے' رسول اللہ ﷺ کو اس کی حالت زار کا علم ہوا تو آپ نے بریرہ سے سفارش کی کہ وہ اپنے خاوند سے رجوع کر لے۔ جب بریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا اور پتا چلا کہ یہ آپ کا حکم نہیں' بلکہ صرف مشورہ ہے تو اس نے اسے قبول کرنے سے معذرت کر لی اور پھر رسول ﷺ نے بھی اس پر کوئی سختی نہیں کی اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کی۔

فقه الحديث☆ ❶ جب لونڈی کو مکمل آزادی مل جائے اور اس کا خاوند ابھی غلام ہی ہو تو عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

❷ سفارش حکم کا درجہ نہیں رکھتی' یہ تو مسلمانوں کے درمیان خیر خواہی کے لیے ایک وسیلہ ہوتی ہے۔

❸ سفارش کو قبول نہ کرنے کا جواز ملتا ہے اور اس میں سفارش رد کرنے والے کے لیے کوئی عیب ہے نہ سفارش کرنے والے کے لیے۔

٣١۔ بَابُ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ [النساء : ١١٤]

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء : ١٢٨]

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ [الأنفال : ١]

وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات : ١٠]

٣١۔ باب: لوگوں کے درمیان صلح کرانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان کی اکثر سرگوشیوں (مشوروں) میں کوئی بھلائی نہیں مگر جو حکم کرے صدقہ کرنے کا' بھلائی کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا''۔

اور فرمایا: ''صلح بہتر ہے''۔

اور فرمایا: ''پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں صلح کرو''۔

مزید فرمایا: ''مومن تو بھائی بھائی ہیں پس تم بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو''۔ (الحجرات:١٠)

٢٤٨۔ وَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ : تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَ تُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ. وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَ بِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى

٢٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے' ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' تمہارا دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے، تمہارا کسی آدمی کی اس کی سواری کے بارے میں مدد کرنا کہ تم اسے اس پر سوار کرادو' یا اس کے اوپر اس کا سامان رکھوا دو یہ صدقہ ہے' اچھی بات کہنا صدقہ ہے، ہر قدم جو تم نماز کے لیے اٹھاؤ صدقہ ہے اور تمہارا

الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَ تُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

وَ مَعْنٰى ((تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا)) : تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ.

(تعدل بينهما) ''تم دو آدمیوں کے درمیان عدل سے صلح کرا دو''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٣٠٩۔فتح)' ومسلم (١٠٠٩).

غريب الحديث☆ (سلامى) ''جوڑ''۔ (متاعه) ''اس کا سامان''۔ (خَطوة) خاء کی زبر سے ''ایک قدم''۔ اور (خُطوة) ''دو قدموں کا درمیانی فاصلہ''۔ (تميط) ''ہٹا دینا''۔ (الأذى) ''تکلیف''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

❷ ابواب خیر بہت سے ہیں جن کے ذریعے مومن اللہ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں' یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے شکر کے لیے نہایت آسان کام بنا دیے۔ لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دینا بھی نیکی ہے' ناتواں مسلمانوں کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا بیان ہے کہ اس نے انسانی جسم میں ایسے جوڑ ملا دیے۔ جن سے وہ ہر قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔

٢٤٩۔ وَ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۴۹۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔ پس وہ بھلائی کی بات آگے پہنچاتا ہے یا پھر بھلائی کی بات کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

وَ فِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ زِيَادَةٌ، قَالَتْ : وَ لَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُهُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ' تَعْنِي : الْحَرْبَ، وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَ حَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے' وہ (حضرت ام کلثوم) بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ کو تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا جن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں: لڑائی کے بارے میں' لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں' اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے بات چیت کرنا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٩٩۔فتح)' ومسلم (٢٦٠٥).

غريب الحديث☆ (فينمى) ''وہ ایسی بات آگے پہنچاتا ہے جس میں خیر ہوتی ہے''۔ (يرخص) ''اجازت دیتے''۔

فقه الحديث☆ ❶ جھوٹ بولنا حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن جہاں شرعی مصلحتیں اس کا تقاضا کریں وہاں اس کی اجازت ہے۔ جیسے دو مسلمان بھائی آپس میں لڑے ہوئے ہوں تو ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے اگر کوئی شخص اپنی طرف سے ایک دوسرے کے بارے میں اچھی باتیں پہنچاتا ہے تاکہ وہ صلح کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو جائز ہی نہیں بلکہ کار ثواب ہے۔

❷ لڑائی کے موقع پر دشمن کو دھوکا دینے کے لیے خلاف واقعہ بات کا ذکر کرنا۔

❸ مرد اپنی بیوی سے اور بیوی اپنے خاوند سے آپس کے تعلقات مضبوط کرنے کے لیے جھوٹ بول سکتے ہیں۔

❹ توریہ اور تعریض بھی جائز ہے۔

٢٥٠۔ وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعَ

۲۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً صَوَاتُهُمَا، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَ هُوَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ! لَا أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((أَيْنَ **الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟**)) فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنٰى ((يَسْتَوْضِعُهُ)) : يَسْأَلُهُ أَنْ يَضَعَ عَنْهُ بَعْضَ دَيْنِهِ. ((وَيَسْتَرْفِقُهُ)) : يَسْأَلُهُ الرِّفْقَ. ((وَالْمُتَأَلِّي)) : الْحَالِفُ.

دروازے پر دو جھگڑنے والے آدمیوں کی اونچی آوازیں سنیں، ان میں سے ایک دوسرے سے قرضے میں کچھ کمی اور نرمی کی درخواست کر رہا تھا اور وہ (دوسرا) کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا، پس رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''وہ شخص کہاں ہے جو اللہ کی قسم کھا رہا تھا کہ وہ نیکی نہیں کرے گا؟'' اس آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں (اور فوراً عرض کیا) اسے اس چیز کا اختیار ہے جسے وہ پسند کرے۔ (متفق علیہ)

(یستوضع) کا معنی ہے کہ وہ قرض میں کچھ کمی کی درخواست کر رہا تھا اور (یسترفقه) کا معنی ہے کہ وہ اس سے نرمی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ (اعتالی) ''قسم اٹھانے والا''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۳۰۷۔فتح)، ومسلم (۱۵۵۷).

غريب الحديث☆ (فله أي ذلك أحب) ''اسے اس چیز کا اختیار ہے جسے وہ پسند کرے'' یعنی یہ قرض میں کمی کرالے یا نرمی کرالے بہرحال کمی بہتر ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ مقروض سے نرمی کرنا اور تنگ دست کو مہلت دینا یا اسے قرض معاف کر دینا مستحب ہے۔

❷ نیکی نہ کرنے کی قسم اٹھانا جائز نہیں، جو شخص ایسا کرے اسے اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ دینا چاہیے اور نیک کام کرنا چاہیے۔

❸ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

❹ باہم جھگڑنے والوں کو یوں ہی نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

❺ مقروض اپنے قرض خواہ سے کمی یا مہلت کی درخواست کر سکتا ہے۔

۲۵۱۔ وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَرٌّ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ أُنَاسٍ مَعَهُ، فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حُبِسَ، وَ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ : نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ، وَ تَقَدَّمَ أَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ وَ كَبَّرَ النَّاسُ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ،

۲۵۱۔ حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہے، پس رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے ساتھ ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو وہاں (ضیافت کے لیے) روک لیا گیا اور نماز کا وقت ہو گیا۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے ابو بکر! رسول اللہ ﷺ کو تو وہاں روک لیا گیا ہے اور نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے، کیا آپ لوگوں کی امامت کرائیں گے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! اگر تم چاہتے ہو۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، تکبیر (تحریمہ) کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی، اتنے میں

فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ، وَ كَانَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ؟! إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ. مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِيْنَ يَقُولُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِلَّا الْتَفَتَ، يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟))، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنَى ((حُبِسَ)): أَمْسَكُوهُ لِيُضِيفُوهُ.

رسول اللہ ﷺ صفوں میں چلتے ہوئے تشریف لے آئے اور ایک صف میں کھڑے ہو گئے۔ پس لوگوں نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کرنے کے لیے) تالیاں بجانا شروع کر دیں' لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے مگر جب لوگوں کی تالیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں' پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ فرمایا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹے حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی' جب نماز سے فارغ ہوئے' تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! تمھیں کیا ہے کہ جب نماز میں کوئی چیز پیش آ جاتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ تالیاں بجانا تو صرف عورتوں کے لیے ہے' جب کسی کو نماز میں کوئی چیز پیش آ جائے تو وہ (سبحان اللہ) کہے' اس لیے کہ جو بھی (سبحان اللہ) کہتے ہوئے سنے گا وہ اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ (پھر فرمایا) اے ابوبکر! تمھیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے منع کیا جبکہ میں نے تمھیں اشارہ بھی کر دیا تھا؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔ (متفق علیہ)

(حبس) کا معنی ہے کہ انھوں نے آپ کو مہمان نوازی کے لیے روک لیا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱٦۷ ـ فتح)، ومسلم (٤۲۱).

غريب الحديث☆ (بنو عمرو بن عوف) اوس کا ایک قبیلہ۔ (شر) لڑائی وغیرہ۔ (حانت الصلوة) ''نماز (عصر) کا وقت ہو گیا''۔ (القهقرىٰ) ''الٹے پاؤں چلنا''۔ (نابکم) ''تمھارے ساتھ کوئی واقعہ پیش آ جائے''۔

فقه الحديث☆ ❶ لڑائی کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں جلدی کرنی چاہیے تا کہ جھگڑا شدت اختیار نہ کر جائے۔

❷ امام اور حکمران کو اپنی رعیت کی مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کی خود نگرانی کرنی چاہیے۔

❸ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مسلّم تھی۔

❹ کم مرتبے والا (مفضول) زیادہ مرتبے والے کی امامت کرا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تمھیں

لوگوں کی امامت کرانے سے کس چیز نے منع کیا جبکہ میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا''۔

5. رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تواضع کا بیان۔
6. کسی علت کے باعث صفوں کے درمیان چلنا جائز ہے' نیز امام سے ماموم بننا جائز ہے۔ جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کرا رہے تھے' جب آپ تشریف لے آئے تو وہ امامت چھوڑ کر ماموم بن گئے۔
7. جب امام بھول جائے تو عورتیں بھی اسے یاد کرا سکتی ہیں' عورتیں تالی بجا کر اور مرد سبحان اللہ کہہ کر یاد کرائیں۔
8. نماز میں ضرورت کے تحت حرکت کرنا جائز ہے۔
9. نمازی کو اشارے سے بات سمجھانا بول کر سمجھانے سے بہتر ہے۔

۲۸۔ بَابُ فَضْلِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْفُقَرَآءِ وَالْخَامِلِيْنَ

۳۲۔ باب: ضعیف، فقیر اور گم نام مسلمانوں کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾۔[الکھف : ۲۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور روکے رکھ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر''۔

٢٥٢ ـ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)). مُتَفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْعُتُلُّ)) : الْغَلِيْظُ الْجَافِيْ. ((وَالْجَوَّاظُ)) بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَ تَشْدِيْدِ الْوَاوِ وَبِالظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ : وَهُوَ الْجَمُوْعُ الْمَنُوْعُ، وَقِيْلَ : الضَّخْمُ الْمُخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهِ، وَ قِيْلَ : الْقَصِيْرُ الْبَطِيْنُ.

۲۵۲۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمہیں اہلِ جنت کی خبر نہ دوں؟ (پھر خود ہی فرمایا) ہر کمزور' جسے کمزور خیال کیا جاتا ہے' اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو وہ اللہ اسے پوری کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (فرمایا) ہر تند خو سرکش، بخیل یا اترا کر چلنے والا اور متکبر شخص''۔ (متفق علیہ)

(العتل) ''تند خو، سرکش''۔ (جوّاظ) ''جیم پر زبر' واؤ پر شد اور پھر ظاء' جمع کر کے رکھنے والا، بخیل اور بعض کے نزدیک ضخیم، فربہ بدن، اترا کر چلنے والا اور بعض نے کہا: کوتاہ قامت، بڑے پیٹ والا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/٦٦٢ ـ فتح)' ومسلم (٢٨٥٣).

غريب الحديث:☆ (متضعف) لوگ اسے ضعیف، کمزور اور حقیر سمجھتے ہیں۔ (أقسم على الله) ''اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے''۔ (أبره) ''وہ سے پورا کر دے''۔

فقه الحديث☆ 1. سختی، ظلم اور تکبر سے بچنا چاہیے اس لیے کہ یہ جہنمیوں کی علامت ہے۔
2. مسلمانوں کے لیے تواضع اختیار کرنا اور مومنوں کے لیے پہلو جھکا کر رکھنا مستحب ہے۔
3. اللہ تعالیٰ کی خاطر تکلیف برداشت کرنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے۔

❷ کمزور اور غریبوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ ان کی ظاہری صورت دیکھ کر انہیں حقیر نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی اتنی اہمیت ہے کہ اگر وہ اس پر قسم کھالیں تو وہ اسے پورا کر دیتا ہے۔

٢٥٣ ۔ وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ؛ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ : ((مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا؟))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، هٰذَا وَاللّٰهِ! حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ. فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا؟))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ' هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ، وَ إِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلِ هٰذَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ : ((حَرِيٌّ)) هُوَ بِفَتْحِ الْحَاءِ وَ كَسْرِ الرَّاءِ وَتَشْدِيدِ الْيَاءِ : أَيْ حَقِيقٌ. وَقَوْلُهُ : ((شَفَعَ)) بِفَتْحِ الْفَاءِ.

۲۵۳۔ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا، تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا: ''تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' اس نے کہا: یہ تو کوئی اشراف (معزز) لوگوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو اس کا نکاح کردیا جائے اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر ایک اور آدمی گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا: ''تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو غریب مسلمانوں میں سے ہے، یہ اس لائق ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے، اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کوئی بات کرے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (فقیر آدمی) اس (امیر آدمی) جیسے دنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے''۔ (متفق علیہ)

(حریٌّ) حاء پر زبر راء پر زیر اور یاء پر شد ''لائق ہے''۔ (شفع) فاء پر زبر۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۹/۱۳۲۔فتح).

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں، صرف صحیح بخاری میں ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی مجلس میں حاضر رہتے تھے، وہ آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے کہ کہیں وہ پر حکمت موتیوں سے محروم نہ رہ جائیں۔

❷ عالم اپنے پاس بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے شاگردوں کی طرح سوال کرسکتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ لوگوں کی صورتوں، ان کے اموال اور حسب نسب کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو ان کے اعمال کو دیکھتا ہے۔

❹ کسی غریب شخص کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، ممکن ہے کہ وہ دنیا بھر کے صاحب شرف وسلطنت سے بہتر ہو۔

❺ لوگوں کے درمیان باعث فضیلت چیز تقویٰ ہے، جو زیادہ متقی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہے۔

❻ نکاح کے معاملے میں صالحین اور صالحات کو ترجیح دینی چاہیے خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لیے کہ وہ دین اور خلق میں بہتر ہوتے ہیں۔

❼ جو شخص مقیاس شرعی کی مخالفت کرتا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں' خواہ دنیاوی لحاظ سے وہ کتنا ہی صاحب ثروت کیوں نہ ہو۔

❽ کسی شخص کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لیے اس کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کا تذکرہ کرنا غیبت میں شامل نہیں۔

٢٥٤۔ وَ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ : فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ : فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ، فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا : اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَ اِنَّكِ النَّارُ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۵۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا: میرے اندر سرکش اور متکبر انسان ہوں گے۔ جنت نے کہا: میرے اندر ضعفاء اور مساکین لوگ ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا کہ بلاشبہ تو جنت میری رحمت ہے' میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور بلاشبہ تو جہنم میرا عذاب ہے اور میں تیرے ذریعے سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کا بھرنا میری ذمہ داری ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٤٧) بمعناه' واللفظ لأحمد في المسند (٧٩/٣).

غريب الحديث☆ (احتجت) ''جھگڑا کیا''۔ (الجبارون) ''متکبر لوگ''۔ (ضعفاء الناس) ''لوگوں میں کمزور اور متواضع قسم کے لوگ''۔ (مساكينهم) ''ان کے محتاج''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کا علم کامل و اکمل ہے' وہ جانتا ہے کہ آئندہ کیا اور کیسے ہوگا۔

❷ یہ حدیث اپنے ظاہر کے حساب سے اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت و جہنم کو یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ اچھے برے میں تمیز کرتی ہیں اور بولتی ہیں۔

❸ غرور و تکبر جہنم کے راستے ہیں۔

❹ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا گھر ہے' وہ اپنے اولیاء میں سے جس پر چاہے گا رحم فرمائے گا جبکہ جہنم اس کے عذاب کا گھر ہے' وہ اس کے ذریعے جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بہتر اور پر حکمت فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔

❺ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ دونوں کے لیے مخلوق تیار کی ہے اور وہ ان دونوں کو بھرے گا۔

❻ حق و باطل میں فرق کرنے کے لیے مناظرہ کرنا جائز ہے۔

٢٥٥۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ السَّمِيْنُ الْعَظِيْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ روز قیامت ایک موٹا تازہ بڑا آدمی آئے گا' لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤٢٦/٨ ـ فتح)' ومسلم (٢٧٨٥).

فقه الحديث☆ ❶ روز قیامت انسان کی قیمت اس کے علم اور تقویٰ کی بنیاد پر ہوگی' اس کی شکل و صورت اور جسم کی وجہ سے نہیں ہوگی۔

◆ شرعی مقیاس اور پیمانے قابل اعتبار ہیں، جبکہ بشری تصورات کی کوئی حیثیت نہیں۔

٢٥٦ ـ وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ، أَوْ شَابًّا، فَفَقَدَهَا، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ، فَقَالُوْا : مَاتَ. قَالَ: ((أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِيْ)) فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَا، أَوْ أَمْرَهُ، فَقَالَ: ((دُلُّوْنِي عَلٰى قَبْرِهِ)) فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ : ((تَقُمُّ)) هُوَ بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ : أَيْ تَكْنُسُ. ((وَالْقُمَامَةُ)) : الْكُنَاسَةُ : ((وَآذَنْتُمُوْنِيْ)) بِمَدِّ الْهَمْزَةِ : أَيْ : أَعْلَمْتُمُوْنِيْ.

۲۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا کوئی نوجوان مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے مفقود پایا تو آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ تو فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی؟'' گویا انھوں نے اس (عورت یا نوجوان کی موت) کے معاملے کو حقیر سمجھا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر کے بارے میں بتائیں''۔ پس انھوں نے آپ کو اس (کی قبر) کے بارے میں بتایا، تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا: ''یہ قبریں اپنے رہنے والوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری ان پر نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں ان کے لیے روشن فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

(تقم) تاء پر زبر اور قاف پر پیش، جھاڑو دیتی تھی۔ (القمامة) ''کوڑا کرکٹ''۔ (و آذنتمونی) ہمزہ پر مد ''تم نے مجھے اطلاع دی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/۵۵۲، ۵۵۳۔فتح)، ومسلم (۹۵٦) واللفظ له.

آپ کا قول: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ......))۔ بخاری میں نہیں ہے۔ درحقیقت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری (۱/۵۵۳)'' میں اس قول کا سبب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: ''اس اضافے کے ساتھ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت نہیں کیا، کیونکہ یہ اس سند میں مدرج ہے اور یہ مراسیل ثابت سے ہے۔ اس کو حماد بن زید کے اصحاب (شاگردوں) میں سے کسی ایک نے بیان کیا ہے اور میں نے اپنی کتاب ''بیان المدرج'' میں اس کی دلائل کے ساتھ خوب وضاحت کر دی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''غالب گمان یہی ہے کہ یہ اضافہ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ......)) مراسیل ثابت سے ہے جیسا کہ احمد بن عبدة نے کہا ہے، یا ثابت عن انس کی روایت سے ہے، یعنی جیسے اس کو ابن مندہ نے روایت کیا ہے''۔

غريب الحديث☆ (صغروا أمرها) ''انہوں نے اس کے امر (کام، حیثیت) کو معمولی سمجھا''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسجد کو صاف کرنے اور وہاں سے گرد و غبار وغیرہ کو دور کرنے کی فضیلت اور اس کے لیے خادم مقرر کرنے کے بارے میں پتا چلتا ہے۔

◆ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی خیر خواہی کے لیے کتنے حریص تھے اور اگر آپ کسی کو نہ دیکھتے تو اس کے بارے میں پوچھتے تھے کہ وہ فلاں کہاں ہے؟

◆ آپ کی تواضع کا پتا چلتا ہے کہ آپ اپنے خادموں کا بھی خیال رکھتے تھے، لہٰذا ائمہ اور حکمرانوں کو بھی اپنی رعیت کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

◆ کسی انسان کی موت کے بارے میں آگاہ کرنا جائز ہے یہ ممنوع نعی (یعنی دھوم دھڑے سے موت کی اطلاع) میں شامل نہیں جو ممنوع ہے۔

◆ اہلِ خیر کی جنازوں میں شرکت کی فضیلت۔

◆ اگر کوئی آدمی کسی کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے تو وہ اس کے دفن کے بعد بھی نمازِ جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

◆ رسول اللہ ﷺ کی مسلمانوں کے لیے دعا نور اور برکت ہے۔

◆ کسی کو اس کے کام کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کیا اہمیت اور قدر و منزلت ہو۔

٢٥٧ـ وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتنے ہی پراگندہ بالوں والے، غبار آلود اشخاص (ایسے) ہیں جنہیں دروازوں ہی سے پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ اسے پوری فرما دیتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٢٢).

غريب الحديث☆ (**أشعث**) ''پراگندہ اور بکھرے ہوئے بالوں والا''۔ (**أغبر**) ''غبار آلود''۔ (**مدفوع بالأبواب**) ''انہیں دروازوں ہی سے پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے''، یعنی ان کے فقر کی وجہ سے دروازوں سے واپس کر دیا جاتا ہے۔ (**أقسم على الله**) ''اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے''۔ (**لأبره**) ''وہ اسے پوری فرما دیتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ◆ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا لیکن وہ قلوب و اعمال کو دیکھتا ہے۔

◆ مسلمان کو اپنے لباس اور ماحول میں بہتری کی نسبت اپنے دل کی طہارت، عمل اور نیت میں اخلاص پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

◆ اللہ تعالیٰ کے ہاں بندوں کا مقام اعمال کی وجہ سے ہے، ظاہری شکل و صورت اور اموال کی وجہ سے نہیں۔

٢٥٨ـ وَعَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ. وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((وَالْجَدُّ)) بِفَتْحِ الْجِيمِ : الْحَظُّ وَالْغِنٰى. وَقَوْلُهُ: ((مَحْبُوسُونَ)) أَيْ : لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ.

۲۵۸۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والوں میں اکثر مساکین تھے اور دولت مند حوض روکے ہوئے تھے، تاہم جہنمیوں کو جہنم میں لے جانے کا حکم دے دیا گیا تھا پھر میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والی زیادہ تر عورتیں تھیں''۔ (متفق علیہ)

(**الجد**) جیم پر زبر ''خوش بختی اور تونگری''۔ (**محبوسون**) اس کے معنی ہیں کہ ابھی تک انہیں دخولِ جنت کی اجازت نہیں دی گئی۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٢٩٨ـ فتح) ومسلم (٢٧٣٦).

فقہ الحدیث☆ ❶ اہل جنت مساکین اور عموماً نیک اعمال کرنے والے ہوں گے، اسی لیے فقراء سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

❷ روزِ قیامت مال و دولت اور اولاد کام نہیں آئے گی بلکہ وہاں تو وہ کامیاب ہوگا جو قلبِ سلیم کے ساتھ حاضر ہوگا۔

❸ عورتوں کی زیادہ تعداد جہنم میں جانے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اکثر لعنت کرتی اور خاوند کی ناشکری زیادہ کرتی ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ کے ہاں مال کی بہت بڑی مسئولیت ہے، لہٰذا اس کے مالک کو چاہیے کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرے تاکہ روزِ قیامت اس کا حساب آسان ہو۔

۲۵۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ صَاحِبُ جُرَيْجٍ وَ كَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيهَا، فَأَتَتْهُ أُمُّهُ وَ هُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ! فَقَالَ: يَا رَبِّ! أُمِّي وَ صَلَاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَ هُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ! فَقَالَ: يَا رَبِّ! أُمِّي وَ صَلَاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَ هُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ: يَا جُرَيْجُ! فَقَالَ: أَيْ رَبِّ! أُمِّي وَ صَلَاتِي، فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى يَنْظُرَ إِلَى وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ، فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرَيْجًا وَ عِبَادَتَهُ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا، فَقَالَتْ إِنْ شِئْتُمْ لَأَفْتِنَنَّهُ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ، فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ، وَ جَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ۔ قَالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَجَاءُوا بِهِ، فَقَالَ: دَعُونِي حَتّٰى أُصَلِّيَ، فَصَلّٰى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ وَ قَالَ:

۲۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''گود میں صرف تین بچوں نے کلام کیا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور صاحب جریج رحمہ اللہ جریج رحمہ اللہ ایک عبادت گزار آدمی تھے، انھوں نے عبادت کے لیے ایک معبد خانہ بنایا ہوا تھا۔ وہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک دن ان کی والدہ ان کے پاس آئیں، پس والدہ نے کہا: اے جریج! انھوں نے کہا: اے میرے رب! میری ماں (مجھے بلا رہی ہے) اور میری نماز (جو میں پڑھ رہا ہوں)۔ پس وہ اپنی نماز پڑھتے رہے اور ان کی والدہ چلی گئیں، پس جب اگلا روز ہوا تو وہ پھر آئیں اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے پھر کہا: اے جریج! انھوں نے کہا اے میرے رب! (ایک طرف) میری والدہ اور (دوسری طرف) میری نماز (میں کیا کروں!؟) وہ پھر اپنی نماز ہی میں مشغول رہے، پس جب تیسرا روز ہوا تو وہ پھر آئیں اور وہ (بھی حسب سابق) نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے کہا: اے جریج! انھوں نے پھر کہا: اے میرے رب! میری والدہ (بلا رہی ہیں) اور میری نماز۔ پس وہ اپنی نماز میں مصروف رہے تو والدہ نے کہا: اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ پس بنو اسرائیل نے جریج اور ان کی عبادت کے چرچے شروع کر دیے۔ ایک بدکارہ عورت تھی جس کے حسن و جمال کی مثال دی جاتی تھی، اس عورت نے کہا: اگر تم چاہو تو میں اسے آزمائش میں ڈال دوں۔ پس وہ عورت ان کے سامنے آئی لیکن انھوں نے اس عورت کی طرف کوئی توجہ ہی نہ کی، پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو اس کی کٹیا میں آتا جاتا تھا، اس عورت نے اس چرواہے کو اپنے اوپر قدرت دی اور اس نے اس سے بدکاری

يَا غُلَامُ! مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ الرَّاعِيُّ، فَأَقْبَلُوا عَلَى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُونَهُ وَ يَتَمَسَّحُونَ بِهِ، وَ قَالُوا: نَبْنِي لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: لَا، أَعِيدُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ، فَفَعَلُوا وَ بَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهِ، فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَ شَارَةٍ حَسَنَةٍ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذَا، فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَ أَقْبَلَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ)) فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ يَحْكِي ارْتِضَاعَهُ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَمُصُّهَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَ مَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَ هُمْ يَضْرِبُونَهَا، وَ يَقُولُونَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، وَ هِيَ تَقُولُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ. فَقَالَتْ أُمُّهُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا، فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَ نَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَهُنَالِكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ، فَقَالَتْ: مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَ مَرُّوا بِهٰذِهِ الْأَمَةِ وَ هُمْ يَضْرِبُونَهَا وَ يَقُولُونَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا؟! قَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَ إِنَّ هٰذِهِ يَقُولُونَ زَنَيْتِ، وَ لَمْ تَزْنِ وَ سَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا)).

((وَالْمُومِسَاتُ)) : بِضَمِّ الْمِيمِ الْأُولٰى، وَإِسْكَانِ الْوَاوِ وَكَسْرِ الْمِيمِ الثَّانِيَةِ وَ بِالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ ؛ وَهُنَّ الزَّوَانِي، وَالْمُومِسَةُ : الزَّانِيَةُ. وَقَوْلُهُ : ((دَابَّةٌ فَارِهَةٌ)) بِالْفَاءِ : أَيْ حَاذِقَةٌ نَفِيسَةٌ. ((وَالشَّارَةُ))

کی جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور جب اس نے بچے کو جنم دیا تو اس نے کہا: یہ (بچہ تو) جریج کا ہے۔ (یہ سن کر) لوگ جریج کے پاس آئے، انہیں معبد خانے سے نیچے اتارا اور ان کے معبد خانے کو گرا دیا اور انہیں مارنے لگے، انھوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوگیا، بات کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ تم نے اس بدکار اور زانیہ عورت کے ساتھ زنا کیا اور اس نے تمہارے لیے ایک بچے کو جنم دیا ہے۔ انھوں نے پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ پس وہ لوگ اسے لے کر آئے تو انھوں (جریج) نے کہا: مجھے نماز پڑھنے کے لیے چھوڑ دو۔ انھوں نے نماز پڑھی، جب وہ فارغ ہوئے تو بچے کے پاس آئے اور اس کے پیٹ میں ایک کچوکا لگایا اور پوچھا: اے لڑکے! تمہارا باپ کون ہے؟ اس بچے نے کہا: فلاں چرواہا۔ پس یہ سنتے ہی وہ سب جریج کی طرف متوجہ ہوئے، انہیں بوسہ دیتے اور انہیں چھوتے اور کہنے لگے: ہم آپ کا معبد خانہ سونے سے بنا دیتے ہیں بلکہ اسے پہلی حالت کی طرح مٹی کا بنا دو۔ پس انہوں نے ایسا ہی کر دیا۔ (تیسرا بچہ جس نے گود میں گفتگو کی، اس کے متعلق خبر دیتے ہوئے آپ نے فرمایا) ایک وقت ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک آدمی اپنی تیز رفتار سواری پر سوار ہو کر عمدہ پوشاک پہنے ہوئے گزرا، تو اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے اس بیٹے کو اس جیسا بنانا۔ یہ سنتے ہی بچے نے پستان کو چھوڑا، اس آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے دیکھا تو کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا، وہ پھر اپنے اس پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔'' راوی حدیث کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس کے دودھ پینے کی کیفیت اپنی انگشت شہادت اپنے منہ میں ڈال کر اور اسے چوس کر بیان فرما رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: '' لوگ ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جسے لوگ مار رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ تم نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ کہہ رہی تھی ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس لونڈی جیسا نہ بنانا، بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا تو کہا: اے اللہ! مجھے اس

بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَ تَخْفِيْفِ الرَّاءِ : وَهِيَ الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الْهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ. وَ مَعْنٰى ((تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ)) أَيْ : حَدَّثَتِ الصَّبِيَّ وَ حَدَّثَهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

لونڈی جیسا ہی بنانا۔ پس اس وقت دونوں ایک دوسرے سے سوال جواب کرنے لگے۔ ماں نے کہا: ایک خوش اطوار آدمی گزرا تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس طرح کا بنانا لیکن تم نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا اور لوگ اس لونڈی کو لے کر گزرے اور وہ اسے مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے پس میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا' لیکن تم نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا ہی بنانا (آخر یہ کیا بات ہے؟) بچے نے کہا: وہ (خوش اطوار) آدمی بڑا سرکش اور متکبر شخص تھا' اس لیے میں نے دعا کی یا اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا اور یہ لونڈی جس کے بارے میں یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی ہے حالانکہ اس نے چوری نہیں کی تھی۔ پس میں نے اس لیے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا (پاک دامن) بنانا''۔ (متفق علیہ)

(مومسات) پہلی میم پر پیش، واؤ ساکن اور دوسری میم پر زیر اور پھر سین' اس کا معنی ہے ''زانیہ عورتیں''۔ اس کی واحد (مومسة) ''زانیہ عورت''۔ (دابة فارهة) فاء کے ساتھ ''تیز رفتار، عمدہ سواری''۔ (الشّارة) ''شین اور راء کی شد کے بغیر ''شکل وصورت اور لباس کے لحاظ سے ظاہری جمال''۔ (تراجعا الحديث) ''ماں نے بچے کے ساتھ اور بچے نے ماں کے ساتھ مکالمہ کیا''۔ اللّٰہ أعلم

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/٤٧٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٥٥٠) (٨).

غريب الحديث☆ (لم يتكلم في المهد إلاثلاثة) ''صرف تین نے گہوارے میں بات کی''۔ اس سے مراد بنی اسرائیل کے تین بچے ہیں جبکہ صحیح مسلم میں اصحاب الاخدود کے قصے میں بھی بچے کا بولنا ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث نمبر (۳۰) میں اس کا ذکر ہے۔ (صومعة) کٹیا وغیرہ جہاں راہب قسم کے لوگ چلہ کشی کرتے ہیں۔ (يا رب! أمي وصلاتي) یعنی ماں کی آواز پر لبیک کہنا اور نماز کو پورا کرنا ایک ساتھ اکٹھے ہوگئے ہیں' پس مجھے افضل کام کی توفیق عطا فرما۔ (بغي) ''زانیہ''۔ (يتمثل لحسنها) ''اس کے حسن کو بطور مثال بیان کیا جاتا ہے''۔ (استنزلوه) ''اسے نیچے اتارا''۔

فقه الحديث☆ ❶ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات کا اثبات۔

❷ نفل نماز کی نسبت والدین کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ اہمیت ہے۔

❸ علم کو ایسی عبادت پر فضیلت حاصل ہے جو علم کے بغیر کی جائے' حدیث میں مذکور جریج عابد ضرور تھے لیکن عالم نہ تھے' اسی لیے انھوں نے والدہ کے بلانے پر لبیک نہیں کہا اور نفل نماز پڑھتے رہے۔

❹ والدہ کی دعا اور بد دعا قبول ہوتی ہے۔

❺ اہل باطل عصر قدیم سے صالحین کے ساتھ مکر وفریب کرتے رہے ہیں جیسا کہ انھوں نے جریج کے ساتھ کیا' جب ایک زانیہ نے ان پر

تہمت زنا لگائی۔

- اہل صدق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت ہوتی ہے، فتنے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔
- انسان کی قدر ومنزلت تقویٰ اور عمل صالح سے ہوتی ہے، بظاہر حسن و جمال اور زیب ولباس سے نہیں۔ نیز متکبرین اور ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے اور نیک لوگوں کے طور اطوار اختیار کرنے چاہئیں۔

٢٩- بَابُ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيْمِ وَالْبَنَاتِ وَسَائِرِ الضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُنْكَسِرِيْنَ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالتَّوَاضُعِ مَعَهُمْ، وَ خَفْضِ الْجَنَاحِ لَهُمْ

۳۳۔ باب: یتیموں، لڑکیوں، تمام ضعیفوں، مسکینوں اور خستہ حال لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے، اور ان پر احسان اور شفقت کرنے اور ان کے ساتھ تواضع اور نرمی سے پیش آنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر : ٨٨]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ [الكهف : ٢٨]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَأَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ [الضحى : ٩، ١٠]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ [الماعون : ١-٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے بازو مومنوں کے لیے جھکا دیں''۔
اور فرمایا: ''اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں، اس کی رضا طلب کرتے ہوئے اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں، زندگانی دنیا کی رونق کی تلاش میں۔''
اور فرمایا: ''سو جو یتیم ہو اسے مت دبائیں اور جو مانگتا ہو اسے مت جھڑکیں''۔
نیز فرمایا: ''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو جزا کے دن کو جھٹلاتا ہے، پس یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دلاتا''۔

٢٦٠- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : اطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا، وَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَ رَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَ رَجُلَانِ لَسْتُ أُسَمِّيْهِمَا، فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقَعَ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ﴾ [الأنعام : ٥٢] رَوَاهُ

۲۶۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ چھ (غریب) افراد تھے۔ مشرکین نے نبی ﷺ سے کہا: انہیں دور ہٹا دیں کہیں یہ ہم پر جری نہ ہو جائیں، حضرت سعد کہتے ہیں کہ میں تھا، ابن مسعود، ہذیل کے ایک آدمی، بلال اور دو آدمی اور تھے مجھے ان کے نام معلوم نہیں، پس رسول اللہ ﷺ کے جی میں وہ آیا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آیا، پس آپ نے اپنے دل میں کچھ سوچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''آپ انہیں اپنے سے دور مت کریں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے صبح و شام اسے پکارتے ہیں''۔ (مسلم)

مُسْلِمٌ.

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲٤۱۳) (٤٦).

غریب الحدیث☆ (نفر) اس کا تین سے دس تک کی تعداد پر اطلاق ہوتا ہے۔ (**وقع في نفس رسول الله ﷺ**) رسول اللہ ﷺ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ انہیں اپنے پاس سے ہٹا دیں۔

فقه الحدیث☆ ❶ اہل کفر و نفاق لوگوں کو تکبر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو دوسروں سے ہر لحاظ سے ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔

❷ فقراء اور ضعیف لوگ ہی سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور انھوں ہی نے پہلے انبیاء ﷺ کی اتباع کی۔

❸ صالحین کو تکلیف وغیرہ نہیں پہنچانی چاہیے۔

❹ اسلام عالمی دعوت ہے، اس میں وجہ فضیلت صرف تقویٰ ہے۔

❺ اسلام اور ایمان کسی فرد واحد کے لیے خاص نہیں بلکہ یہ تو سب کے لیے دعوتِ عام ہے۔

۲٦۱۔ وَ عَنْ اَبِيْ هُبَيْرَةَ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا : مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ : ((**يَا اَبَا بَكْرٍ! لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ؟ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ**)) فَاَتَاهُمْ فَقَالَ : يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ ؟ قَالُوْا : لَا، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اُخَيَّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ : ((**مَأْخَذَهَا**)) اَيْ : لَمْ تَسْتَوْفِ حَقَّهَا مِنْهُ. وَقَوْلُهُ : ((**يَا اُخَيَّ**)) : رُوِيَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَ كَسْرِ الْخَاءِ وَتَخْفِيْفِ الْيَاءِ، وَرُوِيَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ الْخَاءِ وَ تَشْدِيْدِ الْيَاءِ.

۲٦۱۔ حضرت ابو ہبیرہ عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ یہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ابو سفیان چند افراد کی موجودگی میں حضرت سلمان، صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن (یعنی ابوسفیان) سے اپنا حق وصول نہیں کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم یہ بات قریش کے بزرگ اور سردار کے بارے میں کہہ رہے ہو؟ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہیں بتایا، تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! شاید تم نے انہیں ناراض کردیا؟ اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کردیا''۔ (جب یہ سنا تو) ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس (فوراً واپس) گئے اور کہا: بھائیو! کیا میں نے تمہیں ناراض کردیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، اے ہمارے بھائی! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے''۔ (مسلم)

(**مأخذها**) ''اس سے حق نہیں لیا''۔ (**یا أخی**) یہ ہمزہ پر زبر، خاء پر زیر اور یاء بغیر تشدید کے اور ہمزہ پر پیش، خاء پر زبر اور یاء کی تشدید کے ساتھ (دونوں طرح مروی ہے)۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲٥۰٤).

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفسیاتی جنگ لڑنا بھی مستحب ہے تاکہ ان کی جنگ کی صلاحیت بھی ختم ہو سکے۔

❷ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے حق میں کمی کوتاہی کرے تو اس پر اعتراض کرنا اور اصلاح کرنا جائز ہے۔

- ❸ مومنوں کو آپس میں الفت و محبت سے رہنا چاہیے۔
- ❹ صالحین کو تکلیف پہنچانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔
- ❺ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے اور فوراً حق کی طرف رجوع کرتے تھے۔

٢٦٢۔ وَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا)) وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَ ((كَافِلُ الْيَتِيْمِ)): اَلْقَائِمُ بِأُمُوْرِهِ.

۲۶۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے'' اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کے درمیان کشادگی فرمائی۔ (بخاری)

(كافل اليتيم) کا مطلب ہے ''اس کے معاملات کی نگرانی اور خبر گیری کرنے والا۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۴۳۹۱۹ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (اليتيم) ''چھوٹا بچہ جس کا والد فوت ہو جائے''۔ (السبابة) ''انگشت شہادت''۔ (فوج) ''فرق کیا''۔

فقه الحديث☆ یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور اس کے مال کی حفاظت کرنے کی ترغیب ہے' اس لیے کہ یہ دخول جنت اور انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کا باعث ہے اور یہ بہترین ساتھ اور رفاقت ہے۔

٢٦٣۔ وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ)) وَأَشَارَ الرَّاوِيْ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ ﷺ: ((اَلْيَتِيْمُ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ)) مَعْنَاهُ: قَرِيْبُهُ، أَوِ الْأَجْنَبِيُّ مِنْهُ، فَالْقَرِيْبُ مِثْلُ أَنْ تَكْفُلَهُ أُمُّهُ أَوْ جَدُّهُ أَوْ أَخُوْهُ أَوْ غَيْرُهُمْ مِنْ قَرَابَتِهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۲۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کی کفالت کرنے والا، وہ یتیم اس کا قریبی ہو یا اجنبی، میں اور وہ ان دو (انگلیوں) کی طرح جنت میں ہوں گے۔'' حدیث کے راوی مالک بن انس نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔ (مسلم)

(اليتيم له أو لغيره) ''اس کا معنی ہے یتیم اس کا قریبی رشتے دار ہو یا کوئی اجنبی' قریبی جیسے اس بچے کی ماں یا اس کا دادا، یا اس کا بھائی یا ان کے علاوہ کوئی اور قرابت دار اس کی کفالت کرے۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۹۸۳).

فقه الحديث☆ اس حدیث میں یتیم کے مفہوم میں توسیع پائی جاتی ہے' حتیٰ کہ یہ قریبی رشتے دار اور اجنبی دونوں طرح کے یتیم کو مشتمل ہے اور یتیم کی کفالت پر جو فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ دونوں طرح کے یتیم کی کفالت سے حاصل ہوتی ہے' اگر مسلمان اس اجتماعی کفالت کے نظام پر عمل کریں تو معاشرے کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں۔

٢٦٤۔ وَ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَتَعَفَّفُ))

۲۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں ہے جسے کھجور اور دو کھجوریں اور لقمہ اور دو لقمے دے دیے جائیں' بلکہ مسکین تو وہ ہے جو سوال کرنے سے بچتا ہے'۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ فِي ((الصَّحِيحَيْنِ)) : ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ)).

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے: ''مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس چکر لگائے اور وہ لقمہ دو لقمے اور کھجور دو کھجوریں اسے واپس لوٹا دیں' لیکن مسکین تو وہ ہے جو اتنی دولت نہیں پاتا کہ ''اسے (لوگوں سے) بے نیاز کر دے اور اس کے بارے میں پتا بھی نہ چلے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/۳٤۹ـفتح)، ومسلم (۱۰۳۹) (۱۰۲)، والرواية الثانية عند البخاري (۳/۲٤۰ـفتح)، ومسلم (۱۰۳۹).

غريب الحديث☆ (المسكين) محتاج جو صدقے کا زیادہ حقدار ہو۔ (يتعفف) وہ فقر و ضرورت کے باوجود لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے۔ (لايفطن) ''اس کا پتا بھی نہیں چلتا''۔

فقه الحديث☆ ❶ وہ محتاج اور ضرورت مند شخص جو لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتا' وہ گھر گھر چکر لگانے والے کی نسبت صدقے کا زیادہ مستحق ہے۔

❷ سوال کرنے اور مانگنے کی مذمت ہے۔

❸ سوال سے بچنے کی ترغیب ہے۔

❹ مسکینی قابل تعریف صفت ہے' اگر سوال سے بچا جائے۔

❺ حیا تمام احوال و احیان میں قابل تعریف ہے' کیونکہ اس کا انجام بھلائی اور خیر ہے۔

❻ جو لوگ فقر کے باوجود سوال کرنے سے بچتے ہیں ان کی مدد کی جائے' یہ اصل مسکین ہیں۔

❼ صدقہ کرنے کا جواز ہے خواہ وہ کھجور یا لقمے کی طرح معمولی ہی کیوں نہ ہو' اس لیے کہ یہ آگ یعنی جہنم سے آڑ ہے۔

٢٦٥ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) وَأَحْسَبُهُ قَالَ : ((وَكَالْقَائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے''۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اور وہ اس عبادت گزار کی طرح ہے جو ناغہ نہیں کرتا اور اس روزے دار کی طرح ہے جو افطار (ناغہ) نہیں کرتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/٤۹۷ـفتح)، ومسلم (۲۹۸۲).

غريب الحديث☆ (الأرملة) ''بیوہ خاتون''۔ (القائم) ''تہجد گزار''۔ (لايفتر) ''ناغہ نہیں کرتا' تھکتا نہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری اور ان کے لیے دوڑ دھوپ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کو اجر میں جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

❷ ضعفاء اور محتاجوں کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے' کیونکہ یہ بھی عبادت میں شامل ہے۔

❸ عبادت ایک ایسا جامع اسم ہے جو ان تمام ظاہری و باطنی اعمال صالحہ پر دلالت کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے۔

❹ شریعت اسلامی نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے اور تعاون کرنے کی بہت ترغیب دلائی ہے حتیٰ کہ تمام مسلمان اپنے قدموں پر کھڑے ہوسکیں۔

❺ جہاد کی قسمیں بیان کی گئی ہیں، یعنی جہاد بالنفس، جہاد بالمال اور جہاد باللسان ہے۔

❻ اہل ثروت کو چاہیے کہ وہ محتاجوں اور ضرورت مندوں کو خود تلاش کریں اور ان کے پاس جا کر ان کی مدد کریں۔

٢٦٦۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا، وَيُدْعٰى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَ مَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مِنْ قوله : ((بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى إِلَيْهَا الْأَغْنِيَاءُ وَ يُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ)).

۲۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بدترین کھانا، ولیمے کا وہ کھانا ہے' جس میں (اس) آنے والے (ضرورت مند) کو تو روک دیا جائے اور جو (عدم ضرورت کی وجہ سے) انکار کردے اسے بلایا جائے۔ اور جس شخص نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ (مسلم)

اور صحیحین کی ایک اور روایت جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' میں ہے: ''بدترین کھانا، ولیمے کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٤٣٢) (١١٠) ولفظ الصحيحين عند البخاري (٩/٢٤٤ـفتح)' ومسلم (١٤٣٢) (١٠٧).

غريب الحديث☆ (طعام الوليمة) ''ولیمے کا کھانا''۔ (من يأتيها) جو فقراء اور محتاج ضرورت کی خاطر آنا چاہیں۔ (من يأباها) جو عدم ضرورت کی وجہ سے آنے سے انکار کردے۔

فقه الحديث☆ ❶ دعوت کو قبول کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس میں منکرات اور موسیقی وغیرہ کا اہتمام نہ ہو۔

❷ مالداروں کی ان کے مال کی وجہ سے تعظیم کرنے سے بچنا چاہیے۔

❸ دعوتِ ولیمہ میں فقراء کو چھوڑ کر صرف امیر لوگوں کو بلانا حرام ہے بلکہ فقراء اور اغنیاء سب قسم کے لوگوں کو دعوت دینی چاہیے۔

٢٦٧۔ وَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ)) وَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((جَارِيَتَيْنِ)) أَيْ : بِنْتَيْنِ.

۲۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دو بچیوں کی اچھی طرح تربیت کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہوجائیں تو روزِ قیامت وہ اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ہوں گے''۔ اور آپ نے اپنی دو انگلیاں ملائیں۔ (مسلم)

(جاریتین) ''دو بیٹیاں''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٣١).

غريب الحديث☆ (عال) ''تربیت اور پرورش کی''۔ (حتّٰى تبلغا) ''حتیٰ کہ وہ دونوں بالغ ہوجائیں''۔

فقه الحديث ☆ ❶ بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

❷ والدین کا بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کرنا جنت میں جانے اور بلند مقام ومرتبے کا سبب ہے۔

٢٦٨ - **وَعَنْ** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ : **((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ))** مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، وہ سوال کر رہی تھی، میرے پاس صرف ایک کھجور تھی وہ میں نے اسے دے دی، اس نے وہ دونوں بیٹیوں کو آدھی آدھی تقسیم کر کے دے دی اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ پس جب نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا: ''جس شخص کو ان بیٹیوں کے کسی معاملے میں آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ (بیٹیاں) اس شخص کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۳/۲۸۳-فتح)، ومسلم (۲۶۲۹).

غريب الحديث ☆ (تسأل) ''وہ ضرورت کے لیے سوال کر رہی تھی''۔ (ابتلى) ''اسے آزمایا جائے''۔ (سترا) ''حجاب، پردہ''۔

فقه الحديث ☆ ❶ جب آدمی کو بھوک ستائے اور اس کے پاس وسائل نہ ہوں تو وہ بھوک مٹانے کے لیے سوال کر سکتا ہے۔

❷ اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کرنا مستحب ہے، خواہ قلیل مقدار میں ہو۔

❸ والدین کی اولاد کے ساتھ انتہائی محبت ورحمت کا بیان۔

❹ بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، ان کی اچھی طرح تربیت کرنی چاہیے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہیں۔ اگرچہ بعض نادان لوگ انہیں بوجھ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ تو جہنم کی آگ سے بچاؤ کا باعث ہوں گی۔

❺ رسول اللہ ﷺ کے گھروں کی معاشی حالت اور امہات المومنین کی سخاوت کا بیان ہے کہ ان کے پاس صرف ایک کھجور ہے اور انھوں نے اسے بھی صدقہ کر دیا۔

٢٦٩ - **وَعَنْ** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً وَ رَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : **((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ))** رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے میرے پاس آئی تو میں نے تین کھجوریں اسے کھانے کے لیے دیں اس نے ان دونوں کو ایک ایک کھجور دے دی، اور باقی ایک کھجور اپنے منہ کی طرف اٹھائی تاکہ اسے کھائے لیکن وہ بھی اس کی دونوں بیٹیوں نے کھانے کے لیے مانگ لی۔ پس اس نے اس کھجور کے جسے وہ کھانا چاہتی تھی، دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں بیٹیوں کو دے دیے۔ مجھے اس کی یہ بات بہت اچھی لگی، پس اس نے جو کیا تھا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے

فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب کردی یا (فرمایا) اسے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲٦۳۰).

غریب الحدیث☆ (**فاستطعمتها**) ''ان دونوں نے اسے کھانے کے لیے مانگ لیا''۔ (شانها) ''اس کی حالت''۔

فقه الحدیث☆ ❶ صدقہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے' اس لیے کہ یہ نفس کو پاک کرتا ہے اور بندے کے اپنے رب پر ایمان کو پختہ اور قوی کرتا ہے۔

❷ عورت اپنے خاوند کی طرف سے اذن عام وخاص کے تحت اس کے مال میں سے خرچ کرسکتی ہے اور اس کے ثواب میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے۔ عورت کو صدقہ کرنے کی وجہ سے اور مرد کو اس پر رضامند ہونے کی وجہ سے ثواب ملے گا۔

۲۷۰۔ وَ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((**اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْأَةِ**))۔ حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

وَ مَعْنٰى ((**اُحَرِّجُ**)) : اُلْحِقُ الْحَرَجَ، وَهُوَ الْاِثْمُ بِمَنْ ضَيَّعَ حَقَّهُمَا، وَاُحَذِّرُ مِنْ ذٰلِكَ تَحْذِيْرًا بَلِيْغًا، وَاَزْجُرُ عَنْهُ زَجْرًا اَكِيْدًا.

۲۷۰۔ حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں دو ضعیفوں (ایک) یتیم اور (دوسری) عورت کے حق سے لوگوں کو بہت ڈراتا ہوں''۔ (حدیث حسن ہے' امام نسائی نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

(**اُحرّج**) کا مطلب ہے کہ میں ان دونوں کے حقوق کو ضائع کرنے والے کو گناہ گار سمجھتا ہوں اور میں اسے اس سے نہایت سختی کے ساتھ ڈراتا اور تاکید کے ساتھ روکتا ہوں۔

توثیق الحدیث☆ حسن۔ أخرجه النسائي في ((الكبرىٰ)) (۹/۴۹۵۔ تحفة الأشراف)، و ابن ماجه (۳٦۷۸)، و أحمد (۲/۴۳۹).

فقه الحدیث☆ معاشرے میں عام طور پر کمزور لوگوں کے ساتھ ظلم روا رکھا جاتا ہے' ان کے حقوق غصب کیے جاتے ہیں اور ان کو جائدادوں میں ان کے شرعی حق سے محروم رکھا جاتا ہے' عورتیں اور یتیم اس ظلم کا خاص نشانہ بنتے ہیں۔ اسلام نے ضعفاء کا خاص خیال رکھنے اور ان کے حقوق ادا کرنے بلکہ ان کے حقوق دلوانے کی وصیت کی ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: ''میں عورتوں اور یتیموں کے حق سے لوگوں کو بہت زیادہ ڈراتا ہوں''۔ اب اگر کوئی شخص ان کے ساتھ ظلم کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا نہیں کرتا تو وہ گنہگار ہے۔

۲۷۱۔ وَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاٰى سَعْدٌ اَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((**هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ**))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ هٰكَذَا مُرْسَلًا، فَاِنَّ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ تَابِعِيٌّ، وَرَوَاهُ

۲۷۱۔ حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ انہیں باقی صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے انہی کمزوروں کی وجہ سے مدد کیے اور رزق دیے جاتے ہو''۔

امام بخاریؒ نے اس کو اسی طرح مرسل بیان کیا ہے' اس لیے کہ مصعب

اَلْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ فِيْ ((صَحِيْحِهِ)) مُتَّصِلًا عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

بن سعدؒ تابعی ہیں اور حافظ ابو بکر برقانیؒ نے اسے اپنی "صحیح" میں مصعب عن ابیہؓ کے ساتھ متصل بیان کیا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٨٨۔ فتح).

غريب الحديث :۔ (رأى) "گمان کیا"۔ (أن له فضلًا على من دونه) "انہیں باقی صحابہ پر فضیلت حاصل ہے"۔

فقه الحديث☆ ❶ ضعفاء امت کے لیے خیر کا مصدر ہیں' اس لیے کہ اگر چہ وہ جسامت کے لحاظ سے کمزور ہیں' لیکن اپنے ایمان میں تو قوی ہیں' ان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق مضبوط ہے' وہ دنیا کی خوبصورتی اور جاذبیت سے پاک ہوتے ہیں' ان میں اخلاص اور انابت الی اللہ کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے' اس لیے جب وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو وہ انہیں شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور اس طرح ان کے سبب لوگوں کو رزق عطا فرماتا ہے۔

❷ تواضع اختیار کرنے اور لوگوں سے اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنے کی ترغیب ہے۔

❸ نبی ﷺ کس طرح حکیمانہ انداز سے منکر کو بدلتے اور لوگوں کی اصلاح فرماتے تھے۔

۲۷۲۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عُوَيْمِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُنْصَرُونَ، وَتُرْزَقُونَ بِضُعَفَائِكُمْ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

۲۷۲۔ حضرت ابودرداء عویمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میرے لیے ضعفاء کو تلاش کرو' کیونکہ تم اپنے ضعفاء کی وجہ سے مدد کیے اور رزق دیے جاتے ہو"۔ (ابوداوُدؒ نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه أبوداود (٢٥٩٤)۔ والترمذی (١٧٠٢)' والنسائی (٦/ ٤٥' ٤٦).

غريب الحديث☆ (ابغونی) اس کا مطلب ہے کہ تم ضعفاء کی تلاش میں میری مدد کرو۔

فقه الحديث☆ حدیث نمبر (۲۷۱) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۴۔ بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ

۳۴۔ باب: عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء : ١٩]، وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء : ١٢٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان عورتوں کے ساتھ گزران (معاشرت) اچھی طرح کرو"۔

اور فرمایا: "اور تم ہرگز ان عورتوں کے درمیان برابری کا معاملہ نہیں کر سکو گے' اگر چہ تم اس کی خواہش بھی رکھو' پس تم (کسی ایک ہی بیوی کی طرف) ہر طرح نہ جھک پڑو کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتا چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا' نہایت مہربان ہے"۔

شرح الآيات ☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم تمام بیویوں کے درمیان خواہش کے باوجود ہر پہلو اور ہر لحاظ سے برابری کرنے پر قادر ہی نہیں ہو۔ اس لیے کہ اگر ظاہری طور پر وہ باری باری ہر بیوی کے ساتھ ایک ایک رات گزارے' لیکن محبت، شہوت اور جماع کے معاملے میں تفاوت

ہوگا' اگر چہ یہ تفاوت اور میلان تمہارے بس میں نہیں' مگر پھر بھی تم ایک ہی طرف مکمل طور پر نہ جھک جاؤ کہ دوسری معلقہ کی طرح ہو وہ شادی شدہ معلوم ہو نہ مطلقہ۔ اگر تم خلوص نیت سے اصلاح احوال میں کوشش اور اپنے اختیار کی حد تک تمام ظاہری معاملات میں برابری کا اہتمام کرتے رہو گے' تو دلی میلان میں کمی بیشی کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ واللہ اعلم!

۲۷۳۔ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا؛ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ اَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ، لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي ((الصَّحِيْحَيْنِ)): ((الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَ إِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا، اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَ فِيْهَا عِوَجٌ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ، فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ، وَ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا)).

قَوْلُهُ: ((عَوَجٌ)) هُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْوَاوِ.

۲۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے ساتھ خیر و بھلائی والا سلوک کیا کرو' اس لیے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر والا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تم عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو''۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے: ''عورت پسلی کی طرح ہے' اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر تم نے اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کی کجی کی حالت ہی میں فائدہ اٹھاؤ''۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور یہ کسی طریقے سے بھی تیرے لیے سیدھی نہیں ہوگی۔ اگر تم نے اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کی اس کجی کی حالت میں فائدہ اٹھاؤ اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اس کو توڑ دینا اس کو طلاق دینا ہے''

(عوج) ''عین اور واؤ پر زبر''۔ (لیکن عین پر زیر اہل لغت کے نزدیک زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/٣٦٣۔فتح)' ومسلم (١٤٦٨) (٦٢)' والرواية الثانية عند البخاري (١٠/ ٢٥٢۔فتح)' ومسلم (١٤٦٨)' والرواية الثالثة عند مسلم (١٤٦٨) (٦١).

غریب الحدیث☆ (عوج) ''ٹیڑھا پن''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کرنی چاہیے' اس لیے کہ وہ فطری طور پر مردوں سے کمزور پیدا کی گئی ہیں۔

❷ عورت ایک ہی حالت پر سیدھی اور قائم نہیں رہ سکتی لہٰذا اس کی اس بدلتی ہوئی طبیعت کے ساتھ ہی گزارہ کرنا چاہیے۔

❸ عورت آدمی سے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی' اس لیے کہ اس کی تخلیق ہی ٹیڑھے پن کے ساتھ ہوئی ہے' اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اس طرح شقاق و فراق پیدا ہو جائے گا اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو گے تو خوشگوار زندگی معمول کے مطابق گزرتی رہے گی۔

❹ اس میں تربیت کا فریضہ سرانجام دینے والوں کے لیے بہت اہم نکتہ ہے کہ انہیں اپنے زیر تربیت افراد کے مزاج سے واقف ہونا چاہیے

اور اس انداز سے ان کی تربیت کرنی چاہیے۔

فائدہ: تمام مفسرین اور شارحین حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ حواء علیہا السلام آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور ہم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو اس کا مخالف نہیں جانتے (یعنی سب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے موافقت کی ہے) اور اہل علم نے اس قول پر اس حدیث اور اللہ کے فرمان: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو وہ ذات جس نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا فرمایا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا۔'' (النساء:۱) کے ساتھ استدلال کیا ہے۔

٢٧٤ ـ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ، وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ، عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ)) ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ، فَوَعَظَ فِيهِنَّ، فَقَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ)) ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ: ((لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((وَالْعَارِمُ)) بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالرَّاءِ: هُوَ الشِّرِّيرُ الْمُفْسِدُ، وَقَوْلُهُ: ((انْبَعَثَ))، أَيْ: قَامَ بِسُرْعَةٍ.

۲۷۴۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا: آپ نے (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی اور اس آدمی کا ذکر فرمایا جس نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ تلاوت فرمائی، پھر اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک شریر آدمی اس اونٹنی کو ہلاک کرنے کے لیے اٹھا، جس کو اپنے خاندان کی حمایت حاصل تھی۔'' پھر آپ نے عورتوں کا ذکر فرمایا تو ان کے بارے میں وصیت فرمائی اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک اپنی بیوی کو مارنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے غلام کی طرح مارتا ہے، شاید کہ وہ اپنے دن کے آخری حصے میں (یعنی شام کے وقت) اس سے ہم بستری کرے''۔ پھر آپ نے انہیں گوز مارنے والوں پر ہنسنے کے بارے میں وصیت فرمائی اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک اس کام سے کیوں ہنستا ہے جو وہ خود کرتا ہے؟'' (متفق علیہ)

(عارم) عین اور راء کے ساتھ ''شریر اور فسادی''۔ (انبعث) ''تیزی اور جلدی سے کھڑا ہوا''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۸/ ۷۰۵_فتح)، ومسلم (۲۸۵۵).

غريب الحديث ☆ (رجل عزیز) ''قلیل المثل''۔ (منیع) ''قوی، طاقتور''۔ (رهطه) ''اس کی قوم''۔ (جلد العبد) ''غلام کی طرح مارنا''۔ (یضاجعها) ''اس سے جماع کرتا ہے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ عالم کو چاہیے کہ جب لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے تو انہیں سابقہ امتوں کے واقعات بتائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا، وہ بھی بتائے۔

❷ رسول اللہ ﷺ سابقہ واقعات اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے بتاتے تھے اور صالح علیہ السلام کا اونٹنی کے متعلق جو معجزہ ہے وہ بیان کیا گیا۔

❸ دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی منہج نبوی پر چلنے میں ہے۔

❹ مال دار اور متکبر لوگ لوگوں میں فساد پیدا کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں، کیونکہ انہیں اپنے خاندان، قبیلے اور جماعت

کی حمایت حاصل ہوتی ہے اور عام لوگ اپنے اپنے بڑوں اور لیڈروں کی پیروی کرتے ہیں اور جب یہ صورت حال ہوتو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان عام و خاص سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

◆ غلام کو تادیب کے لیے مارنا جائز ہے۔

◆ عورتوں کی سرزنش کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کے لیے بھی قرآن کریم نے حکیمانہ راہنمائی فرمائی ہے' سب سے پہلے انہیں وعظ و نصیحت کریں' اگر اس سے نہ سمجھیں تو ساتھ سونا ترک کردیں' جو ایک بہت بڑی تنبیہ ہے اور اگر پھر بھی نہ سمجھیں تو پھر چہرہ اور سر چھوڑ کر اس کی تھوڑی سی گوشمالی کریں۔

◆ کسی کے گوز مارنے پر ہنسنا خلاف مروت اور بداخلاقی ہے' آخر اس ہنسنے کا جواز بھی کیا ہے' ہنسنا تو کسی عجیب وغریب کام پر چاہیے۔ یہ گوز مارنا تو ایک ایسی چیز ہے جس کا ارتکاب ہر انسان سے ہوتا ہے' اس لیے ہنس کر کسی مسلمان کو مجلس میں شرمندہ نہیں کرنا چاہیے۔

۲۷۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((**لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ**)) أَوْ قَالَ : ((**غَيْرَهُ**)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ : ((**يَفْرَكْ**)) هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَإِسْكَانِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الرَّاءِ مَعْنَاهُ : يُبْغِضُ، يُقَالُ : فَرِكَتِ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا، وَفَرِكَهَا زَوْجُهَا، بِكَسْرِ الرَّاءِ، يَفْرَكُهَا بِفَتْحِهَا، أَيْ : أَبْغَضَهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۲۷۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مرد مومنہ عورت (بیوی) سے بغض اور نفرت نہ کرے' اگر اس کی کوئی ایک صفت اسے ناپسند ہوگی تو کوئی دوسری صفت اسے پسند بھی ہوگی''۔ یا آپ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کوئی صفت (اسے پسند ہوگی)۔'' (مسلم)

(**یفرك**) یاء پر زبر، فاء ساکن اور راء پر زبر' اس کا معنی ہے بغض رکھے' نفرت کرے۔ کہا جاتا ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے نفرت کی اور خاوند نے اپنی بیوی سے نفرت کی یعنی اس سے بغض رکھا۔ (واللہ اعلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٤٦٩).

فقه الحديث☆ آدمی کو اپنی مومنہ بیوی سے ایسا بغض رکھنے یا نفرت کرنے سے منع کیا گیا ہے جس سے ان کے درمیان جدائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ بلکہ اسے اپنی بیوی کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لینا چاہیے اور اس کی خطاؤں سے درگزر کرنا چاہیے اور اس کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ عام طور پر خواتین ایک ہی حالت پر قائم نہیں رہتیں بلکہ خیر وشر کی کیفیت بدلتی رہتی ہے' لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ وہ عقل و ضبط اور صبر وتحمل کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرے۔

۲۷۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ : ((**أَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ،**

۲۷۶۔ حضرت عمرو بن احوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبے میں فرماتے ہوئے سنا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کی اور پھر فرمایا: ''سنو! عورتوں کے ساتھ خیر و بھلائی والا سلوک کرو، وہ تمہارے پاس قیدی ہیں' تم ان سے اس (جماع، عصمت وعفت اور مال ومتاع کی حفاظت وغیرہ) کے علاوہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا

فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؛ اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا ؛ فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ، وَلَا يَاْذَنَّ فِي بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ، اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

قَوْلُهُ ﷺ ((عَوَانٍ)) اَيْ : أَسِيْرَاتٌ جَمْعُ عَانِيَةٍ، بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَ هِيَ الْاَسِيْرَةُ، وَالْعَانِي: الْأَسِيْرُ. شَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَرْاَةَ فِي دُخُوْلِهَا تَحْتَ حُكْمِ الزَّوْجِ بِالْأَسِيْرِ ((وَالضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ)) : هُوَ الشَّاقُّ الشَّدِيْدُ، وَقَوْلُهُ ﷺ : ((فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا)) اَيْ: لَا تَطْلُبُوْا طَرِيْقًا تَحْتَجُّوْنَ بِهِ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذُوْنَهُنَّ بِهِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

ارتکاب کریں اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں میں الگ چھوڑ دو اور انہیں مارو تو بہت زیادہ نہ مارو لیکن اگر وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو پھر ان کے خلاف کوئی اور راستہ تلاش نہ کرو۔ سنو! بے شک تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں اور تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ کسی کو تمہارے بستر روندنے کی اجازت نہ دیں اور ایسے لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں جو تمہیں اچھے نہیں لگتے۔ اور سنو! ان کے تم پر یہ حقوق ہیں کہ تم ان کے ساتھ ان کے لباس اور خوراک کے معاملے میں اچھا سلوک کرو"۔ (ترمذی)

(**عوان**) یہ **عانیة** کی جمع ہے اس کے معنی ہیں "قیدی" اور عانیہ کا مذکر **عاني** ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو مرد کے ماتحت ہونے میں قیدی کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ (**ضرب مبرّح**) "سخت سزا"۔ (**فلا تبغوا عليهن سبيلا**) "تم ان کے خلاف راستہ مت ڈھونڈو" یعنی انہیں تکلیف پہنچانے کے لیے کوئی راستہ یا دلیل تلاش نہ کرو۔ واللہ اعلم

توثيق الحديث☆ حسن لغيره۔ أخرجه الترمذى (١١٦٣) و ابن ماجه (١٨٥١).

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جبکہ اس کی سند میں سلیمان بن عمرو بن الاحوص مجہول ہے لیکن وہ متابعت کے وقت معتبر ہے اور اس سے دو ثقہ راویوں نے روایت کی ہے۔ اور اس حدیث کا ایک شاہد ہے جس کو امام احمدؒ نے مسند احمد (۵/۷۲-۷۳) میں روایت کیا ہے اگرچہ اس میں علی بن زید جو ابن جدعان ہے وہ ضعیف ہے لیکن شواہد میں کوئی حرج نہیں۔ پس حدیث اپنے طرق کی وجہ سے حسن ہے۔

غريب الحديث☆ (**ليس تملكوهن منهن شيئا غير ذٰلك**) "تم ان سے اس چیز کے علاوہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے"۔ یعنی جماع، عصمت وعفت مال کی حفاظت اولاد کی تربیت اور اپنی خدمت وغیرہ کے علاوہ تمہارا ان پر کسی چیز کا اختیار نہیں۔ (**بفاحشة**) "بے حیائی، بدکاری"۔ (**مبينة**) "ظاہر، واضح"۔ (**المضاجع**) "بسترے"۔

فقه الحديث☆ ❶ وعظ و نصیحت کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کرنا چاہیے اور ایسا کرنا سنت سے ثابت ہے۔

❷ اگر عورت کسی نافرمانی کا ارتکاب کرے تو اسے درج ذیل ترتیب سے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے:-

(۱) وعظ، تذکیر اور ترہیب و ترغیب۔

(۲) بستروں میں علیحدگی۔

(۳) مارنا جائز ہے لیکن شدید نوعیت کا نہ ہو۔

❸ مردوں کے عورتوں پر اور عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں۔

❹ عورت کو چاہیے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دے۔
❺ عورت کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرّف کا اختیار حاصل نہیں۔
❻ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی پر استطاعت کے مطابق خرچ کرے اور اس کی عزت نفس کا بھی خیال رکھے۔

۲۷۷۔ وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ : ((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ، وَ تَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ)) حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ : مَعْنٰى ((لَا تُقَبِّحْ)) اَيْ : لَا تَقُلْ قَبَّحَكِ اللّٰهُ.

۲۷۷۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر نہ مارو' اسے یہ بھی نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبیح بنادے اور گھر کے اندر ہی اس سے علیحدگی اختیار کرو (گھر سے نکلو نہ نکالو)۔'' (حدیث حسن ہے' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ) (لا تقبح) کا معنی ہے کہ یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے قبیح بنادے۔

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه أبوداؤد (۲۱٤۲)' و ابن ماجه (۱۸۵۰)' و ابن أحمد (٤/٤٤٦۔ ٤٤٧ و ٥/٣).

غريب الحديث: ☆ (لا تهجر إلا في البيت) اگر تادیب کے طور پر علیحدگی اختیار کرنی پڑے تو گھر کے اندر ہی اس سے علیحدگی اختیار کرو۔

فقه الحديث☆❶ چہرے کی تکریم کی وجہ سے اس پر مارنا حرام ہے۔
❷ اگر کسی عورت کے نقش بظاہر خوبصورت نہ ہوں تو اسے برا بھلا نہیں کہنا چاہیے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق خوبصورت ہے۔
❸ آدمی کو اپنی بیوی کے حقوق کے متعلق آگاہی ہونی چاہیے تاکہ انہیں ادا کر سکے۔
❹ عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنا ان کی تادیب کا وسیلہ ہے۔
❺ بیوی کو کھانا کھلانا، لباس پہنانا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا اس کے حقوق میں شامل ہے۔ لہٰذا خاوند کو چاہیے کہ ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور اگر ادا کرے تو حقارت، کے انداز میں نہ دے۔

۲۷۸۔ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۲۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں میں کامل ترین مومن وہ ہے جو ان میں سے اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم سب میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے بارے میں سب سے اچھا ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بطرقه' یہ حدیث اپنے طرق کے ساتھ صحیح ہے۔ جیسا کہ میں نے اس کو (الوصية الصغرىٰ) (ص ۴۱-۴۲) کی احادیث کی تخریج میں بیان کیا ہے اور یہ احادیث صحابہ کی ایک جماعت سے وارد ہوئی ہیں' آپ ان احادیث کو یہاں دیکھیں گے۔

غريب الحديث☆ (حسن الخلق) یہ خیر و بھلائی کی خصال میں سے جامع ترین وصف ہے یعنی معروف کو عام کرنا، تکلیف کو دور کرنا، خندہ پیشانی سے ملنا اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا وغیرہ۔

فقه الحدیث☆ ❶ اس میں ایمان کی کمی بیشی کے بارے میں اہل سنت اور سلف صالحین کے عقیدہ کی وضاحت ہوتی ہے کہ اطاعت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور معصیت سے ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ نیز یہ ثابت ہوا کہ ایمان کے لیے اصل اور کمال ثابت ہے۔

❷ جو شخص اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر نہیں وہ لوگوں کے لیے بھی بہتر نہیں۔

❸ قریبی رشتہ دار خیر و بھلائی اور حسن سلوک کے زیادہ حقدار ہیں۔

❹ بیوی سے خندہ روئی سے پیش آنا چاہیے' اس کی تکلیفوں کو دور کرنا چاہیے' اس کے ساتھ احسان کرنا چاہیے اور اگر کبھی کوئی ناگوار واقعہ ہو جائے تو عفو و درگزر اور صبر سے کام لینا چاہیے۔

❺ حسن اخلاق کامل مومن کی صفات میں سے ہے اور یہ متقین کا شیوہ ہے۔

٢٧٩۔ وَ عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ)) فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ : ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِيْ ضَرْبِهِنَّ، فَأَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَقَدْ أَطَافَ بِآلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

قَوْلُهُ : ((ذَئِرْنَ)) هُوَ بِذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ مَكْسُوْرَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ، أَيْ : اجْتَرَأْنَ، قَوْلُهُ : ((أَطَافَ)) أَيْ : أَحَاطَ.

۲۷۹۔ حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو نہ مارو''۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: عورتیں اپنے خاوندوں پر جری اور دلیر ہو گئی ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے پھر انہیں مارنے کی رخصت عنایت فرما دی۔ (جب مردوں نے اس رخصت پر عمل کیا تو) بہت سی عورتیں رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پاس آنے لگیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت سی عورتوں نے آلِ بیت محمد (ﷺ) کے پاس ہجوم کیا ہے جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں (کہ وہ ہمیں مارتے ہیں) سنو! ایسے لوگ تم میں سے اچھے نہیں ہیں؟'' (ابوداود ' سند صحیح ہے)

(ذئرن) ذال کی زبر کے ساتھ پھر ہمزہ مکسورہ پھر راء ساکن پھر نون ''دلیر ہو گئیں''۔ **(أطاف)** ''گھیر لیا، ہجوم کیا''۔

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه أبوداؤد (٢١٤٦)' و ابن ماجه (١٩٨٥) و غيرهما.

غريب الحديث☆ (إماءَ اللّٰه) ''اللہ تعالیٰ کی بندیاں''۔ (آلِ محمد ﷺ) آپ کی ازواج مطہرات' اہل بیت۔''

فقه الحدیث☆ ❶ عورت کی تادیب کے لیے اسے مارنا مباح ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ مار شدید نہ ہو' منہ پر نہ مارا جائے اور مارنے سے پہلے تادیب کے جو دو مرحلے ہیں انہیں بروئے کار لانا چاہیے' یعنی وعظ و نصیحت اور بستر سے علیحدگی اور یہ مار تادیب کے لیے ہو' نقصان پہنچانے کے لیے نہیں۔

❷ آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے' اسے اپنے اہل و عیال کو مہذب بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور ان کی تربیت حکمت اور اچھی وعظ و نصیحت سے کرنی چاہیے۔

◆ حالات کے مطابق مفتی اپنے فتوے سے رجوع کر سکتا ہے۔

◆ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں شامل ہیں۔

۲۸۰۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَ خَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا متاع ہے اور اس کی بہترین متاع نیک عورت ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٤٦٧).

غريب الحديث☆ (متاع) ایسی چیز جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

فقه الحديث☆ ◆ دنیا کی حلال چیزوں سے فائدہ اٹھانا جائز ہے' جنھیں اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے لیکن اس میں اسراف اور تکبر نہیں ہونا چاہیے۔

◆ شادی کے لیے نیک عورت کا انتخاب کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ ارکانِ سعادت میں سے ایک رکن ہے اور خاوند کے لیے اپنے رب کی اطاعت میں معاون بھی۔

◆ متاع دنیا وہ بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو یا اس کی اعانت میں ہو' اس لیے کہ ہر متاع کو زوال ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو' اسے بقا اور دوام ہے اور یہ اس کے پاس محفوظ ہے جو کسی اچھا عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

۳۵۔ بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ

۳۵۔ باب: خاوند کے عورت پر حقوق

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَ بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ [النساء : ٣٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مرد عورتوں پر حاکم ہیں بہ سبب اس کے جو اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور بہ سبب اس کے جو وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبرداری کرتی ہیں اور پیٹھ پیچھے (یعنی ان کی غیر موجودگی میں ان کے مال اور عزت و آبرو کی) حفاظت کرتی ہیں' اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی حفاظت سے''۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ.

احادیث میں سے ایک تو عمرو بن احوص کی وہ حدیث ہے جو اس سے قبل باب میں (حدیث ۲۷۶) گزر چکی ہے' (باقی احادیث درج ذیل ہے)۔

۲۸۱۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلَمْ تَاْتِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۸۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ نہ آئے اور خاوند وہ رات اس سے ناراضی کی حالت میں گزارے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

وَ فِي رِوَايَةٍ لَهُمَا : ((اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ)).

اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ''جب عورت اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑ کر علیحدہ رات گزارے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں''۔

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهِ فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا)).

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو وہ اللہ تعالیٰ جو آسمانوں میں ہے اس عورت پر ناراض رہتا ہے حتیٰ کہ وہ خاوند اس سے راضی ہو جائے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/٣١٤ـفتح)، ومسلم (١٤٣٦) (١٢٢)، والرواية الثانية عند البخاري (٩/٢٩٤ـ فتح)، ومسلم (١٤٣٦)، والثالثة عند مسلم (١٤٣٦) (١٢١).

فقه الحديث☆ ❶ عورت کے لیے خاوند کی اطاعت واجب ہے' اگر کسی شرعی عذر کے بغیر وہ اپنے خاوند کی اطاعت نہیں کرے گی تو غضب الٰہی کی مستحق ٹھہرے گی اور جب تک وہ اپنے خاوند کو راضی نہیں کر لے گی اللہ تعالیٰ کے ہاں ملعون و مغضوب رہے گی۔ اس لیے وہ عورتیں جو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے خاوند کی ناراضی کی پروا نہیں کرتیں تو انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور ہر معروف میں خاوند کی اطاعت کرنی چاہیے۔

❷ فرشتے اہلِ معصیت پر بددعا کرتے رہتے ہیں' جب تک وہ معصیت میں مبتلا رہتے ہیں اور فرشتوں کی دعا ہو یا بددعا مقبول ہوتی ہے' لہٰذا فرشتوں کی بددعا سے بچنے کے لیے معصیت سے اجتناب ضروری ہے۔

❸ حدیث میں ہے کہ ''وہ (اللہ تعالیٰ) جو آسمانوں میں ہے اس پر ناراض رہتا ہے'' اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے بالا عرش پر ہے' جس طرح اس کی شان کے لائق ہے' اس سے نظریۂ حلول اور نظریۂ وحدت الوجود کی تردید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز اور ہر ذرے میں ہے۔ (نعوذ باللہ) بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ عرش پر مستوی ہے اور اس کے علم اور قدرت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

٢٨٢ـ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ، وَلَا تَاْذَنَ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

۲۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھنا جائز نہیں اور اس (خاوند) کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت بھی نہ دے''۔ (متفق علیہ' یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/٢٩٥ـ فتح)، ومسلم (١٠٢٦).

غريب الحديث☆ (وزوجها شاهد) اس کا خاوند گھر پر ہو، سفر پر نہ ہو۔

فقه الحديث☆ ❶ عورت کو نفلی روزہ رکھنے سے پہلے خاوند سے اجازت حاصل کرنی چاہیے تاکہ خاوند کے حقوق محفوظ رہیں' ضائع نہ ہوں۔ اس سے ایک اصول معلوم ہوا کہ نفلی عبادت سے اگر کسی انسان کا حق فوت ہوتا ہے تو اس نفلی عبادت پر حق دار کا حق مقدم ہے۔

◆ عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں اس کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر کسی کو آنے نہ دے۔

۲۸۳۔ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيْرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَ كُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امیر (اپنی رعایا کا) ذمہ دار ہے، آدمی اپنے اہلِ خانہ کا ذمہ دار ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار ہے۔ پس تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۸۰۔ فتح)، ومسلم (۱۸۲۹).

غريب الحديث☆ (راع) ''ذمہ دار، مکلّف''۔ (رعيته) ''اس کی رعیت''۔ (الأمير) ''حکمران''۔

فقه الحديث☆ اسلامی معاشرے میں ہر شخص اپنی استطاعت' قدرت اور اختیار کے مطابق ذمہ دار ہے۔ سب سے بڑی ذمہ داری امام اور حکمران کی ہے کہ وہ اپنی رعایا کے حقوق، حفاظت، اقامت حدود، اسلام دشمن قوتوں سے جہاد اور معاشرے میں امن قائم کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمی اپنے اہلِ خانہ کے حقوق کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے' وہ ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کا بھی ذمہ دار ہے اسی طرح عورت کی بھی بہت اہم ذمہ داری ہے کہ بچوں کی تربیت کی ساری ذمہ داری اسی پر ہے نیز وہ خاوند کے گھر کی بھی حفاظت کرتی ہے۔

۲۸۴۔ وَ عَنْ أَبِيْ عَلِيٍّ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۲۸۴۔ حضرت ابو علی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کسی ضرورت کے لیے اپنی بیوی کو بلائے تو اسے فوراً آنا چاہیے اگرچہ وہ (روٹی وغیرہ پکانے کے لیے) تنور پر ہو''۔ (ترمذی' نسائی۔ امام ترمذی نے کہا: حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه الترمذي (۱۱٤۰)، والنسائي في ((الكبرى)) (٤/ ۲۵٤۔ تحفة الأشراف) وغيرهما.

غريب الحديث☆ (حاجته) ''اپنی ضرورت'' یہ کوئی بھی ہوسکتی ہے' بعض نے کہا اس سے مراد جماع ہے۔ واللہ اعلم! (التنور) ''تندور''۔

فقه الحديث☆ خاوند کے اپنی بیوی پر بہت حقوق ہیں' لہٰذا اسے اپنے آپ کو اس کے لیے تیار رکھنا چاہیے۔ اس حدیث میں بھی عورت کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خاوند کی رضا مندی والے کام کرے لیکن یہ رضا مندی شریعت سے متصادم (خلاف) نہ ہو۔

۲۸۵۔ وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۲۸۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے' تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''۔ (اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح۔ أخرجه الترمذي (١١٥٩)، و ابن حبان (٤١٦٢) وغيرهما.

فقه الحديث ☆ ❶ سجدہ کرنا عبادت ہے اور معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے' لہٰذا اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔

❷ خاوند کا اپنی بیوی پر حق عظیم ہے۔

❸ کسی بندے کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی بندے کو سجدہ کرے' اگر کوئی شخص اختیاری طور پر کسی بشر یا حجر کو سجدہ کرتا ہے تو گویا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹا اتار دیا۔

٢٨٦ ـ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((**أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ**)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۲۸۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش تھا تو وہ عورت جنت میں جائے گی''۔ (اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ ضعيف۔ أخرجه الترمذي (١١٦١)، و ابن ماجه (١٨٥٤).

فقه الحديث ☆ جب مسلمان عورت، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو' موحدہ ہو اور اپنے خاوند کے حقوق ادا کرتی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں جائے گی۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم دوسری حدیث صحیح سے بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت پانچ نمازیں پڑھتی ہو، ماہِ رمضان کے روزے رکھتی ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے' تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے''۔

٢٨٧ ـ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((**لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ! فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا**)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۲۸۷۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو حورعین میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے' اسے تکلیف نہ پہنچا یہ تو تمہارے پاس صرف ایک مہمان ہے اور عنقریب یہ تمہیں چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے''۔ (ترمذی۔ اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح۔ أخرجه الترمذي (١١٧٤)، و ابن ماجه (٢٠١٤)، و أحمد (٥/٢٤٢).

سلیم بن عید الہلالی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے' کیونکہ اسماعیل بن عیاش کی شامیوں سے روایت صحیح ہوتی ہے۔ جیسا کہ علی بن المدینی' احمد ابن حنبل' بخاری' ابن معین' فسوی اور عثمان بن سعید داری رحمہم اللہ وغیرہم نے اس کی وضاحت کی ہے اور اس (اسماعیل) کا استاد یہاں بحیر بن سعد شامی ثقہ ہے۔

غريب الحديث ☆ (الحور) ''اہلِ جنت کی عورتیں'' ان کی آنکھوں کا سفید حصہ نہایت سفید اور سیاہ حصہ نہایت سیاہ ہوگا۔ (العين) ''بڑی آنکھوں والی''۔ (دخيل) ''مہمان''۔

فقه الحديث ☆ ❶ عورت کو کسی طرح بھی اپنے خاوند کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔

❹ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے جنت میں پاکیزہ صاف ستھری بیویاں پیدا کی ہیں جو مومنوں کا انتظار کر رہی ہیں اور انہیں یہ برداشت نہیں کہ دنیا کی بیوی انہیں کسی طرح کی تکلیف پہنچائے۔

❺ جنت اور اس کی نعمتیں اب بھی موجود ہیں جو کہ تیار کی جا چکی ہے۔

❻ دنیا آزمائش و امتحان کا گھر ہے جبکہ آخرت جزا و بقا کا گھر ہے۔

❼ یہاں ایک سوال ابھرتا ہے کہ جنت کی حورعین کو یہ علم کیسے ہوتا ہے کہ فلاں عورت اپنے خاوند کو تکلیف پہنچا رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کو اس حورعین تک خبر پہنچانا کون سا مشکل کام ہے' ممکن ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو اس کام پر مامور کیا ہو کہ وہ ان حوروں کو یہ خبر پہنچائیں۔

٢٨٨۔ وَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۸۸۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے بارے میں عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/١٣٧ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٤٠).

غريب الحديث☆ (فتنة) ''ابتلا و امتحان، آزمائش''۔

فقه الحديث☆ مردوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک فتنہ عورتوں کا فتنہ ہے۔ اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹک کر بیٹھیں اور زمانہ جاہلیت جیسا بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ اگر عورتیں سادہ زندگی اختیار کر لیں تو مردوں کو حرام ذرائع آمدنی اختیار کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ مرد زیادہ تر عورتوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل ہی کے لیے ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرتے ہیں۔

٣٦۔ بَابُ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ

۳۶۔ باب: اہل و عیال پر خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة: ٢٣٣]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا﴾ [الطلاق: ٧]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [سبأ: ٣٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور باپ پر جس کا وہ بچہ ہے ان (دودھ پلانے والیوں کا) کھانا اور لباس ہے دستور کے مطابق''۔

اور فرمایا: ''اور چاہیے کہ خرچ کرے کشائش والا اپنی وسعت کے مطابق اور جس کو اس کی روزی تنگی سے ملتی ہو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی میں سے اس کے موافق خرچ کرے' اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا جتنا اس نے اس کو دیا ہے''۔

اور فرمایا: ''تم جو کچھ بھی خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا عوض عطا فرماتا ہے''۔

٢٨٩۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ،

۲۸۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جسے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے' ایک دینار

وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ فِيْ رَقَبَةٍ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ، وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ، اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وہ ہے جو تو کسی گردن کے آزاد کرنے میں خرچ کرے ایک دینار وہ ہے جسے تو کسی مسکین پر صدقہ کرے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ ان سب میں سے زیادہ اجر اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٩٥).

غريب الحديث☆ (فی رقبة) ''غلام یا لونڈی آزاد کرنے میں''۔ **(عیالک)** ''تیرے اہل وعیال''۔

فقه الحديث☆ اہل وعیال پر خرچ کرنے میں اس لیے زیادہ اجروثواب ہے کہ یہ خرچ کرنا بندے پر واجب ہے اور فرائض کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ تقرب حاصل ہوتا ہے جو کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا' لہٰذا فرض اور واجب کو چھوڑ کر نفلی عبادت میں ثواب نہیں۔ اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ جتنی کسی کو طاقت ہو اسے خرچ کرنا چاہیے' زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے علاوہ ہے۔

٢٩٠ ۔ وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ۔ وَيُقَالُ لَهٗ : اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ، وَ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۹۰۔ حضرت ابوعبداللہ اور بعض کے نزدیک ابوعبدالرحمٰن ثوبان بن بجدد رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل دینار جو آدمی خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جو وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار جسے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرے اور پھر وہ دینار جسے وہ اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٩٤).

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ نے نفقات کے مراتب اور ان کی اہمیت وفضیلت بیان کی اور فرمایا کہ سب سے زیادہ فضیلت اس خرچ کرنے کی ہے جو اہل وعیال پر کیا جائے پھر وہ خرچ افضل ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں اسلحہ تیار کرنے اور اپنی تیاری پر کیا جائے۔ پھر وہ خرچ افضل ہے جو اللہ کے راستے میں لڑنے کے لیے نکلنے والے اپنے بھائیوں پر کیا جائے۔

٢٩١ ۔ وَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِيْ اَجْرٌ فِيْ بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ ؟ فَقَالَ : ((نَعَمْ لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۹۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں ابوسلمہ کی اولاد پر خرچ کروں تو کیا میرے لیے کوئی اجر ہے؟ اور میں انہیں (طلب رزق میں) ادھر ادھر پھرتے ہوئے بھی نہیں چھوڑ سکتی' آخر وہ میری اولاد ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم ان پر جو خرچ کرو گی تو تمہارے لیے اس میں اجر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/٣٢٨ ـ فتح)' ومسلم (١٠٠١).

غريب الحديث☆ (لست بتاركتهم هكذا و هكذا) ''میں انہیں ادھر ادھر یعنی دائیں بائیں طلب رزق میں پھرتے ہوئے نہیں چھوڑ سکتی''۔

فقه الحديث☆ ❶ یتیموں پر خرچ کرنے کی فضیلت۔

❸ عورت اپنے خاوند کو زکوۃ کا مال دے سکتی ہے۔

❹ ماں کی اپنی اولاد پر شفقت اور محبت کا بیان۔

❺ ماں اپنے بچوں پر جو خرچ کرتی ہے اس پر اجر و ثواب حاصل کرتی ہے' اگرچہ وہ مادری شفقت و رحمت کی وجہ سے خرچ کرتی ہے۔

❻ والی کو چاہیے کہ وہ مسلمان مردوں عورتوں کو افعال خیر کی ترغیب دے۔

۲۹۲۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَدَّمْنَاهُ فِيْ اَوَّلِ الْكِتَابِ فِيْ بَابِ النِّيَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ : ((وَ اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۹۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے (ان کی طویل حدیث میں جسے ہم پہلے کتاب کے آغاز میں نیت کے باب میں بیان کر آئے ہیں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جو بھی خرچ کرو گے تو اس کی وجہ سے تمہیں اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس (لقمے) پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث : اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۹۳۔ وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۹۳۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۱۳٦۔فتح)' ومسلم (۱۰۰۲).

غريب الحديث☆ (يحتسبها) ''اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ بیوی اور اولاد پر خرچ کرنا واجب ہے اور اس خرچ کرنے پر ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

❷ مومن ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اجر و ثواب کے حصول کے لیے کرتا ہے۔

۲۹٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ)). حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهِ بِمَعْنَاهُ قَالَ : ((كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهُ)).

۲۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جن کی روزی کا ذمہ دار ہے ان کے حقوق ضائع کر دے''۔ (حدیث صحیح ہے' اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے)

اور مسلم میں بھی اس کے ہم معنی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جس کی خوراک کا ذمہ دار ہے اس سے ہاتھ روک لے''۔

توثيق الحديث☆ صحيح- أخرجه أبو داود (۱٦۹۲)' وأحمد (۲/ ۱٦۰)' والرواية الثانية عند مسلم (۹۹٦).

غريب الحديث☆ (كفى بالمرء إثما) ''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے''۔ (عمن يملك قوته) ''جن کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ اپنے اہل وعیال کی کفالت سے غفلت یا اعراض اوران کے نان ونفقہ میں بے پروائی حرام اوراتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر آدمی کے نامہ اعمال میں کوئی اور گناہ نہ بھی ہوتو مواخذے کے لیے یہی ایک گناہ کافی ہے۔

❷ آدمی اپنے اہل وعیال اورزیر کفالت افراد کی خوراک کا ذمہ دار ہے نیز اپنے خادموں اورملازموں کی انسانی ضروریات کا مہیا کرنا مالک کی ذمہ داری ہے اوراس میں کوتاہی اللہ کے ہاں جرم ہے۔

۲۹۵ـ وَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۹۵ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز جس میں بندے صبح کرتے ہیں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں' ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بہتر بدل عطا فرما اوردوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے مال کو تلف فرما دے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۰٤ـ فتح)، ومسلم (۱۰۱۰).

غریب الحدیث ☆ (خلفًا) ''جس نے خرچ کیا ہے اس کو بہتر بدل عطا فرما۔ (تلفًا) جس نے مال کو روک رکھا ہے اور مستحقین پر خرچ نہیں کرتا تو اس کے مال کو تلف اورضائع فرما دے۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ اچھے لوگوں کے حق میں دعا کرنا اور برے لوگوں کے لیے بددعا کرنے کا جواز ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خرچ کرنے والے کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اسے مزید عطا فرما' اوربخیل وکنجوس کے لیے وہ بددعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس کے مال کو تلف کردے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سخی اللہ تعالیٰ' فرشتوں اورلوگوں کے ہاں معزز ٹھہرتا ہے اوربخیل کو فرشتوں اورانسانوں کے ہاں کہیں عزت حاصل نہیں ہوتی۔

❷ اللہ اس بندے کی دعا قبول کرتا ہے جو اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے حق میں دعا کرتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے' اس لیے کہ اس سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

❹ بخل کی تحریم ہے' اس لیے کہ یہ ہلاکت وبربادی کا سبب ہے۔

۲۹٦ـ وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَ مَنْ يَسْتَعْفِفْ، يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَ مَنْ يَسْتَغْنِ، يُغْنِهِ اللّٰهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۹٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اورخرچ کی ابتدا ان سے کر جن کی دیکھ بھال کا تو ذمہ دار ہے اوربہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد ہو اورجو شخص (سوال یا حرام سے) بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے اورجو شخص بے نیازی چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کردیتا ہے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۹٤ـفتح).

غریب الحدیث ☆ (الید العلیا) ''اوپر والا ہاتھ'' جو خرچ کرتا ہے۔ (الیدالسفلی) ''نچلا ہاتھ'' یعنی سوال کرنے والا، مانگنے والا۔ (خیر الصدقة) ''بہترین صدقہ''۔ (ظهر غنی) ''تونگری'' یعنی اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد خرچ کرنا۔ (یستعفف) ''جو اللہ تعالیٰ سے عفت اور بچنے کی درخواست کرتا ہے''۔ (یغنه اللّٰه) ''اللہ تعالیٰ اسے عفت عطا کردیتا ہے اورسوال سے بچا لیتا ہے''۔ (یستغنی)

فقه الحدیث☆ ❶ ہاتھ چار قسم کے ہیں:۔

① سب سے بہتر ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں احسان جتلائے اور تکلیف دیے بغیر خرچ کرنے والا۔

② ضرورت کے باوجود کسی سے نہ لینے والا۔

③ سوال کیے بغیر اور مال میں زیادتی کی خواہش کے بغیر کسی سے مال لینے والا ہاتھ۔

④ سب سے کم درجے والا ہاتھ مانگنے والا ہاتھ ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت ہے' لیکن خرچ کرنے کے لیے یہ تعلیم دی گئی کہ وہ اپنی ضرورتیں پوری کر لینے کے بعد ہو۔ اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ اپنی ضرورتوں کے لیے لوگوں سے سوال کیا جائے اور اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دینا چاہیے۔ نیز یہ تعلیم دی کہ خرچ کرتے وقت سب سے پہلے ان لوگوں پر خرچ کیا جائے جن کی دیکھ بھال بندے کے ذمہ ہو یعنی اول خویش بعد درویش۔

❸ عفت وقناعت کامل مومن کی صفات میں سے ہے۔

❹ جو شخص اعمال صالحہ کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اعانت کرتا ہے۔

٣٧- بَابُ الْإِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ وَمِنَ الْجَيِّدِ

۳۷۔ باب: پسندیدہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران: ٩٢]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٦٧].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تم پسندیدہ چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو''۔

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اوران چیزوں سے (خرچ کرو) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے اگائی ہیں اور ناپاک یا ردی کا ارادہ نہ کرنا کہ تم اس میں سے خرچ کرو''۔

شرح الآیات: -اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی کمائی میں سے پاکیزہ اور صاف ستھری چیزیں خرچ کریں اور اللہ نے جو پھل اور کھیتی اگائی ہے' اس میں سے بھی عمدہ اور نفیس چیزیں خرچ کریں اور پھر انہیں نکمی چیزیں خرچ کرنے سے منع فرمایا' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور وہ طیب ہی قبول فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مثال دے کر فرمایا کہ جو لوگ نکمی چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اگر وہی چیزیں انہیں دی جائیں تو وہ کبھی بھی خوش دلی سے اسے قبول نہ کریں' اللہ تو پھر کہیں زیادہ بے نیاز ہے' لہٰذا جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ اللہ کے لیے کیوں پسند کرتے ہو؟

٢٩٧- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَبُوْطَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا

۲۹۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار مدینہ میں سے کھجوروں کے باغات کے لحاظ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے اور انہیں اپنے اموال میں سے بیرحاء نامی باغ سب سے زیادہ محبوب تھا اور یہ مسجد نبوی کے سامنے تھا' رسول اللہ ﷺ اس میں

وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ : فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْزَلَ عَلَيْكَ : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَ إِنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالَى أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بَخٍ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَ إِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ))، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَّمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ، وَبَنِي عَمِّهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ ﷺ : ((مَالٌ رَابِحٌ)) رُوِيَ فِي ((الصَّحِيْحَيْنِ)) ((رَابِحٌ)) وَ ((رَايِحٌ)) بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَ بِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ، أَيْ : رَايِحٌ عَلَيْكَ نَفْعُهُ، وَ ((بَيْرُحَاءُ)) : حَدِيْقَةُ نَخْلٍ، وَرُوِيَ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَ فَتْحِهَا.

تشریف لے جاتے تھے اور وہاں کا پاکیزہ اور شیریں پانی نوش فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو۔'' تو ابوطلحہؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ ''تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو'' اور مجھے اپنے مال میں سے سب سے زیادہ محبوب مال بیرحاء کا باغ ہے' لہٰذا یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے اور میں اللہ سے اس کے اجر کی اور اس کے ہاں اس کے ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ پس اے اللہ کے رسول! آپ اللہ کی عطا کردہ راہنمائی کے مطابق اسے جہاں اور جیسے چاہیں استعمال میں لائیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واہ واہ! بہت خوب! یہ مال تو بہت ہی نفع بخش ہے! یہ مال تو بہت ہی نفع بخش ہے! تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا' میرا خیال تو یہ ہے کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو''۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایسے ہی کروں گا۔ پس ابوطلحہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (متفق علیہ)

(مال رابح) صحیحین میں (رابح) اور (رایح) باء اور یاء کے ساتھ دونوں طرح روایت کیا گیا ہے۔ ''رایح'' کا معنی ہے کہ اس کا نفع تیری طرف ہی لوٹ کر آئے گا۔ (بیرحاء) ''کھجوروں کا باغ'' باء پر زبر اور زیر دونوں طرح مروی ہے

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۲۵ ـ فتح)' ومسلم (۹۹۸).

غريب الحديث☆ (مستقبلة المسجد) ''مسجد نبوی کے سامنے''۔ (طيب) ''شیریں''۔ (برها) ''اس کی نیکی''۔ (ذخرها) ''اللہ کے ہاں اس کا اجر''۔ (بخ!) کسی تعجب والی چیز پر یا کسی خوش کن کام پر یہ کلمہ کہتے ہیں' اس کا معنی ہے ''واہ واہ! بہت خوب۔''

فقه الحديث☆ ❶ اپنے محبوب ترین مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت۔

❷ صحابہ کرام کے اس جذبے کا بیان ہے جو اللہ اور رسول کی اطاعت اور اعلیٰ درجات حاصل کرنے کا ان کے اندر موجود تھا۔

❸ اہل علم وفضل کے پاس صدقات جمع کرانا کہ وہ اپنی صوابدید پر مستحقین پر خرچ کریں تو یہ جائز ہے۔

❹ صدقہ وخیرات میں پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہیے۔

- ۵ مسلمانوں کے مشترکہ اور مفاد عامہ کے امور کے لیے مسجد سے استفادہ کرنا جائز ہے۔
- ۶ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ انھوں نے آیت سنتے ہی اپنے محبوب ترین مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی پیشکش کی اور جب آپ نے فرمایا کہ اسے رشتہ داروں پر خرچ کرو تو انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں ایسے ہی کرتا ہوں۔
- ۷ بندہ جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اپنے آگے بھیجتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ ہو جاتا ہے، جسے وہ روز قیامت اللہ کے ہاں پائے گا۔

٣٨۔ بَابُ وُجُوبِ أَمْرِهِ أَهْلَهُ وَأَوْلَادَهُ الْمُمَيِّزِيْنَ وَسَائِرَ مَنْ فِيْ رَعِيَّتِهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَ نَهْيِهِمْ عَنِ الْمُخَالَفَةِ، وَتَأْدِيْبِهِمْ، وَ مَنْعِهِمْ مِنِ ارْتِكَابِ مَنْهِيٍّ عَنْهُ

۳۸۔ باب: اپنے اہل خانہ اور اپنی باشعور اولاد اور اپنے تمام ماتحتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم دینا اور اس کی مخالفت سے انہیں منع کرنا، ان کی تادیب کرنا اور اللہ تعالیٰ کی منہیات کے ارتکاب سے انہیں منع کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ [طه : ١٣٢]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ [التحريم : ٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر قائم رہو''۔ اور فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ''۔

٢٩٨۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كَخْ كَخْ، ارْمِ بِهَا، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ !؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ : ((اَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ))، وَقَوْلُهُ : ((كَخْ كَخْ)) يُقَالُ بِاِسْكَانِ الْخَاءِ، وَ يُقَالُ بِكَسْرِهَا مَعَ التَّنْوِيْنِ، وَهِيَ كَلِمَةُ زَجْرٍ لِلصَّبِيِّ عَنِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ، وَ كَانَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَبِيًّا.

۲۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تھو تھو! اسے پھینک دو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟'' (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں''۔

''کخ کخ'' خاء ساکن اور بعض نے کہا: خاء کے نیچے دو زیریں، یہ بچوں کو ناپسندیدہ کاموں سے روکنے کے لیے ڈانٹ ڈپٹ کا کلمہ ہے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اس وقت بچے تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/٣٥٤ـ فتح)، ومسلم (١٠٦٩).

غريب الحديث☆ (تمر الصدقة) ''زکوٰۃ کی کھجوریں''۔

فقه الحدیث☆ ❶ انسان کو اپنے اہل خانہ' اولاد اور اپنے زیر اثر اور ماتحت افراد کی نگرانی کرنی چاہیے اور انہیں محرمات سے روکنا چاہیے۔

❷ صدقہ اور زکوۃ نبی ﷺ اور آپ کی آل (بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب) پر حرام ہے' اس کے بدلے میں مال غنیمت میں سے خمس ان کے لیے حلال ہے۔

❸ صدقات امام اور حکمران کے پاس یعنی بیت المال میں جمع ہونے چاہییں۔

❹ بچوں کو مسجد میں لے کر آنا جائز ہے اور ان کی تادیب اس طرح کی جائے کہ انہیں ان کے نفع و نقصان سے آگاہ کر دیا جائے اور اگر انہیں کسی چیز سے منع کیا جائے تو اس کی وجہ بیان کرنا مستحب ہے۔

❺ اگر کسی باشعور اور متعلقہ شخص کو بات سمجھانا مقصود ہو تو بات کا آغاز کسی بے شعور اور غیر متعلقہ شخص کو مخاطب کر کے کیا جا سکتا ہے اور پھر مخاطب کی اہلیت کے مطابق بات کرنی چاہیے۔

۲۹۹۔ وَعَنْ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْأَسَدِ رَبِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ كَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((وَ تَطِيْشُ)): تَدُوْرُ فِيْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ.

۲۹۹۔ حضرت ابو حفص عمر بن ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رسول اللہ ﷺ کے ربیب (سوتیلے بیٹے یعنی حضرت ام سلمہؓ کے بیٹے) سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش ایک چھوٹا بچہ تھا اور کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ یا پیالے میں گھومتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے لڑکے! کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو)' دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب (سامنے) سے کھاؤ''۔ پس اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔ (متفق علیہ)

(تطیش) پیالے کے کناروں میں ہاتھ گھومتا تھا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۲۱۔ فتح)' ومسلم (۲۰۲۲).

غريب الحديث☆ (ربيب رسول الله) ''رسول اللہ ﷺ کا سوتیلا بیٹا'' یعنی آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ کا بیٹا۔ (حجر) زیر تربیت، زیر پرورش۔ (الصحفة) ''پیالہ وغیرہ''۔ (طعمتی) ''میرے کھانے کا طریقہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ اسلامی آداب کے مطابق بچوں کی تربیت کرنی چاہیے' انہیں کھانے پینے اور سونے وغیرہ کے آداب سکھانے چاہییں۔

❷ اسلام میں کھانے کے آداب یہ ہیں: بسم اللہ پڑھنا، دائیں ہاتھ سے کھانا اور اپنے قریب یعنی اپنے سامنے سے کھانا' ہاں اگر مختلف انواع واقسام کے پھل وغیرہ ہوں تو حسب خواہش اور من پسند آگے پیچھے سے بھی اٹھائے جا سکتے ہیں۔

❸ صحابہ ؓ کے جذبہ اطاعت کا بیان ہے کہ وہ ''سمعنا و أطعنا'' کا عملی نمونہ تھے' جیسا کہ حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا کھانے کے متعلق ارشاد سنا ہے تب سے میں آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کھانا کھا رہا ہوں۔

۳۰۰۔ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

۳۰۰۔ حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا ''کہ تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امام (حکمران) ذمہ دار ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے' آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا' خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار اور نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت (مال و اسباب) کے بارے میں باز پرس ہوگی' پس تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۸۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۰۱۔ وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)). حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۳۰۱۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو نماز کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہوں اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں سزا دو اور ان کے درمیان بستروں کو الگ الگ کردو''۔ (ابوداؤد اس کی سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره- أخرجه أبوداود (٤٩٥)، و أحمد (١٨٠/٢، ١٨٧)، والحاكم (١٩٧/١).

غريب الحديث☆ (المضاجع) ''بستر''۔

فقه الحديث☆ ❶ بچوں کو توحید کا سبق پڑھانے کے بعد جس چیز کی تعلیم پہلے دینی چاہیے وہ نماز ہے' لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی نہج پر کریں اور انہیں نماز کا عادی بنائیں اور اس کے احکام و آداب سے روشناس کرائیں۔

❷ تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے بچوں کو مارنا جائز ہے لیکن یہ اس طریقے سے ہو کہ بچے کی تربیت بھی ہو سکے اور اسے کوئی جسمانی نقصان بھی نہ ہو۔

❸ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی نگرانی کریں اور انہیں اخلاقی تربیت دیں' سن تمیز و تعلیم سات سال ہے اور بلوغ کے قریب کی عمر دس سال ہے' لہٰذا اس عمر کے بچوں کو الگ الگ سلانا چاہیے' بالخصوص بچے اور بچیوں کو۔

۳۰۲۔ وَ عَنْ أَبِيْ ثُرَيَّةَ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ)). حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ

۳۰۲۔ حضرت ابوثریہ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچے کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں (اگر نماز میں کوتاہی کرے تو) اس پر اسے سزا دو''۔ (حدیث حسن ہے' اسے ابوداود، ترمذی : نے روایت کیا ہے اور امام

أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔)

وَ لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ: ((مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ)).

ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: ''جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو''۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۰۱) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٩- بَابُ حَقِّ الْجَارِ وَالْوَصِيَّةِ بِهِ

۳۹۔ باب: پڑوسی کے حقوق اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء: ٣٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، نیز رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور اپنے مملوکوں (غلاموں) کے ساتھ احسان کرو''۔

٣٠٣- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے بارے میں مجھے مسلسل تاکید کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے سمجھا کہ وہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/٤٤١- فتح)، ومسلم (٢٦٢٤ و ٢٦٢٥).

غريب الحديث☆ (ظننت) ''میں نے گمان کیا، میں نے سمجھا''۔

فقه الحديث☆◆ پڑوسی کے بہت حقوق ہیں لہٰذا انہیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اپنی طاقت کے مطابق اسے فائدہ پہنچانے اور اس سے تکلیف دور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

◆ امور خیر کے متعلق دل میں کوئی خیال آئے تو اسے بیان کر دینا چاہیے۔

٣٠٤- وَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَ فِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّ خَلِيْلِي ﷺ أَوْصَانِي: ((إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهُ، ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ)).

۳۰۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تم شوربے والا سالن پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر لو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھو''۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی: ''جب تم شوربے والا سالن پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر لو، پھر اپنے پڑوسیوں کے گھر والوں کو دیکھو اور بھلائی کے ساتھ اس میں سے انہیں پہنچاؤ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲٦۲٥) (۱٤۲)' والرواية الثانية له (۲٦۲٥) (۱٤۳).

غريب الحديث☆ (مرقة) "شوربے والا سالن"۔ (تعاهد) ''خیال کر''۔ (فاصبهم) ''ان کی طرف بھیج''۔

فقه الحديث☆ ❶ اپنے دوست احباب کو ایسی چیزوں کی نصیحت کرنا مستحب ہے جن میں ان کے لیے دنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

❷ پڑوسیوں کو ہدیے اور تحفے بھیجنا مستحب ہے' اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اور تعلقات خوشگوار رہتے ہیں۔

❸ نیکی کے کسی کام کو ہلکا نہیں سمجھنا چاہیے۔

❹ یہ ثابت ہوا کہ اگر پڑوسی غریب ہے تو خود کھا پی لینا اور اسے نظر انداز کر دینا صحیح نہیں بلکہ تاکید ہے کہ ایسے پڑوسیوں کا خیال رکھو اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

۳۰۵۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ!)) قِيْلَ : مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ : ((الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ!)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)).

((الْبَوَائِقُ)) : الْغَوَائِلُ وَالشُّرُوْرُ.

۳۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ مومن نہیں'' عرض کیا گیا: کون یا رسول اللہ!؟ آپ نے فرمایا: ''وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: ''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو''۔

(البوائق) شرارتیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/٤٤۳۔ فتح)' ومسلم (٤٦).

فقه الحديث☆ پڑوسیوں کو تکلیف اور ایذا سے محفوظ رکھنا کمال ایمان کی علامت ہے' رسول اللہ ﷺ نے تین بار قسم اٹھا کر اس میں مزید تاکید فرمادی' لہٰذا پڑوسیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانا اتنا بڑا جرم ہے کہ انسان جنت سے محروم ہو سکتا ہے۔

۳۰٦۔ وَ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۰٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے کسی ہدیے کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۰۷۔ وَ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ))، ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ : مَا لِي اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ! وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. رُوِيَ ((خُشُبُهُ)) بِالْإِضَافَةِ وَالْجَمْعِ. وَرُوِيَ

۳۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی (کھونٹی یا کیل وغیرہ) گاڑنے سے منع نہ کرے''۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس (سنت پر عمل کرنے) سے اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں' اللہ کی قسم! میں تو اسے ضرور کروں گا''۔ (متفق

((خَشَبَةً)) بِالتَّنْوِيْنِ عَلَى الْإِفْرَادِ. وَقَوْلُهُ : مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ : يَعْنِيْ عَنْ هٰذِهِ السُّنَّةِ.

علیہ)

ایک روایت خُشُبَهُ ہے' اضافت اور جمع کے ساتھ اور ایک روایت میں مفرد (خَشَبَةً) ہے تنوین کے ساتھ اور ابو ہریرہ کا قول ہے کہ "کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس سے اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں" کا مطلب ہے اس سنت سے (اعراض کرتے ہوئے)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١١٠ـ فتح)' ومسلم (١٦٠٩).

غريب الحديث☆ (الأرمين) "میں ضرور اسے رکھوں (بیان کروں) گا"۔ (أكتافكم) "تمہارے کندھے (سامنے)"۔

فقه الحديث☆ ❶ پڑوسیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کے ساتھ عفو و درگزر کا مظاہرہ کرنا چاہیے' اس سے بہترین اور پرامن اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

❷ جب دو پڑوسیوں کے درمیان ایک ہی دیوار ہو تو پھر پڑوسیوں کے معاملے میں انسان کو اتنا بد مزاج اور بد معاملہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک کیل کا ٹھونکنا یا ایک لکڑی کا گاڑنا بھی اسے برداشت نہ ہو بلکہ اگر اسے شہتیر رکھنے کی ضرورت ہو تو پھر بھی اسے اجازت دے دینی چاہیے بشرطیکہ اس پڑوسی کو تکلیف یا کوئی نقصان نہ ہو' کیونکہ اسلام میں یہ اصول ہے ((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) "کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ خود نقصان اٹھاؤ"۔

❸ اگر لوگوں کو کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو اس سے یہ جواز نہیں ملتا کہ اس پر عمل نہ کیا جائے یا لوگ کسی مسئلہ پر اور سنت پر عمل کرنا ترک کر دیں تو باقی لوگ بھی اس پر عمل نہ کریں بلکہ لوگوں کو اس مسئلے اور سنت پر عمل کرنے کے لیے راغب کرنا چاہیے۔

٣٠٨ـ وَعَنْهُ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٤٥ـ فتح)' ومسلم (٤٧).

فقه الحديث☆ ❶ پڑوسی کسی قول یا فعل سے تکلیف پہنچانا کمال ایمان کے منافی ہے اور عباد الرحمٰن کی صفات کے مخالف ہے۔

❷ مہمان کا حق ہے' پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے' اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئے' اس کی ضیافت کرے۔

❸ کلام دو طرح کا ہے: اچھا یا برا' پس جسے خیر معلوم ہو اسے بھی غور و فکر کے بعد کہنا چاہیے۔

❹ بے مقصد اور بے فائدہ کلام سے خاموش رہنا بہتر ہے۔

❺ بندے کو اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے' اس لیے کہ بہت سے لوگ زبان کے غلط استعمال کے باعث جہنم میں جائیں گے۔

٣٠٩ـ وَعَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

۳۰۹۔ حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے

الْآخِرِ، فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ.

کہ وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے''۔ (امام مسلم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کے بعض الفاظ روایت کیے ہیں)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/٤٤٥۔ فتح)' ومسلم (٤٨).

فقه الحديث☆ حدیث نمبر (۳۰۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۱۰۔ وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي جَارَيْنِ، فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ : ((إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں' میں ان میں سے کسے ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہو''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/٢١٩۔٢٢٠۔ فتح).

فقه الحديث☆ ◆ جو پڑوسی زیادہ قریب ہو اس کے حقوق دور والے پڑوسی کی نسبت زیادہ ہیں' اس لیے کہ کسی بھی تنگی و تکلیف میں قریبی پڑوسی زیادہ معاون ثابت ہوتا ہے' لہٰذا اگر سب پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کی استطاعت نہ ہو اور صرف کسی ایک ہی کو ہدیہ دینا ہو تو پھر سب سے قریبی پڑوسی کو دیا جائے اور قربت کا اعتبار دروازے کی قربت کے لحاظ سے ہے اور ''**الأقرب فالأقرب**'' کا اصول مدنظر رکھنا چاہیے۔

◆ اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ علم کو عمل پر مقدم رکھنا چاہیے یعنی عمل کرنے سے پہلے علم ضروری ہے' جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ بھیجنے سے پہلے آپ سے دریافت کیا کہ کون سا پڑوسی زیادہ حقدار ہے۔

۳۱۱۔ وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَ خَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۳۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ساتھیوں (دوستوں) میں سے بہتر ساتھی وہ ہے جو ان میں سے اپنے ساتھی اور دوست کے لیے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پڑوسیوں میں سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو ان میں سے اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه الترمذي (١٩٤٤)' وأحمد (٢/١٦٨) وغيرهما بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ◆ اپنے مومن ساتھیوں اور دوستوں کی تعظیم کرنی چاہیے۔

◆ پڑوسی کی حفاظت کرنے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب۔

◆ اسلام مسلمانوں کی آپس میں محبت کو مضبوط کرنے والے ذرائع کو تقویت پہنچانے کی ترغیب دلاتا ہے۔

۴۰۔ بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الْأَرْحَامِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء : ٣٦]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ [النساء : ١]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ الآية [الرعد : ٢١]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ [العنكبوت : ٨]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ [الإسراء : ٢٣، ٢٤]، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ [لقمان : ١٤].

۴۰۔ باب: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو' نیز رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو کے ساتھ اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو''۔

اور فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داریوں (کے توڑنے) سے ڈرو''۔

اور فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں ان کو جن کو ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں)۔''

اور فرمایا: ''اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے''۔

اور فرمایا: ''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ عبادت صرف اور صرف ایک (رب) کی کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو' اگر ان میں سے ایک یا دونوں ہی تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک مت کہو اور نہ انہیں ڈانٹو اور (ہمیشہ) ان دونوں سے ادب کی بات کہو اور ان کے آگے عاجزی کے پہلو (بازو) جھکا دو نیازمندی سے اور ان کے لیے یہ دعا کرو' اے رب! ان پر رحم فرما جس طرح بچپن میں انھوں نے مجھے پالا''۔

اور فرمایا: ''اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے والدین کے بارے میں' اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو سال میں اور یہ کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر''

٣١٢ـ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ : اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ؟ قَالَ : ((اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا))، قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ ؟ قَالَ : ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ))،

۳۱۲۔ ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو بروقت ادا کرنا'' میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک'' میں نے

قُلْتُ : ثُمَّ اَيٌّ ؟ قَالَ : ((الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پوچھا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۹ـ فتح)، مسلم (۸۵) .

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے واجب کردہ حقوق میں سے توحید کے بعد سب سے افضل نماز ہے۔

❷ حقوق العباد میں سے سب سے افضل ماں باپ کے حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حق کو جا بجا اپنے حق عبادت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے' جیسے کہ سابقہ آیاتِ باب سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

❸ جہاد فی سبیل اللہ قربانی کی افضل ترین قسم ہے۔

❹ نیک اعمال بعض بعض سے زیادہ فضیلت کے حامل ہیں' یعنی تمام نیک اعمال مرتبے میں برابر نہیں۔

❺ ایک ہی مجلس میں مختلف سوال کرتے چلے جانا جائز ہے۔

❻ صاحب علم اور استاد کا لحاظ بھی کرنا چاہیے اور اتنے زیادہ سوالات بھی نہ کیے جائیں کہ وہ تنگ پڑ جائیں۔

۳۱۳ـ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا يَجْزِيْ وَلَدٌ وَالِدًا اِلَّا اَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوْكًا، فَيَشْتَرِيَهُ، فَيُعْتِقَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۱۳ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی اولاد اپنے والد (کے احسانات) کا بدلہ نہیں چکا سکتی الا یہ کہ وہ اسے غلام پائے' تو اسے خرید کر آزاد کر دے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۵۱۰).

غريب الحديث☆ (يجزى) ''کافی ہونا، بدلہ دینا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اسلام میں والدین کی عظمت اور ان کے حقوق کا بیان ہے۔

❷ اولاد کو اپنے والدین یا کسی ایک کی باتیں چوری چھپے نہیں سننی چاہییں یعنی ان کی جاسوسی نہیں کرنی چاہیے' جب ایسی صورت حال ہو جائے تو یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔

❸ جب بچہ اپنے والد کو خرید لے گا تو اس کے خریدنے ہی سے اس کا والد آزاد ہو جائے گا۔

۳۱٤ـ وَعَنْهُ اَيْضًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۱۴ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے اپنے مہمان کی تکریم کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۰۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۱٥ـ وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ : هٰذَا مُقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ

۳۱۵ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق فرمایا حتیٰ کہ جب ان کی تخلیق سے فارغ ہوا تو رحم (صلہ رحمی) نے کھڑے ہو کر کہا: یہ اس شخص کا

الْقَطِيْعَةِ، قَالَ : نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ ؟ قَالَتْ : بَلٰى، قَالَ : فَذٰلِكَ لَكِ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ : ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد : ۲۲،۲۳]))، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ : فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ((مَنْ وَصَلَكِ، وَصَلْتُهُ، وَ مَنْ قَطَعَكِ، قَطَعْتُهُ)).

مقام ہے جو توڑے جانے سے تیری پناہ مانگے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہاں! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس کے ساتھ تعلق جوڑوں جو تجھ کو جوڑے اور اس سے قطع تعلق کرلوں جو تجھ (رشتہ داری) کو قطع کرے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں؟ (میں اس سے راضی ہوں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس یہ تیرے لیے ہے (ایسے ہی ہوگا)۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو' یقیناً قریب ہے کہ جب تم کو اقتدار ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رحموں (رشتوں) کو کاٹو' یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اور انہیں بہرا اور اندھا کر دیا''۔ (سورۃ محمد: ۲۲-۲۳) (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا' جو تجھے قطع کرے گا میں اسے قطع کروں گا''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/٤۱۷۔ فتح)' ومسلم (۲۵۵٤).

غریب الحدیث☆ (فرغ منهم) ''ان''۔ (کی تخلق)'' سے فارغ ہوا''۔ (العائذ) ''پناہ لینے والا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ خالق ہے' اس کے سوا سب مخلوق ہیں۔

❷ قطع رحمی کی حرمت کی تاکید اور اس سے اجتناب کرنے کی تاکید۔

❸ استعاذہ (پناہ پکڑنا) صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ہونا چاہیے۔

❹ صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت کا سبب ہے اور اس سے لوگوں کے درمیان خیر و بھلائی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

❺ قطع رحمی فساد در فساد کا باعث ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

❻ سب سے بہترین تفسیر وہ ہے جو کلام رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہو۔

۳۱٦۔ وَ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ))، قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((اُمُّكَ))' قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((اَبُوْكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ

۳۱٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں''۔ اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں''۔ اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں''۔ اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا باپ''۔ (متفق علیہ)

الصُّحْبَةِ ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ، ثُمَّ اُمُّكَ، ثُمَّ اُمُّكَ، ثُمَّ اَبَاكَ، ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ)).

((وَالصَّحَابَةُ)) بِمَعْنٰى : الصُّحْبَةِ. وَقَوْلُهُ : ((ثُمَّ اَبَاكَ)) هٰكَذَا هُوَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ، اَيْ : ثُمَّ بِرَّ اَبَاكَ. وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((ثُمَّ اَبُوْكَ))، وَهٰذَا وَاضِحٌ.

ایک روایت میں ہے: اے اللہ کے رسول! اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ اور پھر قربت میں جو اس سے کم ہے پھر جو اس سے بھی کم ہے۔''

(الصحابة) صحبت (حسن سلوک) کے معنی میں ہے۔ (ثم اباك) یہ فعل محذوف۔ (بر) کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے' یعنی (ثم بر أباك) پھر تم اپنے باپ سے حسن سلوک کرو۔ اور ایک روایت میں ہے: (ثم أبوك) ''پھر اپنے باپ سے'' اور یہ ترکیب واضح ہے (اس میں فعل محذوف کی ضرورت نہیں ہے)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/۴۰۱)' ومسلم (۲۵۴۸) والرواية الثانية عند مسلم' والثالثة عند البخاري.

غريب الحديث☆ (أدناك أدناك) پھر قربت میں اس سے کم ہے پھر جو اس سے بھی کم ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ باپ کے مقابلے میں ماں کا حق مقدم اور تین گنا بتلایا گیا ہے: اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ والد کے مقابلے میں ماں ضعیف اور زیادہ ضرورت مند ہوتی ہے' دوسری وجہ یہ ہے کہ تین تکلیفیں ایسی ہیں جو صرف ماں اولاد کے لیے برداشت کرتی ہے (۱) حمل کی تکلیف (۲) جننے کی تکلیف (۳) اور رضاعت (دودھ پلانے) کی تکلیف۔ اس لیے والدہ کے حق کو والد کے حق پر مقدم اور تین گنا بتایا ہے۔

❷ تمام رشتے دار ایک ہی سلوک کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ رشتے داری میں تفاوت ہوتا ہے۔

❸ جس کسی شخص کے ذمے ماں باپ دونوں کا نفقہ واجب ہو اور وہ صرف ایک کا نفقہ برداشت کرسکتا ہو تو پھر ماں کے نفقہ کو مقدم سمجھا جائے گا۔

۳۱۷۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((رَغِمَ اَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو (اس شخص کی) جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا' ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۵۵۱).

غريب الحديث: ☆ (رغم) ''خاک آلود ہو''۔

فقه الحديث☆ ❶ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت ہر حال میں کرنی چاہیے' جوانی میں بھی اور بڑھاپے میں بھی جبکہ بڑھاپے میں تو وہ اور بھی خدمت اور تعاون کے ضرورت مند ہوتے ہیں۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ ضعفاء اور بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ نرمی اور رحم کرے۔

❷ والدین کی نافرمانی آگ میں جانے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے اور ان دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جنت میں

جانے کا سبب ہے۔

۳۱۸۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِيْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِيْ، وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَ يَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ، فَقَالَ : ((**لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((**وَتُسِفُّهُمْ**)) بِضَمِّ التَّاءِ وَ كَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَ تَشْدِيْدِ الْفَاءِ، ((**وَالْمَلُّ**)) بِفَتْحِ الْمِيْمِ، وَتَشْدِيْدِ اللَّامِ وَهُوَ الرَّمَادُ الْحَارُّ : اَيْ كَاَنَّمَا تُطْعِمُهُمُ الرَّمَادَ الْحَارَّ، وَهُوَ تَشْبِيْهٌ لِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ آكِلَ الرَّمَادِ الْحَارِّ مِنَ الْاَلَمِ، وَلَا شَيْءَ عَلَى هٰذَا الْمُحْسِنِ اِلَيْهِمْ، لٰكِنْ يَنَالُهُمْ اِثْمٌ عَظِيْمٌ بِتَقْصِيْرِهِمْ فِيْ حَقِّهٖ، وَ اِدْخَالِهِمُ الْاَذٰى عَلَيْهِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

۳۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتے دار ہیں' میں ان سے تعلقات جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں، میں ان سے تحمل و بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے کہا ہے تو پھر گویا تم انہیں گرم راکھ کھلا رہے ہو اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک مددگار (فرشتہ) رہے گا' جب تک تم ان کے ساتھ یہی سلوک رکھو گے''۔ (مسلم)

(**تسفهم**) تاء پر پیش' سین پر زیر اور فاء پر شد اور (**الملّ**) میم پر زبر اور لام پر شد ''گرم راکھ'' یعنی گویا کہ تم انہیں گرم راکھ کھلا رہے ہو۔ یہ تشبیہ ہے کہ جس طرح گرم راکھ کھانے والے کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ان قطع رحمی کرنے والوں کو گناہ ملے گا اور ان کے ساتھ اس احسان کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں۔ لیکن انہیں اس شخص کے حق میں کوتاہی برتنے اور اسے اذیت پہنچانے کی وجہ سے گناہ عظیم ملے گا۔ واللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۰۸).

غريب الحديث☆ (ظهير) ''مددگار''۔

فقه الحديث☆ ❶ اصولی بات تو یہ ہے کہ رشتے داروں کو آپس میں اچھا سلوک کرنا چاہیے' تعلق کو مزید بہتر بنانا چاہیے اور عفو و درگزر اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ آپس میں مقابلہ بازی نہیں ہونی چاہیے بلکہ تعلقات کو قائم رکھنے کے لیے کبھی کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا چاہیے' اشتعال انگیزی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اور فوراً تعلقات منقطع نہیں کر لینے چاہییں۔

❷ اگر کوئی رشتہ دار یا کوئی اور شخص بدسلوکی کرے اور بدلے میں اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کیا جائے تو بدسلوکی کرنے والا بھی اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور حق کی طرف لوٹ آتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت بندہ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد کا سبب ہے۔

❹ قطع رحمی دنیا میں تکلیف اور عذاب کا باعث ہے اور آخرت میں گناہ اور شدت حساب کا باعث ہے۔

❺ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے نیک اعمال کا سلسلہ جاری رکھے' لوگوں کی تکلیف اور ان کی قطع تعلقی اسے نیک عمل کرنے اور حسن سلوک سے نہ روکے جیسا کہ سورۂ نور میں واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ مسطح بن اثاثہ سے قطع تعلق کر لیں گے جو واقعہ افک میں شریک تھے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم میں سے جو اہلِ فضل ہیں وہ ایسی قسمیں نہ اٹھائیں کہ وہ رشتے داروں، مساکین

اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہیں دیں گے"۔ (النور:۲۲)

۳۱۹۔ وَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ، وَيُنْسَاَ لَهُ فِيْ اَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَ مَعْنى ((يُنْسَاَ لَهُ فِيْ اَثَرِهِ))، اَيْ : يُؤَخَّرَ لَهُ فِيْ اَجَلِهِ وَعُمُرِهِ.

۳۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو پسند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی اور اس کی عمر میں تاخیر (درازی عمر) کی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے"۔ (متفق علیہ)

(ینسالہ فی أثرہ) کا معنی ہے کہ اس کی اَجل اور عمر میں تاخیر کی جائے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/٤١٥۔ فتح)، ومسلم (۲۵۵۷).

فقه الحديث☆ ❶ صلہ رحمی رزق میں وسعت اور عمر میں برکت کا باعث ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو حقیقی طور پر عمر اور رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے یا پھر رزق اور عمر میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔

❷ صلہ رحمی نے جو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی تھی کہ "جس شخص نے اسے جوڑا اور ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جو اسے قطع کرے' اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے" یہ اس کی قبولیت کا ثمرہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں بہت سے فوائد ہیں۔

۳۲۰۔ وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَ يَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران : ۹۲] قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ : ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَ اِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءُ، وَ اِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى، اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بَخٍ ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ! وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَ اِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ))، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهِ

۳۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سے کھجوروں کے باغات کے لحاظ سے سب سے زیادہ مال دار تھے اور انہیں اپنے اموال میں سے "بیرحاء" کا باغ بہت محبوب تھا اور یہ مسجد نبوی کے سامنے تھا' رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں کا پاکیزہ و شیریں پانی نوش فرماتے تھے۔ پس جب یہ آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہیں کرو گے" اور مجھے اپنے اموال میں سے بیرحاء (باغ) سب سے زیادہ محبوب ہے' لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ ہے' میں اس سے اجر کی امید کرتا ہوں اور اللہ کے ہاں اس کے ذخیرہ ہو جانے کی امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو بتایا ہے ویسے آپ جہاں چاہیں اسے استعمال کریں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "واہ واہ بہت خوب! یہ مال تو بڑا نفع بخش ہے، یہ مال تو بہت ہی نفع بخش ہے' تم نے

وَ بَنِي عَمِّه. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَسَبَقَ بَيَانُ أَلْفَاظِهِ فِي : بَابِ الْإِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ.

جو کچھ کہا میں نے سن لیا ہے' البتہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم اسے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دو'۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایسا ہی کروں گا۔ پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا'۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۹۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۲۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ : أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى. قَالَ : ((فَهَلْ لَكَ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟)) قَالَ : نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا' قَالَ : ((فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى؟))، قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : ((فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ، فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا : جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ : ((أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟)) قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)).

۳۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: میں آپ سے ہجرت و جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! بلکہ وہ تو دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے پھر پوچھا: ''کیا تم اللہ سے اجر کے طلب گار ہو؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''پس تم اپنے والدین کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو'۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

اور ان دونوں (بخاری و مسلم) کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا: ''کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''پس تم ان دونوں کی خوب خدمت کرو'۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٤٠ ـ فتح)' ومسلم (٢٥٤٩).

فقه الحديث ☆ ❶ ہجرت و جہاد کا وجوب۔

❷ مسلمان نیک اعمال کرتا ہے اور اجر و ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔

❸ عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے یعنی مسلمان آبادی میں سے کچھ مسلمان اس فریضے کو ادا کر دیں تو سب کی طرف سے جہاد کا فریضہ ادا ہو جائے گا' ان حالات میں والدین سے اجازت لینا ضروری ہے' کیونکہ ان کی خدمت فرض عین ہے اور فرض کفایہ کی ادائیگی کے لیے فرض عین چھوڑنا اور اس میں کوتاہی جائز نہیں' لیکن بعض مخصوص حالات میں جب جہاد فرض عین ہو جاتا ہے' تب والدین کی اجازت ضروری نہیں' کیونکہ ان حالات میں ہر شخص کے لیے جہاد میں شریک ہونا ضروری ہوتا ہے۔

❹ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین اور مخلص ہوتا ہے' لہٰذا اسے چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ صحیح مشورہ دے۔

۳۲۲۔ وَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو صلہ رحمی کے بدلے میں صلہ رحمی کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس سے قطع رحمی کی

وَ ((قَطَعَتْ)) بِفَتْحِ الْقَافِ وَالطَّاءِ. وَ ((رَحِمُهُ)) مَرْفُوْعٌ.

جائے اور وہ پھر بھی صلہ رحمی کرے''۔ (بخاری)
(قطعت) قاف اور طاء پر زبر۔ (رحمه) مرفوع ہے یعنی میم پر پیش ہے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/٤۲۳).

غريب الحديث ☆ (الواصل) ''مکمل طور پر صلہ رحمی کرنے والا''۔ (المکافیء) ''جو صلہ رحمی کے بدلے میں صلہ رحمی کرتا ہے''۔

فقه الحديث ☆ مسلمان کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی میں پہل کرے اور صلہ رحمی کرتا رہے خواہ لوگ اس کے ساتھ قطع رحمی کریں اور اچھا سلوک نہ کریں اور یہی حقیقی صلہ رحمی ہے' اگر کوئی رشتہ دار اچھا سلوک کرے' ظاہر بات ہے آپ بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے' یہ صلہ رحمی نہیں یہ تو احسان کے بدلے میں احسان ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی رشتہ دار بد اخلاق ہے اور بدسلوکی کرتا ہے' آپ سے تعلق توڑنے پر تلا ہوا ہے لیکن آپ صبر وتحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں' بدسلوکی کا جواب حسن سلوک سے دیتے ہیں' ترک تعلق کی کوشش کے مقابلے میں تعلق برقرار رکھتے ہیں' تو یہ اصل صلہ رحمی ہے جس کا تقاضا اسلام کرتا ہے اور یہ بہت حوصلے کا کام ہے اور کمال ایمان بھی یہی ہے۔

۳۲۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِي، وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَ مَنْ قَطَعَنِي، قَطَعَهُ اللّٰهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۲۳۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ معلق (لٹکی ہوئی) ہے اور کہہ رہی ہے: ''جس نے مجھے ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جو مجھے کاٹے' اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/٤۱۷۔فتح)' ومسلم (۲۵۵۵).

فقه الحديث ☆ حدیث نمبر (۳۱۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۲٤۔ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ، قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنِّيْ أَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِيْ؟ قَالَ: ((أَوَ فَعَلْتِ؟))، قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۲۴۔ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر ایک لونڈی آزاد کردی' پس اگلے روز جو آپ کا ان کے پاس آنے کا دن تھا' (آپ تشریف لائے) تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو معلوم ہوا کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کردی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا (واقعی) تم نے ایسے کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اگر تم اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو وہ تیرے کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہوتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۵/۲۱۷۔فتح)' ومسلم (۹۹۹).

غريب الحديث ☆ (أشعرت) ''کیا تمھیں معلوم ہوا؟'' (وليدة) ''لونڈی''۔

فقه الحديث ☆ ❶ بیوی اپنے مال میں تصرف کا اختیار رکھتی ہے' اسے اس کے استعمال اور خرچ کے لیے خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں جبکہ خاوند کی مملوکہ چیزوں کے استعمال سے پہلے خاوند سے اجازت لینی چاہیے۔

❷ میاں بیوی کے تعلق کو خوشگوار اور بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اگر بیوی سے کوئی کام (فائدے یا نقصان کا) ہوجائے تو وہ اس کے

بارے میں خاوند کو بتائے۔

❸ رشتے داروں پر صدقہ کرنا افضل واعظم ہے' اس لیے کہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

❹ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل علم و دانش کی آراء و افکار سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں' اس طرح وہ خیر کثیر پالیں گے۔

۳۲۵۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ : قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ، اَفَاَصِلُ اُمِّيْ؟ قَالَ : ((نَعَمْ صِلِي اُمَّكِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهَا : ((رَاغِبَةٌ))، اَيْ : طَامِعَةٌ عِنْدِيْ تَسْاَلُنِي شَيْئًا ؛ قِيْلَ : كَانَتْ اُمَّهَا مِنَ النَّسَبِ، وَقِيْلَ : مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالصَّحِيْحُ الْاَوَّلُ.

۳۲۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ جبکہ وہ مشرکہ تھیں، عہد رسول اللہ ﷺ میں (یعنی معاہدۂ حدیبیہ کے دوران) میرے پاس تشریف لائیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مجھ سے کوئی چیز لینے کی خواہش مند ہیں' کیا میں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو''۔ (متفق علیہ)

(راغبة) کا مطلب ہے ''میرے پاس جو ہے اس میں سے کسی چیز کی خواہش مند ہے بعض نے کہا کہ یہ ان کی نسبی (حقیقی) ماں تھیں اور بعض نے کہا کہ وہ رضاعی ماں تھیں اور پہلی بات صحیح ہے کہ وہ ان کی حقیقی ماں تھیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/۲۳۳۔ فتح)' ومسلم (۱۰۰۳) (۵۰).

غريب الحديث☆ (في عهد رسول الله ﷺ) رسول اللہ ﷺ کا وہ معاہدہ جو صلح حدیبیہ کے وقت آپ کے درمیان اور مشرکین کے درمیان ہوا تھا۔

فقه الحديث☆ ❶ والدین خواہ مشرک و کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جائز ہے جب تک کہ وہ اسلام کے مقابلے پر نہ آئیں۔

❷ جب سائل کو کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو پھر اہل علم سے مسئلہ پوچھنا واجب ہے' نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ عمل سے پہلے علم ضروری ہے۔

۳۲۶۔ وَ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ))، قَالَتْ : فَرَجَعْتُ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ لَهُ : اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهِ، فَاسْاَلْهُ، فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِىءُ عَنِّيْ وَ صَرَفْتُهَا اِلَى غَيْرِكُمْ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : بَلِ ائْتِيهِ اَنْتِ، فَانْطَلَقْتُ،

۳۲۶۔ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو' اگرچہ تم اپنے زیورات میں سے کرو''۔ وہ (زینب) بیان کرتی ہیں کہ میں (اپنے خاوند) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر آئی تو میں نے ان سے کہا: بلاشبہ تمہارے پاس قلیل مال ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے' پس تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ اگر وہ صدقہ میں تمہیں دے دوں تو کیا وہ مجھ سے کفایت کر جائے گا؟ یا پھر میں اسے تمہارے سوا کسی اور کو دے

فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهُ : ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ : اَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَ عَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا ؟ وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ، فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ هُمَا؟))، قَالَ : امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ زَيْنَبُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَيُّ الزَّيَانِبِ هِيَ؟))، قَالَ : امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَهُمَا اَجْرَانِ : اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ تم خود ہی ان کے پاس جاؤ (اور یہ مسئلہ دریافت کرو)۔ پس میں گئی تو رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کھڑی تھی' جو میری حاجت تھی وہی اس کی حاجت تھی' رسول اللہ ﷺ کو ہیبت و جلال عطا کیا گیا تھا (جس کی وجہ سے ہمیں اندر جانے کی جرأت نہ ہوئی) اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے انہیں کہا کہ آپ کے پاس جائیں اور انہیں بتائیں کہ باہر دروازے پر دو عورتیں آپ سے مسئلہ پوچھنے کے لیے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے خاوندوں اور اپنی زیر پرورش یتیم بچوں پر صدقہ کرنا چاہیں تو کیا وہ (شرعاً) کافی ہوجائے گا؟ اور انہیں ہمارے متعلق نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال سے پوچھا: ''وہ دونوں کون ہیں؟'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک انصاری خاتون ہے اور دوسری زینب۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''وہ کون سی زینب ہے؟'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کے لیے دوگنا اجر ہے رشتے داری کا اجر اور صدقے کا اجر''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳۲۸/۳)' ومسلم (۱۰۰۰).

غريب الحديث☆ **(خفيف ذات اليد)** ''قلیل المال''۔ **(المهابة)** ''ہیبت، دبدبہ، جلال اور شان وشوکت''۔ **(في حجورهما)** ''ان کی زیر پرورش''۔

فقه الحديث☆ ❶ عورت اپنے خاوند اور اولاد کو صدقہ اور زکوٰۃ کی رقم دے سکتی ہے اگر وہ ضرورت مند ہوں' البتہ خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا' کیونکہ عورت کے نان ونفقہ کا وہ خود ذمہ دار ہے جبکہ عورت اس کے نان ونفقہ کی ذمہ دار نہیں۔

❷ بوقت ضرورت عورت ستر وحجاب کی پابندی کے ساتھ کسی ضرورت کے تحت یا دینی مسئلہ پوچھنے کے لیے گھر سے باہر جاسکتی ہے کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے وہ مرد ہو یا عورت۔

❸ جب سائل کو علم نہ ہو تو اہل علم وفضل سے سوال کرنا واجب ہے اور مفتی سائل کا تعارف حاصل کرسکتا ہے۔

❹ جو شخص خود سوال کرنے میں جھجک محسوس کرے تو وہ کسی اور شخص کے ذریعے مسئلہ پوچھ سکتا ہے۔

۳۲۷۔ وَعَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِيْ قِصَّةِ هِرَقْلَ اَنَّ هِرَقْلَ

۳۲۷۔ حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ سے ہرقل (شاہ روم) کے قصے کے متعلق طویل حدیث میں ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا

قَالَ لِاَبِيْ سُفْيَانَ : فَمَاذَا يَاْمُرُكُمْ بِهِ؟ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَقُوْلُ: ((اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ، وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(جب وہ کافر تھے) وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ یعنی نبی ﷺ' تو حضرت ابوسفیانؓ کہتے ہیں: میں نے کہا وہ کہتے ہیں: ''ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہارے آباؤ اجداد جو کہتے ہیں اسے چھوڑ دو' وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاک دامنی، عفت وعصمت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵٦) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٢٨۔ وَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا يُذْكَرُ فِيْهَا الْقِيْرَاطُ)).

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : ((سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ، فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَيْرًا، فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ : ((فَاِذَا افْتَتَحْتُمُوْهَا، فَاَحْسِنُوْا اِلٰى أهلها فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَ رَحِمًا))، اَوْ قَالَ : ((ذِمَّةً وَصِهْرًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ : اَلرَّحِمُ الَّتِيْ لَهُمْ كَوْنُ هَاجَرَ اُمِّ اِسْمَاعِيْلَ ﷺ مِنْهُمْ ((وَالصِّهْرُ)) كَوْنُ مَارِيَةَ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ.

٣٢٨۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً تم عنقریب ایسی سرزمین فتح کرو گے جس میں قیراط (ایک چھوٹا سکہ درہم کے بارھویں (۱/۱۲) حصے کے برابر) کا ذکر ہوتا ہے''۔ ایک روایت میں ہے: ''تم عنقریب مصر فتح کرو گے اور وہ ایسی سرزمین ہے جہاں قیراط (سکے) کا لفظ عام بولا جاتا ہے۔ پس تم وہاں کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا' اس لیے کہ ان کا ہمارے ساتھ ذمہ اور رحم (رشتہ) ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''جب تم اسے فتح کرلو تو اس کے رہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس لیے کہ ان کے لیے ذمہ اور رشتہ ہے۔'' یا فرمایا: ''ذمہ اور سسرالی تعلق ہے''۔ (مسلم)

علماء نے کہا: رحم (رشتہ) جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ان میں سے ہونا ہے اور سسرالی تعلق کا مطلب رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ان سے ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٤٣)' والرواية الثانية عنده (٢٥٤٣) (٢٢٧).

غريب الحديث: ☆ (يذكر) اس کا بہت ذکر کیا جاتا ہے یعنی مشہور ہے۔ (قیراط) نصف دانق کو کہتے ہیں اور دانق درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں''۔ (ذمة) ''حق حرمت''۔ (صهراً) ''سسرال''۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میری امت عنقریب مصر فتح کرے گی۔'' چنانچہ آپ کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد ہی مصر پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

❷ امام اور حکمران کو چاہیے کہ وہ اپنے لشکر کو اللہ تعالیٰ کے تقوے اور زمین پر عدم فساد کی تلقین کرے۔

❸ اسلام صالحین کے لیے رحمت بن کر آیا کہ وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور باقی تمام معبودانِ باطلہ کی عبادت ترک کردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اسلامی افواج کو یہی وصیت کی کہ اہل مصر سے اچھا سلوک کرنا۔

❹ قریبی رشتہ داروں اور سسرال سے حسنِ سلوک کرنا مستحب ہے' اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں' جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف علمِ بغاوت بلند نہ کریں ان سے حسنِ سلوک کرنا جائز ہے۔

❺ رحم (رشتہ) کا مفہوم قریبی رشتے داری کے مفہوم سے زیادہ وسیع المعنی ہے اور حدیث میں مذکور لفظ رحم (رشتہ) سے حضرت ہاجرہ علیہا السلام مراد ہیں۔

۳۲۹۔ وَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ [الشعراء : ٢١٤] دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ، وَخَصَّ وَقَالَ : ((يَابَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَاِنِّي لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ ﷺ ((بِبِلَالِهَا)) هُوَ بِفَتْحِ الْبَاءِ الثَّانِيَةِ وَكَسْرِهَا، ((وَالْبِلَالُ)) : الْمَاءُ. وَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ سَاَصِلُهَا، شَبَّهَ قَطِيْعَتَهَا بِالْحَرَارَةِ تُطْفَأُ بِالْمَاءِ وَهٰذِهِ تُبَرَّدُ بِالصِّلَةِ.

۳۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریشیوں کو بلایا' پس جب وہ اکٹھے ہو چکے تو آپ نے عام اور خاص سب کو مخاطب فرمایا' آپ نے فرمایا: ''اے بنو عبد شمس! اے بنو کعب بن لؤی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے بنو مرہ بن کعب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ میں تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا' سوائے اس کے کہ تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے جسے میں ضرور ملحوظ رکھوں گا''۔ (مسلم)

(ببلالها) دوسری باء پر زبر اور زیر دونوں طرح صحیح ہے۔ ''بلال'' کا معنی ہے ''پانی'' اور حدیث کا معنی ہے کہ میں رشتہ داری ضرور قائم رکھوں گا۔ آپ نے قطع رحمی کو حرارت کے ساتھ تشبیہ دی ہے جسے پانی سے بجھایا جاتا ہے اور اس قطع رحمی کو بھی صلہ رحمی سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٠٤).

غریب الحدیث☆ (عشیرتک الأقربین) ''قریبی رشتہ دار''۔ (قریش) رسول اللہ ﷺ کا قبیلہ' خاندان' یہ نصر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں۔ (فعم وخص) آپ نے دعوت عمومی طور پر سب کو دی تھی' پھر آپ نے الگ الگ قبیلے والوں کو نام لے کر مخاطب کیا۔

فقہ الحدیث☆ ❶ آخرت میں جزا ایمان و عمل صالح کی بنیاد پر ہوگی' قرابت اور نسب کسی کام نہیں آئے گا۔

❷ صلہ رحمی کو برقرار رکھنا چاہیے اور اس میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

❸ قطع رحمی آگ اور حرارت ہے جو دنیا میں حسد' حقد اور بغض کی آگ کو بھڑکاتی ہے اور آخرت میں بھی عذاب کا باعث ہے' پس قطع رحمی کی حرارت کو صلہ رحمی کی ٹھنڈک اور پانی سے بجھانا چاہیے۔

❹ داعی اور مبلغ کو چاہیے کہ وہ دعوت کا آغاز قریبی رشتہ داروں سے کرے کیونکہ وہ دوسروں کی نسبت خیر کے زیادہ حقدار ہیں پھر ان کے بعد والے اور پھر ان کے بعد والے حتیٰ کہ اس خیر میں تمام شامل ہو جائیں۔

❺ جو شخص کسی قوم کے عام و خاص لوگوں کو دعوت دے اور انہیں جہنم کی آگ سے بچنے کی تلقین کرے تو اسے خصوصی طور پر بعض لوگوں کے نام لینے چاہئیں کیونکہ نام لینے سے اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔ نیز داعی کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے لیے محبت اور خیر خواہی کا اظہار کرے۔

۳۳۰۔ وَعَنْ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ : ((اِنَّ آلَ بَنِي فُلَانٍ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِي، اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ.

۳۳۰۔ حضرت ابوعبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو علانیہ فرماتے ہوئے سنا، پوشیدہ نہیں آپ نے فرمایا: ''بنو فلاں کی اولاد میرے دوست نہیں میرے دوست تو صرف اللہ اور صالح مومن ہیں لیکن ان سے میری رشتہ داری ہے جسے میں ضرور ملحوظ رکھوں گا۔'' (متفق علیہ یہ الفاظ امام بخاری کے ہیں۔)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/۴۱۹۔فتح)، ومسلم (۲۱۵).

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان اور کافر میں کوئی دوستی اور تعلق نہیں اگرچہ رشتہ داری کو ملحوظ رکھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔

❷ دین اور اسلام کا رشتہ اور تعلق، خونی اور نسبی تعلق سے کہیں بہتر اور مضبوط ہے۔

❸ مسلمان ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔

۳۳۱۔ وَعَنْ اَبِي اَيُّوْبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، وَ يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((تَعْبُدُ اللّٰهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۳۱۔ حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم کی آگ سے دور کر دے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور صلہ رحمی کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/۲۶۱)، ومسلم (۱۳).

فقه الحديث☆ ❶ توحید، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا اور صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا) دخول جنت اور جہنم سے دوری کے اسباب ہیں۔

❷ خیر و بھلائی تعلیم سے حاصل ہوتی ہے اور علم طلب کے بغیر نہیں ملتا اور اس کی ابتدا سوال یعنی پوچھنے سے ہوتی ہے۔

❸ مسلمان آدمی کا انتہائے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا، دخولِ جنت اور جہنم سے دوری ہے۔

❹ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنت محض آرزوؤں اور تمناؤں سے یا ایمان و عمل کے بغیر کسی سفارش سے نہیں ملے گی۔

۳۳۲۔ وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ

۳۳۲۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے، تو کھجور کے ساتھ افطار

عَلٰى تَمْرٍ، فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ تَمْرًا، فَالْمَاءُ، فَإِنَّهُ طُهُوْرٌ))، وَقَالَ: ((الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَعَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ : صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ))رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

کرے اس لیے کہ اس میں برکت ہے' اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے (افطار کرے) اس لیے کہ یہ پاک کرنے والا ہے"۔ اور فرمایا: "مسکین پر صدقہ صرف صدقہ ہے اور رشتے دار پر (کیا گیا صدقہ) دو (حیثیتیں رکھتا ہے) صدقہ اور صلہ رحمی"۔ (ترمذی۔ اور امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف : أخرجه الترمذی (٦٥٨) بتمامه واللفظ له' و أبوداؤد (٢٣٥٥)۔ و ابن ماجه (١٦٩٩) شطره الأول.

شارح سلیم بن عیدالہلالی فرماتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے' کیونکہ اس کا دارومدار رباب بنت صلیع پر ہے اور وہ مجہولہ ہے۔ اس سے حفصہ بنت سیرین کے علاوہ اور کوئی روایت نہیں کرتا۔

اور حدیث کا آخری نصف حصہ (ٹکڑا) امام نسائی (۵/۹۲) اور ابن ماجہ (۱۸۴۴) نے روایت کیا ہے اور اس کا مدار بھی رباب بنت صلیع پر ہے۔ لیکن اس آخری حصے کا شاہد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب الثقفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو حدیث نمبر (۳۲۶) کے تحت گزر چکی ہے۔

غريب الحديث☆ (البركة) "برکت، اضافہ' خیر میں اضافہ"۔ (طهور) "پاک کرنے والا"۔

فقه الحديث☆ ❶ کھجور کے ساتھ روزہ افطار کرنا مستحب ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرنا چاہیے' کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک سے ثابت ہے' اگرچہ قول سے ثابت نہیں۔

❷ رشتہ داروں پر صدقہ کرنا دوگنا اجر کا باعث ہے' اس لیے کہ یہ صدقہ بھی ہے اور اس میں صلہ رحمی بھی ہے۔

٣٣٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا، وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ لِي : طَلِّقْهَا، فَأَبَيْتُ، فَأَتٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((طَلِّقْهَا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۳۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جسے میں پسند کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (میرے والد) اسے ناپسند کرتے تھے' اس لیے انھوں نے مجھے کہا کہ اسے طلاق دے دو' لیکن میں نے انکار کر دیا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے پاس گئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا' تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے طلاق دے دو"۔ (ابوداؤد، ترمذی، اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن : أخرجه ابوداؤد (٥١٣٨)' والترمذی (١١٨٩)' و ابن ماجه (٢٠٨٨).

فقه الحديث☆ ❶ والدین کی ان امور میں اطاعت فرض ہے جنھیں آپ نے فرض قرار دیا ہے' اگر والدین کا حکم طلاق دینی و اخلاقی بنیادوں پر ہو تو اس کی اطاعت ضروری ہے' اگر اس کے اسباب کچھ اور ہوں تو پھر والدین کو ادب واحترام سے سمجھایا جائے تاکہ وہ بھی راضی ہو جائیں اور خواہ مخواہ عورت پر بھی ظلم نہ ہو۔

❷ اگر کوئی عورت امورِ دین میں اپنے خاوند کی معاونت نہ کرے اور اس میں کوئی دینی و اخلاقی برائی ہو تو پھر اسے طلاق دینا جائز ہے۔

٣٣٤۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلًا أَتَاهُ فَقَالَ : إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْوَالِدُ

۳۳۴۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا تو اس نے کہا: میری ایک بیوی ہے اور میری والدہ اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے (میں کیا کروں؟) انھوں (ابودرداء) نے کہا:

اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ)) فَاِنْ شِئْتَ، فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ، اَوِ احْفَظْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''والد ابوابِ جنت میں سے ایک بہترین دروازہ ہے۔ میں اگر تم چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو یا اس کی حفاظت کرو۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح: أخرجه الترمذي (۱۹۰۰)' و ابن ماجه (۲۰۸۹) و غيرهما.

مصنف سلیم بن عید الہلالی فرماتے ہیں کہ یہ سند صحیح ہے۔ عطاء راوی کا مختلط ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔ کیونکہ جو اس سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں' یعنی حماد بن زید' شعبہ اور سفیان وغیرہم' ان سب نے اس (عطاء) کے مختلط ہونے سے پہلے اس سے سماع کیا ہے۔ ہمارے شیخ البانی ﷫ ''الصحیحہ (۹۱۴)'' میں اس طرف گئے ہیں کہ یہ آخری جملہ ((ان شئت)) ابو درداء کا قول ہے' مرفوع نہیں ہے۔ جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے' یہ بڑی باریک تنبیہ ہے۔

اور اس سے پہلے ابن علان بھی دلیل الفالحین (۳/ ۲۲۷) میں اسی طرف گئے ہیں اور فرمایا کہ ان کا قول ((إن شئت)) خبر کے آخر میں مدرج ہے اور ابو درداء کے کلام سے ہے۔

غریب الحدیث☆ (أوسط أبواب الجنة) ''ابواب جنت میں سے بہترین دروازہ''۔

فقه الحدیث☆ ❶ والدین کی رضا بیوی کی رضا پر مقدم ہے۔

❷ والد کے لغوی معنی ہیں جننے والا' اس لیے اس کا اطلاق ماں اور باپ دونوں پر ہوتا ہے' جس طرح والدین سے مراد ماں باپ دونوں ہوتے ہیں' اسی طرح والد کا اطلاق بھی دونوں پر ہوتا ہے' اس لیے حدیث میں ماں کے لیے لفظ والد استعمال کیا گیا ہے۔

۳۳۵۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۳۳۵۔ حضرت براء بن عازب ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خالہ ماں کے مرتبے میں ہے''۔ (ترمذی، اور فرمایا: کہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح: أخرجه الترمذي (۱۹۰۴).

امام بخاری ﷫ نے یہ قصہ (۵/ ۳۰۳-۳۰۴ فتح) نقل کیا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ خالہ، ماں کے مرتبہ میں ہے کہ جب حضرت علی، حضرت جعفر اور زید بن حارثہ ﷡ کے درمیان حمزہ ﷛ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں اختلاف ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر ﷛ کے حق میں فیصلہ فرمایا' اس لیے کہ اس بچی کی خالہ حضرت جعفر کی بیوی تھیں۔

غریب الحدیث☆ (المنزلة) ''مرتبہ، مقام''۔

فقه الحدیث☆ ❶ خالہ ماں کے مرتبہ پر فائز ہے' اس لیے جس طرح والدہ کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی اور اس کی خدمت کرنی چاہیے اسی طرح خالہ کی بھی خدمت اور احترام کیا جائے۔

❷ بچے کی پرورش کے لیے خالہ پھوپھی پر مقدم ہے۔

❸ یہ حدیث پرورش کے ساتھ خاص ہے' اس میں اس شخص کے لیے جس نے یہ گمان کیا ہے کہ خالہ بھی ماں کی طرح وارث ہو گی کوئی دلیل نہیں ہے۔

وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي ((الصَّحِيْحِ))

امام نووی ﷫ فرماتے ہیں کہ اس باب سے متعلق ''صحیح'' میں بہت سی

مشهُورَةٌ ؛ مِنها حَدِيثُ أَصحاب الغارِ، وَحَديثُ جُرَيجٍ وَقَدْ سَبَقَا، وَاَحَادِيثُ مَشهُورَةٌ فِي ((الصَّحِيحِ)) حَذَفتُها اختِصارًا، وَمِنْ اَهَمِّهَا حَدِيثُ عَمرو بنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ الطَّوِيلُ المُشتَمِلُ عَلى جُمَلٍ كَثِيرَةٍ مِنْ قَوَاعِدِ الإِسْلامِ وَآدابِهِ، وَسَاَذْكُرُهُ بِتَمَامِهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالى فِي بَابِ الرَّجَاءِ، قَالَ فِيهِ:

دَخَلتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ يَعْنِي فِي اَوَّلِ النُّبُوَّةِ، فَقُلتُ لَهُ: مَا اَنتَ؟ قَالَ: ((نَبِيٌّ))، فَقُلتُ : وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ : ((اَرسَلَنِيَ اللّٰهُ تَعَالى))، فَقُلتُ : بِاَيِّ شَيْءٍ اَرسَلَكَ؟ قَالَ : ((اَرسَلَنِي بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ، وَاَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ)) وَذَكَرَ تَمَامَ الحَدِيثِ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

احادیث ہیں اور مشہور ہیں ان میں سے اصحاب غار اور جریج کے قصے پر مشتمل احادیث ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔ اس کے لیے حدیث نمبر (۱۲) اور حدیث نمبر (۲۵۹) ملاحظہ فرمائیں۔

ان کے علاوہ بھی ''صحیح'' میں بہت سی مشہور حدیثیں ہیں جنہیں میں نے اختصار کے پیش نظر ذکر نہیں کیا ہے۔ ان میں سے اہم ترین حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے جو ایسے بہت سے جملوں پر مشتمل ہے جن میں اسلام کے قواعد اور اس کے آداب کا بیان ہے۔ میں وہ پوری حدیث ان شاء اللہ باب الرجاء میں ذکر کروں گا۔ اس میں ہے کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا یعنی نبوت کے ابتدائی دور میں، تو میں نے آپ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا ''میں نبی ہوں۔'' میں نے کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے''۔ میں نے کہا: آپ کو کیا دے کر بھیجا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے صلہ رحمی کرنے اور بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔'' اس طرح تمام حدیث بیان کی۔ (واللہ اعلم)

اس حدیث کی توثیق اور شرح حدیث نمبر (۴۳۸) کے تحت باب الرجاء میں ان شاء اللہ آئے گی۔

۴۱۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْعُقُوقِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

۴۱۔ باب: والدین کی نافرمانی کرنا اور رشتہ داری توڑنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالى : ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد : ۲۲،۲۳]، وَقَالَ تَعَالى : ﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهِ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهِ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ﴾ [الرعد :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو یقیناً قریب ہے جب تم کو اقتدار ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتوں کو توڑو، یہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور ان کو بہرہ اور اندھا کر دیا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتے ہیں اس کی مضبوطی کے بعد اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔''

[۲۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ [الإسراء: ۲۳، ۲۴]

اور فرمایا: ''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اس ایک رب کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر تمہارے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں ڈانٹو اور ان سے اچھی بات کہو اور اپنے بازو نرمی اور شفقت سے ان کے لیے جھکا دو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے رب! ان پر رحم فرما، جیسے انھوں نے بچپن میں مجھے پالا''۔

۳۳۶۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) ثَلَاثًا قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ))، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۳۶۔ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟'' آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا''۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر (سیدھے ہو کر) بیٹھ گئے اور فرمایا: ''سنو! جھوٹی بات کرنا اور جھوٹی گواہی دینا''۔ پھر آپ اس بات کو مسلسل دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۲۶۱۔ فتح)، ومسلم (۸۷).

فقه الحديث☆ ❶ گناہ اپنے مفاسد کے لحاظ سے مختلف درجے کے ہیں۔

❷ والدین کی نافرمانی' جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں' ان پر شدید وعید ہے۔

❸ بات کو دہرانا اور وصیت کو بار بار کرنا مستحب ہے۔

❹ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں: صغیرہ اور کبیرہ۔ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن کے ارتکاب پر قرآن کریم یا حدیث شریف میں سخت وعید وارد ہو۔ کبیرہ گناہوں سے بچنا صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

❺ طرق تدریس میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عالم اور معلم اپنے ساتھیوں اور طلباء کو بتانے سے پہلے سوال سے ابتداء کرے۔

۳۳۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)) الَّتِي يَحْلِفُهَا كَاذِبًا، عَامِدًا، سُمِّيَتْ غَمُوسًا، لِأَنَّهَا تَغْمِسُ الْحَالِفَ فِي الْإِثْمِ.

۳۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا''۔ (بخاری)

(**اليمين الغموس**) اس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں جو انسان جان بوجھ کر اٹھائے اور اسے غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ انسان کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۵۵۵۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں کچھ چیزیں تو وہی ہیں جو سابق حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور اس میں کسی جان کو ناحق قتل کرنے کو بھی کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔

❷ قسموں کی بھی اقسام ہیں: جھوٹی قسم، پختہ قسم اور لغو قسم وغیرہ۔

۳۳۸۔ وَعَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ!))، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: ((نَعَمْ، يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ : ((اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ!))، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ؟! قَالَ : ((يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ)).

۳۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! وہ کسی آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے''۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت بھیجتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کسی آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے والد کو گالی دیتا ہے' یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۰۳۔ فتح)، ومسلم (۹۰).

فقه الحديث☆ ❶ والدین کو گالی دینے کی حرمت اور والدین کے حق عظیم کا بیان۔

❷ والدین کی اہانت کا سبب بننا بھی ان کی نافرمانی میں شامل ہے' وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص کسی کے والدین کی توہین کرتا ہے تو وہ اس کے والدین کی اہانت کا سبب بنتا ہے۔

❸ جو شخص کسی فعل کا سبب بنتا ہے تو وہ فاعل ہی کی طرح ہے' یہ فعل خیر ہو یا فعل شر۔

❹ شاگرد کو کسی مسئلہ میں مشکل درپیش ہو یا اسے کوئی بات سمجھ نہ آ رہی ہو تو وہ استاد سے مراجعت کر سکتا ہے۔

۳۳۹۔ وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))، قَالَ سُفْيَانُ فِيْ رِوَايَتِهِ : يَعْنِيْ: قَاطِعُ رَحِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۳۹۔ حضرت ابو محمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا''۔ سفیان نے اپنی روایت میں (قاطع) کی بجائے (قاطع رحم) کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۱۵۔ فتح)، ومسلم (۲۵۵۶).

فقه الحديث☆ قطع رحمی پر کتنی شدید وعید ہے کہ یہ شدید عذاب کا باعث ہے اور دخول جنت میں مانع ہے بلکہ جو شخص قطع رحمی کی حرمت کو

جانتے ہوئے اسے حلال اور جائز سمجھتا ہے تو وہ کبھی بھی جنت میں نہیں جائے گا۔''

٣٤٠۔ وعن أبي عيسى المغيرة بن شعبة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: ((إن الله تعالى حرم عليكم عقوق الأمهات، ومنعا وهات، ووأد البنات، وكره لكم قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال)). متفق عليه.

قوله: ((منعا)) معناه: منع ما وجب عليه و ((هات)): طلب ما ليس له. و ((وأد البنات)) معناه: دفنهن في الحياة، و ((قيل و قال)) معناه: الحديث بكل ما يسمعه، فيقول: قيل كذا، وقال فلان كذا مما لا يعلم صحته، ولا يظنها، وكفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع. و ((إضاعة المال)): تبذيره و صرفه في غير الوجوه المأذون فيها من مقاصد الآخرة والدنيا، وترك حفظه مع إمكان الحفظ. و ((كثرة السؤال)): الإلحاح فيما لا حاجة إليه.

وفي الباب أحاديث سبقت في الباب قبله كحديث: ((وأقطع من قطعك))، وحديث: ((من قطعني قطعه الله)).

۳۴۰۔ حضرت ابوعیسیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنے، واجبات کی ادیگی نہ کرنے، اپنے حق کے علاوہ کوئی چیز مانگنے اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کو حرام قرار دیا ہے' قیل و قال (ہر سنی بات کو آگے بیان کرنے)' کثرتِ سوال اور مال کے ضائع کرنے کو تمہارے لیے ناپسند فرمایا ہے''۔ (متفق علیہ)

(منعا) اس کا معنی ہے اپنے واجبات کو ادا نہ کرنا۔ **(ھات)** ''اس چیز کا سوال کرنا جو اس کا حق نہ ہو۔ **(وأد البنات)** بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ **(قیل و قال)** ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کر دینا اور کہنا کہ اس طرح کہا گیا ہے اور فلاں نے اس طرح کہا ہے' درآں حالیکہ اس کی صحت کا اسے علم ہے نہ گمان اور انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کر دے اور اس کی تحقیق نہ کرے۔ **(إضاعة المال)** اس کا مطلب ہے فضول خرچی اور ایسی جگہ پر خرچ کرنا جہاں دنیا و آخرت کے شرعی مقاصد میں سے کوئی مقصد حاصل نہ ہو اور بچانے کے امکان کے باوجود اسے بچانے کی کوشش نہ کرنا اور **(کثرة السؤال)** کا مطلب ہے بغیر حاجت کے چمٹ کر سوال کرنا۔

اور اس باب سے متعلق اور احادیث بھی ہیں جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہیں' جیسے **''وأقطع مَن قطعكِ''** (۳۱۵) اور **''مَن قطعني قطعه الله''** (۳۲۳) وغیرہ۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٤٠۔ فتح)' ومسلم (١٧١٥) (١٢).

فقه الحديث☆ ❶ ماؤں کی نافرمانی اور اسی طرح باپوں کی نافرمانی کی حرمت کا بیان' ماؤں کا ذکر اس لیے خصوصی طور پر کیا گیا ہے کہ وہ ضعیف اور کمزور دل ہوتی ہیں اور انہیں حسن سلوک کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے باپوں کی نسبت ان سے احسان کرنے کو مقدم کیا گیا ہے۔

❷ حقوق العباد کو ادا نہ کرنے کی حرمت اور کسی چیز کو ناحق حاصل کرنے کی حرمت کا بیان۔

❸ ایسا مباحثہ، مناظرہ اور ایسے سوال کرنا جن کا کوئی فائدہ اور مقصد نہ ہو ان کی حرمت کا بیان۔

❹ فضول خرچی اور مال کو ضائع کرنے کی ممانعت۔

❺ یہ حدیث تو ان احادیث میں شامل ہونی چاہیے جن پر اسلام کا مدار ہے' اس نے لوگوں کے لیے امورِ ضروریہ کا احاطہ کیا ہے' مثلاً دین، جان، مال، عقل اور عزت۔

دین وعقل کی حفاظت: کثرت سوال سے بچنے میں ہے۔
جان کی حفاظت: بیٹیوں کو زندہ درگور نہ کرنے میں ہے۔
عزت کی حفاظت: والدین کی نافرمانی سے بچنے اوران کی عزت کرنے میں ہے۔
مال کی حفاظت: فضول خرچی سے بچنے میں ہے۔

۴۲۔ بَابُ فَضْلِ بِرِّ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ وَالْأَقَارِبِ وَالزَّوْجَةِ وَسَائِرِ مَنْ يُنْدَبُ إِكْرَامُهُ

۳۴۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيْهِ)).

۳۴۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ، وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاْسِهِ، قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ: فَقُلْنَا لَهُ: اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ)).

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَرَوَّحُ عَلَيْهِ اِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ، وَعِمَامَةٌ يَشُدُّ بِهَا رَاْسَهُ، فَبَيْنَا هُوَ يَوْمًا عَلٰى ذٰلِكَ الْحِمَارِ اِذْ مَرَّ بِهِ اَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: اَلَسْتَ ابْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ؟ قَالَ: بَلٰى. فَاَعْطَاهُ الْحِمَارَ، فَقَالَ: ارْكَبْ هٰذَا، وَاَعْطَاهُ الْعِمَامَةَ وَقَالَ: اشْدُدْ بِهَا رَاْسَكَ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ اَصْحَابِهِ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اَعْطَيْتَ هٰذَا الْاَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ

۴۲۔ باب: والدین کے دوستوں، رشتہ داروں، بیوی اور جن کا اکرام مستحب ہے ان سب سے اچھا سلوک کرنے کی فضیلت

۳۴۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑی اور کامل نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ تعلقات جوڑ کر رکھے۔''

۳۴۲۔ حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی مکہ کے راستے میں انہیں ملا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور اسے اس گدھے پر سوار کرلیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دیا جو ان کے سر پر تھا۔ ابن دینار نے کہا کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے یہ تو دیہاتی لوگ ہیں تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں۔ پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اس شخص کا والد (میرے والد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''سب سے بڑی اور کامل نیکی آدمی کا اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے جو ابن دینار رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب بھی مکہ کے لیے روانہ ہوتے تو ان کے پاس ایک گدھا ہوتا جب آپ اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس گدھے پر سوار ہو کر راحت حاصل کرتے اور ایک عمامہ ہوتا جسے سر پر باندھ لیتے۔ پس ایک روز آپ اسی گدھے پر سوار تھے کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس سے گزرا تو ابن عمر نے پوچھا: کیا تم فلاں بن فلاں نہیں ہو؟ اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔ پس انھوں نے یہ گدھا اسے دے دیا

عَلَيْهِ، وَعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَأْسَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ أَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُّوَلِّيَ)) وَ إِنَّ أَبَاهُ كَانَ صَدِيقًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، رَوَىٰ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ كُلَّهَا مُسْلِمٌ.

اور کہا: اس پر سوار ہو جاؤ اور عمامہ بھی اسے دے دیا اور کہا: اسے سر پر باندھ لو۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض ساتھیوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے! آپ نے اس دیہاتی کو وہ گدھا دے دیا جس پر آپ سوار ہو کر راحت حاصل کرتے تھے اور وہ عمامہ بھی دے دیا جسے آپ سر پر باندھتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''سب سے بڑی اور کامل نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے دوستوں سے صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرے'' اور اس دیہاتی کا والد (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ (یہ تمام روایات امام مسلمؒ نے بیان کی ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۵۵۲) (۱۲ و ۱۳).

غريب الحديث☆ (أبر البر) ''سب سے بڑی اور کامل نیکی''۔ (ود) ''دوست احباب''۔ (الأعراب) اعرابی کی جمع ''دیہاتی''۔ (يتروح) ''راحت حاصل کرتے''۔ (مل) ''اکتا جانا''۔ (بعد أن يولي) ''اس (والد) کی وفات کے بعد''۔

فقه الحديث☆ ❶ والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تم ان کی وفات کے بعد ان کے دوست احباب سے رابطہ رکھو، تعلق برقرار رکھو۔ اگر کوئی شخص انہیں کچھ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ان سے ملاقات رکھے اور اچھی بات ہی کہتا رہے۔

❷ اس حدیث میں دعائیہ کلمات سکھائے گئے ہیں یعنی ''غفر الله لك'' (اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے) اور ''أصلحك الله'' (اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے)۔

❸ یہ کامل نیکی ہے کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے دوست احباب پر خرچ کیا جائے' ان کی خدمت کی جائے اور انہیں ہدیے وغیرہ دیے جائیں۔

❹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بہت سے فضائل ہیں: ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ انہیں اپنے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت تھی کہ انھوں نے ان کی وفات کے بعد آپ کے دوست احباب سے تعلق برقرار رکھا اور اپنی محبوب اور ضرورت کی اشیاء انہیں عطا کیں۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی کس قدر اطاعت کرنے والے تھے کہ انھوں نے آپ کا یہ فرمان سنا ہوا تھا کہ ''سب سے کامل نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے'' تو آپ نے اپنے والد کے دوست کے بیٹے کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا اور انہیں وہ گدھا اور عمامہ عطا کر دیا۔

❺ حدیث میں ہے کہ ''دیہاتی تو تھوڑی چیز پر بھی راضی ہو جاتے ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اہل کفاف ہیں' اس لیے وہ تھوڑی چیز پر ہی قناعت کر لیتے ہیں۔

۳٤۳۔ وَ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ۔ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَ فَتْحِ السِّينِ۔ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۴۳۔ حضرت ابو اُسید (ہمزہ پر پیش اور سین پر زبر) مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس

قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْإِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِ هِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسلمہ کا ایک آدمی آپ کے پاس آیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین کے متعلق کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو میں ان کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! ان کے لیے دعائے خیر کرنا، ان کے لیے مغفرت طلب کرنا، ان کے بعد ان کے پہلے سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کرنا اور ان کے ان رشتوں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ ضعیف : أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (۳۵)، و أبوداود (۵۱۴۲)، و ابن ماجه (۳٦٦٤)، و أحمد (۳/ ٤۹۷ و ٤۹۸)، و ابن حبان (٤۱۸).

یہ حدیث ضعیف ہے' کیونکہ اس کی سند میں علی بن عبید الساعدی راوی مجہول ہے جبکہ باقی راوی ثقہ ہیں۔

غريب الحديث☆ (الصلاة عليهما) ''ان کے لیے دعائے خیر کرنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے لیے ان کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور ان کی زندگی میں ان کی خوب خدمت کرنی چاہیے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی کرنے کے وہی طریقے اختیار کرنے چاہئیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ رسومات سے بچنا چاہیے' ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ رسم قل، تیجہ، ساتواں، دسواں، رسم چہلم اور قرآن خوانی کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں' اس لیے ایصال ثواب کے یہ سارے طریقے غیر شرعی ہیں' ان سے بچنا چاہیے' خیر اور بھلائی دین پر عمل کرنے میں ہے۔

❷ اولاد کی صحیح تربیت کرنی چاہیے' کیونکہ نیک اولاد دنیا و آخرت دونوں جہان کے لیے نفع بخش ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آدمی کے فوت ہونے کے بعد اس کی نیک اولاد جو دعا کرتی ہے اس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے۔

❸ صحابہ کرام خیر و بھلائی کی تلاش اور جستجو میں رہتے تھے کہ نیکی کا کوئی موقع ہاتھ سے نکل نہ جائے۔

❹ اگر کسی شخص کو کسی مسئلہ کا علم نہ ہو تو وہ اہل علم سے پوچھ لے۔

❺ عبادات توقیفی ہیں' یہ رسول اللہؐ کے فرمان سے ثابت ہوتی ہیں۔

۳٤٤- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَمَا رَأَيْتُهَا قَطُّ، وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنْ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا إِلَّا خَدِيجَةُ! فَيَقُولُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ وَ إِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ، فَيُهْدِي فِي

۳٤٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی بیویوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی حالانکہ میں نے انہیں کبھی دیکھا بھی نہیں لیکن آپ اکثر ان کا ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ جب بھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے اعضاء الگ الگ کرتے پھر انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف بھیجتے' کبھی میں آپ سے کہہ بھی دیتی کہ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہی نہیں ہے۔ آپ فرماتے: ''وہ ایسی اور ایسی عورت تھی (یعنی آپ ان کی خوبیاں گنواتے) اور میری اولاد بھی اسی سے ہے''۔ (متفق علیہ)

خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.

وَ فِي رِوَايَةٍ : كَانَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ يَقُولُ : ((أَرْسِلُوْا بِهَا إِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ)).

وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ، فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ)).

قَوْلُهَا: ((فَارْتَاحَ)) هُوَ بِالْحَاءِ، وَفِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ لِلْحُمَيْدِيِّ : ((فَارْتَاعَ)) بِالْعَيْنِ وَمَعْنَاهُ : اهْتَمَّ بِهِ.

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ بکریاں ذبح فرمایا کرتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو اتنا اتنا گوشت ہدیہ بھیجتے جو ان کو کافی ہوتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو فرماتے: ”اسے خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیج دو۔“

ایک اور روایت میں ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ کو ایسے محسوس ہوا جیسے خدیجہ رضی اللہ عنہا اجازت طلب کرتی ہیں اور اس سے آپ کو بہت خوشی ہوئی تو فرمایا: ”اے اللہ! ہالہ بنت خویلد۔“ (فارتاح) حاء کے ساتھ اور امام حمیدیؒ کی کتاب ”الجمع بین الصحیحین“ میں (فارتاع) عین کے ساتھ ہے' اس کا معنی ہے کہ آپ یہ آواز سن کر فکر مند ہو گئے (یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد نے آپ کو فکر مند کر دیا۔)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۷/۱۳۳۔ فتح)، ومسلم (۲٤۳۵) (۵٦)۔' والرواية الثانية عند البخاری (۷/۱۳۳ و ۱۰/٤۳۵۔ فتح)، ومسلم (۲٤۳۵)' والثالثة عند البخاری (۷/ ۱۳۳۔ فتح)، ومسلم (۲٤۳۵) (۷۵)' والرابعة عند مسلم (۲٤۳۷).

غريب الحديث☆ (ما غرت) ”مجھے غیرت نہیں آئی“۔ (صدائق) صدیقہ کی جمع' بمعنی ”دوست“۔ (کانت و کانت) ”وہ ایسی اور ایسی عورت تھی“ یعنی آپ اس کی صفات بیان کرتے۔ (و کان لی منها ولد) ”اور میری اولاد بھی اسی سے ہے“ آپ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے سوا آپ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی اور ابراہیم حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ (فعرف استئذان خديجة) انہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت طلب کرنا یاد آ گیا' کیونکہ ہالہ بنت خویلد اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں بہنوں کی آواز میں بہت مشابہت تھی۔ (فارتاح لذلك) ”آپ اس وجہ سے بہت خوش ہوئے“۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی' مالی تعاون کیا' ثابت قدمی کے لیے حوصلہ دیا' آپ کی ڈھارس بندھائی اور آپ سابقین اولین میں سے تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی وفاداری کا حق ادا کر دیا کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کا ذکر خیر فرماتے اور ان کی سہیلیوں کو ہدیے اور تحائف بھیجتے تھے۔

❷ نیک اور صالح خاتون کی صفات میں سے ہے کہ وہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہو' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی خاتون سے شادی کرو“۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میں یہ دونوں صفات تھیں۔

❸ کسی کا کثرت سے ذکر کرنا اس سے کثرت محبت کی علامت ہے' اسی لیے آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔

❹ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی اور اپنے دوستوں سے عہد وفا کو نبھائے اور ان کی وفات کے بعد ان کے دوستوں سے صلہ رحمی کا تعلق برقرار رکھے۔

❺ انسانی جذبات کی وضاحت ہے جو ایک محبوب شخصیت کی یاد سے انسان پر طاری ہوتی ہے' جو خوش کن بھی ہو سکتے ہیں اور فکر و اندوہ میں مبتلا کرنے والے بھی اور یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ پر بھی طاری ہوتی تھی۔

٣٤٥۔ وَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي سَفَرٍ، فَكَانَ يَخْدُمُنِي فَقُلْتُ لَهُ: لَا تَفْعَلْ، فَقَالَ: اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا آلَيْتُ عَلٰى نَفْسِي اَنْ لَا اَصْحَبَ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوا تو (دورانِ سفر) وہ میری خدمت کرتے۔ میں نے انہیں کہا: ایسے نہ کریں' انھوں نے کہا میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کی اسی طرح خدمت کرتے ہوئے دیکھا ہے تو میں نے قسم اٹھائی تھی کہ میں ان میں سے کسی کی مصاحبت (ہم نشینی) اختیار کروں گا تو میں بھی اس کی ضرور خدمت کروں گا۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (٦/٨٣۔ فتح)، ومسلم (٢٥١٣) واللفظ له.

غریب الحدیث☆ (آلیت) ''میں نے قسم اٹھائی''۔ (شیئًا) ''امر عظیم''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ صحابہ کرام کی تواضع اور فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اپنے سے چھوٹے کی خدمت کرنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے اور وہ اس شخص کی بھی عزت وتوقیر کرتے تھے جس نے نبی ﷺ کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو خواہ وہ خادمِ رسول عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

❷ انصار صحابہ کرام کی فضیلت اور خدمتِ رسول ﷺ کا بیان ہے۔

❸ صحابہ کرام کے باہمی تعلق کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ تعلق صرف رسول اللہ ﷺ سے وابستگی کی بنیاد پر تھا۔

٤٣۔ بَابُ إِكْرَامِ أَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ بَيَانِ فَضْلِهِمْ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ [الأحزاب: ٣٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ [الحج: ٣٢].

۴۳۔ باب: رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کی تکریم اور ان کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! وہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں پاک کردے''۔
اور فرمایا: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے محترم ٹھہرائی ہوئی چیزوں کا ادب کرے گا تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے''۔

٣٤٦۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَ عَمْرُو بْنُ مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ! خَيْرًا كَثِيْرًا، رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَ سَمِعْتَ حَدِيْثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ! خَيْرًا كَثِيْرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ! مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

۳۴۶۔ حضرت یزید بن حیان بیان کرتے ہیں کہ میں' حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' پس جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے انہیں کہا: اے زید! آپ نے تو خیر کثیر حاصل کی ہے' آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ کی احادیث کو سنا' آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اے زید: آپ نے یقینا خیر کثیر حاصل کی' اے زید! ہمیں بھی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔

يَا ابْنَ أَخِي وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَ نَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ، فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ. ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ، وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((**أَمَّا بَعْدُ: أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ**)) فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((**وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي**)) فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ! أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ، وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((**أَلَا إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ**)).

انھوں نے کہا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم! میری عمر بھی زیادہ ہوگئی اور میرا زمانہ بھی کافی بیت گیا اور میں وہ بعض باتیں بھی بھول گیا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کی تھیں، پس میں جو حدیث تمھیں بیان کروں اسے قبول کرو اور جو بیان نہ کروں تو پھر مجھے اس کی تکلیف نہ دینا' پھر انھوں نے کہا: ایک روز رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے ایک چشمے جسے ''خم'' کہا جاتا ہے' پر ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا: ''اما بعد! سنو! اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہہ دوں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ان میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے' پس تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس کے ساتھ تمسک اختیار کرو۔'' پس آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے پر ابھارا اور اس کے بارے میں ترغیب دی پھر فرمایا: ''اور (دوسری چیز) میرے اہلِ بیت ہیں' میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی یاد دہانی کراتا ہوں اور میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمھیں اللہ تعالیٰ کی یاد دہانی کراتا ہوں۔'' حصین نے ان (زید) سے پوچھا: اے زید! آپ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کے اہل بیت میں سے نہیں؟ انھوں نے کہا: آپ کی ازواجِ مطہرات آپ کے اہلِ بیت میں سے ہیں لیکن یہاں (اس سے مراد) آپ کے وہ اہل بیت ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ انھوں (حصین) نے کہا: وہ کون ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ حصین نے پوچھا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''سنو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں' ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے' جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر ہوگا۔''

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲٤۰۸)، والرواية الثانية له (۲٤۰۸) (۳۷).

غريب الحديث ☆ (أعي) ''مجھے یاد ہے''۔ (ماء خُمّ) مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں ایک مشہور کنواں ہے۔ (يوشك أن يأتي رسول ربي) ''قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے'' یعنی قریب ہے کہ موت کا فرشتہ اللہ سے ملاقات کا پیغام لے کر آئے۔ (ثقلين) ''دو بھاری چیزیں'' عظیم الشان اور عظیم المرتبت۔

فقه الحديث:۔ ❶ عالم کے اوصاف کے مطابق اس کی تعریف کی جا سکتی ہے اور طلب علم سے پہلے اس کے حق میں دعا کرنا مستحب ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم صاحب فضل و خیر تھے۔

❸ عالم مسئلہ بیان کرنے سے پہلے سامعین کو خطا یا بھول کے بارے میں عذر پیش کر سکتا ہے اور نسیان وضعفِ حافظہ بڑھاپے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

❹ عالم کو چاہیے کہ علم کے بغیر کوئی چیز نہ بتائے' اگر علم ہو تو بتائے ورنہ کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔

❺ رسول اللہ ﷺ بھی انسان تھے' ان پر بھی عام انسانوں کی طرح موت آئی' جسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ (الزمر: ۳۰)

❻ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ تمسک واجب ہے' اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے' صراط مستقیم ہے' جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اسے ترک کر دیا وہ گمراہ ہو گیا۔

❼ نبی ﷺ نے اپنے اہل بیت کے ساتھ خیر خواہی اور ادب واحترام کے بارے میں تاکید فرمائی۔

❽ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے اہل بیت میں سے ہیں۔

❾ اہل بیت پر صدقہ حرام ہے' اس لیے کہ ان کے لیے خمس اور مال غنیمت کو حلال کیا گیا ہے۔

۳٤۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ أَنَّهُ قَالَ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

مَعْنٰى ((ارْقُبُوْا)) رَاعُوْهُ وَاحْتَرِمُوْهُ وَأَكْرِمُوْهُ ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۳۴۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں جو انہی پر موقوف ہے کہ تم محمد ﷺ کا ان کے اہلِ بیت کے بارے میں خیال رکھو۔ (بخاری)

(ارقبوا) کا مطلب ہے کہ تم ان کا احترام کرو، اکرام کرو اور خیال رکھو۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۷/ ۷۸۔ فتح).

فقه الحديث ☆ نبی ﷺ کے اہل بیت کی تعظیم اور احترام کا بیان ہے نیز آپ کے اہلِ بیت کی محبت کو نبی ﷺ کی محبت واحترام کے ساتھ منسلک کیا ہے لیکن اہلِ بیت کی محبت سے یہ مراد نہیں کہ انہیں معصوم مانا جائے اور ان کی شان میں افراط وغلو کیا جائے۔

۴۴۔ بَابُ تَوْقِيْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْكِبَارِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ وَتَقْدِيْمِهِمْ عَلٰى غَيْرِهِمْ وَرَفْعِ مَجَالِسِهِمْ وَإِظْهَارِ مَرْتَبَتِهِمْ

۴۴۔ باب: علماء، بزرگوں اور اہل فضل کو دوسروں پر برتری دینے' ان کی مجالس کی قدر ومنزلت بڑھانے اور ان کے مرتبے کو نمایاں کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [الزمر : ٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کہہ دیجیے کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے' برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو صرف اہل دانش ہی حاصل کرتے ہیں''۔

٣٤٨۔ وَعَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِيِّ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ، وَلَا يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۴۸۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی امامت ان میں سے کتاب اللہ کو سب سے اچھا پڑھنے والا کرائے، اگر قراءت میں وہ سب برابر ہوں تو پھر ان میں سے جو سنت کو زیادہ جاننے والا ہے، اگر سنت میں وہ سب برابر ہوں تو پھر وہ جس نے ہجرت سب سے پہلے کی ہو' اگر ہجرت میں وہ سب برابر ہوں تو پھر وہ جو عمر میں ان سب سے بڑا ہو اور کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی سلطان (غلبے، تسلط اور حکمرانی والے علاقے یا وہ جگہ ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہے) میں امامت نہ کرائے اور اس کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے ہے''۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ: ((فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا)) بَدَلَ ((سِنًّا)): اَيْ اِسْلَامًا.

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں (فاقدمهم سنا) کی بجائے (فاقدمهم سلما) ہے' یعنی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا)۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا)).

اور ایک روایت میں ہے ''لوگوں کی امامت وہ کرائے جو ان میں سے کتاب اللہ کو سب سے زیادہ پڑھنے والا ہو اور اس میں سب سے زیادہ ماہر ہو اور اگر قراءت میں وہ سب برابر ہوں تو پھر ان کی امامت وہ کرائے جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو' اگر ہجرت میں وہ سب برابر ہوں تو پھر ان کی امامت وہ کرائے جو عمر میں ان سب سے بڑا ہو۔''

وَالْمُرَادُ ((بِسُلْطَانِهٖ)) مَحَلُّ وِلَايَتِهٖ، اَوِ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يَخْتَصُّ بِهٖ ((وَتَكْرِمَتِهٖ)) بِفَتْحِ التَّاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ: وَهِيَ مَا يَنْفَرِدُ بِهٖ مِنْ فِرَاشٍ وَسَرِيْرٍ وَنَحْوِهِمَا.

(سلطانه) سے مراد اس کے غلبہ و تسلط اور حکمرانی کا علاقہ ہے یا وہ جگہ ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ (تکرمته) تاء پر زبر اور راء پر زیر بمعنی کسی انسان کا مخصوص بستر یا مخصوص بیٹھنے کی جگہ۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٧٣)' والرواية الثانية له (٦٧٣) (٢٩١).

فقه الحديث: ❶ اس میں مستحقین امامت کا درجہ بدرجہ بیان ہے کہ امامت میں سب سے مقدم قرآن کا اچھا قاری اور اس کا ماہر ہے' پھر سنت کا زیادہ جاننے والا' پھر سب سے پہلے ہجرت کرنے والا یا اسلام قبول کرنے والا اور پھر جو ان میں عمر میں سب سے بڑا ہو۔ یہ ترتیب نبی ﷺ نے بیان کی ہے اور یہی معتبر ہے۔

❷ علوم میں سے سب سے عظیم علم کتاب اللہ کی قراءت، حفظ اور تفہیم ہے اور پھر سنت نبوی کا علم ہے جس کی روایت' درایت اور رعایت کی

معرفت ضروری ہے۔

❸ صاحب سلطنت، گھر کا مالک، کام کی جگہ (کارخانہ، دوکان وغیرہ) اور امام مسجد کسی دوسرے شخص کی نسبت خواہ وہ صاحب علم وفضل ہی ہو امامت کا زیادہ حقدار ہے، ہاں اگر وہ خود اسے اجازت دے دے تو یہ جائز ہے۔

❹ صاحب مجلس کسی دوسرے کی نسبت اس نشست کا زیادہ حقدار ہے۔

❺ عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی، اس لیے کہ لفظ ''قوم'' مردوں کے لیے خاص ہے، اس میں عورتیں شامل نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت کسی عورت کا مذاق اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ اس سے بہتر ہو۔'' (الحجرات:۱۱)

۳۴۹۔ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ: ((اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَقَوْلُهُ ﷺ: ((لِيَلِنِي)) هُوَ بِتَخْفِيْفِ النُّوْنِ وَلَيْسَ قَبْلَهَا يَاءٌ، وَرُوِيَ بِتَشْدِيْدِ النُّوْنِ مَعَ يَاءٍ قَبْلَهَا. ((وَالنُّهٰى)): الْعُقُوْلُ ((أُولُو الْأَحْلَامِ)) هُمُ الْبَالِغُوْنَ، وَقِيْلَ: أَهْلُ الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ.

۳۴۹۔ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو چھوتے، ہاتھ لگاتے اور فرماتے: ''برابر ہوجاؤ اور اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل (آپس میں) مختلف ہوجائیں گے، میرے نزدیک تم میں سے وہ لوگ کھڑے ہوں جو بالغ، سمجھدار اور عقلمند ہوں پھر وہ جو (سمجھ اور عقل میں) ان کے قریب ہوں اور پھر وہ جو ان کے قریب ہوں''۔ (مسلم)

(ليلنى) نون کی تخفیف اور اس سے پہلے یاء نہیں اور یہ نون مشدد اور اس سے پہلے یاء کے ساتھ بھی مروی ہے۔ (النُّهٰى) اس کا مطلب ہے ''عقل مند لوگ۔'' (أولو الأحلام) اس سے مراد بالغ ہیں اور بعض کے نزدیک اہل حلم وفضل۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٣٢).

غريب الحديث☆ (مناكبنا) ''منكب'' کی جمع بمعنی کندھے۔ (ليلنى) نماز میں میرے قریب کھڑے ہوں۔

فقه الحديث:۔ ❶ نماز میں صفیں درست کرنا، شگاف پر کرنا، کندھے اور پاؤں برابر رکھنا واجب ہے، امام کو نماز شروع کرنے سے پہلے صفوں کو درست کرانا چاہیے، کیونکہ صفوں کی درستی سے اعراض اور گریز باہمی اختلاف کا ذریعہ ہے۔

❷ امام کے قریب صاحب علم وحلم ہونے چاہییں اور وہ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہوں تاکہ اگر امام بھول جائے تو یہ اسے یاد کراسکیں یا اس کا وضو ٹوٹ جائے تو یہ اس کی جگہ امامت کراسکیں۔

۳۵۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) ثَلَاثًا ((وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو صاحب دانش اور عقلمند ہیں وہ میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۔'' آپ نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا، پھر فرمایا: ''بازاروں کے شور وغل اور جھگڑوں سے بچو۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٣٢) (١٢٣).

غریب الحدیث☆ (ھیشات الأسواق) ''بازاروں کا شور وغل اور لڑائی جھگڑا۔''

فقہ الحدیث: ◆ نمازیوں کو مسجد میں شور وغل کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ اس سے خشوع وخضوع جاتا رہتا ہے اور اسی لیے اس میں خرید وفروخت، گمشدہ چیزوں کا اعلان کرنے اور شعر وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔

◆ صفوں میں تمیز اور فرق ہونا چاہیے' اہل علم وحلم کی صفیں پہلے اور پھر جوان سے قریب ہوں' یعنی مراتب کے لحاظ سے صفیں بنائی جائیں اور اسی طرح مردوں اور عورتوں کی صفوں میں فرق ہونا چاہیے' بازاروں کی طرح اختلاط جائز نہیں۔

۳۵۱۔ وَعَنْ أَبِي يَحْيٰى وَقِيْلَ: أَبِيْ مُحَمَّدٍ سَهْلِ ابْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ۔ بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ۔ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَ مُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ إِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَأَتٰى مُحَيِّصَةُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهِ قَتِيْلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَ حُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ: ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ: ((أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ؟)) وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهُ ﷺ: ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) مَعْنَاهُ: يَتَكَلَّمُ الْأَكْبَرُ.

۳۵۱۔ حضرت ابو یحییٰ' بعض نے کہا، ابو محمد سہل بن ابی حثمہ (حاء پر زبر اور پھر ثاء) انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خیبر کی طرف گئے اور ان دنوں (خیبر کے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان) صلح تھی' پس (وہاں پہنچ کر) وہ دونوں (اپنی اپنی ضرورت کے تحت) ایک دوسرے سے جدا ہو گئے' پھر محیصہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت ہیں اور انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ پس انھوں نے انہیں دفن کیا پھر مدینہ آئے تو عبدالرحمن بن سہل اور حضرت مسعود کے دونوں بیٹے محیصہ اور حویصہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو عبدالرحمن نے بات کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''بڑا (آدمی بات کرے)۔ بڑا (آدمی بات کرے)'' اور عبدالرحمن سب سے چھوٹے تھے' پس وہ خاموش ہو گئے اور ان دونوں (محیصہ اور حویصہ) نے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم حلف اٹھاتے ہو اور اپنے بھائی کے قاتل سے حق مانگتے ہو؟'' اور راوی نے مکمل حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

(کبر کبر) یعنی جو سب سے بڑا ہے وہ بات کرے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٧٥۔ فتح)، ومسلم (١٦٦٩) (٦).

غریب الحدیث☆ (وهي يومئذ صلح) یعنی فتح خیبر کے بعد نبی ﷺ نے وہاں کے یہودیوں کو وہاں برقرار رکھا۔ (يتشحط في دمه) ''وہ اپنے خون میں لت پت تھا۔'' (أحدث القوم) ''سب سے چھوٹا''۔

فقہ الحدیث: ◆ ضرورت کے تحت جہاں مصلحت تقاضا کرتی ہو دشمنوں سے معاہدہ اور صلح ہو سکتی ہے اور اگر اسلام کو غلبہ حاصل ہو اور کسی مصلحت کا بھی تقاضا نہ ہو تو پھر معاہدے اور صلح کی ضرورت نہیں۔

◆ بڑی عمر والے کو بات کرنی چاہیے۔

◆ قسامت (قتل کے مبہم معاملے میں پچاس قسموں) کا طریقہ اسلام سے قبل جاہلیت میں رائج تھا' اسلام نے بھی اسے برقرار رکھا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی علاقے میں کوئی شخص قتل کیا جائے لیکن قاتل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں مقتول کے ورثا میں سے پچاس آدمی یا چند آدمی پچاس قسمیں کھا کر یہ کہہ دیں کہ اس علاقے کے کسی آدمی نے اسے قتل کیا ہے تو اہلِ علاقہ کو اس کی دیت ادا کرنی پڑے گی اور

اگر اس علاقے کے لوگ اسی طرح پچاس قسمیں اٹھالیں اور کہہ دیں کہ ہمارے علاقے کے کسی آدمی نے قتل نہیں کیا تو وہ بھی دیت کی ادائیگی سے بچ جائیں گے اور اس صورت میں اولیائے مقتول کو دیت کی ادائیگی بیت المال سے کی جائے گی۔

۳۵۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ يَعْنِي فِي الْقَبْرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟)) فَإِذَا اُشِيْرَ لَهُ اِلَى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شہدائے غزوۂ احد کے دو دو آدمیوں کو ایک ایک قبر میں اکٹھا دفن کرتے تو آپ پوچھتے: ''ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد تھا؟'' پس جب آپ کو کسی ایک کے بارے میں بتایا جاتا تو آپ اسے قبر میں پہلے اتارتے۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۱۱۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (اللحد) وہ قبر ہوتی ہے جو وسط قبر سے ایک جانب بنائی جائے اور جو قبر سیدھی ہوتی ہے اسے ''شق'' کہا جاتا ہے۔

فقه الحدیث:۔ ❶ لحد اور شق دونوں طرح کی قبریں تیار کرنا جائز ہے' نبی ﷺ کے دور میں دونوں طرح کی قبریں تیار کی جاتی تھیں لیکن لحد (بغلی قبر) افضل ہے۔

❷ ضرورت کے تحت ایک قبر میں دو یا تین میتوں کو دفن کیا جا سکتا ہے۔

❸ اہل علم اور اہل زہد و تقویٰ کو مقدم رکھا جائے گا' ان کی زندگی میں بھی اور ان کی موت کے بعد بھی یعنی دفن کرتے وقت۔

۳۵۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَرَانِي فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ، اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ مُسْنَدًا وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا.

۳۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں' پس دو آدمی میرے پاس آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا' میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا: بڑے کو (دیں)۔ پس میں نے وہ ان میں سے بڑے کو دے دی''۔ (امام مسلمؒ نے اسے مسند اور امام بخاریؒ نے معلق بیان کیا ہے)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۵٦۔ فتح) معلقًا، ومسلم (۲۲۷۱).

فقه الحدیث☆ ❶ مسواک کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے' منہ کے لیے طہارت اور رب کی رضا جوئی کا ذریعہ ہے۔

❷ مسواک دینے اور بات کرنے کے لیے بڑی عمر والے شخص کو مقدم کرنا چاہیے' جبکہ باقی امور میں دائیں طرف والے کو مقدم کرنا چاہیے۔

❸ اجازت کے ساتھ ایک شخص کی مسواک دوسرا شخص کر سکتا ہے۔

❹ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق اور صحیح ہوتے ہیں۔

۳۵۴۔ وَعَنْ اَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالَى اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ، وَالْجَافِي عَنْهُ وَاِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ)). حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ.

۳۵۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید ریش (عمر رسیدہ) مسلمان، حامل قرآن (حافظ و عالم) جو افراط و تفریط سے محفوظ ہو (یعنی غلو کرنے والا ہو نہ اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے کوتاہی برتنے والا ہو) اور عادل و منصف بادشاہ کی تکریم کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت کرنے کے ہم معنی ہے''۔ (ابوداؤد۔

حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن : أخرجه أبو داود (٤٨٤٣) بإسناد حسن كما قال الحافظان : العراقي وابن حجر.

غریب الحدیث ☆ (ذی الشیبة) سفید ریش، عمر رسیدہ'۔ (حامل القرآن) ''قاری اور حافظ قرآن''۔ (الغالی) ''حدود سے تجاوز کرنے والا''۔ (الجاف) اس پر عمل کرنا اور تلاوت کرنا چھوڑ دے''۔ (المقسط) ''عادل''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ سفید ریش سے مراد وہ شخص ہے جو پاکیزہ زندگی گزارتے ہوئے بوڑھا ہوگیا' مجالس میں اس کی توقیر و تقدیم اس کی فضیلت کے اعتراف میں ہے۔ حامل قرآن میں قرآن کا حافظ، قاری اور عالم سب آجاتے ہیں بشرطیکہ وہ قرآن میں غلو کرنے والے نہ ہو' کیونکہ کسی بھی کام میں غلو ہلاکت کا باعث ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور عمل سے گریز کرنا معصیت ہے' لہٰذا اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

❷ دین الٰہی افراط و تفریط کے درمیان میانہ روی کا نام اور طریق ہے۔

❸ صالحین اور مصلحین کی تکریم کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت و تکریم کے ہم معنی ہے۔

٣٥٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا))۔ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ ((حَقَّ كَبِيرِنَا)).

۳۵۵۔ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑے کے شرف و فضل کو نہیں پہچانتا''۔ (ابوداود، ترمذی۔ اور ترمذی نے کہا: حدیث حسن صحیح ہے) اور ابوداود کی روایت میں ہے: ''ہمارے بڑے کے حق کو نہیں پہچانتا''

توثیق الحدیث☆ صحيح أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٣٥٤)، و أبوداود (٤٩٤٣)، والترمذي (١٩٢٠)، و أحمد (٢/١٨٥ و ٢٠٧) من طرق عنه به وهو صحيح.

غریب الحدیث☆ (لیس منا) ''ہم میں سے نہیں'' امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض اہل علم کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ علی بن مدینی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ سفیان ثوری مذکورہ بالا تفسیر کو پسند نہیں کرتے تھے' وہ کہتے تھے (لیس منا) کا معنی ہے کہ وہ ہماری ملت پر نہیں۔

میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان معاصی کو حلال اور جائز سمجھتے ہوئے کرے تو وہ ''ہماری ملت پر نہیں'' اور جو شخص انہیں حلال نہ سمجھتے ہوئے کرے تو وہ ''اسلامی طریقے پر نہیں۔'' اللہ اعلم!

فقہ الحدیث☆ ❶ چھوٹوں پر رحم کرنا، شفقت کرنا اور احسان کرنا مستحب ہے۔

❷ بڑوں کی عزت اور توقیر کرنی چاہیے۔ اسلامی معاشرہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہے' چھوٹوں پر رحم کرنا چاہیے اور بڑوں کی توقیر کرنی چاہیے' اس طرح معاشرے میں ادب و احترام کی فضا پیدا ہوجائے گی اور امن و سکون قائم ہوجائے گا۔

٣٥٦ - وَعَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرَّ بِهَا سَائِلٌ، فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ، فَأَقْعَدَتْهُ،

۳۵۶۔ میمون بن ابی شبیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا تو انھوں نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا اور پھر ایک اور آدمی گزرا جس نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے

فَاَكَلَ، فَقِيلَ لَهَا فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.
لٰكِنْ قَالَ: مَيْمُوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ.
وَقَدْ ذَكَرَهُ مُسْلِمٌ فِي اَوَّلِ صَحِيْحِهِ تَعْلِيْقًا فَقَالَ: وَذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ، وَ ذَكَرَهُ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ فِي كِتَابِهِ ((مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ)) وَقَالَ: هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

اور اچھی حالت میں تھا تو انھوں نے اسے بٹھایا اور کھلایا' پس اس نے کھایا۔ تو حضرت عائشہ ؓ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کرو''۔ (ابوداؤد) لیکن ابوداؤد نے یہ بھی کہا کہ میمون نے حضرت عائشہ ؓ کا زمانہ کونہیں پایا۔
اور امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' کے شروع میں اسے تعلیقاً ذکر کیا ہے اور کہا کہ حضرت عائشہ ؓ سے مذکور ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق سلوک کریں۔ اور امام حاکم ابوعبداللہ نے اسے اپنی کتاب ''معرفة علوم الحدیث'' میں ذکر کیا اور کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه أبو داود (٤٨٤٢).
یہ حدیث ضعیف ہے' کیونکہ میمون اور سیدہ عائشہ ؓ کے درمیان انقطاع ہے اور حبیب بن ابی ثابت مدلس ہے۔ اسے امام مسلم نے مسلم شریف کے مقدمہ (۱/۶) میں تعلیقاً ذکر کیا لیکن امام نے مقدمہ میں درج احادیث سے متعلق وہ شرط نہیں لگائی جو آگے اصل کتاب کی احادیث کے متعلق ہے۔ اور امام حاکم نے بھی اسے ''معرفة علوم الحدیث'' (۴۹) تعلیقاً میں ذکر کیا ہے لیکن بھی وہ انقطاع اور تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

غریب الحدیث☆ (کسرة) ''روٹی کا ٹکڑا''۔ (هيئة) ''حالت''۔ (منازلهم) ''ان کا مرتبہ''۔

فقه الحديث☆
- اس حدیث میں لوگوں کے مراتب اور ان کے مقام ومنصب کا لحاظ رکھنے اور اس کے مطابق ان کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید ہے اور ہر ایک کو اس کا حق دینے کی تاکید ہے۔
- معمولی چیز بھی صدقہ کی جاسکتی ہے۔
- اپنی بات یا عمل کو ثابت کرنے کے لیے قرآن وحدیث سے استدلال کرنا ایک مسلمان کی شان ہے۔

۳۵۷۔ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ ابْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَ مُشَاوَرَتِهِ، كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ: يَا ابْنَ اَخِيْ! لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ، فَاسْتَاْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ، فَاسْتَاْذَنَ لَهُ، فَاَذِنَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيْ! يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَوَاللّٰهِ! مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ، وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ،

۳۵۷۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ عیینہ بن حصن مدینہ آئے تو اپنے بھتیجے حر بن قیس کے ہاں ٹھہرے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر ؓ اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے اور حضرت عمر ؓ کے ہم نشین اور ان کی مجلس مشاورت میں قراء حضرات شامل تھے' خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: میرے بھتیجے! آپ کو اس امیر کے ہاں خاص مقام حاصل ہے مجھے ان سے ملنے کی اجازت لے دیں۔ پس انھوں نے اس (عیینہ) کے لیے اجازت طلب کی تو حضرت عمر ؓ نے انہیں اجازت دے دی۔ پس جب وہ ان کے پاس گئے تو کہا: افسوس! اے ابن خطاب! اللہ کی قسم!

فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوقِعَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (الأعراف : ۱۹۹) وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ. وَاللّٰهِ! مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

آپ ہمیں زیادہ عطیے دیتے ہیں نہ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہوگئے حتیٰ کہ انہیں سزا دینے کا ارادہ کیا تو حر بن قیس نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے: ''عفوودرگزر اختیار کریں'' نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض فرمائیں'' اور یہ عیینہ بھی جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جب انھوں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے تجاوز نہیں کیا اور وہ اللہ کی کتاب کے حکم پر ٹھہر جانے والے تھے (یعنی اپنی رائے، قیاس یا غصے پر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دینے والے تھے)۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۵۸۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ كُنْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا، فَكُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ، فَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۵۸۔ حضرت ابو سعید سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابھی نو عمر لڑکا تھا اور میں آپ سے جو سنتا اسے حفظ کر لیتا تھا لیکن مجھے بات کرنے سے صرف یہی چیز مانع تھی کہ وہاں مجھ سے زیادہ عمر والے لوگ ہوتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۴۲۹۔ فتح)، ومسلم (۹۶۴) (۸۸).

غريب الحديث ☆ (أسن منی) ''مجھ سے زیادہ عمر والے''۔

فقه الحديث☆
- جب زیادہ بڑا عالم، محدث اور صاحب شرف وفضل بزرگ ہو تو اس سے کم تر شخص کو حدیث بیان نہیں کرنی چاہیے تاہم دوسرے علوم میں یہ بات مکروہ نہیں۔
- مجالس کبار اور مجالس علم میں بچے بھی حاضر ہو سکتے ہیں۔
- کبار کی توقیر واجلال۔
- استاد یا بڑے عالم کی اجازت سے شاگرد یا چھوٹا عالم حدیث بیان کر سکتا ہے۔

۳۵۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُّكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

۳۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے ایسے لوگ مقرر کر دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت واکرام کریں گے''۔ (ترمذی۔ یہ حدیث غریب ہے)

توثيق الحديث☆ ضعیف أخرجه الترمذی (۲۰۲۲). یہ حدیث ضعیف ہے' کیونکہ یزید بن بیان المعلم العقیلی کو امام دارقطنی اور امام بخاری نے ضعیف کہا ہے اور اس کے استاد ابوالرحال کو امام حاتم اور امام بخاری نے ضعیف کہا ہے۔

غريب الحديث☆ (قيض) ''مقرر کیا''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ مسلمان عمر رسیدہ لوگوں کی ان کی عمر کی وجہ سے عزت کرنا مستحب ہے۔

❷ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے' جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نیکی ضائع نہیں ہوتی۔

۴۵۔ بَابُ زِيَارَةِ أَهْلِ الْخَيْرِ وَ مُجَالَسَتِهِمْ وَصُحْبَتِهِمْ وَمُحَبَّتِهِمْ وَطَلَبِ زِيَارَتِهِمْ وَالدُّعَاءِ مِنْهُمْ وَزِيَارَةِ الْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَةِ

۴۵۔ باب: اہل خیر کی زیارت' ان کی ہم نشینی' ان کی صحبت و محبت' ان سے ملاقات کر کے ان سے دعا کروانا اور فضیلت والے مقامات کی زیارت کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى: هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ [الكهف : ٦٠-٦٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ [الكهف : ٢٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے' اپنے نوجوان ساتھی سے' میں تو سفر جاری رکھوں گا یہاں تک کہ میں دو سمندروں (بحر فارس اور بحر روم) کے ملنے کی جگہ پہنچ جاؤں' یا پھر میں طویل عرصے تک چلتا رہوں گا'' اللہ تعالیٰ کے اس قول تک ''حضرت موسیٰ نے کہا: کیا میں تیرے ساتھ چلوں اس شرط پر کہ تو مجھے ہدایت کی وہ باتیں سکھائے جو تجھے سکھائی گئی ہیں؟''

اور فرمایا: ''روکے رکھ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام' طالب ہیں اس کی رضا کے''۔

شرح الآیات: حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں' ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:۔

(الف) طلب علم کے لیے سفر کرنا۔

(ب) علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(ت) طلب علم میں صبر کرنا چاہیے نیز عاجزی اور پست ہمتی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

(ث) کبھی بھی اپنے علم پر فخر نہیں کرنا چاہیے اور نہ کامل عالم ہونے کا دعویٰ کرنا چاہیے۔ بلکہ ہمیشہ یہی کہنا چاہیے کہ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

(ج) علم حاصل کرنے کے لیے عالم باعمل استاذ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

٣٦٠۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَيْهَا، بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ

۳۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے ہمارے ساتھ چلیں' ہم بھی ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ پس جب دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں' انھوں نے ان

اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ : مَا اَبْكِي اَنْ لَا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے؟ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں اس لیے نہیں روتی کہ مجھے علم نہیں کہ اللہ کے ہاں جو ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ پس ام ایمن رضی اللہ عنہا (کی اس بات) نے ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٤٥٤).

غريب الحديث ☆ (أم أيمن) یہ حبشہ کی رہنے والی خاتون اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی خدمت گار تھیں۔ جب حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی تو حضرت اُم ایمن آپ کی پرورش اور نگہداشت کرتی ہیں اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔

(آثارتهما على البكاء) اس نے ان دونوں کو رونے پر مجبور کیا' بھڑکایا، ابھارا۔

فقه الحديث ☆ ◆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر کام میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے تھے اور انہیں آپ سے اس قدر محبت تھی کہ انھوں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے جاری کیے ہوئے اعمال کو جاری رکھا اور ان کی اقتدا کی۔

◆ صالحین کی جدائی پر رونا جائز ہے اور یہ بھی پتا چلا کہ وحی کا نزول خیر کثیر کا باعث تھا' اس کے انقطاع کے ساتھ ہی بہت سے مذاہب او رفرقے پیدا ہو گئے۔

◆ کسی نیک اور عالم شخص کی زیارت کے لیے جانا اور اس سے دعا کرانا جائز ہے۔

◆ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی گئے۔

٣٦١۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهُ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا اَتٰى عَلَيْهِ قَالَ : اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: اُرِيْدُ اَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ. قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ اَنِّيْ اَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى، قَالَ: فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

يُقَالُ : ((اَرْصَدَهُ)) لِكَذَا: اِذَا وَكَّلَهُ بِحِفْظِهِ، وَ ((الْمَدْرَجَةُ)) بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَالرَّاءِ: الطَّرِيْقُ، وَمَعْنٰي

۳۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا' جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں اسی بستی میں اپنے بھائی کے پاس جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس وجہ سے تم یہ تکلف کر رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں' ایسی تو کوئی بات نہیں' میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں اور کوئی غرض نہیں۔ فرشتے نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں' یقیناً اللہ بھی تم سے ایسے ہی محبت کرتا ہے جس طرح تم اس سے محبت کرتے ہو''۔ (مسلم)

((ترُبُّهَا)): تَقُوْمُ بِهَا، وَتَسْعٰى فِيْ صَلَاحِهَا.

(أرصده لكذا) یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اس کی حفاظت کے لیے کسی کو مقرر کرے۔ (المدرجة) میم پر زبر اور راء پر بھی زبر' بمعنی راستہ۔ (تربها) اس کی حفاظت کرتا اور اس کی اصلاح کے لیے کوشش کرتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٦٧).

فقه الحديث☆ ❶ محض اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنا اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنا مستحب ہے' اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت اور بھائی چارہ خونی اور نسبی رشتے سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔

❷ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے' نیز اہل اطاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اثبات ہے اور یہ محبت ویسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔

❸ فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں۔

٣٦٢۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَهُ فِي اللّٰهِ، نَادَاهُ مُنَادٍ: بِاَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ، وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ غَرِيْبٌ.

۳۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے کسی بھائی کی زیارت کی تو ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے: تجھے مبارک ہو' تیرا چلنا مبارک ہو اور تم نے جنت میں گھر بنالیا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں ہے کہ غریب ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده أخرجه الترمذی (٢٠٠٨)، و ابن ماجه (١٤٤٣) وغيرهما.

اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے' کیونکہ اس میں ابو سنان عیسیٰ بن سنان راوی ضعیف ہے لیکن مسلم (۲۵۶۸) میں ابو ربیع کی روایت اس کی شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کرنے والا اس وقت تک جنت کے باغ میں ہوتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے''۔ اور اسی طرح مسلم (۲۵۶۸) میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔

غريب الحديث☆ (طبت) ''تجھے مبارک ہو۔'' (طاب ممشاك) ''تیرا چلنا مبارک ہو، تیرا ثواب بڑھ گیا۔'' (تبوأت من الجنة منزلا) ''تم نے جنت میں گھر بنالیا۔''

فقه الحديث☆ ❶ عیادت اور محض رضائے الٰہی کے لیے مسلمان بھائی کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

❷ فرشتوں میں سے ہر فرشتے کا ایک مقام ہے اور ہر ایک کی ذمہ داری مختلف ہے' ان میں سے بعض مومنوں کو ان کے نیک اعمال کرنے پر خوشخبری دیتے ہیں۔

٣٦٣۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَجَلِيْسِ السُّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ، اِمَّا اَنْ يُّحْذِيَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا

۳۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صالح ساتھی کی اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے جیسے کستوری اٹھانے والا اور بھٹی دھونکنے والا۔ پس کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے (کستوری) ہدیہ دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے یا پھر تم اس سے

أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ، إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا مُنْتِنَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((يُحْذِيْكَ)): يُعْطِيْكَ.

پاکیزہ خوشبو پالو گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا پھر تم اس سے بری بُو پاؤ گے"۔ (متفق علیہ)

(یحذیك) "تمہیں ہدیہ دے دے گا"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٦٦٠ـ فتح)، ومسلم (٢٦٢٨).

غريب الحديث ☆ (المسك) "کستوری، خوشبو"۔ (الکیر) "آگ کی بھٹی"۔ (تبتاع) "تم خرید لو گے"۔

فقه الحديث ☆ ❶ معنی و مفہوم سمجھانے کے لیے مثال بیان کرنا جائز ہے۔

❷ برے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی سے بچنا چاہیے' کیونکہ اس سے دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔

❸ اچھے لوگوں کو دوست بنانا چاہیے۔

❹ کستوری پاک ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اچھی ہم نشینی کے لیے اس کی مثال بیان فرمائی۔

٣٦٤- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنَاهُ: أَنَّ النَّاسَ يَقْصِدُوْنَ فِي الْعَادَةِ مِنَ الْمَرْأَةِ هٰذِهِ الْخِصَالَ الْأَرْبَعَ، فَاحْرِصْ أَنْتَ عَلٰى ذَاتِ الدِّيْنِ، وَاظْفَرْ بِهَا، وَاحْرِصْ عَلٰى صُحْبَتِهَا.

۳۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عورت سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے' اس کے حسب نسب کی وجہ سے' اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تم دین دار عورت کا انتخاب کرو' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"۔ (متفق علیہ)

اس کے معنی ہیں کہ لوگ عام طور پر ان چار چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہیں لیکن تمہاری ترجیح اور پسند دین دار عورت ہونی چاہیے اور اس کی رفاقت اختیار کرنے کی کوشش اور خواہش ہونی چاہیے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٩/ ١٣٢ـ فتح)، ومسلم (١٤٦٦).

فقه الحديث ☆ آدمی شادی کرتے وقت عموماً عورت کے مال، نسب، حسن و جمال اور دین کو پیش نظر رکھتا ہے' ان سب میں سے بہتر اور افضل دین ہے۔ اس لیے کہ یہ بندے کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں معاون ہے اور اسی لیے دین دار عورت سے شادی کرنی چاہیے۔ دین کی بنیاد پر ہونے والا نکاح خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے' اس سے زندگی خوشگوار گزرتی ہے اور آئندہ نسل کی اصلاح و تربیت کے لیے بھی وہ مفید اور مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

٣٦٥- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِجِبْرِيْلَ: ((مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟)) فَنَزَلَتْ: ﴿ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ﴾ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۶۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: "جتنا تم اب ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ ہمارے پاس آنے میں تمہارے لیے کیا رکاوٹ ہے؟" تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "ہم تمہارے رب کے حکم ہی سے اترتے ہیں' اسی کے لیے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے۔" (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (تتنزل) ''وقفے وقفے سے اترنا، نازل ہونا''۔

فقہ الحدیث☆◆ رسول اللہ ﷺ کی جبریل علیہ السلام سے محبت اوراس علم کے حصول کے شوق کا بیان جو وحی کے ذریعے آپ پر نازل ہوتا تھا۔

◆ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دینی بھائیوں سے ملاقات کرنا' اس میں وقفہ کرنا اورانہیں ملاقات کی دعوت دینا مستحب ہے۔ اوراگر کوئی بھائی ملاقات کرنے میں تاخیر کردے تو اس سے وجہ تاخیر پوچھی جاسکتی ہے' اس لیے کہ یہ محبت کی علامت ہے اور ایسی محبت جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ہو شرعاً ممدوح ہے۔

◆ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں' وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتے' ان کا زمین پر اترنا اور چڑھنا اوردیگر امور سرانجام دینا سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ہوتا ہے۔

۳۶۶۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ)).

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ لَا بَأْسَ بِهِ.

۳۶۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم صرف کسی مومن ہی کو ساتھی بناؤ اورتمہارا کھانا صرف متقی و نیک شخص ہی کھائے۔'' (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس میں حرج نہیں۔)

توثیق الحدیث☆ حسن : أخرجه أبو داود (۴۸۳۲)، والترمذي (۲۳۹۵)، و أحمد (۳/ ۳۸) وابن حبان في ((صحيحه)) (۵۵۴و ۵۵۵ و ۵۶۰).

فقہ الحدیث☆◆ کفار و فجار کی دوستی اورہم نشینی سے منع کیا گیا ہے' نیز ان کی عزت کرنے اوران پر خرچ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

◆ دوستوں کے گھروں سے کھانا پینا جائز ہے۔

۳۶۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهِ، فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)).

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۳۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے''۔ (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔)

توثیق الحدیث☆ حسن لغیره أخرجه أبو داود (۴۸۱۳)، والترمذي (۲۳۷۸)' وأحمد (۲/ ۳۰۳)، والحاكم (۴/ ۱۷۱) وغيرهم.

غریب الحدیث☆ (الخليل) ''دوست، ساتھی۔''

فقہ الحدیث☆ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اچھے اوردین دار لوگوں کو دوست بنائے' اس لیے کہ دوستی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ نیک لوگوں کی دوستی سے دین اورایمان میں اضافہ ہوتا ہے' جس سے دین و دنیا اور آخرت بہتر ہوجاتی ہے' جبکہ برے لوگوں کی دوستی کے اس سے برعکس اثرات ہوتے ہیں۔

۳۶۸۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۳۶۸۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اَلرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)).

فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی۔'' (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن وہ ان لوگوں سے ملا نہیں (ان جیسے کام نہیں کیے تو اس کا انجام کیا ہوگا)؟ آپ نے فرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۵۷۔ فتح)، ومسلم (۲٦٤١).

غريب الحديث☆ **(الرجل يحب القوم)** آدمی کسی قوم کے اہل علم وفضل اور اہل صلاح سے محبت کرتا ہے۔ **(مع من أحب)** ''آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی۔'' **(لما يلحق بهم)** ان جیسے اس نے اعمال نہیں کیے یا ان کے مقام ومرتبے کا نہیں یا دنیا میں ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ مسلمان کو نیک صالح اور متقی لوگوں کو دوست بنانا چاہیے' تا کہ وہ روز قیامت ان کے ساتھ ہو' اس لیے کہ آدمی قیامت والے دن اپنے احباب کے ساتھ ہوگا۔

❷ روز قیامت صرف متقی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوں گے جبکہ فاجر و فاسق قسم کے دوست اس روز ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کریں گے اور ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرنا بھی ایک بہت بڑا عمل ہے بلکہ تکمیل ایمان کی ایک علامت ہے۔

❹ عمل وطاعت میں مومنوں کے مختلف درجات ہیں' کچھ درمیانے درجے کے ہوتے ہیں اور کچھ پیش پیش۔

۳٦۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ' قَالَ: ((اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا: مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَوْمٍ، وَلَا صَلَاةٍ، وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ.

۳٦۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت' آپ نے فرمایا: ''تم انہی کے ساتھ ہوگے جن کے ساتھ تم نے محبت کی''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

اور بخاری ومسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ (اس دیہاتی نے کہا) میں نے اس کے لیے نہ تو زیادہ نفلی روزے رکھے ہیں' نہ زیادہ نفلی نمازیں پڑھی ہیں اور نہ کوئی زیادہ صدقہ دیا ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۵۷۔ فتح)، ومسلم (۲٦۳۹) (۱٦٤).

غريب الحديث☆ (الساعة) ''قیامت''

فقه الحديث:۔ ❶ رسول اللہ ﷺ کی حکمت وبلاغت کا بیان کہ آپ نے سائل کو آخرت کی تیاری کرنے کی ترغیب دلائی کہ قیامت

نے تو اپنے وقت پر آنا ہے' تم نیک اعمال کے ذریعے اس کی تیاری کرو۔

◆ سائل کو جواب دینے کی بجائے اسے بھی سوال کیا جاسکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سائل کو سوال کر دیا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟

◆ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقوع کا علم بندوں پر مخفی رکھا ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے تیاری کرتے رہیں۔

◆ روز قیامت آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا خواہ وہ نیک ہو یا بد۔

◆ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت واتباع تمام قرابتوں سے افضل اور کامل ترین فرماں برداری ایسے امور میں سے ہے۔

۳۷۰۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ**)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۷۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن وہ (نیک اعمال میں) ان کے ساتھ نہیں ملا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے اسے محبت ہوگی''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۵۵۷۔ فتح)، ومسلم (۲٦٤۰).

فقه الحديث☆ حدیث نمبر (۳٦۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۷۱۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا، وَالْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا، ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا، اخْتَلَفَ**)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ قَوْلَهُ: ((**الْأَرْوَاحُ**)) الخ مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.

۳۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح ہیں' ان میں سے جو زمانۂ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں' جب کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔ اور روحیں مختلف انواع کے لشکر ہیں' پس ان روحوں میں سے جن کا عالمِ ارواح میں ایک دوسرے سے تعارف ہوا تھا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے مانوس ہیں اور ان میں سے جنھوں نے (وہاں عالمِ ارواح میں) ایک دوسرے کو نہ پہچانا وہ یہاں بھی ایک دوسرے سے الگ تھلگ اور مختلف ہیں''۔ (مسلم)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ''الأرواح'' سے آخر حدیث تک روایت کیا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲٦۳۸) (۱٦۰)' ورواية عائشة عند البخاری (٦/ ۳٦۹۔ فتح)، ومسلم (۲٦۳۸).

غريب الحديث☆ (معادن) ''معدن'' کی جمع ہے بمعنی کان' یہ کسی نفیس اور قیمتی چیز کی بھی ہوسکتی ہے اور کسی خسیس چیز کی بھی۔ (خيارهم) ''ان میں سے بہتر لوگ''۔ (فقهوا) ''انھوں نے جان لیا اور سمجھ لیا''۔ (جنود مجندة) ''مختلف انواع کے لشکر''۔

فقه الحديث☆ ❶ دور جاہلیت کے مناقب اور فضائل کی اہمیت تب شمار ہوگی جب وہ لوگ اسلام قبول کر لیں۔

◆ علم اور دینی سوجھ بوجھ سے آدمی کی شخصیت کو جلا اور نکھار ملتا ہے' مال و دولت سے نہیں۔

◆ ''روحیں مختلف انواع کے لشکر ہیں'' اس کا مطلب مزاجوں اور طبیعتوں کا فطری اختلاف ہے' لیکن انسان کو اپنے آپ کو مہذب بنانے کی کوشش کرنی چاہیے' اور صالحین سے مانوس ہونے او رمحبت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور کافروں، مشرکوں اور بدعتیوں سے تعلقات او رمحبت نہیں رکھنی چاہیے۔

۳۷۲۔ وَعَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو۔ وَيُقَالُ: ابْنُ جَابِرٍ وَهُوَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ۔ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اَمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ: اَفِيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى أُوَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ: اَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ، فَبَرَأْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: **((يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ، فَبَرَأَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ))** فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: الْكُوْفَةَ، قَالَ: اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ: اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِهِمْ، فَوَافَى عُمَرَ، فَسَاَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ، فَقَالَ: تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: **((يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ، فَافْعَلْ))** فَاَتٰى أُوَيْسًا، فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ: اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ

۳۷۲۔ حضرت اسیر بن عمرو (ہمزہ پر پیش اور سین پر زبر) اور بعض کے نزدیک اسیر بن جابر سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی اہل یمن سے مجاہدین کی مدد کرنے والے قافلے آتے تو وہ ان سے پوچھتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ حتیٰ کہ (ایک قافلے میں) اویس آ گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ''مرا'' اور ''قرن'' قبیلہ سے تمہارا تعلق ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں' پھر حضرت عمرؓ نے کہا: کیا تمھیں برص کا مرض تھا اور اب درہم برابر جگہ کے سوا باقی تم بالکل ٹھیک ہو گئے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہاری والدہ (حیات) ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں! حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''اویس بن عامر جو مراد (کے گھرانے) اور قرن (قبیلے) سے ہے' اہل یمن کے ان غازیوں کے ساتھ جو مجاہدین اسلام کی مدد کرتے ہیں' تمہارے پاس آئے گا' اسے برص کا مرض ہوگا جو درہم برابر جگہ کے سوا باقی سب ٹھیک ہو چکا ہوگا' اس کی والدہ ہوگی اور وہ اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا ہوگا' اگر وہ (اویس) اللہ تعالیٰ پر قسم کھا لے تو وہ اسے پورا کر دے۔ اگر تم اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرا سکو تو ضرور کرانا۔'' پس تم میرے لیے بخشش کی دعا کرو۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مغفرت کی دعا کی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا: کوفہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا میں تمہارے لیے وہاں کے عامل کے لیے خط لکھ کر نہ دے دوں؟ انھوں نے کہا: مجھے فقراء، غرباء اور غیر معروف لوگوں کے پاس رہنا زیادہ پسند ہے۔ پس جب اگلا سال آیا تو ان (اہل کوفہ) کے معزز لوگوں میں سے ایک آدمی حج کرنے آیا تو اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے اس سے حضرت اویسؒ

لِيْ. قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَيْضًا عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ، فَقَالَ، عُمَرُ: هَلْ هَا هُنَا اَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّيْنَ؟ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ: **((اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: اُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى، فَاَذْهَبَهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ))**.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: **((اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: اُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ، فَمُرُوْهُ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ))**.

قَوْلُهُ: **((غَبْرَاءِ النَّاسِ))** بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، وَاِسْكَانِ الْبَاءِ وَبِالْمَدِّ، وَهُمْ فُقَرَاؤُهُمْ وَصَعَالِيْكُهُمْ وَمَنْ لَا يُعْرَفُ عَيْنُهُ مِنْ اَخْلَاطِهِمْ **((وَالْاَمْدَادُ))** جَمْعُ مَدَدٍ وَهُمُ الْاَعْوَانُ وَالنَّاصِرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُمِدُّوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْجِهَادِ.

کے بارے میں دریافت کیا تو اس شخص نے بتایا کہ میں نے اسے اس حال میں چھوڑا ہے کہ اس کا گھر بوسیدہ اور دنیا کا مال و متاع نہایت قلیل ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اویس بن عامر جو مراد کے گھرانے او رقرن قبیلے سے ہے اہل یمن کے ان غازیوں کے ساتھ جو مجاہدین اسلام کی مدد کرتے ہیں' تمہارے پاس آئے گا' اسے برص کا مرض ہوگا جو درہم برابر جگہ کے علاوہ باقی بالکل ٹھیک ہو چکا ہوگا۔ اس کی والدہ ہوگی اور یہ اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا ہوگا' اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالے تو اللہ اسے پورا کردے۔ اگر تم اس سے اپنی مغفرت کے لیے دعا کرا سکو تو ضرور کرانا''۔ پس وہ شخص (حج کے بعد) اویس کے پاس گیا تو ان سے کہا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ حضرت اویسؒ نے کہا: تم تو ابھی نیک سفر سے آرہے ہو' لہٰذا تم میرے لیے مغفرت کی دعا کرو اور انھوں نے کہا: کیا تمہاری حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی ہے؟ اس شخص نے کہا: جی ہاں! پس حضرت اویسؒ نے اس شخص کے لیے بھی مغفرت کی دعا کی۔ پس اس طرح لوگوں نے ان کے مقام کو پہچانا پھر وہ اپنے سامنے کی طرف چل پڑے۔ (مسلم)

حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اہل کوفہ سے ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان میں ایک شخص اویس کا تمسخر اڑانے والوں میں سے تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا یہاں قرنیوں میں سے بھی کوئی ہے؟ پس یہ آدمی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یمن سے اویس نامی ایک آدمی تمہارے پاس آئے گا' یمن میں صرف اس کی والدہ ہی رہ جائے گی' اسے برص کی بیماری تھی' اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ نے اس بیماری کو ختم کردیا اور ایک دینار یا درہم کے برابر جگہ جتنا نشان رہ گیا' پس تم میں سے جو شخص اسے ملے تو وہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرائے''۔

اور صحیح مسلم ہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تابعیوں میں سے

سب سے بہتر آدمی وہ ہے جسے اویس کہا جاتا ہوگا' اس کی ایک والدہ ہوگی' اسے برص کا مرض ہوگا' تم اسے کہنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت طلب کرے۔"

(غبراء الناس) غین پر زبر، باء ساکن فقراء غرباء اور غیر معروف لوگ۔ (الأمداد) "مدد" کی جمع ہے' بمعنی وہ اعوان اور ناصر جو جہاد میں مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٥٤٢) (٢٢٥)، والرواية الثانية له (٢٥٤٢)، والثالثة له (٢٥٤٢) (٢٢٤).

غریب الحدیث☆ (مراد) گھرانے کا نام۔ (قرن) قبیلے کا نام۔ (برص) سفید داغ والا ایک مرض۔ (فبریء) "شفایاب ہوگیا"۔ (برّ) "اچھا سلوک کرنے والا"۔ (لو أقسم على الله لأبرّه) "اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے تو وہ اسے پورا کردیتا ہے"۔ (رثّ البیت) "گھر اور مال ومتاع کی بوسیدہ حالت"۔ (یسخر) "استہزا کرتا ہے"۔

فقه الحدیث☆ ❶ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کی فضیلت کا بیان کہ وہ سب سے بہتر تابعی ہیں' وہ سادگی، عزلت اور گم نامی کی زندگی بسر کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی۔

❸ نیک اور صالح آدمی سے دعا کرانا جائز ہے' اگرچہ طالب دعا خود اس آدمی سے بہتر اور افضل ہو' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابی ہونے کے باوجود اویس قرنی (تابعی) سے دعا کرائی۔

❹ والدہ کی خدمت کرنا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے افضل اعمال میں سے ہے۔

❺ نیک اور اچھے سفر کی فضیلت اور ایسے سفر سے لوٹنے والے سے دعا کرانا مستحب ہے۔

❻ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تواضع اور حرص خیر کا بیان کہ انھوں نے خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود حضرت اویسؒ سے مغفرت کے لیے دعا کی درخواست کی۔

❼ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو اہل خیر کے متعلق بتایا کہ وہ ان سے ملاقات کریں اور ان سے دعا کرائیں۔

❽ انسان کی قدر وقیمت اس کے اعمال اور ایمان وتقویٰ کی وجہ سے ہے' ظاہری ہیئت سے نہیں' اللہ تعالیٰ انسان کے باطن کو دیکھتا ہے ظاہر کو نہیں' اس کے نزدیک معزز وہ ہے جو متقی ہے۔

٣٧٣۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ لِي، وَ قَالَ: ((لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ! مِنْ دُعَائِكَ)) فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا۔

وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: ((أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ)).

۳۷۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرے پر جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا: "اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کلمہ ایسا ہے کہ اگر اس کے بدلے میں مجھے پوری دنیا بھی مل جائے تو وہ مجھے پسند نہیں۔

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ایک اورروایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا''۔ (حدیث صحیح ہے۔ ابوداود، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا: حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف: أخرجه أبو داود (١٤٩٨)، والترمذي (٣٦٣٣)، و ابن ماجه (٢٨٩٤).

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں عاصم بن عبیداللہ راوی ضعیف ہے امام ترمذی اور امام نووی کا اسے صحیح کہنا صحیح نہیں ہے۔

فقه الحديث☆ مسافر کی دعا مستجاب ہے نیز صالحین سے دعا کرانا مستحب ہے۔

٣٧٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

۳۷۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل قباء تشریف لے جاتے تھے اور وہاں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ہر ہفتہ کبھی سوار ہو کر اور کبھی پیدل قباء تشریف لے جایا کرتے تھے او ر ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے کیا کرتے تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٦٩۔ فتح)، ومسلم (١٣٩٩) (٥١٦)' والرواية الثانية عند البخاري ٣/ ٦٩۔ فتح)، ومسلم (١٣٩٩) (٥٢١).

غريب الحديث☆ (كل سبت) ''ہر ہفتے''۔ (قباء) یہ مدینے سے تقریباً دو میل (تین کلومیٹر) کے فاصلے پر ایک بستی تھی، آج کل یہ مدینے کا ایک محلہ ہے اور یہاں اسلام میں پہلی مسجد تعمیر کی گئی جو تقویٰ کی بنیاد پر تھی۔

فقه الحديث☆ ❶ مسجد قباء کی زیارت کرنا مستحب ہے اور ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس میں نماز پڑھنا عمرے کے برابر ہے۔''

❷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جذبہ اتباع سنت کا بیان ہے جیسا کہ ان کی یہ صفت بطور خاص مشہور ہے۔

٤٦۔ بَابُ فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَإِعْلَامِ الرَّجُلِ مَنْ يُّحِبُّهُ أَنَّهُ يُّحِبُّهُ، وَمَاذَا يَقُوْلُ لَهُ إِذَا أَعْلَمَهُ

۴۶۔ باب: اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی فضیلت اور اس کی ترغیب دینا اور آدمی جس سے محبت رکھے اسے بتائے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور جب اسے پتا چل جائے تو پھر وہ جواب میں کیا کہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ٢٩] إِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔'' آخر سورت تک۔

اور فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مہاجرین سے پہلے ایمان لا چکے اور انھوں نے

هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ [الحشر : ٩].

(مدینے کو) گھر بنالیا اور جو شخص ہجرت کر کے ان کے پاس جاتا ہے تو یہ اس سے محبت کرتے ہیں۔''

شرح الآیات: ان دونوں آیتوں میں یہ چیز واضح کی گئی ہے کہ مومنوں کی آپس میں محبت محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے تھی' اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں تھی' لہٰذا اہل ایمان کی محبت دنیوی اغراض و مفادات سے بالا ہونی چاہیے۔ مومنوں کو آپس میں نرم اور کفار کے مقابلے میں سخت ہونا چاہیے' جیسا کہ شاعر نے کہا ؎

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

٣٧٥۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: اَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَ اَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں' جس میں یہ ہوں گی اس نے ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس کو پالیا: (۱) یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اسے تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) اور یہ کہ وہ کسی شخص سے محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے محبت رکھے۔ (۳) اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹنے کو جب کہ اللہ نے اسے بچا لیا ہو' ایسے برا سمجھے جیسے وہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٦٠ ـ فتح)، ومسلم (٤٣).

فقه الحديث☆ ◆ لذت اور حلاوت ایمان اطاعت سے حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا آدمی کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنے والدین، اپنی اولاد، اپنی جان بلکہ پوری انسانیت سے بڑھ کر محبوب سمجھے اور سب سے زیادہ ان سے محبت کرے۔ اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے احکام و فرامین کی اطاعت کی جائے اور ان کے فرمان کو باقی پوری انسانیت کے اقوال پر فوقیت اور فضیلت و اہمیت دی جائے۔

◆ اگر مومنوں کے درمیان کوئی محبت پائیدار ہو سکتی ہے تو وہ ایسی محبت ہے جو اللہ کی خاطر کی جائے' اس کو دوام اور بقا حاصل ہے۔

◆ کفر سے کراہت اور نفرت ہونی چاہیے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ اس سے دوری اختیار کی جائے اور اس کا باعث بننے والے اسباب سے بھی بچنا چاہیے' معاصی اور بدعات اس کے بڑے ذرائع ہیں۔

◆ اس حدیث میں حقیقی محبت کے اصول بیان کیے گئے ہیں' جن کی وجہ سے حلاوت ایمان میں اضافہ ہوتا ہے' یہ حسب ذیل ہیں:-

① اس محبت کی تکمیل: یہ اس طرح ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سب سے زیادہ محبت رکھے۔

② اس محبت کی تفریع: یہ کہ اللہ کی خاطر کسی شخص سے محبت کرے اور اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھے' اسی طرح اللہ کی پسندیدہ اور محبوب اشیاء کو یہ بھی محبوب رکھے اور جس چیز کو اللہ ناپسند کرے یہ بھی اسے ناپسند کرے۔

③ اس محبت کی مخالف چیز کو دور کرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کی مخالف چیز کفر کو ناپسند کرنا اور اسے اس طرح ناپسند کرنا جیسے وہ جہنم کی آگ میں جانا ناپسند کرتا ہے۔

٣٧٦۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا

۳۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سات قسم کے (شخص) ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے

ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ : إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَ رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ. وَرُجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ، وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَ رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ، وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جب اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا: (۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں نشوونما پائی (۳) وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ معلق رہتا ہے (۴) وہ دو آدمی جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں' اسی پر وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جسے حسن و جمال والی عورت برائی کی دعوت دے تو وہ آدمی جواب میں یہ کہے کہ میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ آدمی جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے اتنا مخفی رکھا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا (۷) اور وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۴۳۔ فتح)، ومسلم (۱۰۳۱).

غريب الحديث☆ (سبعة) سات یعنی سات اصناف کے لوگ' اس حدیث میں سات قسم کے لوگ بتائے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے' جبکہ باقی احادیث میں اور لوگوں کا بھی ذکر ہے' اس کے لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "معرفة الخصال الموجبة للظلال" اور سخاوی رحمہ اللہ نے "الخصال الموجبة للظلال" کے نام پر الگ الگ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

(يظلهم الله في ظله) "اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا"۔ (الامام) "حکمران"۔ (العادل) عدل و انصاف کرنے والا، افراط و تفریط کے بغیر ہر ایک کو اس کا حق دینے والا۔ (معلق بالمساجد) "مساجد سے اٹکا ہوا ہے" یعنی ایک نماز پڑھ کر آتا ہے تو دوسری نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ عادل حکمران کی فضیلت جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

❷ اس نوجوان کی فضیلت جو اپنی جوانی، قوت اور صلاحیتوں کو حصول رضائے الٰہی کے لیے صرف اور وقف کرتا ہے۔

❸ جو مساجد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں' انہیں آباد کرتے ہیں' اس کی دیکھ بھال اور انتظام کرتے ہیں ان کی فضیلت کا بیان ہے۔

❹ عفت و عصمت اور پاکدامنی کی فضیلت اور خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی فضیلت کا بیان۔

❺ خشیتِ الٰہی سے رونے اور اخلاص سے صدقہ کرنے کی فضیلت۔

۳۷۷۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِي؟ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا: میری عظمت و جلالت کے لیے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ میں آج انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۵۶۶).

غریب الحدیث ☆ (بجلالی) ''میری عظمت وجلالت کی وجہ سے''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نیک کام کرتا ہے اس کی حوصلہ افزائی کا بیان۔

❷ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا بیان ہے کہ وہ جب چاہتا ہے صوت وحرف کے ساتھ کلام فرماتا ہے۔

٣٧٨۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَا تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں نہیں جاؤ گے حتی کہ تم مومن بن جاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (٥٤).

فقہ الحدیث ☆ ❶ جنت میں جانے کے لیے ایمان شرط ہے۔

❷ ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اپنے دوسرے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے۔

❸ آپس میں محبت کرنے اور اسے بڑھانے کے لیے سلام کو عام کرنا بہترین ذریعہ ہے۔ سلام کرنے کے لیے شناسائی ضروری نہیں بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیے۔

❹ عالم کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں اور ہم نشینوں کو دخول جنت والے اعمال کی راہنمائی کرتا رہے۔

٣٧٩۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهٗ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى، فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا)) وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلٰى قَوْلِهٖ: ((اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ بِالْبَابِ قَبْلَهٗ.

۳۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے کسی دوسری بستی کی طرف نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نگرانی کے لیے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو مقرر فرمادیا'' اور باقی حدیث یہاں تک بیان کی کہ فرشتہ نے کہا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے جس طرح تو نے اس کی وجہ سے اس (شخص) سے محبت کی''۔ (مسلم) یہ حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۶۱) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٨٠۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ: ((لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۸۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انصار کے بارے میں فرمایا: ''ان سے محبت صرف مومن ہی کرے گا اور ان سے بغض وعداوت صرف منافق ہی رکھے گا۔ جو ان سے محبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بغض وعداوت رکھے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱۱۳ ۔ فتح)، ومسلم (۷۵).

غريب الحديث☆ (الانصار) مدینہ کے دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج' جنھوں نے جان و مال سے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی مدد کی۔

فقه الحديث☆ ❶ انصار سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے اور انصار سے بغض رکھنا نفاق ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے محبت اور ان کی نصرت اللہ تعالیٰ سے محبت کا ذریعہ ہے۔

❸ اسلام میں سابقین الاولین کی فضیلت کا بیان ہے۔

❹ منافقوں اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور مومنوں سے لڑنے والوں کے خلاف بددعا کرنا جائز ہے۔

۳۸۱۔ **وَعَنْ** مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: الْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ، لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ)).

رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳۸۱۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''(قیامت والے دن) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری عزت و جلالت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لیے نور کے منبر ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء رشک کریں گے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه الترمذي (۲۳۹۰)، و أحمد (۵/ ۲۳۶ ۔ ۲۳۷).

غريب الحديث☆ (منابر) یہ منبر کی جمع ہے' اس کا معنی ہے ''بلند جگہ'' (يغبطهم) ''رشک کریں گے'' یعنی ان کی آرزو ہوگی کہ وہ ان کے مقام پر بھی فائز ہوں اور وہ اپنے مقام پر بھی فائز رہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کا اثبات۔

❷ اللہ تعالیٰ کی جلالت و عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقام و مرتبے کا بیان۔

❸ نیکی میں رشک کرنا جائز ہے جبکہ حسد مذموم ہے۔

❹ بعض اوقات مفضول میں کوئی ایسی صفت ہوتی ہے جس کی فاضل تمنا کرتا ہے۔

❺ انبیاء کا ان کے منبروں کے بارے میں رشک کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ انبیاء سے بہتر ہیں' اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام پوری مخلوق سے افضل ہیں۔

۳۸۲۔ **وَعَنْ** أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَإِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ، فَإِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ، أَسْنَدُوْهُ إِلَيْهِ، وَ صَدَرُوْا عَنْ رَأْيِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ، هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِيْ بِالتَّهْجِيْرِ، وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ لِلّٰهِ، فَقَالَ: آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: اَللّٰهِ،

۳۸۲۔ حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو وہاں دیکھا کہ ایک نوجوان ہے جس کے اگلے دانت خوب چمکدار ہیں اور لوگ اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں' وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو اس سے سوال کرتے ہیں اور پھر اپنی رائے سے رجوع کر کے اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا (کہ یہ کون ہیں؟) تو مجھے بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں' پس جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی بہت جلدی مسجد میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ تو مجھ سے بھی پہلے مسجد میں موجود ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں' میں نے ان کا انتظار کیا حتیٰ کہ

فَقَالَ: آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ اَللّٰهِ، فَاَخَذَنِي بِحَبْوَةِ رِدَائِي، فَجَبَذَنِي اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَبْشِرْ، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ)). حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا بِاِسْنَادِهِ الصَّحِيْحِ.

قَوْلُهُ ((هَجَّرْتُ)): اَيْ بَكَّرْتُ، وَهُوَ بِتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ. قَوْلُهُ: ((آللّٰهِ فَقُلْتُ: اَللّٰهِ)) الْأَوَّلُ بِهَمْزَةٍ مَمْدُوْدَةٍ لِلْاِسْتِفْهَامِ، وَالثَّانِي بِلَا مَدٍّ.

انھوں نے اپنی نماز مکمل کی پھر میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا تو انہیں سلام کیا' پھر کہا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا واقعی؟ میں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! انھوں نے پھر کہا: کیا واقعی؟ میں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم! پس انھوں نے میری چادر کے کنارے سے مجھے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: خوش ہو جاؤ' میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کی ہم نشینی کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی''۔ (موطا مالک۔ سند صحیح ہے)

(هجرت) جیم پر شد ''میں صبح سویرے گیا''۔ **(آلله، فقلت الله)** پہلا استفہام کے لیے ہمزہ ممدودہ یعنی مد کے ساتھ اور دوسرا مد کے بغیر ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مالك في ((الموطأ)) (۲/ ۹۵۳۔ ۹۵٤)، و ابن حبان في ((صحيحه)) (۵۷۵)، و أحمد (۵/ ۲۲۹ و ۲۳۳ و ۲٤۷)، والحاكم (٤/ ۱٦۹ و ۱۷۰).

غريب الحديث☆ (برّاق الثنايا) ''سامنے والے دانت بہت چمکدار'' اس سے مراد یہ ہے کہ مسکراتے چہرے والے۔ (أسندوه) ''اس سے پوچھتے۔'' (صدروا عن رأيه) اپنی رائے سے رجوع کر لیتے اور اس کی رائے کو اختیار کر لیتے۔ (حبوة ردائي) ''میری چادر کے کنارے سے پکڑا''۔ (المتباذلين) ''ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ محب اپنے محبوب کو بتا دے کہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر تم سے محبت کرتا ہوں۔

❷ اگر کوئی شخص عبادت میں مشغول ہو تو بہتر یہ ہے کہ جب تک وہ عبادت سے فارغ نہ ہو جائے اس کے پیچھے بیٹھ کر اس کا انتظار کیا جائے' تاکہ اس کے خشوع و خضوع اور انہماک میں کوئی خلل نہ آئے اور اس سے ملاقات کرنے کے لیے سامنے سے آنا چاہیے۔

❸ عالم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو کتاب و سنت کے مطابق فتویٰ دے۔

❹ بات چیت کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے، ملاقات کرنے اور آپس میں خرچ کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

۳۸۳۔ عَنْ اَبِي كَرِيْمَةَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ، فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ،

۳۸۳۔ حضرت ابو کریمہ مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے''۔ (ابوداود،

وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٥٤٢)، و أبو داود (٥١٢٤)، والترمذي (٢٥٠٢۔ تحفة) وغيرهم۔

فقه الحديث☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے بھائی سے محبت کرے تو وہ اسے آگاہ کردے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے' اسے بتانے میں یہ حکمت ہے کہ وہ بھی اس سے محبت کرے اور ان کی باہمی الفت میں اضافہ ہوگا اور ان کی محبت میں پائیداری اور پختگی پیدا ہوگی۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے ''شرح السنۃ (۱۳/۶۷)'' میں ذکر کیا ہے کہ اس اطلاع دینے میں یہ حکمت ہے کہ جب بندے کو پتا چل جائے کہ فلاں شخص مجھ سے محبت کرتا ہے تو وہ اس محب کی نصیحت کو قبول کرتا ہے اور اس کی بات کو رد نہیں کرتا۔

٣٨٤۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! وَاللّٰهِ، اِنِّي لَأُحِبُّكَ، ثُمَّ اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ! لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)).

حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۳۸۴۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تم سے یقیناً محبت کرتا ہوں اور اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا ہرگز نہ چھوڑنا: ((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ''اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر، تیرا شکر اور تیری اچھی عبادت کروں''۔ (ابوداوٗد' نسائی۔ حدیث صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه أبو داود (١٥٢٢)، والنسائي (٣/ ٥٣) وغيرهم۔

غريب الحديث☆ (دبر) ''بعد، پیچھے''۔ (کل صلوة) ''ہر فرض نماز''۔

فقه الحديث☆

1. آدمی اپنے بھائی کے ہاتھ کو پکڑ سکتا ہے۔
2. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔
3. حدیث میں مذکورہ دعا کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کا التزام کرنا مستحب ہے۔
4. اللہ تعالیٰ کے ذکر، شکر، اچھی عبادت کرنے اور ہر نیک کام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔
5. محب کو چاہیے کہ اپنے محبوب کو خیر و بھلائی کی طرف دعوت دے۔

٣٨٥۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي لَأُحِبُّ هٰذَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَاَعْلَمْتَهٗ؟)) قَالَ: لَا: قَالَ: ((اَعْلِمْهُ)) فَلَحِقَهٗ، فَقَالَ: اِنِّي اُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ، فَقَالَ: اَحَبَّكَ الَّذِي اَحْبَبْتَنِي لَهٗ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۳۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اور آدمی آپ کے پاس سے گزرا تو اس (پاس بیٹھے ہوئے) آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس شخص سے محبت کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم نے اسے بتایا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے بتاؤ''۔ پس وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں اللہ تعالیٰ کی خاطر تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے کہا: وہ ذات (اللہ تعالیٰ) تم سے محبت کرے جس کی خاطر تم نے مجھ سے محبت کی۔ (ابوداوٗد۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح۔ أخرجه أبو داود (۵۱۲۵)، وأحمد (۳/ ۱٤۱ و ۱۵۰)، والحاکم (٤/ ۱۷۱)، وعبد الرزاق فی ((المصنف)) (۲۰۳۱۹)، وابن حبان فی ((صحیحه)) (۵۷۱) وغیرهم.

فقه الحدیث☆ ◆ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے محبت کرے تو وہ اس کے گھر جائے اور اسے بتائے کہ میں تم سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔

◆ جسے یہ بتایا جائے کہ میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں تو وہ جواب میں حدیث میں مذکور دعا دے۔

◆ اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے ملنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

٤٧۔ بَابُ عَلَامَاتِ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهَا وَالسَّعْيِ فِي تَحْصِيْلِهَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [آل عمران: ۳۱] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [المائدة: ۵٤]

٤٧۔ باب: بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کرنے کی علامات، ان علامات کے متصف ہونے اور ان کے حصول کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے''۔

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین اسلام سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرمادے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے' وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے' اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور (دین کے معاملے میں) کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے' جسے وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشائش والا، جاننے والا ہے''۔

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی علامت، اس کے ثمرات اور اس کے فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ محبت کی علامت محمد ﷺ کی اطاعت اور اس محبت کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگے گا اور گناہ بھی معاف فرمادے گا' اگر نبی ﷺ کی اتباع نہیں تو پھر محض محبت کے کھوکھلے دعوے ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کو پرکھنے کے لیے یہ آیت ایک امتحان اور معیار ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگوں کی صفات بیان کی گئی ہیں' پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب بننا چاہتے ہیں وہ اپنے اندر یہ صفات پیدا کریں اور ان کو حاصل کرنے کی سعی و کاوش کریں' ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب ہونے کا محض دعویٰ ہے، حقیقت نہیں اور وہ چار صفات یہ ہیں:۔

① مومنوں پر نرم ہو۔

② کافروں پر سخت ہو۔

③ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہو۔

④ اور دین کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو۔

٣٨٦ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا، فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ، اَعْطَيْتُهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ، لَاُعِيْذَنَّهُ)) رواه البخاري.

معنى ((آذَنْتُهُ)): اَعْلَمْتُهُ بِاَنِّيْ مُحَارِبٌ لَهُ. وقوله: ((اسْتَعَاذَنِيْ)) روي بالباءِ وروي بالنون.

۳۸۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''جو میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے کا میرے عائد کردہ فرائض کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں وہ اسے عطا کر دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں'' (بخاری)

(آذنته) ''میں اسے بتا دیتا ہوں کہ میری اس سے جنگ ہے''
(استعاذنی) یہ باء اور نون دونوں طرح مروی ہے یعنی ''استعاذ بی'' مطب دونوں ایک ہی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۹۵) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٨٧ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ تَعَالَى الْعَبْدَ، نَادٰى جِبْرِيْلَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَاءِ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ، فَقَالَ: اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ، فَيَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَاَحِبُّوْهُ

۳۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو' پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں' پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے پس تم اس شخص سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں' پھر اس شخص کے لیے زمین والوں میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے:

فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ، وَإِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ، فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا، فَاَبْغِضْهُ، فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا، فَاَبْغِضُوْهُ، فَيُبْغِضُهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْاَرْضِ)).

''میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں' تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر وہ (جبریل علیہ السلام) آسمان والوں (فرشتوں) میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو' پس پھر آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین والوں میں اس کے لیے محبت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب وہ (اللہ تعالیٰ) کسی بندے سے بغض وعداوت رکھتا ہے تو پھر بھی جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے بغض رکھتا ہوں' لہٰذا تم بھی اس سے بغض رکھو' پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے عداوت کرنے لگ جاتے ہیں' پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے عداوت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس شخص سے عداوت رکھو' پس آسمان والے بھی اس سے عداوت رکھنی شروع کر دیتے ہیں پھر زمین والوں میں بھی اس کے لیے دشمنی رکھ دی جاتی ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٠٣۔ فتح)، ومسلم (٢٦٣٧) (١٥٨)، والرواية الثانية لمسلم (٢٦٣٧).

غريب الحديث☆ (أهل السماء) ''آسمان والے'' یعنی فرشتے۔ (**یوضع له القبول**) ''اس کے لیے قبولیت رکھ دی جاتی ہے'' یعنی اس کے متعلق لوگوں کے دلوں میں محبت اور خیر رکھ دی جاتی ہے۔

فقه الحديث☆❶ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت اور کلام کا اثبات ہے۔

❷ دنیا میں یہ محبوبیت ان لوگوں میں رہتی ہے جن کی فطرت صحیح ہوتی ہے' جو معروف کو معروف اور منکر کو منکر سمجھتے ہیں اور جن کی فطرت اس کے برعکس ہے۔ ان کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں' کیونکہ ایسے لوگ تو بالعموم نیک لوگوں کو ناپسند ہی کرتے ہیں اور فاسقوں کو پسند کرتے ہیں' اس لیے کہ ہر جنس کو اپنی ہی جنس پیاری ہوتی ہے۔ لیکن مومن اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور روشنی میں دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے محبت کرتا ہے۔

❸ فرشتے مطلق طور پر اللہ کی اطاعت کرتے ہیں' انہیں اس میں ذرا تردد نہیں ہوتا۔

❹ جبریل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار اور اللہ کی طرف سے مبلغ ہیں۔

❺ جس شخص سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے تو پھر آسمان والے اور زمین والے سب اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور اس کے برعکس جو شخص اللہ کے ہاں مبغوض اور ناپسندیدہ ہو تو پھر اہل آسمان اور اہلِ زمین سب اسے ناپسند کرتے ہیں۔ پس آدمی کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے سعی وکاوش کرے اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے' فرائض کی ادائیگی کرنے، اطاعت میں آگے بڑھنے اور منکرات سے بچنے سے حاصل ہوتی ہے۔

٣٨٨۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، فَكَانَ يَقْرَاُ لِاَصْحَابِهِ

۳۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر کا امیر مقرر فرما کر بھیجا' وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا

فِي صَلَاتِهِمْ، فَيَخْتِمُ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْا، ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ، ﷺ فَقَالَ: ((سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟)) فَسَالُوْهُ، فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ، فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تو قراءت کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پر ختم کرتا جب وہ واپس آئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا: ''اس سے پوچھو کہ وہ ایسے کیوں کرتا ہے؟'' انھوں نے اس سے پوچھا' تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے' لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی قراءت کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳ / ۳٤۷۔ فتح)، ومسلم (۸۱۳).

غريب الحديث☆ (سرية) ایسا لشکر جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت نہیں فرمائی۔

فقه الحديث☆ ◆ لشکر کا امیر ہونا ضروری ہے اور وہ امیر ہی ان کی امامت کرائے۔

◆ جب تک امیر سے خلاف شریعت کوئی امر صادر نہ ہو تو تب تک اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے' ورنہ اختلاف اور گروہ بندی کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر امیر کے متعلق کوئی شکایت ہو تو اسے بڑے امام اور امیر کے سامنے پیش کرنا چاہیے' صحابہ ؓ اپنا ہر مسئلہ رسول اللہ ؐ پر پیش کرتے اور اس کا حل طلب کرتے تھے۔

◆ سورۂ اخلاص کی فضیلت ثابت ہوئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل سورت کو پسند کرنا اور کثرت سے پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

◆ نماز میں ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ یہ صحابی ہر رکعت میں قراءت کے بعد سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔

۴۸۔ بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنْ إِيْذَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَالضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ

۴۸۔ باب: نیک لوگوں، ضعیفوں اور مسکینوں کو تکلیف پہنچانا خطرناک ہے

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی تکلیفیں دور کریں اور خاص طور پر ایسے ضعفاء اور مساکین کا خاص خیال رکھیں جن کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سہارا ہے نہ مددگار۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ [الضحى: ٩، ١٠]

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ، فَكَثِيْرَةٌ مِنْهَا: حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْبَابِ قَبْلَ هٰذَا: ((مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ)).

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں' اس کے بغیر کہ انھوں نے کوئی غلطی کی ہو' پس انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔''

اور فرمایا: ''پس یتیم پر ظلم نہ کرنا اور سائل کو نہ جھڑکنا۔''

اس باب سے متعلق بہت سی احادیث ہیں انہی میں سے حضرت ابوہریرہ ؓ کی وہ حدیث (ارقم ۹۵) ہے جو اس سے پہلے باب میں گزری ہے کہ ''جو میرے دوست سے دشمنی رکھتا ہے میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔''

وَمِنْهَا حَدِيثُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي بَابِ مُلَاطَفَةِ الْيَتِيمِ وَقَوْلُهُ ﷺ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ، لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ)).

اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو "باب ملاطفة الیتیم" میں گزری ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اے ابوبکر! اگر تم نے انہیں ناراض کردیا تو تم نے یقیناً اپنے رب کو ناراض کردیا۔" (اس کی شرح کے لیے حدیث نمبر ۲۶۱ ملاحظہ فرمائیں)

۳۸۹۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۸۹۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے پس اللہ تعالیٰ تم سے اپنے ذمہ کے متعلق باز پرس نہ کرے' اس لیے کہ وہ اپنے ذمہ کے بارے میں جس سے باز پرس کرے گا تو پھر (اس کی کوتاہی پر) اس کا مؤاخذہ کرے گا اور پھر اسے منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈال دے گا"۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۳۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۴۹۔ بَابُ إِجْرَاءِ أَحْكَامِ النَّاسِ عَلَى الظَّاهِرِ وَسَرَائِرِهِمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

۴۹۔ باب: لوگوں پر ظاہر کے مطابق احکام نافذ ہوں گے اوران کے اندرونی احوال کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ٥]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر وہ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔"

شرح الآیت: اس آیت سے یہ واضح ہوا کہ جو شخص کفر وشرک سے توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے' نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے تو پھر اس نے اپنا خون اور مال محفوظ کرلیا' اب کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس سے کسی قسم کا تعرض کرے خواہ وہ حقیقی طور پر مسلمان ہوا ہو یا ظاہری طور پر' یہ اس کا اندرونی معاملہ ہے' اسے اللہ کے سپرد کرنا چاہیے' کیونکہ وہی دلوں کے احوال سے واقف ہے۔

۳۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكُوةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے اپنے خون اور اپنے مال مجھ سے محفوظ کرلیے سوائے حق اسلام کے اوران کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١/ ٧٥ـ فتح)، ومسلم (٢٢).

غریب الحدیث☆ **(عصموا)** ''انھوں نے بچالیا۔'' **(إلا بحق الإسلام)** ''سوائے حق اسلام کے'' یہ استثناء منقطع ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے خون اور مال محفوظ ہو گئے تو اب ان سے حق اسلام میں سے جو واجب امور ہیں جیسے زکوۃ وغیرہ تو وہ ان سے وصول کیے جائیں گے۔

فقه الحديث☆ ❶ مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم ہے حتیٰ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسلام قبول کرنے کی دلیل یہ ہے کہ وہ شھادتین کا اقرار کریں، نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور باقی ارکانِ اسلام کا بھی اعتراف کریں۔

❷ جب وہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کر دیں تو پھر ان کے خون اور مال مسلمانوں کے لیے حرام ہو گئے اور ان کی دلی کیفیت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

❸ ظاہری اعمال کو قبول کرنا چاہیے اور حکم ظاہر پر نافذ ہوتا ہے۔

٣٩١۔ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ بْنِ أُشَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهُ وَ دَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۹۱۔ حضرت ابو عبداللہ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے ''لا إله إلا الله'' کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی معبودانِ باطلہ کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٣).

فقه الحديث☆ ❶ توحید کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام معبودانِ باطلہ اور طواغیت کا انکار کیا جائے۔

❷ مسلمان کا خون اور مال حرام ہے' اس پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے اور نہ کسی قسم کی اسے تکلیف پہنچانی چاہیے۔

٣٩٢۔ وَعَنْ أَبِي مَعْبَدٍ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ إِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَعْدَ أَنْ قَالَهَا! فَقَالَ: ((لَا تَقْتُلْهُ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَطَعَ إِحْدٰى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟! فَقَالَ: ((لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ، فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنٰى ((إِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ)) أَيْ: مَعْصُوْمُ الدَّمِ مَحْكُوْمٌ بِإِسْلَامِهِ، وَمَعْنٰى ((إِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ)) أَيْ: مُبَاحُ الدَّمِ بِالْقِصَاصِ لِوَرَثَتِهِ، لَا أَنَّهُ بِمَنْزِلَتِهِ فِي

۳۹۲۔ حضرت ابو معبد مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے بتائیں کہ اگر میں کسی کافر شخص سے (میدان جنگ میں) ملوں اور ہم آپس میں لڑ پڑیں اور وہ تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ دے اور پھر وہ مجھ سے بچنے کے لیے کسی درخت کی پناہ لے لے اور کہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا تو اے اللہ کے رسول! کیا اس کے یہ کہنے کے بعد میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل نہ کرو۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا پھر اس نے ہاتھ کاٹنے کے بعد ایسے کہا؟! آپ نے فرمایا: ''اسے قتل نہ کرو' اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے مقام پر ہو جائے گا جس پر تم اسے قتل کرنے سے پہلے تھے اور تم اس کے مقام پر ہو جاؤ گے جس پر وہ یہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا۔'' (متفق علیہ)

(إنه بمنزلتك) ''وہ تمہارے مقام پر آ جائے گا'' یعنی اس کا خون

الْكُفْرِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

حرام ہو جائے گا۔ (إنك بمنزلته) ''تم اس کے مقام پر ہو جاؤ گے'' یعنی اس کے وارثوں کے لیے بطورِ قصاص تمہارا خون بہانا جائز ہو گا' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم اس کے کفر کے مرتبے پر ہو جاؤ گے۔ اللہ اعلم۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۲/ ۱۸۷۔ فتح)، ومسلم (۹۵).

غريب الحديث☆ (أرأيتَ) ''مجھے بتائیں۔'' (لاذمني بشجرة) ''اس نے مجھ سے بچنے کے لیے درخت سے پناہ حاصل کی۔''

فقه الحديث☆ ❶ حربی کافر کو قتل کرنا اور اس کے مال پر قبضہ کرنا جائز ہے مگر کسی شخص سے کوئی ایسا فعل صادر ہو یا وہ کوئی ایسی بات کرے جو اس کے مسلمان ہونے پر دلالت کرے تو پھر اس کا خون اور مال حرام ہوگا اور جو شخص اسے جانتے بوجھتے قتل کر دے گا تو اس پر قصاص ہے اور جو نہ جانتے ہوئے اس کا قتل کرے گا تو پھر اس کے ذمے دیت ہے۔

❷ مسلمان کو چاہیے کہ اس کی خواہشات شریعتِ مطہرہ کے تابع ہوں نہ کہ عصبیت اور انتقام کے تابع ہوں۔

۳۹۳۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ عَلَى مِيَاهِهِمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ، وَ طَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ لِي: ((**يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟**)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَقَالَ: ((**أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟!**)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟!**)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ، قَالَ: ((**أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟!**)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ.

((**الْحُرَقَةُ**)) بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الرَّاءِ، بَطْنٌ مِنْ جُهَيْنَةَ الْقَبِيْلَةِ الْمَعْرُوْفَةِ، وَقَوْلُهُ: ((**مُتَعَوِّذًا**)).

۳۹۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جہینہ قبیلے کی ایک شاخ حرقہ کی طرف بھیجا۔ پس ہم صبح صبح ان کے چشموں پر پہنچ گئے' میری اور انصار میں سے ایک آدمی کی ان کے ایک آدمی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ پس جب ہم نے اس پر قابو پا لیا تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ' یہ سنتے ہی انصاری نے تو اپنا ہاتھ اس سے روک لیا لیکن میں نے اسے اپنا نیزہ مارا حتی کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ جب ہم مدینہ واپس آئے اور نبی ﷺ کو اس بارے بتایا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا: ''اے اسامہ! کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو صرف جان بچانا چاہتا تھا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟!'' آپ یہی بات بار بار میرے سامنے دہراتے رہے حتی کہ میں نے تمنا کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ (اب مسلمان ہوتا) (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور تم نے اسے قتل کر دیا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو اسلحے کے خوف سے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ اس نے یہ کلمہ دل سے کہا ہے یا نہیں؟'' آپ یہ کلمہ بار بار دہرا رہے تھے حتی کہ

اَيْ: مُعْتَصِمًا بِهَا مِنَ الْقَتْلِ لَا مُعْتَقِدًا لَهَا.

میں نے تمنا کی کہ میں آج کے دن مسلمان ہوا ہوتا۔ (الحرقة) حاء پر پیش اور راء پر زبر جہینہ قبیلے کی شاخ۔ (متعوذا) اس کے معنی ہیں کہ اس نے قتل سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا نہ کہ سچے دل سے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۵۱۷ ـ فتح)، ومسلم (۹٦) (۱۵۷)، والرواية الثانية لمسلم (۹٦).

غريب الحديث☆ (فصبحنا القوم) ''ہم صبح صبح ان کے پاس پہنچ گئے۔'' (غشيناه) ''ہم نے اس پر قابو پالیا''۔ (حتى تمنيت أني لم أكن أسلمت قبل ذلك اليوم) یعنی میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا اور یہ گناہ مجھ سے حالت کفر میں ہوا ہوتا۔

فقه الحديث☆❶ امام یعنی حکمران لشکر روانہ کرتا ہے اور انہیں ہدایات اور احکامات جاری کرتا ہے۔

❷ اسلامی احکام ظاہر پر نافذ ہوتے ہیں' باطن کے بارے میں تفتیش و تحقیق اور جستجو نہیں کرنی چاہیے۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر قصاص کا حکم اس لیے عائد نہیں کیا کہ ان کا یہ فعل تاویل پر مبنی تھا' تاہم اس صورت میں دیت لازمی ہے خواہ وہ بیت المال سے ادا کی جائے یا وہ آدمی خود ادا کرے۔

٣٩٤ـ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَاَنَّهُمُ الْتَقَوْا، فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ، وَاَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ، وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ السَّيْفَ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَقَتَلَهٗ، فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَهٗ، وَاَخْبَرَهٗ، حَتّٰى اَخْبَرَهٗ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ، فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ، فَقَالَ: ((لِمَ قَتَلْتَهٗ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا ـ وَسَمّٰى لَهٗ نَفَرًا ـ وَاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَقَتَلْتَهٗ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: **((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟))** قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَغْفِرْ لِيْ. قَالَ: **((وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))** فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَقُوْلَ: **((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ**

۳۹۴۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک دستہ مشرکین کی طرف بھیجا اور ان کا آپس میں مقابلہ ہوا۔ مشرکین میں سے ایک آدمی تھا' وہ جب چاہتا کہ کسی مسلمان کو قتل کرے تو وہ اسے قتل کر دیتا۔ ایک مسلمان بھی اس کی غفلت کی تاک میں رہنے لگا (تاکہ اسے قتل کر دے) اور ہم بات چیت کر رہے تھے کہ یہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہو سکتے ہیں۔ پس جب انھوں نے اس شخص پر تلوار اٹھائی تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ' لیکن انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ ایک خوشخبری دینے والا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے سوالات کیے اور اس نے جوابات عرض کیے' حتیٰ کہ اس نے اس آدمی کا قصہ بھی بیان کیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا آپ نے حضرت اسامہ کو بلایا اور ان سے سوالات کیے اور پھر فرمایا: ''تم نے اسے کیوں قتل کیا؟'' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی' کئی اس نے فلاں فلاں کو قتل کر ڈالا...... حضرت اسامہ نے مقتول (شہید) صحابہ کے نام گنوائے...... اور میں نے اس شخص پر حملہ کیا لیکن جب اس نے تلوار دیکھی تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تم اس وقت کیا کرو گے جب یہ کلمہ لا الہ الا اللہ روزِ قیامت

الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آ ئے گا؟'' حضرت اسامہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے پھر یہی فرمایا: ''تم اس وقت کیا کرو گے جب یہ کلمہ لا الہ الا اللہ روزِ قیامت آ ئے گا؟'' پس آپ یہی کلمہ فرماتے رہے اور یہ کہنے کے علاوہ کچھ نہ فرماتے: ''جب روزِ قیامت یہ کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تم کیا کرو گے؟'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۹۷).

غريب الحديث☆ (أوجع في المسلمين) ''اس نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔''

فقه الحديث☆ ❶ گزشتہ حدیث اور اس حدیث میں بیان کردہ واقعہ ایک ہی ہے' صرف روایت کے بعض الفاظ میں اختلاف ہے' خلاصہ یہی ہے کہ کسی کلمہ گو کو قتل کرنا درست نہیں۔

❷ دشمنوں پر غلبہ اور فتح حاصل کر لینے کے بعد امام و حکمران کو خوشخبری کا پیغام دینا اور پورے واقعے اور معرکے کی رپورٹ دینا مسنون ہے۔

❸ اگر لشکر میں سے کسی سے خلاف شریعت کوئی واقعہ ہو جائے تو امام اس کا نوٹس لے۔

۳۹۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: إِنَّ نَاسًا كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا، أَمَّنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ، اللّٰهُ يُحَاسِبُهُ فِيْ سَرِيْرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوْءًا، لَمْ نَأْمَنْهُ، وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ: إِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۹۵۔ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگوں کا مؤاخذہ وحی کے ذریعے ہو جاتا تھا' اب جبکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے تو لہٰذا اب ہم تمہارا مؤاخذہ تمہارے ظاہری اعمال سے کریں گے' جو ہمارے سامنے آئیں گے۔ پس جو ہمارے لیے بھلائی ظاہر کرے گا ہم اسے امن دیں گے اور اسے اپنا مقرب بنائیں گے' ان کے مخفی حالات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں' اللہ تعالیٰ ان کے مخفی حالات کا حساب لے گا اور جو شخص ہمارے لیے برائی ظاہر کرے گا تو ہم اسے امن دیں گے نہ اس کی تصدیق کریں گے' اگرچہ وہ یہ کہے کہ یقیناً اس کا باطن اچھا ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۲۵۱۔ فتح).

غريب الحديث☆ (يؤخذون بالوحي) ''ان کا مؤاخذہ وحی کے ذریعے ہو جاتا تھا'' یعنی وحی نازل ہوتی اور حقیقتِ حال واضح ہو جاتی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے دورِ مبارک میں تھا۔ (أمنّاه) ''ہم نے اسے امن دیا۔'' (سريرته) ''اس کا باطن۔''

فقه الحديث☆ ❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عہدِ رسالت اور آپ کے بعد والے دور کے حالات بیان فرمائے۔

❷ احکام کا اجرا ظاہری اعمال پر ہوتا ہے نہ کہ ارادوں اور نیتوں پر' اگر اچھی نیت ہونے کے باوجود گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے حدود اور قصاص ساقط نہیں ہوں گے۔

❸ نگران و حکمران کو چاہیے کہ وہ رعیت کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرے اور سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرے۔

❹ باطنی حالات کا حساب روزِ قیامت ہوگا' جس دن کوئی چیز اور عمل مخفی نہیں ہوگا۔

٥٠. بَابُ الْخَوْفِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ [البقرة: ٤٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ [البروج: ١٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ. اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ. وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ. يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ. فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾ [هود: ١٠٢-١٠٦] وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران: ٢٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾ [عبس: ٣٤-٣٧]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ. يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ [الحج: ١-٢]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴾ [الرحمن: ٤٦] الآيات. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ. قَالُوْا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ. فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ. اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾ [الطور: ٢٥-٢٨] وَالآيَاتُ فِيْ

٥٠۔ باب خوف، خشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور مجھ ہی سے ڈرو''۔

اور فرمایا: ''بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے''۔

اور فرمایا: ''اور اسی طرح ہے تیرے رب کی پکڑ' جب وہ کسی بستی کو پکڑتا ہے' جب کہ اس کے باشندے ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔ یقیناً اس کی پکڑ نہایت دردناک ہے۔ بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے نشانی ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتا ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی دن سب کی حاضری کا ہے۔ ہم اسے صرف ایک گنی ہوئی مدت کے لیے مؤخر کر رہے ہیں۔ جب یہ دن آئے گا تو کسی کو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر گفتگو کی ہمت نہیں ہوگی پس بعض لوگ بد بخت اور بعض نیک بخت ہوں گے' جو بد بخت ہوں گے ان کا ٹھکانا آگ ہے' ان کے لیے اس میں چیخنا اور چلانا ہوگا''۔

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے''۔

اور فرمایا: ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے' اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے' اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے' ہر ایک کے لیے ایسی حالت ہوگی جو اسے دوسروں سے بے نیاز (اور بے حس) کر دے گی''۔

اور فرمایا: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو' بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔ اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا اور تم دیکھو گے کہ لوگ مدہوش ہیں اور یہ مدہوشی نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے''۔

اور فرمایا: ''اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا دو باغ ہیں''۔

اور فرمایا: ''اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے' کہیں گے اس سے پہلے ہم اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ سے

الْبَابِ كَثِيْرَةٌ جِدًّا مَعْلُوْمَاتٌ، وَالْغَرَضُ الْإِشَارَةُ إِلَى بَعْضِهَا وَقَدْ حَصَلَ.

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا، فَنَذْكُرُ مِنْهَا طَرَفًا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

ڈرا کرتے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم لو (جہنم) کے عذاب سے بچالیا' بے شک ہم اس سے قبل اسی کو پکارتے تھے' بلاشبہ وہ بہت احسان کرنے والا نہایت مہربان ہے''۔

اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور مشہور ہیں' یہاں بعض کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جو کر دیا گیا اور اس موضوع پر احادیث بھی کثرت سے ہیں جن میں سے بعض یہاں بیان کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔

۳۹۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ، فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَاَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ. فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۹۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا اور آپ سچے (صادق) ہیں اور آپ کی بات کو سچ مانا جاتا ہے: ''بلاشبہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک نطفے کی شکل میں رکھا جاتا ہے' پھر اتنی ہی مدت وہ جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے' پھر اتنی ہی مدت گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے' پھر چار ماہ بعد ایک فرشتے کو بھیجا جاتا ہے تو وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور فرشتے کو چار چیزیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس کی روزی، اس کی عمر، اس کا عمل اور وہ بد بخت ہے یا نیک بخت۔ پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یقیناً تم میں سے ایک شخص اہل جنت والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور وہ جہنمیوں والے اعمال کرنے لگ جاتا ہے' پس وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں کوئی ایک جہنمیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر اس کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور وہ جنتیوں والے عمل کرنے لگ جاتا ہے' پس وہ اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳۰۳/٦۔ فتح)، ومسلم (۲٦٤۳).

غريب الحديث☆ **(يجمع)** ''جمع کیا جاتا ہے' رکھا جاتا ہے''۔ **(خلقه)** ''مادۂ تخلیق'' **(بطن)** ''پیٹ، رحم''۔ **(نطفة)** ''منی کا وہ قطرہ جس سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے''۔ **(يكون)** ''ہو جاتا ہے''۔ **(علقة)** ''جامد خون''۔ **(مضغة)** ''گوشت کا ٹکڑا''۔ **(رزقه)** اس کا رزق' تمام نفع مند چیزیں''۔ **(أجله)** ''اس کی عمر' مدت عمر''۔ **(عمله)** ''اس کے اعمال خواہ اچھے یا برے''۔ **(شقي أو سعيد)** ''بد بخت یا خوش بخت'' یعنی جہنمی یا جنتی۔ **(الكتاب)** ''کتاب، لکھت، مقدر''۔

فقه الحديث ☆ ❶ قضا و قدر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان۔

❷ اچھے اعمال کرنے میں سبقت، ان پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرنے کا بیان۔

❸ حسن خاتمہ کا اعتبار ہے' انسان کو اپنے اعمال پر اترانا نہیں چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعا اور سوئے خاتمہ سے بچنے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔

❹ جو شخص نیک عمل کرے اسے چاہیے کہ اس کی حفاظت کرے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے۔

❺ سچی خبر میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔

❻ اس سے عقیدۂ آخرت اور بعث و جزا کی صداقت واضح ہوتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ حقیر سے پانی سے انسان کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ اسے مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

❼ قناعت کرنے کی ترغیب ہے اور حرص و طمع اور لالچ کرنے پر ڈانٹ ہے' اس لیے کہ رزق کی تقسیم و تقدیر تو انسان کی تخلیق سے پہلے ہو چکی ہے' اب اس کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

❽ اللہ تعالیٰ کے کمال علم کا ثبوت ہے کہ وہ جزئیات اور کلیات کو جانتا ہے' جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونا ہے اس کو سب علم ہے۔

۳۹۷۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۹۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کو اس (قیامت کے) دن اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٨٤٢).

غريب الحديث ☆ (یومئذ) اس دن یعنی قیامت والے دن جب لوگ حساب کے لیے پیش ہوں گے۔ (الزمام) ''لگام''۔

فقه الحديث ☆ ❶ جہنم کی عظیم خلقت کا بیان ہے کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہیں' نیز جہنم کو کھینچنے والے فرشتوں کی تعداد کا بیان ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ڈرایا ہے کہ وہ اس کا تقویٰ اختیار کریں اور اس کی عبادت کریں۔

۳۹۸۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ، مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا، وَاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۹۸۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جہنمیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والا روزِ قیامت وہ شخص ہوگا جس کے پاؤں کے تلوؤں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھولے گا اور وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی بھی نہیں حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١١/ ٤١٧ ـ فتح)، ومسلم (٢١٣) (٣٦٤).

غريب الحديث ☆ (أخمص) تلوے کا وہ حصہ جو زمین سے نہ لگے' اس سے پورا قدم بھی مراد لیتے ہیں۔ (یغلی) ''کھولے گا''۔ (یری) ''وہ خیال کرے گا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچنا چاہیے' اس کا انجام جہنم ہے۔

◆ عذابِ جہنم کے طبقات ہیں اور کافروں کے لیے اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ ان میں سے ہر شخص یہی سمجھے گا کہ اسے سب سے سخت عذاب ہو رہا ہے حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہو۔ بعض روایات میں یہ صراحت ہے کہ یہ شخص ابو طالب آپ کا حقیقی چچا ہے' چونکہ وہ حالت کفر پر فوت ہوا' اس لیے اس انجام کا مستحق ٹھہرا۔

٣٩٩۔ وعن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى حُجْزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى تَرْقُوَتِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((اَلْحُجْزَةُ)): مَعْقِدُ الْإِزَارِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَ ((التَّرْقُوَةُ)) بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: هِيَ الْعَظْمُ الَّذِي عِنْدَ ثُغْرَةِ النَّحْرِ، وَلِلْإِنْسَانِ تَرْقُوَتَانِ فِي جَانِبَيِ النَّحْرِ.

٣٩٩۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جنہیں آگ نے ان کے ٹخنوں تک' بعض کو ان کے گھٹنوں تک' بعض کو ان کی کمر تک اور بعض کو ان کی ہنسلی تک پکڑا ہو گا''۔ (مسلم)

(الحجزة) ''کمر''۔ (الترقوة) تاء پر زبر اور قاف پر پیش' وہ ہڈی جو سینے کے گڑھے کے پاس ہے اور یہ ہر انسان کے اندر سینے کے دونوں جانب دو ہڈیاں ہوتی ہیں جسے ''ہنسلی'' کہتے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٤٥) (٣٣).

غريب الحديث☆ (منهم) ''ان میں سے'' یعنی جہنمیوں میں سے۔ (كعبيه) ''اس کے ٹخنے''۔

فقه الحديث☆ ❶ آگ سے ڈرایا گیا ہے اور جہنمیوں والے کام کرنے پر سخت وعید ہے۔

◆ سب جہنمی عذاب کی شدت میں برابر نہیں ہوں گے بلکہ وہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق مختلف طبقات میں ہوں گے۔

٤٠٠۔ وعن ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ حَتّٰى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ ((الرَّشْحُ)) الْعَرَقُ.

٤٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی اپنے نصف کانوں تک اپنے پسینے میں چھپا (ڈوبا) ہو گا''۔ (متفق علیہ)

(الرشح) ''پسینا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/٦٩٦۔ فتح)، ومسلم (٢٨٦٢).

غريب الحديث☆ (يقوم الناس) لوگ قبروں سے نکل کر رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

فقه الحديث☆ ❶ قیامت والے دن' جب لوگ اپنی قبروں سے نکل کر حساب کے لیے جمع ہوں گے' اس منظر کی ہولناکی کا بیان ہے۔

◆ روزِ قیامت پوری مخلوق رب العالمین کے سامنے سرنگوں ہو گی۔

◆ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت کا بیان کہ تمام لوگ اس کے سامنے جمع ہوں گی۔

◆ پسینا جس میں لوگ ڈوبے ہوئے ہوں گے' وہ ان کے اعمال کے حساب سے مختلف ہو گا۔

❺ محشر میں اعمال کے مطابق لوگوں کا مقام و مرتبہ ہو گا۔

٤٠١۔ وعن أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا

٤٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِيْنٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وفي رواية: بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَيْءٌ فَخَطَبَ، فَقَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) فَمَا اَتٰى عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، يَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ، غَطَّوْا رُؤُوْسَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ.

((اَلْخَنِيْنُ)) بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: هُوَ الْبُكَاءُ مَعَ غُنَّةٍ وَانْتِشَاقِ الصَّوْتِ مِنَ الْاَنْفِ.

مرتبہ ہمیں ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اس جیسا خطبہ کبھی نہیں سنا' آپ نے فرمایا: ''اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ''۔ پس یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ کے بارے میں کوئی خبر پہنچی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ''مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں اور میں نے آج کے دن کی طرح خیر و شر نہیں دیکھی اور اگر تم وہ چیزیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ''۔ پس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر اس سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں آیا' انھوں نے اپنے سر ڈھانپ لیے اور ان کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

(الخنين) خاء کے ساتھ' اس کا معنی ہے ناک سے آواز نکالتے ہوئے رونا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۲۸۰۔ فتح)، ومسلم (۲۳۵۹).

غريب الحديث☆ (خطبة) ''وعظ و نصیحت''۔ (ما أعلم) ''جو میں جانتا ہوں'' یعنی احوال آخرت، جنت کی نعمتیں اور آگ کے دردناک عذاب کے احوال کے بارے میں جو میں جانتا ہوں۔

فقه الحديث☆ ❶ انبیاء ﷺ کا علم عام لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سکھاتا اور تعلیم دیتا ہے اور انہیں امور غیب کی بعض چیزیں بتاتا ہے جو عام لوگوں سے پوشیدہ ہیں۔

❷ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے رونا اور کم ہنسنا مستحب ہے' اس لیے کہ زیادہ ہنسنا غفلت، سقاوت قلبی اور آخرت فراموشی پر دلالت کرتا ہے۔

❸ صحابہ ﷺ وعظ و نصیحت کا اثر قبول کرتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے تھے' اس لیے کہ وہ نرم دل، سب سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھنے والے اور سب سے پہلے حق کو قبول کرنے والے تھے۔

❹ روتے وقت چہرے کو ڈھانپنا مستحب ہے۔

❺ جس شخص کا آخرت پر پختہ یقین ہوگا اور اس کی ہولنا کیوں سے آگاہ ہوگا وہ کم ہنسے گا اور زیادہ روئے گا۔

❻ جنت اور دوزخ موجود ہیں اور وہ دونوں مخلوق ہیں۔

۴۰۲۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ

۴۰۲۔ حضرت مقداد ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت والے دن سورج کو مخلوق کے اس قدر قریب کر دیا جائے گا کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا''۔ سلیم

مِيلٍ)) قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الرَّاوِي عَنِ الْمِقْدَادِ: فَوَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ، أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ ((فَيَكُونُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَ مِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلٰى حِقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا)) وَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، بِيَدِهِ إِلٰى فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بن عامر (تابعی حدیث کے راوی) حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ''میل'' سے آپ کی کیا مراد تھی؟ زمین کی مسافت یا وہ سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے؟ (پھر آپ نے فرمایا) ''پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے، پس ان میں سے بعض کا پسینا ان کے ٹخنوں تک، بعض کا ان کے گھٹنوں تک، بعض کا ان کی کمر تک اور ان میں سے بعض ایسے ہوں گے کہ انہیں پسینے نے لگام ڈالی ہوگی''۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٦٤).

غريب الحديث☆ (تدنى) ''قریب کیا جائے گا''۔ (حقويه) ''ازار باندھنے کی جگہ'' یعنی اس کے دونوں پہلو۔ (يلجمه) ''اسے لگام ڈالی ہوگی''۔

فقه الحديث☆ ❶ قیامت کی ہولناکی اور شدت محشر کا بیان۔

❷ لوگ اپنے اعمال کے مطابق روز قیامت کی شدت میں ہوں گے۔

❸ اعمال خیر کی ترغیب اور اعمال شر سے ترہیب کا بیان ہے۔

❹ حدیث میں میل کی وضاحت نہیں کہ یہ مسافت والا میل ہے یا سرمے دانی کی سلائی کا میل، کیونکہ عربی میں سلائی کو میل ہی کہتے ہیں۔ اگر یہ مسافت والا میل (۸ فرلانگ) ہو تب بھی شدتِ حرارت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں سورج نو کروڑ میل کی مسافت پر ہے اور موسم گرما میں اس کی حرارت اور تپش انسان کی برداشت سے باہر ہوتی ہے اور جب روز قیامت سورج ایک میل کی مسافت پر ہوگا تو واقعی اتنی حرارت ہوگی کہ لوگ پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ (أعاذنا الله منه)

٤٠٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنَى ((يَذْهَبُ فِي الْأَرْضِ)): يَنْزِلُ وَيَغُوصُ.

۴۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن لوگ پسینے میں ڈوبے ہوں گے حتیٰ کہ ان کا پسینا زمین میں ستر ہاتھ تک جائے گا اور وہ پسینا انہیں لگام ڈالے گا حتیٰ کہ وہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا''۔ (متفق علیہ)

(يذهب في الأرض) ''وہ پسینا زمین میں جائے گا'' یعنی وہ زمین میں اترے گا اور سرایت کرے گا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٣٩٢ - فتح)، ومسلم (٢٨٦٣).

فقه الحديث☆ قیامت کی ہولناکیوں اور اعمال شر سے بچنے کا بیان۔

٤٠٤ - وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي

۴۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی تو فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ

النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا، فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' تو آپ نے فرمایا: ''یہ ایک پتھر ہے جسے ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا' وہ جہنم میں گرتا رہا' حتیٰ کہ وہ اب اس کی گہرائی تک پہنچا ہے' پس تم نے بھی اس کے گرنے کی آواز سنی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٤٤).

غريب الحديث☆ (وجبة) ''کسی چیز کے گرنے کی آواز''۔ (خريفا) ''سال''۔

فقه الحديث☆❶ جہنم کی گہرائی کا بیان' اس سے اس کے عذاب کی شدت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے' نیز یہ کہ اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

❷ صحابہ کرام کی کرامت کہ انھوں نے بھی پتھر گرنے کی آواز سنی جیسا کہ انھوں نے کھجور کے تنے کو روتے ہوئے سنا تھا۔

❸ آدمی کو جس چیز کا علم نہ ہو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

٤٠٥۔ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ، فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ، فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٤٠٥۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم میں سے ہر شخص سے اس کا رب اس حال میں کلام کرے گا کہ اس آدمی کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل نظر آئیں گے اور اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو ادھر بھی اپنے اعمال ہی دیکھے گا' اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے جہنم کی آگ کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا' پس تم آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے ہو''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (١٣٩) ملاحظہ کریں۔

٤٠٦۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((اَطَّتْ)) بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَتَشْدِيْدِ الطَّاءِ، وَ

٤٠٦۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے' آسمان چرچراتا ہے اور اس کا یہ حق ہے کہ وہ چرچرائے (کیونکہ) آسمان میں چار انگلیوں کے برابر بھی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ اور تم بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو اور تم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہوئے راستوں (جنگلوں) کی طرف نکل جاؤ''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(أطت) ہمزہ پر زبر اور طاء پر شد اور (تئط) تاء پر زبر اور ہمزہ کے

((تَئِطُّ)) بِفَتْحِ التَّاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ، وَالْأَطِيْطُ: صَوْتُ الرَّحْلِ وَالْقَتَبِ وَشِبْهِهِمَا، وَمَعْنَاهُ: اَنَّ كَثْرَةَ مَنْ فِي السَّمَاءِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْعَابِدِيْنَ قَدْ اَثْقَلَتْهَا حَتّٰى اَطَّتْ.

وَ ((الصُّعُدَاتِ)) بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: الطُّرُقَاتُ، وَمَعْنٰى ((تَجْاَرُوْنَ)): تَسْتَغِيْثُوْنَ.

نیچے زیر اور (الأطیط) چرچرانا پالان، کجاوہ اور ان جیسی چیزوں کی آواز اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر اس کثرت سے فرشتے عبادت کرتے ہیں کہ انھوں نے آسمان کو بوجھل کر دیا کہ وہ اس بوجھ کی وجہ سے چرچراتا ہے۔ (الصعدات) ''صاد اور عین پر پیش ''راستے۔'' (تجأرون) ''وہ پناہ طلب کرتے ہیں''۔

توثيق الحديث☆ حسن لغيره: أخرجه الترمذى (٢٣١٢)، وابن ماجه (٤١٩٠)، وأحمد (٥/ ١٧٣).

اس کی سند میں ابراہیم بن مہاجر راوی کمزور (لین الحفظ) ہے' لیکن اس حدیث کے مختلف حصوں کے شواہد موجود ہیں۔ جیسے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے ابن نصر المروزی نے ''تعظیم قدر الصلاۃ (٢٥٠) میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس طرح انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث جو بخاری میں ہیں اور عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی مرفوع احادیث اس کی شاہد ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ مومن کے دل میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت بڑھتی جاتی ہے اسی طرح اس کے عذاب کا خوف بڑھتا جاتا ہے اور وہ نیکیاں کثرت سے کرتا ہے اور معصیت سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے آخرت کے حقائق لوگوں سے پوشیدہ رکھے تاکہ لوگ اس پر غیب کے ساتھ ایمان لائیں اور اعمال کا ذخیرہ کریں اور ثواب حاصل کریں۔

❸ مومن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے لیکن یہ خوف مایوسی کی حالت تک نہیں پہنچتا بلکہ مومن خوف اور امید کے مابین رہتا ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کے ذریعے مدد طلب کرنی چاہیے۔

❺ آسمان والے فرشتے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور لمحہ بھر کے لیے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔

٤٠٧۔ وَعَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ۔ بِرَاءٍ ثُمَّ زَايٍ۔ نَضْلَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ اَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَ فَعَلَ فِيْهِ، وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ، وَفِيْمَ اَنْفَقَهٗ، وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ اَبْلَاهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

٤٠٧۔ حضرت ابو برزہ (راء اور پھر زاء) نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت (بارگاہ الٰہی سے) کسی بندے کے قدم نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ اس سے اس کی عمر کے متعلق نہ پوچھ لیا جائے کہ اس نے اسے کہاں ختم کیا؟ اس کے علم کے بارے میں کہ اس نے اس کے مطابق کتنا عمل کیا؟ اس کے مال کے متعلق کہ اسے کہاں سے کمایا اور اسے کہاں خرچ کیا؟ اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اس نے اسے کن چیزوں میں کھپایا؟'' (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره: أخرجه الترمذى (٢٤١٧).

اس کی سند ضعیف ہے' کیونکہ اس میں سعید بن عبداللہ بن جریج راوی مجہول الحال ہے لیکن یہ شواہد کی بنا پر حسن لغیرہ ہے۔

غريب الحديث☆ (فيما فعل) ''کس لیے کیا؟'' اگر اس نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا تو پھر اسے ثواب ملے گا اور اگر اس

نے ریا کاری کے لیے کیا؟ تو پھر اسے عذاب ہوگا۔

فقہ الحدیث ☆ ◆ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے' اس لیے وہ ان نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا کہ انہیں کیسے استعمال کیا۔

◆ بندہ مومن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی رضا کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے۔

◆ ان نعمتوں کو غنیمت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی والے کام کرنے چاہئیں اور ان میں اخلاص ہونا چاہیے اور مال جائز طریقے سے کمایا جائے تا کہ وہ حلال ہو اور اسے خرچ بھی وہیں کیا جائے جہاں اللہ نے حکم دیا ہے۔

◆ جسم کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچانا چاہیے اور اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگانا اور کھپانا چاہیے۔

◆ انسان کو علم نافع حاصل کرنا چاہیے اور پھر اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کرنا چاہیے' اس سے اسے خود بھی فائدہ ہوگا اور دوسروں کو بھی فائدہ ہوگا۔

◆ قیامت والے دن انسان سے باز پرس ہوگی اور اس کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ (اللهم حاسبنا حساباً يسيراً)

٤٠٨ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. قَالَ ((فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا، فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا)).

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾ ''جس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی'' تلاوت فرمائی تو پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟'' صحابہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر مرد اور عورت کے خلاف ان کاموں کی گواہی دے گی جو اس نے اس کی پشت پر کیے ہوں گے یہ کہے گی۔ تم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا' پس یہی اس کی خبریں ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ حسن لغيره : أخرجه الترمذی (۳۳۵۳)، وأحمد (۲/ ۳۷۴).

اس حدیث کی سند یحییٰ بن ابو سلیمان کے ضعف کی وجہ سے کمزور ہے لیکن طبرانی کبیر (۴۵۹۶) میں اس کا شاہد موجود ہے۔ اس میں بھی اگرچہ ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے لیکن یہ حدیث حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ ان شاء اللہ!

فقہ الحدیث ☆ ◆ قرآن مجید کی بہترین تفسیر وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔

◆ اطاعت والے اعمال کرنے کی ترغیب اور گناہوں سے بچنے کی تلقین۔

◆ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ مخلوق میں سے جسے چاہے قوت گویائی عطا فرما دے' جیسا کہ زمین قیامت والے دن بول کر گواہی دے گی۔

◆ بندے پر حجت قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ انسان کے اعضا کو حکم فرمائے گا اور وہ اس کے بارے میں گواہی دیں گے۔

٤٠٩ـ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَاسْتَمَعَ الْاِذْنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ)) فَكَاَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى

۴۰۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کس طرح فرحت و سرور سے اور پرسکون رہ سکتا ہوں جبکہ صور (پھونکنے) والے (فرشتے اسرافیل) نے صور پر منہ رکھا ہوا ہے اور وہ حکم الٰہی کو سننے کے لیے کان لگائے ہوئے ہے کہ اسے کب

أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمْ: ((قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((الْقَرْنُ)): هُوَ الصُّوْرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ كَذَا فَسَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

پھونکنے کا حکم دیا جائے اور وہ پھونکے''۔ گویا یہ بات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر بہت گراں گزری تو آپ نے انہیں فرمایا: ''یوں کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ''ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(القرن) صور' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ ''صور میں پھونکا جائے گا''۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر بیان کی۔

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره: أخرجه الترمذی (٢٤٣١)، وأحمد (٣/ ٧).

یہ سند عطیہ عوفی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کی متابعت ابو صالح نے کی ہے' جسے ابو یعلی (۱۰۸۴)' ابن حبان (۸۲۳) اور حاکم (۴/ ۵۵۹) نے روایت کیا ہے' لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔

غريب الحديث☆ (كيف أنعم) ''میں کس طرح ہنسی خوشی اور فرحت سے رہ سکتا ہوں''۔ (صاحب القرن) صور والا فرشتہ اسرافیل جو اس میں پھونک مارنے پر مامور ہے۔ (ألتقم) ''اس نے اپنا منہ اس پر رکھا ہوا ہے۔'' (ثقل) ''گراں گزرا''۔

فقه الحديث☆ ❶ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں' اسی لیے اسرافیل فرشتے نے منہ صور پر رکھا ہوا ہے اور کان اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لگایا ہوا ہے اور اذن الٰہی کا منتظر ہے۔ اور یہ صور پھونکنا بھی ایک فرشتے کی ذمہ داری ہے۔

❷ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خوف الٰہی اور فکر آخرت کا بیان ہے کہ وہ کس طرح میدان محشر کی ہولناکیوں کے تصور سے لرزاں و ترساں رہتے تھے' لہٰذا ہمیں تو ان سے کہیں بڑھ کر اس کا خوف ہونا چاہیے اور اپنی زندگی میں اسلامی انقلاب پیدا کرنا چاہیے۔

❸ جس شخص پر کوئی مشکل اور گراں وقت آجائے تو اسے (حسبنا الله ونعم الوكيل) پڑھنا چاہیے۔

٤١٠ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ خَافَ أَدْلَجَ، وَمَنْ أَدْلَجَ، بَلَغَ الْمَنْزِلَ. أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ، أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

وَ ((أَدْلَجَ)) بِإِسْكَانِ الدَّالِ، وَمَعْنَاهُ: سَارَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَالْمُرَادُ: التَّشْمِيْرُ فِي الطَّاعَةِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۴۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (دشمن سے) ڈر گیا' وہ رات کے ابتدائی حصے میں سفر پر نکل گیا اور جو رات کے ابتدائی حصے میں نکل گیا وہ منزل پر پہنچ گیا' سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا نہایت قیمتی ہے اور سن لو! اللہ تعالیٰ کا سودا جنت ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(أدلج) دال کے سکون کے ساتھ' رات کے ابتدائی حصے میں نکل گیا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرگرمی سے حصہ لینا۔ (اللہ اعلم)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره: أخرجه الترمذی (٢٤٥٠) بإسناد ضعيف فيه.

یہ حدیث یزید بن سنان الرہاوی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کے شاہد بھی موجود ہیں جنہیں ابو نعیم (۵/ ۳۷۷) اور حاکم (۴/ ۳۰۸) نے روایت کیا ہے اور بالجملہ یہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔

غريب الحديث☆ (خاف) ''ڈر گیا''۔ (بلغ المنزل) ''منزل پر پہنچ گیا''۔ (السلعة) ''سودا، متاع''۔ (غالية) ''نہایت قیمتی''۔

فقه الحديث☆❶ اطاعت کا اہتمام کرنا چاہیے اور معصیت سے اجتناب کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور جو شخص توبہ کرنے میں غفلت کا شکار رہے تو وہ اپنے بارے شناسا ہے نہ آخرت کی حقیقت سے باخبر اور وہ معصیت کے میدان میں بے لگام گھوڑے کی طرح دوڑے جا رہا ہے۔

❷ آپ نے یہ مثال راہ آخرت کے مسافر کے لیے بیان فرمائی اور اس طرف بھی راہنمائی فرمادی کہ آخرت کے اس راستے کو طے کرنا نہایت سخت اور اس کا حصول بہت دشوار ہے' یہ معمولی سعی و کاوش سے حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ جنت ایک نہایت قیمتی چیز ہے' جب تک انسان اس کے لیے مال اور جان کی قربانی نہیں دے گا جنت کی نعمتوں کا حصول بھی مشکل ہو جائے گا۔

٤١١۔ **وَعَنْ** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا**)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ!؟ قَالَ: ((**يَا عَائِشَةُ! الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ**)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((**اَلْأَمْرُ أَهَمُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((**غُرْلًا**)) بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، أَيْ: غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ.

۴۱۱۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''روز قیامت لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کیے جائیں گے''۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مرد اور عورتیں سب اکٹھے ہوں گے اور وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟! آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کہ انہیں اس کا خیال بھی آئے۔''

ایک اور روایت میں ہے: ''معاملہ اس سے کہیں زیادہ اہم ہوگا کہ ان کا بعض بعض کو دیکھے''۔ (متفق علیہ)

(غرلا) غین کے پیش کے ساتھ یعنی غیر مختون جس کے ختنے نہ کیے گئے ہوں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٣٧٧۔٣٧٨۔ فتح)، ومسلم (٢٨٥٩).

غريب الحديث☆ (حفاة) ''ننگے پاؤں۔'' (عراة) ''ننگے بدن۔''

فقه الحديث☆❶ قیامت والے دن کی ہولنا کیوں کا بیان ہے کہ اس روز ہر انسان کو اپنے حساب کتاب ہی کی فکر ہوگی' اس کے علاوہ اسے کوئی اور بات نہیں سوجھے گی۔

❷ محشر کے میدان میں لوگوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ وہ ننگے پاؤں' ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے۔

❸ ایک مومن کو آخرت کی تیاری اور روز محشر بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر جواب دہی کے تصور سے غافل نہیں رہنا چاہیے' بلکہ اس دن کی ناکامی سے بچنے کے لیے ایمان و عمل اور تقویٰ کی زندگی گزارنی چاہیے' کیونکہ قیامت والے دن کوئی کسی دوسرے کے کچھ کام نہیں آئے گا بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

❹ رسول اللہ ﷺ کے دور میں خواتین کس قدر حیا دار تھیں کہ جب حضرت عائشہ ؓ نے سنا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے بدن اٹھائے جائیں گے تو فوراً اضطراب کی حالت میں پوچھا کہ تمام مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے تو پھر وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

٥١۔ بَابُ الرَّجَاءِ

۵۱۔ باب: اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا

خوف اور امید دونوں لازم و ملزوم ہیں' امید خوف کی ضد ہے۔ مومن خوف اور امید کے درمیان رہتا ہے۔ خوف معصیت سے بچنے

اور امید اطاعت کرنے پر تیار کرتی ہے لہٰذا نیک اعمال کرتے رہنا چاہیے' اللہ تعالیٰ سے امید رکھنی چاہیے' وہ انہیں شرفِ قبولیت سے نوازے گا اور اجر وثواب عطا فرما کر ہماری مغفرت فرما دے گا اور ساتھ ہی اس کے عذاب سے بھی ڈرتے رہنا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [الزمر : ٥٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَهَلْ نُجَازِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ [سبأ : ١٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى﴾ [طه : ٤٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [الأعراف : ١٥٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''(اے پیغمبر!) فرما دیں' اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں' بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا' وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے''۔

اور فرمایا: ''ہم ناشکرے اور نافرمان ہی کو سزا دیتے ہیں''۔

اور فرمایا: ''بے شک وحی کی گئی ہماری طرف کہ عذاب کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے جھٹلایا اور منہ پھیرا''۔

اور فرمایا: ''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے''۔

شرح الآیات: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی وسعت کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کی ڈھارس بندھائی ہے کہ اگر تم نے اپنے اوپر گناہوں کے بوجھ لاد لیے ہیں تو اب تم ناامید نہ ہو جاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات غفور ورحیم ہے' وہ تو سارے گناہوں کو معاف کرنے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے پر بھی قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑا غفور ورحیم ہے' اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ انسان ایسی صورت میں نیک عمل کرنا چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرتا رہے اور اس کا استہزا بھی کرے اور پھر کہے کہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جو انسان کو نیک اعمال کرنے سے روکتا اور ہٹاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے نیازی پر ابھارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر دلیر کر دیتا ہے۔ ایسی فکر نہایت خطرناک ہے' ایسے خوش گمانوں کے لیے اس کا عذاب بھی دردناک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا یقیناً ایمان کا حصہ اور رحمت الٰہی سے مایوسی یقیناً کفر وضلالت ہے' لیکن امید کے لیے کوئی بنیاد بھی تو ہونی چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی حیات مبارکہ ہمارے سامنے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی رکھتے تھے اور ساتھ ساتھ نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں سبقت بھی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس سے پناہ بھی طلب کرتے تھے۔ پس ایک مومن کو امید اور خوف کے مابین زندگی بسر کرنی چاہیے۔

٤١٢ـ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،

۴۱۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور اس کی روح ہیں اور جنت اور دوزخ حق ہیں' تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے گا جس عمل پر بھی وہ ہو''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ

وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم حرام فرما دی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٧٤ - فتح)، ومسلم (٢٨)' والرواية الثانية عند مسلم (٢٩).

غريب الحديث☆ (كلمة) ''اس کا کلمہ'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق اسباب عادیہ سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے باپ کے بغیر ہوئی۔ (روح منه) ''اس کی روح ہیں'' یعنی اس کی مخلوق ہیں اور اس کی طرف سے ہیں۔

فقه الحديث☆❶ جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے۔

❷ مومن کی سب سے بڑی شان یہی ہے کہ وہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جائے۔

❸ انسان کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا' بہرحال اطاعت سے ایمان بڑھتا اور معصیت سے کم ہوتا ہے۔

❹ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں' اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عام عمل تخلیق سے ہٹ کر باپ کے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا کیے گئے اور ''روح منه'' سے مراد ان کی عزت و تکریم ہے' یہ اضافت تشریفی کہلاتی ہے۔

❺ جنت اور دوزخ کا حق ہونا مسائل ایمانیہ میں سے ہے۔

٤١٣ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ، فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ، وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ، فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ اَتَانِي يَمْشِي، اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً، وَمَنْ لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا، لَقِيْتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مَعْنَى الْحَدِيْثِ: ((مَنْ تَقَرَّبَ)) اِلَيَّ بِطَاعَتِي ((تَقَرَّبْتُ)) اِلَيْهِ بِرَحْمَتِي، وَاِنْ زَادَ زِدْتُّ، ((فَاِنْ اَتَانِي يَمْشِي)) وَاَسْرَعَ فِي طَاعَتِي ((اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)) اَيْ: صَبَبْتُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةَ، وَسَبَقْتُهُ بِهَا، وَلَمْ اُحْوِجْهُ اِلَى الْمَشْيِ الْكَثِيْرِ فِي الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَقْصُوْدِ، ((وَقُرَابُ الْاَرْضِ)) بِضَمِّ الْقَافِ وَيُقَالُ بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَصَحُّ، وَاَشْهَرُ، وَمَعْنَاهُ: مَا يُقَارِبُ مِلْأَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

۴۱۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے ایک نیکی کی اس کے لیے دس گنا اجر ہے یا میں اس سے بھی زیادہ دوں گا اور جس نے ایک گناہ کیا تو اس کا بدلہ اس کی مثل ہوگا یا میں اسے بخش دوں گا' جو شخص مجھ سے ایک بالشت کے برابر قریب ہوگا میں اس کے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں اس کے دو ہاتھ قریب ہوں گا اور جو شخص چل کر میرے پاس آئے گا تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاؤں گا اور جو شخص زمین بھر برائی لے کر مجھے ملے گا لیکن وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اسے اسی قدر مغفرت لے کر ملوں گا''۔ (مسلم)

(ومن تقرب) ''جو میری اطاعت کے ذریعے میرے قریب ہو''۔ (تقربت) ''میں اپنی رحمت کے ذریعے اس کے قریب ہوتا ہوں'' اگر وہ اطاعت میں بڑھتا ہے تو میں اس پر رحمت کی بارش برسا دیتا ہوں۔ (فإن أتاني يمشي) ''اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے'' یعنی میری اطاعت میں سرگرمی دکھاتا ہے۔ (أتيته هرولة) ''تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں'' یعنی میں اس پر رحمت کے دریا بہا دیتا ہوں' رحمت کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کرتا ہوں اور وصول مقصود کے لیے اسے زیادہ چلنے کی زحمت نہیں دیتا۔ (قراب الأرض) قاف پیش

زیر بھی پڑھی گئی ہے لیکن پیش زیادہ صحیح اور زیادہ مشہور ہے۔ اس کے معنی ہیں جو قریب قریب زمین کو بھر دے۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٨٧).

غريب الحديث☆ (الباع) ''دو ہاتھ برابر''۔

فقه الحديث☆❶ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عفو و درگزر کی وسعت کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس کی رحمت و مغفرت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے' وہ تو نیکیوں کو کم از کم دس گنا بڑھا کر اجر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے اسے مزید اجر عطا فرما دیتا ہے۔

❷ یہ حدیث احادیث صفات میں سے ہے اور یہ ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بندے کی طرف آتا ہے اور اس کا یہ آنا اس کی شان کے مطابق ہے' ہم اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی قسم کی تحریف، تاویل اور تشبیہ و تعطیل کے قائل نہیں' اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے جیسے فرما دیا ہمارا اس پر ایمان ہے اور اسی میں خیر اور کامیابی ہے۔

٤١٤۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُوْجِبَتَانِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، دَخَلَ النَّارَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دو واجب کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ آگ (جہنم) میں داخل ہوگا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٣).

غريب الحديث☆ (أعرابی) ''دیہاتی'' (الموجبتان) ''دو واجب کرنے والی خصلتیں'' ایک وہ خصلت جو جنت واجب کر دے اور ایک وہ خصلت جو جہنم واجب کر دے۔

فقه الحديث☆ اہل السنہ والجماعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص حالت ایمان میں فوت ہوا ہو وہ ابدی جہنمی نہیں' ممکن ہے کہ وہ ابتدا میں اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں چلا جائے' لیکن سزا بھگت کر وہ بالآخر جنت میں آ جائے گا۔

٤١٥۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا، قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا

۴۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھے' فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔ آپ نے تین بار یہ فرمایا' اور پھر آپ نے فرمایا: ''جو شخص صدقِ دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ

النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا؟ قَالَ: ((إِذًا يَتَّكِلُوْا)) فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهُ: ((تَأَثُّمًا)) أَيْ: خَوْفًا مِّنَ الْإِثْمِ فِيْ كَتْمِ هٰذَا الْعِلْمِ.

کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اللہ نے اسے جہنم کی آگ پر حرام فرما دیا ہے۔'' حضرت معاذؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس بارے میں نہ بتادوں تاکہ وہ خوش ہوجائیں؟ آپ نے فرمایا: ''تب تو وہ اسی پر بھروسا اور توکل کرلیں گے''۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت (کتمانِ علم کے) گناہ سے بچنے کے لیے لوگوں کو بتادیا۔ (متفق علیہ)

(تاثما) کتمان علم کے گناہ سے بچنے کے لیے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۲۲٦۔ فتح)، ومسلم (۳۲).

غريب الحديث☆ (رديفه) ''وہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔'' (لَبَّيْكَ) ''میں حاضر ہوں، حاضر ہوں۔'' (وسعديك) ''آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں''۔ (يتكلوا) اس پر توکل اور بھروسا کرلیں گے اور عمل چھوڑ دیں گے۔

فقه الحديث☆

❶ سواری پر کسی شخص کے پیچھے سوار ہونا جائز ہے' حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ نے ایک الگ رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں انھوں نے ان سعادت مندوں کے نام درج کیے ہیں جنھیں نبی ﷺ نے اپنے پیچھے سواری پر سوار فرمایا۔

❷ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے ہاں قدر و منزلت اور آپ کی ان سے محبت کا بیان ہے۔

❸ کتمانِ علم جائز نہیں' اس لیے کہ اس طرح علم کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

❹ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے اقرار کا تقاضا یہ ہے کہ صدق دل سے اس کا اقرار ہو' دل میں کسی قسم کا شک' تردد اور نفاق وغیرہ نہ ہو۔

❺ اہل توحید گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جاسکتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ اس میں نہیں رہیں گے بلکہ سزا پانے کے بعد جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

❻ عام لوگوں کے سامنے ایسی چیزیں بیان نہیں کرنی چاہییں جن کا صحیح طور پر سمجھنا ان کے لیے مشکل ہو اور اپنی نافہمی کی وجہ سے انہیں اپنی بے عملی اور بدعملی کے لیے وجہ جواز بنالیں۔

٤١٦۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ أَوْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: شَكَّ الرَّاوِيُّ، وَلَا يَضُرُّ الشَّكُّ فِيْ عَيْنِ الصَّحَابِيِّ، لِأَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ، قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا، فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِفْعَلُوْا)) فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ فَعَلْتَ، قَلَّ الظَّهْرُ، وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَرَكَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) فَدَعَا

۴۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' ان میں سے کسی ایک سے روایت ہے' راوی نے شک کا اظہار کیا ہے اور صحابی کی تعیین میں شک مضر نہیں' اس لیے کہ وہ سب عادل ہیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ جب غزوۂ تبوک ہوا تو لوگوں کو بھوک لگی' انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کرلیں اور ان کا گوشت کھائیں اور چربی حاصل کریں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے' ذبح کرلو''۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ نے یہ اجازت دے دی تو پھر سواریاں کم ہوجائیں گی' بلکہ آپ ان سے ان کے بچے ہوئے سامان منگوالیں' پھر اللہ سے اس پر برکت کے لیے دعا فرمائیں'

بِنِطْعٍ فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ، وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ، وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((خُذُوْا فِيْ أَوْعِيَتِكُمْ)) فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَؤُوهُ، وَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَ فَضْلَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ، فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ٹھیک ہے۔'' پس آپ نے چمڑے کا ایک دسترخوان منگوایا' اسے پھیلا دیا' پھر ان سے باقی بچے ہوئے سامان منگوائے' پس کوئی مٹھی بھر مکئی لا رہا ہے' کوئی مٹھی میں کھجور لا رہا ہے اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لا رہا ہے حتیٰ کہ اس چمڑے کے دسترخوان پر کچھ چیزیں جمع ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے برکت کے لیے دعا فرمائی' پھر فرمایا: ''اسے اپنے برتنوں میں ڈال لو۔'' پس انھوں نے اپنے برتنوں میں ڈالا حتیٰ کہ انھوں نے لشکر میں سے کوئی برتن نہ چھوڑا جسے نہ بھرا ہو' ان سب نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں' جو شخص ان دونوں (توحید و رسالت) کے ساتھ اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے گا کہ اسے کوئی شک و شبہ نہ ہو تو یہ ناممکن ہے کہ اسے جنت میں جانے سے روک دیا جائے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧) (٤٥).

غريب الحديث☆ (نواضحنا) ''ناضح'' کی جمع ''اونٹ''۔ (الظهر) ''سواری'' (فضل أزوادهم) ''ان کے بچے ہوئے سامان''۔ (البركة) ''برکت، خیر و بھلائی میں کثرت ہونا۔'' (نطع) ''چمڑے کا دسترخوان''۔ (كسرة) ''ٹکڑا''۔ (أوعيتكم) ''وعاء'' کی جمع' برتن وغیرہ جس میں کوئی چیز رکھی جائے۔ (العسكر) ''لشکر۔'' (فيحجب) ''منع کیا جائے گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ امام اور حکمران کا لشکر کے ساتھ جانا مستحب ہے تاکہ لشکر والے ثابت قدم رہیں۔

❷ صحابہ کے ادب کا بیان ہے کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے تھے' لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ لشکر کو اپنے امیر کی اطاعت کرنی چاہیے۔

❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صائب الرائے ہونے، احسن تدبیر والا ہونے اور راسخ العلم ہونے کا بیان ہے۔

❹ سلف صالحین اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے تھے۔

❺ رسول اللہ ﷺ کی تواضع کا بیان ہے کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے کو سنا تو اس کو بہتر سمجھا اور فوراً اس پر عمل فرمایا' لہٰذا افضل مفضول کے اچھے مشورے پر عمل کر سکتا ہے۔

❻ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کی ترغیب ہے جیسا کہ صحابہ کرام میں سے کوئی مٹھی بھر مکئی لایا تو کوئی کھجور لایا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔

❼ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان ہے کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے کھانے میں برکت فرما دی۔

❽ کلمہ توحید کی فضیلت کہ یہ جنت کی چابی ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس کا اقرار کرنے والا صدق دل سے اقرار کرے اور شک و تردد سے پاک ہو۔

٤١٧ - وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّيْ لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيْلُ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ، فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي، فَتُصَلِّيْ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**سَأَفْعَلُ**))، فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ: ((**أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟**)) فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيْهِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ، فَحَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ، فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي، فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا أَرَاهُ! فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، أَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى؟!**)) فَقَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، أَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰهِ! مَا نَرٰى وُدَّهُ، وَلَا حَدِيْثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ ((**عِتْبَانُ**)) بِكَسْرِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَإِسْكَانِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ. وَ ((**الْخَزِيْرَةُ**))

۴۱۷۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو غزوۂ بدر میں شریک تھے' بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کی امامت کراتا تھا' میرے اور ان کے درمیان ایک برساتی نالہ تھا' جب بارشیں زیادہ ہوتیں تو اسے پار کر کے ان کی مسجد تک جانا میرے لیے مشکل ہو جاتا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور وہ وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان ہے' جب بارشیں ہوتی ہیں تو وہ بہنا شروع کر دیتی ہے' پس میرے لیے اسے پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے' لہٰذا میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور وہاں کسی جگہ نماز پڑھا دیں تاکہ میں اسے جائے نماز بنا لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا میں عنقریب ایسا کروں گا''۔ پس اگلے روز جب سورج اچھی طرح چڑھ چکا تو آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے گھر تشریف لائے' رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے آپ کو اجازت دے دی۔ آپ ابھی بیٹھے بھی نہ تھے کہ فرمایا: ''تم کس جگہ پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں؟'' پس میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ آپ وہاں نماز پڑھیں' پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی' آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ نے سلام پھیرا اور جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیر دیا' پھر میں نے آپ کو ''خزیرہ'' (ایک خاص قسم کے کھانے) کے لیے روک لیا جو آپ کے لیے بنایا گیا تھا۔ جب اہلِ محلّہ نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما ہیں تو پھر لوگ آنے شروع ہو گئے حتیٰ کہ گھر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ کسی آدمی نے کہا: مالک کہاں ہے' کیا وجہ ہے کہ میں اسے نہیں دیکھ رہا؟ ایک اور آدمی نے کہا: وہ تو منافق ہے' وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کہو' کیا تم نہیں جانتے کہ اس نے اللہ کی رضاجوئی کے لیے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو اللہ کی قسم! ہم تو اس

بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، وَالزَّايِ: هِيَ دَقِيقٌ يُطْبَخُ بِشَحْمٍ. وَقَوْلُهُ: ((ثَابَ رِجَالٌ)) بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، أَيْ: جَاؤُوا وَاجْتَمَعُوا.

کی محبت اور گفت و شنید منافقوں ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جہنم کی آگ پر حرام فرما دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔'' (متفق علیہ)

(عتبان) عین کے نیچے زیر' تاء ساکن پھر باء۔ (الخزیرۃ) خاء اور زاء کے ساتھ ''باریک آٹے اور چربی سے بنایا گیا کھانا''۔ (ثاب رجال) ثاء کے ساتھ' اس کا معنی ہے ''لوگ آئے اور جمع ہو گئے۔''

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۱۸۔ فتح)، ومسلم (۳۳) (۲٦۳).

غریب الحدیث☆ (أصلّي لقومي) ''میں اپنی قوم کی امامت کراتا ہوں''۔ (أجتیازہ) ''اسے پار کرنا''۔ (قبل مسجدھم) ''ان کی مسجد کی طرف''۔ (أنکرت بصري) ''میری نظر کمزور ہو گئی''۔ (فیشق) ''میرے لیے مشکل ہے''۔ (وددت) ''میری خواہش ہے''۔ (اشتد النھار) ''جب سورج چڑھ آیا''۔ (حبستہ) ''میں نے آپ کی ضیافت کے لیے آپ کو روک لیا''۔ (أھل الدار) ''اہل محلہ۔'' (ألا تراہ) ''کیا تم اسے نہیں جانتے؟''

فقہ الحدیث☆ ❶ اہل ایمان کی اس حرص کا بیان کہ وہ با جماعت نماز ادا کرنے کے لیے کتنے حریص تھے اور اس کی کس طرح حفاظت کرتے تھے؟

❷ اگر کوئی شرعی عذر اور مانع ہو تو نماز با جماعت نہ پڑھنے میں رخصت ہے۔

❸ گھر میں سے کسی ایک جگہ کو جائے نماز قرار دے لینا اور وہاں نماز پڑھنا باقی گھر میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

❹ نابینا آدمی امامت کرا سکتا ہے۔

❺ آدمی اپنے بارے میں کسی شخص کو بتا سکتا ہے کہ اسے فلاں تکلیف ہے' یہ شکوے میں داخل نہیں۔

❻ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی دعوت کرے اور دوسرا بھائی اس دعوت کو قبول کرے۔

❼ نفلی نماز با جماعت ادا کی جا سکتی ہے۔

❽ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے تو یہ اس کے ایمان کی گواہی ہے۔

❾ صرف شبہے کی وجہ سے کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

❿ اہل ایمان کا ان کی غیر موجودگی میں دفاع کرنا چاہیے اور ان کے متعلق اٹھنے والے اعتراضات کا جواب دینا چاہیے۔

٤١٨ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، بِسَبْيٍ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَسْعٰى، إِذْ وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ، فَأَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا، فَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتُرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟)) قُلْنَا: لَا وَاللّٰهِ. فَقَالَ: ((لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ

۴۱۸۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو ان میں سے ایک عورت دوڑتی پھر رہی تھی کہ اچانک اس نے قیدیوں میں سے (اپنے) بچے کو پالیا' تو وہ اسے پکڑتی ہے اور اپنے سینے سے لگا لیتی ہے اور اسے دودھ پلاتی ہے (یہ منظر دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟'' ہم نے عرض کیا: نہیں' اللہ

بِوَلَدِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تعالیٰ کی قسم! آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے' جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/۴۲۶ـ۴۲۷ـ فتح)، ومسلم (۲۷۵٤).

غریب الحدیث☆ (السبي) ''قیدی۔'' (تسعی) ''دوڑتی پھر رہی تھی''۔ (أترون) ''کیا تم گمان کرتے ہو؟'' تمہارا کیا خیال ہے؟

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت کا بیان ہے کہ وہ ان سے خیر چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ بندوں کو آگ سے بچالے اور ان کے لیے توبہ اور امید کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

❷ حوادث سے استفادہ کرنا چاہیے اور کسی بات کو سمجھانے کے لیے بطور مثال اس سے ربط جوڑنا چاہیے تا کہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے۔

❸ آدمی کو چاہیے کہ وہ تمام احوال و حالات میں اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط رکھے۔

۴۱۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابٍ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)).

وَفِي رِوَايَةٍ ((غَلَبَتْ غَضَبِي)). وَفِي رِوَايَةٍ ((سَبَقَتْ غَضَبِي)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۱۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے اس کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے' لکھا کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہوگی''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''میرے غصے پر غالب ہے''۔ ایک اور روایت میں ہے: ''(میری رحمت) میرے غصے پر سبقت لے گئی ہے۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/۳۸٤ـ فتح)، ومسلم (۲۷۵۱)۔ والرواية الثانية عند البخاري (٦/ ۲۸۷ و ۱۳/ ۵۲۲ـ فتح)' والثالثة عند البخاري (۱۳/ ٤٤۰ و ۵۲۲ـ فتح)، ومسلم (۲۷۵۱) (۱۵).

فقه الحدیث☆ ❶ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ اپنی مخلوق سے بلند اپنے عرش پر ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت غضب کا بیان ہے' ان میں تاویل کرنے کی اجازت نہیں' تاویل کرنا منہج سلف کے خلاف ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں پر حاوی ہے' اس لیے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔

۴۲۰۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا

۴۲۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے' ننانویں (۹۹) حصے اپنے پاس محفوظ رکھ لیے اور ایک حصہ زمین میں اتارا۔ پس اسی ایک حصے کی وجہ سے تمام مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ حتیٰ کہ چوپایہ بھی اپنا کھر اپنے بچے سے اس اندیشے سے اٹھالیتا ہے کہ کہیں اسے تکلیف نہ پہنچے''۔

ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے لیے رحمت کے سو حصے ہیں' ان

رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ، وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْأَرْضِ رَحْمَةً، فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، أَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ)).

میں سے ایک حصہ جنوں، انسانوں، چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان اتارا۔ پس اس ایک ہی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر نرمی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے رحم سے پیش آتے ہیں اور اسی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے پر نرمی اور مہربانی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں پیچھے رکھ چھوڑی ہیں' جن کے ذریعے وہ روز قیامت اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا''۔ (متفق علیہ)

اور اس کو امام مسلم نے بھی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے سو رحمتیں ہیں' ان میں سے ایک رحمت کے ذریعے پوری مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور ننانوے قیامت کے دن کے لیے محفوظ ہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو سو رحمتیں پیدا فرمائیں' ہر رحمت (اتنی ہے کہ) آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو پُر کردے' ان میں سے ایک رحمت کو اس نے زمین میں رکھ دیا' اسی وجہ سے والدہ اپنے بچے پر اور وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے پر مہربانی کرتے ہیں۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس (دنیوی) رحمت کے ساتھ ملا کر اس (سو) کو مکمل فرمائے گا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ٤٣١۔ فتح)، ومسلم (۲۷۵۲)' والرواية الثانية لمسلم (۲۷۵۲) (۱۹)' وحديث سلمان عند مسلم (۲۷۵۳) (۲۰)' والرواية الثانية من حديث سلمان عند مسلم (۲۷۵۳) (۲۱).

غريب الحديث☆ (حافرها) ''اس کا کھر''۔ (البهائم) ''بهيمة'' کی جمع ''حیوان' چوپایہ۔'' (الهوامّ) ''هامة'' کی جمع ''حشرات، کیڑے مکوڑے۔'' (طباق) ''بھردے''۔

فقه الحديث☆ ◆ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں جو رحمت پیدا کی ہے یہ اس کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے کہ اس وجہ سے بندے آپس میں ایک دوسرے سے نرمی اور مہربانی کرتے ہیں حتی کہ فرمایا حیوانات، وحشی جانور اور حشرات الارض بھی اسی رحمت کے باعث ہی ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور یہ ان سو رحمتوں میں سے ایک رحمت کی وجہ سے ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھ چھوڑی ہیں' قیامت والے دن وہ اس دنیوی رحمت سے انہیں سو مکمل کرے گا اور پھر اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ اس میں بندوں کے لیے بہت بڑی امید اور زبردست خوشخبری ہے' لیکن اس خوشخبری اور امید کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ نیک اعمال کرنا چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرنا شروع کردے' ایسی فکر اور ایسی امید خطرناک نتائج کا باعث بن سکتی ہے۔

٤٢١۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِيْمَا يَحْكِيْ عَنْ رَبِّهِ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قَالَ: ((أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا، فَقَالَ:

۴۲۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی ﷺ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: ''بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر کہتا ہے: اے اللہ!

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، فَقَالَ: تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَذْنَبَ عَبْدِيْ ذَنْبًا، فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ، وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى: ((فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ)) اَيْ: مَا دَامَ يَفْعَلُ هٰكَذَا، يُذْنِبُ وَيَتُوْبُ اَغْفِرُ لَهٗ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا.

میرا گناہ معاف کر دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کی وجہ سے پکڑتا بھی ہے۔ وہ پھر گناہ کرتا ہے تو کہتا ہے: اے میرے رب! میرا گناہ معاف کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی وجہ سے مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ وہ پھر گناہ کرتا ہے تو کہتا ہے: اے میرے رب! میرا گناہ معاف کر دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا اور اسے معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے' یقیناً میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا' پس وہ جو چاہے کرے''۔ (متفق علیہ)

(فليفعل ما شاء) ''پس وہ جو چاہے کرے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اس طرح کرتا رہے گا کہ گناہ کرے تو بہ کرے تو میں اسے بخشتا رہوں گا' اس لیے کہ توبہ اپنے ماقبل کے گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ٤٦٦۔ فتح)، ومسلم (۲۷۵۸).

غريب الحديث☆ (يأخذ بالذنب) اگر وہ چاہے تو گناہ پر مواخذہ کر سکتا ہے۔

فقه الحديث☆ ◆ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی رحمت کا بیان کہ بندے جب تک یہ عقیدہ رکھیں گے کہ بخشش کی چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں' وہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو مواخذہ کر لے اور بندے گناہ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرماتا رہے گا' کیونکہ صحیح توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

◆ مؤمن کی یہ شان ہے کہ جب اس سے غلطی یا گناہ ہو جائے تو وہ اس پر اصرار نہیں کرتا بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور معافی طلب کرتا ہے اور پھر اپنی اصلاح کرتا ہے اور اگر پھر دوبارہ گناہ ہو جائے تو وہ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ توبہ خلوص نیت سے کی جائے' پہلے سے یہ پروگرام نہ ہو کہ اب تو گناہ کر لیں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں گے' بلکہ خالص اور سچی توبہ کرنی چاہیے لیکن پھر بھی بتقاضائے بشریت انسان سے غلطی ہو جائے تو پھر معافی طلب کرے' اللہ تعالیٰ معاف کرتا رہتا ہے۔ لیکن گناہ پر اصرار اور اس پر فخر نہایت خطرناک فکر اور روش ہے۔

٤٢٢۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا، لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى، فَيَغْفِرُ لَهُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جاتا اور ایسی قوم کو پیدا فرماتا جو گناہ کرتی اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتی اور وہ اسے معاف کر دیتا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷٤۹).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے اس فضل وکرم کا بیان ہے جس کے ذریعے وہ بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے۔

❷ آدم کی پوری اولاد خطا کار ہے' لہٰذا بندے کو مغفرت طلب کرنے اور توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

❸ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور اس حدیث میں گناہ پر ابھارا ہے بلکہ اس میں تو مغفرت کی بشارت اور مایوسی و نا امیدی کا ازالہ ہے' اللہ تعالیٰ توبہ وانابت کو پسند فرماتا ہے اور ایسے ہی لوگ اسے محبوب ہیں اور یہی اس حدیث کا مقصد ہے۔

٤٢٣ ـ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ، لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۲۳۔ حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرماتا جو گناہ کرتے پھر مغفرت طلب کرتے تو وہ (اللہ) انہیں معاف فرما دیتا۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٤٨).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۲۲) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٢٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا قُعُودًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ إِلَى قَوْلِهِ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَمَنْ لَقِيتَ وَرَاءَ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی چند آدمیوں کے ساتھ موجود تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے اور ہمارے پاس آنے میں تاخیر فرمادی تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ کو نقصان نہ پہنچایا گیا ہو' ہم گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس میں ان گھبرانے والوں میں پہلا شخص تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں باہر نکلا حتیٰ کہ میں انصار کے ایک باغ میں پہنچ گیا۔ پھر انھوں نے لمبی حدیث بیان کی جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے: ''جاؤ' تمہیں اس باغ کے باہر جو بھی ایسا شخص ملے جو دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣١).

غريب الحديث☆ (نفر) تین سے نو تک آدمیوں کی تعداد۔ (من بين أظهرنا) ''ہمارے درمیان سے''۔ (يقتطع) ''نقصان پہنچایا گیا ہو۔'' (فزعنا) ''ہم گھبرا گئے''۔ (أبتغی) ''میں تلاش کرنے نکلا''۔ (حائطا) ''باغ۔'' (مستيقنا) ''یقین کے ساتھ''۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدتِ محبت اور آپ کی سلامتی کے بارے میں ان کی حرص اور خواہش کا بیان ہے۔

❷ صحیح جنت میں داخل کرے گا' یا تو شروع ہی میں اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے گا اور مومن بندہ جنت میں چلا جائے گا یا پھر گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے جنت میں جائے گا۔

❸ اچھی خبر کی شہادت دینا مشروع ہے۔

◆ آدمی اپنے علاوہ کسی دوسرے کو بھی تبلیغ واشاعت کے بارے میں کہہ سکتا ہے کہ یہ بات دوسروں کو پہنچا دو۔

٤٢٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ، عَزَّوَجَلَّ فِيْ إِبْرَاهِيمَ ﷺ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [إبراهيم : ٣٦] وَقَوْلَ عِيسَى ﷺ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المائدة : ١١٨]، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي)) وَبَكَى، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ((يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ، فَسَلْهُ مَا يُبْكِيهِ؟)) فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ، فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ: وَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ((يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْؤُكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت فرمائی جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے: ''اے رب! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا' پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے'' اور عیسیٰ علیہ السلام کا قول: ''اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو یقیناً غالب، حکمت والا ہے''۔ پس آپ نے (دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! میری امت! میری امت!'' اور آپ نے رونا شروع کر دیا' اللہ عزوجل نے فرمایا: ''اے جبریل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور تیرا رب سب کچھ جانتا ہے' ان سے پوچھو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟'' پس جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا جو انھوں نے فرمایا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے جبریل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ کو ناراض نہیں کریں گے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٢).

فقه الحديث☆◆ یہ حدیث امتِ محمد ﷺ کے لیے سب سے زیادہ امید والی ہے' نیز اس میں نبی ﷺ کی اس شفقت و مہربانی کا بیان ہے جو آپ کے دل میں اپنی امت کے بارے میں تھی۔ آپ رو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: اے اللہ! میری امت، اے اللہ! میری امت۔

◆ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت کا بیان کہ اللہ تعالیٰ آپ کو راضی کرے گا۔

◆ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے۔

٤٢٦۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ

۴۲۶۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ آپ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو عذاب نہ دے جو اس

اللہ! افلا ابشر الناس؟ قَالَ ((لَا تُبَشِّرْ هُمْ فَيَتَّكِلُوْا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو"۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو خوش خبری نہ دوں؟ آپ نے فرمایا: "انہیں خوشخبری نہ دو، ورنہ وہ اسی پر توکل اور بھروسا کر لیں گے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/٥٨ـ فتح)، ومسلم (٣٠) (٤٩).

فقه الحديث☆ اس کے لیے حدیث نمبر (۴۱۵) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٢٧ ـ وعن البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [إبراهيم: ٢٧]. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۲۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب مسلمان سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مفہوم ہے: "اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/٢٣١ـ فتح)، ومسلم (٢٨٧١).

غريب الحديث☆ (يثبت) "ثابت رکھے گا"۔ (بالقول الثابت) "حجت اور برہان کے ساتھ"۔

فقه الحديث☆ ◆ قبر کا سوال حق ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ مومنوں پر دنیا و آخرت میں مہربانی فرماتا ہے اور اس کی مہربانی اور توفیق سے مومن دنیا میں بھی توحید و رسالت پر قائم رہتا ہے اور آخرت میں یعنی قبر میں بھی اس کی توفیق سے توحید و رسالت کی گواہی دے گا۔

◆ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ کی تفسیر بیان فرمائی اور یہی بہترین تفسیر ہے۔

٤٢٨ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً، أُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا، وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ، وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهِ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا، وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ، فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا أَفْضٰى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کافر جب (دنیا میں) کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو اسے اس کا بدلہ دنیا کی کچھ نعمتیں دے کر دے دیا جاتا ہے اور مومن کا جو معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لیے ذخیرہ فرما لیتا ہے اور دنیا میں اسے رزق اس کی اطاعت پر دیا جاتا ہے"۔

اور ایک روایت میں ہے: "بلا شبہ اللہ تعالیٰ کسی مومن پر اس کی نیکی کے بارے میں ظلم نہیں کرتا' اسے دنیا میں اس کا بدلہ دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اسے بدلہ دیا جائے گا' اور جو کافر ہے تو اس کے وہ اچھے اعمال جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے تو اسے ان کے بدلے میں دنیا میں نعمتیں دے دی جاتی ہیں' حتیٰ کہ جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے تو اس کی کوئی نیکی اور بھلائی نہیں ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۸۰۸) (۵۷)، والرواية الثانية له (۲۸۰۸).

غريب الحديث ☆ (يعقبه) ''اسے عطا کرتا ہے''۔ (أفضى) جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے۔

فقه الحديث ☆ بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عدل کا بیان ہے کہ وہ ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ عطا کرتا ہے حتیٰ کہ کافروں، فاجروں کو بھی محروم نہیں رکھتا۔ کافروں کے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں عطا کر دیتا ہے' ان کے مال میں اضافہ کر کے یا ان سے کسی مصیبت کو رفع کر کے' جبکہ آخرت میں انہیں ان نیکیوں کا کوئی اجر نہیں ملے گا' کیونکہ آخرت میں اجر کے لیے ایمان شرط ہے۔ اور جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں بدلہ عطا فرماتا ہے۔

۴۲۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهَرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْغَمْرُ)) اَلْكَثِيْرُ.

۴۲۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازوں کی مثال اس جاری بڑی نہر جیسی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو''۔ (مسلم)

(الغمر) بہت زیادہ یعنی کثیر۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۶۶۸).

فقه الحديث ☆ ❶ نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے جس طرح پانی جسم سے میل دور کر دیتا ہے لیکن نمازیوں کو چاہیے کہ وہ اس نماز میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کریں' نماز کی فضیلت کا وہی مستحق ٹھہرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اس کے ارکان و واجبات کا اہتمام کرتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

❷ بیان و توضیح کے لیے مثال بیان کرنا مستحب ہے۔

۴۳۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۳۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو مسلمان آدمی فوت ہوتا ہے اور چالیس ایسے آدمی اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۹۴۸).

غريب الحديث ☆ (يقوم على جنازته) ''اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔''

فقه الحديث ☆ ❶ مومنوں کے لیے شفاعت کا ثبوت بشرطیکہ میت بھی شفاعت کے قابل ہو اور شفاعت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس میت کے لیے مغفرت طلب کریں۔

❷ جنازے میں زیادہ سے زیادہ اہل توحید شریک ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعائے مغفرت قبول فرمائے اور اپنے فضل سے میت کی مغفرت فرما دے۔

❸ توحید کی فضیلت اور شرک سے بیزاری کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل توحید کی شفاعت قبول فرماتا ہے' لہٰذا میت کا بھی موحد ہونا شرط ہے

ورنہ مشرک کے لیے تو دعائے مغفرت جائز ہی نہیں۔

۴۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ اَرْبَعِيْنَ، فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۳۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تقریباً چالیس آدمی ایک خیمے میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت میں سے ایک چوتھائی تم ہو؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ اہل جنت کا ایک تہائی تم ہو؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں تو یقیناً یہ امید رکھتا ہوں کہ اہل جنت کا نصف تم ہو گے' یہ اس لیے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا اور اہل شرک کے مقابلے میں تم اسی طرح ہو جیسے سیاہ بیل کی جلد میں ایک سفید بال یا پھر سرخ بیل کی جلد میں سیاہ بال ہوں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/۳۷۸۔ فتح)، ومسلم (۲۲۱) (۳۷۷).

غريب الحديث☆ (قبة) ''خیمہ''

فقه الحديث☆❶ جنت میں امت محمد ﷺ کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی حتیٰ کہ تمام جنتیوں میں سے نصف تعداد آپ کے پیروکاروں کی ہوگی۔ اس سے آپ کی امت کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

❷ جنت میں صرف مسلمان اور مومن شخص جائیں گے۔

❸ اہل کفر کی نسبت اہل ایمان کی تعداد کم ہے' اس لیے کہ دنیا میں اکثر لوگ کفر پر ہیں۔

❹ بات کو پختہ کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔

❺ سامعین کو بات سمجھانے کے لیے ضرب الامثال بیان کرنا مستحب ہے۔

۴۳۲۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ)).

۴۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی دے گا اور فرمائے گا یہ آگ کی آزادی سے تمہارا فدیہ ہے''۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایک اور روایت میں انہی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت کچھ مسلمان ایسے بھی آئیں گے جن کے گناہ پہاڑوں کی مثل ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا''۔ (مسلم)

قَوْلُهُ: ((دَفَعَ اِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ)) مَعْنَاهُ مَا جَاءَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((لِكُلِّ اَحَدٍ

''اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی دے گا اور فرمائے گا یہ آگ کی آزادی سے تمہارا فدیہ ہے'' اس کا مطلب وہ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ''ہر ایک کے لیے

مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَالْمُؤْمِنُ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ خَلَفَهُ الْكَافِرُ فِي النَّارِ، لِأَنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِذٰلِكَ بِكُفْرِهِ)). وَمَعْنَى ((فِكَاكُكَ)): أَنَّكَ كُنْتَ مُعَرَّضًا لِدُخُولِ النَّارِ، وَهٰذَا فِكَاكُكَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدَّرَ لِلنَّارِ عَدَدًا يَمْلَؤُهَا، فَإِذَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ بِذُنُوبِهِمْ وَكُفْرِهِمْ، صَارُوا فِي مَعْنَى الْفِكَاكِ لِلْمُسْلِمِينَ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ایک مقام جنت میں ہے اور ایک مقام جہنم میں ہے، پس جب مومن جنت میں چلا جائے گا تو کافر جہنم میں اس کا جانشین ہوگا، اس لیے کہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے اسی کا مستحق ہے"۔ (فکاکک) "تیرا بدلہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ تو جہنم میں داخل کرنے کے لیے پیش کیا گیا تھا اور یہ تمہارا فدیہ اور بدلہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لیے ایک تعداد مقرر کی ہے کہ جس سے وہ اسے بھرے گا، تو جب کفار اپنے گناہوں اور کفر کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے تو گویا وہ مسلمانوں کے لیے جہنم سے آزادی کا فدیہ اور بدلہ بن جائیں گے۔ (اللہ اعلم!)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٦٧)، والرواية الثانية عنده (٢٧٦٧) (٥١).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی وجہ سے اس امت کا جو شرف ہے اسے بیان کیا گیا ہے کہ ان کا انجام اچھا ہوگا۔

❷ یہود و نصاریٰ کے انجام بد اور ان کی ذلت و پستی کا بیان ہے کہ قیامت والے دن وہ مسلمانوں کے لیے جہنم سے آزادی کا فدیہ اور بدلہ بن جائیں گے۔

٤٣٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((يُدْنَى الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رَبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ، فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟، أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: رَبِّ أَعْرِفُ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى صَحِيفَةَ حَسَنَاتِهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((كَنَفُهُ)) سَتْرُهُ وَرَحْمَتُهُ.

۴۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت والے دن مومن کو اپنے رب کے قریب کر دیا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا، پوچھے گا: کیا تم یہ گناہ جانتے ہو؟ کیا تم اس گناہ کا اعتراف کرتے ہو؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب! میں اعتراف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے یقیناً دنیا میں اس کی پردہ پوشی کی اور میں آج بھی اسے معاف کرتا ہوں، پس اسے اس کی نیکیوں والا دفتر دے دیا جائے گا"۔ (متفق علیہ)

(کنفه) اس کے معنی ہیں "اس کی پردہ پوشی اور رحمت"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/٣٥٣۔ فتح)، ومسلم (٢٧٦٨).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی اہل ایمان کے ساتھ خصوصی عنایت و مہربانی کا بیان ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں ان کی ستر پوشی فرمائے گا۔

❷ بندہ مومن دنیا و آخرت میں جھوٹ نہیں بولتا۔

❸ اعتراف گناہ سے معافی کا امکان ہوتا ہے جبکہ اصرار سے نہیں۔

❹ ممکن حد تک مومن کی ستر پوشی کرنی چاہیے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا بیان ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال کو لکھ رہا ہے' پس جو شخص اپنے نامہ اعمال میں خیر پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو یہ نہ پائے تو پھر اپنے نفس ہی کو ملامت کرے اور وہ مشیت الٰہی کے تحت ہے۔

٤٣٤ ـ وعن ابن مسعود رضي الله عنه أن رجلا أصاب من امرأة قبلة، فأتى النبي ﷺ، فأخبره، فأنزل الله تعالى: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ [هود: ١١٤] فقال الرجل: ألي هذا يا رسول الله!؟ قال: ((لجميع أمتي كلهم)). متفق عليه.

۴۳۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت کو بوسہ دے دیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بتایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں اور رات کے کچھ حصے میں' بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں''۔ پس اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم میرے لیے خاص ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(یہ حکم) میری تمام امت کے لیے ہے۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/٨ـ فتح)، ومسلم (٢٧٦٣).

غريب الحديث☆ (طرفي النهار) ''دن کے دونوں کنارے'' یعنی صبح شام۔' (زلفا من الليل) ''رات کے کچھ حصے میں''۔

فقه الحديث☆❶ نماز صغیرہ گناہ مٹا دیتی ہے۔

◆ گناہ گار کی پردہ پوشی کرنا اور اس کی تشہیر نہ کرنا مستحب ہے۔

◆ آیت کے نزول کا سبب خواہ کوئی خاص واقعہ ہو لیکن اس کا حکم عام ہوتا ہے۔

◆ بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے حد نافذ نہیں ہوتی' بلکہ تعزیر ہوتی ہے۔

٤٣٥ ـ وعن أنس رضي الله عنه قال: جاء رجل إلى النبي ﷺ، فقال: يا رسول الله! أصبت حدا، فأقمه علي، وحضرت الصلاة، فصلى مع رسول الله ﷺ. فلما قضى الصلاة قال: يا رسول الله! إني أصبت حدا، فأقم في كتاب الله. قال: ((هل حضرت معنا الصلاة؟)) قال: نعم. قال: ((قد غفر لك)). متفق عليه.

وقوله: ((أصبت حدا)) معناه: معصية توجب التعزير، وليس المراد الحد الشرعي الحقيقي كحد الزنا والخمر وغيرهما، فإن هذه الحدود لا تسقط بالصلاة، ولا يجوز للإمام تركها.

۴۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایسا جرم ہو گیا ہے جس کی سزا حد ہے' لہٰذا آپ اسے مجھ پر نافذ فرمائیں' اسی اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا تو اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس جب وہ نماز پڑھ چکا تو اس نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایسا جرم سرزد ہو گیا ہے جس کی سزا حد ہے' لہٰذا آپ کتاب اللہ کا جو حکم ہے مجھ پر نافذ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی ہے؟'' اس نے کہا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: ''تجھے معاف کر دیا گیا''۔ (متفق علیہ)

(أصبت حدا) اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے ایسا جرم سرزد ہو گیا ہے جس پر تعزیر واجب ہوتی ہے۔ اس سے مراد حقیقی شرعی حد نہیں' جیسے زنا اور شراب وغیرہ کی شرعی حد ہے' کیونکہ یہ حدود نماز سے ساقط ہوتی ہیں نہ کسی امام یا حاکم وقت کو اختیار ہے کہ انہیں ساقط کر دے اور

ان کا نفاذ ترک کر دے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۲/ ۱۳۳ ـ فتح)، ومسلم (۲۷٦٤).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۳۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٣٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّأْكُلَ الْاَكْلَةَ، فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْأَكْلَةُ)): بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الْاَكْلِ كَالْغَدْوَةِ وَالْعَشْوَةِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۴۳۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرے یا وہ پانی پیے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کا شکر ادا کرے''۔ (مسلم)

(**الأكلة**) ہمزہ پر زبر اور یہ ایک مرتبہ کھانے کو کہتے ہیں' جیسے ''غدوۃ'' اور ''عشوۃ'' ''صبح اور شام کا کھانا۔ (اللہ اعلم!)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۳٤).

فقه الحديث☆ ❶ کھانے پینے کے وقت الحمد للہ کہنا مستحب ہے' اس لیے کہ یہ کھانے پینے کے آداب میں سے ہے۔

❷ مومن اپنے کھانے پینے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اس طرح وہ اطاعت میں اس کی مدد کا طلب گار رہتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی صفت رضا کا بیان ہے۔

٤٣٧ ـ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۳۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے والا توبہ کرلے اور وہ دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنے والا توبہ کرلے (اور توبہ و مغفرت کا یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے) حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٣٨ ـ وَعَنْ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ۔ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْبَاءِ۔ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ وَاَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَظُنُّ اَنَّ النَّاسَ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَاَنَّهُمْ لَيْسُوْا عَلٰى شَيْءٍ، وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ الْاَوْثَانَ، فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ اَخْبَارًا، فَقَعَدْتُ عَلٰى رَاحِلَتِيْ، فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَآءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ، فَتَلَطَّفْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا اَنْتَ؟ قَالَ: ((اَنَا نَبِيٌّ)) قُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: ((اَرْسَلَنِي اللّٰهُ)) قُلْتُ:

۴۳۸۔ حضرت ابو نجیح عمرو بن عبسہ (عین اور باء پر زبر) بیان کرتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں یہ گمان کیا کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں' وہ کسی دین پر نہیں، بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ پس (اسی اثنا میں) میں نے سنا کہ مکہ ایک آدمی ہے جو لوگوں کو (بتوں کے خلاف اور توحید کی) باتیں بتاتا ہے' میں اپنی سواری پر سوار ہوا تو اس شخص کے پاس مکہ پہنچ گیا۔ پس پتا چلا کہ رسول اللہ چھپ چھپ کر اپنا کام کر رہے ہیں اور آپ کی قوم آپ پر دلیر ہے۔ میں بھی چوری چھپے بڑی احتیاط کے ساتھ مکہ میں آپ کے پاس پہنچ گیا' میں نے آپ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے

وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ، وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ، وَأَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ)) قُلْتُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَ بِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ، قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي)) قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي، وَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَكُنْتُ فِي أَهْلِي، فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ، وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، حَتَّى قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِي الْمَدِينَةَ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ؟ فَقَالُوا: النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ، فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ، فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَأَجْهَلُهُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: ((صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحٍ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ، ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَالْوُضُوءُ حَدِّثْنِي عَنْهُ؟ فَقَالَ:

کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔'' میں نے کہا: آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے صلہ رحمی کرنے، بتوں کو توڑنے اور یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے' یہ احکام دے کر بھیجا گیا ہوں۔'' میں نے کہا: اس مشن پر آپ کے ساتھ کون کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام''۔ اس وقت حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ میں نے کہا: میں بھی آپ کی اتباع کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ابھی تم اس کی طاقت نہیں رکھتے' کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہے؟ تم فی الحال اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور جب تم میرے متعلق سنو کہ میں غالب آ گیا ہوں تو پھر میرے پاس آنا''۔ صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے اہل خانہ کے پاس آ گیا' جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں اپنے اہل خانہ میں تھا اور آپ کے بارے میں خبریں معلوم کرتا رہتا تھا اور جب سے آپ مدینے تشریف لائے تھے تو میں لوگوں سے پوچھتا رہتا حتیٰ کہ میرے گھر کے کچھ افراد مدینے گئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے جو مکہ سے مدینہ آیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ لوگ تو اس کی طرف تیزی سے آ رہے ہیں حالانکہ اس کی قوم نے تو اسے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پس میں بھی مدینے پہنچا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔'' صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں' آپ مجھے نماز کے متعلق بتائیں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رکے رہو حتیٰ کہ سورج نیزے کے برابر بلند ہو جائے۔ اس لیے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو اس لیے کہ نماز کے وقت فرشتے گواہ ہوتے اور لکھنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں'

((مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ، فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ، ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهُ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسَهُ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ، اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ اَهْلٌ، وَ فَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى، اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ)).

فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَبَا اُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ! اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ! فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ، وَرَقَّ عَظْمِيْ، وَاقْتَرَبَ اَجَلِيْ، وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ، مَا حَدَّثْتُ اَبَدًا بِهِ، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: ((جُرَآءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ)): هُوَ بِجِيْمٍ مَضْمُوْمَةٍ وَبِالْمَدِّ عَلٰى وَزْنِ عُلَمَاءَ، اَيْ: جَاسِرُوْنَ مُسْتَطِيْلُوْنَ غَيْرَ هَائِبِيْنَ. هٰذِهِ الرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ، وَرَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وَغَيْرُهُ: ((حِرَآءٌ)) بِكَسْرِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَقَالَ: مَعْنَاهُ: غِضَابٌ ذَوُوْ غَمٍّ وَهَمٍّ، قَدْ عِيْلَ صَبْرُهُمْ بِهٖ، حَتّٰى اَثَّرَ فِيْ اَجْسَامِهِمْ، مِنْ

حتیٰ کہ سایہ کم ہو کر نیزے کے برابر ہو جائے‘ پھر نماز سے رکے رہو‘ اس لیے کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور جب سایہ بڑھنے لگے تو پھر نماز پڑھو‘ اس لیے کہ نماز کے وقت فرشتے گواہ ہوتے اور لکھنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ تم نماز عصر پڑھو‘ پھر نماز سے رکے رہو حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے‘ کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں“۔ صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! وضو کے بارے میں مجھے بتائیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص اپنے وضو کا پانی قریب کرتا ہے پھر کلی کرتا ہے ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور پھر ناک جھاڑ کر صاف کرتا ہے تو اس کے چہرے، منہ اور ناک کے گناہ گر جاتے ہیں‘ پھر جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو پھر اس کے چہرے کی خطائیں داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں‘ پھر وہ اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بزرگی اس طرح بیان کرتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے فارغ کر دیتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو کر نکلتا ہے جیسے وہ اس روز تھا جس روز اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا“۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو امامہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو یہ حدیث بیان کی تو ابو امامہ نے انہیں کہا: اے عمرو بن عبسہ! غور کرو تم کیا بیان کر رہے ہو؟ اس آدمی کو ایک ہی جگہ یہ مقام دے دیا جائے گا؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو امامہ! میری عمر زیادہ ہو گئی‘ ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور میری موت قریب آ گئی ہے اور مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولوں اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں‘ اگر میں نے

قَوْلِهِمْ: حَرٰى جِسْمُهٗ يَحْرٰى، اِذَا نَقَصَ مِنْ اَلَمٍ اَوْ غَمٍّ وَنَحْوِهِ، وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ بِالْجِيْمِ. قَوْلُهٗ ﷺ: ((بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ)) اَيْ: نَاحِيَتَيْ رَاْسِهِ، وَالْمُرَادُ التَّمْثِيْلُ، مَعْنَاهُ، انه حِيْنَئِذٍ يَتَحَرَّكُ الشَّيْطَانُ وَشِيْعَتُهٗ، وَيَتَسَلَّطُوْنَ. وَقَوْلُهٗ: ((يُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ)) مَعْنَاهُ: يُحْضِرُ الْمَاءَ الَّذِيْ يَتَوَضَّأُ بِهِ. وَقَوْلُهٗ: ((اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا)) هُوَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: اَيْ سَقَطَتْ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ ((جَرَتْ)) بِالْجِيْمِ، وَالصَّحِيْحُ بِالْخَاءِ، وَهُوَ رِوَايَةُ الْجُمْهُوْرِ. وَ قَوْلُهٗ: ((فَيَنْتَثِرُ)) اَيْ: يَسْتَخْرِجُ مَا فِيْ اَنْفِهِ مِنْ اَذًى وَالنَّثْرَةُ: طَرَفُ الْاَنْفِ.

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک بار یا دو بار یا تین بار حتیٰ کہ سات بار تک سنی ہوتی تو میں اسے کبھی بیان نہ کرتا لیکن میں نے اسے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے۔ (مسلم)

(جرآء علیه قومه) جیم پر پیش اور مد کے ساتھ علماء کے وزن پر یعنی آپ کی قوم آپ کے خلاف جسارت اور دست درازی کرنے والی اور آپ سے بے خوف ہے۔ یہ روایت مشہور ہے' حمیدی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔

(حِرَآءٌ) حاء پر زیر' اس کا معنی ہے غضب ناک، غم اور فکر والے جن کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہو' حتیٰ کہ ان کے جسموں پر اس کا اثر ہو گیا۔ جب کسی کا جسم تکلیف یا غم وغیرہ سے ہلکان ہو جائے تو کہتے ہیں "حَرٰى جِسْمُهٗ يَحْرٰى" اسی قول سے لفظ حراء ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ جیم کے ساتھ "جراء" ہے۔ (بین قرنی الشیطان) ''شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے'' اس سے تمثیل مراد ہے' اس کا معنی یہ ہے کہ شیطان اور اس کے ساتھی اس وقت حرکت کرتے ہیں اور تسلط حاصل کرتے ہیں۔ (یقرّب وضوءه) اس کا معنی ہے کہ اس پانی کو قریب کرے جس سے وضو کرتا ہے۔ (إلاخرّت خطایاه) ''خُرّت خاء'' کے ساتھ' اس کے معنی ہیں گرنا۔ بعض نے اسے ''جَرَت''، جیم کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن خاء کے ساتھ صحیح ہے اور جمہور کی یہی روایت ہے۔ (فینتثر) ناک سے گندگی، وغیرہ جھاڑ کر صاف کرنا۔ ''النثرة'' ناک کے کنارے کو کہتے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۳۲).

غريب الحديث☆ (فی الجاهلية) ''زمانہ جاہلیت میں'' یعنی اسلام سے پہلے۔ (فتلطفت) ''میں چپکے اور آہستگی سے وہاں پہنچا'' (متبعك) ''آپ کی اتباع کرتا ہوں۔'' (ارجع الی اهلك) ''اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ جاؤ'' یعنی اپنے اسلام پر قائم رہو۔ (قيد رمح) ''نیزے کے برابر''۔ (مشهودة) فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور نمازیوں کے حق میں گواہ بنتے ہیں۔ (تسجر) ''بھڑکائی جاتی ہے۔'' (الفیء) ''زوال کے بعد سایہ۔''

فقه الحديث☆ ❶ جو قوم اللہ تعالیٰ کے راستے کو چھوڑ کر شیطان کے نقش قدم کی پیروی کرتی ہے تو پھر وہ ضلالت و گمراہی کو قبول کرتی ہے۔

❷ زمانہ جاہلیت میں جب لوگوں نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین میں تحریف کی اور شرک و گمراہی میں مبتلا ہو گئے تو پھر بھی کچھ لوگ ایسے موجود تھے جو موحد اور دیندار تھے جیسے قس بن ساعدہ ایادی اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ۔

③ جب داعیانِ اسلام کو شیطانی اور طاغوتی گروہوں کی طرف سے فتنے کا اندیشہ ہو اور وہ کمزور ہوں تو پھر انہیں اپنی دعوت کو چھپانا جائز ہے' تا کہ ان کی افرادی قوت ضائع نہ ہو' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس لوٹ جائے اور اسلام پر قائم رہے تا کہ وہ قریش کی ایذاؤں سے محفوظ رہ سکے۔

④ رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم کی طرف سے جس شدت اور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اس کا بیان ہے۔

⑤ احکام دین کے بارے میں اہل علم سے پوچھنا مستحب ہے۔

⑥ بتوں اور صلیبوں کو توڑنا اور مورتیوں کو مٹانا واجب ہے۔

⑦ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ وہ سابقون الأولون میں سے ہیں۔

⑧ تکلیف اور آزمائش کے وقت اہل علم سے دور رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

⑨ نماز کے مکروہ اوقات کا بیان اور وہ یہ ہیں کہ نماز فجر سے طلوع آفتاب تک' زوال کے وقت، نماز عصر سے غروب آفتاب تک اور عین طلوع وغروب کے وقت۔

⑩ کفار سے مشابہت حرام ہے' اگرچہ اس کا ارادہ اور نیت نہ ہو جیسا کہ ان ممنوع اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا' کیونکہ ان اوقات میں کفار شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔

⑪ وضو اور نماز کی فضیلت کہ اس سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

⑫ جیسے جیسے انسان کی عمر بڑھتی جائے اسے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں۔

⑬ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عدول ہیں۔

٤٣٩ ۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالَى رَحْمَةَ أُمَّةٍ، قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا، فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ، عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ حَيٌّ يَنْظُرُ، فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَاكِهَا حِينَ كَذَّبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۳۹۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے پہلے اس کے نبی کی روح کو قبض فرما لیتا ہے اور اسے امت کے لیے پیش رو اور میرِ سامان بنا دیتا ہے۔ اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اس امت پر نبی کی زندگی میں عذاب نازل کرتا ہے او راسے ہلاک کر دیتا ہے' جبکہ نبی اپنی زندگی میں ان کی ہلاکت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس امت کی ہلاکت سے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا ہے جب کہ وہ اس (نبی) کو جھٹلاتے اور اس کے حکم کی نافرمانی کرتے تھے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٨٨).

غريب الحديث☆ (فرطا) ''پیش رو''۔ (بين يديها) ''اس کے آگے، سامنے''۔ (هلكة) ''ہلاکت''۔ (فأقر عينه) ''اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے''۔

فقه الحديث☆① اللہ تعالیٰ کی اس امت محمدیہ پر رحمت ہے کہ اس نے امت سے پہلے ان کے نبی ﷺ کی روح کو قبض فرمایا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو ہمارے لیے پیش رو، میرِ سامان اور شفاعت کرنے والا بنائے۔

② انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے دین حنیف کی طرف دعوت دیتے رہے' لیکن جب قوم نے انکار اور تکذیب کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے

نبی کی زندگی میں اس کی نظروں کے سامنے اس قوم کو ہلاک کیا تا کہ نبی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ اپنی تکذیب کرنے والوں کا انجام دیکھ لے۔

- اس سے ایک اصول اور قانون کا پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وہی لوگ بچتے ہیں جو اپنے نبی کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی مخالفت سے اجتناب کرتے ہیں۔

۵۲۔ بَابُ فَضْلِ الرَّجَاءِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِخْبَارًا عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ: ﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوْا﴾ [غافر : ٤٤، ٤٥].

۵۲۔ باب: اچھی امید رکھنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے کے متعلق خبر دیتے ہوئے اس کا قول نقل فرمایا: ''میں اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سونپتا ہوں' یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان برائیوں سے بچا لیا جن کی انھوں نے تدبیریں کیں اور منصوبہ بندی کی''۔

شرح الآیت: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آل فرعون کے ایک مومن کا ذکر کیا ہے' جب اس نے فرعونیوں کو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور انہیں نصیحت کی اور خیر خواہی کی باتیں کیں' لیکن انھوں نے اعراض ہی کیا۔ اور جب اس بندہ مومن کو اپنی جان کا بھی خطرہ لاحق ہوا تو اس نے آخر میں کہا کہ میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور یہ تفویض' توکلِ کامل اور اللہ تعالیٰ سے اچھی امید وابستہ کرنے کی علامت ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی امید کے مطابق اس کی مدد فرمائی اور فرعونیوں کے مکر وفریب سے بچا لیا۔

٤٤٠۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَاَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ. وَاللّٰهِ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ اَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهُ بِالْفَلَاةِ. وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا، وَاِذَا اَقْبَلَ اِلَيَّ يَمْشِيْ، اَقْبَلْتُ اِلَيْهِ اُهَرْوِلُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ.

وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ. وَرُوِيَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ: ((وَاَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ)) بِالنُّوْنِ، وَفِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ ((حَيْثُ)) بِالثَّاءِ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ.

۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان اور امید کے مطابق ہوتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو جنگل بیاباں میں اپنی گم شدہ سواری پالینے پر خوش ہوتا ہے جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں' اور جو شخص ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں''۔ (متفق علیہ)

یہ مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے الفاظ ہیں اور اس کی شرح اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ اور صحیحین کی روایت میں ہے: ((وَاَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ)) یعنی نون کے ساتھ ''حین'' ہے جبکہ اس روایت میں ثاء کے ساتھ ''حیث'' ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٣/٣٨٤ و ٥١٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٧٥).

غريب الحديث☆ (عند ظن عبدی بی) "میں اپنے بندے کے ساتھ اپنے بارے اس کے گمان اور امید کے مطابق ہوتا ہوں۔"
(ضالة) "اس کی گم شدہ سواری، اونٹنی۔" (الفلاة) "دشت و بیاباں، جہاں پانی نہ ہو۔"

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام، صفت فرحت اور اللہ تعالیٰ کے آنے کا بیان۔ اور اس بارے میں یہ واجب ہے کہ انہیں بلا تمثیل و تعطیل مانا جائے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنے اور اس کی رحمت کی امید رکھنے کی ترغیب اور توبہ میں جلدی کرنے اور نیک اعمال کے ذریعے اس کا تقرب حاصل کرنے کی ترغیب۔

❸ اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔ اس معیت سے اس کی حفاظت، توفیق، نصرت اور تائید مراد ہے اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں کہ اس نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

٤٤١ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَقُوْلُ: ((لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتے ہوئے موت آئے۔" (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٧٧).

غريب الحديث☆ (لایموتن) تم میں سے کوئی نہ مرے مگر..... یعنی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ (یحسن الظن) اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور عفو و درگزر کی امید رکھے۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ اپنی امت کی خیر و بھلائی کے لیے کتنے فکرمند تھے کہ آپ مرض وفات میں ہیں اور امت کو نجات کے طریقہ بتا رہے ہیں۔

❷ یاس و قنوط سے بچنے اور اچھی امید رکھنے کی ترغیب کا بیان ہے، بالخصوص موت کے وقت۔ اب کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنے کے بارے میں جو کہا گیا ہے یہ انسان کے اپنے بس میں تو نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن اور اچھی امید رکھنی چاہیے اور ایسے اسباب اور اعمال اختیار کرنے چاہییں جو موت کے بعد انسان کے کام آسکیں اور انجام خیر کا باعث بن سکیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

٤٤٢ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا، لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ:

۴۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ابن آدم! بلاشبہ جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے اچھی امید رکھے گا تو میں تجھے بخشتا رہوں گا خواہ تیرے عمل کیسے ہی ہوں اور میں کوئی پروا بھی نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کر لے تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اور میں کوئی پروا بھی نہیں کروں گا اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہوں کے ساتھ آئے پھر مجھ سے اس حال

حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((عَنَانُ السَّمَاءِ)) بِفَتْحِ العَيْنِ، قِيْلَ: هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، اَيْ: ظَهَرَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ، وَقِيْلَ: هُوَ السَّحَابُ. وَ ((قُرَابُ الْأَرْضِ)) بِضَمِّ الْقَافِ، وَقِيْلَ بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَصَحُّ وَاَشْهَرُ، وَهُوَ: مَا يُقَارِبُ مِلأَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

میں ملاقات کرے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو میں تیرے پاس زمین بھر بخشش و مغفرت لے کر آؤں گا'' (عنانُ السَّماءِ) عین پر زبر' بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہے جو میرے لیے اس سے ظاہر ہو یعنی جب تو اپنا سر اٹھا کر دیکھے اور بعض نے کہا اس کا معنی بادل ہے۔ (قراب الأرض) قاف پر پیش اور بعض نے قاف پر زیر بھی پڑھی ہے جبکہ پیش زیادہ صحیح اور مشہور ہے اور اس کا معنی ہے وہ چیز جو قریب قریب زمین بھر ہو (واللہ اعلم!) (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره : أخرجه الترمذي (٣٥٤٠).

یہ حدیث کثیر بن فائد کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کے مسند احمد (۱۷۲/۵) (۱۰۸/۵)' داری (۳۲۲/۲) اور حاکم (۲۴۱/۴) میں شواہد موجود ہیں' جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

غريب الحديث☆ (ما دعوتنی) ''جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا۔''

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی وسعت رحمت کا بیان۔

❷ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے، دعا کرنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اچھی امید رکھنے کا بیان۔

❸ توحید کی فضیلت کہ جب انسان نے شرک نہ کیا ہو تو اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اور شرک کی معافی نہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جو موحد ہیں ان کو گناہ کرنے کی کھلی چھٹی ہے کہ وہ گناہ کرتے رہیں اور ساتھ یہ کہتے رہیں کہ ہم تو موحد ہیں' ہمارا عقیدہ درست ہے اور بس!! نہیں میرے بھائی درست عقیدے کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کرنا اور شرک و بدعت کے علاوہ دیگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب بھی نہایت ضروری ہے' جیسا کہ صحابہ ﷺ نے عقیدے کی درستی کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کو اپنا شعار بنایا اور گناہوں سے بچتے رہے۔

۵۳۔ بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

۵۳۔ باب: اللہ تعالیٰ سے خوف اور امید رکھنا

اِعْلَمْ اَنَّ الْمُخْتَارَ لِلْعَبْدِ فِيْ حَالِ صِحَّتِهِ اَنْ يَّكُوْنَ خَائِفًا رَاجِيًا، وَيَكُوْنَ خَوْفُهُ وَرَجَاؤُهُ سَوَاءً، وَفِي حَالِ الْمَرَضِ يُمَحَّضُ الرَّجَاءَ. وَقَوَاعِدُ الشَّرْعِ مِنْ نُصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مُتَظَاهِرَةٌ عَلَى ذٰلِكَ.

امام نووی ﷫ بیان کرتے ہیں کہ معلوم ہونا چاہیے کہ بندے کے لیے حالت صحت میں پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور امید دونوں کو ایک ساتھ رکھے اور اس کا خوف اور امید برابر ہو۔ جبکہ بیماری کی حالت میں امید کو غالب رکھے۔ کتاب و سنت وغیرہ کے نصوص سے قواعد شرع اس پر دلالت کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [الأعراف : ٩٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ [يوسف : ٨٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ﴾ [آل عمران : ١٠٦] وقال تعالى ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [الأعراف : ١٦٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ﴾ [الإنفطار : ١٤،١٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ [القارعة : ٩٦] وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى كَثِيْرَةٌ. فَيَجْتَمِعُ الْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ فِيْ آيَتَيْنِ مُقْتَرِنَتَيْنِ اَوْ آيَاتٍ اَوْ آيَةٍ.

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔''

اور فرمایا: ''اس دن کئی چہرے سفید اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے۔''

اور فرمایا: ''یقیناً تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور وہ یقیناً بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

اور فرمایا: ''بلا شبہ نیک لوگ نعمتوں میں اور کافر جہنم میں ہوں گے۔''

نیز فرمایا: ''پس جس شخص کے اعمال کا ترازو بھاری ہوگیا وہ دل پسند زندگی میں ہوگا اور جس کا ترازو ہلکا ہوگیا تو اس کا ٹھکانا ہاویہ (بھڑکتی ہوئی آگ) ہوگی''۔

اس معنی و مفہوم کی بہت سی آیات ہیں جن میں سے دو یا زیادہ متصل آیتوں میں خوف اور امید دونوں جمع ہو جاتے ہیں یا یہ دونوں کسی ایک ہی آیت میں جمع ہو جاتے ہیں۔

شرح الآيات: ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خوف اور امید کے دونوں پہلوؤں کو ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی تدبیروں سے ڈرتے رہنا چاہیے اور نیک اعمال کرتے رہنا چاہیے' نیز سابقہ امتوں کے واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور وقت کے رسول کی نافرمانی کی تو عذاب نے انہیں آ پکڑا۔ لیکن جو کافر و فاجر ہے وہ اس قسم کے واقعات کو بھی گردش ایام قرار دیتا ہے اور بے خوف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو اس طرح بیان فرمایا کہ مومن کو ہر وقت خوف کو اپنے اوپر سوار نہیں کر لینا چاہیے بلکہ نیک عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عفو و درگزر کی امید بھی رکھنی چاہیے اور زندگی کے کسی بھی مرحلے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید اور مایوس نہیں ہونا چاہیے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی نا امید ہوتے ہیں جب کہ مومن خوف اور امید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

٤٤٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَا قَنِطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مومن کو اس سزا کا علم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو پھر کوئی بھی اس کی جنت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر کو اس رحمت کا علم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو پھر اس کی جنت سے کوئی نا امید نہ ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٥٥).

فقه الحديث☆◆ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف اور اس کی مغفرت اور وسعتِ رحمت کی ترغیب کا بیان۔

◆ بندے کو اپنے عمل کے بھروسے اترانا نہیں چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت اور مغفرت کی وجہ سے عمل کو ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے نیک اعمال

کرتے رہنا چاہیے۔

٤٤٤۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا النَّاسُ أَوِ الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُوْنِيْ قَدِّمُوْنِيْ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا! أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۴۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازے کو تیار کر کے رکھا جاتا ہے اور لوگ یا آدمی اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ جنازہ کسی نیک انسان کا ہوگا تو وہ کہتا ہے: مجھے آگے بڑھاؤ، مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ کسی گناہ گار (انسان) کا ہو تو کہتا ہے: ہائے حسرت وافسوس! تم اسے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ انسان کے سوا ہر چیز اس آواز کو سنتی ہے اور اگر کوئی انسان اسے سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔'' (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۸۱۔ فتح).

غريب الحديث☆ (وضعت) جنازہ تیار کر کے لوگوں کے اٹھانے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ (قدمونی) ''مجھے آگے بڑھاؤ، مجھے جلدی لے چلو۔'' (یاویلها) ''ہائے حسرت وافسوس!'' (صعق) ''بے ہوش ہو جائے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مرد جنازے کو کندھوں پر اٹھائیں، یہی سنت ہے، کسی گاڑی پر جنازہ لے کر جانا سنت سے ثابت نہیں۔ اس میں کئی ایک نقصانات ہیں۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ اس طرح بہت کم لوگ جنازے میں شریک ہوتے ہیں، نیز کفار سے مشابہت بھی ہے۔ ہاں اگر قبرستان دور ہو، جہاں پیدل جانا مشکل ہو تو پھر ضرورت کے تحت کوئی گاڑی استعمال کرنا بھی جائز ہے لیکن اسے رسم نہیں بنانا چاہیے۔

❷ عورتوں کو جنازہ نہیں اٹھانا چاہیے، اس لیے کہ انہیں تو جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرما دیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ میت کو اس کی منزل سے مطلع کر دیتا ہے، پس مومن اس منزل کو پانے کا مشتاق ہوتا ہے اور جلدی جلدی وہاں پہنچنا چاہتا ہے جبکہ کافر اپنی منزل دیکھ کر افسوس کرتا ہے۔

❹ میت کا بولنا اور انسان کے علاوہ دوسری ہر چیز کا اس آواز کو سننا امور غیب میں سے ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے، لہٰذا ہمارا اس پر ایمان ہے۔ اس میں نیکی کی ترغیب دینا بھی مقصود ہے۔

٤٤٥۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۴۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت تمہارے ایک شخص کے اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح (قریب) ہے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۵) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٤۔ بَابُ فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشَوْقًا إِلَيْهِ

۵۴۔ باب اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ملاقات کے شوق میں رونے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾ [الإسراء : ١٠٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ. وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ﴾ [النجم : ٥٩، ٦٠]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کو خشوع میں اور بڑھا دیتا ہے''۔
اور فرمایا: ''کیا تم اس قرآن سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟''

شرح الآيات: ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ مومن جب اس قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں یا اس قرآن کو سنتے ہیں تو وہ خشیت الٰہی اور اس کے شوق ملاقات میں روتے ہیں' جبکہ کافر اس قرآن کو سن کر تعجب کرتے ، ہنستے اور اس کا استہزا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مومنوں کی مذکورہ صفت بہت پسند ہے' لہٰذا ہمیں بھی اس سے متصف ہونا چاہیے اور شقاوتِ قلبی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

٤٤٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟! قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ، حَتّٰى جِئْتُ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ [النساء : ٤١] قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)) فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۴۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھے قرآن سناؤ''۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں جبکہ قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں''۔ پس میں نے آپ کو سورۂ نساء سنانا شروع کی حتیٰ کہ میں اس آیت پر پہنچا: ''پس اس وقت کیا صورت حال ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''بس اب کافی ہے۔'' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ٢٥٠ ـ فتح)، ومسلم (٨٠٠).

غريب الحديث☆ (بشهيد) گواہ' جو اپنی امت کے اعمال کی گواہی دے گا۔ (حسبك) ''یہی کافی ہے۔'' (تذرفان) آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے قرآن مجید سننا پسند فرمایا اور اس سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن مجید سیکھنے، اسے یاد کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کی حرص معلوم ہوتی ہے۔
❷ دوسروں سے قرآن سننا مستحب ہے' اس سے تدبر و تفکر کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔
❸ طالب علم معلم کے لیے قراءت قرآن کا جواز اور فاضل مفضول سے بھی کوئی چیز سیکھ سکتا ہے۔
❹ قرآن مجید تلاوت کرتے وقت یا سنتے وقت غور و فکر کرنا چاہیے تاکہ اس کا دل پر اثر ہو۔
❺ قرآن سنتے وقت خشیتِ الٰہی سے رقت طاری ہونا اور رونا باعثِ فضیلت ہے۔

٤٤٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، فَقَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) قَالَ: فَغَطّٰى أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۴۴۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اس جیسا خطبہ کبھی نہیں سنا' آپ نے فرمایا: ''اگر تم وہ چیزیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔'' حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ

ﷺ، وُجُوهَهُمْ، وَلَهُمْ خَنِينٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَسَبَقَ بَيَانُهُ فِي بَابِ الْخَوْفِ.

نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ (متفق علیہ۔ اس پر بحث باب الخوف میں گزر چکی ہے۔)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۰۱) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٤٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ دُخَانُ جَهَنَّمَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئے حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں واپس لوٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوگا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره : أخرجه الترمذى (١٦٣٣ و ٢٣١١)، والنسائى (١٢/٦)، وأحمد (٥٠٥/٢)، والحاكم (٢٦٠/٤)، والبغوى فى ((شرح السنة)) (٢٦٤/١٤)۔

اس کی سند مسعودی کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کے پہلے حصے کا شاہد ابن ماجہ (۴۷۷۲) اور ابن حبان (۴۶۰۷) میں صحیح سند سے موجود ہے، جبکہ دوسرے حصے کا شاہد نسائی (۱۲/۶، ۱۳) احمد (۳۴۰/۲) اور حاکم (۷۲/۲) میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی شواہد موجود ہیں جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔

غريب الحديث☆ (يلج) ''داخل ہونا''۔ (يعود اللبن فى الضرع) ''دودھ تھنوں میں لوٹ جائے'' اور یہ محال ہے۔ (غبار فى سبيل الله) ''اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار'' یعنی جہاد کرتے ہوئے جو گرد و غبار اڑے۔

فقه الحديث☆ ❶ خشیت الٰہی سے رونا انسان کو نیکیاں کرنے اور ان پر استقامت اختیار کرنے پر ابھارتا ہے اور اس سے انسانی زندگی بالعموم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے گزرتی ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ اس کا جہنم میں جانا ایسے ہی محال ہے جیسے تھن سے نکلے ہوئے دودھ کا تھن میں واپس جانا محال ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت ہے، ایسا جہاد جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کیا جائے، ایسے مجاہدین پر بھی جہنم کی آگ حرام ہے۔

٤٤٩۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ، وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) متفقٌ عليه.

۴۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات (قسم کے) آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ اس روز اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ نصیب فرمائے گا جس روز اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: (۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پرورش پائی اور پروان چڑھا (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا ہو (۴) وہ دو آدمی جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں، اسی وجہ سے وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جسے حسب نسب اور حسن و جمال والی عورت برائی کی دعوت دے تو وہ آدمی کہے کہ میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (اور میں برائی نہیں کرتا) (۶) وہ

آدمی جس نے صدقہ کیا اور اسے اس قدر پوشیدہ رکھا کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا(۷) اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۷۶) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٥٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ. حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۴۵۰۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پیٹ (یعنی سینے) سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز آرہی تھی جس طرح چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا سے آتی ہے"۔ (ابوداؤد۔ حدیث صحیح ہے۔ امام ترمذی نے اسے "الشمائل" میں صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔)

توثیق الحدیث☆ صحیح: أخرجه الترمذي في ((الشمائل)) (۲۷٦)، وأبو داود (۹۰٤)، والنسائي (۳/۱۳)، وأحمد (٤/ ۲۵ و۲٦).

غریب الحدیث☆ **(لجوفه)** "آپ کے پیٹ" یعنی سینے میں **(أزيز المرجل)** "ہنڈیا کھولنے کی آواز"۔

فقہ الحدیث☆ ◆ جو شخص نماز میں خشوع پیدا کرتا ہے تو اس کی اس کیفیت کو آگے بیان کرنا جائز ہے، تاکہ لوگ بھی اس کی اقتدا کریں۔

◆ رسول اللہ ﷺ کے کمال خشیت الٰہی کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی جتنی معرفت ہوگی وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انما يخشى الله من عباده العلماء﴾ (فاطر:۲۸)

◆ اگر کسی شخص پر خشوع وخضوع کے اثرات ظاہر ہوں تو اسے ریاکار نہیں کہیں گے۔

◆ نماز میں رونے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ اس سے خشوع میں فرق آتا ہے۔

٤٥١ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، اَمَرَنِي اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَبَكٰى اُبَيٌّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِي.

۴۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (سورۃ بینہ) پڑھ کر سناؤں"۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!" پس حضرت اُبی رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۲٦/۷ - فتح)، ومسلم (۷۹۹) (۲٤٦)، والرواية الثانية عند مسلم (۷۹۹).

فقہ الحدیث☆ ◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا جس سے ان کے حفظ اور قراءتِ قرآن میں ان کی امتیازی حیثیت واضح ہوتی ہے۔

- علم حاصل کرتے وقت تواضع نہایت ضروری ہے' جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ علم حاصل نہیں کر سکتا۔
- فرحت و سرور اور حصولِ نعمت پر رونا جائز ہے۔
- دوسروں کو قرآن سنانا مستحب ہے۔
- امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر اس سورت کو سنانے کا حکم فرمایا' کیونکہ یہ اپنے اختصار کے باوجود توحید، رسالت، اخلاص، صحف، اللہ تعالیٰ کے رسولوں، نازل شدہ کتابوں، نماز و زکوٰۃ کے بیان، آخرت اور اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے ذکر پر مشتمل ہے۔''

٤٥٢ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: انْطَلِقْ بِنَا اِلَى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَ لَهَا: مَا يُبْكِيْكِ؟ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! قَالَتْ: مَا اَبْكِيْ اَنْ لَا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلٰكِنِّيْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ؛ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ زِيَارَةِ اَهْلِ الْخَيْرِ.

۴۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو' ہم ان کی زیارت کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ پس جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں' ہم نے ان سے پوچھا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے' وہ بہتر ہے۔ انھوں نے کہا: میں اس لیے نہیں روتی کہ مجھے علم نہیں کہ جو اللہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے وہ بہتر ہے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا ہے۔ پس حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ دونوں بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

یہ حدیث ''باب زیارۃ أهل الخیر'' میں گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۶۰) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٥٣ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَجَعُهُ، قِيْلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، فَقَالَ: ((مُرُوْهُ فَلْيُصَلِّ)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ سے نماز کی امامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر تو نرم دل آدمی ہیں' جب وہ تلاوت کرتے ہیں تو رونا ان پر غالب آجاتا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا: ''انہیں کہو کہ وہ نماز پڑھائیں''۔

ایک اور روایت میں ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: بلاشبہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۲/ ۱٦٥ ـ فتح)، ومسلم (٤١٨) (٩٤)، والرواية الثانية عند البخاری (۲/ ١٦٤ ـ فتح)، ومسلم (٤١٨) (٩٥).

غريب الحديث☆ (اشتد) ''زیادہ شدید ہوگیا۔'' (قيل له في الصلوة) آپ سے پوچھا گیا کہ نماز کی امامت کون کرائے؟ (مقامك) ''آپ کی جگہ'' یعنی لوگوں کی امامت کرائے۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان پر خشیتِ الٰہی کی کیفیت کا بیان اور رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی امامت و خلافت کی یہ دلیل ہے۔

❷ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت رقتِ قلبی اور رونے کی کیفیت مستحب ہے اور اس سے نماز کے خشوع میں فرق نہیں پڑتا۔

❸ امام کی نیابت میں دوسرا آدمی امامت کرا سکتا ہے۔

٤٥٤ ـ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ إِنْ غُطِّيَ بِهَا رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِنْ غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ، ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ ـ أَوْ قَالَ: أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا ـ قَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا. ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۵۴۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (افطاری کے بعد) کھانا لایا گیا جبکہ آپ روزے دار تھے' انھوں نے کہا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے' انہیں کفن دینے کے لیے صرف ایک چادر میسر آئی' اگر اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں ننگے ہوجاتے اور اگر اس سے ان کے پاؤں ڈھانپے جاتے تو ان کا سر ننگا ہوجاتا۔ پھر ہمارے لیے دنیا فراخ کر دی گئی جو ظاہر ہے۔ یا فرمایا کہ ہمیں دنیا اتنی عطا کر دی گئی جو ظاہر ہے' ہمیں تو اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں جلدی تو نہیں دے دیا گیا؟ پھر انھوں نے رونا شروع کر دیا حتی کہ انھوں نے کھانا بھی چھوڑ دیا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۱٤٠ ـ ١٤١ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (بسط) ''فراخ کر دیا گیا۔'' (حسناتنا عجلت لنا) ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں تو نہیں دے دیا گیا اور ہمارے لیے آخرت کے لیے کچھ نہیں بچا۔

فقه الحديث☆ ❶ صالحین کے واقعات کو بیان کرنا اور انہیں یاد کرنا مستحب ہے تاکہ انسان دنیا سے لَو نہ لگائے۔

❷ آدمی کو اپنے ساتھیوں اور بھائیوں کا تذکرہ اچھے الفاظ سے کرنا چاہیے اور ان کے لیے مغفرت طلب کرنی چاہیے اور ان کے ذکر سوء سے اجتناب کرنا چاہیے۔

❸ حصولِ دنیا کے لیے لالچی نہیں ہونا چاہیے بلکہ قلیل ہی پر قناعت کرنی چاہیے' کثرتِ مال و متاع واجبات کی ادائیگی میں کمی کوتاہی کا سبب بن سکتی ہے۔

❹ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں' روزہ رکھا ہوا ہے اور وہ اپنے بھائی اور ساتھی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس دور کی غربت و ناداری کو یاد کر کے انہیں اپنے سے بہتر قرار دے رہے ہیں اور اپنے بارے میں اندیشہ رکھتے ہیں کہ ہمیں دنیا کی فراخی عطا کر دی گئی ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں عطا

کردیا جائے اور ہم آخرت کے اجر وثواب سے محروم رہ جائیں۔

❺ دین کے معاملے میں انسان کو اپنے سے فائق تر انسان کی طرف دیکھنا چاہیے تاکہ وہ خود بھی اس میں ترقی کرے جبکہ دنیا کے معاملات میں اپنے سے کم تر شخص کو دیکھنا چاہیے تاکہ وہ اپنی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

٤٥٥ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : قَالَ ((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ: قَطْرَةُ دُمُوعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. وَأَمَّا الْأَثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى)).
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.
وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ، مِنْهَا:

۴۵۵۔ حضرت ابو امامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں: ایک آنسوؤں کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلے اور ایک خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہایا جائے' اور جو دو نشان ہیں ان میں سے ایک وہ نشان جو اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں (زخم) لگے اور ایک وہ نشان جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرتے ہوئے لگے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن إن شاء الله أخرجه الترمذي (١٦٦٩).

یہ حدیث ولید بن جمیل فلسطینی کی وجہ سے حسن ہے' یہ راوی صدوق ہے۔ اس راوی کو اگرچہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے لیکن علی بن مدینی' امام بخاری اور ابوداؤد اس سے راضی ہیں اور ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اس حدیث کے متن کے کئی ایک شواہد بھی ہیں۔ (واللہ اعلم!)

غريب الحديث☆ (أثر) ''نشان۔''

فقه الحديث☆❶ خشیت الٰہی سے رونے کی فضیلت' اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر سچے ایمان کی علامت ہے۔

❷ جہاد کی فضیلت کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے کوئی زخم لگ جائے اور اس کے مندمل ہو جانے کے بعد جو نشان باقی رہ جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔

❸ فرائض کی ادائیگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس باب سے متعلقہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں اور انہی میں سے ایک یہ ہے۔

٤٥٦ ـ حَدِيثُ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ.

۴۵۶۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا وعظ فرمایا جس سے دل ڈر گئے اور اس سے آنکھیں بہ پڑیں۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٥ـ بَابُ فَضْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالْحَثِّ عَلَى التَّقَلُّلِ مِنْهَا وَفَضْلِ الْفَقْرِ

۵۵۔ باب دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت' اسے تھوڑا حاصل کرنے کی ترغیب اور فقر کی فضیلت

دنیا سے بے رغبتی سے یہ مراد نہیں کہ انسان دنیا سے کنارہ کش ہو کر رہبانیت کی زندگی بسر کرنا شروع کر دے' اسلام دین اور دنیا

کو دو خانوں میں تقسیم نہیں کرتا بلکہ دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ سب سے زیادہ زاہد انبیاء ﷺ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی ہمارے سامنے ہے کہ انھوں نے عبادت بھی کی، جہاد بھی کیا، حکومت بھی کی اور شادیاں بھی کیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کرنے کی ترغیب دلائی۔ اسلام نے ہر شخص کے حقوق کا تعین کیا اور ان کی ادائیگی کو باعثِ اجر و ثواب قرار دیا۔ زہد کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''زہد سے مراد ایسی چیزوں کو ترک کرنا ہے جو آخرت میں نفع مند نہ ہوں اور ورع سے مراد ایسی چیزوں کو ترک کرنا ہے جو آخرت میں نقصان کا باعث ہوں۔''

زہد پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں، ان میں سے ''کتاب الزھد'' کے نام پر عبداللہ بن مبارک، امام احمد، وکیع اور ہناد بن سری رحمہم اللہ کی کتابیں مشہور ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: زہدؔ سے مراد یہ نہیں کہ حلال کو حرام قرار دے دیا جائے یا مال کو ضائع کر دیا جائے بلکہ زہد سے مراد یہ ہے کہ تعلق باللہ کو مضبوط کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی قوت، اقتدار اور اختیار پر پختہ یقین ہو اور اگر کوئی تکلیف وغیرہ آ جائے تو اس پر ثواب کی امید سے صبر کیا جائے۔''

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰى اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَيْهَا اَتَاهَا اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [يونس : ٢٤] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾ [الكهف : ٤٥، ٤٦] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [الحديد : ٢٠] وَقَالَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پس اس سے زمین کا سبزہ، جس کو لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہو کر نکلا، یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور خوب مزین ہو گئی اور زمین کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو گئے ہیں تو ایسی حالت میں دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آ پڑا تو وہ ایسی ہو گئی گویا کل یہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ ہم اسی طرح صاف صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں''۔

اور فرمایا: ''اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر دو (وہ ایسی ہے) جیسے کہ پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا، پس اس کے ساتھ زمین کا سبزہ مل گیا پھر وہ چورا چورا ہو گیا کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے''۔

اور فرمایا: ''جان رکھو! کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا اور زینت او رتمہارے آپس میں فخر اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب ہے، جیسے بارش کہ کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی

تَعالٰی: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ [آل عمران : ١٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ [فاطر : ٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ﴾ [التكاثر : ١-٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [العنكبوت : ٦٤] وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ.

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَنُنَبِّهُ بِطَرَفٍ مِنْهَا عَلٰى مَا سِوَاهُ.

ہے، پھر تو اس کو دیکھتا ہے کہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لیے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لیے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر، نشان لگے ہوئے گھوڑے، مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں مگر یہ سب دنیاوی زندگی کے سامان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے''۔

اور فرمایا: ''اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے' پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے''۔

اور فرمایا: ''تم کو کثرت (مال وغیرہ) کی طلب نے غافل کر دیا' یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں' دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا پھر دیکھو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ دیکھو! اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے)۔

اور اللہ نے فرمایا: ''یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے! اور آخرت کا گھر وہی ہمیشہ کا گھر ہے' اگر وہ جانتے ہوتے''۔

اور اس باب میں کئی ایک آیات ہیں' جو مشہور ہیں۔

اور احادیث وہ بھی بے شمار ہیں' ہم ان میں سے چند احادیث ذکر کرتے ہیں۔

٤٥٧۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا، فَقَدِمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۴۵۷۔ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا کہ وہاں سے جزیہ لائیں۔ پس وہ بحرین سے مال لے کر آئے۔ انصار نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کے بارے میں سنا تو وہ سب نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے' جب رسول اللہؐ نے نماز پڑھائی اور واپس

ﷺ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ، ثُمَّ قَالَ: ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ؟)) فَقَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنِّي أَخْشٰى أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جانے لگے تو وہ سب آپ کے سامنے پیش ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو آپ مسکرائے پھر فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لے کر آئے ہیں؟'' انھوں نے عرض کیا: ہاں! اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تم خوش ہو جاؤ اور خوش کن چیزوں کی امید رکھو' اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں فقر کا اندیشہ نہیں' لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کر دی گئی تھی پھر تم بھی اس میں اس طرح رغبت کرو جیسے انھوں نے اس میں رغبت کی تھی اور یہ (رغبت) تمہیں ہلاک کر ڈالے جیسے اس نے انہیں ہلاکت سے دوچار کیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۲۵۷/٦ ـ ۲۵۸ ـ فتح)، ومسلم (۲۹٦۱).

غریب الحدیث☆ (بعث) ''بھیجا'' (بجزیتها) ''اہل بحرین کا جزیہ'' (فوافوا) ''وہ اکٹھے ہوئے' حاضر ہوئے' جمع ہوئے''۔ (فتعرضوا له) ''آپ کے سامنے پیش ہوئے''۔ (أملوا) آپ نے حصول مقصود کے لیے انہیں بشارت دی۔ (تبسط) ''فراخ کی جائے''۔ (فتنافسوها) ''انھوں نے اس میں رغبت کی۔'' (فتهلككم) ''تمہیں ہلاک کر ڈالے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ جس شخص کے لیے دنیا کی چیزیں فراخ کر دی جائیں تو اسے مزید شکر ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے' کہیں ایسا نہ ہو کہ دولت کی ریل پیل انسان کو دین، ایمان اور ان کے تقاضوں سے یکسر غافل کر دے اور انسان کی عاقبت خراب کر دے۔

❷ دنیا کی رغبت انسان کو دین و دنیا کی تباہی کی طرف لے جاتی ہے اور انسان صرف مال و زر کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے اور اخلاقی اقدار کو بھول جاتا ہے۔

❸ اہل کتاب سے جزیہ پر مصالحت کرنا جائز ہے اور عامل کو چاہیے کہ جزیہ وغیرہ اکٹھا کرنے کے بعد امام کی خدمت میں لائے اور پھر وہاں سے تقسیم ہو۔

❹ رسول اللہ ﷺ بہترین ماہر نفسیات بھی تھے۔ آپ نے انصار کو دیکھا تو انہیں ان کے حصول مقصود کی بشارت دی اور ساتھ ہی دنیا سے بے رغبتی کا درس بھی دیا کہ تم سے پہلی قومیں اس دنیا میں رغبت کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔

٤٥٨ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۵۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے' آپ نے فرمایا: ''میں اپنے بعد تمہارے متعلق جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زینت و رونق اور اس کی زیب و زینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳۲۷/۳ ـ فتح)، ومسلم (۱۰۵۲) (۱۲۳).

غریب الحدیث☆ (بعدی) ''میرے بعد'' یعنی میری موت کے بعد۔ (زھرۃ الدنیا) ''دنیا کی رونق' زینت و بہجت''۔

فقہ الحدیث☆❶ محض دنیا کے ساتھ تعلق دین کے لیے باعث نقصان ہے' اس طرح انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت اور اس کی نجات کے لیے آپ کی فکر مندی اور امت کے لیے آپ کی رحمت اور مہربانی کا بیان۔

❸ نبی ﷺ نے اپنی امت کے احوال کے بارے میں بتایا کہ اس پر دنیا کی زیب و زینت اور اس کی بہجت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

٤٥٩ـ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۵۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا جانشین بنائے گا' پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ پس دنیا کے فتنے سے بچو اور عورتوں کے فتنے اور مکر و فریب سے بچو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٦٠ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٤٦ـ فتح)، ومسلم (١٨٠٥).

فقہ الحدیث☆ عقلمند شخص دنیا کی زیب و زینت اور آسائش و آرائش کو حتمی نہیں سمجھتا' اس لیے کہ دنیا کی نعمتیں ہوں یا کوئی تکلیف' یہ تو بس چند روزہ ہے' اس کے بعد آخرت کی زندگی ہے اور اصل زندگی بھی وہی ہے' کیونکہ وہ دائمی ہے' اس کی نعمتیں لازوال ہیں جو کبھی بوسیدہ ہوں گی نہ ان کی چمک دمک میں کمی آئے گی' جبکہ دنیا کی چمک تو بس عارضی اور ختم ہونے والی ہے' اس سے دھوکا کھا کر آخرت کو نہیں بھلانا چاہیے۔ نیز مومن اس چیز کے حصول کا اہتمام اور سعی و کاوش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں باقی رہنے والی ہے۔

٤٦١ـ وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ: فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقٰى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے گھر والے' اس کا مال اور اس کے اعمال' پس دو چیزیں تو واپس آ جاتی ہیں اور ایک چیز باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال وغیرہ واپس آ جاتے ہیں اور اس کے اعمال باقی رہ جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٦٢ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً، ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا،

۴۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت اہل جہنم میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں والا ہوگا' پس اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے دنیا

وَاللّٰهِ يَا رَبِّ! وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا، وَاللّٰهِ، مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

میں کوئی خیر و بھلائی دیکھی؟ کیا تجھ پر خوشحالی کا کبھی گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں' اللہ تعالیٰ کی قسم! اے میرے رب! اور پھر اہلِ جنت میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی، مصیبت زدہ اور محتاج تھا' اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے دنیا میں کوئی تنگی و تکلیف دیکھی؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی و مصیبت کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں' اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو کبھی کسی مصیبت اور تکلیف سے دوچار نہیں ہوا اور نہ میں نے کبھی کوئی مصیبت دیکھی ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۰۷).

غريب الحديث☆ (أنعم أهل الدنيا) ''دنیا والوں میں سے سب سے زیادہ نعمتوں والا'' (يصبغ) ''غوطہ دیا جائے گا'' (بؤسا) ''فقر و محتاجی اور کوئی تنگی و تکلیف''۔

فقه الحديث☆ ❶ دنیا کی نعمتیں یا تکلیفیں زائل اور فنا ہونے والی ہیں۔

❷ دنیا کی نعمتیں جن کے حصول کے لیے انسان شرعی حدود کو پامال کرتا ہے اور جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز ختم کر دیتا ہے' قیامت والے دن مومنوں کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے یہی نعمتیں خسارے کا باعث ہوں گی۔

❸ دنیا میں اہل شرک و فساد کو نعمتیں مل جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور یہ اس کے محبوب لوگ ہیں بلکہ یہ تو استدراج اور ڈھیل ہے' جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو انھیں خسارے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اور جہنم کے ایک غوطے سے یہ ساری نعمتیں بھول جائیں گی۔

❹ جنت کی نعمتیں اہل ایمان کو دنیا کی ساری تکلیفیں اور مصیبتیں بھلا دیں گی' یعنی دنیا کی تمام تکلیفیں جنت کے ایک غوطے سے بھول جائیں گی۔

٤٦٣ ـ وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ أُصْبُعَهُ فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ؟)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۶۳۔ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے تم میں سے کوئی ایک اپنی انگلی کو سمندر میں ڈبوئے اور پھر اسے نکال کر دیکھے کہ وہ اپنے ساتھ کتنا پانی لاتی ہے؟'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۵۸).

غريب الحديث☆ (اليم) ''سمندر''۔ (بم يرجع) ''اپنے ساتھ کیا لاتی ہے؟''

فقه الحديث☆ ❶ دنیا سے کوئی عقلمند دھوکا نہیں کھاتا بلکہ جو جاہل ہے وہ اس دنیا کے جال میں پھنس جاتا ہے' اس لیے کہ آخرت کے مقابلے میں یہ متاعِ قلیل ہے۔

❷ معنی اور مفہوم کو واضح کرنے کے لیے مثال پیش کرنا جائز ہے' اس حدیث میں اس مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کی حقیقت ایک قطرہ آب کی ہے۔ جبکہ آخرت اس طرح ہے جس طرح کہ سمندر۔ پس اس تناسب کی کیا حیثیت ہے۔

٤٦٤ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مَرَّ بِالسُّوْقِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ، فَاَخَذَ بِاُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟)) فَقَالُوْا: مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ؟ ثُمَّ قَالَ: ((اَتُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ؟)) قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا، اِنَّهُ اَسَكُّ. فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ! فَقَالَ: ((فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ ((كَنَفَتَيْهِ)) اَيْ: عَنْ جَانِبَيْهِ. وَ ((الْاَسَكُّ)) الصَّغِيْرُ الْاُذُنِ.

۴۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار سے گزرے اور آپ کے دونوں طرف لوگ (صحابہ) تھے' پس آپ ایک بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے جس کے چھوٹے چھوٹے کان تھے' پس آپ نے اسے اس کے ایک کان سے پکڑا اور پھر فرمایا: ''تم میں سے کوئی اسے ایک درہم کے بدلے میں لینا پسند کرتا ہے؟'' انھوں نے کہا کہ ہم تو اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتے اور ہم اسے لے کر کریں گے بھی کیا؟ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تمھیں (مفت میں) مل جائے؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی یہ عیب دار تھا' اس لیے کہ یہ چھوٹے کانوں والا ہے اور اب اسے کون لے گا جب کہ یہ مردہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے' جتنا یہ مردار تمہارے نزدیک حقیر ہے''۔ (مسلم)

(كنفتيه) ''آپ کے دونوں جانب۔'' (الأسك) ''چھوٹے کانوں والا۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٩٥٧).

غريب الحديث☆ (الجدی) ''بکری کا بچہ۔'' (كان عيبا) ''عیب دار تھا۔'' (أهون على الله) ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اہل علم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو دنیا کی بے ثباتی اور بے حیثیتی کے متعلق بتائیں اور اس سے بے رغبتی اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

❷ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا بکری کے مردار بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے' جب دنیا کی یہ حیثیت ہے تو پھر بھی جو لوگ اس کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہیں اور آخرت جو باقی رہنے والی ہے اور بہتر بھی ہے' اس کے بارے میں غفلت کا شکار ہیں' وہ نادان ہیں۔

٤٦٥ ـ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرَّةٍ بِالْمَدِيْنَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ!)). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ اُحُدٍ هٰذا ذَهَبًا تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ، اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهِ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَعَنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ سَارَ فَقَالَ: ((اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ

۴۶۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینے کی پتھریلی زمین میں جا رہا تھا کہ ہم احد پہاڑ کے قریب پہنچ گئے' آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں' آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تین دن گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی باقی ہو' سوائے اس کے جو میں نے قرض کی ادائیگی کے لیے رکھا ہو' جبکہ باقی سارا میں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس طرح' اس طرح اور اس طرح خرچ کردوں۔'' آپ نے اپنے

هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ ((وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ)). ثُمَّ قَالَ لِي ((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ)). ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ: ((لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ)) فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَتَانِي، فَقُلْتُ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: ((وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِي فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

دائیں بائیں اور اپنے پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا' پھر آپ نے چلنا شروع کردیا اور پھر فرمایا: ''بلاشبہ (مال و دولت کی) کثرت والے ہی (ثواب کے لحاظ سے) روز قیامت بہت کم ہوں گے سوائے اس شخص کے جو (اپنے) مال کو اس طرح' اس طرح اور اس طرح (خرچ کرے)۔'' آپ نے اپنے دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کیا کہ اس طرح خرچ کرنے والے (اور پھر فرمایا) : ''ایسے لوگ کم ہیں۔'' پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''اپنی جگہ رہنا' یہاں سے نہ جانا حتیٰ کہ میں آپ کے پاس آ جاؤں۔'' پھر آپ رات کی تاریکی میں چلے گئے حتیٰ کہ آپ اوجھل ہوگئے۔ پس میں نے ایک بلند آواز سنی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کسی شخص نے نبی ﷺ کو نقصان پہنچانے کا نہ سوچا ہو؟ میں نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو مجھے آپ کا یہ فرمان یاد آ گیا کہ ''یہاں سے نہ جانا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں'' لہٰذا میں وہاں سے نہ گیا حتیٰ کہ آپ میرے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: میں نے ایک آواز سنی تھی جس سے میں تو ڈر گیا تھا' پھر میں نے آپ سے پوری بات ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس آواز کو سنا تھا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''وہ جبریل تھے جو میرے پاس آئے تھے اور انھوں نے فرمایا: آپ کی امت میں سے جو شخص اس حالت میں فوت ہوگا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا' میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو''۔ (متفق علیہ اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ فتح)، ومسلم (۹۴) (۳۲).

غريب الحديث☆ (حرّة) ''سیاہ پتھریلی زمین''۔ (أحد) معروف پہاڑ' جو مدینہ منورہ کے شمال میں واقع ہے۔ (أرصده) ''میں نے اسے بچا کر رکھا ہے''۔ (أن الأكثرين هم الأقلون يوم القيامة) یعنی مال و دولت کی کثرت والے قیامت والے دن اجر و ثواب کے لحاظ سے کم ہوں گے۔ (مكانك) ''اپنی جگہ رہو''۔ (لا تبرح) ''اپنی جگہ نہ چھوڑنا''۔ (توارى) ''اوجھل ہوگئے''۔ (عرض) کسی نے نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا ہو۔

فقه الحديث☆❶ نبی ﷺ تواضع اختیار کرتے تھے اور اپنے آپ کو صحابہ کرام سے بلند مرتبہ ظاہر نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کے ساتھ پیدل چل لیا کرتے تھے۔

❸ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حسن ادب کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں کھڑا کر دیا وہیں کھڑے رہے حالانکہ وہ آپ کے بارے میں تشویش کا شکار تھے۔
❹ قرض کی ادائیگی کے لیے رقم سنبھال کر رکھنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے' کیونکہ نفلی صدقے کی نسبت قرض کی ادائیگی ضروری ہے۔
❺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت اور مال کو ذخیرہ نہ کرنے کی ترغیب جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ بیان ہوا ہے۔
❻ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوجاتا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے موحد کو جس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں گے' اپنے فضل و کرم سے معاف کر کے جنت میں داخل کر دے یا پھر اس کے گناہوں کی سزا دے کر جنت میں بھیج دے۔
❼ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صرف شہادتین کے اقرار سے بندہ جنت میں چلا جائے گا اور اسے فرائض کی پابندی کی ضرورت نہیں تو یہ عقیدہ کتاب وسنت اور منہج سلف کے خلاف ہے۔
❽ سنت بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جسے جبریل علیہ السلام ہی لے کر آتے تھے لیکن یہ وحی غیر متلو ہے۔
❾ شرعی احکام اور عقائد میں خبر واحد کی حیثیت برابر ہے اور خبر واحد بھی حجت ہے۔

٤٦٦ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا، لَسَرَّنِيْ اَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۶۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تین راتیں گزر جائیں اور اس میں سے کوئی چیز میرے پاس باقی ہو' سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے بچا کر محفوظ کرلوں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ٦٤ ـ فتح)، ومسلم (۹۹۱).

فقه الحديث ☆ ❶ انسان کو اپنی زندگی اور حالت صحت میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔
❷ قرض کی ادائیگی اور امانت واپس کرنے کی ترغیب ہے اور یہ صدقہ کرنے سے افضل ہے۔
❸ خیر و بھلائی کی تمنا کرتے وقت لفظ ''لَوْ'' (اگر' کاش) کا استعمال جائز ہے۔
❹ نبی ﷺ کے زہد کا بیان ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے اور پھر فقر سے نہیں ڈرتے تھے۔

٤٦٧ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.
وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: ((اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ)).

۴۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کی طرف دیکھو جو (مال و اسباب کے لحاظ سے) تم سے نیچے (کمتر ہیں) اور ان کی طرف نہ دیکھو جو تم سے (اس لحاظ سے) اوپر ہیں۔ پس اس طرح زیادہ بہتر اور مناسب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرو جن سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نوازا ہے''۔ (متفق علیہ۔ یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جسے مال اور تخلیق کے لحاظ سے اس پر فضیلت حاصل ہے تو اسے اس شخص کی طرف بھی دیکھنا چاہیے جو اس سے کم تر ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرج الرواية الأولى مسلم (۲۹٦۳) (۹)' وهو عند البخاري (۱۱/۳۲۲-فتح)، ومسلم (۲۹٦۳).

غريب الحديث☆ (أسفل منكم) جو امور دنیا کے لحاظ سے تم سے کمتر ہے۔ (أجدر) ''زیادہ مناسب ہے''۔ (تزدروا) ''تم حقیر سمجھو''۔

فقه الحديث☆❶ امور دنیا کے متعلق مسلمان کو اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھنا چاہیے اور امور دین کے متعلق اپنے سے بہتر شخص کی طرف دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ اگر امور دنیا کے متعلق اپنے سے بہتر شخص کی طرف دیکھا جائے تو پھر اس سے دل میں قلق اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں سے نوازا ہوتا ہے ان کی ناشکری ہوتی ہے' جبکہ امور دین کے متعلق اپنے سے بہتر شخص کی طرف دیکھنے سے اطاعت الٰہی اور عبادت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور انسان کے اندر تقویٰ اور عبادت کا مزید شوق پیدا ہوتا ہے۔

٤٦٨۔ **وَعَنْهُ** عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعِسَ عَبْدُالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ، اِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۶۸۔ انہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دینار و درہم اور شال و دوشالے کا بندہ ہلاک ہو گیا' اگر اسے دیا جائے تو خوش اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/٨١۔ فتح).

غريب الحديث☆ (تعس) ''ہلاک ہو گیا''۔ (القطيفة) ''شال''۔ (الخميصة) ''دوشالہ''۔

فقه الحديث☆❶ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سوا کسی اور کی عبادت سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ ایسی عبادت کا انجام ہلاکت ہے۔ حدیث میں مذکورہ اشیاء کا بندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقابلے میں ان چیزوں کے حصول میں اس قدر مگن ہوتا ہے کہ اس کا مطمح نظر یہی چیزیں ہوتی ہیں۔ گویا کہ اللہ کی بندگی کے بجائے ان چیزوں کی پوجا کرنا شروع کر دیتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔

❷ اس انداز سے مال جمع کرنا مذموم ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جائے' اگر کوئی شخص مال و دولت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جائے تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

٤٦٩۔ **وَعَنْهُ** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، اِمَّا اِزَارٌ، وَاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوْا فِي اَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۴۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے ستر آدمیوں کو دیکھا' ان میں سے کسی ایک آدمی کے پاس بھی جسم کے اوپر کا پورا حصہ چھپانے کے لیے چادر نہیں تھی۔ کسی کے پاس (صرف) نچلا دھڑ ڈھانپنے کے لیے کپڑا تھا' یا چادر تھی جسے انھوں نے اپنی گردنوں سے باندھا ہوا تھا۔ پس کسی کی چادر تو نصف پنڈلی تک پہنچتی اور کسی کی ٹخنوں تک اور وہ اپنے ہاتھوں سے اسے اکٹھا کرتے اور پکڑ کر رکھتے کہ کہیں ستر نہ کھل جائے (یعنی شرم گاہ وغیرہ ظاہر نہ ہو جائے)۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/۵۳۴۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أهل الصفة) ''صفہ'' چبوترے کو کہتے ہیں' مسجد نبوی کے آخر میں یہ چبوترہ تھا جو چھتا ہوا تھا' نبی ﷺ سے تعلیم حاصل

کرنے والے اور دیگر غریب، مسکین صحابہ رضی اللہ عنہم یہاں قیام کرتے تھے اور انہیں اہل صفہ کہتے ہیں۔ (رداء) ایسی چادر جو صرف بدن کے اوپر والے حصے کو ڈھانپے۔ (ازار) ایسی چادر جو صرف بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپے۔

فقه الحديث☆ ◆ صرف ایک چادر کا لباس بنانا جائز ہے۔

◆ مومن کو اپنا ستر چھپانا چاہیے۔

◆ مردوں کا مسجد میں رات بسر کرنا جائز ہے۔

◆ اہل صفہ کے زہد اور حصول علم اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

٤٧٠۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٩٥٦).

فقه الحديث☆ ◆ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی بے ثباتی اور بے حیثیتی کا بیان۔

◆ مومن کو دنیا کی محبت سے اعراض برتنے اور اس میں منہمک نہ ہونے اور آخرت کے گھر کے لیے تیاری کرنے کی ترغیب ہے۔

◆ کافر دنیا کی زندگی اور اس کی نعمتوں ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے اور وہ ان کے حصول میں مگن اور منہمک رہتا ہے۔

٤٧١۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، بِمَنْكِبَيَّ، فَقَالَ: ((**كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ**)).

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اِذَا اَمْسَيْتَ، فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا اَصْبَحْتَ، فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَالُوا فِي شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيثِ مَعْنَاهُ: لَا تَرْكَنْ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا، وَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِطُولِ الْبَقَاءِ فِيهَا، وَلَا بِالِاعْتِنَاءِ بِهَا، وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا اِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْغَرِيبُ فِي غَيْرِ وَطَنِهِ، وَلَا تَشْتَغِلْ فِيهَا بِمَا لَا يَشْتَغِلُ بِهِ الْغَرِيبُ الَّذِي يُرِيدُ الذَّهَابَ اِلَى اَهْلِهِ. وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

۴۷۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ''تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک اجنبی یا راہ گیر ہو''۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب تم شام کرلو تو پھر صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرلو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے کچھ حاصل کرلو''۔ (بخاری)

علماء نے اس حدیث کی شرح اس طرح کی ہے کہ تم دنیا کی طرف زیادہ مائل نہ ہو اور نہ اسے مستقل وطن بناؤ اور نہ دنیا میں زیادہ دیر رہنے کے اپنے دل میں منصوبہ بندی کرو اور نہ اس کی طرف زیادہ توجہ دو، بس اس کے ساتھ اتنا ہی تعلق رکھو جتنا کسی اجنبی اور پردیسی کو پرائے دیس سے تعلق ہوتا ہے اور دنیا میں زیادہ مشغول نہ ہو مگر اسی طرح جیسے ایک مسافر اپنے گھر جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ دیار غیر سے زیادہ تعلق اور وابستگی نہیں رکھتا۔ وباللہ التوفیق!

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٢٣٣۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أخذ) ''پکڑا''۔ (بمنكبي) ''میرے کندھے سے''۔ (إذا أمسيت) ''جب تو شام کرے''۔ (وإذا أصبحت)

''اور جب تم صبح کرو''۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کندھا پکڑا' یہ آپ کی ان سے محبت کی دلیل ہے اور جو بات بیان فرمائی اس کی اہمیت کا ثبوت ہے۔ پس معلم محبت اور تنبیہ کے انداز میں متعلم کے کندھے وغیرہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ امت کو خیر و بھلائی کے بارے میں بتانے کے بارے میں بڑے فکر مند اور حریص تھے۔

❸ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کی دلیل ہے اور صرف عام ضروریات زندگی ہی پر اکتفا کرنا چاہیے' جیسا کہ ایک راہ گیر کوئی زیادہ زاد راہ ساتھ نہیں لیتا بلکہ بہت خفیف اور عام سی چیزیں ساتھ رکھتا ہے تا کہ وہ آرام و سکون کے ساتھ منزل تک پہنچ جائے۔

❹ مومن دنیا میں اجنبی اور پردیسی کی طرح رہتا ہے' کیونکہ اس کی منزل جنت ہے' جہاں سے اس کے دشمن ابلیس نے انہیں نکلوایا تھا۔ لہذا اسے اپنی منزل کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

❺ فرصت کے لمحات کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور ان میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے چاہییں۔ اسی طرح صحت و حیات کی بھی قدر کرنی چاہیے۔

٤٧٢ ـ وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ، وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ، فَقَالَ: ((**ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ**)) حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ.

۴۷۲۔ حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے پیار کریں۔ آپ نے فرمایا: ''تم دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو لوگ تم سے محبت کریں گے''۔ (حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ نے اسے حسن سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف كما بينته مفصلا في ((صحيح كتاب الأذكار وضعيفه)) (١٢٥٠ / ٢٦٧)؛ فأغنى عن الإطالة.

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے اعمال کے بارے میں جاننے کے خواہش مند رہتے تھے جو انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں اور معاشرے میں بھی ان کے لیے نفع مند ہوں۔

❷ جو شخص دنیا کے بارے میں زہد اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا مشتاق ہو تو اللہ بھی اس سے ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔

❸ لوگوں کے پاس جو چیزیں ہیں انسان کو ان سے بے نیاز ہو جانا چاہیے اور کسی چیز کا لالچ نہیں کرنا چاہیے' اس طرح لوگ اس سے محبت کریں گے۔ اس کے برعکس لوگوں کے سامنے دستِ طلب دراز کرنے سے انسان کی عزت کم ہو جاتی ہے اور لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ اس سے جتنا مانگو وہ اتنا ہی خوش ہوتا ہے بلکہ نہ مانگنے پر وہ ناراض ہوتا ہے۔

٤٧٣ ـ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا

۴۷۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دنیا کے اس مال و اسباب کا ذکر کیا جو لوگوں کو حاصل ہو گیا تھا' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پورا دن بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر جھکے رہتے' آپ کو ردی کھجور بھی میسر نہ

يَمْلأُ بِهِ بَطْنَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آتی کہ جس سے اپنا پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم)

((الدَّقَلُ)) بِفَتْحِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ: رَدِيْءُ التَّمْرِ.

(الدقل) دال اور قاف پر زبر "ردی کھجور"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۹۷۸).

غريب الحديث:۔ (ما أصاب الناس) "جو (مال و اسباب) لوگوں کو حاصل ہوا"۔ (من الدنیا) "دنیا کا مال و جاہ وغیرہ"۔ (یلتوی) "آپ جھکے رہتے"۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کثرت سے ہوئیں' لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہوگئی تو انھوں نے لوگوں کو یاد دلایا کہ اب تو تم خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ جبکہ اسلام کے ابتدائی دور میں تو مسلمان نہایت کٹھن حالات سے دوچار ہوئے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیٹ بھرنے کے لیے ردی کھجور تک میسر نہیں ہوتی تھی۔

❷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد دنیا اور بھوک پر صبر کرنے کا بیان ہے' نیز آپ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتے تھے' آپ نے اپنے صحابہ کرام کی اس نہج پر تربیت فرمائی کہ دنیوی آسائشوں کی خاطر آخرت کی زندگی کو نہیں بھلانا چاہیے۔

٤٧٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِي رَفٍّ لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((شَطْرُ شَعِيْرٍ)) أَيْ: شَيْءٌ مِنْ شَعِيْرٍ، كَذَا فَسَّرَهُ التِّرْمِذِيُّ.

۴۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کوئی جاندار کھا سکے سوائے تھوڑے سے جو کے' جو میرے طاق میں رکھے ہوئے تھے' بس کافی مدت تک میں اس میں سے کھاتی رہی۔ پس (ایک روز) میں نے اسے ناپا تو وہ ختم ہو گئے۔ (متفق علیہ)

(شطر شعير) اس کے معنی ہیں تھوڑے سے جو۔ امام ترمذی نے اس کی یہی تفسیر کی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۶/ ۲۰۹۔ فتح)، ومسلم (۲۹۷۳).

غريب الحديث☆ (ذو کبد) "جاندار"۔ (شطر شعیر) "کچھ جو"۔ (رف) "طاق"۔ (ففنی) "پس وہ ختم ہو گئے"۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہوگئی تھی' جزیرۂ عرب دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکا تھا اور اس کے ثمرات آنا شروع ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے فقر و تنگدستی کی زندگی کو اختیار کیے رکھا' حتیٰ کہ آپ کی پیاری زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھی تھوڑے سے جو کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ اس سے آپ کے عدل و انصاف کا پتا چلتا ہے کہ آپ نے نفقہ میں کسی بھی بیوی کے ساتھ ترجیحی سلوک نہیں کیا۔

❷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے سے جو میں اتنی برکت رکھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی وفات کے بعد کافی مدت تک انھی جو پر گزارہ کیا۔

❸ کھانے پینے کی چیزوں کو بغیر ناپے تولے استعمال کرتے رہنا چاہیے' اس طرح ان میں برکت رہتی ہے اور ناپنے تولنے سے برکت اڑ جاتی ہے۔

٤٧٥۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ

۴۷۵۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ' ام المومنین حضرت جویریہ بنت

الْحَارِثِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا أَمَةً، وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا، وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حارث رضی اللہ عنہ کے بھائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' کوئی غلام چھوڑا نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی' سوائے ایک سفید خچر چھوڑا کے' جس پر آپ سواری کیا کرتے تھے اور اپنا اسلحہ اور وہ زمین چھوڑی جسے آپ نے مسافروں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ البخاری (٥/٣٥٦۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أرضا) ''زمین'' اس سے مراد آپ کا وہ حصہ ہے جو فدک، خیبر، وادی قری اور بنو نضیر وغیرہ میں آپ کو ملا تھا۔

سلاحه ''آپ کا اسلحہ'' یعنی نیزہ اور تلوار وغیرہ۔

فقه الحديث☆ ❶ انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کے وارث نہیں ہوتے' وہ میراث میں جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ہم انبیاء کی جماعت ہیں' ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے''۔

❷ نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپ کے پاس کوئی غلام یا لونڈی نہیں تھی اور جو تھے آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا یا وہ فوت ہو گئے تھے۔ اسی سے استدلال کیا گیا ہے کہ اُمِ ولد کو آزاد کر دیا جائے گا۔ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی ہو کر آئی تھیں اور جنہوں نے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک زندہ رہیں۔

٤٧٦۔ **وَعَنْ** خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ' نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ، بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ، بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْإِذْخِرِ' وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((**النَّمِرَةُ**)): كِسَاءٌ مُلَوَّنٌ مِنْ صُوفٍ. وَقَوْلُهُ: ((**أَيْنَعَتْ**)) أَيْ: نَضِجَتْ وَأَدْرَكَتْ. وقوله: ((**يَهْدِبُهَا**)) هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الدَّالِ وَكَسْرِهَا، لُغَتَانِ، أَيْ: يَقْطِفُهَا وَيَجْتَنِيهَا، وَهٰذِهِ اسْتِعَارَةٌ لِمَا فَتَحَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا وَتَمَكَّنُوا فِيهَا.

٤٧٦۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی' ہم اللہ کی رضا چاہتے تھے' پس اللہ کے ہاں ہمارا اجر ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انھوں نے اپنے اجر میں سے (مالِ غنیمت کی صورت میں) کچھ نہیں کھایا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے ہیں جو غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے' انھوں نے اپنے پیچھے ایک دھاری دار چادر چھوڑی۔ پس جب ہم اس چادر سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب اس سے ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر (گھاس) ڈال دیں۔ اور ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں۔ (متفق علیہ)

(**النمرة**) ''اون کی دھاری دار چادر''۔ (**أينعت**) ''پک گیا''۔ (**يهدبها**) یاء پر زبر اور دال پر زیر اور پیش دونوں طرح منقول ہے۔ اس کا معنی ہے کہ وہ پھل چن اور کاٹ رہا ہے۔ اور یہ استعارہ ہے کہ

اللہ نے ان پر دنیا کے مال و متاع کے دروازے کھول دیے اور انہیں اقتدار و اختیار عطا فرمایا۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۳/۱٤۲ ـ فتح)، ومسلم (۹٤۰).

غريب الحديث ☆ (نلتمس) ''ہم طلب کرتے اور چاہتے تھے''۔ (فوقع) ''ثابت ہوگیا''۔ (لم يأكل) ''نہیں کھایا'' یعنی انھوں نے مالِ غنیمت وغیرہ سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ (الإذخر) گھاس کی قسم۔

فقه الحديث ☆ ❶ سلف صالحین نے کس طرح سچائی کے ساتھ اپنے واقعات بیان فرمائے' نیز فقر وتنگدستی پر صبر کرنا منزل ابرار میں سے ہے۔

❷ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کفن کھلا اور پورے بدن کو ڈھانپنے والا ہو اور اگر کفن تنگ اور چھوٹا ہو تو پھر چہرے کو کپڑے سے ڈھانپنا چاہیے اور باقی جسم پر گھاس وغیرہ ڈال دینی چاہیے۔

❸ شہید کے کپڑے نہیں اتارے جاتے' اسے انہی کپڑوں میں کفنایا جاتا ہے۔

❹ صحابہ کرام کی ہجرت خالص اللہ کے لیے تھی۔

❺ اللہ تعالیٰ دنیا تو سب کو عطا کر دیتا ہے لیکن دین کی دولت اپنے محبوب بندوں ہی کو عطا فرماتا ہے۔

❻ جہاد کی فضیلت اور اجر وثواب کا بیان ہے' یہ اجر دنیا میں مالِ غنیمت کی صورت میں بھی غازیانِ اسلام کو ملتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا اور جو لوگ میدانِ جہاد میں جام شہادت نوش کر جاتے ہیں انہیں ان کا سارا اجر قیامت ہی کو ملے گا' کیونکہ وہ دنیا میں جہاد کے پھل یعنی مالِ غنیمت سے محروم رہتے ہیں۔

٤٧٧ ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ، مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ)).

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۴۷۷۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح لغيره أخرجه الترمذي (۲۳۲۰)۔

ترمذی کی سند میں ایک راوی عبدالحمید بن سلیمان ضعیف ہے' لیکن یہ حدیث شواہد اور متابعات کی وجہ سے صحیح ہے۔

غريب الحديث ☆ (تعدل) ''برابر ہوتی''۔

فقه الحديث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی بے ثباتی اور بے حیثیتی کا بیان کہ یہ اس کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

❷ دنیا کی اگر کوئی حیثیت ہے تو وہ بس یہ ہے کہ یہاں انسان کو آخرت کی تیاری کرنے اور اخروی زندگی سنوارنے کے لیے موقع دیا گیا ہے۔ پس مومن کو اس زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور اس کی عارضی اور فانی چیزوں کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے۔

٤٧٨ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا

۴۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! سنو! بلاشبہ دنیا ملعون ہے اور جو

مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالَى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا وَمُتَعَلِّمًا)).
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر اور ان چیزوں کے جو اس سے تعلق رکھتی ہیں اور سوائے دین کے عالم اور متعلم کے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره أخرجه الترمذى (۲۳۲۲)، وابن ماجه (٤١١٢)، والبيهقى فى ((شعب الإيمان)) (۱۷۰۸)، وابن أبي عاصم فى ((الزهد)) (٥٧).

غريب الحديث☆ **(ملعونة)** ''مبغوض ہے''۔ **(ملعون مافيها)** ''اس میں جو چیزیں ہیں وہ بھی ملعون ہیں'' یعنی دنیا کا مال و متاع اور خواہشات وغیرہ۔ **(وما والاہ)** ''جو چیز اس (اللہ تعالیٰ کے ذکر) سے تعلق رکھتی ہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے دور کر دے اور اس کے ذکر سے غافل کر دے وہ ملعون ہے اور اسے ملعون کہنا جائز ہے' حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے' دنیا کا مطلقاً ملعون ہونا مراد نہیں۔

❷ دنیا کی ہر چیز لعب ولہو ہے' سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس چیز کے جو ذکر الٰہی کا سبب ہو۔

❸ علم، اہل علم اور طالب علم کی فضیلت کا بیان ہے۔ طلب علم میں آدمی دو قسم کے ہیں: عالم یا متعلم اور یہ دونوں رشد و نجات کی راہ پر ہیں۔

٤٧٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا)).
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۴۷۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جائیداد اور زمین وغیرہ نہ بناؤ ورنہ تم دنیا کی طرف مائل اور راغب ہو جاؤ گے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره أخرجه الترمذى (۲۳۲۸)، وأحمد (۱/۳۷۷ و ٤٢٦ و ٤٤٣)، وأبو داود الطيالسى (۳۷۹)، والبغوى فى ((شرح السنة)) (١٤/ ۲۳۷)، والخطيب البغدادى فى ((تاريخ بغداد)) (۱/ ۱۸)، والحاكم (٤/ ۳۲۲)، وابن حبان (۷۱۰)، وأبو يعلى (٥٢٠٠). اس حدیث کی سند میں مغیرہ بن سعد بن اخرم اور اس کا باپ بسبب جہالت ضعیف ہیں لیکن اس کا شاہد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے **''الصحيحة (۱۲)''** اور **''الامالي للمحاملي (۶۹/۲)''** میں موجود ہے جس کی بنا پر یہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔ واللہ اعلم!

غريب الحديث☆ **(الضيعة)** جائداد اور زمین وغیرہ۔ **(فترغبوا في الدنيا)** ''تم دنیا کی طرف مائل اور راغب ہو جاؤ گے''۔

فقه الحديث☆ امام قرطبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ جیسے اہل علم حضرات نے اس حدیث کو اس پر محمول کیا ہے کہ انسان کو اس قدر جائداد اور زمین وغیرہ نہیں بنانی چاہیے جو اسے ذکر الٰہی سے غافل کر دے اور انسان کی پوری توجہ اور رغبت اسی طرف ہو جائے' البتہ ضرورت کے تحت زمین و جائداد وغیرہ بنانا اور رکھنا جائز ہے' منع نہیں۔

٤٨٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) فَقُلْنَا: قَدْ وَهَى، فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فَقَالَ: ((مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ)).
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ،

۴۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم اس وقت اپنی جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یہ کمزور ہو کر گرنے کے قریب تھی تو ہم اسے مرمت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تو اجل (موت) کو اس سے بھی زیادہ قریب دیکھ رہا ہوں''۔ (اسے ابوداود اور ترمذی نے بخاری و مسلم کی سند کے ساتھ

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه أبو داود (٥٢٣٦)، والترمذى (٢٣٣٥)، وابن ماجه (٤١٦٠)، وأحمد (١٦١/٢) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (نعالج) "ہم مرمت کر رہے ہیں"۔ (خصًّا) "لکڑی سے بنائی ہوئی جھونپڑی"۔ (وهی) "یہ کمزور ہو گئی ہے اور گرنے کے قریب ہے"۔ (الأمر) "اجل، موت"۔ (أعجل) زیادہ تیز، زیادہ قریب"۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کوئی گھر یا کمرہ بوسیدہ ہو جائے کہ اس کے گرنے کا اندیشہ ہو تو اس کی مرمت کرنا جائز ہے۔

❷ امام اور حکمران کو چاہیے کہ وہ اپنی رعیت کے احوال کی نگرانی کرے اور انہیں ایسے امور کی ترغیب دے جن میں دنیا و آخرت کی نجات ہو۔

❸ دنیا کے جلدی ختم ہو جانے کا بیان' لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ موت کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے اور یہ پختہ عقیدہ بنا لے کہ وہ اس کے بہت قریب ہے اور وہ کسی بھی وقت آ سکتی ہے لہٰذا اسے دنیا کے بارے میں زیادہ انہماک اور دلچسپی نہیں لینی چاہیے کہ وہ اسے اپنا نصب العین بنا لے اور اپنے اصل مقام کو بھول جائے۔

٤٨١۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۴۸۱۔ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه الترمذى (٢٣٣٦)، وأحمد (١٦٠/٤)، و ابن حبان (٣٢٢٣)، والحاكم (٣١٨/٤)، والقضاعي فى ((مسند الشهاب)) (١٠٢٢) وغيرهم بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (فتنة) "امتحان، آزمائش" یہ خیر و شر دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ (فتنة أمتي) "میری امت کا فتنہ" یعنی جس کے ذریعے انہیں دنیا میں آزمایا جائے گا"۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں یہ وضاحت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو مال کی فراوانی کے ذریعے آزمائے گا' لہٰذا امت محمدیہ کے لیے یہ سخت تنبیہ ہے کہ وہ مال کی محبت میں اعتدال کو ملحوظ رکھے' ورنہ یہ مال آزمائش میں سخت ناکامی کا باعث بن سکتا ہے۔

❷ لوگ مال کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتے ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (الفجر: ٢٠)

❸ مال کی حرص اور اس کے ساتھ تعلق بڑھانا رشتہ داروں میں لڑائی جھگڑے اور فساد کا سبب ہے' اس لیے کہ ایسا آدمی مال و زر کا غلام اور پجاری بن جاتا ہے' جس وجہ سے بخل و طمع کا شکار ہو جاتا ہے اور اس بخل و طمع کی وجہ سے صلہ رحمی کم یا ختم ہو جاتی ہے۔

٤٨٢۔ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو، وَيُقَالُ: أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: أَبُو لَيْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ، وَالْمَاءُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

۴۸۲۔ حضرت ابو عمرو، بعض نے کہا: ابو عبد اللہ اور بعض نے کہا ابو لیلیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کے لیے ان چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں حق نہیں ہے' ایک گھر جس میں وہ قیام پذیر ہو، کپڑا جس سے وہ اپنا ستر چھپائے اور بغیر سالن کے (یا موٹی) روٹی اور پانی"۔ (ترمذی۔ حدیث صحیح ہے)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوداؤد سلیمان بن سالم بلخی

قَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ اَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَالِمٍ الْبَلْخِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ شُمَيْلٍ يَقُوْلُ: الجِلْفُ: الْخُبْزُ لَيْسَ مَعَهُ اِدَامٌ. وَقَالَ غَيْرُهُ: هُوَ غَلِيْظُ الْخُبْزِ. وَقَالَ الْهَرَوِيُّ: الْمُرَادُ بِهِ هُنَا وِعَاءُ الْخُبْزِ، كَالْجَوَالِقِ وَالْخُرْجِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

سے سنا' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نضر بن شمیل سے سنا' وہ فرماتے ہیں "جلف" سے مراد وہ روٹی جس کے ساتھ سالن نہ ہو اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں "جلف" سے مراد موٹی روٹی ہے۔ ہروی فرماتے ہیں: "جلف" سے مراد روٹی رکھنے کا برتن ہے جیسے اون یا بالوں یا خرجی (زنبیل' ٹوکری وغیرہ)۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ ضعيف : أخرجه الترمذی (۲۳۴۱).

غريب الحديث☆ (جوالق) "برتن"۔ (خُرْج) "خرجی' زنبیل اور ٹوکری وغیرہ"۔

فقه الحديث☆ متن حدیث منکر ہے اور یہ اسرائیلیات میں سے ہے' لیکن باب کی دیگر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو کم از کم سامان دنیا کے ساتھ گزارہ کرنا چاہیے۔

٤٨٣ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ بِكَسْرِ الشِّيْنِ وَالْخَاءِ الْمُشَدَّدَةِ الْمُعْجَمَتَيْنِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ قَالَ: ((يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ: مَالِيْ، مَالِيْ، وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ! مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ، فَاَفْنَيْتَ، اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ، اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ؟!)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۸۳۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ (شین اور خاء پر زیر اور خاء پر شد) بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے' پھر آپ نے فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال' حالانکہ اے ابن آدم! تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۹۵۸).

غريب الحديث☆ (فأفنيت) "تو نے ختم کر دیا"۔ (فأبليت) "تو نے بوسیدہ کر دیا" (فأمضيت) تو نے صدقہ کر کے وہ مال کسی مستحق کو دے دیا اور ذخیرہ آخرت بنا لیا۔

فقه الحديث☆ ❶ انسان فنا ہونے والی دنیاوی چیزوں میں مشغول ہے اور جو چیز باقی رہنے والی ہے یعنی آخرت' اس کی فکر اور تیاری نہیں بلکہ اس کے بارے میں غفلت کا شکار ہے۔

❷ انسان جتنا بھی مال جمع کر لے اس میں سے وہ حدیث میں مذکورہ حصہ ہی حاصل کر سکتا ہے' اس سے زیادہ نہیں اور جو مال باقی ہے وہ تو دوسروں کے لیے جمع کر رہا ہے اور وہ اس چیز سے غافل ہے کہ اس سے اس کا حساب لیا جائے گا۔

❸ جو چیزیں لوگوں کے پاس ہیں وہ سب فنا اور ختم ہونے والی ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ اس لیے انسان جو مال صدقہ کر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ذخیرہ ہو جاتا ہے اور قیامت والے دن اجر وثواب کی صورت میں اس کے کام آئے گا۔

٤٨٤ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ، فَقَالَ: ((اُنْظُرْ مَاذَا تَقُوْلُ؟)) قَالَ: وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: ((اِنْ كُنْتَ

۴۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "دیکھو! تم کیا کہہ رہے ہو؟" اس نے پھر کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے تین بار

تحبُّني، فأعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفافًا، فإنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

((التِّجْفَافُ)) بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَإِسْكَانِ الْجِيمِ وَبِالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ، وَهُوَ شَيْءٌ يُلْبَسُهُ الْفَرَسُ، لِيُتَّقَى بِهِ الْأَذَى، وَقَدْ يَلْبَسُهُ الْإِنْسَانُ.

یہی کہا' آپ نے فرمایا: ''اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو پھر فقر و محتاجی کے لیے ٹاٹ تیار رکھو' کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر اس کی طرف اتنی تیزی سے آتا ہے کہ سیلاب بھی اتنی تیزی سے اپنے بہاؤ کے رخ پر نہیں جاتا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(تجاف) تاء کے نیچے زیر' جیم ساکن اور پھر دو بار فاء' اس کا مطلب ہے پاکھر یعنی زرہ جو گھوڑے کو پہنائی جاتی ہے تا کہ وہ تکلیف سے بچ سکے اور بعض اوقات اس کو انسان بھی پہن لیتا ہے۔

توثیق الحدیث☆ ضعيف : أخرجه الترمذی (۲۳۵۰) اس کی سند میں شداد بن طلحہ راسبی اور ابوالوازع دو راوی ضعیف ہیں۔

غریب الحدیث☆ **(فأعدّ)** ''پس تیار کر''۔ **(إلی منتهاه)** ''پہنچنے کی جگہ''۔

فقه الحدیث☆ متن حدیث منکر ہے۔ بعض صحیح حدیثوں میں مال حلال کی تعریف کی گئی ہے' جب کہ انسان اس مال کو حلال طریقے سے کمائے اور حلال جگہ خرچ کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزوں میں رشک جائز' ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا کیا اور وہ اسے دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کر رہا ہے اور دوسرا صاحب قرآن جو اس پر عمل بھی کرتا ہے۔'' یعنی یہ مال قابل تعریف ہے اگر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اس کی رضامندی والے کاموں میں خرچ کیا جائے۔

٤٨٥ ـ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ، لِدِينِهِ))**. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴۸۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیے' جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑا جائے' وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا نقصان آدمی کے مال اور جاہ کی حرص اس کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحيح : أخرجه الترمذی (۲۳۷٦)، وأحمد (۳/٤٥٦) بإسناد صحيح.

غریب الحدیث☆ **(بأفسد)** ''زیادہ نقصان دہ۔'' **(الشرف)** ''جاہ''۔

فقه الحدیث☆ ❶ مال جمع کرنے اور جاہ حاصل کرنے کی حرص انسان کے دین کے لیے نقصان دہ ہے' کیونکہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا خسارہ ہی خسارہ ہے۔

❷ اگر کوئی شخص لالچی ہو تو اسے قناعت کی تعلیم دینی چاہیے' کیونکہ لالچ بری بلا ہے۔ بعض اوقات انسان اس لالچ میں آ کر اور جاہ و حشمت کے حصول کے لیے ایمان کا سودا کر لیتا ہے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں اس کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے' اگر کوئی شخص اس طرح کا سودا کرتا ہے تو وہ نہایت خسارے والا سودا کرتا ہے۔

٤٨٦ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ، فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً! فَقَالَ: **((مَا لِي وَ لِلدُّنْيَا؟ مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا**

۴۸۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ ایک چٹائی پر لیٹ گئے' جب آپ اٹھے تو آپ کے پہلو پر (چٹائی کے) نشان پڑے ہوئے تھے' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے ایک گدا بنا دیں؟

كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)).
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

آپ نے فرمایا: ''میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میں تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے ٹھہرے پھر چل پڑے اور اس درخت کو چھوڑ دے''۔ (ترمذی وحدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره : أخرجه الترمذى (۲۳۷۷)، و ابن ماجه (٤١٠٩)، وأحمد (١/٣٩١ و ٤٤١)، والحاكم (٤/ ٣١٠). اس حدیث کی سند ضعیف ہے' کیونکہ راوی حدیث مسعودی کو آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا' لیکن احمد (۱/۳۰۱) ابن حبان (۲۳۵۳) اور حاکم (۴/۳۰۹'۳۱۰) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد ہے' اس سند میں ہلال بن خباب صدوق ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ موت سے پہلے بدل گیا تھا۔ بہرحال یہ حدیث اپنے جمیع شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ واللہ اعلم!

غريب الحديث☆ (وطاء) ''گدا، بچھونا''۔

فقه الحديث☆ ◆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد کا بیان' نیز آپ نے دنیا کی حقیقت ایک نہایت بلیغ انداز میں واضح فرما دی۔
◆ طلباء کو اپنے شیخ کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔
◆ دنیا کی حقیقت ایک گزرگاہ کی ہے اور انسان ایک راہ گیر اور مسافر ہے۔
◆ اعمال صالحہ کے ذریعے آخرت کی تیاری کرنی چاہیے۔

٤٨٧- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

۴۸۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فقراء جنت میں مال داروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔'' (ترمذی۔ حدیث صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره : أخرجه الترمذى (٢٣٥٤)، وابن ماجه (٤١٢٢)، وأحمد (٢/٢٩٦) بإسناد حسن.

فقه الحديث☆ نیک اعمال کرنے والے فقراء کو خطا کار مالداروں پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ مالداروں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اس لیے کہ مالداروں کا حساب ہو رہا ہوگا کہ انھوں نے مال کہاں سے کمایا' کہاں رکھا اور کہاں خرچ کیا' جبکہ فقراء سے یہ سوال نہیں ہوگا۔

٤٨٨- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ.
وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ.

۴۸۸۔ حضرت ابن عباس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثریت فقراء کی ہے' اور میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔'' (متفق علیہ) بخاری ومسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور بخاری نے اسے حضرت عمران بن حصین سے بھی روایت کیا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (١١/٢٧٣ـ فتح)، ومسلم (٢٧٣٧) من حديث ابن عباس' وأخرجه البخارى (٦/٣١٨ـ فتح) من حديث عمران بن حصين.

غریب الحدیث☆ (اطلعت) ''میں نے جھانکا۔'' (فرأیت) ''میں نے دیکھا۔''

فقه الحدیث☆❶ فقراء جنت میں مالداروں کی نسبت زیادہ ہوں گے لیکن فقراء کا یہ داخلہ فقر کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ ان کے اعمالِ صالحہ کی وجہ سے ہوگا۔

❷ دنیا کے زیادہ حصول کی خواہش اور کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

❸ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی ترغیب ہے' تاکہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاسکیں۔ ان کے زیادہ جہنم میں جانے کی وجہ دوسری حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ آپس میں زیادہ لعن طعن کرتی ہیں اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں۔

❹ رسول اللہ ﷺ کو جنت اور دوزخ کا مشاہدہ معراج کے موقع پر کرایا گیا یا پھر کشف کے ذریعے سے۔

❺ جنت اور دوزخ مخلوق ہیں اور وہ اب بھی موجود ہیں۔

٤٨٩۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ ((الْجَدُّ)) الْحَظُّ وَالْغِنٰى. وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي بَابِ فَضْلِ الضَّعَفَةِ.

۴۸۹۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین ہیں اور مال و دولت والوں کو (حساب کے لیے) روکا ہوا تھا' تاہم جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔'' (متفق علیہ)

(الجد) ''مال و دولت۔'' اس حدیث کا بیان ''باب فضل الضعفة'' میں گزر چکا ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۵۸) ملاحظہ فرمائیں۔

٤٩٠۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۹۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے وہ لبید (شاعر) کی بات ہے کہ ''سنو! اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل اور بے حقیقت ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱٤۹ ۔ فتح)، ومسلم (۲۲٥٦).

غریب الحدیث☆ (کلمة) ''بات۔'' (لبید) لبید بن ربیعہ اہل نجد سے زمانہ جاہلیت کے عظیم شاعر تھے' وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اسلام قبول کیا اور ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا تھا اور انھوں نے بہت لمبی عمر پائی۔ (ما خلا اللہ) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے سوا جو کچھ ہے۔

فقه الحدیث☆❶ نبی ﷺ نے شعر سے استشہاد کیا' لہٰذا اچھے شعر کہنا، پڑھنا اور ان سے استشہاد کرنا جائز ہے۔

❷ بعض شعر بھی پُرحکمت ہوتے ہیں۔

❸ دنیا کی تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ (الرحمن:۲۶)

❹ حق کو قبول کرنا چاہیے اور اس کی تصدیق کرنی چاہیے خواہ اسے بیان کرنے والا کوئی بھی ہو۔

٥٦۔ بَابُ فَضْلِ الْجُوْعِ وَخُشُوْنَةِ ۵۶۔ باب: فاقہ، تنگ دستی، ماکولات، مشروبات

الْعَيْشِ وَالْإِقْتِصَارِ عَلَى الْقَلِيلِ مِنَ الْمَأْكُولِ وَالْمَشْرُوبِ وَالْمَلْبُوسِ وَغَيْرِهَا مِنْ حُظُوظِ النَّفْسِ وَتَرْكِ الشَّهَوَاتِ

اور ملبوسات میں تھوڑی چیزوں پر اکتفا کرنے، نفسانی لذتیں اور مرغوب چیزیں ترک کر دینے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا﴾ [مريم : ٥٩، ٦٠] وقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِي زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ. وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ [القصص : ٧٩، ٨٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ثُمَّ لَتُسْاَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ [التكاثر : ٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا﴾ [الإسراء : ١٨]

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس ان کے بعد کچھ نالائق لوگ ان کے جانشین ہوئے' جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ پس عنقریب یہ عذاب جہنم سے دو چار ہوں گے' مگر جس نے توبہ کر لی، ایمان لایا اور عمل صالح کیے' ایسے لوگ یقیناً جنت میں جائیں گے اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

اور فرمایا: ''پس وہ (قارون) اپنی آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے آیا تو ان لوگوں نے جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے' کہا: اے کاش! ہم کو بھی وہ مال اور ساز و سامان ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے! وہ تو بڑے نصیبے والا ہے! اور جن کو دین کا علم دیا گیا تھا انھوں نے کہا: تمہارے لیے بربادی ہو' اللہ تعالیٰ کا بدلہ ان لوگوں کے لیے بہت بہتر ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے''۔

اور فرمایا: ''پھر تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے''۔

اور فرمایا: ''جو دنیائے فانی کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو دنیا ہی میں جتنا چاہیں گے اور جس کے لیے چاہیں گے' وہ دیں گے' پھر ہم اس کے لیے جہنم تجویز کریں گے' وہ اس میں مذموم اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا''۔

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں جو مشہور ہیں۔

٤٩١ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۹۱۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے دو دن متواتر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، مُنْذُ قَدِمَ

ایک اور روایت میں ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے' جب سے وہ

الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ.

مدینے آئے، تین دن متواتر گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۲۸۲۔ فتح)، ومسلم والرواية الثانية عند البخاری (۹/ ۵٤۹۔ فتح)، ومسلم (۲۹۷۰) (۲۱).

غریب الحدیث☆ (آل محمد ﷺ) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات۔ (البر) ''گندم''۔

فقه الحدیث☆ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے گھر والوں کا دنیا سے اعراض اور اس سے بے رغبتی کا بیان کہ آل محمد ﷺ نے مسلسل دو روز کبھی جو یا گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی تھی، اگر ایک روز یہ کھانا میسر آ گیا تو دوسرے دن اس طرح کا کھانا نصیب نہ ہوتا اور یوں ہی ان کی زندگی گزر گئی۔

٤۹۲۔ وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: وَاللّٰهِ يَا ابْنَ أُخْتِيْ! إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ: ثَلَاثَةَ اَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوْقِدَ فِيْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ. قُلْتُ: يَا خَالَةُ! فَمَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ، اِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جِيْرَانٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوْا يُرْسِلُوْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَلْبَانِهَا فَيَسْقِيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۹۲۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کیا کرتی تھیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! اے میرے بھانجے! ہم چاند دیکھتے، پھر ایک چاند اور پھر ایک چاند، دو ماہ میں تین چاند اور حالت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عروہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے خالہ جان! تو پھر آپ کا گزارہ کس چیز پر ہوتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: دو سیاہ چیزوں کھجور اور پانی پر ہاں رسول اللہ ﷺ کے بعض انصاری پڑوسی تھے جن کے پاس دودھ دینے والے جانور تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کا دودھ بھیج دیتے تھے تو آپ ہمیں بھی پلا دیتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (٥/ ۱۹۷۔ فتح)، ومسلم (۲۹۷۲).

غریب الحدیث☆ (منایح) اس کی واحد "منیحة" ہے، جس کا معنی ہے وہ بکری یا اونٹ جسے اس کا مالک دودھ پینے کی خاطر کسی کو بطورِ ہدیہ دے دیتا اور جب وہ دودھ دینا بند کر دیتی تو وہ اسے اس کے مالک کو لوٹا دیتا۔

فقه الحدیث☆ ◆ عبرت اور موعظت کے لیے انسان اپنے گھر کے حالات بتا سکتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی مقصد کے تحت اپنے بھانجے کو بتایا تھا، بطورِ شکوہ نہیں۔

◆ پڑوسیوں کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھا کریں اور اپنے پڑوسیوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ان سے تعاون کریں۔

◆ کسی شخص کو دودھ پینے کے لیے دودھ دینے والی بکری بطور ہدیہ پیش کرنا موجب جنت صفت ہے۔

◆ گھر کے سربراہ یا والدین کو ایثار کرتے ہوئے اپنے حصے اور ضرورت کی چیزیں اپنے اہل و عیال کو دے دینا مستحب ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو دودھ ہدیے کے طور پر آتا آپ اس میں سے اپنی ازواجِ مطہرات کو بھی پلا دیتے تھے۔

٤۹۳۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ،

۴۹۳۔ حضرت ابو سعید مقبری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی،

فَدَعَوْهُ فَأَبَى اَنْ يَّأْكُلَ. وَقَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((مَصْلِيَّةٌ)) بِفَتْحِ الْمِيمِ: اَيْ: مَشْوِيَّةٌ.

انھوں نے انہیں (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو) بھی دعوت دی تو انھوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ نے جو کی روٹی (بھی) پیٹ بھر کر نہیں کھائی تھی۔ (بخاری)

(مَصْلية) میم پر زبر ''بھنی ہوئی۔''

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخارى (۹/ ۵۴۹۔ فتح).

فقه الحديث ☆ ❶ اہل علم وفضل کو کھانے کی دعوت دینی چاہیے۔

❷ پاکیزہ اور حلال چیزوں کو اسراف وتبذیر کے بغیر کھانا جائز ہے۔

❸ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا کس قدر اہتمام کرتے تھے کہ شرعاً جن چیزوں میں آپ کی اتباع ضروری نہیں تھی صحابہ ان میں بھی آپ کی اتباع کرتے تھے، وہ آج کل کے ''عاشقانِ رسول'' کی طرح محبت کے محض زبانی کھوکھلے دعوے نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں آپ سے سچی محبت تھی، جس کا اظہار وہ آپ کی اتباع سے کرتے تھے۔

❹ رسول اللہ ﷺ کی تنگ دستی کا بیان ہے کہ آپ نے کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی تھی۔

٤٩٤ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ، وَمَا اَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: وَلَا رَاى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۴۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خوان (دستر خوان، چوکی، میز) پر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے اور آپ نے باریک آٹے کی چپاتی نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے: اور نہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کبھی بھنی ہوئی بکری دیکھی۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخارى (۹/ ۵۳۰۔ فتح).

غريب الحديث ☆ (خوان) ''دستر خوان وغیرہ۔'' (مرققا) ''باریک آٹے کی چپاتی''۔ (شاة سميطا) ایسی بکری جسے ذبح کرنے کے بعد گرم پانی سے اس کے بال اتار لیے جائیں اور پھر اسے جلد سمیت بھونا جائے، بھنی ہوئی۔

فقه الحديث ☆ کھانے پینے اور لباس پہننے میں اہل اسراف، خوشحال متکبر لوگوں کی مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ سادہ معاشرت اختیار کرنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی لذتوں اور خواہشات سے اعراض کرتے ہوئے فقراء کا سا رہن سہن رکھا۔

٤٩٥ـ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ، وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهِ بَطْنَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

الدَّقَلُ: تَمْرٌ رَدِيءٌ.

۴۹۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا کہ (بعض اوقات) آپ ردی کھجور بھی نہیں پاتے تھے جس سے آپ اپنا پیٹ بھر لیتے۔ (مسلم)

(الدقل) ''ردی کھجور''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۹۷۸).

فقه الحديث☆ نبی ﷺ کی زندگی میں بعض دفعہ ایسے ایام بھی آئے کہ آپ کو پیٹ بھرنے کے لیے معمولی خوراک یعنی ردی اور گھٹیا قسم کی کھجور بھی میسر نہ ہوتی۔

٤٩٦۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخُلًا مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَقِيْلَ لَهُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ، فَيَطِيْرُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ: ((النَّقِيُّ)): هُوَ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَكَسْرِ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ، وَهُوَ الْخُبْزُ الْحُوَّارٰى، وَهُوَ: الدَّرْمَكُ. قَوْلُهُ: ((ثَرَّيْنَاهُ)) هُوَ بِثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ يَاءٍ مُثَنَّاةٍ مِنْ تَحْتُ ثُمَّ نُوْنٍ، اَيْ: بَلَلْنَاهُ وَعَجَنَّاهُ.

۴۹۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقامِ نبوت پر سرفراز فرمایا' چھنے ہوئے صاف آٹے کی روٹی نہیں دیکھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمالی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں تمہارے پاس چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منصبِ نبوت عطا ہونے سے اپنی وفات تک کوئی چھلنی نہیں دیکھی۔ پھر ان سے پوچھا گیا: تو پھر تم اَن چھنے ہوئے جو (کی روٹی) کیسے کھاتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہم جَو کو پیستے اور پھر اس میں پھونک مارتے' پس اس میں سے جو اڑتا وہ اڑ جاتا اور جو باقی رہ جاتا ہم اسے گوندھ لیتے۔ (بخاری)

(النقی) نون پر زبر' قاف پر زیر اور یاء مُشدّد ''میدے کی روٹی''۔
(ثرّیناہ) ثاء پھر راء مشدّد' پھر یاء اور پھر نون ''ہم اسے بھگوتے اور پھر آٹا گوندھتے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٥٤٨ و ٥٤٩۔ فتح).

غريب الحديث☆ (النقی) ''صاف، چھنا ہوا'' (الحواری) ''سفید روٹی'' (الدرمك) ''میدہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ جو اور گندم وغیرہ کو پیسنے کے بعد اس میں پھونک مارنا جائز ہے جبکہ پکی ہوئی چیز میں پھونک مارنا منع ہے۔
❷ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سادہ خوراک کا بیان ہے کہ وہ اَن چھنا آٹا استعمال کرتے تھے۔

٤٩٧۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ، فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. فَقَالَ: **((اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ))** قَالَا: الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ **((وَاَنَا ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمَا))** فَقَامَا مَعَهُ ، فَاَتٰى رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ، فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ: مَرْحَبًا وَّاَهْلًا. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيْنَ فُلَانٌ؟)) قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ

۴۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن یا ایک رات گھر سے باہر نکلے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ''اس وقت کس چیز نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا؟'' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھوک نے۔ آپ نے فرمایا: ''اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے بھی اسی چیز نے گھر سے باہر نکالا جس نے تمہیں نکالا' اچھا! کھڑے ہو جاؤ''۔ پس وہ دونوں آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ آپ انصار کے ایک آدمی کے پاس آئے تو وہ اس وقت گھر پر نہیں تھا' جب اس کی بیوی نے

لَنَا الْمَاءَ، إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَنَظَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي. فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوا، وَأَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ**)) فَذَبَحَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوا. فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوا وَرَوُوا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ((**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمُ الْجُوعُ، ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتّٰى أَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيمُ**)).

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهَا: ((**يَسْتَعْذِبُ**)) أَيْ: يَطْلُبُ الْمَاءَ الْعَذْبَ، وَهُوَ الطَّيِّبُ. وَ((**الْعِذْقُ**)) بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَإِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْكِبَاسَةُ. وَهِيَ الْغُصْنُ. وَ((**الْمُدْيَةُ**)) بِضَمِّ الْمِيمِ وَكَسْرِهَا: هِيَ السِّكِّينُ. وَ((**الْحَلُوبُ**)) ذَاتُ اللَّبَنِ. وَالسُّؤَالُ عَنْ هٰذَا النَّعِيمِ سُؤَالُ تَعْدِيدِ النِّعَمِ لَا سُؤَالُ تَوْبِيخٍ وَتَعْذِيبٍ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. وَهٰذَا الْأَنْصَارِيُّ الَّذِي أَتَوْهُ هُوَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَذَا جَاءَ مُبَيَّنًا فِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ.

آپ کو دیکھا تو اس نے (مرحبا و أهلاً) خوش آمدید کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''فلاں (اس کا خاوند) کہاں ہے؟'' اس عورت نے جواب دیا کہ وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آ گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو وہ (فرطِ مسرت سے) بول اٹھا: الحمدللہ آج مجھ سے زیادہ معزز مہمانوں والا (میزبان) کوئی نہیں۔ پس وہ گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لایا' جس میں گدری خشک اور تر کھجوریں تھیں۔ اس نے عرض کیا: کھائیں۔ اور اس نے خود (جانور ذبح کرنے کے لیے) چھری پکڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''دودھ دینے والی بکری کو ذبح کرنے سے بچنا۔'' پس اس نے ان کے لیے بکری ذبح کی تو انھوں نے اس بکری کا گوشت کھایا' اس خوشے سے کھجوریں کھائیں اور میٹھا پانی پیا۔ پس جب وہ سیر وسیراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزِ قیامت تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا' بھوک نے تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا لیکن تم ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو کر گھروں کو لوٹ رہے ہو۔'' (مسلم)

(**یستعذب**) ''میٹھا پانی لینے گئے ہیں''۔ (**العذق**) عین کے نیچے زیر اور ذال ساکن ''خوشہ' ٹہنی''۔ (**المدية**) میم پر پیش اور زیر ''چھری''۔ (**حلوب**) ''دودھ والی بکری''۔ ''ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا'' اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں گنوائے گا' یہ ڈانٹ ڈپٹ اور عذاب کے لیے سوال نہیں ہوگا۔ اللہ أعلم! اور یہ انصاری صحابی جس کے پاس آپ تشریف لے گئے تھے وہ ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی روایت میں صراحت ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۰۳۸)۔ اس صحابی کے نام کی صراحت موطا مالک (۹۳۲/۲) اور ترمذی (۲۳۶۹) میں موجود ہے۔

غریب الحدیث☆ (مرحبا) آپ وسیع وعریض جگہ تشریف لائے ہیں۔ (و أهلاً) تم اپنے ہی گھر آئے ہو' یہاں کوئی اجنبیت نہیں۔ (بسر) ''گدری کھجور''۔ (تمر) ''خشک کھجور''۔ (الرطب) ''تر کھجور''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اپنے دوست احباب کے احوال معلوم کرنا جائز ہے۔

❷ اپنے دوست احباب کے گھر جانا اور ان سے معاونت اور ضیافت طلب کرنا جائز ہے' جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ اس سے خوش ہوں

سکے۔

- حسن استقبال اور خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی اکرام ضیف میں سے ہے۔
- اہل علم و فضل کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیے۔
- انسان دنیا میں جتنی بھی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے ان کے بارے میں قیامت والے دن سوال ہوگا۔
- اگر کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور خاوند کی واپسی بھی جلد متوقع ہو تو عورت بھی شرعی حدود کا خیال رکھتے ہوئے اپنے خاوند کے مہمانوں کا استقبال کر سکتی ہے۔

٤٩٨ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، وَكَانَ اَمِيرًا عَلَى الْبَصْرَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ؛ فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِصُرْمٍ، وَوَلَّتْ حَذَّاءَ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ يَتَصَابُّهَا صَاحِبُهَا، وَاِنَّكُمْ مُنْتَقِلُوْنَ مِنْهَا اِلٰى دَارٍ لَا زَوَالَ لَهَا، فَانْتَقِلُوْا بِخَيْرِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، فَاِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ يُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا، لَا يُدْرِكُ لَهَا قَعْرًا، وَاللّٰهِ لَتُمْلَأَنَّ اَفَعَجِبْتُمْ!؟ وَلَقَدْ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةَ اَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَيْهِ يَوْمٌ وَهُوَ كَظِيْظٌ مِنَ الزِّحَامِ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتّٰى قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا، وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا، فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيرًا عَلٰى مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ. وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا، وَعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: ((آذَنَتْ)) هُوَ بِمَدِّ الْاَلِفِ، اَيْ: اَعْلَمَتْ. وَقَوْلُهُ: ((بِصُرْمٍ)): هُوَ بِضَمِّ الصَّادِ. اَيْ: بِانْقِطَاعِهَا وَفَنَائِهَا. وَقَوْلُهُ: ((وَوَلَّتْ حَذَّاءَ)) هُوَ بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ ذَالٍ مُعْجَمَةٍ مُشَدَّدَةٍ، ثُمَّ اَلِفٍ مَمْدُوْدَةٍ، اَيْ: سَرِيْعَةً وَ ((الصُّبَابَةُ)) بِضَمِّ

۴۹۸۔ حضرت خالد بن عمیر عدوی بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن غزوانؓ نے ہمیں خطبہ دیا‘ جو بصرہ کے گورنر تھے‘ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا: اما بعد! یقیناً دنیا نے ختم ہونے کا اعلان کیا اور وہ نہایت تیزی کے ساتھ منہ پھیر چلی اور اب دنیا سے بس اتنا حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا کہ جام کے نچلے حصے میں تھوڑا سا حصہ رہ جاتا ہے جسے برتن والا آخر میں پیتا ہے۔ اور تم اس دنیا سے ایسے گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو جسے زوال نہیں۔ پس تم اپنی موجودہ چیزوں میں سے بہتر چیز ساتھ لے کر اس کی طرف منتقل ہوؤ۔ اس لیے کہ ہمیں بتایا گیا کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر ڈالا جائے گا تو وہ ستر سال تک اس میں گرتا رہے گا اور پھر بھی اس کی تہ تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جہنم کو بھرا جائے گا‘ کیا تمہیں کوئی تعجب ہے؟ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ جنت کے دروازوں کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے‘ لیکن اس پر بھی ایک دن آئے گا کہ وہ لوگوں کی بھیڑ سے بھرا ہوگا اور یقیناً میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات آدمیوں میں سے ساتواں دیکھا‘ ہمارے پاس کھانے کے لیے صرف درختوں کے پتے تھے حتیٰ کہ (پتے کھا کھا کر) ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔ پس مجھے ایک چادر ملی تو میں نے اسے اپنے اور سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاص) کے درمیان پھاڑ کر (آدھا آدھا) دو حصوں میں کر لیا‘ پس اس آدھے حصے کو میں نے ازار بنالیا اور آدھے کو سعد بن ابی وقاص نے ازار بنالیا اور اب ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا گورنر بنا ہوا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس چیز کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے دل میں تو بڑا بنوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔ (مسلم)

(آذنت) الف کی مد سے ''اعلان کیا‘ آگاہ کیا'' (بصرم) صاد پر پیش

الصَّادِ الْمهملَةِ: وَهِيَ الْبَقِيَّةُ الْيَسِيْرَةُ. وَقَوْلُهُ: ((يَتَصَابُّهَا)) هُوَ بِتَشْدِيْدِ الْبَاءِ قَبْلَ الْهَاءِ، اَيْ: يَجْمَعُهَا. وَ ((الْكَظِيْظُ)): الْكَثِيْرُ الْمُمْتَلِيءُ. وَقَوْلُهُ: ((قَرِحَتْ)) هُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الرَّاءِ، اَيْ صَارَتْ فِيْهَا قُرُوْحٌ.

''اپنے فنا اورختم ہونے کا''۔ (وولّت حذّاء) حاء پر زبر، پھر ذال مشدّد اور پھر الف ممدودہ ''تیزی سے''۔ (الصبابة) صاد پر پیش ''بچا ہوا تھوڑا سا حصہ''۔ (یتصابها) ہاء سے پہلے باء مشدد ''اسے جمع کرتا ہے''۔ (الکظیظ) ''بہت بھرا ہوا''۔ (قرحت) قاف پر زبر اور راء پر زیر ''اس میں زخم ہوگئے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۹۶۷).

غريب الحديث☆ (شفير جهنم) ''جہنم کا کنارہ''۔ (فیهوی) ''گر رہا ہے''۔ (قعراً) ''تہ، نیچے''۔ (مصراعین) مصراع کا تثنیہ ہے بمعنی ''کواڑ'' (أشداقنا) شدق کی جمع ''باچھیں''۔ (بردة) ''چادر''۔

فقه الحديث☆ ❶ خطبہ مسنونہ کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے لائق حمد وثنا بیان کی جائے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جائے۔

❷ مسلمان بھائیوں کو نیکی کی ترغیب اور فکر آخرت دلانی چاہیے۔

❸ قرب قیامت اور دنیا کے جلدی ختم ہوجانے کا بیان۔

❹ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان کہ اس نے کتنی بڑی جنت اور دوزخ تیار کی۔

❺ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہوگا۔

❻ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسلام کے ابتدائی دور کے حالات کا بیان کہ انھوں نے کس طرح ناداری اور تنگدستی میں دن گزارے کہ کھانے کے لیے خوراک نہیں، پہننے کے لیے پوشاک نہیں لیکن ان میں ایثار کتنا ہے کہ ایک چادر ملی ہے تو اسے بھی دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھی دوسرے بھائی کو دے دی تاکہ وہ بھی اس کی ازار بنالیں اور پھر جب اللہ نے اقتدار واختیار سے نوازا ہے تو پھر کوئی بڑائی، رعونت اور نخوت پیدا نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کر رہے ہیں کہ کہیں ان کے دل میں غرور وتکبر نہ پیدا ہوجائے۔

❼ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اور معزز بننے کی خواہش اور دعا کرنی چاہیے۔

٤٩٩۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَخْرَجَتْ لَنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيْظًا قَالَتْ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۹۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک (اوپر لینے والی) چادر اور ایک ازار والی موٹی چادر نکال کر دکھائی اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دو چادروں میں وفات پائی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۶/ ۲۱۲۔ فتح)، ومسلم (۲۰۸۰).

غريب الحديث☆ (کساء) ''کپڑا، اوپر والی چادر''۔ (ازار) ''تہ بند، نیچے باندھنے والی چادر''۔ (غلیظا) ''موٹی''۔

فقه الحديث☆ ❶ سادہ زندگی گزارنے کے لیے سادہ خوراک کے ساتھ لباس بھی سادہ ہونا چاہیے۔

❷ ازار باندھنا اور جسم پر چادر اوڑھنا جائز ہے۔

❸ نبی ﷺ کے زہد کا بیان ہے کہ آپ نے اسباب دنیا میں سے کم سے کم لباس اور سامان کے ساتھ گزارہ کیا۔

٥٠٠۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

۵۰۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرب میں پہلا وہ آدمی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم رسول

وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ، وَهٰذَا السَّمُرُ، حَتّٰى اِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْحُبْلَةِ)) بِضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: وَهِيَ وَالسَّمُرُ، نَوْعَانِ مَعْرُوْفَانِ مِنْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ.

اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے تھے' ہمارے پاس (جنگلی درخت) حبلہ اور کیکر کے پتوں کے سوا کھانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ ہمارا ایک آدمی ایسے قضائے حاجت کرتا جیسے بکری (مینگنیاں) کرتی ہے' وہ خشکی کی وجہ سے ملی ہوئی نہ ہوتی تھی۔ (متفق علیہ)

(الحبلة) حاء پر پیش' باء ساکن' یہ اور ''السمر'' (کیکر) دونوں جنگل کے معروف درخت ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۸۳۔ فتح)، ومسلم (۲۹۶۶).

غريب الحديث☆ (ليضع) قضائے حاجت کے لیے کنایہ ہے۔ (كما تضع الشاة) ''جیسے بکری قضائے حاجت (مینگنیاں) کرتی ہے۔'' (خلط) وہ خشک ہونے کی وجہ سے آپس میں ملی ہوئی نہیں ہوتی تھیں بلکہ الگ الگ۔

فقه الحديث☆ ❶ تحدیث نعمت کے طور پر کسی نیک عمل کا اظہار کرنا جائز ہے بشرطیکہ فخر وغرور اور ریاکاری کا اندیشہ نہ ہو۔

❷ مجاہدین کھانے پینے اور دنیا کی رنگینیوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور نہ وہ زیادہ سامان ساتھ رکھتے ہیں' بلکہ ہلکے پھلکے سامان کے ساتھ وہ منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں تاکہ دین کی دعوت عام کر سکیں۔

❸ صحابہ کرام کے صبر کا بیان ہے کہ انھوں نے کس طرح کیکر اور دوسرے جنگلی درختوں کے پتے کھا کر علمِ جہاد کو بلند کیے رکھا اور وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے بے سروسامانی کے عالم میں بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے۔

۵۰۱۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ وَالْغَرِيْبِ: مَعْنٰى ((قُوْتًا)) اَيْ: مَا يَسُدُّ الرَّمَقَ.

۵۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! آلِ محمد (ﷺ) کو بقدر کفاف روزی عطا فرما''۔ (متفق علیہ)

اہلِ لغت اور مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ (قوتا) کے معنی ہیں اتنی خوراک جو انسان کو مرنے نہ دے بلکہ جسم و جان رشتے یعنی سانس کو برقرار رکھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲۸۳۔ فتح)، ومسلم (۱۰۵۵).

فقه الحديث☆ ❶ زہد کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی وخوش رہنا، تھوڑی چیز پر قناعت کرنا جو جسم و جان کے رشتے کو برقرار رکھے اور کسی سے سوال کرنے سے محفوظ رکھے۔

❷ متوسط الحال زندگی میں سلامتی ہے' چونکہ یہ غنا وفقر کے درمیان حالتِ اعتدال ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ سے فقر کا سوال نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس سے تو رسول اللہ ﷺ نے پناہ طلب کی ہے۔

❹ مال و دولت اگر حلال طریقے سے کمائی جائے اور اسے حلال جگہ خرچ کیا جائے تو پھر ایسا مال و دولت مذموم نہیں۔

۵۰۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ، وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى

۵۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں بھوک کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیتا تھا اور کبھی میں بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔

بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ. وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي، وَعَرَفَ مَا فِي وَجْهِي وَمَا فِي نَفْسِي، ثُمَّ قَالَ: ((اَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْحَقْ)) وَ مَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ، فَدَخَلَ فَاَسْتَاْذِنُ فَاَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: ((مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟)) قَالُوا: اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ۔ اَوْ فُلَانَةُ۔ قَالَ: ((اَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي)) قَالَ: وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ، لَا يَاْوُونَ عَلٰى اَهْلٍ، وَلَا مَالٍ، وَلَا عَلٰى اَحَدٍ، وَكَانَ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ، وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذٰلِكَ فَقُلْتُ: وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي اَهْلِ الصُّفَّةِ! كُنْتُ اَحَقَّ اَنْ اُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا، فَاِذَا جَاؤُوا وَاَمَرَنِي فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِيهِمْ؛ وَمَا عَسٰى اَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ ﷺ بُدٌّ، فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاَقْبَلُوا وَاسْتَاْذَنُوا، فَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ: ((يَا اَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خُذْ فَاَعْطِهِمْ)) قَالَ: فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ اُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَاُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهِ، فَنَظَرَ اِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: ((اَبَا هِرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بَقِيتُ اَنَا

میں ایک روز اس راستے پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے' پس نبیﷺ میرے پاس سے گزرے' آپ نے مجھے دیکھا تو آپ مسکرائے اور آپ میرے چہرے اور دل کی کیفیت کو جان گئے' پھر آپ نے فرمایا: ''ابوھر!'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ آؤ۔'' آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا' آپ اندر تشریف لے گئے۔ پس میں نے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت مرحمت فرما دی تو میں بھی اندر داخل ہو گیا۔ آپ نے دودھ کا ایک پیالہ پایا تو پوچھا: ''یہ دودھ کہاں سے آیا؟'' گھر والوں نے بتایا کہ فلاں مرد یا فلاں عورت نے آپ کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ابوہر!'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اہلِ صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ''۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اہلِ صفہ اسلام کے مہمان تھے' ان کا کوئی ٹھکانا تھا' نہ گھر بار' نہ مال اور نہ کسی اور کا سہارا' جب کبھی آپ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپ اسے ان اہلِ صفہ کے پاس بھیج دیتے اور آپ خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی ہدیہ آپ کے پاس آتا تو آپ انہیں بلا بھیجتے' خود بھی اس میں سے استعمال کرتے اور انہیں بھی اس میں شریک کرتے۔ (جب آپ نے فرمایا کہ اہلِ صفہ کو بلا لاؤ) تو یہ بات مجھے ناگوار گزری کہ اس دودھ سے اہلِ صفہ کا کیا بنے گا؟ میں زیادہ حق دار تھا کہ اس دودھ کو میں حاصل کروں اور اس سے اتنا پی لوں کہ میں اس سے تقویت حاصل کروں۔ پس جب وہ اہلِ صفہ پہنچیں گے تو آپ مجھے ہی حکم دیں گے کہ میں انہیں دوں اور مجھے امید نہیں کہ اس دودھ کا حصہ مجھے بھی ملے گا لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت بھی ضروری تھی۔ پس میں ان کے پاس آیا اور انہیں بلایا' وہ سب آئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوھر!'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں' آپ نے فرمایا: ''یہ دودھ لو اور ان سب کو باری باری پیش کرو''۔ حضرت

وَأَنْتَ)) قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: ((اقْعُدْ فَاشْرَبْ)) فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: ((اشْرَبْ)) فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ: ((اشْرَبْ)) حَتّٰى قُلْتُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا! قَالَ: ((فَأَرِنِي)) فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللهَ تَعَالٰى، وَ سَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیالہ لیا اور ایک ایک کو پیش کرنے لگا' ایک کو دیتا' وہ پیتا حتیٰ کہ سیراب ہو جاتا' پھر وہ پیالہ مجھے لوٹا دیتا' پھر میں دوسرے آدمی کو دیتا وہ پیتا حتیٰ کہ سیراب ہو جاتا پھر وہ پیالہ مجھے لوٹا دیتا' پھر وہ (اگلا) پیتا حتی کہ سیراب ہو جاتا پھر وہ پیالہ مجھے لوٹا دیتا۔ حتیٰ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا اور سب لوگ دودھ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔ پس آپ نے پیالہ پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ''ابوھر!'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں' آپ نے فرمایا: ''بس میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے فرمایا ''اچھا پھر بیٹھ جاؤ اور پیؤ'' میں بیٹھ گیا اور پیا' آپ نے فرمایا: ''اور پیو'' میں نے پھر پیا' آپ یہی فرماتے رہے اور میں پیتا رہا حتیٰ کہ میں نے عرض کیا: نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اب مجھ میں اس کی گنجائش نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا مجھے دکھاؤ''۔ پس میں نے پیالہ آپ کو دے دیا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی' بسم اللہ پڑھی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲۸۱ - ۲۸۲ - فتح).

غريب الحديث☆ (أعتمد بكبدي على الأرض) ''میں اپنے پیٹ کو زمین سے لگا دیتا۔'' (القدح) ''پیالہ۔'' (مسلكا) ''گنجائش' راستہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ حاجت اور ضرورت کو چھپانا ظاہر کرنے سے بہتر ہے۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکریم کرتے تھے جیسا کہ آپ نے فقراء اور مساکین اہل صفہ کو گھر پر بلایا اور انہیں دودھ پلایا۔

❸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے دودھ کے ایک پیالے میں اتنی برکت رکھی کہ تمام اصحاب صفہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ سب نے اس میں سے سیر ہو کر پیا۔

❹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام تھا لیکن ہدیہ حلال تھا' آپ اس ہدیے میں بھی صحابہ کرام کو شریک کرتے تھے۔

❺ اس حدیث میں کھانے پینے کے چند آداب بیان کیے گئے ہیں:۔

① بیٹھ کر پینا چاہیے۔

② اگر کوئی شخص مہمانوں کی تواضع پر مامور ہو تو اسے ایک ترتیب کے ساتھ سب کو چیز پیش کرنی چاہیے' ایسے نہیں کہ درمیان میں سے اپنے جاننے والوں کو تو پیش کرے اور دوسروں کو نظر انداز کر دے۔

③ مہمان کو کھانے پینے کے لیے وافر مقدار میں چیزیں دینی چاہییں۔

④ خوب سیر ہو کر کھانا پینا جائز ہے، تاہم تخفیف افضل اور بہتر ہے۔
⑤ اپنی نسبت مہمانوں اور خادموں کو ترجیح دینا اور ایثار کرنا مکارم اخلاق میں سے ہے۔
⑥ ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔
⑦ مسلمان کا بچا ہوا کھانا پینا جائز ہے۔
⑧ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ اور کھانے کے آخر پر الحمد للہ پڑھنا چاہیے۔
◆ مدعو کو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے۔
◆ پیار و محبت کی خاطر کسی شخص کو اس کی مختصر کنیت کے ساتھ بلانا جائز ہے، جیسا کہ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ''ابوہر'' کہہ کر پکارا۔

٥٠٣۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ، فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ، وَيَرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ، مَا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۰۳۔ محمد بن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میرا یہ حال ہوتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا، پس آنے والا آتا اور وہ اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا اور وہ سمجھتا کہ میں مجنون ہوں، حالانکہ مجھے کوئی جنون یا دیوانگی نہیں تھی، بس بھوک ہوتی تھی۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٣٠٣۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أخرّ) ''میں گر پڑتا''۔ (مغشيا عليّ) ''مجھ پر غشی طاری ہو جاتی، میں بے ہوش ہو جاتا۔'' (يضع رجله على عنقي) ''وہ اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا'' یہ عربوں کا رواج تھا اور اس طرح بے ہوش بندہ ہوش میں آ جاتا تھا۔

فقه الحديث☆◆ بھوک کس قدر خطرناک چیز ہے کہ آدمی اپنے ہوش و حواس پر قابو نہیں رکھتا اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔
◆ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فقر و بھوک پر صبر کا بیان ہے، نیز یہ کہ وہ بھوک کی وجہ سے بے ہوش تو ہو جاتے تھے لیکن لوگوں سے سوال نہ کرتے تھے۔
◆ اگر کوئی شخص حقیقت حال سے واقف نہ ہو اور وہ اس لاعلمی کی وجہ سے مدد نہ کر سکے تو وہ معذور سمجھا جائے گا۔
◆ عربوں کی اس عادت کا بیان ہے کہ جب ان میں سے کوئی شخص بے ہوش ہو جاتا تو وہ اس کی گردن پر پاؤں رکھتے تھے اور اس طرح وہ ہوش میں آ جاتا تھا۔ اسی لیے لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گردن پر پاؤں رکھتے تھے، تحقیر و تنقیص کے لیے نہیں۔

٥٠٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فِيْ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ تیس صاع جَو کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی (رہن) رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٠٢۔ فتح)، ومسلم (١٦٠٣).

غريب الحديث☆ (الدرع) ''زرہ''۔ (مرهونة) ''رہن یا گروی رکھی ہوئی چیز''۔

فقه الحديث☆◆ رسول اللہ ﷺ کے زہد کا بیان ہے کہ آپ کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی مال و دولت نہیں تھا۔
◆ اہل کتاب سے معاملات اور لین دین کرنا اور ان سے قرض وغیرہ لینا جائز ہے۔
◆ کسی چیز کو گروی رکھنا جائز ہے۔

٥٠٥ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعَهُ بِشَعِيرٍ، وَمَشَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيرٍ، وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَا اَصْبَحَ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ وَلَا اَمْسٰى)) وَاِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ اَبْيَاتٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الْاِهَالَةُ)) بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ: الشَّحْمُ الذَّائِبُ. ((وَالسَّنِخَةُ)) بِالنُّوْنِ وَالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهِيَ الْمُتَغَيِّرَةُ.

۵۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے میں گروی رکھی۔ اور میں جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی' جس میں کچھ تبدیلی آ چکی تھی' لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''آلِ محمد (ﷺ) کے پاس صبح اور شام کو ایک صاع خوراک بھی نہیں۔'' حالانکہ آپ کے نو گھر تھے۔ (بخاری)

(إهالة) ہمزہ پر زیر ''پگھلی ہوئی چربی''۔ (سنخة) نون اور خاء کے ساتھ ''جس میں تغیر آ چکا ہو''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٠٢ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ اور اہلِ بیت کی معاشی تنگدستی اور ان کے صبر و قناعت کا بیان۔

❷ کفار کے ساتھ معاملات کرنا درست ہے۔

❸ حربی کافر کو اسلحہ بیچنا یا اس کے پاس رہن رکھنا جائز ہے۔

❹ ادھار چیز لینا اور دینا جائز ہے بشرطیکہ نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق نہ ہو' یا مدت بڑھنے سے قیمت میں اضافہ نہ ہو۔

❺ حالتِ حضر (قیام) میں بھی رہن رکھنا جائز ہے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۴۱/۵) میں علماء کے اقوال نقل کیے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بجائے اہل کتاب سے ادھار کا معاملہ اس لیے کیا تاکہ اس کا جواز ثابت ہو جائے یا پھر صحابہ کرام کے پاس اس وقت اپنی ضرورت سے زیادہ کھانا نہیں تھا' یا اس لیے کہ صحابہ آپ سے کوئی معاوضہ یا رقم لینا پسند نہیں کریں گے' کیونکہ یہ چیز ان کے لیے باعثِ تکلیف ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کسی کو کسی لحاظ سے بھی تکلیف پہنچانا نہیں چاہتے تھے' وغیرہ۔ اللہ اعلم!

٥٠٦ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي اَعْنَاقِهِمْ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے ستر آدمیوں کو دیکھا' ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی پورے جسم کے لیے کپڑا نہیں تھا۔ کسی کے پاس ازار تھی اور کسی کے پاس اوپر لینے والی چادر تھی جسے انھوں نے اپنی گردنوں کے ساتھ باندھا ہوا تھا وہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتی اور کسی کے ٹخنوں تک' پس وہ اپنے ہاتھ سے اسے اکٹھا کر کے رکھتا کہ کہیں اس کے پردے والی جگہ ننگی نہ ہو جائے۔'' (بخاری)

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۶۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٠٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ. رَوَاهُ

۵۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کے درخت کی پتلی چھال بھری ہوئی تھی۔

الْبُخَارِيُّ.

(بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۲۸۲ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (أدم) ''چمڑا''۔ (ليف) ''کھجور کے درخت کی باریک چھال''۔

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ کی تواضع' متاع دنیا سے اعراض اور اپنے کھانے پینے اور لباس میں تھوڑی سی چیز پر آپ کی قناعت کا بیان ہے۔

۵۰۸ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَخَا الْأَنْصَارِ! كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟)) فَقَالَ: صَالِحٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ؟)) فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ، مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ، وَلَا قَلَانِسُ، وَلَا قُمُصٌ، نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ، حَتّٰى جِئْنَاهُ، فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار میں سے ایک آدمی آیا' اس نے آپ کو سلام کیا' پھر وہ انصاری واپس جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار کے بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟'' اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون اس کی عیادت کے لیے جائے گا؟'' آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ ہم دس سے کچھ اوپر تھے' ہمارے پاس نہ جوتے تھے' نہ موزے' نہ ٹوپیاں نہ قمیصیں۔ ہم اس شور یلی زمین پر پیدل چل رہے تھے' حتیٰ کہ ہم ان کے پاس پہنچ گئے' تو ان کے گھر والے ان کے پاس سے پیچھے ہٹ گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور جو آپ کے ساتھ گئے تھے ان کے قریب ہو گئے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۹۲۵).

غريب الحديث☆ (يعوده) مریض کی عیادت کے لیے جانا۔ (خفاف) ''موزے''۔ (قلانس) ''ٹوپیاں''۔ (السباخ) ''شور یلی زمین''۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے رہتے تھے تاکہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں۔

❷ صحابہ کے زہد اور ان کے لیے مکمل لباس کے نہ ہونے اور ہر حال میں صبر کرنے کا بیان ہے۔

❸ جو شخص کسی مجلس میں آئے تو آغاز کلام سے پہلے سلام کرے۔ یہ سنت ہے۔

❹ راعی (نگران، نگہبان) کو چاہیے کہ اپنی رعیت کا خیال رکھے اور ان کے حالات کے بارے میں آگاہ رہے۔

❺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے دی' آپ نے فرمایا: ''میرا بھائی سعد کیسا ہے؟''

❻ مریض کی عیادت کرنا اور باقی دوست احباب کو بھی اس کے لیے تیار کرنا مستحب ہے۔

❼ مزاج پرسی کے لیے آنے والوں کے لیے گھر میں جگہ خالی کر دینی چاہیے' تاکہ وہ مریض کے پاس بیٹھ کر اس کی عیادت کر سکیں۔

۵۰۹ـ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((خَيْرُكُمْ قَرْنِي،

۵۰۹۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں

ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا اَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ((ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہیں' پھر جو ان کے بعد آئیں گے' پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے'' حضرت عمران بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی ﷺ نے دو (ثم الذین یلونھم) مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ ''پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی' وہ خیانت کریں گے' امانت دار نہیں ہوں گے' نذریں مانیں گے اور انہیں پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٥٢٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٥٣٥).

غريب الحديث☆ (یخونون) وہ خیانت کریں گے' امانت ضائع کریں گے۔ (ینذرون) ''وہ نذر مانیں گے''۔ (السمن) ''موٹاپا' گوشت کی زیادتی''۔

فقه الحديث☆❶ پہلے تین زمانوں کو بہتر زمانہ قرار دیا گیا ہے: (۱) عہد رسالت یا عہد صحابہ (۲) عہدِ تابعین (۳) اور تیسرا عہد تبع تابعین جو ۲۲۰ ہجری تک رہا اور یہ فضیلت دین کی سمجھ' صراط مستقیم پر عمل اور زہد کی وجہ سے تھی۔ اس دور میں بہ حیثیت مجموعی خیر اور دین کا غلبہ رہا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد جس طرح آپ کے عہد سے دوری ہوتی گئی اور فاصلہ بڑھتا گیا تو فضیلت کم ہوتی گئی۔

❷ نذر پوری کرنے کی ترغیب ہے اس لیے کہ یہ مومنوں کی صفات میں سے ہے۔

❸ لوگ موٹے ہو جائیں گے یعنی وہ جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ترک کر دیں گے' سہل پسند اور آرام طلب ہو جائیں گے۔

٥١٠۔ وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۵۱۰۔ حضرت ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! اگر تم زائد از ضرورت مال خرچ کر دو گے تو وہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر اسے روک لو گے تو تمہارے لیے برا ہو گا' اور بقدر کفاف (بقدر ضرورت) مال پر تمہیں کوئی ملامت نہیں ہوگی اور (خرچ کرنے کی) ابتدا ان لوگوں سے کر جن کے اخراجاتِ زندگی کا تو ذمہ دار ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه الترمذي (٢٣٤٣)، وأحمد (٥/ ٢٦٢)، والبيهقي (٤/ ١٨٢).

غريب الحديث☆ (الفضل) ''ضرورت سے زائد''۔ (ولا تلام) ''(شرعی طور پر) تجھ پر کوئی ملامت نہیں ہوگی''۔ (کفاف) بقدر ضرورت، برابر سرابر، ضرورت کے تحت کوئی چیز خرچ کرنے سے روک لینا۔ (من تعول) جن کے اخراجاتِ زندگی پورے کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔

فقه الحديث☆❶ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب اور بخل کی مذمت۔

❷ اپنی اور اہل وعیال کی ضروریات کے لیے مال روک لینا جائز ہے۔

❸ ضرورت سے زائد مال خرچ کرنے میں خیر و بھلائی اور اسے خرچ نہ کرنے میں زیادہ تر نقصان اور شر و فساد ہے۔

❹ بقدر کفاف، برابر سرابر روزی ملنا بہتر ہے' جس کے لیے نبی ﷺ نے دعا فرمائی۔

❺ اہل وعیال اور قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا اور صدقہ کرنا بہترین صدقہ ہے' اس میں صدقے اور صلہ رحمی کا دہرا اجرا ہے۔

٥١١- وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْأَنْصَارِيِّ الْخَطْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِيْ سِرْبِهِ، مُعَافًى فِيْ جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((سِرْبِهِ)): بِكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ أَيْ: نَفْسِهِ، وَقِيْلَ: قَوْمِهِ.

۵۱۱۔ حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان یا اپنی قوم میں امن سے ہو جسمانی طور پر صحت مند ہو اس کے پاس ایک روز کی خوراک ہو تو گویا اس کے لیے دنیا اپنے تمام تر ساز و سامان کے ساتھ جمع کر دی گئی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(سربه) سین پر زیر اس کے معنی ہیں: اس کی جان یا اس کی قوم۔

توثیق الحدیث☆ حسن بشواهده. أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٣٠٠)، والترمذي (٢٣٤٦)، وابن ماجه (٤١٤١) وغيرهم.

اس حدیث کی سند میں عبدالرحمن بن ابی شمیلہ مقبول ہے اور اس کا استاد مجہول ہے لیکن یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے جیسے طبرانی اوسط (۵۰۰۹۔ مجمع البحرین) میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اس میں علی بن عباس ضعیف راوی ہے لیکن ابن عدی نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی جاتی ہے اور دارقطنی نے کہا کہ اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

غریب الحدیث☆ (سربه) ''اس کی جان'' اور اگر سین پر زبر ہو تو اس کا معنی ہے مسلک اور طریق۔ (قوت یومه) ''ایک دن کی خوراک۔'' (حیزت) ''اس کے لیے جمع اور اکٹھی کر دی گئی۔'' (بحذافیرها) ''تمام اطراف سے۔''

فقه الحدیث☆❶ دنیا میں بندے کی سب سے اہم ضرورت امن اور خوشحالی ہے اگر انسان کو امن صحت اور خوراک میسر آ جائے تو گویا اسے ایسی آسودگی حاصل ہو گئی جیسے اسے دنیا کی تمام نعمتیں مل گئی ہیں کیونکہ اگر امن صحت اور خوشحالی نہیں تو پھر دولت کے انبار بھی انسان کے لیے بیکار ہیں۔

٥١٢- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کر لیا اور اسے بقدر کفاف روزی ملی اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو دیا اس پر اسے قانع بنا دیا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٠٥٤).

غریب الحدیث☆ (أفلح) ''کامیاب ہو گیا''۔ (کفافا) ''بقدر کفاف' برابر سرابر روزی دی گئی۔ (قنّعه) ''اسے قانع بنا دیا''۔

فقه الحدیث☆❶ تمام کافر نقصان اٹھانے والے ہیں اور اہل ایمان دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں۔

❷ جب رزق بقدر حاجت یعنی برابر سرابر ملے تو انسان کسی کے سامنے سوال کرنے سے بھی بچ جاتا ہے اور ظلم و تعدی اور طغیان سے بھی بچ جاتا ہے اور قناعت اختیار کرتا ہے اور یہی اصل غنا اور تونگری ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان سے رضا اور قناعت نصیب ہوتی ہیں اور یہ دونوں دنیا و آخرت کی بھلائی کی اساس ہیں۔

٥١٣- وَعَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ

۵۱۳۔ حضرت ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ اِلَى الْاِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا، وَقَنِعَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسے اسلام کی ہدایت دے دی گئی اور جس کی گزران بقدر کفاف (بقدر ضرورت) ہو اور وہ قانع ہو''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه الترمذى (٢٣٤٩)، وأحمد (٦/ ١٩)، وابن المبارك فى ((الزهد)) (٥٥٣)، والحاكم (١/ ٣٤ و٣٥)، والقضاعى فى ((مسند الشهاب)) (٦١٦ و٦١٧)، والطبرانى فى ((الكبير)) (١٨ / ٨٧٦ و٧٨٧)

غريب الحديث☆ (طوبی) ''خوشخبری'' اور طوبیٰ جنت میں ایک درخت بھی ہے۔ (ھدی) ''اسے ہدایت دے دی گئی''۔

فقه الحديث☆ آدمی کی سعادت اس کے کامل دین' اس کو بقدر کفاف روزی ملنے اور اللہ تعالیٰ جو دے دے اس پر قناعت کرنے میں ہے۔

٥١٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا، وَاَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً، وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۵۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کئی کئی راتیں متواتر بھوکے گزار دیتے تھے اور آپ کے گھر والوں کو بھی رات کا کھانا میسر نہ ہوتا تھا اور ان کی اکثر روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن : أخرجه الترمذى (٢٣٦٠)، وابن ماجه (٣٣٤٧)، وأحمد (١/ ٢٥٥ و ٣٧٣۔٣٧٤)، و ابن سعد فى ((الطبقات الكبرى)) (١/ ٤٠٠).

غريب الحديث:۔ (طاويًا) ''خالی پیٹ، بغیر کھائے پیے''۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کی تنگ دستی اور زہد کا بیان ہے۔

❷ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کی فضیلت کہ انھوں نے بھی نبی ﷺ کے ساتھ سختیاں اور تکلیفیں برداشت کیں اور کبھی بھی حالات سے تنگ ہونے کا اظہار یا شکوہ نہ کیا۔

❸ آپ اور اہل بیت نے جو سخت اور مشکل زندگی گزاری اس کا بیان ہے کہ وہ صرف کھانے کے لیے نہیں جیے بلکہ انھوں نے تو اسلام کے داعی بن کر زندگی گزاری' توحید وسنت کی حفاظت کی۔ پس اللہ نے بھی ان کے ذکر کو بلند کیا اور ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کر دیا۔

٥١٥۔ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ، يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ۔ وَهُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ۔ حَتّٰى يَقُوْلَ الْاَعْرَابُ: هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنُ، فَاِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

۵۱۵۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو صف میں کھڑے بعض لوگ بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے اور یہ اصحابِ صفہ ہوتے تھے' حتیٰ کہ دیہاتی لوگ کہتے کہ یہ تو دیوانے (جن زدہ) ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوتے تو آپ فرماتے: ''اگر تمھیں معلوم ہو جائے کہ جو اجر تمہارے لیے اللہ کے ہاں ہے تو تم ضرور یہ پسند کرو کہ تم فاقے اور حاجت میں اس سے بھی زیادہ بڑھ جاؤ''۔ (ترمذی۔ حدیث صحیح ہے)

((الْخَصَاصَةُ)): الْفَاقَةُ وَالْجُوْعُ الشَّدِيْدُ.

(الخصاصة) ''فاقہ، سخت بھوک''۔

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه الترمذى (٢٣٦٨)، وأحمد (٦/ ١٨)، وأبو نعيم (٢/ ١٧)، و ابن حبان (٧٢٤)، والطبرانى (١٨/ ٧٩٨ و ٧٩٩).

غريب الحديث☆ (يخر) ''گر جاتے''۔ (من قامتهم) ''اپنے قیام سے'' یعنی اپنی صفوں سے۔ (الأعراب) ''دیہاتی''۔

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ کے زہد، سخت زندگی گزارنے اور پھر کسی قسم کا شکوہ کیے بغیر صبر کرنے کا بیان ہے۔ نیز ان کی قناعت اور خودداری کا بیان ہے کہ انھوں نے فاقے برداشت کیے اور اس قدر نحیف ہوگئے کہ نماز میں کھڑے بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے لیکن انھوں نے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا اور یہ کردار اصحاب صفہ جیسے نادار اور فقراء صحابہ کرام نے پیش کیا۔ پس ہمارے علمائے کرام کو بھی چاہیے کہ اصحاب صفہ جیسا کردار پیش کریں اور صبر، قناعت اور استغنا کا مظاہرہ کریں، اس میں عزت ہے۔

٥١٦۔ وَعَنْ أَبِيْ كَرِيْمَةَ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ، فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((أُكُلَاتٌ)) أَيْ: لُقَمٌ.

۵۱۶۔ حضرت ابو کریمہ مقدام بن معدی کرب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کسی آدمی نے اپنے پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہیں بھرا، بس ابن آدم کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر سیدھی رکھیں۔ اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پھر پیٹ کا تہائی حصہ اپنے کھانے کے لیے، تہائی حصہ پانی کے لیے اور تہائی حصہ سانس کے لیے ہو''۔ (ترمذی حدیث حسن ہے)

(أكلات) ''چند لقمے''۔

توثيق الحديث☆ صحيح أخرجه الترمذى (٢٣٦٨)، وابن حبان (١٣٤٩۔ الموارد).

غريب الحديث☆ (بحسب) ''کافی ہے''۔ (صلبه) ''اپنی کمر''۔ (لا محالة) ''ضروری''۔

فقه الحديث☆ ❶ اصول طب کے لیے یہ حدیث بہت اہمیت رکھتی ہے۔ بہت سے طبیبوں نے کہا ہے کہ اگر لوگ اس حدیث پر عمل کرلیں تو وہ بیماریوں سے نجات پا جائیں اور ہسپتال، ڈسپنسریاں بند ہو جائیں۔ کسی نے کہا: معدہ بیماریوں کا گھر ہے اور پرہیز بہترین دوا ہے۔

❷ کم خوری صحت کے لیے مفید ہے جبکہ بسیار خوری سے صحت خراب ہوتی ہے، سستی چھا جاتی ہے اور نیند آتی ہے۔

٥١٧۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ إِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ أَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ)) يَعْنِي: التَّقَحُّلَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

((الْبَذَاذَةُ)): بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالذَّالَيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ، وَهِيَ رَثَاثَةُ الْهَيْئَةِ، وَتَرْكُ فَاخِرِ اللِّبَاسِ،

۵۱۷۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ایک دن آپ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادگی ایمان کا حصہ ہے، بلاشبہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔'' یعنی تکلفات اور زیب و زینت کی چیزوں کو ترک کرنا۔ (ابوداود)

(البذاذة) باء اور دو دفعہ ذال، بمعنی ظاہری حالت کا اچھا نہ ہونا اور فاخرانہ لباس پہننے سے اجتناب کرنا۔ (تقحّل) قاف اور حاء کے ساتھ، اہل لغت نے کہا: متقحل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی جلد روکھی سوکھی

وَاَمَّا ((التَّقَحُّل)) فَبِالْقَافِ وَالْحَاءِ، قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: الْمُتَقَحِّلُ: هُوَ الرَّجُلُ الْيَابِسُ الْجِلْدِ مِنْ خُشُوْنَةِ الْعَيْشِ، وَتَرْكِ التَّرَفُّهِ.

کھانے اور عیش و راحت کی زندگی سے گریز کی وجہ سے جھریوں والی اور خشک ہو جائے۔

توثیق الحدیث☆ صحیح : أخرجه أبو داود (٤١٦١).

ابوداود کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے جوعن سے بیان کر رہا ہے' لیکن یہ حدیث اور طرق سے بھی ابن ماجہ (۴۱۱۸) اور حاکم (۹/۱) میں مروی ہے اور وہ صحیح ہیں۔ اس کو حافظ عراقی اور ابن حجر ﷭ وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔

فقه الحدیث☆ ❶ تواضع اور سادگی اختیار کرنے اور پر تکلف زندگی بسر کرنے سے اجتناب کی ترغیب ہے' کیونکہ اس طرح انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر زیادہ توجہ دیتا ہے اور دنیا کی نسبت آخرت کی تیاری پر متوجہ رہتا ہے۔

◆ سادگی سے مراد صفائی سے گریز نہیں' کیونکہ صفائی تو مطلوب ہے اور اسلام نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے نصف ایمان قرار دیا ہے۔ سادگی سے مراد تو بس تکلف اور تصنع سے اجتناب ہے۔

٥١٨- وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، نَتَلَقّٰى عِيْرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْ لَنَا غَيْرَهُ، فَكَانَ اَبُوْعُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً، فَقِيْلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا؟ قَالَ: نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَاْكُلُهُ. قَالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ، فَاَتَيْنَاهُ فَاِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ، فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا، فَاَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ، حَتّٰى سَمِنَّا، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْطَعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ' اَوْ كَقَدْرِ الثَّوْرِ، وَلَقَدْ اَخَذَ مِنَّا اَبُوْعُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهِ وَاَخَذَ ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهِ فَاَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ اَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَعَنَا فَمَرَّ مِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقَ،

۵۱۸۔ حضرت ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر (لشکر) مقرر فرمایا تاکہ ہم قریش کے قافلے کا تعاقب کریں۔ آپ نے ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلا بطور زادِ راہ عطا فرمایا اور اس کے سوا آپ کو ہمیں دینے کے لیے کوئی اور چیز میسر نہ آئی۔ پس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ تم اس ایک کھجور سے کس طرح گزارہ کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: ہم اسے اس طرح چوستے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے' پھر اس کے بعد ہم پانی پی لیتے اور وہ ایک دن اور ایک رات تک ہمیں کافی ہو جاتی اور ہم اپنی لاٹھیوں کے ذریعے سے درختوں کے پتے جھاڑتے' پھر انہیں پانی سے تر کرتے اور انہیں کھا لیتے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم ساحل سمندر پر چلے تو ہمارے سامنے ساحلِ سمندر پر ریت کے ٹیلے کی طرح کوئی چیز بلند ہوئی (نظر پڑی) جب ہم اس کے قریب آئے تو وہ ایک بڑا جانور تھا جسے ''عنبر'' کہا جاتا تھا (یہ ایک بڑی مچھلی تھی)۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو مردار ہے' پھر فرمایا: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے ہیں اور ویسے بھی تم اضطراری حالت میں ہو۔ لہٰذا اسے کھاؤ۔ پس ہم نے ایک مہینا اسی پر گزارہ کیا اور ہم تین سو افراد تھے' حتیٰ کہ ہم موٹے ہو گئے۔ اور ہم اس کی آنکھ کے گڑھے سے تیل کے مٹکے بھر کر نکالتے اور ہم اس سے بیل کی مثل یا بیل کے

فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ: ((**هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا؟**)) فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَاَكَلَهٗ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((**الْجِرَابُ**)): وِعَاءٌ مِنْ جِلْدٍ مَعْرُوْفٍ، وَهُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا، وَالْكَسْرُ اَفْصَحُ. قَوْلُهٗ: ((**نَمَصُّهَا**)) بِفَتْحِ الْمِيْمِ ((**وَالْخَبَطُ**)) وَرَقُ شَجَرٍ مَعْرُوْفٍ تَاْكُلُهُ الْاِبِلُ. ((**وَالْكَثِيْبُ**)): التَّلُّ مِنَ الرَّمْلِ، ((**وَالْوَقْبُ**)): بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْقَافِ وَبَعْدَهَا بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ، وَهُوَ نُقْرَةُ الْعَيْنِ. ((**وَالْقِلَالُ**)) الْجِرَارُ. ((**وَالْفِدَرُ**)) بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الدَّالِ: الْقِطَعُ. ((**رَحَلَ الْبَعِيْرَ**)) بِتَخْفِيْفِ الْحَاءِ: اَيْ جَعَلَ عَلَيْهِ الرَّحْلَ. ((**الْوَشَائِقُ**)) بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ: اَللَّحْمُ الَّذِيْ اقْتُطِعَ لِيُقَدَّدَ مِنْهُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

بقدر (گوشت کے) ٹکڑے کاٹتے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ہم میں سے تیرہ آدمی لیے اور انہیں اس مچھلی کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اسے کھڑا کیا پھر اپنے پاس موجود اونٹوں میں سے سب سے بڑے اونٹ پر کجاوہ رکھا اور وہ اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہم نے اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر بطور زاد راہ ساتھ لے لیے۔ جب ہم (واپس) مدینہ پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا' اگر تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ؟'' پس ہم نے اس میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا' جسے آپ نے تناول فرمایا۔(مسلم)

(الجراب) جیم پر زیر اور زبر دونوں طرح جائز ہے لیکن زیر زیادہ فصیح ہے' اس کا معنی ہے چمڑے کی تھیلی۔ **(نمصها)** میم پر زبر۔ **(الخبط)** درختوں کے پتے جنہیں اونٹ کھاتے ہیں۔ **(الكثب)** ''ریت کا ٹیلا'' **(الوقب)** واؤ پر زبر' قاف ساکن اور پھر باء ''آنکھ کا گڑھا''۔ **(القلال)** ''مٹکے''۔ **(الفدر)** فاء پر زیر' دال پر زبر ''ٹکڑے''۔ **(رحل البعير)** حاء پر زبر شد کے بغیر ''اونٹ پر کجاوہ رکھا'' **(الوشائق)** شین اور قاف کے ساتھ' بمعنی وہ گوشت جسے خشک کرنے کے لیے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۹۳۵).

غريب الحديث☆ (عيرا) ''قافلہ''۔ (العنبر) ''بڑی مچھلی''۔

فقه الحديث☆ ❶ حربی کفار کا مال حاصل کرنا جائز ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان کہ آپ کی عطا کردہ ایک کھجور ایک آدمی کے لیے دن بھر کے لیے کافی ہوتی تھی۔

❸ صحابہ ﷢ کے زہد، تنگ دستی اور پھر صبر کا بیان ہے کہ وہ کس طرح درخت کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے اور ان کی ان تکلیفوں کا بیان ہے کہ انھوں نے نشر اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کس قدر تکلیفیں برداشت کیں۔

❹ حالات کے مطابق اجتہاد کی گنجائش ہے اور اس میں رائے تبدیل کی جاسکتی ہے' جیسا کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے پہلے تو اسے کھانے میں تامل کیا پھر رائے کو تبدیل کیا اور اسے بطور خوراک استعمال کیا' کیونکہ یہ حالات کا تقاضا تھا۔

❺ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر خصوصی انعام واکرام فرمایا کہ معجزانہ طور پر انہیں اتنی بڑی مچھلی عطا فرمادی کہ تین سو افراد پر مشتمل قافلہ اسے مہینا بھر کھاتا رہا اور پھر واپسی پر اس سے کچھ لے کر مدینہ بھی لائے اور رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔

◆ سمندر کا مردار حلال ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام مہینا بھر اس مچھلی کو کھاتے رہے اور آپ نے بھی اسے کھایا۔

٥١٩۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الرُّصْغِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((الرُّصْغُ)) بِالصَّادِ وَالرُّسْغُ بِالسِّيْنِ اَيْضًا: هُوَ الْمَفْصِلُ بَيْنَ الْكَفِّ وَالسَّاعِدِ.

۵۱۹۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک تھی۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(الرصغ) صاد کے ساتھ اور ''الرسغ'' سین کے ساتھ' دونوں طرح جائز ہے' بازو اور ہتھیلی کے درمیان کے جوڑ کو کہتے ہیں۔

توثيق الحديث☆ ضعيف : أخرجه أبو داود (٤٠٢٧)، والترمذى (١٧٦٥).

یہ حدیث شہر بن حوشب کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فقه الحديث☆ لباس میں بھی زہد ہونا چاہیے' کیونکہ عام طور پر لمبا کپڑا، کھلے کھلے بازو اور ٹخنوں سے نیچے ازار تکبر کی علامت ہے اور لمبا کپڑا فوری حرکت سے بھی مانع ہوتا ہے' آدمی کہیں الجھ بھی سکتا ہے اور ضرورت سے زیادہ چھوٹا کپڑا بھی نقصان دہ ہے' اس لیے اسلام میں میانہ روی ہی کو بہترین قرار دیا گیا ہے۔

٥٢٠۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّا كُنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ، فَجَاءُوْا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ. فَقَالَ: ((اَنَا نَازِلٌ)) ثُمَّ قَامَ، وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ، فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ، اَوْ اَهْيَمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِيْ اِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لِامْرَاَتِيْ: رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مَا فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ، وَطَحَنْتُ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ تَنْضَجُ، فَقُلْتُ: طُعَيِّمٌ لِيْ فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: ((كَمْ هُوَ؟)) فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((**كَثِيْرٌ طَيِّبٌ، قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ، وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى آتِيَ**)) فَقَالَ: ((**قُوْمُوْا**)) فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ:

۵۲۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خندق والے دن خندق کھود رہے تھے کہ ایک نہایت سخت چٹان سامنے آ گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا: خندق میں یہ ایک چٹان سامنے آ گئی ہے (جو ٹوٹ نہیں رہی)۔ آپ نے فرمایا: ''میں خود (خندق میں) اترتا ہوں۔'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور (بھوک کی وجہ سے) آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن ایسے گزرے تھے کہ ہم نے کوئی چیز چکھی تک نہیں تھی۔ پس نبی ﷺ نے کدال پکڑی اور چٹان پر ماری جس سے وہ ریت کی طرح ذرہ ذرہ ہوگئی۔ حضرت جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے گھر جانے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ (میں گھر گیا) اور اپنی بیوی سے کہا: میں نے نبی ﷺ کی ایسی حالت دیکھی ہے جو میرے لیے ناقابل برداشت ہے' کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ جو اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس نے جو پیسے' حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا' پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آٹا روٹی پکانے کے قابل ہوگیا تھا اور ہنڈیا چولہے پر رکھی ہوئی تھی جو پکنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس

وَيَحْكِ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَمَنْ مَعَهُمْ! قَالَتْ: هَلْ سَأَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: **((ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا))** فَجَعَلَ يُكَسِّرُ الْخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا، وَبَقِيَ مِنْهُ، فَقَالَ: **((كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ، فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ))** مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ جَابِرٌ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا، فَانْكَفَأْتُ اِلٰى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا؟ فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ، فَفَرَغَتْ اِلٰى فَرَاغِيْ، وَقَطَّعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ مَعَهُ، فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا، وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ، فَصَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ! اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّهَلًا بِكُمْ))** فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ))** فَجِئْتُ، وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتّٰى جِئْتُ امْرَاَتِيْ فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ! فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ. فَاَخْرَجَتْ عَجِيْنًا، فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ، ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ، ثُمَّ قَالَ: **((ادْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ، وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا))** وَهُمْ اَلْفٌ، فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا، وَاِنَّ بُرْمَتَنَا

تھوڑا سا کھانا ہے' لہٰذا آپ اور ایک یا دو آدمی چلیں۔ آپ نے پوچھا: ''وہ کھانا کتنا ہے؟'' میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''بہت ہے اور اچھا ہے' اپنی بیوی سے کہو کہ وہ میرے آنے تک چولہے سے ہنڈیا نہ اتارے اور تنور سے روٹیاں نہ نکالے۔'' اور آپ نے عام اعلان فرمادیا: ''اٹھو (جابر کے گھر چلیں)۔'' پس تمام مہاجر اور انصار صحابہ کھڑے ہوگئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے' نبی ﷺ' مہاجر و انصار اور جو بھی آپ کے ساتھ تھا سب آگئے ہیں۔ اس (کی بیوی) نے کہا: کیا آپ نے تم سے کھانے کے متعلق پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! (اتنے میں صحابہ آگئے اور) آپ نے فرمایا: ''اندر آجاؤ اور تنگی' بھیڑ نہ کرو''۔ آپ نے روٹی کے ٹکڑے کرنا اور اس پر سالن رکھنا شروع کیا' آپ ہنڈیا سے سالن اور تنور سے روٹی نکال لیتے تو انہیں ڈھانپ دیتے اور اپنے صحابہ کو پیش کرتے اور پھر نکالتے (اور دوسرے صحابہ کو دیتے) آپؐ روٹی کے ٹکڑے اور اس پر سالن ڈالتے رہے (اور صحابہ کو دیتے رہے) حتی کہ وہ سب سیر ہوگئے اور اس میں سے کچھ کھانا بچ بھی گیا' پھر آپ نے فرمایا: ''(اے جابر کی بیوی!) تم اسے خود بھی کھاؤ اور ہدیہ بھی بھیجو' کیونکہ لوگ بھوک کا شکار ہیں''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے' حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ جب خندق کھودی جارہی تھی تو میں نے نبی ﷺ کو بھوکا دیکھا' پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک میں دیکھا ہے؟ اس نے ایک تھیلی مجھے دکھائی جس میں تقریباً ایک صاع (اڑھائی کلو) جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک پالتو بچہ بھی تھا' میں نے اسے ذبح کیا اور اس نے جو پیسے اور میرے فارغ ہونے تک وہ بھی جو پیس کر فارغ ہوگئی۔ میں نے گوشت بنا کر ہنڈیا میں ڈال دیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میری بیوی نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا (کیونکہ کھانا کم تھا)۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ سے بات کی۔ میں نے کہا:

لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ، وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

قَوْلُهُ: ((عَرَضَتْ كُدْيَةٌ)): بِضَمِّ الْكَافِ وَإِسْكَانِ الدَّالِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتُ، وَهِيَ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ صُلْبَةٌ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَعْمَلُ فِيهَا الْفَأْسُ. ((وَالْكَثِيبُ)) أَصْلُهُ تَلُّ الرَّمْلِ، وَالْمُرَادُ هُنَا: صَارَتْ تُرَابًا نَاعِمًا، وَهُوَ مَعْنَى ((أَهْيَلَ)). وَ ((الْأَثَافِيُّ)): الْأَحْجَارُ الَّتِي يَكُونُ عَلَيْهَا الْقِدْرُ. وَ ((تَضَاغَطُوا)): تَزَاحَمُوا. وَ ((الْمَجَاعَةُ)): الْجُوعُ، وَهُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ. وَ ((الْخَمَصُ)) بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمِيمِ: الْجُوعُ. وَ ((انْكَفَأْتُ)) انْقَلَبْتُ وَرَجَعْتُ. وَ ((الْبُهَيْمَةُ)) بِضَمِّ الْبَاءِ: تَصْغِيرُ بَهْمَةٍ، وَهِيَ الْعَنَاقُ. بِفَتْحِ الْعَيْنِ. وَ ((الدَّاجِنُ)): هِيَ الَّتِي أَلِفَتِ الْبَيْتَ. وَ ((السُّؤْرُ)): الطَّعَامُ الَّذِي يُدْعَى النَّاسُ إِلَيْهِ، وَهُوَ بِالْفَارِسِيَّةِ، وَ ((حَيَّهَلًا)) أَيْ: تَعَالَوْا. وَقَوْلُهَا: ((بِكَ وَبِكَ)) أَيْ: خَاصَمَتْهُ وَسَبَّتْهُ، لِأَنَّهَا اعْتَقَدَتْ أَنَّ الَّذِي عِنْدَهَا لَا يَكْفِيهِمْ، فَاسْتَحْيَتْ وَ خَفِيَ عَلَيْهَا مَا أَكْرَمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ مِنْ هٰذِهِ الْمُعْجِزَةِ الظَّاهِرَةِ وَالْآيَةِ الْبَاهِرَةِ. ((بَسَقَ)) أَيْ: بَصَقَ؛ وَيُقَالُ أَيْضًا: بَزَقَ. ثَلَاثُ لُغَاتٍ. وَ ((عَمَدَ)) بِفَتْحِ الْمِيمِ: أَيْ: قَصَدَ. وَ ((اقْدَحِي)) أَيْ: اغْرِفِي؛ وَالْمِقْدَحَةُ: الْمِغْرَفَةُ. وَ ((تَغِطُّ)) أَيْ: لِغَلَيَانِهَا صَوْتٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اے اللہ کے رسول! ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں' لہٰذا آپ تشریف لائیں اور چند ساتھی آپ کے ساتھ آئیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے باآواز بلند اعلان فرمادیا: ''اے خندق والو! جابر نے تمہارے لیے کھانا تیار کیا ہے' تم سب آؤ'' اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے آنے تک تم اپنی ہنڈیا اتارنا نہ اپنے آٹے کی روٹی پکانا۔'' پس میں آیا اور نبی ﷺ بھی لوگوں کے آگے آگے چلتے ہوئے تشریف لائے' حتیٰ کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا (اور اسے اس واقعہ کی خبر دی) تو اس نے مجھ سے جھگڑنا اور مجھے کوسنا شروع کردیا' میں نے کہا: میں نے تو ویسے ہی کیا تھا جیسے تم نے کہا تھا۔ پس میری بیوی نے آٹا نکالا' آپ نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی' پھر آپ ہماری ہنڈیا کی طرف آئے اور اس میں بھی لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کوئی روٹی پکانے والی بلالے' وہ تیرے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہنڈیا سے پیالوں میں ڈالتی جاؤ اور اسے چولہے سے نہ اتارو'' اور یہ سارے افراد ایک ہزار تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سب نے کھالیا حتیٰ کہ وہ باقی چھوڑ گئے اور چلے گئے اور ہماری ہنڈیا ویسے ہی ابل رہی تھی جیسے وہ تھی اور ہمارے آٹے سے روٹیاں پک رہی تھیں اور آٹا پہلے ہی کی طرح تھا۔

(عرضت كدية) کاف پر پیش' دال ساکن اور یاء ''زمین کا ایسا سخت ٹکڑا جس پر کلہاڑا بھی کام نہ کرے۔'' (الكثيب) ''ریت'' یہاں معنی یہ ہیں کہ وہ چٹان ریت کی طرح نرم ہوگئی اور (أهيل) کے بھی یہی معنی ہیں۔ (الأثافي) ''وہ پتھر جن پر ہنڈیا رکھی جاتی ہے'' یعنی چولہے کے تین پتھر۔ (تضاغطوا) ''بھیڑ کرو'' (المجاعة) میم پر زبر ''بھوک''۔ (الخمص) خاء اور میم پر زبر ''بھوک۔'' (انکفأت) ''میں واپس لوٹا۔'' (البهيمة) باء پر پیش بهمة کی تصغیر اور یہ ''عناق'' (عین پر زبر' بکری کے چھوٹے بچے) کو کہتے ہیں۔ (الداجن) ''پالتو جانور جو گھر سے مانوس ہو۔'' (السؤر) اس کھانے کو کہتے ہیں جس کے لیے لوگوں کو دعوت دی جائے اور یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔

(حیھلا) ''آؤ''۔ (بك وبك) وہ اپنے خاوند سے جھگڑی اور اسے کوسنا شروع کیا۔ اس لیے کہ اسے یقین تھا کہ اس کے پاس جتنا کھانا تھا وہ تو ان سب کے لیے کافی نہیں ہو گا۔ پس وہ شرمندہ ہوئی اور اس پر وہ چیز مخفی تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو نوازا تھا یعنی وہ ظاہر معجزہ اور واضح نشانی۔ (بسق) اس کے علاوہ بصق اور بزق یہ تینوں لغتیں ہیں اور ان سب کا معنی ہے ''تھوکا۔'' (عمد) میم پر زبر ''ارادہ کیا'' (اقدحی) چمچے سے نکال نکال کر پیالوں میں ڈالو۔ مقدحه چمچے کو کہتے ہیں اور (تغط) ابلنے کی آواز کو کہتے ہیں۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۳۹۵۔ فتح)، ومسلم (۲۰۳۹).

غريب الحديث☆ (لا نذوق ذواقا) ''ہم نے کوئی چیز چکھی تک نہیں تھی''۔ (المعول) ''کدال''۔ (العناق) ''بکری کا بچہ''۔ (العجين قد انكسر) ''آٹا روٹی پکنے کے قابل ہو گیا۔'' (التنور) ''تندور''۔ (ويحك) "اللہ تجھ پر رحم کرے"۔ (يخمر البرمة والتنور) ''آپ ہنڈیا اور تندور کو ڈھانپ دیتے''۔

فقه الحديث☆
❶ مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لیے سب کو مل کر کام کرنا چاہیے' جو قوم کا سربراہ ہو اسے بھی عوام اور قوم کے ساتھ تعمیر وطن میں شامل ہونا چاہیے۔ خندق کھودنے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کرام کے ساتھ شریک تھے' اگر صحابہ بھوکے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ کاش ہمارے لیڈر بھی اس اسوۂ حسنہ کو اپنائیں۔

❷ صحابہ ﷺ کی رسول اللہؐ سے محبت کا بیان۔

❸ رسول اللہ ﷺ کی شدید خواہش ہوتی تھی کہ خیر و بھلائی میں تمام صحابہ کرام کو شامل کریں' جیسا کہ آپ نے اس دعوت طعام پر کیا۔

❹ تکثیر طعام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان۔

❺ ہدیے بھیجنا مستحب ہے' بالخصوص ان ایام میں جب انسان کو اس چیز کی ضرورت و حاجت ہو۔

۵۲۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْسَلَكَ اَبُوْ

۵۲۱۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ ﷺ نے اپنی زوجہ حضرت ام سلیم ﷺ سے کہ میں نے رسول اللہ کی آواز سنی ہے جو کمزور اور نحیف محسوس ہوئی' میرا خیال ہے کہ یہ بھوک کی وجہ سے ہے' کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں' پھر انھوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں' اپنا دوپٹا لیا اور اس کے ایک کنارے میں لپیٹ دیں پھر انہیں میرے (حضرت انس کے) کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور اس کا بعض حصہ میرے جسم پر لپیٹ دیا اور پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں وہ لے کر گیا تو رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں ان

طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَم، فَقَالَ: ((أَلِطَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ: نَعَم، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْمُوْا)) فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ! فَقَالَتْ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلُمِّيْ مَا عِنْدَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ!)) فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاٰدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَاَذِنَ لَهُمْ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اَوْ ثَمَانُوْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَمَا زَالَ يَدْخُلُ عَشَرَةٌ وَيَخْرُجُ عَشَرَةٌ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ، فَاَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ، ثُمَّ هَيَّاَهَا فَاِذَا هِيَ مِثْلُهَا حِيْنَ اَكَلُوْا مِنْهَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاَكَلُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً، حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا، ثُمَّ اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَهْلُ الْبَيْتِ، وَتَرَكُوْا سُؤْرًا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ اَفْضَلُوْا مَا بَلَغُوْا جِيْرَانَهُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا مَعَ اَصْحَابِهِ، وَقَدْ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِهِ: لِمَ عَصَبَ

کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا "کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: "کھانے کے لیے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب اٹھو۔" پس وہ سب چلے اور میں ان کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا اور انہیں پوری بات بتائی تو ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو تمام ساتھیوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس تو اتنا کھانا نہیں جو انہیں کھلا سکیں؟ ام سلیم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ ابوطلحہ باہر کو چلے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ پس رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ کے ساتھ (گھر کی طرف) آئے حتیٰ کہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے' پھر رسول اللہ ﷺ نے ام سلیم سے فرمایا: "اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ۔" پس وہ وہی روٹیاں لے کر آئیں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر انہیں توڑا گیا۔ حضرت ام سلیم نے گھی کے ڈبے سے ان پر گھی نچوڑا اور انہیں سالن والا بنا دیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہا' پھر فرمایا: "دس آدمیوں کو کھانے کی اجازت دو۔" پس حضرت ابوطلحہ نے اسی طرح انھیں بلایا۔ پس انھوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا' پھر وہ باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: "دس آدمیوں کو اجازت دو۔" پس ابوطلحہ نے انہیں بلایا۔ پس انہوں نے بھی سیر ہو کر کھانا کھایا اور وہ بھی باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: "دس آدمیوں کو اجازت دو۔" پس انہوں نے انہیں بھی اجازت دی تو ان سب نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور یہ ستر یا اسی آدمی تھے۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ دس دس آدمی داخل ہوتے اور نکلتے رہے حتیٰ کہ کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جو داخل نہ ہوا ہو اور اس نے سیر ہو کر کھانا نہ کھایا ہو' پھر (ان سب کے کھانے کے بعد) اس (باقی ماندہ) کھانے کو جمع کیا گیا تو وہ اسی طرح تھا جس طرح کھانے کے وقت تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انھوں نے دس دس آدمیوں کی صورت میں کھانا کھایا حتیٰ کہ اسی (۸۰) آدمیوں نے ایسے کیا پھر اس کے بعد

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَهُ؟ فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ، فَذَهَبْتُ إِلٰى أَبِيْ طَلْحَةَ، وَهُوَ زَوْجُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَصَبَ بَطْنَهُ بِعِصَابَةٍ، فَسَأَلْتُ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَقَالُوْا: مِنَ الْجُوْعِ. فَدَخَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى أُمِّيْ فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ عِنْدِيْ كِسَرٌ مِنْ خُبْزٍ وَتَمَرَاتٌ، فَإِنْ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحْدَهُ أَشْبَعْنَاهُ، وَإِنْ جَاءَ آخَرُ مَعَهُ قَلَّ عَنْهُمْ، وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ.

نبی ﷺ اور گھر والوں نے کھایا اور باقی کھانا بھی چھوڑا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انھوں نے کھانا بچا دیا جو پڑوسیوں کو پہنچایا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا اور آپ نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے بعض ساتھیوں سے پوچھا کہ رسول اللہ نے اپنے پیٹ پر پٹی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا: بھوک کی وجہ سے۔ پس میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو ام سلیم بنت ملحان کے شوہر تھے۔ میں نے کہا: ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھی ہوئی ہے' میں نے آپ کے بعض ساتھیوں سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے پٹی باندھی ہوئی ہے۔ پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میری والدہ کے پاس گئے اور پوچھا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں' اگر رسول اللہ ﷺ اکیلے ہمارے پاس تشریف لائیں تو ہم آپ کو سیر کر دیں گے اور اگر آپ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی آئے تو پھر یہ ان کے لیے کم ہو جائے گا۔ اور پھر باقی مکمل حدیث بیان کی۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۱۷۔ فتح)، ومسلم (۲۰۴۰)، والروایات الأخری عند مسلم.

غریب الحدیث☆ **(خمار)** ''دوپٹا''۔ **(دسته)** ''اسے باندھ دیا''۔ **(وردتنی ببعضه)** ''اور اس میں سے بعض کو میرے جسم پر لپیٹ دیا''۔ **(هلمی)** ''آؤ''۔ **(عکة)** ''گھی کا ڈبا''۔ **(أدمته)** ''اسے سالن والا بنا دیا'' یعنی چپڑی روٹی سالن کا کام بھی دے گئی۔ **(هیأها)** ''اسے جمع کیا''۔ **(مثلها)** ''اسی طرح''۔ **(سؤراً)** ''بقیہ کھانا''۔ **(أفضلوا)** ''انھوں نے بچایا''۔ **(ما بلغوا جیرانهم)** ''انھوں نے پڑوسیوں کو بھیجا''۔ **(عصب)** ''باندھا''۔ **(کسر)** ''ٹکڑے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ کھانے کی دعوت دینا جائز ہے' اگرچہ یہ ولیمے کی دعوت نہ ہو۔

❷ اگر مدعو کو علم ہو کہ اگر میں اپنے ساتھ چند اور دوستوں کو بھی لے جاؤں تو میزبان ناراض نہ ہو گا تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

❸ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فطین ہونے کی دلیل ہے کہ جب انہیں پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ صحابہ کرام کو بھی کھانا کھانے کے لیے لا رہے ہیں تو کھانے کی کمی کے باوجود انھوں نے کہا: ''اللہ ورسولہ اعلم'' یعنی اللہ تعالیٰ برکت فرمائے گا فکر کی ضرورت نہیں اور پھر ایسے ہی ہوا کہ اللہ نے برکت ڈال دی اور ایک آدمی کا کھانا اسی (۸۰) آدمیوں کو کافی ہو گیا۔

❹ پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ((فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا)) ''انہوں نے پیٹ بھر کر

کھانا کھایا۔"

❺ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ادب کے طور پر اباجی کہا تھا حالانکہ یہ ان کے سوتیلے باپ تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ سوتیلے باپ کو اباجی کہنا جائز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد مالک تھے' جب حضرت انس کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئیں تو مالک قبول اسلام کی بجائے ملک شام چلے گئے' وہیں فوت ہوئے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔

❻ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا "الله و رسوله أعلم" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' یہ صرف آپ کی حیات مبارکہ تک جائز تھا' اس لیے کہ آپ کو وحی کے ذریعے بتادیا جاتا تھا' آپ کی وفات کے بعد اب صرف "الله أعلم" کہنا چاہیے۔

❼ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میز بانوں نے کھانا سب کے بعد کھایا' جس سے یہ معلوم ہوا کہ میز بانوں کو مہمانوں کے بعد کھانا کھانا چاہیے۔

❽ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زہد' قناعت اور صبر کے متعلق پتا چلتا ہے کہ انھوں نے کس قدر تکلیفیں برداشت کیں اور مجاہدانہ زندگی بسر کی اور اس بے سروسامانی کے عالم میں بھی ان کی وجہ سے عالم کفر پر لرزہ طاری تھا۔ لیکن آج مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد اور اتنی آسائشیں' سہولتیں اور اسباب و وسائل موجود لیکن پھر بھی ذلیل و رسوا اور عالم کفر کے سامنے معذرت خواہانہ انداز میں زندگی گزار رہے ہیں اور وہ دور بیٹھے ان پر احکامات نافذ کر رہے ہیں اور یہ بے بس ہو کر ان کی تعمیل کر رہے ہیں' مسلمانوں کی عزت دنیا کے لحاظ سے بلند معیار زندگی مسلک نہیں' بلکہ صرف اور صرف دین پر عمل پیرا ہونے اور تمسک بالکتاب والسنہ میں ہے۔

٥٧۔ بَابُ الْقَنَاعَةِ وَالْعَفَافِ وَالْاِقْتِصَادِ فِي الْمَعِيْشَةِ وَالْاِنْفَاقِ وَذَمِّ السُّؤَالِ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [هود : ٦] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ [البقرة : ٢٧٣] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان : ٦٧] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ﴾ [الذاريات : ٥٦، ٥٧]

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ، فَتَقَدَّمَ مُعْظَمُهَا فِي الْبَابَيْنِ السَّابِقَيْنِ، وَمِمَّا لَمْ يَتَقَدَّمْ:

٥٧۔ باب: قناعت یعنی سوال سے بچنے' معیشت و انفاق میں میانہ روی اختیار کرنے اور ضرورت کے بغیر سوال کرنے کی مذمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "زمین پر جو بھی چلنے والا ہے اس کی روزی اللہ کے ذمے ہے"۔

اور فرمایا: "صدقہ و خیرات ان فقراء کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں روکے ہوئے ہیں' زمین میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتے' ناواقف لوگ انہیں سوال نہ کرنے کی وجہ سے مالدار سمجھتے ہیں' تو انہیں ان کے چہرے سے پہچانتا ہے کہ وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے"۔

اور فرمایا: "اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو وہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل۔ اور اس کے درمیان ان کی گزران ہے"۔

اور فرمایا: "میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے' میں ان سے کوئی روزینہ نہیں چاہتا اور نہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں"۔

اس موضوع سے متعلقہ حدیثوں کا ایک بڑا حصہ گزشتہ دو بابوں میں گزر چکا ہے اور جو پہلے بیان نہیں ہوئیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

٥٢٢ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((اَلْعَرَضُ)) بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالرَّاءِ: هُوَ الْمَالُ.

۵۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دولت مندی، مال و دولت کی کثرت و فراوانی کا نام نہیں بلکہ اصل دولت مندی تو نفس کی دولت مندی ہے''۔ (متفق علیہ)

(العرض) عین اور راء پر زبر ''مال''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۲۷۱۔ فتح)، ومسلم (۱۰۵۱).

فقہ الحدیث☆ دولت مندی جو نافع اور ممدوح ہے، وہ تو نفس کی دولت مندی ہے' اس لیے کہ جو شخص لوگوں کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے عطا کیا ہے اس پر قناعت کرے' تو ایسا شخص طمع و لالچ اور حرص سے بچ جاتا ہے اور نفس کی دولت مندی، قناعت اور مال وزر کی حرص نہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

٥٢٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَ قَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اسلام قبول کر لیا' بقدر کفاف (برابر سرابر، گزارہ لائق) روزی دیا گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر اسے قانع بنا دیا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۱۳) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٢٤ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا حَكِيْمُ! اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)) قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا. فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ، فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ، فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَهُ. فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ!

۵۲۴۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا' میں نے پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے عطا فرمایا' میں نے پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا کیا' پھر آپ نے فرمایا: ''اے حکیم! یقیناً یہ مال سرسبز و شاداب اور شیریں ہے' پس جو اسے سخاوتِ نفس کے ساتھ حاصل کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو اسے نفس کے لالچ کے ساتھ حاصل کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا (خرچ کرنے والا) ہاتھ، نیچے (مانگنے) والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' حکیم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں آپ کے بعد مرتے دم تک کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

اُشْهِدُكُمْ عَلَى حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَهُ اللَّهُ لَهُ فِي هَذَا الْفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((يَرْزَأْ)) بِرَاءٍ ثُمَّ زَايٍ ثُمَّ هَمْزَةٍ، أَيْ: لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا، وَأَصْلُ الرُّزْءِ: النُّقْصَانُ، أَيْ: لَمْ يَنْقُصْ أَحَدًا شَيْئًا بِالْأَخْذِ مِنْهُ. وَ ((إِشْرَافُ النَّفْسِ)): تَطَلُّعُهَا وَطَمَعُهَا بِالشَّيْءِ. وَ ((سَخَاوَةُ النَّفْسِ)): هِيَ عَدَمُ الْإِشْرَافِ إِلَى الشَّيْءِ، وَالطَّمَعِ فِيهِ، وَالْمُبَالَاةِ بِهِ وَالشَّرَهِ.

حکیم رضی اللہ عنہ کو بلاتے تاکہ انہیں کچھ عطا کریں لیکن وہ آپ سے کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیتے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں انہیں بلایا تاکہ انہیں کچھ عطا کریں لیکن انھوں نے پھر بھی کچھ لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں حکیم کے معاملے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اللہ نے مالِ فَی میں سے جو اس کا حق مقرر فرمایا ہے' میں اسے پیش کر رہا ہوں' لیکن وہ اسے لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ پس حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے بعد اپنے مرنے تک پوری زندگی کسی سے کچھ نہ لیا۔ (متفق علیہ)

(**لم یرزأ**) راء پھر زاء پھر ہمزہ ''نقصان نہیں دیا'' یعنی کسی سے کچھ نہیں لیا اور ''رزء'' کے اصل معنی نقصان کے ہیں یعنی کسی سے کوئی چیز لے کر اس کے مال میں کمی نہیں کی۔ (**اشراف النفس**) ''کسی چیز پر جھانکنا اور اس کی طمع رکھنا۔ (**سخاوۃ النفس**) اور کسی کے مال پر نظر نہ رکھنا، طمع نہ کرنا، لالچ وغیرہ نہ رکھنا۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۳۳۵۔ فتح)، ومسلم (۱۰۳۵).

غريب الحديث☆ (**سألت**) میں نے آپ سے مال طلب کیا۔ (**خضر حلو**) ''سرسبز و شاداب و شیریں۔'' (**بورك فيه**) ''اس میں برکت دی جاتی ہے''۔ (**العليا**) ''اوپر والا، دینے والا''۔ (**السفلى**) ''نیچے والا، مانگنے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کی سخاوت کا بیان ہے کہ آپ جب کسی کو عطا کرتے تو پھر فقر و تنگدستی کا اندیشہ نہ رکھتے بلکہ دل کھول کر عطا فرماتے۔

❷ اگر کسی ضرورت مند بھائی کو اس کے ساتھ نصرت و تعاون کے وقت کوئی نصیحت کی جائے تو وہ اسے زیادہ قبول کرتا ہے' کیونکہ اس وقت انسان کا ذہن اچھی بات قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

❸ دینے والا لینے والے کی نسبت بہتر ہے۔

❹ لوگوں سے سوال کرنے سے بچنا چاہیے' بالخصوص جب ضرورت بھی نہ ہو۔

❺ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے جو وعدہ کیا اسے تادمِ زیست نبھایا اور پورا کیا۔

❻ والی و حکمران کو چاہیے کہ وہ حقداروں کو ان کے حقوق ادا کرے۔

❼ نبی ﷺ نے مال کی حرص و طمع رکھنے والے شخص کو سمجھانے کے لیے بہترین مثال بیان کر کے فرمایا کہ انسان کو جتنا بھی مال مل جائے یہ سیر نہیں ہوتا' اس کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔

۵۲۵۔ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي

۵۲۵۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

غَزَاةٍ، وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمِي، وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ عَلَى أَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَحَدَّثَ أَبُو مُوسَى بِهٰذَا الْحَدِيثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ! قَالَ: كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گئے۔ہم چھ آدمی تھے' ہمارے پاس ایک اونٹ تھا اور ہم اس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ (زیادہ پیدل چلنے کی وجہ سے) ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور میرا پاؤں بھی زخمی ہو گیا اور میرے ناخن جھڑ گئے' ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے۔ پس اس غزوے کا نام ہی ذات الرقاع (چیتھڑوں والا غزوہ) پڑ گیا' اس لیے کہ ہم اپنے پاؤں پر چیتھڑے باندھتے تھے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی پھر اسے ناپسند کیا اور فرمایا میں اسے بیان نہیں کرنا تھا۔ حضرت ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ گویا انھوں نے اسے ناپسند فرمایا کہ ان کا کوئی عمل ظاہر ہو۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۴۱۷۔ فتح)، ومسلم (۱۸۱۶).

غريب الحديث☆ (غزاة) ''غزوہ۔'' (نعتقبه) ''ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔'' (فنقبت) ''پس زخمی ہو گئے''۔ (نعصب) ''ہم باندھتے تھے۔'' (ما كنت أصنع بأن أذكره) ''میں اسے بیان نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کرام کے زہد اور تنگی و تکلیف میں گزرنے والی زندگی کا بیان ہے کہ چھ آدمیوں کے پاس سواری کے لیے ایک اونٹ ہے' پاؤں میں جوتے نہیں اور اوپر چیتھڑے باندھے ہوئے ہیں۔

❷ ایک اونٹ پر باری باری بیٹھنا جائز ہے۔

❸ ریا کاری سے بچنے کے لیے نیک عمل کے بیان کرنے سے گریز کرنا بہتر ہے۔

۵۲۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ۔ بِفَتْحِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ وَإِسْكَانِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ سَبْيٍ فَقَسَّمَهُ، فَأَعْطَى رِجَالًا، وَتَرَكَ رِجَالًا، فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ أَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَوَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، وَلٰكِنِّي إِنَّمَا أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ)). قَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ: فَوَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ. رَوَاهُ

۵۲۶۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ (تاء پر زبر، غین ساکن، لام پر زیر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی آئے' پس آپ نے انہیں تقسیم فرما دیا' آپ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا۔ پس آپ کو یہ خبر پہنچی کہ آپ نے جنہیں کچھ نہیں دیا وہ ناراض ہو گئے ہیں۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا: ''اما بعد! اللہ کی قسم! میں کسی شخص کو دیتا ہوں اور کسی شخص کو نہیں دیتا اور جس شخص کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس شخص کی نسبت زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے میں عطا کرتا ہوں' لیکن میں صرف انہی لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دلوں میں خوف اور سخت بے چینی دیکھتا ہوں اور جن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے دولت مندی اور خیر و بھلائی رکھ دی ہے میں انہیں ان کے سپرد کر دیتا ہوں اور عمرو بن تغلب بھی انہی میں سے ہیں۔'' حضرت عمرو بن تغلب بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ

الْبُخَارِيُّ.

((الْهَلَعُ)): هُوَ اَشَدُّ الْجَزَعِ، وَقِيلَ: الضَّجَرُ.

کے اس کلمے کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔ (بخاری)

(الهلع) ''سخت بے چینی'' اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ''تکلیف'' کے ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۲/ ٤٠٣ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (سبیی) ''قیدی۔'' (عتبوا) ''وہ ناراض ہوگئے ہیں۔'' (أدع) ''میں چھوڑ دیتا ہوں۔'' (الجزع) ''حزن' خوف' عدم تحمل اور بے صبری۔'' (الغنی و الخیر) ''دولت مندی اور بھلائی''یعنی رضا اور قناعت۔ (حمر النعم) ''سرخ اونٹ'' ہر نفیس چیز کے لیے یہ جملہ ضرب المثل ہے۔''

فقہ الحدیث☆ ❶ خطبہ مسنونہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ہونا چاہیے۔

❷ مال ومتاع انسان کی قدر ومنزلت کا پیمانہ نہیں۔

❸ نبی ﷺ کے پاس جو مال آتا آپ بڑی حکمت کے ساتھ اسے تقسیم فرماتے اور آپ ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے اور تالیفِ قلب کے لیے بھی عطا فرماتے۔ یعنی آپ جن کے بارے میں یہ سمجھتے کہ اگر انہیں نہ دیا گیا تو وہ بے صبری اور کمزوری کا مظاہرہ کریں گے تو آپ پہلے انہیں عطا کرتے اور قابلِ اعتماد اور دلوں کی تونگری سے مالا مال لوگوں کو بعض اوقات محروم کر دیتے اور انہیں عطا نہ فرماتے۔

❹ حضرت عمرو بن تغلب کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ وہ نفس کی دولت مندی سے مالا مال تھے اور یہ سرٹیفکیٹ رسول اللہ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا تھا۔

❺ مومن سے جب کوئی کارِ خیر انجام پاتا ہے تو اسے فرحت وسرور اور خوشی محسوس ہوتی ہے اور وہ اس کے مقابلے دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت کو بھی معمولی سمجھتا ہے۔

٥٢٧ـ وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ، وَلَفْظُ مُسْلِمٍ أَخْصَرُ.

۵۲۷۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نچلے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتدا ان سے کر جن کی کفالت تیرے ذمے ہے اور بہترین صدقہ وہ ہے جو ضروریات پوری کرنے کے بعد ہو اور جو شخص سوال کرنے سے بچنا چاہے تو اللہ اسے بچالیتا ہے اور جو شخص بے نیاز رہنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں اور صحیح مسلم کے الفاظ اس سے مختصر ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۸٤ ـ فتح)، ومسلم (۱۰۳٤).

غریب الحدیث☆ (بمن تعول) ''جن کی کفالت کی ذمہ داری تجھ پر ہے۔'' (خیر) ''بہتر، افضل''۔ (ظهر غنی) ''جو ضروریات پوری کرنے کے بعد ہو''۔ (یستعفف) ''جو لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے بچتا ہے''۔ (یستغن) ''جو بے نیاز ہونا چاہتا ہے۔''

فقہ الحدیث☆ ❶ ہاتھ کی اقسام بیان ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ کی نسبت بہتر ہے۔

❷ سب سے پہلے ان لوگوں پر خرچ کرنا چاہیے جن کی کفالت انسان کے ذمہ ہے۔

❸ خرچ کرنے کی کیفیت بیان کی کہ ضروریات پوری کرنے کے بعد جو خرچ کیا جائے وہ بہتر ہے۔ یہ نہ ہو کہ اپنا سارا مال صدقہ کر دو اور پھر

خود مانگتے پھرو۔

◆ سوال کرنے سے بچنا اور لوگوں کے مال سے بے نیاز ہو جانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے' جو شخص یہ صفات اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے رزق عطا فرماتا ہے اور اس کی ضروریات پوری فرما دیتا ہے۔

٥٢٨ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا، فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ، فَيُبَارَكَ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتُهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۲۸۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصرار و الحاف اور کثرت سے سوال نہ کیا کرو، اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص مجھ سے کسی قسم کا سوال کرے اور اس کا سوال میری ناگواری کے باوجود مجھ سے کچھ نکلوا لے تو پھر میں اسے جو عطا کر دوں اس میں برکت نہیں ہوگی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٠٣٨).

غريب الحديث☆ (لا تلحفوا) ''بہت کثرت اور شدت سے سوال نہ کرو''۔ (كاره) ''ناپسند کرنا''۔ (فيبارك) اس میں برکت نہیں دی جاتی۔

فقه الحديث☆ ❶ لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ اس طرح اگر کوئی چیز مل جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

◆ نبی ﷺ کی سخاوت کا بیان کہ آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔

◆ امام اور حکمران کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں اور رعیت کی خیر خواہی سوچتا رہے۔

٥٢٩ ـ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟)) وَكُنَّا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ!)) فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: ((عَلٰى أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوْا)) وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً: ((وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۲۹۔ حضرت ابوعبدالرحمن عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نو' آٹھ یا سات آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرو گے؟'' راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے تھوڑا عرصہ پہلے آپ کی بیعت کی تھی کہ ہم نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرو گے؟'' پس ہم نے بیعت کے لیے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم تو آپ کی بیعت کر چکے ہیں' پس اب ہم آپ سے کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اس بات پر کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اللہ کی اطاعت کرو گے۔'' اور ایک چیز خفیہ طور پر آہستہ سے فرمائی: ''اور تم لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگو گے۔'' پس میں نے ان بیعت کرنے والوں میں سے بعض کو دیکھا کہ اگر ان میں سے کسی کا کوڑا زمین پر گر جاتا تو وہ کسی سے سوال نہ کرتے کہ وہ اسے اٹھا کر اسے پکڑا دے۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۰۴۳).

غریب الحدیث☆ **(حديثي عهد ببيعة)** ''ہم نے تھوڑی مدت پہلے آپ سے بیعت کی تھی''۔ **(نعلام)** ''کس چیز پر؟''

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بارے میں تجدید بیعت نیز اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے، اس کی شریعت پر عمل کرنے اور مکارم اخلاق کی پابندی کرنے پر بیعت لینے کا جواز ہے۔

❷ بیعت بالکل واضح الفاظ میں ہونی چاہیے۔

❸ رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی حکم فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم فوراً عمل کرتے۔

❹ جب بیعت ہو جائے تو اسے پورا کرنا چاہیے۔

❺ مسلمان کو کسی دوسرے پر بھروسا اور توکل کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے آپ پر بھی اعتماد کرنا چاہیے۔

❻ لوگوں سے سوال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ اگر کسی صحابی کا اونٹ پر بیٹھے ہوئے کوڑا گر جاتا تو وہ خود اتر کر اٹھاتے کسی سے سوال نہ کرتے کہ مجھے یہ کوڑا پکڑا دو۔

۵۳۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزَالُ الْمَسْاَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْمُزْعَةُ)) بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الزَّايِ وَبِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: الْقِطْعَةِ.

۵۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص سوال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ (اسی حالت میں) اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے (تو وہ اس حال میں ملتا ہے کہ) اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہیں ہوگا''۔ (متفق علیہ)

(المزعة) میم پر پیش، زاء ساکن اور عین بمعنی ''گوشت یا چربی کا ٹکڑا''

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۳۸۔ فتح)، ومسلم (۱۰۴۰).

غریب الحدیث☆ **(المسألة)** ''لوگوں سے سوال کرنا، مانگنا''۔ **(يلقى الله)** وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔

فقه الحدیث☆ ❶ سوال کرنے سے نفرت دلائی گئی ہے' اس لیے کہ اس کا نتیجہ دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ہے۔ چہرے پر گوشت کا نہ ہونا یا تو کنایہ ہے ذلت وخواری سے یا بطور عقوبت اور علامت گناہ کے۔

❷ بندہ سوال کر کے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور یہ نقصان جو ذلت ورسوائی اور عذاب کی شکل میں ہوگا' بقدر سوال ہوگا۔

۵۳۱۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ: ((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى. وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ نے صدقے اور سوال سے بچنے کا ذکر فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے' (کیونکہ) اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۹۴۔ فتح)، ومسلم (۱۰۳۳).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۲۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۵۳۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۵۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا، فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرمایا: ''جو شخص مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے کا سوال کرتا ہے' اب وہ کم طلب کرے یا زیادہ طلب کرے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٠٤١).

غريب الحديث☆ (تكثرا) اپنے مال کو بڑھانے اور اس میں اضافہ کرنے کے لیے۔

فقه الحديث☆ ❶ بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے اور جو شخص ضرورت کے بغیر صرف مال میں اضافہ کرنے کے لیے سوال کرتا ہے تو یہ اس کے لیے باعثِ عذاب ہے' اب سوال کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ تھوڑا عذاب اکٹھا کرے یا زیادہ۔

❷ یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص ناحق کوئی چیز حاصل کرتا ہے تو یہ باعثِ عقاب ہے۔

❸ بندہ اپنے فعل و عمل میں خود مختار ہے۔

٥٣٣ـ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

((الْكَدُّ)): الْخَدْشُ وَنَحْوُهُ.

۵۳۳۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ سوال کرنا زخم کرنا (یعنی زخم کرنے والا آلہ) ہے جس کے ذریعے آدمی اپنے چہرے کو کھرچتا ہے' مگر یہ کہ آدمی بادشاہ سے سوال کرے یا پھر ایسے معاملے میں سوال کرے کہ جس کے بغیر چارہ نہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

(الكد) ''سخت رگڑنا' کھرچنا وغیرہ۔''

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه أبو داود (١٦٣٩)، والترمذي (٦٨١)، والنسائي (٥/ ١٠٠)، وأحمد (٥/ ١٠).

غريب الحديث☆ (سلطاناً) ''صاحب سلطنت، بادشاہ۔'' (أمر لا بدّ منه) ''ایسا کام جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

فقه الحديث☆ بادشاہ سے اپنے حقوق کے متعلق سوال کرنا جائز ہے' اسی طرح ضرورت کے تحت لوگوں سے بھی سوال کیا جا سکتا ہے۔ بادشاہ سے سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سائل زکوٰۃ کا مستحق ہے تو وہ بیت المال سے امداد کے لیے درخواست دے سکتا ہے اور اگر وہاں تک رسائی نہ ہو تو پھر ناگزیر حالات میں لوگوں سے بھی سوال کرنا جائز ہے۔

٥٣٤ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ آجِلٍ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((يُوْشِكُ)) بِكَسْرِ الشِّيْنِ: اَيْ يُسْرِعُ.

۵۳۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کوئی فاقہ (یا شدید حاجت) درپیش ہو اور وہ اسے لوگوں پر ظاہر کرے تو وہ اس کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے اور جو شخص اس ضرورت کو اللہ کے حضور پیش کرے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی مشکل حل کر دے گا' جلد (موت دے کر اخروی انعامات کے ذریعے اسے تمام دنیاوی ضرورتوں سے بے نیاز کر دے گا) یا بدیر (اسے حلال مال دے کر غنی کر دے گا)''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن إن شاء الله۔ أخرجه أبو داود (١٦٤٥)، والترمذي (٢٣٢٦)، وأحمد (١/ ٣٨٩، ٤٠٧ و ٤٤٢)، والحاكم (١/ ٤٠٨)، والبغوي في ((شرح السنة)) (١٤/ ٣٠٢)، وأبو يعلى في ((مسنده)) (٥٣١٧ و ٥٣٩٩)، و أبو نعيم (٨/

(۳۱۴). اس کی سند میں ایک راوی سیار ہے جس کی تعیین میں علماء نے کافی اختلاف کیا ہے کہ یہ سیار ابوحکم ہے یا سیار ابوحمزہ۔ بہرحال اس حدیث کو امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے اور اس کا ایک شاہد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے طبرانی صغیر (۱/۷۹) اور طبرانی اوسط (۵۰۳۶۔ مجمع البحرین) میں موجود ہے۔

غریب الحدیث ☆ (فاقة) "فقیری یا حاجت و ضرورت۔" (أنزلها بالناس) حاجت پوری کرنے کے لیے لوگوں سے امید وابستہ کرتا ہے اور اپنی پریشانی کو ان پر ظاہر کرتا ہے۔ (لم تُسد) "پورا نہیں کرسکتے"۔ (فیوشك الله له الغنی) "اللہ تعالیٰ اسے جلد بے نیاز کردے گا"۔ (فأنزلها بالله) "وہ اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے"۔

فقه الحدیث ☆ ہر قسم کی تکلیف پر صبر کرنے اور اسے لوگوں پر ظاہر نہ کرنے کی ترغیب اور ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی تعلیم ہے۔ اس لیے کہ وہ سب سے مضبوط سہارا ہے اس کے سوا تمام سہارے کمزور ہیں۔

٥٣٥۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ اَنْ لَا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَاَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟)) فَقُلْتُ: اَنَا؛ فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۵۳۵۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے جو مجھے ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟" (حضرت ثوبان کہتے ہیں) میں نے کہا کہ میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ پھر وہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد۔ اسناد صحیح ہیں)

توثيق الحديث ☆ صحيح: أخرجه أبو داود (١٦٤٣)، والنسائي (٥/ ٩٦)، و ابن ماجه (١٨٣٧)، وأحمد (٥/ ٢٧٦).

غریب الحدیث ☆ (تکفل) "ضمانت دی"۔

فقه الحدیث ☆ ❶ لوگوں سے سوال نہ کرنے کی ترغیب ہے نیز ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنی چاہیے۔

❷ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

❸ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے عہد و پیمان کی کس طرح پاسداری کرتے تھے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا" تو انھوں نے اس عہد کو کس طرح نبھایا۔ اس کی وضاحت سنن ابن ماجہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوتے اور اگر اس حالت میں ان کا کوڑا گر جاتا تو اسے پکڑنے کے لیے وہ کسی سے نہیں کہتے تھے بلکہ خود نیچے اترتے اور اس کوڑے کو اٹھاتے۔

٥٣٦۔ وَعَنْ اَبِيْ بِشْرٍ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُهُ فِيْهَا، فَقَالَ: ((اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَ لَكَ بِهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا قَبِيْصَةُ! اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ. وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ، اَوْ قَالَ:

۵۳۶۔ حضرت ابوبشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (دو گروہوں کے درمیان لڑائی ختم کرانے کے لیے ضمانت) اٹھائی پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ سے اس کے بارے میں سوال کروں آپ نے فرمایا: "ٹھہرو انتظار کرو حتیٰ کہ صدقے کا مال ہمارے پاس آ جائے تو ہم آپ کے لیے (اس مال سے) حکم دیں گے"۔ پھر آپ نے فرمایا: "اے قبیصہ! صرف تین آدمیوں کے لیے سوال کرنا جائز ہے: ایک وہ شخص جو کوئی ضمانت اٹھا لے تو ایسے شخص کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس

سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، حَتّٰى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ' أَوْ قَالَ: سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ' فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ! سُحْتٌ، يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْحَمَالَةُ)) بِفَتْحِ الْحَاءِ: أَنْ يَقَعَ قِتَالٌ وَنَحْوُهُ بَيْنَ فَرِيقَيْنِ، فَيُصْلِحُ إِنْسَانٌ بَيْنَهُمْ عَلٰى مَالٍ يَتَحَمَّلُهُ وَيَلْتَزِمُهُ عَلٰى نَفْسِهِ. وَ ((الْجَائِحَةُ)): الْآفَةُ تُصِيبُ مَالَ الْإِنْسَانِ. وَ ((الْقِوَامُ)) بِكَسْرِ الْقَافِ وَفَتْحِهَا: هُوَ مَا يَقُومُ بِهِ أَمْرُ الْإِنْسَانِ مِنْ مَالٍ وَنَحْوِهِ وَ ((السِّدَادُ)) بِكَسْرِ السِّينِ: مَا يَسُدُّ حَاجَةَ الْمُعْوِزِ وَيَكْفِيهِ، وَ ((الْفَاقَةُ)): الْفَقْرُ. وَ ((الْحِجٰى)): الْعَقْلُ.

(ضمانت) کے مطابق حاصل کر لے اور پھر وہ رک جائے، دوسرا وہ آدمی جو کسی آفت کا شکار ہو جائے اور وہ آفت اس کا مال تباہ و برباد کردے تو ایسے شخص کے لیے بھی سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اس کی گزر اوقات کے لیے اسے مال مل جائے یا فرمایا کہ جو اس کی حاجت کو پورا کردے اور تیسرا وہ آدمی جو فاقے میں مبتلا ہے اور اس کی قوم سے تین عقلمند آدمی گواہی دے دیں کہ فلاں شخص فاقے میں مبتلا ہے تو ایسے شخص کے لیے بھی سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اس کی گزر اوقات کے لیے مال مل جائے یا یہ فرمایا کہ جو اس کی حاجت کو پورا کردے۔ اے قبیصہ! ان مذکورہ (تین) حالتوں کے علاوہ (اپنی ذات کے لیے) سوال کرنا حرام ہے اور ایسا سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے''۔ (مسلم)

(الحمالة) حاء پر زبر' دو گروہوں کے درمیان لڑائی وغیرہ ہو جائے اور کوئی شخص مال پر ان دونوں کے درمیان صلح کرادے اور اس کی ادائیگی کی ذمہ داری خود اٹھا لے۔ **(الجائحة)** ''انسان کے مال کو پہنچنے والی آفت''۔ **(القوام)** قاف پر زیر اور زبر دونوں طرح درست ہے مال یا اسی طرح کی کوئی چیز جس سے انسان کا معاملہ درست ہو جائے۔ **(سداد)** سین کے نیچے زیر' جو چیز ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کردے اور اسے کافی ہو جائے۔ **(الفاقة)** ''فقر'' اور **(الحجى)** ''عقل''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٠٤٤).

غريب الحديث☆ (الصدقة) ''زکوٰۃ'' (يصيبها) ''وہ اس کو پالے' حاصل کر لے'' (اجتاحت) ''تباہ و برباد کردے''۔ (السحت) ''حرام''۔

فقه الحديث☆◆ جو شخص کسی کی ضمانت دے دے یا ہامی بھر لے اور اب اس کی ادائیگی کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تو وہ اس ضرورت کے مطابق سوال کر سکتا ہے۔

◆ حدیث میں مذکور تین صورتوں کے علاوہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرنا چاہیے۔

◆ ضرورت کے تحت سوال کرنا جائز ہے۔

◆ امام اور حکمران کو چاہیے کہ وہ رعیت کے مسائل سے آگاہ رہے اور انہیں ایک دوسرے سے تعاون کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔

٥٣٧- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ

۵۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس چکر لگاتا پھرے اور وہ ایک

عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ، فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دو لقمے یا ایک دو کھجوریں اسے لوٹا دیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ مال اسے دوسروں سے بے نیاز کردے اور نہ (اس کے چہرے کے آثار یا ظاہر حالات ایسے ہوں کہ) دیکھنے والا اس کا اندازہ کر سکے اور اس پر صدقہ کرے اور نہ وہ خود کھڑا ہو کہ وہ لوگوں سے سوال کرے"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۶۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۵۸۔ بَابُ جَوَازِ الْأَخْذِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا تَطَلُّعٍ إِلَيْهِ

(۵۸) باب: سوال اور حرص وطمع کے بغیر جو مال ملے اسے لینا جائز ہے

۵۳۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ، فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ: ((خُذْهُ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ، وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ فَإِنْ شِئْتَ كُلْهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)). قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا، وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((مُشْرِفٌ)) بِالشِّينِ الْمُعْجَمَةِ: أَيْ: مُتَطَلِّعٌ إِلَيْهِ.

۵۳۸۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ (اپنے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا: آپ اسے مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو عطا فرمادیں تو آپ فرماتے: "اسے لے لو جب تمہارے پاس کوئی مال اس طرح آئے کہ تمہیں اس کی حرص وطمع بھی نہ ہو اور تم نے اسے مانگا بھی نہ ہو تو اسے لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو پھر اگر تم چاہو تو اسے کھا لو اور اگر چاہو تو اسے صدقہ کر دو اور جو اس طرح نہ ملے تو پھر اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ (یعنی خود سوال وغیرہ نہ کرو)"۔ حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے اور اگر انہیں کوئی چیز دی جاتی تو اسے لینے سے انکار بھی نہیں کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(مشرف) جھانکنے والا، نظر رکھنے والا یا کسی چیز کے بارے میں حرص وطمع رکھنے والا۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۳۷۔ فتح)، ومسلم (۱۰۴۵).

غریب الحدیث☆ (أفقر) "زیادہ ضرورت مند۔" (فتموله) "اسے اپنے مال میں شامل کر لو"۔ (فلاتتبعه نفسك) "اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگا" یعنی اس سے لاتعلق ہو جا۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اگر سوال کیے بغیر اور حرص وطمع کیے بغیر کوئی مال مل جائے تو اسے لینا جائز ہے۔

❷ دنیا کے مال ومتاع کے بارے میں صحابہ کرام کا زہد اور پھر ان کے ایثار کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مال دے رہے ہیں

اور وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیں۔

◆ مال کو جمع کر کے رکھنے کا جواز جبکہ انسان کی نیت یہ ہو کہ رفاہ عامہ، کار خیر، اہل وعیال اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ راہوں پر خرچ کروں گا۔

◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے جذبہ اتباع رسول اللہ ﷺ کا بیان

۵۹۔ بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْأَكْلِ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَالتَّعَفُّفِ بِهِ عَنِ السُّؤَالِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْإِعْطَاءِ

۵۹۔ باب: اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے، سوال سے بچنے اور دوسروں کو دینے سے گریز نہ کرنے کی ترغیب و تاکید

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ [الجمعة: ١٠]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل (رزق) تلاش کرو''۔

شرح الآیت: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمین میں پھیل جانے اور اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی رزق تلاش کرنے کا حکم دیا۔ یعنی بندہ مسلم کو چاہیے کہ وہ اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کمائے' اس لیے کہ جب انسان اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کماتا ہے تو وہ دوسروں کے مال پر نظر نہیں رکھتا اور کسی سے سوال بھی نہیں کرتا' بلکہ وہ دوسروں پر بھی خرچ کرنے کی حالت میں ہوتا ہے یعنی وہ صدقہ وخیرات کرتا ہے۔

٥٣٩۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ ثُمَّ يَأْتِيَ الْجَبَلَ، فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيْعَهَا، فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۳۹۔ حضرت ابو عبداللہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے' پھر وہ اپنی کمر پر لکڑیوں کا گٹھا لے کر آئے اور اسے فروخت کرے' پس اس طرح اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو (سوال کی ذلت سے) بچا لے تو یہ اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اسے دیں یا نہ دیں''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٣٥۔ فتح).

غريب الحديث☆ (أحبله) حبل کی جمع ''رسیاں''۔ (فيكف الله بها وجهه) ''اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے چہرے کو بچا لے گا''۔ (منعوه) ''وہ اسے نہ دیں''۔

فقه الحديث☆ ◆ سوال کرنے سے بچنے کی ترغیب۔

◆ حصول رزق کے لیے محنت وکوشش کرنے کی ترغیب۔

◆ اگر انسان کو کام کرنے کی طاقت ہو تو اسے اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیے' کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہیے' بلکہ خود محنت کرنی چاہیے' یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں۔

◆ سوال کرنا بھی ذلت کا سبب ہے اور اگر سوال کرنے پر نہ ملے تو یہ اس سے بھی بڑی ذلت کا باعث ہے۔

◆ کسی بھی جائز کام کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ محنت میں عظمت ہے۔

٥٤٠۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۵۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا، فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی لکڑیوں کا گٹھا اپنی کمر پر لاد کر لائے (اور اسے فروخت کرے) تو یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے (ممکن ہے کہ) وہ اسے دے یا نہ دے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۳۵۔ فتح)، ومسلم (۱۰۴۲).

۵٤۱۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی ہی سے کھاتے تھے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ۳۰۳۔ فتح).

فقه الحديث☆◆ مسلمان کے لیے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب اور فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی ہی سے کھاتے تھے۔ آپ لوہے سے زرہیں بناتے تھے۔

◆ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ محنت کرنا توکل کے منافی نہیں نیز یہ دعوت اور طلب علم میں مانع نہیں۔

۵٤۲۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَجَّارًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۳۷۹).

فقه الحديث☆ کسی پیشے کی وجہ سے کسی شخص کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے جیسا کہ حضرت داؤد اور حضرت زکریا علیہما السلام کے پیشے سے پتا چلتا ہے۔

۵٤۳۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۴۳۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ۳۰۳۔ فتح).

غريب الحديث☆ (قط) ''کبھی بھی نہیں''۔

فقه الحديث☆◆ بہترین کھانا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے' جیسا کہ انبیاء علیہم السلام وظیفہ نبوت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی روزی خود کماتے تھے' وہ لوگوں کے اموال پر نظر نہیں رکھتے تھے اور نہ وہ اپنی دعوت و تبلیغ پر کسی قسم کے اجر کی امید رکھتے تھے۔

(۲) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی ہنرمندی اور دستکاری کو حقیر اور ان کے کرنے والوں کو کمتر نہیں سمجھنا چاہیے' بلکہ یہ لوگ تو تکریم و احترام کے مستحق ہیں کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔ (۳) حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کے پیشے سے معلوم ہوا کہ کوئی پیشہ حقیر نہیں اور نہ ان پیشوں کو اختیار کرنے والے کسی لحاظ سے کمتر ہیں۔

٦٠۔ بَابُ الْكَرَمِ وَالْجُوْدِ وَالْإِنْفَاقِ فِي

۶۰۔ باب: کرم وسخاوت اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے

وُجُوهِ الْخَيْرِ ثِقَةً بِاللّٰهِ تَعَالٰى

ہوئے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [سبأ : ٣٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ إِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ [البقرة : ٢٧٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة : ٢٧٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔''

اور فرمایا: ''اور جو کچھ تم خرچ کرو گے پس اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کرتے ہو۔ اور تم جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

اور فرمایا: ''جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔''

شرح الآیات : ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور یہ تسلی دی گئی ہے کہ تم جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ لیکن اس بدلے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے اور اگر ریاکاری اور شہرت کے لیے کیا جائے تو پھر وہ ثواب کے بجائے عذاب کا باعث ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہر کام خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے کیا جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی بدلہ عطا فرماتا ہے' مال کو بڑھاتا ہے اور آخرت میں بھی اجر عظیم سے نوازے گا۔

٥٤٤۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مَعْنَاهُ: يَنْبَغِي أَنْ لَا يُغْبَطَ أَحَدٌ إِلَّا عَلٰى إِحْدٰى هَاتَيْنِ الْخَصْلَتَيْنِ.

۵۴۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں کے بارے میں رشک کرنا جائز ہے: ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور پھر اسے راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق سے بھی نوازا اور ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت سے نوازا اور وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے اور اسے دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

اس کا معنی یہ ہے کہ صرف اس شخص پر رشک کیا جائے جو ان دو خصلتوں میں سے کسی ایک سے نوازا گیا ہو۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٦٥ ـ فتح)، ومسلم (٨١٦).

غريب الحديث☆ (لا حسد) یہاں حسد سے مراد رشک ہے اور رشک کا معنی یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کسی نعمت سے نوازا ہے تو یہ آرزو کرنا کہ جس طرح اسے نعمت ملی ہے ویسے ہی مجھے بھی مل جائے اور وہ نعمت اس کے پاس بھی موجود رہے اور یہ مباح ہے۔ (فسلطه) اسے اختیار اور توفیق دے دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے۔ (هلكته) اس مال کے خرچ کرنے کی (في الحق) ''خیر و بھلائی کے کاموں میں۔'' (حكمة) ''دانائی، ہر چیز کو اس کی مناسب جگہ رکھنا۔'' (يقضي بها) وہ اس حکمت سے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو مسئلے

بتاتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہیں اور ان پر اس منعمِ حقیقی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ہر نعمت کا صحیح اور جائز استعمال کیا جائے۔

❷ اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے تو اسے اس کی رضا والے کاموں میں خرچ کیا جائے‘ لیکن اس چیز کا خیال رہے کہ ورثا کو ان کے حق سے محروم نہ کیا جائے۔

❸ حسد بہت مہلک مرض ہے‘ اس سے بچنا چاہیے‘ یہ نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔

❹ اعمالِ خیر کے سلسلے میں رشک کرنا جائز ہے‘ نیز ان کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

❺ علم وحکمت کی فضیلت کہ اس کے ذریعے فیصلے کیے جائیں‘ لوگوں کو اس کی تعلیم دی جائے اور دین کو سیکھنے کی دعوت دینی چاہیے۔

٥٤٥۔ **وَعَنْهُ** قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟**)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهُ اَحَبُّ اِلَيْهِ. قَالَ: ((**فَاِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهِ مَا اَخَّرَ**)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۴۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟“ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یقیناً اس کا اپنا مال تو وہ ہے جو اس نے (صدقہ کر کے) آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا“۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٢٦٠۔ فتح).

غريب الحديث☆ (**فإن ماله ما قدّم**) یعنی اس کا مال تو وہ ہے جو اس نے صدقہ وخیرات کر کے آگے بھیج دیا اور آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا۔

فقه الحديث☆ اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا اصل مال تو یہی ہے جو قیامت والے دن اس کے کام آئے گا اور جو باقی مال ہے وہ تو اس نے کھالیا تو ختم کر لیا، پہن لیا تو بوسیدہ کر لیا اور جو اپنے پیچھے چھوڑ دیا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بڑے حکیمانہ انداز میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دلائی ہے۔

٥٤٦۔ **وَعَنْ** عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۶۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہو (یعنی خواہ بقدرِ وسعت کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرو)“۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٤٧۔ **وَعَنْ** جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جب کبھی بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے انکار نہیں کیا (کہ میں آپ کو نہیں دیتا)۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٥٥۔ فتح)، ومسلم (٢٣١١).

فقه الحديث☆ ❶ امام یا حکمران سے سوال کرنا جائز ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے جود و کرم اور سخاوت کا بیان ہے کہ آپ کبھی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے اور اگر پاس کچھ ہوتا تو اسے اس انداز سے فیاضی کے ساتھ عطا کرتے کہ فقر کا اندیشہ تک نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے دنیا کے حریص نہیں تھے۔

٥٤٨۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں، دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں' ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! خرچ نہ کرنے والے کے مال کو تلف فرما۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۹۵) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٤٩۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ! يُنْفَقْ عَلَيْكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اے ابن آدم! تو خرچ کر' تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ٣٥٢۔ فتح)، ومسلم (٩٩٣).

غريب الحديث☆ (أنفق) اللہ تعالیٰ کی رضا والے کاموں پر خرچ کر۔'' (ينفق عليك) تمہارے خرچ کرنے کے بدلے میں تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا یعنی تجھے خرچ شدہ سے زیادہ اور بابرکت مال دیا جائے گا۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب' اس لیے کہ یہ رزق میں برکت کا باعث ہے۔

❷ انسان جس قدر فقراء و مساکین اور محتاجوں پر خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی قدر اسے عطا کرتا ہے یعنی اسے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے خزانے بھرے ہوئے ہیں' وہ خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتے' اس لیے اللہ تعالیٰ دن رات خرچ کرتا ہے اور وہ کمی کے ڈر سے اپنے خزانوں کے منہ بند نہیں کرتا۔

٥٥٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کھانا کھلاؤ اور سلام کہو جسے تم جانتے ہو اور جسے نہیں جانتے ہو (اسے بھی سلام کہو)۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٥٥۔ فتح)، ومسلم (٣٩).

غريب الحديث☆ (أي الاسلام) ''کون سا اسلام؟'' یعنی اسلام کی کون سی خصلت؟ (تطعم) ''تم کھانا کھلاؤ'' یعنی صدقے کے طور پر یا ہدیے اور ضیافت کے طور پر۔ (وتقرأ السلام) ''تم سلام کرو'' یعنی سلام پھیلاؤ' سلام عام کرو۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے امور دین کے متعلق ایسی باتیں پوچھتے رہتے تھے جو دنیا و آخرت کے لیے نفع مند ہوں۔

◆ فقراء ومساکین، مسافروں اور ضعیفوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب، دوست احباب اور مہمانوں کو کھانا کھلانا بھی اس میں شامل ہے۔

◆ سلام کرنے سے مراد ہے کہ کسی تخصیص کے بغیر ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیے' اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اور نفرت وعداوت ختم ہوتی ہے۔

۵۵۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْجَنَّةَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي بَابِ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ.

۵۵۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس خصلتیں ہیں: ان میں سے سب سے اعلیٰ دودھ دینے والی بکری بطور عطیہ دینا ہے' جو شخص بھی ثواب کی امید اور اس پر کیے گئے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے ان میں سے کسی بھی خصلت پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا''۔ (بخاری) اس حدیث کا بیان ''باب کثرۃ طرق الخیر'' میں گزر چکا ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۵۵۲۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ، وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۵۲۔ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! اگر تم زائد از ضرورت مال خرچ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر اسے روک کر رکھو گے تو تمہارے لیے برا ہوگا' اور بقدر کفاف (گزارے لائق) روزی ملنے پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور خرچ کرنے کی ابتدا ان سے کرو جو تیرے زیر کفالت ہیں اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۱۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۵۵۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ، وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ: يَا قَوْمِ! اَسْلِمُوْا! فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءَ مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ، وَاِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا، فَمَا يَلْبَثُ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے نام پر کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپ نے وہ ضرور عطا فرمائی۔ ایک دفعہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں' وہ اسے دے دیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا تو اس نے کہا: اے میری قوم! اسلام قبول کرلو' کیونکہ محمد ﷺ اس شخص کی طرح عطا فرماتے ہیں جسے فقر کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص صرف حصول دنیا کے لیے اسلام قبول کرتا تو تھوڑے ہی عرصہ بعد اسلام اسے دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوجاتا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۳۱۲) (۵۸).

غریب الحدیث☆ (یلبث) ''ٹھہرنا، تھوڑی مدت گزرنا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ تالیفِ قلب کے لیے نومسلموں کو مال زکوۃ میں سے مال دینا چاہیے تاکہ وہ اسلام پر پختہ ہو جائیں' اگر کوئی شخص ابتدا میں صرف حصولِ دنیا یا کسی مفاد کی خاطر اسلام قبول کرتا ہے تو تھوڑا ہی عرصہ گزرنے کے بعد وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے اور ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے تو پھر وہ اسلام و ایمان پر کسی چیز کو مقدم نہیں کرتا' بلکہ اسے دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب اسلام و ایمان ہو جاتا ہے' حتیٰ کہ وہ ان کی حفاظت کے لیے اپنی جان کی قربانی بھی پیش کر دیتا ہے۔

❷ نبی ﷺ کی سخاوت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی اہمیت کا بیان کہ آپ اس کی سربلندی کے لیے مال کثیر خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

٥٥٤ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانُوْا اَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِي اَنْ يَّسْأَلُوْنِي بِالْفُحْشِ، اَوْ يُبَخِّلُوْنِي، وَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۵۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم فرمایا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں سے تو' جنھیں آپ نے مال دیا ہے' دوسرے لوگ زیادہ مستحق تھے؟ آپ نے فرمایا: ''انھوں نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو یہ کہ وہ مجھ سے سختی سے سوال کرتے' پس مجھے انہیں دینا پڑتا یا یہ کہ وہ مجھے بخیل قرار دیتے' حالانکہ میں بخل کرنے والا نہیں ہوں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۰۵٦).

غریب الحدیث☆ (إنهم خیرونی أن یسألونی بالفحش فأعطیهم) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ضعفِ ایمان کی وجہ سے بڑی سختی کے ساتھ مجھ سے سوال کیا' اب میں اگر انہیں نہ دیتا تو وہ مجھے بخیل قرار دیتے۔

فقه الحدیث☆ ❶ نبی ﷺ کے خلق عظیم کا بیان کہ آپ صبر و حلم کے پیکر اور جاہلوں سے اعراض کرنے والے تھے' ان سے الجھتے نہیں تھے۔

❷ بڑی شدت سے سوال کرنے کی مذمت۔

❸ مالِ زکوۃ اور خمس میں سے تالیفِ قلب کے لیے نومسلموں کو مال دینا چاہیے' تاکہ وہ اسلام پر پختہ ہو جائیں اور ان کے دل میں دین کی محبت راسخ ہو جائے۔

❹ بخل انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا شیوہ نہیں۔

٥٥٥ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، فَعَلِقَهُ الْاَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ، حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ، فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَعْطُوْنِي رِدَائِي، فَلَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا، لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِي بَخِيلًا وَلَا

۵۵۵۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ حنین سے واپسی پر نبی ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے کہ کچھ دیہاتی آپ سے چمٹ کر سوال کرنے لگے حتیٰ کہ انھوں نے آپ کو ایک کیکر کے درخت کی طرف مجبور کر دیا اور اس درخت (کے کانٹوں) نے آپ کی چادر کو اچک لیا (یعنی چادر ان سے الجھ گئی) تو نبی ﷺ ٹھہر گئے اور فرمایا: ''میری چادر تو مجھے دو' اگر میرے پاس ان خاردار درختوں کے

كَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((مَقْفَلَهُ)) اَيْ: حَالَ رُجُوْعِهِ. وَ ((السَّمُرَةُ)): شَجَرَةٌ. وَ ((الْعِضَاهُ)) شَجَرٌ لَهُ شَوْكٌ.

برابر اونٹ ہوتے تو میں انہیں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھے بخیل پاتے نہ جھوٹا اور نہ بزدل''۔ (بخاری)

(مقفله) ''لوٹتے وقت''۔ (السمرة) ''درخت''۔ (العضاه) ''خاردار درخت''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٥١ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (حنین) مکہ کے قریب ایک وادی' غزوۂ حنین یہیں ہوا تھا۔

فقه الحديث☆ ❶ بخل، جھوٹ اور بزدلی کی مذمت نیز مسلمان حکمران میں یہ صفات نہیں ہونی چاہییں۔

❷ نبی ﷺ کے حلم، حسن خلق' سخاوت اور دیہاتیوں کی بے ادبی پر صبر کا بیان۔

❸ بوقت ضرورت اپنی صفات حمیدہ کا ذکر کرنا جائز ہے' تاکہ جاہل لوگ کسی قسم کی بدگمانی کا شکار نہ ہوں' نیز ایسے موقع پر یہ وضاحت فخر و ریا میں شامل نہیں ہوگی جو فعل مذموم ہے۔

٥٥٦ـ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۵۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقے نے کبھی مال کم نہیں کیا' عفوو درگزر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٨٨).

غريب الحديث☆ (بعفو) ''عفوو درگزر'' (عزاً) ''عزت، سیادت''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت فرما دیتا ہے اور اس کے عوض میں مزید مال و دولت سے نواز دیتا ہے اور پھر آخرت میں بھی اجر و ثواب سے نوازے گا۔

❷ لوگوں کو معاف کرنے اور درگزر سے کام لینے کی فضیلت اور حقیقت بیان کی گئی ہے کہ یہ بہت عزیمت والا عمل ہے' اس سے بندے کی عزت کم نہیں ہوتی' بلکہ اس طرح کے رویے سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا فرما دیتا ہے اور اس بندے کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

❸ عفوو درگزر سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے' اس لیے یہ مکارم اخلاق میں سے ہے اور مکارم اخلاق سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

٥٥٧ـ وَعَنْ اَبِي كَبْشَةَ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ الْاَنْمَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَ اللّٰهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، اَوْ كَلِمَةً

۵۵۷۔ حضرت ابوکبشہ عمر بن سعد انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں تین چیزوں پر قسم کھاتا ہوں اور تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں' اسے یاد رکھو (وہ یہ کہ) کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا' اگر کوئی مظلوم شخص ظلم پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور اگر کوئی آدمی مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ

نَحْوَهَا. وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ: اِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ:
عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا، فَهُوَ يَتَّقِي فِيْهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ.
وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا، وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا، فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ.
وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا، وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا، فَهُوَ يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، لَا يَتَّقِيْ فِيْهِ رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ.
وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ اَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

کھول دیتا ہے یا آپ کے فقر جیسا کوئی اور کلمہ فرمایا اور فرمایا: میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھو فرمایا: دنیا میں چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں:- (۱) ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ ان کے بارے میں اپنے رب سے ڈرتا ہے' رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسے بھی ادا کرتا ہے' پس یہ آدمی اعلیٰ منزل پر فائز ہوگا۔
(۲) اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا مگر مال نہیں عطا فرمایا' لیکن وہ صدق نیت کا مالک ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی کی طرح عمل (خرچ) کرتا۔ پس جب اس کی نیت یہ ہے تو اس کا اور اس پہلے (خرچ کرنے والے) شخص کا اجر برابر ہے۔
(۳) اور تیسرا وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال عطا فرمایا ہے لیکن علم سے نہیں نوازا' وہ جہالت کی وجہ سے اپنا مال ضائع کر رہا ہے اور اس کے بارے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حق پہچانتا ہے' تو ایسا شخص بدترین مرتبے والا ہے۔
(۴) اور چوتھا وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا نہ علم اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس فلاں شخص کی طرح اندھا دھند (گناہ کے راستوں میں) خرچ کرتا۔ پس جب اس کی نیت یہ ہے تو پھر اس کا اور تیسرے بندے کا گناہ برابر ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح : أخرجه الترمذی (۲۳۲۵)، وابن ماجه (۴۲۲۸)، وأحمد (۴/ ۲۳۰ و ۲۳۱).

غریب الحدیث☆ (ثلاثة) ''تین خصلتیں اور صفتیں ہیں''۔ (مظلمة) کسی پر زیادتی کی گئی' ظلم کیا گیا یا حق دبایا گیا۔ (يعلم لله فيه حقًا) ''وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے'' خواہ وہ واجب ہو یا فرضِ کفایہ یا مستحب۔

فقه الحدیث☆❶ کسی چیز میں تاکید پیدا کرنے کے لیے یا سامع کے دل سے شک دور کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔
❷ صبر کرنے' مصیبتیں برداشت کرنے اور ظلم کے برابر بدلہ نہ لینے کی ترغیب کا بیان ہے' نیز اگر کوئی شخص کسی عمل کے کرنے پر قادر ہو لیکن وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وہ عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر جزا عطا فرماتا ہے۔

◆ عفو و درگزر کا اجر دنیا و آخرت میں رفعت و عزت اور عظمت کی صورت میں ملتا ہے۔
◆ بغیر ضرورت کے سوال نہیں کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ فقر کا دروازہ کھولتا ہے۔
◆ اہلِ دنیا کی اقسام بیان کی گئی ہیں کہ وہ چار قسم کے ہیں۔
◆ اخلاص نیت کے ساتھ علم حاصل کرنا چاہیے اور عمل کرنا چاہیے۔
◆ صلہ رحمی کرنے کی ترغیب۔
◆ علم کے بغیر مال باعث ہلاکت ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے خوف کے بغیر غضب الٰہی کا باعث ہے۔
◆ انسان پختہ نیت اور عزم پر بھی ثواب و عقاب کا مستحق قرار پاتا ہے' اگرچہ وہ عمل نہ کر سکے۔
◆ اگر مال کے بارے میں شرعی حدود کا خیال رکھا جائے تو یہ باعثِ برکت و فضیلت ہے اور اگر اس میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو یہ قابل مذمت ہے۔

٥٥٨- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بَقِيَ مِنْهَا؟)) قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا، قَالَ: ((بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

وَمَعْنَاهُ: تَصَدَّقُوْا بِهَا اِلَّا كَتِفَهَا فَقَالَ: بَقِيَتْ لَنَا فِي الْآخِرَةِ اِلَّا كَتِفَهَا.

۵۵۸۔ حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک بکری ذبح کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس بکری میں سے کیا بچا ہے؟'' حضرت عائشہ ﷞ نے کہا: صرف ایک دستی بچی ہے' آپ نے فرمایا: ''اس دستی کے سوا باقی سب بچا ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث صحیح ہے)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے اس دستی کے سوا باقی گوشت صدقہ کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے جو صدقہ کر دیا آخرت میں وہی ہمارے لیے ذخیرہ ہو گیا (جس کا ہمیں ثواب ہو گا) سوائے اس دستی کے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه الترمذی (٢٤٧٠) باسناد صحیح.

فقه الحديث☆◆ صدقہ کرنے کی ترغیب اور اس کا اہتمام کہ انسان کو سب کچھ خود ہی نہیں کھا جانا چاہیے' بلکہ صدقہ و خیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔
◆ رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت کی سخاوت کا بیان کہ انسان جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ ہو جاتا ہے' جس کا اسے ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عمل ضائع نہیں ہوتا بلکہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

٥٥٩- وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُوْكِيْ فَيُوْكَى عَلَيْكِ)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((اَنْفِقِيْ اَوِ انْفَحِيْ، اَوِ انْضِحِيْ، وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ، وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۵۹۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بخل اور کنجوسی نہ کرو (میانہ روی اختیار کرو) ورنہ تم سے بھی ہاتھ کھینچ لیا جائے گا (یعنی تمھیں دینے والا دینا بند کر دے گا)''۔

ایک روایت میں ہے: ''خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھیں بھی گن گن کر دے گا اور سینت سینت کر نہ رکھو (جمع نہ کرو)

وَ ((انْفَحِي)) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: وَهُوَ بِمَعْنَى اَنْفِقِي، وَكَذٰلِكَ: ((انْضَحِي)).

ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ کرے گا''۔

(انفحي) حاء کے ساتھ' اس کا معنی ہے ''خرچ کرو'' اور (انضحي) کا بھی یہی معنی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۹۹ و ۳۰۰۔ فتح)، ومسلم (۱۰۲۹) (۸۸ و ۸۹).

غريب الحديث☆ (لا توكي) تم ذخیرہ نہ کرو اور جو تمہارے پاس ہے اسے روک کر نہ رکھو'' (فيوكي عليك) ''پھر تمہیں بھی نہیں دیا جائے گا''۔ (ولا تحصي) ''مال کو روک کر اور گن گن کر نہ رکھو''۔ (فيحصي الله عليك) ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں رزق نہیں دے گا یا قیامت والے دن اس کا تحت حساب لے گا۔ (ولا توعي) ''جو مال بچ جائے اسے روک کر نہ رکھو'' (فيوعي الله عليك) ''اللہ تعالیٰ تم سے اپنا فضل وکرم روک لے گا''۔

فقه الحديث☆ ◆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب وتاکید۔

◆ مال ختم ہونے کے اندیشے سے خرچ نہ کرنے کی فکر سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ اس فکر سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور جو شخص اپنا مال گن گن کر رکھتا ہے اور حساب کر کے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے پھر حساب ہی سے دیتا ہے حالانکہ اس کی صفت تو یہ ہے۔ ﴿يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (البقرة: ۲۱۲)

◆ اللہ تعالیٰ کے اس اصول کا بیان ہے کہ وہ جزا جنس عمل ہی سے دیتا ہے یعنی جیسا کوئی عمل کرتا ہے تو وہ ویسا ہی بدلہ پاتا ہے۔

۵۶۰۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا، فَاَمَّا الْمُنْفِقُ، فَلَا يُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ، اَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهِ حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهُ، وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ، وَاَمَّا الْبَخِيْلُ، فَلَا يُرِيْدُ اَنْ يُّنْفِقَ شَيْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ ((الْجُنَّةُ)) الدِّرْعُ؛ وَمَعْنَاهُ: اَنَّ الْمُنْفِقَ كُلَّمَا اَنْفَقَ سَبَغَتْ، وَطَالَتْ حَتّٰى تَجُرَّ وَرَاءَهُ، وَتُخْفِيَ رِجْلَيْهِ وَاَثَرَ مَشْيِهِ وَخُطُوَاتِهِ.

۵۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی، جن کے بدن پر لوہے کی زرہیں' ہیں جوان کے سینے سے ہنسلی تک ہیں' پس جو خرچ کرنے والا ہے جب وہ خرچ کرتا ہے تو وہ زرہ اس کے جسم پر پوری آ جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے قدموں کے نشان کو مٹا دیتی ہے اور جو بخیل ہے وہ چونکہ کچھ بھی خرچ نہیں کرنا چاہتا تو پھر زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے' پس وہ اسے ڈھیلا کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا''۔ (متفق علیہ)

(الجنة) ''زرہ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو وہ زرہ بڑی اور لمبی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پیچھے گھسٹنے لگتی ہے اور اس کے قدموں اور چلنے کے نشانات کو چھپا دیتی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۰۵۔ فتح)، ومسلم (۱۰۲۱).

غريب الحديث☆ (تراقيهما) ''ترقوة'' کی جمع ہے ''ہنسلی''۔ (سبغت) ''ڈھانپ لیا''۔ (وفرت) ''پوری آ گئی''۔ (بنانه)

''انگلیوں کے پور''۔ (تعفو أثره) ''اس کے قدموں کے نشان مٹا دیتی ہے' ظاہر نہیں ہونے دیتی''۔ (لزقت) ''چمٹ جاتی ہے، پیوست ہو جاتی ہے''۔

فقه الحديث☆❶ اس مثال میں صدقہ کرنے والے کی بخیل پر فضیلت ظاہر کی گئی ہے۔

❷ صدقہ گناہوں کو اسی طرح مٹا دیتا ہے جس طرح کھلی قمیص انسان کے پورے جسم اور پاؤں کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتی ہے بلکہ لمبی ہونے کی وجہ سے قدموں کے نشانات بھی ظاہر نہیں ہونے دیتی' اسی طرح صدقہ انسان کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کی کمزوریوں کو چھپا دیتا ہے اور اس کے لیے برکت کا وعدہ ہے۔

❸ بخیل، جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے مال میں سے خرچ نہیں کرتا تو اس کے اس مال کی وجہ سے اسے قیامت والے دن داغا جائے گا اور اسے کہا جائے گا کہ یہ تمہارا خزانہ ہے اور یہ تمہارا مال ہے نیز بخیل کے لیے ذلت و رسوائی کا وعدہ ہے۔

❹ سخی آدمی جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ یعنی دل فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے اور وہ ایک عجیب سی خوشی محسوس کرتا ہے اور جب بخیل کے سامنے صدقے کا ذکر ہی کیا جاتا ہے تو اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے اور وہ طبیعت میں بے چینی سی محسوس کرتا ہے اور ہاتھوں کو خرچ کرنے سے روک لیتا ہے۔

٥٦١ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْفَلُوُّ)) بِفَتْحِ الْفَاءِ وَضَمِّ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الْوَاوِ، وَيُقَالُ أَيْضًا: بِكَسْرِ الْفَاءِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَتَخْفِيفِ الْوَاوِ: وَهُوَ الْمُهْرُ.

۵۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص طیب اور پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ اور طیب کمائی کے صدقے کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے' پھر اس کو صاحب صدقہ کے لیے بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی ایک اپنے بچھیرے کو پالتا اور اس کی پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ (ایک کھجور بڑھ کر) پہاڑ جیسی ہو جاتی ہے''۔ (متفق علیہ)

(الْفَلُوُّ) فاء پر زبر' لام پر پیش اور واؤ پر شد اور اسے (فِلْوٌ) فاء پر زیر' لام ساکن اور واؤ شد کے بغیر بھی پڑھا جاتا ہے' اس کے معنی ہیں ''گھوڑی کا بچھیرا''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۷۸ـ فتح)، ومسلم (۱۰۱٤).

غريب الحديث☆ (بعدل) ''برابر'' یعنی کھجور کی قیمت کے برابر صدقہ۔

فقه الحديث☆❶ اللہ تعالیٰ صرف حلال اور طیب و پاکیزہ کمائی کے صدقے کو قبول کرتا ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی طیب ہے اور طیب چیز کو قبول فرماتا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ حلال کمائی کے صدقے کو بڑھاتا ہے حتیٰ کہ وہ اجر و ثواب میں پہاڑ کی مانند بڑھ جاتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے لیے دو ہاتھوں کا ثبوت ہے اور وہ دونوں دائیں ہیں' ہم اس پر بغیر تاویل اور تشبیہ کے ایمان رکھتے ہیں اور وہ ہاتھ ویسے ہی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں۔ اور حدیث کے اس حصے یعنی اللہ تعالیٰ دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے کی تاویل کرنا کہ یہ قبول کرنے یا اللہ کے راضی ہونے سے کنایہ ہے تو یاد رہے ایسی تاویل باطل اور مردود ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بلا تکییف و تمثیل اور تشبیہ و تعطیل ایمان لانا ضروری ہے اور سلف صالحین کا یہی منہج ہے اور یہی مسلک حق ہے۔

٥٦٢ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحَّى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ لِلْإِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هٰذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِإِسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ فَقَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هٰذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْحَرَّةُ)) الْأَرْضُ الْمُلْبَسَةُ حِجَارَةً سَوْدَاءَ. ((وَالشَّرْجَةُ)) بِفَتْحِ الشِّينِ الْمُعْجَمَةِ وَإِسْكَانِ الرَّاءِ وَبِالْجِيمِ: هِيَ مَسِيلُ الْمَاءِ.

۵۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی صحرا میں جا رہا تھا کہ اس نے بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر پس بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے اپنا پانی سیاہ پتھریلی زمین پر برسا دیا۔ پس ان نالوں میں سے ایک نالے نے وہ سارا پانی اپنے اندر جمع کر لیا (اور پانی اس نالے میں بہنے لگا)۔ یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے پیچھے چلتا گیا' اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا اپنے بیلچے یا کسی سے باغ کو پانی لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! تم نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے بادل میں ایک آواز سنی جس بادل کا یہ پانی ہے کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر اور یہ وہی تمہارا نام ہی ہے (جو میں نے سنا تھا)۔ تمہارا اس باغ کے بارے میں کیا دستور اور عمل ہے؟ اس آدمی نے کہا: اب تم جو یہ کہہ رہے ہو (تو میں تمہیں اپنے عمل کے بارے میں بتا دیتا ہوں) میں اپنے باغ کی پیداوار کا اندازہ اور تخمینہ لگاتا ہوں اور اس کا ایک تہائی صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میری اور میرے اہل و عیال کی خوراک کے لیے ہوتا ہے اور ایک تہائی اس باغ پر دوبارہ لگا دیتا ہوں۔'' (مسلم)

(لاحرۃ) ''سیاہ پتھریلی زمین''۔ (الشرجۃ) شین پر زبر' راء ساکن اور جیم ''پانی کا نالہ یا پانی کی گزرگاہ۔''

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۹۸٤).

غریب الحدیث☆ (فَلاۃ) ''صحرا''۔ (حدیقة) ''باغ''۔ (ما یخرج منها) ''اس کی پیداوار۔''

فقه الحدیث☆ ❶ سابقہ امتوں میں بڑے عجیب قسم کے واقعات ہوئے' ہم صرف ان واقعات کی تصدیق کریں گے جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

- اہل و عیال اور محتاجوں و ضرورت مندوں پر خرچ کرنے سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔
- فرشتوں کے ذمے مختلف امور لگائے گئے ہیں' ان میں سے بعض بارش برسانے پر مامور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برساتے ہیں۔
- اولیائے کرام سے کرامت کا ظہور ممکن ہے لیکن یہ کرامت و کشف حتیٰ کہ نبی کا معجزہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں' کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ جب چاہے کشف و کرامت کے ذریعے سے کوئی ان ہونا کام کر کے دکھا سکتا ہے۔

٦١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُخْلِ وَالشُّحِّ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى. وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ اِذَا تَرَدّٰى﴾ [الليل: ٨-١١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [التغابن: ١٦].

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَتَقَدَّمَتْ جُمْلَةٌ مِنْهَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ.

٦١- باب: بخل اور حرص وطمع کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا' تو ہم اس کے لیے تنگی کا سامان مہیا کر دیتے ہیں (یعنی ایسی راہ پر لگا دیتے ہیں جس کا انجام برا ہے) اور اس کا مال اس کے کام نہیں آئے گا جب وہ ہلاک ہوگا (یا جب جہنم میں گرے گا)۔''

اور فرمایا: ''جو اپنے نفس کے بخل اور حرص وطمع سے بچالیا گیا' پس وہی کامیاب ہے''۔

اس سلسلے میں کچھ احادیث باب سابق میں گزر چکی ہیں۔

شرح الآیت: بخل کی تعریف یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کو اس خوف کی وجہ سے خرچ نہ کرے کہ یہ خرچ کرنے سے ختم ہو جائے گا۔ اور ''شح'' بخل سے بھی زیادہ بری چیز ہے' اس لیے کہ ''شح'' کی صورت میں آدمی ایسے مال کو بھی خرچ نہ کرنے کی حرص رکھتا ہے جو ابھی اس کے پاس نہیں اور جب وہ مال اس کے پاس آجاتا ہے تو وہ اس پر بہت حریص ہو جاتا ہے اور اسے خرچ کرنے کے بارے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ پس بخل شح کا ثمرہ ہے اور شح بخل کا حکم دیتا ہے۔ تو بخیل وہ شخص ہے جو شح کے داعی کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص شح یعنی حرص شدید جو انسان کو محارم کے ارتکاب پر ابھارتی اور حقوق کی ادئیگی سے روکتی ہے' سے بچالیا گیا وہ کامیاب ہوگیا۔

٥٦٣- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو' اس لیے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کا باعث ہوگا اور شح (بخل وحرص) سے بچو' اس لیے کہ بخل وحرص نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا' اسی (بخل) نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے خون بہائیں اور انہوں نے حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھ لیا۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۰۳) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٢- بَابُ الْاِيْثَارِ وَالْمُوَاسَاةِ

٦٢- باب: ایثار وقربانی اور ہمدردی وغم خواری کرنا

حافظ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ نے ''مدارج السالکین (۲/۲۹۱-۳۰۴)'' میں فرمایا کہ ایثار شح (بخل وحرص) کی ضد ہے' اس لیے کہ ایثار کرنے والا اپنی ضرورت کو قربان کر دیتا ہے اور کسی دوسرے کو اپنے پر ترجیح دیتا ہے اور یہ جود وسخا اور احسان کا مقام ہے۔ اور اسے ایثار سے موسوم کیا گیا کہ یہ منازل انفاق میں سب سے بلند مرتبہ ہے انفاق کے اور تین مراتب ہیں:-

① سخاوت: اس درجے میں انسان جب خرچ کرتا ہے تو اسے یہ خیال نہیں آتا کہ اس سے میرا مال کم ہو جائے گا یا پھر اس پر یہ چیز گراں نہیں گزرتی۔

② جود: اس میں انسان اپنے پاس کم رکھتا ہے اور زیادہ خرچ کرتا ہے یا پھر وہ جتنا اپنے پاس رکھتا ہے اتنا ہی خرچ کر دیتا ہے۔

③ ایثار: اس میں انسان خود ضرورت مند ہونے کے باوجود کسی دوسرے کو دے دیتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر: ٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ [الدهر: ٨] اِلٰى آخِرِ الْآيَاتِ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود بھوکے ہی ہوں۔''

اور فرمایا: ''اور وہ اس (طعام، دنیوی مال و متاع) کی محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔

شرح الآیات: پہلی آیت میں مومنوں کے کردار اور ایثار و قربانی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ خود بھی ضرورت مند ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں۔ جبکہ دوسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ دنیوی مال و متاع کی محبت کے باوجود اسے مسکینوں، یتیموں، قیدیوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

٥٦٤- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ مَجْهُوْدٌ، فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ، فَقَالَتْ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَاءٌ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى، فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى قُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ: لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَاءٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا اللَّيْلَةَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ، فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ: اَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، اِلَّا قُوْتَ صِبْيَانِيْ. قَالَ: عَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ وَاِذَا اَرَادُوا الْعَشَاءَ، فَنَوِّمِيْهِمْ، وَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا، فَاَطْفِئِي السِّرَاجَ، وَاَرِيْهِ اَنَّا نَاْكُلُ؛ فَقَعَدُوْا وَاَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا اَصْبَحَ، غَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: فَقَالَ: ((لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: میں (بھوک کی وجہ سے) سخت مشقت میں ہوں (مجھے کھانا کھلائیں)۔ پس آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں سے ایک کی طرف پیغام بھیجا تو انھوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میرے پاس تو صرف پانی ہے۔ پھر آپ نے دوسری زوجہ محترمہ کے پاس پیغام بھیجا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا حتی کہ ان سب نے یہی جواب دیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تب نبی ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا: ''آج کی رات کون اس کی مہمانی کرے گا؟'' انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں (اس کی مہمانی کروں گا)۔ پس وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب تکریم کرنا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں صرف میرے بچوں کا کھانا ہے۔ انھوں نے کہا: جب وہ شام کا کھانا مانگیں تو انہیں کسی چیز سے بہلاؤ اور انہیں سلا دو اور جب ہمارا مہمان گھر میں داخل ہو تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہی ظاہر کرنا کہ ہم (بھی اس کے ساتھ) کھا رہے ہیں۔ پس وہ سب (کھانے کے لیے) بیٹھ گئے مہمان نے کھانا کھا لیا اور ان دونوں (میاں بیوی) نے (بچوں سمیت) بھوکے رات گزاری۔ پس جب صبح ہوئی اور وہ

(میزبان) نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''تم نے آج رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱۱۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۵٤).

غریب الحدیث☆ **(مجھود)** ''بھوک کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے''۔ **(رحله)** ''اپنے گھر' قیام گاہ''۔ **(الاقوت صبیانی)** ''صرف میرے بچوں کی خوراک ہے''۔ **(عللیھم)** ''انہیں بہلانا''۔ **(وأریه أنا نأکل)** ''اور اسے یہ محسوس کرانا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں''۔ **(طاویین)** ''بھوکے''۔ **(غدا)** ''وہ صبح کو گیا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ مہمان کی عزت و تکریم کرنا اسلام میں واجب ہے۔

❷ مہمان نوازی کی استطاعت نہ ہو تو مہمان کو کسی صاحبِ استطاعت شخص کا مہمان بنانا جائز ہے تاکہ وہ اچھی طرح اس کی ضیافت کر سکے۔

❸ رسول اللہ ﷺ کی تنگدستی اور گھریلو زندگی کے بارے میں پتا چلتا ہے کہ آپ کے گھر میں تمام ازواجِ مطہرات کے پاس پانی کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی۔

❹ انصار صحابہ کے جذبہ ایثار کا بیان ہے کہ اپنے بچوں کو بھوکا سلا دیتے ہیں' خود بھوکے سو جاتے ہیں مگر مہمان کی خوب خاطر مدارات کرتے ہیں۔

❺ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے باخبر ہے' اس ذاتِ باری تعالیٰ نے اس جذبہ ایثار و قربانی کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور بذریعہ وحی اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کو بھی اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔

❻ سورۂ حشر کی آیت (۹) ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ کے سببِ نزول کا بیان۔

❼ اللہ تعالیٰ کی صفتِ تعجب و سرور کا بیان کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

٥٦٥ ـ وعنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ)). متفق عليه.

وفي رواية لمسلم عن جابر رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: ((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ)).

۵۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کو اور تین کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔'' (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا کھانا دو کو، دو آدمیوں کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۳۵ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۵۸).

فقہ الحدیث☆ ❶ مکارمِ اخلاق، ہمدردی، ایثار اور قناعت کی ترغیب ہے۔

❷ مل جل کر اکٹھے کھانا کھانا مستحب ہے' اس لیے کہ جس قدر زیادہ افراد مل کر کھانا کھائیں گے تو اسی قدر برکت زیادہ ہوگی اور اسی برکت کی وجہ سے تھوڑے افراد کا کھانا زیادہ افراد کو کافی ہو جائے گا۔

❸ دوسروں کو کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان ہے کہ اگر کھانا کھاتے وقت کوئی شخص پاس بیٹھا ہو تو اسے بھی کھانے میں شریک کرنا چاہیے' اس سے برکت ہوگی' یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اس شخص کے شریک ہونے سے کھانا کم ہو جائے گا۔

۵۶۶۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ**)) فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۶۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ نبی ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا اور اپنی نظر دائیں بائیں گھمانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد کوئی سواری ہو تو اس کو چاہیے کہ یہ زائد سواری اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس شخص کے پاس زائد زادراہ ہو تو اسے چاہیے کہ یہ اسے دے دے جس کے پاس زادراہ نہ ہو''۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مختلف قسم کے مال کا ذکر کیا حتی کہ ہم نے سمجھا کہ ہم میں سے کسی شخص کا بھی (اپنی) زائد از ضرورت چیز پر کوئی حق نہیں ہے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۷۲۸).

غريب الحديث☆ **(يصرف)** ''پھیرنے لگا' گھمانے لگا۔'' **(فضل ظهر)** ''زائد از ضرورت سواری۔'' **(فليعدبه)** ''اسے صدقہ کر دے''۔ **(زاد)** زادراہ، توشہ' کھانا''۔

فقه الحديث☆

❶ امام و حکمران کو اپنی رعیت کا خیال رکھنا چاہیے اور حالات و ضروریات کے مطابق ان کی راہنمائی کرتے رہنا چاہیے۔

❷ نیک اعمال میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے' ان کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیے اور ان کی مدد کرنی چاہیے۔ اسلام نے مسلم معاشرے کو جسم واحد کی طرح قرار دیا ہے کہ اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ کاش کہ مسلمان اسلامی تعلیمات کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں۔

❸ رسول اللہ ﷺ کسی کام کی طرف توجہ دلاتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم فوراً عمل کرتے۔

۵۶۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ، فَقَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ لِاَكْسُوَكَهَا، فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا، فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا لَاِزَارُهُ، فَقَالَ فُلَانٌ: اكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا! فَقَالَ: ((**نَعَمْ**)) فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا، ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا اَحْسَنْتَ! لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا، ثُمَّ سَاَلْتَهُ، وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا! فَقَالَ: اِنِّي وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهَا، اِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِي. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۶۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک بُنی ہوئی چادر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے کہا: میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے تاکہ اسے آپ کو پہناؤں۔ پس نبی ﷺ نے اسے اپنی ضرورت کی چیز سمجھتے ہوئے قبول فرمالیا۔ پس آپ اس چادر کو تہ بند کے طور پر باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے تو کسی شخص نے کہا: آپ اسے مجھے پہنا دیں' یہ کس قدر خوبصورت اور اچھی ہے! آپ نے فرمایا: ''اچھا''۔ پس نبی ﷺ مجلس میں بیٹھے رہے پھر واپس گھر چلے گئے تو اس چادر کو لپیٹا اور اس شخص کے پاس بھیج دیا۔ پس لوگوں نے اسے کہا: تم نے اچھا نہیں کیا' نبی ﷺ نے اسے پہنا ہوا تھا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی اور تم نے پھر بھی آپ سے یہ چادر مانگ لی اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ

آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ اس آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے آپ سے یہ چادر اس لیے نہیں مانگی کہ میں اسے پہنوں گا بلکہ میں نے تو اس لیے مانگی ہے کہ یہ میرا کفن بن جائے۔ حدیث کے راوی حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ چادر اس کا کفن بنی۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۱۴۳ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (بردة) دھاری دار چادر۔' (إزاره) ''آپ کی تہ بند''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ ہدیہ قبول کرنا مستحب ہے' اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

❷ نبی کی سخاوت کا بیان کہ آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔

❸ ضرورت سے پہلے کسی چیز کو تیار کر لینا جائز ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے کفن کے لیے کوئی کپڑا مخصوص کر لے تو یہ جائز ہے۔

❹ اگر کسی شخص نے اچھے کپڑے پہنے ہوں تو دیکھنے والا ان کی تعریف کر سکتا ہے۔

❺ رسول اللہ ﷺ کے آثار جیسے آپ کے وضو کا پانی، آپ کا پسینا اور آپ کے بالوں کو متبرک سمجھنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے او رتبرک حاصل کرنا صرف آپ کے آثار کے ساتھ خاص تھا' آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کیا۔

٥٦٨ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((أَرْمَلُوا)): فَرَغَ زَادُهُمْ، أَوْ قَارَبَ الْفَرَاغَ.

۵۶۸۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اشعری ایسے لوگ ہیں کہ جب جہاد میں ان کا زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے یا مدینے میں رہتے ہوئے ان کے اہل و عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اسے ایک برتن کے ذریعے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں''۔ (متفق علیہ)

(أرملوا) ان کا زاد راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۵/ ۱۲۸ـ ۱۲۹ـ فتح)، ومسلم (۲۵۰۰).

غریب الحدیث☆ (فی الغزو) ''جہاد میں'' (فهم منی) ''پس وہ مجھ سے ہیں یعنی خلق و ہدایت کے لحاظ سے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اشعریوں کی فضیلت کا بیان اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اسی قبیلہ سے تھے۔

❷ ہمدردی اور خیر خواہی کی ترغیب اور فضیلت کا بیان' نیز اس چیز کی وضاحت کہ اگر کھانے کی قلت پڑ جائے تو پھر اس بحران اور ابتلا کے وقت سب لوگوں کو باہم تعاون کرنا چاہیے اور جو کچھ موجود ہو اسے اکٹھا کر کے سب میں برابر برابر تقسیم کر دینا چاہیے۔

❸ آدمی اپنی قوم کے مناقب بیان کر سکتا ہے۔

٦٣ - بَابُ التَّنَافُسِ فِي أُمُورِ الْآخِرَةِ

۶۳۔ باب: امورِ آخرت کے بارے میں رغبت

وَالإِسْتِكْثَارِ مِمَّا يُتَبَرَّكُ بِهِ

اور متبرک چیزوں کی زیادہ خواہش رکھنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾ [المطففين: ٢٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اس (جنت) کے بارے میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے''۔

٥٦٩ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا، فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَدِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((تَلَّهُ)) بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ فَوْقُ، اَيْ: وَضَعَهُ، وَهٰذَا الْغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۵۶۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مشروب لایا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا' آپ کی دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب عمر رسیدہ لوگ تھے' آپ نے لڑکے سے فرمایا: ''کیا تم مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ میں (یہ مشروب تم سے پہلے) ان شیوخ کو دے دوں؟'' لڑکے نے کہا: نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں آپ کی طرف سے ملنے والے اپنے حصے پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے یہ پیالہ اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

(تلّه) تاء کے ساتھ بمعنی اس کو رکھ دیا اور یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٣٠ـ ٣١ـ فتح).

غريب الحديث☆ (**الأشياخ**) ''شیخ'' کی جمع ''بزرگ' عمر رسیدہ'' (**بنصيبي منك**) آپ کی برکت اور فضل سے جو میرے حصے میں آیا ہے۔

فقه الحديث☆

1. جب مجلس میں کوئی چیز تقسیم کرنی ہو تو پہلے دائیں طرف سے شروع کرنی چاہیے اور یہ دائیں طرف سے شروع کرنا اہل مجلس کی فضیلت کے اعتبار سے نہیں بلکہ دائیں جانب کی فضیلت کی وجہ سے ہے۔
2. شرعی اعتبار اور فضیلت کو دیگر اعتبارات پر مقدم سمجھا جائے گا۔
3. بڑوں کی توقیر و احترام کرنا مستحب ہے اور لوگوں سے ان کے مرتبے کے لحاظ سے سلوک کرنا چاہیے' لیکن یہ سلوک حکم شرعی سے متعارض نہ ہو۔
4. صاحب حق کسی دوسرے کی نسبت اپنا حق حاصل کرنے کا زیادہ حق دار ہے اور اگر وہ اپنے حق سے دستبردار نہ ہو تو یہ کسی طرح بھی قابل مذمت نہیں۔
5. صحابہ رضی اللہ عنہم صرف ان چیزوں اور معاملات تک محدود رہتے جو ان کے متعلق ہوتے اور ان کے لیے نفع مند ہوتے۔
6. حق والوں کو ان کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب۔
7. لوگوں کے ساتھ معاملات درست رکھنے چاہییں اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک رکھنا چاہیے خواہ وہ عمر میں بڑے ہوں یا چھوٹے۔
8. بڑوں کی مجلس میں چھوٹے بچے بھی آ سکتے ہیں' اس لیے کہ اس طرح کی مجالس میں انہیں سیکھنے اور سلیقہ مند ہونے کا موقع ملتا ہے۔
9. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے دو صورتیں تھیں' ایک تو یہ کہ وہ بڑوں کا احترام کرتے ہوئے ان کے حق میں دستبردار ہوتے' دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کے مشروب سے بچا ہوا تبرک تھا' جسے آپ کے دہان مبارک سے مس ہونے کا شرف حاصل ہو چکا تھا' پس

انھوں نے اس تبرک سے سب سے پہلے خود بہرہ مند ہونے کو ترجیح دی۔ اس میں بے ادبی کا کوئی پہلو نہیں' کیونکہ وہ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے'اس لیے سب سے پہلے پیالہ حاصل کرنا ان کا حق تھا اور ان کا استحقاق اولیت رکھتا ہے۔

٥٧٠۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟! قَالَ: بَلٰى وَعِزَّتِكَ، وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۷۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ حالت میں غسل فرمارہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں تو حضرت ایوب علیہ السلام لپ بھر بھر کر انہیں اپنے کپڑے میں رکھنے لگے' پس ان کے رب عزوجل نے انہیں پکارا: اے ایوب! کیا میں نے تمہیں ان چیزوں سے بے نیاز نہیں کردیا تھا جنہیں تم دیکھ رہے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں تیری عزت کی قسم! لیکن تیری برکت سے تو جو مجھ پر ہو رہی ہے' بے نیازی نہیں ہوسکتی''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٣٨٧۔ فتح).

غريب الحديث☆ **(فخر)** ''پس گریں''۔ **(جراد من ذهب)** سونے کے ٹکڑے جو شکل وصورت اور کثرت میں ٹڈیوں کے مشابہ تھے۔ **(يحثی)** ''لپ بھرنے لگے''۔

فقه الحديث☆ ❶ انسان برکت کے حصول کے لیے کسی چیز کو زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرسکتا ہے نیز حلال طریقے سے اگر کوئی چیز ملے تو اسے لے لینا قابل مذمت نہیں' بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت ہو۔

❷ اگر بندہ شکر کے ساتھ ساتھ بے نیاز ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید عطا کرتا ہے۔

❸ اگر انسان کہیں خلوت میں ہو تو برہنہ حالت میں غسل کرسکتا ہے لیکن کوئی کپڑا پہن کر غسل کرنا افضل و بہتر ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا اثبات ہوتا ہے۔

٦٤۔ بَابُ فَضْلِ الْغَنِيِّ الشَّاكِرِ وَهُوَ مَنْ أَخَذَ الْمَالَ مِنْ وَجْهِهِ وَصَرَفَهُ فِي وُجُوهِهِ الْمَأْمُورِ بِهَا

٦٤۔ باب: شکر گزار مالدار کی فضیلت اور شکر گزار مالدار وہ ہے جو جائز طریقوں سے مال حاصل کرتا ہے اور جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کرتا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى﴾ [الليل : ٥-٧]

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكّٰى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى﴾ [الليل : ١٧-٢١]

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی ہم اسے آسان راستے (جنت) کی توفیق دیں گے''۔

اور فرمایا: ''اور جو بڑا پرہیزگار ہے اسے جہنم سے بچا لیا جائے گا، جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے اور کسی کا اس پر احسان نہیں ہے کہ جس کا بدلہ دیا جائے' صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضامندی کے لیے خرچ کرتا ہے اور یقیناً عنقریب وہ خوش ہو جائے گا''۔

خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ [البقرة : ٢٧١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [آل عمران : ٩٢]. وَالْآيَاتُ فِي فَضْلِ الْإِنْفَاقِ فِي الطَّاعَاتِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

اور فرمایا: ''اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تب بھی اچھا ہے اور اگر تم چھپا کر دو اور فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور وہ تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے باخبر ہے''۔
اور فرمایا: ''تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزیں (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ نہیں کرو گے اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ یقیناً اسے جانتا ہے''۔

٥٧١- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ قَرِيبًا.

۵۷۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے: ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اسے راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق سے نوازا اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی' وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور اسے دوسروں کو بھی سکھاتا ہے''۔ (متفق علیہ) اور اس کی شرح قریب ہی گزری ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۴۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٧٢- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. ((الْآنَاءُ)): السَّاعَاتُ.

۵۷۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے: ایک اس آدمی پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید (کا علم) عطا فرمایا اور وہ آدمی رات کے اوقات میں اور دن کے اوقات میں اس (قرآن مجید) کے ساتھ قیام (عمل) کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے اور وہ رات اور دن کے اوقات میں اسے خرچ کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)
(الآناء) ''گھڑیاں، اوقات''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٧٣- فتح)، ومسلم (٨١٥).

فقه الحديث☆ اس حدیث میں بھی حدیث سابق کی طرح دو خصلتوں یا دو آدمیوں کا ذکر ہے جو قابل رشک ہیں' ایک تو وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا۔ مال و دولت کا ملنا بھی نعمت ہے لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ہمت و توفیق مل جانا اس سے بھی بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ بعض لوگ مال و دولت کے ہوتے ہوئے بخیل ہوتے ہیں اور بعض خرچ تو بہت کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کرتے ہیں' تو یہ دونوں صورتیں مذموم ہیں۔ دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت اور دانائی عطا فرمائی اور اس روایت میں قرآن مجید کا ذکر ہے کہ اسے قرآن مجید کا علم عطا فرمایا اور وہ شخص اس علم و حکمت اور قرآن مجید کے مطابق عمل کرتا ہے' اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم اور دعوت دیتا ہے' خود بھی اس کی تلاوت کرتا ہے اور رات کو قیام بھی کرتا ہے۔ تو ایسا شخص قابل رشک ہے۔

٥٧٣ ۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) فَقَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تُسَبِّحُوْنَ، وَتُحَمِّدُوْنَ وَ تُكَبِّرُوْنَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مَرَّةً)) فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

((الدُّثُوْرُ)): الْأَمْوَالُ الْكَثِيْرَةُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۵۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے غریب صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے عرض کیا: مالدار لوگ تو بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کیسے؟'' انھوں نے بتایا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں' وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں' وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم (صاحب استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے) صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم اپنے سے سبقت لے جانے والوں کو پالو اور اپنے بعد والوں سے تم سبقت لے جاؤ اور تم سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جو تمہارے جیسا عمل کرے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (وہ عمل ضرور بتائیں) آپ نے فرمایا: ''تم ہر نماز کے بعد ۳۳' ۳۳ مرتبہ **سبحان الله، الحمدلله** اور **الله اکبر** پڑھ لیا کرو''۔ پس (کچھ دنوں کے بعد) مہاجرین میں سے وہ غریب لوگ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے مالدار بھائیوں کو بھی ہمارے عمل کے بارے میں پتا چل گیا ہے اور انھوں نے بھی اس وظیفے کو کرنا شروع کر دیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں۔

(**الدثور**) اس کا معنی ہے بہت مال و دولت۔ اللہ اعلم!

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۲/ ۳۲۵۔ فتح)، ومسلم (۵۹۵).

غریب الحدیث☆ (**ذھب**) لے گئے' خصوصیت حاصل کر گئے۔ (**بالدرجات العلٰی**) ''بلند درجے'' یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر گئے۔'' (**النعیم المقیم**) ''ہمیشہ قائم رہنے والی نعمتیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گی۔'' (**یعتقون**) ''وہ غلام آزاد کرتے ہیں''۔

فقه الحدیث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خیرات کے بارے میں حرص وفکر اور امور آخرت کے بارے میں رغبت اور انہیں زیادہ سے زیادہ سرانجام دینے کی فکر کا بیان۔

❷ سلف صالحین کا منہج کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا کس قدر جذبہ رکھتے تھے۔

❸ نیکی کے بہت سے راستے ہیں اور تحصیل اجر کی بھی متعدد انواع ہیں۔

❹ غریب مہاجرین کو علم حاصل کرنے کی ترغیب' جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں کوئی ایسا عمل نہ بتاؤں؟''

❺ اللہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اگر کسی کے پاس کچھ نعمتیں کم ہوں اور دوسرے پر زیادہ ہوں تو کم نعمتوں والا زیادہ نعمتوں والے پر

اعتراض نہیں کر سکتا۔

◆ صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے اعمالِ خیر پر نظر رکھتے تھے اور انہیں اپنانے کی کوشش کرتے تھے جبکہ اب لوگ ایک دوسرے کے عیب اور کمزوریاں تلاش کرتے ہیں' یہ فکر بدلنی چاہیے۔

◆ تینتیس' تینتیس بار سبحان الله ، الحمدلله، اور الله أكبر کہنے کی فضیلت کہ اس وظیفے سے آدمی مالداروں کے مال خرچ کرنے کے اجر کو حاصل کر لیتا ہے۔

٦٥۔ بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَصْرِ الْأَمَلِ

٦٥۔ باب: موت کو یاد رکھنے اور خواہشات کم کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [آل عمران: ١٨٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ [لقمان: ٣٤] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [النحل: ٦١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [المنافقون: ٩۔١١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت والے دن تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پس جو دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور دنیوی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے''۔

اور فرمایا: ''کوئی جاندار نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا اور کسی جاندار کو پتا نہیں کہ وہ کون سی زمین میں مرے گا''۔

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا پس یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو' پہلے اس سے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اور وہ کہے: اے رب! تو نے مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کر لیتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا؟ اور جب کسی کا وقت مقرر آ جائے تو اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے''۔

اور فرمایا: ''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کو موت آئے تو وہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک عمل کروں۔ (یاد رکھو) ہرگز ایسا نہیں ہوگا' یہ صرف ایک بات ہی ہے جسے وہ کہے گا' اور ان کے درمیان ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔ پس جب صور میں پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں رہے گی اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ پس جن کے پلڑے بھاری ہوں گے

فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ [المومنون: ۹۹۔۱۱۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ [الحديد: ١٦]۔ وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

وہی کامیاب ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے پس یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا اور یہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی اور اس میں وہ (شدت تکلیف سے) تیوری چڑھائے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کیا تم پر میری آیتیں پڑھی نہ جاتی تھیں پس تم انہیں جھٹلاتے تھے...... آگے آیات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک...... تم زمین میں کتنے برس رہے؟ وہ کہیں گے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ پس تو گنتی کرنے والے (فرشتوں) سے پوچھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم واقعی تھوڑا ہی رہے اگر تم جانتے ہوتے۔ کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ ہم نے تمہیں (بے مقصد) بے کار پیدا کیا؟ اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟"

نیز فرمایا: "کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں جھک جائیں اور اس (قرآن و حدیث) کے لیے جھک جائیں جو اللہ تعالیٰ نے حق نازل فرمایا اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پس ان پر زمانہ دراز ہو گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔"

اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں مشہور ہیں۔

شرح الآیات: ان تمام آیات میں دنیا کی حقیقت اور اس کی بے ثباتی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس دنیا نے ایک وقتِ مقرر پر فنا ہونا ہے جب کہ آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی اور بہتر ہے۔ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ دنیا کی چمک دمک سے دھوکا نہ کھا جائے بلکہ آخرت کی تیاری کرے۔ آخرت کی کامیابی یہ ہے کہ انسان جہنم کی آگ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر نفس کے لیے موت کا وقت مقرر ہے لیکن کسی جان کو معلوم نہیں کہ اسے موت کس جگہ آئے گی اور اس وقتِ مقررہ میں پل بھر کی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ اس حقیقت کو بھی واضح کیا گیا کہ جب کسی شخص کی موت کا وقت آ جائے گا تو انسان آرزو کرے گا کہ کاش مجھے اب مزید وقت مل جائے کہ میں نیک عمل کر لوں لیکن یہ آرزو پوری نہیں ہوگی اور انسان کو یہ بتایا گیا ہے کہ اے انسان! تمہاری تخلیق بے مقصد اور عبث نہیں اور یہ بھی نہیں کہ تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہارا حساب نہیں ہوگا بلکہ تمہاری زندگی کا پورا پورا حساب ہوگا اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ پس جس شخص کی نیکیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ عیش، امن و سکون اور من پسند زندگی بسر کرے گا یعنی وہ جنت میں جائے گا اور جس شخص کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہو گیا تو وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا یعنی اس کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

٥٧٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ

۵۷۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ)).

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کندھا پکڑا اور فرمایا: ''تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی اور پردیسی ہو یا جیسے راہ گیر ہو۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو؟ اور جب تم صبح کرو تو پھر شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کے زمانہ میں اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے تیاری کر لو۔ (بخاری)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۷۱) ملاحظہ فرمائیں۔

۵۷۵۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((يَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي.

۵۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کے لیے جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی چیز ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دو راتیں بھی اس حالت میں گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو''۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اور مسلم کی روایت میں ہے: ''وہ تین راتیں گزارے۔'' (یعنی بخاری میں دو راتیں ہیں اور مسلم میں تین۔)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے تو مجھ پر کوئی ایک رات ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس میری وصیت لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٣٥٥۔ فتح)، ومسلم (١٦٢٧)' والرواية الثانية عند مسلم (١٦٢٧) (٤).

غريب الحديث☆ (مكتوبة عنده) ''اس کے پاس لکھی ہوئی ہو''۔

فقه الحديث☆ ❶ وصیت لکھنے میں جلدی کرنی چاہیے' اس لیے کہ انسان کو معلوم نہیں کہ اسے موت کب آ جائے' لہٰذا مومن کو چاہیے کہ موت کو کبھی نہ بھولے اور اس کے لیے تیار رہے۔ وصیت کی تاکید بھی اسی لیے ہے کہ موت کے بعد لین دین کے معاملات حل کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

❷ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبہ اطاعت کا بیان کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہونے میں ذرا بھی لیت و لعل سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ فوراً عمل کرتے تھے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حدیث میں مذکور ہے۔

۵۷۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ: ((هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کچھ لکیریں کھینچیں اور پھر (ایک لکیر کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا: ''یہ انسان ہے (یعنی اس کی آرزوئیں) اور (دوسری لکیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہ اس کی موت ہے۔ پس انسان انہی آرزوؤں کے درمیان ہوتا ہے کہ سب سے قریب کی لکیر (یعنی موت) آ پہنچتی ہے''۔ (بخاری)

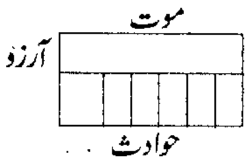
توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۲۳۶۔ فتح).

فقه الحدیث☆ ❶ بات کو واضح کرنے کے لیے مثال سے سمجھانا جائز ہے تاکہ متعلم پر بات اچھی طرح واضح ہو جائے۔

❷ انسان کو اچانک موت سے متنبہ کیا گیا ہے کہ انسان کو نیک اعمال کے ذریعے موت کی تیاری کرنی چاہیے' اس لیے کہ موت نے کسی پیشگی اطلاع کیے بغیر اچانک آ جانا ہے۔ لہٰذا انسان کو دنیا کی بھول بھلیوں میں مصروف نہیں ہو جانا چاہیے۔

۵۷۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ، فَقَالَ: ((**هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطًا بِهٖ۔ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهٖ۔ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا**)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
وَهٰذِهِ صُوْرَتُهُ:

۵۷۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک مربع شکل کا خط کھینچا اور پھر اس کے وسط میں ایک خط کھینچا جو اس سے باہر نکل رہا تھا اور پھر درمیانی خط کے پہلو میں چند چھوٹے خط کھینچے اور پھر فرمایا: ''یہ انسان ہے اور یہ مربع) خط جس نے اسے گھیر رکھا ہے' یہ اس کی موت ہے (یعنی موت نے اسے گھیر رکھا ہے) اور باہر نکلنے والا خط اس کی آرزوئیں ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے خط اسے پیش آنے والے عوارض و حادثات ہیں' اگر ایک حادثہ اس سے خطا کر جاتا ہے تو دوسرا اسے آ دبوچتا ہے اور اگر اس دوسرے سے بچ نکلتا ہے تو کوئی اور حادثہ اسے آ پکڑتا ہے''۔ (بخاری) اور اس کی شکل یوں ہے:



توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۲۳۵۔۲۳۶۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (محیطا به) اس موت نے اس انسان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ (نهشه) ''اسے دبوچ لیتا ہے' اسے ہلاک کر دیتا ہے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ دنیا اور انسانی زندگی پیہم عوارض و حادثات کا نام ہے' پس جو شخص ان مشکلات پر صبر کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماجور ہوگا۔

❷ انسان کی خواہشات اس کی عمر سے کہیں زیادہ ہیں اور وہ ان کی تکمیل کی خواہش رکھتا ہے کہ موت سے پہلے پہلے وہ اپنی تمام آرزوئیں پوری کر لے لیکن ابھی وہ پوری نہیں ہو پاتیں کہ موت کا آہنی پنجہ اسے اپنے شکنجے میں کس لیتا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کیے بغیر ہی اگلے جہاں پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جلد ہی اپنی زندگی میں اسلامی انقلاب پیدا کرے' زندگی کی امید پر توبہ کو ملتوی نہ کرے۔ اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا' وہ کس قسم کے حادثے کا شکار ہو جائے گا اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اسے کب اور کہاں موت آ جائے۔ کیونکہ نقشے میں موت کا خط انسان کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ پس انسان کو اس دنیا کی چمک اور سراب کے پیچھے لگ کر موت کی حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہییں۔

۵۷۸۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا، أَوْ غِنًى مُطْغِيًا، أَوْ**

۵۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات چیزوں کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو' کیا تم بھلا دینے والے فقر کا انتظار کر رہے ہو؟

مَرَضًا مُفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا، اَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا، اَوِ الدَّجَّالَ، فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ؟!)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

یا سرکش بنادینے والی دولت مندی کا؟ یا بگاڑ دینے والی بیماری کا؟ یا عقل کو زائل کر دینے والے بڑھاپے کا؟ یا تیزی سے اوراچانک آجانے والی موت کا؟ یا دجال کا؟ پس وہ تو بدترین غائب چیز ہے جس کا انتظار کیا جارہا ہے' یا قیامت کا؟ پس قیامت تو نہایت خوفناک اور بہت تلخ ہے''۔(ترمذی۔حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث اورفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر(۹۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۵۷۹۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ)) يَعْنِي الْمَوْتَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۵۷۹۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لذتیں زائل اورختم کر دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو''۔(ترمذی۔حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره : أخرجه الترمذي (٢٣٠٧)، وابن ماجه (٤٢٥٨)، والنسائي (٤/٤)، وأحمد (٢/ ٢٩٢-٢٩٣).

غريب الحديث☆ (هاذم اللذات) ''لذتیں ختم کر دینے والی''۔

فقه الحديث☆ ہر مسلمان کوخواہ وہ صحتمند ہو یا مریض، دل و زبان سے موت کو یاد رکھنا چاہیے' بلکہ اسے اپنے سامنے محسوس کرنا چاہیے' کیونکہ جب بندہ موت سے غافل نہ رہے تو وہ معصیت کے ارتکاب سے بچتا اورنیکیاں کرنے میں رغبت رکھتا ہے۔

۵۸۰۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، قَامَ فَقَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ)). قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ، فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ)) قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) قُلْتُ: فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ، فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) قُلْتُ: اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: ((اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۵۸۰۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ (تہجد کے لیے) کھڑے ہوجاتے اور فرماتے:''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، لرزا دینے والی(نفخہ اولیٰ) اوراس کے پیچھے آنے والی(نفخہ ثانیہ) آ پہنچی اورموت بھی اپنی ہولناکیوں سمیت آ پہنچی' اور موت بھی اپنی ہولناکیوں سمیت آ پہنچی''۔حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں' پس میں اپنی دعا میں آپ پر درود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ آپ نے فرمایا:''جتنا تم چاہو''۔میں نے کہا(پوری دعا کا) چوتھا حصہ؟ آپ نے فرمایا:''جتنا تم چاہو' اگر تم زیادہ کرلو گے تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے''۔میں نے کہا(دعا کا) آدھا وقت؟ آپ نے فرمایا:''جتنا تم چاہو' اگر تم زیادہ کروگے تو تمہارے لیے بہتر ہے''۔میں نے عرض کیا: دو تہائی کرلوں؟ آپ نے فرمایا:''جتنا تم چاہو' اگر تم زیادہ کروگے تو تمہارے لیے بہتر ہے''۔پھر میں نے عرض کیا: کیا میں اپنی دعا کا پورا وقت آپ پر درود کے لیے مقرر کردوں؟ آپ نے فرمایا:''پھر تو یہ عمل

تمہارے غموں کے مداوے کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ شطره الأول ضعیف وشطره الأخیر حسن لغیره: أخرجه الترمذی (۲٤٥٧)، وأحمد (٥/ ١٣٦). اس حدیث کا پہلا حصہ امام حاکم (۴/ ۳۰۸) اور ابونعیم (۸/ ۳۷۷) نے بیان کیا ہے اور یہ عبداللہ بن محمد بن عقیل طالبی کے سوئے حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے اور دوسرا حصہ: ((قلت یا رسول الله! إنی أکثر الصلوة......)) اس کا شاہد قاضی اسماعیل بن اسحاق نے ''فضل الصلوة علی النبی ﷺ (۱۳)'' میں بیان کیا ہے' اس کی سند مرسل ہے۔ پس دوسرا حصہ انس کی وجہ سے حسن کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

غریب الحدیث☆ (الراجفة) ''لرزا دینے والی' نفخۂ اولیٰ (الرادفة) ''نفخۂ ثانیہ''۔ (تکفی همك) ''تیرے غموں کے مداوے کے لیے کافی ہوگا''۔ (من صلاتی) ''اپنی دعا کے وقت سے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ موت بندے کے بالکل قریب ہے لیکن اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔

❷ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت۔

❸ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا ذکر مشروع میں سے ہے' اس سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے اور غم دور ہوتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

٦٦- بَابُ إِسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ وَمَا يَقُوْلُهُ الزَّائِرُ

٦٦- باب: مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے نیز زیارت کرنے والا کیا پڑھے؟

٥٨١- عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۸۱- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا' پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۹۷۷).

فقه الحدیث☆ ❶ جس طرح قرآن مجید میں نسخ موجود ہے اسی طرح حدیث رسول اللہ ﷺ میں بھی نسخ ہے اور یہ نسخ اوامر و نواہی کے بارے میں ہوتا ہے' اخبار کے بارے میں نہیں۔

❷ قبروں پر جانے کی ممانعت کا مسئلہ اس حدیث سے منسوخ ہوگیا اور زیارتِ قبور کی ترغیب دلائی گئی' کیونکہ اس سے موت یاد آتی ہے' دل نرم ہوتا ہے' آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں' آخرت یاد آتی ہے اور خواہشات و آرزوؤں کے بت ٹوٹتے ہیں۔

❸ زیارتِ قبور کا یہ مطلب نہیں کہ مردوں سے استعانت کے لیے ان سے دعائیں کی جائیں' ان سے مرادیں طلب کی جائیں یا انہیں دعاؤں کی قبولیت کے لیے وسیلہ تصور کیا جائے' اسلام نے کلی طور پر شرک و بدعت کا قلع قمع کیا ہے۔

❹ قبروں کی زیارت مردوں اور عورتوں سب کے لیے مشروع ہے' کیونکہ آپ کے فرمان ''فزوروها'' میں عموم ہے' جو مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔ زیارت قبور کی جو علت بیان فرمائی ''تذکر الآخرة'' اس کی ضرورت بھی تو سب کو ہے۔ اس کے علاوہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان جایا کرتی تھیں اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا سکھائی کہ جب تم قبرستان جاؤ تو یہ دعا پڑھو: ((السلام علی أهل الدیار.....)) لہٰذا قبروں کی زیارت جس طرح مردوں کے لیے مشروع ہے ویسے ہی عورتوں کے لیے بھی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ وہاں جا کر کوئی خلاف شریعت کام نہ کیا جائے اور نہ زیارت کے لیے کوئی دن یا مہینا مقرر کیا جائے۔

۵۸۲- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ

۵۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَآتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

میرے ہاں باری ہوتی تو آپ رات کے آخری حصے میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور وہاں یہ دعا پڑھتے: ''اے مسلمان بستی والو! تمہیں سلام ہو' تمہارے پاس وہ کل آ گیا جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں' اے اللہ! بقیع غرقد والوں کو بخش دے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٧٤).

غريب الحديث☆ (بقیع) اہل مدینہ کا قبرستان۔ (أتاكم ما توعدون غدا) ''تمہارے پاس وہ کل (قیامت) آیا جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔'' (مؤجلون) اس اجل سے وہ مدت مراد ہے جو موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے کے درمیان ہے۔ (الغرقد) ایک جھاڑی نما درخت ہے جسے ہم پہاڑی کیکر کہتے ہیں اور یہ وہی شجرۂ یہود ہے جو خطرناک یہودی لیڈر دجال کے زوال کے وقت یہودیوں کے قتل عام کے موقع پر انہیں پناہ دے گا۔ بیسویں صدی عیسوی کے دوران یہ درخت ان ممالک میں حیرت انگیز طور پر کثرت سے پھیلا پھیلا جن میں انگریزوں اور یہودیوں کا قبضہ ہو رہا ہے۔ خصوصاً پہاڑی علاقوں کے لوگ اس درخت کی اچانک آمد کو حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بیج ہوائی جہازوں کے ذریعہ بکھیرے جاتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ غیر ملکی سیاح یہ بیج لا کر بکھیرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہودی این جی اوز کے توسط سے جس طرح جنگلی حیات کے تحفظ کے بہانے بندروں کی حفاظت کے لیے قانون مقرر کیے ہیں' جن کی خلاف ورزی پر قید و جرمانہ کی سزا مقرر ہے' تو کل کلاں کو اس بے کار ترین درخت کی حفاظت کے لیے تحفظ نباتات کے نام سے کوئی قانون لاگو کر دیا جائے۔ واللہ اعلم۔ یہ درخت بقیع میں کثرت سے پایا جاتا تھا' اس لیے مدینے کے قبرستان کو ''بقع الغرقد'' کہا جاتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ رات کے وقت قبرستان جانا جائز ہے۔

❷ مردے قبروں میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق نعمتوں یا عذاب کو پالیں گے۔ یہ حدیث عذابِ قبر اور اس کی نعمتوں کے اثبات کی دلیل ہے۔

❸ قبرستان جا کر مذکورہ مسنون دعا پڑھنی چاہیے' یہ دعا مومنوں کے لیے نفع مند ہے۔ ''السلام علیکم'' سے مراد یہ نہیں کہ مردے قبروں میں سنتے ہیں بلکہ یہ تو اہل قبور کے حق میں دعا ہے' یہ ضروری نہیں کہ اہل قبور اسے سنیں اور جواب دیں۔

٥٨٣ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمَقَابِرِ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلُهُمْ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۸۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قبرستان جاتے تو آپ ﷺ انہیں سکھاتے کہ یہ دعا پڑھیں: ''تم پر سلام ہو اے مومنوں اور مسلمانوں کی بستیوں والو! اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی یقیناً تمہیں ملنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٧٤).

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ اپنی امت کو نفع بخش تعلیم دینے کی فکر میں رہتے تھے اور آپ نے زندگی کے ہر موقع پر پڑھی جانے والی دعائیں سکھائیں۔

◆ عمل سے پہلے علم کی اہمیت ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو عمل کرنے سے پہلے علم سکھاتے تھے۔
◆ مردوں کے لیے دعا کرنا مستحب ہے اور اس دعا میں اپنے آپ کو بھی شامل کرنا چاہیے اور دعا و سلام اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے۔
◆ مردوں کو زندوں کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے' ان کی قبروں پر پھول یا چادر وغیرہ ڈالنے' ان پر دیے جلانے اور رقبے بنانے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسلام میں ان چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔

٥٨٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ! يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۵۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے کی چند قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کی طرف رخ کر کے فرمایا: ''اے اہل قبور! تم پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف کرے' تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم آپ کے پیچھے ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه الترمذی (۱۰۵۳)۔ یہ حدیث قابوس بن ابی ظبیان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (سلفنا) ''ہمارے پیش رو ہو''۔ (نحن بالأثر) ''ہم پیچھے آنے والے ہیں''۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے' لیکن اس طرح کا مفہوم حدیث نمبر (۵۸۲) اور (۵۸۳) سے' جو صحیح احادیث ہیں' ثابت ہے۔ اس حدیث میں صرف ''فأقبل عليهم بوجهه'' کے الفاظ زائد ہیں۔

٦٧۔ بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ بِسَبَبِ ضُرٍّ نَزَلَ بِهِ وَلَا بَأْسَ بِهِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ فِي الدِّيْنِ

۶۷۔ باب: کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی آرزو کرنے کی کراہت' تاہم دین کی بابت کسی فتنے میں مبتلا ہونے کے خوف سے موت کی آرزو کرنا جائز ہے

٥٨٥۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا، فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ، وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُ، اِنَّهُ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ، وَاِنَّهُ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهُ اِلَّا خَيْرًا)).

۵۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے' اگر تو وہ نیکوکار ہے تو شاید وہ نیکیوں میں بڑھ جائے اور اگر وہ خطا کار ہے تو شاید وہ توبہ کر لے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

اور مسلم کی روایت میں ہے' جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے' اس لیے کہ جب یہ شخص فوت ہو جائے گا تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مومن کی عمر میں اضافہ اس کی بھلائی میں اضافے کا باعث ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۱۲۷۔ فتح)، ومسلم (۲۶۸۲)۔

غريب الحديث☆ (لايتمنی) ''تمنا اور آرزو نہ کرے'' موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا۔ (محسنا) ''نیکوکار! اللہ تعالیٰ کا مطیع''۔

(یستعتب) ''وہ توبہ کر لے''۔

فقہ الحدیث☆◆ موت کی آرزو اور تمنا کرنے سے روکا گیا ہے اور اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے' اس لیے کہ اگر متقی شخص کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ اس کی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہے۔

◆ بعض گھڑیاں دعا کی قبولیت کی گھڑیاں ہوتی ہیں' ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص موت کی دعا کرے اور وہ قبولیت کی گھڑی ہو۔

◆ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی اللہ کی اطاعت میں صرف کرے اور اسے غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے دامن کو نیکیوں سے بھر لے اور اگر کہیں غلطیاں سرزد ہوئی ہیں تو ان کی اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کرا لے۔

٥٨٦۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک کسی تکلیف کے پہنچنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے' اگر اس نے ضرور ہی تمنا کرنی ہے تو ان الفاظ سے کرے ''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میری زندگی میرے لیے بہتر ہے اور مجھے اس وقت موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۰) ملاحظہ فرمائیں۔

٥٨٧۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعُوْدُهُ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ: اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا، وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَاِنَّا اَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْ لَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ، ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهٗ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُسْلِمَ لَيُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِيْ شَيْءٍ يَجْعَلُهٗ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ.

۵۸۷۔ حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گئے' انھوں نے (علاج کے لیے زخموں پر) سات داغ لگوائے تھے۔ انھوں نے فرمایا: بلاشبہ ہمارے وہ ساتھی جو ہمارے پیش رو تھے' وہ گزر گئے اور دنیا نے ان (کے اجر و ثواب) کو کم نہ کیا اور ہمیں اتنی دولت میسر آ گئی کہ اس کے لیے مٹی کے علاوہ کوئی جگہ میسر نہیں (یعنی مکانات بنانے یا پھر مٹی میں دفن کرنے کے سوا کوئی جگہ نہیں) اور اگر نبی ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔ پھر ہم دوسری مرتبہ ان کے پاس گئے تو وہ اس وقت اپنی ایک دیوار بنا رہے تھے' انھوں نے فرمایا: مومن جس چیز پر بھی کچھ خرچ کرے تو اسے اجر ملتا ہے' سوائے اس خرچ کے جو وہ اس مٹی (یعنی مکانات وغیرہ کی تعمیر) پر خرچ کرتا ہے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۱۲۷۔ فتح)، ومسلم (۲٦۸۱).

غریب الحدیث☆ (سلفوا) ''پیش رو' جو ہم سے پہلے فوت ہو گئے۔'' **(ولم تنقصھم الدنیا)** دنیا کے مال و متاع نے ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی' اس لیے کہ ان کے پاس دنیا کا مال و متاع اس قدر نہیں تھا جس سے وہ مستفید اور متمتع ہوتے۔ **(لا نجد له**

موضعًا إلا التراب) دولت رکھنے کے لیے مٹی کے سوا کوئی جگہ نہیں ملتی' یعنی ہمارے پاس اس قدر زائد از ضرورت مال جمع ہو گیا ہے کہ اسے رکھنے کے لیے ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں' اس لیے ہم اسے مٹی میں دفن کرتے ہیں کہ کہیں چوری نہ ہو جائے۔ یا اس سے مراد مکان کی تعمیر ہے۔

فقه الحديث ☆ ◆ موت کی تمنا کرنے سے ممانعت۔

◆ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ وہ اس قدر سخت بیمار ہیں کہ سات مرتبہ داغنے کے عمل سے گزر چکے ہیں لیکن اتنی تکلیف میں بھی اپنا محاسبہ کر رہے ہیں اور محاسبہ بھی ان امور کے بارے میں ہے جو مباح ہیں۔

◆ مریض کی عیادت کرنے کی ترغیب۔

◆ ان لوگوں کی فضیلت جو اسلام کے ابتدائی دور میں حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور انھوں نے دنیا کے مال و متاع سے بہت کم فائدہ حاصل کیا۔

◆ اس حدیث میں جو تعمیرات پر خرچ کرنے کے بارے میں فرمایا کہ اس پر کوئی اجر نہیں اور اس خرچ کو پسند نہیں کیا گیا' تو یہ ایسی تعمیرات کے بارے میں ہے جو ضرورت سے زائد ہوں' جیسے عالیشان محلات اور خوشنما بنگلوں پر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ امر اس لیے بھی ناپسندیدہ ہے کہ اس سے انسان دنیا کے ساتھ آخرت کی نسبت زیادہ محبت کرنے لگتا ہے جو مطلوب نہیں۔

◆ لوہے کو گرم کر کے جسم کو داغنا ایک طریقہ علاج ہے اور ضرورت کے تحت ایسے کرنا جائز ہے۔

٦٨۔ بَابُ الْوَرَعِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ

٦٨۔ باب: پرہیز گاری اختیار کرنا اور شبہات کو چھوڑ دینا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتَحْسَبُوْنَهُ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ [النور : ١٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر : ١٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس بات کو ہلکا سمجھتے ہو حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی بات ہے۔''

نیز فرمایا: ''یقیناً تیرا رب گھات میں ہے''۔

شرح الآيات: پہلی آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اسے زیادہ اہم نہیں سمجھ رہے تھے حالانکہ اگر یہ تہمت کسی عام عورت پر ہوتی تو بھی یہ کوئی آسان بات نہ تھی اور جب یہ تہمت نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ پر ہے تو اس کی سنگینی کس قدر ہوگی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ اسے آسان سمجھ رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ ایک بڑی بات ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی غلطی، خطا کو آسان نہیں سمجھنا چاہیے۔

٥٨٨۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ، وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى

٥٨٨۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے' پس جو شخص شبہے والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جس شخص نے شبہے والی چیزوں کو اختیار کر لیا تو وہ حرام میں مبتلا ہو گیا۔ جیسے وہ چرواہا جو کسی کی مخصوص چراگاہ کے ارد گرد اپنے جانوروں

يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ: اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَرَوَيَاهُ مِنْ طُرُقٍ بِاَلْفَاظٍ مُتَقَارِبَةٍ.

کو چراتا ہے تو قریب اور ممکن ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں داخل ہو کر اس میں چرنا شروع کر دیں۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے (جس میں عام جانور داخل نہیں ہو سکتے)۔ سنو! اللہ تعالیٰ کی چراگاہ (جس میں داخلہ ممنوع ہے) اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں (ان کا ارتکاب سب کے لیے ممنوع ہے)۔ سنو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم صحیح اور درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سنو! وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے''۔ (متفق علیہ) ان دونوں (بخاری و مسلم) نے اسے اور بھی کئی طریق سے روایت کیا ہے جن کے الفاظ باہم قریب قریب ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱۲٦ ـ فتح)، ومسلم (۱۵۹۹).

غريب الحديث☆ (**بين**) ''ظاہر، واضح''۔ (**مشتبهات**) متشابہ امور جن کے حلال و حرام ہونے کے بارے میں واضح نص معلوم نہ ہو۔ (**لا يعلمهن**) ''ان کے حکم کو نہیں جانتا''۔ (**فمن اتقى الشبهات**) ''پس جو شخص مشتبہ امور سے بچ گیا'' یعنی ان سے دور رہا۔ (**استبرأ لعرضه ودينه**) ''اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا'' یعنی اس نے اپنے دین کو نقص سے اور عزت کو طعن سے بچالیا۔ (**الحمى**) ''چراگاہ، رکھ'' بادشاہ کی مخصوص چراگاہ جہاں عام جانور داخل ہو سکتے ہیں نہ چر سکتے ہیں۔ (**محارمه**) ''اس کی حرام کردہ چیزیں'' یعنی معصیت والے کام جن کا ارتکاب حرام ہے۔ (**مضغة**) ''گوشت کا ٹکڑا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں امت کی ضرورت کے لیے حلال و حرام کی ہر چیز بیان فرما دی اور آپ نے اس کتاب کی مکمل وضاحت فرما دی۔ پس رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ نے امت کو روز روشن کی طرح واضح اور چمکتے ہوئے دین پر چھوڑا' جس میں کسی قسم کا ابہام نہیں۔ حلال و حرام کے درمیان کچھ ایسے امور ہیں جو مشتبہ ہیں' جن کی حلت و حرمت سے اکثر لوگ ناواقف ہیں' اس لیے تقویٰ تو یہی ہے کہ انسان ایسی چیزوں کو اختیار کرنے سے اجتناب کرے جن کی حلت و حرمت کے بارے میں اسے مکمل یقین نہ ہو۔ اگر کوئی شخص مشتبہ امور کا ارتکاب کرتا ہے تو پھر قریب ہے کہ وہ حرام چیزوں کا بھی ارتکاب کرے۔

❷ حدیث میں دل کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی ہے' کیونکہ اگر دل روحانی طور پر مضبوط' قوی اور صحت مند ہے تو پھر اس سے جو احکامات جاری ہوں گے وہ بھی اسلام کے مطابق ہوں گے اور اگر یہ بیمار ہے تو پھر جوارح سے صادر ہونے والے اعمال بھی درست نہیں ہوں گے اور دل ہی تقویٰ کا محل ہے۔ نیز یہ ثابت ہوا کہ باطن کی درستی سے ظاہر کی درستی ہوتی ہے اور باطن کی خرابی سے ظاہر بھی خراب ہو جاتا ہے۔

۵۸۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ، فَقَالَ: ((لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو راستے میں ایک کھجور ملی تو آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقے کی ہوگی تو میں اسے یقیناً کھالیتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٩٣ ـ فتح)، ومسلم (١٠٧١).

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ اور آپ کے اہلِ بیت کے خصائص میں سے ہے کہ آپ پر صدقہ اورزکوۃ حرام ہے اس لیے آپ نے اسے کھانے سے گریز فرمایا۔

❷ اگر انسان کو راستے میں کوئی معمولی سی چیز ملے تو وہ اسے استعمال میں لاسکتا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے صدقے میں سے ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اسے کھالیتا۔

❸ اگر کسی چیز کے بارے میں شبہ ہو تو اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

٥٩٠ ـ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((حَاكَ)) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْكَافِ، أَيْ: تَرَدَّدَ فِيْهِ.

۵۹۰۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہو جانا تجھے ناگوار گزرے''۔ (مسلم)

(حاك) حاء اور کاف کے ساتھ اسے اس میں تردد اور کھٹک ہو۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٥٤).

غريب الحديث☆ (البر) ''نیکی'' یہ تمام افعالِ خیر اور خصالِ معروف کے لیے جامع کلمہ ہے۔ (حسن الخلق) آدابِ شریعت کے مطابق عادات و اطوار اپنانا۔ (الاثم) ''گناہ'' یہ تمام افعالِ شر اور قبائح کے لیے ایک جامع کلمہ ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ حسن خلق کی ترغیب اس لیے کہ اسلام میں اس کی بہت اہمیت ہے اور اس کے ذریعے سے انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔

❷ گناہ کی پہچان کی دو علامتیں بیان کی گئی ہیں:۔

(الف) گناہ والا کام کرتے ہوئے دل میں تردد اور کھٹکا سا ہوتا ہے۔

(ب) انسان یہ پسند نہ کرے کہ لوگوں کو اس فعل کے بارے میں پتا چل جائے کیونکہ یہ بھی ایک ستر ہے اور کوئی صاحب حیا اس کے انکشاف کو پسند نہیں کرتا۔

❸ حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ انسانی فطرت انسان کی صحیح سمت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو معرفت حق کی فطرت پر پیدا فرمایا' اسی میں سکون ہے اور طبیعت کا میلان بھی نیکی ہی کی طرف ہوتا ہے۔

٥٩١ ـ وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((اسْتَفْتِ قَلْبَكَ، الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ)). حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ فِيْ ((مُسْنَدَيْهِمَا)).

۵۹۱۔ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم نیکی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: ''اپنے دل سے پوچھو' نیکی وہ ہے جس سے دل مطمئن ہو اور دل کو اس پر اطمینان حاصل ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور دل میں اس کے بارے میں تردد ہو' اگرچہ لوگ تجھے (اس کے جائز ہونے کا) فتویٰ دے دیں اور اگرچہ لوگ (پھر) تجھے فتویٰ دے دیں''۔ (حدیث

حسن ہے۔ مسند احمد، دارمی)

توثيق الحديث☆ صحيح بطرقه. أخرجه أحمد (٤/ ٢٢٨)، والدارمي (٢/٢٤٥۔ ٢٤٦). یہ حدیث اس سند سے تو ضعیف ہے لیکن مسند أحمد (٤/ ٢٢٧) میں اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے معاویہ بن صالح کے کہ وہ صدوق ہے اور مسند احمد (۴/۱۹۴) ہی میں نواس بن سمعان کی حدیث بھی اس کی شاہد ہے جس کی سند صحیح ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بالجملہ صحیح لغیرہ ہے۔ (واللہ اعلم)

غريب الحديث☆ (استفت قلبك) ''اپنے دل سے فتویٰ طلب کرو''۔ (وتردد في الصدر) ''جب انشراحِ قلب نہ ہو، تردد ہو''۔

فقه الحديث☆◆ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے سائل کے بتانے سے پہلے ہی اس کا سوال بوجھ لیا۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وحی کے ذریعے بتادیتا ہے۔

◆ مومن پر حق و باطل کبھی ملتبس نہیں ہوتا، وہ فوراً ایمان کے ذریعے حق کو پہچان لیتا ہے اور اسے قبول کر لیتا ہے اور اسی نور کے ذریعے سے باطل کو ناپسند کرتا ہے۔

◆ انسان کا دل سب سے بڑا مفتی ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو نورِ ایمان سے منور رکھے تاکہ وہ اس کی صحیح راہنمائی کرتا رہے۔

٥٩٢۔ وَعَنْ أَبِي سِرْوَعَةَ۔ بِكَسْرِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا۔ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي قَدْ تَزَوَّجَ بِهَا، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي، فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ، وَقَدْ قِيلَ؟!)) فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((إِهَابٌ)) بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ، وَ ((عَزِيزٌ)) بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَبِرَاءٍ مُكَرَّرَةٍ.

۵۹۲۔ حضرت ابو سروعہ (سین پر زیر اور زبر دونوں طرح جائز ہے) عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی تو ان کے پاس ایک عورت آئی، اس نے کہا: میں نے عقبہ کو اور اس لڑکی کو جس سے اس نے شادی کی ہے دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: مجھے تو معلوم نہیں کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے بتایا ہے۔ پس وہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے اور آپ سے مسئلہ پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (نکاح) کیسے باقی رہ سکتا ہے جبکہ یہ کہہ دیا گیا (کہ اس عورت نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے)؟'' حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس بیوی سے جدائی اختیار کر لی اور اس لڑکی نے کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی۔'' (بخاری)

(اهاب) ہمزہ پر زیر ہے۔ (عزیز) عین پر زبر اور دو بار زاء ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٨٤۔ فتح).

غريب الحديث:۔ (كيف و قدقيل) یہ نکاح کیسے قائم رہ سکتا ہے جبکہ یہ کہا گیا ہے کہ تم دونوں رضاعی بہن بھائی ہو۔

فقه الحديث☆◆ جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔

◆ دودھ پلانے والی کی گواہی رضاعت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

◆ صحابہ رضی اللہ عنہم حق کی تلاش اور جستجو میں رہتے تھے خواہ انہیں مشقت ہی برداشت کرنی پڑے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے مکہ سے مدینہ گئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے مسئلہ بتادیا تو پھر انھوں نے لیت و لعل سے کام نہ لیا، بلکہ آپ کے حکم کی اتباع میں اس

عورت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

◈ اگر آدمی کو کسی مسئلہ کا علم نہ ہو تو اسے کسی اہل علم سے پوچھنا چاہیے۔

◈ طلب علم کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

◈ حکم شرعی معلوم ہو جانے پر اس پر عمل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

◈ بندہ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے دین اور عزت کی حفاظت کے لیے مشتبہ امور سے اجتناب کرے۔

٥٩٣۔ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْ مَا يُرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

مَعْنَاهُ: اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيْهِ، وَخُذْ ما لا تَشُكُّ فِيْهِ.

۵۹۳۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (آپ کا یہ فرمان) یاد کیا: ''وہ چیز چھوڑ دو جو تمہیں شک میں مبتلا کر دے اور اسے اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

اس کے معنی ہیں کہ جس میں تمہیں شک ہو وہ چھوڑ دو اور جس میں شک نہ ہو اسے اختیار کرو۔

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه الترمذی (٢٥١٨)، والنسائی (٨ / ٣٢٧۔ ٣٢٨)، و أحمد (١ / ٢٠٠).

غريب الحديث☆ (يريبك) ''جو تجھے شک میں ڈال دے''۔

فقه الحديث☆◈ مشتبہات سے بچنے کی تاکید ہے' اس لیے کہ مشتبہات کو اختیار کرنے سے دل میں شک اور تردد رہتا ہے' جبکہ حلال چیز کو اختیار کرنے سے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

٥٩٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّيْ خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِيْ، فَأَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ هٰذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ، فَأَدْخَلَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الْخَرَاجُ)): شَيْءٌ يَجْعَلُهُ السَّيِّدُ عَلٰى عَبْدِهِ يُؤَدِّيْهِ إِلَى السَّيِّدِ كُلَّ يَوْمٍ، وَبَاقِيْ كَسْبِهِ يَكُوْنُ لِلْعَبْدِ.

۵۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کو کما کر دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ پس وہ ایک روز کوئی چیز لایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کھا لیا' تو غلام نے آپ سے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی' حالانکہ میں کہانت سے اچھی طرح واقف نہیں تھا' میں نے تو اس سے ایک چال چلی تھی۔ چنانچہ وہ آج مجھے ملا ہے تو' بس اس نے مجھے یہ چیز دی ہے جو آپ نے کھائی ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور اپنے پیٹ میں گئی ہوئی ہر چیز قے کے ذریعے باہر نکال دی۔ (بخاری)

(الخراج) وہ آمدنی جسے آقا اپنے غلام پر لازم کر دیتا ہے کہ وہ ہر روز

اتنا حصہ اسے ادا کرے گا اور باقی آمدن غلام اپنے پاس رکھے گا۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱۴۹۔ فتح).

غریب الحدیث: (یخرج له الخراج) ''وہ غلام ان کے لیے خراج کی کمائی لاتا تھا۔'' (تکهنت) ''میں نے اس کے لیے کہانت (پیش گوئی) کی تھی۔''

فقه الحدیث☆ ❶ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ورع و تقویٰ کا بیان کہ آپ ہر ممکن کوشش کرتے کہ حرام کا لقمہ آپ کے پیٹ میں نہ جائے۔ انھوں نے غلام سے وہ چیز کھائی لیکن جب پتا چلا کہ یہ تو کہانت کی کمائی تھی تو فوراً قے کر دی اور پیٹ میں گئی ہوئی ہر چیز باہر نکال دی۔

❷ کہانت اور اس کی کمائی کی حرمت کا بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کی کمائی کو حرام قرار دیا۔

❸ غلام کے خراج (کمائی) کو کھانا حلال ہے۔

❹ مسلمان کا کھانا اصل کے لحاظ سے حلال ہے، اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر پتا چل جائے کہ یہ حرام کمائی کا کھانا ہے تو پھر اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

❺ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے علم نجوم کا سلسلہ عام تھا، اسلام نے اسے ختم کیا اور اس کی کمائی کو حرام قرار دیا۔

۵۹۵۔ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ آلَافٍ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ، فَقِيْلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ اَبُوْهُ. يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۹۵۔ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اولین مہاجرین کے لیے چار ہزار (درہم سالانہ) وظیفہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے کے لیے ساڑھے تین ہزار۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ بھی تو اولین مہاجرین میں سے ہیں آپ نے ان کا وظیفہ کم کیوں مقرر کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے تو اس کے باپ نے ہجرت کرائی۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ یہ ان کی طرح نہیں جنھوں نے بذاتِ خود ہجرت کی۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۲۵۳۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (المهاجرون الأولون) جنھوں نے شروع میں ہجرت کی اور ان سے مراد ایسے مہاجرین صحابہ میں جنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں یا وہ بدری صحابہ مراد ہیں۔

فقه الحدیث☆ ❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زہد و ورع اور امانت و دیانت کا بیان کہ انھوں نے اپنے بیٹے کا وظیفہ باقی لوگوں کی نسبت کم مقرر کیا۔

❷ مہاجرین اولین کی فضیلت کا بیان جو اپنے دین کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے مہاجر بنے۔

❸ حکمران بعض اہل ایمان کے گزارے کے لیے وظیفہ مقرر کر سکتا ہے۔

۵۹۶۔ وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا

۵۹۶۔ حضرت عطیہ بن عروہ سعدی صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اس وقت تک متقین کے درجے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک وہ ایسی چیزیں نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہیں

بَأْسَ بِهِ، حَذَرًا لِمَا بِهِ بَأْسٌ)).
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تا کہ وہ ان چیزوں سے بچ جائے جن میں حرج ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف. أخرجه الترمذي (٢٤٥١)، و ابن ماجه (٤٢١٥)، والحاكم (٤/ ٣١٩).

یہ حدیث عبداللہ بن یزید کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (يدع) اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے چھوڑ دے۔

فقه الحديث☆ ❶ حلال چیزیں حاصل کرنا متقین کا شیوہ اور شعار ہے۔

❷ تقویٰ بندے اور شبہات کے درمیان آڑ ہے۔

❸ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن صحیح احادیث سے اس کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

٦٩۔ بَابُ إِسْتِحْبَابِ الْعُزْلَةِ عِنْدَ فَسَادِ الزَّمَانِ أَوِ الْخَوْفِ مِنْ فِتْنَةٍ فِي الدِّيْنِ وَ وَقُوْعٍ فِي حَرَامٍ وَشُبُهَاتٍ وَنَحْوِهَا

٦٩۔ باب: لوگوں اور زمانے کے فساد زدہ ہونے کے وقت یا دین میں فتنے کے خوف سے' یا حرام و مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے گوشہ نشینی کے مستحب ہونے کا بیان۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الذاريات: ٥٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو' بے شک میں تمہیں صاف اور کھلا ڈرانے والا ہوں''۔

شرح الآيت: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ندا دے کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ' اس کی اطاعت اختیار کرو اور اس کی پناہ میں آ جاؤ' جو بہت محفوظ ہے۔ آیت میں لفظ ''فرار'' استعمال ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راہِ فرار اختیار کرو یعنی یہی ایک راہ ہے جو کامیابی کی طرف اور نجات کی طرف جاتی ہے جبکہ باقی فرقہ وارانہ' دنیاوی' شیطانی اور خواہشات نفس کی پگڈنڈیوں کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔

٥٩٧۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
وَالْمُرَادُ بِـ ((الْغَنِيِّ)): غَنِيُّ النَّفْسِ، كَمَا سَبَقَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ

۵۹۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی' غنی (لوگوں سے بے نیاز) اور پوشیدہ (گم نام) ہو''۔ (مسلم)

''غنی'' سے مراد دل کا غنی ہے (یعنی ایسا شخص جو لوگوں سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ سے امید وابستہ کرے) جیسا کہ پہلے صحیح حدیث میں گزرا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٩٦٥).

غريب الحديث☆ (التقی) متقی' پرہیزگار' اوامر کو بجالانے والا اور نواہی سے اجتناب کرنے والا۔ (الخفی) پوشیدہ' گمنام' گوشہ نشین

وغیرہ۔

فقہ الحدیث☆ ❶ فتنہ وفساد سے ڈرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کرنا مستحب ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے اطاعت گزار بندے سے محبت کرتا ہے

❸ تقویٰ، غنٰی اور گمنامی جیسی صفات جس بندے میں آ جائیں وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

❹ مال و دولت کی کثرت کا نام غنٰی نہیں بلکہ ''غنٰی'' سے مراد تو دل کا غنی ہونا ہے۔

❺ نیک اعمال تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں اور وہ اتنے پوشیدہ ہوں کہ لوگوں کو ان کی خبر تک نہ ہو یعنی وہ ریا کاری سے محفوظ ہوں۔

٥٩٨۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((يَتَّقِي اللّٰهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۹۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے افضل و بہتر شخص کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ مومن مجاہد جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے''۔ اس شخص نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ آدمی جو پہاڑ کی کسی گھاٹی یا وادی میں الگ تھلگ رہ کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے: ''وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (٦/ ٦ ـ فتح)، ومسلم (١٨٨٨) (١٢٣)' والرواية الثانية عند مسلم (١٨٨٨).

غريب الحديث☆ (شعب) دو پہاڑوں کے درمیان والا راستہ، پانی کے بہاؤ کی جگہ، وادی۔

فقه الحديث☆ ❶ امور دین میں سے جس چیز کا علم نہ ہو اس کے متعلق سوال کرنا مستحب ہے۔

❷ اس مجاہد کی فضیلت جو اپنی جان اور اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔

❸ جب لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا ہوں تو اس وقت ان کی ہم نشینی اختیار کرنا گناہوں کے ارتکاب کا باعث ہے۔ اس لیے ان حالات میں فتنے سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنا جائز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے گا۔

٥٩٩۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوشِكُ اَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَ ((شَعَفُ الْجِبَالِ)): اَعْلَاهَا.

۵۹۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال (اس کی) بکریاں ہوں، جنہیں وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور ایسی جگہ چلا جائے گا جہاں بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے گھاس وغیرہ زیادہ ہوتی ہو۔ وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے (پہاڑوں اور وادیوں کی طرف) راہِ فرار اختیار کرے گا''۔ (بخاری)

(شعف الجبال) ''پہاڑوں کی چوٹیاں''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱/ ٦٩۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (یوشك) ''عنقریب''۔ (مواقع القطر) ایسے مقامات جہاں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں اور پھر وہاں چارہ بھی زیادہ ہوتا ہے یعنی جنگلات وغیرہ۔

فقه الحدیث☆❶ فتنوں سے فرار حاصل کر کے دین کو بچانا مومنوں کے لیے انتہائی ضروری ہے او رفتنوں میں مبتلا ہونے کی نسبت اپنے ایمان کو بچانے کے لیے راہ فرار اختیار کرنا بہتر ہے۔

❷ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں' جنھیں وہ جائز طریقے سے چراتا ہے اور اس سے پاکیزہ رزق حاصل کرتا ہے۔

❸ یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے۔ آپؐ نے جن حالات و واقعات کی پیش گوئی فرمائی وہ بالکل پوری ہوئی کہ آج کل ہر طرف مختلف قسم کے فتنے سر اٹھا رہے ہیں' لہٰذا خیر و بھلائی اسی میں ہے کہ ان فتنوں کے ساتھ اختلاط سے بچتے ہوئے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

٦٠٠۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ)) فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے بکریاں ضرور چرائیں''۔ آپ کے صحابہ نے پوچھا: اور آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! میں مکے والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٤٤١۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (قراریط) قیراط کی جمع۔ یہ نصف دانق ہے اور دانق درہم و دینار کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں۔

فقه الحدیث☆❶ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو منصب نبوت پر فائز کرنے سے پہلے انہیں الہام کیا کہ وہ بکریاں چرائیں تا کہ اس طرح ان کی مشق اور تربیت ہو جائے کہ ان کو انسانوں کے ساتھ معاملات کرنے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں کو برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ کیونکہ باقی جانوروں کو چرانے کی نسبت بکریوں کو چرانا زیادہ مشکل ہے اور اس کے لیے زیادہ صبر و حلم کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کو دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں کا سامنا کرنا ہوتا ہے' جس کے لیے بڑے صبر و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے' اس لیے یہ مشق انبیا علیہم السلام کے کام آتی ہے۔

❷ انبیاء علیہم السلام کی تواضع کہ انھوں نے بکریاں چرانے میں کوئی کمتری محسوس نہیں کی جیسا کہ انھوں نے مختلف پیشے بھی اختیار کیے۔

❸ بندے کو چاہیے کہ وہ حلال ذریعے سے روزی کمائے خواہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ اس تھوڑے میں برکت ڈال دے گا' کیونکہ حلال میں برکت ہے۔

٦٠١۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، يَطِيرُ عَلٰى مَتْنِهِ، كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً، طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ، أَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ، أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ

۶۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے سب سے اچھی زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے' وہ اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر تیزی سے ادھر ادھر آتا جاتا ہے اور وہ جب بھی لڑائی کی آواز) یعنی کسی جہادی مہم کی آواز یا کفار کی طرف سے مسلمانوں پر

هٰذِهِ الشَّعَفِ، أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ، يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((يَطِيرُ)): أَيْ يُسْرِعُ. ((وَمَتْنُهُ)): ظَهْرُهُ. ((وَالْهَيْعَةُ)): الصَّوْتُ لِلْحَرْبِ. ((وَالْفَزْعَةُ)): نَحْوُهُ. وَ ((مَظَانُّ الشَّيْءِ)): الْمَوَاضِعُ الَّتِي يُظَنُّ وُجُودُهُ فِيهَا. ((وَالْغُنَيْمَةُ)). بِضَمِّ الْغَيْنِ. تَصْغِيرُ الْغَنَمِ. ((وَالشَّعَفَةُ)) بِفَتْحِ الشِّينِ وَالْعَيْنِ: هِيَ أَعْلَى الْجَبَلِ.

کہیں ظلم وستم کی وجہ سے چیخ و پکار) سنتا ہے تو تیزی کے ساتھ اس طرف لپکتا ہے' وہ قتل ہوجانے یا موت کے متوقع مقامات کی تلاش میں رہتا ہے۔ یا پھر اس شخص کی زندگی بہتر ہے جو تھوڑی سی بکریوں کے ساتھ پہاڑ کی کسی چوٹی پر یا پھر ان وادیوں میں سے کسی وادی یا گھاٹی میں اقامت اختیار کرتا ہے' وہاں نماز قائم کرتا، زکوٰۃ ادا کرتا اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی ہے۔ وہ لوگوں کے ساتھ خیر پر اتفاق کرتا اور ان کے ساتھ رہتا ہے۔'' (مسلم)

(**يطير**) ''وہ اڑتا ہے۔'' یعنی تیزی سے آتا جاتا ہے۔ (متنه) ''اس (گھوڑے) کی پیٹھ''۔ (**هيعة**) لڑائی کی آواز۔ (**فزعة**) اس کا معنی بھی ''**هيعة**'' جیسا ہی ہے۔ (**مظان الشيء**) اس کا مطلب ہے ایسی جگہیں جن میں اس کے وجود کا گمان اور امکان ہو۔ (**الغنيمة**) غین پر پیش، غنم کی تصغیر ''چند بکریاں''۔ (**الشعفة**) شین اور عین پر زبر ''پہاڑ کی چوٹی۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۸۹).

غريب الحديث☆ (**عنان**) ''لگام''۔ (**يبتغي القتل**) وہ جہاد میں شہادت کی موت تلاش کرتا ہے۔ (**اليقين**) ''موت۔'' (**ليس من الناس الا في الخير**) وہ لوگوں کے ساتھ صرف خیر و بھلائی کی صورت میں رہتا اور میل جول رکھتا ہے۔''

فقه الحديث☆ ❶ جہاد کی تیاری میں مصروف اور اس کے لیے ہر وقت آمادہ اور مستعد رہنے کی فضیلت کہ ایسے شخص کی زندگی تمام انسانوں سے بہتر ہے جو اس تیاری کے ساتھ ساتھ شہادت کی موت حاصل کرنے کے لیے ایسے مواقع تلاش کرتا ہے' جہاں اس کی یہ خواہش پوری ہو سکے۔

❷ بکریاں چرانے کی فضیلت کہ یہ رزق حلال حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے' نیز ایسے شخص کی زندگی بھی بہتر ہے جو فتنوں کے دور میں اپنے ایمان کی حفاظت اور بسر اوقات کے لیے چند بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی یا کسی وادی میں چلا جاتا ہے اور وہاں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور وہ لوگوں کے ساتھ صرف خیر و بھلائی کے معاملات میں میل جول رکھتا ہے۔

٧٠۔ بَابُ فَضْلِ الْإِخْتِلَاطِ بِالنَّاسِ وَحُضُورِ جَمْعِهِمْ وَجَمَاعَاتِهِمْ وَمَشَاهِدِ الْخَيْرِ، وَمَجَالِسِ الذِّكْرِ مَعَهُمْ، وَعِيَادَةِ مَرِيضِهِمْ، وَحُضُورِ جَنَائِزِهِمْ، وَمُوَاسَاةِ مُحْتَاجِهِمْ،

٧٠۔ باب: لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنے، ان کی مجالس اور مجامع میں شرکت کرنے' مجالسِ ذکر میں ان کے ساتھ شریک ہونے، مریض کی عیادت، جنازوں میں شرکت محتاجوں کی غم خواری، جاہلوں کی راہنمائی اور اس طرح کے دیگر مصالح کا خیال رکھنے کی فضیلت

وَإِرْشَادِ جَاهِلِهِمْ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ لِمَنْ قَدِرَ عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَقَمَعَ نَفْسَهُ عَنِ الْإِيْذَاءِ وَصَبَرَ عَلَى الْأَذٰى

کا بیان' بشرطیکہ اس میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے، لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے اپنے آپ کو روکنے اور خود دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنے کی طاقت ہو

اِعلَمْ أَنَّ الْاِخْتِلَاطَ بِالنَّاسِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ ذَكَرْتُهُ هُوَ الْمُخْتَارُ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، وَكَذٰلِكَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَخْيَارِهِمْ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ، وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المائدة : ٢] وَالْآيَاتُ فِيْ مَعْنٰى مَا ذَكَرْتُهُ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جان لیجیے کہ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے کا جو طریقہ میں نے اس باب میں ذکر کیا ہے یہی مختار اور پسندیدہ طریقہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام، خلفائے راشدین، ان کے بعد باقی صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، علمائے مسلمین اور باقی نیک لوگ کاربند رہے اور اکثر تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے لوگوں کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی، امام احمد ابن حنبل اور اکثر فقہاء رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔'' اور میں نے جو ذکر کیا ہے اس مفہوم کی آیات کثرت سے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے بہت جامع باب باندھا ہے جس میں انھوں نے اس مسئلہ کے متعلق تمام فروعات کا احاطہ کیا ہے۔ اس لیے کہ اسلام لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی تعلیم دیتا ہے' دین اسلام رہبانیت کا قائل نہیں کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں پر نکل جائے' اسلام دین اور دنیا کو دو الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں کرتا' اگر حقوق اللہ ہیں تو ساتھ حقوق العباد بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ آپ نے فرائض ونوافل کی پابندی فرمائی ہے تو ازواج مطہرات کے حقوق بھی ادا فرمائے' جہاد اور غزوات میں بھی شرکت فرمائی، دعوت وتبلیغ کا فریضہ بھی ادا فرمایا۔ انسان کا یہی کمال ہے کہ وہ انسانوں کی آبادی میں رہتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد صحیح طریقے سے ادا کرے' حق وباطل کی کشمکش اور معرکہ آرائی میں باطل کی سرکوبی اور حق کے پرچم کو سربلند کرنے کے لیے جدوجہد کرے اور اس راہ حق میں پیش آنے والی تکلیفوں کو خندہ پیشانی سے قبول اور برداشت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

''وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے' اس مومن سے بہتر ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ان کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر بھی نہیں کرتا۔'' (بخاری' ادب المفرد)

باب میں مذکور آیت میں فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھو اور جو نیکی اور پرہیزگاری والے کام ہیں ان میں باہم تعاون کرنا چاہیے جبکہ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون کی قطعاً اجازت نہیں بلکہ مومنوں کو تو حکم ہے کہ وہ برائی کو مٹائیں اور اسے ختم کریں اور نیکی کو پھیلائیں اور اس کا حکم دیں۔

۷۱۔ بَابُ التَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لِلْمُؤْمِنِينَ

۷۱۔ باب: تواضع اور مومنوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنا

تواضع ایک ایسی صفت ہے جو تمام بھلائیوں کو شامل ہے اور اس کا معنی ہے حق قبول کر لینا، حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا اور حق بات کرنے والا جس حال میں بھی حق بات کرے اسے فوراً قبول کر لینا چاہیے' اور اپنے آپ کو کسی دوسرے پر فوقیت نہیں دینی چاہیے اور کسی کو اپنا ضرور تمند نہیں سمجھنا چاہیے۔ تواضع کی دو اقسام ہیں:۔

(الف) تواضع محمود۔

(ب) تواضع مذموم۔

تواضع محمود سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرنا اور اس کے بندوں پر فخر نہ کرنا۔

تواضع مذموم سے مراد دنیا والوں سے حصولِ دنیا اور حصولِ منفعت کے لیے ان کے سامنے تواضع اختیار کرنا۔

اس لیے عقلمند آدمی تواضع مذموم سے ہر حال میں کنارہ کش رہتا ہے اور تواضع محمود کو ہر لحاظ اور ہر جہت سے اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الشعراء : ۲۱۵] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ [المائدة : ۵٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات : ۱۳] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ [النجم : ۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَنَادَى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾ [الأعراف : ۴۸-۴۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو مومن تمہارے کے پیروکار ہیں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ''۔

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرما دے گا جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ وہ مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔''

نیز فرمایا: ''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو' بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا) ہے''۔

اور فرمایا: ''تم اپنے آپ کو پاک مت کہو' وہ تم میں سے تقویٰ والوں کو خوب جانتا ہے۔''

اور فرمایا: ''اعراف والے کچھ لوگوں کو پکاریں گے' جن کو وہ ان کی علامت سے پہچانتے ہوں گے' کہیں گے: تم کو تمہارا جتھا اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا کچھ کام نہ آیا۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کی بابت تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل نہیں ہوگی؟ (ان

اہلِ ایمان کو حکم ہوگا) جنت میں داخل ہو جاؤ' تم پر کوئی خوف ہوگا نہ تم غمگین ہو گے۔''

شرح الآیات:۔ پہلی آیت میں مومنوں کے ساتھ تواضع اختیار کرنے اور نرمی کرنے کا بیان ہے کہ مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور محبوب جماعت کی علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں اور کافروں پر وہ نہایت سخت ہوتے ہیں۔

تیسری آیت میں فوقیت و برتری اور عزت وتکریم کی علامت تقویٰ قرار دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اگر کوئی وجہ امتیاز چیز ہے تو وہ تقویٰ ہے۔ جس شخص کے دل میں جتنا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ زیادہ ہوگا وہ اسی قدر گناہوں سے دور اور اطاعتِ الٰہی کے قریب ہوگا اور اسی بنیاد پر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ومکرم ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حسب نسب' خاندان اور قبیلے کی کوئی حیثیت نہیں' یہ تو صرف تعارف اور پہچان کے لیے ہیں' وجہ افتخار نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے اعمال نے انسان کو پیچھے چھوڑ دیا تو اس کا حسب نسب اسے آگے نہیں پہنچائے گا''۔

اور چوتھی آیت میں اپنے آپ کو بڑا اور پاکباز و پارسا سمجھنے سے منع کیا گیا ہے اور فرمایا کہ وہ تم میں سے ہر شخص کے حال کو جانتا ہے کہ وہ کس قدر متقی اور پارسا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کا نام ''برہ'' سے تبدیل کر کے ''زینب'' رکھ دیا اور فرمایا: ''تم اپنے آپ کو پاک مت کہو''۔

پانچویں آیت میں اعراف کا ذکر ہے' جو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار یا مخصوص جگہ ہے جہاں ایسے لوگ عارضی طور پر کھڑے ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیں برابر برابر ہوں گی۔ یہ اہل جنت اور اہل دوزخ دونوں کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے۔ وہ دوزخ میں مشرکین کے بڑے بڑے سرداروں کو دیکھیں گے جنہیں وہ ان کے چہروں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ انہیں کہیں گے کہ تمہاری سرداری اور تمہاری برادری تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ جبکہ وہ جنت میں ایسے لوگوں کا مشاہدہ کریں گے جنہیں یہ سردار ضعیف و ناتواں تصور کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل نہیں ہوگی۔ وہ سمجھتے تھے کہ شاید اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی وجہ تکریم دنیاوی مال و دولت ہے' اس لیے یہ ضعیف لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہیں گے اور ہم وہاں عزت پائیں گے' لیکن آخرت میں معاملہ اس کے برعکس ہوگا' ضعیف جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں گے وہ تو جنت میں ہوں گے اور سردار اپنے کفر وشرک کی وجہ سے جہنم میں ہوں گے۔ ان آیات سے یہ پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وجہ تکریم ایمان وتقویٰ ہے' دنیوی مال ومتاع اور خاندانی وجاہت نہیں۔

۶۰۲ ۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۰۲۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تم آپس میں تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٦٥) (٦٤).

غريب الحديث☆ (لایفخر) ''فخر نہ کرے'' یعنی کوئی بھی شخص کسی فوقیت و برتری کی وجہ سے فخر نہ کرے۔ (لا یبغی) ''ظلم وزیادتی نہ کرے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سنت بھی وحی الٰہی ہے لیکن یہ وحی غیر متلو ہے۔

❷ تواضع سے ہمدردی، غمخواری، عدل واحسان اور میل ملاپ کی فضا پیدا ہوتی ہے اور انسان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اور ہر

ایک کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہے جس وجہ سے اس کے دل میں تکبر وغرور اور فخر پیدا نہیں ہوتا۔

- فخر وتکبر تواضع کی ضد ہے' اس سے نفرت وعداوت اور ظلم وزیادتی کی فضا پیدا ہوتی ہے اور معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے' ہر شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے' جب یہ صورت حال ہو تو پھر باہمی عزت وتکریم ختم ہو جاتی ہے۔

٦٠٣۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ مال میں کوئی کمی نہیں کرتا اور عفوو درگزر سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۵۶) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٠٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٣٢۔ فتح)، ومسلم (٢١٦٨) (١٥).

فقه الحديث☆❶ چھوٹے بچوں کو سلام کرنا اور ان کی شرعی آداب کے مطابق تربیت کرنی چاہیے۔

- صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبہ اطاعت رسول کا بیان کہ وہ ہر عمل میں سنت کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جس کہ طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بچوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ آپ بھی ایسے ہی بچوں کو سلام کرتے تھے۔
- اگر بڑے اس طرح تواضع اختیار کریں اور چھوٹوں پر شفقت کریں تو پھر چھوٹے بھی اپنے بڑوں کی تکریم وتوقیر کرتے ہیں اور ان کا احترام بجالاتے ہیں۔ بڑوں سے مراد عمر میں بڑا ہونا بھی ہے اور عہدہ ومنصب میں بڑا ہونا بھی مراد ہے۔ لہٰذا والد کو اپنے بچوں کو اور اہل خانہ کو گھر آتے جاتے سلام کرنا چاہیے اور صاحب منصب کو اپنے ماتحتوں کو سلام کرنا چاہیے۔ اس سے انسان کے دل سے تکبر وغرور ختم ہوتا ہے' تواضع پیدا ہوتی ہے اور چھوٹوں کے دل میں بڑوں کی محبت اور عزت پیدا ہوتی ہے۔

٦٠٥۔ وَعَنْهُ قَالَ: اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اِمَاءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ مدینے کی باندیوں میں سے کوئی باندی نبی ﷺ کو ان کے دست مبارک سے پکڑتی اور (کسی کام میں مدد کے لیے) آپ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٨٩۔ فتح)، معلقاً، ووصله أبو داود (٤٨١٨)، وأحمد (٣/ ١١٩ و ٢١٤) من طريق حميد الطويل عن أنس۔ ووصله مسلم (٢٣٢٦) من طريق ثابت عن أنس.

فقه الحديث☆❶ نبی ﷺ لوگوں سے قریبی تعلق رکھتے تھے تاکہ آپ اہل حقوق کو ان کے حقوق دلا سکیں اور ان کی صحیح سمت راہنمائی کر سکیں اور آپ ان کے افعال وحرکات کی نگرانی کرتے تھے۔

- نبی ﷺ کی تواضع کا بیان کہ آپ ہر ضرورتمند کی مدد کرنے کے لیے مستعد رہتے تھے' اگر کوئی باندی جسے معاشرے میں کوئی حیثیت حاصل نہیں تھی' وہ بھی آپ کو روک لیتی تو آپ اس کی مدد کے لیے بھی اس کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے' آپ اس سلسلے میں کسی قریبی اور

اجنبی میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

٦٠٦ـ وَعَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُوْنُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ- يَعْنِي: خِدْمَةَ أَهْلِهِ- فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٦٠٦ـ حضرت اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے' پس جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٦٢ ـ فتح).

فقه الحديث☆ نبی ﷺ کے کمال تواضع کا بیان کہ آپ اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتے تھے' ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔ بہت سے مرد گھریلو امور میں عورت کا ہاتھ بٹانے کو اپنی بے عزتی اور توہین سمجھتے ہیں' یہ اسوۂ نبوی کے خلاف ہے۔ جب نبی ﷺ گھر میں اپنی ازواجِ مطہرات کا ہاتھ بٹاتے تھے تو ہمیں بھی اس میں کوئی سبکی محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ ان کی خدمت میں اتنا بھی مصروف نہیں ہونا چاہیے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے غافل ہو جائے بلکہ عبادت کو ترجیح دینی چاہیے' یہ بھی اسوۂ نبوی ہے کہ جونہی نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

٦٠٧ـ وَعَنْ أَبِي رِفَاعَةَ تَمِيمِ بْنِ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَا يَدْرِي مَا دِيْنُهُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهَى إِلَيَّ، فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ، فَقَعَدَ عَلَيْهِ، وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٦٠٧ـ حضرت ابورفاعہ تمیم بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک اجنبی آدمی آیا ہے' وہ اپنے دین کے بارے میں پوچھتا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں کہ اس کا دین کیا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ دیا حتیٰ کہ آپ میرے قریب تشریف لے آئے' آپ کے لیے ایک کرسی لائی گئی تو آپ اس پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم آپ کو دی تھی وہ تعلیم آپ مجھے دینے لگے' پھر اپنے خطبے کی طرف گئے اور اس کے آخری حصے کو مکمل فرمایا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٧٦).

غريب الحديث☆ (**يخطب**) آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ (**يسأل عن دينه**) وہ احکامِ دین کے بارے میں پوچھتا ہے کہ اس پر کیا کیا لازم اور واجب ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ آپ کے کمال تواضع، مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور کمال شفقت کا بیان ہے کہ آپ نے ایک اجنبی اور مسافر شخص کی دل جوئی کے لیے خطبہ ترک کر دیا۔

❷ یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت خطیب خطبہ چھوڑ کر منبر سے نیچے اتر سکتا ہے اور ضرورت پوری ہو جانے کے بعد دوبارہ خطبہ شروع کر سکتا ہے۔

❸ اگر کسی مسئلہ کا علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھنا چاہیے تاکہ عمل درست اور سنت کے مطابق ہو سکے۔

◈ کرسی پر بیٹھ کر درس دیا جاسکتا ہے اور لوگوں کو مسائل بتائے جاسکتے ہیں۔

۶۰۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَالَ: وَقَالَ: ((اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ، فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْاَذٰى، وَلْيَاْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)) وَاَمَرَ اَنْ تُسْلَتَ الْقَصْعَةُ. قَالَ: ((فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۰۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے (کیونکہ آپ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے) راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے مٹی وغیرہ کو دور کر دے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے''۔ اور آپ نے حکم فرمایا کہ پیالے اور پلیٹ وغیرہ کو پونچھ کر صاف کیا جائے اور فرمایا: (یہ اس لیے کہ) تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۳۴).

غريب الحديث☆ (لعق) ''چاٹنا'' (أصابعه الثلاث) ''تین انگلیاں'' یعنی انگوٹھا' انگشت شہادت اور درمیانی انگلی۔ (فليمط) ''پس دور کر دے، صاف کر لے''۔ (الأذى) ''میل وغیرہ'' (تسلت) ''انگلیوں سے اچھی طرح پونچھ چاٹ لیا جائے''۔ (القصعة) پیالہ، پلیٹ یا اتنا بڑا برتن جس میں دس آدمی کھانا کھا سکیں۔

فقه الحديث☆❶ تین انگلیوں سے کھانا کھانا سنت ہے اور کھانے کے بعد انگلیوں کو خود چاٹنا یا کسی اور سے چٹوانا سنت ہے۔ اور اس کی یہ حکمت بیان کی گئی کہ کسی شخص کو معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے' ممکن ہے کہ کھانے کا وہ حصہ جو انگلیوں سے لگا ہوا ہے اس میں برکت ہو' یہی حکمت برتن کو صاف کرنے اور گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر صاف کر کے کھانے میں ہے' نیز اس میں تواضع' عدم تکبر اور مال کا عدم ضیاع ہے۔

◈ اگر شرعی آداب کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو شیطان بھی بندے کے ساتھ کھانے میں شامل ہو جاتا ہے' اس کی مشارکت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ شرعی آداب کا خیال رکھا جائے اور شیطان کے لیے کھانے کا کوئی بھی حصہ نہ چھوڑا جائے۔

۶۰۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ)) قَالَ اَصْحَابُهُ: وَاَنْتَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۰۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ان سب نے بکریاں چرائیں''۔ آپ کے صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! میں مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۰۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۶۱۰۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ، وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے بکری یا گائے کے پائے یا دستی کی (بھی) دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا' اور اگر پائے یا دستی کا مجھے ہدیہ دیا جائے تو میں اسے بھی ضرور قبول کروں گا''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٩٩ ـ فتح).

غریب الحدیث:۔ (کراع) ''گائے یا بکری کے پائے''۔ (الذراع) دستی، یہ پائے سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ دعوت قبول کرنی چاہیے خواہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو یا سادہ سی دعوت' اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

❷ ہدیہ بھی قبول کرنا چاہیے خواہ یہ بھی معمولی نوعیت ہی کا کیوں نہ ہو' اس سے تالیفِ قلبی اور مسلمانوں کی آپس میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔

❸ آپ کی انتہائی تواضع کہ آپ کسی کا دل نہیں دکھاتے تھے' اگر کوئی سادہ سی دعوت بھی دیتا تو آپ اسے قبول فرماتے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی اپنی روش بدلنی چاہیے کہ اگر کوئی غریب شخص سادہ سے کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت کو بھی قبول کرنا چاہیے۔

٦١١ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ، أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ، فَقَالَ: ((حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٦١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ''عضباء'' نامی اونٹنی تھی جس سے کوئی اونٹ آگے نہیں بڑھ سکتا تھا' یا یہ ممکن نہیں تھا کہ کوئی اونٹ اس سے آگے بڑھ جائے۔ پس (ایک دفعہ) ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا اور اس سے آگے نکل گیا' تو مسلمانوں پر یہ چیز نہایت گراں گزری حتیٰ کہ نبی ﷺ نے بھی اسے پہچان لیا' تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہو تو وہ اسے پست کر دے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٧٣ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (العضباء) رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام۔ (قعود) نوجوان اونٹ جو سواری کے قابل ہو چکا ہو۔ (حق) واجب ہے' اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ (وضعہ) اسے پست کر دیتا ہے' اسے گرا دیتا ہے۔''

فقہ الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی بے ثباتی کا بیان نیز فخر و غرور ترک کرنے اور تواضع اختیار کرنے کی ترغیب ہے اس لیے کہ دنیا کے تمام امور ناقص ہیں' کامل نہیں' کیونکہ دنیا کی کوئی بھی چیز خواہ کتنی ہی بلندی کو پہنچ جائے آخر اسے زوال پذیر ہونا ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی تواضع کا بیان کہ جب اس دیہاتی کا نوعمر اونٹ نبی ﷺ کی اونٹنی سے سبقت لے گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات گراں گزری تو آپ نے صحابہ کرام کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی ذات کو کمال حاصل ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے باقی ہر چیز کو کچھ مدت کے بعد زوال پذیر ہونا ہے۔ سورج بھی خاص بلندی تک پہنچتا ہے تو پھر رو بہ زوال ہو جاتا ہے۔

❸ اونٹ پر سواری کرنا اور مسابقت کرنا جائز ہے۔

٧٢۔ بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَالْإِعْجَابِ

٧٢۔ باب: تکبر اور خود پسندی حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص: ٨٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ [الإسراء: ٣٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ آخرت کا گھر ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں بڑائی و بلندی چاہتے ہیں نہ فساد اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے''۔

اور فرمایا: ''زمین پر اکڑ کر نہ چل''۔

نیز فرمایا: ''تو از راہ تکبر اپنا چہرہ لوگوں سے مت پھیر اور زمین پر اترا کر

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ [لقمان : ١٨]. وَمَعْنَى ((تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ)) أَيْ: تمِيلُه وَتُعرِضُ بِه عَنِ النَّاسِ تَكَبُّرًا عَلَيْهِم. ((وَالْمَرَحُ)): التَّبَخْتُرُ. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ﴾ [القصص : ٧٦] إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ الْآيَات.

بھی نہ چل، بے شک اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

(تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ) کا معنی ہے تو از راہ تکبر اپنا چہرہ لوگوں سے پھیر (ایسا نہ کرنا) اور (مرح) کے معنی ہیں ''اترانا''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قارون (سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا' پس اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقت ور جماعت بمشکل اٹھاتی تھی۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اترا مت! یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: ''پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا''۔

شرح الآیات: عُجب اور تکبر میں فرق یہ ہے کہ عُجب کی صورت میں انسان اپنے دل میں سوچتا اور تصور قائم کرتا ہے کہ میں سب سے بلند، سب سے اعلیٰ، سب سے زیادہ ذہین اور سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ جب اس کے دل میں خود پسندی گھر کر جاتی ہے تو پھر وہ دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہے بلکہ باقی مخلوق کو تو وہ کیڑے مکوڑے سمجھتا ہے۔ لوگوں کو اپنے سے کم تر سمجھنا تکبر ہے۔ پس تکبر عجب اور خود پسندی سے جنم لیتا ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں اسی تکبر سے منع کیا گیا ہے' اس لیے کہ اس کا انجام بڑا بھیانک ہے۔

٦١٢- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً؟ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ؛ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((بَطَرُ الْحَقِّ)) دَفْعُهُ وَرَدُّهُ عَلَى قَائِلِهِ، ((وَغَمْطُ النَّاسِ)) احْتِقَارُهُم.

۶۱۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا۔'' ایک آدمی نے کہا: آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے' تکبر تو حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔'' (مسلم)

(بطر الحق) حق کا انکار کرنا اور اس کے قائل پر اسے لوٹا دینا۔ (غمط الناس) ''لوگوں کو حقیر سمجھنا''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٩١).

غريب الحديث ☆ (مثقال) وزن، برابر (ذرة) ''چھوٹا سا جز' خاک کا ذرہ۔''

فقه الحديث ☆ ❶ تواضع اور عجز و انکسار کی علامت یہ ہے کہ انسان حق کا اقرار کر لے' اس کی اتباع کر لے اور اس کے مقابلے پر نہ آئے بلکہ حق کی دلیل و برہان کے سامنے جھک جائے' اس کی اطاعت اختیار کر لے اور اس پر حق کی حکمرانی اس طرح ہو جس طرح کسی آقا کی اپنے غلام پر ہوتی ہے۔ جبکہ کبر کی علامت یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کر دے اور یہ انکار خواہ فخر و غرور کی وجہ سے ہو یا جاہ و منصب، مال و دولت کی وجہ سے ہو یا حسن و جمال کی وجہ سے یا حسب نسب کی وجہ سے یا کسی بھی برتری کی وجہ سے' اس کا انجام جہنم ہے' خواہ انسان اس تکبر کی وجہ سے حق کا انکار کر دے یا لوگوں کو حقیر سمجھے، انجام برابر ہے۔

◆ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اچھا لباس یا اچھے جوتے پہننا جائز ہے بشرطیکہ پہننے والے کے دل میں کوئی فخر وغرور نہ ہو۔

٦١٣ ـ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)). قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ. قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۱۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ اس نے کہا: میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نہ ہی طاقت رکھے''۔ صرف کبر نے آپ کی بات ماننے سے روکا راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ اس دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک بھی نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٦١٤ ـ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ فِي بَابِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ.

۶۱۴۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمھیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، بخیل اور متکبر (جہنمی ہے)''۔ (متفق علیہ)
اس کی شرح ''باب ضعفة المسلمين'' میں گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۵۲) ملاحظہ فرمائیں۔

٦١٥ ـ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِيَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِيَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ. فَقَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا: اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِيْ، اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّكِ النَّارُ عَذَابِيْ، اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۱۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا تو دوزخ نے کہا: میرے اندر بڑے بڑے سرکش اور متکبر لوگ ہوں گے اور جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین قسم کے لوگ ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا (فرمایا) ''اے جنت! تو میری رحمت ہے' میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا' اور اے آگ! تو میرا عذاب ہے' میں تیرے ذریعے سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمے ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۵۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٦١٦ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ایسے شخص کو (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو اپنا ازار از راہ تکبر ٹخنوں سے نیچے گھسیٹتا ہوا چلے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۲۵۷ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۸۷).

غريب الحديث☆ (ازاره) ''اپنا تہ بند وغیرہ''۔ (بطر) ''تکبر''۔

فقه الحدیث☆❶ جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے گھسٹتا ہوا چلتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہے۔ اور ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ہی تکبر ہے۔

◆ کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے اور مومن کا ازار تو نصف پنڈلی تک ہوتا ہے۔

◆ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نہیں دیکھے گا' اس دیکھنے کی نفی سے مراد رحمت سے دیکھنے کی نفی ہے' یعنی اللہ تعالیٰ متکبرین کو نظر رحمت سے نہیں بلکہ عتاب و غضب سے دیکھے گا۔

٦١٧ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْعَائِلُ)): الفَقِيرُ.

۶۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمیوں سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی (نظر رحمت سے) ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) اور متکبر فقیر''۔ (مسلم)

(العائل) ''فقیر''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۰۷).

غریب الحدیث☆ (ولا یزکیهم) انہیں گناہوں سے پاک نہیں کرے گا اور ان کے اعمال قبول نہیں فرمائے گا۔ (شیخ) ''بوڑھا''

فقه الحدیث☆❶ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا اثبات۔

◆ زنا، جھوٹ اور تکبر کبیرہ گناہ ہیں اور ان کا انجام نہایت مہلک ہے۔

◆ جب گناہ کسی ایسے شخص سے سرزد ہو جس میں اس گناہ کے کرنے کی صلاحیت بہت کم ہو یا اس کی شان اور مرتبے کے منافی ہو تو پھر اس گناہ کی سنگینی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً زنا' بدکاری ہر شخص کے لیے حرام ہے لیکن اگر کسی بوڑھے شخص سے اس کا ارتکاب ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا مزاج بہت بگڑا ہوا ہے' یہ دین سے دور ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی ہے۔ اسی طرح جھوٹ ہر ایک کے لیے حرام ہے لیکن اگر بادشاہ کذب بیانی کرے تو یہ اور قبیح ہے' کیونکہ بادشاہ کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں' وہ تو اختیارات اور وسائل سے بہرہ ور ہوتا ہے' اس کے باوجود اگر وہ جھوٹ بولتا ہے تو یہ اس کے فساد مزاج اور خوف الٰہی کے فقدان کی دلیل ہے۔ اسی طرح تکبر ہر شخص کے لیے حرام ہے لیکن اگر ایک فقیر جو کبر اور برتری کے اسباب و وسائل ہی سے محروم ہے' وہ کبر کا اظہار کرے تو اس کا مطلب احکام دین کا استخفاف اور خشیتِ الٰہی سے بے نیازی ہے۔ کیا یہ عجیب چیز نہیں کہ ایک فقیر لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کر رہا ہے اور ساتھ ہی تکبر اور فخر و غرور کا مظاہرہ کرتا ہے' تو اس صورت میں اس کا یہ جرم کسی مالدار کے اظہار کبر سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان بری صفات کے حاملین سے روز قیامت کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

٦١٨ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: الْعِزُّ اِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ يُنَازِعُني عَذَّبْتُهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے۔'' عزت میری ازار اور بڑائی میری چادر ہے' پس جو شخص ان میں سے کوئی چیز مجھ سے کھینچے گا تو میں اسے عذاب دوں گا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲٦۲۰).

فقہ الحدیث ☆ عزت و کبریائی اور بڑائی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں' جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کھینچنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت کھینچنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہونے کا دعویٰ کرے۔ بڑائی اور کبریائی سب اللہ تعالیٰ کا حق ہے' اب اگر کوئی شخص تکبر کا اظہار کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مقام پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی حرکت کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے گا اور جس شخص کے دل میں اللہ کی عظمت گھر کر جائے تو وہ اپنے اندر سے کبر و نخوت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور تواضع اختیار کرتا ہے' کیونکہ ﴿وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (الجاثية:۳۷)

٦١٩ـ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ، يَخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهِ، اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((مُرَجِّلٌ رَاْسَهُ))، اَيْ: مُمَشِّطُهُ. ((يَتَجَلْجَلُ)) بِالْجِيْمَيْنِ، اَيْ: يَغُوْصُ وَيَنْزِلُ.

۶۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ ایک آدمی ایک حلہ (سوٹ' جوڑا) پہنے ہوئے جا رہا تھا' اس کے نفس نے اسے خود پسندی میں مبتلا کر دیا ہوا تھا' اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی اور وہ اپنی چال میں اتراتا ہوا جا رہا تھا' پس اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا' اب وہ روز قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔'' (متفق علیہ)

(مرجل رأسه) ''کنگھی سے بالوں کو سنوارنے والا''۔ (يتجلجل) دو جیموں کے ساتھ ''زمین میں گھستا اور اترتا چلا جا رہا ہے۔''

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۲۵۸۔ فتح)، ومسلم (۲۰۸۸).

غریب الحدیث ☆ (حلّة) ازار اور چادر، سوٹ، جوڑا۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ خود پسندی اور تکبر ایک مہلک اخلاقی مرض ہے' جس میں یہ مرض ہو اس کے لیے دنیا و آخرت کی تباہی ہے۔

❷ خوش پوشاکی اور حسن و جمال سے آراستہ ہو کر انسان کو خود پسندی اور تکبر میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے نیا لباس زیب تن کرتے وقت دعا پڑھنے کی تعلیم دی جس میں ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ ......) ''تمام تعریفیں اور شکر اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے یہ لباس عطا فرمایا......''

❸ عذاب قبر کا اثبات۔

❹ جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق یہ شخص قارون ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

٦٢٠ـ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِيْنَ، فَيُصِيْبُهُ مَا اَصَابَهُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ)) اَيْ: يَرْتَفِعُ وَيَتَكَبَّرُ.

۶۲۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی تکبر کا اظہار کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے' پھر اسے وہی سزا ہوگی جو ان (سرکش) لوگوں کو ہوگی۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(يذهب بنفسه) ''وہ برتری اور تکبر کا اظہار کرتا ہے''

توثیق الحدیث ☆ ضعيف: أخرجه الترمذي (۲۰۰۰). یہ حدیث عمر بن راشد یمامی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فقہ الحدیث ☆ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو شخص جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا اس کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا۔ اس لیے کہ وہ

اس مشابہت کی وجہ سے بتدریج اس قوم کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور اس وجہ سے اس کا انجام انہی کے ساتھ ہوگا۔ اس مضمون کی ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) کہ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔

۷۳۔ بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

۷۳۔ باب: حسن اخلاق

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [ن : ٤] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ الآية [آل عمران : ١٣٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں''۔

اور فرمایا: ''غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے''۔

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے حسنِ اخلاق کے بارے میں فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ)) کہ آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

دوسری آیت میں اہل جنت کی صفات کے حاملین محسنین کی صفات بیان کیں کہ وہ غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں صفات بھی حسن اخلاق کی علامت ہیں اور نیکو کاروں کی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے۔

٦٢١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے سب سے اچھے اخلاق کے حامل تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٥٨٢۔ فتح)، ومسلم (٢١٥٠).

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مکارم اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز فرمایا' یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا انعام تھا اور پھر آپ کی اس صفت پر تعریف بھی فرمائی: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ کہ آپ تمام لوگوں میں سے سب سے اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔

٦٢٢۔ وَعَنْهُ قَالَ: مَا مَسِسْتُ دِيْبَاجًا وَلَا حَرِيْرًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِيْ قَطُّ: أُفٍّ، وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ: أَلَا فَعَلْتَ كَذَا؟. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی موٹا اور باریک ریشم نہیں چھوا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسمِ اطہر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور بہتر خوشبو کبھی نہیں سونگھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی' آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا اور جو کام میں نے کر دیا اس کے بارے میں کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے نہیں کیا اس کے بارے میں بھی کبھی نہیں فرمایا کہ تو نے اس طرح کیوں نہ کیا؟ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢١٥۔ ٢١٦۔ فتح)، ومسلم (٢٣٠٩، ٢٣٣٠).

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرتے وقت تواضع اختیار کرنی چاہیے' خندہ پیشانی اور نرم پہلو سے ملنا چاہیے۔

❷ صفائی ستھرائی اختیار کرنے اور خوشبو استعمال کرنے کی ترغیب۔ رسول اللہ ﷺ کا یہی اسوۂ حسنہ ہے' آپ مجسمہ طیب (خوشبو) تھے۔

❻ خادموں اور ملازمین سے نرمی اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور ان پر بے جا سختی اور نفرت کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے۔

❼ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بہتر خدمت کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے' انھوں نے دس سال آپ کی خدمت کی' آپ کے حسن اخلاق کا کمال مظاہرہ ہے کہ آپ نے اس مدت میں کبھی ان کی سرزنش نہیں فرمائی حتیٰ کہ کبھی اف تک نہیں کہا۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کمال خدمت ہے کہ انھوں نے کبھی ایسا موقع نہیں آنے دیا' کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اگر کوئی ایسی بات ہوتی جو قابل تادیب ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ضرور ان کی تربیت اور اصلاح فرماتے۔

٦٢٣- وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَهْدَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَاٰى مَا فِي وَجْهِيْ قَالَ: ((اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۲۳۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنگلی گدھے (نیل گائے) کا ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اسے مجھے واپس لوٹا دیا۔ جب آپ نے میرے چہرے پر مایوسی اور افسردگی کو دیکھا تو فرمایا: ''ہم نے تمہارا ہدیہ صرف اس لیے واپس کیا ہے کہ ہم حالتِ احرام میں ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣١۔ فتح)، ومسلم (١١٩٣).

غريب الحديث:۔ (حرم) حالت احرام میں ہیں یعنی حج یا عمرے کا احرام باندھا ہوا ہے۔

فقه الحديث☆❶ اگر محرم کے لیے شکار کیا جائے یا اس کے ایما پر شکار کیا جائے' دونوں صورتوں میں محرم کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں اور اگر غیر محرم شخص نے اپنے لیے شکار کیا ہو اور پھر وہ اس میں سے کچھ حصہ محرم کو بھیج دے تو یہ ہدیہ محرم کے لیے کھانا جائز ہے۔

❷ ہدیہ قبول کرنا اور اس میں سے کھانا جائز ہے اور جو ہدیہ لینا بندے کے لیے جائز نہ ہو تو اسے قبول نہیں کرنا چاہیے اور پھر اسے قبول نہ کرنے کی علت بھی بیان کر دینی چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صعب رضی اللہ عنہ کا ہدیہ واپس کیا اور آپ نے ان کے چہرے پر افسردگی کے اثرات دیکھے تو آپ نے وضاحت فرما دی کہ میں حالت احرام میں ہوں' اس لیے تمہارا ہدیہ قبول نہیں کیا۔

٦٢٤- وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ: ((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ: مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۲۴۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناگوار اور ناپسند ہو کہ لوگ اس سے مطلع اور باخبر ہو جائیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۹۰) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٢٥- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا. وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو تھے نہ تکلف کے ساتھ فحش کلام کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو تم میں اخلاق میں سب سے اچھا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٦٦۔ فتح)، ومسلم (٢٣٢١).

غريب الحديث☆ (فاحشًا) ''فحش گو''۔ (متفحشا) ''تکلف کے ساتھ فحش کلام کرنا''۔

فقہ الحدیث☆❶ مومن کو چاہیے کہ وہ برے کلام اور قبیح فعل کے ارتکاب سے اجتناب کرے' اس کے لیے کبھی کوشش نہ کرے اور ان اسباب و وسائل سے اجتناب کرے جو انسان کو برائی تک پہنچاتے ہوں۔

❷ رسول اللہ ﷺ اس قدر اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے کہ آپ سے صرف نیک اعمال اور پاکیزہ اقوال کا صدور ہوتا تھا۔

❸ مومنوں کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال اور اعلیٰ اخلاق میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کریں' یہی فضیلت کا معیار اور اعلیٰ ایمان کی علامت ہے۔

٦٢٦۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

((الْبَذِيُّ)): هُوَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِالْفُحْشِ، وَرَدِيءِ الْكَلَامِ.

۶۲۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن مومن بندے کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی اور ثقیل کوئی چیز نہیں ہوگی اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ فاحش (فحش گو) اور بے ہودہ گو سے بغض رکھتا ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

(البذی) وہ شخص جو بے ہودہ اور فحش باتیں کرتا ہے۔

توثیق الحدیث☆ صحیح لغیرہ : أخرجه الترمذي (٢٠٠٢)، وأحمد (٦/ ٤٥١). اس حدیث کی سند میں ضعف ہے' کیونکہ اس میں یعلی بن مملک مقبول راوی ہے۔ لیکن اس کے پہلے حصے کی متابعت کی گئی ہے' جو ادب المفرد (۲۷۰)' ابوداؤد (۴۷۹۹) اور احمد (۶/۴۴۶'۴۴۸) وغیرہم میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے' جبکہ دوسرے حصے کا شاہد مسند احمد (۲/۱۶۲'۱۹۹۔ ۵/۲۰۲) میں ہے' جس کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

فقہ الحدیث☆❶ میزان یعنی ترازو کا اثبات ہے کہ روز قیامت اس میں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی' اس کے دو پلڑے ہوں گے۔

❷ حسن خلق کی اہمیت کہ روز قیامت اعمال صالحہ میں سے یہ سب سے زیادہ وزنی اور ثقیل ہوں گے اور انسان انہیں اپنی نیکیوں والے پلڑے میں پائے گا۔

❸ فحش گو اور بدکلامی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

٦٢٧۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ: ((الْفَمُ وَالْفَرْجُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۶۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے اعمال کے بارے میں پوچھا گیا جن کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں جائیں گے تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور حسن خلق''۔ اور پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کن چیزوں کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ''منہ اور شرم گاہ''۔ (ترمذی۔ حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن: أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٢٨٩)، والترمذي (٢٠٠٤)، وابن ماجه (٤٢٤٦)، وأحمد (٢/ ٢٩١، ٣٩٢، ٤٤٢)، وابن حبان (٤٧٦)، والحاكم (٤/ ٣٢٤)، والبيهقي في ((الزهد الكبير)) (٢٣٦)، والقضاعي

فی ((الشهاب)) (۱۰۵۰)، والبغوی فی ((معالم التنزیل)) (۳۷۷/٤)، و ((شرح السنة)) (۷۹/۱۳-۸۰)، والخرائطی فی ((مکارم الأخلاق)) (ص ۱۰)۔

فقه الحدیث☆❶ تقویٰ اور حسن اخلاق کی ترغیب۔ تقویٰ سے مراد شرک اور برے اعمال سے بچنا اور نیک اعمال مسلسل کرتے رہنا ہے نیز تقویٰ کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور حسن اخلاق کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ جس میں یہ دونوں صفتیں پیدا ہو جائیں تو یہ جنت میں جانے کا باعث ہے جبکہ اس کے برعکس کچھ چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو جہنم میں لے جائیں گی' وہ ہیں: منہ اور شرم گاہ۔ منہ سے مراد زبان ہے یعنی ان دونوں چیزوں کا غلط اور ناجائز استعمال جہنم میں جانے کا باعث ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ زبان سے کفر، غیبت، چغلی، جھوٹی گواہی اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے جیسی قبیح باتوں سے بچنا چاہیے اور شرم گاہ کے فتنوں سے بھی بچنا چاہیے۔ دنیا و آخرت میں اس کا انجام نہایت بھیانک ہے۔

۶۲۸۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۶۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو تم میں اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۷۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۶۲۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

۶۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار شخص کے درجے اور مرتبے پر فائز ہوگا''۔ (ابوداود)

توثیق الحدیث☆ صحیح: أخرجه أبو داود (٤٧٩٨)، و أحمد (٦/ ٩٤، ٩٠، ١٨٧)، والبغوی فی ((شرح السنة)) (١٣/ ٨٠، ٨١)، والحاكم (١/ ٦٠)۔

فقه الحدیث☆❶ دن کو نفلی روزے رکھنا اور رات کو تہجد پڑھنا نہایت مشکل اور عزیمت والے کام ہیں لیکن جو شخص فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کی پابندی کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے اور بے پایاں اجر و ثواب پاتا ہے' لیکن حسن اخلاق سے آراستہ شخص جو صرف فرائض کی ادائیگی کرتا ہے' نوافل کا اتنا اہتمام نہیں کرتا تو وہ صرف اسی حسن خلق کی وجہ سے دن کو نفلی روزہ رکھنے والے اور رات کو تہجد پڑھنے والے کے اجر کو پالے گا۔ اس سے حسن اخلاق کی اہمیت و فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۶۳۰۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَاِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ

۶۳۰۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا اور اس شخص کے لیے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح و مذاق کے طور پر بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اور اس

خُلُقُهُ)). حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

((الزَّعِيمُ)): الضَّامِنُ.

شخص کے لیے جنت کے اعلیٰ درجے میں گھر کا ضامن ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوئے''۔(ابوداود۔حدیث صحیح ہے)

(الزعیم) ''ضامن''۔

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره: أخرجه أبو داود (٤٨٠٠).

غريب الحديث☆ (ربض الجنة) ''جنت کے ادنی حصے میں یا اس کے اطراف میں''۔(المراء)''جھگڑا وغیرہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی عمل پر ابھارنے اور آمادہ کرنے کے لیے ضامن بننا جائز ہے' پس جو شخص ضامن بنے تو پھر اس پر وفا لازم ہے۔

❷ جھگڑا وغیرہ نہ کرنے کی ترغیب ہے' اس طرح اختلافات ختم ہوتے ہیں۔

❸ جنت میں درجات اور مراتب ہیں جو لوگوں کو حسب اعمال نصیب ہوں گی۔

❹ جھوٹ ہر شکل، ہر رنگ اور ہر حالت میں حرام ہے خواہ وہ مزاح یا لہو ولعب کی صورت ہو یا سنجیدگی سے۔ بلکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس شخص کے لیے ''ویل'' (ہلاکت، تباہی) ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا اور قصہ گوئی کرتا ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ مرتبے والا وہ شخص ہے جو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ ہے' اس لیے کہ یہ تمام فضائل کو شامل ہے۔

٦٣١۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا. وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ: ((الْمُتَكَبِّرُونَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

((وَالثَّرْثَارُ)): هُوَ كَثِيرُ الْكَلَامِ تَكَلُّفًا. ((وَالْمُتَشَدِّقُ)): الْمُتَطَاوِلُ عَلَى النَّاسِ بِكَلَامِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِمِلْءِ فِيهِ تَفَاصُحًا وَتَعْظِيمًا لِكَلَامِهِ؛ ((وَالْمُتَفَيْهِقُ)): أَصْلُهُ مِنَ الْفَهْقِ. وَهُوَ الْإِمْتِلَاءُ، وَهُوَ الَّذِي يَمْلَأُ فَمَهُ بِالْكَلَامِ، وَيَتَوَسَّعُ فِيهِ، وَيُغْرِبُ بِهِ تَكَبُّرًا وَارْتِفَاعًا، وَإِظْهَارًا لِلْفَضِيلَةِ عَلَى غَيْرِهِ.

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي تَفْسِيرِ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ: هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الْأَذَى.

٦٣١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ روز قیامت مجھے سب سے زیادہ محبوب اور ہم نشینی کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے اخلاق میں سب سے اچھا ہوگا اور قیامت والے دن مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے گفتگو کرنے والے، گال پھلا کر لوگوں سے لمبی گفتگو کرنے والے اور تکبر سے باچھیں کھول کر منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہوں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے تکلف سے اور گال پھلا کر گفتگو کرنے والوں کو تو پہچان لیا ہے' یہ ''متفیهقون'' کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والے''۔(ترمذی۔حدیث حسن ہے)

(الثرثار) ''تکلف سے بہت زیادہ گفتگو کرنے والا۔'' (المتشدق) ''اپنے آپ کو فصیح گفتگو کرنے والا ظاہر کرنے کے لیے گال پھلا کر لوگوں سے لمبی گفتگو کرنے والا۔'' (متفیهق) اس کی اصل ''الفهق'' ہے' اس کے معنی بھرنے کے ہیں' ایسا شخص جو کلام کرتے وقت منہ بھر لیتا اور چوڑا کر لیتا ہے اور دوسروں پر اپنی فوقیت اور برتری ظاہر کرنے کے لیے متکبرانہ انداز سے عجیب وغریب گفتگو کرتا ہے۔

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره : أخرجه الترمذي (٢٠١٨)، والخطيب في ((تاريخه)) (٤/ ٦٣).

فقه الحدیث☆ ❶ حسنِ خلق قیامت والے دن رسول اللہ کی محبت اور آپ کے قرب کا ذریعہ ہوگا۔

❷ جنت میں اعلیٰ درجے پر وہ شخص فائز ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے' اس لیے کہ یہ نیکی کی تمام خصال وصفات کو شامل ہے۔

❸ تکلف، تصنع، گال پھلا کر اور باچھیں کھول کر کلام کرنے سے بچنا چاہیے' کیونکہ اس انداز سے گفتگو کرنا متکبرین کا شیوہ ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے حسن خلق کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: ''اس سے مراد خندہ پیشانی' سخاوت اور کسی کو تکلیف نہ پہنچانا ہے۔'' [اس کی سند حسن درجہ کی ہے۔ (ترمذی: ۲۰۰۵)]

فقہ الاثر: عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے حسنِ خلق کی علامات اور اس کے ثمرات بیان فرمائے ہیں کہ حسن خلق کا تقاضا ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے' اس لیے کہ اس پر اجر ہے۔ جس میں یہ صفت پیدا ہو جائے وہ پھر سخاوت بھی کرتا ہے اور لوگوں کو تکلیف بھی نہیں پہنچاتا' وہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتا اور حدیثِ رسول میں بھی اس کی وضاحت ہے کہ ''مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

٧٤۔ بَابُ الْحِلْمِ وَالْأَنَاةِ وَالرِّفْقِ

٧٤۔ باب: تحمل، تدبر اور نرمی سے کام لینے کی ترغیب اور فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران : ١٣٤] ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الأعراف : ١٩٩]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ [فصلت : ٣٤، ٣٥]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى : ٤٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے''۔

اور فرمایا: ''عفو و درگزر کو اختیار کر، نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر''۔

نیز فرمایا: ''نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتیں' برائی کو ایسے طریقے سے دور کریں جو اچھا ہو' تب وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہو ایسے ہو جائے گا گویا کہ وہ گہرا دوست ہے اور یہ بات انہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو صابر ہوتے ہیں اور ان کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیبے والے ہوتے ہیں''

اور فرمایا: ''اور وہ شخص جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا یقیناً یہ بات ہمت کے کاموں سے ہے''۔

شرح الآیات: ان آیات میں مومنوں کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ نیکو کاروں کی صفات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جاہلوں سے الجھنے کی بجائے ان سے درگزر کرنے اور اعراض کرنے کی تلقین فرمائی۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ نیکی اور برائی برابر نہیں ہوسکتیں لہٰذا انسان کو نیکی ہی اختیار کرنی چاہیے اور برائی کو بھی احسن انداز سے دور کرنا چاہیے۔ اس کا دنیا و آخرت دونوں جہاں میں فائدہ ہے۔ دنیا میں فائدہ یہ ہے کہ دشمن بھی دوست بن جائیں گے اور اخروی فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو جائے گی۔ اور آخری آیت میں یہ تسلی دی گئی کہ صبر و تحمل اور عفو و درگزر سے کام لینا ہر شخص کے بس کی بات نہیں اور نہ یہ اتنا آسان کام ہے کہ ہر کوئی اس پر عمل کر سکے'

فرمایا: ﴿إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾ "یقیناً یہ بات ہمت کے کاموں سے ہے" اور اس سے پہلی آیت میں فرمایا: "یہ بات انہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو بڑے نصیبے والے ہوتے ہیں"۔ پس نصیبے والے بننے کے لیے ان صفات سے متصف ہونا چاہیے۔

٦٣٢ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: ((إِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا: "تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور فہم و تدبر سے کام لینا"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٧) (٢٥).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں حلم، بردباری اور فہم و فراست سے کام لینے کی ترغیب ہے۔

- بردباری اور سوچ سمجھ کر کام کرنا یہ بڑی عظیم صفات ہیں۔ پس جو شخص ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اس لیے کہ یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔
- منہ پر تعریف اور خوبی بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ صاحب تعریف کے غرور میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ نیز اس تعریف سے صاحب تعریف کے لیے ان خوبیوں میں مزید آگے بڑھنے اور دوسروں کے لیے ان خوبیوں کو اپنانے کی ترغیب ہو۔

٦٣٣ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور تمام معاملات میں نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٤٩ـ فتح)، ومسلم (٢١٦٥).

فقه الحديث☆ ❶ قول و فعل کے ذریعے نرم پہلو اختیار کرنا چاہیے اور جب دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا کہا جائے تو پھر آسان چیز کو اپنانا چاہیے۔

- مسلمان کی پوری زندگی میں نرمی ہونی چاہیے اس طرح لوگ ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے اس لیے کہ وہ خود بھی نرمی کرنے والا ہے اور وہ جو کچھ نرمی پر عطا فرماتا ہے وہ سختی پر اور اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا نہیں فرماتا۔

٦٣٤ـ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلٰى مَا سِوَاهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور وہ نرمی پر جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ سختی پر اور اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا نہیں فرماتا"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٣).

غريب الحديث: (العنف) "سختی"۔

فقه الحديث☆ ❶ مکارم اخلاق میں نرمی کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔

- نرمی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں ثنائے جمیل اور اجر جزیل کا مستحق ہے۔

- سختی پسندیدہ امر نہیں۔
- اس نرمی کا یہ مقصد نہیں کہ دین کے معاملات اور حدود الٰہیہ کے بارے میں بھی نرمی کی جائے بلکہ دین کے معاملات میں جہاں سختی ہے' جیسے چوری کی حد وغیرہ' تو وہاں نرمی جائز ہی نہیں۔ یہ سختی حقیقت میں انسانوں کے اپنے ہی مفاد میں ہے۔

٦٣٥ ـ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۳۵۔ حضرت عائشہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے تو وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے اور جس چیز سے یہ نرمی نکال لی جاتی ہے تو یہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٤).

غریب الحدیث:۔ (زانه) ''اسے زینت دار بنا دیتی ہے۔'' (شانه) ''اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔''

فقه الحدیث☆❶ ہر شخص کو نرمی والا پہلو اختیار کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ اپنے صاحب کو زینت دار بنا دیتی ہے اور لوگوں کے ساتھ ساتھ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی معزز اور زینت دار بنا دیتی ہے۔

- سختی سے احتراز کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ اپنے صاحب کو عیب دار بنا دیتی ہے' وہ لوگوں کی نظروں سے بھی گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی گناہ گار لکھا جاتا ہے۔

٦٣٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامَ النَّاسُ إِلَيْهِ لِيَقَعُوْا فِيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوْهُ وَأَرِيْقُوْا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((السَّجْلُ)) بِفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ الْجِيْمِ: وَهِيَ الدَّلْوُ الْمُمْتَلِئَةُ مَاءً، وَكَذٰلِكَ الذَّنُوْبُ.

۶۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس وجہ سے اسے ڈانٹیں ڈپٹیں اور ملامت کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب (والی جگہ) پر پانی کا ایک ڈول بہا دو' اس لیے کہ تمہیں تو صرف آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے' سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔'' (بخاری)

(**سجل**) سین پر زبر' جیم ساکن' پانی سے بھرا ہوا ڈول اور (**ذنوب**) کے بھی یہی معنی ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١/ ٣ ـ فتح).

غریب الحدیث:۔ (لیقعوا فیه) ''تا کہ اسے اس بارے میں ملامت کریں۔'' (دعوه) ''اسے چھوڑ دو۔'' (اریقوا) ''بہا دو۔'' (معسرین) ''سختی کرنے والے۔''

فقه الحدیث☆❶ اس حدیث سے دیہاتیوں کی جہالت کے بارے میں اور رسول اللہ ﷺ کے کریمانہ اخلاق کے بارے میں پتا چلتا ہے کہ دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا' یہ اس کی نادانی اور جہالت ہے کہ اسے اتنا بھی علم نہیں کہ مسجد میں پیشاب نہیں کرتے۔ جب صحابہ کرام اس کی طرف اٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع فرما دیا اور فرمایا کہ اس پر پانی کا ڈول بہا دو۔

- پانی بہانے سے اگر نجاست دور ہو جائے اور اس کا اثر زائل ہو جائے تو پھر زمین پاک ہو جاتی ہے۔
- داعیان حق کے لیے بڑا سبق ہے کہ وہ نرمی اور حکمت سے دین کی دعوت پیش کریں اور برائی کو ہر ممکن حد تک دور کرنے کی کوشش کرنی

چاہیے۔

- مساجد کی صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- دین اسلام سختی کو پسند نہیں کرتا' بالخصوص دعوت کے میدان میں تو حکمت اور موعظۂ حسنہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

٦٣٧۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آسانی کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٦٣۔ فتح)، ومسلم (١٧٣٤).

غريب الحديث☆ (يسروا) ''آسانی کرو''۔ (ولاتعسروا) ''تنگی، سختی نہ کرو''۔ (بشروا) ''خوشخبری سناؤ''۔ (ولاتنفروا) ''نفرت نہ دلاؤ''۔

فقه الحديث☆ ❶ مومن پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کی کوشش کرے اور اس انداز سے دین کی دعوت پیش کرے کہ لوگوں کے لیے اسلام قبول کرنے اور اسلام پر عمل کرنے میں ترغیب پیدا ہو اور اس انداز تبلیغ سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے مایوسی پیدا ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ''بشیر و نذیر'' بنا کر مبعوث فرمایا۔

❷ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر وسعتِ رحمت کا بیان کہ اس نے ان کے لیے دین حنیف اور آسان شریعت عطا فرمائی اور اس دین کے داعیان کو بھی تعلیم فرمائی کہ وہ بھی حکمت اور مصلحت کے ساتھ اس دعوت کو پیش کریں۔ لیکن حکمت کا یہ تقاضا نہیں کہ داعی دین کے بنیادی اصولوں سے منحرف ہو کر حکمت کا شکار ہو جائے۔

٦٣٨۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۳۸۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٢).

فقه الحديث☆ نرمی سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں' اس لیے اللہ تعالیٰ جو عنایات نرمی پر عطا فرماتا ہے وہ سختی یا اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا نہیں فرماتا۔ پس جو شخص رفق و نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ یقیناً ہر قسم کی خیر و بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

٦٣٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِيْ. قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ ((لَا تَغْضَبْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیں آپ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر'' اس نے یہ سوال کئی بار دہرایا اور آپ نے ہر بار یہی ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٥١٩۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اہل علم نے اس حدیث کو ان احادیث میں شمار کیا ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے اور یہ تمام بھلائیوں کو شامل ہے۔

❷ سوال کرنا اور اہل علم سے مسائل دریافت کرنا مشروع ہے۔

❸ اگر کوئی شخص وصیت طلب کرے تو حالات کے تقاضے کے مطابق مختصر اور جامع وصیت کرنی چاہیے۔

❹ غیظ و غضب شر کی چابی ہے' اسی لیے نبی ﷺ نے اس شخص کو وصیت فرمائی (لا تغضب) یعنی غصہ نہ کر اور جو شخص غصے پر قابو پاتا ہے اس کی مدح بیان کی گئی۔ فرمایا: ''طاقتور وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔''

❺ اسلام ایسا پیارا دین ہے کہ یہ تشخیص کے ساتھ علاج بھی بتاتا ہے' اگر انسان کو غصہ آ جائے تو اسے تعوذ (أعوذ بالله من الشيطان الرجيم) پڑھنا چاہیے' کھڑا ہو تو بیٹھ جائے' اگر غصہ دور نہ ہو تو پھر لیٹ جائے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر غصہ انتقام لینے کے لیے ہے تو بیٹھ جانے سے وہ انتقامی کیفیت نہیں رہتی اور لیٹ جانے سے وہ شدت غضب اور جذبہ انتقام مزید سرد پڑ جاتا ہے۔

٦٤٠۔ وَعَنْ اَبِيْ يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۴۰۔ حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے پس جب تم قتل کرو تو احسن انداز اختیار کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو تم میں سے کوئی ایک اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩٥٥).

غريب الحديث☆ (كتب) ''لکھ دیا، فرض کر دیا''۔ (الإحسان) ''کسی کام کو اچھے انداز سے کرنا''۔ (القتلة) ''قتل کرنے کی ہیئت''۔ (الذبحة) ''ذبح کی حالت''۔ (شفرته) ''اپنی چھری''۔

فقه الحديث☆❶ پوری مخلوق کے ساتھ ہر لحاظ سے احسان کرنا چاہیے' ان کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور شفقت کا انداز ہونا چاہیے۔

❷ ہر چیز کے ساتھ حسب حال بہتر انداز سے سلوک کرنا چاہیے۔

❸ اچھی طرح قتل کرنے سے مراد موذی جانور کا قتل ہے یا قصاص میں کسی کو قتل کرنا یا پھر میدانِ جہاد میں دشمن کو قتل کرنا ہے۔ ان تمام صورتوں میں اعتدال اور احسان کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ایذا دے دے کر مارنا، ایک ایک عضو کو کاٹنا یا مثلہ کرنا' یہ تمام صورتیں اسلام میں منع ہیں۔

❹ جانور کو اچھے انداز میں ذبح کرنے سے مراد یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت چھری تیز ہونی چاہیے۔ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے بکری کو لٹا کر اس کی گردن پر پاؤں رکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی چھری تیز کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا: کیا ''تم اسے دو موتوں سے دوچار کرنا چاہتے ہو؟'' جب جانور کو ذبح کیا جائے تو اس کے سامنے کوئی اور جانور نہیں ہونا چاہیے تاکہ انہیں نفسیاتی اور ذہنی تکلیف نہ ہو۔

٦٤١۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا، كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ، اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۴۱۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کام کو اختیار کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا' بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا' اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے بارے میں کسی معاملے میں کبھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو توڑا جا رہا ہو' تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٦٦۔ فتح)، ومسلم (٢٣٢٧).

غریب الحدیث☆ (أیسرھما) ''ان دونوں میں سے آسان''۔ (ما لم یکن إثما) ''جب تک وہ آسان کام گناہ نہ ہوتا''۔ (انتقم) ''انتقام لیا''۔

فقہ الحدیث☆ ◆ اسلام ایسا دین ہے جس کا مدار آسانی و سہولت پر ہے۔ اسلام تنگی، تکلیف اور حرج کو دور کرتا ہے' جیسا کہ سورۂ اعراف میں فرمایا: ''وہ رسول اللہ ﷺ ان کی گردنوں سے جہالت و گمراہی کے طوق اتارتا ہے اور ان کے بوجھ دور کرتا ہے''۔

◆ رسول اللہ ﷺ کو دین و دنیا کے معاملات میں سے جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کے کرنے کا حکم دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے۔

◆ معصیت اور گناہ سے دوری اختیار کرنی چاہیے' خواہ وہ خواہش نفس کے موافق ہی کیوں نہ ہو یا انسان اس میں مصلحت سمجھتا ہو۔ جان لیجیے! ہر قسم کی خیر اور بھلائی نیکی میں ہے۔

◆ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر اس قدر رحیم اور شفیق تھے کہ آپ نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا۔'' یعنی آپ نے انتہائی آسان دین امت پر پیش فرمایا۔

◆ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ اس آسان کام کو اختیار فرماتے جس میں گناہ نہ ہوتا' اگر کوئی گناہ والا کام ہوتا تو آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر اس گناہ والے کام سے اجتناب فرماتے تھے اور مقامِ نبوت و رسالت کے یہی شایان شان ہے۔

◆ جہاں اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جا رہا ہوتو ایسے لوگوں سے انتقام لینا ایمانی غیرت کا تقاضا ہے۔

◆ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا لیکن اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے والے کو آپ نے کبھی معاف نہیں فرمایا' اسے ضرور سزا دیتے۔ یہ آپ کا اسوۂ حسنہ ہے جیسا کہ آپ نے اپنے عہد مبارک میں شرعی حدود نافذ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسی دینی حمیت و غیرت بہت محبوب ہے۔

٦٤٢۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَّحْرُمُ عَلَى النَّارِ۔ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ)).
رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۶۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو دوزخ پر حرام ہے یا جس پر دوزخ حرام ہے؟ یہ ہر اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہنے والا' تواضع اختیار کرنے والا' احسن انداز میں معاملات کرنے والا او رنرم مزاج ہے''۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن لغيره: أخرجه الترمذي (٢٤٨٨)، وأحمد (١/ ٤١٥)، وابن حبان (٤٦٩، ٤٧٠).

یہ حدیث عبداللہ بن عمرو الاودی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے' لیکن اس کے کئی ایک شواہد ہیں جو اسے تقویت پہنچاتے ہیں' جیسے طبرانی کبیر (۲۰/۸۳۲/۲۹۱) میں حدیث معیقیب رضی اللہ عنہ اور طبرانی اوسط (۱۹۵۹۔ مجمع البحرین) میں حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے۔ ان دونوں میں بھی ضعف ہے لیکن بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ مل کر حسن درجہ کی ہے۔ (واللہ اعلم)

غریب الحدیث☆ (کل قریب) ''حسن اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے قریب''۔ (ھین) ''متواضع''۔ (لین) ''احسن انداز سے معاملات کرنے والا'' (سھل) نرم مزاج، خرید و فروخت کرتے وقت دونوں صورتوں میں نرمی اور سہولت کا انداز اختیار کرنے والا۔

فقہ الحدیث☆ ◆ لوگوں کے قریب ہونے سے مراد وہ اپنے اخلاق و عادات اور ہمدردی و غمگساری کی صفات و خصائل کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بستا ہے اور ان کے دلوں کی دھڑکن بن گیا ہے۔

- مکارم اخلاق کی وجہ سے انسان جہنم کی آگ سے بچ جاتا ہے۔
- لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا ایمان کا حصہ ہے۔
- کوئی بات بتانے سے پہلے متعلم یا سامنے والے مخاطب کو متوجہ کر لینا چاہیے تاکہ وہ توجہ سے سنے اور بات کو سمجھے۔

۷۵۔ بَابُ الْعَفْوِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [الأعراف : ۱۹۹]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ [الحجر : ۸۵]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ [النور : ۲۲]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [آل عمران : ۱۳۴] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشورى : ۴۳]. وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

۷۵۔ باب: جاہلوں کو معاف کرنے اور ان سے درگزر کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''عفو و درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو''۔

اور فرمایا: ''تم ان سے اچھی طرح سے درگزر کرو''۔

اور فرمایا: ''چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے؟''

نیز فرمایا: ''وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند فرماتا ہے''۔

اور فرمایا: ''اور وہ شخص جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا یقیناً یہ ہمت کے کاموں سے ہے''۔

اس باب میں بہت سی آیات ہیں جو معلوم ہیں۔

شرح آلایات: ان آیات میں بھی مکارم اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے اور وہ ہے لوگوں کو معاف کر دینا، ان سے درگزر کرنا اور انتقام نہ لینا۔ اس کا انعام یہ فرمایا کہ ''کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دے؟'' یقینی بات ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں۔ اگر یہ چاہت ہے تو پھر ہمیں بھی لوگوں کو معاف کرنا چاہیے ان سے درگزر کرتے ہوئے ان کی دنیوی خطاؤں سے اعراض کرنا چاہیے۔ ایسے لوگ نیکوکار ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے اور یقینی بات ہے کہ جو شخص لوگوں کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اور انہیں معاف بھی کر دیتا ہے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

۶۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ، فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ،

۶۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ پر غزوۂ احد والے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری قوم سے بہت تکلیف اٹھائی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے عقبہ والے دن پہنچی جب میں نے اپنے آپ کو تبلیغ کے سلسلے میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا (یہ طائف کا ایک مشہور سردار تھا) لیکن اس نے میری دعوت کو قبول نہ کیا جیسا کہ میں چاہتا تھا۔ پس میں وہاں سے مغموم زدہ ہو کر نکلا تو

فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِي رَبِّي إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ: إِنْ شِئْتَ أَطْبَقْتُ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْأَخْشَبَانِ)): الْجَبَلَانِ الْمُحِيطَانِ بِمَكَّةَ. وَالْأَخْشَبُ: هُوَ الْجَبَلُ الْغَلِيظُ.

قرن ثعالب پر پہنچ کر مجھے کچھ افاقہ ہوا' میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ایک بدلی نے مجھے سایہ کیا ہوا ہے' میں نے اس میں دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور انھوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ بات سن لی جو اس نے آپ سے کہی اور وہ بھی جو انھوں نے آپ کو جواب دیا' اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے کہ آپ اسے ان لوگوں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ پس پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی پھر مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد ﷺ! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کی وہ بات سن لی جو اس نے آپ سے کہی' میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں' میرے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے کام کے بارے میں مجھے حکم دیں' پس آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں تو میں انہیں (مکہ کے) ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے''۔ (متفق علیہ)

(الأخشبان) وہ دو پہاڑ جو مکہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ (الأخشب) عظیم پہاڑ کو کہتے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣١٢ـ ٣١٣ـ فتح)، ومسلم (١٧٩٥).

غريب الحديث☆ (عرضت نفسي) ''میں نے اپنے آپ کو پیش کیا'' یعنی میں اقامت دین کے لیے اس سے تعاون حاصل کرنے کے لیے گیا۔ (ابن عبدياليل بن عبد كلال) اہل طائف کا ایک بڑا سردار۔ (مهموم) ''مغموم''۔ (لم أستفق) ''مجھے افاقہ نہ ہوا''۔ (قرن الثعالب) مکہ سے ایک رات اور دن کی مسافت پر واقع جگہ کا نام جو اہل نجد کی میقات ہے' اسے قرن المنازل بھی کہتے ہیں۔ (جبلا مكة) ان دو پہاڑوں کا نام ابو قبیس اور احمر ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی اپنی قوم پر شفقت اور ان کی بدسلوکی اور ایذا رسانی پر صبر اور درگزر کا بیان۔

❷ داعیان حق کو دعوت کے میدان میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ مختلف قسم کی ہیں یعنی ایذا' تکذیب اور استہزا وغیرہ۔

❸ داعیانِ دین کو زبردستی کسی کو دین میں داخل کرنے کا حکم نہیں ہے' بلکہ ان کے ذمے صرف حق بات پہنچا دینا ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں کا بیان کہ وہ سمیع و بصیر ہے' وہ بندوں کے حالات سے ہر لحاظ سے باخبر ہے' وہ سنتا دیکھتا ہے' کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

❺ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی حفاظت اور نگرانی فرماتا ہے' جیسا کہ اس نے فرمایا: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد:٧) ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا''۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد اور اس کی تبلیغ ہے۔

❻ فرشتے مختلف امور پر مامور ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کی بجا آوری کرتے ہیں۔
❼ داعیان حق کو دعوت کے میدان میں پہنچنے والی تکلیفوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہوئے مستقبل پر نظر رکھنی چاہیے اور قوم کی مخالفت پر ان کے حق میں بد دعا کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔
❽ دعوت کا ایک ہی مقصد ہونا چاہیے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا یعنی شرک و بدعت کے ظلمات سے نکال کر توحید و سنت کی روشن اور واضح شاہرہ پر گامزن کر دینا۔

٦٤٤۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ، وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا، اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ، اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو عورت کو نہ خادم کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے تھے (جس میں دشمن سے قتال کرتے) اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ کو کسی کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اور آپ نے اس تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ لیا ہو مگر جب اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی حرمت کی پامالی ہوتی ہو تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٣٢٨).

فقه الحديث☆❶ رسول اللہ ﷺ کے حلم اور لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر اور درگزر کا بیان۔
❷ اللہ تعالیٰ کے لیے غصہ آ جانا حلم، بردباری، نرمی اور عفو و درگزر کے منافی نہیں۔

٦٤٥۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ، فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ، مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ. فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ، فَضَحِكَ، ثُمَّ اَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے اوپر موٹے کنارے والی چادر تھی۔ ایک دیہاتی آپ سے ملا اور اس نے بڑے زور سے آپ کی چادر کو پکڑ کر کھینچا۔ میں نے نبی ﷺ کے کندھے کی جانب دیکھا تو اس پر چادر کے نشان پڑ چکے تھے جو اس نے شدت سے کھینچی تھی پھر اس نے کہا: اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ کا مال جو تیرے پاس ہے اس میں سے میرے لیے بھی (عطا کرنے کا) حکم دو! آپ نے اس کی طرف دیکھا تو مسکرا دیے پھر آپ نے اسے عطا کرنے کا حکم فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢٧٥۔ فتح)، ومسلم (١٠٥٧).

غريب الحديث☆ (برد) ''سیاہ خانوں (ڈبیوں) والی چادر''۔ (نجرانی) یمن کے شہر نجران کی طرف منسوب۔ (غليظ الحاشية) ''موٹے کنارے والی''۔ (جبذه) ''آپ کو کھینچا''۔ (عاتق) ''کندھا''۔ (صفحة) ''جانب' طرف''۔

فقه الحديث☆❶ دیہاتیوں کی سختی اور درشتی کا بیان کہ اس نے آپ کو سختی کے ساتھ کھینچا' آپ کا نام لے کر پکارا اور آپ سے مال کا مطالبہ بھی کیا۔
❷ رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کا بیان کہ آپ نے اس جاہل کے اس رویے پر صبر کیا' اس کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کیا

اور پھر نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ آپ مسکرا بھی دیے اور پھر اسے عطیہ دینے کا بھی حکم فرمایا۔

❸ برائی کا مقابلہ احسان کے ساتھ کرنا چاہیے' برائی کا مقابلہ برائی سے نہیں کرنا چاہیے۔

❹ داعی کو چاہیے کہ وہ دعوت کے میدان میں سوچ سمجھ کر قدم رکھے' یہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں۔ اس راہ میں تو بے شمار تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اور گالیاں سن کر بھی دعائیں دینا ہوتی ہیں اور آپ کا اسوۂ حسنہ اس کی واضح دلیل ہے۔

٦٤٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُوْلُ: ((**اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۴۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں سے کسی نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس کی قوم نے اس نبی کو مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون صاف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے اس لیے کہ وہ جانتے نہیں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥١٤ ـ فتح)، ومسلم (١٧٩٢).

غریب الحدیث:۔ (**یحکی**) ''بیان کر رہا تھا''۔ (**أدموہ**) ''اسے لہولہان کر دیا''

فقہ الحدیث☆ ❶ انبیاء علیہم السلام کو سخت ابتلا و آزمائش سے گزرنا پڑا اور اسی طرح کا دور ان کے متبعین پر گزرا۔

❷ عام طور پر لوگ حقیقت کے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں اور اپنے محسن و خیر خواہ سے ناواقف ہوتے ہیں۔

❸ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنے کی ترغیب ہے۔

❹ کافروں کے لیے ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

❺ برائی کا جواب نیکی اور احسان کے ساتھ دینا چاہیے۔

❻ انبیاء علیہم السلام کے کمال خلق کا بیان۔

٦٤٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ طاقتور نہیں جو (دوسرے کو) پچھاڑ دے' طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر ۴۵ ملاحظہ فرمائیں۔

٧٦ ـ بَابُ إِحْتِمَالِ الْأَذَى

۷۶۔ باب: تکلیفیں برداشت کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿**وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ**﴾ [آل عمران: ١٣٤]، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿**وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ**﴾ [الشورى: ٤٣]. وَفِي الْبَابِ: الْأَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے''۔

اور فرمایا: ''اور وہ شخص جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا' بے شک یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔''

اس باب سے متعلق وہی حدیثیں ہیں جو اس سے ماقبل باب میں

گزریں ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیں۔

٦٤٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِّي، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ! فَقَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي ((بَابِ صِلَةِ الْأَرْحَامِ)).

۶۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتے دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں (تعلقات جوڑتا ہوں) اور وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان سے حلم و بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت سے پیش آتے ہیں۔ (یہ ساری باتیں سن کر) آپ نے فرمایا: "اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو گویا تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تم ایسے کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے خلاف تمہارے ساتھ ایک مددگار رہے گا۔" (مسلم)

اس حدیث کی شرح "باب صلة الأرحام" میں گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۱۸) ملاحظہ فرمائیں۔

٧٧- بَابُ الْغَضَبِ إِذَا انْتُهِكَتْ حُرُمَاتُ الشَّرْعِ وَالْإِنْتِصَارُ لِدِينِ اللَّهِ تَعَالَى

۷۷۔ باب: احکام شرعیہ کی توہین کے وقت غضبناک ہونا اور اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت وحمایت کرنا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾ [الحج: ٣٠]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد: ٧] وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ عَائِشَةَ السَّابِقِ فِي بَابِ الْعَفْوِ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کی محترم ٹھہرائی ہوئی چیزوں (یعنی دین کے احکام وشرائع) کی تعظیم کرے گا تو وہ اس کے رب کے پاس بہتر ہے"۔

اور فرمایا: "اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے گا"۔

اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث بھی ہے جو "باب العفو" حدیث نمبر (۶۴۴) میں گزر چکی ہے۔

شرح الآیات: "حرمات اللہ" سے مراد دین کے احکام وشرائع ہیں۔ پہلی آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص معاصی کے ارتکاب اور احکام شرعیہ کی ہتک و بے حرمتی سے بچ گیا اور اس کے ارتکاب کو بہت بڑا گناہ تصور کیا تو ایسا شخص خیر کثیر اور ثواب جزیل حاصل کرے گا۔ جس طرح نیک اعمال کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اس طرح برے اعمال چھوڑنے پر بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا: "اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے" اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد اس کے دین پر عمل کرنا اور اس کی تبلیغ واشاعت کرنا

اور کافروں سے اس کا دفاع کرنا اور جب احکامِ شرعیہ کی بے حرمتی ہوتی ہو تو اس وقت دینی حمیت و غیرت کے تقاضے کے مطابق غضبناک ہونا ہے اور فرمایا: ''پھر وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا'' اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہاد میں دشمن کے مقابلے میں تمہیں ہمت اور ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

٦٤٩ـ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَأَ تَاَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا! فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ؛ فَقَالَ: ((يَآ اَيُّهَا النَّاسُ: اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ. فَاَيُّكُمْ اَمَّ النَّاسَ! فَلْيُوْجِزْ؛ فَاِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۴۹۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: (اے اللہ کے نبی!) میں صبح کی نماز میں فلاں شخص کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں' کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ پس میں نے نبی ﷺ کو کسی وعظ میں اتنا غضب ناک نہیں دیکھا جتنا آپ نے اس روز غصے کا اظہار فرمایا' آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں' پس تم میں سے جو شخص بھی لوگوں کی امامت کرائے تو اسے چاہیے کہ وہ اختصار سے کام لے' اس لیے کہ اس کے پیچھے بوڑھے، بچے اور ضرورتمند لوگ بھی ہوتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۱۸٦ـ فتح)، ومسلم (٤٦٦).

غریب الحدیث☆ (فلیوجز) ''پس اسے چاہیے کہ اختصار سے کام لے'' یعنی سنت کے مطابق نماز پڑھائے اور ارکان و سنن کی پوری ادائیگی کا اہتمام کرے۔

فقه الحدیث☆ ❶ اگر احکامِ شرعیہ کی بے حرمتی ہوتی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر غصے میں آنا مستحب ہے اور اگر کسی وجہ سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہو تو اس پر بھی ناراضی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

❷ اگر کسی نمائندہ حکومت کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو حکمران وقت کے پاس اس کی شکایت کی جا سکتی ہے' یہ غیبت نہیں۔

❸ عذرِ شرعی کی بنا پر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا جائز ہے۔

❹ کسی قول و فعل سے کسی کو دین سے متنفر کرنا حرام ہے۔

❺ امام یا حکمران کسی شخص میں کوئی غلطی دیکھے تو وہ تمام لوگوں کو عمومی خطاب فرمائے اور کسی خاص فرد کو نام لے کر مخاطب نہ کرے' کیونکہ مقصد تو اصلاح ہے اور یہ عمومی خطاب سے حاصل ہوتا ہے۔

❻ امام کو چاہیے کہ وہ نماز پڑھاتے وقت اپنے تمام مقتدیوں کا خیال رکھے' زیادہ لمبی قراءت نہ کرے' اختصار سے کام لے لیکن اس اختصار میں طریقہ نبوی اور تعدیلِ ارکان نہایت ضروری ہے۔ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھ سکتا ہے۔

٦٥٠ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هتكَهُ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ

۶۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے گھر کے سامنے چبوترے پر ایک باریک پردہ ڈالا ہوا تھا' جس میں تصویریں تھیں' پس جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ نے اس تصویر کو بگاڑ دیا اور غصے کی وجہ سے آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا: ''اے عائشہ!

اللّٰهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((السَّهْوَةُ)): كَالصُّفَّةِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ. وَ ((الْقِرَامُ)) بِكَسْرِ الْقَافِ: سِتْرٌ رَقِيْقٌ، وَ ((هَتَكَهُ)): أَفْسَدَ الصُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهِ.

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ عذاب والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق (کی صفت) میں مشابہت اختیار کرتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

(السھوۃ) گھر کے سامنے چبوترہ نما کوئی چیز۔ (القرام) قاف پر زیر' باریک پردہ۔'' (ھتکہ) اس تصویر کو بگاڑ دیا جو اس پردے میں تھی۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ فتح)، ومسلم (۲۱۰۶).

غریب الحدیث☆ (تماثیل) ''صورتیں، تصویریں۔'' (یضاھون) مشابہت اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے مشابہ چیزیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فقہ الحدیث☆ ❶ امور دین اور احکام شرعیہ کی مخالفت کے وقت ناراض ہونا چاہیے اور استطاعت کے مطابق اس خلاف شرع کام کو بدلنا اور اس کی اصلاح کرنا واجب ہے۔

❷ مسلمان مرد کو اپنے گھر کا منتظم اعلیٰ ہونا چاہیے' وہ انہیں نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور اپنے گھر کی مکمل نگرانی کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت نہ ہونے دے۔

❸ یہ حدیث اپنے عموم کے لحاظ سے ہر قسم کی تصویر کی حرمت پر دلالت کرتی ہے' خواہ وہ تصویر چھوٹی ہو یا بڑی، ہاتھ کی بنی ہوئی ہو یا کیمرے کی۔ پس ہر ذی روح تصویر حرام ہے۔

❹ فوٹو گرافی کا کام اگر ذی روح چیزوں کے متعلق ہو تو یہ حرام ہے اور اس کی کمائی بھی حرام ہے۔

❺ گھروں میں تصویریں رکھنا اور لٹکانا حرام ہے۔

❻ ناگزیر صورتوں میں بقدر ضرورت تصویر بنوانا جائز ہے' جیسے شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور طبی و حربی ضرورت وغیرہ کے لیے۔

❼ بے جان چیز کی تصویر رکھنا اور بنانا جائز ہے' جیسے جمادات اور نباتات وغیرہ کی تصاویر۔

❽ اگر جاندار چیز کی تصویر کو بگاڑ دیا جائے تو یہ جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چبوترے پر لگے ہوئے پردے پر بنی ہوئی تصویر کو بگاڑ دیا۔

۶۵۱۔ وَعَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالُوْا: مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ؛ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟!)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ! وَأَيْمُ اللّٰهِ، لَوْ أَنَّ

۶۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخزومی عورت کے معاملے نے جس نے چوری کی تھی' بہت فکر مند کر دیا تھا' انھوں نے کہا کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات (سفارش) کرے گا؟ (باہم مشورے کے بعد) انھوں نے کہا کہ اس بات کی جرأت تو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہؓ نے آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ

فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے' اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتیں تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ٢٤ـ ٢٥ـ فتح)، ومسلم (١٦٨٨).

غريب الحديث☆ (يجترئ) ''جرأت کرنا''۔ (حب) ''محبوب' چہیتا''۔ (فاختطب) ''آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔''

فقه الحديث☆ ❶ جب معاملہ امام اور حکمران کے پاس پہنچ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرنا حرام ہے۔

❷ امام کو بھی چاہیے کہ جب معاملہ اس تک پہنچ جائے تو وہ حد قائم کرنے کے بارے میں کسی کی سفارش قبول نہ کرے۔

❸ شرعی احکام میں معزز اور ضعیف سب برابر ہیں' اس لیے خاندانی عزت و شرف مجرم کی سزا میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی حدود قائم کرنے میں لوگوں کے مابین مساوی سلوک نہ کرنا ظلم ہے' جو باعث ہلاکت ہے' اور یہ ساری امت اور قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ لہٰذا امام و حکمران کو چاہیے کہ وہ حد قائم کرنے میں مساوی سلوک کرے اور کسی کے ساتھ رو رعایت نہ برتے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں کسی قسم کی رخصت نہیں ہونی چاہیے اور اگر کوئی شخص سفارش کرے تو اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

❻ زجر و توبیخ میں مبالغہ ظاہر کرنے کے لیے کسی صاحب قدر و منزلت کو بطور مثال ذکر کرنا جائز ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بطور خاص ذکر فرمایا کہ بالفرض اگر وہ بھی چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

❼ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فضیلت کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے معروف تھے اور آپ کے والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔

❽ سابقہ امتوں کے حالات و واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اپنے رسول کے منہج کی مخالفت کی تو پھر ان کا انجام کیسا ہوا؟ ان پر کس طرح کا عذاب نازل ہوا؟ تاکہ موجودہ امت وہ غلطی نہ دہرائے اور اپنی اصلاح کر لے۔

٦٥٢ـ **وَعَنْ** أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ: ((**إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ**)) ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ: ((**أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا**)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْأَمْرُ بِالْبُصَاقِ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ هُوَ فِيمَا إِذَا كَانَ فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ فَأَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ إِلَّا فِي ثَوْبِهِ.

٦٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم لگا ہوا دیکھا تو یہ آپ پر بہت گراں گزرا حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر اس کے آثار دیکھے گئے۔ آپ کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اسے صاف کر دیا اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے' پس تم میں سے کوئی ایک قبلہ کی طرف نہ تھوکے' بلکہ اگر تھوکنے کی ضرورت ہو تو اپنے بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک لے''۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا اور اس میں تھوکا پھر اس کنارے کے ایک حصے کو دوسرے حصے سے مسل دیا اور فرمایا: ''یا وہ اس طرح کر لے (یعنی اس طرح کپڑے یا رومال وغیرہ میں تھوک لیا کرے)۔'' (متفق علیہ)

امام نوویؒ نے فرمایا: اپنے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کا حکم اس صورت میں ہے جب وہ مسجد سے باہر ہو' لیکن جب وہ مسجد میں کھڑا ہو تو پھر اسے صرف اپنے کپڑے ہی میں تھوکنا چاہیے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ فتح)، ومسلم (۵۵۱).

غریب الحدیث☆ (نخامة) بلغم جسے آدمی اپنے سینے سے ناک یا منہ کے ذریعے نکالتا ہے۔ (في القبلة) ''قبلے کی طرف دیوار میں۔'' (فشق) ''آپ پر گراں گزرا''۔ (فحكة) ''آپ نے اسے کھرچ دیا، صاف کردیا''۔ (بزق أو بصق) تھوک کے لیے یہ دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

فقه الحدیث☆
- مساجد کی حرمت کا بیان کہ انہیں گندگی سے ملوث نہیں کرنا چاہیے' بلکہ ان کی صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- اللہ تعالیٰ کی حرمات کی بے حرمتی ہو تو اس پر غضبناک ہونا واجب ہے۔
- دوران نماز بندہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے' اس لیے بندے کو چاہیے کہ وہ پوری توجہ کے ساتھ نماز ادا کرے۔
- دوران نماز تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو تو رومال یا چادر وغیرہ میں تھوکنا چاہیے۔

۷۸۔ بَابُ أَمْرِ وُلَاةِ الْأُمُوْرِ بِالرِّفْقِ بِرَعَايَاهُمْ نَصِيْحَتِهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالنَّهْيِ عَنْ غَشِّهِمْ، وَالتَّشْدِيْدِ عَلَيْهِمْ، وَإِهْمَالِ مَصَالِحِهِمْ، وَالْغَفْلَةِ عَنْهُمْ وَعَنْ حَوَائِجِهِمْ

۷۸۔ باب: ارباب اختیار کو اپنی رعایا کے ساتھ نرمی' ان کی خیر خواہی اور ان پر شفقت کرنے کا حکم اور ان کے ساتھ دھوکا کرنے، ان پر سختی کرنے، ان کے مصالح کو نظر انداز کرنے اور ان کی ضروریات سے غفلت برتنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعراء: ۲۱۵]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ۹۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے پیروکار مومنوں کے لیے اپنے بازو پست رکھیں (یعنی ان سے تواضع سے پیش آئیں)۔''

اور فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے، احسان کرنے اور رشتے داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، منکرات اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔''

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ اپنے پیروکاروں سے تواضع اور محبت سے پیش آئیں' ان کے ساتھ نرمی کریں۔ دوسری آیت میں حسن اخلاق کی وہ صفات جمع فرما دیں جو ہر معاشرے میں مستحسن سمجھی جاتی تھیں' پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا اور جو معاشرتی برائیاں تھیں ان کے بارے میں بھی اس آیت میں منع فرما دیا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عدل و انصاف کرنے، لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم فرمایا' وہاں بے حیائی، منکرات اور ظلم و زیادتی سے بھی منع فرما دیا اور پھر آیت کے آخر میں بڑے پیارے انداز میں فرمایا: ''وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تا کہ تم نصیحت

حاصل کرو''۔

٦٥٣- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۵۳۔ حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت (ذمہ داری) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امام، حکمران ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا' آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے' اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا' عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اسی کی ذمہ داری کے متعلق سوال ہوگا اور تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری (رعیت) کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۸۳) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٥٤- وَعَنْ أَبِيْ يَعْلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهِ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَا مِنْ أَمِيْرٍ يَلِيْ أُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ، ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ، وَيَنْصَحُ لَهُمْ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ)).

۶۵۴۔ حضرت ابو یعلیٰ معقل بن یسار ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کو کسی رعیت کی نگرانی پر مامور فرما دے اور وہ انہیں دھوکا دیتے ہوئے ہی فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنت حرام کر دی''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''اس نے خیر خواہی کے ساتھ اپنی رعیت کے حقوق کی حفاظت نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا''۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''جو شخص مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار بنتا ہے اور پھر وہ ان کے مسائل کے حل کے لیے پوری جدوجہد نہیں کرتا اور ان کی خیر خواہی نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٣/ ١٢٦ - فتح)، ومسلم (١٤٢)، والرواية الثانية عند البخاري (١٣/ ١٢٦ - ١٢٧ - فتح)، والرواية الثالثة عند مسلم (١/ ١٢٦).

غريب الحديث:۔ (يسترعيه) ''رعیت کے امور کا نگران اور محافظ بنا دے''۔ (غاش) ''دھوکے باز، خائن''۔ (حرم الله عليه الجنة) اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام قرار دے دیا ہے' وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (لم يحطها) ''رعیت کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتا۔'' (لا يجهدلهم) ''ان کے لیے پوری کوشش نہیں کرتا۔''

فقه الحديث☆ اس حدیث میں حکمرانوں کو ان کی ذمہ داریوں کے متعلق آگاہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس منصب پر انہیں فائز کیا ہے

اس کی کچھ ذمہ داریاں اور تقاضے ہیں۔ اس طرح کہ حکمران اپنی رعیت کے بارے میں مخلص، خیر خواہ اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے دن رات محنت کرتا ہو انہیں دنیوی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے بھی کوشاں رہے اور ان کی اخروی زندگی بہتر اور پُرسکون بنانے کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا پابند بنائے۔ حکمرانی ایسی بھاری ذمہ داری ہے کہ اگر اس میں غفلت اور کوتاہی کے ساتھ قوم کے حقوق کی تلفی ہوگئی اور ان کے وسائل ضائع کر دیے اور اپنے مفاد کی خاطر قوم کو نقصان پہنچا دیا تو پھر ایسے حکمران کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا حکمران جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

٦٥٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي بَيْتِي هٰذَا: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِي شَيْئًا، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ اُمَّتِي شَيْئًا، فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۵۵۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کی ذمہ داری قبول کرے اور پھر وہ ان پر سختی کرے تو تو اس پر سختی فرما اور جو شخص میری امت کے کسی معاملے کی ذمہ داری قبول کرے اور وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی فرما۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٢٨).

غريب الحديث☆ (شق عليهم) ''وہ ان پر بے جا سختی کرے۔'' (مرفق) ''نرمی کرے' ان کے حقوق کا تحفظ کرے''۔

فقه الحديث☆ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے' جب حکمران اپنی رعیت پر سختی کرے گا' انہیں عدل و انصاف فراہم نہیں کرے گا اور ان کے حقوق کا تحفظ نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو سختی میں مبتلا کر دے گا اور جب حکمران اپنی رعیت اور قوم پر نرمی کرے گا' ان کے حقوق کا تحفظ کرے گا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے حکمران پر نرمی کرے گا' ایسے حکمران کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔

٦٥٦۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَتْ بَنُو اِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ بَعْدِي خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((اَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، ثُمَّ اَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے' جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا' لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پس تم جس سے پہلے بیعت کرو' اسے پورا کرو' پھر اس کے بعد والے سے بیعت کرو اور انہیں ان کا حق (اطاعت و خیر خواہی) دو اور اپنے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بارے میں سوال کرے گا جن کی نگرانی ان کے سپرد ہوگی''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٩٥۔ فتح)، ومسلم (١٨٤٢).

غريب الحديث☆ (تسوسهم) ''ان کی سیاست کرتے تھے'' یعنی ان کے امور کی نگرانی و نگہبانی کرتے تھے' اس لیے کہ سیاست کا معنی

ہی قوم کے امور کی حفاظت و نگرانی ہے۔ (فیکثرون) ''ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی''۔ (أوفوا ببیعة الأول) ''جس کی تم پہلے بیعت کرواسے پورا کرو''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بنواسرائیل کے انبیاء علیہم السلام سیاست کرتے تھے' اس سے ثابت ہوا کہ سیاست کوئی بری چیز نہیں' کیونکہ اگر بری ہوتی تو بنواسرائیل کے انبیاء یہ نہ کرتے' نیز یہ ثابت ہوا کہ دین اور دنیا دو الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں بلکہ اس میں یکجائی ہے۔ بنواسرائیل کے انبیاء علیہم السلام نبوت کے ساتھ ساتھ حکومتی معاملات بھی نمٹاتے تھے۔

❷ اس امت کے خلفاء ہی اس کے اولوالامر اور صاحب اختیار ہیں۔ بنواسرائیل میں نبوت کا سلسلہ جاری تھا' اس لیے جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا' لیکن حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں' اس لیے خلفاء ہی امور سیاست کی نگرانی کریں گے۔

❸ رعیت کو چاہیے کہ حکام بالا سے اپنے حقوق نرمی سے حاصل کریں' ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کریں لیکن جب وہ شریعت کی مخالفت کریں اور اسلام کے متوازی اپنا نظام نافذ کرنے کی کوشش کریں تو پھر اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ان کے خلاف بغاوت کرنا جائز ہے۔

❹ ایک ہی وقت میں دو اماموں کی بیعت جائز نہیں' جس امام کی بیعت پہلے کی جائے اس کی اطاعت کی جائے۔

❺ حکمران کی بہت بڑی مسئولیت ہے' اس سے اپنی رعیت کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

❻ نبی ﷺ نے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پیش گوئی فرمائی جو نبوت کی دلیل ہے۔

٦٥٧۔ وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ: اَيْ بُنَيَّ! اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ)) فَاِيَّاكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۵۷۔ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور ان سے کہا: اے بیٹا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بدترین حاکم وہ ہے جو رعایا پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں' پس تم اس سے بچو کہ تم ان میں سے ہوجاؤ۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۹۲) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٥٨۔ وَعَنْ اَبِي مَرْيَمَ الْاَزْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ، احْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

۶۵۸۔ حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں (میں) نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کو مسلمانوں کے امور و معاملات کا والی اور نگران بنادے اور وہ ان کی ضرورتوں، حاجتوں اور فقر سے بے پروا ہوجائے (یعنی انھیں پورا نہ کرے) تو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کی حاجتوں، ضرورتوں اور فقر سے بے پروا ہوجائے گا۔'' تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے پر لگا دیا۔ (ابوداود، ترمذی)

توثیق الحدیث☆ حسن لغیرہ: أخرجه أبو داود (٢٩٤٨)، والترمذی (١٣٣٣)، والحاکم (٤/ ٩٣۔ ٩٤).

اس کی سند منقطع ہے کیونکہ قاسم بن مخیمرہ کا ابو مریم سے سماع ثابت نہیں۔ اس حدیث کی ترمذی (۱۳۳۲)' حاکم (۹۴/۴) اور مسند احمد (۲۳۱/۴) میں ایک اور سند بھی ہے لیکن وہ ابوحسن جزری کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن اس کی حدیث معاذ شاہد ہے جو مسند احمد (۵/ ۲۳۸۔۲۳۹) میں ہے' یہ اگرچہ شریک قاضی کے سیئ الحفظ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کا اعتبار کیا جاتا ہے اور بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد

کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے۔ واللہ اعلم!

غریب الحدیث☆ (فاحتجب) ''لوگوں کی ضروریات کا خیال نہ رکھا' ان سے منہ موڑا۔'' (خلتھم) ان کی حاجتیں اور فقر وغیرہ۔

فقہ الحدیث☆ ❶ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے' جو شخص لوگوں کی ضرورتوں سے بے پروائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کا خیال نہیں رکھے گا۔

❷ حکام کو ایسے قوانین اور پروٹوکول مقرر نہیں کرنے چاہییں کہ لوگ ان تک رسائی حاصل نہ کر سکیں اور حکومتی کارندے حکمران کو سب اچھا کی رپورٹ پیش کرتے رہیں۔

❸ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جذبہ اطاعت کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنتے ہی ایک آدمی کو لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لیے مقرر فرما دیا۔

❹ خبر واحد حجت ہے' حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ اکیلے نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حدیث سنائی اور انھوں نے اس پر فوراً عمل کیا۔

❺ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا لیکن کئی لوگ اس نعمت سے محروم کر دیے جائیں گے۔

۷۹۔ بَابُ الْوَالِي الْعَادِلِ

۷۹۔ باب: عادل حکمران

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ [النحل : ٩٠]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الحجرات : ٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف اور احسان کرنے کا حکم فرماتا ہے''۔

اور فرمایا: ''اور انصاف کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

٦٥٩۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ، وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اس روز اپنے سائے تلے جگہ نصیب فرمائے گا جس روز اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: (۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھا۔ (۳) وہ آدمی جس کا دل مساجد سے معلق رہتا ہے۔ (۴) وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں' وہ اسی وجہ سے آپس میں ملتے ہیں اور اسی پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ (۵) ایک وہ آدمی جسے پر جلال و باجمال عورت برائی کی دعوت دے اور جواب میں وہ آدمی کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) ایک وہ آدمی جس نے صدقہ کیا اور اسے اس قدر مخفی رکھا کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) اور وہ آدمی جس نے خلوت و تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جائیں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۷۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٦٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَاللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ: اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے' (یعنی) وہ لوگ جو اپنے فیصلوں میں اپنے اہل خانہ کے بارے میں اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں عدل و انصاف کرتے ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۲۷).

غريب الحديث☆ (فی حکمهم) ''اپنے فیصلوں میں۔'' (وماولوا) ''جوان کے زیرتصرف اور ماتحت ہیں۔''

فقه الحديث☆❶ عدل و انصاف کی فضیلت اور اس کی ترغیب۔

❷ اسلامی معاشرے میں سب کی برابر مسئولیت ہے اور ہر شخص کو عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے خواہ وہ اپنے اہل خانہ کے درمیان فیصلہ کرے۔ نیز قیامت والے دن عدل کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ منبر کیسے ہوں گے' ان کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

❸ قیامت والے دن اہل ایمان اپنے اعمال کے مطابق مختلف مراتب پر فائز ہوں گے۔

٦٦١۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ، وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَ تَلْعَنُوْنَهُمْ وَ يَلْعَنُوْنَكُمْ!)) قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ؟ قَالَ: ((لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ، لَا' مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: ((تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ)): تَدْعُوْنَ لَهُمْ.

۶۶۱۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں' تم ان کے حق میں دعائیں کرو اور وہ تمہارے حق میں دعائیں کریں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں' تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں''۔ حضرت عوف (راوی حدیث) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف بغاوت نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک وہ تم میں اقامتِ صلوٰۃ کا نظام قائم رکھیں' نہیں' جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔'' (مسلم)

(تصلون علیهم) ''تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۵۵) (٦٦).

غريب الحديث☆ (خیار) ''افضل بہتر۔'' (أئمتکم) ''تمہارے حکمران''۔ (تحبونهم) ''تم ان سے محبت کرتے ہو۔'' (ویحبونکم) ''اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔'' (تلعنونهم) ''(ان کے برے اعمال کی وجہ سے) تم ان پر لعنت کرتے ہو۔'' (یلعنونکم) ''وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔'' (ننابذهم) ''ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف بغاوت کر دیں۔''

فقه الحديث☆❶ امام یعنی حکمران دو قسم کے ہوتے ہیں:۔ امام عادل اور امام فاجر۔ امام عادل وہ ہے جو عوام کا خیر خواہ ہو' ان کے

درمیان عدل و انصاف کرے اور سب کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔ ایسے امام وحکمران بہترین ہیں جو عوام کے محبوب لیڈر ہوتے ہیں اور وہ ان کے دلوں کی دھڑکن بن جاتے ہیں۔ ایسے حکمران بھی عوام سے محبت کرتے ہیں' اس محبت کی بدولت وہ ان کی خیر خواہی او ربھلائی چاہتے ہیں اور وہ دونوں (عوام وحکمران) ایک دوسرے کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

- بدترین حکمران وہ ہیں جو اپنے اقتدار اور مفادات کا تحفظ کرتے ہیں' عوام کی مشکلات اور مصائب کے حل کرنے میں انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ وہ آئے دن عوام کا جینا مشکل سے مشکل تر کرتے جاتے ہیں۔ ایسے حکمران عوام سے دور ہوتے جاتے ہیں اور عوام کے دلوں میں ان کے خلاف بغض ونفرت اور عداوت کی آگ لاوے کی شکل اختیار کرتی جاتی ہے اور وہ اس نفرت کا اظہار حکمرانوں کے خلاف بددعائیں کرکے اور ان پر لعنتیں بھیج کر کرتے ہیں۔
- بدترین اور ظالم حکمران بھی جب تک شعائر اسلام کی پابندی کریں تب تک ان کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں۔
- ان حکمرانوں کی ہدایت کے لیے دعا کرنا جائز ہے۔

٦٦٢ ۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۶۲۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: (۱) منصف حکمران' جسے عدل و انصاف کرنے کی توفیق سے نوازا گیا ہو۔ (۲) رحم دل آدمی' جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو۔ (۳) وہ عیال دار آدمی جو کسی سے سوال نہیں کرتا اور سوال سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ جزء من حديث طويل أخرجه مسلم (٢٨٦٥).

غريب الحديث☆ (ذو سلطان) ''صاحب حکومت، حکمران''۔ (موفق) اللہ تعالیٰ جسے عدل و انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔'' (رقيق القلب) ''نرم دل، مہربان'' (عفيف) ''سوال کرنے سے بچنے والا'' (متعفف) ''جو مبالغہ کی حد تک سوال کرنے سے بچتا ہو''۔

فقه الحديث☆
- اللہ تعالیٰ جس حکمران سے خیر و بھلائی چاہتا ہے تو اسے عدل و انصاف کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے اور وہ رعایا کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔
- تمام لوگوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی والا سلوک کرنا چاہیے۔
- سوال کرنے سے بچنے اور اپنے ہاتھ سے روزی کمانے کی فضیلت۔
- عدل واحسان اور سوال کرنے سے بچنا مکارم اخلاق سے ہے' جو وجوب جنت کا باعث ہے۔

٨٠ ۔ بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْأَمْرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ وَتَحْرِيمِ طَاعَتِهِمْ فِي الْمَعْصِيَةِ

۸۰۔ باب: جائز کاموں میں حکمرانوں کی اطاعت واجب جبکہ معصیت میں ان کی اطاعت حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ٥٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے حکمرانوں کی۔''

شرح الآیات: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔ دونوں کے لیے لفظ (أطیعوا) استعمال فرمایا' اس لیے کہ ان کی اطاعت مستقل بالذات ہے۔ (أطیعوا اللّٰه و أطیعوا الرسول) سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔ جبکہ مسلمان حکمرانوں کی اطاعت کے ساتھ لفظ (أطیعوا) استعمال نہیں فرمایا' کیونکہ ان کی اطاعت مستقل بالذات نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے تابع ہے' یعنی ان کا جو حکم قرآن وسنت کے مطابق وموافق ہوگا اس میں ان کی اطاعت لازم ہے جبکہ معصیت میں ان کی اطاعت حرام ہے۔

٦٦٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ، اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان شخص پر اپنے حکمران کی سمع و طاعت لازم ہے' خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا نہ پسند' مگر یہ کہ اسے گناہ کا حکم دیا جائے اور جب اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سننا اور ماننا نہیں!'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ فتح)، ومسلم (۱۸۳۹).

غریب الحدیث☆ (السمع و الطاعة) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق حکمرانوں کی بات سننا اور ماننا۔

فقه الحدیث☆ حاکم وقت جب تک قرآن وسنت کے مطابق حکم نافذ کرے تو اس کی اطاعت واجب ہے' خواہ وہ حکم انسان کی طبیعت کے موافق ہو یا ناموافق اور خواہ دل چاہے یا نہ چاہے لیکن اگر وہ حکم معصیت میں ہو تو پھر اس کی اطاعت حرام ہے۔

٦٦٤۔ وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا: ((فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی سمع و طاعت پر بیعت کرتے تھے تو آپ ہمیں فرماتے تھے: ''ان کاموں میں جن کی تم طاقت رکھتے ہو''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۹۳۔ فتح)، ومسلم (۱۸۶۷).

غریب الحدیث☆ (فیما استطعتم) ''ان کاموں میں جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔''

فقه الحدیث☆ ❶ مسلمانوں کے امام وحکمران کی سمع و طاعت پر بیعت واجب ہے۔

❷ اطاعت قابل استطاعت امور میں ہے' اگر امام کوئی ایسا حکم دے جو انسان کی بساط سے باہر ہو تو پھر اطاعت لازم نہیں۔

❸ حکمران اور امیر کو چاہیے کہ وہ اپنی رعیت پر نرمی کرے' جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر رحیم وشفیق تھے۔

❹ بیعت لیتے وقت تلقین اور نصیحت کرنی چاہیے۔

٦٦٥۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: ((وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ مُفَارِقٌ لِلْجَمَاعَةِ، فَاِنَّهُ يَمُوْتُ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)).

((الْمِيْتَةُ)) بِكَسْرِ الْمِيْمِ.

۶۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں ہوگی اور جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے کسی کی بیعت نہیں کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا''۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''جو شخص جماعت سے علیحدگی اختیار

کیے ہوئے فوت ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرا"۔
(المیتة) میم پر زیر ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۸۵۱).

غریب الحدیث☆ (خلع یدا عن طاعة) "اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا' بیعت توڑ دی"۔ (لا حجة له) "اس کے پاس عہد و بیعت توڑنے کا کوئی جواز اور دلیل نہیں ہوگی۔" (لیس فی عنقه بیعة) "اس کی گردن میں بیعت نہیں۔ اس نے بیعت نہیں کی۔" (میتة جاهلیة) "وہ جاہلیت کی موت مرا" یعنی جس طرح جاہلیت میں کسی امیر کی اطاعت نہیں ہوتی تھی اس طرح اس شخص نے بھی بیعت نہ کر کے جاہلیت کی موت کو گلے لگایا۔ (مفارق للجماعة) "جماعت سے علیحدہ ہونے والا' اطاعت و بیعت میں امام اور حاکم کی مخالفت کرنے والا"۔

فقه الحدیث☆ ❶ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ التزام اور امام کی بیعت لازمی ہے۔

❷ جس شخص نے امام کی اطاعت اور بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو گویا اس نے دور جاہلیت کی روش کو اختیار کیا جو بیعت کرنے میں عار اور ذلت محسوس کرتے تھے۔

❸ امت کو چاہیے کہ ایک امیر اور خلیفہ مقرر کرے' جو انہیں شریعت کے مطابق چلائے اور احکام نافذ کرے۔ امام ایک ڈھال ہے جس کی حفاظت میں قتال کیا جاتا ہے۔ جس امیر کی اطاعت و بیعت کو ضروری اور اس سے خروج کو بغاوت اور جاہلیت قرار دیا گیا ہے اس سے صاحب امر واختیار مراد ہے۔ اس سے مسلمانوں کی محدود جماعتوں کے بے اختیار امیر مراد نہیں' اسی طرح کسی پیرومرشد کی بیعت بھی مراد نہیں۔

٦٦٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سنو اور اطاعت کرو' اگرچہ کسی حبشی غلام کو تم پر حاکم مقرر کیا جائے گویا کہ اس کا سر منقیٰ (کے دانے) کی طرح چھوٹا سا ہے۔" (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۳/ ۱۲۱ ۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (استعمل) "تم پر حاکم مقرر کیا جائے"۔ (رأسه زبیبة) "اس کا سر منقیٰ کے دانے کی طرح چھوٹا سا ہے"۔ (عبد حبشی) "حبشی غلام"۔

فقه الحدیث☆ ❶ مسلمانوں کے حکمران کی سمع و طاعت واجب ہے' خواہ وہ کسی بھی قوم یا قبیلے سے ہو اور اس کی جسمانی ساخت اور رنگ کیسا ہی ہو۔ لیکن اطاعت کے لیے ضروری ہے کہ حکمران کا حکم قرآن وسنت کے مخالف نہ ہو۔

❷ غلام کی امامت جائز ہے۔

٦٦٧۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم پر سمع و طاعت ضروری ہے' اپنی تنگی کی حالت میں اور خوشحالی میں بھی' اپنی خوشی (پسند) میں بھی اور ناخوشی (ناپسند) میں بھی اور دوسروں کو تجھ پر ترجیح دینے کی صورت میں بھی"۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۸۳۶).

غریب الحدیث☆ (عسرك ویسرك) "اپنی تنگی اور خوشحالی میں"۔ (منشطك و مکرهك) "اپنی خوشی، ناخوشی اور پسند و ناپسند میں۔"

(أثرة عليك) ”اگر دوسروں کو تجھ پر ترجیح دی جائے تو بھی۔“

فقه الحديث ☆ ❶ ہر حال میں اطاعت واجب ہے جب تک کہ اس حکم میں شریعت کی نافرمانی نہ ہو اور انسان کی بساط سے باہر نہ ہو۔

❷ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ بھی رعیت کے ساتھ مساوی سلوک کریں، کسی کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔

٦٦٨۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرِهِ، إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. فَاجْتَمَعْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِيْ أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيْبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا، وَتَجِيْءُ فِتَنٌ يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِيْ، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، وَتَجِيْءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ هٰذِهِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُؤْتٰى إِلَيْهِ. وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ، فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْآخَرِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: ((يَنْتَضِلُ)) أَيْ: يُسَابِقُ بِالرَّمْيِ بِالنَّبْلِ وَالنُّشَّابِ. ((وَالْجَشَرُ)) بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالرَّاءِ: وَهِيَ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَرْعٰى وَتَبِيْتُ مَكَانَهَا. وَقَوْلُهُ: ((يُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا)) أَيْ: يُصَيِّرُ بَعْضَهَا رَقِيْقًا، أَيْ خَفِيْفًا لِعِظَمِ مَا بَعْدَهُ، فَالثَّانِيْ يُرَقِّقُ الْأَوَّلَ. وَقِيْلَ مَعْنَاهُ: يُشَوِّقُ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ بِتَحْسِيْنِهَا وَتَسْوِيْلِهَا، وَقِيْلَ: يُشْبِهُ

٦٦٨۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھے کہ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ہم میں سے بعض اپنے خیمے درست کر رہے تھے، بعض تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور بعض اپنے مویشیوں کے ساتھ مصروف تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ نماز جمع کرنے والی ہے (یعنی نماز کا وقت ہو گیا ہے)۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے جو بھی نبی تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی امت کو ہر بھلائی بتا دے جو وہ ان کے لیے جانتا اور ان کو ان کاموں سے ڈرائے جن کو وہ ان کے لیے برا جانتا۔ اور تمہاری اس امت کے ابتدائی حصے میں عافیت رکھ دی گئی ہے اور اس کے آخری حصے میں آزمائشیں آئیں گی اور ایسے معاملات پیش آئیں گے جنہیں تم برا سمجھو گے اور ایسے فتنے ظہور پذیر ہوں گے کہ ایک فتنہ دوسرے کو ہلکا کر دے گا۔ ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ میری ہلاکت کا باعث ہوگا پھر وہ دور ہو جائے گا تو پھر کوئی اور فتنہ آ جائے گا تو مومن کہے گا یہی وہ فتنہ ہے یہی وہ فتنہ ہے (جو سب سے بڑا ہے)۔ پس جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ اسے آگ (جہنم) سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو پھر اسے موت اس حالت میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح سلوک کرے جس طرح وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے ساتھ سلوک کیا جائے اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اپنا ہاتھ اسے دے اور اپنے دل کا پھل اسے دے (یعنی دل سے اس کی بیعت کرے) تو پھر اسے مقدور بھر اس کی اطاعت کرنی چاہیے، پھر اگر کوئی دوسرا آ کر بیعت لینے کے لیے اس سے جھگڑا کرے تو پھر اس دوسرے کی گردن مار دو (اس دوسرے کو قتل کر دو)۔“ (مسلم)

بَعْضُهَا بَعْضًا.

(ینتضل) ''تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔'' (جشر) جیم اورشین پر زبراور پھر راء۔ وہ مویشی جو باہر چرتے ہیں اور وہیں رات گزارتے ہیں۔'' (یرقق بعضها بعضًا) ''بعض فتنے بعض کو ہلکا کر دیں گے'' کیونکہ بعد میں آنے والا فتنہ پہلے سے بڑا ہوگا تو پہلا دوسرے کے مقابلے میں ہلکا محسوس ہوگا۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ فتنے ایسے حسین اور دل لبھانے والے ہوں گے کہ ایک فتنہ دوسرے فتنے کا شوق پیدا کردے گا اور بعض نے کہا کہ فتنے ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور مشابہ ہوں گے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٤٤).

غريب الحديث☆ (منزلا) ''ایسی جگہ جہاں استراحت کے لیے پڑاؤ ڈالتے ہیں۔ (حباءه) ''اپنے خیمے''۔ (عافيتها) فتن سے سلامتی۔ (في أولها) پہلے تین قرون جو فضیلت کے حامل ہیں۔ (آخرها) تین قرون کے بعد والا زمانہ (بلاء) ''آزمائش۔'' (أمور) شریعت کے مخالف کام' بدعات وغیرہ۔ (مهلكتي) ''اس میں میری ہلاکت ہے''۔ (يزحزح) ''جسے بچالیا گیا''۔ (فلتأته منية) ''پس اسے اس کی موت اس حالت میں آنی چاہیے۔ (ليأت) ''اسے چاہیے کہ آئے یعنی سلوک کرے''۔ (صفقة) ''بیعت کرنا، ہاتھ پر ہاتھ مارنا''۔ (ثمرة قلبه) ''اپنے دل کا پھل'' یعنی دل سے پختہ بیعت کرے۔ (ينازعه) ''وہ اس سے جھگڑا کرے'' یعنی پہلے حکمران کی اطاعت سے خروج کرے اور خود حکمران بننے کی کوشش کرے۔ (فاضربوا عنقه) ''اس کی گردن مارو'' یعنی اسے قتل کردو۔ (النبل) ''تیر (عربوں کے تیر)۔'' (النشاب) ''مطلق تیر''۔

فقه الحديث☆ ❶ امت کو ایسے امور پر اکٹھا کرنا مستحب ہے جن میں ان کی دنیا وآخرت کی بھلائی ہو۔

❷ انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو امورِ خیر کی ترغیب دیتے اور امور شر وضرر سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور داعیان حق جو انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہوتے ہیں' وہ بھی اس مشن کو اسی نہج پر جاری رکھتے ہیں۔

❸ یہ حدیث آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہے کہ آپ نے مستقبل میں پیش آنے والے امور کی پیش گوئی فرمائی کہ اس دور میں مختلف قسم کے فتنے ظہور پذیر ہوں گے۔ لوگ حصولِ اقتدار اور منفعت کے لیے ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور فتنے اس شدت سے ظاہر ہوں گے کہ بعد میں آنے والا فتنہ اس قدر شدید ہوگا کہ انسان پہلے فتنے اور آزمائش کو ہلکا تصور کرے گا۔

❹ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امت سلف صالحین کے منہج سے منحرف ہوجائے گی' حالانکہ اس کی خیر وعافیت اسی منہج کو اپنانے میں ہے۔

❺ مومن اپنے دین کی حفاظت کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے اور فتنوں سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

❻ انسان مکارم اخلاق اور توحید کی بدولت فتنوں سے بچ سکتا ہے اور یہی چیز جہنم سے بچاؤ کا بھی ذریعہ ہے۔

❼ امام وحکمران کی اطاعت قرآن وسنت کی مشروط اطاعت کے ساتھ واجب ہے۔

❽ باغی جماعت کے ساتھ' جو پہلے حکمران کے خلاف بغاوت کردے' قتال کرنا واجب ہے اور وحدت امت کے لیے یہ قدم اٹھانا نہایت ضروری ہے۔

٦٦٩ ـ وَعَنْ أَبِي هُنَيْدَةَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ رَسُوْلَ

۶۶۹۔ حضرت ابوہنیدہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے

اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَسْأَلُوْنَا حَقَّهُمْ، وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا، وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نبی! آپ بتائیں کہ اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ہم سے اپنے حقوق کا تو مطالبہ کریں لیکن ہمیں ہمارے حق سے محروم رکھیں تو پھر (ان حالات میں) آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے اس سے اعراض فرمایا۔ حضرت سلمہ نے پھر آپ سے استفسار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور اطاعت کرو! ان پر اس چیز کی ذمہ داری ہے جس کے وہ مکلف اور ذمہ دار ہیں' اور تم پر اس چیز کی ذمہ داری ہے جس کے تم مکلف اور ذمہ دار ہو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٨٤٦).

غریب الحدیث☆ (علیهم ما حملوا) امراء جس چیز کے مکلف ہیں وہ اس کے ذمہ دار ہیں' جیسے عدل و انصاف قائم کرنا اور عوام کو ان کے حقوق عطا کرنا۔ اگر وہ یہ ذمہ داری پوری نہیں کریں گے تو وہ اس کے لیے جواب دہ ہوں گے اور اس کا وبال انہی پر ہوگا۔ (علیکم ما حملتم) تم پر جو سمع و اطاعت کی ذمہ داری ہے تم اس کے ذمہ دار ہو' اگر تم نے اسے ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پاؤ گے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ حاکم اگر اپنے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی بھی کرے تو بھی اس کی اطاعت کرنی چاہیے' تاکہ معاشرے میں امن و امان اور اتحاد قائم رہ سکے۔

❷ حکام کی طرف سے کوتاہی برتنے کا یہ مقصد نہیں کہ رعایا بھی اپنے حقوق کی ادائیگی میں کمی کوتاہی سے کام لیں۔ اس لیے کہ برائی کا مقابلہ برائی سے نہیں کیا جاتا بلکہ برائی کا مقابلہ بھلائی سے کرنا چاہیے۔

❸ ہر شخص اپنی ذمہ داری کے بارے میں مسئول ہے اور اس میں کوتاہی برتنے پر وہی قابل مؤاخذہ ہے۔

٦٧٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِي أَثَرَةٌ، وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا!)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَأْمُرُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَّا ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٦٧٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایسا وقت بھی آئے گا جب بعض لوگوں کو مستحق لوگوں پر ترجیح دی جائے گی اور تم ایسے معاملات دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کو کیا حکم فرماتے ہیں جو ہم میں سے ایسے حالات پا لے؟ آپ نے فرمایا: ''تم پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں وہ تم ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٦١٢۔ فتح)، ومسلم (١٨٤٣).

غریب الحدیث☆ (أثرة) عطا کرنے میں بعض کو بعض پر ترجیح دینا' یا اپنے اپنے حقوق کے حصول کے لیے کوشش کرنا اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں لیت و لعل سے کام لینا۔

فقہ الحدیث☆ ❶ حکمرانوں کو چاہیے کہ رعیت کے درمیان عدل و انصاف سے کام لیں اور بعض کو بعض پر خصوصی ترجیح نہ دیں۔

❷ حکمران کو چاہیے کہ وہ حقداروں کو ان کے حقوق ادا کرے اور لوگوں کا مال نہ کھائے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کوتاہی سے کام نہ لے۔

◆ ایسے حکمران بھی ہوں گے جو شریعت کے متصادم قوانین بنائیں گے اور انہیں نافذ کریں گے۔

٦٧١۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو شخص امیر کی اطاعت کرے گا گویا اس نے میری اطاعت کی اور جو شخص امیر کی نافرمانی کرے گا اس نے میری نافرمانی کی''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۱۹۔ فتح)، ومسلم (۱۸۳۵).

غریب الحدیث☆ (الأمیر) ہر صاحب اختیار فرد' خواہ وہ خلیفہ ہو یا کوئی اور عہدے دار۔

فقه الحدیث☆ ◆ امام وحکمران کی نیکی کے کاموں میں سمع واطاعت واجب ہے۔

◆ معروف یعنی شریعت کی اتباع میں امیر اور حکمران کی اطاعت باعث اجر وثواب ہے۔

◆ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ صرف وہی حکم دیتے ہیں جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ نے بھی اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم فرمایا۔

٦٧٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ امر دیکھے تو اس پر صبر کرے' اس لیے کہ جو شخص سلطان (بادشاہ) کی اطاعت سے ایک بالشت پیچھے ہٹے اور اسی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۵' ۱۲۱۔ فتح)، ومسلم (۱۸۴۹).

غریب الحدیث☆ (شیئًا) ''کوئی چیز'' یعنی ایسا امر جو واضح کفر نہ ہو۔ (شبراً) ''بالشت بھر'' یعنی معمولی سی مخالفت۔

فقه الحدیث☆ ◆ حکمران کے انحراف پر صبر کرنے کی تلقین' لیکن اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ انہیں طاقت کے مطابق وعظ و نصیحت بھی کی جائے۔

◆ اگر حکمران کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لینے سے فتنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس طرح کا طرز عمل قطعاً نہیں ہونا چاہیے۔

٦٧٣۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَهَانَ السُّلْطَانَ أَهَانَهُ اللّٰهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ، وَقَدْ سَبَقَ بَعْضُهَا فِي أَبْوَابٍ.

۶۷۳۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص سلطان (بادشاہ) کی اہانت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی اہانت فرمائے گا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

اور اس باب سے متعلق اور بھی کئی ایک صحیح احادیث ہیں' جن میں سے بعض مختلف میں گزر چکی ہیں۔

توثيق الحديث☆ ضعيف : أخرجه الترمذي (٢٢٢٤)، وأحمد (٥/ ٤٢، ٤٩).

یہ حدیث زیاد بن کسیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ زیاد متابعت کے وقت مقبول ہے ورنہ ضعیف ہے۔ اس کی متابعت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ عن ابیہ والی حدیث پیش کی جاتی ہے جسے ابن ابی عاصم نے ''السنۃ'' میں روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند سخت ضعیف ہے' کیونکہ اس میں ابن لہیعہ سئ الحفظ ہے اور ایک اور راوی مجہول ہے۔ تو میرے نزدیک یہ حدیث بالجملہ ضعیف ہے اور جو حدیث متابعت میں پیش کی جاتی ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم!

فقه الحديث☆❶ اس حدیث میں علماء' خلفاء اور امراء کی توقیر کے متعلق ترغیب ہے' تاکہ لوگ ان کی بات سنیں اور اسے اہمیت دیتے ہوئے اس پر عمل کریں۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس مفہوم میں صحیح احادیث بھی ہیں۔

٨١۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُؤَالِ الْإِمَارَةِ وَإِخْتِيَارِ تَرْكِ الْوِلَايَاتِ إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ عَلَيْهِ أَوْ تَدْعُ حَاجَةٌ إِلَيْهِ

۸۱۔ باب: امارت وخلافت کا سوال کرنے کی ممانعت اور جب کوئی عہدہ متعین یا کوئی حاجت اس کی متقاضی نہ ہو تو حکومتی عہدے کو چھوڑ دینا بہتر ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [القصص : ٨٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آخرت کا گھر ہم انہیں دیں گے جو زمین (ملک) میں برتری اور فساد نہیں چاہتے اور عاقبت صرف متقین کے لیے ہے''۔

٦٧٤۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۷۴۔ حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت (کسی ذمہ داری) کی طلب نہ کرنا، اس لیے کہ اگر تمہارے مطالبے کے بغیر وہ تمہیں عطا کر دی گئی تو پھر اس مسئلے میں تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر وہ تمہارے مطالبے پر تمہیں دی گئی تو پھر تمہیں اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اور اگر تم کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھالو اور پھر کسی دوسرے معاملے کو اس سے بہتر سمجھو تو اس بہتر معاملے کو اختیار کر لو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٥١٦۔ فتح)، ومسلم (١٦٥٢).

غريب الحديث☆ (لا تسأل الإمارة) ''امارت وخلافت کا تقاضا نہ کرو' یہ نہی تحریم کے لیے ہے۔ (أعنت عليها) ''تمہاری اس پر مدد کی جائے گی'' یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ (وكلت إليها) ''تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا'' اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل نہیں ہوگی۔'' (حلفت على يمين) ''تم کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھالو''۔ (فرأيت غيرها خيرًا منها) یعنی قسم توڑنے کو افضل سمجھو اور بہتر عمل کو اختیار کرو۔'' (فأت) ''وہ کام کر لو'' (كفر) ''کفارہ ادا کرو''۔

فقه الحديث☆❶ امارت وخلافت اور قضا (منصف کی ذمہ داری) یا کوئی دیگر ذمہ داری یا عہدے کا مطالبہ کرنا درست نہیں' اس لیے کہ جو شخص ایسی ذمہ داری کا مطالبہ نہیں کرے گا اور اس کے باوجود اسے وہ ذمہ داری دے دی جائے تو پھر وہ اس کی ادائیگی میں بہت

محتاط ہوگا۔

◈ اگر حاکم وقت کی طرف سے کوئی ذمہ داری مل جائے تو اسے قبول کرنا جائز ہے۔

◈ انسان کسی بھی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا' لہٰذا کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ کی توفیق کا شامل حال ہونا نہایت ضروری ہے اور اگر کسی شخص کو اس کے اپنے نفس کے سپرد کر دیا جائے تو وہ خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رہتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھائی: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ)) ''اے اللہ! مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا''۔

◈ اگر کسی معاملے میں قسم اٹھالی جائے اور دوسرا معاملہ اس سے بہتر اور خیر و بھلائی والا ہو تو اس بہتر معاملے کو اختیار کر لینا چاہیے۔ اس صورت میں قسم کو پورا کرنا جائز نہیں' البتہ قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔

◈ مصالح شرعیہ میں راجح اور اعظم پہلو کو اختیار کیا جائے گا اور اسے ہی مقدم سمجھا جائے گا۔

٦٧٥۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّيْ أَرَاكَ ضَعِيْفًا، وَإِنِّيْ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِيْ، لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٦٧٥۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے ابوذر! میں تمہیں کمزور سمجھتا ہوں اور میں تمہارے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں (میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ) تم کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال پر نگران مقرر ہونا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٨٢٦).

غریب الحدیث☆ (ضعيفًا) ''ضعیف' کمزور' یعنی تم ولایت و خلافت کی ذمہ داری نہیں نبھا سکتے۔ (لا تأمرن) ''تم حاکم یا امیر نہ بننا'' (ولا تولين) ''تم (یتیم کے مال پر) نگران مقرر نہ ہونا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اگر کوئی شخص کسی ذمہ داری کو ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے وہ ذمہ داری قبول نہیں کرنی چاہیے۔

◈ یتیم کے مال کی حفاظت کرنی چاہیے' اسے ضائع ہونے سے بچانا چاہیے۔

◈ اسلام مصلحتِ عامہ کی بھی ترغیب دلاتا ہے۔

◈ اگر کسی مسلمان بھائی میں کوئی نقص نظر آئے تو اس کی خیر خواہی کی خاطر اس کی صحیح راہنمائی کرنی چاہیے۔

◈ مسلمان بھائی کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی نصیحت کو قبول کرے اور اپنی اصلاح کرے۔

◈ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے کا درجہ کمال یہ ہے کہ آدمی جو کچھ اپنے لیے پسند کرے وہی کچھ اپنے بھائی کے لیے پسند کرے۔

◈ امارت و خلافت عظیم مسئولیت ہے' جس کے بارے میں قیامت والے دن پوچھا جائے گا' اگر اس ذمہ داری میں کوئی کوتاہی رہی تو پھر حسرت و ندامت ہوگی۔ اسی لیے اس کے طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

٦٧٦۔ وَعَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ؟ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى مَنْكِبِيْ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ ضَعِيْفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٦٧٦۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے کسی جگہ کا عامل (نگران، گورنر) مقرر نہیں فرما دیتے؟ آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے ابوذر! تم ایک کمزور آدمی ہو اور یہ (گورنری) تو ایک امانت ہے اور یہ قیامت والے دن فضیحت و ندامت (کا باعث) ہوگی'

سوائے اس شخص کے جس نے اسے حق (یعنی اہلیت) کے ساتھ حاصل کیا اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۲۵).

غريب الحديث☆ (تستعملنی) ''آپ مجھے عامل (گورنر) مقرر فرما دیں۔'' (خزی وندامة) جو شخص خلافت اور منصف کی ذمہ داری ادا نہیں کرے گا تو یہ امانت قیامت والے دن اس شخص کے لیے فضیحت و ندامت ہوگی۔ (بحقها) ''اس کے حق کے ساتھ'' یعنی اہلیت کی بنیاد پر۔''

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص حکومت طلب کرے اسے نہ دی جائے' اس لیے کہ اسلام اس شخص کو امارت و خلافت کے منصب پر فائز نہیں کرتا جو اس کی خواہش اور طلب رکھتا ہو۔

❷ حکومت ایک عظیم امانت ہے اور اس کی مسئولیت بھی بہت زیادہ ہے' اس لیے جس شخص کو یہ ذمہ داری سونپ دی جائے اسے پوری دیانت داری کے ساتھ اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی اس عطا کردہ امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے۔

❸ اگر کسی صاحب اہلیت و صلاحیت کو ذمہ داری سونپی جائے اور وہ اسے صحیح طور پر ادا کرے تو اس کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے' خواہ وہ حکمران ہو، قاضی ہو یا بیت المال کا انچارج ہو۔

٦٧٧- وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم امارت و خلافت کی حرص و آرزو کرو گے لیکن یہ قیامت والے دن ندامت کا باعث ہوگی''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۲۵- فتح).

غريب الحديث☆ (ستحرصون) ''تم میں سے بعض لوگ امارت و خلافت کی طلب پر حریص ہوں گے۔

فقه الحديث☆ ❶ مراتب و مناصب کی حرص کرنے سے منع کیا گیا ہے' بالخصوص جب کہ بندے میں اہلیت بھی نہ ہو۔

❷ جو شخص حکومت حاصل کرنے کے بعد نظام حکومت کو چلانے میں ناکام ہو اور وہ اس کا اہل بھی نہ ہو تو پھر اس کی سزا بھی بہت سخت ہے اور وہ ہے قیامت والے دن کی ندامت۔

❸ یہ رسول اللہ ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہے کہ اب لوگ طلب امارت اور حصول حکومت کے لیے خود اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں بلکہ اس کے حصول کے لیے لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت بھی کرتے ہیں۔

٨٢- بَابُ حَثِّ السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِنْ وُلَاةِ الْأُمُوْرِ عَلَى اتِّخَاذِ وَزِيْرٍ صَالِحٍ وَتَحْذِيْرِهِمْ مِنْ قُرَنَاءِ السُّوْءِ وَالْقَبُوْلِ مِنْهُمْ

۸۲۔ باب: بادشاہ، قاضی اور دیگر حکام کو نیک و صالح وزیر مقرر کرنے کی ترغیب اور انہیں برے ہم نشینوں سے اور ان سے ہدیہ وغیرہ قبول کرنے سے ڈرانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ [الزخرف: ٦٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس روز (روز قیامت) دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقی اور پرہیزگاروں کے (کہ وہ آپس

میں دوست ہی رہیں گے)۔''

شرح الآیت: اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت والے دن یہ دنیا کی دوستی اور تعلق سب ختم ہو جائیں گے۔ بلکہ وہ لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے کے دوست اور جگری یار ہوا کرتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں برابر کے شریک اور ایک دوسرے کے معاون ہوتے تھے' اب عذاب الٰہی اور جہنم کو دیکھ کر ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے اور ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں کہ تم نے مجھے گمراہ کیا۔ لیکن متقی لوگ جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے' وہ قیامت والے دن بھی اس دوستی کو برقرار رکھیں گے۔

٦٧٨۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ، وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

٦٧٨۔ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جو بھی خلیفہ بنایا' تو اس کا دو قسم کے لوگوں (گروہوں) سے واسطہ پڑا: ایک گروہ تو اسے نیکی کی طرف راہنمائی کرتا اور اس پر ابھارتا' جبکہ دوسرا گروہ اسے شر کی طرف لے جانے کی کوشش کرتا اور اسی پر ابھارتا' لیکن بچتا وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔'' (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٥٠١۔ فتح).

غريب الحديث☆ (بطانة) ''اعوان وانصار کا گروہ''۔ (تحضه) ''اسے ابھارتا ہے' رغبت دلاتا ہے۔''

فقه الحديث☆ ❶ تمام امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں' وہ جسے چاہتا ہے ملک عطا فرما دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔

❷ لوگ دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو اللہ کی طرف بلاتے ہیں' نیکی کا حکم دیتے ہیں اور لوگوں کو اس کے لیے تیار کرتے اور اس پر ابھارتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو شیطان کی طرف بلاتے ہیں اور اس شیطانی مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

❸ ان دونوں قسم کے لوگوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اہل صلاح و خیر ہیں' جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی ملاقات یعنی روز قیامت کے بارے میں بتاتے اور یاد کراتے رہتے ہیں۔

❹ سربراہ اور حکمران کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو اپنا معاون بنائے جو متقی ہوں، اہل علم اور خیر خواہ ہوں' تاکہ دین و ایمان کے بارے اس کی ترقی میں وہ اس کے مدد معاون ثابت ہوں اور اہل شر و فساد سے اسے دور رہنا چاہیے اور ان سے بچنا چاہیے۔

❺ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت سے راہنمائی حاصل کرتا ہے اور اس کی روشنی اور راہنمائی میں چلتا ہے تو اللہ ایسے شخص کو اپنی توفیق سے نوازتا ہے' اس کی صحیح سمت میں راہنمائی کرتا ہے اور اسے اپنے نفس کے شر اور شیطان کی چالوں اور منصوبوں سے محفوظ رکھتا ہے اور شیطان سے بچتا وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔

٦٧٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِيْرِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ صِدْقٍ، اِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهٗ، وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ سُوْءٍ،

٦٧٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی امیر (حکمران) سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے ناصح اور صادق وزیر عطا فرما دیتا ہے کہ اگر حکمران کہیں بھول جائے تو وہ اسے یاد کرا دیتا ہے اور اگر اسے خود یاد رہے تو پھر وہ وزیر

إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ، وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

اس معاملے میں حکمران کی اعانت اور نصرت کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی حکمران سے بھلائی کے علاوہ کوئی اور ارادہ فرماتا ہے تو اسے برا وزیر عطا فرما دیتا ہے کہ اگر حکمران کہیں بھول جائے تو وہ اسے یاد نہیں کراتا اور اگر اسے خود یاد ہو تو پھر وہ وزیر اس حکمران کی مدد نہیں کرتا''۔ (اسے ابوداود نے صحیح مسلم کی شرط پر جید سند سے روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه أبو داود (۲۹۳۲) بتمامه، والنسائي (۷/ ۱۵۹) شطره الأول.

غريب الحديث☆ (وزیر) ایسا شخص جسے حکمران اپنی مشاورت اور معاونت کے لیے مقرر کر لیتا ہے۔ (صدق) ''سچا، ناصح، امین'' (ان نسی) اگر کہیں بھول جائے یا کسی معاملے میں غفلت برتے۔ (أراد به غير ذلك) ''جب اس حکمران کے ساتھ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ فرماتا ہے'' یہاں اشارے سے بات کی ہے' لفظ شر کی تصریح نہیں کی' کیونکہ لفظ شر میں بڑی قباحت ہے' اسی لیے آپ نے صراحت کے ساتھ اس کا نام نہیں لیا۔ جب اس کا نام لینا مناسب نہیں تو پھر اس سے اجتناب کتنا ضروری ہوگا؟ (سوء) برا' بدخواہ وخائن' ایسا شخص جو برائی کی طرف میلان رکھتا ہو۔

فقه الحديث☆ ❶ حکمران کے وزیر ومشیر صالح، امین اور خیر خواہ ہوں گے تو وہ ہر موقع پر اس کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں' اگر حکمران کہیں بھولتا یا بھٹکتا ہے تو یہ اسے یاد کراتے اور صحیح سمت میں راہنمائی کرتے ہیں اور اگر وہ خود ہی صحیح سمت اور صحیح پالیسی پر عمل پیرا ہے تو پھر یہ اس کی راہ میں روڑے نہیں اٹکاتے' بلکہ اس کے مددومعاون اور دست و بازو بن کر اس کے مشن کی تکمیل کرتے ہیں۔ جبکہ مادہ پرست' راشی اور بدخصلت قسم کے وزیر اپنے حکمران کے لیے کبھی خیر خواہ نہیں ہوتے' وہ ہمیشہ اس کی بدنامی اور ناکامی کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا حکمران کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے وزیروں ومشیروں سے اپنا دامن بچائے۔

❷ صادق وامین قسم کا وزیر بنانا مشروع ہے۔

۸۳۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَوْلِيَةِ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَلَايَاتِ لِمَنْ سَأَلَهَا أَوْ حَرَصَ عَلَيْهَا فَعَرَّضَ بِهَا

۸۳۔ باب: جو شخص امارت وقضا اور دیگر مناصب حکومت کا سوال کرے یا اس کی تمنا وآرزو کرے اور اس کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے تو ایسے شخص کو عہدہ ومنصب دینا منع ہے

۶۸۰۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمِّرْنَا عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ، عَزَّوَجَلَّ، وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّي هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا

۶۸۰۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو چچازاد بھائی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جن علاقوں کی حکمرانی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے ﷺ ان میں سے بعض پر ہمیں امیر مقرر فرما دیں ❀ دوسرے نے بھی ایسے ہی کہا ❀ آپ نے فرمایا: ''اللہ

سَأَلَهُ، أَوْ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تعالیٰ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو حکومتی عہدے پر مقرر نہیں کرتے جو خود اس کی طلب کرے یا اس کی حرص و خواہش رکھے"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۲۵ ـ فتح)، ومسلم (۱۷۳۳).

غریب الحدیث☆ (من بنی عمی) "میرے چچازاد بھائی" یعنی اشعری قبیلے والے۔ (أمرنا) "ہمیں امیر بنا دیں"۔ (هذا العمل) "مسلمانوں کی امارت اور حکومتی عہدہ۔" (حرص علیه) جو شخص اس امارت کی حرص و خواہش رکھے اور اس کے حصول کے لیے کوشش کرے۔

فقه الحدیث☆ ❶ خلیفۂ وقت کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو سرکاری عہدہ اور ذمہ داری نہ دے جو خود اس کی طلب یا حرص کرے' اس لیے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ ایسا شخص اپنے اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے مفادات کی خاطر عہدہ طلب کرتا ہے اور پوری قوم کے مفادات کو پس پشت ڈال دیتا ہے بلکہ قومی مفادات کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جبکہ حکومتی عہدے دار کا مقصد تو عوام کی فلاح و بہبود اور ان کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنا ہوتا ہے۔ یعنی مفادات عامہ کے لیے کام کرنا ہوتا ہے' چند مخصوص لوگوں کے لیے نہیں۔

❷ خلیفۂ وقت کو چاہیے کہ وہ متقی اور پارسا قسم کے لوگوں کو حکومتی عہدوں پر فائز اور مقرر کرے' تا کہ عدل و انصاف قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو نافذ کرنے میں وہ لوگ اس خلیفہ کے مدد و معاون ثابت ہوں۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الْأَدَبِ

اخلاق کا بیان

٨٤۔ بَابُ الْحَيَاءِ وَفَضْلِهِ وَالْحَثِّ عَلَى التَّخَلُّقِ بِهِ

٦٨١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٨٤۔ باب: حیا، اس کی فضیلت اور اس سے متصف ہونے کی ترغیب

٦٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ اس قدر شرمیلے نہ بنا کرو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دو، اس لیے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٧٤۔ فتح)، ومسلم (٣٦).

غريب الحديث☆ (يعظ) ''نصیحت کر رہا تھا۔'' (دعه) اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دو، یہ تو اچھی عادت ہے۔

فقه الحديث☆ ◆ حیا ایمان کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے، یہ انسان کو گناہوں کے ارتکاب سے ویسے ہی منع کرتا اور روکتا ہے جس طرح ایمان اسے گناہوں کے ارتکاب سے روکتا اور منع کرتا ہے۔

◆ انصاری صحابی جس شخص کو سمجھا رہے تھے وہ شخص شرم و حیا کا پیکر تھا اور بہت ہی شرمیلا تھا۔ ایسے لوگ فطری طور پر صاف گو ہوتے ہیں، دھوکے باز اور تیز طرار نہیں ہوتے، آپ نے اس انصاری صحابی سے فرمایا کہ اسے اپنی حالت پر رہنے دو، یہ تو ایک اچھی صفت ہے۔

◆ یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ واجب ہے اور اس میں ذرا تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے اسی موقع پر انصاری صحابی کو روک دیا۔

٦٨٢۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((**اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ**)) اَوْ قَالَ: ((**اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ**)).

٦٨٢۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا خیر ہی لاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''حیا تو سب خیر ہی خیر ہے۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٥٢١۔ فتح)، ومسلم (٣٧)، والرواية الثانية عند مسلم (٣٧) (٦١).

فقہ الحدیث☆❶ حسن اخلاق اور حیا سے آراستہ ہونے کی ترغیب' اس لیے کہ اس میں انفرادی اور اجتماعی بہتری ہے۔ حیا اچھے اعمال کرنے پر ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے اور برے اعمال سے روکتا ہے۔ اس لیے شرعی حیا کا انجام خیر ہی خیر ہے۔

٦٨٣۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ' أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً' فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ' وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ' وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((الْبِضْعُ)): بِكَسْرِ الْبَاءِ' وَيَجُوْزُ فَتْحُهَا' وَهُوَ مِنَ الثَّلَاثَةِ إِلَى الْعَشَرَةِ. ((وَالشُّعْبَةُ)): الْقِطْعَةُ وَالْخَصْلَةُ. ((وَالْإِمَاطَةُ)): الْإِزَالَةُ. ((وَالْأَذٰى)): مَا يُؤْذِيْ كَحَجَرٍ وَشَوْكٍ وَطِيْنٍ وَرَمَادٍ وَقَذَرٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

٦٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے ستر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر حصے ہیں۔ ان میں سب سے افضل ''لا الہ الا اللہ'' کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کا حصہ ہے''۔ (متفق علیہ)

(البضع) باء پر زیر اور زبر دونوں طرح جائز ہے' یہ تین سے دس تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (الشعبة) یہ شاخ اور خصلت کے معنی میں ہے۔ (إماطة) اس کے معنی ہیں ''دور کر دینا اور ہٹا دینا''۔ (اذی) ''تکلیف دہ چیز'' جیسے پتھر' کانٹا' مٹی' راکھ اور گندگی وغیرہ۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۷) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٨٤۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا' فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: حَقِيْقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى تَرْكِ الْقَبِيْحِ' وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِيْ حَقِّ ذِي الْحَقِّ. وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: الْحَيَاءُ رُؤْيَةُ الْآلَاءِ۔ أَيْ: النِّعَمِ۔ وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ' فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَاءً.

٦٨٤۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے گوشے میں موجودہ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم اسے آپ کے چہرے کے آثار سے پہچان لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

علماء کہتے ہیں کہ حقیقت میں حیا ایسے کردار کا نام ہے جو قبیح چیزوں کے چھوڑنے پر آمادہ کرے اور حق دار کو حق پہنچانے میں سرزد ہونے والی کی کوتاہی سے منع کرے۔ ہم نے ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حیا سے مراد نعمتوں اور کوتاہیوں کو دیکھ لینا ہے' پھر اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی حالت کو حیا کہتے ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۲۱۔ فتح)' ومسلم (۲۳۲۰).

غریب الحدیث☆ (العذراء) ''کنواری لڑکی''۔ (الخدر) ''گھر کے گوشے میں پردہ نشین''۔ (عرفناه في وجهه) ''ہم اسے آپ کے چہرے میں پہچان لیتے تھے۔'' یعنی آپ کوئی ناپسندیدہ امر دیکھتے تو آپ کے چہرے کے تاثرات بدل جاتے تھے اور آپ شدت حیا کی وجہ سے کلام نہیں فرماتے تھے۔

فقہ الحدیث☆❶ نبی ﷺ کے کمال حیا کا بیان ہے۔

❷ شرم و حیا عورت کا خاص وصف اور زیور ہے' بالخصوص کنواری عورت میں یہ وصف بدرجہ اُتم موجود ہوتا ہے۔ اسی لیے نکاح کے موقع پر اس

کے سکوت کو اذن شمار کیا گیا ہے' کیونکہ وہ حیا کی وجہ سے بول کر اقرار نہیں کرتی۔ لیکن افسوس کہ یہود و نصاریٰ کے مشن کی تکمیل کے لیے حقوق نسواں کے نام پر کام کرنے والی تنظیموں نے اس شرم و حیا کی پیکر اور اس زیور سے آراستہ خاتون کو اپنی خاص خصوصیت سے محروم کر دیا اور یہ آزادی کے نام پر محفل و مارکیٹ کی زینت بن گئی۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

۸۵۔ بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

۸۵۔ باب: راز کی حفاظت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء: ٣٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

شرح الآیت: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عہد کی پاسداری کا حکم فرمایا ہے اور عہد دو شخصوں کے درمیان خفیہ بات اور پیمان کا نام ہے جو ایک راز اور امانت ہوتا ہے۔ اسی لیے جس شخص سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے اور اس کے پاس ایک راز ہوتا ہے' جس کی حفاظت کرنی چاہیے اور یہ راز داری بھی ایک عہد و پیماں ہوتا ہے جس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

٦٨٥۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِيْ اِلَى الْمَرْاَةِ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۸۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبہ کے لحاظ سے بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنی عورت سے جماع کرے اور عورت اس سے جماع کرے' پھر وہ اس کے راز کو ظاہر کرتا پھرے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٤٣٧).

غریب الحدیث☆ (یفضی) یہ جماع' ہم بستری کے لیے کنایہ ہے۔ (ینشر سرھا) ''وہ اپنی بیوی کے راز افشا کرتا پھرتا ہے'' یعنی وہ اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان ہونے والی پوری کارروائی سے لوگوں کو مطلع کرتا ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ میاں بیوی کی پوشیدہ اور راز کی باتوں کو ظاہر کرنا کبیرہ گناہ ہے' اس پر سخت وعید ہے۔

❷ میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے راز کی باتیں ظاہر نہ کریں۔ لیکن ہمارے معاشرے میں یہ مرض عام ہے کہ شب زفاف کی پوری کارروائی مرد اپنے دوستوں کو اور بیوی اپنی سہیلیوں کو بتاتی ہے' بلکہ دوست مرد سے اور سہیلیاں عورت سے اس بارے میں سوال کرتی ہیں' اس طرح کا سوال کرنا اور اس پہلی رات کی یا پھر زندگی میں کبھی بھی میاں بیوی کے درمیان قائم ہونے والے تعلقات کو کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایک راز ہے' اسے کسی کو نہیں بتانا چاہیے اور اس کا بتانا کبیرہ گناہ ہے اور وعید کا باعث ہے۔

٦٨٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ تَاَيَّمَتْ بِنْتُهُ حَفْصَةُ قَالَ: لَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ قَالَ: سَاَنْظُرُ فِيْ اَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، ثُمَّ لَقِيَنِيْ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِيْ اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا. فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ

۶۸۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں (اپنی بیٹی) حفصہ سے نکاح کرنے کی پیش کش کی اور کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر سے آپ کا نکاح کر دیتا ہوں؟ انھوں نے کہا: میں اپنے معاملے پر غور کروں گا۔ میں نے کئی راتیں انتظار کیا' پھر وہ مجھے ملے تو انھوں نے کہا: میرے لیے تو یہی بات ظاہر ہوئی ہے کہ میں ان دنوں

اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا! فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، ثُمَّ خَطَبَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ. فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَهَا، فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَقَبِلْتُهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ: ((تَاَيَّمَتْ)) اَيْ: صَارَتْ بِلَا زَوْجٍ، وَكَانَ زَوْجُهَا تُوُفِّيَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ((وَجَدْتَ)): غَضِبْتَ.

میں شادی نہیں کروں گا۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے انہیں بھی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر سے آپ کا نکاح کر دیتا ہوں؟ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا تو میں ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ناراض ہوا۔ پس میں نے چند راتیں انتظار کیا تو پھر نبی ﷺ نے اس کے لیے پیغامِ نکاح بھیجا۔ چنانچہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا آپؐ سے نکاح کر دیا' پھر ابوبکر مجھے ملے تو انھوں نے کہا: شاید آپ اس وقت مجھ سے ناراض ہوئے ہوں گے جب آپ نے حفصہ سے نکاح کے لیے مجھے پیش کش کی تھی اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! حضرت ابوبکر نے فرمایا: جب آپ نے مجھے یہ پیش کش کی تھی تو اس وقت میرے لیے تمہیں جواب دینے میں صرف یہی ایک بات مانع تھی کہ میں جانتا تھا کہ نبی ﷺ نے اس (کے ساتھ نکاح کرنے) کا ذکر فرمایا تھا' پس میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا' البتہ اگر نبیؐ اس سے نکاح نہ کرتے تو میں اس (حفصہ رضی اللہ عنہا) سے ضرور نکاح کر لیتا۔ (بخاری)

(تایمت) وہ (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا) بیوہ ہو گئیں' ان کے خاوند فوت ہو گئے تھے۔ (وجدت) ''تم ناراض ہو گئے تھے۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۳۱۷۔ فتح).

غريب الحديث☆ (فلبثت) ''میں نے انتظار کیا''۔ (بدا) ''ظاہر ہوا۔'' (فكنت أوجد) ''میں زیادہ ناراض ہوا۔'' (ذكرها) آپ نے اس سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ (لأ فشي) ''یہ کہ میں (آپ کا) راز ظاہر کروں۔''

فقه الحديث☆ ❶ کسی دیندار اور مناسب رشتے کے لیے اپنی بیٹی یا بہن کے نکاح کی پیش کش کرنے میں کوئی حرج نہیں' اس انتظار میں بیٹھے رہنا کہ لڑکے والے خود ہمارے گھر آئیں اور رشتے کا سوال کریں تب تک لڑکی کو گھر بٹھائے رکھیں گے' یہ سوچ وفکر اور عمل حدیث کے خلاف ہے۔

❷ راز کو چھپانے کی فضیلت۔

❸ عتاب سے محبت کم یا ختم نہیں ہوتی بلکہ عتاب تو بقدرِ محبت ہوتا ہے' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب نہ دینے پر زیادہ افسوس اور دکھ ہوا تھا۔

❹ اگر کسی بندے کا عذر معلوم ہو جائے تو پھر اسے قبول کرتے ہوئے بندے کو معاف کر دینا چاہیے۔

❺ کنواری لڑکی کی طرح ثیب (شوہر دیدہ) کے لیے بھی بوقت نکاح ولی کا ہونا ضروری ہے۔

٦٨٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ

۶۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج

اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عَنْدَهُ، فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَمْشِيْ، مَا تُخْطِيءُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا، فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ بِهَا وَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ)) ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ اَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا، سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ، ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا: مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ، لَمَا حَدَّثْتِنِيْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَتْ: اَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ، اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِيْ ((**اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ، وَاَنَّهُ عَارَضَهُ الْآنَ مَرَّتَيْنِ، وَاِنِّيْ لَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، فَاِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ**)) فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَاَيْتِ. فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: ((**يَا فَاطِمَةُ! اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ؟**)) فَضَحِكْتُ ضَحِكِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

مطہرات آپ کے پاس موجود تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف لے آئیں، ان کی چال اور رسول اللہ ﷺ کی چال میں ذرا فرق نہیں تھا۔ پس جب آپ نے انہیں دیکھا تو انہیں خوش آمدید کہا اور فرمایا: ''میری بیٹی کو خوش آمدید ہو''۔ پھر آپ نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھالیا اور رازداری کے ساتھ ان سے کوئی بات کی تو وہ بہت زیادہ روئیں جب آپ نے ان کی اس گھبراہٹ کو دیکھا تو دوسری مرتبہ پھر رازدارانہ انداز میں کوئی بات کی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کو چھوڑ کر آپ سے خصوصی طور پر راز کی بات کی اور آپ پھر بھی روتی ہیں۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا کہا تھا؟ وہ بولیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر کرنے والی نہیں ہوں۔ پس جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: میرا تم پر جو حق ہے (کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ اور تمہاری ماں ہوں) اس حوالے سے تمہیں قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے راز کے ساتھ تمہارے ساتھ کیا بات کی تھی؟ انھوں نے کہا: ہاں اب بتلاتی ہوں، آپ نے جب پہلی مرتبہ راز سے مجھ سے بات کی تھی تو آپ نے مجھے بتایا: ''جبریل علیہ السلام ہر سال ایک یا دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے لیکن اس مرتبہ انھوں نے دو بار دور کیا (ایک دوسرے کو دو بار قرآن سنایا) اور میں سمجھتا ہوں کہ (میری) موت کا وقت قریب آ چکا ہے پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور صبر کرنا اور میں تمہارے لیے بہت اچھا پیش رو ہوں۔'' یہ سن کر میں رو پڑی جیسا کہ آپ نے میرا رونا دیکھ لیا تھا۔ پس جب آپ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو آپ نے مجھ سے دوسری مرتبہ چپکے سے بات کی تو فرمایا: ''فاطمہ! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم تمام مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟'' پس یہ سن کر میں ہنس پڑی جیسا کہ تم نے میری ہنسی دیکھی۔ (متفق علیہ، یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٦٢٧۔ فتح)، ومسلم (٢٤٥٠) (٩٨).

غريب الحديث☆ (مشية) ''چال' چلنے کی ہیئت و کیفیت اور انداز۔'' (مرحبًا بكِ) ''آپ کو خوش آمدید ہو۔'' (رأى جزعها) ''جب آپ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی۔'' (عزمت عليك) میرا تم پر جو حق ہے اس حوالے سے میں تمھیں قسم دیتی ہوں۔ (يعارض القرآن) ''ایک دوسرے کو قرآن سنانا۔'' حضرت جبریل علیہ السلام قرآن پڑھتے تو رسول اللہ ﷺ سنتے اور پھر رسول اللہ ﷺ تلاوت فرماتے تو جبریل علیہ السلام سماعت کرتے۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی منقبت وفضیلت کہ وہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

❷ کسی غمناک خبر یا واقعہ پر بے اختیار رونا اور کسی خوش خبری پر بے ساختہ ہنسنا اور مسکرانا جائز ہے۔ لیکن رونے میں جزع فزع نہیں ہونی چاہیے اور خوشی پر فخر و غرور نہیں ہونا چاہیے۔

❸ راز کو راز رکھنا اور اسے ظاہر و افشا نہ کرنا مستحب ہے۔

❹ نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا تمام مومنوں پر حق ہے' کیونکہ وہ مومنوں کی مائیں ہیں۔

❺ ایک دوسرے کو قرآن سنانا' سنت ہے اس طرح قرآن یاد رہتا ہے۔

❻ قرائن و اشارات سے استدلال کرنا جائز ہے۔

٦٨٨۔ وَعَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَبَعَثَنِي فِي حَاجَةٍ، فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي. فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ فَقُلْتُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ. قَالَتْ: لَا تُخْبِرَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا. قَالَ أَنَسٌ: وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ بِهِ يَا ثَابِتُ!. رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ مُخْتَصَرًا.

۶۸۸۔ حضرت ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے' میں اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' پس آپ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لیے بھیج دیا' چنانچہ میں نے اپنی والدہ کے پاس آنے میں تاخیر کر دی۔ جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: تجھے کس چیز نے روک لیا تھا؟ میں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ میری والدہ نے پوچھا: وہ کام کیا تھا؟ میں نے کہا کہ وہ تو ایک راز ہے۔ والدہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے راز کے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (حضرت ثابت سے) فرمایا: اللہ کی قسم! میں اگر اس راز کے بارے میں کسی کو بتانا ہوتا تو اے ثابت! میں اسے تمھیں ضرور بتاتا۔ (مسلم۔ امام بخاری نے بھی اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٨٢۔ فتح)، ومسلم (٢٤٨٢).

غريب الحديث☆ (فأبطأت) ''میں نے تاخیر کی''۔ (ماحبسك) ''تجھے کس چیز نے روکا؟''

فقه الحديث☆ ❶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی امانت و وفا کا بیان کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے راز کو کس طرح پوشیدہ رکھا اور پوری زندگی اس کی حفاظت کی۔

❷ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی تربیت کا بیان کہ انھوں نے اپنے بیٹے سے اصرار نہیں کیا کہ مجھے وہ راز بتاؤ بلکہ اسے

وصیت کی کہ بیٹا! رسول اللہ ﷺ کے راز کی حفاظت کرنا۔

◆ دوستوں کے راز چھپانا اچھے اخلاق اور آداب اسلامی کا تقاضا ہے۔

٨٦۔ بَابُ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَإِنْجَازِ الْوَعْدِ

٨٦۔ باب: عہد کو نبھانا اور وعدہ پورا کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الإسراء: ٣٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''عہد کو پورا کرو' اس لیے کہ عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ﴾ [النحل: ٩١]

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب تم اس سے عہد کر لو (یعنی جب کلمہ پڑھ لو)۔''

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدة: ١]

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! عہد و اقرار کو پورا کرو''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ؟ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الصف: ٢'٣]

نیز فرمایا: ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں' اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات بڑی ناراضی والی ہے کہ تم وہ باتیں کہو جو تم کرو نہیں''۔

٦٨٩۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ' وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ' وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ)).

٦٨٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے''۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ''اگرچہ وہ روزے رکھے اور نماز پڑھے اور یہ گمان رکھے کہ وہ مسلمان ہے''۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (١٩٩) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٩٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا. وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ' وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ' وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ' وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٦٩٠۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چار میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دے: (١) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔ (٢) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (٣) جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔ (٤) اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر

اتر آئے''۔(متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۸۹۔ فتح)' ومسلم (۵۸).

غريب الحديث☆ (خصلة) ''صفت' عادت۔'' (غدر) ''وفا نہ کرنا۔'' (فجر) ''جھگڑے میں حد سے بڑھ جانا' گالی گلوچ پر اتر آنا' حق سے انحراف کرنا''۔

فقه الحديث☆ دوہرے کردار کے حامل شخص کو منافق کہتے ہیں کہ اس کے باطن اور ظاہر میں تضاد اور قول وفعل میں فرق ہوتا ہے۔ نفاق دو قسم کا ہے: اعتقادی اور عملی۔ اعتقادی نفاق یہ ہے کہ کوئی شخص دل میں کفر کو چھپائے رکھے اور زبان سے ظاہری طور پر اسلام کا اظہار و اقرار کرے۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے حق میں کافروں سے بھی بدتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے بھی جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

اور عملی نفاق یہ ہے کہ انسان کے دل میں تو ایمان ہو لیکن اس میں منافقوں والی کوئی خصلت پائی جاتی ہو۔ جیسا کہ کچھ خصلتیں اس حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور کچھ باقی احادیث اور قرآنی آیات میں بیان ہوئی ہیں۔ اور یہ ایسی خصلتیں ہیں جو مسلمانوں میں عام پائی جاتی ہیں اور بدقسمتی یہ کہ مسلمان انہیں کوئی برائی بھی نہیں سمجھتے' اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

۶۹۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا**)) فَلَمْ يَجِيءُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ' فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَادٰى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا. فَاَتَيْتُهُ وَقُلْتُ لَهُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا' فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً' فَعَدَدْتُهَا' فَاِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ' فَقَالَ لِيْ: خُذْ مِثْلَيْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ''اگر بحرین کا مال آیا تو میں تمہیں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا''۔ لیکن بحرین کا مال آنے سے پہلے ہی آپ ﷺ وفات پا گئے۔ پس جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس شخص سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد ہو یا آپ پر کوئی قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھے ایسے ایسے فرمایا تھا' تو انھوں نے لپ بھر کر مجھے دیا' میں نے اسے گنا تو وہ پانچ سو (درہم) تھے' پھر انھوں نے مجھے فرمایا: اس سے دوگنا اور لے لو۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۴/ ۴۷۴۔ فتح)' ومسلم (۲۳۱۴).

غريب الحديث☆ (هكذا وهكذا وهكذا) ''اس طرح اور اس طرح اور اس طرح'' یعنی تین بار لب بھر کر مال دینے کا اشارہ فرمایا (قبض) ''آپ وفات پا گئے۔'' (عدة) ''عہد' وعدہ۔'' (فحثی لی حثية) ''پس انھوں نے لپ بھر کر مجھے دیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں جو عہد و پیمان فرمائے اور آپ ان کی وفا سے پہلے وفات پا گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد انہیں مکمل اور پورا کیا' اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی سربراہ نے کوئی عہد و پیمان کیا ہو تو اس کی وفات کے بعد نئے بننے والے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان معاہدوں کو پورا کرے' اگر پہلے سربراہ نے کوئی قرض لیا ہو تو یہ نیا سربراہ اس کی ادائیگی کرے۔

❻ خبرِ واحد حجت ہے' اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ان کے کہنے پر تین لپ بھر کر دیے۔

۸۷۔ بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى مَا اعْتَادَهُ مِنَ الْخَيْرِ

۸۷۔ باب: خیر و بھلائی کے جن کاموں کا معمول ہو ان کی پابندی (حفاظت) کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ [الرعد: ۱۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت نہیں بدلتا حتیٰ کہ وہ خود (گناہوں کا ارتکاب کر کے) اپنی حالت نہ بدلے''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ [النحل: ۹۲]

اور فرمایا: ''تم اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا''

((وَالْاَنْكَاثُ)): جَمْعُ نِكْثٍ، وَهُوَ الْغَزْلُ الْمَنْقُوْضُ.

(انکاث) نکث کی جمع ہے' جس کا مطلب ہے ''ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا سوت''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ [الحديد: ۱٦]

نیز فرمایا: ''اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی' پس جب ان پر مدت دراز ہوگئی تو ان کے دل سخت ہو گئے''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحديد: ۲۷]

نیز فرمایا:۔ ''پس انھوں نے اسے ویسے نہ نبھایا جیسے اسے نبھانے کا حق تھا۔''

شرح الایات:۔ امام نووی رحمہ اللہ نے باب کی مناسبت سے آیات ذکر کی ہیں' پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اصول' دستور اور نظام کا ذکر فرمایا ہے کہ جب میں کسی قوم کو کسی نعمت سے نوازتا ہوں تو پھر جب تک وہ میری اطاعت کرتے رہتے ہیں تو میں انہیں مزید نعمتوں سے نوازتا ہوں جیسا کہ فرمایا: ''اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تمہیں مزید عطا فرماؤں گا۔'' لیکن جب کوئی قوم اللہ کی نعمتیں حاصل کرنے کے بعد اس کی اطاعت سے منحرف ہو کر بغاوت پر اتر آتی ہے تو اللہ اس قوم کی ناشکری کی پاداش میں اس سے اپنی نعمت واپس لے لیتا ہے اور انہیں عزت سے محروم کر کے ذلت و رسوائی سے دوچار کر دیتا ہے۔

دوسری آیت میں ایک مثال کے ذریعے سے اس بات کو واضح فرمایا کہ جو شخص نیکیاں کرتا رہتا ہے اور نیکیوں کا ذخیرہ کرتے کرتے بدی اور برائی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے تو وہ اپنے اعمالِ خیر کو اسی طرح ضائع کر لیتا ہے جس طرح کوئی عورت محنت و مشقت اٹھا کر سوت کاتتی اور اسے پختہ و مضبوط کرتی ہے لیکن پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اپنی محنت پر پانی پھیر دیتی ہے۔

تیسری آیت میں یہ فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اپنے سے پہلی قوموں کی طرح نہ ہو جانا جنہیں کتاب دی گئی اور جب مدت دراز ہوگئی تو وہ عیش و عشرت میں پڑ گئے اور تعلیماتِ الٰہی کو پس پشت ڈال دیا جس سے ان کے دل سخت ہو گئے۔ اب اہل ایمان کو یہ نصیحت کی جا رہی ہے کہ تم اطاعت الٰہی پر کاربند رہنا اور اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا۔

چوتھی آیت میں بھی یہود و نصاریٰ کو خطاب کیا گیا ہے کہ تم نے خود تو رہبانیت کو اختیار کیا اور پھر اس پر مداومت بھی اختیار نہ کر سکے۔

پس ان آیات میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان کو نیکی کرتے رہنا چاہیے' اس راستے سے انحراف کرنا اور برائی اختیار کرنا نہایت خطرناک

ہے۔

٦٩٢ - وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ!)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۹۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح مت ہونا جو رات کو تہجد پڑھا کرتا تھا اور اب اس نے تہجد پڑھنا چھوڑ دی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر ۱۵۴ ملاحظہ فرمائیں۔

٨٨ - بَابُ اِسْتِحْبَابِ طِيْبِ الْكَلَامِ وَطَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

۸۸۔ باب: عمدہ گفتگو کرنا اور خندہ پیشانی سے ملنا مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الحجر: ٨٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ مومنوں کے لیے اپنے بازو نرم کر دیں''۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران: ١٥٩]

اور فرمایا: ''اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ یقیناً آپ کے پاس سے بھاگ جاتے''

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مومنوں کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کہ آپ مومنوں کے ساتھ نرمی کریں، اس طرح وہ آپ کے قریب آئیں گے' جبکہ دوسری آیت میں آپ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں بتایا گیا کہ اے میرے نبی! یہ آپ کا اخلاق ہے کہ لوگ آپ کے قریب سے قریب تر آتے گئے اور اگر آپ کہیں تندخو اور سخت گیر طبیعت کے حامل ہوتے تو لوگ آپ کے قریب نہ آتے' بلکہ آپ سے دور بھاگتے اور آپ کو چھوڑ جاتے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ عمدہ گفتگو اور نرم رویے سے لوگ قریب آتے ہیں اور دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے' جبکہ سخت اور ترش مزاجی سے نفرت و عداوت پیدا ہوتی ہے۔ پس داعیان حق کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ اخلاق حسنہ کے پیکر ہوں۔

٦٩٣ - عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۶۹۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی سے ہو' اگر کوئی شخص یہ بھی نہ پائے تو پھر اچھی بات کے ذریعے سے بچے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٩٤ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهِ.

۶۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے''۔ یہ ایک (لمبی) حدیث کا ٹکڑا ہے اور وہ مکمل حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۲) ملاحظہ فرمائیں۔

٦٩٥ - وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي

۶۹۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرمایا: ''تم کسی نیک کام کو حقیر اور معمولی نہ سمجھنا' اگرچہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی ہی سے ملو۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۱) ملاحظہ فرمائیں۔

٨٩- بَابُ اسْتِحْبَابِ بَيَانِ الْكَلَامِ وَاِيْضَاحِهٖ لِلْمُخَاطَبِ وَتَكْرِيْرِهٖ لِيُفْهَمَ إِذَا لَمْ يُفْهَمْ إِلَّا بِذٰلِكَ

۸۹۔ باب: اگر وضاحت اور تکرار کے بغیر کسی کا (کلام کو) سمجھنا ممکن نہ ہو تو مخاطب کو سمجھانے کے لیے ایسا کرنا مستحب ہے

٦٩٦- عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی کلام ارشاد فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے حتیٰ کہ وہ بات سمجھ لی جاتی اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو انہیں سلام کرتے اور سلام بھی تین مرتبہ فرماتے۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱۸۸۔ فتح).

غريب الحديث ☆ (أعادها) ''اسے دہراتے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ سلام اور کلام کو تین تین مرتبہ دہرانا مستحب ہے' اگر یہ اندیشہ ہو کہ سامعین تک آواز نہیں پہنچی یا وہ سمجھ نہ سکے ہوں گے۔

❷ بات کو بار بار دہرانا بیان کی وضاحت کے لیے ہے اور یہ اسلوب تعلیم اور وعظ کے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

❸ تین مرتبہ سلام کرنا اس صورت میں ہے جب کوئی شخص کسی مجلس یا گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرے' اگر ایسی صورت نہ ہو تو پھر ایک مرتبہ سلام کرنا ہی مسنون ہے اور یہی کافی ہے۔ واللہ اعلم!

٦٩٧- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۶۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو بالکل صاف اور واضح ہوتی تھی جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا۔ (ابوداود)

توثيق الحديث ☆ حسن: أخرجه أبو داود (٤٨٣٩)' والترمذي (٣٦٣٩)۔ اس حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ اسامہ بن زید لیثی صدوق راوی ہے جبکہ باقی راوی ثقہ ہیں۔

غريب الحديث ☆ (فصلا) ''بالکل صاف اور واضح''۔

فقه الحديث ☆ واضح اور صاف گفتگو کرنا واجب ہے' اس میں کسی قسم کا دھوکا وفریب اور تردد نہیں ہونا چاہیے۔ نیز گفتگو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اس انداز سے بات کرے کہ سامعین اسے سمجھ سکیں اور ان پر کوئی پہلو مخفی نہ رہے۔ اور بات سمجھانے کے لیے اگر اسے تین تین بار بھی دہرانا پڑے تو ضرور دہرانا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ بالکل صاف' واضح اور ٹھہر ٹھہر کر ہر حرف اور لفظ کو جدا جدا کر کے ارشاد فرماتے تھے تا کہ سامع کو کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے اور وہ بات کو آسانی سے سمجھ سکے۔

٩٠۔ بَابُ إِصْغَاءِ الْجَلِيْسِ لِحَدِيْثِ جَلِيْسِهِ الَّذِي لَيْسَ بِحَرَامٍ وَاسْتِنْصَاتِ الْعَالِمِ وَالْوَاعِظِ حَاضِرِي مَجْلِسِهِ

٩٠۔ باب: اپنے ہم نشین کی جائز بات پر کان لگانا اور عالم وواعظ کا اپنے حاضرین مجلس کو خاموش کرانا

٦٩٨۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٦٩٨۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے فرمایا: ''لوگوں کو خاموش کراؤ'' پھر فرمایا: ''تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٢١٧ ۔ فتح)، ومسلم (٦٥).

فقه الحديث☆ ❶ عالم اور واعظ لوگوں کو خاموش رہنے کے لیے کہہ سکتا ہے اور اس کام کے لیے کسی شخص کو مقرر بھی کر سکتا ہے کہ وہ لوگوں کو خاموش کرائے۔

❷ متعلمین کو چاہیے کہ علماء کی بات سننے کے لیے خاموش رہیں، اس لیے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔

❸ حدیث نے علم کے مدارج بیان فرمائے کہ سب سے پہلے خاموش ہونا، پھر کان لگا کر سننا، پھر اسے حفظ کرنا اور آخر میں اس پر عمل کرنا اور اس کے بعد اس علم کی نشر واشاعت۔

❹ نبی ﷺ نے اپنی امت کو دور جاہلیت یعنی قبل از اسلام کی حالت میں لوٹ جانے سے منع فرمایا کہ تم اسی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنا نہ شروع کر دینا۔

❺ اہل اسلام کا ایک دوسرے کو قتل کرنا عمل کفار سے مشابہ ہے، جیسا کہ وہ قبول اسلام سے پہلے ایک دوسرے کو قتل کیا کرتے تھے، مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔

٩١۔ بَابُ الْوَعْظِ وَالْإِقْتِصَادِ فِيْهِ

٩١۔ باب: وعظ ونصیحت اور اس میں میانہ روی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل: ١٢٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت و دانائی اور اچھے وعظ ونصیحت سے بلائیں''۔

شرح الآية: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مخلوق کے مراتب کے لحاظ سے دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت کے مراتب بیان فرمائے ہیں۔ پہلا طبقہ ذکی، ذہین وفطین اور حق کو قبول کرنے والوں کا ہے، ایسے لوگ حق کا انکار یا اس سے ٹکراؤ پیدا نہیں کرتے، پس ایسے لوگوں کو ''حکمت'' کے ساتھ دعوت دینی چاہیے۔

دوسرا طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو غفلت اور تاخر کا شکار ہیں، انہیں ''موعظۂ حسنہ'' اچھے انداز میں وعظ ونصیحت کرنی چاہیے، ان کو ترغیب و ترہیب کے ذریعے اوامر ونواہی کے بارے میں بتایا جائے اور تیسری قسم کے لوگوں سے جو حق کے معاند اور منکر ہوتے ہیں، احسن انداز سے

"جدال" بحث ومباحثہ کیا جائے۔

٦٩٩۔ عَنْ اَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُذَكِّرُنَا فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((يَتَخَوَّلُنَا)): يَتَعَهَّدُنَا.

٦٦٩۔ حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات ہمیں وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے' ایک آدمی نے انہیں کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میری تو یہ خواہش ہے کہ آپ ہر روز ہمیں وعظ ونصیحت فرمایا کریں۔ انھوں نے فرمایا: روزانہ وعظ ونصیحت کرنے سے مجھے بس یہی چیز مانع ہے کہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ (روزانہ وعظ سے) میں تمہیں اکتا ڈالوں' میں وعظ ونصیحت میں تمہارا خیال رکھتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ اس اندیشے کی وجہ سے ہمارا خیال رکھتے تھے کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔ (متفق علیہ)

(یتخولنا) "ہمارا خیال رکھتے تھے"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (١/ ١٦٣ - فتح)، ومسلم (٢٨٢١).

غريب الحديث☆ (السامه) "اکتاہٹ وغیرہ۔"

فقه الحديث☆ ❶ وعظ ونصیحت میں خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں سامعین اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔

❷ اللہ تعالیٰ کو ایسے اعمال پسند ہیں جو مسلسل کیے جائیں خواہ وہ قلیل ہوں۔

❸ معلم اور واعظ کو چاہیے کہ تعلیم اور وعظ ونصیحت کے لیے لوگوں کے شوق و رغبت کا خیال رکھے اور اپنے درس و وعظ کو اتنا طول نہ دے کہ لوگ اکتا جائیں۔

❹ معلم اور واعظ کو اپنی علمی بصیرت کی روشنی میں وعظ ونصیحت کے لیے ایسے اوقات مقرر کرنے چاہییں جن میں زیادہ سے زیادہ لوگ زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

❺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ اتباع رسول کا بیان۔

٧٠٠۔ وَعَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَاَطِيْلُوا الصَّلَاةَ، وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((مَئِنَّةٌ)) بِمِيْمٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ هَمْزَةٍ مَكْسُوْرَةٍ، ثُمَّ نُوْنٍ مُشَدَّدَةٍ، اَيْ عَلَامَةٌ دَالَّةٌ عَلٰى فِقْهِهِ.

٧٠٠۔ حضرت ابویقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور اس کے خطبے کا مختصر ہونا اس کی فقاہت اور سمجھ داری کی علامت ہے۔ پس تم نماز لمبی کر لیا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو"۔ (مسلم)

(مئنۃ) میم پر زبر پھر ہمزہ پر زیر اور پھر نون پر شد' مطلب ہے "نشانی' علامت۔"

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٦٩).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ نماز جمعہ خطبہ جمعہ سے لمبی ہونی چاہیے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ جمعہ عام خطبوں

سے چھوٹا ہونا چاہیے اور نماز جمعہ عام نمازوں سے لمبی ہونی چاہیے۔ لیکن یاد رہے کہ اتنی بھی لمبی نہیں ہونی چاہیے کہ لوگ تکلیف محسوس کریں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو ہلکی نماز پڑھاؤ' کیونکہ نمازیوں میں ضعیف' بوڑھے اور ضرورتمند بھی ہوتے ہیں۔"

◆ خطبہ جمعہ مختصر ہونا چاہیے' اتنا لمبا نہیں کہ لوگ بیٹھے بیٹھے اکتا جائیں جیسا کہ آج کل ہوتا ہے کہ خطیب حضرات بہت لمبا خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جس وجہ سے لوگ بالکل خطبے کے آخری وقت میں پہنچتے ہیں۔

۷۰۱۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' إِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ' فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ! فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ! مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيْهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ! فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ. فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ' فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي' مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ' فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي' قَالَ: **((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ' إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ' وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ))** أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ' وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ' وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ؟ قَالَ: **((فَلَا تَأْتِهِمْ))** قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: **((ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ' فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ))**. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((اَلثُّكْلُ)) بِضَمِّ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: الْمُصِيْبَةُ وَالْفَجِيْعَةُ.

((مَا كَهَرَنِي)) أَيْ: مَا نَهَرَنِي.

۷۰۱۔ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری تو میں نے کہا: "**یرحمک اللہ**" پس نمازیوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا' تو میں نے (یہ دیکھ کر) کہا: ہائے ماں کی جدائی! تمہیں کیا ہے کہ تم میری طرف (گھور گھور کر) دیکھ رہے ہو؟ چنانچہ انھوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے شروع کر دیے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو (اگرچہ میں ان کے اس طرح گھورنے پر ناخوش تھا لیکن) میں خاموش ہو گیا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے' پس میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے آپ جیسا معلم آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد جو آپ سے بہتر تعلیم دینے والا ہو پس اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے مجھے ڈانٹا نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا' آپ نے فرمایا: "یقیناً یہ نماز (ایک ایسی چیز ہے کہ) اس میں لوگوں کے کلام میں سے کوئی بات درست نہیں' یہ تو صرف تسبیح و تکبیر اور قراءت قرآن ہے"۔ یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں دور جاہلیت کے قریب کا آدمی ہوں (یعنی نیا نیا مسلمان ہوا ہوں) اب اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ نجومیوں اور کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "تم ان کے پاس نہ جاؤ"۔ میں نے عرض کیا: اور ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "یہ ایسی چیز ہے جو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں لیکن یہ چیز انہیں کسی کام سے ہرگز نہ روکے"۔ (مسلم)

(الثکل) ثاء پر پیش' اس کا معنی ہے "مصیبت اور ناگہانی آفت"۔

(ماکھرنی) "آپ نے مجھے ڈانٹا یا جھڑکا نہیں"۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۵۳۷).

غریب الحدیث☆ (یصمتوننی) ''وہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں۔'' (یتطیرون) ''وہ بدشگونی لیتے ہیں''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں گفتگو کرنا منع ہے' نیز دوران نماز چھینک کے جواب میں ''یرحمک الله'' کہنا بھی درست نہیں۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی شفقت اور حسن خلق کا بیان اور آپ کی نرمی کہ آپ نے اس شخص سے کس طرح نرمی اور شفقت کا اظہار فرمایا کہ آپ نے اسے ڈانٹا اور جھڑکا نہیں' بلکہ اسے تحمل مزاجی کے ساتھ سمجھا دیا کہ نماز کے دوران گفتگو کرنا درست نہیں' کیونکہ اس حالت میں بندہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔

❸ دوران نماز ضرورت کے تحت یا ضرورت کے بغیر گفتگو کرنا حرام ہے' خواہ یہ نماز کی مصلحت کے تحت ہو یا کسی اور ضرورت کے تحت' کسی بھی حال میں دوران نماز گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

❹ نجومیوں اور کاہنوں کے پاس جانا' ان سے حالات دریافت کرنا اور ان کی خبروں کی تصدیق کرنا بالاجماع حرام ہے۔ جو شخص ان کاہنوں کے پاس جائے' اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص ان کی خبروں کی تصدیق کر دے تو گویا اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔

❺ بدشگونی پر بھی یقین نہیں کرنا چاہیے اور اس وجہ سے کسی کام کے کرنے سے نہیں رکنا چاہیے۔

۷۰۲۔ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ' وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَقَدْ سَبَقَ بِكَمَالِهِ فِي بَابِ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ' وَذَكَرْنَا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ قَالَ: اِنَّهُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۰۲۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا بلیغ اور موثر خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس سے دل ڈر گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے۔ پھر انھوں نے ساری حدیث بیان کی اور یہ مکمل حدیث ''**باب الأمر بالمحافظة على السنة**'' میں گزر چکی ہے اور وہاں ہم نے ذکر کیا تھا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۹۲۔ بَابُ الْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ

۹۲۔ باب: وقار اور سکینت کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ [الفرقان: ٦٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رحمان کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں''۔

شرح الآیت: رحمان کے بندوں کی صفات میں سے ہے کہ وہ سکون اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں' ان کی چال سے جبر و تکبر کا اظہار نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مریضوں کی طرح چلتے ہیں' بس اتنا ہے کہ وہ متانت اور سنجیدگی سے چلتے ہیں' ڈگ بھر کر گنواروں کی طرح نہیں چلتے۔ جیسا کہ سید ولد آدم ﷺ کی چال کے بارے میں ہے کہ آپ ایسے چلتے تھے جیسے کوئی شخص اونچی جگہ (ڈھلوان) سے نیچے اتر رہا ہو۔ رحمن کے بندوں کی دوسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ جاہلوں سے الجھتے نہیں بلکہ ان سے اعراض کرتے ہیں اور اگر وہ بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو رحمن کے بندے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے اور انہیں معاف کر دیتے ہیں۔

۷۰۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((اَللَّهَوَاتُ)) جَمْعُ لَهَاةٍ: وَهِيَ اللَّحْمَةُ الَّتِيْ فِيْ أَقْصٰى سَقْفِ الْفَمِ.

۷۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو اتنے زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کے کوے نظر آنے لگیں' آپ تو صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(اللهوات) یہ "لھاۃ" کی جمع ہے' بمعنی حلق کا کوا یعنی گوشت کا وہ ٹکڑا جو منہ کے آخری بالائی حصہ پر ہوتا ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۰۴۔ فتح)' ومسلم (۸۹۹) (۱٦).

غریب الحدیث☆ (مستجمعاً) "زور کے ساتھ ہنسنا' بھرپور قہقہہ لگانا۔"

فقه الحدیث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ صرف مسکرایا کرتے تھے۔

❷ زور کے ساتھ قہقہہ لگا کر ہنسنا صفاتِ صالحین کے خلاف ہے' اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۹۳۔ بَابُ النَّدْبِ إِلٰى إِتْيَانِ الصَّلَاةِ وَالْعِلْمِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَادَاتِ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ

۹۳۔ باب: نماز' علم اور ایسی دیگر عبادات کے لیے سکینت اور وقار کے ساتھ آنا مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ [الحج: ۳۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں' تعظیم کرے تو یہ فعل دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے"۔

۷۰۴۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُوْنَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: ((فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ)).

۷۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ' بلکہ چلتے ہوئے آؤ اور تم پر سکینت ہونی چاہیے۔ پس تم جو نماز امام کے ساتھ پالو' اسے پڑھ لو اور نماز کا جو حصہ تم سے فوت ہو جائے اسے پورا کر لو"۔ (متفق علیہ)

امام مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں: "جب تم میں سے کوئی شخص نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے"۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۱۷۔ فتح)' ومسلم (٦۰۲).

غریب الحدیث☆ (فأتموا) "پس تم پورا اور مکمل کرو"۔

فقه الحدیث☆ ❶ جب نماز کھڑی ہو جائے تو تکبیر تحریمہ میں شامل ہونے کے لیے دوڑ کر نہیں آنا چاہیے' اس طرح بھاگ دوڑ کی وجہ سے خشوع و خضوع جاتا رہتا ہے اور قراءت قرآن کی سماعت کے وقت تدبر اور غور و فکر کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

❷ بندے کو چاہیے کہ وہ سکینت اور وقار کے ساتھ نماز کے لیے آئے' اس لیے کہ جب وہ وضو کر کے نماز کے لیے آتا ہے تو وہ حکماً نماز کی حالت میں ہوتا ہے۔

- مقتدی کو چاہیے کہ وہ آتے ہی امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے' پس وہ جتنا حصہ امام کے ساتھ پا لے وہ پڑھ لے اور جو رہ جائے اسے بعد میں مکمل کر لے۔
- نماز کے لیے سکینت و وقار کے ساتھ چل کر آنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس طرح آدمی چھوٹے قدم کے ساتھ چلتا ہے اور مسجد کی طرف اٹھنے والے قدموں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے' جس سے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جائے گا اور نماز کے لیے آنے میں یہ بھی مقصود ہے۔
- جس شخص کو جماعت کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ بھی مل جائے تو وہ جماعت کی فضیلت کو پالیتا ہے۔

٧٠٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ.

((الْبِرُّ)): الطَّاعَةُ. ((وَالْإِيضَاعُ)) بِضَادٍ مُعْجَمَةٍ قَبْلَهَا يَاءٌ وَهَمْزَةٌ مَكْسُورَةٌ، وَهُوَ: الْإِسْرَاعُ.

٧٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن وہ نبی ﷺ کے ساتھ واپس لوٹ رہے تھے کہ نبی ﷺ نے اپنے پیچھے سخت ڈانٹ' مار پیٹ اور اونٹوں کا شور و غل سنا' تو آپ نے اپنے کوڑے کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''لوگو! سکینت اختیار کرو (آرام و سکون سے چلو) اس لیے کہ نیکی اور اطاعت تیز رفتاری میں نہیں''۔ (بخاری۔ امام مسلم نے بھی اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے)

(البر) ''نیکی اور اطاعت۔'' (الإيضاع) ضاد سے پہلے یاء اور ہمزہ مکسورہ ہے' اس کا معنی ہے جلدی' تیز روی۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٥٢٢۔ فتح)، ومسلم (١٢٨٢).

فقه الحديث☆ تیز روی کے ساتھ چلنے میں کوئی نیکی' خیر و بھلائی یا تقرب الٰہی نہیں بلکہ اس طرح تو ہجوم اور دھکم پیل کی صورت بن جاتی ہے جس سے مسلمانوں کو اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے۔ یہ حدیث عرفات سے واپسی کے متعلق ہے' اس وقت لوگ وہاں سے اس طرح لوٹتے ہیں جیسے کہ انہیں دھکیلا جا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شفقت کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے ہر موقع پر امت کی خیر و بھلائی کے لیے تعلیم فرمائی' آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں خیر و بھلائی اور عافیت ہے' لیکن جب امت آپ کی راہنمائی سے انحراف کرتی ہے تو نقصان اٹھاتی ہے جیسا کہ حج کے موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کو دھکیل کر خود آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بھگدڑ مچ جاتی ہے اور کئی لوگ شہید ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ۲۰۰۱ء میں بھی منیٰ کے مقام پر جمرات کو کنکریاں مارنے کے وقت ہوا اور کئی حاجی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اگر ذرا صبر کا مظاہرہ کیا جائے اور نظم و ضبط سے کام لیا جائے تو اس جانی نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔

٩٤۔ بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ

٩٤۔ باب: مہمان کی عزت و تکریم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے؟ جب وہ ان کے پاس گئے تو انھوں نے سلام کیا' (حضرت) ابراہیم نے بھی جواب میں سلام کیا اور کہا کہ یہ تو کوئی اجنبی لوگ ہیں' پھر اپنے گھر چلے اور ایک پلا ہوا بچھڑا بھون کر لائے اور ان

[الذاريات: ٢٤ـ٢٧]

اکے قریب کیا' فرمایا: تم کھاتے کیوں نہیں؟''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَجَآءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ﴾ [هود: ٧٨]

اور فرمایا: ''لوط کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور وہ اس سے پہلے بھی برائیوں کا ارتکاب کرتے تھے۔ حضرت لوط نے فرمایا: اے میری قوم! یہ میری (قوم کی) بیٹیاں تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں' پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو' کیا تم میں سے کوئی بھی سمجھدار آدمی نہیں ہے؟''

شرح الآیات:۔ امام نووی رحمہ اللہ نے باب ''مہمان کی عزت وتکریم'' کی مناسبت سے آیات بیان کی ہیں۔ پہلی آیت میں وہ قصہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت جبریل' میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام مکرم فرشتے انسانی شکل وصورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحق علیہ السلام اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ مہمان ہیں' پس وہ جلدی سے گھر گئے اور ان کی ضیافت کے لیے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور اسے ان کی خدمت میں پیش کیا۔ جب ان فرشتوں نے اسے نہ کھایا تو انھوں نے بڑے احسن انداز میں پوچھا کہ تم کیوں نہیں کھاتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان مہمانوں کو جانتے بھی نہیں' ان سے پوچھا بھی نہیں کہ کھانا کھاؤ گے بلکہ کھانے کے لیے گھر میں موجود سب سے اچھی چیز لائے' کھانا ان کے بالکل قریب اور سامنے رکھ دیا' پھر کھانے کے لیے حکم نہیں دیا کہ کھانا کھاؤ بلکہ جب دیکھا کہ وہ مہمان کھانا نہیں کھا رہے تو بڑے پیار سے پوچھتے ہیں کہ آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ یہ سارے آداب ہیں جو ایک مہمان کی ضیافت کے وقت ملحوظ رہنے چاہییں۔

دوسری آیت میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ ہے کہ جب فرشتے خوبصورت لڑکوں کی صورت میں ان کے پاس گئے' تو ان کی قوم چونکہ ایک برائی اور بے حیائی میں مبتلا تھی کہ وہ عورتوں کی بجائے لڑکوں سے اپنی شہوت پوری کرتے تھے' اس لیے ان حسین لڑکوں کو دیکھ کر وہ ان کے پاس آئے تو حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کی تکریم کی خاطر فرمایا: ''میری قوم! یہ میری (قوم کی) بیٹیاں تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں' پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو''۔ میری بیٹیوں سے مراد قوم کی بیٹیاں ہیں' کیونکہ نبی ایک معلم اور باپ کی حیثیت سے ہوتا ہے اور پھر ان کے پاس کرنا بھی جائز طریقہ ہی سے ہے یعنی شادی کے ذریعے۔

٧٠٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۰۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے اپنے مہمان کی عزت وتکریم کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۰۸) ملاحظہ فرمائیں۔

٧٠٧ـ وَعَنْ أَبِي شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

۷۰۷۔ حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت وتکریم

فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالُوا: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ. وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ أَخِيهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ؟ قَالَ: ((يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ يَقْرِيهِ بِهِ)).

کرتے ہوئے اس کا حق ادا کرے"۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ایک دن اور ایک رات (اس کا حق ہے کہ اس کی خوب خدمت و مدارات کی جائے) اور مہمان نوازی تین دن ہے، پس جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: "کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس (اتنا زیادہ بطور مہمان) قیام کرے کہ اسے گناہ گار بنا دے"۔ صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! وہ اسے کیسے گناہ گار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس کوئی چیز نہ رہے جس کے ساتھ وہ اس کی مہمان نوازی کر سکے"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٤٥ ـ فتح)، ومسلم (٤٨) (١٤)، والرواية الثانية عند مسلم (٤٨) (١٥).

غريب الحديث☆ (يؤثمه) "اسے گناہ گار کردے"

فقه الحديث☆ ❶ مہمان کی عزت و تکریم واجب ہے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: ((فَلْيُكْرِمْ)) "اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت و تکریم کرے۔"

❷ آپ نے اسے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی علامت قرار فرمایا۔

❸ تین دن سے زائد مہمان نوازی کو صدقہ قرار دیا، جس سے یہ ثابت ہوا کہ پہلے تین دن مہمان نوازی ہے اور وہ واجب ہے۔

❹ مہمان کو منع کیا گیا کہ وہ میزبان کے پاس زیادہ لمبا قیام کر کے اسے گناہ میں مبتلا نہ کرے کہ اس کے پاس اپنے مہمان کی خدمت کے لیے کچھ بھی نہ ہو۔

❺ مہمان کو چاہیے کہ میزبان کے لیے مشکلات پیدا نہ کرے۔

❻ صدقے کے اموال کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے، یہ تو مال کی میل ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تین دن سے زیادہ کہیں بطور مہمان نہیں رہنا چاہیے۔

٩٥۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْشِيرِ وَالتَّهْنِئَةِ بِالْخَيْرِ

٩٥۔ باب: نیک کاموں پر خوش خبری دینا اور مبارک باد کہنا مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ [الزمر: ١٧-١٨].

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ﴾ [التوبة:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پس میرے ان بندوں کو خوش خبری دے دیں جو بات کو سنتے ہیں، پھر اس میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں"۔

اور فرمایا: "ان کو ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت، رضامندی اور ایسے باغات کی جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں"۔

۲۱] وقال تعالٰی: ﴿وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ [فصلت: ۳۰]. وقال تعالٰی: ﴿فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ﴾ [الصافات: ۱۰۱]. وقال تعالٰی: ﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى﴾ [هود: ٦٩]. وقال تعالٰی: ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحَاقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحَاقَ يَعْقُوْبَ﴾ [هود: ۷۱] وقال تعالٰی: ﴿فَنَادَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى﴾ [آل عمران: ۳۹]. وقال تعالٰی: ﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ﴾ [آل عمران: ٤٥]الآية. وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا، وَهِيَ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ، مِنْهَا:

نیز فرمایا: ''اور تم کو خوشخبری ہو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔

اور فرمایا: ''پس ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو بردبار بچے کی خوشخبری دی''۔

نیز فرمایا: ''اور البتہ تحقیق ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر آئے''۔

اور فرمایا: ''اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی، پس وہ ہنسی اور ہم نے اسے اسحاق اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی''۔

نیز فرمایا: ''پس زکریا کو فرشتوں نے پکارا جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں یحیٰی کی خوشخبری دیتا ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ تعالیٰ تجھے اپنے کلمے (عیسیٰ) کی خوشخبری دیتا ہے، اس کا نام مسیح ہے''۔

اور اس باب میں متعدد آیات ہیں جو مشہور ہیں۔ احادیث بھی بکثرت ہیں اور صحیح میں مشہور ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۷۰۸۔ عَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ، وَيُقَالُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ، وَيُقَالُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

((اَلْقَصَبُ)) هُنَا: اللُّؤْلُؤُ الْمُجَوَّفُ. ((وَالصَّخَبُ)): الصِّيَاحُ وَ اللَّغَطُ. ((وَالنَّصَبُ)): التَّعَبُ.

۷۰۸۔ حضرت ابو ابراہیم، ابو محمد اور ابو معاویہ بھی کہا جاتا ہے، عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دی، جس میں شور ہوگا نہ تھکان۔ (متفق علیہ)

(القصب) ''درمیان سے خالی موتی''۔ (الصخب) ''شوروغوغا''۔ (النصب) ''تکان، تھکاوٹ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱۳۳۔ فتح)، ومسلم (۲۴۳۳).

فقه الحديث☆ ❶ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی فضیلت۔ وہ سابقین اولین میں سے ہیں، انھوں نے ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد اور اعانت فرمائی۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے دل میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اہمیت اور فضیلت کا بیان۔

❸ جن سعادت مندوں کو جنت کی خوشخبری دی گئی وہ صرف دس (عشرہ مبشرہ) ہی نہیں بلکہ عشرہ مبشرہ سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جن کا ذکر ایک ساتھ ایک ہی حدیث میں ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے آخرت کے حسن انجام سے مطلع فرمادیتا ہے۔

۷۰۹۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّهُ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهِ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِيْ هٰذَا، فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوْا: وَجَّهَ هٰهُنَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ عَلٰى اَثَرِهِ اَسْاَلُ عَنْهُ، حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ وَتَوَضَّاَ، فَقُمْتُ اِلَيْهِ، فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ، وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: اَبُوْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ، فَقَالَ: **((اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))** فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ: اُدْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِيْ، فَقُلْتُ: اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ۔ يُرِيْدُ اَخَاهُ۔ خَيْرًا يَّاْتِ بِهِ، فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ يَسْتَاْذِنُ؟ فَقَالَ: **((اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))** فَجِئْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: اَذِنَ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ،

۷۰۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر باہر نکل گئے اور کہا کہ میں آج رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہوں گا اور آج کا یہ دن آپ کے ساتھ ہی گزاروں گا۔ پس وہ مسجد میں آئے اور نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو صحابہ نے بتایا کہ آپ نے اس طرف کا رخ فرمایا ہے۔ وہ (حضرت ابو موسیٰ) بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے نقشِ پا پر آپ کے بارے میں پوچھتا ہوا باہر نکل کھڑا ہوا حتیٰ کہ آپ بئر اریس پر پہنچ گئے۔ پس میں دروازے پر بیٹھ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے اور وضو فرمالیا تو میں آپ کی طرف گیا تو دیکھا کہ آپ بئر اریس کی منڈیر پر بیٹھے ہیں اور پنڈلیوں کو ننگا کر کے کنویں میں لٹکایا ہوا ہے۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر دروازے پر بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ میں آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پس اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو میں نے کہا: کون ہے؟ انھوں نے بتایا: ابوبکر ہوں، میں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ پھر میں (باغ کے اندر) گیا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو''۔ پس میں واپس آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اندر تشریف لے جائیں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے حتیٰ کہ نبی ﷺ کے ساتھ آپ کی دائیں جانب منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا ہوا تھا اور انھوں نے بھی دونوں پنڈلیاں ننگی کر لیں۔ پھر میں واپس دروازے پر آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو (گھر میں) وضو کرتے ہوئے چھوڑا تھا کہ وہ مجھ سے آ کر مل جائے گا، میں نے (دل میں) کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں یعنی میرے بھائی کے ساتھ بھلائی چاہے گا تو اسے یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں کوئی شخص آیا اور دروازہ ہلانے لگا، میں نے پوچھا: کون ہو؟ اس شخص نے کہا: عمر

وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا۔ يَعْنِي اَخَاهُ۔ يَأْتِ بِهٖ، فَجَآءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((**اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهُ**)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ: اُدْخُلْ وَيُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ. قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ الْبَابِ. وَفِيْهَا: اَنَّ عُثْمَانَ حِيْنَ بَشَّرَهٗ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

قَوْلُهٗ: ((**وَجَّهَ**)) بِفَتْحِ الْوَاوِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ، اَيْ: تَوَجَّهَ. وَقَوْلُهٗ: ((**بِئْرِ اَرِيْسٍ**)): هُوَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الرَّاءِ، وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ سَاكِنَةٌ، ثُمَّ سِيْنٌ مُهْمَلَةٌ، وَهُوَ مَصْرُوْفٌ، وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ صَرْفَهٗ. ((**وَالْقُفُّ**)) بِضَمِّ الْقَافِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ: هُوَ الْمَبْنِيُّ حَوْلَ الْبِئْرِ. قَوْلُهٗ: ((**عَلٰى رِسْلِكَ**)) بِكَسْرِ الرَّاءِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَقِيْلَ بِفَتْحِهَا، اَيْ: اُرْفُقْ.

بن خطاب۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریں، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کو سلام کیا۔ اور میں نے کہا: عمر آئے ہیں اور اجازت طلب کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی دے دو''۔ پس میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی ہے اور آپ کو جنت کی خوشخبری بھی دی ہے۔ پس وہ بھی اندر تشریف لے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی بائیں طرف منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ پھر میں واپس آ گیا اور بیٹھ گیا اور میں نے (دل میں) کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ فلاں شخص یعنی میرے بھائی کے ساتھ بھلائی چاہے گا تو اسے یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا: تم کون ہے؟ اس شخص نے کہا: عثمان بن عفان، میں نے کہا: ذرا ٹھہریں! میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو ان کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو'' اور ساتھ ایک حادثے کی بھی خبر دے دو جو انہیں پیش آئے گا۔'' پس میں آیا، اور کہا اندر تشریف لے جائیں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور ساتھ ایک حادثے کی بھی جو آپ کو پیش آئے گا۔ جب وہ اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ منڈیر تو پُر ہو چکی ہے، پس وہ منڈیر کی دوسری جانب ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل کی ہے (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دروازے کی حفاظت و نگرانی پر مامور فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بشارت دی گئی تو انھوں نے اللہ کی حمد بیان کی اور کہا: اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی ہے کہ اس سے مدد طلب کی جائے۔

(وجہ) واؤ پر زبر، جیم پر شد ''رخ کیا''۔ (بئر اریس) اریس کے ہمزے پر زبر، راء کے نیچے زیر، یاء ساکن اور پھر سین، یہ منصرف ہے اور بعض کے نزدیک غیر منصرف (قبا کے نزدیک ایک باغ)۔

(القف) قاف پر پیش اور فاء پر شد ''کنویں کے ارد گرد منڈیر۔'' **(علی رسلك)** راء کے نیچے زیر' یہی زیادہ مشہور ہے' بعض نے کہا کہ راء پر زبر' اس کا معنی ہے ''ذرا ٹھہریں۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۲۱ ـ ۲۲)' ومسلم (۲٤۰۳) (۲۹)'والرواية الثانية عند البخاري (۷/ ٤۳ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (بئر أريس) قبا کے قریب مدینہ میں ایک باغ ہے اور اس میں ایک کنواں ہے جس میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ان سے نبی ﷺ کی انگوٹھی گر گئی تھی' جو انہوں نے انگلی میں پہنی ہوئی تھی۔

فقه الحديث☆❶ رسول اللہؐ نے کبھی کسی شخص کو مستقل دربان مقرر نہیں کیا تھا' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تو قضائے حاجت کے وقت دروازے پر کھڑا کیا تھا لیکن ابوموسی رضی اللہ عنہ اپنے طور پر دروازے پر کھڑے رہے۔

❷ اس حدیث میں اجازت طلب کرنے کے آداب بیان کیے گئے ہیں:۔
① کسی جگہ داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے۔
② اجازت بھی اچھے طریقے سے طلب کرنی چاہیے۔
③ اجازت طلب کرتے وقت نام بتانا چاہیے۔
④ اور جب تک اجازت نہ مل جائے اندر داخل نہیں ہونا چاہیے۔

❸ اگر کسی شخص کو کسی کام پر مامور کیا جائے تو وہ اپنی مرضی سے اس میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتا۔

❹ حضرت ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے فضائل کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی۔

❺ خبرِ واحد بذاتِ خود عقیدے اور احکام شریعت میں حجت ہے۔

❻ یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والے حادثے کے بارے میں بتایا تو وہ ان کی خلافت کے آخر میں پیش آیا' جب عبداللہ بن سبا یہودی کے مکروہ اور بے بنیاد پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر فسادی گروہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا اور چالیس روز تک محاصرے کے بعد انہیں شہید کر دیا گیا۔

❼ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم جس ترتیب سے باغ میں تشریف لائے اسی ترتیب سے خلیفہ مقرر ہوئے۔ اللہ اعلم!

❽ نیک کاموں پر خوشخبری دینا مستحب ہے۔

۷۱۰۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا، وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَحَتّٰى اَتَيْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِيْ النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا؟ فَلَمْ اَجِدْ، فَاِذَا

۷۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اچانک ہمارے درمیان سے اٹھ کر چلے گئے اور ہمارے پاس واپس تشریف لانے میں تاخیر فرما دی' پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ کو قتل نہ کر دیا گیا ہو۔ پس ہم گھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کھڑے ہوئے اور میں سب سے پہلا تھا جسے یہ گھبراہٹ لاحق ہوئی۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش

رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ۔ وَالرَّبِيعُ: الْجَدْوَلُ الصَّغِيرُ۔ فَاحْتَفَزْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((**أَبُو هُرَيْرَةَ؟**)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((**مَا شَأْنُكَ؟**)) قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي. فَقَالَ: ((**يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!**)) وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ: ((**اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ**)). وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((**الرَّبِيعُ**)): النَّهْرُ الصَّغِيرُ، وَهُوَ الْجَدْوَلُ۔ بِفَتْحِ الْجِيمِ۔ كَمَا فَسَّرَهُ فِي الْحَدِيثِ. وَقَوْلُهُ: ((**احْتَفَزْتُ**)) رُوِيَ بِالرَّاءِ وَبِالزَّايِ، وَمَعْنَاهُ بِالزَّايِ: تَضَامَمْتُ وَتَصَاغَرْتُ حَتّٰى أَمْكَنَنِي الدُّخُولُ.

میں نکلا حتی کہ میں انصار کے قبیلے بنونجار کے باغ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اس باغ کی چار دیواری کا چکر لگایا کہ کہیں کوئی دروازہ پاؤں لیکن مجھے کوئی دروازہ نہ ملا' تاہم اچانک ایک چھوٹا سا نالہ نظر آیا جو باغ کے باہر ایک کنویں سے باغ کی طرف جاتا تھا۔ ''ربیع'' چھوٹے نالے کو کہتے ہیں۔ پس میں اس میں سمٹ کر داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا ابو ہریرہ؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' میں نے کہا: آپ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ اچانک اٹھے اور ہمارے پاس واپس آنے میں تاخیر فرمادی' ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کو ہماری عدم موجودگی میں قتل نہ کر دیا گیا ہو۔ پس ہم گھبرا گئے اور مجھے سب سے پہلے یہ گھبراہٹ لاحق ہوئی۔ میں اس باغ کے پاس آیا اور (اندر آنے کے لیے) اس طرح سمٹ سکڑ گیا جس طرح لومڑی سمٹتی سکڑتی ہے (اور میں اس نالے کے ذریعے سے آپ تک پہنچا ہوں) اور باقی لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ!'' اور آپ نے اپنے دونوں جوتے مجھے دیے اور فرمایا: ''یہ میرے دونوں جوتے لے جاؤ' تمہیں اس باغ کے باہر جو بھی ملے' جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس پر اس کا دل پوری طرح مطمئن ہو تو اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔'' اور پھر لمبی حدیث بیان کی۔ (مسلم)

(ربیع) چھوٹی نہر۔ اور یہ نالہ ہے جس طرح کہ اس کی تفسیر حدیث میں ہے۔ (احتفزت) یہ راء کے ساتھ ''احتفرت'' اور زاء سے دونوں طرح مروی ہے اور زاء کے ساتھ اس کا معنی ہے کہ میں نے سمٹ سمٹا کر اپنے وجود کو اتنا چھوٹا کر لیا کہ میرے لیے اندر داخل ہونا ممکن ہو گیا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣١).

غريب الحديث☆ (بين أظهرنا) ''ہمارے درمیان سے۔'' (يقتطع دوننا) ''آپ کو ہماری عدم موجودگی میں قتل نہ کر دیا گیا ہو۔'' (الفزع) '' گھبراہٹ''

فقہ الحدیث ☆❶ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے بارے میں کس قدر فکر مند رہتے تھے اور کس طرح آپ کی حفاظت کا خیال رکھتے تھے۔

◆ اگر کوئی بڑا یا سربراہ کہیں وقتی طور پر گم ہو جائے تو اس کے بارے میں پریشان ہونا اور اس کو فوراً تلاش کرنا چاہیے۔

◆ اہل توحید انبیاء علیہم السلام کے ساتھی ہوتے ہیں اور وہ بشارت کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔

◆ اگر دل کی گہرائی اور خلوص نیت سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا جائے تو یہ وجوب جنت اور دخول جنت کا باعث ہے۔

۷۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ شُمَاسَةَ قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو ابْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكٰى طَوِيْلًا، وَحَوَّلَ وَجْهَهُ اِلَى الْجِدَارِ، فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُوْلُ: يَا اَبَتَاهُ! اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَذَا؟ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ عَلٰى اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ: لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّيْ، وَلَا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: اُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْاُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ فَقَبَضْتُ يَدِيْ، فَقَالَ: **((مَا لَكَ يَا عَمْرُو!))** قُلْتُ: اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ: **((تَشْتَرِطُ مَاذَا؟))** قُلْتُ: اَنْ يُّغْفَرَ لِيْ، قَالَ: **((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟))** وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنِيْ مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنِيْ مِنْهُ اِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهُ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنِيْ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِيْنَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِيْ مَا حَالِيْ فِيْهَا؟ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ، فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ، فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا

۷۱۱۔ حضرت ابن شماسہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' جب کہ وہ قریب الموت تھے۔ وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اپنے چہرے کو دیوار کی طرف کر لیا۔ تو ان کا بیٹا کہنے لگا: ابا جی! کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں خوشخبری نہیں دی؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی؟ پس انھوں نے اپنے چہرے کو اس طرف پھیرا اور فرمایا: یقیناً ہم جو سب سے افضل تیاری کرتے ہیں وہ یہ گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (میرے رونے کا سبب سنو!) مجھ پر تین قسم کے دور آئے ہیں: (۱) میں نے یہ دور بھی دیکھا کہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے بغض کسی کو نہ تھا اور مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی کہ اگر میں آپ پر قابو پا لوں تو آپ کو قتل کر دوں۔ اگر میں اس حالت میں فوت ہو جاتا تو میں یقیناً جہنمیوں میں سے ہوتا۔ (۲) پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں جگہ دے دی تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: آپ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے عمرو! تمہیں کیا ہوا؟'' میں نے کہا: میں نے چاہا کہ آپ سے کوئی شرط طے کر لوں۔ آپ نے فرمایا: ''تمہاری کیا شرط ہے؟'' میں نے عرض کیا: یہ کہ مجھے بخش دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام پہلے کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور ہجرت اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟'' (میں نے اسلام قبول کر لیا) اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں تھا اور میری نظروں میں آپ سے بڑھ کر کسی کی عزت و جلالت نہ تھی۔ میں آپ کے اجلال کی وجہ سے نظر بھر کر آپ کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا' اگر مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا

تُنحَرُ جَزُورٌ، وَيُقسَمُ لَحمُهَا، حَتَّى أَستَأنِسَ بِكُم، وَأَنظُرَ مَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي. رَوَاهُ مُسلِمٌ.

قَولُهُ: ((شُنُّوا)) رُوِيَ بِالشِّينِ المُعجَمَةِ وَبِالمُهمَلَةِ، أَي: صُبُّوهُ قَلِيلًا قَلِيلًا، وَاللّٰهُ سُبحَانَهُ أَعلَمُ.

جائے تو میں آپ کے حلیہ مبارک کو بیان نہیں کرسکتا' اس لیے کہ میں نے کبھی نظر بھر کر آپ کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر میں اس حالت پر فوت ہوجاتا تو مجھے امید تھی کہ میں جنتیوں میں سے ہوتا۔ (۳) تیسری حالت یہ ہے کہ ہم کئی چیزوں کے ذمہ دار بنادیے گئے' (یعنی ہم کئی عہدوں پر فائز رہے) میں نہیں جانتا کہ اس بارے میں میرا کیا حال ہے؟ پس جب میں فوت ہوجاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی ہو نہ کوئی آگ۔ اور جب تم مجھے دفنا چکو تو مجھ پر تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالنا' پھر میری قبر کے اردگرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کردیا جاتا ہے حتیٰ کہ میں تم سے مانوس رہوں اور میں دیکھوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں؟ (مسلم)

(شنوا) یہ شین اور سین دونوں طرح مروی ہے' یعنی تھوڑی تھوڑی کر کے مٹی ڈالو۔ اللہ سبحانہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۲۱).

غريب الحديث☆ (سياقة الموت) "قریب الموت کے وقت" (اطباق ثلاث) "تین دور' تین حالات۔" (فشنوا) "پس آہستہ آہستہ ڈالو"۔

فقه الحديث☆ ❶ اسلام' ہجرت اور حج کی فضیلت کہ اس سے ماقبل کے گناہ معاف اور ختم ہوجاتے ہیں۔

❷ موت کے وقت گناہ کے خوف اور اللہ کی رحمت کی امید سے رونا جائز ہے۔

❸ قریب الموت شخص کو اس کے اچھے اعمال یاد دلانا تاکہ وہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان اور اچھی امید رکھے اور پھر اس حالت میں اس کی موت واقع ہو۔

❹ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی بہت زیادہ عزت و توقیر کرتے تھے اور آپ کے اجلال کی یہ حالت تھی کہ وہ نظر بھر کر آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے تھے۔

❺ رسول اللہ ﷺ نے جنازے کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت اور آگ لے جانے کی ممانعت کی۔

❻ قبر پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا مستحب ہے اور قبر کے اوپر بیٹھنا منع ہے۔

❼ قبر میں امتحان ہوگا اور فرشتے سوال کریں گے۔

❽ میت کو قبر میں دفنانے کے بعد تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہنا چاہیے اور میت کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرنی چاہیے' کیونکہ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میت کے لیے کلمہ توحید پر ثابت قدمی کی دعا کرو' اس لیے کہ اب اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔"

۹۶۔ بَابُ وَدَاعِ الصَّاحِبِ وَوَصِيَّتِهِ

۹۶۔ باب: کسی دوست کو الوداع کہنا اور سفر وغیرہ کی

عِنْدَ فِرَاقِهِ لِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ وَالدُّعَاءِ لَهُ وَطَلَبِ الدُّعَاءِ مِنْهُ

جدائی کے وقت اسے وصیت کرنا اور اس کے حق میں دعا کرنا اور اپنے لیے اس سے دعا کی درخواست کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يَا بُنَيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ [البقرة: ۱۳۲-۱۳۳].

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اس (بات) کی وصیت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو کی اور یعقوب (علیہ السلام) نے بھی اے بیٹو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند کر لیا ہے، پس جب تمہیں موت آئے تو اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب (علیہ السلام) کو موت آئی اور جب انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ہم تیرے اور تیرے باپ دادا ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے، جو ایک ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔'' اس باب سے متعلقہ احادیث درج ذیل ہیں:

۷۱۲۔ فَمِنْهَا حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ الَّذِيْ سَبَقَ فِيْ بَابِ اِكْرَامِ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا خَطِيْبًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ، اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: اَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ)) فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((وَاَهْلُ بَيْتِيْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهِ.

۷۱۲۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے تو ان میں سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ''باب اکرام اہل بیت رسول اللہ ﷺ'' میں بھی گزر چکی ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، وعظ و نصیحت فرمائی، پھر فرمایا: ''حمد و ثنا کے بعد! سنو! اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا پیغام لانے والا میرے پاس آئے اور میں اس کا پیغام قبول کر لوں۔ (وہ فرستادہ موت کا فرشتہ ہے جس کے پیغام کو رد کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں) میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم اللہ کی کتاب کو حاصل کرو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔'' پس آپ نے اللہ کی کتاب پر ابھارا اور اس کے بارے میں ترغیب دی پھر فرمایا: ''اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں (ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا)۔'' (مسلم)

یہ روایت اس سے پہلے مکمل گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۴۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۷۱۳۔ وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا، فَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا مِنْ أَهْلِنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

زَادَ الْبُخَارِيُّ فِي رِوَايَةٍ لَهُ: ((وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)).

قَوْلُهُ: ((رَحِيمًا رَفِيقًا)) رُوِيَ بِفَاءٍ وَقَافٍ وَرُوِيَ بِقَافَيْنِ.

۷۱۳۔ حضرت ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب ہم عمر نوجوان تھے۔ ہم نے آپ کے ہاں بیس راتیں قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ بڑے مہربان اور نرم دل تھے' آپ کو اندازہ ہو گیا کہ ہم اپنے اہل خانہ سے ملاقات کے مشتاق ہو گئے ہیں' تو آپ نے ہم سے پیچھے چھوڑے ہوئے اہلِ خانہ کے بارے میں دریافت فرمایا' ہم نے آپ کو ان کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور وہیں رہو' انہیں تعلیم دو اور انہیں (نیکی کا) حکم دو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ پس جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہے وہ تمہیں نماز پڑھائے''۔ (متفق علیہ)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: ''اور اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے''۔

(رحیمًا رفیقًا) ''رفیقاً'' فاء اور قاف کے ساتھ اور یہ دو قاف کے ساتھ ''رقیقًا'' بھی پڑھا گیا ہے' دونوں کے معنی ہے ''نرم دل''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۱۰۔ فتح)' ومسلم (٦٧٤)' والزيادة عند البخاري (۲/ ۱۱۱۔ فتح).

غریب الحدیث ☆ (شببة) یہ ''شاب'' کی جمع ہے بمعنی ''نوجوان''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ نوجوان آدمی حصول علم اور اس کے لیے سفر کرنے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ پس علم حاصل کرنے کے لیے اگر گھر چھوڑنا پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ اس کے لیے اہل وعیال اور دوست احباب کی جدائی اختیار کرنی پڑے تو اس صدمے کو بھی برداشت کرنا چاہیے' کیونکہ علم حاصل کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔

❷ معلم اور استاد کو چاہیے کہ وہ طلبا کی ضروریات کا خیال رکھے' جب وہ گھر جانا چاہیں تو مناسب وقت اور مناسب وقفے سے انہیں رخصت بھی دینی چاہیے۔

❸ جب طالب علم' حصول علم کے بعد اپنے وطن' گھر یا شہر میں واپس جائے تو وہ اپنے سے کم پڑھے ہوئے لوگوں کی تعلیم کا انتظام کرے اور انہیں پڑھائے۔

❹ فرض نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور وہ تعلیم کے ذریعے ہی معلوم ہوتے ہیں۔

❺ امامت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو کتاب اللہ کا علم سب سے زیادہ رکھتا ہو' دوسرے نمبر پر وہ شخص ہے جو سنت رسول اللہ ﷺ کو بہتر طور پر جانتا ہو' اگر اس میں سب برابر ہوں تو پھر امامت کا حقدار وہ شخص ہے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

❻ نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرے جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔''

❼ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ اور اپنی امت کے بارے میں کس قدر شفیق اور مہربان تھے۔

❽ ہر جگہ اذان اور باجماعت نماز کا اہتمام کیا جائے۔

٧١٤۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ، وَقَالَ: ((لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ! مِنْ دُعَائِكَ)). فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: ((أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

714۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: ''اے میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ نے یہ ایسا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس کلمے کے بدلے میں مجھے پوری دنیا بھی مل جائے تو مجھے کوئی خوشی نہ ہو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میرے پیارے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں بھی شریک رکھنا''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (378) ملاحظہ فرمائیں۔

٧١٥۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا: ادْنُ مِنِّي حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا، فَيَقُوْلُ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ، وَأَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

715۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شخص سے فرماتے جو کسی سفر کا ارادہ کرتا کہ میرے قریب ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح الوداع کہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع کہا کرتے تھے، آپ فرماتے تھے: ''میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے آخری اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح بشواهده: أخرجه الترمذي (٣٤٤٢)۔

یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے لیکن اس کے کئی ایک شواہد ہیں جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے، جیسے ''عمل الیوم واللیلۃ للنسائی'' (523)، ترمذی (٢٥٠٦)، مسند احمد (2/7) اور ابن حبان (٢٣٧٦۔ موارد) وغیرہ۔ (واللہ اعلم!)

غریب الحدیث☆ (أستودع الله دينك) میں تیرے دین کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ اس کی حفاظت فرمائے۔

فقه الحدیث☆❶ مسافر کو الوداع کہنا مستحب ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

❷ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر امر میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔

❸ مسلمان کو ہر حال میں اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں دعا کرنی چاہیے، اس کی غیر موجودگی میں بھی اور موجودگی میں بھی۔

❹ انسان کی زندگی کا بہترین سرمایہ اس کا دین ہے اور جس چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے وہ بھی دین ہے، اسی لیے کسی کو الوداع کہتے ہوئے اس کے دین کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیا جاتا ہے۔

◈ جس طرح کوئی مسلمان اپنے لیے خاتمہ بالخیر کی تمنا اور آرزو کرتا ہے' ویسے ہی اسے دوسروں کے خاتمہ بالخیر اور خاتمہ بالایمان کی تمنا اور آرزو کرنی چاہیے۔
◈ توفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' اس لیے اسے اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرنا چاہیے۔

٧١٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُوَدِّعَ الْجَيْشَ قَالَ: ((**اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ**)). حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۷۱۶۔ حضرت عبداللہ بن یزید خطمی صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کہنے کا ارادہ فرماتے تو (یہ دعا) فرماتے۔ ''میں تمہارے دین' تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں''۔ (ابوداؤد وغیرہ۔ یہ حدیث اور اس کی سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه أبو داود (٢٦٠١)' والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٥٠٧)' ومن طريقه ابن السني في ((عمل اليوم والليلة)) (٥٠٦)' والحاكم (٢/ ٩٧)۔

فقه الحديث☆ اس حدیث میں بھی سابقہ بحث ہی ہے کہ کسی شخص کو یا کسی لشکر اور قافلے کو رخصت کرتے وقت اس دعا سے الوداع کہنا چاہیے۔ ان میں صرف مفرد اور جمع کے صیغے کا فرق ہے۔

٧١٧۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ اُرِيْدُ سَفَرًا' فَزَوِّدْنِيْ' فَقَالَ: ((**زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى**)) قَالَ: زِدْنِيْ' قَالَ: ((**وَغَفَرَ ذَنْبَكَ**))' قَالَ: زِدْنِيْ' قَالَ: ((**وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ**)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۷۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں' پس آپ مجھے زاد راہ عنایت فرمائیں (یعنی میرے لیے دعا فرمائیں) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں تقوے کا توشہ عطا فرمائے!'' اس شخص نے کہا: میرے لیے مزید دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ تیرے گناہ معاف فرما دے''۔ اس شخص نے پھر کہا کہ مجھے کچھ اور عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم جہاں کہیں بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کو آسان کر دے۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن : أخرجه الترمذي (٣٤٤٤)' والحاكم (٢/ ٩٧)۔
امام ترمذی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اور میرے نزدیک بھی یہ حسن غریب ہی ہے۔ (واللہ اعلم!)

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیتے' آپ سے اجازت طلب کرتے اور آپ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔
◈ سب سے بہترین وصیت جو ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کرسکتا ہے' وہ تقویٰ کی وصیت ہے' اس لیے کہ یہ روح کا توشہ ہے اور اسی کے ذریعے انسان اعلیٰ مقام حاصل کرسکتا ہے۔
◈ نیک اور صالح لوگوں سے دعا کرانا اور دعا میں استکثار (بار بار دعا کرواتا) مستحب ہے۔

❹ مسافر کے لیے بہترین توشہ اس کے لیے دعائے خیر ہے۔

۹۷۔ بَابُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْمُشَاوَرَةِ

۹۷۔ باب: استخارہ اور باہم مشورہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾ [آل عمران: ۱۵۹] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى: ۳۸]. اَيْ: يَتَشَاوَرُوْنَ بَيْنَهُمْ فِيْهِ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ اہم معاملہ میں ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے مشورہ کریں''۔

اور فرمایا: ''ان کا کام باہم مشورے سے ہوتا ہے''۔ یعنی وہ (کوئی کام کرنے سے پہلے) ایک دوسرے سے اس کے بارے میں مشورہ کرتے ہیں۔

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا کہ آپ اہم امور میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرلیا کریں' اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ اس طرح وہ بھی خوش دلی سے اس کام کی انجام دہی کے لیے آپ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ جیسا کہ غزوۂ بدر' خندق اور صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدح بیان فرمائی کہ وہ ہر کام باہم مشورے سے کرتے تھے۔

۷۱۸۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ: ((اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ اَمْرِي)) اَوْ قَالَ: ((عَاجِلِ اَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ اَمْرِي)) اَوْ قَالَ: ((عَاجِلِ اَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِي بِهِ)) قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں ہمیں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا پڑھے ''اے اللہ! میں یقیناً تیرے علم کے ذریعے سے تجھ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں' تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں' تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔ پس تو قدرت و اختیار کا مالک ہے اور میں کسی قدرت و اختیار کا مالک نہیں ہوں' تو سب کچھ جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں میرے دین' میری معاش اور میرے انجام کے اعتبار سے'' یا آپ نے فرمایا: ''میرے کام کے جلد یا بدیر ہونے کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کو میرے مقدر میں فرما دے اور اس کام کو میرے لیے آسان کر دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین' میری معاش اور میرے انجام کے اعتبار سے'' یا فرمایا: ''میرے کام کے جلد یا بدیر ہونے کے لحاظ سے میرے لیے برا ہے تو اسے مجھ سے دور

فرما دے اور مجھے اس سے دور فرما دے اور میرے لیے خیر و بھلائی مقدر فرما دے وہ جہاں بھی ہے اور پھر مجھے اس پر راضی فرما دے''۔ آپ نے فرمایا: اپنی حاجت کا نام بھی لے۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۴۸۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (الاستخارة) دو امور میں سے کسی بہتر امر کے اختیار کرنے کی دعا کرنا۔

فقه الحدیث☆ ❶ استخارہ کسی امر واجب یا امر مستحب کے بارے میں نہیں ہوگا' اس لیے کہ ان کی اصل تو ان کا کرنا ہی ہے' جیسا کہ ترک حرام یا ترک مکروہ کے بارے میں بھی استخارے نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ ان کی اصل بھی انہیں ترک کرنا ہی ہے۔ استخارے کی ضرورت امر مباح کے بارے میں ہوتی ہے۔ پس مباح ہر مباح امر میں استخارہ کرنا چاہیے۔ خواہ وہ امر چھوٹا ہو یا بڑا۔

❷ نبی ﷺ اتنی تاکید کے ساتھ صحابہ کرام کو اس کی تعلیم دیتے تھے کہ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ جس طرح آپ ہمیں قرآنی سورتیں سکھاتے تھے ویسے ہی اس کی تعلیم دیتے تھے۔

❸ استخارے کے لیے فرض نماز کے علاوہ دو رکعتیں پڑھنی چاہییں پھر اس کے بعد دعا کرنی چاہیے۔

❹ بندے کو چاہیے کہ وہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے' اس لیے کہ تمام امور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

❺ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد اس استخارہ کرنے والے شخص کو خواب کے ذریعے صحیح بات بتادی جاتی ہے کہ یہ کام کرلو اور یہ نہ کرو۔ بعض لوگوں نے تو استخارہ کرنے کے سپیشلسٹ مقرر کیے ہوئے ہیں' ان کے پاس جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمارے لیے استخارہ کر دیں اور وہ بھی کہتے ہیں کہ کل آنا میں بتادوں گا' یہ سب فراڈ ہے۔ دین اسلام میں اس کی کوئی اہمیت اور حیثیت نہیں۔ استخارے کا سادہ سا طریقہ یہ ہے کہ آدمی نماز کے مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے' خواہ لکھی ہوئی دیکھ کر پڑھ لے اور پھر جس کام پر اطمینان ہو اس کام کو کرلے' اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے گا' خواب وغیرہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۹۸۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الذَّهَابِ إِلَى الْعِيْدِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالْحَجِّ وَالْغَزْوِ وَالْجَنَازَةِ وَنَحْوِهَا مِنْ طَرِيْقٍ، وَالرُّجُوْعِ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ، لِتَكْثِيْرِ مَوَاضِعِ الْعِبَادَةِ

۹۸۔ باب عید' مریض کی عیادت' حج' جہاد' جنازہ اور اس طرح کے دیگر اچھے کاموں کے لیے آتے جاتے وقت راستہ بدل لینا مستحب ہے' تاکہ عبادت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

۷۱۹۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو نبی ﷺ (عید گاہ آتے اور جاتے وقت) راستہ بدل لیتے تھے۔ (بخاری)

قَوْلُهُ: ((خَالَفَ الطَّرِيْقَ)) يَعْنِي: ذَهَبَ فِي طَرِيْقٍ،

(خالف الطریق) یعنی ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے

وَرَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ.

سے واپس آتے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤٧٢ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ◆ عید والے دن عیدگاہ جاتے اور واپس آتے وقت راستہ بدل لینا' امام اور مقتدی دونوں کے لیے مستحب ہے۔

◆ راستے بھی قیامت والے دن اپنے چلنے والے کے بارے میں گواہی دیں گے۔

◆ راستہ بدلنے کی بہت سی توجیہات بیان کی گئی ہیں لیکن اس کی اصل علت اللہ کو معلوم ہے' ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہیے۔

۷۲۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ، وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ فِي الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ''شجرہ'' کے راستے سے باہر نکلتے اور ''معرس'' کے راستے سے داخل ہوتے تھے اور جب مکے میں داخل ہوتے تو ''ثنیہ علیا'' سے داخل ہوتے اور ''ثنیہ سفلی'' کی طرف سے باہر نکلتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٩١ ـ فتح)، ومسلم (١٢٥٧).

غريب الحديث☆ (طريق الشجرة) مکہ سے مدینہ جاتے وقت راستے میں ایک معروف جگہ ہے' جب رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ کے لیے جاتے تو اس راستے کو اختیار کرتے۔ (المعرس) یہ بھی ایک معروف جگہ ہے' لیکن یہ شجرہ سے زیادہ قریب ہے اور بعض مسجد ذوالحلیفہ کو معرس کہتے ہیں۔ (الثنية) ثنیہ دو پہاڑوں کے درمیان تنگ وادی اور راستے کو کہتے ہیں' ثنیہ علیا حجون کے قریب ہے اور سفلی شبیکہ کے قریب ہے۔

فقه الحديث☆ حج کے موقع پر بھی آتے جاتے وقت راستہ بدلنا چاہیے' رسول اللہ ﷺ اس کا اہتمام کرتے تھے۔

٩٩ـ بَابُ إِسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الْيَمِينِ فِي كُلِّ مَا هُوَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيمِ كَالْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ، وَلُبْسِ الثَّوْبِ وَالنَّعْلِ وَالْخُفِّ وَالسَّرَاوِيلِ وَدُخُولِ الْمَسْجِدِ، وَالسِّوَاكِ، وَالْاكْتِحَالِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ وَحَلْقِ الرَّأْسِ، وَالسَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ، وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَالْمُصَافَحَةِ وَاسْتِلَامِ

۹۹۔ باب: ہر اچھے کام میں دائیں (ہاتھ اور پاؤں) کو مقدم کرنا مستحب ہے' جیسے وضو' غسل اور تیمم کرنے' کپڑے' جوتے' موزے اور شلوار وغیرہ پہننے' مسجد میں داخل ہونے' مسواک کرنے' سرمہ لگانے' ناخن کاٹنے' مونچھیں کترنے' بغل کے بال اکھیڑنے' سر کے بال مونڈنے' نماز میں سلام پھیرنے' کھانے پینے' مصافحہ کرنے' حجر اسود کو چومنے' بیت الخلا سے نکلنے' کوئی چیز لینے دینے اور اس طرح کے دیگر کاموں میں۔ اور ان کے برعکس دوسرے کاموں میں بائیں (ہاتھ اور

الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْخَلَاءِ، وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ فِي مَعْنَاهُ، وَيُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْيَسَّارِ فِي ضِدِّ ذٰلِكَ، كَالْإِمْتِخَاطِ وَالْبُصَاقِ عَنِ الْيَسَارِ، وَدُخُولِ الْخَلَاءِ، وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ، وخَلْعِ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالثَّوْبِ، وَالْإِسْتِنْجَاءِ وَفِعْلِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ.

پاؤں) کو مقدم کرنا مستحب ہے' جیسے ناک صاف کرنا' بائیں طرف تھوکنا' بیت الخلا میں داخل ہونا' مسجد سے نکلنا' موزے' جوتے' شلوار اور کپڑے وغیرہ اتارنا' استنجا کرنا' گندگی اور ناپاکی والے افعال اور اس طرح کے کام سرانجام دینا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ﴾ الآيات [الحاقة: ١٩] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ [الواقعة: ٨،٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس جس شخص کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا: لو یہ میرا نامہ اعمال پڑھو''۔
اور فرمایا: ''پس دائیں ہاتھ والے (سبحان اللہ!) دائیں ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں اور بائیں ہاتھ والے (افسوس!) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں۔''

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان سعادت مندوں کا ذکر فرمایا ہے جنہیں روز قیامت نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ اس روز شادمان اور فرحان ہوں گے اور وہ اس قدر خوش ہوں گے کہ ہر ملنے والے شخص کے سامنے اپنا نامہ اعمال پیش کریں گے اور کہیں گے لو! دیکھو میرے نامہ اعمال کو پڑھو! وہ سمجھتا ہوگا کہ وہ آج کامیاب ہوگیا ہے۔ اس سے دائیں ہاتھ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ دوسری آیت میں جو سورۂ واقعہ میں ہے' اس میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے' دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے یعنی اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال۔ اصحاب الیمین میں سابقین' اولین' مقربین' رسل' انبیاء علیہم السلام صدیقین' شہداء اور صالحین ہوں گے' جب کہ بائیں طرف والے اصحاب الشمال' جہنمی لوگ ہوں گے۔ پس ثابت ہوا کہ اچھے اور نیک کاموں میں دائیں ہاتھ پاؤں کو مقدم کرنا چاہیے جبکہ ناپسندیدہ کاموں میں بائیں ہاتھ پاؤں کو مقدم کرنا چاہیے۔

٧٢١۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ: فِي طُهُوْرِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَتَنَعُّلِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں کی ابتدا دائیں طرف سے کرنا پسند فرماتے تھے' جیسے وضو کرنے' کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٢٦٩۔ فتح)، ومسلم (٢٦٨) (٦٧).

غریب الحدیث☆ (التیمن) "دائیں طرف سے ابتدا کرنا"، (تنعله) "جوتے پہننے میں" (ترجله) "بالوں میں کنگھی کرنے اور تیل لگانے میں"۔

فقه الحدیث☆ ❶ وضو اور غسل وغیرہ کرتے وقت دائیں طرف کے اعضا سے ابتدا کرنا مستحب ہے۔

❷ سر دھوتے وقت یا کنگھی کرتے وقت اور بال وغیرہ منڈواتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنی چاہیے' اسی طرح جوتے پہنتے وقت بھی دائیں جوتے کو پہلے پہننا چاہیے۔

۷۲۲۔ **وعنها** قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ، وَكَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى. حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۷۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ آپ کے وضو (طہارت و پاکیزگی) اور کھانے کے لیے جبکہ بایاں ہاتھ استنجا اور اسی طرح کے دیگر ناپسندیدہ کاموں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ (ابوداؤد وغیرہ۔ یہ حدیث صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحيح۔ أخرجه أبو داود (۳۳)، وأحمد (٦/ ٢٦٥).

فقه الحدیث☆ استنجا وغیرہ کرنے' ڈھیلے استعمال کرنے اور گندگی وغیرہ صاف کرنے کے لیے صرف بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے' ناک وغیرہ بھی بائیں ہاتھ ہی سے صاف کرنا چاہیے۔

۷۲۳۔ **وعن** اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غَسْلِ ابْنَتِهٖ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: ((اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۲۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کے وقت ان (عورتوں) سے فرمایا: "اس کے غسل کی ابتدا اس کے دائیں طرف کے اعضا (جانب) سے اور اعضائے وضو سے کرنا"۔ (متفق علیہ)۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١/ ٢٦٩۔ فتح)، ومسلم (٩٣٩).

فقه الحدیث☆ ❶ عورت کو صرف عورتیں ہی غسل دے سکتی ہیں البتہ میاں بیوی کا مسئلہ الگ ہے' وہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

❷ میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ اس کے اعضا میں سے پہلے دائیں طرف کے اعضا سے ابتدا کی جائے اور اعضائے وضو سے کی جائے۔

❸ اعضائے وضو کو جسم کے باقی تمام اعضا پر فضیلت حاصل ہے۔

۷۲۴۔ **وعن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى، وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ. لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ، وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے ابتدا کرے اور جب جوتا اتارے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے تاکہ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں پہلے ہو اور اتارتے وقت وہ آخر میں ہو"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣١١۔ فتح)، ومسلم (٢٠٩٧).

فقه الحدیث☆ دائیں پاؤں میں جوتا پہلے پہننا چاہیے اور اتارتے وقت پہلے بائیں پاؤں سے اتارنا چاہیے' یہ مستحب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ فضیلت دائیں طرف کو حاصل ہے اور یہی سنت ہے لیکن اس کا اتنا خیال نہیں رکھا جاتا۔

٧٢٥۔ وعن حفصة رضي الله عنها، أن رسول الله ﷺ كان يجعل يمينه لطعامه وشرابه وثيابه، ويجعل يساره لما سوى ذلك. رواه أبو داود والترمذي وغيره.

۷۲۵۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے کھانے پینے اور کپڑے پہننے کے لیے استعمال کرتے تھے اور اپنا بایاں ہاتھ اس کے علاوہ دیگر کاموں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ (ابوداؤد' ترمذی وغیرہ)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره: أخرجه أبو داود (٣٢) وغيره.

اس حدیث کی سند حسن ہے (ان شاء اللہ) اور اس کی شاہد حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (۷۲۱) ہے جو اسی باب میں گزر چکی ہے۔

٧٢٦۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((**إذا لبستم، وإذا توضأتم، فابدؤوا بأيامنكم**)). حديث صحيح، رواه أبو داود والترمذي بإسناد صحيح.

۷۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم لباس پہنو اور وضو کرو تو اپنے دائیں اعضا سے ابتدا کرو"۔ (حدیث صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه أبو داود (٤١٤١)، والترمذي (١٧٦٦) بلفظ آخر، و ابن ماجه (٤٠٢)، وأحمد (٢/ ٣٥٤).

فقه الحديث☆ لباس پہننے اور وضو کرنے میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا مستحب ہے۔

٧٢٧۔ وعن أنس رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ أتى منى: فأتى الجمرة فرماها، ثم أتى منزله بمنى، ونحر، ثم قال للحلاق: ((**خذ**)) وأشار إلى جانبه الأيمن، ثم الأيسر، ثم جعل يعطيه الناس. متفق عليه.

وفي رواية: لما رمى الجمرة، ونحر نسكه وحلق: ناول الحلاق شقه الأيمن فحلقه، ثم دعا أبا طلحة الأنصاري رضي الله عنه، فأعطاه إياه، ثم ناوله الشق الأيسر فقال: ((**احلق**)) فحلقه فأعطاه أبا طلحة فقال: ((**اقسمه بين الناس**)).

۷۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں پہنچے تو جمرے پر تشریف لے گئے اور اسے کنکریاں ماریں' پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور قربانی کی' پھر سر مونڈنے والے سے فرمایا: "یہ بال اتارو"۔ اور آپ نے پہلے اپنے سر کی دائیں جانب اشارہ فرمایا اور پھر بائیں طرف' پھر آپ نے وہ بال لوگوں میں تقسیم کرنے شروع کیے۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ نے جمرے کو کنکریاں مارلیں اور قربانی کرلی اور سر منڈانے لگے تو آپ نے حجام کی طرف اپنے سر کی دائیں طرف کی تو اس نے اسے مونڈ دیا پھر آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال انہیں دے دیے' پھر حجام کی طرف بائیں جانب کی اور فرمایا: "اسے بھی مونڈ دو"۔ اس نے اسے بھی مونڈ دیا تو آپ نے وہ بال بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے اور فرمایا: "انہیں لوگوں میں تقسیم کردو"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٢٧٣۔ فتح)، ومسلم (١٣٠٥).

غريب الحديث☆ (نسکه) قربانی کا وہ اونٹ جو آپ حج کے موقع پر اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔

فقه الحديث☆❶ حجام کو بال مونڈنے کے بارے میں بتانا مستحب ہے کہ وہ کہاں سے شروع کرے اور کہاں پر ختم کرے۔

- رسول اللہ ﷺ کی چیزوں سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیزیں آپ ہی کی ہوں اور یہ تبرک حاصل کرنا صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص ہے' امت میں سے کوئی شخص اس کا استحقاق نہیں رکھتا۔
- ایک ہی جماعت میں بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت اور خصوصیت حاصل ہوتی ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں اپنے بال عطا فرمائے اور انہیں تقسیم کرنے کے بارے میں فرمایا۔
- دس ذوالحجہ کو عرفات سے واپس آ کر صرف جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا ہوتی ہیں' پھر قربانی اور پھر بال منڈوانا اور پھر طواف افاضہ کرنا ہوتا ہے' جسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ اس روز یہ چار کام اسی ترتیب سے کیے جائیں۔ تاہم اگر کسی وجہ سے تقدیم و تاخیر ہو جائے تو شرعاً کوئی حرج نہیں۔ نیز اس روز کنکریاں مارنے کے بعد محرم حلال ہو جاتا ہے' لیکن یہ حلت صغریٰ ہے' یعنی بیوی کے علاوہ دوسری چیزیں اس کے لیے حلال ہو جاتی ہیں' جیسے خوشبو وغیرہ لگانا اور طواف افاضہ (طواف زیارت) کے بعد مکمل حلال ہو جاتا ہے۔

كِتَابُ آدَابِ الطَّعَامِ

کھانے کے آداب کا بیان

۱۰۰۔ بَابُ التَّسْمِيَةِ فِي أَوَّلِهِ وَالْحَمْدِ فِي آخِرِهِ

۱۰۰۔ باب: کھانے پینے کے آغاز میں بسم اللہ اور اس کے آخر میں الحمد للہ کہنا

۷۲۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۲۸۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا نام لو (یعنی بسم اللہ پڑھو)، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۰۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۷۲۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي أَوَّلِهِ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھے اگر وہ کھانے کے آغاز پر اللہ کا نام (بسم اللہ) پڑھنا بھول جائے تو پھر یہ کہے ((بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ)) ''اول اور آخر دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح بشواهده : أخرجه أبو داود (۳۷٦۷)، والترمذی (۱۸۵۸)، والنسائی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (۲۸۱)، وأحمد (٦/ ۲۰۷۔ ۲۰۸)، والدارمی (۲/ ۹٤)، والبیهقی (۷/ ۲۷٦)، والحاکم (٤/ ۱۰۸).

اس حدیث کی سند ام کلثوم کی جہالت کی بنا پر ضعیف ہے، وہ چاہے لیثیہ مکیہ ہو یا بنت محمد بن ابوبکر ہو۔ لیکن اس حدیث کے کئی ایک شواہد ہیں، جن میں سے ایک حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے، یہ ابن حبان (۱۳۴۰۔ موارد)، ابن السنی (۴۶۱ ع) اور طبرانی کبیر (۱۰۳۵۴) میں مرفوعاً روایت کی گئی ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہے۔ لہٰذا یہ روایت بالجملہ صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

فقه الحدیث☆ ❶ کھانے کے آغاز پر ''بسم اللہ'' پڑھنا سنت ہے، لیکن اگر آدمی آغاز میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو پھر کھانے کے دوران جب یاد آجائے تو اسی وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ'' پڑھ لینا چاہیے اور یہ بسم اللہ صرف کھانے کے آغاز میں پڑھنی چاہیے، ہر لقمے پر بسم اللہ پڑھنا سنت سے ثابت نہیں۔

❷ بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوجاتی ہے اور کھانا شیطان کی شرکت سے بچ جاتا ہے۔ اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو پھر

شیطان بھی کھانا کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

◆ سنت سے صرف ''بسم اللہ'' کے الفاظ ثابت ہیں' ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ثابت نہیں اور بعض اہل علم نے تو یہ پوری آیت پڑھنا بدعت قرار دیا ہے۔

۷۳۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ لِأَصْحَابِهِ: لَامَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ، فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ دُخُوْلِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ؛ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۳۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ داخل ہونے اور کھانا کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں رات گزارنے کے لیے کوئی جگہ ہے نہ رات کا کھانا اور جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہونے کے وقت اللہ کو یاد نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ تم نے رات گزارنے کی جگہ تو پالی ہے۔ اور جب وہ کھانا کھانے کے وقت اللہ کو یاد نہیں کرتا تو وہ شیطان کہتا ہے کہ تم نے رات گزارنے کی جگہ بھی پالی اور رات کا کھانا بھی حاصل کر لیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۱۸).

فقه الحديث☆ ➊ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو شیطان وہاں سے مایوس ہو جاتا ہے۔

➋ شیطان ابن آدم کے تمام اعمال کی نگرانی کرتا ہے' جس موقع پر انسان غفلت کا شکار ہوتا ہے تو شیطان فوراً حملہ آور ہوتا ہے اور وہ اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے۔

➌ جس گھر میں اور جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان بہت خوش ہوتا ہے' اس لیے کہ اس کے قیام و طعام کا بندوبست ہو جاتا ہے۔

➍ شیطان کے بہت سے چیلے چانٹے ہوتے ہیں جو اس کی پیروی کرتے ہیں۔

۷۳۱۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا، لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهُ. وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا،

۷۳۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو ہم اس وقت تک اپنے ہاتھ کھانے کے لیے نہ بڑھاتے جب تک رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے کھانے کی ابتدا نہ فرماتے۔ ہم ایک دفعہ کھانے میں آپ کے ساتھ شریک تھے کہ اتنے میں ایک لڑکی آئی گویا کہ اسے دھکیلا جارہا ہے' اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا' پھر ایک دیہاتی آیا وہ بھی اسی انداز سے کہ گویا اسے دھکیلا جارہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان اس کھانے کو حلال سمجھ لیتا ہے جس

فَاَخَذْتُ بِیَدِهَا، فَجَاءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِیَسْتَحِلَّ بِهٖ، فَاَخَذْتُ بِیَدِهٖ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِیَدِهٖ اِنَّ یَدَهٗ فِيْ یَدِيْ مَعَ یَدَیْهِمَا)). ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَكَلَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اور وہی شیطان اس لڑکی کو لے کر آیا تھا تا کہ وہ اس کے ذریعے سے اس کھانے کو حلال کر لے لیکن میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا' پھر وہ شیطان اس دیہاتی کو لے آیا تا کہ وہ اس کے ذریعے سے اس کھانے کو حلال کر لے لیکن میں نے اس کے ہاتھ کو بھی پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھ سمیت میرے ہاتھ میں ہے''۔ پھر آپ نے اللہ کا نام لیا اور کھانا کھایا۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۰۱۷).

فقه الحدیث☆❶ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا کس قدر ادب کرتے تھے کہ جب تک آپ کھانا کھانے کا آغاز نہ فرماتے تو صحابہ کرام بھی کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔

❷ کھانے کے آداب میں سے ہے کہ جب تک بڑا کھانا کھانا شروع نہ کرے تو تب تک چھوٹا انتظار کرے۔

❸ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے وہاں شیطان کا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے۔

❹ اگر آدمی کو کسی برائی کا علم ہو تو اسے بدلنے اور روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

❺ شیطان حقیقی طور پر کھاتا پیتا ہے' چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' اس لیے ہمارا اس پر ایمان ہے' تاویل کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

۷۳۲۔ وَعَنْ اُمَیَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا، وَرَجُلٌ یَاْكُلُ فَلَمْ یُسَمِّ اللّٰهَ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا زَالَ الشَّیْطَانُ یَاْكُلُ مَعَهٗ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالنَّسَائِيُّ.

۷۳۲۔ حضرت امیہ بن مخشی صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا کھا رہا تھا' حتیٰ کہ اس کے کھانے کا ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ پس جب اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا ((بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ)) نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا' پس جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس نے اپنے پیٹ کا سارا کھانا قے کر دیا''۔ (ابوداؤد' نسائی)

توثیق الحدیث☆ صحیح بشواهده: أخرجه أبو داود (۳۷٦۸)، والنسائي في ((عمل الیوم واللیلة)) (۲۸۲)، وأحمد (٤/ ۳۳٦)، وابن السني في ((عمل الیوم واللیلة)) (٤٦۳)، والحاكم (٤/ ۱۰۸ ـ ۱۰۹)، وابن سعد في ((الطبقات الكبری)) (۷/ ۱۲ ـ ۱۳).

اس حدیث کو امام حاکم اور امام ذہبی رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے' لیکن اس کی سند میں مثنیٰ بن عبدالرحمن کے بارے میں امام ذہبی نے المیزان میں کلام کیا ہے اور امام ابن المدینی نے اسے مجہول کہا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب میں اسے مستور کہا ہے۔ لیکن حدیث نمبر (۷۲۹) جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' اس کی شاہد ہے۔ (واللہ اعلم)

فقه الحدیث☆❶ اہل علم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے امور کی نگرانی کریں' اگر کہیں اصلاح طلب پہلو ہو تو ان کی اصلاح کریں۔

❷ اصلاح اور خیر خواہی کی نیت سے کسی شخص کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنا جائز ہے لیکن اس میں تشہیر کا پہلو نہ ہو۔

❷ جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو اس میں شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے۔
❸ اگر کھانے کے آخری لقمے پر یاد آ جائے تو بھی ((بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)) پڑھ لینا چاہیے' اس طرح شیطان جو پہلے کھانا کھا رہا تھا وہ قے کر دیتا ہے۔
❹ شیطان فی الحقیقت قے کرتا ہے۔

۷۳۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِنْ اَصْحَابِهِ، فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ، فَاَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا اِنَّهُ لَوْ سَمّٰى لَكَفَاكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چھ صحابہ کرام کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک دیہاتی آیا تو اس نے وہ سارا کھانا دو لقموں میں کھا لیا' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سن لو! اگر یہ اللہ تعالیٰ کا نام لے لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہوتا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح: أخرجه الترمذي (۱۸۵۸)، و ابن ماجه (۳۲٦٤).

اس حدیث کی سند ام کلثوم کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن ابو یعلی (۱۳/ ۷۸) میں اس کا ایک شاہد ہے جو صحیح ہے۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد (۵/ ۲۲) میں اس کے راوی کو ثقہ کہا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اکٹھے مل کر کھانا کھانا مستحب ہے' خواہ کھانا تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔
❷ اجازت حاصل کر لینے کے بعد کھانا کھانے میں شریک ہونا جائز ہے۔
❸ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہر چیز میں برکت پڑ جاتی ہے۔
❹ اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینے سے برکت اٹھ جاتی ہے' اس لیے کہ وہاں شیطان اپنی جماعت کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

۷۳۴۔ وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۳۴۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو' پاکیزہ ہو اور اس میں برکت دی گئی ہو' نہ اس سے کفایت کی گئی ہے' نہ یہ آخری کھانا ہے اور نہ اس سے بے نیازی ہو سکتی ہے' اے ہمارے رب!'' (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۸۰۔ فتح).

غريب الحديث☆ (مکفی) ''کفایت کرنے والی'' یعنی اے اللہ! مجھے صرف اپنا محتاج رکھنا۔ (مودّع) ''متروک' آخری''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات یکتا ہے جو ہر قسم کی تعریف کے لائق ہے۔
❷ تمام مخلوق کی ساری حاجتیں صرف اللہ ہی پوری کرتا ہے۔
❸ پوری مخلوق اللہ کی محتاج ہے اور وہ ان سب سے بے نیاز ہے۔
❹ ہر منعم (نعمت دینے والے) کا اس کی نعمت اور احسان کے مطابق شکر ادا کرنا چاہیے۔ منعم حقیقی صرف اللہ ہے' اس کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے اور شکر سے مراد اس کی عبادت اور اطاعت ہے۔

٧٣٥۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۷۳۵۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کھانا کھایا، پھر یہ دعا پڑھی: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت یا تدبیر یا قوت کے بغیر مجھے رزق عطا فرمایا'' تو اس کے اگلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیے جاتے ہیں''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٤٠٤٣)، والترمذي (٣٤٥٨)، وابن ماجه (٣٢٨٥)، و أحمد (٣/ ٤٣٩)، و ابن السني (٤٦٩). اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہم نے حسن کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے، جو صحیح نہیں۔ (واللہ اعلم!)

فقه الحديث☆
- ❶ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فضلِ عظیم کا بیان ہے کہ اس نے ان کے لیے رحمت کے دروازے کھول رکھے ہیں اور اپنے کرم سے انہیں اجرِ عظیم سے نوازتا ہے۔
- ❷ رزق بندے کی قوت و طاقت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔
- ❸ بندوں کے تمام امور اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت اور تدبیر سے سرانجام پاتے ہیں، اگر بندے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تو وہ مزید عطا فرماتا ہے۔
- ❹ اہلِ ایمان کے لیے بشارت ہے کہ اگر وہ اللہ کی نعمتوں کے حصول پر اس کی اطاعت و عبادت یعنی شکر کریں گے تو وہ ان کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔

١٠١۔ بَابُ لَا يَعِيْبُ الطَّعَامَ وَاِسْتِحْبَابِ مَدْحِهِ

۱۰۱۔ باب: کھانے کے عیب نہ نکالنا اور اس کی مدح و تعریف کرنا مستحب ہے

٧٣٦۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ، وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر وہ پسند ہوتا تو اسے تناول فرما لیتے اور اگر وہ ناپسند ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٦٦۔ فتح)، ومسلم (٢٠٦٤).

فقه الحديث☆
- ❶ نبی ﷺ مباح کھانے میں کبھی عیب نہیں نکالتے تھے۔
- ❷ رسول اللہ ﷺ کے خلقِ عظیم کا بیان ہے کہ آپ کسی کی تیار کردہ چیز میں نکتہ چینی نہیں کرتے تھے اور نہ اس کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔
- ❸ حسن ادب کا بیان ہے کہ ایک شخص کسی چیز کو ناپسند کرتا ہے تو دوسرا شخص اسی چیز کو پسند کرتا ہے، اس لیے اپنی پسند کی وجہ سے کسی چیز میں نقص یا عیب نہیں نکالنا چاہیے۔
- ❹ ہر وہ چیز جسے شریعت نے حلال اور جائز قرار دیا ہے اس میں کسی قسم کا عیب یا نقص نہیں ہوتا۔
- ❺ لوگوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی کھانا ناپسند ہو تو اس میں عیب نہیں نکالنے چاہییں، بلکہ اسے ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے۔

٧٣٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدْمَ فَقَالُوْا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهِ،

۷۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے سالن مانگا تو انھوں نے کہا: ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہے۔

فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَقُولُ: ((نِعْمَ الْأُدْمُ الْخَلُّ، نِعْمَ الْأُدْمُ الْخَلُّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پس آپ نے وہی منگوالیا اور کھانا شروع کر دیا اور یہ فرمانے لگے: ''سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے' سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۵۲).

غريب الحديث: (**الأدم**) ''سالن''۔

فقه الحديث:۔ ❶ کھانے پینے میں بھی میانہ روی ہونی چاہیے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی تواضع کا بیان ہے کہ سالن نہ ملنے پر ناراض یا خفا نہیں ہوئے' بلکہ سرکہ مل گیا تو اس کی تعریف فرمادی کہ ''سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔''

❸ نفس کو خواہشات سے روک کر رکھنا چاہیے' اس لیے کہ ضروری نہیں کہ انسان کی ہر خواہش کی تکمیل ہو سکے۔

۱۰۲۔ بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ حَضَرَ الطَّعَامَ وَهُوَ صَائِمٌ إِذَا لَمْ يُفْطِرْ

۱۰۲۔ باب: جب روزے دار کے سامنے کھانا آئے اور وہ روزہ افطار نہ کرے تو کیا کہے؟

۷۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُجِبْ؛ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى ((فَلْيُصَلِّ)): فَلْيَدْعُ، وَمَعْنَى ((فَلْيَطْعَمْ)): فَلْيَأْكُلْ.

۷۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے' اگر وہ روزہ دار ہو تو (میزبان کے حق میں) دعا کردے اور اگر وہ روزہ دار نہ ہو (یعنی نفلی روزہ نہ رکھا ہوا ہو) تو پھر وہ کھانا کھالے''۔ (مسلم)

علماء نے کہا ہے کہ (فليصل) کے معنی ہیں کہ وہ دعا کر دے اور (فليطعم) کا معنی ہے کہ وہ کھانا کھالے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۴۳۱).

فقه الحديث☆ ❶ دعوت کو قبول کرنا واجب ہے خواہ آدمی روزے سے ہو یا غیر روزہ دار ہو۔

❷ نفلی روزے دار کو اختیار ہے کہ وہ دعوت ملنے پر روزہ افطار کر کے کھانا کھالے' یا روزہ نہ توڑے اور دعوت دینے والے کے حق میں دعائے خیر کر دے۔

❸ روزہ دعوت میں شریک ہونے سے مانع نہیں' اگرچہ روزہ دار وہاں کچھ بھی نہ کھائے' کیونکہ وہ وہاں بہت سے نیک لوگوں سے شرف ملاقات حاصل کر سکتا ہے' ان کے ساتھ دعائے خیر و برکت میں شریک ہو سکتا ہے۔

❹ مومن ہر حال میں خیر و بھلائی حاصل کرتا ہے' اگر وہ نفلی روزے سے نہیں تو پھر دعوت قبول کرے اور کھانا کھائے اور اگر نفلی روزے سے ہے تو پھر اہل خانہ یعنی میزبان کے لیے خیر و برکت کی دعا کرے' یعنی دعوت ہر حال میں قبول کرے۔

۱۰۳۔ بَابُ مَا يَقُولُهُ مَنْ دُعِيَ إِلَى طَعَامٍ فَتَبِعَهُ غَيْرُهُ

۱۰۳۔ باب: جسے کھانے کی دعوت دی جائے اور اس کے ساتھ کوئی اور بھی آجائے تو وہ میزبان کو کیا کہے؟

٧٣٩- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ)) قَالَ: بَلْ آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۳۹۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آپ کے لیے تیار کیا تھا' آپ پانچ میں سے پانچویں تھے (یعنی چار اور آدمی بھی مدعو تھے) پس ایک اور آدمی ان کے پیچھے پیچھے آ گیا' جب آپ دروازے پر پہنچے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ آدمی ہمارے پیچھے پیچھے آ گیا ہے' اگر تم چاہو تو اسے بھی اجازت دے دو اور اگر چاہو تو یہ واپس چلا جائے''۔ اس میزبان نے کہا: نہیں بلکہ اے اللہ کے رسول! میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢١٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٣٦).

فقه الحديث☆ ❶ ضیافت کرنا مشروع ہے' اگر کوئی شخص کسی کے لیے کھانا تیار کرے تو اسے اختیار ہے کہ وہ مہمان کو گھر بلا کر کھلائے یا کھانا اس کے گھر بھیج دے۔

❷ اگر کسی شخص کو دعوت دی جائے تو اس کے ہم نشین اور مصاحب کو بھی ساتھ ہی دعوت دی جائے تا کہ وہ اکٹھے دعوت میں شریک ہوں۔

❸ امام یا حکمران کو اپنے سے کم مرتبہ شخص کی دعوت قبول کرنی چاہیے۔

❹ اگر کسی دعوت میں کوئی شخص طفیلی بن کر یعنی بن بلائے آ جائے تو میزبان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے دعوت میں شریک ہونے کی اجازت دے یا اسے واپس لوٹا دے۔

❺ اگر صاحب دعوت یعنی میزبان کی طرف سے یہ اعتماد ہو کہ وہ ایک دو آدمیوں کے زائد ہونے پر معترض نہیں ہوگا تو ایسا کرنا جائز ہے۔

❻ اگر میزبان سے بغیر بلائے آنے والے شخص کے بارے میں اجازت طلب کی جائے تو اسے اجازت دے دینی چاہیے۔

۱۰۴- بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ وَوَعْظِهِ وَتَأْدِيبِهِ مَنْ يُسِيءُ أَكْلَهُ

۱۰۴۔ باب: اپنے سامنے سے کھانا اور نامناسب انداز سے کھانے والے کو نصیحت کرنا اور ادب سکھانا

٧٤٠- عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ تَعَالَى، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ: ((تَطِيشُ)) بِكَسْرِ الطَّاءِ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ، مَعْنَاهُ: تَتَحَرَّكُ وَتَمْتَدُّ إِلَى نَوَاحِي الصَّحْفَةِ.

۷۴۰۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تو عمر لڑکا تھا اور کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ کے کناروں تک دراز ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا نام لو (یعنی بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' (متفق علیہ)

(تطیش) طاء کے نیچے زیر اور اس کے بعد یاء' اس کا معنی ہے میرا ہاتھ حرکت کرتا اور پلیٹ کے کناروں تک دراز ہوتا۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۹۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٧٤١- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهٖ، فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ!)) مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ! فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۴۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ اس نے کہا (اس کی) میں استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نہ ہی استطاعت رکھے''۔ اسے (رسول اللہ ﷺ کی بات ماننے سے) صرف تکبر نے منع کیا۔ پس وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا (یعنی آپ کی بد دعا سے اس کا ہاتھ مفلوج ہوگیا)۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر ۱۵۹ ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٥- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ بَيْنَ تَمْرَتَيْنِ وَنَحْوِهِمَا إِذَا أَكَلَ جَمَاعَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ رُفْقَتِهٖ

۱۰۵۔ باب: جب اجتماعی طور پر اکٹھے مل کر کھا رہے ہوں تو ساتھیوں کی اجازت کے بغیر کھجوروں یا اس جیسی دیگر چیزوں کو دو دو اکٹھا اٹھانا منع ہے

٧٤٢- عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ: اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَرُزِقْنَا تَمْرًا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاْكُلُ فَيَقُوْلُ: لَا تُقَارِنُوْا، فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْاِقْرَانِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اِلَّا اَنْ يَسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۴۲۔ حضرت جبلہ بن سحیم بیان کرتے ہیں کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط سالی کا شکار ہوگئے تو ہمیں چند کھجوریں مل گئیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرے ہم وہ کھا رہے تھے کہ وہ فرمانے لگے: دو دو نہ ملاؤ (دو دو ملا کر نہ کھاؤ) اس لیے کہ نبی ﷺ نے دو دو کھجوریں ملانے سے منع فرمایا ہے، پھر فرمانے لگے: لیکن اگر آدمی اپنے بھائی سے اجازت حاصل کرلے (تو جائز ہے)۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (٥/ ١٠٦- فتح)، ومسلم (٢٠٤٥).

فقه الحدیث☆ ❶ اکٹھے مل کر کھانا کھانے میں برکت ہے اور یہ سنت ہے جبکہ الگ الگ کھانا کھانے میں برکت نہیں۔

❷ علماء کو چاہیے کہ وہ دوسرے لوگوں کی اصلاح کی خاطر ان کے اعمال پر نظر رکھیں اور اگر کوئی اصلاح طلب پہلو دیکھیں تو فوراً اس کی اصلاح کریں۔

❸ کھانے پینے اور زندگی کے دیگر تمام امور میں دوسرے ساتھیوں پر ظلم کرنا، یعنی ان کی حق تلفی کرنا اور صرف اپنے ہی پیٹ کے لیے ایندھن فراہم کرنا اور دوسرے ساتھیوں کو محروم رکھنا جائز اور درست نہیں۔

❹ اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر کھجور یا اس جیسی کسی دوسری چیز کو دو دو اٹھانا جائز نہیں اس لیے کہ یہ خود غرضی ہے اور اسلام ایثار و قربانی کی تعلیم دیتا ہے۔

١٠٦- بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ وَيَفْعَلُهٗ مَنْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

۱۰۶۔ باب: جو شخص کھانا کھائے اور وہ سیر نہ ہو تو وہ کیا کہے اور کیا کرے؟

٧٤٣ـ عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ)) قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ)) رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

۷۴۳۔ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم الگ الگ کھاتے ہو'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''پس تم سب مل کر اکٹھے کھانا کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) تو تمہارے لیے اس کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره- أخرجه أبو داود (٣٧٦٤)، وابن ماجه (٣٢٨٦)، وأحمد (٣/ ٥٠١).

اس حدیث کی سند وحشی بن حرب (یہ وہ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نہیں جو صحابی تھے) اور اس کے باپ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن اس معنی کا ایک شاہد مجمع الزوائد (۵/۲۰، ۲۱) اور ترغیب وترہیب (۳/۱۳۳، ۱۳۴) میں ہے، جس کی وجہ سے یہ حدیث بالجملہ حسن لغیرہ ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ فرقے فرقے اور الگ الگ ہونے سے برکت اٹھ جاتی ہے اور اجتماع سے برکت آ جاتی ہے۔

❷ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اس سے برکت حاصل ہوتی ہے اور کھانا زیادہ ہو جاتا ہے۔

❸ جو شخص اکیلے کھانا کھاتا ہے تو کھانا اگرچہ اس کی مقدار سے زیادہ ہو لیکن جب وہ شخص دستر خوان سے اٹھتا ہے تو وہ سیر نہیں ہوتا، بلکہ ابھی بھوک باقی محسوس ہوتی ہے۔

❹ امت مسلمہ کو اپنے تمام امور میں متحد ہونا چاہیے اور فرقوں میں تقسیم ہونے سے بچنا چاہیے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی مدد، نصرت اور تائید وحمایت جماعت کے ساتھ ہے، اگر کوئی شخص جماعت سے الگ ہوتا ہے تو وہ شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔

❻ فرقوں میں شر ہے اور اجتماع میں خیر ہی خیر ہے۔

❼ اکٹھے مل کر کھانا کھانا اتحاد واتفاق کی عکاسی کرتا ہے، اگر کوئی قوم کھانے کی پلیٹ یا کھانے کی میز پر اکٹھی نہیں ہو سکتی تو وہ پھر افتراق کا شکار ہوتی ہے۔

١٠٧ـ بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ مِنْ جَانِبِ الْقَصْعَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ وَسَطِهَا

۱۰۷۔ باب: پیالے کی ایک طرف سے کھانے کا حکم اور اس کے درمیان سے کھانے کی ممانعت

فِيْهِ: قَوْلُهُ ﷺ: ((وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ.

اس بارے میں متفق علیہ حدیث وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ ''اپنے سامنے سے کھاؤ''۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۹۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٧٤٤ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسْطَ الطَّعَامِ، فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَسْطِهِ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''برکت کھانے کے درمیان نازل ہوتی ہے، پس تم اس کے دونوں کناروں سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے نہ کھاؤ''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه أبو داود (٣٧٧٢)، والترمذي (١٨٠٥)، وابن ماجه (٣٢٧٧).

غريب الحديث☆ (**حافتيه**) "اس کے دونوں کناروں"۔

فقه الحديث☆ ❶ جب کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو اس کھانے میں برکت نازل ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو برکت اٹھالی جاتی ہے۔

❷ برتن کے درمیان سے کھانا کھانا مکروہ ہے۔

❸ کھانے کے آداب میں سے ہے کہ برتن کے کناروں سے کھایا جائے اور اس کے درمیان سے نہ کھایا جائے' اس لیے کہ برکت کھانے کے وسط میں نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا برتن کے کناروں سے کھانے کی وجہ سے برکت آخر تک قائم رہتی ہے۔

٧٤٥۔ **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا: الْغَرَّاءُ، يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ، يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا، فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا))** ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا، وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا))**. رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

((ذِرْوَتَهَا)): أَعْلَاهَا: بِكَسْرِ الذَّالِ وَضَمِّهَا.

۷۴۵۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک پیالہ تھا جسے "غرا" کہتے تھے اور اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوتا اور صحابہ نماز چاشت پڑھ لیتے تو اس پیالے کو لایا جاتا' جس میں ثرید تیار ہوتا تھا (یعنی شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگوئے ہوتے تھے)۔ پس صحابہ اس کے گرد جمع ہو جاتے' جب وہ زیادہ ہو جاتے تو رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ ایک دیہاتی نے کہا: یہ کس طرح کا بیٹھنا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم (مہربان بندہ) بنایا ہے اور اس نے مجھے متکبر اور عناد رکھنے والا نہیں بنایا"۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس پیالے کے کناروں سے کھاؤ اور اس کے اوپر والے (درمیانے) حصے کو چھوڑ دو' اس میں برکت دی جائے گی"۔ (ابوداود۔ سند جید ہے)

(**ذروتها**) ذال پر زیر اور پیش دونوں جائز ہیں "بلند حصہ"۔

توثيق الحديث☆ صحيح : أخرجه أبو داود (٣٧٧٣)، وابن ماجه (٣٢٦٣ و ٣٢٧٥) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (**جثا**) "آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے"۔ (**الغراء**) رسول اللہ ﷺ کے پیالے کا نام' لفظی معنی "چمک' سفیدی۔" (**العنيد**) "عناد رکھنے والا" یعنی ایسا شخص جو علم ہونے کے باوجود حق کا انکار کر دے' حق سے انحراف کرنے والا۔

فقه الحديث☆ ❶ کھانے کے لیے کسی برتن کو مخصوص کر لینا جائز ہے۔

❷ کسی برتن کے وصف کی وجہ سے اسے کسی خاص نام سے پکارنا یا منسوب کرنا جائز ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں اور ہم نشینوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔

❹ نماز فجر کے بعد نماز چاشت کا انتظار کرنا اور وقت ہو جانے پر دن کے چوتھائی حصے پر اکیلے اکیلے نماز چاشت پڑھنا جائز ہے۔

❺ اپنے ساتھیوں کی خدمت اور اعانت کرنی چاہیے۔

❻ امیر و حکمران اور عام رعایا کا مل کر اکٹھے کھانا کھانا مستحب ہے۔

❼ صحابہ کرام نبی ﷺ سے مسائل کے بارے میں استفسار کرتے رہتے تھے۔
❽ آپ کی تواضع کا بیان۔
❾ لوگوں کو کھانے کے بھی آداب سکھانے چاہئیں۔
❿ برکت کھانے کے وسط میں ہوتی ہے۔

١٠٨۔ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

۱۰۸۔ باب: ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے

٧٤٦۔ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا آكُلُ مُتَّكِئًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَالَ الْخَطَّابِيُّ: الْمُتَّكِيءُ هُنَا: هُوَ الْجَالِسُ مُعْتَمِدًا عَلَى وِطَاءٍ تَحْتَهُ، قَالَ: وَأَرَادَ أَنَّهُ لَا يَقْعُدُ عَلَى الْوِطَاءِ وَالْوَسَائِدِ كَفِعْلِ مَنْ يُرِيْدُ الْإِكْثَارَ مِنَ الطَّعَامِ، بَلْ يَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا لَا مُسْتَوْطِنًا، وَيَأْكُلُ بُلْغَةً. هٰذَا كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ، وَأَشَارَ غَيْرُهُ إِلَى أَنَّ الْمُتَّكِيءَ هُوَ الْمَائِلُ عَلَى جَنْبِهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

۷۴۶۔ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا''۔ (بخاری)

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہاں ٹیک لگانے سے مراد ہے کہ آدمی اپنے نیچے بچھائے ہوئے گدے پر سہارا لے کر بیٹھے۔ مقصد یہ ہے کہ آپ گدے اور تکیوں پر اس شخص کی طرح نہیں بیٹھتے تھے جو زیادہ کھانا کھانے کا ارادہ کرتا ہے، بلکہ غیر مطمئن ہو کر بیٹھتے نہ کہ اطمینان اور قرار پکڑ کر اور بقدر کفایت کھاتے۔ یہ امام خطابی رحمہ اللہ کا قول ہے، ان کے علاوہ دوسروں نے یہ اشارہ کیا ہے کہ تکیہ لگانے والے سے مراد وہ شخص ہے جو ایک جانب جھک کر کھائے۔ (اللہ اعلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ٥٤٠ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (الوطاء) ''نیچے بچھانے والی چادر۔'' (المتكي) ''ایک جانب جھکنے والا'' جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: ((كان متكنا فجلس)) ''آپ ایک جانب جھک کر بیٹھے ہوئے تھے کہ پھر آپ صحیح طرح بیٹھ گئے''۔ پس امام خطابی رحمہ اللہ کا قول مرجوح ہے۔ (اللہ اعلم)

فقه الحديث☆ ❶ کھانا ضرورت کے مطابق بلکہ اس سے بھی کم کھانا چاہیے۔
❷ کھانے کے وقت تواضع ہونی چاہیے۔
❸ ٹیک لگا کر کھانا کھانا حرام ہے۔

٧٤٧۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْمُقْعِي)): هُوَ الَّذِي يُلْصِقُ أَلْيَتَيْهِ بِالْأَرْضِ، وَيَنْصِبُ سَاقَيْهِ.

۷۴۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ دونوں زانو کھڑے کیے ہوئے تھے اور آپ کھجوریں کھا رہے تھے۔ (مسلم)

(المقعی) وہ شخص جو اپنی سرین کو زمین پر لگاتا ہے اور اپنی پنڈلیوں کو کھڑا رکھتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٤٤).

فقه الحديث☆ حدیث میں مذکورہ حالت میں کھانا کھانا جائز ہے۔

۱۰۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْأَكْلِ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ، وَاسْتِحْبَابِ لَعْقِ الْأَصَابِعِ، وَكَرَاهَةِ مَسْحِهَا قَبْلَ لَعْقِهَا وَاسْتِحْبَابِ الْقَصْعَةِ وَأَخْذِ اللُّقْمَةِ الَّتِي تَسْقُطُ مِنْهُ وَأَكْلِهَا وَ مَسْحِهَا بَعْدَ اللَّعْقِ بِالسَّاعِدِ وَالْقَدَمِ وَغَيْرِهِمَا

۱۰۹۔ باب: تین انگلیوں سے کھانا، انگلیوں اور پیالے کو چاٹنا مستحب اور انگلیوں کو چاٹنے سے پہلے صاف کرنا مکروہ ہے اور برتن کو چاٹنا اور گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھالینا مستحب ہے اور چاٹنے کے بعد انگلیوں کو کلائی اور تلووں وغیرہ سے صاف کرنا

۷۴۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلَا يَمْسَحْ أَصَابِعَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنی انگلیاں صاف نہ کرے حتیٰ کہ انہیں خود چاٹ لے یا چٹوالے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۷۷ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۳۱).

غريب الحديث☆ (يَلعقها) یاء پر زبر، حصول برکت کے لیے انگلیوں کو چاٹ لینا اور ''يُلعقها'' یاء پر پیش ہو تو اس کا مطلب ہے کسی دوسرے کو چٹوانا' اگر وہ اسے ناپسند نہ کرتا ہو۔

فقه الحديث☆ کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو صاف کرنے سے پہلے خود چاٹ لینا یا کسی ایسے شخص سے چٹوالینا جسے اس سے کراہت نہ ہو جیسے بیوی وغیرہ' تو یہ پسندیدہ امر ہے' کیونکہ اس کا حکم ہے۔ اس فعل کو ناپسند کرنا یا اسے موجودہ ''نام نہاد تہذیب'' کے خلاف سمجھنا عقلی فساد ہے، اسلام کے ہر حکم اور فعل میں حکمت ہے' خواہ ہماری ناقص عقل کی وہاں تک رسائی ہو یا نہ ہو۔

۷۴۹۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ، فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۴۹۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین انگلیوں سے کھاتے ہوئے دیکھا' جب آپ (کھانے سے) فارغ ہوگئے تو آپ نے انہیں چاٹ لیا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۳۲) (۱۳۲).

فقه الحديث☆ ◆ تین انگلیوں سے کھانا مستحب ہے' بلاوجہ باقی دو انگلیوں کو ساتھ نہ ملایا جائے۔

◆ تین انگلیوں سے کھانا کھانا عدم حرص کی دلیل اور علامت ہے اور جو شخص پانچ انگلیوں سے کھاتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں زیادہ کھانا داخل کرتا ہے جو اس کے معدے کے لیے مضر ہے۔ پس تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے اور اس میں خیر و برکت ہے۔

۷۵۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: ((إِنَّكُمْ

۷۵۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں اور پیالہ (برتن) چاٹنے کا حکم فرمایا اور فرمایا: ''یقیناً تم نہیں

لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٣٣) (١٣٣).

فقه الحديث☆ ❶ انگلیاں اور پیالہ یعنی برتن چاٹنا مستحب ہے' نیز انگلیوں اور برتن میں لگے ہوئے سالن کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ تھوڑا سا ہے' اس کا کیا فائدہ؟

❷ برکت کھانے کے وسط میں نازل ہوتی ہے اور پھر سارے کھانے میں شامل ہوتی ہے اور اس کے آخری حصے تک باقی رہتی ہے۔ اس لیے کھانے کے کسی بھی حصے کو ضائع نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے؟ انگلیوں کے ساتھ لگے ہوئے حصے میں یا برتن کے ساتھ لگے ہوئے حصے میں؟

٧٥١۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ، فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَاْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهُ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۵۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی (سے کھانے) کا کوئی لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھا لے اور اس کے ساتھ جو مٹی وغیرہ لگ گئی ہو اسے صاف کر لے اور اس لقمے کو کھا لے' اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور کھانا کھانے کے بعد اپنا ہاتھ رومال سے صاف نہ کرے حتیٰ کہ انگلیوں کو چاٹ لے' اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٣٣) (١٣٤).

فقه الحديث☆ ❶ اس مفہوم کی حدیث (۷۰۸) پہلے گزر چکی ہے کہ گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر، صاف کر کے' اگر مٹی وغیرہ لگی ہو' کھا لینے کا حکم ہے' اس میں تواضع اور عدم تکبر کا اظہار ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی عزت و توقیر کا بیان بھی اور اسراف و تبذیر سے اجتناب بھی۔

❷ کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا اور پھر رومال سے صاف کرنا جائز ہے۔

٧٥٢۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَاْنِهِ، حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ؛ فَاِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهُ؛ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً شیطان تمہارے (ہر) ایک کے ساتھ اس کے تمام کاموں کے وقت موجود رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے کھانے کے وقت بھی وہ اس کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی ایک (سے کھانے) کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھا لے اور اس کے ساتھ لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو صاف کر لے' پھر اسے کھا لے' اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کون سے کھانے میں برکت ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٣٣) (١٣٥).

۷۵۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا، لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: ((إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا، وَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذٰى، وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)) وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ وَقَالَ: ((إِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۷۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے اور فرماتے: ''جب تم میں سے کسی (سے کھانے) کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھالے اسے صاف کرلے اور اسے کھالے، اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔'' اور آپ ہمیں حکم فرماتے کہ ہم پیالہ صاف کریں اور فرماتے: ''یقیناً تم نہیں جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۰۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۷۵۴۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ: لَا، قَدْ كُنَّا زَمَنَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلًا، فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا، ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۵۴۔ حضرت سعید بن حارث سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوٹوٹنے کا مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: نہیں اس قسم کے کھانے ہمیں کم ہی میسر آتے تھے پس جب ہم اس قسم کا کھانا کھاتے تو ہمارے پاس تولیے وغیرہ نہیں ہوتے تھے بس یہ ہتھیلیاں، کلائیاں اور تلوے ہی ہوتے تھے (ہم ان سے ہاتھ صاف کرلیتے تھے) پھر ہم نماز پڑھ لیتے اور نیا وضو نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۷۹ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر پہلے سے وضو ہو تو پھر نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ابتدائے اسلام میں وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا جو بعد میں منسوخ ہوگیا۔

❷ نبوت کے ابتدائی دور میں وافر مقدار میں کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سادہ اور مشکلات کی زندگی پر صبر کیا اور ہر حال میں ایمان کو بچانے کی کوشش کی اور انھوں نے دین کو دنیا پر ترجیح دی۔

۳) اگر رومال وغیرہ میسر ہو تو اسے استعمال کرنا اور اس سے ہاتھ وغیرہ صاف کرنا جائز ہے۔

۱۱۰۔ بَابُ تَكْثِيْرِ الْأَيْدِيْ عَلَى الطَّعَامِ

۱۱۰۔ باب: کھانے پر زیادہ ہاتھ

۷۵۵۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا کھانا تین کو اور تین کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۶۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۷۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِيْ

۷۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایک آدمی کا کھانا دو کو اور دو کا کھانا چار کو اور

الِاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رچار کا کھانا آٹھ کو کافی ہوتا ہے۔'' (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۶۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۱۔ بَابُ أَدَبِ الشُّرْبِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنَفُّسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ، وَكَرَاهَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ، وَاسْتِحْبَابِ إِدَارَةِ الْإِنَاءِ عَلَى الْأَيْمَنِ فَالْأَيْمَنِ بَعْدَ الْمُبْتَدِىءِ

۱۱۱۔ باب: پینے کے آداب اور برتن سے باہر تین مرتبہ سانس لینا' برتن میں سانس لینے کی کراہت اور برتن کو پہلے آدمی کے بعد دائیں طرف باری باری گھمانا مستحب ہے

۷۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا. متفقٌ عليه.

يَعْنِي: يَتَنَفَّسُ خَارِجَ الْإِنَاءِ.

۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کوئی مشروب) پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے۔ (متفق علیہ)
یعنی برتن سے باہر سانس لیتے تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۹۲ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۲۸).

فقه الحديث☆ مسنون طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی چیز پی جائے تو تین سانس میں پی جائے یعنی تین وقفوں میں پی جائے اور سانس برتن سے باہر لیا جائے' اس طرح معدے پر بوجھ نہیں پڑتا اور برتن میں سانس نہ لینا صحت کے لیے بھی مفید ہے۔

۷۵۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ، وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنَى وَثُلَاثَ، وَسَمُّوْا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوْا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۷۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (پانی وغیرہ) اونٹ کے پینے کی طرح ایک ہی سانس (مرتبہ) میں نہ پیو بلکہ دو دو اور تین تین سانس میں پیو اور جب پینے لگو تو اللہ کا نام لیا کرو اور جب تم فارغ ہو کر برتن اٹھاؤ تو اللہ کی حمد بیان کیا کرو یعنی الحمد للہ کہا کرو۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (۱۸۸۵).

یہ حدیث ضعیف ہے' اس کی سند میں یزید بن سنان الرہاوی ضعیف ہے اور اس کا استاد مجہول ہے۔ (واللہ اعلم)

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے اس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس باب سے متعلق اور کئی احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پینے والی چیز کو تین سانسوں میں پینا چاہیے' یہ افضل و اعلیٰ ہے اور اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور آخر میں اس کی حمد بیان کرنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۷۵۹۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ. متفقٌ عليه.

۷۵۹۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

يَعْنِي: يَتَنَفَّسُ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ.

یعنی (کوئی چیز) پیتے وقت برتن کے اندر ہی سانس لینے سے (منع فرمایا ہے)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٢٥٣ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٧) (٦٥).

فقه الحديث☆ ◆ پینے کی حالت میں برتن ہی میں سانس لینا منع ہے۔

◆ اس حدیث میں نظافت وصفائی کی ترغیب ہے کیونکہ اس سے سانس کے ساتھ اندر کی بدبو، تھوک اور مضر جراثیم وغیرہ اس مشروب میں جاسکتے ہیں جو صحت کے لیے مضر ثابت ہوسکتے ہیں۔

◆ مشروب میں جس طرح سانس لینے کی ممانعت ہے اسی طرح پھونک مارنے کی بھی ممانعت ہے۔

٧٦٠ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ: ((اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ)). متفقٌ عليه.

قَوْلُهُ: ((شِيْبَ)) أَيْ: خُلِطَ.

۷۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا۔ (اس وقت) آپ کی دائیں طرف ایک دیہاتی تھا اور آپ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے اسے نوش فرمایا پھر دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: ''دائیں طرف والا (پہلے) پھر دائیں طرف والا (آخر تک اسی ترتیب کے ساتھ)۔'' (متفق علیہ)

(شیب) ''(کوئی چیز) ملایا ہوا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٠١ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٢٩).

فقه الحديث☆ ◆ کوئی بھی کھانے پینے کی چیز دی جائے تو پہلے آدمی کو دینے کے بعد دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اگر دائیں طرف والے شخص کی نسبت بائیں طرف والا آدمی مقام ومرتبے میں فائق تر ہے تو پھر دائیں طرف والے سے اجازت مل جانے پر بائیں طرف والے شخص کو بھی پہلے دی جاسکتی ہے۔ اگر اجازت نہ ملے تو پھر دائیں طرف والے ہی کا حق ہے کہ اسے وہ چیز پہلے دی جائے۔

◆ نبی ﷺ دائیں طرف کو تمام اچھے کاموں میں ترجیح دیتے تھے۔

٧٦١ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِشَرَابٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ اَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا، فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَدِهِ. متفقٌ عليه.

قَوْلُهُ: ((تَلَّهُ)) اَيْ: وَضَعَهُ، وهذا الغُلَامُ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۷۶۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا' آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ آپ کے دائیں طرف ایک نوعمر لڑکا تھا اور بائیں طرف کچھ عمر رسیدہ بزرگ تھے' آپ نے لڑکے سے فرمایا: ''کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ مشروب ان عمر رسیدہ لوگوں کو دے دوں؟'' اس لڑکے نے کہا: نہیں' اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وہ برتن اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (متفق علیہ)

(تلہ) ''اس برتن یا پیالے کو رکھ دیا'' اور یہ نوعمر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۷۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۲۔ بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَنَحْوِهَا وَبَيَانِ أَنَّهُ كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ لَا تَحْرِيمٍ

۱۱۲۔ باب: مشکیزے یا اس جیسی چیز (ٹونٹی وغیرہ) کو منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے، مگر یہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں

۷۶۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ. يَعْنِي: أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا، وَيُشْرَبَ مِنْهَا. متفقٌ عليه.

۷۶۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ موڑنے سے منع فرمایا ہے یعنی ان کے منہ موڑ اور کھول کر ان سے پانی پیا جائے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۸۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۲۳) (۱۱۱).

غریب الحدیث☆ (الاختناث) ''موڑنا'' بمعنی کھولنا۔ (الأسقية) ''سقاء'' کی جمع، معنی مشکیزہ۔

فقہ الحدیث☆❶ مشکیزے وغیرہ کا منہ کھول کر اور اسے منہ لگا کر پانی نہیں پینا چاہیے۔ ایک تو مشکیزے کے چمڑے کی بو کوئی اتنی اچھی نہیں ہوتی، دوسرے لمبے لمبے اور بڑے بڑے گھونٹ بھرنے پڑتے ہیں جو معدے کے لیے مضر ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں کوئی موذی چیز ہو جو براہ راست پانی پینے کی وجہ سے پیٹ میں چلی جائے۔ اس لیے براہ راست پانی پینے کی بجائے کسی برتن میں ڈال کر اور دیکھ کر پانی پینا چاہیے، اسی میں بہتری ہے۔

۷۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ أَوِ الْقِرْبَةِ. متفقٌ عليه.

۷۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مشکیزے یا اسی جیسی کسی چیز سے (براہ راست پانی وغیرہ) پیا جائے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۹۰ ـ فتح) حدیث کا یہ حصہ صرف بخاری میں ہے، مسلم میں نہیں اور اس حدیث کا دوسرا حصہ جو یہاں ذکر نہیں، وہ مسلم (۱۶۰۹) میں بھی موجود ہے۔

فقہ الحدیث☆ مشکیزے وغیرہ سے براہ راست پانی پینے سے ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ پانی ضرورت سے زیادہ نکل آتا ہے اور اس طرح پانی ضائع ہوتا ہے۔

۷۶۴۔ وَعَنْ أُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ أُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۷۶۴۔ حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابتؓ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے کھڑے کھڑے ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا، پس میں اٹھی اور اس مشکیزے کے منہ والا حصہ (تبرک کے لیے) کاٹ لیا۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

وَإِنَّمَا قَطَعَتْهَا: لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ فَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَتَتَبَرَّكَ بِهِ، وَتَصُونَهُ عَنِ الْابْتِذَالِ. وَهٰذَا الْحَدِيثُ

حضرت ام ثابت رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا منہ اس لیے کاٹا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے لگنے والے حصے کو تبرکاً محفوظ کر لیں اور

مَحْمُولٌ عَلٰى بَيَانِ الْجَوَازِ، وَالْحَدِيْثَانِ السَّابِقَانِ لِبَيَانِ الْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

اسے عام استعمال سے بچائیں اور یہ حدیث جواز کے بیان پر محمول ہے اور پہلی دو حدیثیں افضل واکمل طریقے کے بیان پر محمول ہیں۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه الترمذی (۱۸۹۲)، وابن ماجه (۳٤۲۳) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (فی قربة) ''مشکیزے کا منہ'' (القربة) ''چمڑے سے بنائی ہوئی مشک''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ آپ کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کی فکر میں رہتے تھے اور وہ ان کی حفاظت کرتے اور انہیں عام استعمال میں نہیں لاتے تھے۔ یاد رہے کہ آثار سے تبرک حاصل کرنا صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے آثار کے ساتھ خاص ہے۔

❷ ضرورت کے تحت مشکیزے کو براہ راست منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے' لیکن افضل واکمل صورت یہی ہے کہ کسی برتن میں ڈال کر پانی پیا جائے۔

۱۱۳۔ بَابُ كَرَاهَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

۱۱۳۔ باب: مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت

۷۶۵۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ؟ فَقَالَ: ((اَهْرِقْهَا)) قَالَ: اِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: ((فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۶۵۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ اگر میں برتن میں تنکا وغیرہ دیکھوں (تو پھر کیا کروں)؟ آپ نے فرمایا: ''اسے گرا دو۔'' اس نے پوچھا کہ میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا (تو کیا کروں)؟ آپ نے فرمایا: ''تو اس وقت پیالے کو منہ سے دور کرلو (اور سانس لے لو)''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه مالك فی ((الموطأ)) (۲/ ۹٤۵)، ومن طريقه الترمذی (۱۸۸۷)، وأحمد (۳/ ۳۲).

غريب الحديث☆ (القذاة) ''تنکا وغیرہ۔'' (أهرقها) ''اسے گرادو، انڈیل دو''۔

فقه الحديث☆ ❶ مشروب میں پھونک مارنا منع ہے۔

❷ اگر کوئی شخص اپنے مشروب میں تنکا وغیرہ دیکھے تو وہ اس مشروب کو انڈیل دے حتیٰ کہ وہ تنکا اس سے نکل جائے۔

❸ اگر کوئی ایک سانس سے سیراب نہ ہو تو پھر وہ برتن کو منہ سے دور کرلے اور سانس لے کر پھر پیے۔ اس طرح تین سانس میں پانی پینا مستحب ہے۔

۷۶۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ، اَوْ يُنْفَخَ فِيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۷۶۶۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (۳۷۲۸)، والترمذی (۱۸۸۸)، وابن ماجه (۳٤۲۸ و ۳٤۲۹).

فقه الحديث☆ ❶ اگر مشروب پیتے وقت سانس لینے کی ضرورت محسوس ہو تو برتن سے باہر سانس لینا چاہیے' برتن کے اندر سانس نہیں لینا چاہیے۔

❷ برتن میں پھونک مارنا منع ہے۔

۱۱۴۔ بَابُ بَيَانِ جَوَازِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَبَيَانِ أَنَّ الْأَكْمَلَ وَالْأَفْضَلَ الشُّرْبُ قَاعِدًا

۱۱۴۔ باب: کھڑے کھڑے پانی پینا جائز ہے لیکن بیٹھ کر پینا اکمل و افضل ہے

فِيهِ حَدِيثُ كَبْشَةَ السَّابِقِ.

اس موضوع کے متعلق ایک تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جو حدیث نمبر (۷۶۴) کے تحت گزر چکی ہے اور چند احادیث درج ذیل ہیں:۔

۷٦٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ. متفقٌ عليه.

۷٦٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ نے اسے کھڑے کھڑے نوش فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۸۱ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۲۷).

فقه الحديث☆ ضرورت کے تحت اور حالات کے مطابق کھڑے ہو کر پانی وغیرہ پینا جائز ہے جیسے زم زم پینے کی جگہ بہت زیادہ ازدحام ہو یا کہیں مشکیزہ لٹک رہا ہو اور پاس کوئی برتن نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔

۷٦٨۔ وَعَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى بَابِ الرَّحْبَةِ بِمَآءٍ فَشَرِبَ قَائِمًا، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ ، وَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي فَعَلْتُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷٦٨۔ حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (کوفہ میں) باب رحبہ پر تشریف لائے تو کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا بلاشبہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند سمجھتے ہیں' حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۸۱ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ عالم کو چاہیے کہ اگر وہ لوگوں کو دیکھے کہ وہ کسی جائز اور مباح کام کے کرنے سے اجتناب کر رہے ہیں تو پھر وہ عالم ان کے لیے مسئلے کی وضاحت کرے کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اس جائز کام کو حرام سمجھنا شروع کر دیں۔ اس لیے عقیدے اور عمل کی اصلاح کا فریضہ ساتھ ساتھ ادا ہونا چاہیے۔

❷ مسئلے کی وضاحت کرتے وقت یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ کسی خاص آدمی کا نام لے کر بات نہ کی جائے بلکہ سمجھانے کے لیے عمومی انداز اختیار کرنا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کسی میں کوئی غلطی دیکھتے تو سب لوگوں کو اکٹھا کر کے فرماتے: ''لوگوں کو کیا ہو گیا کہ انھوں نے ایسے ایسے کرنا شروع کر دیا ہے؟''

۷٦٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ

۷٦٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چلتے ہوئے (بھی کوئی چیز) کھا لیتے اور کھڑے کھڑے (پانی وغیرہ) پی لیتے تھے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

حَسَنٌ صَحِيحٌ.

توثيق الحديث☆ أخرجه الترمذى (١٨٨٠)، وابن ماجه (٣٣٠١)، وأحمد (٢/ ١٠٨)، والدارمى (٢/ ١٢٠).

فقه الحديث☆ اس طرح چلتے پھرتے کھانا اور کھڑے کھڑے پینا صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت کے تحت تھا۔ پس کسی ضرورت کے تحت اس طرح کھانا پینا جائز ہے۔

٧٧٠۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا. رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

٧٧٠۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھے (دونوں طرح کوئی چیز) پیتے دیکھا ہے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ۔ أخرجه الترمذى (١٨٨٣) وسنده حسن.

٧٧١۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا لِاَنَسٍ: فَالْاَكْلُ؟ قَالَ: ذٰلِكَ اَشَرُّ ۔ اَوْ اَخْبَثُ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ : اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا.

٧٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے ۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا (کھڑے ہو کر) کھانا کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو انھوں نے فرمایا یہ تو سب سے بدتر یا سب سے خبیث عمل ہے۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے ڈانٹا اور منع فرمایا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٢٤) (١١٣)، والرواية الثانية عنده (٢٠٢٤).

٧٧٢۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِيْءْ))** رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٧٧٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر ہرگز نہ پیے اور اگر تم میں سے کوئی شخص بھول کر پی لے تو وہ قے کر دے“۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٢٦).

فقه الحديث☆ اس باب کی بعض احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے اور بعض میں کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں قسم کی احادیث میں جمع و تطبیق اس طرح ہے کہ منع والی احادیث میں جو کراہت کا ذکر ہے وہ کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں اور جواز کی احادیث اس کا بیان ہیں کہ یہ جائز ہے اگرچہ کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے لیکن افضل و اکمل صورت یہی ہے کہ بیٹھ کر کھایا پیا جائے۔ ہمارے ہاں جو مختلف مواقع پر کھڑے ہو کر کھانے کا رواج ہے اس میں بہت سی قباحتیں ہیں اس سے بچنا اور بیٹھ کر کھانا بہتر ہے۔

١١٥۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرَهُمْ شُرْبًا

١١٥۔ باب: مستحب ہے کہ پلانے والا سب سے آخر میں پیے

٧٧٣- عَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ)) يَعْنِي: شُرْبًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۷۷۳۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو پلانے والا (ساقی) خود سب سے آخر میں پیے'' (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (١٨٩٤)، وابن ماجه (٣٤٣٤)، وهو عند مسلم (٦٨١) في حديث مطول.

فقه الحديث☆ ❶ ساقی (پلانے والے' کھانا وغیرہ تقسیم کرنے والے) کے لیے ادب یہی ہے کہ وہ پہلے حاضرین میں تقسیم کرے اور پھر سب سے آخر میں خود کھائے پیے۔

❷ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص صاحب اقتدار واختیار ہے تو وہ سب سے پہلے قومی مفادات کا تحفظ کرے' یعنی قوم کے مفادات کو ذاتی مفاد پر مقدم سمجھے۔

❸ ایثار کی وضاحت ہے کہ ایسے مواقع پر انسان کی اپنی خواہش وضرورت شدت اختیار کرلیتی ہے لیکن اس کے باوجود اپنی خواہش وضرورت کو دبا کر دوسروں کو ترجیح دینا اور خود سب سے آخر پر حاصل کرنا بہت بڑی قربانی اور ایثار ہے۔

❹ دوسروں کے لیے تواضع اختیار کرنے اور صبر کرنے کی تربیت ہوتی ہے۔

١١٦- بَابُ جَوَازِ الشُّرْبِ مِنْ جَمِيعِ الْأَوَانِي الطَّاهِرَةِ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَجَوَازِ الْكَرْعِ - وَهُوَ الشُّرْبُ بِالْفَمِ مِنَ النَّهْرِ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ إِنَاءٍ وَلَا يَدٍ - وَتَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الشُّرْبِ وَالْأَكْلِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الْاِسْتِعْمَالِ

۱۱۶۔ باب: سونے چاندی کے علاوہ پاک برتنوں سے پینا اور نہر وغیرہ سے برتن اور ہاتھ کے بغیر منہ لگا کر پینا جائز ہے اور کھانے پینے اور طہارت و دیگر استعمالات میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے

٧٧٤- عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ اِلَى اَهْلِهِ، وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ. قَالُوا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هٰذِهِ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلِمُسْلِمٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَاُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ

۷۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوگیا پس جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ (وضو کرنے کے لیے) اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لیے کھڑے ہوگئے اور کچھ لوگ باقی رہ گئے' پس اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک برتن پیش کیا گیا' وہ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں ہتھیلی بھی نہیں پھیل سکتی تھی۔ پس سب لوگوں نے (اس برتن کے پانی سے) وضو کیا۔ لوگوں نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے؟ حضرت انس نے بتایا کہ اسی (۸۰) سے کچھ زیادہ تھے۔ (متفق علیہ۔ یہ روایت بخاری کی ہے)

اَصَابِعَهُ فِيْهِ. قَالَ اَنَسٌ: فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ.

اور صحیحین کی ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے پانی کا برتن منگایا تو ایک چوڑا کشادہ اور کم گہرائی والا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا' جس میں تھوڑا سا پانی تھا' آپؐ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پانی کو دیکھنے لگا کہ وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا' میں نے اندازہ کیا کہ ستر اسی آدمیوں نے اس پانی سے وضو کیا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۰۱ ـ فتح)' والرواية الثانية عند البخاري (۱/ ۲۷۱ ـ فتح)، ومسلم (۲۲۷۹).

غريب الحديث☆ (المخضب) ''پتھر کا برتن''۔ (رحراح) ''کشادہ مگر کم گہرائی والا برتن''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور آپ کے صحابہ کرام نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا۔

❷ جب نماز کا وقت ہو جائے تو وضو کے لیے پانی تلاش کرنا چاہیے۔

❸ لکڑی اور پتھر وغیرہ سے بنے ہوئے برتن کے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔

❹ وضو وغیرہ کرتے وقت پانی کے استعمال میں اسراف نہیں کرنا چاہیے۔

۷۷۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ، فَاَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّاَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الصُّفْر)) بِضَمِّ الصَّادِ، وَيَجُوْزُ كَسْرُهَا؛ وَهُوَ النُّحَاسُ، وَ ((التَّوْرُ)): كَالْقَدَحِ، وَهُوَ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْق.

۷۷۵۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے پیتل کے ایک برتن میں آپ کو پانی پیش کیا' پس آپ نے وضو فرمایا۔ (بخاری)

(الصفر) ''صاد پر پیش اور زیر دونوں جائز ہیں' اس کا معنی ہے پیتل، تانبا۔ (التور) تاء کے ساتھ' اس کا معنی ہے پیالہ۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۰۲ ـ فتح).

فقه الحديث☆ پیتل کے برتن سے پانی لے کر وضو یا غسل وغیرہ کرنا جائز ہے۔

۷۷۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَاِلَّا كَرَعْنَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

((الشَّنُّ)): الْقِرْبَةُ.

۷۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کے پاس گئے' آپ کے ہمراہ آپ کا ایک ساتھی بھی تھا' رسول اللہ ﷺ نے (اس انصاری سے) فرمایا: ''اگر تیرے پاس مشکیزے میں اس رات کا باسی (ٹھنڈا) پانی ہے تو ہمیں پینے کے لیے دے دے) ورنہ ہم (نہر وغیرہ سے) منہ لگا کر پی لیں گے''۔ (بخاری)

(الشن) ''مشکیزہ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۷۵).

غریب الحدیث☆ (کرعنا) ہم کسی برتن وغیرہ کے بغیر (نہر وغیرہ سے) منہ لگا کر پی لیں گے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ مشکیزے یا گھڑے وغیرہ میں رات کا پڑا ہوا باسی یعنی ٹھنڈا پانی پینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو ایک نعمت ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام آپ سے جدا اور الگ نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کے ہمنشین اور ہم سفر رہتے تھے۔

❸ دودھ اور پانی ملا کر پینا جائز ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس صحابی نے دودھ میں پانی ملا کر دیا لیکن فروخت کرنے کے لیے اس طرح کی ملاوٹ جائز نہیں۔

٧٧٧۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: ((هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۷۷۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ریشمی لباس پہننے اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے ہمیں منع فرمایا اور فرمایا: "یہ چیزیں ان کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔" (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٩٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٦٧).

غریب الحدیث☆ (الدیباج) "ریشمی لباس"۔

فقہ الحدیث☆ ❶ ریشم کا لباس پہننا کفار کی علامت و پہچان ہے' اس لیے کہ یہ ان کا لباس ہے اور وہ دنیا میں ایسی چیزوں سے متمتع ہو سکتے ہیں جبکہ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔

❷ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے۔

❸ اہل ایمان جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور اطاعت کرتے ہیں' ان کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

٧٧٨۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ))۔ متفقٌ عليه.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((اِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: ((مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ)).

۷۷۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، تو وہ یقیناً اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: "یقیناً جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔"

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: "جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے"۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٩٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٦٥)' والرواية الثانية عند مسلم (٢٠٦٥) (٢).

غریب الحدیث☆ (یجرجر) غاغٹ "داخل کرتا ہے"۔

فقہ الحدیث☆ ❶ سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا حرام ہے' پس جو شخص سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرتا ہے وہ جہنم کے عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

❷ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے ہوتا ہے اور یہ تکبر کی علامت ہے اور اس میں اسراف بھی ہے۔

كِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کا بیان

۱۱۷۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الثَّوْبِ الْأَبْيَضِ، وَجَوَازِ الْأَحْمَرِ وَالْأَخْضَرِ وَالْأَصْفَرِ وَالْأَسْوَدِ وَجَوَازِهِ مِنْ قُطْنٍ وَكَتَّانٍ وَشَعْرٍ وَصُوْفٍ وَغَيْرِهَا اِلَّا الْحَرِيْرَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا بَنِيْٓ آدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ [الأعراف : ٢٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ﴾ [النحل : ٨١]

۱۱۷۔ باب: سفید لباس پہننا مستحب ہے اور سرخ، سبز، زرد اور سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے نیز سوت، السی، بالوں اور اون وغیرہ سے تیار شدہ ملبوسات پہننا جائز جبکہ ریشم پہننا (مردوں کے لیے) حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہے اور زینت کا سامان اتارا اور پرہیزگاری کا لباس، یہ زیادہ بہتر ہے۔''

اور فرمایا: ''اور تمہارے لیے ایسے لباس (قمیص، زرہ) بنائے جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں اور ایسے لباس بھی جو لڑائی میں تمہارا بچاؤ کرتے ہیں۔''

شرح الآیات: پہلی آیت میں مشرکین کے اس طریقہ عبادت کا رد ہے جو وہ بیت اللہ کا ننگے طواف کیا کرتے تھے، ان کے مرد دن کے وقت اور عورتیں رات کے وقت برہنہ طواف کرتی تھیں۔ پس اللہ نے انہیں لباس پہننے کا حکم فرمایا کہ وہ اس لباس سے اپنی ستر پوشی کریں اور اس لباس کے ذریعے زینت و جمال حاصل کریں، لیکن اچھا لباس پہن کر تکبر نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور یہ بہترین لباس و پوشاک ہے۔
دوسری آیت میں دو قسموں کے لباس کا ذکر فرمایا اور پھر ان دونوں قسم کے لباس کے فوائد بھی بتا دیے کہ ایک لباس سے تم موسم کی شدت کا دفاع کرتے ہو، گرمی سردی سے بچنے کی کوشش کرتے ہو جبکہ دوسری قسم کا لباس ''زرہ'' میدان جنگ میں تیروں، نیزوں اور تلواروں سے دفاع کرتا ہے۔

۷۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا

۷۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سفید کپڑے پہنا کرو، اس لیے کہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور اپنے مردوں کو انہی (سفید کپڑوں) میں کفنایا کرو''۔ (ابوداؤد،

مَوْتَاكُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٣٨٧٨)، والترمذى (٩٩٤)، وابن ماجه (١٤٧٢ و ٣٥٦٦).

فقه الحديث☆ ❶ باقی رنگوں کے کپڑے پہننا جائز ہے لیکن سفید رنگ کے کپڑے پہننا بہتر ہے اور یہ تمام کپڑوں میں سے بہتر او راطیب ہیں۔

❷ سفید کپڑے ملت وعقیدے کی پاکیزگی اور ستھرائی پر دلالت کرتے ہیں۔

❸ میت کو سفید کپڑوں میں کفنانا چاہیے۔

٧٨٠۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوْا فِيهَا مَوْتَاكُمْ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

٧٨٠۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو' اس لیے کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ صاف وعمدہ ہیں اور اپنے مردوں کو بھی اسی میں کفن دو''۔ (نسائی' حاکم' حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذى (٢٨١٠)، والنسائى (٨/ ٢٠٥)، والحاكم (٤/ ١٨٥).

فقه الحديث☆ سفید لباس میں زیادہ وقار اور حسن ورعنائی ہے اور یہ مردانہ جلال وعظمت کے مطابق ہے۔

٧٨١۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرْبُوْعًا وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. متّفقٌ عليه.

٧٨١۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے میں نے آپ کو سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (١٠/ ٣٠٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٣٣٧).

غريب الحديث☆ (مربوعًا) ''میانہ قد'' نہ زیادہ لمبے نہ چھوٹے۔ (حلة) ''جوڑا''

فقه الحديث☆ ❶ سرخ رنگ کے کپڑے پہننے میں مختلف اقوال ہیں:۔

① مطلق طور پر جائز ہے۔ حضرت علی، طلحہ، عبداللہ بن جعفر اور براء رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سعید بن مسیب، نخعی، شعبی، ابوقلابہ اور ابووائل کا یہی مسلک ہے۔

② مطلق طور پر منع ہے۔

③ مکروہ ہے۔

④ اگر زینت اور شہرت کی نیت سے پہنا جائے تو پھر مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مسلک ہے۔

⑤ امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر سوت کو رنگ دیا جائے اور پھر اسے بنا جائے تو ٹھیک ہے' بننے کے بعد رنگ دینا جائز نہیں۔

⑥ اگر زعفران سے رنگ دیا جائے تو پھر منع ہے۔

⑦ خالص سرخ رنگ کے کپڑے پہننا منع ہے' اگر مختلف رنگوں میں سرخ رنگ ہو تو پھر جائز ہے یعنی دھاری دار۔

⑧ سرخ رنگ کے کپڑوں کی ممانعت حالات وظروف کے مطابق ہے یعنی اگر کسی جگہ یہ لباس کافروں کا شعار یا عورتوں میں اس کا عام رواج ہو تو پھر اس مشابہت کی وجہ سے سرخ لباس پہننا ناجائز ہے اور بصورت دیگر جائز ہوگا۔

⑨ رسول اللہ ﷺ نے جو جوڑا زیب تن فرمایا تھا وہ خالص سرخ نہیں تھا بلکہ سرخ دھاری دار تھا۔ اللہ اعلم!

۷۸۲۔ وَعَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوئِهِ، فَمِنْ نَاضِحٍ وَنَائِلٍ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، كَأَنِّي اَنْظُرُ اِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ، فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا، يَقُولُ يَمِينًا وَشِمَالًا: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَا يُمْنَعُ. متفقٌ عليه.

((الْعَنَزَةُ)) بِفَتْحِ النُّونِ: نَحْوُ الْعُكَّازَةِ.

۷۸۲۔ حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو مکہ میں جبکہ آپ ابطح میں تھے' سرخ رنگ کے چمڑے سے بنے ہوئے خیمے میں دیکھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا پانی لے کر خیمے سے باہر نکلے' پس کسی کو تو کچھ چھینٹے ملے اور بعض کو کچھ پانی مل گیا' پھر نبی ﷺ بھی باہر تشریف لائے۔ آپ نے سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے وضو فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چہرے کا ادھر ادھر پھرنا دیکھ رہا تھا وہ (حی علی الصلوۃ) پر چہرے کو دائیں طرف اور (حی علی الفلاح) پہ بائیں طرف پھیرتے پھر آپ کے لیے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ) گاڑ دیا گیا' پس آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی' آپ کے (سترے کے) آگے سے کتا اور گدھا گزر جاتا تو اسے منع نہ کیا جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

(العنزة) نون پر زبر ''نیزہ یا برچھی۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ٤٨٥ ۔ فتح)، ومسلم (٥٠٣).

غريب الحديث☆ (الأبطح) ایک جگہ کا نام ہے اسے وادی محصب بھی کہتے ہیں' یہ منی سے ایک میل کی مسافت پر واقع ہے۔ لغت میں ''ابطح'' کے معنی ہیں پتھریلی نشیبی جگہ۔ (القبة) ''خیمہ'' (الادم) ''رنگا ہوا چمڑا'' (الوضوء) ''وضو کا پانی''۔ (رکزت) ''گاڑ دیا گیا''۔

فقه الحديث☆ ① سرخ کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔
② وضو کے لیے کسی سے معاونت حاصل کرنا جائز ہے۔
③ مستعمل پانی' یعنی وضو کا بچا ہوا پانی پاک ہے۔
④ نمازی کے آگے سترہ رکھنا واجب ہے۔
⑤ سترے کے لیے کوئی ایسی چیز ہو جو زمین سے بلند ہو جیسے کوئی لکڑی وغیرہ۔
⑥ سترے کے آگے سے کوئی چیز گزر جائے تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
⑦ ہر نماز کے لیے اذان دینی چاہیے۔
⑧ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر چہرے کو دائیں بائیں پھیرنا چاہیے۔

۷۸۳۔ وَعَنْ اَبِي رِمْثَةَ رِفَاعَةَ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۷۸۳۔ حضرت ابو رمثہ رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر پر دو سبز رنگ کے کپڑے تھے۔ (ابوداود' ترمذی۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (٤٠٦٥)، والترمذي (٢٨١٢)، والنسائي (٨/ ٢٠٤) بإسناد صحيح۔

فقه الحديث☆ سبز کپڑے پہننا جائز ہے۔

٧٨٤۔ **وعن** جابر رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء. رواه مسلم.

۷۸۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٣٥٨).

فقه الحديث☆❶ سیاہ عمامہ پہننا جائز ہے۔

٧٨٥۔ **وعن** أبي سعيد عمرو بن حريث رضي الله عنه قال: كأني أنظر إلى رسول الله ﷺ وعليه عمامة سوداء، قد أرخى طرفيها بين كتفيه. رواه مسلم.

وفي رواية له: أن رسول الله ﷺ خطب الناس، وعليه عمامة سوداء.

۷۸۵۔ حضرت ابو سعید عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہے آپ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا تو اس وقت آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٣٥٩)، والرواية الثانية عند مسلم (١٣٥٩) (٤٥٣).

فقه الحديث☆ خطبے وغیرہ کے موقع پر سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے، اگرچہ سفید لباس کی فضیلت زیادہ ہے۔

٧٨٦۔ **وعن** عائشة رضي الله عنها قالت: كفن رسول الله ﷺ في ثلاثة أثواب بيض سحولية من كرسف، ليس فيها قميص ولا عمامة. متفق عليه.

((السَّحُوْلِيَّةُ)) بفتح السين وضمها وضم الحاء المهملتين: ثياب تنسب إلى سحول: قرية باليمن.

((وَالْكُرْسُفُ)): القطن.

۷۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا جو (یمن کے علاقے) سحول کے بنے ہوئے تھے ان میں قمیص تھی نہ پگڑی۔ (متفق علیہ)

(السحولیة) سین پر زبر اور پیش، حاء پر پیش ہے، ایسے کپڑے جو سحول (یمن کی ایک بستی) کی طرف منسوب ہوں۔ (کرسف) ''روئی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١٣٥ - فتح)، ومسلم (٩٤١).

فقه الحديث☆❶ رسول اللہ ﷺ کے کفن کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ تین سفید کپڑوں پر مشتمل تھا جو روئی کے بنے ہوئے تھے۔

❷ رسول اللہ ﷺ سفید کپڑے کا کفن بنانے کی ترغیب فرماتے تھے۔

❸ میت کو عمامہ اور قمیص نہیں پہنائی جائے گی۔

٧٨٧۔ **وعنها** قالت: خرج رسول الله ﷺ ذات غداة، وعليه مرط مرحل من شعر أسود. رواه مسلم.

۷۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے تو آپ پر سیاہ بالوں کی بنی ہوئی نقش و نگار والی ایک چادر تھی۔ (مسلم)

((اَلْمِرْطُ)) بِكَسْرِ الْمِيمِ: وَهُوَ كِسَاءٌ ((وَالْمُرَحَّلُ)) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: هُوَ الَّذِي فِيهِ صُورَةُ رِحَالِ الْإِبِلِ، وَهِيَ الْأَكْوَارُ.

(المرط) میم کے نیچے زیر بمعنی چادر۔ (المرحل) حاء کے ساتھ' وہ کپڑا جس میں اونٹوں کے کجاووں کی تصویریں ہوں اور اسی کو ''اکوار'' بھی کہتے ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۰۸۱).

فقه الحدیث☆ کسی وقت یا موقع کی تخصیص کے بغیر سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے۔لیکن اگر یہ کسی خاص مناسبت سے پہنے جائیں تو پھر درست نہیں۔

۷۸۸۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ، فَقَالَ لِي: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فقال: ((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ هٰذِهِ الْقَضِيَّةَ كَانَتْ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ.

۷۸۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا جی ہاں! پس آپ اپنی سواری سے اترے اور چل پڑے حتیٰ کہ آپ رات کی تاریکی میں اوجھل ہو گئے پھر آپ تشریف لائے تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا' آپ نے اپنا چہرہ مبارک دھویا۔ آپ کے اوپر اونی جبہ تھا' آپ نے اس میں سے اپنے بازو نکالنا چاہے لیکن نہ نکال سکے' حتیٰ کہ آپ نے انہیں جبے کے نیچے سے نکالا۔ آپ نے اپنے بازو دھوئے اور سر کا مسح کیا پھر میں جھکا تا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو اس لیے کہ میں نے پاؤں پاکیزگی کی حالت میں ان میں داخل کیے ہیں''۔ اور آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: آپ کے جسم اطہر پر شامی جبہ تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے: یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۲۸۵۔ ۲۸٦ ۔ فتح)، ومسلم (۲۷۳) (۷۹)' والروایة الثانیة عند البخاری (۱/ ۴۷۳۔ فتح) ، ومسلم (۲۷۳) (۷۷)' والثالثة عند البخاری (۸/ ۱۲۵ ۔ فتح).

غریب الحدیث☆ (تواری) ''آپ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔'' (الإداوة) ''پانی کا برتن۔'' (أهويت) ''میں جھکا' یا میں نے ہاتھ بڑھایا۔''

فقه الحدیث☆ ❶ قضائے حاجت کے لیے دور جانا چاہیے یہاں تک کہ لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے۔

❷ ہمیشہ پاکیزگی اور طہارت کی حالت میں رہنا مستحب ہے۔

❸ وضو کے وقت کسی دوسرے شخص سے مدد لینا جائز ہے۔

❹ اگر پتھر یا مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا کیا جائے تو اس کے بعد ہاتھوں کو دھونا چاہیے۔

❺ کفار کے بنے ہوئے کپڑے استعمال کرنا جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کا بنا ہوا جبہ استعمال فرمایا۔

❻ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ جرابیں وضو کرنے کے بعد پہنی ہوں۔

❼ وضو سنت کے مطابق مکمل کرنا چاہیے۔

١١٨۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَمِيْصِ

١١٨۔ باب: قمیص پہننا مستحب و پسندیدہ ہے

٧٨٩۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصُ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

٧٨٩۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ قمیص تھی۔ (ابوداؤد' ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (٤٠٢٥)، والترمذي (١٧٦٢)، وابن ماجه (٣٥٧٥).

فقه الحديث☆ ❶ قمیص پہننا مستحب اور پسندیدہ ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ؐ اسے زیب تن فرماتے تھے اور یہ آپ کا پسندیدہ لباس تھا۔

❷ عرب عام طور پر لباس کے طور پر دو چادریں استعمال کرتے تھے' ایک چادر نیچے اور ایک چادر اوپر اور کچھ لوگ قمیص بھی استعمال کرتے تھے' تاہم قمیص زیادہ باپردہ لباس ہے۔

١١٩۔ بَابُ صِفَةِ طُوْلِ الْقَمِيْصِ وَالْكُمِّ وَالْإِزَارِ وَطَرَفِ الْعِمَامَةِ وَتَحْرِيْمِ إِسْبَالِ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُيَلَاءِ وَكَرَاهَتِهِ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءِ

١١٩۔ باب: قمیص، آستین، ازار (تہ بند' شلوار وغیرہ) اور پگڑی کا کنارہ کتنا لمبا ہو؟ نیز ان میں سے کسی بھی چیز کو بطور تکبر لٹکانا حرام ہے اور تکبر کے بغیر لٹکانا مکروہ و ناپسندیدہ ہے

٧٩٠۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّسْغِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

٧٩٠۔ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستینیں کلائی تک تھیں۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٥١٩) ملاحظہ فرمائیں۔

٧٩١۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ)). رَوَاهُ

٧٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بطور تکبر اپنے کپڑے کو (زمین پر) لٹکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رسول! میرا تہ بند تو نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا بہت خیال رکھوں۔ پس رسول اللہ ﷺ

الْبُخَارِيُّ. وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ.

نے انہیں فرمایا: ''یقیناً آپ ان لوگوں میں سے نہیں جو بطور تکبر ایسا کرتے ہیں''۔ (بخاری۔ مسلم نے بھی اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۸۵).

فقه الحدیث☆ ❶ کپڑے کو نیچے لٹکانا کبیرہ گناہ ہے' لیکن اگر غیر ارادی طور پر کپڑا نیچے لٹک جائے تو یہ اس زمرے میں نہیں آتا کیونکہ ایسا شخص تو اسے اونچا رکھنے کی پوری کوشش اور احتیاط کرتا ہے لیکن اگر پھر بھی کپڑا یعنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹک جائے تو اس میں کچھ گنجائش ہے مگر جو شخص ارادتاً کپڑے کو نیچے لٹکاتا ہے تو یہ بڑا جرم ہے۔

❷ کپڑے کو صرف لٹکانا ہی تکبر میں داخل ہے' اس لیے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا جائز نہیں خواہ کسی نے تکبر کا ارادہ نہ کیا ہو۔

❸ کپڑے کو نیچے لٹکانے میں بہت سے مفاسد ہیں:

(ا) اسراف۔

(ب) عورتوں سے مشابہت' کیونکہ عورتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے ٹخنے ڈھانپ کر رکھیں۔

❹ ازار لٹکانے والے کے لیے بہت سخت وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۷۹۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا)). متفقٌ عليه.

۷۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو بطور تکبر اپنا ازار لٹکاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۱۶) ملاحظہ فرمائیں۔

۷۹۳۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۷۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۲۵۶ ـ فتح).

فقه الحدیث☆ ''ٹخنوں سے نیچے جو کپڑا ہے وہ آگ میں ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ جب کپڑا آگ میں جلے گا تو جو اس کپڑے کو ٹخنوں کے نیچے لٹکائے گا وہ تو بدرجہ اولیٰ جہنم میں جائے گا کیونکہ مکلف تو انسان ہے نہ کہ کپڑا۔ افسوس کہ آج کل اکثر مسلمان اس کو گناہ یا برائی نہیں سمجھتے بلکہ اسے وقار کی علامت سمجھتے ہیں۔

۷۹۴۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ)) قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا! مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: ((الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ

۷۹۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے روز قیامت اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا''۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے فرمایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ نامراد ہوئے اور خسارے میں مبتلا ہوگئے! اللہ کے رسول! یہ کون لوگ

الْكَاذِبِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ((الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ))۔

ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۲) احسان کر کے احسان جتلانے والا (۳) اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا''۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٠٦).

غریب الحدیث☆ (المسبل) ''ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔'' (المنان) ''احسان کر کے احسان جتلانے والا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا اثبات۔

❷ اگر کوئی اہم بات ہو تو اسے تکرار سے بیان کرنا جائز ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے کے لیے بد دعا کرنا جائز ہے۔

❹ اگر سامع کو بات سمجھ نہ آئے تو وہ استفسار کر سکتا ہے۔

❺ اصل بات بیان کرنے سے پہلے تمہیدی طور پر کچھ کلمات کہنا جائز ہے۔

❻ کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا اور احسان کر کے احسان جتلانا حرام ہے۔

٧٩٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالْعِمَامَةِ؛ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

٧٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کپڑے کا لٹکانا ازار، قمیص اور پگڑی میں ہے، جو شخص کسی بھی کپڑے کو بطور تکبر لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت (نظر رحمت سے) اس کی طرف نہیں دیکھے گا''۔ (ابوداود، نسائی۔ حدیث صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح۔ أخرجه أبو داود (٤٠٩٤)، والنسائي (٨/ ٢٠٨)، وابن ماجه (٣٥٧٦).

فقه الحدیث☆ ❶ إسبال (کپڑے کا لٹکانا) صرف ازار ہی میں نہیں بلکہ قمیص اور عمامے میں بھی ہو سکتا ہے۔ قمیص کی آستین کلائی تک ہونی چاہیے اور پگڑی کو بھی ضرورت سے زیادہ لٹکانا درست نہیں تعجب ہے کہ بعض لوگ بڑی پگڑی کو عزت اور علم کی علامت سمجھتے ہیں۔

٧٩٦۔ وَعَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ؛ لَا يَقُوْلُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ؛ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! - مَرَّتَيْنِ - قَالَ: ((لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى - قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنَا

٧٩٦۔ حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے پر عمل کرتے ہیں، وہ جو کچھ بھی کہتا ہے لوگ اسے قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے دو مرتبہ کہا **علیک السلام یا رسول اللہ!** آپ نے فرمایا: ''تم **علیک السلام** نہ کہو، **علیک السلام** تو مُردوں کا سلام ہے، تم **السلام علیک** کہو''۔ حضرت ابوجری بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا آپ اللہ کے رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَاِذَا اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ اَنْبَتَهَا لَكَ، وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ، فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ، فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ)) قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ اِلَيَّ. قَالَ: ((لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا)) قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيْرًا، وَلَا شَاةً ((وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ؛ اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ. وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تجھے کوئی تکلیف پہنچے اور تو اس سے دعا کرے تو وہ تجھ سے وہ تکلیف دور کردے، جب تو قحط سالی میں مبتلا ہو اور تو اس سے دعا کرے تو وہ تیرے لیے نباتات نکال دے گا اور جب کبھی تو جنگل اور بے آب و گیاہ بیابان میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے تو تو اس سے دعا کرے تو وہ تیری سواری تجھے لوٹا دے'' حضرت ابو جری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کبھی کسی کو گالی نہ دینا۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد آدمی کو گالی دی نہ کسی غلام کو اور نہ کسی اونٹ اور بکری ہی کو اور آپ نے یہ وصیت فرمائی: ''کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا' اگر تم اپنے بھائی سے بات کرو تو تمہارا چہرہ اس کے لیے خندہ و شگفتہ ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ بھی نیکی ہے اور اپنے ازار کو آدھی پنڈلی تک بلند رکھو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ٹخنوں تک بلند رکھنا اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچنا' اس لیے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی وغیرہ دے یا وہ تجھے کسی چیز پر عار دلائے جو تجھ میں ہے' جسے وہ جانتا ہے تو تم اسے عار نہ دلانا جو تم جانتے ہو کہ وہ اس میں ہے' اس لیے کہ اس کا وبال اسی پر ہے''۔ (ابوداوٗد' ترمذی۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٠٨٤)، والترمذي (٢٧٢٢)، وأحمد (٥/ ٦٣ و ٦٤).

غريب الحديث☆ (سنة) ''قحط سالی''۔ (القفر) ایسی جگہ جہاں پانی ہو نہ انسان۔ (الفلاة) ایسی جگہ جہاں پانی نہ ہو۔ (اعهد إلى) ''مجھے وصیت فرمائیے'' (المخيلة) ''تکبر''

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں جلدی کرتے تھے' اس میں لیت ولعل سے کام نہیں لیتے تھے۔

❷ تمام امور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے فیصلہ کرانا چاہیے۔

❸ اگر کوئی آدمی کسی شخص میں ناپسندیدہ امر دیکھے تو اسے علیحدگی میں ناصحانہ انداز میں سمجھائے۔

❹ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صرف عليك السلام مُردوں کا سلام ہے جبکہ نبی ﷺ سے مُردوں کے لیے السلام عليكم أهل دار قوم مؤمنين کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔

❺ بندوں کے تمام امور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔

❻ بندوں کو اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کرانے سے مقصود یہ ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔

7. کسی صاحب اہلیت شخص سے نصیحت طلب کرنا مستحب ہے۔
8. سب وشتم اور لعن طعن کرنا مومنوں کی صفت نہیں بلکہ یہ تو شیاطین کا فعل ہے۔
9. دین کے کسی بھی کام کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔
10. مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے اور شیریں انداز سے بات چیت کرنی چاہیے۔
11. مومن کا ازار نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ٹخنوں سے اوپر تک ہونا چاہیے' کیونکہ ٹخنوں سے نیچے ازار رکھنا بذات خود تکبر ہے، خواہ اس کا قصد نہ بھی کیا جائے۔
12. مسلمانوں کے عیوب کی ستر پوشی کرنا واجب ہے۔
13. جو شخص تمہارے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو تمہیں اس کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے یعنی اس کی حق تلفی نہیں کرنی چاہیے۔
14. جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی ستر پوشی نہیں کرتا بلکہ ان کی مشہوری کرتا ہے قیامت والے دن یہ اس کے لیے وبال ہوگا۔

۷۹۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ)) فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ)).
رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

۷۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی اپنا ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''جاؤ اور وضو کرو''۔ پس وہ گیا اور اس نے وضو کیا' پھر آیا تو آپ نے پھر فرمایا: ''جاؤ اور وضو کرو۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ اسے وضو کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور پھر خاموش ہو جاتے ہیں (دوبارہ وضو کی وجہ نہیں بتاتے)؟ آپ نے فرمایا: ''اس لیے کہ وہ اپنا ازار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ازار لٹکا کر نماز پڑھنے والے آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا''۔ (ابوداود، مسلم کی شرط پر سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ۔ أخرجه أبو داود (٦٣٨ و ٤٠٨٦)۔ اس کی سند ابو جعفر کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے' جیسا کہ ابوداود (٦٣٧) میں صحیح سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِيْ صَلَاتِهِ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ فِيْ حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ)) ''جس نے از راہ تکبر نماز میں اپنا تہ بند لٹکایا تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کے لیے جنت کو حلال کرنا اور جہنم کو حرام کرنا''۔

فقه الحديث☆ 1. برائی کو بدلنا، مٹانا واجب ہے۔
2. بعض عبادات بعض پر مبنی ہوتی ہیں۔
3. کسی بھی نیک عمل کو حقیر اور کم تر سمجھتے ہوئے اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔
4. جو شخص ازار لٹکا کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عہد نہیں۔

۷۹۸۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ ۔ وَكَانَ جَلِيْسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ ۔ قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ

۷۹۸۔ حضرت قیس بن بشر تغلبی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (بشر) نے جو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہمنشین تھے' مجھے بتایا کہ دمشق میں ایک آدمی تھے جو نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں سے تھے' انہیں سہل بن

سَهْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ، إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ وَطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي. وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ. فَسَمِعَ بِذٰلِكَ آخَرُ فَقَالَ: مَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: **((سُبْحَانَ اللّٰهِ؟ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ وَيُحْمَدَ))** فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ: أَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ!؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ لَيَبْرُكَنَّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ.

قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا))**.

ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ! لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ!))** فَبَلَغَ خُرَيْمًا، فَعَجَّلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ.

ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا

حنظلیہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا' وہ تنہائی پسند تھے اور لوگوں کے ساتھ بہت کم اٹھتے بیٹھتے تھے۔ پس وہ نماز ہی میں مصروف رہتے تھے' جب نماز سے فارغ ہوتے تو وہ تسبیح وتکبیر کا ورد کرنے میں مصروف رہتے حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ جاتے۔ ایک روز وہ ہمارے پاس سے گزرے جب کہ ہم حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ابودرداء رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمیں نفع پہنچائے۔ اور آپ کو نقصان نہ پہنچائے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا' پس جب وہ واپس آیا تو ان میں سے ایک آدمی آیا اور اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' اس شخص نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا اگر تم وہ منظر دیکھتے جب ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی (تو کیا ہی اچھا ہوتا) پس فلاں آدمی نے نیزہ اٹھایا اور کسی کو مارا اور کہا لو مجھ سے لڑائی کا مزہ چکھو' میں ایک غفاری لڑکا ہوں! (بتاؤ) اس کی اس بات کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میرا تو خیال ہے کہ اس کا اجر ضائع ہوگیا۔ دوسرے آدمی نے یہ بات سنی تو اس نے کہا میرے خیال میں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس پر یہ دونوں جھگڑنے لگے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا' پس آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسے اجر بھی دیا جائے اور اس کی تعریف بھی کی جائے''۔ پس میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس بات پر خوش ہوئے ہیں اور اس کی طرف سر اٹھا کر فرما رہے ہیں: کیا تم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں! وہ ان سے مسلسل یہ بات کہتے رہے حتیٰ کہ میں کہنے لگا کہ وہ (ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ) ضرور گھٹنوں پر بیٹھ جائیں گے (یہ زیادہ قربت ظاہر کرنے کے لیے استعارہ ہے)۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ (سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ) کسی دوسرے دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے انہیں پھر کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمارے لیے نفع مند اور آپ کے لیے نقصان دہ نہ ہو؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''(جہادی) گھوڑوں پر خرچ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو

وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّكُمْ قَادِمُوْنَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ، فَاَصْلِحُوْا رِحَالَكُمْ، وَاَصْلِحُوْا لِبَاسَكُمْ حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ؛ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ)).

رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، إِلَّا قَيْسَ بْنَ بِشْرٍ، فَاخْتَلَفُوْا فِي تَوْثِيقِهِ وَتَضْعِيفِهِ، وَقَدْ رَوَى لَهُ مُسْلِمٌ.

صدقے کے لیے اپنا ہاتھ کھلا رکھے اور اسے بند نہ کرے۔"

پھر ایک دن وہ ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمیں نفع پہنچائے اور آپ کو نقصان نہ پہنچائے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خریم اسدی اچھا آدمی ہے اگر اس کے سر کے بال لمبے نہ ہوتے اور اس کا ازار (ٹخنوں سے نیچے) نہ لٹکا ہوا ہوتا"۔ جب حضرت خریم رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو انھوں نے جلدی سے ایک چھری لی اور اپنے لمبے بالوں کو کانوں کے برابر کاٹ لیا اور اپنے ازار کو نصف پنڈلی تک کرلیا۔

وہ پھر کسی روز ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے انہیں پھر کہا: کوئی ایسی بات بتائیں جو ہمارے لیے نفع بخش ہو اور تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم اپنے بھائیوں کے پاس جانے والے ہو پس اپنے کجاووں اور اپنے لباس کو درست کرلو حتیٰ کہ تم ایسے ہو جاؤ جیسے چہرے پر تل والا شخص لوگوں میں نمایاں ہوتا ہے (یعنی گھر جانے کے لیے تیاری کرو)۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ "فحش" (بلا ارادہ بری شکل وصورت اختیار کرنا) اور "تفحش" (ارادی طور پر بری شکل وصورت اختیار کرنا) کو پسند نہیں فرماتا"۔ (ابوداؤد۔ سند حسن ہے البتہ قیس بن بشر راوی کے ثقہ اور ضعیف ہونے میں محدثین میں اختلاف ہے جبکہ امام مسلم نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔)

توثيق الحديث☆ حسن إن شاء الله ـ أخرجه أبو داود (٤٠٨٩)، وأحمد (٤/ ١٧٩ ـ ١٨٠)، والحاكم (٤/ ١٨٣).

یہ حدیث ان شاء اللہ حسن ہے۔ اس کی سند میں ہشام بن سعد راوی صدوق ہے اور قیس بن بشر کو ضعیف کہنا درست نہیں کیونکہ ابو حاتم نے کہا ہے کہ میں اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں پاتا اور ابن حبان نے اسے "الثقات" میں ذکر کیا ہے اور اس کا باپ بشر بن قیس تابعی ہے اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

غريب الحديث☆ (متوحدا) "تنہائی پسند' الگ تھلگ رہنے والا۔" (السرية) "چھوٹا لشکر۔" (ما أراه) "میں اسے نہیں خیال کرتا، سمجھتا۔" (المنفق على الخيل) "جہاد کے لیے گھوڑا پالنے والا اور اس پر خرچ کرنے والا۔" (جمته) سر کے لمبے بال جو کندھوں پر پڑتے ہوں۔ (الشفرة) "چھری۔"

فقه الحديث☆ ❶ اہل علم کی مجالس میں بیٹھنا چاہیے اور ان سے علم سیکھنا چاہیے۔

❷ اہل علم وفضل کا ذکر کرنا جائز ہے۔

❸ عبادت کے لیے لوگوں سے الگ تھلگ رہنا جائز ہے۔

- ❹ اگر کسی شخص کا کوئی وصف اس پر غالب آ جائے تو اسے اس وصف سے موسوم کرنا جائز ہے۔
- ❺ کسی قبیلے یا فرد کی مدح وتعریف کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کبر وفخر کا پہلو نہ ہو۔
- ❻ مسائل کے فہم واستنباط میں صحابہ کرام میں بھی اختلاف ہو جاتا تھا لیکن شریعت کے سامنے وہ اپنے اختلاف مٹا کر اس شریعت کے تابع ہو جاتے تھے۔
- ❼ تعجب کے طور پر سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔
- ❽ اجر اور مدح دونوں ایک ساتھ کسی مومن کے لیے ہو سکتے ہیں۔
- ❾ جو شخص اللہ تعالیٰ کی شریعت کی اتباع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔
- ❿ جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیاری کرتا ہے تو اس کے لیے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔
- ⓫ عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے لمبے لمبے بال رکھنا منع ہے۔
- ⓬ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کا اثبات۔

٧٩٩۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِزْرَةُ الْمُسْلِمِ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ ۔ اَوْ لَا جُنَاحَ ۔ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، فَمَا كَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَمَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ)).رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

٧٩٩۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا ازار آدھی پنڈلی تک ہے اور اگر آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو تو اس میں بھی کوئی حرج یا کوئی گناہ نہیں، پس جو ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ آگ میں ہوگا اور جو شخص بطور تکبر اپنا ازار گھسیٹتا ہوا چلے گا تو (قیامت والے دن) اللہ تعالیٰ (نظر رحمت سے) اس کی طرف نہیں دیکھے گا''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٠٩٣)، وابن ماجه (٣٥٧٣) وغيرهما بإسناد صحيح.

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٦١٦، ٧٩٢ اور ٧٩٣) دیکھیں۔

٨٠٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي اِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! ارْفَعْ اِزَارَكَ)) فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ: ((زِدْ))، فَزِدْتُ، فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اِلَى اَيْنَ؟ فَقَالَ: اِلَى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ۔ رَوَاهُ مسلم.

٨٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور میرا تہ بند لٹکا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: ''عبداللہ! اپنا تہ بند اونچا کرو''۔ پس میں نے اسے اونچا کر لیا' آپ نے پھر فرمایا: ''اور اونچا کرو''۔ میں نے اور اونچا کر لیا۔ پس اس کے بعد میں ہمیشہ اس کا خیال کرتا رہا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تہ بند کہاں تک ہو؟ انھوں (ابن عمر) نے کہا کہ آدھی پنڈلیوں تک۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٨٦).

فقه الحديث☆ اس حدیث سے بہت سے مسلمانوں کے شبہات ختم ہو جاتے ہیں' جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹخنوں سے نیچے ازار بطور تکبر نہیں لٹکاتے بلکہ ویسے ہی ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں اور پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فعل سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ آپ ان میں سے نہیں جو تکبر کے طور پر ازار نیچے لٹکاتے ہیں تو یہ استدلال درست نہیں اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارادی طور پر ازار نیچے نہیں لٹکاتے تھے بلکہ خود بخود نیچے ہو جاتا تھا جبکہ یہاں تو لوگ ناپ دیتے وقت ہی ٹخنوں سے نیچے کا

دیتے ہیں یعنی کپڑے سلائی کراتے وقت ہی یہ نیت ہوتی ہے کہ میں نے ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ وفکر سے محفوظ رکھے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا دیکھا تو فوراً اوپر کرا دیا پس تمام مسلمان مردوں کو اپنا ازار (تہ بند، شلوار، پتلون اور پاجامہ وغیرہ) ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے' جبکہ عورتوں کو اپنے ٹخنے اور پاؤں ڈھانپ کر رکھنے چاہییں۔

۸۰۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ، قَالَ: ((يُرْخِينَ شِبْرًا)). قَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ. قَالَ: ((فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا' لَا يَزِدْنَ)).

رواه أبوداود، والترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکا کر چلتا ہے تو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا عورتیں اپنی چادروں کے دامن کے بارے میں کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ (نصف پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے لٹکا لیں۔'' انھوں نے کہا کہ اس طرح تو ان کے پاؤں نظر آئیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک ہاتھ کے برابر لٹکا لیں اور اس سے زیادہ نہ لٹکائیں''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤١١٩)، والترمذي (١٧٣١)، والنسائي (٨/ ٢٠٩)، وإسناده صحيح.

فقه الحديث ☆ ❶ چادروں کے دامن لٹکانے کے بارے میں مردوں اور عورتوں میں فرق ہے' مردوں کی چادریں نصف پنڈلی تک اور عورتوں کی چادریں ایسی ہونی چاہییں کہ ان کے پاؤں نظر نہ آئیں' کیونکہ عورتوں کے پاؤں بھی ستر میں شامل ہیں' وہ کسی بھی حالت میں ننگے نہیں ہونے چاہییں۔

❷ مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

❸ مومن عورتوں کی شدت حیا کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ عورتیں اپنے کپڑوں کے دامن نصف پنڈلی سے ایک بالشت نیچے تک لٹکائیں جبکہ وہ مزید نیچے لٹکانے کا تقاضا کرتی ہیں جبکہ آج کل کی مسلمان خواتین یورپ کی نقالی کرتے ہوئے اپنی شلواریں ٹخنوں سے اوپر رکھتی ہیں اور ایسا باریک لباس پہنتی ہیں کہ ان کا جسم ظاہر ہوتا ہے۔ ایسا لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

۱۲۰۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَرْكِ التَّرَفُّعِ فِي اللِّبَاسِ تَوَاضُعًا

۱۲۰۔ باب تواضع کے طور پر عمدہ اور فاخرانہ لباس نہ پہننا مستحب ہے

قَدْ سَبَقَ فِي بَابِ فَضْلِ الْجُوعِ وَخُشُونَةِ الْعَيْشِ جُمَلٌ تَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْبَابِ.

''باب فضل الجوع و خشونة العيش'' میں کچھ باتیں گزر چکی ہیں جو اس باب سے متعلق ہیں۔

۸۰۲۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى

۸۰۲۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرتے ہوئے عمدہ لباس پہننا چھوڑ دیا جبکہ وہ اس کی طاقت بھی رکھتا ہو تو قیامت والے

رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

دن اللہ تمام مخلوقات کے سامنے اسے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ ایمان کے جوڑوں میں سے وہ جونسا جوڑا چاہے زیب تن کرلے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذي (٢٤٨١)، وأحمد (٣/ ٤٣٨ و ٤٣٩)، والحاكم (٤/ ١٨٣) بإسناد حسن.

فقه الحديث☆ جو شخص بخل کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے اور عمدہ قسم کے جوڑے نہیں پہنتا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ایسے شخص کو تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت میں اہل ایمان کے لیے جو نہایت قیمتی جوڑے تیار ہیں وہ ان میں سے جس جوڑے کو چاہے زیب تن کرلے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی قدردان ہے وہ اپنے بندوں پر بہت ہی شفیق ومہربان ہے اور وہ اپنی رضا کے لیے کیے گئے عمل کی بہت جزا عطا فرماتا ہے۔

۱۲۱۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّوَسُّطِ فِي اللِّبَاسِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلَى مَا يُزْرِي بِهِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ وَلَا مَقْصُوْدٍ شَرْعِيٍّ

۱۲۱۔ باب: لباس میں میانہ روی اختیار کرنا مستحب ہے اور کسی ضرورت کے بغیر اور شرعی مقصود کے بغیر ایسا حقیر لباس نہ پہنے جو اس کی شخصیت کو عیب ناک کردے

۸۰۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۸۰۳۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه الترمذي (٢٨١٩) بإسناد حسن.
سنن نسائی (۸/۱۹۶) اور مسند احمد (۳/۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۴) میں جید سند کے ساتھ ابوالاحوص عن ابیہ سے اس کا ایک شاہد موجود ہے لہٰذا مجموعی طور پر یہ حدیث صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار و بیان مستحب ہے اس لیے کہ یہ بھی شکر ہے لیکن یہ اظہار بطور فخر نہ ہو۔
❷ لباس پہننے میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے کہ زیادہ قیمتی بھی نہ ہو اور بالکل حقیر بھی نہ ہو بلکہ اس میں تواضع کی جھلک دکھائی دیتی ہو۔
❸ لباس اتنا بھی معمولی قسم کا نہ ہو کہ لوگ اس شخص کو فقیر اور مسکین تصور کریں بلکہ استطاعت کے مطابق میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

۱۲۲۔ بَابُ تَحْرِيْمِ لِبَاسِ الْحَرِيْرِ عَلَى الرِّجَالِ وَتَحْرِيْمِ جُلُوْسِهِمْ عَلَيْهِ وَاسْتِنَادِهِمْ إِلَيْهِ وَجَوَازِ لُبْسِهِ لِلنِّسَاءِ

۱۲۲۔ باب: مردوں کے لیے ریشم پہننا، اس پر بیٹھنا اور اس پر ٹیک لگانا حرام ہے جبکہ عورتوں کے لیے اسے پہننا جائز ہے

۸۰۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۸۰۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

قال رسول الله ﷺ: ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ، فَإِنَّ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ)). متفقٌ عليه.

نے فرمایا: "تم ریشم کا لباس نہ پہنو اس لیے کہ جو مرد اسے دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۲۸۴ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۶۹) (۱۱).

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان عورتوں کے لیے ریشم کا لباس پہننا حلال ہے۔

❷ جو شخص دنیا میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے فائدہ اور لذت حاصل کرتا ہے وہ آخرت میں جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گا۔

❸ مسلمان مردوں کے لیے ریشم کا لباس پہننا، ریشمی بستر پر بیٹھنا اور اس کا تکیہ لگا کر اس پر ٹیک لگانا یہ سب منع ہیں۔

۸۰۵ـ وعنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)). متفقٌ عليه.

وفي رواية للبخاري: ((مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ))

قوله: ((مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ))، أي: لا نصيب له.

۸۰۵ـ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ریشم تو صرف وہی پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔" (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: "جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

(من لا خلاق له) کے معنی ہیں "جس کا کوئی حصہ نہیں"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۲۸۵ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۶۸) (۸).

فقه الحديث☆ ❶ مردوں کے لیے ریشم پہننا حرام ہے۔

❷ ریشم پہننا تکبر اور رعونت پسند لوگوں کا شیوہ ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اس لیے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے بھرپور فائدہ حاصل کر لیا۔

❸ ریشم کی تمام اقسام مراد ہیں خواہ وہ باریک ریشم ہو یا موٹا ان سب کا پہننا حرام ہے۔

۸۰۶ـ وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)). متفقٌ عليه.

۸۰۶ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس (مرد) نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۲۸۴ ـ فتح)، ومسلم (۲۰۷۳).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۰۴ اور ۸۰۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۸۰۷ـ وعن علي رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله ﷺ أخذ حريرا، فجعله في يمينه، وذهبا فجعله في شماله، ثم قال: ((إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ)). رواه أبو داود بإسناد حسن.

۸۰۷ـ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ریشم پکڑا تو اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھ لیا اور سونے کو پکڑ کر اپنے بائیں ہاتھ میں رکھ لیا پھر فرمایا: "یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔" (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه أبو داود (٤٠٥٧)، والنسائي (٨/ ١٦٠)، وابن ماجه (٣٥٩٥)، وأحمد (١/ ١١٥). اس کی سند حسن ہے۔ اس لیے کہ ابوافلح ہمدانی صدوق ہے نیز اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں۔ پس یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ نے ریشم اور سونے کو اپنی امت کے مردوں پر حرام قرار دیا لیکن امت کے مردوں کا یہ حال ہے کہ وہ اس کے استعمال میں کسی قسم کا گناہ نہیں سمجھتے بلکہ اس کے استعمال کو شان وشوکت اور عظمت و وقار کی علامت سمجھتے ہیں' منگنی اور شادی بیاہ کے موقع پر دولہے کو سونے کی انگوٹھی اور لاکٹ وغیرہ پہنائے جاتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں شریعت کے منافی ہیں۔

٨٠٨ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ، وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ)). رواهُ الترمذي وقال حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۸۰۸۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم کا لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بما قبله ـ أخرجه الترمذي (١٧٢٠)، وأحمد (٤/ ٣٩٤ و ٤٠٧).
اس حدیث کی سند اگرچہ منقطع ہے کیونکہ سعید بن ابی ہند نے ابوموسیٰ سے کچھ نہیں سنا اور نہ اس کی اس سے ملاقات ثابت ہے لیکن پہلی صحیح حدیث کی وجہ سے یہ بھی صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ سونا اور ریشم مسلمان عورتوں کے لیے حلال اور مسلمان مردوں کے لیے حرام ہے۔
❷ یہاں نہی تحریم کے لیے ہے۔

٨٠٩ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيْهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. رواهُ البخاري.

۸۰۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے' ریشم کا لباس پہننے اور اس پر بیٹھنے سے ہمیں منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢٩١ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں دونوں کے لیے یکساں ہے جبکہ ریشم کا لباس پہننا عورتوں کے لیے جائز ہے۔
❷ مردوں کے لیے جس طرح ریشم کا لباس پہننا حرام ہے اسی طرح اس پر بیٹھنا بھی ان کے لیے حرام ہے۔
❸ ریشم کو چھونا' اس کی خرید وفروخت کرنا اور اس کے منافع سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔ اللہ اعلم!

١٢٣ـ بَابُ جَوَازِ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِمَنْ بِهٖ حِكَّةٌ

۱۲۳۔ باب: جس شخص کو خارش ہو اس کے لیے ریشم کا لباس پہننا جائز ہے

٨١٠ـ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۸۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم کا لباس پہننے کی

عَنْهُمَا فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا. متفقٌ عليه.

اجازت د رخصت دے دی تھی' اس لیے کہ ان دونوں کو خارش تھی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢٩٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٧٦).

غريب الحديث☆ (الحكة) ''خارش''۔

فقه الحديث☆ کسی بیماری یا خاص سبب کے باعث ریشم کا لباس پہننے کی رخصت ہے۔ اسلام دین انتہائی آسان، فطرت کے عین مطابق اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہے۔

١٢٤۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ افْتِرَاشِ جُلُوْدِ النُّمُوْرِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا

١٢٤۔ باب: چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور اس پر سوار ہونے کی ممانعت

٨١١۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ)). حديث حسن، رَوَاه أبو دَاوُدَ وغيرهُ بإسْنَادٍ حَسَنٍ.

٨١١۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ریشم اور چیتے کی کھال پر سوار نہ ہونا''۔ (حدیث حسن ہے اسے ابوداود وغیرہ نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤١٢٩)، وابن ماجه (٣٦٥٦).

غريب الحديث☆ (الخز) ''ریشم''۔ (النمار) ''چیتے کی کھال''۔

فقه الحديث☆ ❶ ریشم کی بنی ہوئی زین پر سواری کرنا حرام ہے۔

❷ چیتے کی کھال استعمال کرنا جیسے اس کی جیکٹ اور زین وغیرہ بنانا' حرام ہے۔

❸ اہل فسق و فجور اور فخر و غرور کرنے والے لوگوں سے مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے۔

٨١٢۔ وَعَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ. رواه أبو داود، والترمذيُّ، والنسائيُّ بأسانيدَ صحاحٍ.

وفي روايةِ الترمذي: نَهَى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ.

٨١٢۔ حضرت ابو ملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی۔ ان کی سندیں صحیح ہیں)

اور ترمذی کی روایت میں ہے: ''آپ نے درندوں کی کھالوں کو (چٹائی وغیرہ کے طور پر) بچھا کر بیٹھنے سے منع فرمایا''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤١٣٢)، والنسائي (٧/ ١٧٦)، والترمذي (١٧٧٠)، وأحمد (٥/ ٧٤ و ٧٥)، والحاكم (١/ ١٤٨).

فقه الحديث☆ ❶ درندوں کی کھالوں پر بیٹھنا اور ان کی بنی ہوئی زینوں پر سوار ہونا حرام ہے۔

❷ فضول خرچی اور متکبرین کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

١٢٥۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا

١٢٥۔ باب: نیا لباس پہنتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

٨١٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ- عِمَامَةً، أَوْ قَمِيْصًا، أَوْ رِدَاءً - يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ)).

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۸۱۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کوئی نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے مثلاً عمامہ، قمیص یا چادر وغیرہ اور یہ دعا پڑھتے: ''یا اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو نے مجھے کپڑا پہنایا، میں اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٠٢٠)، والترمذي (١٧٦٧)، وأحمد (٣/ ٣٠ و ٥٠) وغيرهم

فقه الحديث☆ ❶ کپڑا پہنتے وقت اس کا نام لینا چاہیے اور ساتھ ہی مذکورہ دعا پڑھنی چاہیے۔

❷ تمام احوال و حالات میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ وہی منعم حقیقی ہے اور وہ اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے۔ پس بندوں کو چاہیے کہ وہ عبادت و اطاعت کے ذریعے سے اس کا شکر ادا کریں۔

❸ ہر چیز کے وجود میں خیر و شر موجود ہے پس ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر کا پہلو طلب کرے اور اس میں جو شر ہے اس کے بارے میں اللہ کی پناہ طلب کرے۔

١٢٦- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْتِدَاءِ بِالْيَمِيْنِ فِي اللِّبَاسِ

هٰذَا الْبَابُ قَدْ تَقَدَّمَ مَقْصُوْدُهُ وَذَكَرْنَا الْأَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ فِيْهِ.

۱۲۶۔ باب: لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا مستحب ہے

اس باب کا مقصود پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اس میں صحیح احادیث باب نمبر (۹۹) میں بیان ہو چکی ہیں۔

❀❀❀


بهجة الناظرين
شرح
رياض الصالحين

بہجۃ الناظرین

شرح

ریاض الصالحین

أبو زکریا یحیی بن شرف النووی رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج

فضیلۃ الشیخ أبی أسامہ سلیم بن عید الہلالی

مکتبہ قدوسیہ

بهجة الناظرين

شرح

رياض الصالحين

ریاض الصالحین

شرح

بہجۃ الناظرین

جلد دوم

تالیف

ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

تحقیق تخریج

فضیلۃ الشیخ سلیم بن عید الہلالی حفظہ اللہ

ترجمہ و تلخیص

ابو الانس محمد سرور گوہر

نظر ثانی:

ابو الفردوس حافظ مطیع اللہ — زبیر محمد اشتیاق

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت ——— 2009
اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com
Website: www.quddusia.com

فہرست مضامین

کِتَابُ آدَابِ النَّوْمِ ...... سونے کے آداب

کِتَابُ السَّلَامِ ...... سلام کا بیان

کِتَابُ الْجَنَائِزِ ...... جنازوں کا بیان

كِتَابُ آدَابِ السَّفَرِ ...... آداب سفر کا بیان

كِتَابُ الْفَضَائِلِ ...... فضیلتوں کا بیان

كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ ...... اعتکاف کا بیان

كِتَابُ الْحَجِّ ...... حج کا بیان

كِتَابُ الْجِهَادِ ...... جہاد کے مسائل

كِتَابُ الْعِلْمِ ...... علم کا بیان

كِتَابُ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشُكْرِهٖ ...... اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف اور اس کا شکر

كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ...... رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کا بیان

کِتَابُ الْأَذْكَارِ ......ذکرواذکار کا بیان

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ ......دعا کے مسائل

كِتَابُ الْأُمُورِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا ......حرام کردہ کاموں کا بیان

كِتَابُ الْمَنْثُوْرَاتِ وَالْمُلَحِ ...... متفرق احادیث اور علامات قیامت کا بیان

كِتَابُ الْاِسْتِغْفَارِ ...... توبہ و استغفار کا بیان

كِتَابُ آدَابِ النَّوْمِ

سونے کے آداب

١٢٧- بَابُ آدَابِ النَّوْمِ وَالْقُعُوْدِ وَالْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ وَالرُّؤْيَا

۱۲۷۔ باب: سونے، لیٹنے، بیٹھنے، مجلس، ہمنشیں اور خواب کے آداب

٨١٤- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ. آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ. وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۸۱۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! میں نے اپنا نفس تیرے سپرد کر دیا' میں نے اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کر دیا' اپنے معاملے کو تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پشت کو رغبت و خوف کے ساتھ تیری طرف لگا دیا اور تجھ سے بھاگ کر کوئی جائے پناہ اور چھٹکارے کی جگہ نہیں' میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (١/ ٣٥٧ - فتح).

فقه الحديث☆ ◆ بندے کو چاہیے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر کسی طرف جانا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بھاگے' اس لیے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں۔

◆ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور اس کی تصدیق کرنے کا بیان۔

◆ انسان کو قلب و نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

◆ اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے' وہ بہترین کارساز اور مددگار ہے۔

٨١٥- وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ ..)) وَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ: ((وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ)). متفق عليه.

۸۱۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے وضو کرتے ہو پھر اپنی دائیں کروٹ لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو......'' اور سابقہ دعا ذکر کی اور اس میں یہ بھی ہے: ''ان (دعائیہ کلمات) کو اپنی آخری گفتگو

بناؤ''۔(متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۱۰۹ ۔ فتح)، ومسلم (۲۷۱۰).

فقه الحدیث☆❶ سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے تاکہ اگر اس رات سوتے میں موت آ جائے تو انسان باوضو ہو اور پھر مسنون دعا پڑھ کر سونا چاہیے تاکہ ظاہری طہارت کے ساتھ ساتھ قلبی طہارت بھی ہو سکے۔

❷ باوضو سونے سے انسان جو خواب دیکھتا ہے وہ تقریباً سچے ہوتے ہیں اور شیطانی وساوس سے محفوظ ہوتے ہیں۔

❸ دائیں کروٹ لیٹنا مستحب ہے' اس طرح دل پر بوجھ نہیں پڑتا کیونکہ دل بائیں طرف ہے۔

❹ حدیث میں مذکورہ الفاظ توقیفی (وحی الٰہی پر موقوف) ہیں' ان میں ردوبدل کرنا درست نہیں۔ کیونکہ حدیث کے راوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے دعا یاد کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سنائی تو انھوں نے "**وبنبیك الذی أرسلت**" کی بجائے "**وبرسولك الذی أرسلت**" کے الفاظ پڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''ایسے نہیں بلکہ "**وبنبیك الذی أرسلت**" پڑھو'' حالانکہ معانی میں اتنا خاص فرق نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ پوری شریعت توقیفی ہے' اس میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ویسے ہی عمل کرنا چاہیے' اسی میں خیر وفلاح ہے۔

۸۱۶۔ **وعن** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ. متفق عليه.

۸۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعت نماز تہجد پڑھا کرتے تھے' جب صبح صادق نمودار ہو جاتی تو آپ خفیف سی دو رکعتیں پڑھتے' پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز فجر کی اطلاع کرتا۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۱۰۸۔ ۱۰۹ ۔ فتح)، ومسلم (۷۳۶).

غریب الحدیث☆ (اضطجع) ''لیٹ جاتے''۔ (فیؤذنه) وہ آپ کو اطلاع کرتا کہ نمازی آ چکے ہیں۔

فقه الحدیث☆❶ نماز تہجد، قیام اللیل اور نماز تراویح ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی اور آپ نے اسی پر مواظبت فرمائی۔

❷ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے' اگر کوئی شخص فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو پھر وہ فرض پڑھنے کے بعد پڑھ لے۔

❸ نماز فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔

❹ جب لوگ یعنی نمازی اکٹھے ہو جائیں تو اس وقت امام کا نماز کے لیے آنا۔

۸۱۷۔ **وعن** حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: ((**اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا**)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ**)). رواه الترمذي.

۸۱۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا اور زندہ ہوتا ہوں'' اور جب آپ بیدار ہوتے تو پھر یہ دعا پڑھتے: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۱۱۳ ۔ فتح).

فقہ الحدیث☆ ❶ سوتے وقت دائیں کروٹ لیٹنا اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا مسنون ہے۔

❷ لفظ موت کا اطلاق نیند پر بھی ہوتا ہے' اس لیے کہ نیند موت صغریٰ ہے' نیند کی حالت میں انسان کو پتا نہیں ہوتا کہ اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے' پھر اللہ اپنی قدرت سے نیند سے بیدار کر دیتا ہے اور اس کی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں جو نیند کی وجہ سے معطل تھیں بحال ہو جاتی ہیں۔

❸ بندے کو ہر حال میں اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرتے رہنا چاہیے۔

٨١٨۔ وعَنْ يَعِيشَ بْنِ طِخْفَةَ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبِي: بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَطْنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ)) قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۸۱۸۔ حضرت یعیش بن طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی نے اپنے پاؤں سے مجھے ہلایا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ اس طرح (الٹا) لیٹنے کو ناپسند فرماتا ہے''۔ راوی کہتے ہیں میرے والد نے بتایا کہ میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح لغیرہ ۔ أخرجه أبو داود (٥٠٤٠)، وابن ماجه (٣٧٢٣)، وأحمد (٣/ ٤٢٩ و ٤٣٠).

اس حدیث کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے' ایک یہ کہ یعیش مجہول ہے اور دوسرا یہ کہ اس کی سند مضطرب ہے اور ابن ماجہ کی سند میں ابوذر راوی منکر ہے۔ لیکن پیٹ کے بل یعنی الٹا لیٹنے کی ممانعت کے متعلق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی (۲۷۶۸)' احمد (۲/ ۲۸۷' ۳۰۴)' ابن حبان (۵۵۴۹) اور حاکم (۴/ ۲۷۱) میں صحیح حدیث مروی ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

فقہ الحدیث☆ پیٹ کے بل سونا حرام ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو ناپسند فرماتا ہے اور جہنمی اس طرح لیٹتے ہیں' نیز اس طرح لیٹنے سے طبی اور اخلاقی نقصان بھی ہے اور یہ شائستگی کے بھی خلاف ہے۔

٨١٩۔ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالَى فِيهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالَى فِيهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

((التِّرَةُ)) بِكَسْرِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ، وَهِيَ: النَّقْصُ. وَقِيلَ: التَّبِعَةُ.

۸۱۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی جگہ بیٹھا اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر نقصان اور وبال ہوگا اور جو شخص کسی بستر پر لیٹا اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو ایسے شخص پر اللہ کی طرف سے نقصان اور وبال (گناہ) ہوگا''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

(الترة) تاء کے ساتھ' بمعنی نقص، کمی وغیرہ' بعض نے کہا گناہ، وبال۔

توثیق الحدیث☆ حسن ۔ أخرجه أبو داود (٤٨٥٦ و ٥٠٥٩)، والنسائی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (٤٠٤) بتمامه' وأخرج الحمیدی فی ((مسند)) (١١٥٨) شطره الأول' وأخرج ابن السنی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (٧٤٥) شطره الأخیرة.

فقہ الحدیث☆ ❶ لوگوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے اوقات کیسے بسر کریں اور تمام اوقات و حالات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں۔

◆ بندوں کے تمام اعمال لکھے جا رہے ہیں' اس لیے ہر شخص کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔

◆ جس مجلس اور نشست میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے وہ باعث برکت اور بابرکت بن جاتی ہے اور جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اس میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہوتی۔

۱۲۸۔ بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِلْقَاءِ عَلَى الْقَفَا وَوَضْعِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْأُخْرٰى إِذَا لَمْ يَخَفِ انْكِشَافَ الْعَوْرَةِ وَجَوَازِ الْقُعُوْدِ مُتَرَبِّعًا وَّمُحْتَبِيًا

۱۲۸۔ باب: چت لیٹنے، جب ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر لیٹنے، چوکڑی مار کر اور گوٹھ مار کر (سرین پر بیٹھ کر ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد کر کے) بیٹھنے کا جواز

۸۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى. متفقٌ عليه.

۸۲۰۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا' آپ نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۶۳ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۰۰).

فقه الحديث☆◆ چت لیٹنا اور ایک ٹانگ دوسری پر رکھنا جائز ہے' آپ ﷺ بوقت استراحت اس طرح کر لیا کرتے تھے۔ تاہم تمام لوگوں کی موجودگی میں ایسے نہیں لیٹتے تھے بلکہ بڑے وقار سے تشریف فرما ہوتے تھے۔

◆ مسجد میں استراحت کے طور پر لیٹنا جائز ہے۔ جس طرح مسجد میں بیٹھنے سے اجر ملتا ہے اسی طرح اگر مسجد میں لیٹ کر بھی ذکر و اذکار میں وقت گزارا جائے تو پھر بھی بندہ اجر سے محروم نہیں رہتا۔

◆ چت لیٹنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے ستر کی حفاظت کرے کیونکہ اس طرح لیٹے ہوئے اگر نیند آ جائے تو پھر ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۸۲۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ. حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وغيره بأسانيد صحيحة.

۸۲۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہو جاتے تو اپنی جگہ چوکڑی مار کر بیٹھے رہتے حتیٰ کہ سورج خوب اچھی طرح روشن ہو کر طلوع ہو جاتا۔ (ابوداود وغیرہ۔ حدیث صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (۴۸۵۰) بإسناد حسن.

فقه الحديث☆ جو شخص نماز فجر باجماعت ادا کرے تو اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا رہے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جائے تاکہ وہ نماز چاشت کی فضیلت حاصل کر سکے۔

۸۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ هٰكَذَا. وَوَصَفَ بِيَدَيْهِ الْاِحْتِبَاءَ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ. رواه البخاري.

۸۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحن کعبہ میں اپنے ہاتھوں کے ساتھ اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا اور پھر انھوں نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ گوٹھ مارنے کی کیفیت بیان کی۔ اسی حالت کو ''قرفصاء'' کہتے ہیں۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ٦٥ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (الاحتباء) ''گوٹھ مار کر بیٹھنا۔'' اس کی صورت کچھ اس طرح ہے کہ سرین کو زمین پر رکھ کر ہاتھوں سے ٹانگوں کے گرد حلقہ بنانا۔ (بفناء الکعبة) ''صحن کعبہ''۔

فقه الحدیث☆ گوٹھ مار کر بیٹھنا جائز ہے لیکن نماز کے انتظار میں اس طرح نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے وہ حالت نماز ہی میں ہوتا ہے۔'' اور گوٹھ مار کر بیٹھنا حالت نماز کے منافی ہے۔

۸۲۳۔ وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

۸۲۳۔ حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو گوٹھ مار کر بیٹھ ہوئے دیکھا' پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھنے کی حالت میں خشوع اختیار کرتے ہوئے دیکھا تو میں خوف کی وجہ سے کانپنے لگ گئی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توثیق الحدیث☆ حسن ـ أخرجه البخاری فی ((الأدب المفرد)) (۱۱۸۷)، و أبو داود (٤٨٤٧)، والترمذی (٢٨١٤).

اس کی سند میں معمولی سا ضعف ہے' عبداللہ بن حسان عنبری کی متقدمین نے جرح و تعدیل نہیں کی' لیکن اس سے ثقہ راویوں نے روایت لی ہے۔ اس وجہ سے امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''الکاشف (۲/۷۱)'' میں اسے ثقہ قرار دیا ہے' لیکن یہ ثقہ کے درجے تک نہیں پہنچتا۔ جبکہ صفیہ بنت علیبہ اور دحیبہ بنت علیبہ دونوں مقبول ہیں۔ ''اخلاق النبی ﷺ'' میں ابو امامہ حارثی کی حدیث اس کی شاہد بھی ہے' جس کی سند شواہد میں قبول کی جاتی ہے۔ قریہ حدیث بالجملہ حسن ہے۔ (ان شاء اللہ)

غریب الحدیث☆ (الفرق) ''خوف''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تصور کرتے ہوئے اپنی حرکات و سکنات پر قابو رکھتے ہوئے تواضع کے انداز میں بیٹھنا مستحب ہے۔

❷ اہل ایمان کی ہیئت سے دوسرے لوگ ہیبت اور خوف محسوس کرتے ہیں۔

۸۲٤۔ وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ بِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِي الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِي، وَاتَّكَأْتُ عَلٰى أَلْيَةِ يَدِي فَقَالَ: ((أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ؟!)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۸۲۴۔ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھا ہوا تھا اور میں نے ہاتھ کے انگوٹھے کے نچلے حصے پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر غضب نازل ہوا تھا!؟'' (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح۔ أخرجه أبو داود (٤٨٤٨)، وأحمد (٤/ ٣٨٨) والحاکم (٤/ ٢٦٩)، والطبرانی فی ((الکبیر)) (٧٢٤٢ و ٧٢٤٣). اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن جریج نے ''مصنف عبد الرزاق (۲/۱۹۷)'' میں ''حدثنا'' کی وضاحت کی ہے۔

غریب الحدیث☆ (ألية) انگوٹھے کی جڑ اور اس کے نیچے کا حصہ۔

فقه ... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کا بیان۔

... ئی کی مشابہت اختیار کرنے سے روکنا حتیٰ کہ بیٹھنے کی ہیئت میں بھی ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔

❸ اس امت کو ہر معاملے میں حتیٰ کہ عبادت کرنے کے طریقے اور بیٹھنے کی حالت میں بھی دوسری قوموں سے ممتاز ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملے میں فرمایا: ((خالفوا اليهود والنصارى)) ''یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو'' لیکن امت کا یہ حال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کی تقلید اور نقالی پر پوری ہٹ دھرمی اور غیرت کا جنازہ نکالے ہوئے گامزن ہے اور اس پر فخر محسوس کرتی ہے۔ (إن لله وإنا إليه راجعون)

۱۲۹۔ بَابُ آدَابِ الْمَجْلِسِ وَالْجَلِيْسِ

۱۲۹۔ باب: مجلس اور ہم نشین کے آداب

۸۲۵۔ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: ((لَا يُقِيمَنَّ اَحَدُكُمْ رَجُلًا مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ، وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا)) وكان ابن عمر اذا قام له رجل من مجلسه لم يجلس فيه. متفق عليه.

۸۲۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ وہ خود وہاں بیٹھ جائے بلکہ تم مجلس میں فراخی اور گنجائش پیدا کرو''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب کوئی آدمی ان کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوتا تو وہ اس جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۹۳ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۷۷) (۲۸ و ۲۹).

فقه الحديث☆ ❶ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھانا اور خود وہاں بیٹھ جانا ممنوع ہے۔

❷ مجلس میں فراخی اور گنجائش پیدا کرنا سنت ہے' اس سے مسلمانوں کی آپس میں محبت پیدا ہوگی اور بغض و نفرت ختم ہوگی اور معاشرے میں مساوات پیدا ہوگی اور امتیاز ختم ہوگا۔

❸ خود پسندی اور اپنے بارے برتری کا زعم بھی ختم ہو جاتا ہے۔

❹ مجلس میں جسے جہاں جگہ ملے اسے وہیں بیٹھ جانا چاہیے' کھڑے رہ کر انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ لوگ میرے لیے کھڑے ہوں اور مجلس میں کوئی اہم جگہ میرے لیے خالی کریں ایسی سوچ اور فکر اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔

❺ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تقویٰ اور ورع کا اندازہ لگائیں کہ اگر کوئی شخص اپنے طور پر بھی کھڑا ہو کر اپنی جگہ بیٹھنے کی پیش کش کرتا تو وہ پھر بھی اس کی جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔ مسلمان بھائیو! یہ ہمارے اسلاف ہیں' ہمیں اپنے عمل اور سوچ و فکر کی اصلاح کرنی چاہیے۔

۸۲۶۔ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ، ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ، فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ)). رواه مسلم.

۸۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک مجلس سے اٹھے پھر واپس آ جائے تو وہ اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۱۷۹).

فقه الحديث☆ صاحب مجلس کسی دوسرے شخص کی نسبت اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے' اگر وہ کسی ضرورت کے تحت اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے اور پھر واپس آ جائے تو وہ اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے' اگر کوئی اور شخص اس جگہ بیٹھ جائے تو وہ اسے اٹھا کر خود وہاں بیٹھنے کا مجاز ہے۔ اسلام نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دلانے کا اہتمام کیا ہے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور اس طرح معاشرے میں امن و امان قائم ہو جائے۔

۸۲۷۔ وعن جابر بن سمرة رضي الله عنهما قال: كنا اذا اتينا النبي ﷺ، جلس احدنا حيث ينتهي.

۸۲۷۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جسے جہاں جگہ ملتی وہ وہیں

رواہُ أبوداوُد، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسَنٌ.

بیٹھ جاتا۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری فی ((الأدب المفرد (۱۱٤۱)، وأبو داود (٤٨٢٥)، والترمذی (۲۷۲۵)، وأحمد (٥/ ۹۱ و ۹۸ و ۱۰۷ ـ ۱۰۸). اس حدیث کی سند شریک بن عبداللہ قاضی کے سوئے حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن حدیث کا معنی متابعت اور شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ زہیر بن معاویہ نے بھی سماک سے روایت کی ہے اور یہ متابعت صحیح ہے کیونکہ زہیر بخاری و مسلم کا راوی ہے۔ اس حدیث کے معنی کے شواہد بھی ہیں جیسے "بخاری (۱/ ۱۵٦ ـ فتح) باب من قعد حیث ینتھی به المجلس" میں ہے۔

فقه الحدیث☆ ❶ آداب مجلس میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جس کو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے' کسی بھی آنے والے شخص کو ایسے نہیں کرنا چاہیے کہ وہ مجلس میں آ کر کھڑا ہو جائے اور اس بات کا انتظار کرے کہ کوئی شخص اس کے لیے جگہ خالی کرے اور یہ صاحب وہاں بیٹھے۔

❷ علمی مجالس میں ادب کو ملحوظ رکھنا مستحب ہے۔

❸ اگر مجلس میں کہیں خالی جگہ ہو تو اسے پر کرنے کے لیے وہاں بیٹھنا جائز ہے ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے' گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

٨٢٨ـ وعن أبي عبدِ اللهِ سلْمانَ الْفارِسيِّ رَضِيَ اللهُ عنهُ قال: قال رسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى)). رواه البخاري.

۸۲۸۔ حضرت ابو عبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور مقدور بھر طہارت حاصل کرتا ہے' گھر میں موجود تیل استعمال کرتا ہے یا خوشبو استعمال کرتا ہے' پھر نماز جمعہ کے لیے گھر سے نکلتا ہے اور وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کرتا' پھر جو اس کے مقدر میں ہے نماز پڑھتا ہے' پھر جب امام خطبہ دیتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے' تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ تک درمیانی مدت کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۲/ ۳۷۰ ـ فتح).

فقه الحدیث☆ ❶ جمعہ کے دن خصوصی طور پر صفائی ستھرائی اور تزیین کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔

❷ جمعہ کے دن خوشبو لگانا اور اسے گھر پر رکھنا مسنون ہے۔

❸ جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا اور آگے پہنچنے کی کوشش کرنا جائز نہیں' البتہ صف میں خالی جگہ پر کرنے کے لیے آگے جانا جائز ہے۔

❹ خطبہ شروع ہونے سے پہلے سنتوں کی تعداد کا تعین نہیں "ما کتب له" سے یہی مراد ہے کہ جتنا اس کے مقدر میں ہے' البتہ خطبہ شروع ہو جائے تو پھر آنے والا شخص صرف دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

❺ جمعہ کے دن نصف النہار کے وقت نفل پڑھنا جائز ہے۔

❻ جب خطبہ شروع ہو جائے تو پھر خاموشی کے ساتھ خطبہ سننا چاہیے حتیٰ کہ کسی بولنے والے کو بھی یہ کہنا جائز نہیں کہ تم چپ ہو جاؤ۔

❼ حدیث میں مذکورہ آداب و شرائط کے ساتھ ادا کیے گئے جمعہ کی فضیلت سے ایک ہفتے یعنی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ صغیرہ گناہ ہیں' کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر اور حقوق العباد کے متعلق گناہ حقوق کی ادائیگی یا بندوں سے معاف

کرائے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔

۸۲۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ: ((لَا يَجْلِسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا)).

۸۲۹۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر (گھس کر) تفریق کرے''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

اور ابوداود کی ایک روایت میں ہے: ''دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھا جائے''۔

توثيق الحديث☆ حسن ۔ أخرجه أبو داود (٤٨٤٥)، والترمذى (٢٧٥٢) بإسناد حسن۔ والرواية الثانية عند أبي داود (٤٨٤٤).

فقه الحديث☆ ❶ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنے اور انہیں تکلیف نہ پہنچانے کی تلقین کی گئی ہے۔

❷ اگر کچھ لوگ بات کر رہے ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر ان کی بات کو سننا اور ان کا کلام قطع کرنا بھی جائز نہیں۔

❸ اگر دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں تو ان کے درمیان گھس کر بیٹھنے کی ممانعت ہے۔

۸۳۰۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ: اَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسْطَ حَلْقَةٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ، اَوْ: لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۸۳۰۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی جو حلقے او ر مجلس کے وسط میں بیٹھے۔ (ابوداود۔ حسن سند کے ساتھ مروی ہے)

امام ترمذی نے ابومجلز سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی مجلس کے وسط میں بیٹھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص مجلس کے وسط میں بیٹھے وہ محمد ﷺ کی زبان مبارک پر ملعون ہے یا فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زبان مبارک سے اس پر لعنت فرمائی۔ (امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ۔ أخرجه أبو داود (٤٨٢٦)، والترمذى (٢٧٥٣). یہ حدیث سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے' ابومجلز لاحق بن حمید نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر مجلس کے وسط میں بیٹھنے کی کوشش کرنا درست نہیں' اس کی ممانعت ہے۔

۸۳۱۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا)).

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

۸۳۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بہترین مجلس وہ ہے جو سب سے زیادہ فراخ ہو''۔ (اسے ابوداود نے شرط بخاری پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه البخارى فى ((الأدب المفرد)) (١١٣٦)، وأبو داود (٤٨٢٠)، وأحمد (٣/ ١٨، ٦٩)،

والحاكم (٤/ ٢٦٩).

فقه الحديث ☆ ❶ کوشش کرنی چاہیے کہ مجلسیں فراخ ہوں' کیونکہ اگر مجلس تنگ ہوگی تو بیٹھنے والے اور بعد میں آنے والے گھٹن اور تنگی محسوس کرتے ہیں اور حاضرین راحت وسکون محسوس نہیں کرتے۔ اس طرح حاضرین وہ ثمرات حاصل نہیں کر سکتے جو ایک فراخ وکشادہ مجلس سے حاصل ہوتے ہیں۔

❷ مجالس کو فراخ کرنا مسنون ہے' اس میں خیر و برکت ہے اور حاضرین مجلس کے لیے راحت وسکون ہے اور آنے والا شخص بھی بڑے آرام سے بیٹھ سکتا ہے۔

٨٣٢- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ، فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ؛ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ)).

رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۸۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں اس نے بہت سی لا یعنی اور بے فائدہ باتیں کیں پھر اس نے اس مجلس سے کھڑا ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھی ''اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں'' تو اس کے اس مجلس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٣٤٣٣)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٣٩٧)، ومن طريقه ابن السني (٤٤٩)، وابن حبان (٢٣٦٦)، والحاكم (١/ ٥٣٦ ـ ٥٣٧) وله طريق آخر أخرجه أبو داود (٤٨٥٨).

غريب الحديث ☆ (لغطه) ایسا لا یعنی اور بے مقصد کلام جس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

فقه الحديث ☆ یہ دعا کفارۂ مجلس کے نام سے مشہور ہے' اس کی کتنی فضیلت ہے کہ مجلس میں ہونے والی لا یعنی گفتگو کی وجہ سے ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے' اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے سے مجلس میں ہونے والے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ پس بندے کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

٨٣٣- وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى؟ قَالَ: ((ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فِي ((الْمُسْتَدْرَكِ)) مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

۸۳۳۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! تو اپنی حمد و تعریف کے ساتھ پاک ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں''۔ (ایک مرتبہ) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسے کلمات فرما رہے ہیں جو پہلے نہیں فرماتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات ان باتوں کا کفارہ ہیں جو مجلس میں ہو جاتی ہیں''۔ (ابوداود)

امام ابو عبداللہ الحاکم نے مستدرک حاکم میں یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی اور اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

توثیق الحدیث☆ صحیح بشواهده۔ أخرجه أبو داود (٤٧٥٩)، والنسائی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (٤٢٦)، والدارمی (٢٦٥٨)، والحاکم (١/ ٥٣٧).

فقه الحدیث☆ ❶ کفارۂ مجلس کا بیان اور یہ کہ وہ مجلس کے آخر میں ہے' ابتدا میں نہیں۔

❷ یہ دعا تین امور پر مشتمل ہے: (۱) اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے اور اس کا ہر فعل قابل حمد و ستائش ہے۔ (۲) معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے' اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ (۳) توبہ و استغفار اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے' کیونکہ معافی کا اختیار اسی کے پاس ہے۔

❸ تسبیح و تحمید اور توبہ و استغفار کے صلے میں مجلس میں ہونے والی لایعنی باتیں معاف ہو جاتی ہیں۔

❹ شریعت اسلامی میں طریقہ تعلیم تدریجی ہے' اسی لیے پوری کی پوری شریعت ایک ہی بار نہیں اتاری گئی بلکہ حسب احوال وقفے وقفے سے اتاری گئی۔

❺ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے بے فائدہ بات کبھی نہیں نکلی لیکن اس کے باوجود آپ یہ دعا پڑھتے تھے' اس میں امت کے لیے تعلیم ہے کہ وہ اپنی مجالس سے اٹھیں تو کفارہ مجلس کی یہ دعا ضرور پڑھیں۔

٨٣٤۔ **وعن** ابن عمر رضي الله عنهما قال: قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا. اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا، وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا)). رواه الترمذي وقال حديث حسن.

۸۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کم ہی ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھتے اور آپ یہ کلمات نہ پڑھتے ہوں: ''اے اللہ! اپنے خوف کا اتنا حصہ ہمیں عطا فرما دے جو ہمارے اور تیری معصیت کے درمیان حائل ہو جائے' اپنی اطاعت کی اتنی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے' اتنا یقین عطا فرما جو ہم پر دنیا کے مصائب آسان کر دے۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمیں اپنی سماعت و بصارت اور قوت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما اور اسے ہمارا وارث بنا۔ (اے اللہ!) جو ہم پر ظلم کرے تو اس سے بدلہ لے جو ہم سے عداوت رکھے ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما ہمارے دین کے بارے میں ہمیں مصیبت و آزمائش میں نہ ڈالنا اور دنیا ہی کو ہمارا مطمح نظر اور مبلغ علم نہ بنانا اور ایسے لوگوں کو ہم پر مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کریں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن لغیره۔ أخرجه الترمذی (٣٥٠٢)، والنسائی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (٤٠١)، وابن السنی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (٤٤٨)، والبغوی فی ((شرح السنة)) (٥/ ١٧٤). اس حدیث کی سند عبید اللہ بن زحر کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مستدرک حاکم (۱/ ۵۲۸) میں لیث بن سعد نے اس کی متابعت کی ہے اور امام حاکم نے اسے بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بالجملہ حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کا خوف اس کی معرفت سے حاصل ہوتا ہے انسان جس قدر اللہ تعالیٰ کی معرفت میں بڑھتا جاتا ہے اس میں اسی قدر خوف الٰہی بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں''۔

❷ خوف الٰہی ایسی رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

❸ اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی ممکن ہے' اس لیے اللہ سے اطاعت کی توفیق کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے اور (لا حول ولا قوة الا باللہ) کا وظیفہ کثرت سے کرنا چاہیے۔

❹ انسان اطاعت سے جنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

❺ مصائب دنیا پر صبر یقین و ایمان کی دولت سے حاصل ہوتا ہے۔

❻ نعمتوں کے بقا و دوام کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

❼ کافروں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے اور اس سے مدد طلب کرتے رہنا چاہیے۔

❽ سب سے بڑی مصیبت اور آزمائش جس سے انسان دوچار ہوتا ہے' وہ دین کے بارے میں آزمائش ہے۔

❾ جو شخص جس قدر دنیوی کاموں میں مشغول ہوگا اور جس قدر اس کا مطمع نظر ہوگی' وہ اسی قدر آخرت سے غافل اور بے خبر ہوگا۔ انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی چاہیے۔

❿ جب لوگ اپنے دین سے اعراض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن مسلط کر کے ان کی آزمائش کرتا ہے۔'' اہل ایمان نیک اعمال اور دعا کے ذریعے اپنا دفاع کرتے ہیں۔

⓫ یہ دعا بڑی جامع اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو شامل ہے۔

۸۳۵۔ وعن ابي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةٌ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِاسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۸۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جاتے ہیں تو وہ ایسے ہیں جیسے کسی مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٨٥٥)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٤٠٨)، وأحمد (٢/ ٣٨٩ و ٥١٥ و ٥٢٧)، وابن السني (٤٤٧)، والحاكم (١/ ٤٩٢).

فقه الحديث☆ ❶ مجالس کو ذکر الٰہی سے پاکیزہ اور باعث برکت بنانا چاہیے اور دلوں کو اطمینان دلانا چاہیے کیونکہ دل ذکر الٰہی ہی سے مطمئن ہوتے ہیں۔

❷ جو وقت ذکر الٰہی کے بغیر گزرے وہ قیامت والے دن انسان کے لیے باعث حسرت اور باعث افسوس ہوگا۔ اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے ذکر الٰہی سے اپنے وقت کو قیمتی بنانا چاہیے۔

۸۳۶۔ وعنه عن النبي ﷺ قال: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ فِيْهِ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ؛ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وقال: حديث حسن.

۸۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں نہ اپنے نبی پر درود بھیجیں تو یہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بطرقه ـ أخرجه الترمذي (٣٣٨٠)، وأحمد (٢/ ٤٤٦ و ٤٥٣ و ٤٨١ و ٤٨٤ و ٤٩٥).

والحاکم (۱/ ٤٩٦).

غریب الحدیث ☆ (ترۃ) ''نقص، حسرت یا گناہ''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے' اس لیے کہ جو شخص یہ ترک کر دیتا ہے اس کے لیے حسرت اور گناہ ہے۔

❷ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے نہ رسول ﷺ پر درود بھیجا جائے تو اس مجلس والے گناہ گار اور عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے' وہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔

٨٣٧۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ. وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا، وَشَرَحْنَا ((التِّرَةَ)) فِيْهِ.

٨٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت و ندامت ہوگی اور جو شخص کسی بستر پر لیٹا اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر بھی اللہ کی طرف سے حسرت و ندامت ہوگی''۔ (ابوداود) یہ حدیث قریب ہی گزر چکی ہے اور ہم نے وہاں ''ترۃ'' کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

توثیق الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۱۹) ملاحظہ فرمائیں۔

فقه الحدیث ☆ اس حدیث میں مجلس اور خواب گاہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور یہ تاکید صرف اس لیے ہے کہ انسان کسی بھی لمحے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو' کیونکہ جب انسان اللہ کی یاد سے غافل رہتا ہے تو پھر وہ معصیت کے ارتکاب کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک ہر لمحے ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔ الغرض ذکر الٰہی نہ کرنا باعث ندامت، باعث حسرت اور باعث نقصان ہے۔

١٣٠۔ بَابُ الرُّؤْيَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

۱۳۰۔ باب: خواب اور اس کے متعلقات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ [الروم: ٢٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا (بھی) ہے''۔

شرح الآية: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی الوہیت اور وحدانیت کے دلائل بیان کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے جو تمہیں دن اور رات کے وقت سلاتا ہے' اس حالت میں تمہارا شعور ختم ہو جاتا ہے اور سونے والا میت کی طرح ہو جاتا ہے' پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو اس کا شعور و ادراک پھر بحال ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت اور اس کے کمال کی دلیل ہے اور اس بات پر تنبیہ ہے کہ وہ مردوں کو دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

٨٣٨۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)). رواه البخاري.

۸۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''نبوت کے حصوں میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں''۔ صحابہ نے عرض کیا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نیک خواب''۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١٢/ ٣٧٥ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (المبشرات) بشریٰ، بشارت، خوشخبری وغیرہ۔

فقه الحدیث☆ بندہ نیند میں جو دیکھتا ہے وہ بعض اوقات خوش کن مناظر ہوتے ہیں اور بعض اوقات ڈراؤنے بھی اور بعض اوقات انسان خواب میں پیش آمدہ واقعات بھی دیکھ لیتا ہے اور پھر جب وہ واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو انسان کہتا ہے کہ یہ چیز تو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ اب نبوت کے ساتھ ہی وحی کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا البتہ نبوت کی ایک چیز باقی رہ گئی اور وہ ہے مبشرات۔ پس سچے خواب نبوت کا حصہ ہیں۔

۸۳۹۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)). متفقٌ عليه.

وفي روايةٍ: ((اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا)).

۸۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب (قیامت کا) زمانہ قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے''۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: ''تم میں خواب کے لحاظ سے زیادہ سچے وہ لوگ ہیں جو تم میں بات میں سب سے زیادہ سچے ہیں''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٤/ ٣٧٣ و ٤٠٤ ـ ٤٠٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٦٣).

غریب الحدیث☆ (إذا اقترب الزمان) ''جب زمانہ قریب ہوگا'' یعنی قرب قیامت۔

فقه الحدیث☆ ❶ جب دنیا کی مدت ختم ہونے کے قریب ہو جائے گی اور قرب قیامت کے وقت علم اٹھا لیا جائے گا' فتنے فساد کا دور ہوگا تو لوگوں کی حالت اسی طرح ہو جائے گی جس طرح ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کی آمد کے انتظار میں ہوتی تھی کہ کوئی ہادی و راہنما آئے۔ حضرت محمد ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' اس وقت مومن اور نیک بندوں کو خواب آئیں گے' جن کے ذریعے مستقبل کے حالات سے خبردار کر دیا جائے گا کیونکہ سچے خواب بھی نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔

❷ سچے خواب کی بنیاد سچ بولنے پر ہے' جو شخص جس قدر صدق بیانی سے کام لیتا ہوگا اس کے خواب بھی اسی قدر سچے ہوں گے۔ صدق بیان سے دل منور ہوتا ہے۔ پس جو شخص عام زندگی میں جھوٹ نہیں بولتا وہ اپنے خواب کے بارے میں بھی جھوٹ نہیں بولے گا کہ میں نے یہ یہ دیکھا' بلکہ بالکل سچ بتائے گا اور مومن کے خواب اکثر سچے ہوتے ہیں۔

❸ سچے خواب نبوت کا حصہ ہیں' اس لیے یہ صرف مومن ہی دیکھتا ہے جبکہ کافر، منافق اور کاذب کے خواب بھی بعض اوقات سچے ہو سکتے ہیں لیکن ان کی وہ حیثیت و حقیقت نہیں جو ایک مومن کے خواب کی ہوتی ہے اور قرب قیامت کے وقت تو خصوصی طور پر مومن کے خواب عام معمول سے زیادہ سچے ہوں گے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ قرب قیامت کے وقت مومن کی حیثیت ایک اجنبی اور پردیسی کی سی ہوگی' اس وقت اس کے غمگسار اور مددگار کم ہی ہوں گے۔ پس ان سچے خوابوں کی وجہ سے اس کی عزت و تکریم کی جائے گی۔

٨٤٠۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ ـ اَوْ كَاَنَّمَا رَآنِيْ فِي الْيَقْظَةِ ـ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ)). متفقٌ عليه.

۸۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب (روز قیامت) مجھے حالت بیداری میں دیکھے گا'' یا فرمایا: ''گویا اس نے مجھے حالت بیداری میں دیکھا (کیونکہ) شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٢/ ٣٨٣ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٦٦) (١١).

فقہ الحدیث☆ ❶ شیطان مختلف لوگوں کی صورت میں خواب میں نظر آ سکتا ہے لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

❷ نبی ﷺ کا خواب میں نظر آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے سچا خواب دیکھا ہے۔

❸ سچے خواب حالت بیداری میں ظہور پذیر ہو جاتے ہیں۔

❹ نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ کتب شمائل میں مذکور صفات کے ساتھ آپ کو دیکھنا۔ ابن سیرین رحمہ اللہ سے جب کوئی شخص کہتا کہ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ کہتے جو تم نے دیکھا ہے وہ بیان کرو۔ اگر آپ کے شمائل کے مطابق بیان کرتا تو وہ کہتے کہ آپ نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور اگر وہ کتب شمائل میں مذکورہ صفات کے علاوہ بیان کرتا تو وہ کہتے تم نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا' جیسا کہ ہمارے ہاں بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی مبارک بالکل سفید تھی حالانکہ آپ کی داڑھی مبارک میں گنتی کے چند بال سفید تھے۔

٨٤١ـ وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: ((اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا، فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا، وَلْيُحَدِّثْ بِهَا ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اِلَّا مَنْ يُحِبُّ ـ وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ، فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)). متفق عليه.

۸۴۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی ایک پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' اسے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنی چاہیے اور اسے آگے بیان بھی کرنا چاہیے'' ایک اور روایت میں ہے: ''اسے صرف اپنے پسندیدہ لوگوں سے بیان کرے اور جب اس کے برعکس خواب میں غیر پسندیدہ بات دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے' پس وہ اس کے شر سے پناہ طلب کرے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے' اس لیے کہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱۲/ ۳۶۹ ـ فتح). یہ حدیث بخاری میں تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے ہے لیکن مسلم (۲۲۶۱) میں سیدنا جابر اور سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہما سے ہے' جیسا کہ یہ حدیث آگے آ رہی ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔

❷ اگر آدمی خواب میں اپنی پسندیدہ چیز دیکھے تو وہ نیک خواب کی علامت ہے اور اگر ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

❸ بندے کو چاہیے کہ جب وہ خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس کے بارے میں کسی عالم یا اپنے کسی دوست کو بتائے اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور اس کے بارے میں کسی کو نہ بتائے' اس لیے کہ یہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔

٨٤٢ـ وَعَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ـ وَفِي رِوَايَةٍ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ ـ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)). متفق

۸۴۲۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب اور ایک روایت میں ہے اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے' پس جو شخص کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار پھونک دے اور شیطان سے پناہ مانگے' اس لیے کہ یہ خواب اسے نقصان

عليه.

نہیں پہنچائے گا"۔ (متفق علیہ)

((النَّفْثُ)) نفخ لطيف لا ريق معه.

(النفث) "ایسی ہلکی سی پھونک جس میں تھوک نہ ہو"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٣٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٦١) (١ و ٤)، والرواية الثانية عند البخاري (١٢/ ٤٣٠ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ انسان جو خواب دیکھتا ہے اسے دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے' ایک اچھے خواب اور دوسرے برے خواب۔

❷ اچھے خواب مومن کے لیے بشارت ہوتے ہیں۔

❸ برے خواب کا علاج بتایا گیا ہے کہ جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار ہلکی سی پھونک مارے اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ پس یہ خواب انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

٨٤٣۔ وعن جابر رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: ((إذا رأى أحدكم الرؤيا يكرهها، فليبصق عن يساره ثلاثا، وليستعذ بالله من الشيطان ثلاثا، وليتحول عن جنبه الذي كان عليه)). رواه مسلم.

۸۴۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے اور تین مرتبہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور اپنے اس پہلو کو بدل لے جس پر وہ تھا"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٦٢).

فقه الحديث☆ بندہ کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کا علاج مندرجہ ذیل طریقے سے کرے:

① بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے۔

② تین بار شیطان مردود سے پناہ طلب کرے۔

③ انسان اپنی کروٹ اور پہلو بدل لے یعنی اگر دائیں پہلو پر لیٹا ہو تو بائیں پہلو پر لیٹ جائے اور اگر بائیں پہلو پر لیٹا ہو تو دائیں پہلو پر ہو جائے۔

٨٤٤۔ وعن أبي الأسقع واثلة بن الأسقع رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((إن من أعظم الفرى أن يدعي الرجل إلى غير أبيه، أو يري عينه ما لم تر، أو يقول على رسول الله ﷺ ما لم يقل)). رواه البخاري.

۸۴۴۔ حضرت ابو اسقع واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً سب سے بڑا افترا (جھوٹ و بہتان) یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے' یا اپنی آنکھ کو وہ کچھ دکھائے جو اس نے نہیں دیکھا (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) یا رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایسی بات لگائے جو آپ نے نہیں فرمائی"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٤٠ ـ فتح).

وأخرجه (١٢/ ٤٢٧ ـ فتح) من حديث ابن عمر رضي الله عنهما مختصراً.

غريب الحديث☆ (الفرى) فرية کی جمع "بڑا جھوٹ"۔ (يرى عينه ما لم تر) "اپنی آنکھ کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہیں دیکھی" یعنی جھوٹا خواب بیان کرے۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ جو شخص اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بہت بڑا جھوٹ اور افترا قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں شخص کے نطفے سے پیدا فرمایا ہے حالانکہ وہ کسی دوسرے شخص کے نطفے سے پیدا کیا گیا ہے۔

❷ خواب کے بارے میں جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے' اس لیے کہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ عام جھوٹ سے بڑا جھوٹ ہوتا ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ وحی کے بغیر کلام ہی نہیں فرماتے اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

❹ اسلام اپنے متبعین کی تربیت کرتا ہے کہ وہ تمام احوال میں سچ بولیں' نیند ہو یا حالت بیداری اور ہر ایک کے ساتھ اور ہر ایک کے متعلق سچ بولیں خواہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو یا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہو یا اپنی ذات کے بارے میں' اس لیے کہ صدق میں اطمینان وسکون اور کامیابی ہے' صدق انسان کو نیکی پر لگاتا ہے اور نیکی کا انجام جنت ہے۔

کِتَابُ السَّلَامُ

سلام کا بیان

۱۳۱۔ بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ وَالْأَمْرِ بِإِفْشَائِهِ

۱۳۱۔ باب: سلام کرنے کی فضیلت اور اسے پھیلانے کا حکم

یہ کلمہ (السلام علیکم) ہر قسم کی آفت سے براءت اور ہر قسم کے عیب سے بچاؤ کو متضمن ہے' اسی لیے جنت کا ایک نام ''دارالسلام'' بھی ہے کیونکہ وہ تمام آفات سے سلامتی والا گھر ہے۔

یہ شر سے امان اور حرب و جنگ سے ضمان ہے' اس لیے اسلام نے اس کے اظہار اور اس کی نشر و اشاعت کا حکم فرمایا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا ﴾ [النور : ٢٧].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو''۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ﴾ [النور : ٦١].

اور فرمایا: ''پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے نفسوں پر سلام کرو' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ۔''

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا ﴾ [النساء : ٨٦].

نیز فرمایا: ''جب تمہیں (سلام کا) تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ انہیں دو یا وہی انہیں لوٹا دو''۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ. إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ﴾ [الذاريات : ٢٤، ٢٥].

اور فرمایا: ''کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی؟ جب وہ اس کے پاس آئے تو انھوں نے سلام کیا تو ابراہیم نے بھی سلام کیا''۔

شرح الآیات:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو آداب شرعی کی تعلیم دی ہے کہ وہ اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں اور اجازت ملنے کے بعد گھر والوں کو سلام کریں۔ اجازت لینے کے لیے تین بار دستک دینی چاہیے' اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس آ جانا چاہیے۔ سلام کرنے کو تحفہ قرار دیا کہ اگر کوئی شخص تمہیں سلام کا تحفہ پیش کرے یعنی ''السلام علیکم'' کہے تو تم اس سے بہتر تحفہ دو یعنی ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہو یا کم از کم وہی انہیں لوٹا دو یعنی جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہہ دو۔

٨٤٥ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ)). متفقٌ عليه.

۸۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام میں کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۵۰) ملاحظہ فرمائیں۔

٨٤٦ـ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى آدَمَ ﷺ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ ـ نَفَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٍ ـ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ، فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ. فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوْا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)). متفقٌ عليه.

۸۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں فرمایا جاؤ اور فرشتوں کی اس بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کرو اور وہ جو تمہیں جواب دیں اسے غور سے سنو پس وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: السلام علیکم فرشتوں نے کہا: السلام علیک ورحمة الله. پس انھوں نے ''رحمة الله'' کا اضافہ کیا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٦٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٨٤١).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے کچھ فاصلے پر تھے۔

❷ جو شخص کسی مجلس میں جائے تو وہ سلام کرنے میں پہل کرے۔

❸ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کرنے کا طریقہ سکھایا' اس سے پہلے وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔

❹ شروع میں سلام کرنے کا جو انداز اور جو کلمات تھے وہ بیان کیے گئے اور اہل اسلام کے سلام کے یہی کلمات ہیں۔

❺ سلام کا جواب بہتر اور زیادہ کلمات کے ساتھ دینا چاہیے۔ زائد کلمات بھی وہی کہنے چاہییں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں' اپنی طرف سے کسی قسم کا اضافہ جائز نہیں۔

❻ آدم علیہ السلام تمام بنی نوع انسان کے باپ ہیں۔

❼ علم اہل علم سے حاصل کرنے کا حکم۔

٨٤٧ـ وَعَنْ اَبِي عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. متفقٌ عليه، هٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ.

۸۴۷۔ حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم فرمایا: (۱) مریض کی عیادت کرنے۔ (۲) جنازوں میں شریک ہونے۔ (۳) چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب دینے۔ (۴) ضعیف و ناتواں کی مدد کرنے۔ (۵) مظلوم کی مدد اور فریاد رسی کرنے۔ (۶) سلام کو پھیلانے اور قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنے (کا حکم فرمایا)۔ (متفق علیہ) یہ بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر ۲۴۴ ملاحظہ فرمائیں۔

٨٤٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)). رواه مسلم.

۸۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جنت میں نہیں جاؤ گے حتیٰ کہ تم ایمان لاؤ اور تم ایماندار نہیں بنو گے حتیٰ کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو؟ (وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٤).

فقه الحديث☆ ❶ کمال ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے کو بنیاد قرار دیا' اس لیے کہ اس محبت کی وجہ سے لوگوں کے درمیان بھائی چارے اور امن و آشتی کی فضا قائم ہوتی ہے۔

❷ جنت میں جانے کے لیے ایمان ضروری ہے۔

❸ سلام کو عام کرنے کی ترغیب ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر واقف و ناواقف کو سلام کریں۔

❹ سلام الفت ومحبت کے لیے پہلا سبب اور حصول محبت کی چابی ہے' سلام عام کرنے سے مسلمانوں کی ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے اور یہ ایک اسلامی شعار بھی ہے جو اہل اسلام کو دیگر قوموں سے ممتاز کرتا ہے۔

❺ سلام کرنے سے تواضع پیدا ہوتی ہے' فخر وغرور اور تکبر کی حوصلہ شکنی ہے۔ آپس کی ناراضی اور قطع تعلقی ختم ہوتی ہے اور حالات خوشگوار ہو جاتے ہیں۔

٨٤٩۔ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حديث حسن صحيح.

۸۴۹۔ حضرت ابو یوسف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه الترمذي (٢٤٨٥)، وابن ماجه (١٣٣٤ و ٣٢٥١)، وأحمد (٥/ ٤٥١)، والدارمي (١/ ٣٤٠ ـ ٣٤١ و ٢/ ٢٧٥)، والحاكم (٣/ ١٣).

فقه الحديث☆ ❶ سلام پھیلانا امت میں امن وامان قائم کرنے کی دلیل ہے۔

❷ کھانا کھلانے سے بھی امن قائم ہوتا ہے' اس سے خوف دور ہو جاتا ہے اور فقر زائل ہو جاتا ہے' دل باہم قریب ہو جاتے ہیں اور صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

❸ اعمال صالحہ اور اقوال طیبہ کا ثمرہ اور پھل جنت ہے۔

❹ شریعت نے جنت میں لے جانے والے اعمال کی طرف راہنمائی فرمائی کہ یہ یہ کام کرو گے تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

٨٥٠۔ وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ

۸۵۰۔ حضرت طفیل بن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن

يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَيَغْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ، قَالَ: فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ، لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ عَلَى سَقَّاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ، وَلَا مِسْكِينٍ، وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ الطُّفَيْلُ: فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا، فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَى السُّوقِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا تَصْنَعُ بِالسُّوقِ، وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ، وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلَا تَسُومُ بِهَا، وَلَا تَجْلِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوقِ؟ وَأَقُولُ: اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَطْنٍ!۔ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ ۔ إِنَّمَا نَغْدُو مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ، فَنُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِيْنَاهُ.

رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بازار جاتے۔ راوی بیان کرتے ہیں جب ہم بازار جاتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی کباڑیے، کسی تاجر یا کسی مسکین کے پاس سے گزرتے تو اسے سلام کرتے۔ طفیل بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے مجھ سے اپنے ساتھ بازار جانے کو کہا' تو میں نے انہیں کہا آپ بازار میں کیا کریں گے؟ آپ کسی فروخت کرنے والے کے پاس ٹھہرتے ہیں نہ کسی سودے کے بارے میں پوچھتے ہیں اور نہ ہی قیمت لگاتے ہیں اور بازار کی کسی مجلس میں بھی نہیں بیٹھتے' اس لیے میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں' ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبطن (پیٹ والے)! طفیل کا پیٹ بڑھا ہوا تھا' ہم تو بازار میں صرف سلام کرنے جاتے ہیں' پس ہم جس سے ملتے ہیں اسے سلام کرتے ہیں۔ (موطا۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه مالك (٢/ ٩٦١ ـ ٩٦٢) بإسناد صحيح.

غريب الحديث:۔ (سقاط) ''معمولی روی چیزیں بیچنے والا شخص، کباڑیہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کو اپنے بھائی کی دعوت قبول کرنی چاہیے بشرطیکہ وہ معصیت پر مبنی نہ ہو۔

❷ ہر مسلمان کو سلام کرنا مستحب ہے' خواہ آپ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

❸ بازار میں عمومی طور پر ذکر الٰہی سے غفلت برتی جاتی ہے' اس لیے کچھ ایسے داعی ہونے چاہییں جو اس غفلت پر انہیں متنبہ کرتے رہیں۔

❹ جو شخص بازار کی مصروفیت سے فارغ ہو جائے تو اسے فوراً وہاں سے آجانا چاہیے تاکہ اس کا دل بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین کے قطعات میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین اور پسندیدہ قطعہ مساجد ہیں اور ناپسندیدہ قطعہ بازار ہیں۔''

۱۳۲۔ بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ

يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَ الْمُبْتَدِئُ بِالسَّلَامِ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)) فَيَأْتِي بِضَمِيرِ الْجَمْعِ، وَإِنْ كَانَ الْمُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَاحِدًا، وَيَقُولُ الْمُجِيبُ: ((وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)) فَيَأْتِي بِوَاوِ الْعَطْفِ فِي قَوْلِهِ: وَعَلَيْكُمْ.

۱۳۲۔ باب: سلام کی کیفیت

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سلام میں پہل کرنے والے کے لیے مستحب اور بہتر ہے کہ وہ جمع کی ضمیر کے ساتھ "السلام علیکم ورحمة الله وبركاته" کہے' اگرچہ جسے سلام کہا جارہا ہے وہ ایک شخص ہی ہو اور سلام کا جواب دینے والا بھی جمع کی ضمیر کے ساتھ "وعليكم السلام ورحمة الله و بركاته" کہے گا اور وہ شروع میں واو عاطفہ بھی لگائے یعنی وعلیکم۔

۸۵۱۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَشْرٌ)) ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((عِشْرُوْنَ)) ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((ثَلَاثُوْنَ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۸۵۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا: "السلام علیکم" آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "(اس کے لیے) دس نیکیاں ہیں۔" پھر دوسرا آدمی آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمة الله" آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا' وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: "(اس کے لیے) بیس نیکیاں ہیں۔" پھر ایک اور شخص آیا تو اس نے کہا: "السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته" آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا' وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: "(اس شخص کے لیے) تیس نیکیاں ہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحیح بشواهده ـ أخرجه أبو داود (٥١٩٥)، والترمذی (٢٦٨٩)، والدارمی (٢/ ٢٧٧). اس کی سند حسن ہے' جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے جسے امام بخاری نے "الأدب المفرد (٩٨٦)" امام نسائی نے "عمل اليوم الليلة (٣٦٨)" اور ابن حبان (۴۹۳) نے روایت کیا ہے' اس کی سند صحیح ہے۔

فقه الحديث☆
- ❶ مجلس میں آنے والا شخص حاضرین مجلس کو سلام کرے۔
- ❷ اگر کوئی شخص سلام کرے تو اس کے ساتھ بات چیت شروع کرنے سے پہلے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔
- ❸ لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دینا اور بہتری کے حصول کے لیے انہیں متنبہ کرنا چاہیے۔
- ❹ سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کے مختلف کلمات ہیں' جو کم اور زیادہ ہو سکتے ہیں اور اسی مناسبت سے اجر میں کمی بیشی ہوگی۔ جیسا کہ آپ نے دس' بیس اور تیس نیکیوں کا ذکر فرمایا۔ یاد رہے کہ زیادہ نیکیوں کے حصول کی خاطر اپنی طرف سے الفاظ کا اضافہ کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو تین الفاظ فرمادیے بس انہی پر اکتفا کرنا چاہیے' اسی میں خیر و برکت اور فوز و فلاح ہے اور یہی نیکی ہے۔

۸۵۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: ((وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)). متفقٌ عليه.

وهٰكَذَا وَقَعَ فِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِ الصَّحِيْحَيْنِ: ((وَبَرَكَاتُهُ)) وَفِيْ بَعْضِهَا بِحَذْفِهَا، وَزِيَادَةُ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ.

۸۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام پیش کرتے ہیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا "علیه السلام ورحمة الله وبرکاته" (متفق علیہ).

صحیحین (بخاری و مسلم) کی بعض روایات میں "برکاته" کے الفاظ ہیں اور بعض میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہے پس "وبرکاته" کا اضافہ صحیح ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٣٠٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٤٤٧).

فقه الحديث☆
- ❶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کہ حضرت جبریل انہیں سلام پیش کرتے ہیں۔
- ❷ غائبانہ سلام کا جواب دینے کا طریقہ کہ اس میں غائب کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے' یعنی "وعلیکم" کی بجائے "وعلیه" کہا جاتا ہے۔

۸۵۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وهٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى مَا إِذَا كَانَ الْجَمْعُ كَثِيرًا.

۸۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو اسے تین بار دہراتے تا کہ وہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو انہیں تین بار سلام کرتے۔ (بخاری)

یہ اس صورت میں ہے جب ہجوم زیادہ ہوتا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱۸۸ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق اور بندوں پر آپ کی شفقت و رحمت کا بیان۔

❷ حاضرین میں تمام لوگ ایک جیسی فہم و فراست کی اہلیت نہیں رکھتے' اس لیے ہر سطح کے شخص کو سمجھانے کے لیے بات کو دہرانا چاہیے۔ تین بار دہرانے سے مراد یہ ہے کہ کچھ لوگ فہم و فراست کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتے ہیں' وہ پہلی بار سمجھ لیتے ہیں' اوسط درجے کے دوسری بار اور ادنیٰ درجے والے تیسری بار بات سمجھ لیتے ہیں۔

❸ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دے تو اسے دوسری اور تیسری مرتبہ سلام کرنا بھی جائز ہے۔

❹ اجازت طلب کرنا کبھی سلام سے پہلے ہوتا ہے اور کبھی ساتھ ہی ہوتا ہے۔

۸۵٤۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَصِيبَهُ مِنَ اللَّبَنِ، فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۵۴۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اپنی طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے لیے ان کے حصے کا دودھ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے' آپ رات کو تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سوئے ہوئے کو بیدار نہ کرتے اور بیدار کو سنا دیتے پس نبی ﷺ تشریف لائے اور حسب معمول سلام کیا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۰۵۵).

فقه الحديث☆ ❶ اگر کوئی شخص موجود نہ ہو تو اس کے لیے کھانے پینے کی چیز بچا کر رکھنا جائز ہے۔

❷ رات کے وقت اہل خانہ کے پاس آنا جائز ہے' گھر والوں کو سلام کرنا مستحب ہے خواہ وہ بیدار ہوں یا سوئے ہوئے ہوں۔ لیکن سلام اس طرح کرنا چاہیے کہ اگر کوئی سویا ہوا ہے تو وہ بیدار نہ ہو جائے اور جو بیدار ہے وہ سن لے اور سلام کا جواب دے۔

۸۵٥۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، فَأَلْوٰى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ. رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

وَهٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى أَنَّهُ ﷺ، جَمَعَ بَيْنَ اللَّفْظِ وَالْإِشَارَةِ، وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: ((فَسَلَّمَ عَلَيْنَا)).

۸۵۵۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں سے گزرے وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی' پس آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

یہ اس صورت پر محمول ہے کہ آپ نے الفاظ اور اشارہ دونوں کو جمع فرما لیا یعنی السلام علیکم بھی کہا اور ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔ اس کی تائید ابوداؤد کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے: ''آپ نے ہمیں سلام بھی کہا۔''

توثیق الحدیث:۔ صحیح دون الإشارة۔ أخرجه البخاری فی الأدب المفرد (١٤٠٧)، والترمذی (٢٦٩٧)، واحمد (٩/٤٥٧-٤٥٨).

اس حدیث کی سند شہر بن حوشب کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے' اس کا صرف متابعت وشاہد میں اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں اشارے سے سلام کرنے کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث میں منع ہے' جسے ترمذی (۲۸۳۶) نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے' لیکن یہ سند حسن درجے کی ہے اور ''عمل الیوم واللیلۃ للنسائی (۳۴۰)'' میں اس کا ایک شاہد بھی ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں اشارے سے سلام والے الفاظ ضعیف ہیں جبکہ سلام کہنے کا ذکر دیگر صحیح احادیث میں ثابت ہے۔ تو امام نووی رحمہ اللہ کا اسے اس بات پر محمول کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارے اور زبان سے سلام کہا ہے' یہ ٹھیک نہیں۔ (واللہ اعلم)

فقه الحدیث☆ ❶ اگر کسی جگہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو عورتیں اکٹھی مل کر بیٹھ سکتی ہیں۔

❷ عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو' اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو پھر سلام نہیں کرنا چاہیے' البتہ کسی عمر رسیدہ خاتون کو سلام کیا جاسکتا ہے۔

❸ صرف ہاتھ یا انگلیوں کے اشارے سے سلام کرنا جائز نہیں' یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے' اس سے بچنا چاہیے، سیلوٹ کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔

٨٥٦- وَعَنْ أَبِي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ سَبَقَ بِطُولِهِ.

۸۵۶۔ حضرت ابو جری ہجیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ''علیك السلام'' اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ''تم ''علیك السلام'' مت کہو' اس لیے کہ یہ تو مردوں کا اسلام ہے۔'' (ابوداؤد' ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے) یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔ (توثیق الحدیث کے لیے (۷۹۲) دیکھیے۔

١٣٣- بَابُ آدَابِ السَّلَامِ

۱۳۳۔ باب: سلام کے آداب

٨٥٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). متفقٌ عليه.

وفي رواية للبخاري: ((وَالصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ)).

۸۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں''۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (١١/ ١٥ - فتح)، ومسلم (٢١٦٠)، والرواية الثانية عند البخاری (١١/ ١٤ و ١٥ - فتح)۔

فقه الحدیث☆ ❶ سلام کرنے کے آداب بیان کیے گئے اور ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا گیا ہے' اس میں رتبوں کا اعتبار نہیں' مذکورہ صورتوں کا اعتبار ہوگا۔

❷ آنے والا سلام کرنے میں پہل کرے گا خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا' تھوڑے ہوں یا زیادہ۔

❸ اگر شارع عام ہو یا بازار تو وہاں مقدور بھر کوشش کرنی چاہیے کہ سلام کو عام کیا جائے' جیسا کہ حدیث نمبر (۸۵۰) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ بیان ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔

۸۵۸۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيِّ بْنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ)). رواه أبو داود بإسنادٍ جيدٍ.

ورواه الترمذي عن أبي أُمامة رضي الله عنه: قيل: يا رسول الله! الرَّجُلان يلتقيان، أيُّهما يبدأ بالسَّلام؟ قال: ((أَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ تَعَالَى)). قال الترمذي: هذا حديثٌ حسنٌ.

۸۵۸۔ حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو ان میں سے سلام کرنے میں پہل کرتا ہے"۔ (ابوداؤد۔ سند جید ہے)

ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! دو آدمی آپس میں ملتے ہیں تو ان میں سے سلام کرنے میں کون پہل کرے؟ آپ نے فرمایا: "جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۵۱۹۷)، والترمذي (۲۶۹٤).

فقه الحديث☆❶ مسلمانوں کے درمیان سلام کو پھیلانا مستحب ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کی محبت اور قرب کا ذریعہ ہے۔

❷ جب دو آدمی آپس میں ملتے ہیں تو ان میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے بھائی کو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔

۱۳۴۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ إِعَادَةِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلَى قُرْبٍ بِأَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ، أَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا

۱۳۴۔ باب: اسے بار بار سلام کہنا مستحب ہے جس سے قرب کی وجہ سے بار بار ملاقات ہوتی ہو' وہ اس طرح کہ وہ اس کے پاس آئے پھر باہر جائے پھر اندر آئے' یا ان کے درمیان درخت اور اس قسم کی کوئی چیز حائل ہو جائے تو پھر سلام کرے

۸۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ الْمُسِيءِ صَلَاتَهُ أَنَّهُ جَاءَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فقال: ((ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، حَتَّى فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. متفقٌ عليه.

۸۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ "مسیء الصلوٰۃ" کی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا' اس نے نماز پڑھی پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا' آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: "تو جا، پھر نماز پڑھ' اس لیے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی"۔ پس وہ واپس گیا نماز پڑھی پھر آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا حتیٰ کہ اس نے تین مرتبہ ایسے ہی کیا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲۳۷/۲ ـ فتح)، ومسلم (۳۹۷).

فقہ الحدیث☆ ❶ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔
❷ نماز کی درستی کے لیے اطمینان اور سکون شرط ہے۔
❸ اگر کوئی شخص سنت کے مطابق اطمینان وسکون کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' بلکہ سر سے اوپر نہیں اٹھتی یعنی بارگاہ الٰہی میں نہیں پہنچتی۔
❹ اہل مجلس کو بار بار سلام کرنے کا جواز جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے اور اسی مناسبت سے یہ حدیث ہے کہ یہ شخص تھوڑے تھوڑے وقفے اور بہت قریب سے آپ کی خدمت میں تین بار حاضر ہوا اور تینوں مرتبہ سلام کیا۔

٨٦٠۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ، أَوْ جِدَارٌ، أَوْ حَجَرٌ، ثُمَّ لَقِيَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۸۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے' اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہوجائے اور یہ پھر اسے ملے تو اسے پھر سلام کرنا چاہیے''۔ (ابوداؤد)

توثیق الحدیث☆ صحیح ـ أخرجه أبو داود (٥٢٠٠) مرفوعًا وموقوفًا، وإسناده المرفوع أصح.

فقہ الحدیث☆ جب کوئی انسان کسی مسلمان کو سلام کرے اور پھر جلد ہی ان کی دوبارہ ملاقات ہوجائے تو اسے چاہیے کہ وہ دوبارہ سلام کرے، پھر ملاقات ہو تو تیسری بار سلام کرے اور اگر اس سے زائد بار ملاقات ہو تو زائد بار سلام کرے اور یہ مسنون عمل ہے۔ ابن سنی نے ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام جب کہیں اکٹھے جا رہے ہوتے اور کہیں ان کے سامنے کوئی درخت یا ٹیلا آ جاتا اور وہ اس کی دائیں اور بائیں طرف ہوجاتے اور اس کے بعد جب پھر ملتے تو وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔

١٣٥۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

۱۳۵۔ باب: اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا مستحب ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ﴾ [النور: ٦١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے نفسوں (گھر والوں) کو سلام کرو' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے بابرکت اور پاکیزہ''۔

٨٦١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بُنَيَّ! إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى أَهْلِكَ، فَسَلِّمْ، يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ، وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۸۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو' اس طرح تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه الترمذي (٢٦٩٨). ترمذی کی سند علی بن زید بن جدعان کے ضعف کی وجہ سے ضعیف

ہے' لیکن اس حدیث کی کئی اور سندیں بھی ہیں جو اس حدیث کو حسن کے درجہ تک لے جاتی ہیں' انہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''نتائج الأفکار'' (۱/ ۱۶۷۔۱۷۰) میں جمع کیا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی ادب کا برتاؤ کرنا چاہیے' وہ اس طرح ہے کہ گھر میں آتے جاتے وقت انہیں سلام کیا جائے۔

❷ سلام، سلام کرنے والے اور جسے سلام کیا گیا دونوں کے لیے باعث برکت ہے' اس لیے سلام کرنے میں پہل کرنی چاہیے' اسے عام کرنا چاہیے' ہر جاننے والے اور نہ جاننے والے کو سلام کرنا چاہیے' اس میں کوئی سبکی یا ہتک نہیں بلکہ یہ تو خیر و برکت کا باعث ہے۔

۱۳۶۔ بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

۱۳۶۔ باب: بچوں کو سلام کرنا

۸۶۲۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ. متفق عليه.

۸۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھوں نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۲ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۶۸).

فقه الحديث☆ ❶ بچوں سے محبت کرنی چاہیے تاکہ جب وہ بڑوں سے ملیں تو ان سے خوفزدہ نہ ہوں۔

❷ چھوٹے بچوں کو سلام کرنے سے انسان میں تواضع پیدا ہوتی ہے اور بڑے پن کا گھمنڈ ختم ہو جاتا ہے۔

❸ اس طرح بچوں کی تعلیم و تربیت بھی ہو جاتی ہے کہ اسلام میں سلام کرنے کے آداب کیا ہیں۔

❹ جب تک بچے کسی برے اور حرام کام کا ارتکاب نہیں کرتے تب تک انہیں بلاوجہ ڈرانا، دھمکانا اور خوفزدہ کرنا درست نہیں۔

۱۳۷۔ بَابُ سَلَامِ الرَّجُلِ عَلَى زَوْجَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ مَحَارِمِهِ وَعَلَى أَجْنَبِيَّةٍ وَأَجْنَبِيَّاتٍ لَا يَخَافُ الْفِتْنَةَ بِهِنَّ، وَسَلَامِهِنَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ

۱۳۷۔ باب: آدمی کا اپنی بیوی کو، اپنی محرم عورت کو اور اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو (ایک) اجنبی عورت کو یا (زیادہ) عورتوں کو سلام کرنا اور اسی شرط کے ساتھ عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

۸۶۳۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ فِيْنَا امْرَأَةٌ ـ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ ـ تَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي الْقِدْرِ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ، فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ، وَانْصَرَفْنَا، نُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا. رواه البخاري.

قَوْلُهُ: ((تُكَرْكِرُ)) أَيْ: تَطْحَنُ.

۸۶۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی ایک اور روایت میں ہے کہ وہ بوڑھی عورت تھی' وہ چقندر کی جڑیں لے کر ہانڈی میں ڈالتی اور وہ جو کے کچھ دانے پیستی' پس جب ہم نماز جمعہ پڑھتے اور واپس آتے تو ہم اسے سلام کرتے تو وہ یہ کھانا ہمیں پیش کرتی۔ (بخاری)

(تکرکر) ''وہ پیستی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۴۲۷ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (السلق) ''چقندر''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جانا مباح ہے۔

❷ نیکی و بھلائی خواہ معمولی نوعیت کی ہو اسے حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

❸ جب فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر خواتین کو سلام کرنا جائز ہے۔

❹ صحابہ کرام کی تنگ دستی اور ان کے پختہ ایمان و صبر کا بیان۔

٨٦٤۔ وَعَنْ أُمِّ هَانِيءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ، وَذَكَرَتِ الْحَدِيثَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۶۴۔حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' آپ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھیں' پس میں نے سلام کیا اور آگے لمبی حدیث بیان کی۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١/ ٤٩٨) (٨٢)۔

فقه الحديث☆ جب فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو عورتیں مردوں کو سلام کر سکتی ہیں۔

٨٦٥۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَهٰذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا، وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ، فَأَلْوٰى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ.

۸۶۵۔حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ہم چند عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے) یہ الفاظ ابوداود کے ہیں اور ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں سے گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی' پس آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۵۵) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٨۔ بَابُ تَحْرِيمِ ابْتِدَائِنَا الْكُفَّارِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتِحْبَابِ السَّلَامِ عَلٰى أَهْلِ مَجْلِسٍ فِيهِمْ مُسْلِمُونَ وَكُفَّارٌ

۱۳۸۔ باب: کافر کو سلام کرنے میں پہل کرنا حرام ہے اور ان کو سلام کا جواب دینے کا طریقہ اور اہل مجلس کو سلام کرنا مستحب ہے جس میں مسلمان اور کافر دونوں موجود ہوں

٨٦٦۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلٰى أَضْيَقِهِ)). رواه مسلم.

۸۶۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو۔ پس جب تم ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اسے راستے کے تنگ ترحصے کی طرف مجبور کر دو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢١٦٧).

غريب الحديث ☆ (فاضطروه) "اسے مجبور کر دو"

فقه الحديث ☆ ❶ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل کرنا حرام ہے۔

❷ شرف ایمان اور عزت اسلام کا اظہار کرنا چاہیے اور یہود و نصاریٰ کو راستے کے تنگ تر یعنی ایک کنارے پر چلنے پر مجبور کیا جائے اور مسلمانوں کو شان و شوکت کے ساتھ راستے کے درمیان میں چلنا چاہیے۔

❸ اہل کتاب کو تنگ راستے پر چلنے پر مجبور کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی سوچ و فکر تبدیل کریں اور اسلام قبول کر لیں تاکہ جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔

٨٦٧- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ)). متفقٌ عليه.

۸۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم "وعلیکم" کہا کرو"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١١/ ٤٢ - فتح)، ومسلم (٢١٦٣).

فقه الحديث ☆ اگر اہل کتاب سلام کریں تو انہیں کس طرح جواب دینا چاہیے' اس کی تعلیم دی گئی ہے کہ انہیں جواب میں صرف "وعلیکم" کہنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب مسلمانوں کو بد دعا کے طور پر زبان کو ملا کر "السام علیکم" کہتے تھے یعنی "تم پر موت آئے" اور "وعلیکم" کا معنی ہے کہ جو تم ہمارے حق میں کہہ رہے ہو ویسے ہی تمہارے ساتھ ہو۔ لیکن افسوس کہ آج کل مسلمان بھی فیشن کے طور پر "السلام علیکم" کے الفاظ صحیح طور پر ادا نہیں کرتے اور نادانستہ طور پر "السام علیکم" کہہ دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

٨٦٨- وَعَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ - عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ - فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ. متفقٌ عليه.

۸۶۸۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرک' بت پرست اور یہود' سب ملے جلے بیٹھے ہوئے تھے' پس نبی ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١١/ ٣٨ - ٣٩ - فتح)، ومسلم (١٧٩٨).

فقه الحديث ☆ ❶ جب کسی ایسی مجلس کے پاس سے گزر ہو جس میں مسلمان اور کافر و مشرک سبھی قسم کے لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو انہیں عمومی طور پر السلام علیکم کہہ دینا چاہیے لیکن ارادۃً مسلمانوں کو سلام کرنا مقصود ہو۔

❷ اہل اسلام اہل شرک اور اہل کتاب کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں بشرطیکہ اس مجلس میں کسی حرام کام کا ارتکاب نہ ہو یا وہاں اسلام کے منافی کوئی بات چیت نہ ہو رہی ہو اور مسلمانوں کو وہاں اسلام کی دعوت پیش کرنی چاہیے۔

١٣٩- بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَفَارَقَ جُلَسَاءَهُ أَوْ جَلِيْسَهُ

۱۳۹۔ باب: جب کوئی مجلس سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں یا ساتھی سے جدا ہو تو سلام کرنا مستحب ہے

٨٦٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُولٰى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۸۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو تب بھی سلام کرے' اس لیے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ حق دار (اہم) نہیں۔'' (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٥٢٠٨)، والترمذى (٢٧٠٦)، وأحمد (٢/ ٢٣٠ و٢٨٧ و٤٣٩).

فقه الحديث☆ جب کوئی شخص کسی مجلس میں آئے تو وہ سب سے پہلے سلام کرے اور جب جانے لگے تو پھر بھی سلام کر کے جائے۔ پہلا سلام دوسرے سلام سے بہتر اور رفائق تر نہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں وقت کے سلام کی اپنی اپنی اہمیت ہے' لہٰذا دونوں وقت سلام کرنا چاہیے۔

١٤٠۔ بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ وَآدَابِهِ

۱۴۰۔ باب: اجازت طلب کرنا اور اس کے آداب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰى أَهْلِهَا﴾ [النور: ٢٧]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ [النور: ٥٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔

اور فرمایا: ''اور جب تم میں سے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ (اندر داخل ہونے کے لیے) اسی طرح اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت طلب کرتے تھے''۔

شرح الآيات:۔ پہلی آیت میں عام حکم ہے کہ جب تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں جانا چاہو تو پہلے اجازت طلب کرو' اگر اجازت مل جائے تو اندر داخل ہو جاؤ اور اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ دوسری آیت میں ان بچوں کو مخاطب کیا گیا ہے جو پہلے نابالغ تھے اور گھروں میں تین مخصوص اوقات کے علاوہ اجازت کے بغیر ہی آتے جاتے تھے اب جبکہ وہ بالغ ہو چکے ہیں تو انہیں بھی عام لوگوں کی طرح اجازت لے کر گھروں میں آنا چاہیے۔

٨٧٠۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ)). متفقٌ عليه.

۸۷۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین بار اجازت طلب کرنی چاہیے' اگر تجھے اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاؤ''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (١١/ ٢٦ ـ ٢٧ ـ فتح)، ومسلم (٢١٥٣).

غريب الحديث☆ (فإن أذن لك) اگر تمہیں اندر آنے کے اجازت دی جائے تو پھر اندر چلے جاؤ۔

فقه الحديث☆ اگر کوئی شخص کسی کے گھر جائے تو تین بار اجازت طلب کرے' اس طرح کہ پہلی بار اجازت طلب کرے اگر نہ ملے تو پھر دوسری بار اور اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو تیسری بار اور اگر تیسری بار بھی اجازت نہ ملے تو پھر وہاں سے چلا آئے اور وہاں نہ ٹھہرے' اس طرح صاحب منزل پر حجت قائم ہو جائے گی۔

❸ صاحب منزل جب دستک سنے تو اسے پہلی دستک پر اجازت دے دینی چاہیے اور اگر وہ کسی دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہو اور وہ تیسری دستک پر بھی اجازت نہ دے سکے تو وہ معذور سمجھا جائے گا۔

❹ کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہیے۔

❺ اگر اجازت نہ ملے تو واپس آ جانا چاہیے' اس میں کوئی عیب ہے نہ لوٹنے والے کی کوئی بے عزتی ہے بلکہ یہ تو کتاب وسنت کی پیروی ہے۔

۸۷۱۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ)). متفق عليه.

۸۷۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اجازت کا طلب کرنا دیکھنے سے بچنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲٤ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۵٦).

فقه الحديث☆❶ اجازت طلب کرنے کی علت بیان کی گئی ہے کہ نظر سے بچا جائے یعنی اندر کی چیزیں نہ دیکھی جائیں جن کا دیکھنا گھر والوں کو قطعاً گوارا نہیں ہوتا۔

❷ قیاس وعلت کا مشروع ہونا ثابت ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''من أجل البصر'' یعنی کسی علت مشترک کی وجہ سے تحریم وتحلیل کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔

❸ اجازت طلب کرنا ہر ایک کے لیے مشروع قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ محارم کے لیے بھی تاکہ ان کے سامنے بھی ستر نہ کھلے اور بے پردگی نہ ہو۔

۸۷۲۔ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ، فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِخَادِمِهِ: ((اُخْرُجْ إِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ: قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَأَدْخُلُ؟)) فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَأَدْخُلُ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَدَخَلَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۸۷۲۔ حضرت ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے ہمیں بتایا کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی اور آپ اس وقت گھر میں تشریف فرما تھے' اس نے کہا کیا میں اندر آ جاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: ''اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور اسے کہو کہ وہ ''السلام علیکم'' کہے اور پھر کہے کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟' اس آدمی نے سن لیا اور کہا ''**السلام علیکم**'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' پس نبی ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۵۱۷۷ و ۵۱۷۸ و ۵۱۷۹)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (۳۱٦).

غريب الحديث☆ (أألج) ''کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟''

فقه الحديث☆❶ اجازت طلب کرنے کے لیے پہلے سلام کرنا چاہیے اور پھر اندر جانے کی اجازت طلب کرنی چاہیے' دونوں میں سے کسی ایک کے ذریعے اجازت طلب کرنا درست نہیں۔

❷ لوگوں کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ بتانا چاہیے کہ پہلے سلام کرنا چاہیے اور پھر داخل ہونے کی اجازت لینی چاہیے۔

❸ اگر کسی شخص کو کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو اسے بتا دینا چاہیے تاکہ وہ بھی قرآن وسنت کے مطابق عمل کر سکے۔

❹ اگر ممکن ہو تو کسی واسطے کے ذریعے بھی تعلیم دی جا سکتی ہے۔

٨٧٣- وَعَنْ كِلْدَةَ بْنِ الْحَنْبَلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَاَدْخُلُ؟)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۸۷۳۔ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو سلام کیے بغیر ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''واپس لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟'' (ابوداؤد' ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن۔ أخرجه أبو داود (٥١٧٦)، والترمذي (٢٧١٠)، وأحمد (٣/ ٤١٤).

فقه الحديث☆ ❶ داخل ہونے والے پر سلام کرنا واجب ہے۔

❷ بات چیت سے پہلے سلام کرنا چاہیے' جو شخص سلام کیے بغیر اندر آ جائے تو اس سے بات وغیرہ نہ کی جائے حتیٰ کہ وہ سلام کرے۔

❸ اگر کوئی شخص اجازت لیے بغیر اندر آ جائے تو اسے تعلیم دینے کی خاطر واپس بھیجنا جائز ہے۔

١٤١- بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ إِذَا قِيلَ لِلْمُسْتَأْذِنِ: مَنْ أَنْتَ؟ أَنْ يَقُولَ: فُلَانٌ، فَيُسَمِّي نَفْسَهُ بِمَا يُعْرَفُ بِهِ مِنِ اسْمٍ أَوْ كُنْيَةٍ، وَكَرَاهَةِ قَوْلِهِ: ((أَنَا)) وَنَحْوَهَا

۱۴۱۔ باب: سنت تو یہی ہے کہ جب اجازت طلب کرنے والے سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو؟ تو وہ جس نام یا کنیت سے مشہور و معروف ہو وہ بیان کرے اور اس کا اس طرح کہنا کہ ''میں ہوں'' یا اس جیسے مبہم الفاظ کہنا پسندیدہ نہیں

٨٧٤- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الْمَشْهُورِ فِي الْإِسْرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثُمَّ صَعِدَ بِي جِبْرِيلُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. ثُمَّ صَعِدَ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَسَائِرِهِنَّ، وَيُقَالُ فِي بَابِ كُلِّ سَمَاءٍ: مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُولُ: جِبْرِيلُ)) متفق عليه.

۸۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی معراج کے متعلق مشہور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر آسمان دنیا کی طرف چڑھے اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو ان سے پوچھا گیا: آپ کون ہیں؟ انھوں (جبریل علیہ السلام) نے بتایا: جبریل۔ پوچھا گیا: اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں' پھر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے اور پھر تیسرے، چوتھے اور باقی آسمانوں پر چڑھے اور ہر آسمان کے دروازے پر پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ تو وہ (جبریل علیہ السلام) کہتے: جبریل''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٠٢ - ٣٠٣ - فتح)، ومسلم (١٦٢).

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کے معراج کے واقعہ کی دلیل کہ آپ کو بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔

❷ پہلے آسمان کو آسمان دنیا بھی کہتے ہیں' اس لیے کہ باقی آسمانوں کی نسبت یہ آسمان بندوں کے زیادہ قریب ہے۔

❸ اجازت طلب کرنے کی دلیل حتیٰ کہ اہل آسمان میں بھی یہی دستور نافذ العمل ہے۔

❹ اجازت طلب کرنے والا اپنا نام ظاہر کرے کہ میں فلاں ہوں۔ جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے پوچھنے پر بتایا کہ میں جبریل ہوں۔

۸۷۵۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي وَحْدَهُ، فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: أَبُوذَرٍّ. متفقٌ عليه.

۸۷۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے چل رہے ہیں' پس میں بھی چاند کے سائے (چاندنی) میں چلنے لگا آپ مڑے تو آپ نے مجھے دیکھ لیا اور پوچھا"یہ کون ہے؟" میں نے کہا: ابوذر۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲۶۰۔ ۲۶۱ ۔ فتح)، ومسلم (۲/ ۶۸۸) (۳۳).

فقه الحديث ☆ ❶ رات کے وقت اکیلے چلنا جائز ہے۔

❷ سائل کو اپنا نام بتا کر تعارف کرانا چاہیے۔

۸۷۶۔ وَعَنْ أُمِّ هَانِيءٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ. متفقٌ عليه.

۸۷۶۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ اس وقت غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کیے ہوئے تھیں' آپ نے پوچھا:"یہ کون ہے؟" میں نے کہا: ام ہانی! (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۶۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۸۷۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا ؟!)) كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. متفقٌ عليه.

۸۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دروازہ کھٹکھٹایا' آپ نے پوچھا:"یہ کون ہے؟" میں نے کہا: میں! آپ نے فرمایا:"میں، میں (کا کیا مطلب)؟!" گویا آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۵ ۔ فتح)، ومسلم (۲۱۵۵).

فقه الحديث ☆ اجازت طلب کرنے کے لیے دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے اور اگر کوئی شخص اجازت طلب کرتے وقت اپنا نام نہ بتائے تو اسے ڈانٹنا جائز ہے۔

۱۴۲۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَرَاهَةِ تَشْمِيتِهِ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَبَيَانِ آدَابِ التَّشْمِيتِ وَالْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

۱۴۲۔ باب: چھینک لینے والا جب "الحمدلله" کہے تو اس کو جواب میں "يرحمك الله" کہنا مستحب ہے اور اگر وہ "الحمد لله" نہ کہے تو اس کو جواب دینا ناپسندیدہ ہے اور چھینک کا جواب دینے، چھینک لینے اور جمائی کے آداب

۸۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ،

۸۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جب

فَإِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)) . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تم میں سے کوئی چھینک لے اور ''الحمد لله'' کہے تو ہر مسلمان پر جو اسے سنے یہ حق ہے کہ وہ ''یرحمک الله'' کہے جبکہ جمائی تو شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ مقدور بھر اسے روکنے کی کوشش کرے' اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۶۰۷ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت محبت یعنی پسند اور ناپسند کا اثبات۔

❸ چھینک لینے والا جب ''الحمد لله'' کہے تو اس کے جواب میں ''یرحمک الله'' کہنا چاہیے اور اگر وہ ''الحمد لله'' نہ کہے تو پھر ''یرحمک الله'' بھی نہیں کہنا چاہیے۔

❹ چھینک لینے سے انسان کا دماغ ہلکا ہو جاتا ہے' وہ راحت محسوس کرتا ہے اور طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے اس لیے چھینک لینے پر ''الحمد لله'' کہنا چاہیے۔

❺ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جس سے طبیعت میں سستی، کاہلی اور ثقل سا محسوس ہوتا ہے' انسان اپنا کوئی کام بھی صحیح طریقے سے نہیں کر سکتا۔ انسان کی اس کیفیت کو دیکھ کر شیطان خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے لہٰذا مقدور بھر کوشش کرنی چاہیے کہ جمائی کو روکا جائے اور ایسے کام سے اجتناب کیا جائے جس سے شیطان خوش ہوتا ہو۔

۸۷۹۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ وَلْيَقُلْ لَهُ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. فَاِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۷۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی چھینک لے تو اسے ''الحمد لله'' کہنا چاہیے اور اس کے بھائی یا ساتھی کو اس کے لیے ''یرحمک الله'' کہنا چاہیے اور جب وہ اس کے لیے ''یرحمک الله'' کہے تو اس چھینک لینے والے کو ''یهدیکم الله ویصلح بالکم'' (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے) کہنا چاہیے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۶۰۸ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ جب کوئی چھینک لے تو کیا کہے، سننے والا کیا کہے اور پھر چھینک لینے والا جواب میں کیا کہے۔

❷ چھینک لینا بھی ایک نعمت ہے جس سے انسان بہت سی خیر و بھلائی حاصل کر لیتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے اس فضل عظیم کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس چھینک کے ذریعے اپنے بندے کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے' اس لیے ''الحمد لله'' کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

❹ اگر کوئی شخص تمہیں دعا دے تو تمہیں بھی اس کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے۔
❺ اس دعائے خیر کے باہم تبادلے سے آپس میں محبت اور خیر خواہی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو باہمی اتفاق و اتحاد اور تعمیر وطن کے لیے نہایت ضروری ہیں۔

۸۸۰۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوهُ)). رواه مسلم.

۸۸۰۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی چھینک لے اور وہ ''الحمد لله'' کہے تو تم اس کے لیے ''یرحمک الله'' کہو اور اگر وہ ''الحمد لله'' نہ کہے تو تم بھی اس کے لیے ''یرحمک الله'' نہ کہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۹۹۲).

فقه الحديث☆ جب چھینک لینے والا ''الحمدلله'' کہے تو اس کے لیے جواب میں ''یرحمک الله'' کہنا واجب ہے اور اگر وہ ''الحمدلله'' نہ کہے تو پھر ''یرحمک الله'' نہ کہنے کی بھی صراحت ہے۔

۸۸۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ: عَطَسَ فُلَانٌ فَشَمَّتَّهُ، وَعَطَسْتُ فَلَمْ تُشَمِّتْنِي! فَقَالَ: ((هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ)). متفقٌ عليه.

۸۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینک لی پس آپ نے ایک کو ''یرحمک الله'' کہا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا' آپ نے جس شخص کو جواب نہیں دیا تھا اس نے کہا: فلاں شخص نے چھینک لی تو آپ نے اسے جواب دیا اور میں نے چھینک لی تو آپ نے مجھے جواب نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا: ''اس شخص نے ''الحمد لله'' کہا تھا (اس لیے میں نے اسے جواب دیا) اور تم نے ''الحمد لله'' نہیں کہا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۲۱۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۹۹۱).

فقه الحديث☆ ❶ جب چھینک لینے والا ''الحمد لله'' نہ کہے یا اس کے علاوہ کوئی اور کلمہ کہے تو اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔
❷ اگر کسی شخص پر کسی کام کی حقیقت واضح نہ ہو تو وہ اس کے بارے میں استفسار کر سکتا ہے۔

۸۸۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلٰى فِيهِ، وَخَفَضَ ـ أَوْ غَضَّ ـ بِهَا صَوْتَهُ. شَكَّ الرَّاوِي. رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۸۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب چھینک لیتے تو اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا اپنا کپڑا رکھ لیتے اور اس کے ذریعے اپنی آواز کو آہستہ کرتے۔ راوی کو شک ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ''خفض'' کا لفظ بولا یا ''غض'' کا (معنی دونوں کا ایک ہی ہے)۔ (ابوداود، ترمذی۔ حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه أبو داود (۵۰۲۹)، والترمذي (۲۷۴۵).

اس کی سند حسن ہے' اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے محمد بن عجلان کے' وہ صدوق ہے جبکہ مستدرک حاکم (۲۶۴/۴) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی ایک اور سند بھی ہے جسے امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

بھی حدیث ہے' لہٰذا یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ چھینک لینے کے آداب بیان کیے گئے کہ چھینک لیتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لینا چاہیے تاکہ منہ یا ناک سے تھوک یا لعاب وغیرہ نکل کر کسی دوسرے شخص پر نہ گر جائے۔ مسلمانوں کو تکلیف سے بچانے کے لیے مقدور بھر کوشش کرنی چاہیے۔

❷ چھینک لیتے وقت آواز کو پست اور ہلکا رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے' اسلام کس قدر پیارا دین ہے کہ تہذیب و شائستگی اور دوسروں کے احساسات کا کس قدر خیال رکھا گیا ہے۔

٨٨٣- وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ: يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَيَقُولُ: ((**يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ**)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۸۸۳۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود رسول اللہ ﷺ کے پاس اس امید پر بناوٹی چھینک لیتے کہ آپ ان کے لیے "**یرحمک الله**" کہیں گے لیکن آپ فرماتے ہیں: "**یهدیکم الله ویصلح بالکم**"۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٩٤٠)، وأبو داود (٥٠٣٨)، والترمذي (٢٧٣٩)، وأحمد (٤/ ٤٠٠)، والحاكم (٤/ ٢٦٨).

فقه الحديث☆ ❶ یہود رسول اللہ ﷺ سے دعا لینے کے لیے کوشاں رہتے تھے تاکہ انہیں چین، قرار اور سکون نصیب ہو' اس لیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور یہودی اس بات سے پوری طرح باخبر اور آگاہ تھے' چنانچہ وہ حصول برکت کی خاطر آپ کے پاس چھینک لیتے تھے' تاکہ آپ ان کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائیں۔

❷ یہود فطری طور پر دھوکے باز اور جھوٹے ہیں' ان کی چالبازی سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے' وہ بظاہر شعائر اسلام کا اظہار کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ وہ اپنے مفاد کی خاطر کرتے ہیں۔

❸ غیر مسلموں کی چھینک کے جواب میں اگر وہ "**الحمد لله**" کہیں تو "**یرحمك الله**" کے بجائے "**یهدیکم الله ویصلح بالکم**" کہنا چاہیے۔

٨٨٤- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۸۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ہاتھ سے اپنا منہ بند کر لے' اس لیے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٩٩٥).

فقه الحديث☆ ❶ ثابت ہوا کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے اور اس سے جمائی لینے والے کو سستی اور کاہلی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

❷ جمائی عموماً تب آتی ہے جب بدن بوجھل ہو جاتا ہے اکتا جاتا ہے' اور وہ سستی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت شہوات کی طرف مائل کرتی ہے جس کا انجام شیطان کی پیروی ہوتا ہے۔

❸ شیطان انسان کی نگرانی کرتا رہتا ہے' وہ جب بھی اسے غافل پاتا ہے تو اس پر قابو پا لیتا ہے' اس کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس پر ہنستا ہے اور انسان کی غفلت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

❹ اسلام نے ہر موقع پر شیطان سے بچنے کی تلقین اور راہنمائی کی ہے کیونکہ وہ ہمارا دشمن ہے' اس لیے وہ ہر لحہ انسان کو گمراہ کرنے اور

نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے۔ پس مسلمان کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس کے فتنوں اور چالوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

۱۴۳۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُصَافَحَةِ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَبَشَاشَةِ الْوَجْهِ وَتَقْبِيلِ يَدِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، وَتَقْبِيلِ وَلَدِهِ شَفَقَةً، وَمُعَانَقَةِ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرٍ، وَكَرَاهِيَةِ الْإِنْحِنَاءِ

۱۴۳۔ باب: ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا، خندہ پیشانی سے ملنا' نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینا اور شفقت سے اپنے بچے کو چومنا اور آنے والے سے معانقہ کرنا مستحب ہے جبکہ جھک کر ملنا مکروہ ہے

۸۸۵۔ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. رواهُ البخاري.

۸۸۵۔ حضرت ابو الخطاب قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں مصافحے کا معمول تھا؟ انھوں نے کہا: ہاں! (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۵۴ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (المصافحة) ''ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا''۔

فقه الحديث☆ مصافحہ کرنا سنت ہے اور یہ ہر دور میں مشروع رہا ہے' اس میں کوئی نقصان ہے نہ مخالفت' یہ ایسی سنت ہے جس پر اجماع ہے کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا چاہیے۔ مصافحے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ ایک ہاتھ سے کیا جائے۔

۸۸۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۸۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور یہی وہ پہلے لوگ ہیں جو مصافحے کا طریقہ لائے ہیں''۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۵۲۱۳)، وأحمد (۳/ ۲۱۲).

فقه الحديث☆ ❶ اگر کسی میں کوئی خوبی ہو تو اسے بیان کرنا مستحب ہے۔

❷ مصافحے کا طریقہ یمن میں رائج تھا' وہاں سے کچھ لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس طریقے کی تعریف فرمائی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے اس طریقے کو لائے ہیں' آپ نے اسے جاری فرمایا۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ فضیلت کو اسی طرف منسوب کرے جو اس کا اہل ہے' کسی کی اہلیت وفضیلت سے انکار کرنا چاہیے نہ اس خوبی کو اپنی یا کسی اور کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔

۸۸۷۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا)) رواه أبو داود.

۸۸۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو انہیں ان کے جدا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه أبو داود (۵۲۱۲)، والترمذي (۲۷۲۷)، وابن ماجه (۳۷۰۳)، وأحمد (۴/

۲۸۹ و ۳۰۳).

اس کی سند ابو اسحق کی تدلیس اور اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مسند احمد (۱۴۲/۲) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کا شاہد ہے جس بنا پر یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ (ان شاء اللہ)

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اس کے صغیرہ گناہ مختلف اعمال کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ وضو کرنے سے، نماز پڑھنے سے اور مصافحہ کرنے سے وغیرہ وغیرہ اور جہاں تک کبیرہ گناہوں کا تعلق ہے تو وہ توبہ کے بغیر اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

۸۸۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى أَخَاهُ أَوْ صَدِيْقَهُ، أَيَنْحَنِيْ لَهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۸۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرتا ہے تو کیا وہ اس کے لیے جھکے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' اس نے پوچھا: تو کیا اس سے لپٹ جائے اور اسے بوسہ دے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں'' پھر اس نے پوچھا: تو کیا وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه الترمذی (۲۷۲۸)، وابن ماجه (۳۷۰۲)، وأحمد (۳/ ۱۹۸)، والبيهقی (۷/ ۱۰۰)

اس حدیث کی سند حنظلہ بن عبداللہ السدوسی کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن یہ حدیث شواہد کی وجہ سے حسن درجے کی ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کسی شرعی حکم کا علم نہ ہو تو اس کے بارے میں پوچھ لینا چاہیے اور جس سے مسئلہ پوچھا جائے اسے ناراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ سائل کو بڑے احسن انداز سے مسئلہ سمجھا دینا چاہیے اور اگر ایک ہی سوال بار بار پوچھا جائے تو اس سے بھی ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

❷ ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے خواہ کوئی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو' جھک کر کسی کے گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ لگانا ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی قبیح حرکت ہے۔

❸ بار بار ملاقات پر معانقہ کرنا درست نہیں البتہ کوئی شخص دیر بعد ملا ہو یا کوئی شخص کہیں جا رہا ہو اور اسے الوداع کہنا ہو تو تب معانقہ کرنا جائز ہے۔

❹ مصافحہ کرنا جائز ہے اور اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

۸۸۹۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ؛ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلٰى قَوْلِهِ: فَقَبَّلَا يَدَهُ وَرِجْلَهُ، وَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. رواه الترمذي وغيره

۸۸۹۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے) نو واضح معجزات کے متعلق دریافت کیا۔ راوی نے یہاں تک حدیث بیان کی کہ آخر ان دونوں نے آپ کے ہاتھ ا

بأسانيد صحيحة.

ور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ (ترمذی وغیرہ نے اسے صحیح اسانید سے روایت کیا ہے۔)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (۲۷۳۳)، وابن ماجه (۳۷۰۵).

فقه الحديث:۔ اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن سلمہ راوی ہے جو سیّء الحفظ ہے' پس یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے قابل حجت اور قابل استدلال نہیں۔

۸۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قِصَّةٌ قَالَ فِيهَا: فَدَنَوْنَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۸۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک قصہ منقول ہے جس میں انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے قریب ہوگئے اور ہم نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (۵۲۲۳)، وابن ماجه (۳۷۰٤).

اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ضعیف ہے' آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے' قابل حجت نہیں لیکن اس موضوع کے متعلق دوسری احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عادت بنائے بغیر علمائے ربانی اور والدین کے ہاتھ چوم لینا جائز ہے جیسا کہ حضرت زارع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ عبدالقیس کے وفد میں آئے اور جب ہمیں یہ بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو ہم آپ سے لپٹ گئے' ہم نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں پکڑ لیے اور انہیں بوسہ دیا۔ (الأدب المفرد (۹۷۵)' ابو داؤد (۵۲۲۵)' بیہقی فی الآداب (۲۹۵)

۸۹۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي، فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَجُرُّ ثَوْبَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۸۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے' پس وہ آپ کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو نبی ﷺ (شوق اور خوشی کے عالم میں) اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے ان کی طرف گئے۔ پس آپ نے ان سے معانقہ کیا اور انہیں بوسہ دیا۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (۲۷۳۲).

اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن یحیٰی اور اس کے والد' دو راوی ضعیف ہیں اور محمد بن اسحٰق مدلس راوی ہے' عنعنہ سے روایت کرتا ہے۔ پس یہ حدیث ضعیف ہے۔

فقه الحديث☆ ضعیف حدیث قابل حجت اور قابل استدلال نہیں۔

۸۹۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيقٍ**)). رواه مسلم.

۸۹۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا اگرچہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو"۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۸۹۳۔ وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قبّل النبيّ ﷺ الحسن بن عليّ رضي الله عنهما فقال الأقرع بن حابس: إنّ لي عشرة من الولد ما قبّلت منهم أحدا. فقال رسول الله ﷺ: ((من لا يرحم لا يرحم!)). متفقٌ عليه.

۸۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا تو (پاس بیٹھے ہوئے) حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے دس بچے ہیں اور میں نے تو ان میں سے کسی کو بھی کبھی بوسہ نہیں دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا“۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۲۵) ملاحظہ فرمائیں۔

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازوں کا بیان

۱۴۴۔ بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَتَشْيِيْعِ الْمَيِّتِ، وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ، وَحَضُوْرِ دَفْنِهِ، وَالْمُكْثِ عِنْدَ قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ

مریض کی عیادت کرنا' جنازے کے ساتھ جانا' نماز جنازہ پڑھنا' اس کی تدفین میں شریک ہونا اور اسے دفنانے کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر ٹھہرنا

٨٩٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِي، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ. متفقٌ عليه.

۸۹۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے، جنازے کے ساتھ جانے، چھینک لینے والے کی چھینک کا (اگر وہ الحمد للہ کہے تو اسے یرحمك الله کہہ کر) جواب دینے، قسم دینے والے کی قسم پوری کر دینے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور اسلام کے عام کرنے کا حکم فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۳۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٨٩٥۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ)). متفقٌ عليه.

۸۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک لینے والے کی چھینک کا جواب دینا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۳۸) ملاحظہ فرمائیں۔

٨٩٦۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ! قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟! قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا

۸۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت والے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی! وہ (ابن آدم) کہے گا: اے میرے رب! میں کس طرح تیری عیادت کرتا تو تو رب العالمین ہے؟!

مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ؟ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ! اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ! كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ؟! قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِي؟ يَا ابْنَ آدَمَ! اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِي؟)). رواه مسلم.

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی؟ کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو تم مجھے اس کے ہاں پاتے؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا لیکن تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا! وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جبکہ تو تو خود تمام جہانوں کا رب، پروردگار اور پالنہار ہے! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا لیکن تم نے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم اس (کے اجر وثواب) کو میرے پاس پاتے؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو خود رب العالمین ہے؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہیں پلایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو تم اس (کے اجر وثواب) کو میرے ہاں پاتے؟'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٦٩).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا اثبات۔

❷ اگر بندے نیک عمل کریں تو اللہ انہیں بہترین جزا سے نوازتا ہے' وہ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔

❸ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے' اس پر اللہ بڑے انعام سے نوازتا ہے۔

❹ مریض کی عیادت کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

❺ بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا واجب ہے۔

❻ نظریہ حلول اور وحدت الوجود جیسے باطل نظریے کا رد ہے۔

٨٩٧۔ وَعَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُودُوا الْمَرِيضَ، وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ)). رواه البخاري.

((الْعَانِي)): الْاَسِيرُ.

۸۹۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہا کراؤ''۔ (بخاری)

(العانی): ''قیدی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/١٦٧ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (فكوا) ''فدیہ دے کر قیدی کو رہا کرانا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ مسلمان ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں' باہم تعاون کرتے ہیں' اسی لیے اسلامی معاشرے کی یک جہتی کو ایک دیوار یا ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

❷ مسلمان کو چاہیے کہ جب اسے کسی بھائی کی بیماری کا پتا چلے تو وہ اس کی تیمارداری کرے اور اگر اسے دوائی کی ضرورت ہو تو اس معاملے میں بھی اس کی مدد کرے۔

❸ عیادت کرنے کے لیے کسی مناسب وقت پر جانا چاہیے تاکہ مریض کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

❹ مریض کی عیادت سے اس کا آدھا مرض ختم ہو جاتا ہے اور اسے حوصلہ ملتا ہے۔

❺ بھوکے کو کھانا کھلانا بھی واجب ہے۔

❻ مسلمان قیدیوں کو دشمن کی قید سے رہا کرانا واجب ہے۔ اس میں وہ قیدی بھی آ سکتے ہیں جو ناجائز مقدمات میں پھنسے ہوئے ہیں اور کتنے عرصے سے بلاوجہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں' ان کی رہائی کے لیے بھی کوشش کرنی چاہیے۔

٨٩٨۔ **وَعَنْ** ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ**)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((**جَنَاهَا**)). رواه مسلم.

۸۹۸۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھل چننے میں مصروف رہتا ہے''۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! ''خرفة الجنة'' سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے تازہ پھل چننا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٦٨) (٤١).

غريب الحديث☆ (خرفة) ''پھل چننا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ حدیث میں مذکور اجر صرف مسلمان کو کسی مسلمان کی عیادت کرنے پر ملتا ہے۔

❷ مریض کی عیادت کرنے کی ترغیب۔

❸ مریض کی عیادت طاعات میں سے ہے' جو جنت کے قریب کر دیتی ہے اور جہنم سے دور کر دیتی ہے۔

٨٩٩۔ **وَعَنْ** عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((**مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ**)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((**الْخَرِيْفُ**)): اَلثَّمَرُ الْمَخْرُوْفُ، أَيْ: الْمُجْتَنٰى.

۸۹۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کرتا ہے تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں چنے ہوئے پھلوں کا حصہ ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(الخریف) ''چنے ہوئے پھل''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (٣٠٩٨ و ٣٠٩٩)، والترمذي (٩٦٩)، وابن ماجه (١٤٤٢).

فقہ الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف امور پر مامور فرمایا ہے' ان میں سے بعض فرشتے مریض کی عیادت کرنے والے کے

لیے دعا کرنے پر مامور ہیں۔

❷ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمان کی بہت اہمیت ہے' مسلمانوں کو بھی آپس میں اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

❸ فرشتے اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں' ان کی تعداد کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

❹ جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرنا شروع کر دیتے ہیں' صبح کے فرشتے شام تک اور شام والے طلوع فجر تک۔

❺ مریض کی عیادت کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں' مریض اور گھر والوں کے حالات وظروف کے مطابق کسی بھی وقت عیادت کی جا سکتی ہے۔

۹۰۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: ((أَسْلِمْ)) فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؟ فَقَالَ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، وَهُوَ يَقُولُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''اسلام قبول کر لو''۔ پس اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی تھا' اس نے کہا ابو القاسم کی بات مان لو۔ پس وہ مسلمان ہو گیا تو نبی ﷺ اس کے پاس سے باہر تشریف لائے تو یہ فرما رہے تھے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے جہنم کی آگ سے بچا لیا''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۱۹ ـ فتح).

فقه الحدیث☆ ❶ کسی مشرک سے خدمت لینا جائز ہے۔

❷ اہل کتاب کی عیادت کرنا جائز ہے جب یہ امید ہو کہ اسے اسلام کی دعوت دی جائے تو وہ ایمان لے آئے گا۔

❸ ذمی لوگوں سے حسن معاملہ کرنا۔

❹ چھوٹے بچوں سے خدمت لینا جائز ہے اور چھوٹے بچوں کو اسلام کی دعوت دی جا سکتی ہے اور اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کا اسلام قبول کرنا درست ہو گا۔

❺ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو جہنم سے بچانے کے لیے کس قدر حریص اور متفکر تھے۔

۱۴۵۔ بَابُ مَا يُدْعَى بِهِ لِلْمَرِيضِ

۱۴۵۔ باب: مریض کو کن الفاظ سے دعا دی جائے؟

۹۰۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ، أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا، وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّاوِي سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا)). متفق

۹۰۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے جب کوئی آدمی اپنی کسی بیماری کے بارے میں عرض کرتا یا اسے کوئی پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی ﷺ اپنی انگلی کے ساتھ ایسے کرتے، حدیث کے راوی سفیان بن عیینہ نے اپنی انگشت شہادت زمین پر رکھی پھر اسے اٹھایا (یعنی آپ ﷺ اس طرح کرتے تھے) اور آپ یہ دعا پڑھتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے' ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب دہن کے

عليه.

ساتھ مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کے لیے شفایابی کا ذریعہ ہوگی''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢٠٦ ـ فتح)، ومسلم (٢١٩٤).

فقه الحديث☆ ❶ دم کرنے والا اپنی انگلی پر کچھ لعاب لگائے پھر اسے مٹی پر رکھے اس کے ساتھ تھوڑی سی مٹی لگ جائے تو اسے درد یا زخم والی جگہ لگائے اور مذکورہ دعا پڑھے۔

❷ ہر قسم کی تکلیف میں دم کرنا جائز ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ساتھ تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

❹ شرعی دم میں ایک تاثیر ہے جس سے مریض کو افاقہ ہو جاتا ہے۔

❺ دم کرتے وقت انگشت شہادت پر لعاب لگانا اور پھر اسے زمین پر لگا کر تکلیف والی جگہ رکھنا جائز ہے۔

٩٠٢۔ **وَعَنْهَا** اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ اَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ: ((**اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهِبِ الْبَاسَ، وَاشْفِ، اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّايُغَادِرُ سَقَمًا**)). متفق عليه.

٩٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے بعض اہل خانہ کی عیادت کرتے تو آپ اپنا دایاں ہاتھ (تکلیف والے حصے پر) پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما دے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں تو ایسی شفا عطا فرما کہ وہ بیماری کو نہ چھوڑے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢٠٦ ـ فتح)، ومسلم (٢١٩١).

غريب الحديث☆ (**البأس**) ''تکلیف''۔ (**السقم**) ''مرض' بیماری''۔

فقه الحديث☆ ❶ مریض کی عیادت کرنا اہل اسلام کے حقوق میں سے ہے۔

❷ مریض کے تکلیف والے حصے پر دایاں ہاتھ پھیرنا مستحب ہے۔ دائیں ہاتھ کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے۔

❸ شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

❹ دوائی استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں لیکن دوائیوں میں شفا کا عقیدہ رکھنا یہ درست نہیں۔ دوائی استعمال کرنی چاہیے لیکن شافی صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھنا چاہیے۔

٩٠٣۔ **وَعَنْ** اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ: اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا**)). رواه البخاري.

٩٠٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ثابت رحمہ اللہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والا (بتایا ہوا) دم نہ کروں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں (ضرور کریں)۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی: ''اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو لے جانے والے! شفا عطا فرما' تو ہی شفا دینے والا ہے' تیرے سوا کوئی شافی نہیں' ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کو نہ چھوڑے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢٠٦ ـ فتح).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۹۰۲) ملاحظہ فرمائیں۔

٩٠٤۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا)). رواه مسلم.

۹۰۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت کی تو آپ نے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما، اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما، اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٦٢٨) (٨).

فقه الحديث☆ ❶ امام وحکمران کو مریضوں کی عیادت کرنی چاہیے۔

❷ اللہ عزوجل سے شفا طلب کرنی چاہیے۔

❸ دعا میں الحاح وزاری مستحب ہے۔

٩٠٥۔ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ۔ ثَلَاثًا۔ وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ)). رواه مسلم.

۹۰۵۔ حضرت ابوعبداللہ عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے جسم میں محسوس ہونے والی تکلیف کے بارے میں بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسم کے جس حصے میں تم تکلیف محسوس کرتے ہو وہاں اپنا ہاتھ رکھو اور تین مرتبہ ''بسم اللہ'' اور سات مرتبہ ''أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر'' (میں اس برائی سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں) پڑھو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٠٢).

فقه الحديث☆ ❶ انسان اپنی تکلیف کے بارے میں اظہار کرسکتا ہے' یہ شکوے کے زمرے میں نہیں آتا۔

❷ جس قدر انسان کے بس میں ہو اسے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا چاہیے۔

❸ انسان اپنے آپ کو خود بھی دم کرسکتا ہے۔

❹ بندے کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے حفظ و امان اور پناہ طلب کرتا رہے' وہی نفع پہنچاتا ہے اور وہی نقصان اور تکلیف دور کرتا ہے۔

❺ دعا میں بڑی تاثیر ہے' اس کے لیے ضروری ہے کہ دعا انہی الفاظ کے ساتھ کی جائے جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منقول و مروی ہیں۔

٩٠٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْهُ أَجَلُهُ، فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، إِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:

۹۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت ابھی نہ آیا ہو اور وہ اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے ''میں اللہ عظیم جو عرش عظیم کا رب ہے' سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے'' تو اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے عافیت دے دے گا۔''

حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلى شَرطِ الْبُخَارِيِّ.

(ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث شرط بخاری پر صحیح ہے۔

توثيق الحديث☆ حسن۔ أخرجه أبو داود (٣١٠٦)، والترمذي (٢٠٨٣)، والحاكم (١/ ٣٤٢).

اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں' سوائے منہال بن عمرو کے' وہ صدوق ہے۔

فقه الحديث☆ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کتنی بھی عظیم چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں عظیم تر ذات ہے' وہ ہر چیز دینے پر قادر ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ سے پورے یقین کے ساتھ دعا کی جائے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے اور پھر وہ اس سے خوش بھی ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے خلوص کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بیماری سے عافیت عطا فرما سکتا ہے' پھر خصوصاً مسنون دعائیں کی جائیں کہ ان میں خصوصی تاثیر اور برکت ہے۔

٩٠٧۔ **وَعَنْهُ** أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، دَخَلَ عَلى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلى مَنْ يَعُودُهُ قَالَ: ((**لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ**)). رواه البخاري.

۹۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دیہاتی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ کا معمول تھا کہ آپ جس کسی کی بھی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: ''کوئی بات نہیں اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٦٢٤ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (طھور) تمہارا مرض تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی' اس سے تمہارے گناہ ختم ہو جائیں گے۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کوئی امام و حکمران اور عالم کسی دیہاتی یا کسی عام شخص کی عیادت کے لیے چلا جائے تو اس سے ان کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ ایسے موقع پر انہیں وعظ و نصیحت کی جائے تو وہ زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

❷ عیادت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ مریض کو تسلی دے کہ کوئی بات نہیں یہ مرض ان شاء اللہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

❸ نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام کا بہت خیال رکھتے تھے' ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے' اگر کوئی دیہاتی بھی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کی عیادت کے لیے بھی تشریف لے جاتے تھے۔

٩٠٨۔ **وَعَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: ((**نَعَمْ**)) قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ. رواه مسلم.

۹۰۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے تو پوچھا اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' تو انھوں نے یہ دعا پڑھی ''اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تجھے نقصان پہنچائے' ہر نفس کے شر اور حاسد کی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے' اللہ تعالیٰ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢١٨٦).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات کے ساتھ دم کرنا جائز ہے۔

❷ دم اور دعا کرنا اور کرانا جائز ہے' لہٰذا ایک مسلمان جس طرح اپنے آپ کو دم کرتا ہے اسی طرح وہ دوسرے کو بھی دم کر سکتا ہے۔

حسد کا اثر ہو سکتا ہے' اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

٩٠٩۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ، فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، قَالَ: يَقُوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ. وَاِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ)) وَكَانَ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

٩٠٩۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ پر اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص یہ کہے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے'' تو اس کا رب اس کی تصدیق فرماتا ہے اور کہتا ہے ''میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں'' اور جب وہ کہتا ہے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میرے سوا کوئی معبود نہیں' میں یکتا ہوں' میرا کوئی شریک نہیں'' اور جب وہ (بندہ) کہتا ہے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میرے سوا کوئی معبود نہیں' میری ہی بادشاہی ہے اور میرے لیے ہی تعریف ہے'' اور جب بندہ کہتا ہے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' گناہ سے پھرنا اور نیکی کرنا صرف اللہ کی توفیق سے ممکن ہے'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میرے سوا کوئی معبود نہیں' گناہ سے پھیرنا اور نیکی کرنے کی توفیق دینا بھی صرف میرا ہی کام ہے''۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''جو شخص یہ کلمات اپنے مرض میں پڑھے پھر وہ فوت ہو جائے تو اسے جہنم کی آگ نہیں کھائے گی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٣٤٣٠)، وابن ماجه (٣٧٩٤)، وابن حبان (٢٣٢٥).

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور شعبہ نے ابواسحاق سے اختلاط سے پہلے روایت کیا ہے اور امام ترمذی کا یہ کہنا کہ شعبہ نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا' کوئی نقصان دہ نہیں' کیونکہ یہ حدیث وہ رائے سے بیان نہیں کر سکتا جیسا کہ ظاہر ہے۔ پھر ''المنتخب من المسند (٩٢٥)'' میں اس کی متابعت موجود ہے جو مرفوع ہے' اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ''جس نے یہ دعا حالت مرض میں پڑھی پھر اسی بیماری میں مر گیا تو وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا''۔ اس کی سند جید ہے' اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور مسلم کے ہیں سوائے ایک راوی ابوجعفر فراء کے' وہ بھی ثقہ ہے۔

فقه الحديث☆ مسلمان اپنی بیماری کے عالم میں دنیا سے منقطع ہو رہا ہوتا ہے اور اس کی ساری توجہ اور امید کا مرکز و محور صرف اللہ کی ذات ہوتی ہے' اس لیے اس وقت اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی عظمت و کبریائی بیان کرنی چاہیے۔ جو شخص اللہ سے ملاقات کی آرزو اور خواہش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔ پس اس امید سے یہ دعا پڑھنا حسن خاتمہ کا باعث ہے۔

١٤٦۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ عَنْ حَالِهٖ

١٤٦۔ باب: مریض کے اہل خانہ سے مریض کی حالت پوچھنا مستحب ہے

٩١٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ

٩١٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی

أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس بیماری میں باہر آئے جس میں آپ نے وفات پائی تو لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن! رسول اللہ ﷺ نے کیسے صبح کی؟ تو انھوں نے بتایا کہ الحمد للہ انھوں نے افاقے کی صورت میں صبح کی ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۸/ ۱٤۲ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (بارئًا) ''مرض میں افاقہ ہوا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کسی وجہ سے مریض کے پاس جانا ممکن نہ ہو تو پھر اس کے گھر کے کسی فرد سے اس کے بارے میں پوچھا جا سکتا ہے۔

❷ اپنی محبوب شخصیت کے بارے میں نیک شگون لینا جائز ہے۔

❸ جس شخص سے مریض کے بارے میں پوچھا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ حوصلہ افزا انداز میں جواب دے' مایوسی کا اظہار نہ کرے تاکہ پوچھنے والے دوست احباب کو بھی حوصلہ ہو۔

❹ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ سے کس قدر محبت تھی کہ وہ آپ کے مرض کے بارے میں فکر مند تھے' اس لیے وہ آپ کے گھر والوں سے بھی آپ کی صحت کے بارے میں استفسار کرتے تھے۔

❺ کسی شخص کو اس کی کنیت اور اس کے پسندیدہ نام سے بلانا مستحب ہے۔

۱۴۷۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهُ مَنْ أَيِسَ مِنْ حَيَاتِهِ

۱۴۷۔ باب: جو شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو جائے وہ کیا دعا پڑھے

٩١١ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى)). متفقٌ عليه.

۹۱۱۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے: ''اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے (اپنے ساتھ) ملا دے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۰/ ۱۲۷ ۔ فتح)، ومسلم (۲٤٤٤).

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کو موت و حیات میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ نے اللہ سے ملاقات کی خاطر موت کو اختیار فرمایا۔

❷ مریض کو چاہیے کہ وہ اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کرے' اسے کسی بھی لمحے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے جو مغفرت طلب فرمائی وہ رفع درجات کے لیے ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیے تھے۔

❹ مومن کو چاہیے کہ وہ بیماری کی حالت میں زیادہ سے زیادہ نفل خیرات کرے تاکہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہو۔

❺ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

❻ ''رفیق اعلیٰ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' آپ نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی دعا فرمائی۔

٩١٢۔ وعنها قالت: رأيت رسول الله ﷺ وهو بالموت، عنده قدح فيه ماء، وهو يدخل يده في القدح، ثم يمسح وجهه بالماء، ثم يقول: ((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ)). رواه الترمذي.

٩١٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت (نزع) کے عالم میں دیکھا' آپ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا' آپ پیالے میں اپنا ہاتھ ڈالتے پھر اپنے چہرۂ مبارک پر پانی ملتے' پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں پر میری مدد فرما''۔ (ترمذی)

توثيق الحديث☆ ضعيف بهذا اللفظ ـ أخرجه الترمذي (٩٧٨)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (١٦٢٣)، وابن ماجه (١٠٩٣)، وأحمد (٦/ ٦٤ و ٧٠ و ٧٧ و ١٥١)، وابن سعد في ((الطبقات الكبرى)) (٢/ ٢٥٨)، والحاكم (٢/ ٤٦٥).

اس حدیث کی سند ضعیف ہے' اس لیے کہ اس میں ایک راوی موسیٰ بن سرجس مجہول الحال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ الفاظ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ سے مختلف ہیں' جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ)). پس یہ حدیث مذکورہ بالا دو وجوہ سے ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (غمرات الموت) ''موت کی سختیاں''۔ (سکرات الموت) ''موت کی بے ہوشیاں' غشی کا طاری ہونا''۔

فقه الحديث☆ ❶ موت کی سختی کے وقت پانی استعمال کرنا جائز ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی طرف متوجہ ہونے سے موت کی تلخیاں اور سختیاں کم ہو جاتی ہیں۔

❸ موت کی سختیاں اور تلخیاں بہت شدید ہوتی ہیں حتیٰ کہ انبیاء بھی ان سختیوں میں تخفیف کی دعا کرتے تھے۔

❹ موت کی سختی کے وقت بھی انسان کو دل و زبان سے اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ زبان سے توحید کا اقرار ہو' تاکہ خاتمہ بالایمان ہو جائے اور اس وقت جزع فزع اور سوئے خلقی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

١٤٨۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ أَهْلِ الْمَرِيْضِ وَمَنْ يَخْدُمُهُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا يَشُقُّ مِنْ أَمْرِهِ وَكَذَا الْوَصِيَّةِ بِمَنْ قَرُبَ سَبَبُ مَوْتِهِ بِحَدٍّ أَوْ قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

١٤٨۔ باب: مریض کے اہل خانہ اور اس کے خدمت گاروں کو مریض کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور اس کی طرف سے پیش آنے والی مشقتوں پر صبر کرنے اور اسی طرح جس شخص کی موت حد یا قصاص کے نافذ ہونے کی وجہ سے قریب ہو اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کی وصیت کرنا مستحب ہے

٩١٣۔ عن عمران بن الحصين رضي الله عنهما أن امرأة من جهينة أتت النبي ﷺ وهي حبلى من الزنا، فقالت: يا رسول الله! أصبت حدًّا فأقمه علي، فدعا رسول الله ﷺ وليها، فقال: ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا)) ففعل.

٩١٣۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی' نبی ﷺ کی خدمت میں آئی تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں (زنا سے) حد کو پہنچ گئی ہوں' پس آپ اسے مجھ پر نافذ فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی (سرپرست) کو بلایا اور فرمایا: ''اس کے ساتھ حسن سلوک سے

فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پیش آ ؤ اور جب یہ بچہ جنم دے لے تو اسے میرے پاس لے آنا''۔ پس اس نے ایسے ہی کیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا تو اس عورت پر اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے گئے پھر آپ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا تو اسے سنگسار کر دیا گیا اور پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۲) ملاحظہ فرمائیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے جو باب باندھا ہے اس کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ آپ نے اس خاتون کے سرپرست کو فرمایا کہ تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، یہ نہیں کہ اب اس سے یہ غلطی ہوگئی ہے تو تم اس کا جینا حرام کر دو، وضع حمل یعنی بچہ جننے تک اس کا خیال رکھو جب بچہ جنم دے لے تو پھر اسے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد اس عورت کو سنگسار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسلام میں شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے۔

۱۴۹۔ بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيْضِ: أَنَا وَجِعٌ، أَوْ شَدِيْدُ الْوَجَعِ، أَوْ مَوْعُوْكٌ، أَوْ وَا رَأْسَاهُ وَنَحْوَ ذٰلِكَ، وَبَيَانَ أَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذٰلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى سَبِيْلِ التَّسَخُّطِ وَإِظْهَارِ الْجَزَعِ

۱۴۹۔ باب: مریض کا یہ کہنا کہ مجھے تکلیف یا شدید تکلیف ہے، یا بخار ہے یا میرا سر گیا اور اس قسم کے کلمات کہنا جائز ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں لیکن یہ تب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ناراضی اور جزع فزع کے اظہار کے طور پر نہ ہو

٩١٤۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَمَسِسْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، فَقَالَ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)). متفق عليه.

۹۱۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت بخار میں مبتلا تھے میں نے آپ کو ہاتھ لگایا تو میں نے کہا آپ کو تو بہت شدید بخار ہے! آپ نے فرمایا: ''ہاں! مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۱۱۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۵۷۱).

غريب الحديث☆ (يوعك) ''بخار کی تکلیف، بخار کی شدت''۔

فقه الحديث☆ ❶ جس قدر مرض یا تکلیف زیادہ ہوگی اسی قدر اجر بھی زیادہ ہوگا اور گناہ بھی زیادہ معاف ہوں گے۔

❷ اللہ تعالیٰ جس قدر عظیم نعمت سے نوازتا ہے اسی قدر آزمائش بھی بڑی ہوتی ہے اور جب انسان اس تکلیف میں ملنے والے اجر و ثواب کو دیکھتا ہے تو پھر یہ تکلیف اور آزمائش برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

❸ مریض کا حال معلوم کرنے کے لیے اس کے جسم کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔

٩١٥۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۹۱۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

قَالَ: جَاءَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِي مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: بَلَغَ بِي مَا تَرٰى، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي اِلَّا ابْنَتِي، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. متفقٌ عليه.

ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ مجھے شدید درد تھا' میں نے عرض کیا مجھے جو تکلیف پہنچی ہے اسے آپ دیکھ ہی رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہی ہے' پھر باقی حدیث بیان کی۔(متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر(٦) ملاحظہ فرمائیں۔

٩١٦۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ اَنَا وَا رَأْسَاهُ)) وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. رواه البخاري.

٩١٦۔ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرا سر! نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ میں کہتا ہوں: ہائے میرا سر! (یعنی میرے سر کا درد)''۔ اور پھر باقی حدیث بیان کی۔(بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١٢٣ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اگر قضا وقدر پر راضی رہتے ہوئے مریض اپنے مرض کا اظہار کر دیتا ہے تو یہ شکر کے منافی نہیں اور نہ یہ شکوے کے زمرے میں آتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس تکلیف کے ختم ہو جانے کے لیے التجا کا ایک انداز ہے۔

❷ کسی تکلیف پر اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنا جائز نہیں۔

❸ رسول اللہ ﷺ کو بھی بشری عوارض پیش آتے تھے۔

❹ قاسم بن محمد رحمہ اللہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور یہ مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔

١٥٠۔ بَابُ تَلْقِيْنِ الْمُحْتَضَرِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

١٥٠۔ باب: قریب الموت انسان کو ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کرنا

٩١٧۔ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ.

٩١٧۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی آخری بات لا إله إلا الله ہوگی وہ جنت میں جائے گا''۔(ابوداود، حاکم۔ امام حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهد ۔ أخرجه أبو داود (٣١١٦)، والحاكم (١/ ٣٥١)، وأحمد (٥/ ٢٤٧)، وابن منده في ((التوحيد)) (١٨٧)، والطبراني في ((الكبير)) (٢٠/ ١١٢)، والمزي في ((تهذيب الكمال)) (١٣/ ٧٤).

امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے' امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے صالح بن ابی غریب کے۔ امام ذہبی نے کہا کہ اس سے حیوہ بن شریح' لیث اور ابن لہیعہ وغیرہم نے احادیث روایت کی ہیں۔ ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور یہ راوی ان شاء اللہ حسن الحدیث ہے۔ ابن حبان (٨١٩) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی شاہد بھی ہے اور یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

فقه الحديث☆ ❶ قریب الموت شخص کو ''لا اله الا الله'' پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

❷ جس شخص کی آخری بات ''لا اله الا الله'' ہو جائے تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے' اس لیے کہ ایسے شخص کا انجام جنت ہے۔

❸ انسان کو اپنی زندگی اسلام کے مطابق گزارنی چاہیے جو موت کے وقت کلمہ توحید پر اثبات کا باعث ہوگی۔

٩١٨۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)). رواه مسلم.

٩١٨۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مردوں (فوت ہونے والوں) کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩١٦).

فقه الحديث☆❶ لا اله الا الله کی تلقین موت کے وقت کی جاتی ہے موت کے بعد نہیں۔ مردوں سے مراد قریب الموت لوگ ہیں تاکہ وہ دنیا میں لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں جو آخرت میں ان کے لیے نافع ہو۔

❷ وہ انسان باعث سعادت ہے جس کی زندگی اسی لا الہ الا اللہ کے عقیدے پر بسر ہوئی اور اس کی وفات بھی اسی کلمہ توحید پر ہوئی۔

❸ دفن کے وقت مردوں کو کلمہ کی تلقین کرنا یا قبر میں میت کے ساتھ قرآن مجید رکھنا یا اس طرح کے دیگر کام کرنا قرآن وسنت سے ثابت نہیں یہ سب بدعات ہیں جو علاقائی ہوتی ہیں۔

١٥١۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ

١٥١۔ باب: میت کی آنکھیں بند کرنے کے بعد کیا کہا جائے؟

٩١٩۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَاَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ، تَبِعَهُ الْبَصَرُ)) فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهِ، فَقَالَ: ((لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِي سَلَمَةَ! وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ! وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ)). رواه مسلم.

٩١٩۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ کے پاس آئے جب کہ (فوت ہونے کے بعد) ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں' آپ نے انہیں بند کیا پھر فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے (اور اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے) تو آنکھیں اس کے پیچھے لگتی ہیں''۔ (یہ سن کر) ان کے گھر کے کچھ افراد نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے لیے خیر و بھلائی ہی کی دعا کرو' اس لیے کہ تم جو کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں''۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے، مہدیین میں اس کے درجات بلند فرما اور اس کے بعد اس کے پسماندگان میں اس کا جانشین بن جا، یا رب العالمین! اسے اور ہمیں معاف فرما' اس کے لیے اس کی قبر کو فراخ کردے اور اس کے لیے اس کی قبر کو منور فرما''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٢٠).

غريب الحديث☆ (شق بصره) ''اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں''۔ (ضجّ ناس من أهله) ''اس کے گھر کے کچھ افراد زور زور سے رونے لگے''۔ (وارفع درجته في المهديين) ''مہدیین میں ان کے درجات بلند فرما'' یعنی انہیں ان لوگوں سے ملادے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی نعمت سے نوازا' جنہوں نے ایمان لانے میں سبقت کی اور محمد ﷺ کی اتباع کی۔ (واخلفه) ''اس کا جانشین بن جا''۔ (عقبه) ''اس کے بعد''۔ (الغابرين) ''پسماندگان''۔ (افسح له في قبره) ''اس کے لیے اس کی قبر کو فراخ کردے''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ روح قبض ہو جانے کے بعد میت کی آنکھیں بند کرنا مستحب ہے۔
❷ جب روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے جاتی ہیں۔
❸ میت کے لیے اس کی موت کے وقت بھی دعا کرنا مستحب ہے نیز اس کے اہل وعیال اور اس کی دنیا و آخرت کے امور کی بہتری کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔
❹ قبر کی نعمتیں حق ہیں' اہل ایمان کے لیے قبر فراخ کی جائے گی اور منور بھی کی جائے گی۔
❺ میت کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کی باتوں پر آمین آمین کہتے ہیں۔
❻ میت کے پاس خیر و بھلائی کی دعا کرنی چاہیے۔
❼ لوگوں کو ایسے مواقع پر بھی وعظ و نصیحت کرنی چاہیے تاکہ وہ خلاف شریعت کام کا ارتکاب نہ کریں۔
❽ اسلام صبر کرنے، تقدیر پر ایمان لانے اور جزع فزع نہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

۱۵۲۔ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُوْلُهُ مَنْ مَاتَ لَهُ مَيِّتٌ

۹۲۰۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ، أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُوْلُوْا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ، أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ((قُوْلِي: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ، وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً)) فَقُلْتُ: فَأَعْقَبَنِيَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ: مُحَمَّدًا ﷺ. رواه مسلم هٰكَذَا: ((إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ)) أَوِ ((الْمَيِّتَ)) عَلَى الشَّكِّ، وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ: ((الْمَيِّتَ)) بِلَا شَكٍّ.

۱۵۲۔ باب: میت کے پاس کیا کہا جائے اور میت کے وارث کیا کہیں؟

۹۲۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو خیر و بھلائی کی بات کہو' اس لیے کہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں''۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم یہ کہو اے اللہ! مجھے بخش دے اور اسے بھی بخش دے اور مجھے اس سے بہتر عوض عطا فرما''۔ پس میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ نے مجھے حضرت ابو سلمہ سے بہتر حضرت محمد ﷺ عوض میں عطا فرمائے۔ (امام مسلم نے اسی طرح ''جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ'' شک کے ساتھ روایت کیا ہے جبکہ ابوداود نے شک کے بغیر صرف لفظ ''میت'' کے ساتھ روایت کیا ہے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۹۱۹)، وهو عند أبي داود (۳۱۱۵).

غریب الحدیث: (يؤمنون على ما تقولون) ''تم جو کچھ کہتے ہو وہ اس پر آمین کہتے ہیں''۔ (اعقبني) ''مجھے عوض میں دیا''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ میت کے بارے میں اس کے فوت ہونے کا اعلان کرنا درست ہے' یہ نعی کے معنی میں نہیں آتا۔
❷ کسی بھی مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص صبر اور قضا و قدر پر راضی ہونے کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہترین عوض عطا فرماتا ہے۔
❸ صحابہ کرام کے یقین کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دعا سکھائی' انھوں نے پڑھی تو اللہ نے انہیں محمد ﷺ کی

صورت میں بہترین بدل عطا فرمایا۔

۹۲۱۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ، فَيَقُوْلُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ : اَللّٰهُمَّ أَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ، وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا، اِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)). قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ، قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. رواه مسلم.

۹۲۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کسی بندے کو جب کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے ہم یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کی جگہ مجھے بہترین جانشین عطا فرما'' تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت میں اسے اجر عطا فرماتا ہے اور اسے اس کے عوض بہترین جانشین عطا فرماتا ہے''۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو میں نے اسی طرح دعا کی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر جانشین رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۹۱۸) (٤).

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو اسے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنی چاہیے اور إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھنا چاہیے۔

❷ مومن صرف اللہ تعالیٰ سے عوض اور بدلے کا مطالبہ کرتا ہے۔

❸ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور توجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی مصیبت اور پریشانی دور کر دیتا ہے اور اسے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

❹ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر کتنا یقین تھا کہ انھوں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہوتے ہی وہ مسنون دعا پڑھنی شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی صورت میں بدل بے مثل عطا فرما دیا۔

۹۲۲۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِيْ، فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَبْنُوْا لِعَبْدِيْ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۹۲۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شخص کا کوئی بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ فرشتے کہتے ہیں: ہاں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل (ٹکڑا) لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: میرے بندے نے پھر کیا کہا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ اس نے تیری حمد بیان کی اور إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا۔ پس اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھو''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه الترمذي (۱۰۲۱)، وأحمد (٤/ ٤١٥)، وابن حبان (۲۹٤۸).

اس کی سند ابو سنان عیسیٰ بن سنان کی وجہ سے ضعیف ہے' یہ راوی لین الحدیث ہے' جبکہ باقی راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس کی ایک سند اور ہے جسے امام ثقفی نے ''الثقفیات (۳/ ۱۵/ ۲)'' میں نقل کیا ہے' اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے حارث کے' اسے امام دارقطنی نے ضعیف قرار دیا۔ بہر حال یہ حدیث بالجملہ حسن درجے کی ہے۔ (ان شاء اللہ)

غریب الحدیث ☆ (ثمرة فؤاده) ''اس کے دل کا پھل، جگر کا ٹکڑا''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر رحیم ہے کہ وہ بندے کے اعزاز و تشریف کے لیے اسے اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرماتا ہے ''عبدی'' (میرا بندہ)۔ پھر جب بندہ کو کوئی مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اسے بہترین اجر سے نوازتا ہے۔

❷ اہل ایمان، مقام صبر سے مقام رضاء و حمد پر فائز ہو جاتے ہیں وہ ہر وقت انا لله و انا الیه راجعون پڑھتے رہتے ہیں۔

❸ اللہ تعالیٰ کی رضا و قدر پر صبر کرنے والوں اور اس کی حمد کرنے والوں کی جزا کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر تعمیر کراتا ہے اور اس کا نام ہی بیت الحمد رکھتا ہے۔

٩٢٣۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا، ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةَ)) رواه البخاري.

۹۲۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندے کے لیے جب میں اس کی دنیا کی پسندیدہ اور محبوب ترین چیز چھین لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت اور امید رکھے (یعنی صبر کرے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی اور بدلہ نہیں''۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲٤۱۔ ۲٤۲۔ فتح)۔

غریب الحدیث ☆ (صفية) ''پسندیدہ او محبوب ترین چیز جیسے اولاد، بھائی ہر وہ چیز جس سے انسان محبت کرتا ہے''۔ (احتسبه) ''ثواب کی امید سے صبر کیا''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اس چیز کا بیان کہ جس شخص کا بچہ فوت ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید سے صبر کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اسے جنت عطا فرمائے گا۔

❷ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا اثبات۔

٩٢٤۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَرْسَلَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهُ اَنَّ صَبِيًّا لَهَا - اَوِ ابْنًا - فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ: ((اِرْجِعْ اِلَيْهَا، فَاَخْبِرْهَا اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى، فَمُرْهَا، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ. متفقٌ عليه.

۹۲۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجا اور آپ کو بتایا کہ اس کا بچہ یا بیٹا موت کی آغوش میں ہے۔ آپ نے قاصد سے فرمایا: ''اس کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز اس کے پاس ایک وقت مقرر کے ساتھ ہے۔ اسے حکم دے کہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے''۔ اور باقی حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۹) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٣- بَابُ جَوَازِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَلَا نِيَاحَةٍ

أَمَّا النِّيَاحَةُ فَحَرَامٌ وَسَيَأْتِي فِيهَا بَابٌ فِي كِتَابِ النَّهْيِ؛ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى. وَأَمَّا الْبُكَاءُ فَجَاءَتْ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ بِالنَّهْيِ عَنْهُ، وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ، وَهِيَ مُتَأَوَّلَةٌ وَمَحْمُولَةٌ عَلَى مَنْ أَوْصَى بِهِ، وَالنَّهْيُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَاءِ الَّذِي فِيهِ نَدْبٌ، أَوْ نِيَاحَةٌ، وَالدَّلِيلُ عَلَى جَوَازِ الْبُكَاءِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَلَا نِيَاحَةٍ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ، مِنْهَا:

۱۵۳۔ باب: میت پر بین اور نوحہ کے بغیر رونا جائز ہے

جہاں تک نوحے کا تعلق ہے تو یہ حرام ہے' کتاب النھی میں اس کے بارے میں ایک باب آئے گا (ان شاء اللہ) اور (چیخ پکار سے) رونے کی ممانعت کے بارے میں بھی بہت سی احادیث آئی ہیں۔ اور یہ جو حدیث ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے' اس کی تاویل کی گئی ہے کہ یہ ان لوگوں پر محمول کی گئی ہے جو اس کی وصیت کر جائیں اور جس رونے سے منع کیا گیا ہے وہ ایسا رونا ہے' جس میں بین ہو یا نوحہ ہو۔ بین اور نوحے کے بغیر رونے کے جواز پر بکثرت احادیث ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

٩٢٥- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَبَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بَكَوْا؛ فَقَالَ: **((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا أَوْ يَرْحَمُ))** وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ. متفقٌ عليه.

۹۲۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پس (وہاں پہنچ کر) رسول اللہ ﷺ رو پڑے' جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رو پڑے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم سنتے نہیں؟ یقیناً اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دے گا لیکن اس (زبان) کی وجہ سے عذاب دے گا یا رحم کرے گا"۔ آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١٧٥ - فتح)، ومسلم (٩٢٤).

فقه الحديث☆ ❶ مریض کی عیادت کرنا مستحب ہے۔

❷ صاحب فضیلت اپنے سے کم تر فضیلت والے شخص کی عیادت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے چند ساتھی بھی جا سکتے ہیں۔

❸ مریض کے ساتھ اپنی محبت اور تعلق ظاہر کرنے کے لیے رونا جائز ہے۔

❹ آنکھوں سے رونا اور دل کا غمگین ہونا رحمت کا حصہ ہے' اس پر مواخذہ نہیں البتہ نوحے اور بین پر مواخذہ ہے۔

٩٢٦- وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رُفِعَ إِلَيْهِ ابْنُ ابْنَتِهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟! قَالَ: **((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا**

۹۲۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو اٹھا کر آپ کی طرف لایا گیا' وہ موت کی آغوش میں تھا (کہ اسے دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا

اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ، وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)). متفقٌ عليه.

ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تو رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں ہی پر رحم فرماتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۹) ملاحظہ فرمائیں۔

۹۲۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دخل علٰى ابنِهِ اِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يجودُ بنفسِه فجعلَت عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تذرِفان. فقال لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: وَاَنْتَ يارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟! فَقَالَ: ((يَا ابْنَ عَوْفٍ! اِنَّهَا رَحْمَةٌ)) ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى، فَقَالَ: ((اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا، وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ! لَمَحْزُوْنُوْنَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ.

وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ! وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

۹۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اس وقت جان کنی کے عالم میں تھے' پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو پڑے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روتے ہیں!؟ آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے'' اور آپ دوبارہ رو پڑے اور فرمایا: ''بلاشبہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم وہی بات کریں گے جو ہمارے رب کو راضی کردے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر یقیناً غمگین ہیں''۔ (بخاری۔ اور مسلم نے بھی اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے)

اور اس باب میں بہت سی صحیح حدیثیں ہیں جو مشہور ہیں۔ (واللہ اعلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۷۲۔ ۱۷۳)، ومسلم (۲۳۱۵).

غريب الحديث ☆ (يجود بنفسه) ''وہ آخری سانس لے رہا تھا' جان کنی کا وقت تھا''۔ (تذرفان) ''آنسو بہا رہی تھیں''۔

فقه الحديث ☆ ❶ چھوٹے بچے کی عیادت کرنا اور قریب الموت شخص کے پاس جانا مشروع ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی رحمت و شفقت کا بیان کہ موت کے حوادث دیکھ کر آپ پر بھی رقت طاری ہو جاتی تھی لیکن آپ مصائب و مشکلات پر جزع فزع نہیں کرتے تھے۔

❸ اپنے غم کے بارے میں کسی کو بتانا جائز ہے اگرچہ اسے پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔

❹ اگر آدمی کسی کے قول اور فعل میں فرق محسوس کرے تو اس پر اعتراض کرسکتا ہے تاکہ اس کی وضاحت یا اصلاح ہو سکے۔

❺ نبی ﷺ نے رونے کا سبب بیان فرمایا کہ وہ بچے سے محبت اور رحمت کی وجہ سے روئے ہیں' جزع فزع کے لیے نہیں۔

۱۵۴۔ بَابُ الْكَفِّ عَمَّا يُرٰى فِي الْمَيِّتِ مِنْ مَكْرُوْهٍ

۱۵۴۔ باب: میت میں کوئی عیب نظر آئے تو اسے بیان نہیں کرنا چاہیے

۹۲۸۔ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَسْلَمَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً)). رواه الحاكم

۹۲۸۔ حضرت ابو رافع اسلم' رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے عیب چھپائے تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ

وقال: صحيح على شرط مسلم.

معاف فرمائے گا''۔ (حاکم۔ اسے امام حاکم نے شرط مسلم پر صحیح کہا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه الحاكم (۱/ ۳۰٤ و ۳٦۲)، والبيهقي (۳/ ۳۹۰). اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو اس کی وفات پر اللہ کی رضا کے لیے غسل دیتا ہے تو اس کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

❷ مسلمان کی پردہ پوشی کرنی چاہیے' اس کی زندگی میں بھی اور اس کی موت پر بھی۔ پس اگر کوئی شخص میت کو غسل دے اور اس میں کوئی عیب وغیرہ دیکھے تو اسے لوگوں میں نشر نہ کرے بلکہ اس کی پردہ پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر بھی اجر عطا فرماتا ہے۔

❸ میت کو غسل دینے والے کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے غسل دے' اس کے لیے کسی قسم کی جزا اور شکر کی امید نہ رکھے۔

۱۵۵۔ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيعِهِ وَحُضُورِ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةِ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ

۱۵۵۔ باب: میت کی نماز جنازہ پڑھنے، اس کے ساتھ چلنے، اس کی تدفین میں شریک ہونے کا بیان اور جنازوں کے ساتھ عورتوں کے چلنے کی کراہت

وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْيِيعِ.

جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت پہلے بیان ہو چکی' اب کچھ مزید احادیث درج ذیل ہیں:

۹۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ، فَلَهُ قِيرَاطَانِ)) قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)). متفق عليه.

۹۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنازے میں شریک ہوحتیٰ کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو شخص اس کی تدفین تک شریک رہے تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے''۔ پوچھا گیا: دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کی مانند''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۹٦ ـ فتح)، ومسلم (۹٤۵).

فقه الحديث☆ ❶ نماز جنازہ میں شریک ہونے کی فضیلت کہ جو شخص کسی مسلمان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے تو اس کے لیے ایک بہت بڑے پہاڑ کے برابر ثواب ہے اور جو شخص اس کی تدفین تک ساتھ رہے تو اس کے لیے دو بڑے پہاڑوں کے برابر ثواب ہے۔

❷ بہترین اور صحیح ترین تشریح وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ فرمائیں' آپ نے لفظ قیراط استعمال کیا تو صحابہ کرام نے وضاحت طلب کی کہ قیراط سے کیا مراد ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی۔

۹۳۰۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، وَكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ

۹۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان واحتساب (ثواب کی نیت) سے کسی مسلمان کے جنازے میں شریک ہو اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور اس کے دفن ہونے سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب

صَلّى عَلَيْهَا، ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ)). رواه البخاري.

کے ساتھ واپس لوٹتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کی مانند ہے اور اگر کوئی شخص اس کی نماز جنازہ پڑھے اور اس کی تدفین سے پہلے ہی واپس آ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب کے ساتھ واپس آتا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱۰۸ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں واضح کر دیا گیا کہ قیراط یا دو قیراط کا ثواب اس شخص کو ملے گا جو ایمان اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید سے جنازے میں شریک ہوگا' اس کا مقصد محض اللہ کی رضا جوئی ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص کسی اور مقصد یعنی پڑوسی، افسر، رشتے دار وغیرہ کے تحت جنازے میں شریک ہوتا ہے تو وہ اجر سے محروم رہتا ہے۔

❷ جنازے میں شریک ہونے سے ایک قیراط ثواب اور تدفین سے فارغ ہونے تک ساتھ رہنے میں دو قیراط ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ دونوں صورتیں ثابت ہیں' ثواب کے لحاظ سے دو قیراط والا عمل افضل و بہتر ہے۔

۹۳۱ـ وعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. متفقٌ عليه.

((وَمَعْنَاهُ)) وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمُحَرَّمَاتِ.

۹۳۱۔ حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے لیکن ہم پر سختی نہیں کی گئی۔ (متفق علیہ)

اس کا معنی ہے کہ عورتوں کو جنازے کے ساتھ شریک ہونے سے منع تو کیا گیا ہے لیکن دیگر محرمات کی طرح سختی نہیں کی گئی۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱٤٤ ـ فتح)، ومسلم (۹۳۸).

فقه الحديث☆ ❶ نہی عموماً تحریم کے لیے ہوتی ہے جب تک کہ کوئی ایسی دلیل نہ ہو جو اسے تحریم سے تنزیہ میں بدل دے۔ اس حدیث میں بھی لفظ (**لم يعزم علينا**) نے اس تحریمی حکم کو تنزیہ میں بدل دیا۔

❷ عورتوں کی ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو' دوسری وجہ یہ ہے کہ عورتیں صبر کرنے میں کمزور واقع ہوتی ہیں' وہ جزع فزع کرنے لگتی ہیں' اس لیے انہیں منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کا جنازوں کے ساتھ جانا جائز اور نہ جانا بہتر ہے۔

❸ صحابہ کا یہ کہنا کہ ''ہمیں منع کیا گیا'' یا ''ہمیں رخصت دی گئی'' یہ سب الفاظ سماع کے مرتبہ پر ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے سنا۔ اس لیے صحابہ کا ایسے کہنا حجت ہے۔

۱۵۶ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَجَعْلِ صُفُوْفِهِمْ ثَلَاثَةً فَأَكْثَرَ

۱۵۶۔ باب: نماز جنازہ میں نمازیوں کا کثیر تعداد میں ہونا اور تین یا اس سے زیادہ صفیں بنانا مستحب ہے

۹۳۲ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ)). رواه مسلم.

۹۳۲۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میت کی نماز جنازہ میں سو مسلمان آدمی شریک ہوں اور وہ سب اس کے حق میں سفارش کریں تو اس کے بارے میں ان کی سفارش قبول ہوتی ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۹٤۷).

غریب الحدیث☆ (الأمة) ''جماعت''۔

٩٣٣- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ، فَيَقُوْمُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ)). رواه مسلم.

۹۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو کوئی مسلمان آدمی فوت ہو جائے اور چالیس ایسے آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتے ہوں' اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی سفارش قبول فرماتا ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٤٨).

٩٣٤- وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ، فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا، جَزَّأَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ، فَقَدْ أَوْجَبَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۹۳۴۔ حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے اور وہ سمجھتے کہ لوگ کم ہیں تو پھر وہ انہیں تین حصوں (صفوں) میں تقسیم کر دیتے' پھر فرماتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں تو اس نے (جنت) واجب کر لی''۔ (ابوداؤد' ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه أبو داود (٣١٦٦)، والترمذي (١٠٢٨)، وابن ماجه (١٤٩٠)، وأحمد (٤/ ٧٩)، والحاكم (١/ ٣٦٢)، والبيهقي (٤/ ٣٠).

یہ حدیث محمد بن اسحٰق مدلس راوی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن طبرانی میں ابوامامہ کی حدیث اس کا شاہد ہے جس کی سند شواہد میں قابل اعتبار ہے۔ لہٰذا یہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔ (واللہ اعلم)

غریب الحدیث☆ (أوجب) ''اس نے واجب کر لی'' یعنی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

فقہ الحدیث☆ ❶ مذکورہ احادیث میں چالیس یا سو موحدین کی شمولیت کے ذکر سے یہ مراد نہیں کہ میت کی بخشش کا انحصار اسی تعداد پر ہے بلکہ یہ افضلیت کے لیے ہے اور جس قدر تعداد زیادہ ہو گی میت کے لیے اسی قدر افضل ہو گا۔

❷ جن لوگوں کی شفاعت قبول ہو گی وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے' یعنی وہ موحد اور توحید پرست ہوں۔

❸ میت کے پیچھے تین اور اس سے زائد صفیں بنانا مستحب ہے۔

❹ میت کے لیے دعا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دعا اخلاص کے ساتھ کی جائے۔

١٥٧- بَابُ مَا يُقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ

يُكَبِّرُ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ: يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْأُوْلَى، ثُمَّ يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ. وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُتِمَّهُ بِقَوْلِهِ: كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ... اِلَى قَوْلِهِ: اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

۱۵۷۔ باب: نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہے' پہلی تکبیر کے بعد أعوذ باللہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ (اور ساتھ کوئی اور سورت) پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہے اور نبی ﷺ پر درود پڑھے: **اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد** اور افضل یہی ہے کہ **کما صلیت علی ابراهیم** پڑھتے ہوئے **حمید مجید** تک پورا پڑھے اور عوام اکثریت کی طرح سورہ

وَلَا يَفعلُ مَا يَفعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْعَوامِّ مِنْ قِرَاءَ تِهِمْ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ الأية [الأحزاب : ٥٦] فَإِنَّهُ لَا تَصِحُّ صَلاتُهُ إِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ.

ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ، وَيَدْعُو لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ بِمَا سَنَذْكُرُهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُو وَمِنْ أَحْسَنِهِ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ.

وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ يُطَوِّلُ الدُّعَاءَ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهُ أَكْثَرُ النَّاسِ؛ لِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى الَّذِي سَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

فَأَمَّا الْأَدْعِيَةُ الْمَأْثُورَةُ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الثَّالِثَةِ، فَمِنْهَا:

احزاب کی آیت (۵۶) ﴿ان الله وملائکة یصلون علی النبی﴾ کی تلاوت پر اکتفا نہ کرے اس طرح نماز درست نہیں ہوگی (کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے)۔

پھر تیسری تکبیر کہہ کر میت اور مسلمانوں کے لیے وہ دعائیں پڑھے جو ہم ان شاء اللہ آئندہ احادیث میں بیان کریں گے' پھر چوتھی تکبیر کہے اور دعا کرے اور سب سے احسن دعا یہ ہے: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ))۔

اور پسندیدہ بات تو یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد بھی لمبی دعا کرے لوگوں کے معمول کے خلاف (یعنی فوراً سلام نہ پھیر دے) جیسا کہ ابن ابی اوفی کی حدیث سے ثابت ہے اور ہم اسے ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

تیسری تکبیر کے بعد جو دعائیں منقول ہیں ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

٩٣٥ - عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ، فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۳۵۔ حضرت ابو عبدالرحمن عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ کی وہ دعا یاد کرلی' آپ فرماتے تھے: ''اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت میں رکھ اور اس سے درگزر فرما، اس کی مہمان نوازی اچھی کر' اس کی قبر فراخ کر دے، اس کو پانی برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا، اس کو اس کے دنیاوی گھر سے بہتر گھر، اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما اور اسے عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا''۔ (حدیث کے راوی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس انداز سے دعا مانگی) حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کہ یہ میت میں ہوتا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٦٣).

غريب الحديث☆ (أكرم نزله) ''اس کی مہمان نوازی اچھی کر''۔ یعنی اسے جنت میں بہتر مقام عطا فرما۔ (مدخله) ''اس کے داخل ہونے کی جگہ'' یعنی اس کی قبر کو فراخ کر دے۔ (الدنس) ''میل کچیل''۔

فقه الحديث☆ ❶ علم حاصل کرنے اور اسے حفظ کرنے کی ترغیب' نیز علم اہل علم سے حاصل کرنا چاہیے اور پھر اسے لوگوں تک بھی

پہنچانا چاہیے۔

❷ نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ سے میت کی مغفرت کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

❸ پانی، برف اور اولوں سے طہارت کرنا جائز ہے۔

❹ سفید کپڑوں کو دیگر کپڑوں پر فضیلت حاصل ہے۔

❺ عذاب قبر کا اثبات۔

❻ اگر کسی نماز جنازہ میں بہترین دعا کی گئی ہو تو حاضرین میں سے کوئی شخص یہ تمنا کرسکتا ہے کہ کاش! یہ جنازہ میرا ہوتا۔

۹۳۶۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي قَتَادَةَ وَاَبِي اِبْرَاهِيمَ الْاَشْهَلِيِّ عَنْ اَبِيهِ ۔ وَاَبُوهُ صَحَابِيٌّ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ صَلّٰى عَلَيْهِ جَنَازَةً فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا، فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا، فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ؛ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ اَبِي هُرَيْرَةَ وَالْاَشْهَلِيِّ، وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي قَتَادَةَ. قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثُ اَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ: قَالَ الْبُخَارِيُّ: اَصَحُّ رِوَايَاتِ هٰذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ الْاَشْهَلِيِّ. قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَاَصَحُّ شَيْءٍ فِي الْبَابِ حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ.

۹۳۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابو ابراہیم اشہلی اپنے والد سے' جو صحابی ہیں' روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک نماز جنازہ پڑھی تو اس میں یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو، ہمارے چھوٹے اور بڑے کو، ہمارے مردوں اور عورتوں کو، ہمارے حاضر اور غائب سب کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو فوت کردے اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد کسی فتنے اور آزمائش سے دوچار نہ کرنا''۔ (ترمذی) امام ترمذی نے اسے ابوہریرہ اور اشہلی کی روایت سے بیان کیا اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا۔ امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام ترمذی نے بیان کیا کہ امام بخاری نے فرمایا اس حدیث کی روایات میں اشہلی کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے مزید فرمایا کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۳۲۰۱)، والترمذی (۱۰۲٤)، والنسائی فی ((عمل اليوم والليلة)) (۱۰۸۰)، وابن ماجه (۱٤۹۸)، وأحمد (۲/ ۳٦۸)، والحاكم (۱/ ۳۵۸)، والبيهقی (٤/ ٤۱).

غريب الحديث☆ (لا تفتنا بعده) ''ہمیں اس کے بعد گمراہ یا آزمائش میں مبتلا نہ کردینا''۔

فقه الحديث☆ ❶ زندوں اور مردوں کے لیے دعا کرنا جائز ہے۔

❷ خیر و بھلائی اس میں ہے کہ انسان زندہ رہے تو اسلام پر اور موت آئے تو ایمان پر۔

❸ یہ دعا کرنا مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ظاہری اور باطنی احوال درست کردے اور اسے اچھی حالت پر موت دے۔

❹ اللہ تعالیٰ سے ایمان پر ثابت قدمی کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور نیکی والے حالات کے بدل جانے سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

٩٣٧۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ، فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

٩٣٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میت پر نماز پڑھو تو اس کے لیے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔'' (ابوداود)

توثيق الحديث☆ حسن ۔ أخرجه أبوداود (٣١٩٩)، وابن ماجه (١٤٩٧)، وابن حبان (٣٠٧٦)، والبيهقي (٤/ ٤٠).

اس حدیث کی سند حسن ہے' اس میں محمد بن اسحاق صدوق راوی ہے' یہ مدلس بھی ہے اور عن سے بیان کر رہا ہے لیکن ابن حبان (٣٠٧٧) کی ایک دوسری سند میں اس نے حدثنا کی وضاحت کی ہے جس سے تدلیس کا شبہ ختم ہو جاتا ہے۔

فقه الحديث☆ میت کے لیے اخلاص اور حضوری قلب کے ساتھ دعا کرنا مستحب ہے۔ میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے لیے خصوصیت کے ساتھ دعا کی جائے اور خوب گڑگڑا کر اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا کی جائے' اس لیے کہ یہ دعا تو میت کی بخشش اور شفاعت کی دعا ہے اور اس کی قبولیت کی امید ہوتی ہے۔

٩٣٨۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا، وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَهُ، فَاغْفِرْ لَهُ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

٩٣٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی: ''اے اللہ! تو ہی اس کا رب ہے' تو نے ہی اسے پیدا فرمایا' تو نے ہی اسے اسلام کی ہدایت فرمائی' تو نے ہی اس کی روح قبض کی اور تو اس کے ظاہر و باطن کو خوب اچھی طرح جانتا ہے' ہم تیرے پاس اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں' پس تو اسے بخش دے۔'' (ابوداود)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ۔ أخرجه أبو داود (٣٢٠٠)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (١٠٧٨)، وأحمد (٢/ ٢٥٦ و ٣٤٥ و ٣٦٣ و ٤٥٩)، والبيهقي (٤/ ٤٢).

اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ علی بن شماخ مقبول راوی ہے' متابعت کے وقت اور طبرانی ''الدعاء (١١٧٨' ١١٨٠)'' میں اس کا تابع موجود ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ سے الحاح وزاری کے ساتھ دعا کی جائے کہ یا اللہ! یہ تیرا موحد بندہ فوت ہو کر تیرے پاس پہنچا ہے' پس تو اس کے گناہوں کو معاف فرما دے۔

❷ بندے تو صرف ظاہری اعمال کو جانتے ہیں جبکہ باطنی امور کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے' اس لیے دعا میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے ظاہر و باطن کو تو خوب جانتا ہے' پس اس کے ظاہری و باطنی ہر قسم کے گناہ معاف فرما دے۔

٩٣٩۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابَ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ؛ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)).

٩٣٩۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی' پس میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے عہد و امان اور تیری حفاظت کی پناہ میں ہے پس تو اسے قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچا' تو وعدے کو پورا کرنے والا اور تعریف کے لائق ہے' اے اللہ! اسے بخش دے اس پر رحم فرما' بے شک تو بخشنے والا نہایت

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

مہربان ہے''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٣٢٠٢)، وابن ماجه (١٤٩٩)، وأحمد (٣/ ٤٩١)، و ابن حبان (٣٠٧٤).

اس حدیث کی سند صحیح ہے' اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور ولید بن مسلم نے حدثنا کی وضاحت کی ہے۔

غريب الحديث☆ (في ذمتك) ''تیرے عہد وامان میں''۔ (جوارك) ''تیری پناہ''۔ (فقه فتنة القبر) ''اسے قبر کے فتنے سے بچا''۔

فقه الحديث☆ ❶ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں آدمی اپنے والد ہی کی طرف منسوب ہوگا یعنی فلاں بن فلاں۔ یہ جو مشہور ہے کہ قیامت والے دن آدمی کو اس کی والدہ کے نام سے بلایا جائے گا یہ درست نہیں' اس کی کوئی دلیل نہیں۔

❷ میت کے لیے اللہ تعالیٰ سے قبر اور جہنم کے عذاب سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔

❸ عذاب قبر اور فتنہ قبر کا اثبات۔

❹ دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا کرنی چاہیے۔

٩٤٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَهُ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَيْنَ التَّكْبِيرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُو، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ هٰكَذَا.

وَفِي رِوَايَةٍ: كَبَّرَ أَرْبَعًا، فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَزِيدُكُمْ عَلٰى مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ، أَوْ: هٰكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

۹۴۰۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد وہ دو تکبیروں کے درمیانی وقفے کے برابر کھڑے رہے اور اس میں بیٹی کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے اور دعا کرتے رہے پھر انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انھوں نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ وہ ابھی پانچویں تکبیر کہیں گے پھر انھوں نے اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرا' جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے انہیں کہا یہ کیا طریقہ ہے؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو کرتے ہوئے دیکھا ہے اس سے زیادہ تمہارے سامنے نہیں کروں گا یا یہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ (حاکم۔ حدیث صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه ابن ماجه (١٥٠٣)، وأحمد (٤/ ٣٨٣)، والحاكم (١/ ٣٦٠).

امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے جبکہ امام ذہبی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابراہیم بن مسلم الہجری کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ اس راوی کو حافظ ابن حجر نے ''تقریب'' میں ''لین الحدیث'' کہا ہے' لیکن امام بیہقی نے سنن بیہقی (۴/۳۵'۳۶) میں صحیح سند کے ساتھ ابویعفور عن عبداللہ بن ابی اوفی کی سند سے روایت کیا ہے' پس اس دوسرے طریق سے یہ حدیث صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ آخری تکبیر اور سلام پھیرنے کے درمیان دعا کرنا مشروع ہے۔

❷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔

❸ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کے بارے میں استفسار کرنا جائز ہے۔

❹ نماز جنازہ میں خوب دعائیں مانگی جائیں' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے دعائیں کیں اور وہ دعاؤں کا محل ہے۔ البتہ نماز

جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد چارپائی کے اردگرد کھڑے ہو کر دعا کرنا یہ سنت سے ثابت نہیں بلکہ یہ تو خود ساختہ طریقے ہیں' ان سے اجتناب بہتر ہے' خیر و بھلائی اور کامیابی و کامرانی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع میں ہے۔

١٥٨۔ بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

۱۵۸۔ باب: جنازے کو جلدی لے جانے کا حکم

٩٤١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً، فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَيْهِ)).

۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنازہ لے جانے میں جلدی کرو، اگر تو وہ نیک ہے تو پھر وہ ایک بھلائی ہے جس کی طرف تم اسے آگے بڑھاؤ گے اور اگر وہ اس کے برعکس (برا) ہے تو پھر وہ شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ''پس وہ تو خیر و بھلائی ہے جس پر تم اسے پیش کرو گے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١٨٢ ـ فتح)، ومسلم (٩٤٤).

فقه الحديث☆ ❶ میت دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

❷ جنازہ لے جاتے وقت تیز تیز چلنا چاہیے اور اسے لے جانے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

❸ اس جلدی کی حکمت بھی بیان فرما دی۔ پس میت کو دفنانے میں غیر ضروری تاخیر نہیں کرنی چاہیے' بلکہ جس قدر جلدی ممکن ہو اس کو اس کے مقام پر پہنچا دیا جائے۔

٩٤٢۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً، قَالَتْ: قَدِّمُوْنِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ، قَالَتْ لِأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ)). رواه البخاري.

۹۴۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''جب جنازہ (تیار کر کے) رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں' پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ صالح نہیں ہوتا تو وہ اپنے گھر والوں سے کہتا ہے: ہائے ہلاکت و افسوس! تم اسے (میری میت کو) کہاں لے کر جا رہے ہو؟ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۴۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٩۔ بَابُ تَعْجِيْلِ قَضَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلٰى تَجْهِيْزِهٖ إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ فَجْأَةً فَيُتْرَكُ حَتّٰى يُتَيَقَّنَ مَوْتُهُ

۱۵۹۔ باب: میت کے قرض کی ادائیگی اور اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے' البتہ اچانک فوت ہونے کی صورت میں توقف کرنا چاہیے تاکہ اس کی موت

کا یقین ہو جائے

٩٤٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۹۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''مومن کی جان (روح) اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذى (١٠٧٨ و ١٠٧٩)، وأحمد (٢/ ٤٤٠ و ٤٧٥ و ٥٠٨) بإسناد حسن.

غريب الحديث☆ (معلقة بدينه) ''اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتی ہے''یعنی وہ اپنے مقام کریم تک نہیں پہنچتی۔

فقه الحديث☆ میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا مستحب ہے' کیونکہ جب تک قرض کی ادائیگی نہ کی جائے تو اس کی روح معلق رہتی ہے اور وہ اپنے اصل مقام تک نہیں پہنچتی۔ اس لیے ورثاء جہاں حصول وراثت کے لیے پیش پیش ہوتے ہیں وہاں انہیں اس معاملے کی بھی فکر کرنی چاہیے۔

٩٤٤- وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((إِنِّي لَا أُرٰى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا بِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۹۴۴۔ حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے' آپ نے فرمایا:''میرا خیال ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں (ان کی موت کا وقت قریب ہے) جب یہ فوت ہو جائیں تو مجھے ان کے بارے میں اطلاع دینا اور ان کو دفنانے میں جلدی کرنا' اس لیے کہ کسی مسلمان کی لاش کو اس کے گھر والوں کے پاس روکے رکھنا مناسب نہیں''۔ (ابوداود)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (٣١٥٩)، والبيهقى (٣/ ٣٨٦ ـ ٣٨٧).

اس کی سند ضعیف ہے کیوں عزرہ یا عروہ بن سعید انصاری دونوں باپ بیٹا مجہول ہیں۔

غريب الحديث☆ (لا أرى) ''میرا خیال ہے''۔ (فآذنوني)''پس تم مجھے اس کی موت کی اطلاع دینا''۔ (بين ظهراني) ''ان کے درمیان''۔

فقه الحديث☆ چونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے قابل استدلال نہیں۔

١٦٠- بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

۱۶۰۔ باب: قبر کے پاس وعظ ونصیحت کرنا

٩٤٥- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَعَدَ، وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ وَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ))

۹۴۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع الغرقد (قبرستان) میں تھے پس رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے' ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی' آپ نے سر جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کا جہنمی اور جنتی

فقالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ: ((اِعْمَلُوْا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ. متفقٌ عليه.

ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر توکل اور بھروسا نہ کرلیں؟ آپ نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو، پس ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ہوگی جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے''۔ اور باقی حدیث بیان کی۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۵۲۱ ـ فتح)، ومسلم (۲٦٤۷).

غریب الحدیث☆ (الغرقد) ''کانٹے دار درخت، بقیع الغرقد مدینے کا قبرستان''۔ (مخصرة) ''ایسی چھڑی جس کا سرا مڑا ہوا ہو''۔ (نکس) ''سر کو جھکا لیا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ قبر کے پاس وعظ و نصیحت کرنا مستحب ہے، اس لیے کہ اس وقت انسان میت اور قبر کو دیکھ رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ پس ایسے وقت میں وعظ و نصیحت زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

❷ قبرستان میں کسی عالم کے ارد گرد بیٹھنا اور وعظ و نصیحت سننا جائز ہے۔

❸ ایسے وقت میں آدمی گہری سوچ و فکر اور غم کی حالت میں ہوتا ہے، اس لیے کہ موت کی صورت میں تمام انسانوں کا انجام تو ایک ہی ہے کہ ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، لیکن اس کے لیے تیاری مختلف ہے۔ بندے کو معلوم نہیں کہ اس کا خاتمہ یعنی انجام کیا ہوگا۔ اس لیے ایسے مواقع پر لوگوں کو فکر آخرت دلانی چاہیے تاکہ وہ دنیا کی چمک سے دھوکے میں مبتلا نہ ہوں اور آخرت کی تیاری کریں۔

❹ تقدیر کا اثبات کہ عمل تقدیر کو بدل نہیں سکتا اور تقدیر بھی اجباری نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے علم کی اساس پر ہے، اللہ تعالیٰ اپنے علم ہی کی بنیاد پر لوگوں کو ایسے عمل کی توفیق بخشتا ہے جس کے لیے اسے پیدا فرمایا ہے۔ اہل سعادت کو سعادت والے اعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جو اہل شقاوت ہوتے ہیں انہیں ویسے اعمال کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

❺ گناہ کرتے وقت انسان کو یہ جواز نہیں بنانا چاہیے کہ میں گناہ اس لیے کر رہا ہوں کہ میری تقدیر میں ایسے لکھا ہے، اسے کیسے پتا ہے کہ اس کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے؟ کیونکہ تقدیر کے لکھے ہوئے کا کسی کو علم نہیں۔ اس لیے اللہ کے علم پر بھروسا کرتے ہوئے نیک اعمال نہ کرنا اور برائیاں کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الدھر میں فرمایا:

''ہم نے انسان کو راستے کی راہنمائی کر دی، اب یہ شکر گزار بن جائے یا کفر اختیار کرے''۔ (الدھر: ۳)

پس انسان کو اللہ کی اطاعت والا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور نیکیاں کرتے رہنا چاہیے۔

۱٦۱۔ بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهِ وَالْقُعُوْدِ عِنْدَ قَبْرِهِ سَاعَةً لِلدُّعَاءِ لَهُ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

۱٦۱۔ باب: میت کو دفنانے کے بعد اس کے لیے دعا کرنا اور کچھ دیر کے لیے اس کی قبر کے پاس اس کے لیے دعا و استغفار اور قراءت کرنے کے لیے بیٹھنا

۹٤٦۔ عَنْ أبِي عَمْرٍو ـ وَقِيلَ: أبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَقِيلَ: أبُو لَيْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((اِسْتَغْفِرُوْا لِأخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ

۹٤٦۔ حضرت ابو عمرو۔ بعض کے نزدیک ابو عبداللہ اور بعض کے نزدیک ابو لیلیٰ۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو آپ قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اور اس کے لیے

التَّثْبِيْتَ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(کلمہ توحید پر) ثابت رہنے کی دعا کرو' اس لیے کہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے"۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٣٢٢١)، والحاكم (١/ ٣٧٠)، والبيهقي (٤/ ٥٦) . وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

فقه الحديث☆ ❶ ایمانی اخوت اور منفعت صرف زندگی تک محدود نہیں رہتی بلکہ یہ موت کے بعد تک بھی جاری رہتی ہے' چنانچہ فرمایا: ((استغفروا لأخيكم)) "اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو"۔

❷ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی شفاعت کو قبول فرماتا ہے۔

❸ موت کے بعد قبر میں انسان سے سوال و جواب ہوں گے' اس لیے میت کے لیے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ اسے ثابت قدمی عطا فرمائے۔ کیونکہ یہ جواب اللہ کی توفیق ہی سے آئیں گے۔

٩٤٧ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا دَفَنْتُمُونِي، فَأَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ، وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ بِطُولِهِ.

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْآنَ عِنْدَهُ كَانَ حَسَنًا.

۹۴۷۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے (وفات کے وقت وصیتاً) فرمایا: جب تم مجھے دفن کر دو تو میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے' تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور میں جان لوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم) اور یہ روایت (حدیث نمبر (۷۱۱) کے تحت) پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ مستحب ہے کہ اس کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھا جائے اور اگر وہ اس کے پاس مکمل قرآن مجید پڑھیں تو بہتر ہے۔

فقه الحديث☆ میت کو دفنانے کے بعد اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرنا تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور اس حدیث میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی اسی بات کی وصیت فرمائی البتہ یہ قول کہ "میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر قرآن خوانی کی جائے" تو یہ قول امام شافعی کا نہیں بلکہ شافعیوں کا ہے جیسے کہ مصنف نے "المجموع" (۲۹۴/۵) میں نقل کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت درست نہیں۔ اس لیے کہ ان کا تو مسلک یہ ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر میں ﴿وإن ليس للإنسان إلا ما سعى﴾ کی تفسیر میں امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک بیان کیا ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ جمہور اہل علم کا بھی یہی مسلک ہے جیسا کہ الزبیدی نے "إتحاف السادة المتقين" (۳۶۹/۱۰) میں ابن القطان سے نقل کیا ہے۔ پس اس قول کو امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔

١٦٢ـ بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

۱۶۲۔ باب: میت کی طرف سے صدقہ کرنا اور اس کے لیے دعا کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ وَالَّذِينَ جَآءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور وہ جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں: اے

﴿يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ [الحشر : ١٠].

"ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے"۔

امام نووی رحمہ اللہ نے جو باب باندھا ہے اس میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے: ایک دعا اور دوسری صدقہ۔ دعا کے بارے میں وہ یہ آیت لائے ہیں کہ بعد والے مومن اپنے ان بھائیوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جو ان سے پہلے ایمان لائے اور میت کی طرف سے صدقہ کرنے کے بارے میں احادیث لائے ہیں۔

٩٤٨۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ، تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). متفقٌ عليه.

۹۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں!" (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۲۵٤ ـ فتح)، ومسلم (۱۰۰٤).

غريب الحديث☆ (افتلتت) "وہ اچانک وفات پا گئیں"۔ (أراها) "میرا خیال ہے"۔

فقه الحديث☆ ❶ اچانک موت آجانے سے انسان صدقہ کرنے اور استغفار کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور توبہ بھی نہیں کر سکتا۔

❷ اولاد اپنے والدین کی طرف سے صدقہ کر سکتی ہے۔

❸ قرآن و حدیث سے یہی ثابت ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اسے فائدہ پہنچتا ہے اور اسی طرح اسے دعا کا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور تیسری چیز صدقہ جاریہ ہے جو میت نے اپنی زندگی میں کیا ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ تیجا' ساتواں، دسواں اور چہلم وغیرہ' یہ سب رسومات اور بدعات ہیں' ان کا میت کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح ایصال ثواب کے لیے لوگوں کو بلا کر قرآن خوانی کرانا' یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔

٩٤٩۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ)). رواه مسلم.

۹۴۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین چیزوں کے سوا اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو (۳) یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱٦۳۱).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں بعض ایسے امور کا ذکر ہے جن کا فائدہ انسان کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا ہے اور یہ سب اعمال اس کی اپنی زندگی میں کی ہوئی کاوش کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مثلاً صدقہ جاریہ کہ اس کا ثواب انسان کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے تو یہ اس کی اپنی محنت اور کاوش ہے کہ اس نے کوئی ہسپتال بنا دیا، مسجد یا مدرسہ بنا دیا وغیرہ۔ اس کا ثواب متواتر میت کو پہنچتا رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر دیا ہے"۔ (یٰسین :۱۲)

دوسری چیز جس کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے وہ اس کا پھیلایا ہوا علم ہے جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو یعنی فوت ہونے والا شخص تصنیف، تالیف، درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کے شعبوں میں سرگرم عمل تھا' اللہ تعالیٰ نے اس سے دین کی نشر و اشاعت کا کام لیا اور اس کی کوششوں کو قبول فرمایا' جس کی وجہ سے بہت سے لوگ دین کی طرف آئے۔ یہ سب اس شخص کا صدقہ جاریہ ہے۔

اور تیسری چیز نیک اولاد ہے جو مسلسل نیک عمل کرتی ہے اور اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتی ہے۔

❷ میت کو کسی دوسرے شخص کی طرف سے جن امور کا فائدہ پہنچتا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

① اہل اسلام کی اس کے لیے دعا' بشرطیکہ یہ مسنون طریقے سے کی جائے۔

② میت کی طرف سے اس کا ولی نذر کے روزے رکھے گا' جیسا کہ حدیث میں ہے: ''جو شخص مر گیا اور اس کے ذمے روزے ہیں تو وہ روزے (اس کی طرف سے) اس کا ولی (سرپرست) رکھے گا''۔

❸ قرض کی ادائیگی۔

❹ میت کی طرف اس کا ولی حج بھی کر سکتا ہے' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا: ''تو اس کی طرف سے حج کر کیونکہ یہ زیادہ لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا جائے''۔

١٦٣۔ بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

۱۶۳۔ باب: میت کی لوگوں کی طرف سے تعریف

٩٥٠۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ، فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ))، ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى، فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: ((هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ)). متفقٌ عليه.

۹۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو انھوں نے اس کی تعریف کی' پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا تو انھوں نے اس کی برائی بیان کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ''یہ جو پہلا جنازہ ہے اس کی تم نے تعریف کی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور یہ جو دوسرا جنازہ ہے' تم نے اس کی برائی بیان کی تو اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی' تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٨٨ ـ فتح)، ومسلم (٩٤٩).

فقه الحديث☆❶ میت کی تعریف کرنا جائز ہے' اس لیے کہ یہ اس کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔

❷ تعریف صرف اہل فضل و صدق کی معتبر ہوگی کیونکہ اس کے برعکس لوگ تو اپنے جیسے برے لوگوں کی تعریف کریں گے' اسی طرح اگر میت کی کسی شخص سے عداوت اور دشمنی ہو تو اس کی برے تذکرے پر مبنی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی۔

❸ اس امت کی فضیلت کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

❹ اسلام ظاہری اعمال پر حکم لگاتا ہے' باطن کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔

❺ ضرورت کے تحت کسی شخص کی اچھائی یا برائی بیان کرنا جائز ہے' برائی اس نیت سے بیان کی جائے کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

٩٥١۔ وَعَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۹۵۱۔ حضرت ابو اسود بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے آیا تو میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا' لوگوں کے پاس سے ایک جنازہ

فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ، فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى، فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ، فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ: قَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)) فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: ((وَثَلَاثَةٌ)) فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ)) ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کی اچھی تعریف کی گئی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو بھی لوگوں نے اس کی تعریف کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا: واجب ہوگئی۔ ابو اسود بیان کرتے ہیں: میں نے کہا امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے وہی کچھ کہا جو نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار آدمی جس مسلمان کے بارے میں اچھی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا''۔ ہم نے عرض کیا: اور تین آدمی گواہی دیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''اور تین آدمی (گواہی دے دیں تو) بھی۔'' ہم نے پھر عرض کیا: اور دو؟ آپ نے فرمایا: ''اور دو کی گواہی سے بھی''۔ پھر ہم نے آپ سے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۲۹ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے تھے' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''وجبت'' کے الفاظ بیان کیے اور فرمایا میں نے ویسے کیا جیسے نبی ﷺ نے کیا۔

❷ ''مومن زمین پر اللہ کے گواہ ہیں'' اس سے مراد صرف صحابہ رضی اللہ عنہم ہی نہیں بلکہ ان کے بعد آنے والے لوگ جو ایمان و علم اور عمل میں ان کے پیروکار ہوں' وہ بھی مراد ہیں۔

❸ اسلام کمیت اور تعداد و مقدار کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو اخلاص چاہتا ہے جیسا کہ حدیث میں صرف چار' تین اور دو بندوں کی گواہی کو کافی سمجھا۔ اللہ اعلم!

۱۶۴۔ بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ أَوْلَادٌ صِغَارٌ

۱۶۴۔ باب: اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

۹۵۲۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ)). متفقٌ عليه.

۹۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کے فضل کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۱۸ ـ فتح)، ولم أره في ((صحيح مسلم)) من حديث أنس۔

غريب الحديث☆ (لم يبلغوا الحنث) ''وہ بالغ نہیں ہوئے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمانوں کی اولاد جنت میں جائے گی' اس لیے کہ ان بچوں پر رحمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے والدین کی

مغفرت فرمائے گا تو ان بچوں کو تو بدرجہ اولیٰ اپنی آغوش رحمت میں لے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی' ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے''۔ (الطور:۲۱)

❷ جو شخص اپنی اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

❸ ''حنث'' کے معنی ہیں ''گناہ'' بلوغت کے لیے ''حنث'' کا لفظ اس لیے استعمال فرمایا کہ بلوغت کے بعد انسان کے اعمال پر ثواب یا گناہ ہوتا ہے۔ قسم توڑنے کو بھی حنث کہتے ہیں کیونکہ قسم کا اعتبار بھی بلوغت کے بعد ہی ہوتا ہے۔

٩٥٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمُوْتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)). متفقٌ عليه.

((وَتَحِلَّةُ الْقَسَمِ)) قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَ إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ وَالْوُرُوْدُ: هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَى الصِّرَاطِ، وَهُوَ جِسْرٌ مَنْصُوْبٌ عَلَى ظَهْرِ جَهَنَّمَ. عَافَانَا اللّٰهُ مِنْهَا.

۹۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے (آگ یعنی جہنم پر سے گزرے گا)''۔ (متفق علیہ)

اور (تحلة القسم) ''قسم کو پورا کرنے کے لیے''۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم میں سے ہر شخص اس جہنم میں وارد ہوگا''۔ (مریم:۷۱) اور (ورود) سے مراد ''پل صراط سے گزرنا ہے''۔ یہ ایک پل ہے جو جہنم کی پشت پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت سے اس پر سے گزار دے۔ (آمین!)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١١٨ - فتح)، ومسلم (٢٦٣٢).

فقه الحديث☆❶ مصیبت کے وقت صبر کرنے کی فضیلت اور اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ سے عوض اور بدلہ طلب کرنے کا بیان۔

❷ صبر کرنے والوں کی جزا جنت ہے۔

❸ ہر شخص کو پل صراط سے گزرنا ہے' جو جہنم کے اوپر رکھا گیا ہے۔ متقی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صحیح سلامت اس پر سے پار گزر جائیں گے اور ظالم لوگ اس میں اوندھے منہ گر جائیں گے۔

❹ پل صراط سے مومن اپنے اعمال کے مطابق مختلف رفتار سے گزریں گے' کچھ پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے' کچھ بجلی اور ہوا کی طرح' کچھ پرندوں کی طرح اور کچھ عمدہ گھوڑوں اور دیگر سواریوں کی طرح گزر جائیں گے۔ کچھ صحیح سلامت اور کچھ زخمی ہو کر گزریں گے' کچھ کمزور ایمان والے جہنم میں گر جائیں گے جنہیں بعد میں شفاعت کے ذریعے نکال لیا جائے گا۔

❺ جس شخص کے تین بچے فوت ہو گئے وہ جنت میں جائے گا' لیکن قسم پوری کرنے کے لیے اسے بھی اس پل پر سے گزرنا ہوگا۔

٩٥٤ - وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ، قَالَ: ((اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا)) فَاجْتَمَعْنَ،

۹۵۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! مرد حضرات آپ کی حدیث لے گئے (یعنی وہ تو آپ سے سن لیتے ہیں لیکن ہم محروم رہتی ہیں) آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے بھی مقرر فرما دیں تاکہ ہم اس روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوں

فَأَتَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ إِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاثْنَيْنِ)). متفق عليه.

اور آپ ہمیں ان باتوں کی تعلیم دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پس تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ''۔ وہ اس روز جمع ہو گئیں تو نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ نے جو انہیں سکھایا تھا اس میں سے انہیں سکھایا' پھر فرمایا: ''تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (یعنی وہ فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے''۔ ایک عورت نے کہا: اور دو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو (یعنی دو بچے بھی جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے)''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١١٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٣٣).

فقه الحديث☆ ❶ عورتیں شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے عالم سے شریعت کے متعلق احکامات سیکھ سکتی ہیں۔

❷ خواتین کی تعلیم کے لیے کوئی ایک دن مقرر کرنا جائز ہے۔

❸ عالم کو چاہیے کہ وہ متعلم کی ضرورت اور تربیت کے پیش نظر تعلیم دے، خواتین چونکہ بچوں کی وفات پر جزع فزع اور رین اور نوحہ وغیرہ کرتی ہیں' اس لیے آپ نے انہیں صبر کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی۔

❹ جس قدر مصیبت اور آزمائش زیادہ ہوگی اجر بھی اسی قدر زیادہ ہوگا' جس کے تین بچے فوت ہوں گے اس کے لیے زیادہ اجر ہوگا' پھر دو کے لیے۔

١٦٥۔ بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقُبُوْرِ الظَّالِمِيْنَ وَمَصَارِعِهِمْ وَإِظْهَارِ الْإِفْتِقَارِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذٰلِكَ

١٦٥۔ باب: ظالموں کی قبروں اور ان کی تباہی و بربادی کے مقامات سے گزرتے وقت رونا' ڈرنا اور اللہ کی طرف اپنی احتیاج ظاہر کرنا اور اس میں غفلت کرنے سے اجتناب کرنا

٩٥٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ ـ يَعْنِي لَمَّا وَصَلُوا الْحِجْرَ: دِيَارَ ثَمُوْدَ ـ : ((لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ؛ لَا يُصِيْبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ)). متفق عليه.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ

٩٥٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے جبکہ وہ ''حجر'' یعنی قوم ثمود کے مکانات کے قریب پہنچے تو فرمایا: ''ان عذاب دیے گئے لوگوں کے پاس سے روتے ہوئے گزرو' اگر تم نہ رو سکو تو وہاں سے نہ گزرو' کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچے جو انہیں پہنچا''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے' راوی بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام حجر کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''تم ان لوگوں کے مکانوں میں داخل مت ہونا جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا' کہیں تم پر

اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ)) ثُمَّ قَنَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، رَاْسَهُ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اَجَازَ الْوَادِي.

بھی وہ عذاب نہ آ جائے جو ان پر آیا' مگر تم روتے ہوئے گزرو''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز کر دیا حتیٰ کہ وادی سے گزر گئے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۵۳۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۹۸۰)' والروایة الثانیة عند مسلم (۲۹۸۰) (۳۹).

غریب الحدیث☆ (الحجر) دیار ثمود جو مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہیں۔ غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران آپ یہاں سے گزرے تھے۔ (أن یصیبکم) ''کہیں تمہیں نہ پہنچ جائے''۔ (قنع رأسه) ''آپ نے اپنے سر کو ڈھانپ لیا''۔ (أجاز الوادی) ''آپ وادی سے گزر گئے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ رونا انسان کو تفکر' سوچ بچار اور عبرت حاصل کرنے پر ابھارتا اور تیار کرتا ہے' اس لیے آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ تم معذب (عذاب دیے گئے) لوگوں کے گھروں کے پاس سے گزرو تو روتے ہوئے گزرو تا کہ ان کے دل مزید نرم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ رجوع کریں۔ رسول اللہ ﷺ ۹ ہجری کو غزوۂ تبوک کے لیے شام کی سرحد کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ اور شام کے درمیان مقام حجر پر دیار ثمود سے گزرے تو اس وقت آپ نے صحابہ کرام کو یہ حکم فرمایا اور خود آپ نے اپنے سر کو ڈھانپ لیا اور تیز رفتاری سے اس وادی سے گزر گئے۔

❷ عذاب دیے گئے لوگوں کی بستی میں رہائش نہیں رکھنی چاہیے بلکہ وہاں سے تو تیزی سے گزر جانا چاہیے۔

❸ غیر مسلم ممالک میں بھی رہائش اختیار نہیں کرنی چاہیے' آج کل جو ''گرین کارڈ'' کے حصول کی دوڑ لگی ہوئی ہے شرعی طور پر یہ درست نہیں۔ یہ ''ڈالر'' کی چمک عارضی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے ایمان کے تحفظ کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور خود بھی اسے بچانے کی فکر اور کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

كِتَابُ آدَابِ السَّفَرِ

آداب سفر کا بیان

۱۶۶۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَاسْتِحْبَابِهِ أَوَّلَ النَّهَارِ

۱۶۶۔ باب: جمعرات کے دن سفر کا آغاز کرنا اور دن کے پہلے پہر میں روانہ ہونا مستحب ہے

٩٥٦ - عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ. متفقٌ عليه.

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْ ((الصَّحِيْحَيْنِ)) لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ.

۹۵۶۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے جمعرات کے دن (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور آپ جمعرات ہی کے دن سفر کے لیے روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ بہت کم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (٦/ ١١٣ ـ فتح)، ولم أقف عليه فى ((صحيح مسلم)).

فقه الحديث☆ ❶ جمعرات کے دن سفر پر روانہ ہونا مستحب ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی اور روز سفر نہیں کرنا چاہیے' بلکہ اس روز سفر پر روانہ ہونا باقی ایام میں سفر کرنے کی نسبت بہتر ہے۔

٩٥٧ - وَعَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا)) وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ. وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ اَوَّلَ النَّهَارِ، فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۹۵۷۔ حضرت صخر بن وداعہ غامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لیے اس کے دن کے پہلے پہر میں برکت فرما''۔ اور آپ جب کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کو روانہ فرماتے تو اسے دن کے پہلے پہر میں روانہ فرماتے تھے۔ حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر آدمی تھے' وہ اپنا سامان تجارت دن کے پہلے حصے میں بھیجا کرتے تھے۔ پس (اس عمل بالحدیث کی برکت سے) وہ صاحب ثروت ہوگئے اور ان کے مال میں خوب اضافہ ہوا۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه أبو داود (٢٦٠٦)، والترمذى (١٢١٢)، وابن ماجه (٢٢٣٦)، و أحمد (٣/

٤١٧ و ٤٣١ و ٤/ ٣٩٠).

اس کی سند میں عمارہ بن حدید راوی مجہول ہے لیکن یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے' علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے انھیں ''مجمع الزوائد'' (۴/۶۱'۶۲) میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بعض ضعیف اور بعض شواہد میں صحیح ہیں' لہٰذا بالجملہ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

غریب الحدیث☆ (البکور) ''دن کا پہلا حصہ''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ بعض اوقات و لمحات بعض دوسرے اوقات و لمحات سے زیادہ فضیلت والے ہوتے ہیں' سب سے زیادہ برکت والا حصہ دن کا ابتدائی حصہ ہوتا ہے۔

❷ بابرکت وقت کو تلاش کرنا مستحب ہے تاکہ انسان اس وقت میں برکت حاصل کر سکے۔

❸ نبی ﷺ ہر چھوٹے بڑے لشکر کو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ فرماتے تھے۔

❹ جو شخص اس سنت مبارکہ پر عمل کرے گا تو اسے ہر قسم کی خیر و برکت حاصل ہوگی۔

١٦٧ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ وَتَأْمِيرِهِمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُونَهُ

۱۶۷۔ باب: سفر کے لیے ساتھی تلاش کرنا اور ان میں سے کسی ایک کا امیر بنانا اور اس کی اطاعت کرنا مستحب ہے

٩٥٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ، مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تنہا (سفر کرنے) میں کیا نقصان ہے جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات کے وقت تنہا سفر نہ کرے''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٣٧ـ ١٣٨ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (الوحدة) ''تنہا سفر کرنا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ تنہا سفر کرنے کی ممانعت اور اس میں تخذیف ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے جو نبی ﷺ جانتے ہیں کہ تنہا سفر کرنے کے کیا نقصانات ہیں تو پھر لوگ رات یا دن کے کسی بھی حصے میں اکیلے سفر نہ کریں۔

❷ حدیث میں رات کے وقت اکیلے سفر کرنے کی ممانعت کا ذکر ہے جبکہ دن کے وقت کا ذکر نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے وقت نقصان دہ واقعات زیادہ ہوتے ہیں۔

❸ تنہا سفر کرنے میں بہت سے نقصانات ہیں مثلاً دل میں شیطانی وساوس پیدا ہوتے ہیں اور دیگر مفاسد بھی ہیں۔

٩٥٩ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ بِأَسَانِيدَ

۹۵۹۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے''۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی۔ انہوں نے صحیح اسانید سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے)

صَحِيحَةٍ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٢٦٠٧)، والترمذى (١٦٧٤)، وأحمد (٢/ ١٨٦ و ٢١٤)، والحاكم (٢/ ١٠٢). اس حدیث کی سند حسن ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ ایک سوار ایک شیطان ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا سفر کرتا ہے تو اس کے ساتھ سفر میں ایک شیطان ہوتا ہے۔

❷ اکیلے سفر کرنا ایک شیطانی فعل ہے' شیطان اسے اکیلے سفر کرنے پر ابھارتا ہے۔

❸ جب تین افراد مل کر سفر کرتے ہیں تو وہ ایک قافلہ بن جاتا ہے اور وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ تین افراد ایک دوسرے کے مددومعاون ہوتے ہیں' ایک دوسرے کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو پہنچنے والی تکلیف کو دور کرتے ہیں۔

❹ اگر تین آدمی سفر کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایک یا دو افراد کی صورت میں شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے اور جب تین افراد ہوں تو پھر ایک جماعت اور قافلے کی شکل بن جاتی ہے اور ان پر شیطان کا اثر کم ہوتا ہے۔

٩٦٠- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ)) حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۹۶۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی کسی سفر پر روانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں''۔ (ابوداؤد۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (٢٦٠٨ و ٢٦٠٩) بسند حسن.

فقه الحديث☆ ❶ سفر میں امیر بنانا واجب ہے' اس لیے کہ جب قافلے کے سارے افراد اس کے حکم کے تحت سفر کریں گے تو اس میں خیر و برکت ہوگی اور اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

❷ امیر اپنے قافلے والوں کے مفادات اور ضروریات کا خیال رکھے گا اور ان کی تکالیف کو دور کرے گا۔

❸ امیر سفر کا تقرر خلیفہ کی طرف سے بھی ہوسکتا ہے اور اگر سفر غیر سرکاری ہو تو پھر قافلے والے اپنے امیر کا انتخاب خود کر سکتے ہیں۔

❹ سفر کا امیر سفر ختم ہوتے ہی امارت سے فارغ ہو جائے گا۔

٩٦١- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۹۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین ساتھی چار ہیں' بہترین سریہ (چھوٹا لشکر) چار سو کا ہے اور بہترین جیش (بڑا لشکر) چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا لشکر قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوگا''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٢٦١١)، والترمذى (١٥٥٥)، وأحمد (١/ ٢٩٤)۔ والحاكم (١/ ٤٤٣ و ٢/ ١٠١)، و ابن حبان (٤٧١٧). قلت: هذا إسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (الصحابة) ''ساتھی''۔ (السرايا) اس کی واحد ''سرية'' ہے بمعنی ''چھوٹا لشکر''۔

فقه الحديث☆ ❶ چار ساتھی بہترین ہوتے ہیں' وہ ایک دوسرے کی بہتر معاونت کر سکتے ہیں۔

❷ جب لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہو تو وہ قلت تعداد کی وجہ سے شکست سے دوچار نہیں ہو سکتا۔ اگر کہیں شکست ہو جائے تو اس کے دیگر اسباب پر

غور کرنا چاہیے اور اپنے ایمان وعمل کی اصلاح کرنی چاہیے۔

۱۶۸۔ بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمَبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ، وَاسْتِحْبَابِ السُّرَى، وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلَحَتِهَا، وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ إِذَا كَانَتْ تُطِيْقُ ذٰلِكَ وَأَمْرِ مَنْ قَصَّرَ فِي حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا

۱۶۸۔ باب: سفر میں چلنے، پڑاؤ ڈالنے، رات بسر کرنے اور دوران سفر سونے کے آداب، رات کو سفر کرنا، جانوروں کے ساتھ نرمی کرنا اور ان کے آرام و مصلحت اور راحت کا خیال رکھنا مستحب ہے اور جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینا جائز ہے اور جو شخص سواری کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اسے اس کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دلانی چاہیے

٩٦٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَافَرْتُم فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ، فَأَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ، فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ، وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ)). رواه مُسْلِمٌ.

مَعْنَى: ((أَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ)) أَيْ: ارْفُقُوْا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْعَى فِي حَالِ سَيْرِهَا وَقَوْلُهُ: ((نِقْيَهَا)) هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ، وَإِسْكَانِ الْقَافِ، وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ وَهُوَ: الْمُخُّ، مَعْنَاهُ: أَسْرِعُوْا بِهَا حَتَّى تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ أَنْ يَّذْهَبَ مُخُّهَا مِنْ ضَنْكِ السَّيْرِ. وَ ((التَّعْرِيْسُ)): النُّزُوْلُ فِي اللَّيْلِ.

۹۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سرسبز و شاداب علاقے میں سے گزرو تو اونٹ کو اس کا حصہ (چرنے کا موقع) دو اور جب تم بنجر زمین میں سے گزرو تو وہاں سے تیزی کے ساتھ گزرو اور اس کا گودا ختم ہونے سے پہلے پہلے منزل مقصود تک پہنچنے میں جلدی کرو۔ اور جب رات کو پڑاؤ ڈالو تو عام راستے سے بچو اس لیے کہ رات کے وقت وہ جانوروں کی گزرگاہ اور حشرات کا ٹھکانا ہے۔'' (مسلم)

(أعطوا الإبل حظها من الأرض) کے معنی ہیں جب سرسبز و شاداب علاقے سے گزرو تو جانوروں یعنی اپنی سواریوں کو وہاں سے چرنے کا موقع دو (تیزی سے دوڑاتے نہ چلے جاؤ)۔ (نقيها) نون کے نیچے زیر، قاف ساکن اور پھر یاء اس کا معنی ہے ''گودا'' یعنی تیز تیز چلتے جاؤ تاکہ ان جانوروں کا مغز یعنی طاقت و توانائی ختم ہونے سے پہلے پہلے تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ اور (التعريس) کا معنی ہے ''رات کو پڑاؤ ڈالنا''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (١٩٢٦).

غريب الحديث ☆ (الخصب) ''زرخیز اور سرسبز و شاداب علاقہ''۔

فقه الحدیث☆ ❶ جانوروں کو کھانے پینے اور چرنے کا موقع دینا چاہیے' انہیں اس سے منع نہیں کرنا چاہیے۔
❷ اسلام نے حیوانوں کے ساتھ بھی نرمی کرنے کی ترغیب دی ہے۔
❸ مسافر کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب سرسبز و شاداب علاقے سے گزر ہو تو جانوروں کو راستے میں چرنے کا موقع دینا چاہیے تاکہ وہ قوت و توانائی حاصل کر سکیں اور جب بنجر اور چٹیل میدان سے گزر ہو تو وہاں سے تیزی کے ساتھ گزرنا چاہیے تاکہ جانور کی قوت و توانائی ختم ہونے سے پہلے پہلے منزل مقصود تک پہنچا جا سکے۔
❹ رسول اللہ ﷺ نے امت کو کیسی پر حکمت تعلیم ارشاد فرمائی اور ان کی کس انداز سے تربیت فرماتے رہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں ان کی راہنمائی فرمائی حتیٰ کہ بول و براز اور سفر و حضر کے آداب سکھائے۔
❺ رات کے وقت عام شاہراہ پر پڑاؤ ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے' اس لیے کہ حشرات الارض اور درندے رات کے وقت اس طرف نکلتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ مسافروں کو تکلیف اور نقصان پہنچائیں' اس سے بچنے کے لیے راستے میں پڑاؤ نہیں ڈالنا چاہیے۔

٩٦٣ـ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ، فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِيْنِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
قَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهُ لِئَلَّا يَسْتَغْرِقَ فِي النَّوْمِ، فَتَفُوْتَ صَلَاةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا.

۹۶۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر میں ہوتے اور رات کے وقت کہیں پڑاؤ ڈالتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے اور جب کبھی صبح (صادق) سے تھوڑی دیر پہلے پڑاؤ ڈالتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے۔ (مسلم)
علماء بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنا بازو اس لیے کھڑا کرتے تھے تاکہ آپ کہیں گہری نیند نہ سو جائیں جس سے نماز فجر اپنے وقت یا اول وقت میں ادا کرنے سے فوت نہ ہو جائے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٦٨٣).
غریب الحدیث☆ (تعریس) سے مراد ہے پورا دن سفر کرنا اور رات کے پہلے حصے میں پڑاؤ ڈالنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دن یا رات کے کسی بھی حصے میں پڑاؤ ڈالنا۔
فقه الحدیث☆ ❶ دوران سفر سونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے اور آخری حصے میں کس طرح سوتے تھے۔
❷ دائیں پہلو کو بائیں پہلو پر تشریف و تکریم حاصل ہے۔
❸ رسول اللہ ﷺ نماز کی اول وقت ادائیگی کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ اگر کہیں صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے پڑاؤ ڈالتے تو آپ اپنے بازو پر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر کے لیے استراحت فرماتے' پوری طرح پہلو پر نہیں لیٹتے تھے کہ کہیں نماز فجر اول وقت ادا ہونے سے نہ رہ جائے۔

٩٦٤ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.
((اَلدُّلْجَةُ)): السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ.

۹۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم رات کے وقت سفر کیا کرو' اس لیے کہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)
(الدلجة) ''رات کے وقت سفر کرنا''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۲۵۷۱)، والحاكم (۲/ ۱۱٤)، والبيهقي (٥/ ۲٥٦).

فقه الحديث☆ رات کے وقت سفر کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ رات کے وقت سفر کرنا مسافر اور سواری دونوں کے لیے باعث راحت ہوتا ہے' اس لیے مسافت کی طوالت محسوس نہیں ہوتی' یا حقیقتاً زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور مسافت مختصر ہو جاتی ہے۔ (اللہ اعلم!)

٩٦٥ـ وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ!)) فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۹۶۵۔ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ (صحابہ کرام) کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور وادیوں میں منتشر ہو جاتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں منتشر ہو جانا شیطان کی طرف سے ہے''۔ پس اس کے بعد جب بھی وہ کہیں پڑاؤ ڈالتے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۲٦۲۸)، وأحمد (٤/ ۱۹۳)، والحاكم (۲/ ۱۱٥)، والبيهقي (٦/ ۱٥۲). وابن حبان (۲۷۹۰).

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

غريب الحديث☆ **(الشعاب)** ''شعب'' کی جمع ہے ''پہاڑ کی گھاٹی''۔ **(الأودية)** ''واد'' کی جمع' پہاڑوں کے درمیان نشیبی گزرگاہ کو وادی کہتے ہیں اور پہاڑی راستے کو شعب (گھاٹی) کہتے ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ تفرقہ شیطانی وسوسوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

❷ اسلام نے ہر معاملے میں اجتماعیت پر زور دیا ہے خواہ وہ دینی معاملات ہوں یا دنیوی' جبکہ اسلام دشمن عناصر کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کر کے ان کی قوت کو کمزور کر دیں۔

❸ دوران سفر بھی اکٹھے رہنے کے بہت سے فوائد ہیں کہ کسی بھی مشکل اور پریشانی کے عالم میں سب مل کر اس پریشانی کو دور کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔

❹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی فوری تعمیل کرتے تھے' اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ اس میں ان کی عزت و حیات اور تکریم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحابہ کرام جیسی اطاعت کے جذبہ سے سرشار فرمائے۔

٩٦٦ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو ـ وَقِيْلَ سَهْلِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ؛ فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً، وَكُلُوْهَا صَالِحَةً)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۹۶۶۔ حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے کہا سہل بن ربیع بن عمرو انصاری جو ابن حنظلیہ کے نام سے معروف ہیں اور بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پشت (یعنی کمر کمزوری کی وجہ سے) پیٹ سے لگی ہوئی تھی' آپ نے فرمایا: ''تم ان بے زبان جانوروں کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو' تم ان پر سواری اس حال میں کرو کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت بھی اس حال میں کھاؤ کہ یہ تندرست اور ٹھیک ٹھاک ہوں''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح ۔ أخرجه أبو داود (٢٥٤٨) بإسناد صحیح.

غریب الحدیث☆ (المعجمة) ''ایسے جانور جو بول نہیں سکتے''۔

فقه الحدیث: ☆❶ حیوانوں کے ساتھ نرمی کرنا واجب ہے۔

❷ حیوانوں کے ساتھ احسان کرنا اوران کے چارے وغیرہ کا خیال رکھنا چاہیے تا کہ وہ خوراک وغیرہ استعمال کر کے خدمت کے قابل ہو سکیں' اگر سواری کرنا چاہو تب بھی اور اگر اسے کھانا چاہو تب بھی۔ اگر جانور دبلا پتلا اور لاغر و کمزور ہوگا تو پھر وہ سواری کے قابل ہوگا نہ کھانے کے اور بیمار اور کمزور جانور کا گوشت صحت کے لیے مضر ہے۔

٩٦٧۔ وَعَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، وَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ. يَعْنِيْ: حَائِطَ نَخْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا مُخْتَصَرًا.

وَزَادَ فِيْهِ الْبَرْقَانِيُّ بِإِسْنَادِ مُسْلِمٍ بَعْدَ قَوْلِهِ: حَائِشُ نَخْلٍ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَإِذَا فِيْهِ جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ ـ أَيْ: سَنَامَهُ ـ وَذِفْرَاهُ فَسَكَنَ؛ فَقَالَ: ((**مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ، لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟**)) فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هٰذَا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((**أَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ يَشْكُوْ إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ**)).

وَرَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ كَرِوَايَةِ الْبَرْقَانِيِّ.

قَوْلُهُ: ((**ذِفْرَاهُ**)) هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَإِسْكَانِ الْفَاءِ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الذِّفْرَى: الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يَعْرَقُ مِنَ الْبَعِيْرِ خَلْفَ الْأُذُنِ، وَقَوْلُهُ: ((**تُدْئِبُهُ**)) أَيْ: تُتْعِبُهُ.

٩٦٧۔ حضرت ابو جعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا اور راز داری کے ساتھ مجھ سے ایک بات کی جو میں کسی سے بیان نہیں کروں گا اور رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لیے کسی بلند جگہ (ٹیلا وغیرہ) یا کھجور کے جھنڈ کے ساتھ پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ (مسلم نے اسے اسی طرح مختصر روایت کیا ہے)

اور برقانی نے اسی مسلم کی سند کے ساتھ ''**حائش نخل**'' کے بعد یہ اضافہ نقل کیا ہے: آپ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا' جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے۔ پس نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور اس کی کوہان اور اس کے کان کے پیچھے کی ہڈی پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو اسے سکون آ گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟'' ایک انصاری نوجوان آیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس جانور (اونٹ) کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے ہو جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھے مالک بنایا ہے؟ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور (زیادہ کام لے کر) اسے تھکا دیتے ہو''۔

ابوداود نے بھی برقانی ہی کی طرح روایت کیا ہے۔

(**ذفراہ**) ذال کے نیچے زیر اور فاء ساکن' یہ لفظ مفرد اور مؤنث ہے۔ اہل لغت نے کہا ہے کہ ''ذفری'' اونٹ کے کان کا وہ عقبی حصہ ہے جس پر پسینا آتا ہے۔ (تذئبہ) ''تم اسے تھکا دیتے ہو''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٣٤٢، ٢٤٢٩)۔ والزیادة عند أبي داود (٢٥٤٩) وهي صحیحة.

غریب الحدیث☆ (جرجر) ''آواز نکالی، بلبلایا''۔ (ذرفت عیناہ) ''اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ سواری پر اپنے پیچھے ایک اور آدمی بٹھایا جا سکتا ہے۔
❷ اگر کسی شخص کے پاس زائد سواری ہو یا اپنی سواری ہی پر جگہ ہو تو ایسے شخص کی اعانت کرنی چاہیے جس کے پاس سواری نہ ہو۔
❸ اگر جانور بوجھ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر دو سواروں کا بیٹھنا جائز ہے۔
❹ اگر کسی شخص کا ذاتی مسئلہ یا ذاتی معاملہ ہو تو اس کے بارے میں راز داری سے بات کی جا سکتی ہے اور اگر وہ کسی اور کو اس راز کے متعلق نہ بتائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن دین کے بارے میں کوئی بات ہو تو اسے نہیں چھپانا چاہیے بلکہ سب کو بتانا چاہیے تا کہ وہ بھی دین کے مطابق عمل کر سکیں۔
❺ قضائے حاجت کے وقت پردے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔
❻ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان کہ آپ نے اونٹ کی شکایت کو سمجھ لیا۔
❼ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کا بیان۔
❽ جانور سے پورا کام لے لینا اور اسے پورا کھانا نہ دینا یہ اس جانور کے ساتھ ظلم ہے۔
❾ جانور بھی اپنے دکھ درد کا احساس اور شعور رکھتے ہیں۔
❿ جانور بھی رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے تھے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
⓫ ہر ذی روح کے ساتھ انصاف کرنا چاہیے۔

٩٦٨ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا، لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.
وَقَوْلُهُ: ((لَا نُسَبِّحُ)): أَيْ لَا نُصَلِّي النَّافِلَةَ، وَمَعْنَاهُ: أَنَّا ـ مَعَ حِرْصِنَا عَلَى الصَّلَاةِ ـ لَا نُقَدِّمُهَا عَلٰى حَطِّ الرِّحَالِ وَإِرَاحَةِ الدَّوَابِّ.

۹۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو ہم سواریوں کے پالان اتارنے سے پہلے نفلی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (ابوداود نے اسے شرط مسلم کے ساتھ روایت کیا ہے) (لا نسبح) ''ہم نفلی نماز نہیں پڑھتے تھے'' اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نفلی نماز کا شوق رکھنے کے باوجود پہلے چوپایوں کے پالان اتارتے تا کہ وہ آرام کر سکیں، اس کے بعد نفلی نماز پڑھتے تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٢٥٥١) بإسناد صحيح۔

فقہ الحدیث☆ ❶ نماز ہر قسم کی فراغت اور یکسوئی کے ساتھ ادا کرنی چاہیے تا کہ نماز میں کسی قسم کے خیالات نہ آئیں۔
❷ دوران سفر اگر کہیں پڑاؤ ڈالنا ہو تو جانوروں کے پالان اور بوجھ وغیرہ اتار دینے چاہییں تا کہ وہ بھی مکمل طور پر آرام کر سکیں۔
❸ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جانوروں کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرتے تھے۔
❹ انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے لیے نفع بخش چیز کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے اور بالخصوص سفر میں تو اس کی اور بھی اہمیت بڑھ جاتی ہے، اس لیے اپنی سواری کو چوکس رکھنا چاہیے۔
❺ سفر کے دوران نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

١٢٩ـ بَابُ إِعَانَةِ الرَّفِيْقِ

۱۲۹۔ باب: دوست کی مدد کرنا

فِي الْبَابِ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيْثِ: ((وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ

اس باب سے متعلق بہت سی حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں جیسے ''اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرنے میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد

أَخِيْهِ)).

وَحَدِيْثُ: ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)) وَأَشْبَاهُهُمَا.

کرنے میں رہتا ہے"۔ (توثیق الحدیث اورفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۴۵) ملاحظہ فرمائیں) اور یہ حدیث کہ "ہر نیکی صدقہ ہے"۔ (اس کی توثیق اورشرح کے لیے حدیث نمبر (۱۳۴) ملاحظہ فرمائیں) اوران جیسی اور احادیث ہیں۔

٩٦٩۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَهُ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ؛ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ زَادٍ؛ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ)) فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهُ، حَتّٰى رَأَيْنَا: أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِيْ فَضْلٍ. رواه مسلم.

۹۶۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم سفر میں تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا اوراپنی نظر دائیں بائیں پھیر کر دیکھنے لگا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد زادراہ ہو وہ اسے ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس زادراہ نہ ہو"۔ آپ نے مال کی اوربھی کئی اقسام بیان کیں حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ ہم میں سے کسی بھی شخص کا زائد از ضرورت چیزوں میں کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۶۲) ملاحظہ فرمائیں۔

٩٧٠۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا، لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ، وَلَا عَشِيْرَةٌ، فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ، أَوِ الثَّلَاثَةَ)) فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةٌ، يَعْنِيْ كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ. قَالَ: فَضَمَمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً مَا لِيْ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِيْ. رواه أبو داود.

۹۷۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا تو فرمایا: "اے مہاجرین اور انصار کی جماعت! تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس مال ہے نہ کنبہ' پس تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دو دو یا تین تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے"۔ پس ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی وہ اس پر باری باری سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو یا تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ پس میرے اپنے اونٹ پر میری باری بھی ویسے ہی تھی جیسے ان میں سے کسی ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٥٣٤).

غريب الحديث ☆ (عقبة) "باری" یعنی پیدل چلنے اور سواری پر بیٹھنے کی باری مقرر تھی۔

فقه الحديث ☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ابتدائے اسلام کی حالت کا بیان ہے کہ جہاد کے موقع پر اسلامی لشکر کے پاس مجاہدین کے لیے سواریاں پوری تھیں نہ آلات حرب لیکن وہ بر وتقویٰ کی دولت اور جذبہ جہاد سے فزوں تر تھے۔ انہوں نے ان حالات میں باہمی تعاون کا ایسا مظاہرہ کیا کہ سواری کا مالک بھی اپنی باری مقرر کرتا ہے اوراپنے ساتھ دو یا تین ساتھیوں کو ملا لیتا ہے اوراپنی باری پر اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے اورباقی وقت اپنے ساتھیوں کی طرح پیدل چلتا ہے۔ لیکن انھوں نے یہ تمام صعوبتیں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے خندہ پیشانی سے قبول اور برداشت کیں۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ اطاعت کا بیان ہے کہ وہ آپ کے حکم کی من وعن فوراً تعمیل کرتے تھے اوراس میں اپنی کامیابی وکامرانی سمجھتے تھے۔

۹۷۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ، فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُ. رواه أبو داوٗد بإسناد حسن.

۹۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر چلنے میں سب سے پیچھے رہتے تھے' پس آپ ضعیف و ناتواں کو چلاتے' اس کو پیچھے بٹھا لیتے اور اس کے لیے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (۲٦۳۹) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆۔ (يزجي الضعيف) ''آپ ضعیف اور کمزور کو چلاتے۔''

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راحت و آرام کے لیے کس قدر فکرمند رہتے تھے کہ آپ لشکر کے پیچھے پیچھے چلتے تاکہ اگر کسی شخص کی سواری کمزور اور لاغر ہو تو آپ اس شخص کو اپنے ساتھ سوار کرلیں اور اس کے لیے دعا فرمائیں۔ پس امیر لشکر کو اپنے قافلے کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیے تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کے حالات سے آگاہ رہے اور ضعیف شخص کی مدد کر سکے۔

❷ مسلمان معاشرے میں تمام مسلمان ایک دوسرے کے مدد و معاون ہوتے ہیں اور وہ تو ایک عمارت اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کر کے خوش ہوتے ہیں۔

۱۷۰۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلسَّفَرِ

۱۷۰۔ باب: سفر کے لیے سواری پر سوار ہوتے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ. لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴾ [الزخرف: ۱۲-۱٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر سیدھے ہو کر بیٹھو پھر جب تم سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لیے مسخر اور تابع کر دیا اور ہم اسے قابو میں کرنے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں''۔

شرح الآيات:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام و کاریگری کا ذکر فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری سواری کے لیے چوپائے اور کشتیاں بنائیں اور انہیں تمہارے تابع کر دیا' پھر بندوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس نعمت کا شکر کب اور کیسے ادا کریں تو فرمایا کہ جب تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ جاؤ تو پھر اس اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس ذات باری تعالیٰ نے اس سواری کو تمہارے تابع کر دیا ورنہ تم اس کی اہلیت اور قوت نہیں رکھتے تھے۔ ساتھ ہی عقیدۂ آخرت بیان فرمادیا کہ سب نے اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

۹۷۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ

۹۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے کے وقت اپنے اونٹ پر صحیح طور پر بیٹھ جاتے تو آپ تین بار ''اللہ اکبر'' کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا' ورنہ ہم تو اسے قابو میں کرنے والے نہیں تھے۔ اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا

وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى. اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)). رواه مسلم.

مَعْنَى ((مُقْرِنِيْنَ)) مُطِيقِيْنَ. ((وَالْوَعْثَاءُ)) بِفَتْحِ الْوَاوِ وَإِسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمَدِّ، وَهِيَ: الشِّدَّةُ. وَ ((الْكَآبَةُ)) بِالْمَدِّ، وَهِيَ: تَغَيُّرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَنَحْوِهِ. ((وَالْمُنْقَلَبُ)): الْمَرْجِعُ.

سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہمارے لیے آسان کردے اور اس کی دوری کو ہمارے لیے لپیٹ دے (منزل قریب کردے) اے اللہ! سفر میں تو ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں تو نگران و محافظ ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی صعوبت سے حزین اور دلدوز منظر سے اور واپسی پر گھر، مال اور اولاد میں بری تبدیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ اور جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو پھر ان کلمات کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ بھی فرماتے: ''ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں' تیری طرف رجوع کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں''۔ (مسلم)

(مقرنین) کے معنی ہیں ''طاقت رکھنے والے''۔ (الوعثاء) واؤ پر زبر' عین ساکن اور ثاء اور مد' اس کے معنی ہیں ''سختی''۔ (الکآبة) مد کے ساتھ ''غم کی وجہ سے دلی کیفیت کا بدلنا''۔ (المنقلب) ''لوٹنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٣٤٢).

غريب الحديث☆ (مقرنین) ''طاقت رکھنے والے'' یعنی ہم تو ان سواریوں کو مطیع و تابع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے' یہ سب اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے ان سواریوں کو ہمارے لیے مسخر فرما دیا۔ (کآبة المنظر) ''حزین اور دلدوز منظر'' جیسے موت، تلف اور مرض وغیرہ۔ (وعثاء السفر) ''سفر کی سختی، شدت''۔ (آیبون) ''لوٹنے والے''۔

فقه الحديث☆ ❶ سفر کا آغاز کرتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ اسے جب سواری پر سوار ہو جائیں تب پڑھنا چاہیے' اسی طرح جب سفر سے خیر و سلامتی کے ساتھ واپس آ جائیں تب بھی یہ دعا پڑھنی چاہیے' آخری الفاظ ساتھ ملا کر' تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جا سکے۔

❷ جب کسی بلند جگہ چڑھیں تو ''اللہ اکبر'' پڑھنا مستحب ہے۔

❸ بندے کے تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں' اس لیے بندے کو چاہیے کہ دل و جان سے اللہ کی طرف رجوع کرے اور اس سے خیر و بھلائی کی امید رکھے اور ان تمام نعمتوں کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

❹ سفر و حضر اور ہر حال میں اپنے آپ کو اور اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دینا چاہیے' وہ بہترین محافظ اور بہترین کارساز و مددگار ہے۔

٩٧٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ. رواه مسلم. هكذا هو في صحيح مسلم: الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ، بِالنُّوْنِ، وكذا رواه الترمذي،

۹۷۳۔ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی، ناخوشگوار واپسی، کمال کے بعد زوال، مظلوم کی بددعا اور اہل و عیال اور مال میں برے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ صحیح مسلم میں اسی طرح (الحور بعد الکون) نون کے ساتھ ہے۔ ترمذی اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ راء کے ساتھ (الکور) بھی مروی ہے' اس

والنسائي. قال الترمذي: ويروى ((الكُوْر)) بالراءِ، وَكِلاهُمَا لَهُ وَجْهٌ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَمَعْنَاهُ بِالنُّوْنِ وَالرَّاءِ جَمِيْعًا: الرُّجُوْعُ مِنَ الاسْتِقَامَةِ أَوِ الزِّيَادَةِ إِلَى النَّقْصِ. قَالُوْا: وَرِوَايَةُ الرَّاءِ مَأْخُوْذَةٌ مِنْ تَكْوِيْرِ العِمامة، وَهُوَ لَفُّهَا وَجَمْعُهَا، وَرِوَايَةُ النُّوْنِ، مِنَ الكَوْنِ، مَصْدَرُ ((كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا)) إِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ.

کا مفہوم (الکور) اور (الکون) دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

علماء بیان کرتے ہیں کہ (الکون) اور (الکور) دونوں صورتوں میں ایک ہی معنی ہے یعنی استقامت یا زیادت سے نقص اور کمی کی طرف لوٹنا (یعنی کمال سے زوال کی طرف) انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ''الکور'' راء کے ساتھ ''**تکویر العمامة**'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں پگڑی کو لپیٹنا اور جمع کرنا اور''الکون'' نون کے ساتھ ''کان یکون'' کا مصدر ہے' اس کے معنی وجود اور استقرار کے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٣٤٣)وأما الرواية الثانية؛ فأخرجها الترمذي (٣٤٣٩)، والنسائي في ((المجتبى)) (٨/ ٢٧٢)، و ((عمل اليوم والليلة)) (٤٩٩)، وابن ماجه (٣٨٨٨)، وله شاهد صحيح من حديث أبي هريرة أخرجه أبو داود (٢٥٩٨)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٥٠٠)، وأحمد (٢/ ٤٠١ و ٤٣٣).

فقه الحديث☆ ❶ سفر کے وقت ایسی چیزوں سے پناہ طلب کرنی چاہیے جو مسافر اپنے اہل و عیال اور مال کے لحاظ سے ناپسند کرتا ہے۔

❷ گمراہی، سنت سے انحراف اور کفر کی طرف لوٹنے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے جس طرح کہ انسان آگ میں جانا ناپسند کرتا ہے۔

❸ بندے کو چاہیے کہ وہ ظلم اور اس کے اسباب سے اجتناب کرے' اس لیے کہ ظلم کا انجام روز قیامت اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔

٩٧٤۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ:اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ: ﴿**سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ**﴾ ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقِيْلَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: ((**إِنَّ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِي**)). رواه

٩٧٤۔ حضرت علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک جانور لایا گیا تاکہ آپ اس پر سواری کریں۔ جب انھوں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو ''**بسم اللّٰه**'' پڑھا' جب اس کی پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ گئے تو ''**الحمد لله**'' کہا اور پھر یہ دعا پڑھی: ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اسے مسخر کر دیا اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں'' پھر ''**الحمد لله**'' اور ''**الله أكبر**'' تین تین بار کہا پھر یہ دعا پڑھی: ''اے اللہ! تو پاک ہے' یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا' پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا''۔ پھر آپ ہنس دیئے' ان سے پوچھا گیا امیر المومنین! آپ کس وجہ سے ہنس دیے؟ انھوں نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا' پھر آپ ہنس دیے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے

أبوداود، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ، وفي بعض النّسخ: حسنٌ صحيحٌ. وهذا لفظ أبي داود.

جب وہ کہتا ہے یا اللہ! میرے گناہ معاف کردے کیونکہ وہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں"۔ (ابوداؤد' ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح ہے اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٦٠٢)، والترمذي (٣٤٤٦)، وأحمد (١/ ٩٧ و ١١٥ و ١٢٨)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٥٠٢) ومن طريقه ابن السني في ((عمل اليوم والليلة)) (٤٩٨)، وابن حبان (٢٦٩٧ و ٢٦٩٨)، والحاكم (٢/ ٩٩)، والبيهقي (٥/ ٢٥٢).

اس حدیث کا دارو مدار ابواسحاق پر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں ایک مخفی علت ہے جیسا کہ امام حاکم نے "تاریخ نیسابور" میں ذکر کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابواسحاق مدلس ہے اور اس نے دو راویوں کو ساقط کیا ہے۔ لیکن ابواسحاق نے سنن بیہقی (۲۵۲/۵) میں "حدثنا" کی وضاحت کی ہے اور اس کی ایک اور سند بھی ہے جسے امام حاکم (۹۸/۲) نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی بھی سواری پر سوار ہوتے وقت "بسم الله" پڑھنا مستحب ہے اور جب سواری پر اچھی طرح بیٹھ جائیں تب دعائے سفر پڑھنی چاہیے۔

❷ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال میں آپ کی اتباع کرتے تھے۔

❸ بندے کو چاہیے کہ وہ ہر لمحے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا رہے' بالخصوص سفر پر روانہ ہوتے وقت تو خصوصی طور پر توبہ کرنی چاہیے کیونکہ معلوم نہیں انجام سفر کیا ہو؟

١٧١ـ بَابُ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا وَشِبْهِهَا وَتَسْبِيحِهِ إِذَا هَبَطَ الْأَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ

۱۷۱۔ باب: جب مسافر بلندی وغیرہ پر چڑھے تو "اللّٰہ اکبر" کہے اور جب کسی گھاٹی یا وادی وغیرہ میں اترے تو "سبحان اللّٰہ" کہے اور تکبیر وتسبیح وغیرہ زیادہ بلند آواز سے نہ کہے

٩٧٥ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. رواه البخاري.

۹۷۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم بلندی وغیرہ پر چڑھتے تو الله أكبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان الله کہتے تھے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٣٥ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ جب مسافر بلندی وغیرہ پر چڑھے تو اسے الله أكبر پڑھنا چاہیے اور جب نیچے اترے تو سبحان الله پڑھنا چاہیے یہ سنت ہے۔

❷ بلندی پر چڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب بلندی پر چڑھتے ہوئے اس کی مخلوق (پہاڑ یا اونچی عمارت وغیرہ) کی عظمت دل میں آئے تو ساتھ ہی یہ خیال بھی آئے کہ اس مخلوق کا خالق اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

❸ نیچے اترتے وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت عفوو درگزر کو یاد کرنا ہے' جیسے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ

میں اپنے رب کی تسبیح بیان کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات دی۔

❷ الله أكبر سے مراد یہ ہے کہ ہر قسم کی کبریائی، عظمت اور بلندی اللہ تعالیٰ کے لائق ہے اور نیچے اترتے وقت سبحان الله کہنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے زوال اور پستی سے پاک اور منزہ ہے۔

٩٧٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوشُهُ إِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا. رواه أبو داود بإسناد صحيح.

۹۷۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو الله أكبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان الله پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح لغيره۔ أخرجه أبو داود (٢٥٩٩).

فقه الحديث ☆ اللہ اکبر پڑھنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن میں یہ بات بٹھالے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب ونقص اور پستی وزوال سے پاک اور منزہ ہے۔

٩٧٧ - وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). متفق عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ.

قَوْلُهُ: ((أَوْفَى)) أَيْ: ارْتَفَعَ، وَقَوْلُهُ: ((فَدْفَدٍ)) هُوَ بِفَتْحِ الْفَائَيْنِ بَيْنَهُمَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ، وَآخِرُهُ دَالٌ أُخْرَى وَهُوَ: الْغَلِيظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْأَرْضِ.

۹۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی حج یا عمرے سے واپس تشریف لاتے اور جب آپ کسی پہاڑی یا زمین کے سخت بلند حصے پر چڑھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم (عبادت حج کے بعد) لوٹ کر آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد وتعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور کفار کے لشکروں کو اس اکیلے نے شکست دی''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جب آپ بڑے لشکروں یا چھوٹے لشکروں یا حج یا عمرے سے واپس تشریف لاتے تو پھر مذکورہ دعا پڑھتے تھے۔ (أوفى) ''اوپر چڑھتے''۔ (فدفد) دونوں فاء پر زبر اور ان کے درمیان دال ساکن اور آخر پر بھی دال ''زمین کا سخت بلند حصہ''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٣٥ ـ فتح)، ومسلم (١٣٤٤).

غريب الحديث ☆ (قفل) ''لوٹے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ کسی بلند جگہ چڑھتے وقت تین بار الله أكبر پڑھنا چاہیے۔

❷ سفر سے خیر وسلامتی کے ساتھ واپسی بھی ایک نعمت ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس کی حمد وثنا اور تکبیر وتعظیم بیان کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو مسکین وضعیف ظاہر کرنا چاہیے۔

❸ بندے کو چاہیے کہ وہ اطاعت، عبادت اور توبہ کے عہد کی تجدید کرتا رہے۔

٩٧٨۔ وعن أبي هُرَيْرَة رَضِي اللّهُ عَنهُ أنّ رَجُلًا قالَ: يا رَسُوْلَ اللّهِ! إنّي أُرِيْدُ أنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي. قالَ: ((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّهِ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ)) فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ)). رَوَاهُ التِّرمِذِيُ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۹۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند جگہ (چڑھتے ہوئے) اللہ أکبر کہو''۔ جب وہ شخص مڑ کر چلا گیا تو آپ نے اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے بعد (مسافت، دوری) کو لپیٹ دے اور اس پر سفر کو آسان کر دے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ۔ أخرجه الترمذی (٣٤٤٥)، وابن ماجه (٢٧٧١)، والحاکم (٢/ ٩٨).

غريب الحديث☆ (شرف) ''بلند جگہ''۔ (ولی) ''مڑا، واپس ہوا''۔

فقه الحديث☆ ❶ آغاز سفر پر اہل علم وفضل اور متقی شخص سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔

❷ سب سے بہترین وصیت اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔

❸ کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے حق میں دعا کرنا زیادہ بہتر ہے' اللہ تعالیٰ اسے زیادہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے' اس لیے اپنے بھائیوں کی غیر موجودگی میں ان کے حق میں دعا کرنی چاہیے' کیونکہ مسافر دعاؤں کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔

٩٧٩۔ وعَنْ أبِي مُوسَى الأشعَرِيِّ رَضِي اللّهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إذَا أشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ أصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا. إِنَّهُ مَعَكُمْ، إِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ)). متفقٌ عليه.

((ارْبَعُوْا)) بفَتحِ الْبَاءِ الْمُوحدَةِ أيْ: ارْفُقُوا بأنفُسِكُم.

۹۷۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو ''لا اله الا الله'' اور ''الله اکبر'' پڑھتے اور ہماری آوازیں اونچی ہو جاتیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنے آپ پر آسانی کرو (آوازیں پست رکھو) اس لیے کہ تم کسی بہری اور غائب ذات کو نہیں پکار رہے' وہ تو تمہارے ساتھ ہے اور وہ یقینا سننے والا اور بہت قریب ہے''۔ (متفق علیہ)

(اربعوا) باء پر زبر ''آسانی اور نرمی کرو''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٦/ ١٣٥ ۔ فتح)، ومسلم (٢٧٠٤).

فقه الحديث☆ ❶ دعا اور ذکر کے وقت آواز بلند کرنا پسندیدہ نہیں۔

❷ اللہ تعالیٰ کے لیے سمع وبصر کا اثبات کہ وہ آوازوں کو سنتا ہے' خواہ وہ کتنی ہی پست کیوں نہ ہوں اور باریک سے باریک چیز بھی اس کی نظر میں ہے کہ زمین وآسمان کی ذرہ برابر چیز بھی اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں۔

❸ اللہ تعالیٰ کی معیت سے مراد معیت علمی ہے کہ اس نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے' کوئی چیز اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے غائب نہیں' اسے جب بھی پکارا جائے وہ پکار اور دعا کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

١٧٢۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي

۱۷۲۔ باب: دوران سفر دعا کرنا مستحب ہے

السَّفَرِ

۹۸۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ)). رواه أبوداود، والترمذي وقال: حديث حسن. وليس في رواية أبي داود: ((عَلٰى وَلَدِهِ)).

۹۸۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں مقبول ہیں، جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے خلاف بددعا''۔ (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ''علی ولدہ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (۳۲ و ٤٨١)، وأبو داود (١٥٣٦)، والترمذي (١٩٠٥)، وابن ماجه (٣٨٦٢)، وأحمد (٢/ ٢٤٨، ٢٥٨، ٤٧٨، ٥١٧، ٥٢٣)، وابن حبان (٢٦٩٩).

اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابوجعفر راوی مقبول ہے۔ لیکن عقبہ بن عامر الجہنی کی حدیث اس کی شاہد ہے جو مسند احمد (۱۵۴/۴) اور خطیب بغدادی کی تاریخ (۳۸۰/۱۲، ۳۸۱) میں موجود ہے۔ اس کی سند شواہد میں صحیح ہے۔ اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے عبد اللہ بن ازرق کے۔ ابن ابی حاتم نے ''الجرح والتعدیل (۵۸/۵)'' میں اس پر کوئی جرح وتعدیل نہیں کی جبکہ ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور یہ حدیث بالجملہ حسن لغیرہ ہے۔

غريب الحديث☆ (لا شك فيهن) ''ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ ظلم سے بچنا چاہیے اور کسی پر بھی ظلم نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ اس کا انجام مظلوم کی دعا کے بدلے میں اچھا نہیں ہوگا کیونکہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ مظلوم کافر ہی ہو۔

❷ مسافر کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ دوران سفر کثرت سے دعائیں کرے، اس لیے کہ مسافر کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔

❸ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے اور ان کی نافرمانی اور دل آزاری سے بچنا چاہیے اور ان کی بددعا سے بھی محفوظ رہنا چاہیے کیونکہ اگر وہ اولاد کے خلاف دعا کردیں تو وہ قبولیت کے مقام پر پہنچ جاتی ہے۔

❹ والدین کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ بھی اپنی اولاد کے خلاف دعا نہ کریں بلکہ انہیں اولاد کی خیروسلامتی کے لیے دعائیں کرنی چاہییں۔

۱۷۳- بَابُ مَا يَدْعُوْ بِهِ إِذَا خَافَ نَاسًا أَوْ غَيْرَهُمْ

۱۷۳۔ باب: جب لوگوں کا خوف وخطرہ ہو تو کون سی دعا پڑھی جائے؟

۹۸۱- عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ)). رواه أبوداود، والنسائي بإسناد صحيح.

۹۸۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی قوم سے خوف وخطرہ درپیش ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے اور مقابل کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں''۔ (ابوداؤد، نسائی۔ اسناد صحیح ہیں)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٥٣٧)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٦٠١)، وأحمد (٤/ ٤١٥ ـ

٤١٥)، والحاکم (٢/ ١٤٢)، والبیهقي ((السنن الکبری)) (٥/ ٣٥٣).

فقه الحدیث☆ ❶ دشمنوں سے بچاؤ اور ان پر غلبہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے ممکن ہے اور دشمنوں سے دفاع بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ممکن ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ دشمن کے مخفی عزائم اور منصوبے کیا ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں وہ اسے بھی خوب جانتا ہے۔

❷ دشمنوں کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو پھر صبر کرنا چاہیے۔

١٧٤۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا

١٧٤۔ باب: جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالے تو کیا دعا پڑھے؟

٩٨٢۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ)). رواه مسلم.

٩٨٢۔ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص کسی جگہ پڑاؤ ڈالے پھر یہ دعا پڑھے: ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو (چیز) اس نے پیدا فرمائی'' تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی حتیٰ کہ وہ اپنی اس جگہ سے کوچ کر جائے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٧٠٨).

فقه الحدیث☆ ❶ بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ کی پناہ طلب کرتا رہے حتیٰ کہ وہ اس کی منزل سے ہر قسم کی شر و برائی اور تکلیف دور کر دے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے کلمات سے مراد اس کی صفات ہیں اور کامل سے مراد مکمل اور ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی کامل صفات کے ساتھ ہر چیز کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔

❸ اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے کیونکہ مخلوق سے پناہ طلب کرنا جائز نہیں۔

❹ جو شخص کسی جگہ پڑاؤ ڈالے اور ایمان و یقین کے ساتھ اس دعا کو پڑھے تو وہ اس جگہ سے کوچ کرنے تک ہر قسم کے شر اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

٩٨٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ: ((يَا أَرْضُ! رَبِّيْ وَ رَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ)). رواه أبو داود.

٩٨٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے' میں تیرے شر سے' جو کچھ تیرے اندر ہے اس کے شر سے' جو کچھ تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اس کے شر سے اور جو کچھ تیرے اوپر چلتا ہے اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، بڑے سانپ سے، عام سانپ سے، بچھو سے، اس سر زمین کے رہنے والوں (انسانوں

((وَالْأَسْوَدُ)): الشَّخصُ، قَالَ الْخَطَّابِيُّ: ((وَسَاكِنُ الْبَلَدِ)): هُمُ الْجِنُّ الَّذِيْنَ هُمْ سُكَّانُ الْأَرْضِ. قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ مَا كَانَ مَأْوَى الْحَيَوَانِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ بِنَاءٌ وَمَنَازِلُ. قَالَ: وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الْمُرَادَ ((بِالْوَالِدِ)): إِبْلِيسُ ((وَمَا وَلَدَ)): الشَّيَاطِيْنُ.

اور جنوں) سے، والد (ابلیس) سے اور اولاد (شیاطین، اولادِ ابلیس) سے''۔ (ابوداود)

(الأسود) (امام نووی نے) اس کا معنی شخص (بتایا ہے)۔ خطابی نے بیان کیا (ساکن البلد) سے مراد ''جن'' ہیں جو زمین میں رہتے ہیں اور (بلد من الأرض) زمین کا وہ حصہ ہے جس میں حیوانات کا ٹھکانا ہو خواہ اس میں کوئی عمارت اور منزل نہ ہوں۔ امام خطابی نے فرمایا: **(والد)** سے مراد ابلیس ہے اور **(ما ولد)** سے مراد شیاطین یعنی ابلیس کی ذریت و اولاد۔

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (٢٦٠٣)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٥٦٣)، وأحمد (٢/ ١٣٢)، والحاكم (٢/ ١٠٠)، والبغوي في ((شرح السنة)) (٥/ ١٤٦ ـ ١٤٧)، و ابن خزيمة (٢٥٧٢)، والمزي في ((تهذيب الكمال)) (٩/ ٣٣٢).

امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے لیکن امام نسائی نے کہا: ''زبیر بن ولید شامی سے اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری حدیث میرے علم میں نہیں''۔ جبکہ اس سے بیان کرنے والا شریح بن عبید راوی متفرد ہے اور وہ مجہول راوی ہے۔ عجیب بات ہے کہ امام حاکم نے اسے صحیح کیسے کہہ دیا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کیسے کی اور حافظ ابن حجر نے اسے حسن کیسے کہہ دیا!؟ بعض نے ''عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی (۵۲۸)'' میں حدیث عائشہ کو اس کا شاہد ذکر کیا ہے لیکن وہ وہم ہے کیونکہ اس کا متن اور ہے اور اس کی سند عیسیٰ بن میمون ضعیف راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (ما يدب عليك) ''جو چیز زمین پر چلتی پھرتی ہے''۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے قابل حجت اور قابل استدلال نہیں۔

١٧٥ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ الْمُسَافِرِ الرُّجُوعَ إِلَى أَهْلِهِ إِذَا قَضَى حَاجَتَهُ

۱۷۵۔ باب: جب مسافر کا مقصد سفر پورا ہو جائے تو اس کا فوراً گھر والوں کے پاس آنا مستحب ہے

٩٨٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ، فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)). متفق عليه.

((نَهْمَتَهُ)): مَقْصُودَهُ.

۹۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب (تکلیف) کا ایک حصہ ہے جو تمہارے کسی ایک کو (بہتر انداز سے کھانے پینے) اور سونے سے روک دیتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی اپنا مقصد سفر پورا کر لے تو پھر اسے اپنے اہل و عیال کے پاس آنے میں جلدی کرنی چاہیے''۔ (متفق علیہ)

(نهمته) یعنی ''اپنا مقصود''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٦٢ ـ فتح)، ومسلم (١٩٢٧).

غریب الحدیث☆ (یمنع أحدكم طعامه و شرابه و نومه) یعنی سفر مسافر کو خاطر خواہ انداز سے کھانے پینے اور سونے سے محروم رکھتا ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ بلاضرورت اہل خانہ سے دور رہنا پسندیدہ امر نہیں۔

❷ جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو اہل خانہ کے پاس آنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

❸ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے یعنی اس میں اہل وعیال اور احباب کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑتا ہے اور سفر کی صعوبتیں الگ برداشت کرنی پڑتی ہیں اور انسان خاطر خواہ انداز میں کھانے پینے اور آرام کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

١٧٦۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُوْمِ عَلٰى أَهْلِهِ نَهَارًا وَكَرَاهَتِهِ فِي اللَّيْلِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ

١٧٦۔ باب: اپنے اہل وعیال کے پاس (سفر سے) دن کے وقت آنا مستحب اور بلاضرورت رات کے وقت آنا مکروہ ہے

٩٨٥۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقَنَّ اَهْلَهُ لَيْلًا)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ لَيْلًا. متفقٌ عليه.

٩٨٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی طویل مدت تک (گھر سے) غائب رہے تو وہ اپنے اہل وعیال کے پاس رات کے وقت نہ آئے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی اپنے اہل خانہ کے پاس رات کے وقت آئے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٦٢٠ ـ فتح)، ومسلم (٧١٥).

غریب الحدیث☆ (لا یطرقن) ''تم میں سے کوئی ہرگز رات کے وقت نہ آئے''۔ رات کے وقت آنے والے کو ''طارق'' کہتے ہیں۔

فقہ الحدیث☆ رات کے وقت اہل وعیال کے پاس آنا مکروہ ہے' بہتر یہی ہے کہ جو شخص طویل مدت تک گھر سے غائب رہے وہ دن کے وقت اپنے گھر آئے یا پھر اپنے آنے کی انہیں پیشگی اطلاع دے لیکن ضرورت کے وقت رات کو آنا جائز ہے۔

٩٨٦۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهُ لَيْلًا، وَكَانَ يَاْتِيْهِمْ غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً. متفقٌ عليه.

((الطُّرُوْقُ)): الْمَجِيْءُ فِي اللَّيْلِ.

٩٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس رات کے وقت نہیں آتے تھے' آپ ان کے پاس صبح آتے یا شام کے وقت تشریف لاتے تھے۔ (متفق علیہ)

(الطروق) ''رات کے وقت آنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٦١٩ ـ فتح)، ومسلم (١٩٢٧).

غریب الحدیث☆ (الغدوة) ''دن کا ابتدائی حصہ'' یعنی صبح۔ (العشية) ''دن کا آخری حصہ'' یعنی شام۔

فقہ الحدیث☆ گھر والوں کے پاس رات کے وقت آنا منع ہے' مسافر کا دن کے وقت گھر والوں کے پاس آنا مستحب ہے۔

١٧٧۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهُ إِذَا رَجَعَ وَإِذَا رَأٰى بَلْدَتَهُ

١٧٧۔ باب: جب سفر سے لوٹے اور اپنے شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِي بَابِ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا.

اس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو حدیث نمبر (٩٧٧) کے تحت "باب تكبير المسافر إذا صعد الثنايا" میں گزر چکی ہے۔

٩٨٧- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ: ((آيِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ. رواه مسلم.

٩٨٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر سے واپس آئے حتیٰ کہ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: "ہم سفر سے واپس آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و تعریف کرنے والے ہیں"۔ آپ مسلسل یہ کہتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٣٤٥).

فقه الحديث☆
1. مسلمان کو چاہیے کہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو وہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے صحیح سلامت اپنے شہر، اپنے گھر اور اہل و عیال کے پاس پہنچایا ہے۔
2. سلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آنا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خصوصی رحمت ہے۔
3. سفر سے واپسی پر توبہ و استغفار کرتے ہوئے شہر میں داخل ہونا چاہیے تاکہ انسان گناہوں سے پاک صاف ہو کر اپنے گھر آئے اور آئندہ زندگی میں بھی گناہوں سے بچنے کا عزم کرے۔
4. عبادت میں تسلسل ہونا چاہیے اور خضوع و خشوع اور تواضع کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔
5. خوش حالی اور بد حالی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے۔

١٧٨- بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَاءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِي فِي جِوَارِهِ وَصَلَاتِهِ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ

١٧٨- باب: سفر سے واپس آنے والے کے لیے پہلے اپنی قریبی مسجد میں آ کر دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے

٩٨٨- عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. متفقٌ عليه.

٩٨٨- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں آتے اور وہاں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٢١) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧٩- بَابُ تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ وَحْدَهَا

١٧٩- باب: عورت کا تنہا سفر کرنا حرام ہے

٩٨٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ

٩٨٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا)). متفقٌ عليه.

ہے۔ جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر کرے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٥٦٦ ـ فتح)، ومسلم (١٣٣٩) (٤٢١).

غريب الحديث☆ (محرم) وہ رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں۔

❷ تحدید مسافت کے بارے میں متعدد روایات ہیں' ایک روایت میں تین دن سے زائد کا ذکر ہے' دوسری میں دو دن اور تیسری روایت میں ایک دن کی مسافت کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ایک دن اور ایک رات کا ذکر ہے جبکہ ایک روایت میں ہے: (لا تسافر بريدا) "وہ بارہ میل کی مسافت کا سفر نہ کرے"۔ روایات کا یہ اختلاف سائلین کے اختلاف اور حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ ان روایات میں کوئی تناقض و تعارض نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جس مسافت پر سفر کا اطلاق ہو وہ تنہا عورت کے لیے اپنے خاوند یا محرم کے بغیر جائز نہیں۔

❸ بعض اہل علم نے اس سے سفر حج کو مستثنیٰ قرار دیا ہے لیکن یہ استثنا مرجوح ہے' عورت کے لیے خاوند یا محرم کے بغیر تنہا حج پر جانا جائز نہیں۔

❹ محرم اسے کہتے ہیں جس کے لیے اس عورت کو دیکھنا جائز ہے اور اس کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا اور اسی طرح رضاعی باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا ہیں۔ داماد بھی محرم ہے' لہٰذا ان میں سے کسی کے ساتھ بھی سفر کرنا جائز ہے۔

٩٩٠ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: ((انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)). متفقٌ عليه.

٩٩٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ اس کے محرم کی موجودگی کے بغیر خلوت اختیار نہ کرے اور عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے"۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیوی حج کے لیے روانہ ہو رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوے کے لیے لکھا جا چکا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٧٢ ـ فتح)، ومسلم (١٣٤١).

فقه الحديث☆ ❶ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا حرام ہے' اس کا انجام بڑا بھیانک ہے۔

❷ اگر عورت کسی ضرورت کے تحت کسی ایسے قافلے کے ساتھ محرم کے بغیر روانہ ہو جائے جس میں کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر بھی موقع ملتے ہی محرم یا عورت کے خاوند کو اس کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔

❸ امام یا حکمران کسی مصلحت اور ضرورت کے تحت کسی شخص کو معرکے سے پیچھے رہنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

كِتَابُ الْفَضَائِلِ

فضیلتوں کا بیان

۱۸۰۔ بَابُ فَضْلِ قِرَائَةِ الْقُرآنِ

۹۹۱۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِه)). رواه مسلم.

۱۸۰۔ باب: قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

۹۹۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن مجید پڑھا کرو، اس لیے کہ روز قیامت وہ اپنے ساتھیوں (پڑھنے والوں) کے لیے سفارشی بن کر آئے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۰٤).

فقه الحديث☆ ❶ قرآن مجید کثرت سے پڑھنے کی ترغیب۔

❷ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور وہ اپنے قاری اور عامل کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش و شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ قرآن کے اصحاب یعنی ساتھی وہی ہیں جو اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص قرآن پڑھتا ہے لیکن اس کے مطابق عمل نہیں کرتا تو پھر یہ قرآن اس کے خلاف حجت اور دلیل ہوگا۔

۹۹۲۔ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا)). رواه مسلم.

۹۹۲۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قرآن اور اس پر عمل کرنے والوں کو قیامت والے دن لایا جائے گا، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اس کے آگے آگے ہوں گی اور وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۰۵).

غريب الحديث☆ (تقدمه) ''اس کے آگے ہوگی''۔

(تحاجان عن صاحبهما) اپنے پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے حق میں جھگڑا کریں گی یعنی اسے بخشوانے کے لیے سفارش کریں گی۔

فقه الحديث☆ ❶ قرآن مجید قیامت والے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔

❷ علم عمل کا تقاضا کرتا ہے ورنہ قیامت والے دن یہ عالم کے خلاف حجت ہوگا۔

❸ سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت۔

❸ سورتوں کے نام توقیفی ہیں یعنی اللہ کی طرف سے ہیں۔

٩٩٣۔ وعن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((خيركم من تعلم القرآن وعلمه)). رواه البخاري.

۹۹۳۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٧٤ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں قرآن سیکھنے اس میں تدبر کرنے اور اس کے احکام کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔

❷ عالم کو چاہیے کہ علم حاصل کرنے کے بعد لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔ ان دونوں صورتوں میں الگ الگ اجر ہے اور پورا اجر اس صورت میں ہے کہ آدمی خود قرآن مجید سیکھے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

❸ قرآن سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت۔

❹ قرآن مجید کا سیکھنا صرف ناظرہ پڑھ لینے پر موقوف نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کی تجوید، تفسیر اور احکام کی معرفت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

❺ قرآن مجید کی تعلیم دینا ایک بہترین صدقہ جاریہ ہے کہ انسان کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے شاگردوں کے پڑھنے کی وجہ سے اسے ثواب پہنچتا رہتا ہے۔

٩٩٤۔ وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: ((الذي يقرأ القرآن وهو ماهر به مع السفرة الكرام البررة، والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق له أجران)). متفق عليه.

۹۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر بھی ہے تو وہ روز قیامت مکرم اور نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اور وہ اٹکتا ہے اور اسے پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لیے دگنا اجر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ٦٩٦ ۔ فتح)، ومسلم (٨٩٨).

غريب الحديث☆ (ماهربه) وہ تجوید کے اصولوں کے مطابق قرآن مجید پڑھتا ہے۔ (السفرة) ''فرشتے''۔ (البررة) ''نیکوکار، مطیع''۔ (يتتعتع) ''اٹکتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت ذوق شوق اور تجوید و قراءت کے اصولوں کے مطابق کرتا ہے' اس کی فضیلت بیان کی گئی کہ وہ قیامت والے دن معزز، نیکوکار اور اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ ''سفرة'' ان فرشتوں کو کہتے ہیں جو وحی پہنچاتے ہیں۔

❷ جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے لیکن وہ اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے پڑھنے میں تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے تو اللہ ایسے شخص کے جذبے کی قدر فرماتا ہے اور اسے دگنے اجر سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہری شکل و صورت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو اخلاص دیکھتا اور اس کی قدر کرتا ہے۔

٩٩٥۔ وعن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة: ريحها طيب وطعمها

۹۹۵۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے ترنج (لیموں مالٹے) کی سی ہے' اس کی خوشبو بھی اچھی اور اس کا ذائقہ بھی اچھا اور

طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيحُهَا طَيِّبٌ وَ طَعْمُهَا مُرٌّ، وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)). متفقٌ عليه.

اس مومن کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا' کھجور کی سی ہے' اس کی خوشبو تو نہیں لیکن ذائقہ شیریں ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے ریحانہ (خوشبو دار پودے) کی سی ہے' اس کی خوشبو اچھی ہے اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید نہیں پڑھتا اندرائن (تمے) کی سی ہے جس کی خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٦٥ - ٦٦ - فتح)، ومسلم (٧٩٧).

غريب الحديث☆ (الأترجة) ''ترنج، لیموں، مالٹا''۔

فقه الحديث☆ ❶ صفت ایمان کو ذائقے اور صفت تلاوت کو خوشبو سے تعبیر کیا ہے۔ مومن جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے' وہ خوش ذائقے اور خوش رنگ پھل کی طرح ہے جو عنداللہ بھی مقبول اور لوگوں میں بھی معزز و مکرم ہے۔ ایمان کو ذائقے سے تشبیہ دی ہے، اس لیے کہ ایمان ایک باطنی کیفیت کا نام ہے اور ذائقہ کسی چیز کے اندر ہوتا ہے اور بظاہر غیر محسوس ہوتا ہے اور تلاوت کو خوشبو سے تشبیہ دی اور یہ عمل ہے اور اس کی ایک تاثیر ہے جو ہر ایک کو محسوس ہوتی ہے۔

❷ مومن، عامل کے لیے ترنج کی مثال بیان فرمائی، اس لیے کہ اس پھل میں دونوں خصوصیات ہیں، اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہے۔

❸ حامل قرآن حافظ اور عامل بالقرآن کی فضیلت بیان کی گئی۔

❹ بات سمجھانے کے لیے مثال پیش کرنا جائز ہے۔

❺ تلاوت کا یہ تقاضا ہے کہ عمل بھی کیا جائے۔

❻ منافق قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں تو وہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ عمل نہیں کرتے، ان کا باطن تاریک اور گندا ہے، وہ اسے ایمان و عمل کی نیت سے نہیں پڑھتے۔ گویا ان میں بظاہر تو خوشبو ہے لیکن ذائقہ (باطن) کڑوا ہے اور جو منافق قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اس کا ظاہر و باطن ایسے ہی گندا ہے جیسے تمہ ہو، جس میں خوشبو نہیں اور ذائقہ بھی کڑوا ہے۔

٩٩٦- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ)). رواه مسلم.

۹۹۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رفعتیں عطا فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو پستیوں میں دھکیل دے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨١٧).

فقه الحديث☆ ❶ علم اپنے ساتھی کو دنیا و آخرت میں رفعت و بلندی پر سرفراز کرے گا جبکہ ملک و مال سے ایسی منزل نصیب نہیں ہوتی۔

❷ اللہ تعالیٰ قرآن مجید پر عمل کرنے والوں اور اسے اپنا دستور العمل بنانے والوں کو دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی سے سرفراز فرماتا ہے اور جو لوگ اس کتاب مقدس کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، اس سے روگردانی کرتے ہیں تو پھر ذلت و پستی اور ناکامی و نامرادی اور غلامی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ اس صداقت اور حقانیت کو پرکھنے کے لیے سلف صالحین کے دور اور دور حاضر کے مسلمانوں کا موازنہ کیا جا سکتا

ہے کہ وہ قرآن مجید کے حامل اور عالم تھے جس وجہ سے وہ ہر میدان میں سرخرو اور سرفراز رہے۔ لیکن جب مسلمانوں نے اس قرآن مجید کی تعلیمات کو اپنی زندگی سے خارج کر دیا اور بندوں کے بنائے ہوئے قوانین کو اپنایا تو پھر ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے کہ ہم دوبارہ قرآن مجید سے اپنا تعلق قائم کریں اور اس ذلت و رسوائی اور غلامی کی زندگی سے آزاد ہوں۔

۹۹۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)). متفقٌ عليه.

وَالْآنَاءُ: السَّاعَاتُ.

۹۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمیوں کے بارے میں رشک کرنا جائز ہے: ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عطا فرمایا اور وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اس پر عمل کرتا ہے) اور ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ اسے رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

(الأناء) ''ساعتیں، گھڑیاں''۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۷۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۹۹۸۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ، وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا. فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)). متفقٌ عليه.

((الشَّطَنُ)) بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ: الْحَبْلُ.

۹۹۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اس کے پاس ہی ایک گھوڑا دو (۲) رسیوں سے بندھا ہوا تھا، پس ایک بادل نے اسے ڈھانپ لیا اور اس کے قریب ہونے لگا، جس سے اس کا گھوڑا اچھلنے کودنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو پورا واقعہ بتایا آپ نے فرمایا: ''یہ سکینت تھی جو قرآن مجید کی وجہ سے نازل ہوئی''۔ (متفق علیہ)

(الشطن) شین اور طاء پر زبر ''رسی''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۷ ۔ فتح)، ومسلم (۷۹۵).

غریب الحدیث ☆ **(تغشته سحابة)** ''بادل نے اسے ڈھانپ لیا''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ سورۂ کہف کی فضیلت۔

❷ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، تاکہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو۔ مگر یہ نشانی اور کرامت بندے کی اپنی قدرت اور صلاحیت سے ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اس کا ظہور فرما دیتا ہے۔

❸ بندہ جس قدر قرآن مجید کی تلاوت کرے گا اسی قدر اس پر سکینت نازل ہوگی اور اس کے خشوع و خضوع میں بھی اضافہ ہوگا۔

۹۹۹۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ: الٓمٓ

۹۹۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور وہ نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ (الم)

حَرْفٌ، وَلٰكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

ایک حرف ہے بلکہ "الف" ایک حرف ہے، "لام" ایک حرف ہے اور "میم" ایک حرف ہے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه الترمذي (٢٩١٠) بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا رحیم وشفیق ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے بندوں کے اجر میں اضافہ فرماتا ہے۔

❷ قرآن مجید پڑھنے اور نیکیوں میں اضافہ کرنے کی ترغیب نیز حرف کی وضاحت کی گئی ہے کہ حرف اور کلمہ میں فرق ہے، کلمہ کئی حروف سے مل کر بنتا ہے جبکہ مذکورہ اجر ہر حرف کے بدلے میں ملتا ہے۔

١٠٠٠ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۰۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک وہ شخص کہ جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہ ہو وہ ویران اور خالی گھر کی طرح ہے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (٢٩١٣)، والحاكم (١/ ٥٥٤).

یہ حدیث قابوس بن ابی ظبیان کی وجہ سے ضعیف ہے، یہ لین الحدیث ہے۔

غريب الحديث☆ (ليس في جوفه شيء من القرآن) "اس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں" یعنی اسے قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی یاد نہیں۔ ایسے شخص کا دل خیر وبرکت سے خالی اور اس گھر کی طرح ہے جو ویران ہے۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے قابل حجت اور قابل استدلال نہیں۔

١٠٠١ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا)). رواه أبو داود، والترمذي وقال: حسن صحيح.

۱۰۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "صاحب قرآن سے روز قیامت کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور بلندی درجات پر چڑھتا جا اور اسی طرح ترتیل کے ساتھ تلاوت کر جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ تلاوت کرتا تھا، یقیناً تیری منزل وہ ہوگی جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ہوگی"۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (١٤٦٤)، والترمذي (٢٩١٤)، وابن ماجه (٣٧٨٠)، وأحمد (٢/ ١٩٢)، إسناده حسن.

غريب الحديث☆ (صاحب القرآن) "قرآن کا حامل اور عالم"۔ (ارتق) "چڑھتا جا"۔

فقه الحديث☆ ❶ قرآن مجید حفظ کرنے، اس میں تدبر کرنے اور عمل کرنے کی فضیلت وترغیب۔

❷ جس شخص کو جس قدر قرآن یاد ہوگا اور دنیا میں ترتیل سے اس کی تلاوت کرتا ہوگا تو آخرت یعنی جنت میں وہ اسی تلاوت کے حساب سے بلندی درجات پر چڑھتا جائے گا۔

١٨١ـ بَابُ الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيرِ مِنْ تَعْرِيضِهِ لِلنِّسْيَانِ

۱۸۱۔ باب: قرآن مجید کی حفاظت کرنے کا حکم اور اسے بھلا دینے کے انجام سے ڈرانا

١٠٠٢ ـ عَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْاِبِلِ فِي عُقُلِهَا)). متفقٌ عليه.

۱۰۰۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس قرآن مجید کی حفاظت کرو پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قرآن (سینوں سے) نکل جانے میں اونٹ سے بھی زیادہ تیز ہے جو اپنی رسی کے ساتھ بندھا ہوا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۷۹ ـ فتح)، ومسلم (۷۹۱).

غريب الحديث☆ (تعاهدو هذا القرآن) ''قرآن مجید کی حفاظت کرو'' یعنی اس کی تلاوت کرو اور اسے یاد رکھو۔ (التفلت) ''نکل جانا، چھوٹ جانا''۔ (عقلها) یہ ''عقال'' کی جمع ہے' وہ رسی جس سے اونٹ کی ٹانگ باندھی جاتی ہے۔

فقه الحديث☆ قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرنے اور اس کا دور اور مذاکرہ کرنے کی ترغیب۔

١٠٠٣ ـ وعن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا، اَمْسَكَهَا، وَاِنْ اَطْلَقَهَا، ذَهَبَتْ)). متفقٌ عليه.

۱۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحب (حافظ) قرآن کی مثال رسی سے بدھے ہوئے اونٹ کی سی ہے' اگر وہ اس اونٹ کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے تو اسے روک کر رکھتا ہے اور اگر اسے کھول دے تو وہ بھاگ جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۷۹ ـ فتح)، ومسلم (۷۸۹).

غريب الحديث☆ ـ (المعقلة) ''رسی سے بندھا ہوا''۔

فقه الحديث☆ اگر قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے اور اسے یاد نہ رکھا جائے تو یہ سینوں سے نکل جانے میں اس اونٹ سے بھی تیز ہے جو اپنی رسی سے بندھا ہوا۔ ہو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس پابندی سے آزاد ہو جائے اور رسی تڑا کر بھاگ جائے۔ یہ تشبیہ اس لیے دی ہے کہ اگر قرآن مجید کی تلاوت چھوڑ دی جائے تو یہ بہت جلد بھول جاتا ہے اور جو شخص اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے' اس کا دور اور مذاکرہ کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کی حفاظت کی توفیق سے نوازتا ہے۔

۱۸۲۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْاِسْتِمَاعِ لَهَا

۱۸۲۔ باب: قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا' جس شخص کی آواز اچھی ہو اس سے قرآن پڑھنے کی درخواست کرنا اور اسے غور سے سننا مستحب ہے

١٠٠٤ ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهِ)). متفقٌ عليه.

معنى ((اَذِنَ اللّٰهُ)): اَيِ اسْتَمَعَ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى

۱۰۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کے لیے توجہ سے کان نہیں لگاتا جس طرح وہ اس نبی ﷺ کے لیے کان لگاتا ہے جو خوش آواز ہے اور غنا کے ساتھ اونچی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

الرِّضٰی وَالْقَبُوْلِ.

(أذن الله) کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کان لگاتا ہے سنتا ہے' اور یہ اشارہ ہے کہ اس طرح قرآن پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کے عمل کو قبول فرماتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ٦٨ ـ فتح)، ومسلم (۷۹۲) (۲۳۳).

غريب الحديث☆ (يتغنى) ''اچھی آواز کے ساتھ قراءت کرتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

❷ اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھنے سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے' آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑتے ہیں' اسے سننے کے لیے دل مائل ہوتا ہے اور یہ انسانی فطرت اور جبلت ہے کہ انسان اچھی آواز کو سننا پسند کرتا ہے۔

❸ غنا کے ساتھ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ اچھی آواز کے ساتھ اور اصول تجوید و قراءت اور حروف کو ان کے مخارج سے ادا کر کے پڑھا جائے جبکہ گانے کی طرح تکلف اور تصنع سے پڑھنا جائز نہیں۔

١٠٠٥ ـ وَعَنْ أَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((لَوْ رَاَيْتَنِي وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ!)).

۱۰۰۵۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''(اے ابوموسیٰ)! تمہیں آل داؤد علیہ السلام کے ''مزامیر'' میں سے ایک مزمار (اچھی آواز) دی گئی ہے''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اگر تمہیں معلوم ہو جاتا کہ گزشتہ رات میں تمہاری قراءت سن رہا تھا (تو یقیناً تمہارے لیے یہ خوشی کی بات ہوتی)''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۹۲ ـ فتح)، ومسلم (۷۹۳) (۲۳٦).

غريب الحديث☆ (مزمارا) ''سر، اچھی آواز' خوش الحانی'' اچھی آواز کو سُر اور بانسری سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (آل داود) اس سے حضرت داؤد علیہ السلام مراد ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھنا مستحب ہے' اس سے حلاوت قرآن میں اضافہ ہوتا ہے اور سامعین کے دلوں پر اثر ہوتا ہے۔

❷ قرآن مجید کو خاموشی کے ساتھ سننا مستحب ہے۔

❸ آل داؤد سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہیں کیونکہ خوش الحانی کی نعمت سے حضرت داؤد علیہ السلام کو نوازا گیا تھا اور یہ ان کا امتیاز ہے' یہ کہیں منقول نہیں کہ سب آل داؤد بھی خوش آواز تھے۔

١٠٠٦ ـ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ، فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. متفقٌ عليه.

۱۰۰۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز عشاء میں سورۃ التین پڑھتے ہوئے سنا' میں نے آپ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲٥١ ـ فتح)، ومسلم (٤٦٤) (۱۷۷).

فقه الحديث☆ ❶ نماز عشاء میں سورۃ التین اور اس طرح کی دوسری قصار (مختصر چھوٹی) سورتیں پڑھنا سنت ہے۔

❷ قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

❸ رسول اللہ ﷺ کو دیگر تمام خوبیوں کے ساتھ حسن صوت کی خوبی سے بھی نوازا گیا تھا۔

١٠٠٧ ـ وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا)). رواه أبو داود بإسنادٍ جيد.

وَمَعْنَى ((يَتَغَنَّى)): يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ.

۱۰۰۷۔ حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غنا کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں“۔ (ابوداود۔ سند جید ہے)

(یتغنی) کا معنی ہے اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٤٧١) بإسناد صحيح۔

فقه الحديث☆ ❶ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا مستحب ہے' آپ نے فرمایا: ”جو شخص غنا کے ساتھ (یعنی اچھی آواز کے ساتھ) قرآن نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ اور آپ کے منہج پر نہیں۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا: ”لیس منا“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اچھی طرح قرآن نہ پڑھنے کی وجہ سے ہم جیسا نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں۔

١٠٠٨ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟! قَالَ: ((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى جِئْتُ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)) فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. متفقٌ عليه.

۱۰۰۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ”مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ“۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ وہ تو آپ پر اتارا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں؟“ پس میں نے آپ کے سامنے سورۂ نساء کی تلاوت کی حتیٰ کہ میں اس آیت تک پہنچ گیا“ پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے؟“ (النساء:۴۱) تو آپ نے فرمایا: ”اب تم بس کرو“ میں نے جو آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۴۶) ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٣ـ بَابُ فِي الْحَثِّ عَلٰى سُوَرٍ وَآيَاتٍ مَخْصُوصَةٍ

۱۸۳۔ باب: مخصوص سورتیں اور مخصوص آیتیں پڑھنے کی ترغیب

١٠٠٩ ـ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟)) فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ

۱۰۰۹۔ حضرت ابوسعید رافع بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا میں تمہارے مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے تمہیں قرآن مجید کی عظیم ترین سورت نہ سکھاؤں؟“ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا: یا رسول

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَنَّكَ قُلْتَ: لَأُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيمُ الَّذِي اُوْتِيْتُهُ)). رواه البخاري.

اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں قرآن مجید کی عظیم ترین سورت سکھاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: "الحمد لله رب العالمين" یہی "سبع مثانی" (سات آیتیں ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں) اور یہی قرآن مجید ہے جو مجھے دیا گیا ہے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۱۵۷ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ حجر (۸۷) میں ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ "ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو نماز میں دہرا کر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا"۔ آپ نے اس حدیث میں اس آیت کی تفسیر بیان کی اور بتایا کہ سبع مثانی سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ اس سے مراد ہے کہ یہ سورت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اور ہر نمازی پڑھتا ہے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی"۔

❷ آپ نے اس سورۂ فاتحہ کو قرآن مجید کی عظیم ترین سورت اس لیے قرار دیا کہ اس میں جو مضامین ہیں ان کی تفصیل باقی قرآن مجید میں ہے۔ یہ قرآن مجید کا دیباچہ ہے' اسی لیے اس سورت کو "ام القرآن" قرآن مجید کی اصل' بنیاد اور جز قرار دیا ہے۔ جو شخص سورۂ فاتحہ کے ترجمہ اور معانی کو سمجھ لے اسے اپنے رب کی معرفت اور روز قیامت کا یقین ہو جاتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت اور اسی سے مدد طلب کرتا ہے اور اسے صراط مستقیم کا علم ہو جاتا ہے۔

۱۰۱۰۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهِ: ((اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ)) فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: اَيُّنَا يُطِيقُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ)). رواه البخاري.

۱۰۱۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "قل هو الله أحد" کے بارے میں فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ تہائی قرآن کے برابر ہے"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی ایک اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھے؟" تو یہ بات ان پر گراں گزری' انہوں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "قل هو الله أحد الله الصمد" تہائی قرآن ہے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۵۹ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ اخلاص کی فضیلت کہ وہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

❷ سورۂ اخلاص معانی کے اعتبار سے تہائی قرآن کے برابر ہے' اس لیے کہ قرآن مجید میں احکام، اخبار اور توحید کا بیان ہے اور یہ سورت توحید پر مشتمل ہے۔

❸ عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو مسائل بتاتا رہے۔

۱۰۱۱۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ: ((قُلْ

۱۰۱۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے

هو الله احد الله الصمد)) يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). رواه البخاري.

کسی دوسرے آدمی کو "قل هو الله احد" پڑھتے ہوئے سنا۔ وہ اسے بار بار دہرا رہا تھا' جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے اس شخص کا ذکر کیا' وہ آدمی اس عمل کو معمولی سمجھتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت تو تہائی قرآن کے برابر ہے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۹/ ۵۸-۵۹ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (يتقالها) اس نے عمل کے لحاظ سے اسے قلیل سمجھا' اس کی تنقیص نہیں کی۔

فقه الحديث☆ ❶ ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنا جائز ہے۔

❷ عرف کی نسبت شریعت کا اعتبار کیا جائے گا' اس آدمی نے عرف کے لحاظ سے اس سورت کی تلاوت کو کم سمجھا کہ یہ تو چھوٹی سی سورت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی شرعی حیثیت بتاتے ہوئے فرمایا: "یہ تہائی قرآن کے برابر ہے"۔

❸ جب انسان کو کسی مسئلے کی حقیقت واضح نہ ہو تو اہل علم سے اس کے بارے میں پوچھنا چاہیے۔

❹ سورۂ اخلاص کی فضیلت کا اثبات کہ وہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

١٠١٢ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ: ((إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). رواه مسلم.

۱۰۱۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "قل هو الله أحد" کے بارے میں فرمایا: "یہ تو تہائی قرآن کے برابر ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۱۲).

فقه الحديث☆ سورۂ اخلاص کی فضیلت کا اثبات کہ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

١٠١٣ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، قَالَ: ((إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن. ورواه البخاري في صحيحه تعليقًا.

۱۰۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میں سورت "قل هو الله احد" سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "بے شک اس کی محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے' بخاری تعلیقاً روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه البخاری (۲/ ۲۵۵ ـ فتح) تعليقًا، ووصله الترمذی (۲۹۰۱).

فقه الحديث☆ ❶ ہر رکعت میں ایک ہی سورت کی قراءت کرنا جائز ہے۔

❷ ایک رکعت میں دو سورتیں ملا کر پڑھنا جائز ہے۔ یہ صحابی سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھتے اور پھر کوئی اور سورت ساتھ ملاتے تھے۔

❸ سورۂ اخلاص کی محبت کی فضیلت کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو جنت میں لے جائے گی۔

❹ امام بخاری کے تعلیقاً بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سند کا پہلا حصہ حذف کر دیتے ہیں۔

١٠١٤ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۰۱۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ)). رواه مسلم.

نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس رات کچھ ایسی آیات نازل کی گئی ہیں جن کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی؟ وہ (آیات) ''قل أعوذ برب الفلق'' اور ''قل أعوذ برب الناس'' ہیں۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨١٤).

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت کہ یہ اس خیر میں سے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی۔

❷ ''الم تر'' کیا تو نے نہیں دیکھا، کیا تجھے معلوم نہیں؟ کلمہ تعجب ہے۔

❸ ''ان کی مثل نہیں دیکھی گئی'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے جتنی سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں کوئی سورت ایسی نہیں جو پوری کی پوری پناہ طلب کرنے پر مشتمل ہو۔ ان سورتوں کو ''معوذ تین'' (پناہ دینے والی) کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔

١٠١٥ - وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ، وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ، حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا، أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.

رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۱۰۱۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے الفاظ میں) جنوں اور لوگوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے حتیٰ کہ معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل ہوگئیں۔ پھر جب یہ دونوں نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں اختیار کر لیا اور ان کے علاوہ جو کچھ تھا اسے ترک کر دیا۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٢٠٥٨)، وابن ماجه (٣٥١١)، والنسائي (٨/ ٢٧١). اسناده صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ ہر مشروع دعا جس میں گناہ یا شرک نہ ہو اس کے ذریعے جنوں اور نظر بد سے پناہ مانگنا جائز ہے۔

❷ ''معوذتان'' دو ایسی سورتیں ہیں کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو دیگر چیزوں کے پڑھنے سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔

❸ ان دو سورتوں کے ذریعے سے پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے' کیونکہ انہیں پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جن وانس کی شرارتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

❹ انسانوں کی طرح جنات میں بھی اچھے اور برے دونوں قسم کے لوگ ہیں۔ شرارتی جن بعض دفعہ انسانوں کو تنگ کرتے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔

❺ نظر بد کا لگ جانا بھی حق ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو بغض وحسد کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کے برے اثرات اس شخص پر مرتب ہوتے ہیں اور وہ شخص کسی نقصان سے دوچار ہو جاتا ہے۔

❻ قرآن مجید کے ذریعے سنت منسوخ ہو سکتی ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ معوذتین کے نازل ہونے سے پہلے کچھ الفاظ کے ذریعے جنوں اور نظر بد دونوں سے پناہ مانگا کرتے تھے' لیکن جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ نے وہ الفاظ ترک کر دیے اور ان کے ذریعے پناہ طلب کرنا شروع کر دیا۔ پس اب مسنون طریقہ یہی ہے کہ جنات اور نظر بد سے بچنے کے لیے ان دو سورتوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے۔

١٠١٦ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْقُرْآنِ سُوْرَةٌ ثَلَاثُوْنَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: تَبَارَكَ الَّذِي

۱۰۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید میں تیس آیات والی ایک سورت نے ایک آدمی کے بارے میں سفارش کی حتیٰ کہ اسے بخش دیا گیا اور وہ سورت

بِيَدِهِ الْمُلْكُ)).

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ: ((تَشْفَعُ)).

"تبارک الذی بیده الملک" (یعنی سورۂ ملک) ہے"۔

(ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

ابوداؤد کی ایک روایت میں (تشفع) "سفارش کرے گی" کے الفاظ ہیں۔

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره ـ أخرجه أبو داود (١٤٠٠)، والترمذي (٢٨٩١)، وابن ماجه (٣٧٨٦)، وأحمد (٢/ ٢٩٩ و ٣٢١)، والحاكم (١/ ٥٦٥ و ٢/ ٤٩٧).

اس کی سند حسن ہے اس کے لیے سیدنا ابن عباس اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم کی احادیث شاہد ہیں' لہٰذا بالجملہ یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ ملک کی فضیلت کا بیان۔

❷ عذاب قبر کا بیان۔

❸ قرآن مجید اپنے پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کے بارے میں سفارش کرے گا۔

❹ سورتوں کی آیات کی تعداد توقیفی ہے۔

١٠١٧ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)). متفقٌ عليه.

قِيلَ: كَفَتَاهُ الْمَكْرُوهَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَقِيلَ: كَفَتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ.

۱۰۱۷۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے رات کے وقت سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کیں تو وہ اس کے لیے کافی ہو جائیں گی"۔ (متفق علیہ)

بعض نے کہا یہ دو آیتیں اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کے شر سے اسے کافی ہو جائیں گی اور بعض نے کہا کہ یہ دو آیتیں اسے قیام اللیل سے کافی ہو جائیں گی۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٥٥ ـ فتح)، ومسلم (٨٠٨).

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت کہ یہ اپنے پڑھنے والے کو ہر قسم کی برائی، شر اور شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔

❷ یہ دو آیتیں "آمن الرسول بما أنزل إليه" سے آخر سورت تک ہیں۔

١٠١٨ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ)). رواه مسلم.

۱۰۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ' بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٨٠).

غريب الحديث☆ (ينفر) "بھاگ جاتا ہے" یعنی اس گھر میں اس کا شیطانی اثر نہیں ہوتا۔

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ بقرہ کی فضیلت کہ جس گھر میں اس کی تلاوت ہوتی ہو وہ گھر شیطانی اثر سے محفوظ رہتا ہے۔

❷ جن گھروں میں نفل نماز اور تلاوت کا اہتمام نہیں ہوتا وہ گھر ایسے ہیں جیسے قبرستان اور ان کے مکین ایسے جیسے مردے یعنی جس طرح

مردے کوئی عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اسی طرح یہ بھی ان شرعی اعمال کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے ان مردوں جیسے بن گئے ہیں۔

❸ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

❹ مردوں کو گھروں میں دفن نہیں کرنا چاہیے۔

۱۰۱۹۔ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ. فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ!)). رواه مسلم.

۱۰۱۹۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابومنذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ قرآن مجید کی کون سی سب سے بڑی آیت تمہارے پاس ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''اللہ لا إله إلا هو الحی القیوم'' آپ نے پیار سے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۱۰).

فقه الحديث☆ ❶ کنیت رکھنا اور کسی کو اس کی کنیت سے پکارنا مستحب ہے۔

❷ حضرت ابی بن کعب (ابومنذر) کی فضیلت۔

❸ اہل علم کی عزت کرنا اور انہیں ان کا مقام عطا کرنا۔

❹ عالم کو اپنے ساتھیوں کی بھی عزت کرنی چاہیے۔

❺ عالم کوئی بات سمجھانے یا تاکید پیدا کرنے کے لیے کسی دوسرے شخص سے سوال کر سکتا ہے۔

❻ اگر کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو کسی شخص کی اس کے سامنے مدح و تعریف کرنا جائز ہے۔

❼ آیت الکرسی کی فضیلت کہ وہ قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ہے۔

❽ ''تمہیں علم مبارک ہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تیرے لیے نافع اور عزت و سرفرازی کا باعث ہو۔ علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے' باقی سب فنون ہیں۔

❾ فضائل کی معرفت بھی ایک علم ہے' اس لیے یہ علم بھی صحیح مصادر سے حاصل کرنا چاہیے۔ ضعیف احادیث سے کوئی مسئلہ ثابت ہوتا ہے نہ کوئی فضیلت۔ اس لیے ضعیف احادیث سے مسائل و فضائل بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صحیح حدیث سے ثابت نہ ہو' جب صحیح احادیث کا ذخیرہ موجود ہے تو پھر ضعیف احادیث سے مسائل ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (واللہ اعلم!)

۱۰۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَبِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟)) قُلْتُ:

۱۰۲۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ رمضان (فطرانے) کی حفاظت پر مجھے مامور فرمایا۔ پس ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کھانے کے (غلے میں سے) لپ بھرنے لگا' تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا میں محتاج اور عیال دار ہوں اور مجھے سخت ضرورت ہے' پس میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. فَقَالَ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ**)) فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟**)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَقَالَ: ((**إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ**)) فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ. فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ! فَقَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ. فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟**)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. قَالَ: ((**مَا هِيَ؟**)) قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ: ﴿**اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ**﴾ وَقَالَ لِي: لَا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلَنْ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!**)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((**ذَاكَ شَيْطَانٌ**)). رواه البخاري.

کیا؟" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی، پس مجھے اس پر رحم آ گیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: "اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا"۔ پس مجھے یقین ہو گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ ضرور آئے گا، میں اس کی تاک میں تھا کہ وہ آیا اور کھانے کے (غلے میں سے) لپ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، اس لیے کہ میں محتاج ہوں اور عیال دار بھی ہوں، میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ پس مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پس میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "ابو ہریرہ! گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے حاجت مندی اور عیالداری کی شکایت کی، پس مجھے اس پر رحم آ گیا تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: "اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا"۔ پس میں تیسری رات بھی اس کی گھات میں بیٹھ گیا، وہ آیا اور کھانے کے (غلے میں سے) لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا اور یہ تیسری مرتبہ ہے، تو ہر بار یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا لیکن پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبح تک تمہارے لیے ایک محافظ مقرر رہے گا اور شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آئے گا۔ پس میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے یہ ضمانت دی کہ وہ مجھے چند کلمات سکھائے گا، جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا، پس میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ کلمات کیا ہیں؟" میں نے عرض کیا اس نے مجھے بتایا کہ جب تم اپنے

بستر پر لیٹنے لگو تو شروع سے آخر تک آیت الکرسی پڑھ لیا کرو "اللہ لا إله إلا هو الحی القیوم" اور اس نے مجھے مزید بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر ایک محافظ مقرر رہے گا اور تمہارے قریب شیطان نہیں آئے گا حتیٰ کہ صبح ہو جائے گی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: "اس نے تمہارے ساتھ تو سچ بولا ہے اور وہ خود بڑا جھوٹا ہے۔ ابو ہریرہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم تین راتیں کس سے مخاطب رہے ہو؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: نہیں (مجھے معلوم نہیں)۔ آپ نے فرمایا: "وہ شیطان تھا"۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤ / ٤٨٧ ـ فتح)، تعليقاً.

اسے امام بخاری نے معلق بیان کیا ہے جبکہ اسماعیلی نے اسے موصول بیان کیا ہے جیسا کہ "هدی الساری (۴۲)" اور "فتح الباری (۴/ ۴۸۸)" میں ہے۔ اور ابن حجر نے بھی "تغلیق التعلیق (۳/ ۲۰۶)" میں اسے موصول بیان کیا۔

غریب الحدیث☆ (صدقك) "اس نے تمہارے ساتھ سچ بولا"۔ (یحثو) "لپ بھرنے لگا، لینے لگا"۔ (لأرفعنك) "میں تمہیں ضرور پیش کروں گا"۔

فقہ الحدیث☆ ❶ شیطان کو معلوم ہے کہ مومن کے لیے کون سی چیز مفید ہے۔

❷ فاجر شخص بعض اوقات مفید معلومات رکھتا ہے لیکن ان سے استفادہ نہیں کرتا جبکہ دوسرے لوگ انہی معلومات سے استفادہ کر لیتے ہیں یعنی انسان بعض اوقات کسی چیز کے بارے میں جانتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔

❸ کافر بھی بعض اوقات کسی ایسی چیز کی تصدیق کرتا ہے جس کی تصدیق مومن بھی کرتا ہے لیکن اس طرح وہ مومنوں کی صف میں شامل نہیں ہوتا۔

❹ بعض اوقات بہت جھوٹا شخص بھی سچ بول سکتا ہے۔

❺ شیطان کا کام ہی جھوٹ بولنا ہے۔

❻ شیطان بعض اوقات بعض اشخاص وغیرہ کے روپ میں آ سکتا ہے اور اسے دیکھنا بھی ممکن ہے۔

❼ جس شخص کو کسی چیز کی حفاظت پر مامور کیا جائے اسے وکیل کہتے ہیں۔

❽ جن بھی انسانی کھانا کھا سکتے ہیں اور وہ انسانوں کی طرح بول سکتے ہیں۔

❾ جن چوری بھی کر لیتے ہیں اور دھوکا بھی دیتے ہیں۔

❿ آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی فضیلت۔

⓫ جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے جن وہاں سے کچھ کھانا لے جاتے ہیں۔

⓬ مال مسروقہ جب نصاب حد تک نہ پہنچے تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' اسی لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس چور کو چھوڑتے رہے۔

⓭ فطرانہ عید رات سے پہلے جمع کرنا بھی جائز ہے۔

⓮ مومن لوگوں پر رحم کرتا ہے' عیال داروں پر شفقت کرتا ہے اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔

⓯ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے' وہ اسے جہاں سے ملے پا لیتا ہے۔

١٠٢١۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ)) رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ.

۱۰۲۱۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات یاد کرلیں' وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''(جو) سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں (یاد کرلے گا)''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٠٩).

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ کہف کی فضیلت کا بیان کہ اس کی پہلی دس آیات فتنہ دجال سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہیں۔

❷ دجال اور اس سے بچنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

❸ قرآن مجید کو یاد کرنا اور اس پر غور و فکر کرنا اور عمل کرنا کئی مہلک برائیوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

❹ دجال کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا' اللہ تعالیٰ اسے بعض خارق عادت امور پر قدرت دے گا جنھیں دیکھ کر بہت سے کمزور ایمان والے لوگ متزلزل ہو جائیں گے۔ اس لیے یہ فتنہ نہایت سخت اور صبر آزما ہوگا۔ اس لیے ہر پیغمبر علیہ السلام نے اپنی امت کو اس فتنے سے ڈرایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی امت کو اس فتنے سے بچنے اور پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی' بلکہ نماز کے آخری تشہد میں چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی ایک دعا سکھائی اور ان میں فتنہ دجال بھی شامل ہے۔

❺ پہلی روایت (ابتدائی دس آیات والی روایت) محفوظ ہے' مسلم ہی میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے جبکہ آخری دس آیات والی روایت شاذ ہے۔ (اللہ اعلم!)

١٠٢٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ، وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ وَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ أُوْتِيْتَهُمَا، لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((النَّقِيْضُ)) الصَّوْتُ.

۱۰۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ انھوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو انھوں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا اور فرمایا: یہ آسمان میں ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پس اس میں سے ایک فرشتہ اترا تو فرمایا: یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے' یہ صرف آج ہی اترا ہے' پس اس نے سلام کیا اور کہا: آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیے گئے ہیں' وہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے: فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات' آپ ان میں سے جس حرف کی بھی تلاوت کریں گے تو آپ کو (اس کی مناسبت سے) وہ چیز عطا کر دی جائے گی۔ (مسلم)

(النقیض) ''آواز''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٠٦).

فقه الحديث☆ ❶ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت۔
❷ کتاب اللہ نور ہے اور یہ سیدھی اور قیم راہ کی راہنمائی کرتا ہے۔
❸ مومن کتاب اللہ کی تلاوت اس پر عمل کرنے کے لیے کرتا ہے اور اس پر راستی سے قائم رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتا ہے۔
❹ آسمان کے دروازے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھلتے ہیں' وہاں سے اللہ تعالیٰ کے احکام اترتے ہیں اور ہر امر کے لیے مخصوص دروازہ ہے۔
❺ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت علو (بلندی) کا اثبات۔
❻ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت کلام کا اثبات۔

۱۸۴۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ

۱۸۴۔ باب: قرآن مجید پڑھنے کے لیے جمع ہونا مستحب ہے

۱۰۲۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَ يَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ)). رواه مسلم.

۱۰۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو اس کا درس دیتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے' فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩٦).

غريب الحديث☆ (حفتهم) ''انہیں گھیر لیتے ہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ طلب علم کی ترغیب' اس کے لیے اکٹھے ہونا اور اس کا مذاکرہ کرنا۔
❷ تمام علوم سے بہتر علم کتاب اللہ کا علم ہے' اس کا مذاکرہ کرنا چاہیے۔
❸ آپس میں درس و تدریس کا دور کرنا اور مذاکرہ کرنا حفظ کرنے کا ذریعہ ہیں۔
❹ علمی مجالس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص اہمیت ہے' اسی لیے ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے' فرشتے گھیر لیتے ہیں اور سب سے زیادہ فضیلت والی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔
❺ حدیث میں الفاظ ''يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو درس دیتے ہیں۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قرآن مجید سناتے ہیں۔ یہ دونوں مفہوم صحیح ہیں لیکن اگر کوئی شخص اپنے فہم سے یہ ثابت کرنا چاہے کہ اس سے مراد مروّجہ ''قرآن خوانی'' ہے تو یہ فہم حدیث کے خلاف ہے۔

۱۸۵۔ بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

۱۸۵۔ باب: وضو کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور

تعالیٰ: ﴿ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ [المائدة : ٦].

اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو...... اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے تا کہ تم شکر کرو''۔

شرح الآية ☆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو وضو کیا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرما دیا کہ جس شخص کا وضو نہ ہو تو اس کے لیے نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنا واجب ہے اور جس شخص کا پہلے سے وضو ہو تو اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ پھر آپ نے مزید وضاحت فرمائی کہ بے وضو کو نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے اور جنبی شخص کو غسل کرنا چاہیے اور پھر اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تیمم کی کیفیت بھی واضح فرما دی کہ ہاتھوں اور چہرے کے لیے ایک ہی مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا کافی ہے۔

١٠٢٤ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ)). متفق عليه.

۱۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک میری امت کو قیامت والے دن اس حال میں پکارا جائے گا کہ ان کے اعضائے وضو آثار وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ پس جو شخص اپنی اس چمک کو بڑھانے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١/ ٢٣٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٤٦) (٣٥).

حدیث میں جو الفاظ ہیں: **((فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل))** یہ الفاظ مدرج ہیں یعنی یہ الفاظ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری (۲۳۶/۱)'' اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''حادی الأرواح الی بلاد الأفراح (۳۱۶/۱)'' میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔

غريب الحديث ☆ (غرا) ''چمک اور سفیدی والے'' اس کی اصل ''الغرة'' ہے جس سے مراد وہ چمک اور سفیدی ہے جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے۔ (محجلين) ''تحجيل'' سے ہے یہ وہ سفیدی ہے جو گھوڑے کے تین پاؤں میں ہوتی ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی امت کی یہ شان ہے کہ اس کے لوگوں کے اعضائے وضو نشانات وضو کی وجہ سے روز قیامت چمکتے اور روشن ہوں گے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی امت کی آپ کے لیے یہ تعارفی علامت مقرر فرما دی اور چھوٹے بچے اپنے آباء کی پیروی کریں گے۔

❸ اعضائے وضو کو اس حد سے زیادہ دھویا جائے جو ضروری ہے جیسے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کی بجائے اوپر تک دھولیا جائے اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے کی بجائے نصف پنڈلی یا اوپر تک دھویا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

❹ وضو کو خوب اہتمام کے ساتھ مکمل کرنا چاہیے اس کی بہت فضیلت ہے۔

❺ حدیث میں جس امت کا ذکر ہے وہ امت اجابت ہے امت دعوت نہیں۔

١٠٢٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ)). رواه مسلم.

۱۰۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٥٠).

فقه الحديث ☆ مومن دنیا میں وضو کرتے وقت جہاں تک اپنے اعضائے وضو دھوتا ہوگا جنت میں اسے وہاں تک زیور پہنایا جائے گا۔ پس

اعضائے وضو کو اس حد سے زیادہ دھونا جائز ہے جو ضروری ہے۔

١٠٢٦ـ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ)). رواه مسلم.

۱۰۲۶۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی اس کی خطائیں نکل جاتی ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٤٥).

فقه الحديث☆ ❶ وضو کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

❷ وضو کرنے سے خطائیں تب نکلتی ہیں جب وضو نبی ﷺ کی سنت کے مطابق بہترین انداز سے مکمل کیا جائے۔

❸ گناہ جسم میں موجود ہوتے ہیں' کیونکہ جسم گناہوں کے لیے گودام ہے۔

❹ وضو کے نشانات کا جسم پر اثر ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

❺ وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہ توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔

١٠٢٧ـ وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً)). رواه مسلم.

۱۰۲۷۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا پھر فرمایا: ''جس شخص نے اس طرح وضو کیا تو اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جبکہ اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا فضل (ثواب کے لحاظ سے زائد) ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٩).

غريب الحديث☆ (نافلة) ''زائد، زیادہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ وضو مکفرات الذنوب سے ہے۔

❷ جب وضو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوگا تو تب گناہوں کا کفارہ بنے گا۔

❸ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کا بیان کہ وہ اپنے مسلمان بندے کی نماز اور اس کے مسجد کی طرف چل کر آنے کو اس کے لیے مزید اجر و ثواب کا باعث بناتا ہے۔

١٠٢٨ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ ـ أَوِ الْمُؤْمِنُ ـ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ

۱۰۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان یا فرمایا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں نے پکڑے (کیے) تھے اور جب وہ

خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ)). رواه مسلم.

اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس کے پاؤں چل کر گئے تھے حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٤٢).

فقه الحديث☆ ❶ آدمی کے تمام اعضا سے گناہ سرزد ہوتے ہیں' اس لیے بندے کو چاہیے کہ اپنے اعضا کو ارتکاب گناہ سے محفوظ رکھے۔

❷ وضو کا پانی جب ان اعضائے وضو سے گزرتا اور بہتا ہے تو ان اعضا سے سرزد ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

❸ وضو کے ذریعے ظاہری نظافت کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت بھی ہو جاتی ہے۔

❹ جب بندہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو وہ صغیرہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

١٠٢٩۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا)) قَالُوْا: اَوَ لَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: ((اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ)) قَالُوْا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! فَقَالَ: ((اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ)). رواه مسلم.

۱۰۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے تو فرمایا: ''تم پر سلام ہو اے ایمان دار گھر والو! اور بے شک ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔'' صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں!؟ آپ نے فرمایا: ''تم میرے صحابی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے''۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! جو ابھی تک نہیں آئے آپ انہیں کیسے پہچانیں گے!؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ اگر کسی آدمی کا سفید پیشانی اور سفید ٹانگوں والا گھوڑا خالص سیاہ رنگ کے گھوڑوں کے درمیان ہو تو کیا وہ آدمی اپنے گھوڑے کو نہیں پہچان لے گا؟'' انھوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور پہچان لے گا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''پس وہ (میری امت کے بعد میں آنے والے لوگ) بھی روز قیامت اس حال میں آئیں گے کہ آثار وضو کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہوں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا میر سامان (پہلے پہنچا ہوا) ہوں گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٤٩).

غريب الحديث☆ (الدهم) ''سیاہ''۔ (البهم) ''کالا سیاہ جس میں کسی اور رنگ کی آمیزش نہ ہو''۔

فقه الحديث☆ ❶ انفرادی اور اجتماعی طور پر قبرستان کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

۳ مُردوں کو سلام کرنے کی کیفیت۔
۴ کسی چیز سے محبت اور اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لیے اس کی تمنا کا اظہار کرنا۔
۵ نیک، صالحین اور علما و فضلا کی ملاقات کرنے کی تمنا کرنا اور اس کے لیے کوشش کرنا۔
۶ مقام صحابیت مقام اخوت سے اعلیٰ ہے' اس لیے کہ صحابیت میں مقام اخوت شامل ہے۔
۷ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خصوصی کرم فرمایا کہ قیامت والے دن انہیں خصوصی امتیازی نشان سے ممتاز فرمایا کہ ان کے اعضائے وضو وضو کے نشانات کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے۔
۸ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو اعضائے وضو کی چمک کی وجہ سے پہچانیں گے۔
۹ رسول اللہؐ کے لیے حوض کوثر کا اثبات کہ وہ حق ہے' آپ کے وہ امتی وہاں سے سیراب ہوں گے جنھوں نے آپ کی اتباع کی ہوگی جبکہ بدعتی لوگ بھی اس حوض کوثر کی طرف بڑھیں گے لیکن ان کے درمیان رکاوٹ حائل کر دی جائے گی۔ آپ استفسار فرمائیں گے تو بتایا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد دین میں بدعتیں ایجاد کی تھیں۔ پھر آپ فرمائیں گے "سحقا سحقا" ایسے بدعتیوں کے لیے دوری ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک و بدعت سے محفوظ رکھے' اس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔

١٠٣٠۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ؛ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)). رواه مسلم.

۱۰۳۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ خطائیں اور گناہ معاف کر دیتا ہے اور درجات بلند فرما دیتا ہے؟" صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: "مشقت اور ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ چل کر جانا' ایک نماز کے بعد (دوسری) نماز کا انتظار کرنا' پس یہی "رباط" ہے' یہی "رباط" ہے۔" (مسلم)

غریب الحدیث ☆ "رباط" اس کا معنی ہے سرحد یا محاذ جنگ پر پہرا دینا اور رات دن کسی ایک جگہ بیٹھ کر نگرانی کرنا تاکہ دشمن کو اندر آنے اور حملہ آور ہونے کا موقع نہ ملے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٣١۔ وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ)). رواه مسلم.

وقد سبق بطوله في باب الصَّبْرِ.

وفي الباب حديثُ عمرو بن عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي آخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ، وَهُوَ حَدِيْثٌ عَظِيْمٌ؛ مُشْتَمِلٌ عَلٰى جُمَلٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ.

۱۰۳۱۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پاکیزگی نصف ایمان ہے"۔ (مسلم)

یہ روایت پوری تفصیل کے ساتھ "باب الصبر" میں گزر چکی ہے۔

اس موضوع پر حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے جو "باب الرجاء" کے آخر پر حدیث نمبر (۴۳۸) کے تحت گزر چکی ہے اور یہ حدیث بہت عظیم ہے اور نیکی کے بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۵) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٣٢ - وعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ۔ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ)). رواه مسلم.

وزاد الترمذي: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ)).

۱۰۳۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کرے پھر یہ دعا پڑھے'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے''۔ (مسلم)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں: ''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٣٤)، والترمذي (٥٥).

ترمذی میں جو اضافہ ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ''سلسلة الأحاديث التي لا أصل لها'' میں وضاحت کردی ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ اچھی طرح وضو کرنا مستحب ہے۔

❷ وضو کے بعد مذکورہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

❸ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔

تنبیہ: بعض لوگ وضو کے دوران ہر عضو دھوتے وقت کوئی نہ کوئی دعا پڑھتے ہیں، اس بارے میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں، بس وضو شروع کرنے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھنی چاہیے، اس کے علاوہ کوئی دعا ثابت نہیں اور پھر وضو مکمل ہو جانے کے بعد حدیث میں مذکورہ دعا پڑھنی چاہیے۔

١٨٦۔ بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ

۱۸۶۔ باب: اذان کی فضیلت

١٠٣٣ - عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)). متفق عليه.

((الِاسْتِهَامُ)): الاقْتِرَاعُ، ((وَالتَّهْجِيْرُ)): التَّبْكِيْرُ

۱۰۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کتنی فضیلت ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں تو وہ اس پر ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ (نماز کے لیے) اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر وہ جان لیں کہ نماز عشاء اور نماز فجر کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور ان میں شریک ہوں، اگرچہ انہیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے''۔ (متفق علیہ)

إِلَى الصَّلَاةِ.

(الاستهام) ''قرعہ اندازی کرنا''۔ (التهجير) ''نماز کے لیے اول وقت میں آنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۹٦ ـ فتح)، ومسلم (٤٣٧).

غريب الحديث☆ (النداء) ''اذان''۔ (الصف الأول) پہلی صف جو امام کے بالکل پیچھے ہوتی ہے۔ (العتمة) ''نماز عشاء''۔ (الحبو) ''ہاتھوں اور گھٹنوں یا سرین کے بل چلنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اذان دینے اور پہلی صف میں شامل ہونے کی فضیلت۔

❷ بہت سے لوگ عبادت کی حقیقت اور اس پر ملنے والے اجر وثواب سے ناواقف ہوتے ہیں۔

❸ امور فاضلہ پر قرعہ اندازی کرنا جائز ہے۔

❹ جب تک انسان میں عبادت کرنے کی استطاعت ہو تو اس سے عبادت ساقط نہیں ہوگی۔

❺ نماز کے لیے اول وقت میں آنے کی فضیلت۔

❻ نماز عشاء اور فجر کی اہمیت کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے سرین کے بل بھی آنا پڑے تو یہ ضرور آئیں۔

١٠٣٤ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رواه مسلم.

۱۰۳۴۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اذان دینے والے قیامت والے دن باقی تمام لوگوں سے لمبی گردن والے ہوں گے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۳۸۷).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس سے حصول اجر کی نیت سے اذان دیتا ہے اس کی بہت فضیلت ہے اور وہ قیامت والے دن عظیم اجر پائے گا۔

❷ اذان دینے والے قیامت والے دن دیگر تمام لوگوں سے لمبی گردن والے ہوں گے اور یہ فضیلت اور امتیاز صرف امت اسلامیہ کے مؤذنوں کو حاصل ہے۔

١٠٣٥ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: ((اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ ـ اَوْ بَادِيَتِكَ ـ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلَا اِنْسٌ، وَلَا شَيْءٌ، اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رواه البخاري.

۱۰۳۵۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: ''میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل سے محبت کرتے ہو پس جب تم اپنی بکریوں میں یا جنگل میں ہو اور تم نماز کے لیے اذان دو تو پھر اونچی اور بلند آواز سے اذان دو۔ اس لیے کہ جہاں تک مؤذن کی آواز کو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی ہے تو وہ قیامت والے دن اس کے لیے گواہی دے گی''۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۸۷ـ۸۸ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (البادية) ''جنگل''۔ (مدى صوت المؤذن) ''جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ نماز کے لیے اذان دینی چاہیے خواہ کوئی اکیلے نماز پڑھے یا باجماعت۔

❷ جن وانس، جمادات ونباتات جو بھی مؤذن کی آواز سنے گا وہ قیامت والے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ حدیث میں لفظ ''شيء'' نکرہ استعمال ہوا ہے' اس سے مراد یہی ہے کہ جو چیز بھی خواہ وہ نباتات ہوں یا جمادات' اللہ تعالیٰ ان سب کو قیامت والے دن قوت گویائی عطا فرمائے گا اور وہ مؤذن کے حق میں گواہی دیں گی۔

❸ مؤذن کو چاہیے کہ وہ بلند آواز سے اذان دے تا کہ اسے سننے والوں کی تعداد زیادہ ہو اور اسی حساب سے وہ گواہ بھی زیادہ ہوں گے' اس لیے بلند آواز والے مؤذن کو منتخب ومقرر کرنا مستحب ہے۔

❹ بکریوں اور جنگل کو پسند کرنا اعمال سلف میں سے ہے اور خاص طور پر پرفتن دور میں اپنے ایمان کو بچانے کے لیے پہاڑوں کی طرف نکل جانا مستحب ہے۔

❺ صحابہ کرام ﷡ لوگوں کو سنت کی تعلیم دینے کے لیے کس قدر فکر مند اور مستعد رہتے تھے! اس لیے کہ سنت کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے ہی میں خیر وعافیت اور سلامتی ہے۔

١٠٣٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، وَاذْكُرْ كَذَا ـ لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ ـ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى)). متفقٌ عليه.

((التَّثْوِيبُ)): الإِقَامَةُ.

۱۰۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا (پادتا) ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے (اتنی دور تک) کہ وہ اذان کی آواز نہیں سنتا' جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے حتیٰ کہ جب نماز کے لیے اقامت (تکبیر) کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے (اتنی دیر کے لیے) کہ جب اقامت ہو جاتی ہے تو پھر پلٹ آتا ہے حتیٰ کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، یعنی ایسی چیزیں جو اسے پہلے یاد نہ تھیں۔ یہاں تک کہ آدمی کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اسے پتا نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے''۔ (متفق علیہ)

(التثویب) ''اقامت، تکبیر''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۲/ ۸٤ـ۸٥ ـ فتح).

غریب الحدیث ☆ (ثوب) ''نماز کے لیے اقامت کہی''۔ (یخطر) ''وسوسے ڈالتا ہے''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ نماز باجماعت کے لیے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے صرف اذان دینی چاہیے۔

❷ شیطان اذان سنتا ہے تو اسے بڑی تکلیف ہوتی ہے اور وہ بھاگ اٹھتا ہے۔

❸ اہل ایمان اور شیطان کے درمیان معرکہ آرائی جاری رہتی ہے اور اس معرکہ آرائی کی اصل وجہ عقیدہ ہے' شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندوں کے عقائد خراب کر دے اور انہیں سیدھی راہ سے گمراہ کر دے۔

❹ جب حق کی آواز بلند ہوتی ہے تو شیطان اور باطل پرست اسے سننے کی تاب نہیں رکھتے' اس لیے وہ پیٹھ پھیر کر اور دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔

❺ شیطان کے پاس بہت سی چالیں ہیں' وہ مختلف طریقوں اور حربوں سے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رکھنے کی کوشش کرتا رہتا

ہے۔اس لیے عبادت میں خشوع وخضوع کا اہتمام کرنا چاہیے تا کہ شیطان کی وسوسہ اندازی کو ناکام بنایا جا سکے۔

۱۰۳۷ ۔ وعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ)). رواه مسلم.

۱۰۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو تم اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو' اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو۔ وہ (وسیلہ) جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جس شخص نے میرے لیے ''وسیلے'' کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال (واجب) ہو جائے گی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣٨٤).

غريب الحديث☆ (حلت له الشفاعة) ''اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مؤذن کی اذان سننا اور اس کے کلمات کا جواب دینا مستحب ہے۔

❷ اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے اور اس میں بہت بڑا اجر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اجر میں کئی گنا اضافہ فرما دیتا ہے۔

❸ ''صلاۃ'' کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے معنی ہیں ''رحمت و مغفرت''، فرشتوں کی طرف نسبت ہو تو پھر معنی ہیں ''طلب مغفرت'' اور اگر یہ نسبت بندوں کی طرف ہو تو پھر اس کے معنی ہیں ''دعا کرنا''۔

❹ ''وسیلۃ'' کے لغوی معنی ہیں ''قرب'' یا وہ طریقہ اور ذریعہ جس سے انسان اپنے مقصود تک پہنچ جائے لیکن یہاں اس سے مراد جنت کا وہ مقام ہے جو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء علیہم السلام کے مختلف مراتب ہیں۔

❻ نبی ﷺ کے لیے شفاعت کا اثبات۔

❼ مؤذن کے کلمات کا جواب اذان کے انہی کلمات کے ساتھ دینا چاہیے مگر ''حي على الصلوة'' اور ''حي على الفلاح'' کے جواب میں ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' پڑھنا چاہیے۔

۱۰۳۸ ۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ)). متفقٌ عليه.

۱۰۳۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو تم اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٩٠ ـ فتح)، ومسلم (٣٨٣).

فقه الحديث☆ اذان سننے والے کو مؤذن کے کلمات کا جواب دینا مستحب ہے۔

١٠٣٩ ـ وعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ، وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رواه البخاري.

۱۰۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر یہ کہے: ''اے اللہ! اس دعوت کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے'' تو قیامت والے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٩٤ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے تو پھر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ مسنون دعا کے الفاظ توقیفی ہوتے ہیں' ان میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں بعض حضرات ''**إنك لا تخلف الميعاد**'' کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ رسول اللہؐ سے ثابت نہیں۔

❷ اوقات نماز میں دعا کرنی چاہیے' ان میں دعا کی قبولیت کے زیادہ امکانات ہیں۔

❸ نبی ﷺ کے لیے شفاعت کا اثبات کہ جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے آپ کی شفاعت واجب ہوگی۔ آپ ﷺ گناہ گاروں کے لیے مختلف مراحل و مواقع پر شفاعت کریں گے' مثلاً حساب کتاب شروع ہونے کی سفارش' بلندیٔ درجات کے لیے' حساب کے بغیر جنت میں داخلے کے لیے اور عذاب میں تخفیف کے لیے (جس طرح آپ اپنے چچا ابوطالب کے لیے سفارش کریں گے) یعنی آپ کی شفاعت کی کئی اقسام ہیں جو ہر کسی کو حسب احوال نصیب ہوگی۔

١٠٤٠ ـ وعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ)). رواه مسلم.

۱۰۴۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے اذان سن کر یہ کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں'' تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣٨٦).

فقه الحديث☆ ❶ اذان کے بعد مختلف دعائیں پڑھنے کا ذکر ہے' ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اس میں توحید و رسالت کے اقرار اور شہادت کے بعد مزید تاکید کے لیے اقرار ہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہوں'' اس کا مطلب ہے کہ اس کے سوا میرا کوئی معبود نہیں' میں اس کی تدبیر و تقدیر کے تابع ہوں۔

❷ ''حضرت محمد ﷺ کے رسول اللہ ہونے پر راضی ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی مکمل اتباع کروں گا' انہی کو فیصل اور حکم تسلیم کروں گا اور آپ میرے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

❸ ''اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور پسند پر راضی اور خوش ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿**رضيت لكم الإسلام دينا**﴾ اور فرمایا: ﴿**إن الدين عند الله الإسلام**﴾ اب اللہ تعالیٰ انسان کا وہ عمل قبول کرے گا جو اس کے پسندیدہ دین، اسلام کے مطابق و موافق ہوگا اور اس کی مطابقت و موافقت کے بغیر وہ کوئی عمل قبول نہیں فرماتا، خواہ وہ عمل نفل

ہو یا فرض۔

❷ اذان کے بعد یہ دعا پڑھنے سے بھی صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

١٠٤١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

١٠٤١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان کی گئی دعا رد نہیں کی جاتی''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے۔)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (٥٢١)، والترمذی (٢١٢)، وأحمد (٣/ ١٥٥ و ٢٢٥).

فقه الحديث☆ اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنی چاہیے کیونکہ اس وقت دعا کی قبولیت کے زیادہ امکانات ہیں۔

١٨٧۔ بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ

١٨٧۔ باب: نمازوں کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [العنكبوت: ٤٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے''۔

شرح الآيت☆۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ نماز دو کمزوریوں اور خرابیوں کا ازالہ کرتی ہے، یعنی یہ بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ پس جو شخص سنت کے مطابق خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی کرتا ہے اور اس پر مواظبت اختیار کرتا ہے تو پھر یقیناً نماز انسان کو بھٹکنے نہیں دیتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا یقیناً سچا ہے۔

١٠٤٢۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟)) قَالُوْا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؛ قَالَ: ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا)). متفقٌ عليه.

١٠٤٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے بتاؤ اگر تمہارے کسی ایک کے دروازے پر نہر ہو، جس سے وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ''پس یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے خطائیں معاف فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٢/ ١١ ـ فتح)، ومسلم (٦٦٧).

غريب الحديث☆ (الدرن) ''میل کچیل''۔

فقه الحديث☆ ❶ احکام شریعت کی اہمیت واضح کرنے کے لیے مثال پیش کرنا جائز ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا کہ وہ مختلف اعمال کے ذریعے سے انسان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ پانچوں نمازیں بھی انہی اعمال میں سے ہیں جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ پانچوں نمازیں سنت کے مطابق خشوع و خضوع کے ساتھ اور اوقات میں پڑھنی چاہییں نہ کہ اپنے من مانے طریقے سے پھر جب جی چاہا پڑھ لیں، کبھی دو پڑھ لیں تو کبھی تین یا چار۔

١٠٤٣۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

١٠٤٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ)). رواه مسلم.

((الْغَمْرُ)) بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ: الْكَثِيْرُ.

''پانچوں نمازوں کی مثال اس گہری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر بہ رہی ہو اور وہ اس سے روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو''۔ (مسلم)

(الغمر) غین پر زبر' اس کے معنی ہیں ''زیادہ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٦٨).

فقه الحديث ☆ ۔حدیث نمبر (۱۰۴۲) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٤٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ﴾ فَقَالَ: اَلِيْ هٰذَا؟ قَالَ: ((لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ)). متفق عليه.

۱۰۴۴۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے بوس و کنار کیا' پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے آپ ﷺ کو بتایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کی گھڑیوں میں' بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں''۔ (ھود:۱۱۴) اس آدمی نے کہا: کیا یہ آیت میرے لیے (خاص) ہے؟ آپ نے فرمایا: ''(نہیں! یہ) میری تمام امت کے لیے ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٢/ ٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٦٣).

فقه الحديث☆ ❶ نماز قائم کرنا گناہوں کا کفارہ ہے جیسا کہ اس شخص نے کسی عورت سے بوس و کنار کیا پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ اس پر کوئی حد قائم کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بوس و کنار پر کوئی حد مقرر نہیں' اگر امام یا قاضی یہ محسوس کرے کہ یہ بندہ خلوص نیت سے توبہ کرتا ہے اور اسے اپنے کیے پر ندامت بھی ہے تو وہ اسے معاف بھی کر سکتا ہے۔

❷ دن کے دونوں کناروں سے مراد نماز فجر اور نماز مغرب ہے۔

❸ (زلفا من اللیل) سے مراد ''نماز تہجد'' ہے۔

١٠٤٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ)). رواه مسلم.

۱۰۴۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک' ان کے مابین ہونے والے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٣٣).

غريب الحديث☆ (ما لم تغش الکبائر) ''جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے''۔

فقه الحديث☆ فرض نمازیں اور جمعہ گناہوں کے لیے کفارہ ہیں۔

١٠٤٦ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ

۱۰۴۶۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو مسلمان شخص ایسا ہو کہ فرض نماز کا

امْرِیءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا، وَخُشُوْعَهَا، وَرُكُوْعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةٌ، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ)). رواه مسلم.

وقت آنے پر وہ اس نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرے، خشوع و خضوع کا اہتمام کرے اور اچھی طرح رکوع کرے تو یہ نماز اس سے پہلے کیے ہوئے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ گناہوں کی معافی کا سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٨).

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کو چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اچھی طرح وضو کرے۔

❷ خشوع نماز کی روح ہے' جو شخص اپنی نماز میں خشوع پیدا کرتا ہے تو وہ کامیاب و کامران ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً وہ مومن کامیاب ہوں گے جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کرتے ہیں''۔ (المؤمنون: ١-٢)

❸ جو نماز خشوع و خضوع' حضوری قلب و ذہن اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے پڑھی جائے وہ گناہوں کے کفارے کا سبب بنتی ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کتنا رحیم و کریم ہے کہ گناہوں کی معافی کا یہ سلسلہ کچھ محدود وقت کے لیے نہیں بلکہ فرمایا کہ یہ معافی اور رحمت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور توبہ کا دروازہ بھی مفتوح رہتا ہے۔

١٨٨- بَابُ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

۱۸۸۔ باب: نماز صبح اور نماز عصر کی فضیلت

١٠٤٧- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) متفقٌ عليه.

((الْبَرْدَانِ)): الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ.

۱۰۴۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (متفق علیہ)

(البردان) ''دو ٹھنڈی نازیں''۔ ان سے مراد نماز صبح اور نماز عصر ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٥٢ - فتح)، ومسلم (٦٣٥).

فقه الحديث☆ ❶ فجر اور عصر کی نماز کی فضیلت۔

❷ ویسے تو پانچوں نمازوں کی اہمیت اور فضیلت ہے لیکن بعض نمازوں کی پابندی خصوصی اہتمام کے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ نماز فجر کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور نماز عصر کے وقت کاروباری مصروفیت ہوتی ہے۔ اس لیے باقی نمازوں کی نسبت ان کی ادائیگی ذرا مشکل ہوتی ہے۔ بنابریں ان دونوں نمازوں کی فضیلت خصوصی طور پر بیان کی گئی ہے۔

❸ ان دونوں نمازوں کی حفاظت کا صلہ جنت ہے۔

١٠٤٨- وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)) يَعْنِي الْفَجْرَ. وَالْعَصْرَ. رواه مسلم.

۱۰۴۸۔ حضرت زہیر رضی اللہ عنہ عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھتا ہے' تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا''۔ یعنی نماز فجر اور نماز عصر پڑھتا ہے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٣٤).

فقه الحديث☆ ❶ جہنم پر وارد ہونا اور اس میں داخل ہونا' ان دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ ورنہ جہنم پر موجود ''پل صراط'' سے تو ہر

ایک کو گزرنا ہے۔

❷ نماز فجر اور نماز عصر کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے کہ ان کی حفاظت کرنے والا جہنم میں نہیں جائے گا' اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ باقی تین نمازیں نہ بھی پڑھی جائیں تو ٹھیک ہے۔ ایسی فکر نصوص شریعت کے خلاف ہے۔ پانچوں نمازیں فرض ہیں اور ان کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ان دو نمازوں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ جو شخص ان کی حفاظت کرے گا وہ باقی نمازوں میں بھی سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرے گا بلکہ وہ دیگر نمازوں کی بھی حفاظت کرے گا۔

❸ جو شخص یاد الٰہی اور عبادت الٰہی کے لیے اپنی نیند اور کاروباری مصروفیت قربان کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی قدر فرماتا ہے اور ان کی تعریف کرتا ہے۔ فرمایا: ''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے''۔ (الذاریات: ۱۷) اور فرمایا: ''ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر' نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی''۔ (النور: ۳۷)

۱۰۴۹۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ! لَا يَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ)). رواه مسلم.

۱۰۴۹۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز صبح پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔ پس اے ابن آدم! تو غور کر کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی امان کے متعلق کسی قسم کی باز پرس نہ کرے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۳۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۵۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ ـ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ ـ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ)). متفقٌ عليه.

۱۰۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس رات اور دن کے وقت فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ نماز صبح اور نماز عصر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں' پھر جو فرشتے تمہارے پاس رات کو ٹھہرے تھے وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کے بارے میں خوب جانتا ہے: ''تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں: ''ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۳ ـ فتح)، ومسلم (٦٣٢).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا رحیم و شفیق ہے کہ وہ فرشتوں کو ایسے وقت میں اکٹھا کرتا ہے کہ جب وہ بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں مصروف ہوتے ہیں تاکہ یہ فرشتے بھی ان کے حق میں گواہی دیں اور فرشتوں کی گواہی بہترین گواہی ہے۔

❷ نماز تمام عبادات سے افضل ہے۔ اسی لیے اس کے بارے میں فرشتوں سے سوال و جواب ہوتا ہے۔

❸ نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت کہ ان دو اوقات میں فرشتوں کی دو جماعتیں اکٹھی ہوتی ہیں' جبکہ باقی اوقات میں صرف ایک جماعت موجود ہوتی ہے۔

❹ ہمارے نبی ﷺ اور ان کی امت کی فضیلت۔
❺ بنی آدم کے متعلق بعض غیبی امور کی وضاحت جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتائی۔ ان غیبی امور کی اطلاع سے ایمان میں اضافے کے ساتھ ساتھ عبادات کی پابندی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے' تاکہ ہمارے بارے میں اللہ کے ہاں فرشتے بہتر سے بہتر گواہی دیتے رہیں۔
❻ اس بات کی خبر کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مومن بندوں سے محبت کرتے ہیں' تاکہ اہل ایمان بھی ان سے محبت کریں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا مزید قرب حاصل کریں۔
❼ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے ہم کلام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

١٠٥١ ـ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ)).

۱۰۵۱۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے بدر (چودھویں رات) کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''تم اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تم اسے دیکھنے میں کوئی مشقت محسوس نہیں کر رہے۔ پس اگر تم استطاعت رکھو کہ تم نماز فجر اور نماز عصر کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو تم ضرور ایسا کیا کرو''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''آپ نے چودھویں رات کو چاند کی طرف دیکھا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۲/ ۳۳ ـ فتح)، ومسلم (٦٣٣)' والرواية الثانية عند البخاری (۸/ ۵۹۷ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (تضامون) ''ضیم'' سے ہے' اس کا معنی ہے ''مشقت اور تکلیف اٹھانا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اہل ایمان کے لیے خوشخبری ہے کہ وہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور یہ رویت حقیقی ہوگی' اس میں کسی قسم کی تاویل و تعطیل کی گنجائش نہیں۔
❷ چودھویں رات کے چاند کو بدر کہتے ہیں اور یہ ''مبادرۃ'' سے ہے جس کے معنی ہیں جلدی کرنا یعنی چودھویں رات کو یہ نکلنے میں جلدی کرتا ہے' اس لیے اسے ''بدر'' کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد اس کے طلوع ہونے میں تاخیر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔
❸ حدیث میں جو دیدار الٰہی کی بات سمجھانے کے لیے بدر کو دیکھنے سے مثال پیش کی گئی ہے یہ مشابہت کے طور پر نہیں بلکہ صرف رویت کو ثابت کرنے کے لیے ہے' اس رویت میں کسی قسم کا شک نہیں۔
❹ نماز فجر اور نماز عصر کی فضیلت۔

١٠٥٢ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)). رواه البخاري.

۱۰۵۲۔ حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی پس اس کے عمل تو برباد ہو گئے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۲/ ۳۱ و ٦٦ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (حبط عمله) اس کا عمل یعنی اس کا اجر ضائع ہو گیا۔

فقه الحديث☆ ❶ نماز عصر کو اس کے وقت پر ادا کرنے کی ترغیب۔

❺ جس شخص نے عمداً نماز عصر ترک کر دی تو اس کا عمل اور اجر ضائع ہو گیا' بلکہ ایک روایت میں ہے کہ ایسے شخص کا گھر بار تباہ ہو گیا۔ اگر کوئی شخص نماز میں سستی کرتا ہے تو وہ اس وعید میں شامل نہیں' لیکن اسے اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

۱۸۹۔ بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

۱۸۹۔ باب: مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت

۱۰۵۳۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ)). متفقٌ عليه.

۱۰۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت مسجد کی طرف جاتا ہے یا شام کے وقت تو وہ جب بھی صبح کے وقت جائے یا شام کے وقت جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۴۸ ـ فتح)، ومسلم (٦٦٩).

غريب الحديث☆ (النزل) ''مہمانی'' جو مہمان کے اعزاز میں تیاری کی جاتی ہے۔ (غدا) ''زوال سے قبل چلنا'' اور (راح) ''زوال کے بعد چلنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ فضیلت و مہمانی ہر اس شخص کے لیے ہے جو مطلق طور پر مسجد کی طرف جاتا ہے' لیکن مقصود یہ ہے کہ وہ شخص اس فضیلت و انعام کا مستحق ٹھہرے گا جو عبادت اور بالخصوص نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف جاتا ہے۔

❷ جو شخص مسجد کی طرف سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے۔

❸ با جماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۱۰۵۴۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى اِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ، لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، كَانَتْ خُطُوَاتُهُ، اِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً، وَالْاُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً)). رواه مسلم.

۱۰۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح طہارت حاصل کرے (وضو وغیرہ کرے) پھر اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) کی طرف جائے تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضے (نماز) کو ادا کرے تو اس کے قدم اس طرح (شمار) ہوں گے کہ ان میں سے ایک قدم گناہ مٹائے گا اور دوسرا درجہ بلند کرے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٦٦).

فقه الحديث☆ ❶ طہارت حاصل کیے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

❷ گھر سے وضو کر کے با جماعت نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف جانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

❸ بندے کے تمام چھوٹے بڑے اعمال لکھے جا رہے ہیں حتیٰ کہ مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم بھی شمار کیے جا رہے ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا بیان ہے کہ جب بندہ گھر سے وضو کر کے نماز کے لیے روانہ ہوتا ہے تو اس کے ایک قدم کے اٹھنے سے اللہ تعالیٰ ایک گناہ معاف فرما دیتا ہے اور دوسرے قدم پر اللہ تعالیٰ ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔

١٠٥٥ـ وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَا تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ! فَقِيلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ)). رواه مسلم.

۱۰۵۵۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی تھا' میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی اس کی نسبت مسجد سے زیادہ دور ہو (یعنی وہ مسجد سے بہت دور رہتا تھا) لیکن اس کی کوئی ایک نماز بھی نہیں چوکتی تھی۔ اس سے کہا گیا اگر آپ ایک گدھا خرید لیں تاکہ اندھیرے اور سخت گرمی میں اس پر سوار ہو کر آجایا کریں؟ اس نے جواب دیا مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو' میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر آنا اور جب میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاؤں تب میرا لوٹنا' یہ سب کچھ لکھا جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے یہ سب جمع فرما دیا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٦٦٣).

غريب الحديث ☆۔ **(لا تخطئه صلوة)** ''اس کی کوئی بھی نماز نہیں چوکتی (خطا ہوتی) تھی''۔ **(الرمضاء)** ''گرمی کی شدت''۔

فقه الحديث ☆ ❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باجماعت نماز ادا کرنے کا شوق۔

❷ حصول حسنات کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفقہ۔

❸ عبادت کرنے میں جتنی مشقت اٹھائی جائے اتنا ہی ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا' وہ مرد ہو یا عورت لیکن یہ شرط ہے کہ وہ ایماندار ہوں۔

❺ مسجد کی طرف پیدل چل کر جانا کسی سواری پر سوار ہو کر جانے سے بہتر ہے۔

❻ جب بندہ عبادت کی نیت سے مسجد میں جاتا ہے اور پھر اپنے گھر والوں کے پاس واپس آتا ہے تو اس کا جانا اور واپس آنا ثواب لکھا جاتا ہے۔

❼ کسی مسلمان کو خوشخبری سنانا مستحب ہے' جب یہ خوشخبری اس کے جذبہ اطاعت میں اضافے کا باعث ہو۔

١٠٥٦ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: ((بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟!)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)) فَقَالُوا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. رواه مسلم، وروى البخاري معناه من رواية أنس.

۱۰۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد (نبوی) کے قریب کچھ جگہیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے انہیں فرمایا: ''مجھے پتا چلا ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! ہم نے یقیناً اس کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بنو سلمہ! اپنے گھروں میں رہو' تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں' تم اپنے گھروں میں رہو' تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں''۔ انھوں نے عرض کیا: اب ہمیں پسند نہیں کہ ہم (مسجد کے قریب) منتقل ہوں۔ (مسلم) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس مفہوم

کی روایت حضرت انسؓ سے بیان کی ہے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٦٦٥)، وأما حديث أنس فعند البخاري (٢/ ١٣٩ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (بنو سلمه) انصار کا ایک بہت بڑا قبیلہ جو خزرج کی شاخ تھے۔

فقه الحدیث☆ ❶ بندہ بعض اوقات کسی کام میں خیر و بھلائی سمجھتا ہے لیکن خیر و بھلائی اس کی نسبت دوسرے کام میں ہوتی ہے۔

❷ عوام کو اپنے امور کے متعلق اہل علم سے مشورہ طلب کرنا چاہیے۔

❸ رسول اللہ ﷺ مدینے کے اطراف و جوانب کو آباد رکھنا چاہتے تھے۔

❹ مسجد کی طرف جتنے قدم زیادہ چلا جائے اسی قدر ثواب میں اضافہ ہوتا' جب نیک اعمال اخلاص کے ساتھ کیے جائیں تو اس کے نشانات پر بھی ثواب ملتا ہے۔

❺ مسجد کے قریب رہنا بھی مستحب اور جائز ہے۔

١٠٥٧ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى، فَأَبْعَدُهُمْ. وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ)). متفق عليه.

۱۰۵۷۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ اجر والا وہ شخص ہے جو اس کی طرف سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے پھر وہ جو اس سے بھی دور سے آتا ہے اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے' وہ اس شخص سے کہیں زیادہ اجر کا مستحق ہے جو اکیلے ہی نماز پڑھتا ہے اور سو جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٣٧ ـ فتح)، ومسلم (٦٦٢).

فقه الحدیث☆ ❶ جتنا دور سے چل کر مسجد کی طرف آیا جائے اسی قدر ثواب زیادہ ملتا ہے۔

❷ لوگوں میں سے زیادہ عالم شخص کو امام بنانا چاہیے۔

❸ باجماعت نماز ادا کرنے کا ایک مقصد اپنی افرادی اور عددی قوت کا اظہار کرنا ہے' نیز یہ کہ مسلمان ایک امام کی امامت میں متفق و متحد ہیں۔

❹ باجماعت نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

❺ نماز کا انتظار کرنا بھی پسندیدہ امر ہے۔

١٠٥٨ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَشِّرُوا الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۰۵۸۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اندھیروں میں دور سے مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روز قیامت ملنے والے نور کامل کی بشارت سنا دو''۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توثیق الحدیث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٥٦١)، والترمذي (٢٢٣).

اس کی سند میں اگرچہ ضعف ہے لیکن اس کے کئی ایک شواہد ہیں' جیسے سیدنا انس بن مالک ؓ اور سیدنا سہل بن سعد ؓ وغیرہم کی احادیث۔ لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ اہل ایمان کو قیامت والے دن ملنے والے انعامات کے بارے میں خوشخبری سنانا مستحب ہے۔

❷ اہل ایمان اندھیروں میں چل کر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔

❸ نماز فجر اور نماز عشاء کی محافظت قیامت والے دن ملنے والے نور کامل کا ذریعہ ہے۔ یہ دونوں نمازیں چونکہ اندھیرے میں پڑھی جاتی ہیں اس لیے ان کی ادائیگی پر نور کامل ملنے کی بشارت ہے۔

١٠٥٩ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)) قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)). رواه مسلم.

۱۰۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے ذریعے جنت میں درجات بلند کرتا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تنگی و ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مساجد کی طرف زیادہ چل کر جانا اور (ایک) نماز کے بعد (دوسری) نماز کا انتظار کرنا' پس یہی ''رباط'' ہے' یہی ''رباط'' (محاذ جنگ پر پڑاؤ) ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٦٠ـ وعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾)) الآية. رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۱۰۶۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو بار بار مسجد کی طرف آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی (کیونکہ) دو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے''۔ (التوبۃ: ۸) (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ ضعيف الإسناد ـ أخرجه الترمذي (٢٦١٧ و ٣٠٩٣)، وابن ماجه (٨٠٢)، وأحمد (٣/ ٦٨، ٧٦)، وابن حبان (١٧٢١)، والحاكم (١/ ٢١٢ ـ ٢١٣ و ٢/ ٣٣٢).

یہ روایت سنداً ضعیف ہے' کیونکہ اس کی سند میں دراج راوی ہے' اس کی ابو الہیثم سے روایات ضعیف ہیں۔

فقه الحديث ☆ ❶ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن آیت کی مناسبت سے اس کا معنی ومفہوم صحیح ہے کہ اہل ایمان ہی ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے ذریعے اللہ کی مساجد کو آباد کرتے ہیں۔

❷ کسی شخص کی ظاہری حالت پر ایمان کی گواہی دینا جائز ہے۔

١٩٠ـ بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ

۱۹۰۔ باب: نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت

١٠٦١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى

۱۰۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک حالت نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے کہ اسے اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانے میں

اَهْلِهِ اِلَّا الصَّلَاةُ)). متفقٌ عليه.

نماز کے علاوہ کوئی چیز مانع نہ ہو"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱٤۲ ۔ فتح)، ومسلم (٦٤٩) (۲۷٦).

فقه الحديث☆ ❶ بندے کو مسجد میں نماز ہی کی نیت سے بیٹھنا چاہیے' اس طرح وہ اجر و ثواب کے لحاظ سے حکماً نماز ہی میں شمار ہوگا اور اگر وہاں بیٹھنے کا مقصد کوئی اور ہوگا تو مذکورہ ثواب بھی نہیں ملے گا۔

❷ جو شخص نماز کے انتظار میں ہے وہ حکماً نماز میں ہے لیکن اس کے ساتھ بات چیت کرنا جائز ہے۔

❸ جو شخص مسجد سے باہر بیٹھ کر نماز کے انتظار کی نیت رکھتا ہے وہ مذکورہ ثواب کا مستحق نہیں ہے کیونکہ مذکورہ ثواب نماز کی جگہ یعنی مسجد میں بیٹھے رہنے سے مشروط ہے۔

۱۰٦۲ ـ وعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ)) رواه البخاري.

۱۰۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرشتے تمہارے اس آدمی کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں جو باوضو اسی جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے' فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱٤۲ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ ۔ (تصلي على أحدكم) "تم میں سے کسی ایک کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں"۔

فقه الحديث☆ ❶ فرشتے اہل ایمان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

❷ فرشتوں کو انسانوں کے گناہوں کے بارے میں معلوم ہے۔

❸ مساجد کی فضیلت کہ یہ بہترین جگہیں ہیں۔

❹ فرض نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے رہنے کی فضیلت۔

❺ نماز کے بعد مسجد میں رکنے والے کو چاہیے کہ وہ باوضو اپنی جگہ بیٹھا رہے۔

۳ ـ وعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ: ((صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا)). رواه البخاري.

۱۰۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کر دیا پھر آپ نماز پڑھانے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "لوگوں نے نماز پڑھ لی اور وہ سو گئے لیکن تم جب سے نماز کے انتظار میں ہو برابر حالت نماز میں رہے ہو"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ٥۱ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (شطر الليل) "آدھی رات"۔

فقه الحديث☆ ❶ نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔

❷ نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔

❸ نماز کے انتظار میں بیٹھنا بھی نماز ہی کی طرح اجر و ثواب کا باعث ہے۔

١٩١- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

۱۹۱۔ باب: باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت

١٠٦٤- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)). متفق عليه.

۱۰۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز ادا کرنا، اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٣١ و ١٣٧ ـ فتح)، ومسلم (٦٥٠).

غريب الحديث☆ (الفذّ) ''اکیلے''۔

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٦٥- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. وَلَا يَزَالُ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ)). متفق عليه. وهذا لفظ البخاري.

۱۰۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی باجماعت نماز اس کی گھر اور بازار میں پڑھی گئی نماز سے پچیس گنا زیادہ اجر رکھتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب اس نے وضو کیا تو اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف روانہ ہوا اور یہ اس کا نکلنا صرف نماز کی خاطر ہو پھر وہ جو قدم اٹھاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کردیا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف کردیا جاتا ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے اور اس کے بعد باوضو اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں وہ کہتے ہیں: ''اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما' اے اللہ! اس پر رحم وکرم فرما''۔ اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو وہ حالت نماز میں رہتا ہے''۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰) ملاحظہ فرمائیں' لیکن اس جگہ الفاظ بخاری کے ہیں اور وہاں مسلم کے ہیں۔

١٠٦٦- وَعَنْهُ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰى، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرَخِّصَ لَهٗ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهٖ؛ فَرَخَّصَ لَهٗ، فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاَجِبْ)). رواه مسلم.

۱۰۶۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے آیا کرے۔ پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ آپ اسے گھر ہی میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمادیں۔ پس آپ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی۔ جب وہ جانے کے لیے مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور پوچھا: ''کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''پھر اس کا جواب دے (یعنی تعمیل کرو)''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٥٣).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص مسجد میں پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو اس کے لیے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے' اگرچہ وہ شخص نابینا ہی کیوں نہ ہو۔

❷ کسی مسئلے کا جواب دینے سے پہلے حالات وظروف کی تفصیل طلب کر لینی چاہیے تاکہ صحیح جواب دیا جاسکے۔

١٠٦٧ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ـ وَقِيلَ: عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((**تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ؛ فَحَيَّهَلًا**)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. وَمَعْنَى ((**حَيَّهَلًا**)): تَعَالَ.

۱۰۶۷۔ حضرت عبداللہ، بعض کے نزدیک عمرو بن قیس، المعروف ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مدینے میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں (آپ مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں)۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا: ''تم **حی علی الصلوۃ** اور **حی علی الفلاح** سنتے ہو؟ (اگر سنتے ہو) تو پھر (مسجد میں) آؤ''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

(**حیهلا**) اس کے معنی ہیں ''آؤ''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٥٥٣)، والنسائي (٢/ ١٠٩ و ١١٠)، وابن ماجه (٧٩٢) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (**الهوام**) ''حشرات الارض، کیڑے مکوڑے''۔

فقه الحديث ☆ سابقہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٦٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۶۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یقیناً ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں' وہ اکٹھی ہو جائیں پھر میں نماز کا حکم دوں اور اس کے لیے اذان دی جائے' پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز پڑھنے نہیں آتے اور ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٢٠ ـ فتح)، ومسلم (٦٥١).

فقه الحديث☆ ❶ نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت کہ وہ کھانے پینے' آرام اور کھیل کود جیسی حقیر چیزوں کی خاطر بلند درجات سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔

❷ سزا دینے سے پہلے ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیے۔

❸ مجرم لوگوں کو بے خبری کے عالم میں اچانک پکڑنا جائز ہے۔

❹ جو شخص تحقیر کے انداز میں نماز ترک کر دے اسے قتل کرنا جائز ہے۔

❺ اگر کسی شخص کے پاس شرعی عذر ہو تو وہ نماز سے پیچھے رہ سکتا ہے۔

❻ امام اس کے نائب یا محتسب کو جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی اس صورت میں رخصت ہے کہ وہ لوگوں کے گھروں کی طرف جائے اور نماز سے پیچھے رہ جانے والوں کو ان کے گھروں سے نکالے۔

◆ ❼ فاضل شخص کی موجودگی میں مفضول (کم درجے والا) مصلحت اور ضرورت کے تحت امامت کرا سکتا ہے۔

◆ ❽ نماز کے لیے اذان دینا ضروری ہے' اس لیے کہ یہ نماز کا وقت ہو جانے کے لیے اعلان ہے۔

١٠٦٩ ۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ، حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى، وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ، يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. رواه مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى؛ وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ.

١٠٦٩ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ کل اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ مسلمان ہو تو اسے ان نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیے جب بھی ان کے لیے اذان دی جائے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور یہ نمازیں بھی انہی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھو گے جیسا کہ یہ نماز سے پیچھے رہ جانے والا شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو پھر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور میں نے تو اپنے لوگوں کا یہ حال دیکھا ہے کہ نماز سے وہی منافق پیچھے رہتا جس کا نفاق معلوم ہوتا اور البتہ تحقیق (بعض مریض قسم کے) آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا جاتا اور اسے صف میں کھڑا کیا جاتا۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھی جائے جس میں اذان دی جائے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٦٥٤) (٢٥٧)' والرواية الثانية عند مسلم (٦٥٤).

غريب الحديث ☆ (يهادى) "سہارے سے لایا جاتا"۔

فقه الحديث ☆ ❶ نمازوں کو ان کے وقت کے مطابق پڑھنا سنت نبوی ہے اور باجماعت نماز پڑھنا اس شخص پر واجب ہے جو اس میں شریک ہونے پر قادر ہو۔

◆ ❷ فرض نمازوں کے اوقات مقرر ہیں۔

◆ ❸ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت کے باوجود گھر میں اکیلے نماز پڑھنا سنت کی مخالفت ہے۔

◆ ❹ جو شخص باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے وہ حالت اسلام واطمینان میں ملاقات کرے گا۔

◆ ❺ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے بے پروائی اختیار کرنا اور امور دین کی کم ضروری یا زیادہ ضروری (واجب' سنت وغیرہ) جیسی تقسیم کر کے سنت کو ثانوی حیثیت دے کر اسے ترک کرنا واضح گمراہی اور عین ضلالت ہے۔ حالانکہ دین ایک مجموعے کا نام ہے جسے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیا جا سکتا۔

◆ ❻ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے صرف منافق شخص ہی پیچھے رہتا ہے۔

❼ صحابہ کرام اتباع سنت کا بہت اہتمام کرتے تھے اور اجر میں اضافے کے بارے میں فکر مند اور کوشاں رہتے تھے' اس لیے اگر کوئی شخص خود چل کر آنے کی طاقت نہ رکھتا تو وہ دو آدمیوں کے سہارے چل کر آتا اور صف میں آ کر کھڑا ہو جاتا۔

❽ نبی ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ہدایت کے تمام طریقے اور قرب الٰہی کے تمام اعمال امت تک پہنچا دیے۔

❾ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملات میں اہل اسلام کو ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہیے۔ جیسے کہ تندرست صحابہ بیمار ساتھی کو سہارا دے کر مسجد میں لے آتے تھے۔

١٠٧٠ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ. فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ؛ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُد بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱۰۷۰۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں باجماعت نماز کا اہتمام نہ ہوتا ہو تو ان پر یقیناً شیطان غالب آ چکا ہے' پس تم جماعت کو لازم پکڑو' کیونکہ بھیڑیا صرف اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے دور رہتی ہے''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٥٤٧)، والنسائي (٢/ ١٠٦ـ ١٠٧)، وأحمد (٥/ ١٩٦ و ٦/ ٤٤٦)، والحاكم (١/ ٢١١)، وابن حبان (٢١٠١).

اس حدیث کی سند حسن درجے کی ہے' اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے سائب بن حبیش کے۔ امام دارقطنی نے اسے صالح الحدیث کہا ہے اور علامہ ذہبی نے اسے صدوق کہا ہے۔

غريب الحديث☆ (استحوذ) ''غالب آ چکا''۔ (القاصية) ''ریوڑ سے دور اور الگ رہنے والی''۔

فقه الحديث☆ ❶ باجماعت نماز کے لیے اذان اور اقامت ضروری ہے۔

❷ جو لوگ عبادت و اطاعت سے غافل ہو جاتے ہیں تو شیطان ایسے لوگوں پر غالب آ جاتا ہے۔

❸ باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب۔

❹ شیطان جماعت پر غالب نہیں آ سکتا' وہ لوگوں کو فرداً فرداً گمراہ کرتا ہے۔

❺ جماعت کو اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے۔

١٩٢ـ بَابُ الْحَثِّ عَلٰى حُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

۱۹۲۔ باب: نماز فجر اور نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کی ترغیب

١٠٧١ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ)). رواه مسلم.

۱۰۷۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے نماز عشاء باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس شخص نے نماز فجر (بھی) باجماعت ادا کی تو گویا اس نے پوری رات قیام کیا''۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ، كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ)) قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

اور ترمذی کی روایت میں ہے: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز عشاء باجماعت ادا کی تو اس کے لیے آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس شخص نے نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کی تو اس کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے''۔ (امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٥٦) والرواية الثانية عند الترمذي (٢٢١).

فقه الحديث☆ ❶ نماز عشاء اور نماز فجر کی محافظت کا بیان' اس لیے کہ جو شخص ان کی حفاظت کرتا ہے اس کے لیے باقی نمازوں کی حفاظت بہت آسان ہے۔

❷ نماز عشاء اور نماز فجر کی محافظت ایمان کی علامت ہے' کیونکہ یہ دو نمازیں منافقوں پر بہت بھاری ہیں۔

❸ نماز عشاء باجماعت ادا کرنے سے آدھی رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور نماز فجر بھی باجماعت ادا کرنے سے پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

۱۰۷۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)). متفق عليه. وقد سبق بطوله.

۱۰۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز عشاء اور نماز فجر میں کتنا ثواب ہے تو وہ ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ وہ سرین کے بل چل کر آئیں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۳۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۷۳۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)). متفق عليه.

۱۰۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافقوں پر نماز فجر اور نماز عشاء کے علاوہ کوئی نماز زیادہ بھاری نہیں' اگر وہ ان کی فضیلت جان لیں تو ضرور ان میں شریک ہوں خواہ انہیں سرین کے بل چل کر آنا پڑے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٤١ ـ فتح)، ومسلم (٤٣٧).

فقه الحديث☆ ❶ نماز فجر اور نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کی فضیلت۔

❷ منافق بھی نماز پڑھتے ہیں لیکن خوش دلی سے نہیں بلکہ اسے بوجھ تصور کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

❸ منافقوں پر سب سے بھاری نمازیں عشاء اور فجر ہیں' اس لیے مسلمانوں کو ان دونوں نمازوں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ان کی مشابہت سے بچ سکیں۔

۱۹۳۔ بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى

۱۹۳۔ باب: فرض نمازوں کی حفاظت کرنے کا حکم

الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الْأَكِيْدِ وَالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ فِي تَرْكِهِنَّ

اور انہیں چھوڑنے کی سخت ممانعت اور شدید وعید کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى ﴾ [البقرة : ٢٣٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ﴾ [التوبة : ٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نمازوں کی حفاظت کرو' بالخصوص نماز وسطیٰ (عصر) کی''۔

اور فرمایا: ''اگر وہ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ دے دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو''۔

شرح الأيات☆ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ نمازوں کو ان کے اوقات پر سنت کے مطابق ادا کیا جائے اور پھر خصوصی طور پر نماز عصر کی حفاظت کا ذکر فرمایا' اس لیے کہ جو شخص اس درمیانی نماز یعنی نماز عصر کی حفاظت کرے گا تو وہ باقی نمازوں کی حفاظت بھی کرے گا۔ دوسری آیت میں مشرکین کے لیے امن کا پروانہ ہے' بشرطیکہ وہ کفر ونفاق سے توبہ کرلیں' نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو فرمایا پھر ان کی گھات میں نہ بیٹھو بلکہ ان کی راہ چھوڑ دو۔

١٠٧٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). متفقٌ عليه.

۱۰۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا''۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا''۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۱۲) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)). متفقٌ عليه.

۱۰۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٤٩ ـ فتح)، ومسلم (١٦).

غريب الحديث☆ (على خمس) ''پانچ ارکان پر''۔

فقه الحديث☆ اسلام کی عمارت ان پانچ ستونوں پر قائم ہے' کوئی بھی عمارت ستونوں کے بغیر کھڑی اور قائم نہیں رہ سکتی۔ پس یہ مذکورہ اعمال اسلام کی اساس اور بنیاد ہیں جب کہ اسلام کے دیگر اعمال وخصائل سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک فرض کا انکار کردے تو وہ کافر اور اگر سستی اور غفلت کی وجہ سے کسی فرض کا تارک ہوگا تو وہ فاسق و فاجر ہوگا۔ ان چیزوں کے ساتھ جہاد کا ذکر نہیں اس کی وجہ' یہ ہے کہ یہ پانچ چیزیں ہمیشہ کے لیے فرض عین کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان میں سے کوئی فرض کبھی ساقط نہیں

ہوتا جبکہ جہاد فرض کفایہ کے زمرے میں آتا ہے اور بعض اوقات اس کی فرضیت ساقط بھی ہو جاتی ہے۔ (اللہ اعلم!)

۱۰۷۶۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). متفقٌ عليه.

۱۰۷۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پس جب وہ یہ کام کر لیں تو انھوں نے اپنے خون اور اموال مجھ سے بچا لیے مگر حق اسلام کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۹۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۷۷۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ، فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ)). متفقٌ عليه.

۱۰۷۷۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: "تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' پس تم انہیں اس چیز کی طرف دعوت دینا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے' جو ان کے امیر لوگوں سے لیا جاتا ہے اور ان کے فقرا پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس مسئلے میں بھی اطاعت کریں تو پھر تم ان کے اچھے اور عمدہ مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بد دعا سے بھی بچنا' اس لیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۰۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۷۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ)). رواه مسلم.

۱۰۷۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کا چھوڑنا ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۲).

۱۰۷۹۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۰۷۹۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ عہد جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے۔ پس جس شخص نے اسے ترک کر دیا اس نے کفر کیا"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٢٦٢١)، والنسائي (١/ ٢٣١ـ ٢٣٢)، وابن ماجه (١٠٧٩)، وأحمد (٥/ ٣٤٦ و ٣٥٥)، وابن حبان (١٤٥٤) والحاكم (١/ ٧).

١٠٨٠ ـ وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰى جَلَالَتِهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ. رواه الترمذي في كتاب الإيمان بإسناد صحيح.

۱۰۸۰۔حضرت شقیق بن عبداللہ تابعی رحمہ اللہ' جن کی بزرگی پر اتفاق ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب محمد ﷺ نماز کے علاوہ کسی بھی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔(ترمذی)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٢٦٢٢)، والحاكم (١/ ٧)، وابن نصر في ((تعظيم قدر الصلاة)) (٩٤٨)، وابن أبي شيبة في ((المصنف)) (١١/ ٤٩) وهو صحيح.

فقه الحديث☆ مندرجہ بالا تینوں احادیث میں تارک صلوۃ کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

پہلی حدیث میں ہے: ''نماز کا چھوڑنا کفر ہے''۔

دوسری حدیث میں ہے: ''مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے''۔

اور تیسری حدیث میں فرمایا: ''صحابہ کرام ترک صلوۃ کو کفر سمجھتے تھے''۔

ان احادیث کی روشنی میں محدثین اور ائمہ کرام نے کفر کی حقیقت پر بحث وتمحیص کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے:- (الف) امت کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص نماز کا انکار کرتا ہے' اس کو اسلام کی بنیاد نہیں سمجھتا اور اس کے بارے میں استہزا کرتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔(ب) اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا تو اقرار کرے لیکن عملی طور پر وہ سستی کا شکار ہو تو پھر اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ (ت) جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے میں سستی کرتا ہے تو ایسے شخص پر لفظ کافر کا اطلاق نہیں کرنا چاہیے۔ جمہور اہل علم نے لفظ کفر کو وعید شدید پر محمول کیا ہے' اس کے حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد اور نسائی میں ایک صحیح حدیث ہے: ''پانچ نمازیں ہیں جنہیں اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ جو شخص ان کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے تو اس کے لیے اللہ کے ہاں عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کردے اور جو شخص پانچ نمازوں کی پابندی نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کے ہاں کوئی عہد نہیں' اگر وہ چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا کردے اور اگر وہ چاہے تو اسے جنت میں داخل فرمادے''۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ضروری اور حتمی بات نہیں کہ تارک صلوۃ جہنمی ہے۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ نے ''طبقات حنابلہ (۱/۳۴۳)'' میں بیان فرمایا: ''مسلمان صرف اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ملت اسلامیہ سے خارج ہوتا ہے یا پھر وہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کا انکار کردے' اگر کوئی شخص سستی یا کسلان کی وجہ سے کوئی عمل نہیں کرتا تو وہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے' وہ چاہے تو اسے عذاب دے یا چاہے تو اسے معاف کردے''۔

١٠٨١ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَاِنْ صَلَحَتْ، فَقَدْ اَفْلَحَ وَ اَنْجَحَ، وَاِنْ فَسَدَتْ، فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْئًا، قَالَ الرَّبُّ،

۱۰۸۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قیامت والے دن بندے سے اس کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ یقیناً کامیاب اور سرخرو ہو جائے گا اور اگر وہ درست نہ ہوئی تو وہ انسان ناکام و نامراد ہو جائے گا۔ پس اگر اس کے

عَزَّوَجَلَّ: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَيُكَمَّلُ مِنْهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ؟ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ اَعْمَالِهِ عَلٰى هٰذَا)). رواه الترمذي وقال حديث حسن.

فرائض میں سے کچھ کمی رہ گئی تو رب عزوجل فرمائے گا: ''ذرا دیکھو! کیا میرے بندے کے (نامہ اعمال میں) کچھ نوافل ہیں؟ تاکہ ان کے ذریعے سے اس کے فرائض کی کمی کو پورا کردیا جائے''۔ پھر اس کے باقی اعمال کا حساب بھی اسی طریق پر ہوگا۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٨٦٤)، والترمذي (٤١٣)، وابن ماجه (١٤٢٥).

غريب الحديث☆ (أفلح و نجح) ''اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہوا''۔

فقه الحديث☆ ❶ بندے سے امور عبادات میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔

❷ جس شخص کی نماز درست ہوئی تو پھر اس کے باقی اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو پھر باقی اعمال بھی درست نہیں ہوں گے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور رحمت کا یہ عالم کہ وہ بندوں کے فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا فرما دے گا۔

❹ تمام اعمال جن میں فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام ہوگا وہاں فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا حتیٰ کہ انسان کی نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوجائے گا۔

❺ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

١٩٤ بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ، وَتَسْوِيَتِهَا، وَالتَّرَاصِّ فِيْهَا

۱۹۴۔ باب: پہلی صف کی فضیلت، پہلی صفوں کو مکمل کرنے، صفوں کو برابر کرنے اور خوب مل کر کھڑے ہونے کا حکم

١٠٨٢ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: ((يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ، وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ)). رواه مسلم.

۱۰۸۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''تم اس طرح صفیں کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں باندھتے ہیں؟'' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے پاس کس طرح صفیں باندھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ پہلی صفوں کو پہلے مکمل کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٣٠).

فقه الحديث☆ ❶ فرشتے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں صفیں باندھ کر اور آپس میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی شگاف نہیں ہوتا۔

❷ صف کا برابر ہونا اور آپس میں خوب مل کر کھڑے ہونا وحدت امت، ایک دین سے تعلق، ایک امام اور ایک عقیدے کے حامل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

❸ فرشتوں سے مشابہت اس لیے دی گئی کہ فرشتے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور معصوم سے تشبیہ کمال فی العمل پر دلالت کرتی ہے۔

❹ صف میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل کر کھڑا ہونا چاہیے جس طرح دیوار میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کے ساتھ جڑی اور ملی ہوئی ہوتی ہے۔ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملا کر کھڑے ہونا چاہیے تاکہ نمازیوں کے درمیان کوئی شگاف باقی نہ رہے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ہر نمازی اپنی چھاتی کے سائز کے برابر اپنے پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھے اور اپنے ساتھ کھڑے ہوئے نمازی کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملائے۔ تب صف سیدھی اور آپس میں ملی ہوئی بن جاتی ہے جو فرشتوں کی صف کے مشابہ ہے۔

١٠٨٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا)). متفقٌ عليه.

۱۰۸۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کیا فضیلت ہے پھر وہ قرعہ اندازی کے بغیر اسے نہ پائیں تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۳۳) ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)). رواه مسلم.

۱۰۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صفوں میں سے سب سے بہتر صف پہلی صف ہے اور ان کی سب سے بری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے سب سے بہتر صف ان کی آخری صف ہے اور ان کی سب سے بری صف پہلی صف ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٤٤٠).

فقه الحديث☆ ❶ مردوں کو چاہیے کہ وہ مسجد میں جلدی آیا کریں تاکہ وہ مسجد میں جلدی آنے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی فضیلت حاصل کر سکیں۔

❷ عورتوں کو چاہیے کہ وہ تاخیر سے مسجد میں آئیں تاکہ وہ آخری صف میں کھڑی ہوں۔

❸ اسلام نے مرد و زن کے باہمی اختلاط کو ناپسند کیا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے سے دور رکھنے کا اہتمام بھی کیا ہے جیسا کہ نماز میں عورتوں کو مردوں سے پہلے فارغ ہو کر مسجد سے نکلنا چاہیے تاکہ مرد و زن مسجد میں بھی اکٹھے نہ ہو سکیں۔

❹ مرد امام کے قریب ہونے کی وجہ سے امام کی اقتدا کریں گے اور عورتیں ان مردوں کی اقتدا کریں گی۔ پس ثابت ہوا کہ عورت نماز میں مرد کے آگے نہیں کھڑی ہو سکتی۔

❺ عورتوں کی نسبت مرد حضرات تبلیغ کا کام زیادہ مؤثر انداز سے کر سکتے ہیں' اس لیے انہیں امام کے قریب جگہ دی گئی۔

❻ مردوں کی آخری صف بری ہے اور عورتوں کی پہلی صف بری ہے' اس سے مراد ثواب کی کثرت و قلت ہے کہ پہلی صف میں مردوں کو زیادہ ثواب ملتا ہے اور آخری میں کم جبکہ عورتوں کو پہلی صف میں کم ثواب ملتا ہے اور آخری صف میں زیادہ ثواب ملتا ہے' ورنہ نمازیوں کی کسی صف میں بھی شر اور برائی نہیں بلکہ خیر ہی خیر ہے۔

١٠٨٥ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۰۸۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ: ((تَقَدَّمُوْا فَأْتَمُّوْا بِي. وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ)) رواه مسلم.

نے اپنے صحابہ میں (صفوں میں) پیچھے رہنا دیکھا تو آپ نے ان سے فرمایا: ''آگے بڑھو' میری اقتدا کرو اور تمہارے بعد کے لوگ تمہاری اقتدا کریں۔ (سن لو) لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں پیچھے کر دے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۴۳۸).

فقه الحديث☆ ❶ تعلم کی ترغیب اور اس کے لیے کوشش اور فکر کرنا۔

❷ تعلیم و تعلم' نیکیوں اور رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرنے میں جلدی کرنے کی ترغیب اور فعل طاعات میں تاخیر کرنے سے بچنے کی تاکید۔

❸ جو شخص خیر و بھلائی کے حصول میں پیچھے رہنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنی رحمت اور ثواب سے دور کر دیتا ہے

❹ امام کی متابعت میں مقتدیوں کی اقتدا کی جا سکتی ہے یعنی جو لوگ امام سے پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں وہ اگر امام کی آواز نہیں سن سکتے یا اس کے عمل کو نہیں دیکھ سکتے تو پھر وہ امام کی بجائے مقتدیوں کی اقتدا کریں گے۔

۱۰۸۶۔ وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُوْلُ: ((اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)). رواه مسلم.

۱۰۸۶۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز (کے شروع) میں (صفوں کی درستی کے لیے) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''برابر ہو جاؤ' ایک دوسرے سے اختلاف مت کرو' ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ تم میں سے میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو بالغ و عاقل اور اہل دانش ہوں پھر اس کے بعد جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۴۳۲).

غريب الحديث☆ (أولو الأحلام) ''بالغ و عاقل''۔

فقه الحديث☆ ❶ صفوں کو درست کرنا وحدت امت کا ذریعہ ہے۔

❷ ظاہری اختلاف باطنی اختلاف کا پیش خیمہ ہے۔

❸ امام کے قریب حافظ قرآن اور عالم حضرات کھڑے ہوں پھر ان کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوں جو ان سے علم میں کم ہوں۔

❹ اہل علم کی فضیلت کہ نبی ﷺ نے نماز میں بھی ان کا تقدم اور امام سے قرب پسند فرمایا۔

❺ آپ نماز شروع ہونے سے پہلے صف درست کرنے کے لیے صحابہ کرام کے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور انہیں برابر کرتے اور فرماتے: ''برابر ہو جاؤ' اگر تم صف سیدھی نہیں رکھو گے تو اس کا اثر تمہارے دلوں پر بھی ہو گا اور تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا'' یعنی مسلمانوں کی قوت کمزور ہو گی۔

۱۰۸۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ؛ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ)). متفق عليه.

۱۰۸۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو برابر کرو اس لیے کہ صف کی درستی اور برابری کمال نماز میں سے ہے''۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخارِيِّ: ((فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ)).

اور بخاری کی روایت میں ہے: ''کیونکہ صفوں کو درست کرنا اقامت صلوۃ میں سے ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲۰۹ ـ فتح)، ومسلم (۴۳۳).

فقه الحديث☆ ❶ امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے لوگوں کو صف درست کرنے کا حکم دے اور یہ حکم اقامت ہو جانے کے بعد ہونا چاہیے۔

❷ صفوں کو درست ہونا با جماعت نماز کا ایک حصہ ہے بلکہ حدیث کے الفاظ میں ہے کہ یہ کمال نماز اور اقامت نماز میں سے ہے یعنی صفوں کی درستی کے بغیر صحیح معنوں میں نماز درست اور کامل نہیں۔

۱۰۸۸۔ وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلاةُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)). رَوَاهُ الْبُخارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

۱۰۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور باہم خوب مل کر کھڑے ہو جاؤ اس لیے کہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں''۔ (بخاری نے اپنے الفاظ کے ساتھ اور مسلم نے اس کے ہم معنی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا پاؤں اس کے پاؤں سے خوب ملاتا تھا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲۰۷ ـ فتح)، ومسلم (۴۳۴)، والرواية الثانية للبخاري (۲/ ۲۱۱ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ صفوں کی درستی اور برابری کی بہت اہمیت ہے اس لیے نماز با جماعت کے وقت اس کا اہتمام کرنا چاہیے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں خوب ملا کر کھڑے ہونا چاہیے۔

❷ نبی ﷺ کے معجزے کا اثبات کہ آپ دوران نماز صحابہ کرام کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ہمیشہ اس طرح دیکھنے پر قادر تھے۔ بلکہ یہ تو آپ کا ایک معجزہ تھا جس کا ظہور نماز کے وقت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا تھا۔ معجزہ اللہ کے حکم سے نبی کے ذریعے سے ظاہر ہوتا ہے نبی کے اختیار میں نہیں کہ وہ جب چاہے اپنی طرف سے معجزہ ظاہر کر دے۔

❸ انسان کی یہ فطرت اور جبلت ہے کہ جب اس پر کوئی نگران مقرر ہوتا ہے تو یہ اپنا کام صحیح اور درست کرتا ہے اور جب اس کا کام اس کے اپنے سپرد کر دیا جائے تو پھر یہ سستی کا شکار ہو جاتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ)

❹ صف کی درستی کے لیے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری ہے۔

۱۰۸۹۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّي صُفُوْفَنَا، حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ،

۱۰۸۹۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم اپنی صفیں ضرور درست کر لو یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا کرتے تھے گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر

حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ، فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ، اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)).

رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم نے (صفوں کو سیدھا کرنا) آپ سے سمجھ لیا ہے' پھر ایک روز آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہتے کہ آپ نے ایک آدمی کو اپنا سینہ صف سے باہر نکالے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بندو! تم ضرور اپنی صفیں سیدھی کرو یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف ڈال دے گا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٢٠٦-٢٠٧ - فتح)، ومسلم (٤٣٦)' والرواية الثانية لمسلم (٤٣٦) (١٢٨).

فقه الحديث☆ ❶ صفوں کی درستی سے مراد ہے کہ وہ سیدھی ہوں اور ان کے درمیان کوئی خلل اور شگاف نہ ہو۔

❷ صفوں کو درست نہ کرنے سے اختلاف پیدا ہوتا ہے اور اختلاف سے بغض وعداوت اور قلبی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

❸ نماز کے لیے صفوں کی درستی نہایت ضروری ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے سے باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور نفرت وعداوت ختم ہوتی ہے۔

١٠٩٠ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلٰى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا، وَمَنَاكِبَنَا، وَيَقُوْلُ: ((لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ)) وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

١٠٩٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف کے درمیان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے' آپ ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''تم اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے''۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح - أخرجه أبو داود (٦٦٤)، والنسائي (٢/ ٨٩-٩٠)، وابن ماجه (٩٩٧).

فقه الحديث☆ ❶ امام کو چاہیے کہ وہ نماز شروع کرنے سے پہلے صفیں درست کرائے' زبانی طور پر بھی کہے اور صفوں کے اندر جا کر دیکھ کر بھی درست کرائے۔

❷ صفوں کی درستی باہم الفت ومحبت کا ذریعہ ہے جبکہ صفوں میں اختلاف دلوں میں بغض ونفرت اور عداوت کا باعث ہے۔

❸ پہلی صف کی فضیلت کہ اس صف والوں کے لیے فرشتے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتا ہے۔

١٠٩١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

١٠٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں (مقابلے) میں نرم ہو جاؤ' شیطان کے لیے (صفوں میں) شگاف نہ چھوڑو۔ جو شخص صف کو ملائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو شخص صف کو توڑے گا اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے گا (توڑے گا)''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح - أخرجه أبو داود (٦٦٦) بإسناد صحيح.

غریب الحدیث☆ (الخلل) ''صفوں کے درمیان شگاف''۔

فقه الحدیث☆ ❶ صفوں کو درست کرنا، ان میں کوئی شگاف نہ چھوڑنا' کندھے سے کندھا ملانا اور قدم سے قدم ملانا مستحب ہے۔ اگر صف میں شگاف ہو تو وہاں شیطان گھس جاتا ہے اور نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

❷ مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو ملانے کا حکم دیا ہے اسے ملائے' جیسا کہ صفوں کو ملانے کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص صف کو ملائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا۔

❸ صفوں کو نہ ملانے پر سخت وعید ہے کہ جو شخص صف کو نہیں ملائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نہیں ملائے گا۔

❹ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

١٠٩٢ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَذَفُ)) حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

((الْحَذَفُ)) بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُعْجَمَةٍ، مَفْتُوحَتَيْنِ، ثُمَّ فَاءٍ وَهِيَ: غَنَمٌ سُودٌ صِغَارٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

۱۰۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو خوب ملاؤ انہیں باہم قریب رکھو اور گردنوں کو برابر کرو، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں شیطان کو صفوں کے شگاف میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ چھوٹی سی سیاہ بکری ہے''۔ (حدیث صحیح ہے' ابوداؤد نے اسے شرط مسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

(الحذف) حاء اور ذال دونوں پر زبر پھر فاء۔ ''سیاہ چھوٹی بکریاں جو یمن میں ہوتی ہیں''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٦٦٧)، والنسائي (٢/ ٩٢)، وأحمد (٣/ ٢٦٠ و ٢٨٣)، وابن حبان (٢١٦٦).

فقه الحدیث☆ ❶ صفوں کو خوب ملانا چاہیے اور قریب قریب ہونا چاہیے' ایک صف سے دوسری صف کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے' گردنیں برابر ہوں یعنی کندھے برابر ہوں' کوئی شخص ایک دوسرے سے آگے نہ ہو بلکہ سارے لوگ صف میں برابر ہو کر کھڑے ہوں۔

❷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفوں کے درمیان اگر کوئی خلا اور شگاف باقی رہ جائے تو وہاں شیطان گھس جاتا ہے' اس لیے صفیں خوب ملی ہوئی ہوں تاکہ شیطان کے لیے کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

❸ آپ نے فرمایا: ''میں نے شیطان کو سیاہ چھوٹی بکری کی صورت میں صفوں کے شگافوں میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا'' یہ دیکھنا حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ نے معجزے کے طور پر دکھایا ہو اور بذریعہ وحی بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا ہو کہ شیطان ان شگافوں میں گھس کر نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور انہیں نماز سے غافل کر دیتا ہے۔

١٠٩٣ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ؛ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱۰۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (پہلے) اگلی صف مکمل کرو پھر اس (صف) کو جو اس کے ساتھ والی ہے۔ پس اگر کوئی نقص یا کمی ہو تو وہ سب سے آخری صف میں ہونی چاہیے''۔ (ابوداؤد۔ سند حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح ـ أخرجه أبو داود (٦٧١)، والنسائي (٢/ ٩٣)، وأحمد (٣/ ١٣٢ و ٢١٥ و ٢٣٣).

فقه الحدیث☆ ❶ سب سے پہلے اور اگلی صف کو مکمل کرنا چاہیے پھر اس کے بعد والی کو۔

❷ صفوں کو ترتیب وار مکمل کرنا چاہیے اور جو صف ناقص ہو وہ آخری ہونی چاہیے تاکہ جو شخص بعد میں آئے وہ اس میں شامل ہو جائے۔

١٠٩٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ**)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَفِيهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوْثِيقِهِ.

۱۰۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں پر رحمت بھیجتے ہیں''۔ (ابوداؤد نے اسے شرط مسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جس کی توثیق میں محدثین کا اختلاف ہے)

توثیق الحدیث☆ شاذ ـ أخرجه أبو داود (٦٧٦)، وابن ماجه (١٠٠٥)، وابن حبان (٢١٦٠).

اس حدیث کی سند حسن ہے مگر اس کا متن شاذ ہے۔ اس لیے کہ معاویہ بن ہشام اس کو روایت کرنے میں شاذ ہے' اس نے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن الکبری (۱۰۳/۳) میں بیان کیا ہے کہ معاویہ بن ہشام اس متن کے روایت کرنے میں منفرد ہے اور اس کی یہ روایت اس متن کے ساتھ محفوظ نہیں۔ اور اس سند کے ساتھ جو متن محفوظ ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ((**إن الله وملائكته يصلون على الذين يصلون الصفوف**)) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمتیں نازل کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں''۔

اسے ابن خزیمہ (۱۵۵۰)' ابن حبان (۲۱۶۳)' حاکم (۲۱۴/۱) اور بیہقی (۱۰۱/۱) نے عبداللہ بن وہب کے طریقے سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما' عثمان بن عروۃ بن الزبیر عن ابیہ کی مذکورہ سند سے روایت کیا ہے۔

١٠٩٥ ـ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهِ؛ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((**رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ ـ أَوْ تَجْمَعُ ـ عِبَادَكَ**)). رواه مسلم.

۱۰۹۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کی دائیں جانب کھڑے ہوں' تاکہ آپ (دائیں طرف سے) اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ پس میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو (قبروں سے) اٹھائے گا'' یا فرمایا ''تو (حساب کے لیے) اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٧٠٩).

فقه الحدیث☆ ❶ امام کے پیچھے اور پھر اس کی دائیں جانب نماز پڑھنا مستحب ہے۔

❷ امام کو چاہیے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد نمازیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

❸ حدیث میں مذکور ذکر فرض نماز کے بعد پڑھنا چاہیے۔ یہ مشروع ذکر ہے۔

١٠٩٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**وَسِّطُوا الْإِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ**)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۰۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام کو درمیان میں رکھو اور (صفوں کے درمیان) خلا اور شگاف کو بند کرو''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ ضعيف بهذا التمام ـ أخرجه أبو داود (٦٨١) بإسناد ضعيف.

یہ حدیث یحیٰ بن بشیر بن خلاد اوراس کی والدہ کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن ''سدو ا الخلل'' کے الفاظ اپنے شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث (۱۰۹۱) کی وجہ سے صحیح ہیں۔

فقه الحديث☆ صفوں کے درمیان شگاف پر کرنے چاہییں' تا کہ ان میں شیطان داخل نہ ہو سکے۔

١٩٥ـ بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقَلِّهَا وَأَكْمَلِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا

۱۹۵۔ باب: فرض نمازوں کے ساتھ مؤکدہ سنتوں کی فضیلت اوران کی کم سے کم، اکمل اوران کی درمیانی صورت کی تعداد

١٠٩٧ ـ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ رَمْلَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ، إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ! أَوْ: إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). رواه مسلم.

۱۰۹۷۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو بندہ مسلم ہر روز فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعتیں نفل پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے'' یا فرمایا: ''اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٢٨) (١٠٣).

فقه الحديث☆ ❶ نفل نمازوں کی فضیلت۔

❷ اللہ تعالیٰ بندوں کو عمل کرنے پر ثواب عطا فرماتا ہے' کسی عمل کے متعلق صرف علم ہونے پر نہیں۔

❸ شریعت میں احکام کا صدور عمل کی مناسبت سے ہوتا ہے۔

❹ ہر روز فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعت سنت مؤکدہ کا اہتمام کرنا چاہیے' ان کی جزا جنت میں ایک محل ہے۔

١٠٩٨ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ؛ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ. متفقٌ عليه.

۱۰۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد' دو رکعت جمعہ کے بعد' دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد پڑھیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٤٨ ـ فتح)، ومسلم (٧٢٩).

فقه الحديث☆ ❶ نفل نماز کا اہتمام کرنا چاہیے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے۔

❷ نفل نماز مسجد کی نسبت گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

١٠٩٩ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ

۱۰۹۹۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے''۔ اور تیسری مرتبہ

صَلَاةٌ)) قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)) متفق عليه.

فرمایا: ''جو پڑھنا چاہے''۔ (متفق علیہ)

الْمُرَادُ بِالْأَذَانَيْنِ: الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ.

''اذانوں'' سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۲/ ۱۰۶ و ۱۱۰ ـ فتح)، ومسلم (۸۳۸).

فقه الحديث☆ ❶ اقامت کے لیے بھی لفظ اذان بولا جاسکتا ہے' جیسا کہ حدیث میں دو اذانوں کا ذکر ہے' اس سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

❷ اذان اور فرض نماز کے درمیان نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

❸ نماز فجر کے بارے میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ آپ نے فجر کی اذان اور نماز کے درمیان دو رکعتوں کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھی ہو۔

❹ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے الا یہ کہ کوئی قرینہ اور دلیل ہو جو اسے وجوب سے مستحب بنا دے جیسا کہ آپ نے پہلے فرمایا: ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے'' لیکن تیسری مرتبہ فرمایا ''جو پڑھنا چاہے'' اس سے یہ حکم وجوب سے مستحب میں تبدیل ہو گیا۔

۱۹۶۔ بَابُ تَاكِيدِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

۱۹۶۔ باب: صبح کی دوسنتوں کی تاکید

۱۱۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. رواه البخاري.

۱۱۰۰۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں (پڑھنا) نہیں چھوڑتے تھے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۵۸ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (الغداة) ''صبح''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی دو رکعتیں بھی پڑھتے تھے۔ یا آپ گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جب مسجد میں پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ آپ کا یہ عمل متنوع تھا' یعنی آپ کبھی چار اور کبھی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (اللہ اعلم!)

❷ صبح کی دو رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں' آپ ﷺ نے سفر وحضر میں انہیں پڑھا۔

۱۱۰۱۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۰۱۔ حضرت عائشہ ؓ ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نفل نماز میں نماز فجر کی دو رکعتوں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۴۵ ـ فتح)، ومسلم (۷۲۴) (۹۴).

فقه الحديث☆ ❶ نفل نمازوں میں بھی بعض کی فضیلت زیادہ اور بعض کی کم ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ فجر کی دوسنتوں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے اور ان کا اہتمام فرماتے تھے۔

❸ فجر کی دوسنتیں اتنی تاکید کے باوجود واجب نہیں۔

۱۱۰۲۔ وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَكْعَتَا

۱۱۰۲۔ حضرت عائشہ ؓ ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). رواه مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا)).

''فجر کی دو رکعتیں دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں''۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے: ''وہ (دو رکعتیں) مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٢٥)، والرواية الثانية عنده (٧٢٥) (٩٧).

فقه الحديث☆ ❶ فجر کی دو سنتوں کی فضیلت۔

❷ اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کے لیے جنت میں جو نعمتیں تیار کی ہیں وہ دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔

❸ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

١١٠٣ - وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ، حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ -: ((إِنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدًّا! قَالَ: ((لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ، لَرَكَعْتُهُمَا، وَأَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱۱۰۳۔ حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو نماز صبح کی اطلاع دیں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کسی کام میں مشغول کر دیا جس کی بابت وہ حضرت بلال سے پوچھنا چاہتی تھیں حتیٰ کہ صبح اچھی طرح ہوگئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ کو نماز کے بارے میں اطلاع دی لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ پس جب آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھا لی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کسی کام میں مشغول کر دیا تھا جس کی بابت انھوں نے ان سے پوچھا تھا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہوگئی اور آپ نے بھی باہر تشریف لانے میں تاخیر کر دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے تو بہت زیادہ صبح کر دی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اس سے بھی زیادہ صبح ہو جاتی تب بھی میں یہ سنتیں اچھے اور بہترین طریقے سے پڑھتا''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٢٥٧) بإسناد صحيح رجاله ثقات.

فقه الحديث☆ ❶ عورت ضرورت کے تحت اپنے والد کے آزاد کردہ غلام سے کوئی بات چیت کر سکتی ہے۔

❷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی حتیٰ کہ نماز میں تاخیر ہوگئی اور انھوں نے بات کو منقطع نہ کیا۔

❸ نمازیوں کو چاہیے کہ امام کے آنے کا انتظار کریں تاکہ وہ انہیں نماز پڑھائے۔

❹ مؤذن امام کو نماز کی اطلاع کر سکتا ہے۔

❺ فجر کی دو سنتوں کی اہمیت کہ تاخیر ہونے کے باوجود آپ نے انہیں فرض نماز سے پہلے پڑھا اور فرمایا: ''اگر اس سے بھی زیادہ صبح ہو جاتی تو میں پھر بھی یہ سنتیں اچھے اور بہترین طریقے سے پڑھتا''۔

١٩٧- بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا، وَبَيَانَ وَقْتِهِمَا

١١٠٤- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ: هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ!

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا. وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

١٩٧- باب: فجر کی دو رکعتیں ہلکی پڑھنی چاہییں نیز ان میں کیا پڑھا جائے اور ان کا وقت کیا ہے؟

١١٠٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز فجر کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ اذان سنتے تو فجر کی دو مختصر رکعتیں پڑھتے حتیٰ کہ میں کہتی کیا آپ نے ان میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے!

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ اذان سنتے تو فجر کی دو رکعتیں پڑھتے اور انہیں مختصر پڑھتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب فجر طلوع ہو جاتی۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٠١ ـ فتح)، ومسلم (٧٢٤) (٩١)'والرواية الثانية عند البخاري (٣/ ٤٦ ـ فتح)، ومسلم (٧٢٤) (٩٢)' والثالثة عند مسلم (٧٢٤)'والرابعة عنده (٧٢٤) (٩٣).

فقه الحديث☆ ❶ فجر کی دو رکعتیں مختصر پڑھنا مستحب ہے۔

❷ فجر کی دو سنتیں طلوع فجر کے بعد پڑھنی چاہییں۔

❸ طلوع فجر کے بعد اذان دینی چاہیے۔

❹ تخفیف سے مراد یہ ہے کہ آپ ان دو رکعتوں میں قیام و قراءت اور رکوع و سجود وغیرہ میں اختصار کرتے تھے۔

١١٠٥- وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ، وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١١٠٥- حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے کہ جب مؤذن نماز صبح کے لیے اذان دیتا اور صبح واضح ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ دو مختصر رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ صرف مختصر سی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ١٠١ ـ فتح)، ومسلم (٧٢٣)' والرواية الثانية عند مسلم (٧٢٣) (٨٨).

فقه الحديث☆ ❶ فجر کی دو سنتیں فرض نماز سے پہلے پڑھنی چاہییں۔

❷ فرائض کے ساتھ نوافل بھی ہیں' ان کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

❸ نوافل کی محافظت سے فرائض کی محافظت بھی ہو جاتی ہے۔

◆ نماز فجر کی اذان اور نماز کے درمیان صرف دو سنتیں پڑھنی چاہییں' مزید نفل وغیرہ نہیں پڑھنے چاہییں کیونکہ حدیث میں ہے کہ جب فجر طلوع ہوجاتی تو آپ صرف ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے تھے''۔

١١٠٦ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ. متفق عليه.

۱۱۰۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) دو دو رکعتیں کر کے پڑھا کرتے تھے اور رات کے آخری وقت پر ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں (اس تیزی سے) پڑھتے تھے کہ گویا (اقامت) آپ کے کانوں میں ہو۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤٧٧ ـ فتح)، ومسلم (٧٤٩).

فقه الحديث☆ ◆ رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے۔

◆ رات کی نماز کے آخر پر وتر پڑھنا چاہیے۔

◆ صبح کی سنتیں فرض نماز سے پہلے پڑھنی چاہییں۔

١١٠٧ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولٰى مِنْهُمَا: ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ، وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا: ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾.

وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْآخِرَةِ الَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾. رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ.

۱۱۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی آیت (۱۳۶): ﴿قولوا آمنا بالله وما أنزل إلينا﴾ اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران آیت (۵۲): ﴿آمنا بالله واشهد بأنا مسلمون﴾ تلاوت فرماتے تھے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت (۶۴): ﴿تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم﴾ تلاوت فرماتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٢٧)۔ والرواية الثانية عنده (٧٢٧) (١٠٠).

١١٠٨ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾. رواه مسلم.

۱۱۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو سنتوں میں "قل يأيها الكافرون" اور "قل هو الله أحد" کی تلاوت فرمائی۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٢٦).

١١٠٩ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ وَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾. رواه الترمذي وقال: حديث

۱۱۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو مہینا بھر دیکھا' آپ فجر سے پہلے دو رکعتوں میں "قل يأيها الكافرون" اور "قل هو الله أحد" پڑھتے تھے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

حسن.

توثيق الحديث☆ أخرجه الترمذي (٤١٧)، والنسائي (٢/ ١٧٠)، وابن ماجه (١١٤٩)، وأحمد (٢/ ٢٤ و ٥٨ و ٣٥ و ٩٤ و ٩٥ و ٩٩).

یہ روایت صحیح ہے اس میں کوئی ضعف نہیں کیونکہ سفیان ثوری اور اسرائیل نے سبیعی سے اختلاط سے پہلے سنا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ فجر کی دوسنتوں میں سے پہلی رکعت میں "قولوا آمنا بالله وما أنزل إلينا" یا "قل يأيها الكافرون" پڑھنا مستحب ہے۔

❷ دوسری رکعت میں "آمنا بالله واشهد بأنا مسلمون" یا "تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم" یا "قل هوالله أحد" پڑھنا مستحب ہے۔

❸ قراءت میں تنوع امت کے لیے آسانی ہے۔

❹ سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت میں یہ حکمت ہے کہ مسلمان اپنے دن کا آغاز شرک اور مشرکین سے براءت اور توحید و موحدین سے دوستی اور تعلق کے اظہار سے کرتا ہے۔

❺ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے اعمال و احوال دیکھتے رہتے تھے تاکہ وہ آپ کی اتباع کریں۔

١٩٨ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ أَمْ لَا

۱۹۸۔ باب: فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا مستحب ہے اور اس کی ترغیب خواہ اس نے نماز تہجد پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو

١١١٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. رواه البخاري.

۱۱۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٤٣ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ فجر کی دوسنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا مستحب ہے۔

❷ آپ کا یہ عمل گھر پر تھا' اس لیے کہ آپ سنتیں گھر ہی پڑھتے تھے۔

١١١١ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ، وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ

۱۱۱۱۔ حضرت عائشہؓ ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے سے لے کر نماز فجر تک (کے درمیانی وقفے میں) گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور آخر پر ایک وتر پڑھتے تھے۔ جب مؤذن نماز فجر کی اذان دے کر خاموش ہوجاتا اور فجر واضح ہوجاتی اور مؤذن آپ کے پاس آتا تو آپ کھڑے ہوتے اور مختصری دو رکعتیں پڑھتے پھر اپنے دائیں پہلو پر

الايمن، هكذا حتى ياتيه المؤذن للاقامة. رواه مسلم.

لیٹتے تھے حتیٰ کہ مؤذن آپ کے پاس اقامت نماز کی اطلاع دینے کے لیے آتا۔ (مسلم)

قولها: ((يسلم بين كل ركعتين)) هكذا هو في مسلم ومعناه: بعد كل ركعتين.

(یسلم بین کل رکعتین) مسلم میں الفاظ اسی طرح ہیں' اس کے معنی ہیں کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۱۶) ملاحظہ فرمائیں لیکن وہاں بخاری اور مسلم کے حوالے سے ہے۔

۱۱۱۲۔ وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((اذا صلى احدكم ركعتي الفجر، فليضطجع على يمينه)). رواه ابوداود والترمذي باسانيد صحيحة. قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

۱۱۱۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک فجر کی دو سنتیں پڑھے تو وہ اپنی دائیں جانب لیٹ جائے''۔ (ابوداود و ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٢٦١)، والترمذي (٤٢٠).

فقه الحديث☆ صبح کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ لیٹنا مستحب ہے۔

۱۹۹۔ باب سنة الظهر

۱۹۹۔ باب: ظہر کی سنتیں

۱۱۱۳۔ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: صليت مع رسول الله ﷺ ركعتين قبل الظهر، وركعتين بعدها. متفق عليه.

۱۱۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھیں اور دو رکعتیں اس کے بعد۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۹۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۱۴۔ وعن عائشة رضي الله عنها ان النبي ﷺ كان لا يدع اربعا قبل الظهر. رواه البخاري.

۱۱۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۰۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۱۵۔ وعنها قالت: كان النبي ﷺ يصلي في بيتي قبل الظهر اربعا، ثم يخرج، فيصلي بالناس، ثم يدخل فيصلي ركعتين، وكان يصلي بالناس المغرب، ثم يدخل فيصلي ركعتين، ويصلي بالناس العشاء، ويدخل بيتي، فيصلي ركعتين. رواه مسلم.

۱۱۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور آپ لوگوں کو نماز مغرب پڑھاتے پھر گھر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ لوگوں کو نماز عشاء پڑھاتے اور میرے گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٣٠).

فقه الحديث☆ ❶ سنن رواتب فرائض سے پہلے بھی ہوتی ہیں اور بعد میں بھی۔
❷ نفل نماز گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے کی نسبت بہتر اور افضل ہے۔
❸ فرض نماز مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔
❹ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔
❺ مغرب اور عشاء کے بعد دو رکعتیں گھر میں پڑھنا مستحب ہے۔

١١١٦ـ وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)).
رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۱۱۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کی محافظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دے گا“۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (١٢٦٩)، والترمذي (٤٢٧ و ٤٢٨)، والنسائي (٣/ ٢٦٥).

فقه الحديث ☆ ❶ سنن رواتب کی محافظت مستحب ہے۔
❷ نوافل پر ہمیشگی کرنا جہنم میں جانے سے بچاؤ ہے۔
❸ نماز ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ جو شخص ان پر ہمیشگی اختیار کرے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

١١١٧ـ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: ((إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَآءِ، فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ)). رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۱۱۷۔ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا: ”یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرے نیک اعمال اس گھڑی میں اوپر چڑھیں“۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٤٧٨)، وأحمد (٣/ ٤١١).

فقه الحديث☆ ❶ ظہر سے پہلے کی سنتیں سورج ڈھلنے کے بعد پڑھنی چاہییں۔
❷ قبولیت دعا اور عمل صالح کے لیے مخصوص اور اہم اوقات کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔
❸ اطاعت میں اضافہ ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔
❹ نماز ظہر کے وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت بندوں کے اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

١١١٨ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ

۱۱۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو آپ انہیں اس (ظہر) کے بعد

بَعْدَهَا. رَوَاهُ الترمذي وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

پڑھتے تھے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذى (٤٢٦) بإسناد صحيح.

فقه الحديث: اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز ظہر سے پہلے سنتیں نہ پڑھی جاسکیں تو پھر انہیں نماز کے بعد پڑھنا چاہیے۔

۲۰۰۔ بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

۲۰۰۔ باب: عصر کی سنتیں

١١١٩ ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ. رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۱۱۹۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے' آپ ان کے درمیان مقرب فرشتوں، ان کی اتباع کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں پر سلام پھیرنے کے ساتھ فرق (فصل، جدائی) کرتے تھے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذى (٤٢٩)، وابن ماجه (١١٦١)، وأحمد (١/ ٥٨).

فقه الحديث☆ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے' ان کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر دو رکعتیں پڑھی جائیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایک ہی سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھی جائیں اور دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھا جائے۔

١١٢٠ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۱۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (١٢٧١)، والترمذى (٤٣٠)، وأحمد (٢/ ١١٧)، وغيرهم۔
اس حدیث کی سند محمد بن مہران کے صدوق ہونے کی وجہ سے حسن ہے۔ ابن معین اور دارقطنی رحمہما اللہ نے کہا کہ اس راوی میں کوئی حرج نہیں اور اس کے دادا مسلم بن مثنی کو ابوزرعہ نے ثقہ کہا ہے۔

فقه الحديث☆ عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے' ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ پس سنن رواتب پر محافظت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذریعہ ہے' اس طرح اللہ تعالیٰ بندوں پر رحمت فرماتا ہے۔

١١٢١ ـ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۱۲۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ شاذ ـ أخرجه أبو داود (١٢٧٢). یہ حدیث بظاہر حسن ہے' کیونکہ عاصم بن حمزہ صدوق ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ شاذ ہے' اس لیے کہ جو روایت محفوظ ہے اس میں چار رکعتوں کا ذکر ہے جو کہ آپ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

فقه الحديث☆ متن حدیث شاذ ہے' اس لیے قابل التفات نہیں۔

۲۰۱۔ بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

۲۰۱۔ باب: نماز مغرب سے پہلے اور بعد کی سنتیں

تَقَدَّمَ فِي هٰذِهِ الْأَبْوَابِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، وَحَدِيثُ عَائِشَةَ، وَهُمَا صَحِيحَانِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ.

گزشتہ ابواب میں حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی صحیح حدیثیں گزر چکی ہیں کہ نبی ﷺ نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر (۱۰۹۸) اور (۱۱۱۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۲۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ)) قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)). رواه البخاري.

۱۱۲۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھو''۔ تیسری مرتبہ فرمایا: ''جو چاہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۵۹ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ نماز مغرب سے پہلے اذان کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

❷ امر (حکم) وجوب پر دلالت کرتا ہے لیکن اگر کوئی قرینہ ہو تو وہ استحباب میں بدل جاتا ہے' جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ ''جو چاہے''۔ اگر یہ الفاظ نہ ہوتے تو پھر نماز مغرب سے پہلے رکعتیں واجب ہوتیں۔

❸ نفل نماز مراتب استحباب میں مختلف ہے۔

۱۱۲۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ. رواه البخاري.

۱۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کبار صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف جلدی کرتے تھے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۵۷ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (يبتدرون) ''وہ جلدی کرتے''۔ (السواری) ''ستون''۔

فقه الحديث☆ ❶ نماز کے وقت سترہ بنانا واجب ہے۔

❷ مسجد کے ستونوں کو سترہ بنانا جائز ہے۔

❸ نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

۱۱۲۴۔ وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقِيلَ: أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهُمَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رواه مسلم.

۱۱۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں غروب آفتاب کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے' ان سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ دو رکعتیں پڑھیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا آپ ہمیں ان کو پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے' آپ نے نہ ہمیں حکم دیا نہ منع ہی فرمایا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۳۶).

فقه الحديث☆ ❶ سنت یعنی حدیث کی تین اقسام کا بیان کہ کوئی قولی، کوئی فعلی اور کوئی تقریری حدیث ہوتی ہے۔ تقریری حدیث سے مراد ایسا عمل جو آپ ﷺ کے سامنے ہوا ہے لیکن آپ نے اس سے منع فرمایا نہ اس کے کرنے کا حکم فرمایا' یعنی خاموشی اختیار فرمائی۔

◆ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے' آپ نے استحبابی طور پر ان کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

١١٢٥۔ **وَعَنْهُ** قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۲۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے کہ مؤذن نے نماز مغرب کے لیے اذان دی تو لوگوں نے ستونوں کی طرف جلدی کی۔ انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں (یہ ان کا اس قدر معمول تھا) حتیٰ کہ اگر کوئی اجنبی شخص مسجد میں آتا تو وہ اکثر آدمیوں کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر گمان کرتا کہ شاید فرض نماز ہو چکی ہے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٣٧).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۲۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٠٢۔ بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

۲۰۲۔ باب: نماز عشاء سے پہلے اور اس کے بعد کی سنتیں

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَحَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. كَمَا سَبَقَ.

اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سابقہ حدیث ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث: ''ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے'' جیسا کہ پہلے گزرا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۹۸) اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۹۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٠٣۔ بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

۲۰۳۔ باب: جمعہ کی سنتیں

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ: صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ. متفقٌ عليه.

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سابق ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر (۱۰۹۸)۔

١١٢٦۔ **وَعَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ، فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا))**. رواه مسلم.

۱۱۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک نماز جمعہ پڑھے تو وہ اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٨١).

فقه الحديث☆ ◆ نماز جمعہ کے بعد نفل پڑھنے کی ترغیب ہے' کیونکہ آپ نے فرمایا: ''نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھو''۔ اب ان

کے پڑھنے میں بھی دو آراء ہیں:-

❶ ایک سلام کے ساتھ چاروں رکعتیں پڑھی جائیں۔

❷ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور دو پھر پڑھی جائیں۔ مگر بہتر اور مسنون طریقہ یہی ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے اور دو رکعتیں پھر پڑھی جائیں۔

بعض لوگ نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر ''احتیاطاً'' پڑھتے ہیں' اس ''احتیاط'' کا کتاب و سنت سے کوئی ثبوت نہیں' بلکہ احتیاط یہ ہے کہ اس بدعت سے احتیاط کی جائے۔

١١٢٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ. رواه مسلم.

۱۱۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ وہاں سے واپس آتے اور اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٨٨٢) (٧١).

فقه الحديث ☆ ❶ نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں یا دو رکعتیں پڑھنا جائز ہے۔

❷ نماز جمعہ کے بعد مسجد میں سنتیں پڑھنا جائز ہے اور گھر میں پڑھنا افضل و بہتر ہے۔

تنبیہ: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زاد المعاد'' میں شیخ الاسلام سے ایک قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں سنتیں ادا کرے تو وہ چار رکعتیں پڑھے اور اگر کوئی شخص نماز جمعہ کے بعد گھر میں سنتیں ادا کرے تو وہ دو رکعتیں پڑھے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''تمام المنة'' (ص ۳۴۱) میں اس قول اور موقف کی تردید کی ہے اور اس پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''هذا التفصيل لا أعرف بها أصلا في السنة''۔ یعنی اس (اس مسجد میں چار اور گھر میں دو رکعت) کی سنت سے کوئی دلیل ہمیں نہیں ملی۔

فائدہ:۔ جمعہ کی سنتوں کے بارے میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ کیا نماز جمعہ سے پہلے بھی سنتوں کی کوئی تعداد مقرر ہے یا نہیں؟ بعض لوگ نماز جمعہ سے پہلے بھی اس عقیدے اور نظریے کے تحت سنتیں پڑھتے ہیں جس طرح وہ ظہر وغیرہ سے پہلے پڑھتے ہیں۔ مگر کتاب و سنت سے ایسی کوئی دلیل ثابت نہیں کہ نماز جمعہ سے پہلے بھی سنتوں کی کوئی تعداد مقرر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے عمومی طور پر فرمایا کہ جو شخص خطبہ جمعہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں آئے تو وہ مقدور بھر جتنی چاہے نفل نماز پڑھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اور پھر دو دو کر کے نماز پڑھے اور جب خطبہ شروع ہو جائے تو پھر خاموشی سے خطبہ سنے اور اگر کوئی خطبہ شروع ہونے پر مسجد میں آئے تو پھر اسے چاہیے کہ صرف دو رکعتیں پڑھے اور پھر بیٹھ کر خطبہ سنے۔ پس نماز جمعہ سے پہلے سنتوں کی تعداد مقرر نہیں۔

٢٠٤ - بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سَوَاءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا، وَالْاَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيْضَةِ اَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ

۲۰۴۔ باب: نوافل کا گھر میں ادا کرنا مستحب ہے' خواہ وہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ' نیز نفل پڑھنے کے لیے فرض والی جگہ سے ہٹنے یا فرض و نفل کے درمیان گفتگو وغیرہ سے فصل (فرق، جدائی) کرنے کا حکم

١١٢٨ - عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۱۲۸۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ، فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)). متفقٌ عليه.

فرمایا: ''لوگو! اپنے گھروں میں نفل نماز پڑھا کرو' اس لیے کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٢١٤ ـ فتح)، ومسلم (٧٨١).

فقه الحديث☆ ❶ فرض نماز مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے' جبکہ تحیۃ المسجد کے نوافل مسجد ہی میں پڑھے جائیں گے۔

❷ نوافل گھر میں پڑھنے کی ترغیب اس لیے ہے تاکہ گھر میں برکت نازل ہو اور خیر و رحمت ہو تاکہ گھر شیطان کے شر سے محفوظ ہو۔ نیز اس میں خلاص و اخفا بہت زیادہ ہے اور نمود و ریا سے بھی بچاؤ ہے۔

١١٢٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا)). متفقٌ عليه.

۱۱۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی نمازوں میں سے کچھ حصہ اپنے گھروں کے لیے بھی مقرر کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٥٢٨ ـ ٥٢٩ ـ فتح)، ومسلم (٧٧٧).

فقه الحديث☆ ❶ قبرستان عبادت کی جگہ نہیں' اگر وہاں نماز پڑھی جائے تو وہ باطل ہے۔

❷ جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے تو گویا اس کے مکین قبرستان کے مکین ہیں۔

❸ مردوں کو گھروں میں دفن نہیں کرنا چاہیے۔

١١٣٠ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِيْ مَسْجِدِهِ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا)). رواه مسلم.

۱۱۳۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز اپنی مسجد میں ادا کرے تو اسے اپنی نماز میں سے کچھ حصہ اپنے گھر کے لیے بھی مقرر کرنا چاہیے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت عطا فرمائے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٧٨).

فقه الحديث☆ ❶ نفل نماز مسجد کی نسبت گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

❷ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز میں سے کچھ حصہ اپنے گھر کے لیے مقرر کرے' تاکہ اس کے گھر والے اس کی اقتدا کریں۔ گھر میں ذکر و اذکار اور قراءت قرآن کا اہتمام ہونا چاہیے' کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس گھر میں خیر و برکت اور رحمت نازل فرماتا ہے اور شیطان اس گھر سے راہ فرار اختیار کر جاتا ہے۔

١١٣١ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهُ اِلَى السَّائِبِ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ يَسْاَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ

۱۱۳۱۔ حضرت عمر بن عطاء سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے انہیں سائب ابن اخت نمر کی طرف وہ چیز پوچھنے کے لیے بھیجا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کی نماز میں دیکھی تھی۔ انھوں نے کہا: ہاں! میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ (حجرہ) میں نماز

الْإِمَامُ، قُمْتُ فِي مَقَامِي، فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ: إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ؛ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ، أَنْ لَا نُوصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ. رواه مسلم.

جمعہ ادا کی' جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے تو انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا: تم نے جو کیا ہے دوبارہ ایسے نہ کرنا' جب تم نماز جمعہ پڑھ لو تو پھر اس کے ساتھ کسی اور نماز کو نہ ملاؤ (متصل نہ پڑھو) حتیٰ کہ تم کوئی بات وغیرہ کر لو یا تم وہاں سے کہیں چلے جاؤ۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا تھا کہ ہم ایک نماز کے ساتھ کوئی دوسری نماز نہ ملائیں حتیٰ کہ ہم کوئی بات کر لیں یا ہم وہاں سے نکل جائیں۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۸۳).

غريب الحديث:۔ (المقصورة) ''حجرہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسجد میں بادشاہ یا امراء کے لیے مخصوص جگہ یا مخصوص کمرا مقرر کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی مصلحت ہو۔
❷ سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے الگ حجرہ بنایا' جب ایک خارجی نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔
❸ جس جگہ فرض نماز پڑھی ہو وہاں سے ہٹ کر نفل پڑھنے چاہییں تاکہ سجدہ کرنے کی جگہیں زیادہ ہوں۔
❹ فرض اور نفل میں فرق کرنا چاہیے۔
❺ فرض نماز کے بعد فوراً اس جگہ نفل نہیں پڑھنے چاہییں بلکہ کوئی بات کر لینی چاہیے یا جگہ بدل لینی چاہیے۔
❻ لوگوں کو حکمت اور موعظۂ حسنہ کے ذریعے تبلیغ کرنی چاہیے۔
❼ مسئلہ بتاتے وقت دلیل پیش کرنی چاہیے' تاکہ سامع سن کر اطمینان حاصل کر لے۔
❽ خلیفۂ وقت کو رعایا سے حسن سلوک اور تواضع سے پیش آنا چاہیے۔
❾ خلیفۂ وقت اور ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیے کہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے والے بن جائیں کیونکہ اتباع رسول میں خیر و بھلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

۲۰۵۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلَاةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهِ

۲۰۵۔ باب: نماز وتر کی ترغیب اور یہ بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور اس کے وقت کا بیان

۱۱۳۲۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَأَوْتِرُوا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ!)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۱۳۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح حتمی اور لازمی نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے مقرر اور جاری فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ وتر ہے' وتر کو پسند کرتا ہے لہٰذا اے اہل قرآن! تم وتر پڑھا کرو''۔ (ابوداوٗد' ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحیح بشواهده۔ أخرجه أبو داود (۱٤۱٦)، والترمذي (٤٥٣)، والنسائي (۳/ ۲۲۸۔ ۲۲۹)، وابن ماجه

(۱۱۶۹). اس کی سند عاصم بن ضمرہ کے صدوق ہونے کی وجہ سے حسن ہے۔ ابن مسعود وغیرہ کی احادیث اس کے لیے شاہد ہیں۔

غریب الحدیث☆ (وتر) ''واحد، طاق''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ نماز وتر واجب نہیں۔ بعض حضرات نے اسے واجب قرار دیا ہے لیکن ان کا یہ موقف درست نہیں کیونکہ فرض نمازوں کی تعداد پانچ ہے۔

❷ وتر کے معنی ہیں' طاق اسی لیے آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وتر ہے'' یعنی وہ اپنی ذات و صفات میں وتر ہے' یکتا ہے' اسی طرح نماز وتر کی تعداد بھی طاق عدد میں ہے یعنی ایک' تین، پانچ، سات اور نو۔ نماز وتر جفت اعداد یعنی دو، چار اور چھ وغیرہ میں نہیں۔

❸ اہل قرآن سے مراد عام مسلمان ہی ہیں اور بالخصوص وہ لوگ جو قرآن مجید حفظ کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کے لیے حدیث کی ضرورت ہے' اس کے بغیر قرآن پر عمل ممکن نہیں۔ شریعت قرآن و حدیث کے مجموعے کا نام ہے' مثلاً قرآن مجید میں ہے ''أقيموا الصلوة اور أتوا لزكوة'' اب نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اور زکوۃ کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کے لیے حدیث سے راہنمائی ملے گی۔ اس طرح اگر کوئی شخص حدیث کا منکر ہے تو وہ قرآن کا بھی منکر ہے۔

❹ وتر سنت ہے لیکن آپ نے سفر و حضر میں اسے پڑھا ہے' اس لیے وتر پڑھنا چاہیے۔

١١٣٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ، وَمِنْ اَوْسَطِهِ، وَمِنْ آخِرِهِ. وَانْتَهٰى وِتْرُهُ اِلَى السَّحَرِ. متفقٌ عليه.

۱۱۳۳۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں' رات کے ابتدائی حصے میں' اس کے درمیانی حصہ میں اور اس کے آخری حصے میں اور آپ کی نماز وتر سحر (صبح) تک پہنچی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤٨٦ - فتح)، ومسلم (٧٤٥) (١٣٧).

فقہ الحدیث☆ ❶ نماز وتر رات کے کسی بھی حصے میں پڑھنا جائز ہے۔

❷ نماز وتر دن کے وقت نہیں ہوتی۔ یہ نماز عشاء سے لے کر طلوع فجر کے درمیانی وقفے میں کسی بھی وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

١١٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا)). متفقٌ عليه.

۱۱۳۴۔ حضرت ابن عمر ﷞ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤٨٨ - فتح)، ومسلم (٧٥١) (١٥١).

فقہ الحدیث☆ نمازی کو چاہیے کہ وہ وتر کو رات کی آخری نماز بنائے یعنی تہجد اور نوافل وغیرہ دو دو رکعت کر کے پڑھتا رہے اور آخر پر ایک رکعت وتر پڑھ لے۔ اس طرح اس کی ساری نماز وتر یعنی طاق بن جائے گی۔ اگر کسی شخص کو اندیشہ ہو کہ وہ رات کو تہجد کے لیے نہیں اٹھ سکے گا تو وہ عشاء کے فوراً بعد وتر پڑھ لے۔

١١٣٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا)). رواه مسلم.

۱۱۳۵۔ حضرت ابو سعید خدری ﷜ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح کرنے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیا کرو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٥٤).

١١٣٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ، أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ. رواه مسلم.

وفي رواية له: فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَالَ: ((قُومِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ!)).

۱۱۳۶۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی نماز تہجد پڑھتے تھے اور وہ آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں' جب آپ کے وتر باقی رہ جاتے تو آپ انہیں بھی جگا دیتے' پس وہ وتر پڑھ لیتیں۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی روایت میں ہے: جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ فرماتے: ''عائشہ! اٹھو اور وتر پڑھو''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٤٤) (١٣٥)' والرواية الثانية عنده (٧٤٤).

فقه الحديث☆ ❶ اگر جگہ تنگ ہو تو عورت اپنے خاوند کے سامنے لیٹ سکتی ہے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو' اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

❷ نماز کے آگے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' لیکن اس کے سامنے لیٹنے یا بیٹھنے یا کھڑے ہونے سے نہیں ٹوٹتی۔

❸ اگر کوئی شخص سامنے بیٹھا ہوا ہو تو اسے سترہ بنایا جا سکتا ہے۔

❹ آدمی کو چاہیے کہ وہ نماز تہجد کے لیے اپنے گھر والوں کو بھی جگائے۔

❺ آخری رات کو اٹھ کر صرف وتر بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔

١١٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۱۳۷۔ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھنے میں جلدی کرو''۔ (ابوداؤد' ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٤٣٦)، والترمذي (٤٦٧).

یہ حدیث مسلم میں بھی موجود ہے لیکن امام نووی ؒ مسلم کا حوالہ نقل کرنا بھول گئے ہیں۔ (مسلم: ۷۵۰)

فقه الحديث☆ صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھنے کی ترغیب ہے نیز یہ ثابت ہوا کہ قیام اللیل یا تہجد کا وقت طلوع فجر تک ہے۔

١١٣٨ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ، فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)). رواه مسلم.

۱۱۳۸۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا تو وہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لے اور جس شخص کو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی امید ہو تو اسے چاہیے کہ وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے۔ کیونکہ آخری رات کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہی (وقت) افضل ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٥٥).

فقه الحديث☆ ❶ نماز تہجد رات کے پہلے اور آخری حصے میں سے کسی بھی وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

❷ جس شخص کو اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا تو اسے رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لینے چاہییں۔

❸ اور جس شخص کو ظن غالب ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں اٹھ سکے گا تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ وتر کو رات کے آخری حصے تک

مؤخر کرے اور یہی افضل ہے۔

❸ نماز تہجد کی فضیلت کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

٢٠٦۔ بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحٰی وَبَيَانِ أَقَلِّهَا وَأَكْثَرِهَا وَأَوْسَطِهَا، وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

٢٠٦۔ باب: نماز چاشت کی فضیلت‘ اس کی کم از کم‘ زیادہ سے زیادہ اور درمیانی تعداد کا بیان اور اس پر محافظت کی ترغیب

١١٣٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ. متفقٌ عليه.

وَالْإِيتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا يَثِقُ بِالْاِسْتِيقَاظِ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنْ وَثِقَ، فَآخِرُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ.

١١٣٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے ہر مہینے تین روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی۔ (متفق علیہ)

سونے سے پہلے وتر پڑھنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جسے رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی امید واثق نہ ہو اور اگر کسی شخص کو اٹھنے کی امید قوی ہو تو پھر رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٥٦ ۔ فتح)، ومسلم (٧٢١).

غريب الحديث☆ (الخليل) ”سچا اور مخلص دوست“۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کو خلیل بنانا جائز ہے۔

❷ نماز چاشت پڑھنا مستحب ہے اور اس کی کم از کم تعداد دو رکعتیں ہیں۔

❸ جس شخص کو رات کو جاگنے کی امید نہ ہو تو اس کے لیے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔

❹ آدمی کو چاہیے کہ وہ نفل نماز اور نفل روزے کے ذریعے فرض نماز اور فرض روزے کی مشق کرے۔ نوافل کی مشق سے فرائض کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے نیز قیامت کے دن نوافل کے ذریعے فرائض کی کمی پوری کی جائے گی۔

❺ تین دن کے روزوں سے مراد کوئی بھی تین دن ہو سکتے ہیں اور ایام بیض (قمری مہینے کی ١٣، ١٤، ١٥ تاریخ) بھی ہو سکتے ہیں۔

❻ اپنے دوست احباب کو ایسے امور کی وصیت کرنی چاہیے جو ان کے لیے دنیا و آخرت میں نافع ہو۔

١١٤٠۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)). رواه مسلم.

١١٤٠۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر بار (سبحان الله) کہنا صدقہ ہے‘ ہر بار (الحمد لله) کہنا صدقہ ہے ہر بار (لا إله إلا الله) کہنا صدقہ ہے‘ ہر بار (الله اكبر) کہنا صدقہ ہے‘ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان کے مقابلے میں چاشت کی وہ دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں جنہیں وہ ادا کرتا ہے“۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۴۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى أَرْبَعًا، وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ. رواه مسلم.

۱۱۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز چاشت چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا تو زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۷۱۹) (۷۹).

فقه الحديث ☆ ❶ نماز چاشت چار رکعتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

❷ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ چار سے زائد آٹھ رکعات تک بھی پڑھ لیتے تھے اور کبھی دو رکعتیں بھی پڑھتے تھے۔

۱۱۴۲۔ وَعَنْ أُمِّ هَانِيءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَذٰلِكَ ضُحًى. متفقٌ عليه. وهذا مختصر لفظِ إحدى روايات مسلم.

۱۱۴۲۔ حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا' جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں اور یہ چاشت کا وقت تھا۔ (متفق علیہ) اور یہ مسلم کی روایات میں سے ایک مختصر روایت کے الفاظ ہیں۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۶۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۰۷۔ بَابُ تَجُوْزُ صَلَاةُ الضُّحٰى مِنِ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلٰى زَوَالِهَا وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلِّيَ عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحٰى

۲۰۷۔ باب: نماز چاشت سورج کے بلند ہونے سے سورج ڈھلنے تک پڑھنا جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ گرمی کی شدت اور سورج کے خوب چڑھ جانے پر پڑھی جائے

۱۱۴۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى، فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((**صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ**)). رواه مسلم.

((**تَرْمَضُ**)) بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْمِيمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، يَعْنِي: شِدَّةَ الْحَرِّ. ((**وَالْفِصَالُ**)) جَمْعُ فَصِيْلٍ وَهُوَ: الصَّغِيْرُ مِنَ الْإِبِلِ.

۱۱۴۳۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کچھ لوگوں کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: سن لو! ان لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ اس نماز کو اس وقت کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أوابین (رجوع، توبہ کرنے والوں) کی نماز اس وقت ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلیں''۔ (مسلم)

(ترمض) تاء اور میم پر زبر اور ضاد کے ساتھ' اس کے معنی سخت گرمی''۔

اور **(الفصال)** یہ فصیل کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں ''اونٹ کا بچہ''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۷٤۸).

غریب الحدیث☆ (الأوابين) ''اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور رجوع کرنے والے''۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کے صحابہ کرام نماز چاشت پر مواظبت فرماتے تھے۔

❷ جب مطیع اطاعت اختیار کرے تو اس کی مدح کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ مدح شریعت کے خلاف نہ ہو۔

❸ نماز چاشت کا افضل وقت وہ ہے جب گرمی زیادہ ہو جائے یعنی سورج بلند ہو جائے۔

تنبیہ: بعض لوگ نماز مغرب کے بعد ''نماز اوابین'' کے نام سے نماز پڑھتے ہیں' اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں' صحابہ کرام کے عمل سے بھی ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ بدعت ہے اور بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔

۲۰۸۔ بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلَاةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهِيَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي أَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَاةَ فَرِيْضَةٍ أَوْ سُنَّةً رَاتِبَةً أَوْ غَيْرَهَا

۲۰۸۔ باب: تحیۃ المسجد کی ترغیب، تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھنے کی کراہت خواہ وہ کسی وقت بھی داخل ہو۔ نیز یہ سب برابر ہے کہ وہ آنے والا یہ دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھے یا فرض نماز کی نیت سے یا سنت راتبہ یا غیر راتبہ کی نیت سے پڑھے

۱۱۴۴۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ)). متفقٌ عليه.

۱۱۴۴۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۳۷ ـ فتح)، ومسلم (۷۱۴).

۱۱۴۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). متفقٌ عليه.

۱۱۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۳۷ ـ فتح)، ومسلم (۷۱۵).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔

❷ اگر کوئی شخص تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا بھول جائے تو امام اسے یاد کرادے۔

❸ مسجد میں آنے والا جس نیت سے بھی دو رکعتیں پڑھے گا تو وہ اس کی تحیۃ المسجد کی رکعتیں بھی متصور ہوں گی اور وہ نہ پڑھنے کی کراہت سے بچ جائے گا۔

❹ تحیۃ المسجد کی رکعتوں کے وجوب و استحباب میں اختلاف ہے' استحباب راجح ہے۔

۲۰۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

۲۰۹۔ باب: وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے

١١٤٦۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: ((يَا بِلَالُ! حَدِّثْنِي بِاَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجَى عِنْدِي مِنْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ.

متفقٌ عليه. وهذا لفظ البخاري.

((الدَّفُّ)) بالفاءِ: صَوْتُ النَّعْلِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْاَرْضِ، وَاللّٰه أعلم.

۱۱۴۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے بلال! مجھے اپنے اس عمل کے بارے میں بتاؤ جو تم نے اسلام میں سب سے زیادہ امید والا کیا ہو؟ اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے“۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے کوئی عمل اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید والا نہیں کیا کہ میں نے رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی وضو کیا تو اس کے ساتھ جتنی نماز میرے مقدر میں تھی میں نے ضرور پڑھی۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

(الدف) فاء کے ساتھ اس کے معنی ہیں ”زمین پر جوتے کی حرکت اور آواز“۔ (واللہ اعلم!)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (۳/ ۳٤ ـ فتح)، ومسلم (۲٤٥۸).

غريب الحديث☆ (بأرجى عمل) ”جس عمل کی وجہ سے سب سے زیادہ ثواب کی امید ہو“۔

فقه الحديث☆ ❶ پوشیدہ عمل جہری عمل سے افضل ہے۔

❷ وضو کے بعد نماز پڑھنے کی ترغیب۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب بھی وضو کرتے تو وہ کچھ نہ کچھ نفل نماز ضرور پڑھتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ وہ چلتے تو زمین پر تھے لیکن کے جوتوں کی آواز جنت میں آتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آواز معراج کے موقع پر سنی۔

❸ بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی پوشیدہ طور پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تصور سے بڑھ کر اجر عطا فرماتا ہے۔

❹ نیک لوگوں سے ان کے اچھے اعمال کے بارے میں پوچھا جا سکتا ہے تاکہ باقی لوگ بھی ان کی پیروی میں وہ نیک اعمال کریں۔

❺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

❻ ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت۔

❼ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگا اور درجات حسب اعمال ہوں گے۔

❽ جنت اور جہنم اب بھی موجود ہیں۔

۲۱۰۔ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوْبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا، وَالتَّطَيُّبِ

۲۱۰۔ باب: جمعہ کے دن کی فضیلت، نماز جمعہ کے وجوب، اس کے لیے غسل کرنے، خوشبو لگانے، اس

وَالتَّبْكِيرِ إِلَيْهَا وَالدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ، وَ بَيَانُ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ إِكْثَارِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

کے لیے جلدی جانے، جمعہ کے دن دعا کرنے، اس روز نبی ﷺ پر درود بھیجنے اور اس گھڑی کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [الجمعة: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب نماز جمعہ پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ''۔

شرح الآية☆ اس آیت سے پہلے والی آیت میں مومنوں کو خطاب کیا گیا کہ جب نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو کاروبار چھوڑ کر ذکر الٰہی کے لیے آجاؤ اور یہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب نماز جمعہ ہو جائے تو پھر تم اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے پھیل جاؤ۔ پس ثابت ہوا کہ نماز جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد کاروبار وغیرہ کرنا جائز ہے۔

١١٤٧ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا)). رواه مسلم.

۱۱۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز وہ جنت میں داخل کیے گئے اور وہ اسی روز اس جنت میں سے نکالے گئے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٥٤).

فقه الحديث☆ ❶ جمعہ کے دن کی فضیلت۔ یہ اتنا عظیم دن ہے کہ اس میں بہت اہم تاریخی امور سرانجام پائے۔

❷ بندے کو چاہیے کہ وہ اس روز زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ٹھہرے اور اس کے عذاب سے بچ جائے۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق قیامت بھی جمعہ کے دن آئے گی۔

١١٤٨ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى، فَقَدْ لَغَا)). رواه مسلم.

۱۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر نماز جمعہ کے لیے آیا اور خوب کان لگا کر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی درمیانی مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس شخص نے کنکریوں کو چھوا (بھی) تو اس نے لغو کام کیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٥٧) (٢٧).

فقه الحديث☆ ❶ اچھے طریقے سے وضو کرنا مستحب ہے۔
❷ امام کے خطبہ کے لیے آنے سے پہلے پہلے نفل نماز پڑھنا مستحب ہے۔
❸ خطبہ جمعہ کے وقت خاموشی کے ساتھ غور سے خطبہ سننا واجب ہے۔
❹ خطبے کے بعد اور تکبیر تحریمہ سے پہلے بات چیت کرنا جائز ہے۔
❺ دوران خطبہ کنکریوں کو اٹھانا یا ان کے ساتھ کھیلنا حرام ہے۔
❻ خطبہ جمعہ واجب ہے۔
❼ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا ثواب دس گنا عطا فرماتا ہے' جیسا کہ ایک جمعہ پڑھنے سے دس دن کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

١١٤٩ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ)). رواه مسلم.

۱۱۴۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں' ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیانی مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں' بشرطیکہ بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٣٣) (١٦).

فقه الحديث☆ نیک اعمال سے گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن ان سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ شرط ہے۔ کیونکہ حدیث میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ یہ اعمال گناہوں کو مٹانے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے یعنی کبیرہ گناہ ان اعمال سے معاف نہیں ہوتے۔

١١٥٠ ـ وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)). رواه مسلم.

۱۱۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کے تختوں پر فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں یا پھر اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٦٥).

غريب الحديث☆ (ودعهم) ''چھوڑنے، ترک کرنے سے''۔ (الختم) ''مہر، غلاف وغیرہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ خطبے یا وعظ کے لیے منبر استعمال کرنا جائز ہے۔
❷ جمعہ فرض عین ہے اور یہ باجماعت ہی ادا ہوتا ہے۔
❸ جو شخص شرعی عذر کے بغیر تین جمعے مسلسل ترک کر دے تو پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔
❹ معاصی کے کئی طبقات ہیں۔
❺ نیک اعمال کرنے سے دل روشن ہو جاتے ہیں۔

١١٥١ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ

۱۱۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے

الْجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ)). متفق عليه.

چاہیے کہ وہ غسل کرے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۵٦ ـ فتح)، ومسلم (۸٤٤).

فقه الحديث☆ ❶ مسئلہ بتانے کے لیے حدیث کا مخصوص حصہ بتانا اور اتنے حصے ہی پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

❷ نماز جمعہ سے پہلے غسل کرنا بعض کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

❸ نماز جمعہ کے بعد نہانا غسل جمعہ سے کفایت نہیں کرتا۔

١١٥٢ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)). متفق عليه.

الْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ: الْبَالِغُ. وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ: وُجُوبُ اخْتِيَارٍ، كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ. واللّٰه أعلم.

۱۱۵۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ شخص پر واجب ہے"۔ (متفق علیہ)

(محتلم) سے مراد بالغ اور وجوب سے مراد اختیار ہے۔ جیسے آدمی اپنے ساتھی سے کہے تمہارا حق مجھ پر واجب ہے۔ (اللہ اعلم!)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۵٦ ـ فتح)، ومسلم (۸٤٦).

فقه الحديث☆ ❶ جمعہ کے دن کے لیے مخصوص غسل ہے۔ اگر کسی نے کسی اور وجہ سے غسل کر لیا ہے تو وہ غسل جمعہ سے کفایت نہیں کرے گا' الا کہ وہ ساتھ غسل جمعہ کی نیت بھی کرے' یعنی نیت ضروری ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو جمعہ کے دن غسل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اگر تمہارا یہ غسل، غسل جنابت ہے تو پھر جمعہ کے لیے دوبارہ غسل کرو۔"

❷ جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس پر غسل بھی واجب ہے۔

١١٥٣ ـ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۱۵۳۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے"۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه أبوداود (۳۵٤)، والترمذي (٤۹۷)، والنسائي (۳/ ۹٤). اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ حسن نے سمرہ سے صرف عقیقہ والی حدیث سنی ہے اور وہ مدلس ہے' اس نے سماع کی وضاحت نہیں کی۔ لیکن "نصب الرایۃ (۱/ ۸۸، ۹۰-۹۳)" میں اس کے شاہد موجود ہیں۔

فقه الحديث:۔ (فبها) اس نے رخصت کو اختیار کیا اور یہ وضو کافی ہے۔ (ونعمت) یہ رخصت اچھی ہے یعنی وضو شرعاً ممدوح ہے' جو شخص وضو پر اکتفا کرتا ہے تو اس پر کوئی مذمت نہیں۔ جو حضرات جمعہ کے غسل کو فرض قرار نہیں دیتے ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ (اللہ اعلم) جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے تو ظاہر ہے کہ اس طرح مکمل طور پر طہارت اور پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے اور یہ حدیث اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ غسل جمعہ وضو کی نسبت افضل ضرور ہے لیکن یہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

١١٥٤ ـ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۱۱۵۴۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى)). رواه البخاري.

فرمایا: ''جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور مقدور بھر طہارت حاصل کرے، تیل لگائے یا اپنے گھر میں موجود خوشبو لگائے پھر جمعہ کے لیے آئے اور (مسجد میں بیٹھے ہوئے نمازیوں میں سے) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر تفریق نہ کرے پھر جو اس کے مقدر میں ہے (نفل) نماز پڑھے' پھر جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموشی اختیار کرے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے درمیانی وقفے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٨٢٦) ملاحظہ فرمائیں۔

١١٥٥ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُوْلٰى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ)). متفق عليه.

قَوْلُهُ: ((غُسْلَ الْجَنَابَةِ))؛ أَيْ: غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ.

١١٥٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح (خوب اہتمام سے) غسل کیا پھر پہلی گھڑی میں (جمعہ کے لیے) گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو شخص دوسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے گائے قربان کی' جو شخص تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا' جو شخص چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی قربان کی اور جو شخص پانچویں گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک انڈا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پس جب امام خطبے کے لیے تشریف لے آئے تو فرشتے (مسجد کے اندر) حاضر ہو جاتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

(غسل الجنابة) جنابت کا سا غسل یعنی خوب اہتمام کے ساتھ غسل کیا جائے جس طرح غسل جنابت کیا جاتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣٦٦ - فتح)، ومسلم (٨٥٠).

غريب الحديث☆ (قَرَّبَ) ''قربانی کی، صدقہ کیا''۔ (رَاحَ) ''گیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ جمعہ والے دن خوب اہتمام کے ساتھ غسل کیا جائے۔

❷ جمعہ والے دن مسجد کی طرف جلدی اور پہلے وقت میں جانے کی فضیلت۔

❸ فضل واجر کے لحاظ سے لوگوں کے مراتب ہیں اور یہ مراتب حسب اعمال ملتے ہیں۔

❹ شریعت میں کوئی بھی صدقہ حقیر نہیں خواہ وہ کتنا ہی معمولی سا کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ دل کی کیفیت دیکھتا ہے۔

❺ خطبہ جمعہ کے دوران بالکل خاموش رہنا چاہیے' اس لیے کہ جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے دفتر (حاضری رجسٹر) بند کر کے مسجد میں آ جاتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

❻ اللہ کی راہ میں اونٹ کا صدقہ پیش کرنا گائے کے صدقے سے بہتر ہے۔

❼ خطبہ شروع ہونے پر جب فرشتے رجسٹر بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وعظ و نصیحت سنتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے فرشتے درجہ بدرجہ آنے والے لوگوں کے فضیلت کے لحاظ سے نام لکھ رہے تھے' اب وہ لکھنے والا کام بند کر دیتے ہیں اور آرام و سکون سے خطبہ سنتے ہیں۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد جو لوگ جمعے کے لیے آتے ہیں وہ اس خصوصی اندراج والی فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

١١٥٦ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) وَاَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. متفقٌ عليه.

١١٥٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا: ''اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ وہ جس مسلمان بندے کو میسر آ جائے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے''۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤١٥ ـ فتح)، ومسلم (٨٥٢).

فقه الحديث☆ ❶ اس دن میں اس گھڑی کو پانے کی ترغیب' اس لیے کہ اس میں بہت خیر و بھلائی ہے۔

❷ جمعہ کے دن باقی ایام کی نسبت زیادہ خیر و بھلائی اور برکت ہے۔

❸ جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہییں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیے۔

❹ وہ مختصری گھڑی جس میں دعا قبول ہوتی ہے اس کی تعیین کے بارے میں مختلف اقوال و آراء ہیں:۔

① وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک ہے۔

② نماز عصر کے بعد ہے۔

③ نماز کی حالت میں ہے۔

④ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے۔

⑤ سورج ڈھلنے کے بعد ہے۔

اس اختلاف میں بھی یہ ترغیب ہے کہ اس روز کثرت سے دعائیں کی جائیں۔

١١٥٧ - وَعَنْ اَبِي بُرْدَةَ بْنِ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

١١٥٧۔ حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد کو جمعہ کی اس

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ)). رواه مسلم.

گھڑی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا میں نے کہا: ہاں! میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٨٥٣).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (١١٥٦) ملاحظہ فرمائیں۔

١١٥٨ـ **وَعَنْ** اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ؛ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

١١٥٨ـ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے زیادہ افضل ہے اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو' اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔ (ابوداؤد۔ اس کی سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (١٠٤٧ـ ١٥٣١)، والنسائي (٣/ ٩١ـ ٩٢)، وابن ماجه (١٠٨٥ ـ ١٦٠٦)، وأحمد (٤/ ٨)، والحاكم (١/ ٢٧٨).

فقه الحديث☆ ❶ جمعے کا دن باقی تمام دنوں سے افضل ہے۔

❷ جمعہ کے دن نبی ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیے۔

❸ نبی ﷺ کی خدمت میں درود پیش کیا جاتا ہے' آپ قریب و بعید سے خود درود نہیں سنتے بلکہ فرشتے آپ تک درود پہنچاتے ہیں۔

٢١١ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ أَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

٢١١ـ باب: کسی ظاہری نعمت کے حاصل ہونے یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹل جانے پر سجدہ شکر کرنا مستحب ہے

١١٥٩ـ **عَنْ** سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا، فَمَكَثَ طَوِيْلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا ـ فَعَلَهُ ثَلَاثًا ـ وَقَالَ: ((إِنِّي سَاَلْتُ رَبِّي، وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِي، فَاَعْطَانِي ثُلُثَ اُمَّتِي،

١١٥٩ـ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ جب ہم ''عزوراء'' مقام کے قریب پہنچے تو آپ سواری سے نیچے اترے پھر دونوں ہاتھ بلند کیے اور کچھ دیر اللہ سے دعا کی' پھر سجدے میں گر گئے اور دیر تک حالت سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور کچھ دیر کے لیے ہاتھ بلند کیے پھر سجدے میں گر گئے۔ آپ نے تین بار ایسے کیا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لیے

فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي، فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخَرَ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُد.

شفاعت کی تو اس نے مجھے میری امت کا ایک تہائی عطا فرمایا تو میں اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہوگیا' پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے میری امت کا ایک تہائی اور عطا فرما دیا۔ پس میں شکر ادا کرنے کے لیے اپنے رب کے سامنے سجدے میں گر گیا' پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آخری ثلث بھی عطا فرما دیا۔ پس میں شکر ادا کرنے کے لیے اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه أبو داود (۲۷۷۵) بإسناد ضعيف فيه.

اس حدیث کی سند میں موسیٰ بن یعقوب الزمعی ''سيء الحفظ'' ہے اور اس کا استاد یحییٰ بن الحسن بن عثمان مجہول ہے اور ابن عثمان کا استاد اشعث بن اسحاق بھی مجہول الحال ہے' اسے صرف ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔

غريب الحديث☆ (عزوراء) عین پر زبر، زاء ساکن، واؤ اور راء پر زبر، مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن کسی خوشی کے حاصل ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدۂ شکر ادا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو وہ شکر کے طور پر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

۲۱۲۔ بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾ [الإسراء : ۷۹]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ [السجدة : ۱۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴾ [الذاريات : ۱۷].

۲۱۲۔ باب: رات کی نماز کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا کریں' یہ آپ کے لیے ایک زائد عمل ہے' امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا''۔ اور فرمایا: ''ان (اہل ایمان) کے پہلو ان کے بستروں سے دور رہتے ہیں''۔

نیز فرمایا: ''وہ (اہل ایمان وتقویٰ) رات کو کم ہی سویا کرتے تھے''۔

شرح الآيات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو خطاب فرمایا کہ آپ رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا کیا کریں۔ یہ آپ کے لیے ایک زائد عمل ہے۔ آپ یہ عمل کرتے رہیں' قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت والے دن مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ یہ مقام رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہے۔

دوسری اور تیسری آیت میں اہل ایمان وتقویٰ کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں اور وہ رات کو کم ہی سوتے ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے حضور قیام وسجود کی حالت میں رات بسر کرتے ہیں۔ ان آیات میں نماز تہجد ادا کرنے کی ترغیب ہے کہ رات کو اٹھ کر اللہ سے اپنے گناہ معاف کرائے جائیں اور اسے راضی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا

فرمائے۔ (آمین!)

١١٦٠ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا!)). متفقٌ عليه.

وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ نَحْوَهُ. متفقٌ عليه.

۱۱۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو (اس قدر طویل) قیام فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس طرح کیوں تکلیف برداشت کرتے ہیں' جب کہ آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تو کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں!''۔ (متفق علیہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث بخاری و مسلم میں مروی ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۹۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١١٦١ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَ فَاطِمَةَ لَيْلًا؛ فَقَالَ: ((أَلَا تُصَلِّيَانِ؟)). متفقٌ عليه.

((طَرَقَهُ)): أَتَاهُ لَيْلًا.

۱۱۶۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟''۔ (متفق علیہ)

(طرقة) ان کے پاس رات کے وقت تشریف لائے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١٠ ـ فتح)، ومسلم (٧٧٥).

فقه الحديث: نماز تہجد کی فضیلت کہ اس کے لیے اپنے عزیز و اقارب کو جگانا جائز ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اپنے چچازاد اور داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی ترغیب دلائی تاکہ وہ اس وجہ سے عظیم فضیلت حاصل کرسکیں۔ نیز یہ پتا چلا کہ نبی ﷺ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کی خیر و بھلائی کے لیے کس قدر فکرمند تھے کہ آپ رات دن مصروف رہتے تھے۔

١١٦٢ ـ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ)) قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۲۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اچھا آدمی ہے' اگر وہ نماز تہجد پڑھتا''۔ سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٤٧٩).

فقه الحديث☆ ❶ نماز تہجد پڑھنے سے انسان عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

❷ خیر و بھلائی کی تمنا کرنا مستحب ہے۔

❸ نیکی پر رغبت دلانے کے لیے کسی شخص کی تعریف کی جاسکتی ہے۔

❹ عبادت گزار ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کرتا ہے' آرام کرنے کا ایک وقت ہے اور نماز تہجد پڑھنے کا بھی ایک وقت ہے' ہر کام کو اس کے وقت پر کرنا چاہیے۔

❺ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور جذبہ اطاعت کا بیان کہ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کا پتا چلا تو پھر انھوں نے زندگی بھر قیام اللیل ترک نہیں کیا۔

١١٦٣ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ: كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)). متفقٌ عليه.

۱۱۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا' وہ نماز تہجد پڑھا کرتا تھا' پس اب اس نے تہجد پڑھنا ترک کر دیا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١١٦٤ـ وعن ابنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ! قَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنَيْهِ ـ أَوْ قَالَ: فِيْ أُذُنِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۱۶۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جو رات کو صبح ہونے تک سویا رہا' آپ نے فرمایا: ''یہ وہ آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں (یا فرمایا ایک کان میں) شیطان نے پیشاب کر دیا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٨ ـ فتح)، ومسلم (٧٧٤).

فقه الحديث☆ ❶ شیطان کے پیشاب کرنے کا وقت بتایا گیا ہے۔

❷ شیطان فی الحقیقت پیشاب کرتا ہے۔

❸ شیطان اپنے تمام وسائل و ذرائع اور اسباب بروئے کار لاتا ہے تاکہ بندے کو اطاعت وعبادت سے غافل کر دے۔

❹ قیام اللیل شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

❺ انسان کے کانوں میں شیطان کے پیشاب کر دینے سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات کا خیال ہے کہ شیطان فی الحقیقت انسان کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے اور بعض کی رائے ہے کہ یہ کنایہ ہے کہ شیطان اس کے کانوں میں بوجھ اور ثقل پیدا کر دیتا ہے جس وجہ سے وہ حق سنتا ہی نہیں۔

١١٦٥ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ، ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلّٰى، انْحَلَّتْ عُقَدُهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَ إِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ)). متفقٌ عليه.

قَافِيَةُ الرَّأْسِ: آخِرُهُ.

۱۱۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سویا ہوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور وہ ہر گرہ پر (تاکید کے لیے) ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے: تیرے لیے رات بہت لمبی ہے' پس ابھی سوئے رہو۔ اگر وہ جاگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھ لے تو پھر تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ ہشاش بشاش اور طیب النفس ہوتا ہے' ورنہ وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ خبیث النفس اور سست ہوتا ہے''۔ (متفق علیہ)

(قافية الرأس) ''سر کا آخری حصہ' گدی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٤ ـ فتح)، ومسلم (٧٧٦).

فقه الحديث☆ ❶ شیطان تین اعمال کے بدلے میں تین گرہیں لگاتا ہے، اس لیے جب بندہ وہ تینوں اعمال کر لیتا ہے تو وہ تینوں گرہیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ اعمال ہیں بیدار ہو کر اللہ کو یاد کرنا، وضو کرنا اور نماز پڑھنا۔

❷ بندہ مومن جب اللہ تعالیٰ کی رضا والے اعمال کرتا ہے تو اسے سکون و اطمینان اور راحت نصیب ہوتی ہے اور دلی طور پر خوش ہوتا ہے۔

❸ نماز تہجد میں طیب نفس اور شرح صدر کا راز پنہاں ہے۔

❹ عبادت و اطاعت سے غفلت، تھکان اور سستی و کاہلی شیطانی اثر کا نتیجہ ہیں۔

١١٦٦ ـ **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۱۶۶۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں تو (اللہ کی رحمت سے) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۴۹) ملاحظہ فرمائیں۔

١١٦٧ ـ **وَعَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ)). رواه مسلم.

۱۱۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٦٣).

فقه الحديث☆ ❶ محرم کے مہینے میں نفلی روزے رکھنے کی فضیلت' بالخصوص نو اور دس محرم کے روزے۔

❷ فرض نمازوں کے علاوہ سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔

١١٦٨ ـ **وَعَنِ** ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)). متفق عليه.

۱۱۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پس جب تمہیں صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر آخر پر ایک رکعت وتر پڑھ لے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٥٦١ ـ ٥٦٢ ـ فتح)، ومسلم (٧٤٩).

فقه الحديث☆ ❶ رات کی نماز دو دو رکعت ہے' اس لیے دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے۔

❷ وتر کو سب سے آخر میں پڑھنا چاہیے' اس سے پوری نماز وتر یعنی طاق بن جائے گی۔

❸ ایک رکعت وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔

١١٦٩ ـ **وَعَنْهُ** قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ. متفق عليه.

۱۱۶۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کی نماز (تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھا کرتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے

تھے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۰۶) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۷۰ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَا يَصُوْمَ مِنْهُ، وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ. رواهُ البخاري.

۱۱۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں تو اس طرح روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ نہیں رکھیں گے اور کسی مہینے میں اس قدر روزے رکھتے کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں کوئی روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور آپ ﷺ قیام اللیل اس انداز سے کرتے تھے کہ اگر کوئی آپ ﷺ کو رات کے کسی بھی حصہ میں نماز پڑھتا دیکھنا چاہے تو وہ دیکھ سکتا تھا اور اسی طرح اگر وہ آپ سویا ہوا دیکھنا چاہے تو سویا ہوا دیکھ سکتا تھا (یعنی آپ نے رات کا کوئی حصہ قیام کے لیے مخصوص نہیں کیا تھا' باری باری ہر حصے میں قیام کرتے تھے)۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۲۲ ۔ فتح، بتمامه.

اس حدیث کا پہلا حصہ صحیح مسلم (۱۱۵۸) میں بھی ہے۔

فقه الحدیث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے نفلی روزوں اور نفلی نماز کا معمول بدلتا رہتا تھا۔ آپ ﷺ قیام اللیل کبھی رات کے ابتدائی حصے میں فرماتے' کبھی اس کے وسط میں اور کبھی آخری رات قیام فرماتے۔ اسی طرح نفلی روزوں کے بارے میں بھی آپ کا معلوم مختلف تھا کہ آپ کبھی مہینے کے شروع میں روزے رکھتے کبھی درمیان میں اور کبھی مہینے کے آخری ایام میں روزے رکھتے تھے۔ یعنی جو شخص آپ کو جس وقت میں روزے کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو وہ آپ کو روزے کی حالت میں دیکھ لیتا اور اگر کوئی شخص رات کو حالت قیام میں دیکھنا چاہتا تو وہ آپ کو حالت قیام میں دیکھ لیتا۔

❷ ہر ماہ نفلی روزے رکھنا مستحب ہے لیکن ان کے لیے اپنی طرف سے کوئی ایام مخصوص کر لینا درست نہیں۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل نفلی روزے رکھے نہ پوری رات قیام کیا ہے۔ یعنی آپ نفلی روزے لگاتار نہیں رکھتے تھے' اسی طرح ساری رات قیام میں بھی نہیں گزارتے تھے۔

۱۱۷۱ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ۔ تَعْنِي فِي اللَّيْلِ ۔ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ آيَةً قَبْلَ اَنْ يَرْفَعَ رَاْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ۔ رواه البخاري.

۱۱۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے' آپ اس قدر لمبا سجدہ کرتے کہ آپ کے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا۔ آپ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر آپ اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے حتیٰ کہ نماز کی اطلاع کرنے والا آپ کے پاس آتا۔ (بخاری)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۷ ۔ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ نماز تہجد میں لمبا سجدہ کرنا مستحب ہے۔
❷ فجر کی دو سنتوں کی محافظت۔
❸ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا چاہیے۔
❹ مؤذن کو چاہیے کہ نماز کا وقت ہو جانے پر امام کو مطلع کرے۔

١١٧٢ ـ **وَعَنْهَا** قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ ـ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ ـ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ! ثُمَّ يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ! ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ!؟ فَقَالَ: **((يَا عَائِشَةُ! اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي))**. متفقٌ عليه.

۱۱۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں نماز تہجد گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے' پس آپ ان کے طول وحسن کے بارے میں نہ پوچھیں! پھر آپ چار رکعتیں پڑھتے' پس تم یہ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور کتنی طویل ہوتی تھیں! پھر آپ تین رکعت پڑھتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''عائشہ! یقیناً میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۳۳ ـ فتح)، ومسلم (۷۳۸).

فقه الحديث☆ ❶ آپ ﷺ کے دیگر اعمال کی طرح نماز تہجد میں بھی تسلسل اور یکسانیت تھی' آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔
❷ قیام اللیل میں لمبا قیام مستحب ہے۔
❸ اس حدیث سے ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں پڑھنا ثابت نہیں ہوتا' کیونکہ دیگر احادیث میں موجود ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔
❹ آنکھوں کا سونا اور دل کا بیدار رہنا جس سے وضو نہیں ٹوٹتا یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے جبکہ سو جانے سے عام لوگوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

١١٧٣ ـ **وَعَنْهَا** اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ آخِرَهٗ فَيُصَلِّي. متفقٌ عليه.

۱۱۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے تھے اور رات کے آخری حصے میں تہجد پڑھتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۲۲ ـ فتح)، ومسلم (۷۳۹).

فقه الحديث☆ ❶ رات کے آخری حصے میں تہجد پڑھنا پہلے حصے میں پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔
❷ رات کے آخری حصے میں اجابت دعا کی زیادہ امید ہے۔

١١٧٤ ـ **وَعَنِ** ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى

۱۱۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' آپ برابر حالت قیام میں رہے حتی کہ میں

هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ. قِيْلَ: مَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهُ. متفقٌ عليه.

نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ انھوں نے بتایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو (حالت قیام میں) چھوڑ دوں۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۷۵۔ **وَعَنْ** حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَاَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ، فَقَرَاَهَا، يَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا. اِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيْحٌ، سَبَّحَ، وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ، سَاَلَ، وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: **((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ))** فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ **((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))** ثُمَّ قَامَ طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: **((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى))** فَكَانَ سُجُوْدُهُ قَرِيْبًا مِنْ قِيَامِهِ. رواه مسلم.

۱۱۷۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کی تو میں نے سوچا آپ سو آیات پر رکوع کریں گے' مگر آپ پڑھتے گئے۔ میں نے سوچا کہ آپ یہ سورت پوری نماز (دو رکعتوں) میں پڑھیں گے مگر آپ پڑھتے گئے۔ میں نے سوچا کہ اس کے ختم ہونے پر آپ رکوع کریں گے لیکن آپ نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کر دی' اسے مکمل پڑھا پھر آل عمران شروع کی اور اس کی بھی مکمل تلاوت کی۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے' جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ تسبیح کرتے اور اگر کسی سوال والی آیت سے گزرتے تو اس کے بارے میں سوال کرتے' جب پناہ مانگنے والی کسی آیت کے پاس سے گزرتے تو اللہ سے پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور اس میں **(سبحان ربی العظیم)** پڑھنا شروع کر دیا' آپ کا رکوع بھی (تقریباً) آپ کے قیام کے برابر تھا۔ پھر آپ نے فرمایا **(سمع الله لمن حمده، ربنا لک الحمد)** پھر آپ نے رکوع کے برابر طویل قیام کیا' پھر سجدہ کیا تو فرمایا **(سبحان ربی الأعلی)** اور آپ کے سجود بھی تقریباً قیام کے برابر تھے۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۷۶۔ **وَعَنْ** جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: **((طُوْلُ الْقُنُوْتِ))**. رواه مسلم.

اَلْمُرَادُ بِالْقُنُوْتِ: اَلْقِيَامُ.

۱۱۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "لمبے قیام والی"۔ (مسلم)

(قنوت) سے مراد "قیام" ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٥٦).

فقه الحديث☆ نماز تہجد میں لمبا قیام مستحب ہے' اس لیے کہ لمبے قیام و قراءت والی نماز افضل ہے۔ لیکن یہ تب افضل ہے جب انسان اکیلا نماز پڑھ رہا ہو' جماعت کی صورت میں امام کو تمام نمازیوں کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ان میں ضعیف اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

۱۱۷۷۔ **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

۱۱۷۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)). متفق عليه.

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام آدھی رات سوتے تھے اور اس کا تیسرا حصہ نماز پڑھتے تھے، پھر اس کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱٦ ـ فتح)، ومسلم (۱۱۵۹) (۱۸۹).

فقه الحديث☆ ❶ انبیاء علیہم السلام عبادت میں ایک دوسرے کی اتباع کرتے تھے۔

❷ نیک لوگوں کو انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کرنے کی ترغیب دینی چاہیے، عبادت وہی قبول ہے جو انبیاء علیہم السلام کے طریقے کے مطابق ہو، اگر ان کے طریقے کے مطابق نہیں تو وہ مقبول نہیں خواہ وہ کتنی ہی افضل عبادت کیوں نہ ہو۔

❸ پہلے انبیاء علیہم السلام بھی نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے تھے۔

❹ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت محبت کا اثبات۔

❺ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اچھے افعال پسند کرتا ہے اور ان کے بارے میں انہیں وصیت فرماتا ہے اور اللہ جن کاموں کو ناپسند فرماتا ہے، ان سے بچنے کے لیے بندوں کو تاکید فرماتا ہے۔

❻ اسلام میانہ روی کو پسند کرتا ہے، اس لیے حضرت داؤد علیہ السلام کے رات کو سونے اور تہجد پڑھنے اور ایک دن نفلی روزہ رکھنے اور ایک دن نہ رکھنے کو پسند فرمایا۔

۱۱۷۸ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ)). رواه مسلم.

۱۱۷۸ـ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان آدمی کو وہ میسر آ جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کوئی چیز طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہی چیز عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۷۵۷).

فقه الحديث☆ ❶ (رجل مسلم) ''مسلمان آدمی'' اس سے مرد اور عورت دونوں مراد ہیں۔

❷ رات کے تمام اوقات میں اجابت دعا کے امکانات ہیں، اس لیے قبولیت کی امید سے رات کی تمام گھڑیوں میں دعا کرنی چاہیے۔

❸ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے امور خیر کے متعلق دعا کرے، گناہ یا قطع رحمی کے متعلق سوال نہ کرے۔

❹ رات کے آخری حصے میں دعا کرنا زیادہ افضل ہے، اس لیے کہ اس وقت اللہ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور خود پوچھتا ہے: ''هل من مستغفر؟'' مگر اس گھڑی کا تعین نہیں کیا گیا، شاید اس میں بھی وہی حکمت پوشیدہ ہے جو لیلۃ القدر کے بارے میں ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گزاریں۔

۱۱۷۹ـ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۱۷۹ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلَاةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رواه مسلم.

فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک رات کو (تہجد کے لیے) کھڑا ہو تو وہ اپنی نماز کا آغاز دو مختصر رکعتوں سے کرے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٦٨).

١١٨٠ ـ **وَعَنْ** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. رواه مسلم.

۱۱۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (تہجد کے لیے) بیدار ہوتے تو اپنی نماز کا آغاز دو مختصر رکعتوں سے فرماتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٦٧).

فقه الحديث: بندے کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز تہجد کا آغاز دو مختصری رکعتیں پڑھ کر کرے' اس لیے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

١١٨١ ـ **وَعَنْهَا** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَي عَشْرَةَ رَكْعَةً. رواه مسلم.

۱۱۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ جب کسی تکلیف وغیرہ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد چھوٹ جاتی تو آپ دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا فرماتے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٤٦) (١٤٠).

فقه الحديث☆ اگر کوئی شخص معمول کے ساتھ نماز تہجد پڑھتا ہو اور کسی عذر، تکلیف یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے کسی روز تہجد نہ پڑھ سکے تو پھر وہ دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا کرے۔

١١٨٢ ـ **وَعَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ)). رواه مسلم.

۱۱۸۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص اپنے مقررہ وظیفے یا اس کے کچھ حصے کو پڑھے بغیر سو جائے اور پھر اسے نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے (اتنا ہی اجر) لکھ دیا جاتا ہے گویا کہ اس نے اسے رات ہی کے وقت پڑھا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٤٧).

غريب الحديث☆ (حزبه) وہ وردو وظیفہ جو انسان روزانہ رات کو مقررہ مقدار و تعداد میں پڑھتا ہے' خواہ وہ ذکر و اذکار ہوں یا نوافل ہوں یا قراءت قرآن وغیرہ۔

فقه الحديث☆ اگر کسی شخص کا مقرر کردہ وظیفہ وقت مقررہ پر نہ ہو سکے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ نماز فجر سے نماز ظہر تک کے درمیانی وقفے میں اپنا وظیفہ پورا کرے۔

١١٨٣ ـ **وَعَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ

۱۱۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے' نماز تہجد پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی اٹھائے' اگر بیوی اٹھنے سے انکار کرے تو یہ

نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ. بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ (اسی طرح) اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز تہجد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی اٹھائے' اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو یہ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے"۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (۱۳۰۸، ۱٤٥۰)، والنسائي (۳/ ۲۰۵)، وابن ماجه (۱۳۳۹)، وأحمد (۲/ ۲٥۰ و ٤۳٦) وغيرهم.

اس کی سند حسن ہے کیونکہ اس محمد بن عجلان صدوق راوی ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں (میاں بیوی کو بھی) باہمی تعاون کرنا چاہیے اور خواہش نفسانی کے مقابلے میں امر الٰہی کی اطاعت کرنی چاہیے۔

❷ نماز تہجد پڑھنا مردوں اور عورتوں سب کے لیے مستحب ہے۔

❸ میاں بیوی کا ایک دوسرے کو نماز تہجد کے لیے اٹھانا باعث اجر ہے۔

❹ زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام کرنے کی ترغیب دلانا' اس لیے کہ نیکی کی ترغیب اور دعوت دینے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

❺ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نتیجہ میں آنی والی مشکلات برداشت کرنے کی ترغیب۔

۱۱۸٤ـ وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا ـ أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا، كُتِبَا فِي الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۱۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی رات کے وقت اپنے گھر والوں کو جگائے اور وہ دونوں نماز پڑھیں یا دو رکعتیں اکٹھی پڑھیں تو وہ دونوں "ذاکرین" اور "ذاکرات" میں لکھ دیے جاتے ہیں"۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۱۳۰۹، ۱٤٥۱)، وابن ماجه (۱۳۳٥)، ابن حبان (۲٥٦۸ و ۲٥٦۹)، والبيهقي (۲/ ٥۰۱).

اس کی سند صحیح ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ بیوی بچوں کو نماز تہجد پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیے۔

❷ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے اہل خانہ کی اسلامی تربیت کرے۔

❸ نماز تہجد یا نفل نماز باجماعت ادا کی جا سکتی ہے۔

۱۱۸٥ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ

۱۱۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے حتیٰ کہ اس کی نیند ختم ہو جائے۔ اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو پھر ممکن ہے کہ وہ مغفرت طلب کرنے کی

فَيَسُبَّ نَفْسَهُ)). متفقٌ عليه.

بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴۷) ملاحظہ فرمائیں۔

١١٨٦ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنَ عَلٰى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ، فَلْيَضْطَجِعْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رات کو عبادت کے لیے بیدار ہوا اور غلبۂ نیند کی وجہ سے قرآن پڑھنا اس کے لیے مشکل ہو رہا ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے (تھوڑی دیر سو جائے اور بعد میں نماز پڑھ لے)''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٨٧).

فقه الحديث☆ ❶ اونگھ اور نیند کی حالت میں نماز تہجد پڑھنا ناپسندیدہ ہے' اس لیے کہ انسان کے جسم کا بھی اس پر حق ہے پس اس حق کی ادائیگی کے لیے بندے کو سونا چاہیے۔

❷ قیام اللیل غور و فکر' تدبر و تفکر اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے اگر نیند کا غلبہ ہو تو یہ صورت نہیں رہتی' پس اس صورت میں سو جانا چاہیے۔

❸ بندے کو چاہیے کہ قرآن مجید غور و فکر اور تدبر کے ساتھ پڑھے۔

❹ خشوع و خضوع' خالی دماغ اور حضوری دل سے نماز پڑھنی چاہیے۔

❺ غلبۂ نیند کی وجہ سے نماز نہ پڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نماز تہجد تو گناہوں کی بخشش اور اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے پڑھی جاتی ہے لیکن اونگھ اور نیند کی حالت میں انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اللہ سے مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے خلاف ہی کوئی بات کہہ رہا ہے۔

٢١٣ - بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيْحُ

۲۱۳۔ باب: قیام رمضان یعنی تراویح کے مستحب ہونے کا بیان

١١٨٧ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۱۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٥٠ - فتح)، ومسلم (٧٥٩).

فقه الحديث☆ ❶ قیام رمضان کی ترغیب۔

❷ قیام رمضان کی خصوصیت ہے کہ اس کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

❸ گناہوں کی مغفرت و بخشش کے لیے کچھ شرائط بیان کی گئی ہیں:۔

(۱) روزے کی فرضیت اور قیام کے استحباب پر ایمان۔

(۲) احتساب سے مراد عمل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے حصول اجر کی امید اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا ارادہ رکھنا' نہ کہ نمود و نمائش اور ریا و شہرت مقصود ہو۔

❹ قیام رمضان سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

۱۱۸۸ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ، فَيَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کو رلازی قرار دیے بغیر اس کے بارے میں ترغیب دلایا کرتے تھے۔ پس آپ یوں فرماتے: ''جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی امید سے رمضان کا قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (۷۵۹) (۱۷٤)۔

غریب الحدیث ☆ (عزیمة) ''حتمی، واجب وضروری''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ امام کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نوافل پڑھنے اور ایسے کام کرنے کی ترغیب دلائے جو انہیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

❷ لوگوں کو کسی ایسے کام کے بارے میں حتمی طور پر پابند نہیں کرنا چاہیے جس کے وجوب کے بارے میں نص نہ ہو۔

❸ اپنے ساتھیوں کو ترغیب دلاتے رہنا چاہیے کہ وہ اپنا ہر نیک عمل ایمان و احتساب کے ساتھ کریں۔ کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے پہلی شرط عقیدہ توحید ہے یعنی ایمان باللہ اور دوسری شرط احتساب ہے یعنی جو بھی عمل کیا جائے وہ اللہ سے اجر و ثواب کی نیت سے کیا جائے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی عظمت و رحمت کا بیان کہ وہ قیام رمضان کی وجہ سے بندوں کے صغیرہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

❺ رمضان کی فضیلت۔

❻ قیام اللیل، نماز تراویح اور تہجد ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔

❼ قیام رمضان کی تعداد کے بارے میں حدیث نمبر (۱۱۷۲) ملاحظہ فرمائیں، جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان رات کو گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، جبکہ بیس رکعت نماز تراویح کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

۲۱۴ ـ بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ أَرْجَى لَيَالِيْهَا

۲۱۴۔ باب: شب قدر کے قیام کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ ان راتوں میں سے کون سی رات زیادہ امید والی ہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر : ۱] إِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ. وَقَالَ: تَعَالٰى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ﴾ [الدخان : ۳] الآيات.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً ہم نے اس (قرآن مجید) کو شب قدر میں نازل کیا''...... آخر سورت تک۔

اور فرمایا: ''ہم نے اس قرآن مجید کو بابرکت رات میں نازل کیا''۔

شرح الآیات ☆ پہلی آیت میں فرمایا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو ''شب قدر'' میں اتارا، دوسری آیت میں ''بابرکت رات'' کا ذکر فرمایا۔ دونوں سے ایک ہی رات مراد ہے اور وہ شب قدر ہے جو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات قرآن مجید کو لوح محفوظ سے بیت العزت میں اتارا، جو پہلے آسمان پر ہے اور پھر وہاں سے حسب ضرورت وقتاً فوقتاً رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا

رہا۔ اس رات کی فضیلت یہ ہے کہ اس ایک رات کی عبادت دیگر ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے' وہ رات ہر قسم کی آفت اور تکلیف سے محفوظ رہتی ہے اور یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔ اس رات میں جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ فرشتے اذن الٰہی سے نازل ہوتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

١١٨٩۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۱۸۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان و احتساب کے ساتھ شب قدر میں قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١٥ و ٢٥٥ ـ فتح)، ومسلم (٧٦٠).

فقه الحديث☆ شب قدر کی فضیلت کا بیان کہ اس ایک رات کی عبادت دیگر ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ قیام کا مطلب ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق جاگ کر اللہ کی عبادت کی جائے یعنی تلاوت' نوافل اور توبہ و استغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے۔

١١٩٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا، فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)). مُتفقٌ عليه.

۱۱۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے چند آدمیوں کو خواب میں آخری سات راتوں میں شب قدر دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات راتوں کے بارے میں موافقت و مماثلت رکھتے ہیں' پس جو شخص شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٥٦ ـ فتح)، ومسلم (١١٦٥).

فقه الحديث☆ ❶ اہل ایمان کے خواب سچے ہوتے ہیں اور وہ خیر و بھلائی کے امور میں موافقت و مماثلت رکھتے ہیں' لیکن کسی خواب کی بنیاد پر شرعی حکم کو نافذ نہیں کیا جاتا' جب تک شریعت کی مہر صداقت اس پر ثبت نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان کے کلمات سیکھے اور اس کا طریقہ دیکھا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا اور پھر آپ نے اسے سچا خواب قرار دیا اور آپ کے فرمان کے مطابق اذان شروع کی گئی۔

❷ شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

١١٩١۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَيَقُوْلُ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)). متفقٌ عليه.

۱۱۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''رمضان کے آخری دس دنوں میں شب قدر کو تلاش کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٥٩ ـ فتح)، ومسلم (١١٦٩).

غريب الحديث☆ (يجاور) ''اعتکاف کرتے''۔

فقه الحديث☆ ❶ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف کرنا مستحب ہے۔

❷ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔

❸ شب قدر کو تلاش کرنے کے لیے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں کو شب بیداری کرنی چاہیے۔

١١٩٢ - **وَعَنْهَا** رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)). رواهُ البخاري.

۱۱۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٥٩).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث نے تخصیص فرمادی کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق (اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں) رات میں تلاش کرنی چاہیے۔ یہ پانچ راتیں ہیں' ان میں شب قدر کو تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وہ اس طرح کہ ان راتوں میں شب بیداری کی جائے، قیام کیا جائے، تلاوت کی جائے، ذکر و اذکار کیے جائیں اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔

١١٩٣ - **وَعَنْهَا** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، اَحْيَا اللَّيْلَ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. مُتفقٌ عليه.

۱۱۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار رہتے' اپنے گھر والوں کو جگاتے، خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے (یعنی عبادت الٰہی میں مصروف ہوجاتے)۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٦٩ - فتح)، ومسلم (١١٧٤).

غريب الحديث☆ (شد المئزر) ''ازار کس لیتے'' یعنی بیویوں سے الگ ہوجاتے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہوجاتے۔

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ آخری عشرے کے آغاز ہی میں خصوصی طور پر عبادت کا اہتمام فرماتے' پوری رات بیدار رہتے' اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے تھے۔ آپ ﷺ ان ایام میں کمر کس لیتے اور خوب عبادت کرتے۔

❷ عبادت و اطاعت پر مداومت اختیار کرنا مستحب ہے۔

❸ اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کی ترغیب دینی چاہیے' ان کی اسلامی تربیت کرنی چاہیے اور نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔

❹ رمضان کے آخری عشرے میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

١١٩٤ - **وَعَنْهَا** قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ، وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جس قدر محنت و کوشش کرتے تھے اس قدر غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور جو محنت و کوشش رمضان کے آخری عشرے میں کرتے تھے وہ اس کے دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٧٥).

فقه الحديث☆ ❶ رمضان اور اس کے آخری عشرے کی فضیلت کا بیان۔

❷ رسول اللہ ﷺ سال کے باقی مہینوں کی نسبت رمضان اور پھر رمضان کے باقی دنوں کی نسبت آخری دس دنوں میں عبادت کا خصوصی اہتمام فرماتے اور ان ایام میں خوب محنت و کوشش فرماتے تھے۔

۱۱۹۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: ((قُولِي: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۱۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیں اگر مجھے پتا چل جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں (کیا دعا کروں)؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو اے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذى (۳۵۱۳) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (أرأيت) ''مجھے بتائیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ شب قدر کا تعین تو کوئی نہیں کہ وہ کون سی رات ہے لیکن اس کی کچھ علامتیں ہیں جو بعض بندوں پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ایک خاص قسم کی سکینت محسوس ہوتی ہے، یہ رات زیادہ ٹھنڈی یا زیادہ گرم نہیں ہوتی، اس کی صبح کو طلوع ہونے والا سورج زیادہ تیز نہیں ہوتا۔

❷ عمل کرنے سے پہلے اہل علم سے اس کے بارے میں معلومات لے لینی چاہییں۔

❸ عفو و درگزر یعنی ''العفو'' اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت محبت کا اثبات کہ وہ عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے۔

❺ دنیا کی نسبت آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

❻ اجابت دعا کے اوقات میں دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

۲۱۵۔ بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

۲۱۵۔ باب: مسواک کی فضیلت اور فطری چیزیں

۱۱۹۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ)). متفقٌ عليه.

۱۱۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر (یا فرمایا لوگوں پر) مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (۲/ ۳۷٤ ـ فتح)، ومسلم (۲۵۲).

فقه الحديث☆ ❶ مسواک کرنا واجب نہیں، اگر یہ واجب ہوتا تو آپ اس کے کرنے کا حکم فرماتے۔

❷ مسواک کرنا پسندیدہ عمل ہے، اس سے اللہ راضی ہوتا ہے، اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔

❸ دین انتہائی آسان ہے، اس کا کوئی حکم انسانی بساط سے بڑھ کر نہیں۔

١١٩٧ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. متفقٌ عليه.

((الشَّوْصُ)): الدَّلْكُ.

۱۱۹۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو آپ مسواک سے اپنا منہ صاف کرتے۔ (متفق علیہ)

(یشوص) ''ملنا، صاف کرنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٣٥٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٥٥).

فقه الحديث☆ نیند سے بیدار ہونے پر مسواک کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ سونے کی وجہ سے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے۔ کیونکہ معدے کے بخارات منہ کی طرف آتے ہیں جس سے منہ میں بدبو سی پیدا ہوجاتی ہے' اس لیے بیداری کے وقت مسواک کرنا بہت ضروری ہے تاکہ منہ کی صفائی ہوسکے۔

١١٩٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتے تھے۔ پس جب اللہ کو منظور ہوتا وہ آپ کو بیدار کرتا۔ پس آپ مسواک کرتے' وضو کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٤٦).

فقه الحديث☆ ❶ وضو وغیرہ کرنے کے لیے دوسروں سے مدد لینا جائز ہے۔

❷ گھر والوں کو چاہیے کہ وہ گھر کے مالک کی امور خیر میں معاونت کریں' اس طرح وہ بھی اجر میں شریک ہوں گے۔

❸ وضو سے پہلے' نماز سے پہلے اور نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنا مستحب ہے۔

١١٩٩ ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تمہیں مسواک کے بارے میں بہت تاکید کی ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣٧٤ ـ فتح).

فقه الحديث☆ مسواک کے فضائل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو مسواک کرنے کی ترغیب دلاتے تھے اور اس کے بارے میں بہت تاکید کرتے تھے۔

١٢٠٠ ـ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۰۰۔ حضرت شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جب نبی ﷺ گھر تشریف لاتے تو آپ سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ ﷺ نے بتایا: مسواک کرتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٣).

فقه الحديث☆ ❶ نیک لوگوں کے اعمال کے بارے میں ان کے اہل خانہ سے پوچھا جاسکتا ہے تاکہ ان کی اقتداء کی جاسکے۔

◆ گھر میں داخل ہونے پر مسواک کرنا مستحب ہے۔

۱۲۰۱۔ وَعَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ. متفقٌ عليه، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

۱۲۰۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت مسواک کا کنارہ آپ کی زبان مبارک پر تھا (یعنی آپ مسواک کر رہے تھے)۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۵۵ ـ فتح)، ومسلم (۲۵٤).

فقه الحديث☆ ◆ زبان پر لمبائی کی جانب اور دانتوں پر چوڑائی کی جانب مسواک کرنا مستحب ہے۔

◆ مسواک کرنے کی تاکید' اس لیے کہ یہ صرف دانتوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یہ تو پورے منہ کی صفائی اور معدے کی بہتری کے لیے بھی مفید ہے۔

◆ لوگوں کے سامنے مسواک کرنا جائز ہے اور یہ کوئی خلاف مروت کام نہیں۔

۱۲۰۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)). رَوَاهُ النَّسائيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِه بِأَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ.

۱۲۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے''۔ (اسے نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی ''صحیح'' میں صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه النسائي (۱/ ۱۰)، وابن خزيمة (۱۳۵) وغيرهم.

اس کی سند صحیح ہے اور بخاری نے اسے تعلیقاً روایت کیا ہے۔

فقه الحديث☆ ◆ مسواک اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔

◆ مسواک منہ کی صفائی کا آلہ ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ نظافت کو پسند کرتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو بھی پسند کرتا ہے۔ اسی لیے اس نے اپنے بندوں کو اپنی رضا والے اعمال بتا دیے کہ ان اعمال کے کرنے سے تم اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہو اور ان میں سے ایک مسواک کرنا بھی ہے۔

۱۲۰۳۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: اَلْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ)). مُتفقٌ عليه.

الاِسْتِحْدَادُ: حَلْقُ الْعَانَةِ، وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِيْ حَوْلَ الْفَرْجِ.

۱۲۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فطری چیزیں پانچ ہیں یا فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا' ناخن تراشنا' بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھیں کٹوانا''۔ (متفق علیہ)

(الاستحداد) زیر ناف بال صاف کرنا یعنی ان بالوں کا مونڈنا جو شرم گاہ کے اردگرد ہوتے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۳۳٤ ـ فتح)، ومسلم (۲۵۷).

تنبیہ: ''خمس من الفطرة'' والی روایت ''الفطرة خمس'' روایتِ حصر سے زیادہ واضح ہے' اس لیے کہ دوسری احادیث میں فطرت کے

بارے میں پانچ سے زائد چیزیں بیان کی گئی ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں حصر مراد نہیں۔

غریب الحدیث☆ (الفطرۃ) جس شخص نے یہ افعال کیے تو اس نے اپنے آپ کو فطرت سے متصف کر لیا جس پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پیدا فرمایا' انہیں اس خصلت و جبلت اور فطرت پر فائز رہنے کی ترغیب دلائی اور ان کے لیے یہ بات پسند فرمائی کہ وہ کامل ترین صفات اور بہترین صورت پر ہوں۔ بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ قدیم طریقہ جسے انبیاء ﷺ نے پسند فرمایا۔

(الختان) ''ختنہ کرنا''۔ (نتف الإبط) ''بغل کے بال اکھیڑنا''۔ (تقلیم الأظفار) ''ناخن تراشنا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ یہ فطری چیزیں دین و دنیا کی بہتری کے متعلق ہیں' ان سے ہیئت خوبصورت ہو جاتی ہے' بدن پاک صاف ہو جاتا ہے اور جسم سے بدبو وغیرہ ختم ہو جاتی ہے۔

❷ ختنہ کرانا ہر مسلمان مرد پر واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک نو مسلم شخص سے فرمایا: ''حالت کفر والے بال منڈوا اور ختنے کروا''۔

❸ بغل کے بال اکھیڑنے چاہییں لیکن اگر کسی شخص کو تکلیف محسوس ہو تو وہ مونڈ بھی سکتا ہے' مقصد بالوں کی صفائی ہے۔

❹ ناخن تراشنے چاہییں لیکن افسوس کہ آج کے مرد و زن جو ''ماڈرن اور تہذیب یافتہ'' بنتے ہیں' وہ وحشی جانوروں کی طرح ناخن بڑھاتے ہیں اور اس پر نازاں بھی ہیں۔

❺ مونچھیں بھی کترانی چاہییں اور اسی طرح شرم گاہ کے بال بھی صاف کرنے چاہییں۔

١٢٠٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ)) قَالَ الرَّاوِي: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ؛ قَالَ وَكِيعٌ - وَهُوَ أَحَدُ رُوَاتِهِ -: انْتِقَاصُ الْمَاءِ؛ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((الْبَرَاجِمُ)) بالباءِ الْمُوَحَّدَةِ والجيم، وهي: عُقَدُ الأَصابعِ ((وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ)) مَعْنَاهُ: لَا يَقُصُّ مِنْهَا شَيْئًا.

١٢٠٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطری ہیں: مونچھیں کٹوانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا (داخل کرنا)' ناخن تراشنا' انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا' بغل کے بال اکھیڑنا' زیر ناف بال مونڈنا اور استنجا کرنا''۔ راوی نے بیان کیا کہ میں دسویں چیز بھول گیا ہوں' شاید وہ کلی کرنا ہو۔ وکیع رحمہ اللہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں' بیان کرتے ہیں کہ ''انتقاص الماء'' سے مراد ہے استنجا کرنا۔ (مسلم)

(البراجم) باء اور جیم کے ساتھ ''انگلیوں کے جوڑ''۔ (إعفاء اللحیة) ''داڑھی کو بڑھانا' اس میں سے کچھ بھی نہ کاٹنا''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٦١).

فقہ الحدیث☆ ❶ فطری چیزیں دس ہیں۔

❷ اسلام دین نظافت ہے' اسی لیے مسلمانوں کو اپنے جسم پاک صاف رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

❸ داڑھی کی کاٹ چھانٹ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔

❹ داڑھی رکھنا اور سنت کے مطابق رکھنا واجب ہے۔ داڑھی منڈانے والا گناہ گار ہے اور اس کے بہت سے مفاسد ہیں۔ الشیخ البانی رحمہ اللہ نے انہیں (آداب الزفاف) میں بیان کیا ہے:-

① اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر وتبدل۔
② رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت۔
③ کفار سے مشابہت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو کاٹو' داڑھی بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو''۔
④ داڑھی منڈوانا عورتوں سے مشابہت ہے۔

١٢٠٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى)). متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۰۵۔ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٤٩ ـ فتح)، ومسلم (٢٥٨).

غريب الحديث☆ (أحفوا) ''کاٹو''۔

فقه الحديث ☆ ❶ داڑھی مونڈنا حرام ہے' اسے بڑھانا واجب ہے اور اس کی کاٹ چھانٹ جائز نہیں۔
❷ مونچھیں کاٹنے کا حکم ہے' لہٰذا انہیں بڑھانا حرام ہے۔ اللہ اعلم

٢١٦۔ بَابُ تَأْكِيدِ وُجُوبِ الزَّكَاةِ وَبَيَانَ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

۲۱۶۔ باب: وجوب زکوٰۃ کی تاکید' اس کی فضیلت اور اس سے متعلقہ احکام

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: ﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ [البقرة: ٤٣]. وَقَالَ تَعَالىٰ: ﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ [البينة: ٥]. وَقَالَ تَعَالىٰ: ﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ﴾ [التوبة: ١٠٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو''۔
اور فرمایا: ''انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں' اس کے لیے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اور اس کی طرف یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی ہے سیدھا دین''۔
اور فرمایا: ''ان کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کریں' انہیں پاک کریں اور اس کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کریں''۔

شرح الآيات☆ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ایک ساتھ نازل فرمایا ہے۔ نماز حقوق اللہ سے اور زکوٰۃ حقوق العباد سے متعلق ہے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت و اطاعت کرنے کے زمرے میں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور اسے ہی سیدھا دین قرار دیا۔
تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کریں' اس طرح ان کے اخلاق اور اموال کی تطہیر کریں اور ان کا تزکیہ فرمائیں۔

اسلام میں زکوٰۃ کی اتنی اہمیت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر انھوں نے ایک بکری کا بچہ یا کوئی رسی جو یہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے' زکوٰۃ میں جمع نہ کرائی تو میں ان مانعین زکوٰۃ سے جہاد و قتال کروں گا''۔

زکوۃ انسان کو شح وبخل اور حرص سے پاک کرتی ہے' اسی لیے صدقات کو لوگوں کی میل کہا جاتا ہے' کیونکہ یہ انہیں گناہوں سے پاک کرتی ہے اور یہ فقیر ومحتاج شخص کو حسد اور بغض سے پاک کرتی ہے اور اس کے دل میں مالدار بھائیوں کے بارے میں محبت اور خیر خواہی کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ اس طرح معاشرے کے تمام افراد خیر وبھلائی اور نیکی وتقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔

١٢٠٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)). متفقٌ عليه.

۱۲۰۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۷۵) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٠٧۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ، حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: ((لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ؟ قَالَ: ((لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ: وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا، اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ)). مُتفقٌ عليه.

۱۲۰۷۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجد میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' جس کے سر کے بال پراگندہ تھے۔ ہم اس کی گنگناہٹ سن رہے تھے لیکن ہمیں اس کی گفتگو سمجھ نہیں آ رہی تھی حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوگیا۔ پس وہ آپ سے اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں''۔ اس نے پوچھا: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' مگر یہ کہ تم اپنی خوشی سے نفل پڑھو''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔'' اس نے پوچھا: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی روزہ مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' مگر یہ کہ تم خوشی سے نفل روزہ رکھو''۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوۃ کا بھی ذکر فرمایا تو اس آدمی نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' مگر یہ کہ تو خوشی سے کوئی صدقہ کرے''۔ جب وہ آدمی واپس لوٹا: تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں اس پر نہ کوئی زیادتی کروں گا اور نہ اس میں کوئی کمی کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آدمی کامیاب ہوگیا اگر یہ (اپنی بات میں) سچا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٠٦ ـ فتح)، ومسلم (١١).

غریب الحدیث☆ (ثائر الراس) ''سر کے پراگندہ بال''۔ (نسمع دوی صوته) ''ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے'' یعنی آواز کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کیونکہ وہ شخص کچھ دور سے گفتگو کر رہا تھا۔

فقه الحدیث☆ ❶ دیہاتیوں کی پراگندگی کا بیان۔

❷ اس چیز کا بیان کہ جس شخص تک اسلام کی دعوت پہنچے اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دین کے احکامات کی سمجھ بوجھ حاصل کرے اور اس پر عمل کرے اگرچہ وہ دیہاتی اور ان پڑھ ہی کیوں نہ ہو۔

❸ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔

❹ نفل عبادت کی فضیلت و اہمیت کہ یہ انسان کو فرائض کی ادائیگی پر تیار کرتی ہے اور نفل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کے دن فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے گا۔

❺ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور اس حدیث میں نفل روزوں کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

❻ زکوۃ شرائع و ارکان اسلام میں سے ہے۔

❼ جو شخص فرائض کی پابندی کرتا ہے' اگر وہ ایمان و احتساب میں سچا ہے تو وہ کامیاب ہے خواہ وہ نوافل کا اہتمام نہ بھی کرے۔

❽ رسول اللہ ﷺ نے شہادتین کا ذکر نہیں فرمایا' اس لیے کہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ شخص ان کے بارے میں پہلے سے جانتا ہے' یا پھر وہ شخص شرائع فعلیہ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

❾ اس میں حج کا ذکر نہیں' حج یا تو اس واقعہ کے بعد فرض ہوا یا پھر راوی نے اختصار سے کام لیا۔ (اللہ اعلم)

١٢٠٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ، وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ)). متفقٌ عليه.

۱۲۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف عامل (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا: ''انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں' اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے' جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔'' (متفق علیہ)

شرح الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۰۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٠٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى

۱۲۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں پس جب وہ یہ کام کریں تو انھوں نے اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیے' بجز حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے''۔ (متفق علیہ)

اللّٰهِ)). متفق عليه.

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۹۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۱۰۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَهَا، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ**))؟! فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: وَاللّٰهِ! لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ. مُتفقٌ عليه.

۱۲۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے (اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنا چاہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: آپ لوگوں سے قتال کیسے کریں گے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں، پس جس شخص نے اس کا اقرار کرلیا اس نے اپنا مال و جان مجھ سے محفوظ کر لیا بجز حق اسلام کے اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے؟!'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا، اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انھوں نے وہ رسی جو یہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے، مجھے دینے سے روک لی تو میں اس کے روکنے پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تھوڑی دیر بعد ہی مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ نے جہاد کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے، پس میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۲۶۲ ـ فتح)، ومسلم (۲۰).

غريب الحديث☆ (**عقالا**) ''وہ رسی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ان کے علم کی وسعت و رسوخ اور پختگی کا بیان۔

❷ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو توفیق عنایت فرمائی کہ انھوں نے اپنے نور بصیرت اور صواب رائے سے مانعین زکوٰۃ کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

❸ قیاس کرنا جائز ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانع زکوٰۃ کو تارک صلوٰۃ پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح تارک صلوٰۃ کافر ہے اسی طرح مانع زکوٰۃ بھی کافر ہے، میں نماز و زکوٰۃ میں فرق کرنے والے شخص سے قتال کروں گا۔

❹ کلمہ اخلاص کی فضیلت کہ جو شخص اس کا اقرار کرلیتا ہے اور اس پر ایمان لے آتا ہے تو حق اسلام (قصاص، رجم وغیرہ) کے علاوہ اس کا مال و جان محفوظ ہو جاتا ہے۔

❺ حاکم کسی معاملے کے ظاہری پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتا ہے، باطنی معاملات اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

❻ مرتد کی توبہ قابل قبول ہے۔

❺ بعض مسائل کا علم کسی بڑے شخص کو بھی نہیں ہوسکتا اور وہ اپنے خیال اور علم کے مطابق کوئی فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن و سنت سے دلیل مل جانے پر اپنی رائے' خیال اور علم کو درست کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام تو کہتا ہے کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا اس کا جان و مال محفوظ ہو گیا' تو اے ابوبکر! آپ ان سے کیسے جہاد کریں گے جبکہ وہ کلمہ گو ہیں؟ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہے میں اس سے قتال کروں گا۔ اب یہ دو متضاد آراء ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہے تو انھوں نے فرمایا: "فعرفت أنه الحق" مجھے پتا چل گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف درست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی سوچ عطا فرمائے کہ قرآن و سنت کے مقابلے میں اپنی بات کو کچھ بھی اہمیت نہ دیں اور فوراً حق بات کی طرف رجوع کریں اور اس کے حق ہونے کا اقرار کریں۔

١٢١١ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۱۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۳۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢١٢ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر' فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ"۔ اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ پس جب وہ شخص واپس مڑا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ کسی جنتی شخص کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٦١ ـ فتح)، ومسلم (١٤).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۰۷) ملاحظہ فرمائیں اور کچھ مزید:

❶ وہ دیہاتی چونکہ نو مسلم تھا' اس لیے آپ نے اسے زیادہ مسائل نہیں بتائے۔

❷ رسول اللہ ﷺ نے جب اس دیہاتی کو احکام بتائے تو اس نے کہا میں ان میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اس جذبۂ اطاعت کو دیکھتے ہوئے اسے جنت کی بشارت عطا فرما دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسے لوگ جنت کے مستحق ہیں جو دین میں کمی بیشی نہیں کرتے' بس جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کہا اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اسی کی دعوت پیش کرتے ہیں اور اس

سے تجاوز نہیں کرتے' جیسا کہ اہل بدعت کا شعار ہے۔ کیونکہ دین میں کمی بیشی کرنا اسلام نہیں بلکہ منافی اسلام ہے۔

۱۲۱۳ ۔ **وعن** جرير بن عبد الله رضي الله عنه قال: بايعت النبي ﷺ على إقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والنصح لكل مسلم. متفق عليه.

۱۲۱۳۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲٦۷ ـ فتح)، ومسلم (٥٦).

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ کی بیعت اسلام پر ادائے زکوٰۃ کے بغیر مکمل نہیں ہوتی' جو شخص مانع زکوٰۃ ہے وہ اپنے عہد اور بیعت پر ثابت اور قائم نہیں۔ اس لیے کہ جن چیزوں پر نبی ﷺ کی بیعت کی جائے وہ سب واجب ہیں۔

❷ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا میثاق نبوی ہے۔

❸ بیعت تین قسم کی ہے: (۱) بیعت اسلام (۲) بیعت جہاد اور (۳) بیعت خلافت۔ اس کے علاوہ جو صوفیا اپنے سلسلۂ تصوف کی بیعت لیتے ہیں یہ قرون خیر کے بعد کی ایجاد ہے۔

۱۲۱٤ ۔ **وعن** أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: **((ما من صاحب ذهب، ولا فضة، لا يؤدي منها حقها إلا إذا كان يوم القيامة صفحت له صفائح من نار، فأحمي عليها في نار جهنم، فيكوى بها جنبه، وجبينه، وظهره، كلما بردت أعيدت له في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله، إما إلى الجنة، وإما إلى النار))** قيل: يا رسول الله! فالإبل؟ قال: ((ولا صاحب إبل لا يؤدي منها حقها، ومن حقها حلبها يوم وردها، إلا إذا كان يوم القيامة بطح لها بقاع قرقر، أوفر ما كانت، لا يفقد منها فصيلا واحدا، تطؤه بأخفافها، وتعضه بأفواهها، كلما مر عليه أولاها، رد عليه أخراها، في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، حتى يقضى بين العباد، فيرى سبيله، إما إلى الجنة وإما إلى النار)).

قيل: يا رسول الله! فالبقر والغنم؟ قال: **((ولا صاحب بقر ولا غنم لا يؤدي منها حقها، إلا**

۱۲۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس (بقدر نصاب) سونا اور چاندی ہے لیکن وہ ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لیے (اس سونے چاندی سے) آگ کے تختے بنائے جائیں گے' انہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان کے ساتھ اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ جب بھی وہ تختیاں ٹھنڈی ہوں گی تو (اسے داغنے کے لیے) انہیں دوبارہ گرم کیا جائے گا۔ یہ عمل اس روز مسلسل جاری رہے گا جو پچاس ہزار سال کا دن ہے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھ لے گا''۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اونٹوں کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اونٹوں کا مالک جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا اور ان کا حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کی باری کے دن ان کا دودھ ضرورت مندوں کے لیے دوہا جائے (یعنی ان میں تقسیم کیا جائے)' پس جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے مالک کو ایک چٹیل میدان میں ان اونٹوں کے سامنے منہ یا پیٹ کے بل گرا دیا جائے گا' یہ اونٹ اس وقت اتنے موٹے ہوں گے جو وہ زیادہ سے زیادہ دنیا میں موٹے رہے تھے۔ وہ ان میں سے ایک بچے کو بھی گم نہیں پائے گا۔ وہ اپنے سموں سے اسے روندیں گے اور اپنے موہنوں سے اسے کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا اونٹ گزر جائے گا تو اس پر پھر ان کا آخری

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا، لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا، رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا، فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ، فَيُرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ)).

قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: ((اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ، فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ، فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا، وَلَا رِقَابِهَا؛ فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ اَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ، اَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ، وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا، وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ)).

قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: ((مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ: ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴾)).

اونٹ دوبارہ لوٹا دیا جائے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دکھا دیا جائے گا''۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! گائے اور بکریوں کا کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو گائے اور بکریوں کا مالک ہے اگر وہ ان میں سے ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس شخص کو ان کے لیے ایک بہت بڑے میدان میں منہ یا پیٹھ کے بل گرا دیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی کو گم نہیں پائے گا' ان میں کوئی (بکری یا گائے) مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بغیر سینگ کے اور نہ ہی کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی یہ اس شخص کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی جب اس پر ان کی پہلی بکری یا گائے گزر جائے گی تو اس پر ان کی آخری (گائے یا بکری) لوٹا دی جائے گی' اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا (تب تک یہ عمل جاری رہے گا)۔ پس اسے اس کا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دکھا دیا جائے گا''۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! گھوڑوں کا کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں' ایک وہ جو آدمی کے لیے بوجھ ہے' ایک وہ جو آدمی کے لیے فقر و فاقہ سے پردہ ہے اور ایک وہ جو آدمی کے لیے اجر ہے۔ وہ جو آدمی کے لیے بوجھ ہے' پس وہ آدمی جس نے گھوڑے کو ریاء فخر اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے باندھ رکھا ہے پس یہ گھوڑا اس کے لیے (گناہ کا) بوجھ ہے۔ اور رہے وہ گھوڑے جو اس (مالک) کے لیے (فقرہ و فاقہ اور ضرورت کے وقت) پردہ (اس آدمی (کا گھوڑا ہے) جس نے انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں باندھا (پالا) پھر وہ ان کی پیٹھوں اور ان کی گردنوں میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو فراموش نہیں کرتا (یعنی ضرورت مند کو مانگنے پر عاریتاً دے دیتا ہے)۔ رہے وہ گھوڑے جو اس کے لیے موجب ثواب ہیں' وہ ہیں جن کو آدمی نے اہل اسلام کے فائدے کے لیے اللہ کی راہ میں کسی سرسبز چراگاہ یا کسی باغ میں باندھ رکھا ہے' وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

کھائیں گے تو اس کے لیے ان کی کھائی ہوئی چیزوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اگر کوئی گھوڑا اپنی رسی تڑوا کر ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر چڑھتا اور کودتا ہے تو اس دوران وہ جتنے قدم چلتا اور لید وغیرہ کرتا ہے تو ان کی تعداد کے برابر بھی اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے' اگر مالک اسے لے کر کسی نہر پر سے گزرے اور وہ اس میں سے پانی پی لے حالانکہ وہ مالک اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ بھی کرے تو اللہ اس کے پیے ہوئے پانی کے برابر بھی نیکیاں عطا فرمائے گا''۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! گدھوں کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس منفرد اور جامع آیت کے سوا کچھ نازل نہیں کیا گیا: ''جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا تو وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا تو (قیامت والے دن) وہ اسے بھی دیکھ لے گا''۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٢٦٧ ـ فتح)، ومسلم (٩٨٧).

غريب الحديث☆ **(حقها)** ''اس کی زکوٰۃ''۔ **(قرقر)** ''چٹیل میدان''۔ **(الفصيل)** ''اونٹنی کا بچہ''۔ **(عقصاء)** ''مڑے ہوئے سینگوں والی''۔ **(الجلحاء)** ''جس کے سینگ نہ ہوں''۔ **(العضباء)** ''جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں''۔ **(الأظلاف)** ''کھر''۔ **(نواء)** ''مخالفت دشمنی''۔ **(مرج)** ''سرسبز چراگاہ''۔ **(طولها)** رسی جس سے گھوڑے کو باندھا جاتا ہے۔ **(استنت)** ''کودنا''۔ **(الشرف)** ''ٹیلا''۔ **(الفاذة الجامعة)** ''منفرد اور جامع''۔

فقه الحديث☆ ❶ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے' جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو عذاب الٰہی میں مبتلا کرتا ہے۔

❷ جو شخص جس چیز کا مالک ہے اگر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت والے دن اسے اسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

❸ یہ عذاب جہنم کا عذاب نہیں بلکہ یہ تو حساب کتاب والے (پچاس ہزار سال کے برابر) دن کا میدان حشر میں عذاب ہے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا' تب تک یہ سزا کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

❹ فیصلے کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔

❺ گھوڑے تین قسم کے ہیں اور گھوڑوں کے مسئلے میں ''سبیل اللہ'' کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے' پہلے ''سبيل الله'' کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے پالنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس کے ذریعے سے اپنی ضروریات پوری کرے گا تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے اور دوسرے ''سبيل الله'' سے مراد جہاد کے لیے گھوڑا پالنا ہے' اس قسم کا گھوڑا باعث اجر و ثواب ہے جس کی تفصیل حدیث میں ہے۔

❻ ہر شخص کو اس کا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دکھا دیا جائے گا یعنی میدان محشر کی اس سزا کے بعد اگر اللہ چاہے گا تو اس شخص کو جنت میں ورنہ جہنم میں بھیج دے گا۔

٢١٧ـ بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانَ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

۲۱۷۔ باب: رمضان کے روزوں کا وجوب' ان کی فضیلت اور ان سے متعلقہ احکام

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرة: ۱۸۳ - ۱۸۵]

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَهُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے''۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: ''رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا' یہ لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والے دلائل ہیں' پس جو شخص اس مہینے کو پالے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے''۔

اس سے متعلق احادیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔

شرح الآیات☆ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں' ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ یہ صرف امت محمدیہ پر فرض نہیں کیے گئے بلکہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھے۔ روزے کا مقصد یہ بیان کیا کہ تم لوگ روزے رکھ کر متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔ پھر روزے کی مقدار بتاتے ہوئے بڑا حکیمانہ انداز اختیار کیا' فرمایا: ﴿أياما معدودات﴾ وہ گنتی کے دن ہیں یعنی صرف ماہ رمضان۔ رمضان المبارک میں قرآن مجید نازل ہوا' اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس کا آغاز اس مہینے میں ہوا یا یہ کہ پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا بیت العزت پر اتارا گیا پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً حسب احوال اترتا رہا۔

۱۲۱۵ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ، فَاِنَّهُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ؛ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: اِنِّي صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهٖ، وَاِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ)). متفقٌ عليه.

وهذا لفظ رواية الْبُخَارِي. وفي رواية له: ((يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ، مِنْ اَجْلِي، الصِّيَامُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا)).

وفي رواية لمسلم: ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ

۱۲۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: ''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔ روزہ ڈھال ہے' پس جس روز تم میں سے کوئی شخص روزے سے ہو تو وہ فحش کلام کرے نہ شوروغل' اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو یہ کہہ دے میں تو روزے دار ہوں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہے۔ روزے دار کے لیے خوشی کے دو مواقع ہیں جن میں وہ خوش ہوتا ہے' جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو اپنے روزہ افطار کرنے (عیدالفطر) سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے (کے اجر) سے خوش ہوگا''۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے: ''یہ شخص اپنا کھانا پینا اور اپنی جنسی خواہش میرے لیے چھوڑتا ہے' روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (عام ہر) نیکی

يُضَاعَفُ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ: يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوْفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)).

کا بدلہ دس گنا ہے''۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''ابن آدم کے تمام نیک اعمال کو بڑھایا جاتا ہے' نیکی کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''سوائے روزے کے (اس کے اجر کا معاملہ مختلف ہے) پس وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ دار اپنی جنسی خواہش اور اپنا کھانا میری ہی وجہ سے چھوڑتا ہے''۔ روزے دار کے لیے خوشی کے دو مواقع ہیں' ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور اس کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١٨ ـ فتح)، ومسلم (١١٥١) (١٦٣)، والرواية الثانية عند البخاري (٤/ ١٠٣ ـ فتح)، والرواية الثالثة عند مسلم (١١٥١) (١٦٤).

غريب الحديث☆ ۱)(جنة) ''ڈھال''۔ (الرفث) ''فحش کلام''۔ (الصخب) ''شوروغل''۔ (خلوف) ''منہ کی بو''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے' وہ انسان کو اس کے عمل کی جزا عطا فرماتا ہے' اسی طرح روزے دار کو اس کے روزے کی جزا دیتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہے' یہ عمل اخلاص سے پر ہوتا ہے' اس کی کیفیت پر اللہ کے سوا کوئی اور مطلع نہیں ہوتا' اسی لیے ہر عمل کے لیے محدود اجر ہے جسے سات سو گنا تک بڑھادیا جاتا ہے سوائے روزے کے کہ اس کا اجر احاطہ حساب سے باہر ہے۔

❷ روزہ گناہوں کے ارتکاب سے اور جہنم سے آڑ ہے۔

❸ روزہ دار اطاعت کرنے اور اللہ کی رضا کی خاطر مصائب برداشت کرنے کی تربیت حاصل کرتا اور مشق کرتا ہے۔

❹ روزے کی حالت میں حلال چیزوں سے رک کر حرام چیزوں سے باز رہنے کی مشق ہوتی ہے۔

❺ اگر کسی مصلحت کا تقاضا ہو تو لوگوں کو اپنے نیک عمل کے متعلق بتانا ہے۔ جیسا کہ روزہ دار سے کوئی جھگڑا وغیرہ کرے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں۔

❻ روزہ دار یا عبادت گزار اپنی عبادت سے خوشی محسوس کرے تو اس سے اس کے اجر سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔

❼ روزہ دار کو مکمل خوشی تو اس وقت ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور بغیر حساب کے اجر پائے گا۔

❽ ''روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے'' اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے' کیا یہ دنیا میں ہے یا آخرت میں؟ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''الوابل الصيب'' میں فرمایا ہے کہ یہ خوشبو قیامت کے دن ہوگی' اس لیے کہ وہ وقت ہے جب اعمال کا ثواب ظاہر ہوگا جیسا کہ شہید کے بارے میں آتا ہے کہ اس کے زخموں سے خون بہتا ہوگا' اس کا رنگ خون جیسا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر ہوگی۔ اعمال کا اثر دنیا کی زندگی میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نیکی کی وجہ سے چہرے پر روشنی، دل میں نور، بدن میں قوت، رزق میں برکت اور مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور برائی کی وجہ سے چہرے پر سیاہی، دل میں اندھیرا، بدن میں کمزوری، رزق میں کمی اور مخلوق کے دل میں بغض پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب انسان کوئی عمل کرتا ہے تو اس عمل کی مناسبت سے اللہ اس شخص کو چادر پہنا دیتا ہے' اگر عمل اچھا ہے تو چادر اچھی اور اگر عمل برا ہے تو چادر بری۔ (اللہ اعلم بالصواب!)

١٢١٦ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)). متفقٌ عليه.

۱۲۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا تو اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے' پس جو شخص اہل صلوٰۃ میں سے ہوگا اسے ''باب الصلوٰۃ'' سے پکارا جائے گا اور جو شخص اہل جہاد میں سے ہوگا اسے ''باب الجهاد'' سے آواز دی جائے گی' جو اہل صیام میں سے ہوگا اسے ''باب الريان'' سے پکارا جائے گا اور جو شخص اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے ''باب الصدقة'' سے آواز دی جائے گی''۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان ہوں' جس شخص کو ان دروازوں میں سے کسی دروازے سے پکارا جائے گا اس کے لیے بھی کوئی نقصان دہ بات نہیں (یعنی وہ بھی جنت میں داخل ہو جائے گا) کیا بھلا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہوگے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١١ - فتح)، ومسلم (١٠٢٧).

فقه الحديث☆ ❶ جنت کے کئی (آٹھ) دروازے ہیں جن پر فرشتے کھڑے ہوں گے۔

❷ اسلام میں کسی چیز کا جوڑا، جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت۔

❸ جنت کے دروازے اعمال کی مناسبت سے موسوم و منسوب ہیں۔

❹ ہر شخص کو اس کے عمل کی مناسبت سے جنت کے دروازے سے پکارا جائے گا۔

❺ بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔

❻ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان کہ انہیں بھی جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔

١٢١٧ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ

۱۲۱۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''ریان'' کہا جاتا ہے' قیامت والے دن روزہ دار اس میں سے داخل ہوں گے' ان کے علاوہ کوئی اور اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ پس وہ کھڑے ہوں گے (اور داخل ہو جائیں اور) ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا' جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے

أَحَدٌ)). متفقٌ عليه.

بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١١ ـ فتح)، ومسلم (١١٥٢).

غريب الحديث☆ (الريان) ''جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ہے' اس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ یہ نام اپنے مسمی سے مناسبت رکھتا ہے۔ (ریان) ''الرّيُّ'' (سیرابی) سے مشتق ہے اور یہ روزے دار کی حالت کے عین مناسب ہے' اس لیے (الريان) ''سیراب کرنے والا' پیاس مٹا دینے والا'' نام مناسب ہے۔ نام میں ''سیرابی'' کا معنی ملحوظ رکھا گیا ''سیری'' کا نہیں' اس لیے کہ سیرابی سیری کو شامل ہے۔ یا شاید اس لیے کہ پیاس کی مشقت بھوک سے زیادہ ہوتی ہے۔ (اللہ اعلم!)

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے روزہ داروں کے لیے ایک دروازہ مخصوص کر رکھا ہے' جب روزہ دار اس میں سے داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا اور پھر ان کے علاوہ کوئی اور اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔

❷ جو شخص باب الریان میں سے داخل ہوگا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

١٢١٨ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)). متفقٌ عليه.

۱۲۱۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے روزے کی وجہ سے اس شخص کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٧ ـ فتح)، ومسلم (١١٥٣).

غريب الحديث☆ (الخريف) ''سال''۔

فقه الحديث☆ ❶ نفل روزے رکھنے کی ترغیب۔

❷ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نفل روزہ رکھنے کی فضیلت۔

❸ اگر کوئی شخص روزے کی وجہ سے کمزوری محسوس نہ کرے تو وہ میدان جہاد میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے تاکہ وہ دونوں فضیلتیں جمع کر لے۔

❹ ''خریف'' کا ذکر خصوصی طور پر کیا کیونکہ خریف کے موسم میں پھل پک کر تیار ہو جاتے ہیں اور وہ چنے جاتے ہیں۔

❺ ستر سال سے مراد ستر سال کی مسافت ہے۔

١٢١٩ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۲۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١٥ ـ فتح)، ومسلم (٧٦٠).

غريب الحديث☆ (إيمانا و احتسابا) اس کی فرضیت کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس کے ثواب کی امید رکھتے ہوئے خوشی کے ساتھ، تنگی، تکلیف اور بوجھ محسوس کرتے ہوئے نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ رمضان کی فضیلت اور علو منزلت کا بیان، یہ روزوں کا مہینا ہے' جو شخص اس کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

❷ بعض لوگ رمضان کو رمضان کہنا ناپسند کرتے ہیں اور وہ ایک ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں' جس میں ہے: ((لا تقولوا رمضان فإن رمضان من أسماء الله تعالٰى ولكن قولوا شهر رمضان)) ''رمضان کو رمضان نہ کہو' کیونکہ رمضان تو اللہ کا نام ہے لیکن تم ماہ رمضان کہو''۔ زیر بحث حدیث جو صحیحین کی ہے' اس موقف کی تردید کرتی ہے کیونکہ حدیث میں ہے ((من صام رمضان)) ''جس نے رمضان کے روزے رکھے''۔ اس میں رمضان کو رمضان ہی کہا گیا ہے شہر رمضان نہیں کہا گیا۔

۱۲۲۰۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ، فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ)). متفقٌ عليه.

۱۲۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان (کا مہینا) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١٢ ـ فتح)، ومسلم (١٠٧٩).

غريب الحديث ☆ (صفدت) ''زنجیروں اور طوقوں سے جکڑ دیا جاتا ہے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ ماہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ایک روایت میں ہے: ''رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں'' اور ایک دوسری روایت میں ہے ''آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں'' ان تمام روایات میں کوئی تناقض نہیں۔ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں تاکہ نیک اعمال اوپر چڑھیں اور رحمت کے دروازے کھلتے ہیں تو اللہ اپنے بندوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس رحمت سے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

❷ رمضان میں چونکہ گناہ کم ہوتے ہیں اس لیے جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

❸ رمضان کی پہلی رات ہی جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں' رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

❹ رمضان المبارک میں باغیٔ شر (برائی کے متلاشی) کے لیے برائی کرنے کا کوئی عذر نہیں کیونکہ اسباب شر تو کم پڑ جاتے ہیں۔ اس ماہ خیر میں خیر سے محروم صرف بدنصیب شخص ہی رہ سکتا ہے۔

۱۲۲۱۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ، وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ، فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ)). متفقٌ عليه وهذا لفظ البخاري.

وفي رواية لمسلم: ((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا)).

۱۲۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو اور اگر بادل چھا جائیں اور چاند نظر نہ آئے تو پھر تم شعبان کے تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

اور مسلم کی روایت میں ہے: ''اگر تم پر بادل چھا جائے تو پھر تم تیس دنوں کے روزے رکھو''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١٣ ـ فتح)، ومسلم (١٠٨١) (١٨).

فقه الحديث ☆ ❶ روزے کا تعلق رؤیت ہلال سے ہے' صرف اندازے اور تخمینے سے روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور اسی طرح شوال کا چاند نظر آ جانے پر روزہ رکھنا چھوڑ دینا چاہیے اور اگلے روز عید منانی چاہیے۔

❷ ''غبي'' اور ''غُمَّ'' دونوں کے ایک ہی معنی ہیں بادلوں کا چھا جانا، مطلع ابر آلود رہنا، جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے' اس صورت میں

ماہ شعبان کے تیس دن پورے کر لینے چاہییں، صرف فلکی حساب کتاب ہی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور پہلے سے تیار شدہ کیلنڈر کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر ۲۹ رمضان کو مطلع ابر آلود ہو تو پھر بھی رمضان کے تیس روزے مکمل کرنے چاہییں اور اس کے بعد یکم شوال کو عید منانی چاہیے۔

تنبیہ: استقبال رمضان کے لیے شعبان کے آخری ایک دو دنوں کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، البتہ اگر کوئی شخص معمول کے مطابق روزے رکھ رہا ہے تو وہ ان ایام میں بھی روزے رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح شک کے دن کا بھی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

رؤیت ہلال دو مسلمان گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو گواہ (رمضان کے چاند کی) شہادت دے دیں تو پھر روزہ رکھو اور (شوال کے چاند کی شہادت دے دیں تو) روزہ رکھنا چھوڑ دو''۔ (النسائی، احمد) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ روزہ رکھنے اور عید منانے کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہے۔ ابوداؤد اور دارمی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی شہادت پر خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

رؤیت ہلال کے بارے میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لیے بھی کافی ہے یا نہیں؟ کیا جو لوگ چاند دیکھیں صرف وہی روزہ رکھیں یا وہ علاقے والے بھی جو مطلع کے اعتبار سے قریب قریب ہیں اور ان کے طلوع و غروب میں زیادہ فرق نہیں؟

ان علاقوں میں ایک جگہ کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لیے بھی کافی ہے۔ مثلاً پاکستان میں مختلف شہروں میں طلوع و غروب میں زیادہ فرق نہیں، اس لیے اگر پاکستان کے کسی علاقے سے رؤیت ہلال کی شہادت مل جائے تو وہ پورے پاکستان کے لیے کافی ہوگی۔

۲۱۸۔ بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْإِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ

۲۱۸۔ باب: ماہ رمضان میں سخاوت، نیک عمل اور زیادہ سے زیادہ خیر و بھلائی کرنا اور آخری عشرے میں اس سے بھی زیادہ اہتمام کرنا

۱۲۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. متفق عليه.

۱۲۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ رمضان میں جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو بہت زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات آپ سے ملاقات کرتے اور آپ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ جب جبرائیل علیہ السلام ان سے ملاقات کرتے تو بھلائی (کے کاموں) میں تیز ہوئی اسے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۳۰۷).

غريب الحديث ☆ (الريح المرسلة) ''تیز فائدہ مند ہوا''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا بیان' بالخصوص ماہ رمضان میں آپ بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ اس لیے کہ یہ مہینا ہی نیکیاں کمانے کا ہے' اس میں اللہ کے انعامات زیادہ ہوتے ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ بھی اس مہینے میں پہلے سے بڑھ کر عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔

❷ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے ساتھ اس ماہ میں قرآن کا دور کرتے تھے۔

❸ طلباء اور علماء کو چاہیے کہ وہ آپس میں علمی دور اور مذاکرے کا اہتمام کرتے رہیں تاکہ علم بھولنے نہ پائے۔

❹ ہر وقت سخاوت کرنی چاہیے' بالخصوص رمضان کے مہینے میں تو اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

❺ ماہ رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنی چاہیے' اس لیے کہ ماہ رمضان ماہ قرآن بھی ہے' اس میں قرآن مجید نازل ہوا۔

❻ ماہ رمضان میں سخاوت و تلاوت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

١٢٢٣ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. متفقٌ عليه.

۱۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری فرماتے' اپنے گھر والوں کو جگاتے اور (عبادت کے لیے) کمر کس لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۹۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۱۹۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ، أَوْ وَافَقَ عَادَةً لَهُ بِأَنْ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ

۲۱۹۔ باب: نصف شعبان کے بعد استقبال رمضان کے لیے روزہ رکھنا منع ہے' سوائے اس شخص کے جس کا اس کو ماقبل سے ملانے یا پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے کا معمول ہو اور یہ دن اتفاقاً اس کے موافق جائے

١٢٢٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ)). متفقٌ عليه.

۱۲۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے' سوائے اس شخص کے جو پہلے سے ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٢٧ ـ فتح)، ومسلم (١٠٨٢).

فقہ الحدیث ☆ استقبال رمضان کے لیے شعبان کے آخری ایک یا دو دن کے روزے رکھنا منع ہے۔ ہاں اگر کسی شخص کا معمول ہو کہ وہ ایک دن روزہ رکھتا ہو اور ایک دن افطار کرتا ہو یا وہ ایام بیض کے روزے رکھتا ہو یا پیر یا جمعرات کے دن کا روزہ رکھنا اس کا معمول ہو تو یہ صورت مستثنیٰ ہے اور اس کی اجازت ہے' بصورت دیگر رمضان سے ایک یا دو دن پہلے بلکہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنا منع ہے۔ اس کی یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ انسان فرض روزے شروع کرنے سے پہلے نفل روزے رکھ کر کمزور نہ ہوجائے اور کہیں فرض روزے

رکھنے سے عاجز نہ آ جائے۔ (اللہ اعلم)

١٢٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ، وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُوْنَهُ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا)).

رواه الترمذي وقال: حديث حسنٌ صحيحٌ.

((الْغَيَايَةُ)) بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ الْمُكَرَّرَةِ، وهِيَ: السَّحَابَةُ.

۱۲۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو (رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر چاند اور رؤیت کے درمیان بادل حائل ہو جائیں تو تیس دن پورے کرو''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

(الغياية) غین اور دو یاء کے ساتھ' اس کا معنی ہے''بادل''۔

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (٢٣٢٧)، والترمذى (٦٨٨)، والنسائى (٤/ ١٥٣ ـ ١٥٤).

فقه الحديث☆ ❶ جو لوگ استقبال رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کا رد ہے۔

❷ روزہ رکھنے اور روزہ رکھنا چھوڑنے کے لیے رؤیت ہلال شرط ہے۔

❸ اگر ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو پھر شعبان کے تیس دن مکمل کرنے چاہییں اور اسی طرح ۲۹ رمضان کو شوال کا چاند نظر نہ آئے تو پھر تیس روزے پورے کرنے چاہییں اور پھر عید الفطر منانی چاہیے۔

١٢٢٦ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۲۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو پھر (نفل) روزے نہ رکھو''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٣٣٧)، والترمذى (٧٣٨)، وابن ماجه (١٦٥١).

فقه الحديث☆ جب شعبان کا آدھا مہینا باقی رہ جائے تو پھر روزے نہیں رکھنے چاہییں۔ ہاں اگر کسی کا پہلے سے معمول چلا آ رہا ہو تو پھر جائز ہے۔

١٢٢٧ - وَعَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۲۲۷۔ حضرت ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے شک والے دن کا روزہ رکھا تو اس نے یقیناً ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ علقه البخارى (٤/ ١١٩)، ووصله أبو داود (٢٣٣٤)، والترمذى (٦٨٦)، وابن ماجه (٣٣٣٤)، والنسائى (٤/ ١٥٣).

اس کی سند میں ابو اسحاق سبیعی مدلس راوی ہے جو عن سے بیان کرتا ہے اور اس کو اختلاط بھی ہو گیا تھا لیکن اس حدیث کے شواہد

موجود ہیں جنہیں ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تغلیق التعلیق (۳/۱۴۱، ۱۴۲)'' میں بیان کیا ہے لہٰذا یہ حدیث حسن ہے۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ شک والے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ شک والے دن سے مراد ۳۰ شعبان ہے مثلاً ۲۹ شعبان کو بادل وغیرہ کی وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا تو اب اگلے روز کا روزہ اس وجہ سے نہیں رکھنا چاہیے کہ شاید چاند نظر آ گیا ہو اور آج یکم رمضان ہو اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں روزہ رکھ لوں پس یہ شک والے دن کا روزہ ہوگا۔ اگر کبھی ایسی صورت حال ہو تو شعبان کے تیس دن مکمل کر لیے جائیں اور پھر اس کے بعد رمضان کی گنتی شروع کی جائے۔

❷ شک والے دن روزہ رکھنا منع ہے صحابی کی بات لفظاً موقوف اور حکماً مرفوع ہوتی ہے۔

۲۲۰۔ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

۲۲۰۔ باب: رؤیت ہلال کے وقت کون سی دعا پڑھی جائے

۱۲۲۸۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ، هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۲۲۸۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پہلی رات کا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اے اللہ! یہ چاند رشد و بھلائی والا ہو''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ حسن لغيره دون قوله: ((هلال رشد وخير)). أخرجه الترمذي (٣٤٥١)، وأحمد (١/ ١٦٢)، والحاكم (٤/ ٢٨٥).

یہ روایت شواہد کی بنا پر حسن ہے کیونکہ سلیمان بن سفیان اور اس کا استاد دونوں ضعیف ہیں لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد موجود ہے جو دارمی (۲/۳، ۴) اور طبرانی کبیر (۱۳۳۳۰) میں موجود ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت کی سند میں بھی عبدالرحمن اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں لیکن یہ حدیث بالجملہ حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

(ھلال رشد و خیر) کے الفاظ کے علاوہ حدیث حسن لغیرہ ہے نیز یہ الفاظ ترمذی میں نہیں بلکہ ابوداؤد (۵۰۹۲) میں مرسل ہیں اور یہ الفاظ ضعیف ہیں۔

غریب الحدیث ☆ (الرشد) ''ہدایت''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ امن و سلامتی کے لیے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ اگر ایمان محفوظ نہیں تو پھر امن ہے نہ سلامتی۔

❷ امن و سلامتی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اس لیے ان کے حصول پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ان کے بقا و تجدید کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

❸ ہر ماہ پہلی رات کا چاند دیکھنے پر اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔ (اللہ اعلم)

۲۲۱۔ بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَأْخِيْرِهِ مَا

۲۲۱۔ باب: سحری کھانے اور اس میں تاخیر کرنے کی

لَمْ يُخْشَ طُلُوعَ الْفَجْرِ

فضیلت جبکہ طلوع فجر کا اندیشہ نہ ہو

۱۲۲۹ـ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَحَّرُوْا؛ فَإِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً)). متفقٌ عليه.

۱۲۲۹ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو، اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٣٩ ـ فتح)، ومسلم (١٠٩٥).

فقه الحديث☆ سحری کے وقت اٹھ کر سحری کھانا مسنون اور باعث برکت ہے' اس سے روزہ دار کو تقویت اور توانائی حاصل ہوتی ہے اور روزہ رکھنے کی رغبت اور اشتیاق برقرار رہتا ہے' بھوک پیاس کم ستاتی ہے اور کمزوری بھی محسوس نہیں ہوتی۔ اسلام ایسا پیارا دین ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے' اس نے انسان کی ضرورتوں اور کمزوریوں کا مکمل خیال رکھا ہے۔

۱۲۳۰ـ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قِيْلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِيْنَ آيَةً. متفقٌ عليه.

۱۲۳۰ـ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ ان سے پوچھا گیا ان دونوں (سحری کھانے کے خاتمے اور نماز) کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: پچاس آیات (کی تلاوت) کے برابر۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٣٨ ـ فتح)، ومسلم (١٠٩٧).

فقه الحديث☆ ❶ عرب وقت کا اندازہ اعمال بدن کے ذریعے کرتے تھے جیسے بکری کا دودھ دوہنے کے برابر' اونٹ ذبح کرنے کے برابر وغیرہ۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے پچاس آیات کی تلاوت کے برابر وقفے کا ذکر کیا' اس لیے کہ یہ تلاوت وعبادت کرنے کا وقت تھا۔

❷ سحری کھانے میں تاخیر کرنا مستحب ہے تاکہ سحری کھا کر فوراً نماز فجر ادا کرلی جائے۔ بعض لوگ بہت جلدی سحری کر لیتے ہیں اور کھانا کھانے کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے اور اس طرح نماز فجر ضائع ہوجاتی ہے۔

❸ فاضل شخصیت کو اپنے ساتھیوں کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شریک کرنا چاہیے۔

❹ اجتماعی طور پر سحری کھانا جائز ہے۔

❺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کا کس قدر ادب کرتے تھے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' **تسحرنا مع رسول اللہ** ﷺ '' یہ نہیں فرمایا: ''**نحن و رسول اللہ** ﷺ'' کیونکہ حدیث کے مذکورہ لفظ ''مع'' میں کسی کی ماتحتی میں کوئی کام کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

۱۲۳۱ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ؛ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ)) قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا. متفقٌ عليه.

۱۲۳۱ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے' حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات (صبح کاذب) کو اذان دیتے ہیں لہٰذا تم اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دیں۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان دونوں اذانوں کے درمیان بس اتنا وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (سیدنا بلال) اذان دے کر نیچے اترتے اور (حضرت ابن ام مکتوم) اذان دینے کے لیے چڑھتے تھے۔ (متفق

علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۹۹ ـ فتح)، ومسلم (۱۰۹۲) (۳۸).

فقه الحديث☆ فجر دوطرح کی ہے' ایک فجر کاذب اور دوسری فجر صادق۔ فجر کاذب کے وقت نماز فجر پڑھنا جائز نہیں' البتہ روزہ دار کے لیے سحری کھانا جائز ہے جبکہ فجر صادق کے وقت روزہ دار کے لیے سحری کھانا حرام ہے اور نماز فجر پڑھنا جائز وحلال ہے۔

فجر کاذب کی پہچان یہ ہے کہ وہ مستطیل شکل کی سفیدی ہوتی ہے جو بھیڑیے کی دم کی طرح اوپر کی طرف اٹھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور فجر صادق کی روشنی میں سرخی کی آمیزش ہوتی ہے اور وہ افق پر پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تمہیں کسی دھوکے میں مبتلا نہ کردے اور نہ یہ عمودی سفیدی حتیٰ کہ یہ پورے افق پر پھیل جائے''۔

ایک اور حدیث میں فرمایا: ''جب تک سرخی مائل روشنی پورے افق پر نہ پھیل جائے سحری کھاتے رہو''۔ جب اذان ہوجائے تو پھر کھانا پینا بند کردینا چاہیے' البتہ کوئی چیز ہاتھ میں ہو تو اسے کھانے کی اجازت ہے۔ ابوداود، مسند احمد اور مستدرک حاکم وغیرہ میں حدیث ہے: ''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس برتن کو نیچے نہ رکھے حتیٰ کہ اپنی ضرورت پوری کرلے''۔ اور اس اذان سے مراد دوسری اذان ہے کیونکہ پہلی اذان کے بعد تک تو کھانے پینے کی اجازت ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں فجر کے وقت دو اذانیں ہوتی تھیں' دو ہی مؤذن تھے' ایک اذان کے بعد کھانے پینے کی رخصت تھی جبکہ دوسری اذان کے بعد کھانے پینے کی پابندی اور نماز فجر پڑھنے کی اجازت ہوتی تھی عالم اسلام میں اب یہ سنت بھی جاری ہے' مسجد حرام اور مسجد نبوی میں دو اذانوں کا سال بھر خصوصی اہتمام ہوتا ہے اور پاکستان کی بعض مساجد میں بھی اس سنت پر عمل جاری ہے اور یہ دو اذانیں صرف رمضان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پورے سال کا معمول ہے۔

بعض لوگ ''احتیاطاً'' سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے اذان دے دیتے ہیں اور افطاری کے وقت ''احتیاطاً'' تاخیر سے اذان دیتے ہیں' یہ ''احتیاط'' بدعت ہے' اس سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۲۳۲ ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ)). رواه مسلم.

۱۲۳۲۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کا کھانا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۰۹٦).

غريب الحديث☆ (فصل) ''فرق، امتیاز''۔

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزے اس طرح فرض کیے جس طرح ہم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے تھے' لیکن کیفیت وعمل میں فرق ہے۔ پہلی شریعتوں میں یہ تھا کہ اگر کوئی شخص افطاری کے وقت سوجاتا تو پھر اس کے لیے اگلے روز تک کھانا پینا جائز نہ ہوتا' اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحمت فرمائی اور ان کے لیے یہ حکم نازل فرمایا دیا: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ﴾ اور دوسری آیت یہ نازل ہوئی: ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ شروع میں امت محمدیہ ﷺ میں بھی پہلی امتوں کی طرح ہی حکم تھا جیسا کہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ وہ روزہ دار تھے' جب گھر آئے اور افطاری کا وقت آیا تو انھوں نے بیوی سے کھانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کھانا موجود تو نہیں البتہ میں انتظام کرتی ہوں' اتنی دیر میں حضرت قیس سو گئے۔ اب وہ بیدار ہو کر کچھ کھا نہیں سکتے تھے' انہوں نے ویسے ہی روزہ رکھ لیا۔ جب آدھا دن گزرا تو ان پر

غشی طاری ہوگئی' تب یہ آیات نازل ہوئیں تو پہلا حکم منسوخ ہوگیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو' ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے تو عبادات میں بھی اہل کتاب کی مخالفت کی اور اس کا حکم فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ معاف فرمائے یہ امت یہود و نصاریٰ کی پوری پوری مشابہت اور نقالی میں فخر محسوس کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

۲۲۲۔ بَابُ فَضْلِ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ الْإِفْطَارِ

۲۲۲۔ باب: افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت اور جس چیز سے افطار کیا جائے اور افطار کے بعد پڑھی جانے والی دعا کا بیان

١٢٣٣ ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)). متفقٌ عليه.

۱۲۳۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٩٨ ـ فتح)، ومسلم (١٠٩٨).

فقه الحديث☆ ❶ جب سورج غروب ہو جائے تو پھر احتیاط کے چکر میں روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے بلکہ غروب آفتاب کے بعد بلا تاخیر روزہ کھولنا چاہیے۔

❷ غروب آفتاب کے فوراً بعد روزہ افطار کرنا سنت ہے' بعض لوگ ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے ہیں اور بعض احتیاطاً تاخیر کرتے ہیں تا کہ روزے کے وقت اور تکلیف و مشقت میں مزید اضافہ کیا جائے تا کہ ثواب میں بھی اضافہ ہو۔ یہ سوچ و فکر خلاف سنت ہے' اس میں ثواب ہے نہ برکت بلکہ یہود کی مشابہت اور خیر و بھلائی سے محرومی ہے۔

❸ جب امت محمدیہ ﷺ افطار میں جلدی کرے گی تو وہ سنت اور منہج سلف پر فائز رہے گی اور اتباع سنت کی برکت سے کبھی گمراہ نہیں ہوگی' ہدایت اور صراط مستقیم پر استقامت کی وجہ سے اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا رہے گا اور امت خیر و بھلائی میں رہے گی۔

❹ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے تو یہ دین غالب رہے گا' اس لیے کہ یہود و نصاریٰ افطار کرنے میں تاخیر کرتے ہیں''۔

❺ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دین کی بقا جلد افطاری کرنے میں ہے اور اس کا وقت سورج کی ٹکیا غروب ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے' ان مسائل کو فروعی مسائل قرار نہیں دینا چاہیے۔

١٢٣٤ ـ وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ: رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُوْ عَنِ الْخَيْرِ: اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟

۱۲۳۴۔ حضرت ابوعطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو مسروق نے ان سے کہا محمد ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور وہ دونوں خیر و بھلائی کے کاموں میں کوتاہی نہیں کرتے' ان میں سے ایک تو نماز مغرب پڑھنے اور روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا نماز مغرب پڑھنے اور روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: نماز

قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ ـ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ـ فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ. رواه مسلم.

قوله: ((لَا يَأْلُوْ)) أَيْ لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ.

مغرب پڑھنے اور روزہ افطار کرنے میں جلدی کون کرتا ہے؟ مسروق نے جواب دیا: حضرت عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

(لأیالو) اس کے معنی ہیں وہ نیکی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٠٩٩).

فقه الحديث☆ ❶ جب کسی مسئلے میں وضاحت مطلوب ہو تو اہل علم سے اس کے بارے میں پوچھنا مستحب ہے۔

❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصحاب محمد ﷺ خیر و بھلائی کے بارے میں کس قدر فکر مند اور کوشاں رہتے تھے اور وہ اعمال بر و تقویٰ اور اتباع سنت کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔

❸ سحری کھانے میں تاخیر اور افطار کرنے میں جلدی کرنا مسنون ہے۔

❹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے موافقت کی کوشش کا بیان۔

❺ شریعت نے صرف اس خیر و بھلائی کا اعتبار کیا ہے جو سنت کے موافق ہو۔

❻ بعض اوقات کسی سنت کا علم کسی ایک صحابی کو ہو سکتا ہے اور دوسرے کو نہیں۔

❼ دوسرے صحابی سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

١٢٣٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۲۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے فرمایا: ''مجھے میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہیں جو ان میں سے افطار میں جلدی کرنے والے ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (٧٠٠، ٧٠١)، و أحمد (٢/ ٣٢٩)، وابن حبان (٣٥٠٧).

اس کی سند ضعیف ہے اس لیے کہ قرۃ بن عبدالرحمٰن کو صرف ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے جبکہ جمہور اہل جرح و تعدیل نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ پس درست بات تو جمہور ہی کی ہے لیکن یہ متابعات و شاہد کے لیے ٹھیک ہے۔ لہٰذا امام ترمذی نے جو اسے حسن قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں۔

فقه الحديث☆ جلدی افطار کرنے سے متعلق کئی ایک صحیح احادیث ہیں۔ (واللہ اعلم!)

١٢٣٦ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)). (متفق عليه)

۱۲۳۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات ادھر (مشرق) کی طرف سے آ جائے اور دن ادھر (مغرب) کی طرف چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزے دار نے روزہ افطار کر لیا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٩٦ ـ فتح)، ومسلم (١١٠٠).

غريب الحديث☆ (أقبل الليل من هٰهنا) ''جب رات مشرق کی طرف سے آ جائے''۔ (أدبر النهار من هٰهنا) ''اور دن مغرب کی طرف چلا جائے''۔ (فقد أفطر الصائم) ''روزے دار نے روزہ افطار کر لیا'' یعنی افطار کا وقت ہو گیا۔

فقہ الحدیث☆ ❶ جب تین چیزیں واقع ہو جائیں تو افطاری کا وقت ہو جاتا ہے: (۱) رات آ جائے (۲) دن چلا جائے (۳) اور سورج کی ٹکیا غروب ہو جائے۔ جب یہ شرائط پوری ہو جائیں تو روزے دار نے روزہ افطار کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے۔ یا یہ معنی ہے کہ روزہ مکمل ہو گیا ہے' اب وہ شخص شرعاً روزہ کھول سکتا ہے' چاہے وہ کھولے یا نہ کھولے۔

❷ حدیث میں مذکور تینوں چیزیں تقریباً ایک ساتھ ہی ہوتی ہیں۔

❸ پس یہ تینوں شرطیں پوری ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے پھر مزید احتیاط کی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۲۳۷۔ وَعَنْ اَبِي اِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: ((**يَا فُلَانُ! انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا**)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ اَمْسَيْتَ؟ قَالَ: ((**انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا**)) قَالَ: اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: ((**انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا**)) قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((**اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا، فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ**)) وَاَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. متفقٌ عليه.

قوله: ((اِجْدَحْ)) بجيم ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَاءٍ مهملتين؛ أي: اخْلِطِ السَّوِيْقَ بِالْمَاءِ.

۱۲۳۷۔ حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے اور آپ اس وقت روزے سے تھے' پس جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنے کسی رفیق سفر سے فرمایا: ''اے فلاں! سواری سے اتر اور ہمارے لیے پانی میں ستو گھول''۔ اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ شام ہونے دیں؟ آپ نے فرمایا: ''تو سواری سے اتر اور ہمارے لیے ستو گھول''۔ اس نے پھر عرض کیا: ابھی تو دن باقی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اتر اور ہمارے لیے ستو گھول''۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ آدمی سواری سے اترا اور ان کے لیے ستو گھولے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمائے اور فرمایا: ''جب تم رات کو دیکھو کہ ادھر (مشرق) سے آ گئی ہے تو یقیناً روزے دار نے افطار کر لیا''۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

(اجدح) جیم، دال پھر حاء ''پانی میں ستو گھول''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤ / ١٩٨ ـ فتح)، ومسلم (١١٠١).

فقہ الحدیث☆ ❶ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

❷ عالم کو کسی بات کی یاد دہانی کرانا جائز ہے کہ شاید وہ بھول رہا ہو' لیکن ایسا صرف دو دفعہ کرنا چاہیے۔

❸ روزہ افطار کرنے کا وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد ہے۔

❹ عقل شریعت سے برتر نہیں۔

۱۲۳۸۔ وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((**اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ، فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهُ طَهُوْرٌ**)). رواه أبوداوُد والترمذيُّ وقال حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۲۳۸۔ حضرت سلمان بن عامر ضبی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اسے چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے' اگر وہ کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے اس لیے کہ وہ خوب پاک ہے''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۳۲) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٣٩ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٍ فَتُمَيْرَاتٌ؛ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۲۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے' اگر تازہ کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں تو آپ چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صح من فعله ﷺ . وقد تقدم تخريجه برقم (٣٣٢) باب بر الوالدين وصلة الأرحام.

غريب الحديث☆ (حسا) ''پیا''۔ (حسوات) ''حسوۃ'' کی جمع ہے ''ایک بار پینا، ایک گھونٹ''۔

فقه الحديث☆ ❶ اذان کے بعد اور نماز پڑھنے سے پہلے روزہ افطار کرنا چاہیے۔

❷ کھجور سے افطار کرنا مستحب ہے' اگر کھجور میسر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرنا چاہیے۔ یہ آپ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد (۱/۵۰۔۵۱) میں فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ کھجور سے افطار کرنے کی ترغیب دلاتے تھے' اگر کھجور میسر نہ ہوتی تو پھر پانی سے' یہ آپ ﷺ کی امت پر شفقت اور خیر خواہی ہے۔ آپ نے زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی فرمائی۔ روزہ رکھنے سے افطار کے وقت معدہ خالی ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس وقت کسی میٹھی چیز کے کھانے سے جسم کو قوت میسر آتی ہے' خصوصاً قوت باصرہ (بینائی) تیز ہوتی ہے' اس دور میں مدینہ منورہ میں جو میٹھی چیز میسر تھی وہ کھجور تھی' یہی ان کی خوراک تھی' یہی سالن تھا اور یہی تازہ پھل۔ پانی سے افطار کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے جگر خشک ہو جاتا ہے تو جب بندہ پانی پیتا ہے تو پانی کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔ اسی لیے کھانا کھانے سے پہلے بھی پانی پی لینا چاہیے نیز پانی اور کھجور کا استعمال دل کے لیے نہایت مفید ہے۔ دل کے ماہرین اس کی افادیت سے خوب آگاہ ہیں۔''

❸ روزہ افطار کرتے وقت اس ترتیب کو سامنے رکھا جائے تو طبی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں اور سنت کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

۲۲۳ـ بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

۲۲۳۔ باب: روزہ دار اپنی زبان اور دوسرے اعضا کو شرعی امور کی مخالفت اور گالی گلوچ وغیرہ سے محفوظ رکھے

١٢٤٠ ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ، اَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: اِنِّيْ صَائِمٌ)). متفقٌ عليه.

۱۲۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس روز تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش کلام کرے نہ شور و غل مچائے' اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو یہ کہہ دے کہ میں تو روزہ دار ہوں''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۱۵) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٤١ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ

۱۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی حاجت

فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)). رواه البخاري.

نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١١٦ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (يدع) "يترك" "چھوڑے ترک کرے"۔

فقه الحديث☆ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے "الوابل الصيب" میں فرمایا: "روزہ دار وہ ہے جس کے اعضا گناہ کرنے سے رک جائیں' اس کی زبان جھوٹ، فحش کلام اور جھوٹی گواہی سے باز آ جائے۔ اس کا پیٹ کھانے پینے سے، اس کی شرم گاہ جماع سے رک جائے' اگر وہ کلام کرے تو ایسی بات نہ ہو جس سے اس کا روزہ مجروح ہوتا ہو، اگر کوئی عمل کرے تو ایسا عمل نہ کرے جو اس کے روزے کو فاسد کر دے۔ پس بات کرے تو نافع اور صالح اور اس کے دیگر اعمال بھی اسی طرح کے ہوں۔ روزہ تو ایک خوشبو کی مانند ہے کہ ہر بیٹھنے والا اس کی خوشبو محسوس کرے' جس طرح کستوری بیچنے والے کے پاس سے خوشبو آتی ہے' اسی طرح جو شخص روزہ دار کی مجلس میں بیٹھے تو اسے بھی اس ہم نشینی سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس کی مجلس میں جھوٹی گواہی، جھوٹ، فجور اور ظلم نہیں ہونا چاہیے۔

یہ وہ مشروع روزہ ہے جو صرف کھانے پینے ہی سے رک جانے کا نام نہیں۔ صحیح حدیث میں ہے: "کتنے ہی روزے دار ہیں جنہیں روزے کے بدلے میں صرف بھوک اور پیاس ملتی ہے"۔

پس روزہ اعضا کا گناہوں سے اور پیٹ کا کھانے پینے سے رک جانے کا نام ہے' جس طرح کھانے پینے سے روزہ خراب ہو جاتا ہے اسی طرح گناہ روزے کا ثواب قطع کر دیتے ہیں' اس کے ثمرات کو ضائع کر دیتے ہیں اور اسے ایسا بنا دیتے ہیں جیسے اس نے روزہ نہیں رکھا۔ پس روزے کے آداب میں سے یہ ضروری ہے کہ انسان کھانا پینا چھوڑنے کے ساتھ گناہ بھی چھوڑ دے"۔

۲۲۴۔ بَابُ فِي مَسَائِلَ مِنَ الصَّوْمِ

۲۲۴۔ باب: روزے کے مسائل

١٢٤٢ ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ، فَاَكَلَ، اَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ؛ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ)). متفقٌ عليه.

۱۲۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے، اس لیے کہ اللہ نے اسے کھلایا پلایا ہے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٥٠ ـ فتح)، ومسلم (١١٥٥).

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے بھول چوک کے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے' روزہ خواہ نفل ہو یا فرض' لیکن شرط یہ ہے کہ یاد آ جانے پر فوراً کھانا پینا ترک کر دیا جائے' ایسے روزے کی قضا ہے نہ کفارہ۔

١٢٤٣ ـ وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوْءِ؟ قَالَ: ((اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۲۴۳۔ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے فرمایا: "خوب اچھی طرح وضو کرو' انگلیوں کے درمیان خلال کرو' ناک میں خوب اہتمام کے ساتھ پانی ڈالو لیکن روزہ کی حالت میں نہیں"۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٤٢ و ٢٣٦٦)، والترمذي (٧٨٨)، وابن ماجه (٤٠٧) وغيرهم.

غریب الحدیث☆ (أسبغ الوضوء) ''وضوخوب اچھے طریقے سے کرو''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ وضو کی سنتیں بیان کی گئی ہیں:-

(۱) کامل طریقے سے وضو کرنا۔ (۲) پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۳) ناک میں پانی داخل کرنے کا اہتمام کرنا۔

❷ ناک میں خوب پانی ڈالنا سنت ہے لیکن روزے کی حالت میں نہیں۔ اس لیے کہ اس طرح پانی ناک کے ذریعے پیٹ میں داخل ہوسکتا ہے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

١٢٤٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ. متفقٌ عليه.

۱۲۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح فجر ہوتی کہ آپ اپنی اہلیہ سے (جماع کی وجہ سے) جنبی ہوتے پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٤٣ و ١٥٣ ۔ فتح)، ومسلم (١١٠٩) (٧٦).

فقہ الحدیث☆ نبی ﷺ رمضان کی راتوں میں جماع کرتے اور پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔ اس میں قرآن (بقرۃ: ۱۸۷) کے بیان کے مطابق امت کے لیے عملی تعلیم ہے کہ رمضان کی راتوں میں بیوی سے جماع کرنا جائز ہے۔

١٢٤٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، ثُمَّ يَصُوْمُ. متفقٌ عليه.

۱۲۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی احتلام کے علاوہ (یعنی بیوی سے صحبت کی وجہ سے) حالت جنابت میں صبح کرتے' پھر روزہ رکھ لیتے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤/ ١٤٣ و ١٥٣ ۔ فتح)، ومسلم (١١٠٩) (٧٥).

فقہ الحدیث:۔ اس حدیث میں بھی حدیث سابق والے مسئلے کی وضاحت ہے' حدیث سابق میں ہے کہ آپ حالت جنابت میں صبح کرتے، غسل کرتے اور پھر روزہ رکھتے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپ حالت جنابت میں صبح کرتے' روزہ رکھتے اور پھر غسل کرتے تھے۔

۲۲۵۔ بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَ شَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرُمِ

۲۲۵۔ باب: محرم، شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزوں کی فضیلت

١٢٤٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ: صَلَاةُ اللَّيْلِ)). رواه مسلم.

۱۲۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کا ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۶۷) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٤٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. وفي رِوَايَةٍ: كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيْلًا. متفقٌ عليه.

۱۲۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنے زیادہ (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے' آپ شعبان کا (تقریباً) پورا مہینا روزے رکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ چند دنوں کے علاوہ شعبان کے باقی پورے روزے رکھتے

تھے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاری (٤/ ٢١٣ ـ فتح)، ومسلم (١١٥٦) (١٧٦).

فقه الحدیث ☆ ❶ شعبان کے مہینے میں روزے رکھنے کی فضیلت۔

❷ نبی ﷺ کو روحانی قوت زیادہ حاصل تھی' اس لیے شعبان کے روزے آپ کے لیے کمزوری کا باعث نہیں تھے۔ اگر کسی شخص کو کمزوری کا اندیشہ ہو تو اسے شعبان میں زیادہ روزے نہیں رکھنے چاہییں تاکہ رمضان کے فرض روزے رکھنے کے لیے قوت و توانائی برقرار رہے۔

❸ اگر کوئی شخص مجاہدہ نفس (مشقت) سے کثرت سے عبادت کرتا ہو اور اندیشہ ہو کہ اس کا دل اچاٹ ہو جائے گا تو پھر اسے اس نفل عبادت کو ترک کر دینا چاہیے' بہتر یہی ہے کہ عبادت پر مداومت اختیار کی جائے اگرچہ وہ قلیل ہو۔

١٢٤٨ ـ **وَعَنْ** مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ، وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: **((وَمَنْ أَنْتَ؟))** قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ. قَالَ: **((فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟))** قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بِلَيْلٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!))** ثُمَّ قَالَ: **((صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ))** قَالَ: زِدْنِي؛ فَإِنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: **((صُمْ يَوْمَيْنِ))** قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: **((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ))** قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: **((صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ))** وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا، ثُمَّ أَرْسَلَهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

وَ ((شَهْرُ الصَّبْرِ)) رَمَضَانُ.

۱۲۴۸۔ حضرت مجیبہ باہلیہ اپنے باپ سے یا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' پھر چلے گئے اور ایک سال بعد پھر آئے تو ان کی حالت و ہیئت بدل چکی تھی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' انہوں کہا: میں باہلی ہوں جو پچھلے سال آپ کے پاس آیا تھا آپ نے فرمایا: ''تم میں یہ تبدیلی کیسے آ گئی' تم تو اچھی حالت و ہیئت والے تھے؟'' انھوں نے عرض کیا میں جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں میں نے صرف رات کو کھانا کھایا ہے (یعنی مسلسل روزے رکھتے ہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کیا''۔ پھر فرمایا: ''ماہ صبر (رمضان کے روزے) اور ہر مہینے میں ایک روزہ رکھو''۔ انھوں نے کہا: میرے لیے اضافہ فرمائیں' اس لیے کہ مجھ میں قوت ہے۔ آپ نے فرمایا: (ہر ماہ) دو روزے رکھو''۔ انھوں نے کہا: میرے لیے اور اضافہ فرمائیں' کیونکہ مجھ میں قوت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر ماہ تین روزے رکھو''۔ انھوں نے عرض کیا: میرے لیے اور اضافہ فرمائیں' آپ نے فرمایا: ''حرمت والے مہینوں میں (زیادہ) روزے رکھو اور چھوڑ دو (یعنی مزید کا مطالبہ نہ کرو)' حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو' حرمت والے مہینوں کا روزہ رکھو اور چھوڑ دو''۔ آپ نے اپنی تین انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا' انہیں ملایا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

(شھر الصبر) ''رمضان کا مہینا''۔

توثیق الحدیث ☆ ضعیف ـ أخرجه أبو داود (٢٤٢٨).

فقه الحدیث ☆ یہ حدیث مجیبہ باہلیہ کی جہالت حال کی وجہ سے ضعیف ہے' اس لیے قابل حجت و استدلال نہیں ہے۔

٢٢٦ـ بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

١٢٤٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ)) يعني: أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ، وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ)) رواه البخاري.

۲۲۶۔ باب: ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں روزے اور دیگر اعمال خیر کی فضیلت

۱۲۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے مقابلے میں دوسرا کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک اعمال اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہوں''۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (دیگر ایام میں) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں' سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال لے کر جہاد کے لیے گیا اور پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا (یعنی خود شہید ہوگیا اور مال خرچ ہوگیا)''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤٥٧ ـ فتح)۔

فقه الحديث☆ ❶ جہاد کی فضیلت اور اس کے درجات کے تفاوت کا بیان اور یہ کہ اس کا سب سے اعلیٰ درجہ جان و مال کی قربانی ہے۔

❷ بعض ایام کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔

❸ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کو سال کے باقی دونوں پر فضیلت حاصل ہے۔

❹ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے رکھنا مستحب ہے۔

❺ دس ذوالحجہ کو عیدالاضحیٰ ہوتی ہے اور اس دن کے روزے سے منع کیا گیا ہے۔ اس طرح بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے مگر تعارض نہیں کیونکہ دس دن بطور تغلیب بیان ہوتے ہیں ورنہ روزے نو دنوں کے ہوں گے۔

٢٢٧ـ بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَتَاسُوعَاءَ

١٢٥٠ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ)). رواه مسلم.

۲۲۷۔ باب: یوم عرفہ، عاشورہ اور نویں محرم کو روزہ رکھنے کی فضیلت

۱۲۵۰۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٦٢)۔

فقه الحديث☆ ۹ ذوالحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں اس روز حجاج کرام میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں' وقوف عرفات حج کا اہم رکن ہے' اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ حجاج اس دن ذکر و دعا میں مصروف ہوتے ہیں اور یہی ان کی سب سے بڑی عبادت ہوتی ہے' ان کے لیے اس

دن روزہ رکھنا جائز نہیں البتہ جو لوگ حج کے لیے نہیں گئے ہوتے وہ اپنے اپنے مقام پر اس دن کا روزہ رکھیں' کیونکہ اس دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

١٢٥١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ. متفقٌ عليه.

۱۲۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٤٤ ـ فتح)، ومسلم (١١٣٠) (١٢٨).

فقه الحديث☆ ❶ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے عاشورا کا روزہ فرض تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بخاری و مسلم میں ہے' آپ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ عاشورا کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو پھر جو چاہتا اس دن روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا''۔

نیز نسائی اور ابن ماجہ میں ایک اور حدیث ہے' محمد بن صیفی انصاری بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ عاشورا کے دن ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے آج روزہ رکھا ہے؟'' بعض نے کہا: جی ہاں اور بعض نے کہا نہیں' تو آپ نے فرمایا: ''(جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا) وہ بھی باقی دن کے روزے کو پورا کریں''۔ اور انہیں حکم فرمایا کہ مدینہ کی بستیوں میں اعلان کر دو کہ باقی دن کا روزہ مکمل کرو''۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں عاشورا کا روزہ رکھنا فرض قرار دے دیا گیا تھا مگر رمضان کی فرضیت کے بعد یوم عاشورا کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو عاشورا کا روزہ ترک کر دیا گیا''۔

❷ عاشورا کے دن کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوئی ہے' البتہ استحباب باقی ہے۔

١٢٥٢ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ)). رواهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۲۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشورا کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ گزشتہ سال کے گناہ مٹا دیتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٦٢) (١٩٧).

فقه الحديث☆ عاشورا کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے' یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

١٢٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ)). رواهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو میں ضرور ۹ محرم کا روزہ رکھوں گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٣٤) (١٣٤).

غريب الحديث☆ (قابل) ''آئندہ سال''۔

فقه الحديث: ☆ نویں اور دسویں کا روزہ رکھنا مستحب ہے تاکہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو وہ دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں' پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر آئندہ سال آیا تو ہم ان شاء اللہ ۹ محرم کا روزہ

رکھیں گے''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب اگلا سال آیا تو رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

تنبیہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت تب ثابت ہوتی ہے جب ۹ اور ۱۰ محرم یا ۱۰ اور ۱۱ محرم کا روزہ رکھا جائے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یوم عاشورا کا روزہ رکھو، یہود کی مخالفت کرو' اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو''۔

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ابن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ''سی الحفظ'' ہے۔ (اللہ اعلم!)

۲۲۸۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ

۲۲۸۔ باب: شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے

١٢٥٤۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)). رواہُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۴۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو اس نے گویا زمانے بھر کے روزے رکھے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١١٦٤).

فقه الحدیث☆ ❶ نیکی کا اجر دس گنا ہے' رمضان کے تیس روزے اور شوال کے چھ روزے' یہ کل چھتیس روزے ہوئے۔ ایک سال میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور دس گنا اجر کے لحاظ سے چھتیس کو دس سے ضرب دیں تو یہ تین سو ساٹھ دن کے روزے ہوئے اور یوں پورے سال کے روزے ہوگئے۔ اب جو شخص معمول سے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے بھی چھ روزے رکھتا ہے تو گویا وہ زمانے بھر کے روزے رکھتا ہے۔

❷ شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے۔

❸ ان ایام کے روزے مسلسل بھی رکھے جاسکتے ہیں اور متفرق بھی۔

❹ اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں تو وہ پہلے رمضان کے روزے رکھے اور پھر یہ شوال کے چھ روزے رکھے۔

۲۲۹۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

۲۲۹۔ باب: پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے

١٢٥٥۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ: ((ذٰلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُّ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)). رواہُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۵۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن میری بعثت ہوئی یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١١٦٢) (١٩٧).

فقه الحدیث☆ ❶ پیر کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے' اس روز رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی اور اسی روز نبوت سے سرفراز کیے

گئے۔ آپ اس کی خوشی اور شکر کے طور پر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔

- رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی اور آپ نے اس روز کا روزہ رکھا۔ اگر کسی نے میلاد النبی کا دن منانا ہے تو اسے اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے۔ جبکہ میلاد النبی کا دن منانے کا مروجہ طریقہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ میلاد والے دن مختلف چیزوں کے جلوس نکالنا اور چراغاں وغیرہ کرنا سنت سے ثابت نہیں۔ اس موضوع پر (المورد في الكلام على المولد) (عربی) اور الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کا رسالہ ''عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ'' نہایت مفید ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی ولادت ربیع الاول میں ہے تو آپ کی وفات بھی ربیع الاول میں ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی ہے تو آپ کا اس دنیا سے رخصت ہونا زیادہ غم ناک ہے۔ جب حزن زیادہ ہے تو پھر خوشیاں کس چیز کی۔ حضرت فاطمہ ؓ نے تو آپ کی وفات پر فرمایا تھا: ''ہم پر اس قدر مصائب ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر وہ دنوں پر ڈال دیے جائیں تو وہ تاریک راتیں بن جائیں''۔

١٢٥٦۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ، فَاُحِبُّ اَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَاَنَا صَائِمٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ. ورواهُ مُسْلِمٌ بغيرِ ذِكرِ الصَّوْمِ.

۱۲۵۶۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیر اور جمعرات کے دن اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں، اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے کی حالت میں ہوں''۔ (ترمذی، حدیث حسن ہے۔ مسلم نے اسے روزے کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده - أخرجه الترمذي (٧٤٧) بإسناد ضعيف.

ترمذی کی اس سند میں محمد بن رفاعہ بن ثعلبہ راوی مجہول ہے۔ یہی روایت صحیح مسلم (۲۵۶۵) (۳۶) میں بھی ہے لیکن اس میں آخری جملہ جس میں روزے کا ذکر ہے، وہ نہیں ہے۔ لیکن یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے، کیونکہ اس باب کے متعلق اسامہ بن زید سے ابوداؤد (۲۴۳۶) اور نسائی (۲۰۱/۴، ۲۰۲) وغیرہ میں حدیث موجود ہے، اسی طرح حضرت حفصہ سے بھی نسائی (۲۰۳/۴، ۲۰۴) میں حدیث موجود ہے۔ صحیح مسلم کی روایت آگے ''باب النهي عن التباغض والتقاطع والتدابر'' رقم (۱۵۶۸) کے تحت آئے گی۔

فقه الحديث☆ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اس لیے کہ ان دونوں دنوں میں اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

١٢٥٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ. رواه الترمذيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۲۵۷۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزے کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح - أخرجه الترمذي (٧٤٥)، والنسائي (٤/ ٢٠٢)، وابن ماجه (١٧٣٩).

فقه الحديث☆ اوقات اجابت وقبول کا خاص اہتمام کرنا چاہیے اور اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان اوقات میں اطاعت و عبادت کرنی چاہیے۔

٢٣٠۔ بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

۲۳۰۔ باب: ہر مہینے تین روزے رکھنا مستحب ہے

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِي الْاَيَّامِ الْبِيْضِ، وَهِيَ:

امام نووی ؒ فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ ''ایام بیض'' کے روزے

الثَّالِثَ عَشَرَ، وَالرَّابِعَ عَشَرَ، وَالْخَامِسَ عَشَرَ. وَقِيلَ: الثَّانِي عَشَرَ، وَالثَّالِثَ عَشَرَ، وَالرَّابِعَ عَشَرَ، وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ.

رکھے جائیں اور یہ چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ ہے اور بعض کے نزدیک ۱۲، ۱۳، ۱۴ تاریخ ہے، صحیح اور مشہور بات پہلی ہے۔

ان ایام کو ''ایام بیض'' اس لیے کہتے ہیں کہ ان تاریخوں کو چاند مکمل ہو کر ''بدر'' بن جاتا ہے اور یہ ایام دن کے وقت سورج کی وجہ سے اور رات کے وقت نور قمر کی وجہ سے روشن اور چمکدار ہوتے ہیں۔ محققین کے نزدیک یہ چاند کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخ ہے جبکہ ۱۲، ۱۳، اور ۱۴ تاریخ والا قول غریب ہے۔

١٢٥٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. متفق عليه.

۱۲۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی' ہر مہینے تین روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۳۹) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٥٩ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ أَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَبِأَنْ لَا أَنَامَ حَتَّى أُوتِرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۹۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے' میں زندگی بھر انہیں نہیں چھوڑوں گا: (۱) ہر ماہ کے تین روزے رکھنے (۲) نماز چاشت پڑھنے (۳) اور یہ کہ میں وتر پڑھنے سے پہلے نہ سوؤں۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٢٢).

فقہ الحدیث حدیث نمبر (۱۱۳۹) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٦٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا زمانہ (سال) بھر روزے رکھنے کے برابر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٢٤ - فتح)، ومسلم (١١٥٩).

فقه الحديث☆ ❶ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا مستحب ہے۔

❷ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا زمانہ بھر یعنی سال بھر روزے رکھنے کے برابر ہے' اس لیے کہ نیکی کا اجر دس گنا ہے اور ہر مہینے کے تین دن کا دس گنا تیس دن ہے' اس طرح ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا گویا سال بھر اور زمانہ بھر کے روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

❸ یہ تین دن کوئی بھی ہو سکتے ہیں لیکن ایام بیض کے روزے رکھنا افضل و بہتر ہے۔

❹ حقیقتاً زمانے بھر کے روزے رکھنا یعنی بغیر افطار کیے روزانہ روزہ رکھنا شرعاً حرام ہے۔

١٢٦١ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

۱۲۶۱۔ حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن کے روزے

يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ. رواهُ مُسْلِم.

رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں! حضرت معاذہ کہتی ہیں میں نے پوچھا آپ مہینے کے کس دن کا روزہ رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ اس بات کی پروا نہیں کرتے تھے کہ آپ مہینے کے کس کس دن کا روزہ رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۱۶۰).

فقه الحديث☆ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا مستحب ہے لیکن ان ایام کی تخصیص نہیں' مہینے کے کسی بھی دنوں میں روزے رکھے جا سکتے ہیں' لیکن بہتر یہ ہے کہ ایام بیض کے روزے رکھے جائیں' آپ ﷺ ان ایام کا اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ اگلی روایات میں اس بات کی وضاحت موجود ہے۔

۱۲۶۲ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ)). رواهُ الترمذيُّ وقال: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۲۶۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مہینے میں تین روزے رکھنا چاہو تو تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره - أخرجه الترمذي (۷۶۱)، والنسائي (۴/ ۲۲۲ - ۲۲۳) وغيرهما.

۱۲۶۳ - وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۲۶۳۔ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداود)

توثيق الحديث☆ صحيح - أخرجه أبو داود (۲۴۴۹)، والنسائي (۴/ ۲۲۴ - ۲۲۵).

فقه الاحاديث☆ ❶ دنوں کی تخصیص کے بغیر ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا مستحب ہے لیکن ایام بیض مہینے کے باقی ایام سے بہتر ہیں' پس ان دنوں کا روزہ رکھنا بہتر ہے۔

❷ ایام بیض اس لیے کہتے ہیں کہ یہ روشن اور چمکدار راتوں کے بعد آتے ہیں کیونکہ ان راتوں میں چاند پوری رات روشن رہتا ہے۔

❸ نبی ﷺ کی امت سے شفقت و مہربانی کہ آپ نے امت کو ایسے احکامات دیے جن کی وہ استطاعت رکھتی تھی تاکہ ان احکامات پر دوام ہو۔

۱۲۶۴ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ. رواهُ النسائي بإسنادٍ حسنٍ.

۱۲۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضر (اقامت) و سفر میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔ (نسائی۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف - أخرجه النسائي (۴/ ۱۹۸ - ۱۹۹) بإسناد ضعيف.

فقہ الحدیث ☆ یہ حدیث یعقوب بن عبداللہ قمی اور اس کے استاد جعفر بن ابی مغیرہ قمی کے سوئے حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال نہیں۔

۲۳۱۔ بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا، وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكَلُ عِنْدَهُ، وَدُعَاءِ الْآكِلِ لِلْمَأْكُولِ عِنْدَهُ

۲۳۱۔ باب: روزہ افطار کرانے کی فضیلت اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور مہمان کا میزبان کے لیے دعا کرنا

١٢٦٥ ۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ)). رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۲۶۵۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے لیے اس روزہ دار کی مثل اجر ہے اور روزے دار کے اجر سے بھی کچھ کمی نہیں کی جائے گی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٨٠٧)، وابن ماجه (١٧٤٦) وغيرهم.

فقہ الحدیث ☆ ❶ روزے دار کا روزہ افطار کرانے کی ترغیب۔

❷ روزہ افطار کرانے والے کو روزے دار کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزہ دار کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔

١٢٦٦ ۔ وَعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: ((كُلِي)) فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتّٰى يَفْرُغُوا)) وَرُبَّمَا قَالَ: ((حَتّٰى يَشْبَعُوا)). رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۲۶۶۔ حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا' آپ نے فرمایا: ''تم بھی کھاؤ''۔ حضرت ام عمارہ نے کہا میں تو روزے دار ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی روزے دار کے سامنے کھانا کھایا جائے تو کھانا کھانے والوں کے فارغ ہونے تک فرشتے اس روزے دار پر رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں'' اور بعض دفعہ فرمایا: ''حتیٰ کہ وہ سیر ہو جائیں۔ (تب تک فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں)''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (٧٨٥ و ٧٨٦)، وابن ماجه (١٧٤٨).

فقہ الحدیث ☆ یہ حدیث لیلیٰ کے حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال نہیں۔

١٢٦٧ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ

۱۲۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے روٹی اور روغن زیتون آپ کی خدمت میں پیش کیا' پس آپ نے تناول فرمایا' پھر نبی ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

''تمہارے ہاں روزے دار روزہ افطار کرتے رہیں' نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں اور فرشتے تمہارے لیے دعا کرتے رہیں''۔ (ابوداؤد' اسناد صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٣٨٥٤)، وأحمد (١١٨/٣ و ١٣٨)، والبغوي في ((شرح السنة)) (٣٣٢٠)، والبيهقي (٧/ ٢٨٧)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٢٩٦ و ٢٩٧)، وابن السني في ((عمل اليوم والليلة)) (٤٨٤) وغيرهم.

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت اس کی شاہد ہے جسے ابن ماجہ (۱۷۴۷) اور ابن حبان (۵۲۹۶) نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں مصعب بن ثابت ضعیف راوی ہے۔

تنبیہ: بعض لوگ اس دعا میں ان الفاظ (**وذكركم الله في من عنده**) کا اضافہ کرتے ہیں' ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔

غريب الحديث☆ (الأبرار) ''متقی' نیک لوگ''۔ (**صلت عليكم الملائكة**) ''فرشتے تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کوئی شخص کسی کے ہاں روزہ افطار کرے تو اس کے لیے یہ دعا کرنا مستحب ہے۔

❷ افطاری کے علاوہ عام دعوت طعام کے بعد بھی میزبان کے لیے مذکورہ دعا کی جا سکتی ہے کیونکہ مذکورہ حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے وہاں افطاری کی تھی۔

❸ خیر و بھلائی کے تسلسل کی تمنا اور دعا کرنی چاہیے۔

❹ فرشتے اہل ایمان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

❀❀❀

كِتَابُ الْإِعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

٢٣٢۔ بَابُ فَضْلِ الْإِعْتِكَافِ

۲۳۲۔ باب: اعتکاف کی فضیلت

١٢٦٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. مُتفقٌ عليه.

۱۲۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٧١ ـ فتح)، ومسلم (١١٧١).

غريب الحديث☆ (الإعتكاف) ''کسی چیز پر اقامت اختیار کرنا'' یہ بھی کہا گیا کہ جو شخص مسجد میں عبادت کی نیت سے قیام کرے اسے معتکف اور عاکف کہتے ہیں۔

١٢٦٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. متفقٌ عليه.

۱۲۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو فوت کر دیا پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٧١ ـ فتح)، ومسلم (١١٧٢) (٥).

١٢٧٠۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا. رواه البخاري.

۱۲۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے لیکن جس سال آپ نے وفات پائی اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٨٤ ـ ٢٨٥ ـ فتح).

فقه الأحاديث☆
1. اعتکاف عام دنوں میں بھی کیا جا سکتا ہے۔
2. اعتکاف مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ جائز نہیں حتیٰ کہ اگر عورت نے بھی اعتکاف کرنا ہے تو مسجد ہی میں کرے گی۔
3. افضل اعتکاف رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔
4. اگر مسجد میں معقول انتظام ہو تو خواتین مسجد میں اعتکاف کے لیے جائیں، ورنہ نہیں۔

۵ رسول اللہ ﷺ نے آخری سال بیس روز اعتکاف فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہییں۔

۶ دس دن سے زائد اعتکاف جائز ہے۔

❀❀❀

كِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

۲۳۳۔ بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ

۲۳۳۔ باب: حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ [آل عمران: ۹۷].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ کے لیے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا ہے جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا تو یقیناً اللہ جہانوں سے بے نیاز ہے''۔

شرح الآیة ☆ جمہور کے نزدیک وجوب حج کے بارے میں آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آیت (۱۹۶) ﴿وأتموا الحج والعمرة لله﴾ ہے لیکن سورۂ آل عمران کی آیت وجوب حج کے لیے زیادہ راجح ہے۔ حج کی فرضیت کے بارے میں بہت سی احادیث بھی وارد ہیں کہ حج اسلام کے ارکان وقواعد میں سے ایک رکن ہے اور یہ ہر مکلّف پر زندگی میں ایک بار فرض ہے اور اگر کسی شخص نے حج کی فرضیت کا انکار کر دیا تو اس نے کفر کیا' اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے حج کی استطاعت کے باوجود حج نہ کیا تو اس کے لیے برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر فوت ہو یا نصرانی ہو کر۔ راستے کی طاقت سے مراد زادِ راہ، سواری، صحت اور راستے کا پُر امن ہونا ہے۔ (اللہ اعلم!)

۱۲۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)). متفقٌ عليه.

۱۲۷۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔'' (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۷۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۷۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ قُلْتُ

۱۲۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: ''لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے پس تم حج کرو''۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ پس آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پھر (ہر

نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ؛ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ)). رواهُ مُسْلِمٌ.

سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم مجھے چھوڑ دو' جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں' اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے' جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے تم مقدور بھر بجا لاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۳۳۷).

غریب الحدیث☆ (ذرونی) ''مجھے چھوڑ دو''۔

فقه الحدیث☆ ❶ حج مکلف شخص پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

❷ اگر کسی مسئلے میں شرعی حکم نازل نہ ہوا ہو تو اس کے بارے میں خاموش رہنا بہتر ہے۔ اشیاء کے بارے میں اصل اباحت ہے الا یہ کہ حرمت کی کوئی دلیل ہو جبکہ عبادات کا دارومدار توقیفی ہے۔

❸ غیر ضروری سوالات کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

❹ دین کے بارے میں مسلمانوں کو جن چیزوں کی ضرورت تھی انہیں اللہ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں واضح فرما دیا۔

❺ بندے کو چاہیے کہ احکامات کی اتباع کرے اور منہیات سے اجتناب کرے۔

❻ امر کی نسبت نہی میں زیادہ سختی اور شدت ہے' اس لیے کہ آپ نے فرمایا: ''میں جس چیز کے بارے میں تمہیں حکم دوں تم استطاعت بھر اس پر عمل کرو (اس میں استطاعت کی رخصت ہے) لیکن جس چیز سے روکوں اسے چھوڑ دو۔ اس میں استطاعت کی رخصت نہیں بلکہ فرمایا چھوڑ دو۔

❼ رسول اللہ ﷺ امت پر کس قدر شفیق اور مہربان تھے کہ وہ شخص حج کی فرضیت کے بارے میں سوال کرتا ہے کہ کیا ہر سال فرض ہے؟ لیکن آپ خاموشی اختیار فرماتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں: ''اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو پھر حج ہر سال فرض ہو جاتا''۔

۱۲۷۳۔ وَعَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)) قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)). متفقٌ عليهِ.

((الْمَبْرُوْرُ)) هُوَ الَّذِيْ لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبُهُ فِيْهِ مَعْصِيَةً.

۱۲۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا''۔ پوچھا گیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ پوچھا گیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''حج مبرور''۔ (متفق علیہ)

(المبرور) مبرور حج اسے کہتے ہیں جس میں حاجی کسی معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۸۱ ـ فتح)، ومسلم (۸۳).

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے پر لفظ اور عمل'' کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

❷ فضیلت کے اعتبار سے مراتب اعمال۔
❸ جو شخص غیر اللہ (وطن' قوم' شہرت' دولت اور سیاست وغیرہ) کی راہ میں جہاد کرتا ہے تو اس کا عمل غیر مقبول ہے۔
❹ حج مبرور بھی فضیلت والا عمل ہے بشرطیکہ اس میں اخلاص ہو اور گناہوں سے بچا جائے۔

١٢٧٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَجَّ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)). متفقٌ عليهِ.

۱۲۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے حج کیا اور اس نے دوران حج کوئی فحش اور فسق و نافرمانی والی بات نہیں کی تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۸۲ ـ فتح)، ومسلم (۱۳۵۰).

غريب الحديث☆ (الرفث) اس کا معنی جماع ہے' فحش کلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ویسے یہ ایسا جامع کلمہ ہے جس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو ایک آدمی کسی عورت سے چاہتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ حج نفس کو برے اعمال اور فحش گوئی سے پاک کرتا ہے۔
❷ حج مبرور گناہوں کا کفارہ ہے۔
❸ انسان گناہوں سے پاک صاف پیدا ہوتا ہے اور حج سے واپسی پر بھی انسان کی یہی کیفیت ہوتی ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ حاجی حج کے دوران رفث و فسوق، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور لوگوں سے لڑائی جھگڑا کرنے سے اجتناب کرے۔

١٢٧٥ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ)). متفقٌ عليه.

۱۲۷۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی عرصے کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۵۹۷ ـ فتح)، ومسلم (۱۳۴۹).

فقه الحديث☆ ❶ عمرے کی فضیلت کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔
❷ حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔
❸ عمرے کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف کیا جائے' صفا و مروہ کی سعی کی جائے اور سر کے بال منڈوا' یا کترا لیے جائیں۔
❹ زیادہ عمرے کرنا مستحب ہے۔
❺ عمرہ کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے لیکن رمضان میں کرنا افضل ہے۔
❻ حج سے پہلے عمرہ کرنا جائز ہے۔
❼ حج کا مرتبہ عمرے سے اعلیٰ ہے۔

١٢٧٦ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

۱۲۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: ((لٰكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)). رواهُ البخاريُّ.

اللہ! ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا:''تم (خواتین) کے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۸۱ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (نری) ہم جانتی' سمجھتی ہیں۔

(لکن) کاف پر پیش، خواتین کے لیے خطاب کا صیغہ۔ یہی اعراب راجح ہے' جبکہ ایک روایت میں کاف پر زیر اور لام پر کھڑی زبر ہے' استدراک کے معنی میں۔

فقه الحديث☆ ❶ حج خواتین کے لیے جہاد ہے۔

❷ کتاب وسنت میں فضائل جہاد کے بارے میں بہت سے دلائل ہیں' اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے افضل عمل سمجھا۔

❸ عام حالات میں عورتوں کے لیے حج افضل جہاد ہے اس لیے کہ امور سیاست اور حرب وضرب کی اصل ذمہ داری مردوں پر ہے' لیکن اگر کبھی جنگی حالات ایسے بن جائیں کہ کسی شعبے میں خواتین کی خدمات درکار ہوں تو شرعی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ اس میدان میں کام کرسکتی ہیں لیکن باقاعدہ ''ویمن گارڈز'' کی بھرتی اور ٹریننگ وغیرہ' یہ درست نہیں' اسلام میں اس کی اجازت نہیں۔

۱۲۷۷ـ **وَعَنْهَا** أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ)). رواهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۳۴۸).

فقه الحديث☆ ❶ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن کی فضیلت کہ اس روز اللہ اپنے بندوں کے حال پر رحم فرماتا ہے' ان کی مغفرت فرماتا ہے' ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور انہیں جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

❷ عرفہ کے دن زیادہ سے زیادہ ذکر، اطاعت، تلاوت قرآن اور توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

۱۲۷۸ـ **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ـ أَوْ حَجَّةً مَعِيْ)). متفقٌ عليه.

۱۲۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا (فرمایا) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۶۰۳ ـ فتح)، ومسلم (۱۲۵۶) (۲۲۲).

فقه الحديث☆ ❶ رمضان میں عمرہ کرنا اجر وثواب کے لحاظ سے حج کرنے کے برابر ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حج کے قائم مقام ہے اور عمرہ کرنے سے حج کا فریضہ ساقط ہو جائے گا' بلکہ اس بات پر اجماع ہے کہ عمرہ حج سے کفایت نہیں کرتا۔

❷ وقت کی اہمیت اور فضیلت کے لحاظ سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے چونکہ رمضان نیکیوں کی بہار کا مہینا ہے' اس لیے اس ماہ میں عمرہ کرنے کا ثواب باقی مہینوں میں عمرہ کرنے کے ثواب سے زیادہ ہے۔

۱۲۷۹ـ **وَعَنْهُ** أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ، أَدْرَكَتْ

۱۲۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! بے شک اللہ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا

اَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). متفقٌ عليه.

ہے وہ میرے بوڑھے باپ پر اس وقت فرض ہوا ہے جب وہ (بڑھاپے کی وجہ سے) سواری پر صحیح طور پر بیٹھ نہیں سکتے' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۳۷۸ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ جس شخص پر حج واجب ہو لیکن وہ اس کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج کر سکتا ہے' اس کو حج بدل کہتے ہیں۔ حج بدل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس نے پہلے خود حج کیا ہو۔

❷ ﴿من استطاع إليه سبيلا﴾ کی تفسیر بیان ہوئی کہ استطاعت سبیل سے مراد صرف زادراہ اور سواری ہی نہیں بلکہ مال، صحت اور راستے کا پرامن ہونا بھی ضروری ہے۔

❸ اگر کسی شخص کے والد نے استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کیا اور وہ ویسے ہی فوت ہو گیا تو اب اس کی طرف سے بھی حج کرنا ضروری ہے۔

۱۲۸۰ ـ وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّعَنَ؟ قَالَ: ((حُجَّ عَنْ اَبِيكَ وَاعْتَمِرْ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۸۰۔ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا میرے والد بہت بوڑھے ہیں' وہ حج کی استطاعت رکھتے ہیں نہ عمرے کی اور نہ ہی سفر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۱۸۱۰)، والترمذي (۹۳۰)، والنسائي (۵/ ۱۱۷)، وابن ماجه (۲۹۰۶).

غريب الحديث ☆ (الظعن) حج اور عمرے کے لیے سفر کرنا یا عام سفر۔

فقہ الحدیث کے لیے حدیث سابق ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۸۱ ـ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ. رواه البخاري.

۱۲۸۱۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میں اس وقت سات سال کا بچہ تھا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۴/ ۷۱ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ جب بچہ بلوغت سے پہلے حج کرے تو یہ اس کا نفل حج ہوگا' جب بالغ ہو جائے اور استطاعت بھی ہو تو پھر اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا' قبل از بلوغت کیا ہوا حج کفایت نہیں کرے گا۔

❷ چھوٹے بچوں کو حج کرانا جائز ہے' اس کا اجر والدین کو ملے گا۔

۱۲۸۲ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ. قَالُوا: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: ((رَسُولُ اللّٰهِ)) فَرَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا

۱۲۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ''روحاء'' کے مقام پر ایک قافلے کو ملے تو آپ نے پوچھا: ''کون لوگ ہو؟'' انھوں نے کہا ہم مسلمان ہیں' پھر انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''(میں) اللہ کا رسول ہوں''۔ پس ایک عورت نے

فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)). رواهُ مُسلمٌ.

ایک بچہ اوپر اٹھا کر پوچھا کیا اس کے لیے بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور (اس حج کا) ثواب تجھے ملے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٣٣٦).

غريب الحديث☆ (الروحاء) مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام۔

فقه الحديث☆ ❶ بعض اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک سے شناسا نہیں تھے۔

❷ تعارف کے لیے ایک دوسرے سے سوال کیا جا سکتا ہے۔

❸ بچے کو حج کرایا جائے تو وہ اور اس کی والدہ اجر و ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔

١٢٨٣ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ، وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ. رواهُ البخاريُّ.

۱۲۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کجاوے پر حج فرمایا اور یہی آپ کے سامان سفر کی سواری بھی تھی۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٨٠ - فتح).

غريب الحديث☆ (زاملة) وہ اونٹ جس پر زادِ راہ یعنی سامان وغیرہ لادا جاتا ہے۔

فقه الحديث☆ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہؐ ایسے اونٹ پر سوار تھے جس پر سامان سفر بھی رکھا ہوا تھا' آپ کے لیے کوئی الگ سواری نہیں تھی۔

١٢٨٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ وَمِجَنَّةُ، وَ ذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي الْمَوَاسِمِ، فَنَزَلَتْ: ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾[البقرة : ١٩٨] فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ. رواهُ البخاريُّ.

۱۲۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کی منڈیاں تھیں (یہاں مختلف تہواروں کے موقع پر آں خي بازار لگتے تھے) تو صحابہ کرام نے حج کے مہینوں میں تجارت کرنے کو گناہ سمجھا' جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو''۔ یعنی حج کے مہینوں میں۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٥٩٣ - فتح).

غريب الحديث☆ (تأثموا) ''انھوں نے گناہ سمجھا''۔ (مواسم) موسم کی جمع ''مہینے''۔

فقه الحديث☆ ❶ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کا شرعی حکم معلوم کرتے تھے' اس ڈر سے کہ کہیں اس کام پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے' اگرچہ اس کام میں کتنا ہی نفع کیوں نہ ہوتا۔

❷ حج کے موقع پر تجارت وغیرہ کرنا جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ
جہاد کے مسائل

۲۳۴۔ بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ
۲۳۴۔ باب: جہاد کی فضیلت

جہاد کی فضیلت کے بارے میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زادالمعاد (۳/۷۱۔۷۶)'' میں بیان فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا کہ وہ ان لوگوں سے قتال کریں جو ان کے ساتھ قتال کرتے ہیں پھر اللہ نے تمام مشرکین سے قتال کرنے کا حکم فرمایا جو پہلے ممنوع تھا پھر اس کی اجازت دی گئی کہ تم تمام مشرکین سے قتال کرو۔ کیا یہ جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ یہ بات متحقق ہے کہ مطلق طور پر جہاد فرض عین ہے' قلبی طور پر' زبان کے ساتھ یا مال کے ساتھ۔ یا ہاتھ کے ساتھ پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی نہ کسی طور پر جہاد میں ضرور حصہ لے۔ جہاں تک جہاد بالنفس کا تعلق ہے تو یہ فرض کفایہ ہے لیکن اگر حالات ایسے بن جائیں اور نفیر عام ہو تو پھر تمام مسلمانوں پر فرض ہوگا۔''

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ [التوبة: ۳٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تم تمام مشرکوں سے لڑو جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے''۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۲۱٦]

اور فرمایا: ''تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہارے لیے ناگوار ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے' تم نہیں جانتے''۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ [التوبة: ٤١]

نیز فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو''۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة:

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں' انجیل میں اور قرآن میں۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے' خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

اور فرمایا: ''وہ مسلمان جو غیر معذور ہیں اور (عذر کے بغیر) گھروں میں

۱۱۱] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا. دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء : ۹۵، ۹۶] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ. ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الصف : ۱۰-۱۳] وَالآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ.

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فِيْ فَضْلِ الْجِهَادِ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ، فَمِنْ ذٰلِكَ:

بیٹھے رہنے والے ہیں اور وہ مومن جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں' یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے ان لوگوں کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں' بیٹھ رہنے والوں پر مرتبے میں فضیلت دی ہے اور ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دی' یہ اپنی طرف سے مرتبوں کی بھی بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا' نہایت مہربان ہے''۔

اور فرمایا: ''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمدہ گھر ہیں جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہیں یہ ہے کامیابی بڑی اور ایک اور چیز بھی جسے تم پسند کرتے ہو' اللہ کی طرف سے مدد اور نزدیکی فتح اور مومنوں کو خوشخبری دے دیجیے''۔

اس بارے میں بہت سی مشہور آیات ہیں۔

جہاد کی فضیلت میں بہت زیادہ احادیث ہیں' ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

شرح الآیات: پہلی آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ تم سب مل کر مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے مل کر مقابلے کے لیے اترتے ہیں اور مسلمانوں کو تسلی دی کہ جان لو اللہ متقی اور پرہیز گار لوگوں کے ساتھ ہے' اس کی معیت، نصرت اور تائید متقی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

دوسری آیت میں فرضیت جہاد کے بارے میں فرمایا کہ یہ تم پر فرض کر دیا گیا ہے خواہ تمہیں ناگوار گزرے۔ مزید یہ فرمایا کہ اسلامی احکام کا دارومدار تمہاری پسند و ناپسند پر نہیں بلکہ اللہ علیم وخبیر اور حکیم ہے' اسے معلوم ہے کہ تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی کس میں پوشیدہ ہے' تمہارا علم تو محدود اور ظاہری چیزوں تک موقوف ہے۔ پس تمہیں چاہیے کہ اللہ کے حکم کے سامنے خوشی کے ساتھ سر تسلیم خم کرو۔ اسی میں تمہاری بہتری اور کامیابی ہے۔

تیسری آیت میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نفیر عام کا حکم فرمایا کہ تم ہر حال میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں

جہاد کرنے کے لیے نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل' تھوڑے ہو یا زیادہ' طاقتور ہو یا کمزور' بس تمہارا کام اللہ پر توکل کرتے ہوئے نکلنا ہے پھر اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

چوتھی آیت میں اللہ نے مومنوں کے ساتھ ایک تجارت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس نے اپنی جنت کے بدلے میں تمہارے جان و مال خرید لیے ہیں۔ اور وہ خرید کس طرح کی ہے؟ وہ اس طرح کہ مومن اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اس راہ میں وہ اپنی جانیں اور مال لے کر حاضر ہوتے ہیں' پھر اور دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی شہادت پاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کون وعدہ وفا کر سکتا ہے۔ پھر اللہ نے مزید تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ مومنو! تم اپنی اس بیع پر خوش ہو جاؤ' یہ بیع کوئی خسارے اور نقصان والی بیع نہیں بلکہ اس میں تو کامیابی ہی کامیابی ہے اور کامیابی بھی عظیم۔

پانچویں آیت میں اللہ نے واضح طور پر مجاہدین کی فضیلت بیان فرمائی کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور بغیر عذر کے گھروں میں بیٹھ رہنے والے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے مجاہدین کو اجر عظیم کی خوشخبری سنائی ہے اور ان کے لیے مغفرت و رحمت کا وعدہ ہے۔

چھٹی آیت میں مزید وضاحت فرمائی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ایسی تجارت ہے جو عذاب الیم سے نجات، گناہوں کی معافی اور دخول جنت کا ذریعہ ہے اور فرمایا کہ یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے گا اور عنقریب تمہیں فتح عطا فرمائے گا' جو مومنوں کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔

قرآن مجید اور احادیث میں جہاد کی فرضیت اور اہمیت و فضیلت کے بارے میں بہت سے دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت اور اسلام کی عظمت کا راز جہاد ہی میں مضمر ہے۔ مسلمانوں نے جب تک علم جہاد بلند کیے رکھا تو ان کی عظمت و رفعت کا پھریرا پوری دنیا پر لہراتا رہا' مسلمان غالب رہے اور کفر مغلوب اور دب کر رہا۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے اس اہم ترین فریضے کو فراموش کر دیا تو یہ قہر مذلت میں گر گئے اور کفار ان بے روح مسلمانوں پر ان پرندوں کی طرح منڈلانے لگے جو مردار کا گوشت نوچتے ہیں۔ بظاہر دنیا میں پچپن کے قریب آزاد مسلم ریاستیں ہیں لیکن وہ اس قدر زیادہ غلامی کے طوق پہن چکی ہیں کہ کفار ہزاروں میل دور بیٹھے ان پر اپنے احکامات، قوانین اور آئین و دساتیر نافذ کیے ہوئے ہیں۔ مسلمان حکمران اور اسلامی حکومتیں بھی اسلامی جذبات سے عاری ہیں' بلکہ یہ ایسے حکمران ہیں کہ یہ ان کفار کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں' ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے دن رات سرگرم عمل ہیں انھوں نے علم جہاد کیا بلند کرنا ہے یہ تو جہاد کا نام لینے والوں کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں اور انہیں گرفتار کر کے کافر حکومتوں کے سپرد کرتے ہیں۔ (إنا لله وإنا إليه راجعون)

مسلمانوں کی عظمت رفتہ تب ہی لوٹ سکتی ہے کہ ہم دین اور جہاد کی طرف پلٹیں' اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ یہ مغربی جمہوری نظام جو انسانوں کا بنایا ہوا نظام ہے' مسلمانوں کے لیے کبھی فائدہ مند نہیں ہو سکتا اور یہ UNO' IMF اور ورلڈ بنک کے قوانین کبھی مسلمانوں کے لیے بہتر نہیں ہو سکتے۔ یہ ادارے مسلمانوں کو تو دہشت گرد قرار دیتے ہیں' ان پر اقتصادی پابندیاں لگاتے ہیں مگر اسرائیل اور دیگر ظالموں کی پوری پوری پشت پناہی کرتے ہیں۔ مسلمانو! یہ تو ان کے من کی باتیں ہیں اب بھی وقت ہے کہ صلیبی طاقتوں اور صیہونی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور جہاد کے بھلائے ہوئے سبق

کو دوبارہ یاد کریں۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

١٢٨٥ - عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)). متفقٌ عليهِ.

۱۲۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا''۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''حج مبرور''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۷۳) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٨٦ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). متفقٌ عليهِ.

۱۲۸۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا''۔ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا''۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۱۲) ملاحظہ فرمائیں۔

١٢٨٧ - وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهٖ)). متفقٌ عليهِ.

۱۲۸۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٤٨ ـ فتح)، ومسلم (٨٤).

فقه الحديث☆ ❶ اعمال صالحہ کا اطلاق ایمان باللہ پر بھی ہوتا ہے' اس لیے کہ ایمان نیک اعمال کرنے سے بڑھتا ہے اور نافرمانی کے کام کرنے سے کم ہوتا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے۔

١٢٨٨ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)). متفقٌ عليهِ.

۱۲۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' ان سے بہتر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٣ و ١٥ ـ فتح) ومسلم (١٨٨٠).

غريب الحديث☆ (الغدوة) غین پر زبر ''صبح کے وقت نکلنا''۔ (الروحة) ''دن کے آخری پہر یا شام کے وقت نکلنا''۔

فقه الحديث ☆ اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاد فی سبیل اللہ کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ ایک صبح یا ایک شام جہاد کرنا دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے' یہ بہترین عمل اور تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے۔

١٢٨٩ - وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۲۸۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول

عَنْهُ قَالَ: اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللّٰهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ)). متفقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے دریافت کیا کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے''۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مومن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۹۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۹۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْغَدْوَةُ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا)). متفقٌ عليه.

۱۲۹۰۔ حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں ایک دن سرحدی محاذ پر پہرا دینا دنیا اور جو کچھ اس پر ہے' ان سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے کسی ایک کے کوڑے کے برابر جگہ (یعنی اتنی جگہ بھی مل جائے تو وہ) دنیا اور اس پر جو کچھ ہے ان سے بہتر ہے اور بندے کا اللہ کی راہ میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا دنیا اور جو کچھ اس پر ہے' ان سے بہتر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٤ ـ فتح)، ومسلم (١٨٨١).

فقه الحديث☆ ❶ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے سرحدی محاذ پر ایک رات پہرا دینے کی فضیلت کا بیان۔ "رباط" کا لغوی معنی ہے دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا اور اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے مورچہ بند ہو کر بیٹھنا۔

❷ دنیا کی بے ثباتی اور جہاد کی عظمت کا بیان کہ جس شخص کو جنت میں کوڑے کے برابر بھی جگہ مل گئی تو گویا اس کو دنیا اور اس پر موجود تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی چیز مل گئی اور جسے جنت الفردوس کی مہمانی مل گئی اس کی خوش نصیبی کے کیا کہنے۔

تنبیہ: جہاد سے پیچھے رہ جانے کا سبب اسباب دنیا اور اس کے متعلقات کی طرف رغبت ورجحان ہے لیکن اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس پوری دنیا ہو اور دوسرے شخص کے پاس جنت میں ایک کوڑے کے برابر ٹکڑا ہو تو یہ دوسرا شخص افضل و بہتر ہے۔ پس دنیا کے مقابلے میں اس اجر عظیم اور نعمت کبریٰ یعنی جنت کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اس کا مختصر راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

۱۲۹۱۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ، وَاِنْ مَاتَ فِيْهِ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ، وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ)). رواهُ

۱۲۹۱۔ حضرت سلمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''سرحدی محاذ پر ایک دن اور ایک رات پہرا دینا مہینے بھر کے روزوں اور شب بیداری سے بہتر ہے اور اگر اسے اسی حالت میں موت آ گئی تو اس کا وہ نیک عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا اور اس پر اس کی (جنت کی) روزی جاری کی جائے گی اور وہ قبر میں

مُسْلِمٌ.

آزمائش میں ڈالنے والے فرشتوں (منکر نکیر کے سوالات) سے محفوظ رہے گا''۔(مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩١٣).

غريب الحديث☆ (الرباط) ''سرحد پر پہرا دینا' اس کی حفاظت کرنا''۔(الفتان) اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو قبر میں میت سے سوال کرتے ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ سرحد پر پہرا دینے والے کی فضیلت کہ اگر اسے اسی حالت میں موت آجائے تو اس کا یہ نیک عمل قیامت تک جاری رہے گا اور اسے برابر ثواب پہنچتا رہا گا اور یہ فضیلت صرف سرحد پر پہرا دینے والے کے لیے خاص ہے۔

❷ اس کا جنت والا رزق جاری ہوجاتا ہے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ''وہ زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے''۔ اور صحیح احادیث میں ہے کہ شہداء کی ارواح جنت کے پھل کھاتی ہیں۔

❸ عذاب قبر اوراس کی آزمائش کا اثبات نیز یہ کہ اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرا دینے والا شخص اس آزمائش سے محفوظ رہے گا۔

١٢٩٢ ـ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰي عَمَلِهِ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَاِنَّهُ يَنْمِي لَهُ عَمَلُهُ اِلٰي يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤَمَّنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۲۹۲۔حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ہی ختم کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں پہرا دیتا ہے۔ یقیناً کہ اس کا عمل تو قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا ہے اور اسے قبر کی آزمائش سے بھی محفوظ رکھا جاتا ہے''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره ـ أخرجه أبو داود (٢٥٠٠)، والترمذي (١٦٢١).

اس حدیث کی حسن ہے کیونکہ اس کے راوی ابو ہانی (حمید بن ہانی) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ''لا بأس بہ''۔ لیکن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں اس روایت کی شاہد ایک صحیح روایت ہے۔ واللہ اعلم!

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص اللہ کی راہ میں پہرا دیتا ہوا فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل باقی مرنے والوں کی طرح منقطع نہیں ہوتا بلکہ اسے تو قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا ہے۔

❷ ایسے شخص کو فتنہ قبر سے بھی محفوظ رکھا جائے گا۔

١٢٩٣ ـ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ)). رواهُ الترمذيُّ وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۲۹۳۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن پہرا دینا دوسری جگہوں پر ہزار دن پہرا دینے سے بہتر ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه الترمذي (١٦٦٧)، والنسائي (٦/ ٤٠)، وأحمد (١/ ٦٢ و٦٥ و٦٦ و٧٥)

وغیرھم.

فقه الحديث☆ اس حدیث میں بھی اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرا دینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہاں ایک دن کا پہرا دیگر مقامات پر ہزار دن پہرا دینے سے بہتر ہے۔

۱۲۹٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي، وَإِيْمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي؛ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُرْجِعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ؛ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَبَدًا، وَلٰكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ)). رواه مسلم وروى البخاري بعضه.

((الْكَلْمُ)): الجرح.

۱۲۹٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اس شخص کی ذمہ داری لیتا ہے جو اس کی راہ میں نکلے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ”میری راہ میں جہاد کرنے، مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اور کوئی چیز اسے گھر سے نکالنے والی نہ ہو تو میں اس بات کا ضامن ہوں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اسے اجر یا غنیمت کے ساتھ اس کے گھر لوٹا دوں جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔“ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو قیامت والے دن وہ مجاہد اس حال میں آئے گا گویا اسے آج زخم لگا ہے' اس کا رنگ خون کے رنگ جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر میں مسلمانوں پر مشقت نہ سمجھتا تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ لیکن میرے پاس گنجائش نہیں کہ میں ان سب کے لیے سواری کا انتظام کروں اور نہ ان کے اپنے پاس گنجائش ہے اور انہیں مجھ سے پیچھے رہ جانا بھی بڑا گراں گزرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں پھر جہاد کروں پھر قتل کر دیا جاؤں پھر جہاد کروں اور پھر شہید کر دیا جاؤں۔“ (مسلم) بخاری نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

(الكلم) ”زخم“۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۷٦). وبعضه عند البخاري (٦/ ۲۰ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے اپنے فضل و کرم سے جنت واجب فرما دی۔

❷ اللہ نے ایسے مجاہد کے لیے اجر و ثواب اور جنت کی ضمانت دی ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا' اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرتا ہو اور اسی کی خاطر گھر سے نکلا ہو۔ اگر یہ صفات نہ ہوں تو پھر اس کا جہاد مقبول نہیں۔

❸ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہر حال میں بامراد رہتا ہے' شہادت کی صورت میں جنت اور غازی ہونے کی صورت میں مال غنیمت۔

❹ شہداء اللہ کے فضل و کرم سے جنت میں جائیں گے۔

❺ شہداء کو غسل نہیں دیا جاتا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ قیامت والے دن ان کے ان زخموں سے خون بہتا ہوگا اور زخم کی حالت بالکل تازہ ہوگی اور اس سے بہنے والے خون کا رنگ تو خون جیسا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری سے بہتر ہوگی۔

❻ اللہ کی ذات اور صفات کی قسم کھانا جائز ہے نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کا ہاتھ ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

❼ امام و امیر کسی مصلحت و حکمت اور ضرورت کے تحت کسی معرکے سے پیچھے رہ سکتا ہے اور اسے عمومی حالات کے تقاضوں کے مطابق احکامات نافذ کرنے چاہییں۔

❽ رسول اللہ ﷺ کے جذبہ جہاد کا بیان کہ آپ بار بار اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو فرماتے ہیں۔

❾ جنت میں جانے کے بعد شہید کے سوا کوئی اور شخص وہاں سے دنیا میں آنے کی آرزو نہیں کرے گا صرف شہید یہ آرزو کرے گا' کہ میں دنیا میں جاؤں اور بار بار شہید کیا جاؤں۔

١٢٩٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكَلْمُهُ يَدْمٰى: اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ)). متفقٌ عليهِ.

۱۲۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ زخمی شخص جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے' قیامت والے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا' اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ یہ سابقہ حدیث کا کچھ حصہ ہے جس کی طرف امام نووی رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا تھا کہ بخاری نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث☆ حدیث سابق ملاحظہ فرمائیں۔ مزید یہ کہ کستوری پاک ہے' اسے کپڑوں اور بدن پر لگانا جائز ہے اور اس کی تجارت بھی جائز ہے۔

١٢٩٦ ـ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً، فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ: لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ، وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۲۹۶۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان آدمی نے اونٹنی کے تھن سے دو دفعہ دودھ نکالنے کے درمیانی وقفے کے برابر اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگایا۔ خراش آئی تو وہ زخم یا خراش قیامت والے دن زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہوگی جس حالت میں (دنیا میں) وہ تھی' اس کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٥٤١)، والترمذي (١٦٥٧)، والنسائي ٦/ ٢٥ ـ ٢٦)، وابن ماجه (٢٧٩٢)، وأحمد (٥/ ٢٣٠ ـ ٢٣١ و٢٣٥ و٢٤٤).

غریب الحدیث☆ (فواق ناقة) فاء پر پیش، واؤ تخفیف کے ساتھ اور آخر پر قاف۔ اونٹنی کے تھن سے ایک دفعہ دودھ نکالا پھر دوسری دفعہ دودھ نکالا' ان دو دفعہ دودھ نکالنے کا جو درمیانی وقفہ ہے اسے ''فواق'' کہتے ہیں۔ یعنی مختصر وقت کے لیے جہاد کرنا۔ (نكبة) کسی حادثہ کے بعد آنے والے زخم وغیرہ۔

فقه الحدیث☆ ❶ جہاد کی اتنی فضیلت ہے کہ اگر اخلاص نیت سے مختصر مدت کے لیے بھی جہاد کیا جائے تو مجاہد کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ مجاہد کبیرہ گناہوں اور حق تلفیوں سے پاک ہو۔

❷ جہاد فی سبیل اللہ میں لگنے والے زخم' قیامت والے دن بالکل تازہ ہوں گے' ان سے خون بہتا ہوگا لیکن اس خون کی بھی اتنی فضیلت ہے کہ اس کا رنگ تو بظاہر خون جیسا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔

١٢٩٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعْجَبَتْهُ، فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هٰذَا الشِّعْبِ، وَلَنْ أَفْعَلَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؛ فَقَالَ: ((**لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مُقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِيْنَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اُغْزُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ**)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

((**وَالْفُوَاقُ**)): مَا بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ.

١٢٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی کا ایک گھاٹی سے گزر ہوا' جس میں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا' وہ اسے بہت اچھا لگا تو اس نے (دل میں) کہا کاش! میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو جاؤں اور اس گھاٹی میں اقامت اختیار کرلوں' لیکن میں ایسا نہیں کروں گا حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرلوں۔ پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو' اس لیے کہ تم میں سے کسی ایک کا اللہ کی راہ میں قیام (جہاد) کرنا اس کے اپنے گھر میں ستر سال کی نماز (عبادت) سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے اور تمہیں جنت میں داخل فرما دے؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرو' جس شخص نے اللہ کی راہ میں ''فواق ناقہ'' کی مدت کے برابر بھی جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(الفواق) ''اونٹنی کے تھن سے ایک دفعہ دودھ نکال کر دوسری دفعہ دودھ نکالنے کا درمیانی وقفہ''۔

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذي (١٦٥٠) بإسناد حسن.

فقه الحدیث☆ ❶ عمل کرنے سے پہلے علم ضروری ہے' اسی لیے صحابی رسول نے عمل کرنے سے پہلے آپ سے مسئلہ دریافت کیا۔

❷ مومن کی خواہشات شریعت کے تابع ہوتی ہیں۔

❸ صحابی رضی اللہ عنہ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ پہلے وہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرتے پھر آپ کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔

❹ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو بہت بڑے اجر' عام خیر و بھلائی اور بلند درجات والے کام بتاتے تھے۔

❺ جہاد فی سبیل اللہ نفل نماز سے کہیں زیادہ افضل ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جنت کی ضمانت دی ہے جو اخلاص نیت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتا ہے۔

١٢٩٨ ـ وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا

١٢٩٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ (آپ ﷺ سے) سوال کیا گیا: یا رسول اللہ! کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر

تَسْتَطِيعُونَهُ)) فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: ((لَا تَسْتَطِيعُونَهُ!)) ثُمَّ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ، وَلَا صِيَامٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). متفقٌ عليهِ. وهذا لفظُ مسلمٍ.

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: ((لَا أَجِدُهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ؟)) فَقَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ؟!

ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ صحابہ نے دو یا تین بار یہ سوال دہرایا اور آپ نے ہر بار یہی فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو روزے دار، تہجد گزار اور اللہ کی آیات کی خشوع وخضوع سے تلاوت کرنے والا ہو۔ وہ روزے سے تھکتا ہو نہ نماز سے حتیٰ کہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر لوٹ آئے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا: ''میں ایسا عمل نہیں پاتا''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم اتنی طاقت رکھتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لیے نکلے تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ' پس تم نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور ذرا سستی نہ کرو اور تم روزہ رکھو اور کبھی روزہ نہ چھوڑو؟'' اس آدمی نے کہا: اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟!

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤ ـ فتح)، ومسلم (١٨٧٨).

غريب الحديث ☆ (القائم) ''تہجد گزار''۔ (القانت) ''مطیع''۔ (لا يفتر) ''وہ سستی اور غفلت نہ کرے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ جہاد کی عظمت وفضیلت کہ مجاہد جب تک جہاد میں مشغول رہتا ہے تو اسے اس شخص کی طرح ثواب ملتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔

❷ فضائل اعمال قیاس سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ یہ فضیلت تو اللہ کا احسان اور اس کا فضل ہے' وہ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل واحسان فرماتا ہے۔

۱۲۹۹۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، يَطِيرُ عَلٰى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً، أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهِ، يَبْتَغِي الْقَتْلَ أَوِ الْمَوْتَ، مَظَانَّهُ أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۲۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو' وہ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ کا شور سنتا ہے تو وہ اس گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر تیزی کے ساتھ شہادت یا موت کو اس کی جگہوں سے تلاش کرنے کے لیے پہنچتا ہے یا اس آدمی کی زندگی بہتر ہے جو کچھ بکریاں لے کر ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں مقیم ہو جاتا ہے' نماز قائم کرتا ہے' زکوۃ ادا کرتا ہے اور موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کے سوا اس کا کوئی تعلق نہیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۰۱) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۰۰۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)). رواهُ البخاريُّ.

۱۳۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے' دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٦ ـ فتح) .

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت۔

❷ جنت کی عظیم نعمتوں کا بیان جو اللہ نے مجاہدین کے لیے بتلائی ہیں۔

❸ جنت کے درجات کا بیان کہ وہ سو ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے حساب سے یہ درجات حاصل کرے گا۔

۱۳۰۱۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ، فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۳۰۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص خوش ہو اللہ کو رب مان کر' اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو رسول مان کر' اس کے لیے جنت واجب ہو گئی''۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس فرمان پر اظہار تعجب کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فرمان میرے سامنے پھر دہرائیں۔ آپ نے اسے دوبارہ ان کے سامنے بیان کیا پھر فرمایا: ''ایک دوسری نیکی بھی ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ جنت میں سو درجات بلند فرماتا ہے' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے''۔ حضرت ابو سعید نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون سی نیکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (١٨٨٤) .

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو نیکی کی معرفت اور اس کے اسباب وغیرہ سے کس قدر محبت تھی کہ وہ اس نیکی کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کے لیے بے قرار رہتے تھے۔

❷ جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت۔

❸ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے جنت میں سو درجات تیار کیے ہیں۔

۱۳۰۲۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ

۱۳۰۲۔ حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے سنا جبکہ وہ دشمن کے سامنے تھے' وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں''۔ پس یہ سن کر ایک پراگندہ

السُّيُوْفِ)) فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ: يَا اَبَا مُوْسٰى! آاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ؛ فَقَالَ: اَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ فَاَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشٰى بِسَيْفِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ. رواه مسلمٌ.

حال شخص کھڑا ہوا تو اس نے کہا ابو موسیٰ! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا: ہاں! پس وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا میں تمہیں (الوداعی) سلام کہتا ہوں۔ پھر اس نے تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی اور اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف گیا اور اس کے ساتھ دشمن سے لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۹۰۲).

غريب الحديث☆ (رثّ الهيئة) ''پراگندہ حال''۔ (جفن سيفه) ''اپنی تلوار کی نیام''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو آگے ویسے ہی پہنچاتے تھے جیسے انھوں نے آپ سے سنا ہوتا تھا۔

❷ قول وعمل کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دینا۔

❸ عقیدہ اور احکام شریعت کے بارے میں خبر واحد حجت ہے، جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کو اس پراگندہ حال شخص نے قبول کیا اور پھر اس پر عمل بھی کیا۔

❹ جس شخص کو جنت میں جانے کا یقین ہو وہ اس کے حصول کے لیے کوشش وعمل کرتا ہے۔

❺ شجاعت و جوانمردی کا اظہار کرنا جائز ہے جیسے تلوار کی نیام توڑنا موت تک لڑنے کا اشارہ ہے، یا حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی طرح سر پر سرخ پٹی باندھنا جو موت سے عدم خوف کی نشانی ہے، یا طارق بن زیاد رحمہ اللہ کی طرح کشتیاں جلا دینا۔

۱۳۰۳۔ وَعَنْ اَبِيْ عَبْسٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ)). رواهُ البخاريُّ.

۱۳۰۳۔ حضرت ابو عبس عبدالرحمن بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٩ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص جہاد میں شریک ہو اور وہ جہنم میں چلا جائے، یہ ناممکن ہے۔ قدم غبار آلود ہونے سے مراد جہاد میں شریک ہونا ہے۔

❷ جہاد کی قدر و منزلت کا بیان کہ جہاد میں شریک ہونے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا، بشرطیکہ جہاد اخلاص نیت کے ساتھ اور کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے کیا جائے۔

۱۳۰۴۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِيْ

۱۳۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور کسی آدمی پر اللہ کی راہ کا غبار ا

الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ)). رواه الترمذيُّ وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

ور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۴۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). رواه الترمذيُّ وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۳۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''دو (طرح کی) آنکھیں ایسی ہیں جنھیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی' ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی اور ایک وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرا دیتے ہوئے رات گزاری''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره ـ أخرجه الترمذي (١٦٣٩) بإسناد فيه ضعف.

اس حدیث کی سند ضعیف ہے' لیکن اس کے شواہد موجود ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابو یعلیٰ (۴۳۴۶) میں ابو ہریرہؓ سے شرح السنۃ (۱۰/ ۳۵۵) اور حاکم (۸۲/۲) میں اور ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے نسائی (۶/ ۱۵)' احمد (۱۳۴/۴' ۱۳۵) اور حاکم (۸۳/۲) میں احادیث ہیں جن کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔ واللہ اعلم!

فقه الحديث☆ اللہ کی راہ میں مسلمانوں کے سرحدی محاذوں پر پہرا دینے کی فضیلت' نیز اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کی فضیلت کہ یہ دونوں عمل جہنم سے خلاصی کا ذریعہ ہیں۔

١٣٠٦ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)). متفقٌ عليه.

۱۳۰۶۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مجاہد کو (جہادی ساز وسامان دے کر) تیار کیا تو یقیناً اس نے خود جہاد کیا اور جس شخص نے کسی مجاہد کی اس کے گھر میں خیر و بھلائی کے ساتھ جانشینی کی تو یقیناً اس نے بھی خود جہاد کیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۷۷) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٠٧ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَنِيحَةُ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ طَرُوقَةُ فَحْلٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). رواهُ الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۳۰۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقات میں سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے' یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی خادم کا عطیہ دینا ہے' یا اللہ کی راہ میں جوان اونٹنی دینا ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه الترمذي (١٦٢٧)، والطبراني (٧٩١٦).

یہ حدیث حسن درجے کی ہے' کیونکہ ولید بن جمیل کی حدیث حسنؒ ہونے کے زیادہ لائق ہے۔ پھر ترمذی (۱۶۲۶) اور طبرانی (۱۷/ ۲۵۵) میں اس کا ایک شاہد بھی موجود ہے' جس کی سند کثیر بن حارث کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن یہ راوی متابعت کے وقت مقبول ہے۔ (واللہ اعلم!)

غریب الحدیث☆ (الفسطاط) ''بالوں سے بنا ہوا خیمہ''۔ (طروقة) ''جوان اونٹنی''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اللہ کی راہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑنے والے اسلامی لشکر کی تیاری میں باہمی تعاون واجب ہے۔

❷ سب سے افضل صدقات وہ ہیں جو جہاد اور مجاہدین کو دیے جائیں۔

❸ جہاد کی اتنی فضیلت ہے کہ جو چیز جہاد میں شریک اور استعمال ہوگی وہ جہاد کے علاوہ کسی دوسری جگہ استعمال ہونے والی چیز سے افضل و برتر ہوگی' خواہ وہ خیمے کی شکل میں ہو یا خادم کی صورت میں ہو یا اونٹنی وغیرہ ہو۔

۱۳۰۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًى مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِي مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ، قَالَ: ((**ائْتِ فُلَانًا، فَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ**)) فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: اَعْطِنِي الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ. قَالَ: يَا فُلَانَةُ! اَعْطِيْهِ الَّذِيْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللّٰهِ! لَا تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكِ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۰۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کے ایک نوجوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کی تیاری کے لیے میرے پاس کوئی وسائل نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''فلاں شخص کے پاس جاؤ اس لیے کہ اس نے تیاری کی ہوئی ہے لیکن وہ بیمار ہوگیا ہے (اب جہاد پر نہیں جاسکتا)''۔ پس وہ نوجوان اس آدمی کے پاس آیا تو اسے کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم نے جہاد کے لیے جو کچھ تیار کیا تھا وہ مجھے دے دے۔ اس آدمی نے (اپنی بیوی سے) کہا: اے اللہ کی بندی! میں نے جو کچھ تیار کیا تھا وہ اسے دے دو' دیکھو اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا' اللہ کی قسم! تم اس میں سے اگر کوئی چیز رکھو گی تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۷۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۰۹۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اِلٰى بَنِيْ لَحْيَانَ، فَقَالَ: ((**مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا، وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ: ((**لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ**)) ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: ((**اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَيْرٍ كَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ**)).

۱۳۰۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی طرف (جہاد کے لیے) ایک دستہ بھیجا تو فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لیے جائے اور اجر وثواب دونوں کو ملے گا''۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''دو آدمیوں میں سے ایک آدمی ضرور جہاد کے لیے نکلے''۔ پھر آپ نے گھر میں بیٹھنے والے کے لیے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص جہاد میں جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال کا بہتر (یعنی نیکی کے ساتھ) جانشین بنے گا تو اس کو جہاد میں جانے والے سے آدھا اجر ملے گا''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (۱۸۹۶)، والرواية الثانية عنده برقم (۱۸۹۶) (۱۳۸)

فقه الحدیث☆ ❶ کفار سے جہاد کرنا واجب ہے' جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اہل علم کا اتفاق ہے کہ بنولحیان تب تک کافر تھے اسی لیے آپ نے ان کے ساتھ جہاد کے لیے لشکر روانہ فرمایا۔

❷ اسلامی لشکر کی تیاری میں مسلمانوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔

❸ مجاہدین کے گھروں کی حفاظت اوران کے اہل خانہ کی ضروریات کا خیال رکھنا واجب ہے۔
❹ مجاہدین کو تیار کرنے والوں کو اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا جہاد کرنے والوں کو ملتا ہے۔
❺ عام حالات میں جہاد فرض عین نہیں' جس طرح اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لیے نکلے''۔ تاہم عمل جہاد میں تمام لوگوں کو دامے درمے قلمے سخنے کسی نہ کسی طرح جہاد میں شریک ہونا چاہیے۔

۱۳۱۰۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: ((أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ)) فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا)). متفقٌ عليهِ، وهٰذا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ

۱۳۱۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوہے کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا میں پہلے جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ نے فرمایا: ''پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو''۔ پس اس نے اسلام قبول کیا پھر جہاد کیا اور پھر شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس نے عمل تو تھوڑا کیا مگر اجر بہت زیادہ پا گیا''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٤ ـ فتح)، ومسلم (١٩٠٠)

غريب الحديث☆ (مقنع بالحديد) ''آلات حرب سے ڈھکا ہوا' یا زرہ اور خود پہنے ہوا''۔

فقه الحديث☆ ❶ لوہے کی زرہ اور خود پہننا جائز ہے تاکہ دشمن کے وار سے بچا جائے۔
❷ اسلام قبول کیے بغیر بظاہر کوئی نیک کام کرنا باعث اجر وثواب نہیں۔
❸ عمل کی قبولیت کے لیے اسلام شرط ہے' لہٰذا اسے مقدم رکھنا چاہیے۔
❹ قتال میں مشرکین سے مدد حاصل کرنا جائز نہیں۔
❺ اللہ تعالیٰ بندے کی قلبی کیفیت دیکھتا ہے' بندہ بعض اوقات عمل تو تھوڑا کرتا ہے لیکن اللہ اسے شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور بہت زیادہ ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

۱۳۱۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ، يَتَمَنّٰى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ؛ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ)).
وَفِي رِوَايَةٍ: ((لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ)) متفقٌ عليه.

۱۳۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی شخص دنیا میں لوٹنے کو پسند نہیں کرے گا اور نہ کوئی جنتی یہ پسند کرے گا کہ دنیا میں اس کے لیے کوئی چیز ہو' سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹ جائے۔ اور دس مرتبہ شہید کر دیا جائے۔ (وہ یہ تمنا) اس لیے کرے گا کہ اس نے (جنت میں شہادت کی وجہ سے) اپنی عزت افزائی دیکھ لی ہوگی''۔ (متفق علیہ)
ایک اور روایت میں ہے: ''اس لیے کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٢ ـ فتح)، ومسلم (١٨٧٧) (١٠٩)» والرواية الثانية عند مسلم (١٨٧٧)

فقه الحديث☆ شہید جنت میں اپنی عزت وتکریم اور فضیلت دیکھے گا تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی کہ وہ اس جنت سے نکل کر دوبارہ دنیا میں جائے اور وہاں دس مرتبہ شہید کر دیا جائے' تاکہ اس کی اس عزت وتکریم اور شرف وفضیلت میں اضافہ ہو۔ یہ خواہش صرف شہید کرے گا' کوئی اور جنتی نہیں۔

۱۳۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلشَّهِيْدِ كُلَّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ)). رواه مسلم.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: ((اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ)).

۱۳۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے''۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے: ''اللہ کی راہ میں شہید ہو جانا قرض کے علاوہ تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٨٦) (١١٩)، والرواية الثانية عنده برقم (١٨٨٦) (١٢٠).

وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۱۷) ملاحظہ فرمائیں' جو اسی معنی کی ہے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۱۳۱۳۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ، اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، اِلَّا الدَّيْنَ، فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ)). رواه مسلم.

۱۳۱۳۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے ان میں کھڑے ہوئے' آپ نے ذکر کیا کہ: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا تمام اعمال سے افضل ہے۔ پس ایک آدمی کھڑا ہوا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ہاں! اگر تم اللہ کی راہ میں اس حال میں شہید ہو جاؤ کہ تم صبر کرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے اور آگے بڑھنے والے، پیٹھ نہ دکھانے والے ہوئے (تو پھر تمہاری خطائیں معاف کر دی جائیں گی)''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے کیسے کہا تھا؟'' اس نے دوبارہ عرض کیا: مجھے بتائیں اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میری خطائیں مجھ سے معاف کر دی جائیں گی؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اگر تم صبر کرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے، پیش قدمی کرنے والے اور پیٹھ نہ دکھانے والے ہوئے (تو تمہاری خطائیں تم سے معاف کر دی جائیں گی) سوائے قرض کے' اس لیے کہ جبرائیل نے (ابھی) مجھے اس کی خبر دی ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۱۷) ملاحظہ فرمائیں اور کچھ مندرجہ ذیل فوائد بھی ہیں:

❶ جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ پر ایمان لانا سب اعمال سے افضل ہے۔

◆ شہادت گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے لیکن اس کے لیے چار شرائط ہیں:۔ (۱) صابر ہو' (۲) محتسب (خالص نیت سے لڑنے والا) ہو (۳) پیش قدمی کرنے والا ہو (۴) اور پیٹھ نہ دکھانے والا ہو۔

◆ شہادت جیسے عظیم عمل سے بھی قرض معاف نہیں ہوتا' لہٰذا اس کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے اور قرض کے غلبے سے پناہ مانگنی چاہیے۔

١٣١٤ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَيْنَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: ((**فِي الْجَنَّةِ**)) فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهٖ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ. رواهُ مسلم.

۱۳۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں''۔ پس اس کے ہاتھ میں جو کھجوریں تھیں وہ اس نے پھینک دیں پھر جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۹) ملاحظہ فرمائیں۔

تنبیہ: امام نووی رحمہ اللہ نے یہاں صرف صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے جبکہ حدیث نمبر (۸۹) میں صحیحین کا حوالہ دیا ہے اور وہی صحیح ہے۔

١٣١٥ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَا يُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ**)) فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ**)) قَالَ: يَقُوْلُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: ((**نَعَمْ**)) قَالَ: بَخٍ بَخٍ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ ؟**)) قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ! اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا، قَالَ: ((**فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا**)) فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهٖ، فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى آكُلَ تَمَرَاتِيْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ! فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ. رواهُ مسلمٌ.

((**الْقَرَنُ**)) بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ: هُوَ جُعْبَةُ النُّشَّابِ.

۱۳۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ (بدر کی طرف) روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ مشرکین سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور بعد میں مشرکین بھی آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**تم میں سے کوئی شخص کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے حتیٰ کہ میں خود اس کے بارے میں کچھ کہوں یا کروں**''۔ جب مشرکین (لڑائی کے لیے) قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس جنت کی طرف کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے!؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' حضرت عمیر نے کہا: واہ واہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں واہ واہ کہنے پر کس چیز نے ابھارا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس امید کے سوا اور کوئی چیز نہیں کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''تم یقیناً اہل جنت میں سے ہو''۔ پس انھوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانا شروع کر دیا پھر خود ہی کہنے لگے اگر میں اپنی یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو پھر یہ (دنیاوی) زندگی تو بہت طویل ہے۔ پس انھوں نے اپنی وہ کھجوریں پھینک دیں اور مشرکین سے قتال شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

(القرن) قاف اور راء پر زبر' ''ترکش' تیر رکھنے کا خول''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (۱۹۰۱) .

غریب الحدیث ☆ (بخ بخ) ''واہ واہ''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اسلامی لشکر کے قائد کو چاہیے کہ وہ اپنے لشکر کو ایسی جگہ پوزیشن سنبھالنے کے لیے کہے جو جنگی حکمت عملی کے تقاضوں کے مطابق بہتر ہو' تا کہ دشمن اس اچھی جگہ سے محروم ہو جائے جیسا کہ بدر کے مقام پر اسلامی لشکر نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں ایسی جگہ کو مرکز بنایا جہاں پانی موجود تھا' جبکہ مشرکین اس چیز سے محروم رہے اور یہ معرکے میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔

❷ امیر لشکر کو اپنے لشکر کے آگے ہونا چاہیے' تا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے آمادہ کرتا رہے اور انہیں طلب شہادت کی ترغیب دلاتا رہے۔

❸ جو شخص صدق نیت سے شہادت طلب کرتا ہے تو اللہ اسے شہداء کے مرتبوں پر فائز فرما دیتا ہے خواہ وہ معرکے میں شہید ہو یا نہ ہو' اللہ اس کی سچی نیت پر اسے فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

❹ صحابہ کرام کے شوق شہادت اور طلب جنت کے جذبے بیان کہ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ جنت کا تعارف سن کر واہ واہ کہہ کر اٹھے اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجوریں پھینک دیں کہ اگر میں کھجوریں کھاتا رہا تو جنت میں جانے سے لیٹ ہو جاؤں گا۔

❺ اس سے صحابہ کرام کے ایمان و یقین کا پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمادیا وہ سچ ہے۔

❻ جنگ کے میدان میں امیر کی اطاعت نہایت اہم اور ضروری ہے۔

۱۳۱۶۔ **وَ عَنْهُ** قَالَ: جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْآنَ وَ السُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، فِيْهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، وَ يَتَدَارَسُوْنَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُوْنَ، وَ كَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَاءِ، فَيَضَعُوْنَهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهُ، وَ يَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ، وَ لِلْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ، فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَ رَضِيْتَ عَنَّا، وَأَتَى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ، فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتّٰى أَنْفَذَهُ، فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَ إِنَّهُمْ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَ رَضِيْتَ عَنَّا**)). متفق عليه، و هٰذَا لَفْظُ مُسْلِم.

۱۳۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ پس آپ نے ستر (۷۰) انصاری صحابہ ان کی طرف بھیج دیے جنھیں قراء کہا جاتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے' یہ لوگ قرآن پڑھتے اور رات کو آپس میں ایک دوسرے کو قرآن سناتے اور اسے سیکھتے سکھاتے تھے۔ یہ حضرات دن کے وقت پانی لاتے اور مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں لاتے' پس انہیں فروخت کرتے تھے' جس سے وہ اہل صفہ اور فقراء کے لیے کھانا وغیرہ خریدتے تھے۔ پس نبی ﷺ نے ان کو بھیج دیا۔ لیکن ان کو لے جانے والے لوگ ان سے لڑنے لگے حتیٰ کہ انھوں نے ان کو منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ تو انھوں نے دعا کی: یا اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری آپ سے ملاقات ہوگئی ہے' ہم آپ سے راضی اور آپ ہم سے راضی ہو گئے ہیں۔ (اس واقعہ میں) ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے پیچھے سے آیا اور انہیں نیزہ مارا حتیٰ کہ وہ ان کے جسم سے پار ہو گیا تو حضرت

حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بھائی شہید کردیے گئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ! ہمارے متعلق ہمارے نبی ﷺ کو یہ بات پہنچادے کہ ہماری آپ سے ملاقات ہوگئی ہے' ہم آپ سے راضی اور آپ ہم سے راضی ہوگئے ہیں''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٨-١٩ ـ فتح)، ومسلم (١٥١١/٣)

فقه الحدیث ☆ ❶ اہل علم کا آپس میں دورکرنا مستحب ہے۔

❷ امام کو چاہیے کہ وہ نومسلموں کو تعلیم دینے کے لیے علماء کو بھیجے۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے اس مشن پر ستر قراء کو بھیجا لیکن ان مشرکین نے سازش کے تحت ان سب کو شہید کردیا' اس سے ثابت ہوا کہ آپ عالم الغیب نہیں تھے' ورنہ آپ اپنے ستر ساتھیوں کو نہ بھیجتے۔

❹ سب سے پہلا علم قراءت قرآن ہے۔

❺ ''صفه'' چبوترے یا ڈیوڑھی کو کہتے ہیں' مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو ایک اسلامی درس گاہ کا کردار ادا کرتا تھا' جہاں ستر سے زائد صحابہ کرام تعلیم حاصل کرتے تھے یہ دن رات نبی ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ کے ارشادات سنتے اور آپ سے دین کا علم حاصل کرتے تھے۔ ان کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں تھا' اگر کبھی صدقہ یا ہدیہ آتا تو اسے کھا لیتے تھے۔ وہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی میں پانی کا انتظام کرتے تھے اور لکڑیاں لاتے اور انہیں فروخت کر کے کھانے پینے کا انتظام کرتے تھے۔

❻ صحابہ کرام کو نبی ﷺ کے فرامین پر مکمل یقین تھا' اسی لیے حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا''۔

❼ کافر مسلمانوں کے کبھی خیر خواہ نہیں ہوسکتے اس لیے ان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

❽ ان صحابہ کرام نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے حالات کے متعلق نبی ﷺ کو بتادینا۔ پس اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بذریعہ وحی اپنے پیغمبر کو بتایا اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس واقع کی اطلاع دی۔

١٣١٧ـ وَعَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّي اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ، لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ـ يَعْنِيْ اَصْحَابَهُ ـ وَ أَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ـ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ ـ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ : يَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ!

١٣١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے' انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! میں پہلی لڑائی جو آپ نے مشرکین سے لڑی' اس میں شریک نہیں ہوسکا تھا' اگر آئندہ اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑنے کا موقع فراہم کیا تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ پس جب غزوۂ احد کا دن آیا اور مسلمان بظاہر شکست خوردہ ہوکر منتشر ہوگئے تو حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ ! میں تیری جناب میں اس چیز سے معذرت کرتا ہوں جو کچھ میرے ان ساتھیوں نے کیا اور تیرے سامنے اس کام سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جو ان مشرکین

الْجَنَّةَ وَ رَبِّ النَّضْرِ! إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُوْنِ أُحُدٍ! قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا صَنَعَ! قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا فِيهِ بِضْعًا وَ ثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نُرَى ـ أَوْ نَظُنُّ ـ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَ فِي أَشْبَاهِهِ: ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ ﴾ إِلٰى آخِرِهَا [الأحزاب: ٢٣] متفقٌ عليه، وَ قَدْ سَبَقَ فِي بَابِ الْمُجَاهَدَةِ.

نے کیا۔ پھر وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ان کا سامنا ہوا' انھوں نے کہا: سعد بن معاذ! جنت! نضر کے رب کی قسم! میں تو احد پہاڑ کے قریب اس (جنت) کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! وہ (حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ) جو کچھ کر گزرے میں تو اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے ان کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تلوار کے گھاؤ یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے' ہم نے انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے ہیں اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر کے ان کی شکل و صورت بگاڑ دی تھی۔ پس انھیں ان کی بہن کے سوا کوئی اور پہچان نہ سکا۔ بہن نے بھی انہیں انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم سمجھتے یا خیال کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے حضرات کے بارے ہی میں نازل ہوئی ہے: ''مومنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنھوں نے وہ عہد سچا کر دکھایا جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنھوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا''۔ آخر آیت تک (سورۂ احزاب:۲۳) (متفق علیہ) یہ روایت ''با ب المجاهدة'' میں گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۹) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣١٨ ـ وَ عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ، فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَ أَفْضَلُ، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، قَالَا: أَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ)). رواه البخاري و هو بعضٌ من حديثٍ طويلٍ فيه أنواع العلم سيأتي في بابِ تحريمِ الكذبِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۱۳۱۸۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک درخت پر لے چڑھے۔ پس وہ مجھے ایک گھر میں لے گئے جو بہت اچھا اور نہایت شاندار تھا' میں نے اس سے اچھا گھر کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں نے کہا یہ گھر تو شہداء کا گھر ہے''۔ (بخاری) یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے' اس میں علم کی بہت سی قسمیں ہیں' یہ حدیث اگر اللہ نے چاہا تو ''با ب تحريم الكذب'' میں آئے گی۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث ان شاء اللہ حدیث نمبر (۱۵۴۶) میں بیان ہوگی۔

١٣١٩ ـ وَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ

۱۳۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام ربیع بنت براء جو

بنت البراء و هي أم حارثة بن سراقة، أتت النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله! ألا تحدثني عن حارثة- و كان قتل يوم بدر- فإن كان في الجنة صبرت، وإن كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكاء، فقال: ((يا أم حارثة! إنها جنان في الجنة، وإن ابنك أصاب الفردوس الأعلى)). رواه البخاري.

حضرت حارثہ بن سراقہؓ کی والدہ ہیں، نبیؐ کی خدمت میں آئیں تو کہا یارسول اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کے بارے میں نہیں بتاتے؟ اور یہ غزوہ بدر کے موقع پر شہید ہوگئے تھے اگر تو وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر اس کے علاوہ کہیں ہیں تو پھر میں اس پر جی بھر کر روؤں۔ آپ نے فرمایا: ''اے ام حارثہ! جنت میں بہت سے درجات ہیں اور تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ (اعلیٰ ترین درجے) میں پہنچ گیا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٦ ـ فتح).

تنبیہ: بخاری کی روایت میں ''و كان قتل يوم بدر'' کے بعد یہ الفاظ ہیں: ((أصابه سهم غرب)) ''اسے نامعلوم تیر لگا تھا'' یعنی اس تیر پھینکنے والے کا کوئی علم نہیں اور نہ یہ علم ہے کہ یہ تیر کہاں سے آیا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ وہ جنت میں اعلیٰ ترین حصے میں ہیں۔

❷ جو شخص اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے معرکے میں شریک ہوجائے اور وہاں کسی بھی مشروع طریق سے (یعنی خودکشی نہ کرے) فوت ہوجائے تو وہ شہید ہے۔

❸ میت پر رونا جائز ہے نیز اہل میت کی طرف سے خلاف شریعت کوئی کام نہ ہو تو پھر ان کے اظہار غم پر خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

❹ اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں ان کی معرفت سے مصائب دنیا آسان ہوجاتے ہیں۔

❺ جنت میں بہت سے درجات ہیں اور سب سے اعلیٰ درجہ ''فردوس'' ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرو تو جنت الفردوس طلب کیا کرو''۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ہمیں بھی جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین!

١٣٢٠ ـ وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: جيء بأبي إلى النبي ﷺ قد مثل به، فوضع بين يديه، فذهبت أكشف عن وجهه فنهاني قومي فقال النبي ﷺ: ((ما زالت الملائكة تظله بأجنحتها)). متفق عليه.

۱۳۲۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، ان کا مثلہ کردیا گیا تھا۔ پس انہیں آپ کے سامنے رکھا گیا تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو میری قوم کے کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اپنے پروں سے تیرے والد کو برابر سایہ کرتے رہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٤٧١).

فقه الحديث☆ ❶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔

❷ اہل کفر کے نزدیک کسی زندہ شخص کی اہمیت ہے نہ مردہ کی اور وہ مومنوں کے بارے میں کسی رشتہ داری کا خیال رکھتے ہیں نہ عہد و پیمان کا۔

❸ مثلہ شکل و صورت کے بگاڑ دینے کو کہتے ہیں، جس طرح دشمنی میں ناک، کان وغیرہ کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکل و صورت بگاڑ دی جائے۔ کفار و مشرکین نے بہت سے شہداء کے ساتھ ایسے کیا لیکن اسلام نے مسلمانوں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

❹ رسول اللہ ﷺ کی حکمت اور امت کے ساتھ رحمت کا بیان کہ آپ نے ایسے مواقع پر جب دل غمگین و پریشان ہوتے ہیں، دنیا میں

خوشخبریاں سنائیں تا کہ دنیا کی تکلیف و غم ختم ہوں کہ اس تکلیف کے بدلے میں ملنے والا انعام بہت بڑا ہے۔

❺ شہید کا اللہ تعالیٰ کے ہاں خصوصی مقام ہے حتیٰ کہ فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔

۱۳۲۱۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ)). رواه مسلم.

۱۳۲۱۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے صدق دل سے شہادت کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو شہداء کے مراتب پر فائز فرمائے گا' اگرچہ وہ اپنے بستر ہی پر فوت ہوا ہو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۲۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ)). رواه مسلم.

۱۳۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صدق دل سے شہادت کا طالب ہو تو اسے یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے' اگرچہ یہ شہادت اسے نصیب نہ ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۱۹۰۸).

غريب الحديث ☆ (أعطيها) ''اسے اس کا ثواب عطا کر دیا جاتا ہے''۔

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۲۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۳۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید قتل ہونے کی بس اتنی سی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی ایک چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف محسوس کرتا ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ حسن ـ أخرجه الترمذي (۱٦٦۸)، والنسائي (٦/ ۳٦)، وابن ماجه (۲۸۰۲)، وأحمد (۲/ ۲۹۷)

اس حدیث کی سند حسن ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے محمد بن عجلان کے' وہ صدوق ہے۔

فقه الحديث ☆ شہادت کی موت کو اللہ نے اس قدر آسان بنا دیا ہے کہ بس چیونٹی کے کاٹنے جتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اس میں بڑی تسلی ہے تا کہ لوگ شہادت کی موت سے نہ گھبرائیں۔

۱۳۲٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ

۱۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض ایام میں جب آپ کا دشمن سے مقابلہ ہوا تھا آپ نے انتظار فرمایا حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا پھر آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے لوگوں میں کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''لوگو! دشمن سے مقابلے کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت طلب کرو' لیکن جب ان دشمنوں سے مقابلہ ہو تو پھر صبر کرو' ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! کتاب کے نازل

الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)). متفقٌ عليه.

کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! لشکروں کو شکست دینے والے! ان کو شکست سے دوچار فرما اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۳) ملاحظہ فرمائیں۔ ان کے علاوہ چند ایک مزید:۔

① لڑائی کا آغاز سورج ڈھلنے کے بعد کرنا چاہیے۔
② امیر لشکر کو چاہیے کہ لڑائی سے پہلے اپنی فوج کو وعظ و نصیحت کرے۔
③ دشمن سے مقابلے کی تمنا اور آرزو نہیں کرنی چاہیے۔
④ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے رہنا چاہیے۔
⑤ جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
⑥ جہاد کی فضیلت کہ جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔
⑦ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا اور وہی بادلوں کو چلاتا ہے۔
⑧ فوجوں کو وہی شکست دیتا ہے' طاقت کا سرچشمہ وہی ہے اور اسی سے نصرت طلب کرنی چاہیے۔

۱۳۲۵۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۳۲۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا کم ہی رد کی جاتی ہیں: (۱) اذان کے وقت کی دعا اور (۲) لڑائی کے وقت کی دعا' جب کہ باہم گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۲۵٤۰)، و ابن حبان (۱۷۲۰)، والدارمی (۱/ ۲۷۲)، وابن خزيمة (٤۰۰)، والطبرانی (۵۸٤۷)، وأبو نعيم فی ((حلية الأولياء)) (٦/ ۳٤۳).

غريب الحديث ☆ (النداء) ''اذان''۔ (البأس) ''لڑائی''۔ (يلحم بعضهم بعضًا) ''باہم گھمسان کی جنگ''۔

فقه الحديث ☆ جب گھمسان کا رن ہو اور فوجیں بڑے زور شور سے ایک دوسرے کو کاٹ رہی ہوں تو اس وقت کی دعا اور اذان و اقامت کے درمیانی وقت میں کی گئی دعا' یہ دونوں رد نہیں کی جاتیں یا کم ہی رد کی جاتی ہیں۔ ان اوقات میں زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔

۱۳۲٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ، بِكَ أَحُوْلُ، وَبِكَ أَصُوْلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، والترمذيُّ وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۳۲٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! تو ہی میرا دست و بازو اور مددگار ہے' تیری توفیق سے میں دفاع کرتا ہوں اور تیری ہی توفیق سے میں (دشمن پر) حملہ کرتا اور قتال کرتا ہوں''۔ (ابوداود' ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۲٦۳۲)، والترمذی (۳۵۸٤)، وأحمد (۳/ ۱۸٤) وغيرهم.

غریب الحدیث☆ (عضدی) ''میرا دست و بازو''۔ (أحول) ''میں (دشمن) کو روکتا اور دفاع کرتا ہوں''۔

فقه الحدیث☆ ❶ ظاہری اسباب و وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے فتح و نصرت کے لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے' اس لیے کہ ساری کی ساری قوت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

❷ وسائل پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ پر توکل' اعتماد اور بھروسا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنا ناکامی اور سراسر خسارہ ہے۔

❸ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ اس کی خاطر اور اسی کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے قتال و جہاد کرتا ہے۔

١٣٢٧۔ وَعَنْ اَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۳۲۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی قوم سے خوف و خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! ہم تجھے ہی ان کے مد مقابل کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ان کی شرارتوں سے پناہ طلب کرتے ہیں''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح ۔ أخرجه أبو داود (١٥٣٧)، وأحمد (٤/ ٤١٤ ـ ٤١٥)، وغيرهم بإسناد صحيح.

فقه الحدیث☆ ❶ جب بندے کو کسی قوم سے خوف و خطرہ محسوس ہو تو اسے ان کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے' کیونکہ وہی دشمن سے بچانے والا ہے۔

❷ جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب میں گڑگڑاتا ہے اور الحاح و زاری سے دعا کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

١٣٢٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). متفقٌ عليه.

۱۳۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں روز قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٤ ـ فتح)، ومسلم (١٨٧١).

غریب الحدیث☆ (النواصی) ''ناصية'' کی جمع ہے ''پیشانی کے بال''۔

١٣٢٩۔ وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ : اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)). متفقٌ عليه.

۱۳۲۹۔ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں روز قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ اجر و ثواب اور غنیمت''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٦ ـ فتح)، ومسلم (١٨٧٣).

١٣٣٠۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اِيْمَانًا بِاللّٰهِ، وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهِ، فَاِنَّ

۱۳۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے لیے)

شِبَعَهُ، وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ، وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رواهُ البخاريُّ.

گھوڑا پالا تو یقیناً اس کا سیر ہو کر کھانا، اس کا سیراب ہونا، اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت والے دن (نیک اعمال کی صورت میں) اس کے ترازو میں ہوں گے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٧ ـ فتح).

غريب الحديث: (احتبس) جہاد کے لیے گھوڑا پالا اور اس کو تیار کیا۔ (شبعه) "اس کا سیر شکم ہونا"۔

فقه الاحاديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے اس کی راہ میں جہاد کرنے کی ترغیب۔

❷ جو مال جہاد کی نیت سے گھوڑا خریدنے اور اس کی دیکھ بھال پر خرچ ہو وہ مال دیگر امور پر خرچ ہونے والے مال سے کہیں افضل ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش اور تیاری ضرور کرنی چاہیے۔

❹ جس قدر کوئی کام اور مشن بلند ہو تو اس مشن کی تکمیل پر صرف اور استعمال ہونے والی چیزوں کی قدر و قیمت بھی اسی قدر بلند ہو جاتی ہے' جیسا کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے تو اس میں استعمال ہونے والے گھوڑے دیگر جانوروں سے افضل ہیں۔

❺ جہاد قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی قیامت کے دن تک کے لیے باندھ دی گئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے کہ اسلام اور اہل اسلام قیامت تک باقی رہیں گے کیونکہ جہاد کو جاری رکھنے والے مسلمان ہی ہیں۔

❻ مسلمانوں کے دفاع کے لیے گھوڑے کو وقف کرنا جائز ہے۔

❼ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے وعدے کی تصدیق کرنا بھی باعث اجر و ثواب ہے۔

❽ جہادی گھوڑوں کی اتنی اہمیت ہے کہ ان کا چرنا، پانی پینا اور لید اور پیشاب کرنا بھی نیک اعمال کی صورت میں ترازو میں تولے جائیں گے۔

١٣٣١ ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ)). رواهُ مسلم.

۱۳۳۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مہار ڈالی ہوئی ایک اونٹنی لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرے لیے روز قیامت اس اونٹنی کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی اور وہ سب کی سب مہار ڈالی ہوئی ہوں گی"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٩٢).

غريب الحديث☆ (ناقة مخطومة) "مہار ڈالی ہوئی اونٹنی"۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مال خرچ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے دس گنا سے سات سو گنا تک اور جس کے لیے چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے۔

❷ انسان جو چیز صدقہ وغیرہ کرتا ہے تو اس کی جزا صدقہ کی ہوئی چیز کی جنس ہی سے ہوتی ہے۔

١٣٣٢ ـ وَعَنْ أَبِي حَمَّادٍ ـ وَيُقَالُ: أَبُو سُعَادٍ، وَيُقَالُ: أَبُو أَسَدٍ، وَيُقَالُ: أَبُو عَامِرٍ، وَيُقَالُ: أَبُو عَمْرٍو، وَيُقَالُ: أَبُو الْأَسْوَدِ، وَيُقَالُ: أَبُو عَبْسٍ ـ

۱۳۳۲۔ حضرت ابو حماد' جبکہ بعض نے کہا ابو سعاد' یا ابو اسد' یا ابو عامر' یا ابو عمرو' یا ابو الاسود' یا ابو عبس' عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: "تم ان کے

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ' اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ)). رواه مسلم.

مقابلے میں اپنی مقدور بھر قوت تیار کرو۔ سنو! قوت سے مراد تیر اندازی ہے، سن لو! قوت سے مراد تیر اندازی ہے' پھر سن لو! قوت سے مراد تیر اندازی ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۹۱۷).

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ انفال کی آیت میں "قوۃ" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد تیر اندازی ہے او رقرآن مجید کی بہترین تفسیر وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ بیان فرمائیں۔ آپ نے قوت کی تفسیر تیر اندازی سے فرمائی اور تاکید پیدا کرنے کے لیے تین بار فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دشمنوں کے مقابلے کے لیے تیاری کی کتنی اہمیت ہے۔ آپ کے دور میں تیر اندازی اور شمشیر زنی کا فن نہایت بنیادی کردار ادا کرتا تھا' اب اس دور کے تقاضے کچھ اور ہیں' اس لیے ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بری، بحری اور فضائی برتری حاصل کرنے کی ضرورت ہے' تاکہ دشمن مرعوب ہو کر رہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اس میدان میں ترقی نہ کی اور کفار ان سے آگے نکل گئے۔ اب مسلمان ان کے مرہون منت ہیں' اپنا بہت سا زر مبادلہ ان سے اسلحہ خریدنے پر صرف کرتے ہیں اور وہ ان سے رقم بھی ہتھیاتے ہیں اور اسلحہ بھی نہیں دیتے۔ اگر مسلمانوں نے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے اور عزت سے جینا ہے تو پھر اس میدان میں آگے بڑھیں اور ان سے بہتر یا کم از کم ان کے برابر جنگی قوت پیدا کریں۔

۱۳۳۳ ۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرَضُوْنَ، وَيَكْفِيكُمُ اللّٰهُ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ)). رواه مسلم.

۱۳۳۳۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم پر بہت سی زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں کافی ہو جائے گا۔ پس تم میں سے کوئی شخص اپنے تیروں کی مشق کے بارے میں کوتاہی اور غفلت نہ برتے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۹۱۸).

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی کہ بہت سے علاقے تم فتح کرو گے اور وہ تمہارے زیر نگیں آ جائیں گے اور آپ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

❷ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے مسلمانوں کا معاشی مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے' اس لیے کہ اس امت کا رزق ان کے نیزوں کے نیچے ہے یعنی جہاد کرنے میں ہے۔

❸ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی مقدور بھر تیاری کریں اور پھر انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں' وہ اپنے بندوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

❹ مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ علاقے فتح ہو جانے کے بعد تم غفلت کا شکار نہ ہو جانا بلکہ اپنی تیاری اور مشق کو جاری رکھنا تاکہ استعداد و صلاحیت میں کمی نہ آئے۔

❺ اسلام اپنے پیروکاروں کو تمام احوال میں تیار رہنے کا حکم دیتا ہے۔

۱۳۳۴ ۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

۱۳۳۴۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

((مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ فَقَدْ عَصٰى)). رواه مسلم.

فرمایا: ''جس شخص نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں'' یا فرمایا: ''اس نے یقیناً نافرمانی کی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩١٩).

فقه الحديث☆ ❶ فنون قتال، اسالیب حرب وضرب اور اسلحہ کا استعمال مسلسل سیکھنے اور اس کی مشق کرنے سے پختہ ہوتا ہے اور اس میں مہارت پیدا ہوتی ہے۔

❷ علوم عسکریہ کی تعلیم حاصل کرنا امت مسلمہ پر واجب ہے۔

❸ مسلمانوں کو چاہیے کہ انھوں نے جو عسکری تربیت حاصل کی ہے اسے بھلائیں نہیں بلکہ مشق کے ذریعے اسے یاد رکھیں' کیونکہ عسکری تعلیم و تربیت کو بھلانا گناہ ہے۔

❹ امت اسلامیہ کو بیدار اور چوکنا رہنا چاہیے' جو شخص غفلت کا شکار ہوتا ہے وہ مومنوں کی راہ چھوڑ بیٹھتا ہے اور دوسروں کی راہ وروش پر چل نکلتا ہے۔

(فلیس منا) سے مراد ہے کہ وہ ہمارے طریق ومنہج پر نہیں۔

١٣٣٥ - **وَعَنْهُ** رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ. وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا، وَأَنْ تَرْمُوْا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوْا. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ، فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا)) أَوْ قَالَ: ((كَفَرَهَا)) رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

١٣٣٥۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا: (۱) اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں خیر و بھلائی کی امید رکھے۔ (۲) تیرانداز کو۔ (۳) اور ترکش سے تیر نکال کر دینے والے کو۔ تم تیراندازی اور سواری (کا فن) سیکھو اور یہ کہ تم تیراندازی سیکھو' یہ مجھے تمہارے سواری (کا فن) سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیراندازی کو سکھائے جانے کے بعد ترک کر دیا تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا'' یا فرمایا: ''اس نے اس نعمت کی ناشکری کی''۔ (ابوداود)

توثيق الحديث☆ ضعيف - أخرجه أبو داود (٢٥١٣)، والترمذي (١٦٣٧)، والنسائي (٦/ ٢٨)، وابن ماجه (٢٨١١)، وغيرهم بإسناد ضعيف.

اس حدیث کی سند میں دو علتیں ہیں' ایک یہ کہ اس میں اضطراب ہے' ابوسلام کے استاد کے اختلاف کی وجہ سے' جیسا کہ حافظ عراقی نے ''تخریج الإحیاء'' میں بھی اس چیز پر متنبہ کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں دو راوی خالد بن زید اور عبداللہ بن ازرق مجہول ہیں' ان کا شمار مجہول راویوں میں ہوتا ہے۔

فقه الحديث☆ حدیث ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال نہیں۔

١٣٣٦ - **وَعَنْ** سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ

١٣٣٦۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو بطور مقابلہ تیراندازی کر رہے تھے' تو آپ نے فرمایا: ''بنو اسماعیل! تیراندازی کرو' اس لیے کہ تمہارے آباء

رَامِيًا)). رواهُ البخاري.

بھی تیر انداز تھے“۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٩١ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (ينتضلون) ”مقابلہ کے طور پر تیراندازی کر رہے تھے“۔

فقه الحديث☆ ❶ جد اعلیٰ کو آباء کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تیراندازوں کو بنو اسماعیل کہا اور یہ نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف ہے۔ عربوں کی دو قسمیں ہیں: مستعربہ اور عاربہ۔ مستعربہ کو عدنانیہ اور عاربہ کو قحطانیہ بھی کہتے ہیں۔ عرب مستعربہ یا عدنانیہ کو بنو اسماعیل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

❷ اگر کوئی شخص یا قبیلہ کسی کام وفن میں ماہر ہو تو اس کا ذکر کرنا جائز ہے' تا کہ اس خاندان کے افراد کی حوصلہ افزائی ہو۔

❸ نبی ﷺ کے حسن خلق اور امور حرب وضرب سے واقفیت کا بیان۔

❹ آباء کے خصال محمودہ کی اتباع کرنا مستحب ہے۔

❺ امام عادل کو اپنی رعیت کے معاملات کی نگرانی کرنی چاہیے اور انہیں ایسی تعلیم دینی چاہیے جو ان کے لیے نافع ہو اور انہیں فنون حرب و ضرب سیکھنے کے لیے ابھارنا اور آمادہ کرنا چاہیے۔

١٣٣٧ ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۳۳۷۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر چلایا تو وہ ایک تیر اس کے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب رکھتا ہے“۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٣٩٦٥)، والترمذي (١٦٣٨)، والنسائي (٦/ ٢٧) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (عدل) ”مثل، برابر“۔ (محررة) ”آزاد کردہ غلام“۔

فقه الحديث☆ مسلمانوں کو جہاد کے لیے ترغیب اور جہاد ومجاہد کی عظمت وفضیلت کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر چلانے والے کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

١٣٣٨ ـ وَعَنْ أَبِي يَحْيَى خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ)). رواهُ الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۳۳۸۔ حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرتا ہے تو اس کے لیے سات سو گنا اجر وثواب لکھا جاتا ہے“۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (١٦٢٥)، وأحمد (٤/ ٣٤٥).

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی اتنی فضیلت ہے کہ اس کا اجر سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔

١٣٣٩ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا

۱۳۳۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں ایک روزہ رکھتا ہے تو

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)). متفقٌ عليه.

اللہ تعالیٰ اس دن (کے روزے) کی وجہ سے اس شخص کے چہرے کوجہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۲۱۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۴۰۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۳۴۰۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق ڈال دیتا ہے جس کی مسافت آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه الترمذي (١٦٢٤).

اس حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ ولید بن جمیل کی حدیث حسن ہونے کے زیادہ لائق ہے۔ اور اس کے دو شاہد بھی ہیں۔ ایک طبرانی صغیر (۱/۱۷۰۔۱۷۱) میں، جس کی سند میں مشہر بن جوشعب ضعیف راوی ہے اور دوسرا شاہد طبرانی اوسط (۱۶۰۵) میں، جس کی سند عیسیٰ بن سلیمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

فقه الحديث☆ ❶ روزہ جس حال میں بھی رکھا جائے وہ ''في سبيل الله'' ہی قرار پائے گا۔ بعض اہل علم نے ''في سبيل الله'' سے جہاد مراد لیا ہے۔

❷ اگر میدان جہاد میں روزہ رکھنے سے جہادی صلاحیت اور قوت و توانائی متاثر ہوتی ہو تو پھر روزہ رکھنا مستحب نہیں، اس لیے کہ جہاد فرض ہے اور نفلی روزے کی نسبت اس کی اہمیت زیادہ ہے۔

۱۳۴۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ، مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۳۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے جہاد کیا، نہ جہاد کے بارے میں اپنے دل میں خیال پیدا کیا تو اس کی موت نفاق کی خصلت پر ہوگی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩١٠).

فقه الحديث☆ ❶ امام کو چاہیے کہ وہ اپنی رعیت کو جہاد کے لیے تیار کرے اور دشمن سے مقابلہ کرنے کے بارے میں دل میں کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔

❷ جہاد کے بارے میں دل میں خالص نیت کر لینا بھی انسان کو اہل ایمان کے زمرے میں شامل کر دیتا ہے اور نفاق سے براءت کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ اور جہاد میں شرکت کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ انسان اس کے بارے میں سوچ بچار تو کرے کہ کس طرح جہاد کے عمل اور مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

❸ نیکی کے بارے میں یہ اصول ہے کہ اگر کسی کار خیر کے کرنے کی استطاعت نہ ہو تو انسان یہ نیت کر لے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو میں یہ نیک کام کروں گا۔ اگر انسان وہ کام نہ کر سکے تو بھی صرف نیک اور خالص نیت پر اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ پس

انسان کو کم از کم نیت اور ارادہ نیک اور درست رکھنا چاہیے۔

❻ اگر کوئی شخص جہاد کرتا ہے نہ اس کے بارے میں سوچتا ہے تو پھر اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔

١٣٤٢ـ وَعَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: ((إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ)).

وفي روايةٍ: ((حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)). وفي روايةٍ: ((إِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ)). رواهُ البُخاري من روايةِ أنسٍ، ورَواهُ مُسلمٌ من روايةِ جابرٍ واللفظ له.

۱۳۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے فرمایا: ''بے شک مدینے میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم نے جو بھی مسافت طے کی اور جس وادی سے بھی گزرے تو وہ (اجر وثواب کے لحاظ سے) تمہارے ساتھ تھے' انہیں مرض نے روک لیا''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''عذر نے انہیں روک دیا ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے: ''وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک رہے''۔

(بخاری نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور مسلم نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٤٣ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ؟

وَفِي رِوَايَةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً.

وفي روايةٍ: وَيُقَاتِلُ غَضَبًا، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). متفقٌ عليه.

۱۳۴۳۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی مال غنیمت کے لیے لڑتا ہے' ایک آدمی اس لیے قتال کرتا ہے کہ اس کی شہرت ہو اور ایک آدمی اس لیے قتال کرتا ہے کہ اس کا مقام و مرتبہ پہچانا جائے۔

ایک روایت میں ہے: ایک شجاعت و بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے اور ایک حمیت و عصبیت کی خاطر لڑتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے: کوئی شخص غصے کی وجہ سے قتال کرتا ہے' پس ان میں سے کون اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے لڑے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہ شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٤٤ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ غَازِيَةٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو، فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أُجُورِهِمْ،

۱۳۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر جہاد کرے اور وہ مال غنیمت اور سلامتی کے ساتھ واپس آ جائے تو اس لشکر والوں نے اپنا دو تہائی اجر دنیا ہی میں حاصل کر لیا اور جو کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر جہاد کرے

وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ)). رواه مسلم.

اور وہ غنیمت حاصل نہ کر سکے (بلکہ) وہ شہید یا زخمی ہو جائے تو اس لشکر والوں کا مکمل اجر ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩٠٦) (١٥٤).

فقه الحديث☆ ❶ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ درست بات تو یہی ہے کہ جب کوئی لشکر صحیح سلامت یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹتا ہے تو اس لشکر والوں کا ثواب اس دوسرے لشکر والوں کے ثواب سے کم ہے جو صحیح سلامت نہیں لوٹتے یا وہ مال غنیمت کے بغیر لوٹتے ہیں۔ اس لیے کہ غنیمت تو غزوے کے اجر کے مقابلے میں ہے' جنھیں یہ حصہ مل جاتا ہے تو وہ اس جہاد کا دو تہائی حصہ جلد دنیا ہی میں حاصل کر لیتے ہیں۔ پس صحیح احادیث کے مطابق یہی موقف درست ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے تھے جو وفات پا گئے کہ انھوں نے اپنے اجر کا کوئی حصہ دنیا میں نہیں لیا اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں۔

❷ اعلیٰ درجے کا جہاد یہ ہے کہ کوئی شخص جہاد کے لیے جائے تو پھر وہ اور اس کی کوئی چیز واپس نہ آئے' سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔

١٣٤٥ - وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

۱۳۴۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے سیاحت (ترک دنیا' رہبانیت) کی اجازت مرحمت فرمائیں؟ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میری امت کی سیاحت اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔'' (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره - أخرجه أبو داود (٢٤٨٦)، والطبراني في "الكبير" (٧٧٦٠)، والحاكم (٢/ ٧٣).

غريب الحديث☆ (السياحة) ''ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو جانا''۔

فقه الحديث☆ ❶ ترک دنیا یعنی رہبانیت عیسائیوں کی بدعت ہے۔

❷ اس امت کی سیاحت سرحدی محاذوں پر پہرا دینا ہے' تاکہ مسلمانوں کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اسلام میں گوشہ نشینی، رہبانیت اور ترک دنیا کا کوئی تصور نہیں۔ اسلام دین اور دنیا کو دو الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں کرتا اور نہ دنیا کمانے سے روکتا ہے' بس اتنی تعلیم ضرور دیتا ہے کہ دنیا کمانے سے دین متاثر نہیں ہونا چاہیے اور دین کو چھوڑ کر دنیا کو ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

١٣٤٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

((الْقَفْلَةُ)): الرُّجُوْعُ، وَالْمُرَادُ: الرُّجُوْعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ وَمَعْنَاهُ: اَنَّهُ يُثَابُ فِي رُجُوْعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ.

۱۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی مانند ہے۔'' (ابوداود۔ سند جید ہے)

(القفلة) اس کے معنی ہیں ''لوٹنا'' اور اس سے مراد یہ ہے کہ غزوے سے فارغ ہو کر لوٹنا۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد جب غزوے سے فارغ ہو کر لوٹتا ہے تو اس لوٹنے پر بھی اسے ثواب ملتا ہے۔

توثيق الحديث☆ صحيح - أخرجه أبو داود (٢٤٨٧)، وأحمد (٢/ ١٧٤)، وغيرهما وهو الصحيح.

فقہ الحدیث ☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو جہاد پر جانے اور جہاد سے واپس آنے پر دو طرفہ ثواب ملتا ہے' اس لیے کہ جب وہ جہاد سے واپس آتا ہے تو وہ پھر سے اگلے معرکے کے لیے بھرپور طریقے سے تیاری کرتا ہے۔ پس اس کا جہاد کے لیے تیاری کی غرض سے لوٹنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اس لیے مجاہد کا جہاد پر جانا اور جہاد سے واپس آنا باعث اجر و ثواب ہے۔

۱۳۴۷۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ، فَتَلَقَّيْتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۳۴۷۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو لوگ آپ سے ملاقات کرنے کے لیے نکلے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ''ثنیۃ الوداع'' کے مقام پر آپ سے ملاقات کی۔ ابوداود نے اسے صحیح سند کے ساتھ ان الفاظ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے اسے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال و ملاقات کے لیے ''ثنیۃ الوداع'' تک گئے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه أبو داود (۲۷۷۹)، والرواية الثانية عند البخاري (۶/ ۱۹۱ ـ فتح).

غریب الحدیث ☆ (الثنية) ''بلند جگہ''۔ ثنیۃ الوداع مدینہ کے قریب شمال میں ایک جگہ ہے' اسے ثنیۃ الوداع اس لیے کہتے ہیں کہ اہل مدینہ مہمان یا مسافر کے ساتھ اس مقام تک آتے اور پھر اسے یہاں سے الوداع کرتے۔

فقہ الحدیث ☆ جب مجاہدین رجہاد سے واپس آئیں تو ان کا استقبال کرنا مستحب ہے' اگر کوئی عام سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ہمارے ہاں جو استقبال کرنے کا طریقہ ہے' جس پر بہت سا سرمایہ صرف چراغاں اور آتش بازی ہی پر خرچ کر دیا جاتا ہے' یہ اسراف و تبذیر ہے۔ اس قسم کے استقبال کی اسلام میں گنجائش نہیں۔

۱۳۴۸۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَغْزُ، أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا، أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۳۴۸۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نہ جہاد کیا' نہ کسی غازی کو سامان جہاد دے کر تیار کیا اور نہ کسی مجاہد کے گھر میں اچھی طرح خیر و بھلائی کے ساتھ جانشینی کی تو پھر اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اسے کسی بڑی ہلاک کن مصیبت سے دوچار کرے گا''۔ (ابوداود۔ اسناد صحیح ہیں)

توثيق الحديث ☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (۲۵۰۳)، وابن ماجه (۲۷۶۲)، والدارمي (۲/ ۲۰۹).

غریب الحدیث ☆ (قارعة) ''ہلاک کن آفت''۔

فقہ الحدیث ☆
1. ترک جہاد کی حرمت اور اس پر سخت عقوبت کا بیان۔
2. اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اعداد و استعداد واجب ہے۔
3. مجاہدین کے گھر والوں کی خصوصی دیکھ بھال اور اچھی جانشینی واجب ہے۔
4. اسلامی معاشرہ ایک وحدت ہے' اس لیے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔
5. اگر مسلمان جہاد کرنا یا مجاہدین کو جہادی سامان مہیا کرنا یا مجاہدین کے گھروں کی بھلائی کے ساتھ دیکھ بھال کرنا چھوڑ دیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے دنیا ہی میں ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دے گا کہ یہ وہن (دنیا کی چاہت اور موت سے کراہت) کا شکار

ہو جائیں گے اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر رسوا کن ہے۔

١٣٤٩ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۳۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں' اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٥٠٤)، والنسائي (٦/ ٧)، وأحمد (٣/ ١٢٤ و ١٥٣) وغيرهم بإسناد صحيح.

فقه الحديث ☆ ❶ مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے تمام مشروع وسائل و ذرائع کو استعمال کرنا ہر صاحب استطاعت پر واجب ہے۔

❷ جہاد کی تین قسمیں ہیں: مال، جان اور زبان کے ساتھ جہاد کرنا۔ مجاہدین کو جہاں مالی معاونت کی ضرورت ہو وہاں اپنا مال پیش کرنا چاہیے اور اگر حالات ایسے ہوں کہ نفیر عام ہو جائے تو پھر ہر شخص کو جہاد کے لیے نکلنا چاہیے اور جہاد بالنفس کرنا چاہیے اور تیسری صورت جہاد باللسان ہے کہ زبان کے ساتھ مجاہدین کے لیے دعائیں کی جائیں' ان کی مدح و توصیف کی جائے اور ان کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کا مؤثر جواب دیا جائے۔ پس حسب ضرورت جہاں جس چیز کی ضرورت ہو وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دیا جائے۔

❸ اسلام دشمنوں کی مالی اور افرادی قوت کے ذریعے مدد کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ان کی مدح بیان کرنا بھی حرام ہے بلکہ ہر لحاظ سے ان کی مذمت بیان کرنی چاہیے۔

١٣٥٠ ـ وَعَنْ أَبِيْ عَمْرٍو . وَيُقَالُ: أَبُوْ حَكِيْمٍ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ، وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ.

رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۳۵۰۔ حضرت ابو عمرو' بعض کے نزدیک ابوحکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (غزوات میں شریک) رہا' جب آپ دن کے ابتدائی حصے میں لڑائی کا آغاز نہ کرتے تو پھر آپ سورج ڈھلنے تک لڑائی کو مؤخر کر دیتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا' ہوائیں چلنے لگتیں اور مدد نازل ہونے لگتی۔ (ابوداود' ترمذی ۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٦٥٥)، والترمذي (١٦١٣) بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ ''ریاح'' ریح کی جمع ہے ''ہوائیں''۔

فقه الحديث ☆ ❶ لڑائی کو دن کے آخری حصے تک مؤخر کرنا جائز ہے۔

❷ سپہ سالار کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ لڑائی کا آغاز کسی مناسب وقت پر کرے جو لشکر کے لیے قوت و نشاط کا باعث ہو۔

❸ لڑائی کا آغاز کرنے کے لیے دو وقت زیادہ موزوں ہیں' صبح سویرے یا پھر سورج ڈھل جانے کے بعد۔ سورج ڈھلنے کے بعد ہوائیں چلتی ہیں اور نصرت نازل ہوتی ہے۔

١٣٥١ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۱۳۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوْهُمْ، فَاصْبِرُوْا)). متفقٌ عليهِ.

فرمایا: ''تم دشمن سے مقابلہ کرنے کی تمنا نہ کرو' بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو' لیکن جب تم ان سے مقابلہ کرو تو پھر صبر کرو (ثابت قدم رہو)''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٥٦ ـ فتح)، ومسلم (١٧٤١).

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۳) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٥٢ ـ **وَعَنْهُ** وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ)). متفقٌ عليهِ.

۱۳۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی ایک ''خدعہ'' (دھوکا' فریب اور چال وغیرہ) ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٥٨ ـ فتح)، ومسلم (١٧٣٩).

غريب الحديث☆ (خدعة) ''کفار کو دھوکا دینا''۔

فقه الحديث☆ ''خدعة'' کا معنی ہے ایسی چال چلنا کہ دشمن دھوکا کھا جائے اور مغالطے کا شکار ہو جائے۔ لڑائی میں اس طرح کی جنگی چالیں چلنا جائز ہے بلکہ اس طرح کی جنگی حکمت عملی طے کرنی چاہیے کہ دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو اور وہ مغالطے کا شکار ہو جائے اور اپنا کم سے کم نقصان ہو۔

٢٣٥ـ بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ فِيْ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَيُغَسَّلُوْنَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِيْلِ فِيْ حَرْبِ الْكُفَّارِ

۲۳۵۔ باب: اخروی اجر کے لحاظ سے شہداء کی اس جماعت کا بیان جنہیں غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی' ان شہداء کے برعکس جو کافروں کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوئے

١٣٥٣ ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ، وَالْغَرِيْقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)). متفقٌ عليهِ.

۱۳۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید پانچ قسم کے ہیں: طاعون سے مرنے والا، پیٹ کی تکلیف سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٢ ـ فتح)، ومسلم (١٩١٤).

غريب الحديث☆ (المطعون) ''طاعون سے مرنے والا''۔ (مبطون) ''پیٹ کی تکلیف یا مرض سے مرنے والا''۔ (صاحب الهدم) ''کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ شہداء کی دو قسمیں ہیں: شہدائے دنیا اور شہدائے آخرت۔

❷ شہدائے دنیا سے مراد وہ ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا' انہیں آخرت میں شہداء کا اجر دیا جائے گا لیکن دنیا میں ان پر شہداء والے احکام کا اطلاق

نہیں ہوگا۔ انہیں شہدائے معرکہ کے برعکس غسل دیا جائے گا' کفن دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی۔

◆ شہدائے آخرت سے مراد وہ ہیں جو اخلاص کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے کفار کے ساتھ لڑائی کریں' معرکے میں پیٹھ نہ پھیریں اور شہید ہو جائیں۔

◆ حدیث میں جن پانچ شہداء کا ذکر ہے ان سے مراد صرف یہی پانچ نہیں بلکہ دیگر احادیث سے ان کے علاوہ اور شہداء کا بھی ذکر ملتا ہے لیکن سب سے افضل شہید وہ ہے جو کفار کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو۔

١٣٥٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَعُدُّونَ الشُّهَدَاءَ فِيكُمْ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ. قَالَ: ((إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ!)) قَالُوا: فَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ)). رواه مسلم.

۱۳۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے میں سے کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس طرح تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کون شہید ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے، جو شخص طاعون کی وجہ سے فوت ہو جائے وہ شہید ہے، جو شخص پیٹ کی تکلیف سے فوت ہو جائے وہ شہید ہے اور جو شخص ڈوب کر مر جائے وہ شہید ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩١٥).

فقه الحديث☆ ◆ اللہ کے فضل و کرم اور اس کی وسعت رحمت کا بیان کہ اس نے اس امت پر خصوصی عنایت فرمائی کہ حدیث میں مذکور لوگوں کو مقام شہداء پر فائز فرمایا اور یہ لوگ قیامت والے دن شہداء والا اجر حاصل کریں گے' حالانکہ وہ معرکہ میں قتل نہیں ہوئے۔

◆ اللہ کی راہ میں مرنے والا بھی مقام شہداء پر فائز ہوگا۔ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو جہاد میں شریک ہو یا کوئی مجاہد جہاد میں شرکت کے لیے جا رہا ہو اور وہ کسی حادثے کا شکار ہو جائے یا طبعی موت سے وہ فوت ہو جائے تو وہ بھی شہید ہے۔

◆ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے لیے شہید کا مفہوم واضح فرمایا۔

١٣٥٥ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ)). متفق عليه.

۱۳۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٢٣ ـ فتح)، ومسلم (١٤١).

فقه الحديث☆ اگر کوئی شخص ظلم و زیادتی کے ساتھ کسی کا مال لینے کی کوشش کرے تو مالک کو چاہیے کہ اپنے مال کی حفاظت کرے اور اگر وہ حفاظت کرتے کرتے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔

١٣٥٦ ـ وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ

۱۳۵۶۔ حضرت ابو اعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ جو ان دس

عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

صحابہ میں سے ایک ہیں جنہیں جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے، جو شخص اپنے خون کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے"۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبوداود (٤٧٧٢)، والترمذي (١٤٢١)، والنسائي (٧/ ١١٥ ـ ١١٦)، وابن ماجه (٢٥٨٠) وغيرهم بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ دین' مال و جان اور عزت کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

❷ جو شخص ان میں سے کسی چیز کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

❸ اسلام نے دین، جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کی ترغیب دلائی۔

❹ "عشرہ مبشرہ" سے مراد وہ دس صحابہ کرام ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے نام لے لے کر ایک ہی نشست میں جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے ایک ہیں۔

۱۳۵۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِيْ؟ قَالَ: ((فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ)) قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِيْ؟ قَالَ: ((قَاتِلْهُ)) قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِيْ؟ قَالَ: ((فَاَنْتَ شَهِيْدٌ)) قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ؟ قَالَ: ((هُوَ فِي النَّارِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۵۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیں کہ اگر کوئی آدمی (زبردستی) میرا مال لینے کی نیت سے آئے تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "تم اسے اپنا مال مت دو"۔ اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑے تو (پھر میں کیا کروں)؟ آپ نے فرمایا: "تم بھی اس سے لڑو"۔ اس آدمی نے پھر عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟ آپ نے فرمایا: "پھر تم شہید ہو"۔ اس نے پھر عرض کیا: اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: "وہ جہنم میں جائے گا"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٤٠).

غريب الحديث☆ (أرأيت) "مجھے بتائیں"۔ (يريد أخذ مالي) "وہ زبردستی' ناجائز طور پر میرا مال لینا چاہتا ہے"۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمل سے پہلے علم ضروری ہے۔

❷ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے اگر چور اور ڈاکو سے مقابلہ ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے تو یہ جائز ہے اور وہ مقتول (ڈاکو) جہنم میں جائے گا جبکہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے اگر کوئی شخص قتل کر دیا جائے تو وہ جنتی ہے اور شہید ہے لیکن اس کے مقام میں اور شہید معرکہ کے مقام میں درجات کا فرق ہوگا اور دونوں کے احکام میں بھی فرق ہوگا۔

◆ مسلمان کا مال، اس کا خون اور اس کی عزت حرام ہے' کسی کو ان تینوں چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی دست درازی کرنے کا حق حاصل نہیں۔

۲۳۶۔ بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ

۲۳۶۔ باب: غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ. وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ. فَكُّ رَقَبَةٍ ﴾ [البلد: ۱۱۔۱۳].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا آزاد کرنا ہے''۔

شرح الآیات☆ ان آیات میں استفہامیہ انداز میں بات کی جا رہی ہے کہ کیا آپ اس راستے پر چلے ہیں جو نجات و خیر والا راستہ ہے؟ پھر اس راستے کی وضاحت فرمادی کہ وہ راستہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے غلاموں کو آزاد کرنا ہے یا پھر ان کی آزادی کے بارے میں ان کی مدد کرنا ہے۔ قرآن مجید نے اسے دشوار گزار گھاٹی سے تشبیہ دی ہے' اس لیے کہ اس گھاٹی کو عبور کرنا نہایت مشکل کام ہے اور کمال ایمان اور تقوی کے بغیر اس راہ میں مال خرچ کرنا ممکن نہیں۔ غلامی کا یہ رواج عہد رسالت میں موجود تھا جسے اسلام نے حکماً تو ختم نہیں کیا لیکن ایسی ہدایات ضرور دیں جن سے غلاموں کو زیادہ سے زیادہ آزادی ملے اور غلامی کی حوصلہ شکنی ہو۔ پس اسلام میں غلام کو آزاد کرنے اور اس کی آزادی میں معاونت کرنے کی بہت اہمیت اور فضیلت ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔

۱۳۵۸۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۳۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جس شخص نے کسی ایک مسلمان گردن (غلام، لونڈی) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس آزاد ہونے والے کے ہر عضو کے بدلے، آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرما دے گا حتیٰ کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے میں اس کی شرم گاہ کو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٤٦ ـ فتح)، ومسلم (١٥٠٩) (٢).

فقه الحديث☆ ❶ غلام آزاد کرنے کی فضیلت۔

◆ اسلام نے عربوں میں مروجہ غلامی کے طریقے کو ختم کرنے کے لیے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دلائی۔ صحابہ کرام نے اس عمل میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' بعض صحابہ کے متعلق مروی ہے کہ انھوں نے ایک دن میں آٹھ ہزار غلام آزاد کیے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ہزار غلاموں کو آزاد کرایا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے متعدد غلاموں کو ان کے مالکوں کو ان کی قیمت ادا کر کے آزاد کرایا' جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔

◆ حدیث میں غلام کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر عضو کی جہنم سے خلاصی سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ غلام کو مکمل طور پر آزاد کرایا جائے تاکہ آزاد کرانے والا بھی مکمل طور پر جہنم سے آزاد ہو جائے۔

۱۳۵۹۔ وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ: قُلْتُ: اَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ: ((اَنْفَسُهَا

۱۳۵۹۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سے اعمال افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ میں نے عرض کیا: کون سی گردن یعنی غلام (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ غلام

عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا)). متفقٌ عليهِ.

جو اپنے مالکوں کے نزدیک زیادہ نفیس اور زیادہ قیمتی ہو''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث اورفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۳۷۔ بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ

۲۳۷۔ باب: غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ، وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء : ۳٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھنے والے، مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو''۔

شرح الآية☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص عبادت کرنے کا حکم فرمایا' شرک کرنے سے منع فرمایا اور پھر مذکور تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا' غلام اور باندی کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اسی مناسبت سے اس آیت کو یہاں بیان کیا ہے کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔

۱۳٦۰ـ وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهَا، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ سَابَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَيَّرَهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ' هُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ؛ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ)). متفقٌ عليه.

۱۳٦۰۔ حضرت معرور بن سوید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا اور ان کے غلام پر بھی اسی طرح کا جوڑا تھا' پس میں نے اس بارے میں ان سے سوال کیا تو انھوں نے بتایا کہ انھوں (میں) نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی (غلام) کو برا بھلا کہا اور اسے اس کی ماں کے بارے میں عار دلائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسے آدمی ہو کہ تم میں (ابھی تک) جاہلیت (والی بات) ہے' وہ (غلام، دین یا انسانیت کے لحاظ سے) تمہارے بھائی ہیں' تمہارے خدمت گزار ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے اس میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے اس میں سے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان کے ذمے ایسا کام نہ لگاؤ جو انہیں مغلوب اور بے بس کر دے اور اگر تم ان کے ذمے کوئی ایسا کام لگا دو تو پھر ان کی مدد کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۸٤ ـ فتح)، ومسلم (۱٦٦۱).

غریب الحدیث ☆ (الحلة) ''کپڑوں کا جوڑا''۔ (فيك جاهلية) ''تم میں جاہلیت کی خصلت باقی ہے''۔ (الخول) یہ اسم جمع ہے بمعنی ''غلام، لونڈیاں''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے اور حق اخوت کا خیال رکھنا چاہیے۔

❷ غلاموں کو برا بھلا کہنے اور انہیں ان کے والدین کی نسبت عار دلانے سے منع کیا گیا ہے۔ حسب نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کو اس وجہ سے طعن وتشنیع کرنا یہ دور جاہلیت کا اخلاق و کردار ہے' جس سے اسلام نے منع کیا۔ لیکن دور جاہلیت کا اثر ابھی اسلامی معاشرے میں موجود ہے' اس کی اصلاح کے لیے خطبہ حجۃ الوداع کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے۔

❸ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہنا چاہیے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو غلام کے بارے میں نامناسب الفاظ بولتے ہوئے سنا تو آپ نے فوراً اصلاح فرمادی۔

❹ غلام پر لفظ ''أخ'' (بھائی) کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

❺ غلاموں اور نوکروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے' جیسا خود کھائیں ویسا ہی انہیں کھلائیں' جیسا خود پہنیں ویسا ہی انہیں پہنائیں اور ان کی استطاعت سے بڑھ کر ان کے ذمہ کوئی کام نہ لگائیں۔ اگر کوئی ایسا کام ذمہ لگادیں تو پھر اس میں ان کی مدد کریں۔

❻ صحابہ کرام میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع واطاعت کا جذبہ کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمان مصطفیٰ کی اتباع کرتے ہوئے جیسا جوڑا خود پہنا ویسا ہی اپنے غلام کو پہنایا۔

١٣٦١ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ؛ فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ)). رواه البخاري.

((الْأُكْلَةُ)) بِضَمِّ الْهَمْزَةِ: هِيَ اللُّقْمَةُ.

۱۳۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو پھر اسے ایک لقمہ یا دو لقمے ضرور دے اس لیے کہ اس خادم نے اس کھانے کے پکانے کی تکلیف کو برداشت کیا ہے''۔ (بخاری)

(الأكلة) ہمزہ پر پیش ''لقمہ''۔ ''أكلة'' اور ''لقمہ'' کا ایک ہی معنی ہے۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٨١ ـ فتح)۔ یہ حدیث مسلم (۱۶۶۳) میں بھی موجود ہے۔

غریب الحدیث ☆ (علاجه) ''اس کو پکایا، اس کا کام کیا''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ تواضع اور حسن خلق کی ترغیب، خادم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہیے یا پھر اسے اس میں سے کچھ حصہ دے دینا چاہیے۔

❷ اگر کسی شخص کے ذمے کوئی کام لگایا جائے تو اس پر مشقت نہیں ڈالنی چاہیے بلکہ اس کے ساتھ نرمی اور احسان کرنا چاہیے۔

❸ غلاموں اور ملازمین سے حسن سلوک کرنے سے آجر اور اجیر کے درمیان خوشگوار تعلقات پیدا ہوتے ہیں' نفرت اور بغض وعداوت ختم ہوجاتی ہے۔ پس اسلامی تعلیمات میں خیر ہی خیر ہے' کاش کہ ان پر عمل کیا جائے۔

٢٣٨ـ بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ

۲۳۸۔ باب: اس غلام کی فضیلت جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے

١٣٦٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ، وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ)). متفقٌ عليه.

۱۳۶۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لیے دوہرا ثواب ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٥/ ١٧٥ ۔ فتح)، ومسلم (١٦٦٤).

فقه الحديث☆ ❶ اس غلام کی فضیلت جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مالک کا بھی حق ادا کرتا ہے۔

❷ مالک کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کا حق خدمت ادا کرے' اس کی اطاعت کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ اس لیے کہ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔

❸ اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھے طریقے سے کرنے سے یہ مراد ہے کہ اخلاص کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کی جائے۔

❹ جس غلام میں یہ دو صفات ہوں وہ دوہرے اجر کا مستحق ہے دوہرے اجر کے مستحقین کے بارے میں امام سیوطی رحمہ اللہ کا رسالہ ''مطلع البدرين فيمن يؤتى أجره مرتين'' الشیخ سلیم ہلالی حفظہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

١٣٦٣۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ)) وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ! لَوْلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَالْحَجُّ، وَبِرُّ اُمِّيْ، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مملوک غلام کے لیے جو ''مصلح'' ہو' دوہرا اجر ہے''۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے! اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد' حج اور اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلام ہونے کی حالت میں فوت ہونے کو پسند کرتا۔ (متفق علیہ)

غريب الحديث☆ (مصلح) اس غلام کو کہتے ہیں جو اپنے رب کی عبادت بھی اچھے انداز سے کرتا ہو اور اپنے مالک کا بھی خیر خواہ ہو۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٥/ ١٧٥ ۔ فتح)، ومسلم (١٦٦٥).

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں بھی مصلح غلام کی فضیلت بیان کی گئی کہ اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

❷ غلام پر جہاد، حج اور والدہ کی خدمت کرنا واجب نہیں کیونکہ وہ اپنے آقا کے تابع اور ماتحت ہوتا ہے' اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا۔

❸ حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں: (والذى نفس أبى هريرة بيده! لولا الجهاد....) یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ ہیں' جنہیں مدرج کہتے ہیں۔

١٣٦٤۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمَمْلُوْكِ الَّذِيْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ، وَيُؤَدِّيْ اِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِيْ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِيْحَةِ، وَالطَّاعَةِ، اَجْرَانِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۶۴۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مملوک کے لیے دوگنا اجر ہے جو اپنے رب کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے جو اس کے ذمے ہے اور اس کی خیر خواہی بھی کرتا ہے اور اطاعت بھی کرتا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٥/ ١٧٧ ۔ فتح).

فقہ الحدیث کے لیے اس باب کی سابقہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٦٥۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ، وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۶۵۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگوں کے لیے دہرا اجر ہے: (۱) ایک وہ آدمی جو اہل کتاب میں سے ہے، وہ اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا۔ (۲) وہ مملوک (غلام) جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے۔ (۳) اور وہ آدمی جس کی ایک لونڈی ہو، وہ اسے ادب سکھائے اور خوب اچھی طرح اس کی تربیت کرے، اسے علم سکھائے اور پھر خوب اچھی طرح زیورِ تعلیم سے آراستہ کرے پھر اسے آزاد کردے اور اس کے ساتھ شادی کرلے تو اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٩٠ ـ فتح)، ومسلم (١٥٤).

فقه الحدیث☆ ❶ آدمی کو چاہیے کہ اپنی لونڈی و باندی کی بھی اچھی طرح تعلیم و تربیت کرے۔ پس جب لونڈی کی تعلیم و تربیت کی تاکید ہے تو اپنے اہل و عیال کی تعلیم و تربیت کی اس سے بھی زیادہ اہمیت ہے۔

❷ اہل کتاب میں سے ان لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لائے اور ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان پر بھی ایمان لائے پھر جب انہیں محمد ﷺ کی رسالت کا پتا چلا تو وہ ان پر بھی ایمان لائے پس ایسے لوگوں کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔

❸ وہ مملوک (غلام) جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

❹ جو شخص لونڈی کو آزاد کرنے کے بعد اس سے شادی کرلے تو اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔

❺ اگر کوئی شخص لونڈی کو آزاد کرنے کے بعد اس سے شادی کرے تو اسے نیا حق مہر دینا مستحب ہے اور آزادی ہی کو حق مہر قرار دینا بھی درست ہے۔

۲۳۹۔ بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ الْاِخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

۲۳۹۔ باب: ہرج یعنی فتنے اور فساد کے دور میں عبادت کرنے کی فضیلت

١٣٦٦۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۶۶۔حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنہ و فساد کے دور میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے (کے ثواب) کی طرح ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٩٤٨).

فقه الحدیث☆ مسلمان کو چاہیے کہ وہ فتنہ و فساد نیز عبادت سے غافل کرنے والے مقامات سے دور رہے۔ ایسے مقامات سے دور رہنے والے کے لیے اتنا اجر ہے جتنا نبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والے کے لیے ہے۔ اس لیے کہ ہجرت کرنے والا شخص اپنے گھر بار، جائداد اور وطن کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جاتا ہے جہاں اس کا ایمان محفوظ رہ سکے اور اس کے ایمان میں ترقی ہو اس بڑے عمل پر اس کے

لیے اجر بھی بڑا ہے' اسی طرح فتنہ وفساد اور برائی و بے حیائی کے دور میں ان سب چیزوں سے بچ کر اور علیحدہ ہو کر عبادت کرنا بھی بہت بڑا عمل ہے' اس لیے اس شخص کو بھی اتنا ہی اجر وثواب ملتا ہے جتنا نبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والے کو ملتا ہے۔

۲۴۰۔ بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي وَإِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ، وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ، وَفَضْلِ إِنْظَارِ الْمُوسِرِ الْمُعْسِرَ، وَالْوَضْعِ عَنْهُ

۲۴۰۔ باب: خرید وفروخت اور لین دین میں نرمی کرنے، ادائیگی اور تقاضا کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور جھکتا ہوا ناپنے تولنے کی فضیلت اور کم ناپنے تولنے کی ممانعت اور مالدار کے تنگ دست کو مہلت دینے اور اسے قرض معاف کر دینے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ٢١٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾ [هود: ٨٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ١-٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جو بھی بھلائی کرو گے یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جاننے والا ہے''۔

اور فرمایا: ''اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو''۔

اور فرمایا: ''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے' جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں مگر جب ناپ یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے؟ جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔

شرح الآیات ☆ پہلی آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ تم نیکی کا جو کام بھی کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہے' وہ تمہیں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

دوسری آیت میں شعیب علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے' اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ جب تم لوگوں کو چیزیں دو تو ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو بلکہ پورا پورا دیا کرو۔

سورۂ مطففین میں امت مسلمہ کے لیے عموماً اور اہل مدینہ کے خصوصاً لین دین کے معاملات میں راہنمائی کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں یہود سے متاثر ہو کر ناپ تول میں کمی کرنے کا عام رواج تھا' ان کی اس اخلاقی برائی کو ختم کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔ ''تطفیف'' کا مطلب ہے ناپ تول میں کمی کرنا' وہ اس طرح کہ لیتے وقت زیادہ لینا اور دیتے وقت کم دینا اور اس طرز عمل کا انجام ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کی قوم کو اسی برائی کی وجہ سے ہلاک کر دیا' پھر فرمایا کہ جو لوگ اس برائی میں مبتلا ہیں کیا انہیں یقین نہیں کہ انھیں ایک بڑے دن میں اٹھایا جانا ہے اور رب العالمین کے حضور کھڑے ہونا ہے اور وہاں پورا پورا حساب ہونا ہے۔

١٣٦٧ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) ثُمَّ قَالَ: ((أَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، قَالَ: ((أَعْطُوْهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

١٣٦٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے تقاضا کرنے لگا اور اس نے بڑا سخت رویہ اختیار کیا تو آپ کے صحابہ نے اس (شخص کو اس سختی کا مزہ چکھانے) کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو' اس لیے کہ صاحب حق کو کہنے کا حق ہے''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اسے اس کے اونٹ کے ہم عمر ایک اونٹ دو''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اونٹ پاتے ہیں''۔ آپ نے فرمایا: ''اسے وہی دے دو' اس لیے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے ادائیگی میں سب سے اچھا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ٤٨٢ - فتح)، ومسلم (١٦٠١).

غريب الحديث ☆ **(يتقاضاه)** وہ آپ سے اپنے مال کی ادائیگی کا تقاضا کر رہا تھا۔ **(فهم به أصحابه)** آپ کے صحابہ نے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مزہ چکھانے کا ارادہ کیا۔ **(أمثل من سنه)** اس جانور کی عمر سے زیادہ بہتر (جوانی کی) عمر والا جانور۔

فقه الحديث ☆ ❶ مدت پوری ہونے پر قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

❷ نبی ﷺ کے حسن اخلاق' آپ کے عظیم حلم اور تواضع و انصاف کا بیان۔

❸ قرض خواہ کو بات کرنے کا حق ہے لیکن مقروض کو تحمل و برداشت اور اخلاق و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور اگر قرض خواہ کوئی سخت لفظ بول جاتا ہے تو اسے حق ہے۔

❹ اونٹ اور دیگر جانور بطور قرض لیے جا سکتے ہیں۔

❺ ضرورت کے تحت امام بیت المال کے لیے قرض لے سکتا ہے اور پھر صدقات سے اس کی ادائیگی کرے گا۔

❻ اگر مقروض قرض کی ادائیگی کے وقت قرض سے بہتر اور زیادہ چیز دے دے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ قرض خواہ کی طرف سے مطالبہ نہ ہو ورنہ یہ سود ہوگا' جس کا لینا اور دینا جائز نہیں۔

❼ قرض خواہ زید بن شعب کنانی تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

١٣٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

١٣٦٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٠٦ - فتح).

غريب الحديث ☆ **(سمحا)** ''نرمی، سہولت''۔ **(اقتضى)** ''اپنے حق کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے''۔

فقہ الحدیث☆ ◆ معاملات میں نرمی کرنے کی ترغیب اور سخت و درشت رویے سے ممانعت۔

◆ لوگوں سے اپنے حق کی ادائیگی کے وقت تنگی نہ کرنے اور ان سے عفو و درگزر کرنے کی ترغیب۔

◆ چیز بیچتے، خریدتے اور اپنے حق کا تقاضا کرتے وقت نرمی کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بنتا ہے۔

۱۳۶۹۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۳۶۹۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت کی ہولنا کیوں سے نجات دے تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف ہی کر دے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۵۶۳)۔

غریب الحدیث☆ (من سرہ) ''جسے یہ پسند ہو''۔ (کرب) ''قیامت والے دن کی ہولنا کیاں''۔ (فلینفس عن معسر) ''پس اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے''۔ (او یضع عنہ) ''یا اس کا قرض اسے معاف کر دے''۔

فقہ الحدیث☆ ◆ قرض حسنہ کی فضیلت۔

◆ تنگ دست کو اس کی آسانی تک مہلت دینا مستحب ہے۔

◆ مقروض تنگ دست ہو تو اسے قرض معاف کر دینا افضل عمل ہے۔

◆ کسی کام کی جزا اسی کام کی جنس سے ہوتی ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت کی تکلیفوں سے نجات دے گا۔

۱۳۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے ملازم سے کہا کرتا تھا کہ جب تم کسی تنگ دست کے پاس (وصولی کے لیے) جاؤ تو اسے معاف کر دینا، شاید کہ اللہ ہمیں بھی معاف فرما دے پس جب وہ (فوت ہونے کے بعد) اللہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۴/ ۳۰۸۔۳۰۹ ۔ فتح)، ومسلم (۱۵۶۲)۔

فقہ الحدیث☆ ◆ جب کوئی نیکی خالص اللہ کی رضا کے لیے کی جائے، خواہ وہ بظاہر چھوٹی ہی کیوں نہ ہو تو وہ بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

◆ جو شخص کسی کو نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے تو وہ بھی اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے خواہ اس نے وہ عمل خود نہ کیا ہو۔

◆ تجاوز کا معنی ہے کہ اس سے بطریق احسن مطالبہ کیا جائے، مزید مہلت دی جائے یا اس کا قرض معاف کر دیا جائے، تینوں صورتیں ہی اچھی ہیں لیکن قرض معاف کر دینا افضل ہے۔

◆ یہ واقعہ کسی سابقہ امت کے کسی آدمی کا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند کیا۔

۱۳۷۱۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۳۷۱۔ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُوْسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ، اِلَّا اَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوْسِرًا، وَكَانَ يَاْمُرُ غِلْمَانَهُ اَنْ يَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ. قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ)). رواهُ مسلمٌ.

نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کا حساب کیا گیا تو اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی نیکی نہیں تھی کہ وہ لوگوں سے لین دین کا معاملہ کرتا تھا' وہ مالدار شخص تھا اور اپنے غلاموں سے کہتا تھا کہ تنگ دست سے درگزر کیا کرو۔ (پس جب وہ فوت ہوگیا) تو اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حقدار ہیں' پس تم بھی اس سے درگزر کرو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٥٦١).

غريب الحديث☆ (يخالط الناس) وہ لوگوں سے میل جول یعنی لین دین کرتا تھا اور انہیں قرض دیتا تھا۔

فقه الحديث☆ حدیث سابق ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٧٢ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((اُتِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهٖ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا . قَالَ: يَا رَبِّ! آتَيْتَنِيْ مَالَكَ، فَكُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ، فَكُنْتُ اَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ. فَقَالَ تَعَالٰى: اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ)). فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رواهُ مسلمٌ.

۱۳۷۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ جسے اللہ نے مال عطا کیا تھا' اللہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اللہ نے اس سے پوچھا: تم نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (اپنی طرف سے قرآن کی) یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے''۔ وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے مال عطا کیا تھا' میں لوگوں سے خرید وفروخت کیا کرتا تھا اور درگزر کرنا میری عادت تھی' پس میں مالدار اور خوش حال شخص پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔ پس اللہ نے فرمایا: میں درگزر کا تو تجھ سے زیادہ حق دار ہوں' (فرشتو!) میرے بندے سے درگزر کرو''۔ حضرت عقبہ بن عامر اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اسی طرح سنا ہے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٥٦٠) (٢٩).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٧٣ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا، اَوْ وَضَعَ لَهُ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ

۱۳۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کو قرض معاف کر دیا تو اللہ ایسے شخص کو قیامت والے دن اپنے عرش کے سائے تلے

عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ)). رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

جگہ نصیب فرمائے گا' جس روز اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا''۔ (ترمذی حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذی (۱۳۰۶) وهو صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ قرض حسنہ دینا اور معاملات نرمی سے طے کرنا مستحب ہے۔

❷ تنگ دست کو مہلت دینا' یا اس کے قرض میں تخفیف کرنا یا اسے بالکل معاف کر دینا ایسا عمل ہے کہ قیامت والے دن جب سورج بالکل قریب ہوگا' لوگ اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور شدت حرارت سے نڈھال ہوں گے' کسی طرف کوئی سایہ نہیں ہوگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کچھ خوش نصیبوں کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ نصیب فرمائے گا' تو ان میں یہ شخص بھی شامل ہوگا جو لوگوں کو قرض دیتا تھا اور پھر تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا تھا اور اگر کوئی تنگ دست ہوتا تو یہ اسے معاف بھی کر دیتا تھا۔ اس لیے قرض دینا اور پھر غریب لوگوں کو قرض معاف کر دینا بہت بڑا عمل ہے۔

۱۳۷٤ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَىٰ مِنْهُ بَعِيرًا فَوَزَنَ لَهُ، فَأَرْجَحَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو آپ نے اس کی قیمت جھکتی ہوئی تول کر دی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۴/ ۳۲۰ ـ فتح)، ومسلم (۳/۱۲۲۳) رقم حدیث، الباب (۱۱۵).

فقه الحديث☆ ❶ عہد رسالت میں خرید و فروخت درہم و دینار میں ہوتی تھی۔ درہم چاندی کا اور دینار سونے کا تھا۔ کسی چیز کی قیمت جب سونے یا چاندی میں طے ہوتی تھی تو پھر اتنا سونا یا چاندی تول کر دیا جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا تو اس کی قیمت ادا کرتے وقت سونا یا چاندی جھکتا ہوا تول کر دیا۔

❷ طے شدہ قیمت سے زیادہ دینا جائز ہے۔

۱۳۷٥ ـ وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَجَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ، وَعِنْدِي وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْوَزَّانِ: ((زِنْ وَ أَرْجِحْ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۳۷۵۔ حضرت ابوصفوان سوید بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اور مخرمہ عبدی ہجر سے کچھ کپڑا (فروخت کے لیے) لے کر آئے تو نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک شلوار کا بھاؤ کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ پس نبی ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا: ''وزن کر اور جھکتا ہوا وزن کر''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبوداود (۳۳۳٦)، والترمذی (۱۳۰۵)، والنسائی (۷/۲۸٤)، وابن ماجه (۲۲۲۰) وهو صحيح.

غريب الحديث☆ (بزًّا) ''کپڑا''۔

فقه الحديث☆ ❶ خرید و فروخت کے وقت کسی چیز کی قیمت طے کرنا جائز ہے۔

❷ کسی کو اجرت پر رکھنا جائز ہے۔

❸ وزن کرتے وقت جھکتا ہوا وزن کرنا مستحب ہے۔

❹ خریدنے والا بیچنے والے سے کہہ سکتا ہے کہ وہ وزن جھکتا ہوا کرے۔

كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

علم کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی آیات، رسول اللہ ﷺ احادیث یا پھر اجماع امت پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ان کا وظیفہ (حکام) یہ بیان فرمایا: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ''آپ امت کو کتاب وحکمت (حدیث، سنت) کی تعلیم دیتے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ معلم بنا کر مبعوث کیے گئے، آپ نے لوگوں کو جو علم پڑھایا وہ علم کتاب وحکمت پر مشتمل تھا۔

حدیث اور سنت کو بھی علم قرار دیا گیا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! قیامت والے دن آپ کی شفاعت کے زیادہ حقدار کون سعادت مند ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! مجھے معلوم تھا کہ اس حدیث کے بارے میں تم سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا، جو میں نے حدیث کے بارے میں تمہاری رغبت دیکھی ہے، قیامت والے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ سعادت مند ہوگا جس نے خلوص نیت سے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کیا''۔ ابن عبدالبر نے ''**جامع بیان العلم و فضله**'' میں ایک اور سند سے روایت بیان کی ہے، جہاں یہ الفاظ ہیں ((**لما رأيت من حرصك على العلم**)) ''میں نے جو علم کے بارے میں تمہاری رغبت دیکھی'' یعنی حدیث کو علم قرار دیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حدیث کے لکھنے کے بارے میں آپ نے فرمایا: ((**قيد العلم**)) ''علم (یعنی حدیث) کو قید (یعنی تحریر) کرو۔'' تو آپ نے حدیث کو علم قرار دیا۔ اور زاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جو چیز اصحاب محمد ﷺ سے مروی ہے وہ علم ہے اور جو ان سے مروی نہیں وہ علم نہیں''۔

۲۴۱۔ بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴾ [طه : ١١٤] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [الزمر : ٩] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ﴾ [المجادلة : ١١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾ [فاطر : ٢٨].

۲۴۱۔ باب: علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کہہ دیجیے (اے پیغمبر!) کہو اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما''۔

نیز فرمایا: ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟''

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا، درجات میں بلند فرماتا ہے''۔

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں''۔

شرح الآیات☆ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے علم میں اضافے کے لیے یہ دعا کرتے رہیں

کہ ''اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما''۔ اس سے علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو صرف علم میں اضافے کے لیے دعا کرنے کا حکم فرمایا' کسی اور چیز میں اضافے کے لیے دعا کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ علم کا منبع اور سرچشمہ اللہ کی ذات ہے' انبیاء ﷺ بھی اسی سے علم سیکھتے رہے اور اس کے لیے دعائیں کرتے رہے۔

دوسری آیت میں استفہام انکاری ہے جو نفی کے معنی میں ہے یعنی جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ یعنی اہل علم کی علم کی وجہ سے خصوصی فضیلت اور شان ہے۔ تیسری آیت میں اہل علم اور اہل ایمان کے بارے میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو درجات میں بلند فرماتا ہے۔

چوتھی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اہل علم اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ پس خشیت الٰہی علماء کی پہچان ہے۔ علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جس قدر معرفت حاصل ہوگی اسی قدر اس کی عظمت وجلالت کی اہمیت واضح ہوگی اور پھر انسان اسی قدر اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور خوف وخشیت سے مراد یہ ہے کہ وہ خوف ورجا کے ساتھ کتاب وسنت کی اتباع کرتا ہے اور کسی اور کی طرف التفات بھی نہیں کرتا۔

١٣٧٦ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)). متفقٌ عليه.

۱۳۷۶۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۱٦٤ ـ فتح)، ومسلم (۱۰۳۷) (۱۰۰).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص دین میں نہ سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اور نہ قواعد اسلام سیکھنے کی کوشش کرتا ہے تو ایسا شخص خیر وبھلائی سے محروم ہے۔

❷ دین کی سمجھ بوجھ سے مراد قرآن وحدیث کا فہم، دین کے احکام ومسائل کا علم اور حلال وحرام کی تمیز ہے۔

❸ علماء کو باقی لوگوں پر فضیلت حاصل ہے اور ''تفقه في الدين'' (دین کی سمجھ بوجھ) کو باقی علوم پر فضیلت حاصل ہے۔

❹ علم صرف اکتساب سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اکتساب تو وسیلہ ہے پھر بندے کو چاہیے کہ وہ سلامت فہم اور حسن قصد کے لیے اللہ سے مدد طلب کرے۔ کیونکہ کج فہمی اور باطل تاویل دین کی روح سمجھنے کے معاملہ میں نقصان دہ ہے۔ پس ''تفقه في الدين'' کے لیے منہج سلف کی پیروی ضروری ہے۔

١٣٧٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا، وَيُعَلِّمُهَا)). متفقٌ عليه.

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ، وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى مِثْلَهُ.

۱۳۷۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو آدمی قابل رشک ہیں: ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا فرمایا اور اسے راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے حکمت عطا فرمائی' پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے اور اسے دوسروں کو بھی سکھاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

حسد سے مراد ''رشک'' ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس جیسی چیز کی تمنا کرے (کہ یہ چیز مجھے بھی مل جائے' جب کہ حسد میں یہ ہوتا ہے کہ آدمی تمنا کرتا ہے کہ فلاں سے فلاں نعمت چھن جائے۔)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۴۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۷۸۔ وَعَنْ اَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا؛ فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ، وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ؛ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَاَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ، لَا تُمْسِكُ مَاءً، وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ)). مُتفقٌ عليهِ.

۱۳۷۸۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' اس کی مثال بارش کی مانند ہے جو کسی زمین پر برسی پس اس میں ایک اچھا قطعہ تھا' اس نے اپنے اندر پانی کو جذب کیا اور گھاس اور دیگر جڑی بوٹیاں اگائیں اور اس میں ایک ٹکڑا خشک بنجر تھا' اس نے پانی (کو جذب نہیں کیا بلکہ اس) کو روک لیا' پس اللہ نے اس کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچایا' انھوں نے خود بھی اس میں سے پیا' جانوروں کو پلایا اور کھیتی کو سیراب کیا۔ اور وہ بارش ایک ایسے ٹکڑے پر بھی برسی جو بالکل چٹیل و ہموار تھا' اس نے پانی روکا نہ گھاس وغیرہ اگائی۔ پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی اور اسے اس چیز نے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا' پس اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو بھی قبول نہ کیا جس کے ساتھ مجھے (رسول بنا کر) بھیجا گیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۷۹۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ)). متفقٌ عليهِ.

۱۳۷۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر اللہ تیری وجہ سے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت سے سرفراز فرمادے تو وہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۷۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۸۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)). رواهُ البخاريُّ.

۱۳۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے (جو سنو اسے آگے) پہنچا دو' اگرچہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل سے بیان کرو' اس میں کوئی حرج نہیں اور جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٩٦ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (الآية) آیت سے مراد قرآنی آیت یا کوئی حدیث رسول ہے۔ (ولا حرج) ''کوئی حرج' گناہ نہیں' تم پر کوئی تنگی یا سختی

نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ کتاب وسنت کی تبلیغ واجب ہے' اگر ہر آدمی جو علم حاصل کرے اسے آگے کسی دوسرے تک پہنچا دے' خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو' تو اس طرح کرتے کرتے آپ ﷺ کا تمام علم دوسروں تک منتقل ہوتا چلا جائے گا۔

❷ بنی اسرائیل سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں' اس لیے کہ ان میں بھی بہت عجیب وغریب چیزیں اور واقعات ہیں لیکن ہم ان کی تصدیق کریں گے نہ تکذیب۔ ہاں اگر ہماری شریعت ان کے کسی واقعے یا مسئلے میں تصدیق کر دے تو پھر ہم بھی اس کی تصدیق کریں گے۔

❸ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا حرام ہے' اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر عمداً جھوٹ بولتا ہے تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہیے۔ اس لیے کہ جو بات آپ کی طرف منسوب ہو جائے وہ تو دین کا حصہ بن جاتی ہے اور دین اللہ کی طرف سے نازل کردہ تعلیمات کا نام ہے۔ اب جو شخص رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتا ہے وہ دراصل اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے' پس ایسے شخص کی سزا جہنم مقرر کی گئی ہے۔

❹ روایت حدیث کا علم بڑی احتیاط کا تقاضا کرتا ہے' اس لیے احکام ہوں یا مواعظ یا ترغیب وترہیب' ان سب کے بیان کرنے کے لیے صحیح حدیث بیان کرنی چاہیے۔ بعض لوگ ترغیب وترہیب اور فضائل کے لیے ضعیف اور موضوع روایات بیان کرتے ہیں اور بعض اپنے فقہی مذہب کی حمایت اور اس کے پرچار میں صحیح احادیث کو ضعیف اور ضعیف احادیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک فکر اور سوچ ہے' اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ اللہ نے ایسے لوگوں کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے غلط مسئلے بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اللہ پر جھوٹ بنائے؟'' (الانعام: ۱۴۴)

بعض علماء اور مشائخ لوگوں کا مال بھی کھاتے ہیں اور انہیں غلط مسئلے بتا کر اللہ کی سیدھی راہ سے بھی روکتے ہیں۔ ''أعاذنا الله من هؤلاء الأحبار والرهبان''۔

۱۳۸۱۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۳۸۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس شخص کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۴۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۸۲۔ وَعَنْهُ اَيْضًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)). رواهُ مسلمٌ.

۱۳۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس ہدایت کی اتباع کرنے والوں کو ملے گا اور یہ (داعی حق کا ثواب) ان (پیروی کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۷۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۸۳۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ

۱۳۸۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ابن آدم (انسان) فوت ہو جاتا ہے تو تین (اعمال)

ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ)). رواه مسلم.

کے سوا اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: (۱) صدقہ جاریہ (۲) یا وہ علم جس سے فائدہ حاصل کیا جائے (۳) یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے خیر کرتی رہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٦٣١).

فقه الحديث☆ ❶ اعمال صالحہ کے ذریعے موت کی تیاری کرنے کی ترغیب۔

❷ "انسان کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ان کا ثواب ملنا بند ہو جاتا ہے۔

❸ نیک اعمال جن کا اثر انسان کی وفات کے بعد بھی باقی رہتا ہے' ان کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے۔

❹ صدقہ جاریہ والے اعمال کرنے کی ترغیب جیسے مساجد و مدارس کی تعمیر، کنویں کھدوانا، درخت لگوانا اور ہسپتال وغیرہ تعمیر کرانا۔

❺ علم سکھانا، نافع کتب تصنیف کرنا مستحب ہے' جب تک لوگ اس علمی کام سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔

❻ اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی ترغیب تاکہ وہ نیک اور صالح انسان بنیں۔

❼ قرآن کی ایک آیت ہے: ﴿لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش و سعی کرتا ہے"۔ یہ آیت اس حدیث کے مخالف نہیں کیونکہ حدیث میں جن تین اعمال کا ذکر ہے ان میں میت کی سعی و کوشش شامل ہے یعنی صدقہ جاریہ اس نے خود کیا' علم اس نے خود پڑھایا اور نیک اولاد کی اس نے خود تربیت کی۔ اس لیے ان چیزوں کا ثواب خود بخود پہنچتا ہے' نظام انتقال کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح ایصال ثواب کے لیے دوسروں سے قرآن خوانی کرانا بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں۔

١٣٨٤ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالَى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

قَوْلُهُ: ((وَمَا وَالَاهُ)) أي: طاعة الله.

۱۳۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ (سازوسامان) ہے وہ بھی ملعون ہے' سوائے اللہ کے ذکر کے اور جو اس کے متعلق ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے) اور عالم اور (دین کے) طالب علم کے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(وما والاہ) اللہ تعالیٰ کی اطاعت (یعنی ایسے امور بجا لانا جن میں اللہ کی اطاعت اور قرب کا پہلو ہو)۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۷۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٨٥ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ، فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتَّى يَرْجِعَ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۱۳۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص طلب علم کے لیے نکلے تو وہ واپس لوٹنے تک اللہ کی راہ میں شمار ہوتا ہے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه الترمذي (٢٦٤٧) بإسناد ضعيف.

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ابو جعفر رازی "سيء الحفظ" ہے۔ پس ضعیف حدیث قابل حجت اور قابل استدلال نہیں۔

١٣٨٦ـ وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَنْ يَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ)). رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۳۸۶۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مومن خیر و بھلائی کے حصول میں ہرگز سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اپنے آخری انجام جنت میں پہنچ جاتا ہے''۔(ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه الترمذى (٢٦٨٦) بإسناد ضعيف.

فقه الحديث☆ ❶ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ دراج کی ابوالہیثم سے روایت ضعیف ہوتی ہے' لیکن ایک صحیح حدیث میں ہے: ''دو قسم کے حریص اور مشتاق سیر نہیں ہوتے' ایک علم کا مشتاق اور دوسرا دنیا کا مشتاق' یہ دونوں سیر نہیں ہوتے''۔

❷ طالب علم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا' اس لیے کہ اس کا سیر نہ ہونا لوازم ایمان اور مومنین کے اوصاف میں سے ہے۔ اسی لیے جب ائمہ سلف میں سے کسی سے پوچھا جاتا کہ علم کہاں تک حاصل کرنا چاہیے تو وہ جواب دیتے: ''المحبرة الى المقبرة'' (قلم و دوات یعنی علم کا سیکھنا قبر تک ہے''۔

❸ طالب علم اللہ تعالیٰ سے علم میں اضافے کے لیے دعا کرتا رہتا ہے کہ ''رب زدنی علمًا'' (میرے رب! مجھے علم میں اضافہ عطا فرمایا)۔

❹ علم و ایمان سے حاصل ہونے والی لذت میں ہمیشہ جدت کا عمل جاری رہتا ہے۔

❺ مومن نیکی کے کاموں میں بڑا حریص ہوتا ہے، وہ نیکی کے کاموں سے اکتاتا نہیں حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

❻ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ علم حاصل کرنا بھی ایک کار خیر اور نیکی ہے۔

١٣٨٧ـ وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى اَدْنَاكُمْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ)). رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۳۸۷۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر ہے''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بے شک اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کے رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنی بل میں اور مچھلی پانی میں' یہ سب لوگوں کو خیر و بھلائی سکھانے والوں کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں''۔(ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره۔أخرجه الترمذى (٢٦٨٥).

اس حدیث کی سند حسن ہے کیونکہ ولید بن جمیل کی حدیث حسن ہونے کے زیادہ لائق ہے' پھر سنن دارمی (۱/ ۹۷'۹۸) میں اس کا ایک مرسل شاہد بھی ہے۔ اور یہ حدیث بالجملہ حسن لغیرہ ہے۔(واللہ اعلم!)

فقه الحديث☆ ❶ لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دینے کی ترغیب' اس لیے کہ یہ ان کی نجات و سعادت اور تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے' جو شخص اس فریضے کو ادا کرتا ہے تو اللہ اس کو جزا بھی بہتر عطا فرماتا ہے کہ آسمان و زمین کی مخلوقات' یعنی فرشتے، چیونٹیاں اور مچھلیاں وغیرہ دعا کرتی ہیں کہ یا اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

❷ لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دینے والا اپنے رب کے دین اور اس کے احکام کو غالب کرتا ہے اور لوگوں کو اللہ کے اسماء و صفات سے متعارف [illegible] ہے تو اس کی جزا کے طور پر اللہ اس شخص کا ذکر فرشتوں میں فرماتا ہے اور یہ بندے کے لیے بڑا اعزاز ہے۔

- ❸ علماء انبیاء ﷺ کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ ان کے مشن کو آگے بڑھاتے ہیں' اس لیے انہیں عام لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے جس طرح انبیاء ﷺ کو تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔
- ❹ عالم کو عابد پر اس لیے فضیلت ہے کہ عالم لوگوں کو خیر و بھلائی کی دعوت دیتا ہے جبکہ عابد اپنی ذات تک محدود رہتا ہے۔

١٣٨٨ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ. فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۳۸۸۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص حصول علم کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب علم کے اس (طلب علم کے) فعل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر رکھ (بچھا) دیتے ہیں اور آسمان و زمین کی ہر چیز حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں عالم کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چاند کی فضیلت باقی تمام ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء ﷺ کے وارث ہیں بے شک انبیاء ﷺ دینار اور درہم کے وارث نہیں بناتے' وہ تو صرف علم کے وارث بناتے ہیں۔ پس جس نے اسے حاصل کر لیا تو اس نے ایک بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا''۔ (ابوداود، ترمذی)

توثيق الحديث☆ حسن۔ أخرجه أبوداود (٣٦٤١)، والترمذى (٣٦٨٢)، وابن ماجه (٢٢٣)، وأحمد (٥/١٩٦)، والدارمى (١/٩٨)، والبغوى فى ((شرح السنة)) (١/٢٧٥ـ٢٧٦)، وابن حبان (٨٨ـ مع الاحسان)، وابن عبد البر فى ((جامع بيان العلم)) (١/٣٦ـ٣٧)، والطحاوى فى ((مشكل الآثار)) (١/٤٢٩).

اس حدیث کا دار و مدار داود بن جمیل اور کثیر بن قیس پر ہے اور وہ دونوں ضعیف ہیں' لیکن اس حدیث کے بعض اطراف بخاری (۱/ ۱۵۹، ۱۶۰۔ فتح) میں بھی موجود ہیں اور اس کے کئی شواہد بھی ہیں جن میں سے ایک ابوداود (۲۶۴۲) میں ہے جس کی سند شواہد میں حسن ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ علم حاصل کرنے کے لیے نکلنا حصول جنت کا ذریعہ ہے' اس راستے پر چلنے سے اللہ جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اس لیے کہ حصول علم سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور طالب علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

- ❷ علم حاصل کرنا اس قدر باعث فضیلت ہے کہ طالب علم کے اس فعل سے خوش ہو کر فرشتے اپنے پر رکھ دیتے ہیں یا بچھا دیتے ہیں۔ اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ وہ شفقت و محبت سے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ بیٹھ جاتے ہیں جیسے وہ علم و ذکر کی دوسری محفلوں کو گھیر لیتے ہیں۔
- ❸ عالم دوسروں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دیتا ہے تاکہ وہ لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہو سکیں اور کتاب و سنت کے علم کے مطابق عمل کر سکیں۔ اس کی اس کوشش کی جزا کے طور پر آسمان و زمین کی مخلوقات فرشتے اور دیگر چیزیں اس عالم کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ چیونٹیاں اور مچھلیاں عالم کے لیے کیوں دعا کرتی ہیں؟ اس لیے کہ عالم لوگوں کو ان حیوانات کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے' اس لیے وہ بھی اس کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔
- ❹ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو ستاروں پر۔ یہ تشبیہ اس لیے ہے کہ عالم دوسروں کو علم کی روشنی پہنچاتا ہے اور وہ اس روشنی کو

اپنے تک محدود نہیں رکھتا' جس طرح چاند پورے آفاق کو روشن کرتا ہے' جبکہ ستارے اپنی ذات تک محدود رہتے ہیں. ایسے ہی عابد بھی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے۔

◆ علماء کے لیے سب سے بڑے اعزاز کی بات یہ ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں' لہٰذا ان کے جانشین بھی افضل ہوئے۔ نیز وراثت کی تقسیم کے بارے میں اصول ہے کہ سب سے پہلے قریبی شخص کو حصہ ملے گا' چونکہ انبیاء علیہم السلام کی میراث علم ہے پس علم کے حقیقی اور قریبی وارث علماء ہی ہوتے ہیں۔

◆ انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کے وارث نہیں بناتے' اس لیے علماء کو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے ورثے میں کیا چھوڑ رہے ہیں' علم یا دنیا؟

◆ جس نے علم حاصل کرلیا اس نے شرف وفضل کا ایک بہت بڑا حصہ حاصل کرلیا اور اس کا ثواب اس کے فوت ہونے کے بعد بھی منقطع نہیں ہوتا۔ اس سے اہل علم کے مرتبہ ومقام اور عزت وشرف میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

١٣٨٩ ۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا، فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ)). رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۳۸۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر اسے دوسروں تک اسی طرح پہنچایا جس طرح اسے سنا تھا' اس لیے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں بات پہنچائی جائے تو وہ اس سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه الترمذی (۲٦٥٧و۲٦٥٨)، وابن ماجه (۲۳۲)، وأحمد (۱/٤۳۷)، والحميدی (۸۸) والبغو

غريب الحديث☆ (نضر الله امرءا) ''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے'' یہ اس شخص کے لیے دعا ہے جو حدیث سنتا ہے اور پھر اسے دوسروں تک من وعن ویسے ہی پہنچا دیتا جس طرح اس نے سنا تھا۔

فقه الحديث☆ ❶ تبلیغ علم اور لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے کی ترغیب۔

❷ علم کی بغیر کسی کمی بیشی کے حفاظت کرنی چاہیے۔

❸ قوت حافظہ اور استعداد فہم میں فرق ہے' ممکن ہے کہ جس شخص کو قرآن وسنت کی کوئی بات پہنچائی جائے وہ اس سننے والے سے زیادہ حافظے والا اور زیادہ فقاہت وبصیرت والا ہو۔

❹ علم حدیث کی حفاظت اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے' اس لیے یہ شخص دنیا وآخرت میں کامیاب ہوگا۔

١٣٩٠ ۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۳۹۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص سے علم کے بارے میں کچھ پوچھا جائے اور وہ اسے چھپائے تو قیامت والے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح أخرجه أبو داود (۳٦٥۸)، والترمذی (۲٦٤۹)، وابن ماجه (۲٦۱)، وأحمد (۲/۲٦۳۔۳۰۵۔۳٤٤۔۳٥۳۔٤۹٥)۔ وغيرهم بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆❶ جو شخص علم ہونے کے باوجود لوگوں کے پوچھنے پر انہیں صحیح بات نہ بتائے اور قرآن وسنت کے موافق مسئلے کو

چھپائے تو قیامت والے دن ایسے شخص کو آگ کی لگام دی جائے گی۔ ان لوگوں کو اس وعید سے ڈرنا چاہیے جو فقہی جمود اور حزبی تعصب کی وجہ سے جرم عظیم کے یعنی علم چھپانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

◆ جو شخص علم سیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس علم کو لوگوں میں عام کر کے اس کی زکوۃ نکالے۔

۱۳۹۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). يَعْنِيْ: رِيْحَهَا. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۳۹۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے وہ علم جس سے اللہ کی رضامندی طلب کی جاتی ہے اس لیے حاصل کیا تا کہ اس کے ذریعے سے دنیا کی چیزیں حاصل کرے تو ایسا شخص قیامت والے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا''۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح۔ أخرجه أبو داود (٣٦٦٤)، وابن ماجه (٢٥٢)، وأحمد (٢/٣٣٨) وغيرهم.

اس کی سند میں فلیح بن سلمان راوی پر تھوڑا سا کلام ہے لیکن اس کی متابعت ابوسلیمان الخزاعی نے کی ہے، جسے ابن عبدالبر نے ''جامع بیان العلم وفضلہ (۱/۱۹۰)'' میں نقل کیا ہے اور اس متابعت کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔ واللہ اعلم!

غريب الحديث ☆ (عرضًا) ''چیز، ساز وسامان''۔ (عرف) ''خوشبو''۔

فقه الحديث ☆ ❶ دین کا علم اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اخلاص کے ساتھ حاصل کیا جائے۔

◆ جو شخص حصول دنیا کے لیے دین کا علم حاصل کرے گا وہ روز قیامت جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا یعنی اس کا انجام جہنم ہوگا۔ (اعاذنا الله منه)

۱۳۹۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا، فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا)). متفقٌ عليه.

۱۳۹۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں (کے سینوں) سے کھینچ لے بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو پھر لوگ جہلاء کو سردار بنالیں گے، جب ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا تو وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١١/ ١٩٤ ۔ فتح)، ومسلم (٢٦٧٣).

غريب الحديث ☆ (قبض العلماء) ''علماء کی وفات''۔

فقه الحديث ☆ ❶ قرب قیامت علماء ختم ہو جائیں گے، جو امت کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت ہوگی۔

❷ علم کی حفاظت کرنی چاہیے اور جہلاء کو سردار، امام اور پیشوا بنانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

❸ فتویٰ کی بہت زیادہ اہمیت ہے، علم کے بغیر فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔

❹ جب علماء ختم ہو جائیں گے تو لوگ ایسے لوگوں کو امام اور خطیب ومفتی بنائیں گے جو جاہل ہوں گے، وہ علم سے کورے ہونے کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو غلط مسئلے بتا کر انہیں بھی گمراہ کریں گے۔

❺ اگر کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو اس کے بارے میں ''لا أدری'' (میں نہیں جانتا) یا ''واللہ أعلم'' کہہ دینا بہت انصاف کی بات ہے۔

كِتَابُ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَشُكْرِهِ

اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف اور اس کا شکر

''شکر'' کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اثر کا اظہار ہو' اس طرح کہ بندہ زبان سے اللہ کی ثنا بیان کرے اور اس کی نعمت کا اعتراف و اقرار کرے' دل میں اللہ کی محبت و رضا اور قناعت ہو اور اعضا سے اس کے احکام کی بجا آوری ہو۔

''حمد'' کا معنی ہے محمود کی صفات لازمہ اور متعدیہ کا اقرار کرتے ہوئے اس کی ثنا بیان کرنا۔

''شکر'' کا اظہار دل و زبان اور اعضا کے ذریعے ہوگا۔ بعض نے کہا کہ حمد اور شکر ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور بعض نے کہا کہ شکر کا تعلق جوارح کے ساتھ ہے اور حمد کا تعلق دل و زبان کے ساتھ ہے۔

۲۴۲۔ بَابُ فَضْلِ الْحَمْدِ وَالشُّكْرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ ﴾ [البقرة : ١٥٢] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ﴾ [إبراهيم : ٧] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ [الإسراء : ١١١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ [يونس : ١٠].

۲۴۲۔ باب: حمد و شکر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا' تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو''۔

اور فرمایا: ''اور اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں اور زیادہ دوں گا''۔

نیز فرمایا: ''اور کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں''۔

نیز فرمایا: ''اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے''۔

شرح الآیات ☆ پہلی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ ''مجھے یاد کرو'' اس یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی احسن انداز سے عبادت و اطاعت کی جائے۔ جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ اس کا شکر کرتا ہے اور جو شخص اس کا شکر کرتا ہے تو وہ احسن انداز میں اس کی عبادت کرتا ہے اور جو شخص اللہ کا شکر یعنی عبادت احسن انداز میں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے سے موجود نعمتوں میں مزید اضافہ فرما دیتا ہے۔

دوسری آیت میں یہی چیز بیان کی گئی ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمھیں اپنی نعمتوں او زیادہ دوں گا۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا وظیفہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کریں گے' جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ ہی ہمیشہ کے لیے محمود و معبود ہے۔ اسی لیے اللہ نے مخلوق کی ابتدا اور قرآن مجید کے نزول کی ابتدا میں اپنی حمد خود بیان فرمائی ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ﴾ ''تعریف اس اللہ کی جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی''۔ اللہ تعالیٰ کی

حمد ہر حال میں جاری ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''اہل جنت اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح اس طرح جاری رکھیں گے جس طرح وہ سانس لیتے ہیں'' یعنی اس تسبیح وتحمید میں انقطاع نہیں ہوگا۔

١٣٩٣ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ)). رواهُ مسلم.

۱۳۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جس رات معراج کرائی گئی تو آپ کو شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کیے گئے' پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر دودھ والا پیالہ لے لیا حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی' اگر آپ شراب والا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه ومسلم (١٦٨).

تنبیہ:۔ یہ روایت بخاری میں بھی ہے اور یہ الفاظ بھی بخاری کے ہیں۔

غريب الحديث☆ (الفطرة) ''دین حق پر استقامت''۔

فقه الحديث☆ ❶ معراج کا اثبات۔

❷ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو فطرت کے موافق چیز لینے کی توفیق عنایت فرمائی۔

❸ دیگر خوردنی اشیاء پر دودھ کی فضیلت کا بیان۔

❹ سب سے بدتر مشروب شراب ہے۔

❺ قوموں کی ہلاکت شراب کے ذریعے ہوئی' اس لیے کہ یہ ام الخبائث ہے۔

❻ اگر اللہ تعالیٰ کسی ظاہری یا باطنی نعمت سے نوازے یا کوئی تکلیف دور کر دے تو اس کی حمد بیان کرنا مستحب ہے۔ (فالحمد لله في الأولى والآخرة) ''پس ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی''۔

١٣٩٤ـ وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ أَقْطَعُ)). حديثٌ حسنٌ، رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

۱۳۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اہم کام جس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے نہ کی جائے وہ ناقص ہے''۔ (حدیث حسن ہے' ابوداؤد وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه أبوداود (٤٨٤٠)، وابن ماجه (١٨٩٤)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٤٩٤)، وأحمد (٣٥٩/٢) والبيهقي في ((السنن)) (٢٠٨/٣۔٢٠٩) و ((الدعوات)) (١).

غريب الحديث ☆ (ذی بال) وہ کام جس کی شرعی طور پر اہمیت ہو (اقطع) ''ناقص''۔

فقه الحديث☆ حدیث کی سند ضعیف ہے اور متن مضطرب ہے۔ لیکن صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جس اہم کام کا آغاز بسم اللہ سے نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ پس ہر کام کا آغاز بسم اللہ سے کرنا چاہیے۔

١٣٩٥ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ وَلَدُ

۱۳۹۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ اپنے

الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: ابْنُوْا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)). رواهُ الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح کو قبض کیا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: جی! پھر اللہ فرماتا ہے تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی! پھر اللہ پوچھتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد وتعریف بیان کی اور ''إنا لله وإنا اليه راجعون'' پڑھا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بيت الحمد'' رکھو۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۹۲۲) ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٩٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا)). رواهُ مسلمٌ.

۱۳۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو لقمہ کھاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف بیان کرتا ہے اور پانی کا گھونٹ پیتا ہے تو اس پر بھی اس کی حمد بیان کرتا ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴۰) اور (۴۳۶) ملاحظہ فرمائیں۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کا بیان

۲۴۳۔ بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

۲۴۳۔ باب: رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ [الأحزاب: ٥٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو''۔

شرح الآية☆ اس آیت میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو آپ کی زندگی اور اس کے بعد جس شرف واکرام سے نوازا ہے نیز اللہ تعالیٰ کے ہاں جو آپ کی منزلت اور اہمیت ہے اس کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ ''صلوٰۃ'' بھیجتا ہے' اس کا معنی ہے کہ اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ کی ثنا بیان کرتا ہے۔ ''صلوٰۃ'' کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے کہ وہ دعا اور استغفار کرتے ہیں اور اگر امت کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے وہ دعا کرتے ہیں۔ سلف صالحین کا یہی موقف ہے۔

مسائل: (۱) جب بھی نبی ﷺ کا نام لکھا جائے تو مکمل ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا جائے' اس میں اختصار سے کام لیتے ہوئے ''صلعم'' یا ''ص'' نہیں لکھنا چاہیے۔

(۲) جب نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے تو ''صلوۃ وسلام'' اکٹھے بھیجے جائیں جیسا کہ اس آیت میں حکم ہے۔

(۳) جب نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے تو باقی انبیاء علیہم السلام پر بھی صلوۃ وسلام بھیجنا مستحب ہے۔

(۴) ''صلوٰۃ'' صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے' غیر نبی کے لیے جائز نہیں۔

١٣٩٧ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا)). رواهُ مسلم.

۱۳۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٠٨).

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کی ترغیب' اس لیے کہ اس میں اجر عظیم اور خیر عمیم ہے۔

- نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے مزید بڑھا دیتا ہے۔
- نبی ﷺ پر ''صلوۃ وسلام'' بھیجنا بندے کے لیے اللہ کی طرف سے رحمت کے نزول کا باعث ہے۔

١٣٩٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۳۹۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا''۔ (ترمذی حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف۔ أخرجه الترمذي (٤٨٤)، وابن حبان (٩٠٨) وغيرهما۔

یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں موسیٰ بن یعقوب زمعی ''سيىء الحفظ'' ہے اور اس کا استاذ عبداللہ بن کیسان مقبول ہے۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے' اس لیے قابل حجت اور قابل استدلال نہیں لیکن اس معنی ومفہوم میں صحیح احادیث ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا جائے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت والے دن رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب اصحاب الحدیث ہوں گے' اس لیے کہ اس امت میں سے سب سے زیادہ درود یہی لوگ بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کرلے اور قیامت والے دن رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے ان سعادت مندوں کے ساتھ جمع فرمالے۔ آمین!

١٣٩٩ - وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ قَالَ:- يَقُولُ: بَلِيتَ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۳۹۹۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے' پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو' اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا''۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسم تو بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کردیا ہے''۔ (ابوداؤد)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۵۸) ملاحظہ فرمائیں اور چند ایک مزید۔

۱) اس حدیث میں یہ زیادہ ہے ''اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام قرار دیا ہے''۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین انہیں نہیں کھاتی اور ان کے جسم بوسیدہ نہیں ہوتے۔

۲) حدیث میں (أرمت) اور (بليت) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں' دونوں کا معنی ہے ''بوسیدہ ہونا''۔

١٤٠٠ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۴۰۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح لغيره ـ أخرجه الترمذي (٣٥٤٥)، وأحمد (٢/٢٥٤) والحاكم (١/٥٤٩) بإسناده حسن.

غريب الحديث ☆ (رغم) ''خاک آلود'' ہو یہ ذلت وحقارت پر دلالت ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو آپ پر درود بھیجنا واجب ہے۔

❷ آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا دنیا وآخرت میں عزت وتکریم کا باعث ہے۔

❸ نبی ﷺ کا نام سن کر درود وسلام پڑھنا چاہیے۔ بعض لوگ آپ کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں، یہ طریقہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

١٤٠١ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۴۰۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری قبر کو میلہ گاہ مت بنانا اور مجھ پر درود بھیجو' اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پہنچ جاتا ہے خواہ تم جہاں کہیں بھی ہو''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ حسن۔ أخرجه أبو داود (٢٠٤٢)، وأحمد (٢/٣٦٧).

غريب الحديث ☆ (لا تجعلوا قبري عيدًا) ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ''۔

فقه الحديث ☆ ❶ نبی ﷺ نے اپنی قبر مبارک کو ''عید'' بنانے سے منع فرمایا۔ ''عید'' سے مراد ہے ''میلہ گاہ'' جہاں لوگ اکٹھے ہوتے اور اجتماع کرتے ہیں۔ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ جب آپ نے اپنی قبر مبارک کو میلہ گاہ بنانے سے منع فرمایا تو دیگر شخصیات کی قبروں پر میلے لگانا اور عرس کرانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس) کے علاوہ ثواب کی نیت سے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اب جو شخص مسجد نبوی کی زیارت کے لیے جائے گا وہ روضہ مبارک کی بھی زیارت ضرور کرے گا لیکن صرف قبر مبارک کی زیارت کا قصد کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق مشروع نہیں۔

❷ رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ وسلام بھیجنے کی ترغیب کہ آدمی جہاں کہیں بھی ہو اور وہ آپ پر درود بھیجے تو وہ آپ پر پہنچا دیا جائے گا۔ اس لیے آپ پر قریب یا بعید سے درود پڑھنے میں کوئی فرق نہیں۔ اللہ نے اس کام کے لیے فرشتے مقرر کیے ہیں کہ وہ آپ تک صلوۃ وسلام پہنچاتے ہیں۔

١٤٠٢ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۴۰۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ حسن۔ أخرجه أبو داود (٢٠٤١).

فقه الحديث ☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی روح آپ کے جسد اطہر میں مستقل طور پر نہیں بلکہ جب کوئی مسلمان آپ پر سلام بھیجتا ہے تو آپ کی روح آپ پر لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس سلام کا جواب دیتے ہیں اور یہ آپ کی برزخی زندگی ہے جس کی حقیقت کا علم ہمیں نہیں، بس جس طرح آپ ﷺ نے ہمیں بتا دیا ہمارا اس پر ایمان ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کی برزخی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے تو یہ دعویٰ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ اگر آپ کی زندگی دنیا جیسی ہی ہے تو پھر اس کے کیا معنیٰ کہ آپ پر آپ کی روح لوٹائی جاتی ہے اور پھر آپ جواب دیتے ہیں۔ یہاں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد آپ پر درود وسلام بھیجتی رہتی ہے تو یہ وقفے وقفے سے آپ کی روح کیسے لوٹائی جاتی ہے اور یہ کیسے ممکن ہے؟ تو یہ اشکال اللہ کی قدرت پر عدم یقین کا نتیجہ ہے' بس اللہ ہر چیز پر قادر

ہے' اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے' اس کی کیفیت کیسے ہے؟ اس کا ہمیں علم ہے نہ ضرورت۔

❺ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجنے کی ترغیب۔

١٤٠٣ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۴۰۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره. أخرجه الترمذى (٣٥٤٦)، وأحمد (١/ ٢٠١) وغيرهما بإسناد حسن إن شاء الله.

فقه الحديث☆ ❶ جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اسے آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

❷ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر درود نہیں بھیجتا وہ بہت بڑے اجر سے محروم ہے۔

❸ بخیل کی بھی قسمیں ہیں: ایک مال کے لحاظ سے بخیل ہے' دوسرا وہ شخص بھی بخیل ہے جو اللہ کی حمد وثنا بیان نہ کرے اور تیسرا وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت بیان نہ کرے اور آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔

١٤٠٤ـ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجِلَ هٰذَا)) ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ ـ أَوْ لِغَيْرِهِ ـ : ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۴۰۴۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے (دعا سے پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد (شان اور بزرگی) بیان کی نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جلد بازی کی''۔ پھر آپ نے اسے بلایا اور اسے یا کسی اور سے (راوی کو شک ہے) فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے اور پھر دعا مانگے تو اسے چاہیے کہ اپنے رب سبحانہ کی تعریف اور حمد وثنا بیان کرے' پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٤٨١)، والترمذى (٣٤٧٦ و ٣٤٧٧)، والنسائى (٣/ ٤٤ـ ٤٥)، وأحمد (٦/ ١٨)، وغيرهم بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ دعا شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود بھیجنا مستحب ہے۔

❷ دعا میں جلد بازی کرنا ناپسندیدہ ہے۔

❸ دعا میں نبی ﷺ پر درود بھیجنا دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔

❹ مسلمان کو گناہ اور قطع رحمی کے علاوہ ہر قسم کی دعا کرنے کی اجازت ہے۔

١٤٠٥ـ وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ

۱۴۰۵۔ حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے یہ تو

فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ، اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ، اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ)). متفقٌ عليهِ.

سیکھ لیا ہے کہ آپ پر سلام کیسے بھیجنا ہے' پس ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: ''کہو! اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٠٨ ـ فتح)، ومسلم (٤٠٦).

١٤٠٦ـ وَعَنْ اَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: اَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهُ لَمْ يَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ، اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۴۰۶۔ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو بشیر بن سعد نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے' پس ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے تمنا اور آرزو کی کہ وہ آپ سے سوال ہی نہ کرتے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہو پڑھو:'' یا اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما' جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے'' اور سلام (ویسے ہی پڑھنا ہے) جیسے تم جانتے ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٠٥).

فقه الاحاديث☆ ❶ جب یہ آیت ﴿صلوا علیه وسلموا تسلیما﴾ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو سیکھ گئے ہیں'' تو وہ سلام کیا تھا؟ اس سے مراد تشہد میں (السلام علیک ایها النبی) تھا اور ہم ''سیکھ گئے ہیں'' سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں سکھایا تھا۔

❷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سوال یہ تھا کہ ہم اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سلام کا طریقہ بھی آپ سے سیکھا اور اب درود کا طریقہ بھی آپ سے پوچھ رہے ہیں' اس سے یہ ثابت ہوا کہ دینی تعلیمات رسول اللہ ﷺ سے سیکھنی چاہئیں' یعنی اپنے مرضی سے اور اپنے پاس سے کوئی طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے درود کا طریقہ سکھایا' اب صلوۃ وسلام کا طریقہ وہی اختیار کرنا چاہیے جو حدیث میں بتایا گیا ہے' اسی میں ثواب اور خیر و برکت ہے' اپنے خود ساختہ درود وسلام اور ان کے الفاظ کی کوئی اہمیت نہیں' نیز جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پاس سے کوئی الفاظ نہیں بنائے تو پھر کسی اور کو اس شریعت سازی کا کیسے حق پہنچ سکتا

ہے۔اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے اور بدعت سے بچائے' اس لیے کہ بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

❸ نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑے اہتمام کے ساتھ حکم دیا ہے کہ ''اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو''۔ (الاحزاب:۵۶) نیز صحابہ کرام ﷡ کا آپ سے درود کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے خصوصی دلچسپی اور اہتمام کا مظاہرہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فصحائے عرب اور قرآن کے اولین مخاطبین درود وسلام کے حوالے سے تاکیدی حکم آنے پر منشائے الٰہی کی اہمیت کو بخوبی سمجھ رہے تھے۔

١٤٠٧ ـ وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)). متفقٌ عليه.

۱۴۰۷۔ حضرت ابوحمید ساعدی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ ﷡ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ پڑھو'' یا اللہ! محمد پر اور آپ کی ازواج و اولاد پر رحمت نازل فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد پر اور آپ کی ازواج و اولاد پر برکت نازل فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٠٧ ـ فتح)، ومسلم (٤٠٧).

فقه الحديث☆ ❶ صلوٰۃ وسلام کا طریقہ اور الفاظ توقیفی ہیں' ان میں کمی بیشی کا اختیار کسی کو حاصل نہیں۔

❷ صرف درود پڑھنا بھی جائز ہے اور اکیلا سلام بھی اور ان دونوں کو ایک ساتھ ملا کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے' جیسا کہ آیت میں ہے کہ تم صلوٰۃ وسلام پڑھو۔

❸ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا واجب ہے کیونکہ آیت ﴿صلوا عليه وسلموا تسليما﴾ میں امر کا صیغہ ہے جو وجوب کے لیے ہے۔

❹ رسول اللہ ﷺ کے اس امت پر عظیم احسانات ہیں' ان کا یہ تقاضا ہے کہ آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے امت کو جہنم کی آگ سے بچانے اور انہیں جنت کا مہمان بنانے کے لیے بہت تکالیف برداشت کیں۔

(اللهم صل على محمد وعلى أزواجه و ذريته كما صليت على إبراهيم و بارک على محمد و على ازواجه و ذريته كما باركت على آل إبراهيم إنک حميد مجيد)

كِتَابُ الْأَذْكَارِ

ذکر واذکار کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو عبادت فرض کی اس کی حد اور وقت کا تعین کیا' پھر اگر کسی کے پاس اس عبادت کے نہ کرنے کا شرعی عذر ہے تو اس سے درگزر فرمایا' سوائے ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی اور کسی کو اس کے ترک کرنے کی اجازت بھی نہیں' الا یہ کہ وہ شخص اسے ترک کرنے پر مجبور و بے بس ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (النساء:۱۰۳) ''اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں پر''۔ یعنی رات دن، بر و بحر میں، سفر و حضر میں، غنی و فقر میں، صحت و سقم میں اور پوشیدہ و ظاہر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ذکر کثیر کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (الأحزاب: ۴۱) ''اے ایماندارو! تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو''۔

اس لیے کہ ذکر اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور ذکر کے لیے ضروری ہے کہ اذکار ماثورہ کا اہتمام کیا جائے اور مخصوص اوقات میں وہی اذکار کیے جائیں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ صبح و شام کے اذکار بستر پر لیٹتے وقت، نیند سے بیدار ہوتے وقت، کھانا کھانے کے بعد، نماز کے دوران اور اس کے بعد کے اذکار، مسجد میں جانے اور وہاں سے نکلنے کی دعائیں وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع کی مختلف دعائیں سکھائی ہیں' پس انہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ اذکار کے الفاظ بھی توقیفی ہیں اس لیے کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ ان اذکار اور ادعیہ ماثورہ کے الفاظ میں کمی بیشی کرے۔ اذکار مسنونہ کے لیے الشیخ محیی الدین النووی رحمہ اللہ کی کتاب ''الاذکار'' نہایت مفید ہے۔

۲۴۴۔ بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

۲۴۴۔ باب: ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ﴾ [العنكبوت : ٤٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ﴾ [البقرة : ١٥٢] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے''۔
اور فرمایا: ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''۔
نیز فرمایا: ''اپنے رب کو اپنے جی میں صبح و شام گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو' نہ کہ اونچی آواز سے اور غافلوں میں سے نہ ہونا''۔

تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ﴾ [الأعراف : ٢٠٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة : ١٠] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب : ٣٥]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴾ [الأحزاب : ٤١،٤٢] وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَعْلُوْمَةٌ.

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ''۔

نیز فرمایا: ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں .... اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک کہ........ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

اور فرمایا: ''اے ایماندارو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح شام اس کی تسبیح بیان کرو''۔

اس باب میں بہت سی آیات ہیں جو معلوم و معروف ہیں۔

شرح الآیات☆ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ذکر کرنے کے بعد کہ ''نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے''۔ یعنی نماز کی حالت کچھ وقت کے لیے تھی لیکن اب تم فارغ نہیں ہو گئے بلکہ نماز کے بعد بھی ذکر الٰہی میں مصروف رہنا' اس لیے کہ یہ تو سب سے بڑا عمل ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا'' یعنی اگر تم مجھے یاد کرو گے (کہ میری اطاعت کرو گے) تو میں تم پر اپنی رحمتیں نازل فرماؤں گا۔

تیسری آیت میں صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم ہے اور ساتھ ہی ذکر کے آداب بھی بیان فرمائے کہ گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو لیکن بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستہ اور پست آواز سے ذکر کرو اور غافل نہ ہونا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''مجموع الفتاویٰ (۱۵/۱۵۔۲۲)'' میں آہستہ ذکر کرنے کے کچھ فوائد بیان کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

① آہستہ ذکر کرنا پختہ ایمان کی علامت ہے اس لیے کہ ذکر کرنے والا یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آہستہ ذکر کو بھی سنتا ہے۔

② اس میں ادب و تعظیم کا پہلو ہے' اس لیے کہ بڑوں کے سامنے آواز بلند نہیں کی جاتی اور اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑا ہے۔

③ تضرع و خشوع کا اظہار ہے' اس لیے کہ ڈرنے والا اور منکسر المزاج شخص جب سوال کرتا ہے تو وہ شکستہ دل' پہلو جھکائے ہوئے اور پست آواز سے سوال کرتا ہے۔

④ اس میں اخلاص زیادہ ہے۔

⑤ اس میں یکسوئی زیادہ ہے کہ دل ذکر و دعا میں مشغول رہتا ہے۔

⑥ اس میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس ہوتا ہے۔

⑦ اس طرح آدمی دیر تک سوال کرتا رہتا ہے' تھکتا اور اکتاتا نہیں۔

⑧ اس طرح ذکر و دعا کرنے میں کوئی مخل نہیں ہوتا اور بندہ بڑے سکون کے ساتھ اللہ سے محو ذکر رہتا ہے۔

⑨ بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ مخفی رہتا ہے۔

چوتھی آیت میں فرمایا: ''جب تم نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین میں پھیل جاؤ'' لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا کیونکہ کاروبار میں کامیابی کے لیے اللہ کا ذکر ضمانت ہے' بیع وشرا نہیں۔ بازار میں چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرنے کی بہت اہمیت ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: ﴿لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير﴾ تو اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ایک لاکھ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

پانچویں اور چھٹی آیت میں ذکر کرنے اور پھر ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے اجر عظیم اور مغفرت کی بشارت ہے۔

١٤٠٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)). متفقٌ عليه.

۱۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے' میزان میں بھاری اور رحمان کو بہت پیارے ہیں (سبحان الله وبحمده' سبحان الله العظيم) اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی تعریفوں اور حمد و تعریف کے ساتھ' اللہ تعالیٰ پاک ہے' عظمتوں والا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (١١/ ٢٠٦ - فتح)، ومسلم (٢٦٩٤).

غريب الحديث☆ (كلمتان) ''دو کلمے ہیں'' یہ خبر ہے اور (خفيفتان على اللسان) اس کی صفت اول (ثقيلتان في الميزان) صفت ثانی اور (حبيبتان إلى الرحمن) صفت ثالث ہے۔

اور ''سبحان اللہ وبحمدہ' سبحان اللہ العظیم'' مبتدا مؤخر ہے اور یہاں خبر کی مبتدا پر تقدیم تشویق کے لیے ہے۔ کیونکہ ''خبر'' کی جیسے جیسے صفتیں اور فوائد ذکر ہو رہے ہوں تو ''مبتدا'' کو معلوم کرنے کا شوق بڑھتا جاتا ہے اور رغبت زیادہ ہوتی جاتی ہے کہ پتا چلے کہ وہ کلمات کون سے ہیں؟ جی ہاں! کلام کی اسی طرح کی خوبیوں کو اعجاز یعنی کلام کا معجزہ کہا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی طور پر عطا کی گئی تھی۔ (خفيفتان على اللسان) کا مطلب ہے کہ زبان پر بہت ہلکے ہیں یعنی انہیں پڑھنا کوئی دشوار یا مشکل نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر تکلف وقصد کے بغیر دعا میں سجع پیدا ہو جائے تو جائز ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت محبت کا اثبات۔

❸ قیامت والے دن اعمال کو جسم دیا جائے گا اور ان کا وزن کیا جائے گا۔

❹ بندوں کے اعمال قیامت والے دن تولے جائیں گے۔

❺ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا بیان کہ وہ تھوڑے سے عمل پر بھی بہت سارا اجر عطا فرما دیتا ہے۔

❻ اس ذکر پر ہمیشگی اختیار کرنے کی ترغیب' اس لیے کہ یہ نہایت آسان ہے اور اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

❼ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب التوحید کے آخر پر اس حدیث کو لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ توحید کا جوہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک تصور کیا جائے اور اس کی عظمت کا اقرار و یقین کیا جائے۔

١٤٠٩ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَيَّ

۱۴۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ''سبحان الله' والحمد لله' ولا إله إلا الله' والله إكبر'' کہنا ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع

مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)). رواه مسلم.

ہوتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩٥).

غريب الحديث☆ (لأن أقول) ''یہ کہ میں کہوں''۔ لام یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس سے پہلے قسم مقدر ہے جو اپنے بعد کے کلام میں تاکید کے لیے ہے۔ (سبحان الله) اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور پاکیزگی کا اقرار جو اس کے شایان شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ (الحمد لله) ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی کمال صفات کا اقرار اور اس کی ثنا۔

فقه الحديث☆ تسبیح ''سبحان الله'' تحمید ''الحمد الله'' تہلیل ''لا إله إلا الله'' اور تکبیر ''الله أكبر'' اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں۔ ان کلمات کی اتنی اہمیت اور فضیلت ہے کہ یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ اس لیے کہ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور ختم ہونے والی ہیں جبکہ یہ کلمات باقیات صالحات میں سے ہیں' ان کا اجر وثواب ملے گا اور پھر آخرت کی ابدی نعمتیں ملیں گی جو ختم نہیں ہوں گی۔ اس لیے انسان کو باقی رہنے والی چیزوں کو اختیار کرنا چاہیے۔

١٤١٠ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ)) وَقَالَ: ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)). متفقٌ عليه.

۱۴۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ یہ پڑھے: (لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير) تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا' اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی' اس کے سو گناہ مٹا دیے جائیں گے اور یہ کلمات اس کے لیے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے اور کوئی شخص (اس دن) اس سے زیادہ افضل عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے اس شخص کے جس نے یہ عمل اس سے زیادہ کیا ہوگا''۔ اور آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ (سبحان الله وبحمده) پڑھا تو اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٢٠١ - فتح)، ومسلم (٢٦٩١).

غريب الحديث☆ (عدل عشر رقاب) ''دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے''۔ (حرزا من الشيطان) ''شیطان سے بچاؤ''۔ (زبد البحر) ''سمندر کی جھاگ''۔

فقه الحديث☆ ❶ لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھنے کی فضیلت۔

❷ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان کے وسوسوں اور مکر وفریب سے بچاؤ ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے قرب کا عظیم ذریعہ اور سبب ہے۔

❹ بہتر یہی ہے کہ آدمی نماز فجر کے بعد یہ وظیفہ کرلے تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت شیطان کے شر سے بچا جا سکے۔

❺ غلام آزاد کرنے کی ترغیب۔

❻ نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے کی ترغیب۔

❼ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان کہ وہ ثواب بھی عطا فرماتا ہے اور گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

۱۴۱۱ - وَعَنْ اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ)). متفق عليه.

۱۴۱۱۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے (لا إله إلا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير) تو یہ (ثواب کے لحاظ سے) اس شخص کی طرح ہے جس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲۰۱ ـ فتح)، ومسلم (۲۶۹۳) واللفظ له.

فقه الحديث☆ ❶ غلام آزاد کرنے کی فضیلت۔

❷ ذکر کی فضیلت۔

❸ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنا بطور تمثیل ہے کہ وہ نہایت قیمتی غلام ہیں' اس لیے انہیں آزاد کرنے سے ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

۱۴۱۲ - وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ)). رواه مسلم.

۱۴۱۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اللہ کے پسندیدہ ترین کلام کے بارے میں نہ بتاؤں؟ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام (سبحان الله وبحمده) ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۳۱) (۸۵).

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ کو جو کلام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ (سبحان الله وبحمده) ہے' اس لیے اس کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔

۱۴۱۳ - وَعَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ - اَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ)). رواه مسلم.

۱۴۱۳۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاکیزگی نصف ایمان ہے' (الحمد لله) ترازو کو بھر دیتا ہے اور دونوں سبحان الله، الحمدلله بھر دیتے ہیں'' یا فرمایا ''آسمانوں اور زمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتے ہیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۱۴ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِي كَلَامًا اَقُوْلُهُ. قَالَ: ((قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا،

۱۴۱۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتادیں جو میں پڑھتا رہوں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ پڑھا کرو: ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له' الله أكبر كبيرا والحمد

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ)) قَالَ: فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّي، فَمَا لِي؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي)). رواه مسلم.

لله كثيرا و''سبحان الله رب العالمين ولا حول ولا قوة إلا بالله العزيز الحكيم'' اس دیہاتی نے کہا: یہ سارا کلام تو میرے رب کے لیے ہے' میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ کہو' اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت سے بہرہ مند فرما اور مجھے رزق عطا فرما''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۶۹۶).

فقه الحدیث☆ ❶ تہلیل وتکبیر اور تحمید وتسبیح کا ذکر کرنے کی ترغیب۔

❷ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس کی ثنا بیان کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی کو دعا سکھانے سے پہلے ذکر وثنا سکھائی۔

❸ بندے کو ایسی چیز سیکھنے کی فکر کرنی چاہیے جو اس کے لیے دنیا وآخرت میں مفید ہو۔

❹ رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کا بیان کہ آپ نے انہیں ایسی چیزیں سکھائیں جو ان کے لیے نفع مند تھیں۔

١٤١٥۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) قِيلَ لِلْأَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ أَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيثِ: كَيْفَ الْإِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: تَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. رواه مسلم.

۱۴۱۵۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار (استغفر الله) کرتے تھے اور پھر پڑھتے: ''اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام''۔ امام اوزاعی جو حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں' ان سے پوچھا گیا: آپ استغفار کیسے فرماتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ آپ ''أستغفر الله، أستغفر الله'' پڑھتے تھے۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۵۹۱).

فقه الحدیث☆ ❶ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار ''أستغفر الله'' کہنا مستحب ہے۔

❷ راوی اپنی روایت سے زیادہ واقف ہوتا ہے جیسا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے استغفار کی وضاحت فرمائی کہ اس سے مراد (استغفر الله) ہے۔

❸ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مغفرت طلب کرنا مزید اطاعت ہے اور یہ تنبیہ ہے کہ بندے کو اپنے عمل سے دھوکے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے بہت عبادت کر لی بلکہ اس عبادت کی قبولیت کے لیے دعا کرنی چاہیے اور استغفار میں یہ اشارہ ہے کہ یا اللہ! جیسے عبادت کرنے کا حق تھا وہ ادا نہیں ہو سکا' اس لیے اس کی کمی کو معاف فرما دے۔ نیز یہ کہ بندہ ہر حال میں استغفار کا محتاج رہتا ہے۔

❹ امن وسلامتی اور اطمینان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے' اللہ تعالیٰ یہ نعمت اسے عطا فرماتا ہے جو اس کا مستحق اور اہل ہوتا ہے اور اہل وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے منہج کی اتباع کرتا ہے۔

❺ اذکار مسنونہ کے الفاظ توقیفی ہیں' ان میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں۔ بعض لوگوں نے مذکورہ دعا میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے' گویا وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ پر اطمینان نہیں۔ (استغفر الله)

١٤١٦ ـ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). متفقٌ عليه.

۱۴۱۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر لیتے تو آپ یہ دعا پڑھتے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہی اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔اے اللہ! تو جو چیز عطا فرمائے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی (تجھ سے نہیں بچا سکتی)''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣٢٥ ـ فتح)، ومسلم (٥٩٣).

غريب الحديث☆ (الجد) دنیا کی خوش حالی' وہ مال و دولت کے لحاظ سے ہو یا اولاد سے ہو یا کوئی عظمت و بادشاہی ہو۔

فقه الحديث☆ ❶ ہر فرض نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے' اس لیے کہ اس میں توحید کے الفاظ ہیں کہ منع و عطا کا سارا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ یعنی اللہ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔

❷ سنت کی اشاعت و تبلیغ کا جذبہ ہونا چاہیے۔ جیسے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

❸ خبر واحد حجت ہے اور قابل اعتماد ہے۔

❹ عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے' اس لیے بندے کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ کے سامنے دست سوال دراز کرے اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف التفات نہ کرے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے ہاں مال و دولت اور حسب نسب کسی کام نہیں آئیں گے' بلکہ وہاں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عمل صالح کام آئیں گے۔

❻ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنا تعلق اور رشتہ اللہ سے استوار کرے' کیونکہ اس کے علاوہ کوئی نجات دہندہ نہیں۔

١٤١٧ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ، حِيْنَ يُسَلِّمُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ)). قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ. رواه مسلم.

۱۴۱۷۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ (عبداللہ بن زبیر) ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد و تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم صرف اسی ایک ہی کی عبادت کرتے ہیں' اسی کے لیے نعمت ہے' اسی کے لیے فضل ہے اور اسی کے لیے اچھی حمد و ثنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم اسی کے لیے دین (عبادت) کو خالص کرنے والے ہیں' اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے''۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے تسبیح پڑھتے تھے۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٥٩٤).

فقه الحديث☆ ❶ ہر فرض نماز کے بعد اس ذکر کی محافظت مستحب ہے' اس لیے کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس اور اس کی تمجید و ثنا ہے اور اس کی صفات کمال اور نعوت جلال کا ذکر ہے' نیز گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوتی ہے یعنی اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔

❷ دین کا دارومدار اخلاص اور متابعت پر ہے۔

❸ مسلمان اپنے دین کے ساتھ تمسک اختیار کرتا ہے اور اس کے شعائر کا اظہار کرتا ہے خواہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔

❹ صحابہ کرام ﷡ سنت پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔

❺ نماز کے بعد یہ مسنون اذکار پڑھنے چاہئیں اور اپنے یا لوگوں کے خود ساختہ اذکار سے بچنا چاہیے۔

١٤١٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ' يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ' يَحُجُّوْنَ، وَيَعْتَمِرُوْنَ، وَيُجَاهِدُوْنَ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ. فَقَالَ: ((**أَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟**)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((**تُسَبِّحُوْنَ، وَتَحْمَدُوْنَ، وَتُكَبِّرُوْنَ، خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ**)) قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ الرَّاوِيْ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ، قَالَ: يَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ. متفق عليه.

۱۴۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ غریب مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے عرض کیا مالدار لوگ تو بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں حاصل کر گئے' وہ ہماری طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح ہی روزے رکھتے ہیں اور ان کے پاس مال کی فضیلت بھی ہے (جس سے) وہ حج و عمرہ کرتے ہیں' جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس کے ذریعے سے تم اپنے سے (عمل میں) آگے والوں کو پالو اور اپنے بعد میں آنے والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور تم سے زیادہ کوئی فضیلت والا نہیں ہوگا سوائے اس کے جو تمھارے عمل جیسا عمل کرے؟'' انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یا رسول اللہ! (ضرور بتائیں) آپ نے فرمایا: ''تم ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو''۔ ابو صالح جو حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت کرتے ہیں' نے بیان کیا جب ان کے پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک ۳۳ بار ہو جائے۔ (متفق علیہ)

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَتِهِ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ

اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ آئے اور انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی ہمارے وظیفے کو سن لیا' جب

اللّٰہ ﷺ: ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ)).

((الدُّثُوْرُ)): جمعُ دُثْر ((بِفَتْحِ الدَّالِ وَإِسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ)) وَهُوَ الْمَالُ الْكَثِيْرُ.

ہم نے اسے پڑھا' اب وہ بھی وہی وظیفہ کرنے لگے ہیں (اب کیا کریں)؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اللہ کا فضل ہے' وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے"۔

(الدثور) دثر کی جمع ہے' دال پر زبر' ثاء ساکن "مال کثیر"۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۷۳) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۱۹۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)). رواه مسلم.

۱۴۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ (سبحان الله)' ۳۳ مرتبہ (الحمد لله) اور ۳۳ مرتبہ (الله أكبر) کہتا ہے اور (لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير) کہہ کر سو کی گنتی پوری کرتا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں' اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٩٧).

غريب الحديث☆ (دبر كل صلوة) "ہر فرض نماز کے بعد"۔ (زبد البحر) "سمندر کی جھاگ"۔

فقه الحديث☆ ❶ فرض نماز کے بعد اذکار مسنونہ میں سے ہے کہ ۳۳،۳۳،۳۳ بار سبحان الله ، الحمد لله اور الله أكبر پڑھا جائے۔ یہ ۹۹ بنتے ہیں اور سو پورا کرنے کے لیے ایک دفعہ (لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير) پڑھنا چاہیے۔

❷ تمام امور کا اختیار اللہ کے پاس ہے' وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

❸ اللہ کی وسعت رحمت کا بیان کہ اس نے بندوں کے گناہوں کی معافی کے لیے مختلف اذکار اور عمل مشروع قرار دیے۔

❹ یہ ذکر دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں پر کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ قیامت والے دن بندے کے حق میں گواہی دیں گے۔

۱۴۲۰۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً، وَأَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً)). رواه مسلم.

۱۴۲۰۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرض نماز کے بعد پڑھی جانے والی تسبیحات ایسی ہیں کہ انہیں پڑھنے والا (یا انہیں کرنے والا) نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳،۳۳ بار سبحان الله ، الحمد لله اور الله أكبر کا کہنا ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٩٦).

غريب الحديث☆ (معقبات) فرض نماز کے بعد پڑھی جانے والی تسبیحات۔ انہیں معقبات اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک کے بعد دوسری تسبیح کی جاتی ہے یعنی سبحان الله کے بعد الحمد لله اور پھر الله أكبر۔ (لا يخيب) "نامراد نہیں ہوتا"۔

فقه الحديث ☆ ❶ تسبیح وتحمید اور تکبیر باقیات صالحات میں سے ہیں۔
❷ نیکی کرنے والے اور ذکر واذکار کرنے والے کی کوشش ضائع نہیں ہوتی' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے باقی رہتا ہے۔
❸ قول زبان کا فعل ہے' اس لیے ذکر کرنے والے کو قائل کے بجائے فاعل کہنا جائز ہے۔
❹ نماز کے بعد مشروع ذکر مختلف الفاظ میں ہے' یہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت ہے کہ اس نے ذکر خیر کو مختلف الفاظ میں مشروع قرار دیا۔

١٤٢١ - **وَعَنْ** سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((**اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰي اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ**)). رواه البخاري.

۱۴۲۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ طلب کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں فتنہ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١١ / ١٧٨ ـ فتح).

غريب الحديث ☆ (أرذل العمر) "ناکارہ عمر یعنی بڑھاپا"۔ (فتنة الدنيا) "دنیا کا فتنہ" مراد دجال ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ بزدلی اور بخیلی دو بری خصلتیں ہیں' بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ان دونوں کے بارے میں پناہ طلب کرتا رہے۔
❷ رسول اللہؐ نے بزدلی اور بخل کو ایک ساتھ بیان فرمایا' اس لیے کہ بندے سے جو متوقع احسان ہے وہ اس کے مال سے ہے یا اس کی جان سے۔ بخل انسان کو اپنے مال سے فائدہ پہنچانے سے مانع ہے اور بزدلی آدمی کو اپنے بدن کے ذریعے فائدہ پہنچانے سے مانع ہے۔
❸ مومن بزدل اور بخیل نہیں ہوسکتا۔
❹ بڑھاپے سے پناہ مانگنا مستحب ہے' اس لیے کہ اس عمر میں بندہ قوت و استعداد اور صلاحیت کھو بیٹھتا ہے' جس سے اللہ کی اطاعت میں کمی آجاتی ہے اس لیے عمر کے اس حصے سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔
❺ فتنہ دنیا سے مراد فتنہ دجال ہے' اس لیے کہ دنیا کا سب سے بڑا فتنہ دجال کا فتنہ ہے۔
❻ عذاب قبر اور اس کی نعمتیں حق ہیں' اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قبروں کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے۔ آمین!

١٤٢٢ - **وَعَنْ** مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: ((**يَا مُعَاذُ! وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُحِبُّكَ**)) فَقَالَ: ((**اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ! لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰي ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ**)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۴۲۲۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں"۔ پھر فرمایا: "اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد ان کلمات کا کہنا ترک نہ کرنا "اے اللہ! تو اپنے ذکر' اپنے شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما"۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۸۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)). رواه مسلم.

۱۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے وہ یوں کہے: اے اللہ! میں عذاب جہنم، عذاب قبر، فتنہ حیات و ممات اور فتنہ مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۵۸۸).

غريب الحديث☆ (فتنة المحيا والممات) ''حیات و ممات کے فتنے سے''۔ حیات یعنی زندگی کے فتنے سے مراد دنیا کی آزمائش اور اس کی شہوات و خواہشات ہیں جو انسان کو پیش آتی ہیں اور موت کے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے جو موت کے وقت اور موت کے بعد انسان کو پیش آ سکتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ نمازی کو چاہیے کہ وہ تشہد سے فارغ ہو کر سلام پھیرنے سے پہلے اس دعا کو پڑھے۔

❷ مومن بندہ عذاب جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا رہتا ہے' اس لیے کہ اس کا عذاب انتہائی دردناک اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

❸ عذاب قبر اور اس کی نعمتیں کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔

❹ مسیح دجال کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے' اس سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔ یہاں **مسیح** ''**ممسوح العين**'' کے معنی میں ہے یعنی ''بھینگی آنکھ والا''۔ قیامت کے قریب جس دجال کا ظہور ہوگا وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا' اس لیے اسے مسیح دجال کہا گیا ہے۔ یہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا' اس کی پیشانی پر ''ک۔ف۔ر'' لکھا ہوا ہوگا' وہ کچھ خرق عادت کام بھی کرے گا' جس سے بہت سے لوگ اس فتنے کا شکار ہو جائیں گے اور نیک لوگ اللہ کی توفیق سے اسے پہچان لیں گے اور اس کے فتنے سے بچ جائیں گے۔ اللہ سے اس کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے کہ وہ اس بڑے فتنے سے محفوظ رکھے۔

۱۴۲۴۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)). رواه مسلم.

۱۴۲۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ تشہد اور سلام کے درمیان (آخر میں) یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دے' وہ بھی جو میں نے چھپ کر کیے اور وہ بھی جو میں نے علانیہ کیے اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ بھی جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۷۷۱).

فقه الحديث☆ ❶ تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

❷ نیک عمل کرنے کے بعد استغفار کا یہ معنی ہے کہ بندے کو اپنے نیک عمل پر کوئی فخر نہیں بلکہ وہ پھر بھی اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہے۔

❸ انسان سے کوئی نہ کوئی کمی کوتاہی ہو جاتی ہے' اس لیے ہر قسم کی کوتاہی کے بارے میں اللہ سے مغفرت طلب کرنی چاہیے۔

❹ اللہ کا علم ہر چیز کو شامل اور محیط ہے' خواہ وہ اعمال واقوال ہوں یا افعال واحوال۔

❺ تمام امور کی چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں' آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے' وہ جسے چاہتا ہے رفعت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پستی سے دوچار کر دیتا ہے' اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا بلکہ وہ تو خود پوچھنے والا ہے۔

١٤٢٥ ـ **وَعَنْ** عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ: ((**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ**)). متفقٌ عليه.

۱۴۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو پاک ہے اور اے ہمارے رب! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں' اے اللہ! مجھے بخش دے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٢٨١ ـ فتح)، ومسلم (٤٨٤).

فقه الحديث☆ ❶ یہ دعا رکوع اور سجود میں پڑھنا مستحب ہے۔

❷ اس دعا پر مواظبت اختیار کرنی چاہیے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

❸ دعا سے پہلے اللہ کی حمد وثنا اور تسبیح وتمجید بیان کرنا مشروع ہے۔

١٤٢٦ ـ **وَعَنْهَا** اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ: ((**سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ**)). رواه مسلم.

۱۴۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''(میرا رکوع وسجدہ اس کے لیے ہے جو) بہت ہی پاک اور بڑا مقدس ہے' فرشتوں اور جبرائیل علیہ السلام کا رب''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٨٧).

غريب الحديث☆ (سبوح قدوس) ''بہت پاک، بہت مقدس، تسبیح وتقدیس کے لائق''۔ یعنی میرا رکوع وسجدہ اس ذات کے لیے ہے جو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک اور منزہ ہے۔ (الروح) جبرائیل علیہ السلام۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کے ساتھ' جو اس کے کمال وجلال پر دلالت کرتی ہیں' دعا کرنا مستحب ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے لیکن یہاں عالم ملائکہ کے رب ہونے کا خصوصی ذکر ہے' اس لیے کہ یہ ایک بہت بڑا عالم اور جہاں ہے' یہ ہمیشہ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ پھر فرشتوں میں سے سب سے اعلیٰ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ رب فرشتوں اور جبرائیل علیہ السلام کا بھی رب ہے۔

❸ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

١٤٢٧ ـ **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ، وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ**)). رواه مسلم.

۱۴۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پس رکوع میں رب عزوجل کی خوب عظمت بیان کرو اور جبکہ سجود تو ان میں خوب دعا کیا کرو۔ تو زیادہ امید ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٧٩).

غریب الحدیث☆ (فقمن) ''زیادہ امید ہے اور زیادہ لائق ہے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ سجدوں میں زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنے کی ترغیب' اس لیے کہ سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

❷ کثرت سے دعا کرنے کا حکم اس لیے ہے کہ بندہ اپنی ہر حاجت میں اللہ سے دعا کرے۔

❸ ایک ہی سوال کو بار بار دہرانا یعنی ایک ہی چیز بار بار مانگنا مستحب ہے۔

❹ رکوع میں اللہ کی عظمت اور سجدے میں اس کی تسبیح بیان کرنی چاہیے۔

١٤٢٨ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)). رواه مسلم.

۱۴۲۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے' پس تم سجدے میں خوب دعا کیا کرو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٤٨٢).

فقہ الحدیث☆ ❶ اطاعت وعبادت بندے کو اپنے رب کا زیادہ مقرب بنادیتی ہے جیسے جیسے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا جاتا ہے ویسے ہی اللہ بندے کی دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے۔

❷ سجدے میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے' اس لیے کہ انسان اپنی ناک اور پیشانی اللہ کے سامنے رکھ کر عاجزی کا اظہار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس عاجزی اور تضرع کو قبول فرماتا ہے اور وہ اس حالت میں کی گئی دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے امت کو خیر اور اس کے اسباب و وسائل کے متعلق راہنمائی فرمائی کہ اس طرح خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے۔

١٤٢٩ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ)). رواهُ مسلم.

۱۴۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میرے تمام چھوٹے اور بڑے' پہلے اور پچھلے' علانیہ اور پوشیدہ گناہ معاف فرمادے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٤٨٣).

غریب الحدیث☆ (دقه وجله) ''چھوٹے بڑے گناہ''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ دعا کرتے وقت تدریج کا خیال رکھنا چاہیے جیسے اس حدیث میں ہے کہ چھوٹے اور بڑے گناہ معاف فرمادے۔

❷ عموماً آدمی پہلے چھوٹے گناہ کرتا ہے اور پھر بڑے' اسی لیے حدیث میں پہلے چھوٹے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے پھر بڑے گناہوں کا۔

❸ کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے۔

❹ اگر اللہ کسی کے گناہوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ خود ان گناہوں کی تشہیر نہ کرتا پھرے بلکہ توبہ و استغفار میں جلدی کرے۔

❺ بندے کو تمام گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے اور گناہوں کے اسباب و وسائل سے بھی توبہ کرنی چاہیے۔

❻ سجدے میں یہ دعا کرنا مستحب ہے۔

١٤٣٠ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَحَسَّسْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ ـ أَوْ سَاجِدٌ ـ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)). رواه مسلم.

۱۴۳۰۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کو (بستر سے) گم پایا' میں نے تلاش کیا تو آپ رکوع یا سجدے کی حالت میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے: ''اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ' تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔ اور ایک روایت میں ہے: تلاش کرتے ہوئے میرا ہاتھ آپ کے قدموں کے تلووں پر جا لگا جبکہ آپ سجدے کی حالت میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: ''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضی سے' تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور میں تیری ذات کے ذریعے تجھ (تیرے عذاب) سے پناہ چاہتا ہوں میں۔ تیری تعریف و ثنا کا شمار نہیں کر سکتا' تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٤٨٦).

فقه الحديث☆ ❶ گھر والوں کو بیدار کیے بغیر نماز تہجد پڑھنا جائز ہے' لیکن اپنے ساتھ انہیں بھی جگانا بہتر ہے۔

❷ مرد و عورت کا ایک دوسرے کو ہاتھ لگ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

❸ سجدے کی حالت میں پاؤں کھڑے ہونے چاہئیں اور ایڑیاں ملی ہوئی ہوں۔

❹ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔

❺ اللہ کے اسماء و صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا مستحب ہے۔

١٤٣١ ـ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ!)) فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيْئَةٍ)). رواه مسلم.

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ: ((أَوْ يُحَطُّ)) قَالَ الْبَرْقَانِيُّ: ورواه شُعْبَةُ، وَأَبُوْ عَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ مُوْسَى الَّذِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهِ فَقَالُوْا: ((وَيُحَطُّ)) بِغَيْرِ أَلِفٍ.

۱۴۳۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ایک روزانہ ہزار نیکی کمانے سے عاجز ہے؟'' پس آپ کے ہم نشینوں میں سے کسی نے آپ سے سوال کیا: کوئی کیسے ہزار نیکی کمائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سو بار ''سبحان اللہ'' پڑھے گا تو اس کے لیے ہزار نیکی لکھ دی جائے گی یا اس کے ہزار گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔ (مسلم)

امام حمیدی ؒ نے بیان فرمایا کہ مسلم کی کتاب میں اسی طرح (أو يحط) کے الفاظ ہیں۔ امام برقانی ؒ نے بیان کیا کہ شعبہ، ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے اسے موسیٰ سے جس سے امام مسلم نے روایت کیا ہے' الف کے بغیر یعنی (ویحط) بیان کیا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩٨).

غریب الحدیث☆ (أو يحط عنه ألف خطية) ''یا اس کے ہزار گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ یہاں لفظ ''أو'' بمعنی ''یا'' شک کے لیے نہیں بلکہ تنوع کے لیے ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ عالم ربانی کو چاہیے کہ وہ اپنے تلامذہ کو فضائل اعمال کے متعلق بتاتا رہے تاکہ ان میں ذوق اطاعت پیدا ہو۔

❷ ایک نیکی کا اجر دس گناہ ملتا ہے اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے مزید بڑھا دیتا ہے۔

❸ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کے کاموں میں سبقت اور جلدی کرتے تھے۔

١٤٣٢۔ وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ. فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ. وَيُجْزِيءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)). رواه مسلم.

۱۴۳۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو پر ہر صبح صدقہ ہے، پس ہر مرتبہ (سبحان اللہ) کہنا صدقہ ہے، ہر بار (لا إله إلا الله) کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ (الله أكبر) کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جنہیں وہ چاشت کے وقت ادا کرتا ہے''۔ (مسلم)

• توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٤٣٣۔ وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: ((مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضٰى نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)) رواه مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ)).

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: ((اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ

۱۴۳۳۔ ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ صبح سویرے ہی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے اور وہ (حضرت جویریہ) ابھی اپنی جائے نماز ہی پر تھیں پھر آپ چاشت کے بعد تشریف لائے تو وہ ابھی وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس پر میں نے تمہیں چھوڑا تھا؟'' حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں! پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین بار کہے، اگر ان کا وزن ان سے کیا جائے جو تم صبح سے کہہ رہی ہو تو یہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے (وہ کلمات یہ ہیں) ''ہم اللہ کی پاکیزگی اور حمد بیان کرتے ہیں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضامندی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر''۔ (مسلم)

• اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: ''میں اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے نفس کی رضا کے برابر، اللہ کی پاکیزگی ہے، اس عرش کے وزن کے برابر، اللہ کی

تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ)).

پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر''۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے: ''کیا میں تمھیں چند کلمات نہ سکھاؤں جنھیں تم پڑھتی رہو؟: اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے اپنے نفس کی رضا کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے اپنے نفس کی رضا کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے اپنے نفس کی رضا کے برابر۔ اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کے لیے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کے لیے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ اللہ کے لیے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر' اللہ کے لیے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر' اللہ کے لیے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٢٦)' والرواية الثانية له، والثالثة عند الترمذي (٣٥٥٥).

غريب الحديث☆ (مسجدها) ''جائے نماز''۔ (أضحى) ''نماز چاشت کا وقت ہوگیا''۔ (مداد کلماته) ''اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر''۔ یا کلمات کی تعداد کے برابر' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے اور نہ شمار ہی کیے جا سکتے ہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ عورت کے لیے اپنے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ عورتوں کے لیے گھر میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

❷ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا کثرت سے ذکر کرنے کا بیان۔

❸ آدمی اگر گھر سے باہر جائے اور پھر واپس آئے تو اسے اپنے اہل خانہ کے حالات کے بارے میں پوچھنا چاہیے۔

❹ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر والوں کو اطاعت اور ذکر و شکر کی ترغیب دلاتا رہے۔

❺ حدیث میں مذکورہ ذکر کی فضیلت کہ یہ بندے کو پورے دن کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور بندہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا۔

١٤٣٤۔ وَعَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)).

رواه البخاري.

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: ((مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)).

۱۴۳۴۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا' زندہ اور مردہ شخص کی طرح ہے''۔ (بخاری)

اور مسلم نے اسے (ان الفاظ سے) روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جاتا ہو' زندہ اور مردہ کی طرح ہے''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١١/ ٢٠٨ ـ فتح)، ومسلم (٧٧٩).

فقه الحديث ☆ اللہ کے ذکر سے مومنوں کے دلوں کو لذت حاصل ہوتی ہے' ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے دل اور گھر زندہ لوگوں کی طرح شاد و آباد ہوتے ہیں جبکہ ذکر نہ کرنے والوں کے دل مردہ شخص کی طرح ہوتے ہیں کہ جس طرح مردے کوئی کام نہیں کر سکتے اسی طرح یہ بھی بے کار ہیں' ان سے خیر و بھلائی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

١٤٣٥ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: أنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأنَا مَعَهُ إذَا ذَكَرَنِي، فَإنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِه، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ)). متفقٌ عليه.

۱۴۳۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''میں اپنے بندے کے اس گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے' اگر وہ مجھے اپنے نفس (دل) میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے ایسی جماعت اور مجلس میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۴۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٤٣٦ ـ وعنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ)) قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذَّاكِرَاتُ)). رواه مسلم.

روي: ((الْمُفَرِّدُونَ)) بتَشْدِيدِ الرَّاءِ وتَخْفِيفِهَا، والمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ الْجُمْهُورُ: التَّشْدِيدُ.

۱۴۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مفرّدون سبقت لے گئے'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مفرّدون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں''۔ (مسلم)

''مُفَرِّدُوْنَ'' راء کی تشدید اور ''مُفْرِدُوْنَ'' راء کی تشدید کے بغیر دونوں طرح مروی ہے اور مشہور راء کی تشدید کے ساتھ ہے' جمہور اسی کے قائل ہیں۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٦٧٦).

غريب الحديث ☆ (مفردون) ''کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں''۔ اس کے لغوی معنی یہ ہیں کہ ایسے لوگ جن کے ساتھی (ہم عصر) فوت ہو گئے ہوں اور وہ باقی رہ گئے ہوں اور پھر اس عرصے میں وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوں۔

فقه الحديث ☆ ❶ فرائض کی ادائیگی کے بعد بہترین مشغولیت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

❷ جو شخص اپنے ساتھیوں میں سے زیادہ ذکر کرتا ہے وہ مقام و مرتبہ میں اپنے ساتھیوں سے سبقت لے جاتا ہے۔

❸ اجر و ثواب میں جنس کی بنیاد پر کمی بیشی نہیں ہوتی ' کیونکہ ﴿ومن عمل صالحا من ذكر أو أنثى وهو مؤمن﴾ ''نیک عمل خواہ مرد کرے یا عورت ہم اسے جزا دیتے ہیں بشرطیکہ وہ مومن ہو''۔ لہٰذا اس مسابقت میں سب کو حصہ لینا چاہیے۔

١٤٣٧ ـ وعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أفْضَلُ الذِّكْرِ: لَا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ)). رواه الترمذي وقَالَ:

۱۴۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''سب سے افضل ذکر لا إله إلا الله ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

حدیثٌ حسنٌ.

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذي (٣٣٨٣)، وابن ماجه (٣٨٠٠)، بإسناد حسن.

فقه الحديث☆ سب سے افضل ذکر کلمہ توحید ہے' اس لیے کہ یہ ذکر کے تمام معانی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تعظیم کو شامل و محیط ہے۔ اسی کلمہ کے ساتھ انبیاء ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور اسی پر آسمان و زمین قائم ہیں۔ "لا إله إلا الله" سب سے افضل ذکر ہے' اس کے پڑھنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں' بعض لوگ فرض نماز کے بعد "لا إله إلا الله" کا باآواز بلند ذکر کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ سے یہ ذکر فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے ہی بلند آواز سے اور پھر باجماعت پڑھنا بالکل ثابت نہیں ہے۔ اس لیے جو اذکار آپ سے ثابت ہیں انہی کا اہتمام کرنا چاہیے' اتباع سنت ہی میں خیر و بھلائی اور کامیابی ہے۔

١٤٣٨ـ **وَعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَاَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهِ، قَالَ: **((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))**. رواه الترمذي وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۴۳۸۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! شرائع (احکام) اسلام مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں' پس مجھے کوئی ایسا حکم بتائیں جسے میں مضبوطی سے پکڑلوں؟ آپ نے فرمایا: "تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (٣٣٧٥)، وأحمد (٤/ ١٨٨)، والحاكم (١/ ٤٩٥).

غريب الحديث☆ (أتشبث) "میں اسے مضبوطی سے پکڑلوں' اس پر عمل پیرا ہو جاؤں"۔

فقه الحديث☆ ❶ ذکر پر مداومت اختیار کرنے کی ترغیب۔

❷ ذکر الٰہی نہایت آسان عبادت ہے لیکن یہ میزان میں بہت بھاری ہے۔

❸ یہ حدیث ان لوگوں کے خلاف حجت ہے جو "ذکر خفی" یعنی صرف سانس کے داخل و اخراج سے ذکر کرتے ہیں' زبان نہیں ہلاتے' ذکر کا یہ طریقہ بدعت ہے۔

١٤٣٩ـ **وَعَنْ** جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: **((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ))**. رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۴۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے "**سبحان الله وبحمده**" پڑھا تو اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه الترمذي (٣٤٦٥) بإسناد ضعيف.

اس کی سند اگرچہ ضعیف ہے' کیونکہ ابوزبیر نے جابر سے "عن" سے بیان کیا ہے لیکن مسند احمد (۳/۴۴۰) میں اس کا ایک شاہد ہے۔ پس یہ اپنے شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

١٤٤٠ـ **وَعَنِ** ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((لَقِيتُ اِبْرَاهِيمَ** ﷺ **لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَقْرِئْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ،**

۱۴۴۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس رات ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی انھوں نے فرمایا: اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ (زرخیز) اور اس

عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

کا پانی میٹھا ہے' لیکن وہ ایک چٹیل میدان ہے اور بے شک (سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا لله والله أكبر) کہنا وہاں درخت لگانا ہے''۔(ترمذی۔حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن لشواهده ۔ أخرجه الترمذی (٣٤٦٢).

یہ حدیث عبدالرحمٰن اسحاق واسطی کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مسند احمد (۵/ ۴۱۸) اور مجمع الزوائد (۱۰/ ۹۸) میں موجود شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔

غريب الحديث☆ (قیعان) ''قاع'' کی جمع ہے ''چٹیل میدان''۔ (غراس) ''غرس'' کی جمع ہے ''زمین میں بیج وغیرہ دبانا، درخت لگانا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ کا ذکر دخول جنت کا سبب ہے۔

❷ انسان اللہ کا جتنا ذکر کرے گا اتنے ہی اس کے لیے جنت میں پودے لگا دیے جائیں گے۔

❸ جنت کی یہ خوبی ہے کہ اس کی مٹی نہایت پاکیزہ اور پانی نہایت شیریں ہے اور ذکر الٰہی وہاں کی شجر کاری ہے۔

❹ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کی ترغیب۔

❺ اسراء ومعراج کا اثبات۔

❻ اس امت کی فضیلت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سلام بھیجا۔

١٤٤١ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟)) قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: ((ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

۱۴۴۱۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو سب سے بہتر، تمہارے آقا کے ہاں بہت پاکیزہ، تمہارے درجات میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا، تمہارے لیے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر اور اس سے بھی بہتر کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو پس تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟'' صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر''۔ (ترمذی۔ امام حاکم ابوعبداللہ نے کہا: اس کی سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه الترمذی (٣٣٧٧)، وابن ماجه (٣٧٩٠)، وأحمد (٥/ ١٩٥)، والحاكم (١/ ٤٩٦).

غريب الحديث☆ (ألا أنبئكم) ''کیا میں تمہیں خبر نہ دوں؟''۔ (أزكاها) ''سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ باعث ثواب''۔ (أرفعها) ''سب سے زیادہ بلند کرنے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ کے ذکر کی فضیلت کا بیان کہ یہ ثواب کے لحاظ سے جہاد کرنے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے برابر ہے۔

❷ تمام اعمال کی غرض وغایت اللہ کے ذکر کی اقامت ہے' اس لیے اس کی اتنی فضیلت ہے۔

❸ ثواب عمل کی کمیت کے مطابق ہی مرتب نہیں ہوتا بلکہ اللہ قلیل عمل پر بھی بہت سا اجر عطا فرما دیتا ہے۔

❹ حدیث میں جس ذکر کی فضیلت کا بیان ہے اس کی صفات یہ ہیں: زبان سے ذکر کیا جائے' دل سے غور وفکر کیا جائے اور اللہ کی عظمت کا تصور قائم کرکے ذکر کیا جائے۔

١٤٤٢۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى ـ أَوْ حَصًى ـ تُسَبِّحُ بِهِ' فَقَالَ: ((أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا۔ أَوْ أَفْضَلُ)) فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ. وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۴۴۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے' جس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں اور وہ ان کے ساتھ تسبیح کر رہی تھیں' آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تیرے یے اس سے زیادہ آسان یا اس سے زیادہ افضل ہو؟'' پھر آپ نے فرمایا: ''کہو ''سبحان الله'' (اللہ کے لیے پاکیزگی ہے) ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا کیں' اللہ تعالیٰ کے لیے پاکیزگی ہے ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا کیں' اللہ کے لیے پاکیزگی ہے ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں اور اللہ کے لیے پاکیزگی ہے ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے پیدا کرنی ہیں' ''الله أكبر'' بھی اس کی مثل' ''الحمد لله'' بھی اس کی مثل' ''لا إله إلا الله'' بھی اس کی مثل اور ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' بھی اس کی مثل ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (١٥٠٠)، والترمذي (٣٥٦٨) بإسناد ضعيف.

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں خزیمہ راویہ' جو عائشہ بنت طلحہ سے روایت کرتی ہیں' مجہول (غیر معروف) ہے۔ اصل حدیث صحیح مسلم (۲۷۲۶) میں ہے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے لیکن اس میں گٹھلیوں اور کنکریوں کا ذکر نہیں۔

فقه الحديث ☆ بعض لوگوں نے ترمذی کی اس روایت سے دانوں اور منکوں کی بنی ہوئی ''تسبیح'' پر تسبیح وتحمید اور تہلیل وتکبیر پڑھنا جائز قرار دیا ہے' لیکن یہ حدیث قابل حجت و قابل استدلال نہیں' اس لیے کہ یہ ضعیف ہے اور ضعیف روایت سے کوئی عمل ثابت ہوتا ہے نہ اس کی فضیلت۔ پس دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں پر تسبیح پڑھنا چاہیے' یہی مسنون ہے۔

١٤٤٣۔ وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)). متفقٌ عليهِ.

۱۴۴۳۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''وہ خزانہ ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' ہے۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ١٨٧ و٢١٣ـ٢١٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٠٤).

غریب الحدیث☆ (كنز من كنوز الجنة) ''جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' کو جنت کا خزانہ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ یہ نہایت نفیس اور بیش قیمت معانی و مفہوم کا حامل ہے۔

❷ کسی بندے کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی بے بسی اور اللہ کی برتری کا اقرار و اظہار نہ کرے۔

❸ ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' کا معنی ہے کہ کسی گناہ یا برائی سے بچنا اور کسی نیکی کا کر لینا محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے۔

❹ ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' جنت کا ذخیرہ ہے۔

❺ ''لا حول ولا قوة إلا بالله'' کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے' اس لیے کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور وہ جنت میں ذخیرہ کرایا جاتا ہے۔

٢٤٥۔ بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَمُحْدِثًا وَجُنُبًا وَحَائِضًا، إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

۲۴۵۔ باب: کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہوئے، وضو کے بغیر اور حالت جنابت اور حیض میں اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے البتہ جنبی اور حائضہ قرآن نہیں پڑھ سکتے

امام نووی رحمہ اللہ نے جنبی اور حائضہ کو قرآن مجید پڑھنے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ اس حالت میں قرآن پڑھنا جائز نہیں' لیکن اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور اس ممانعت کے بارے میں کوئی صراحت نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس بارے میں کوئی دلیل پیش نہیں کی بلکہ انھوں نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ تو باب میں مذکورہ ممانعت کے خلاف ہیں۔ پس دلائل پر غور و فکر اور تدبر و فہم کرنا چاہیے' مقلد نہیں بننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں' وہ جو کھڑے' بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں''۔

شرح الآیۃ☆ اللہ نے آسمانوں کی بلندیوں اور وسعتوں اور زمین کی پستیوں اور کثافتوں اور ان کے درمیان جو کواکب، سیارات، ثوابت، بحار و جبال اور قفار' اشجار، نباتات و ثمرات اور معدنیات و حیوانات ہیں' یہ مختلف رنگ اور ذائقے' رات اور دن کا ادل بدل کرآنا، موسموں کا تغیر ان تمام چیزوں میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ہے' وہی خالق و مالک اور وہی الٰہ و معبود ہے' پھر عقلمندوں کی نشانی یہ بتائی کہ وہ ان تمام چیزوں پر غور و فکر کرنے کے بعد اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے بلکہ عقلمندی کے تقاضے کے مطابق وہ کھڑے' بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

١٤٤٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

۱۴۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ. رواه مسلم.

میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣٧٣).

فقه الحديث☆ ❶ انسان کو تمام اوقات و حالات میں اللہ کا ذکر کرنا چاہیے لیکن ذکر کے لیے ضروری ہے کہ وہ مشروع ہو اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ و کلمات کے ساتھ ہو اپنی طرف سے وظائف و اوراد کے الفاظ پڑھنا جائز نہیں۔

❷ مسلمان کو کسی بھی حالت میں اللہ کی یاد اور ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

❸ حدیث کے الفاظ ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے'' اس سے استدلال کرتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ اور الشیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر علمائے کرام نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حیض اور جنابت کی حالت میں بھی قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے' اس لیے کہ عمومی ذکر میں قرآن مجید بھی داخل ہے کیونکہ قرآن مجید کو اللہ نے ذکر قرار دیا ہے ﴿إنا نحن نزلنا الذكر﴾ اور پھر ممانعت کی صراحت بھی نہیں اور جن احادیث میں ممانعت ہے وہ سنداً صحیح نہیں۔ اس لیے ممانعت قراءت قرآن کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا اور جو علماء حالت جنابت و حیض میں قرآن پڑھنے کے قائل نہیں ان کا موقف یہ ہے کہ اگرچہ ممانعت کی احادیث ضعیف ہیں لیکن ان میں ضعف شدید نہیں۔ بہر حال دلائل کے اعتبار سے پہلا موقف زیادہ قوی ہے۔

١٤٤٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). متفقٌ عليهِ.

۱۴۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی بیوی کے پاس (ہم بستری کے لیے) جانے کا ارادہ کرکے تو یہ دعا پڑھے ''اللہ کے نام کے ساتھ اے اللہ! ہم (میاں بیوی) کو شیطان سے بچا اور (اس ہم بستری کی وجہ سے) جو تو ہمیں اولاد عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے بچا'' پس ان دونوں کے درمیان جو بھی اولاد مقدر ہوئی تو شیطان اسے بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٣٥ - فتح)، ومسلم (١٤٣٤).

غريب الحديث☆ (لم يضره) ''شیطان اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ دعا و ذکر کی اتنی اہمیت ہے کہ بیوی سے ہم بستری کے وقت بھی بسم اللہ اور دعا پڑھنا مستحب ہے۔

❷ اللہ کے ذکر اور اس سے دعا کے ساتھ ہمہ وقت بچاؤ اور حفاظت کا اہتمام کرنا چاہیے اور بسم اللہ پڑھ کر تبرک حاصل کرنا چاہیے۔

❸ اس میں یہ اشارہ ہے کہ شیطان ہر حال میں انسان کا پیچھا کرتا رہتا ہے اور جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو وہ بھاگ جاتا ہے' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اذان اور اقامت سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔

❹ بیوی سے ہمبستری کے وقت یہ دعا پڑھی جائے تو انسان خود اور ہونے والی اولاد شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتی ہے۔

٢٤٦ - بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ وَاسْتِيْقَاظِهِ

۲۴۶۔ باب: سونے اور بیدار ہونے کے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

١٤٤٦ - عَنْ حُذَيْفَةَ، وَأَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۴۶۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب

عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ: ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيَا)) وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ)). رواهُ البخاريُّ.

رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر لیٹنے کے لیے آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا اور زندہ ہوتا ہوں'' اور جب آپ بیدار ہوتے تو پھر یہ دعا پڑھتے تھے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف ہم سب نے اکٹھا ہونا ہے''۔ (ترمذی)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۱۳۔ ۱۳۰ فتح)۔

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۱۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۴۷۔ بَابُ فَضْلِ حِلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ اِلٰى مُلَازَمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ

۲۴۷۔ باب: ذکر کے حلقوں کی فضیلت' ان میں شرکت کا مستحب ہونا اور عذر کے بغیر انہیں چھوڑنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ ﴾ [الكهف : ۲۸].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ باندھ رکھیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں' اس کی رضامندی کے ارادے سے اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں''۔

۱٤٤٧۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ، فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ۔ وَهُوَ اَعْلَمُ ۔ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ! مَا رَاَوْكَ، فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟! قَالَ: يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا، وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا. فَيَقُوْلُ: فَمَاذَا يَسْاَلُوْنَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ: يَقُوْلُ: وَهَلْ رَاَوْهَا؟

۱۴۴۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرنے کے لیے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں' جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو وہ فرشتے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ پس وہ فرشتے انہیں آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ پس (جب فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے' حالانکہ وہ خود خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تحمید و تمجید بیان کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں اللہ کی قسم! انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو (پھر ان کی کیا کیفیت ہو)؟! آپ نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں اگر وہ آپ کو دیکھ لیں پھر تو وہ آپ کی اور زیادہ عبادت کریں اور آپ کی اور زیادہ تمجید و تسبیح بیان کریں۔ اللہ

قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ! يَا رَبِّ! مَا رَاَوْهَا. قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟! قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ: يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ؛ قَالَ: فَيَقُوْلُ: وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ! مَا رَاَوْهَا. فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟! قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)) متفق عليه.

وفي روايةٍ لمسلم عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ، قَعَدُوْا مَعَهُمْ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَاءِ، فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ - وَهُوَ اَعْلَمُ-: مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْاَرْضِ: يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيُهَلِّلُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيَسْاَلُوْنَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْاَلُوْنِّيْ؟ قَالُوْا: يَسْاَلُوْنَكَ، جَنَّتَكَ. قَالَ: وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا: لَا، اَيْ رَبِّ! قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟! قَالُوْا: وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ. قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِّيْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِكَ يَا

پوچھتا ہے: وہ کیا چیز مانگ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے جنت مانگتے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم! اے رب! انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو (پھر ان کی کیا حالت ہو)؟! آپ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ اس جنت کو دیکھ لیں تو پھر اس کے بارے میں ان کی حرص وطلب اور رغبت بہت زیادہ بڑھ جائے۔ فرمایا: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ عرض کیا وہ آگ (جہنم) سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا: اللہ پوچھتا ہے کیا انھوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں: نہیں! اللہ کی قسم! انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ پوچھتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو (پھر ان کی کیا حالت ہو)؟! فرمایا: فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو وہ اس سے بہت دور بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے: ان (ذکر کرنے والوں) میں ایک ایسا آدمی تھا جو ان میں سے نہیں تھا' وہ تو صرف کسی ضرورت کے تحت وہاں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ (ذکر کرنے والے) ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو چلتے پھرتے رہتے ہیں اور وہ حفاظت کرنے والے فرشتوں سے الگ ہیں' وہ ذکر کی مجلسیں اور محفلیں تلاش کرتے ہیں۔ پس جب وہ ایسی مجلس پاتے ہیں جہاں ذکر ہو رہا ہو تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں کے ساتھ ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کے اور آسمان دنیا کے درمیان خلا کو بھر دیتے ہیں۔ پس جب وہ ذکر کرنے والے الگ الگ ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل فرماتا ہے' حالانکہ وہ خوب جانتا ہے: (فرشتو!) تم

رَبِّ! قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ؟! قَالُوْا: وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ، فَيَقُوْلُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا. قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبِّ! فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إِنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ، فَيَقُوْلُ: وَلَهُ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)).

کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین پر ہیں' وہ تیری تسبیح وتکبیر اور تہلیل وتحمید بیان کرتے اور تجھ سے کچھ مانگتے تھے۔ اللہ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے تھے۔ اللہ پوچھتا ہے کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتا ہے اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو (پھر ان کی کیا حالت ہو)؟! فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ طلب کرتے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے رب! تیری آگ سے پناہ طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں! اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو (پھر ان کی کیا حالت ہوگی)؟! پھر فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے بخشش بھی طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے انہیں بخش دیا اور وہ جس چیز کا سوال کر رہے تھے وہ میں نے انہیں عطا کر دی اور وہ جس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے میں نے اس سے انہیں پناہ دی۔ فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں فلاں آدمی بھی تھا جو بہت گناہ گار تھا' وہ تو صرف وہاں سے گزرتا ہوا ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے بھی بخش دیا (کیونکہ) وہ (ذکر کرنے والے) تو ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔''

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۲۰۸ ـ ۲۰۹ ـ فتح)، ومسلم (۲٦۸۹).

غريب الحديث☆ (تنادوا) ''ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں''۔ (هلموا) ''آؤ''۔ (فيحفونهم) ''وہ انہیں ڈھانپ لیتے ہیں''۔ (يمجدونك) ''تیری عظمت و بڑائی بیان کرتے ہیں''۔ (ملائكة سيارة) ''زمین میں چلنے پھرنے والے فرشتے''۔ (فضلا) حفاظت پر مامور فرشتوں سے زائد فرشتے۔

فقه الحديث☆ ❶ ذکر کرنے والوں اور ذکر کے لیے منعقد ہونے والی مجلسوں اور اجتماعات کی فضیلت کا بیان۔

❷ جو شخص غیر ارادی طور پر بھی نیکی کی کسی مجلس میں شریک ہو جائے وہ بھی ان مجلس والوں کے اجر وثواب میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔

❸ ایسی مجلس جو اللہ کے ذکر کے لیے منعقد ہو وہ فرشتوں کی محبوب مجلس ہوتی ہے۔

❹ بعض اوقات سائل جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے وہ (سائل) خود اس چیز کے بارے میں مسئول سے زیادہ جانتا ہوتا ہے' لیکن وہ اس انداز سے اس چیز کی اہمیت واضح کرنا چاہتا ہے جس کے بارے میں وہ سوال کرتا ہے جس طرح اللہ فرشتوں سے سوال کرتا ہے۔

حالانکہ وہ خود سب کچھ جانتا ہے۔

❺ اگر کسی شخص کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے دنیا میں اللہ کو دیکھا ہے تو وہ اپنے اس دعوئی میں جھوٹا ہے۔

❻ کسی چیز میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔

❼ جنت بہترین نعمتوں اور جہنم انتہائی تکلیف دہ چیزوں پر مشتمل ہے۔

❽ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کے بارے میں رغبت اور طلب مطلوب کے حصول اسباب میں سے ہے۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ ذکر کی جن مجالس کو پسند کرتا ہے وہ ایسی مجالس ہیں جن میں مسنون ذکر مشروع طریقے سے کیا جائے' جہاں قرآن مجید کا دور اور کتاب و سنت کی تعلیم کا اہتمام ہو اس سے مراد وہ حلقہ ہائے ذکر نہیں جو خود ساختہ ہیں' یعنی جن میں اپنے بنائے ہوئے الفاظ اور طریقوں سے ذکر ہوتا ہے جیسے اللہ ھو، اللہ اللہ، ھوھو وغیرہ۔ بعض ''ذکر خفی'' کرتے ہیں' وہ اس میں زبان سے الفاظ ادا نہیں کرتے بلکہ وہ ذکر ناک کے ذریعے سانس نکالنے اور داخل کرنے سے ہوتا ہے اور اس کی ضرب دل پر لگائی جاتی ہے اور سر بھی خوب ہلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ذکر پسند ہیں نہ ایسی محفل ذکر۔ اللہ تعالیٰ کو تو وہی کام پسند ہے جو اس کے اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کیا جائے۔ اسی طرح ''قوالی یا محفل سماع'' کی مجالس کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی گنجائش نہیں۔

۱٤٤٨۔ وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ)). رواه مسلم.

۱۴۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ عزوجل کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں' رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) کے ہاں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۰۰).

غريب الحديث☆ (غشيتهم) ''انہیں ڈھانپ لیتی ہے''۔ (السكينة) یہ وہ حالت ہے جس پر دل مطمئن ہوتا ہے اور شہوات کی طرف مائل ہونے سے باز رہتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ ذکر کی فضیلت نیز اس کی مجالس اور ذکر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان۔

❷ جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے' پس جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یاد کرتا ہے۔

۱٤٤٩۔ وَعَنْ اَبِي وَاقِدٍ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مَعَهُ، اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ، فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ، فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا

۱۴۴۹۔ حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں تین آدمی آئے۔ پس دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک چلا گیا۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقے (مجلس) میں خالی جگہ دیکھی تو وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا شخص ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا تو وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ

أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: أَمَّا أَحَدُهُمْ، فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ، فَآوَاهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ، فَأَعْرَضَ، فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ)). متفقٌ عليهِ.

بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف پناہ دے دی رہا' دوسرا شخص تو اس نے (مجلس میں گھسنے) میں شرم محسوس کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کا معاملہ کیا اور تیسرے آدمی نے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱/ ۱۵٦ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۷٦).

غريب الحديث☆ (نفر) اسم جمع ہے' اس کا اطلاق تین سے دس افراد تک ہوتا ہے ''گروہ'' (فرجة) ''خالی جگہ' کشادگی''۔ (الحلقة) ''ہر گول چیز جو درمیان سے خالی ہو''۔ (أوى إلى الله) ''اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ طلب کی''۔ (فاستحيا) ''اس نے شرم و حیا محسوس کی''۔ (فأعرض) ''اس نے اعراض کیا' بے رخی برتی''۔

فقه الحديث☆ ❶ مجالس ذکر سے مراد وہ علمی حلقے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں تعلم و تعلیم اور دین کی سمجھ بوجھ کے لیے منعقد ہوتے ہیں۔

❷ علم کی بقا کا دارومدار اس کے مذاکرے اور اسے مسلمانوں میں نشر کرنے میں ہے۔

❸ علم و ذکر کی مجالس سے تعلق قائم کرنے کی فضیلت۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ مجلس میں آئے تو جہاں جگہ ملے وہاں ہی بیٹھ جائے' گردنیں پھلانگ کر آگے نہ جائے۔

❹ اگر علمی مجلس میں کہیں خالی جگہ ہو تو اسے پر کرنے کے لیے آگے جانا بھی مستحب ہے لیکن اس سے باقی لوگوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے' اگر تکلیف کا اندیشہ ہو تو پھر جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

❺ مجالس ذکر کے لیے حلقے اور محفلیں منعقد کرنا مستحب ہے۔

❻ جو شخص کسی جگہ پہلے پہنچے تو وہ اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے کہ وہ وہاں بیٹھے۔

❼ علمی مجالس سے کسی عذر کے بغیر اعراض اور بے رخی برتنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

❽ اہل معاصی کے بارے میں زجر و توبیخ کے انداز میں بات کرنا غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔

١٤٥٠ ـ وعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ. قَالَ: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: ((مَا أَجْلَسَكُمْ؟)) قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ

۱۴۵۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجلس میں ایک حلقے کے پاس آئے تو ان سے پوچھا تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ ہاں ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو! میں نے تمہیں جھوٹا سمجھتے ہوئے قسم نہیں اٹھوائی' سنو! کوئی شخص ایسا نہیں جسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھ جیسا تعلق ہو اور پھر وہ مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو' بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''تم

اللّٰهَ، وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا. قَالَ: ((آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: ((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلٰكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِي إِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)). رواه مسلم.

یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس بات پر اس کا شکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت سے نوازا اور اس کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! کیا تم اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے اس لیے قسم نہیں اٹھوائی کہ میں تمھیں جھوٹا یا مشکوک سمجھتا ہوں بلکہ میرے پاس جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے تو انھوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۷۰۱).

فقه الحديث ☆ ❶ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی فضیلت' نیز ادائے علم اور اس کی تبلیغ میں اقتدائے رسول اللہ ﷺ کے شوق کا بیان۔

❷ کسی شخص کے بارے میں شک وشبہ نہ ہونے کے باوجود اس سے قسم اٹھوائی جا سکتی ہے۔

❸ مجالس ذکر کی فضیلت کہ اللہ تعالیٰ انہیں پسند فرماتا ہے اور ان پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔

❹ سنت اور حدیث بھی وحی ہے لیکن یہ وحی غیر متلو ہے۔

۲۴۸۔ بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ

۲۴۸۔ باب: صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ ﴾ [الاعراف : ۲۰۵] قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: ((الْآصَالُ)): جَمْعُ أَصِيْلٍ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ﴾ [طه : ۱۳۰] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴾ [غافر : ۵۵] قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: ((الْعَشِيُّ)): مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، گڑگڑاتے اور ڈرتے ہوئے' نہ کہ اونچی آواز سے' صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔''

اہل لغت نے بیان کیا ہے (الآصال) أصيل کی جمع ہے اور یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔

اور فرمایا: ''اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاکیزگی بیان کرو سورج کے طلوع وغروب ہونے سے قبل''۔

نیز فرمایا: ''صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو''۔

اہل لغت نے کہا ہے کہ (العشي) سورج کے ڈھلنے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔

اور فرمایا: ''(اللہ کا نور ایسے) گھروں میں ملے گا جن کی بابت اللہ نے

أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ﴾ الآية [النور : ٣٦،٣٧].

حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اوران میں اس کا ذکر کیا جائے' وہ ان (مساجد) میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں' ان میں ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کاروبار اورخرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی''۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴾ [ص : ١٨].

اورفرمایا:''بے شک ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیرفرمان کردیا تھا' وہ صبح وشام (حضرت داوٗد علیہ السلام کے ساتھ) اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے''۔

شرح الآیات☆ ان تمام آیات میں صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا بیان ہے' تا کہ صبح کا آغاز اللہ کی عبادت اوراطاعت سے ہو اور دن کا اختتام بھی اسی طرح ہو اور یہ صبح شام کے درمیانی وقت کا کفارہ بن جائے۔ واللہ اعلم!

نیز یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ کاروبار اورخرید وفروخت انہیں اللہ کا ذکر کرنے سے غافل نہیں کرتی اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پہاڑ بھی اللہ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے ہیں' بلکہ فرمایا کہ زمین وآسمان کی ہر چیز نے اپنے یوم تخلیق سے اب تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہی بیان کی ہے اور ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

١٤٥١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ)). رواه مسلم.

۱۴۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص صبح شام سو مرتبہ "سبحان الله وبحمده" پڑھے تو قیامت والے دن اس شخص سے افضل عمل کوئی نہیں لائے گا' سوائے اس شخص کے جس نے اس کی مثل یا اس سے زیادہ دفعہ یہ کلمات کہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩٢).

فقه الحديث ☆ ❶ صبح شام ذکر کرنے کی فضیلت۔

❷ یہ ذکر جتنی بار بھی کیا جائے درست ہے' اس میں سو مرتبہ کی قید نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا (أو زاد) ''یا جو زیادہ مرتبہ یہ کلمات کہے''۔ پس اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ یہ اللہ کو بہت محبوب ہے۔

❸ اللہ کا ذکر قیامت والے دن بندے کے لیے ذخیرہ ہوگا اور اس دن اس کے کام آئے گا جس روز مال واولاد کام نہیں آئے گی۔

١٤٥٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ! قَالَ: ((أَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ تَضُرَّكَ)). رواه مسلم.

۱۴۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! گزشتہ رات مجھے بچھو کے کاٹنے سے بہت تکلیف پہنچی۔ آپ نے فرمایا:''اگر تو شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتا ''میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ اس کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی'' تو یہ بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٠٩).

غريب الحديث☆ (ما لقيت) مجھے بہت تکلیف پہنچی۔ (البارحة) ''گزشتہ رات''۔

فقه الحديث☆ ❶ بندے کو ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

❷ اللہ کے کامل و مکمل کلمات کے ذریعے سے پناہ طلب کرنا جائز ہے' جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام صفت ہے مخلوق نہیں' کیونکہ مخلوق سے تو پناہ طلب کرنا جائز نہیں۔

❸ مخلوق اور ہر موذی شے کے شر سے بچنے کے لیے یہ دعا بچاؤ ہے۔

١٤٥٣ ـ وعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)) وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ. وَإِلَيْكَ النُّشُورُ)).

رواهُ أبو داوُد، وَالتِّرمذِيُّ وَقَال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! تیرے (نام کے) کے ساتھ ہم نے صبح کی اور شام کی' تیرے ساتھ ہی ہم زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوں گے اور تیری ہی طرف اکٹھے ہونا ہے''۔ اور جب آپ شام کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! ہم نے تیرے (نام کے) ساتھ شام کی اور تیرے (نام کے) ساتھ ہی ہم زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہی ہم فوت ہوں گے اور تیری ہی طرف ہم نے لوٹنا ہے''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في الأدب المفرد (١١٩٩)، وأبو داود (٥٠٦٨) والترمذي (٣٣٩١)، وابن ماجه (٣٨٦٨).

فقه الحديث☆ ❶ ہر چیز نے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

❷ بندے کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے منہج کے مطابق ہونی چاہیے۔

❸ دین اسلام ایسا کامل اور اکمل دین ہے کہ اس نے انسان کی زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی فرمائی ہے' پیدائش سے لے کر موت تک' صبح سے شام تک اور ہر سونے سے لے کر بیدار ہونے تک زندگی کا کوئی چھوٹا گوشہ ہو یا بڑا' وہ اسلامی راہنمائی سے محروم نہیں۔

١٤٥٤ ـ وعَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ)) قَالَ: ((قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرمِذِيُّ وَقَالَ:

۱۴۵۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ایسے کلمات بتائیں جنھیں میں صبح شام پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ پڑھا کرو'' اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والے غیب اور ظاہر کو جاننے والے! ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس (کی دعوت) شرک سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں''۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم صبح کرو' جب تم شام کرو اور جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو یہ کلمات پڑھا کرو''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (۱۲۰۲)، وأبو داود (٥٠٦٧)، والترمذي (۳۳۹۲)، وأحمد (۱/ ۹ و ۱۰، ۲/ ۲۹۷).

غريب الحديث☆ (۱) (فاطر السموات والأرض) ''آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود میں لانے والے''۔ (وشركه) ''اس کی دعوت شرک سے''۔

فقه الحديث☆ ❶ صبح وشام اللہ کا ذکر کرنے کی فضیلت۔

❷ خالق اور امر صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے' جو یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔

❸ بندے کو گمراہ کرنے کے اہم ذرائع نفس اور شیطان کا شر ہیں' اس لیے ان کے شر سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

❹ بندے کو صبح شام اس ذکر پر مداومت اختیار کرنی چاہیے۔

١٤٥٥۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ)) قَالَ الرَّاوِي: أُرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ: ((لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)) وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا: ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ)). رواه مسلم.

۱۴۵۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ شام کرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''ہم نے اور اللہ کے ملک نے شام کی' تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں''۔ راوی حدیث کا بیان ہے: میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ کلمات بھی ساتھ فرمائے: ''اسی کے لیے بادشاہی ہے' اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے پروردگار! میں تجھ سے اس خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس بھلائی کا جو اس کے بعد ہے اور میں تجھ سے اس شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے۔ اے میرے رب! میں سستی سے اور بڑھاپے کی تکلیف سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں اس عذاب سے جو آگ میں ہوگا اور اس عذاب سے جو قبر میں ہوگا' تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ اور جب صبح ہوتی تو بھی آپ یہ کلمات پڑھتے (لیکن صبح کے وقت أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ کی جگہ یہ پڑھتے أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ ''ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۲۳).

فقه الحديث☆ ❶ صبح اور شام رات اور دن کے ادل بدل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ رات اور دن کا بدلنا اور صبح اور شام کا ظاہر ہونا یہ بھی اللہ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے اور اس کی قوت وقدرت کا اظہار ہے۔ پس ان اوقات میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔

❷ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور ملک اسی کا ہے' پس مالک اپنے ملک میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

❸ جب بندے کا یہ عقیدہ بن جائے کہ ملک اللہ کا ہے' وہی جائے پناہ ہے تو پھر انسان باقی تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ وہ خالص

اسی کی عبادت کرتا ہے' اسی کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور اسی کا شکر ادا کرتا ہے۔

◆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات و صفات اور اپنے افعال میں یکتا ہے' کوئی اس کا شریک نہیں۔

◆ سستی اور بڑھاپا ایسی آفات ہیں کہ بندے کو عبادت و اطاعت اور ذکر و شکر سے روک دیتی ہیں' اس لیے ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

◆ بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت خوب اور احسن انداز میں کرے' تاکہ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت واسعہ سے جہنم اور قبر کے عذاب سے بچ جائے۔

◆ عذاب قبر کا اثبات۔ اس بارے میں تواتر کے ساتھ احادیث ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین!

١٤٥٦ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ ـ بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَأْ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَالْمعوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِي وَحِيْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۴۵۶۔ حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ (خاء پر پیش) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "تم صبح شام تین تین مرتبہ ﴿قل هو الله احد﴾' ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ پڑھ لیا کرو' یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی"۔ (ابوداود' ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (٥٠٨٢)، والترمذي (٣٥٧٥) بإسناد حسن.

غريب الحديث☆ (المعوذتين) "سورۂ فلق اور سورۃ الناس"۔

فقه الحديث☆ ◆ سورۂ اخلاص، الفلق اور سورۃ الناس کی فضیلت۔

◆ سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۃ الناس کو صبح و شام تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔

◆ "ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی" اس کا مطلب ہے کہ ان کے علاوہ دیگر اذکار کی ضرورت نہیں رہے گی اور دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ ان کے پڑھنے سے اللہ سب موذی چیزوں سے حفاظت فرماتا ہے۔

◆ جو شخص اللہ سے پناہ طلب کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

١٤٥٧ ـ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۴۵۷۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بندہ ہر روز صبح کے وقت اور ہر رات شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھے ﴿بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شيء و فى الأرض ولا فى السماء وهو السميع العليم﴾ "(اللہ کے نام کے ساتھ جس کے (بابرکت) نام کے ہوتے ہوئے زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ آسمان میں سے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے) تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی"۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٦٦٠)، وأبو داود (٥٠٨٨ و ٥٠٨٩).

والترمذی (۳۳۸۸)، وابن ماجه (۳۸٦۹)، والنسائی فی ((عمل الیوم واللیلة)) (۱۵ و ۱٦)، والحاکم (۱/ ۵۱۳).

فقه الحدیث☆ ❶ بندہ مسلم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا رہتا ہے اور اپنی پوری زندگی اس کے نام کے ساتھ بسر کرتا ہے اور ہر قسم کی تکلیف سے اللہ تعالیٰ کی حمایت و تائید سے بچا جاتا ہے خواہ وہ تکلیف کسی انسان کی طرف سے ہو یا حیوان کی طرف سے یا جن کی طرف سے یا شیطان کی طرف سے۔ اس لیے کہ وہ ان تمام چیزوں کے احوال سے واقف ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔

❷ ہر قسم کی تکلیف اور نقصان سے بچنے کے لیے اس دعا کو صبح شام پڑھنا چاہیے۔

عبرت آموز واقعہ: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حدیث کے راوی ابان بن عثمان کو فالج ہو گیا تھا۔ انہوں نے یہ حدیث بیان کی تو ان کا شاگرد تعجب کے ساتھ ابان کی طرف دیکھنے لگا۔ تو حضرت ابان نے کہا: میری طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ اللہ کی قسم! میں نے حدیث بیان کرتے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں باندھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولا (یعنی حدیث بالکل صحیح ہے کہ جو شخص ہر صبح شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی) اصل بات یہ ہے کہ یہ جو مجھے فالج کی تکلیف پہنچی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے کسی وجہ سے غصہ آ گیا اور میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا تھا۔

الشیخ سلیم ہلالی حفظہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ میں کئی چیزیں باعث عبرت ہیں:۔

① غصہ ایسی مصیبت ہے کہ یہ بندے اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

② جب اللہ تعالیٰ اپنی قضا و قدر نافذ کرنا چاہتا ہے تو پھر وہاں تدبیر کام نہیں کرتی۔

③ دعا قضا و قدر کو ٹال دیتی ہے۔

④ حدیث کے راویوں نے کس قدر امانت و عدالت کے ساتھ علم حدیث کو آگے پہنچایا۔ حضرت ابان قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ میں نے جو روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں بالکل امانت کے ساتھ من وعن بیان کی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

⑤ سلف صالحین کی قوت یقین کا بیان کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر کس قدر پختہ یقین تھا کہ آپ نے جو فرمایا ہے اور یہ کہ وہ سچ ہے اگر میں وہ دعا پڑھ لیتا تو مجھے یہ تکلیف نہ پہنچتی۔

۲۴۹۔ بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ الآیات. [آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱].

۲۴۹۔ باب: سونے کے وقت پڑھنے کی دعائیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں وہ جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں''۔

۱٤٥٨۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۵۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ: ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ)) رواهُ البخاري.

جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوتا اور مرتا ہوں''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۱۷) اور (۱۴۴۶) ملاحظہ فرمائیں۔

۱٤٥٩۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ((اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا اَوْ: اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا ـ فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((التَّسْبِيْحُ اَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ)). وفي رواية: ((التَّكْبِيْرُ اَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ)). متفقٌ عليه.

۱۴۵۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ''جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ تو ۳۳، ۳۳ بار اللہ اکبر ، سبحان اللہ اور الحمد للہ کہو'' اور ایک روایت میں سبحان اللہ ۳۴ مرتبہ کہنے کا ذکر ہے اور ایک روایت میں اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ کہنے کا ذکر ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢١٥ ـ ٢١٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٢٧) والرواية الثانية عند البخاري (١١/ ١١٩ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ بندے کو چاہیے کہ وہ جس طرح خود دنیا سے بے رغبتی اور قناعت کی زندگی بسر کرتا ہے اسی طرح اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تلقین کرے۔

مذکورہ واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج کرتیں تو وہ مشقت محسوس کرتیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ایک خادم کی ضرورت لے کر آپ کے پاس پہنچیں تو رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور انہیں یہ وظیفہ سکھایا۔

❷ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ عورت پر اپنے خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خادم کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم یہ خدمت چھوڑ دو بلکہ یہ انہیں وظیفہ بتایا۔

❸ یہ مذکورہ وظیفہ پڑھنے سے کام کاج کرنے سے تھکاوٹ نہیں ہوتی' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خادم کے مطالبے پر یہ وظیفہ بتایا اور فرمایا کہ یہ وظیفہ خادم کے مل جانے سے بہتر ہے۔

❹ اس وظیفے پر مداومت ہونی چاہیے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ وظیفہ سنا ہے تب سے میں نے اسے پڑھنا ترک نہیں کیا۔ ان سے پوچھا گیا کیا صفین کی رات میں بھی ترک نہیں کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! صفین کی رات میں بھی اسے پڑھنا ترک نہیں کیا۔

۱٤٦٠۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا

۱۴۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر لیٹنے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے تہ بند کے اندرونی حصے کے ساتھ بستر کو جھاڑ لے' اس لیے کہ

يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ اَرْفَعُهُ؛ إِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ اَرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ)). متفقٌ عليهِ.

اسے معلوم نہیں کہ اس کے بعد کون اس بستر پر آیا' پھر یہ دعا پڑھے: ''اے میرے رب! میں نے تیرے نام کے ساتھ اپنے پہلو کو بستر پر رکھا ہے اور تیرے ہی نام کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا' اگر تو نے (دوران نیند) میری روح قبض کر لی تو پھر اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو پھر اس کی ویسے ہی حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۲۵ ـ ۱۲۶ ـ فتح)، ومسلم (۲۷۱٤).

غريب الحديث☆ (بداخلة إزاره) ''اپنے تہ بند کی اندرونی طرف سے''۔ (أمسكت نفسي) ''تو نے میری روح قبض کر لی''۔ (إن أرسلتها) ''اگر تو نے اسے چھوڑ دیا'' یعنی دنیا میں باقی رکھا۔

فقه الحديث☆ ❶ بستر پر لیٹنے سے پہلے اسے جھاڑ لینا چاہیے' تاکہ کوئی موذی چیز اس پر نہ ہو۔

❷ بندے کی پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منہج سے مربوط ہونی چاہیے اور تمام کاموں کا آغاز اللہ کے نام کے ساتھ کرنا چاہیے۔

❸ اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور لمحہ بھر کے لیے بھی ہمیں اپنے نفس کے حوالے نہ کرے۔

١٤٦١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. متفقٌ عليهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَاَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَاُ بِهِمَا عَلَى رَاْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. متفقٌ عليهِ.

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: ((النَّفْثُ)): نَفْخٌ لَطِيفٌ بِلَا رِيقٍ.

۱۴۶۱۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنے ہاتھوں میں پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور انہیں اپنے جسم پر پھیر لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر لیٹتے تو آپ اپنی ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے' پھر ان میں پھونک مارتے اور ﴿قل هو الله أحد﴾' ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ پڑھتے' پھر جس قدر ممکن ہوتا آپ ان ہتھیلیوں کو اپنے جسم پر پھیرتے' اپنے سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے۔ آپ تین مرتبہ ایسا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

اہل لغت نے (النفث) کے معنی کیے ہیں ''تھوک کے بغیر لطیف انداز میں پھونک مارنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۶۲'۱۱/۱۵ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۹۲).

فقه الحديث☆ ❶ بستر پر لیٹنے کا مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

❷ قرآن مجید کی تاثیر بیان کی گئی ہے کہ اس کو پڑھ کر جسم پر پھونکنے سے انسان اللہ کے حکم سے شیاطین وغیرہ کے شر سے بچ جاتا ہے۔

❸ دم کرتے وقت جسم پر ہاتھ پھیرنا زیادہ نفع مند ہے۔

❹ معوذات پناہ دینے والی سورتیں یعنی سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۃ الناس ہیں' انہیں معوذات اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ذریعے سے اللہ سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔

١٤٦٢ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ، وَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِي اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِي اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِي اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ)). متفقٌ عليهِ.

۱۴۶۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تم اپنے بستر کی طرف آؤ تو وضو کرو جس طرح تم نماز کے لیے وضو کرتے ہو' پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو: ''اے اللہ! میں نے اپنا نفس تیری طرف سونپ دیا' اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا' اپنی ٹیک تیری طرف لگا دی تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے' تیری گرفت سے بچنے کے لیے' تیرے سوا کوئی ٹھکانا ہے نہ جائے پناہ۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی' تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا'' پس اگر تم (یہ کلمات پڑھ کر) فوت ہو گئے تو تم فطرت اسلام پر فوت ہو گئے اور ان کلمات کو اپنی گفتگو کا آخری حصہ بنانا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۸۱۳) ملاحظہ فرمائیں۔

١٤٦٣ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)). رواهُ مسلمٌ.

۱۴۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ پس کتنے ہی ایسے ہیں جنہیں کوئی کفایت کرنے والا ہے نہ ٹھکانا دینے والا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧١٥).

غريب الحديث☆ ① (آوانا) ہمیں ٹھکانا اور مسکن عطا فرمایا جہاں ہم قرار پکڑتے ہیں۔ ہر بندہ اپنے ٹھکانے ہی پر قرار پکڑتا ہے اس لیے اس نعمت کے حصول پر بندے کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

② جس بندے کو کھانا پینا اور رہائش میسر ہو تو اس کی یقیناً اللہ تعالیٰ نے کفایت کی اور ٹھکانا دیا۔

③ رسول اللہ ﷺ نے نیند کے وقت کھانے پینے کا ذکر کیا' اس لیے کہ کھانے پینے کے بعد ہی بندے کو نیند آتی ہے۔

④ اللہ ہی ہے جو بندے کو بعض چیزوں کے شر سے بچاتا ہے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام فرماتا ہے۔

⑤ بندے کو چاہیے کہ وہ نعمتوں کے حصول پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اپنے سے کم مرتبہ اور کم آسودہ حال لوگوں کو دیکھے تاکہ مزید شکر ادا کرے۔

١٤٦٤ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ

۱۴۶۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب

اللّٰہ ﷺ کَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

سونے کا ارادہ فرماتے تو آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا''۔ (ترمذی حدیث حسن ہے)

وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا؛ وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ابوداؤد نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ آپ یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذى (۳۳۹۸)، وأبو داود (۵۰۴۵)، وأخرجه الترمذى (۳۳۹۹) من حديث البراء بن عازب رضى الله عنه ولم يذكر فيه **((ثلاث مرات))**.

فقه الحديث☆ ❶ دائیں پہلو پر لیٹنا مستحب ہے۔

❷ نبی ﷺ کا اپنے رب کے حضور تواضع اور خضوع کرنے کا بیان۔

❸ انسان کو اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے اور نیک کام مسلسل کرتے رہنا چاہیے جن سے اللہ راضی ہو جائے۔

❹ حشر و معاد کا بیان کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بندوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا اور ان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ (اللهم حاسبنا حسابا يسيرًا) آمین!

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ

دعا کے مسائل

دعا کا لفظ عام ہے جس کا معنی پکارنا ہے' پھر پکارنے والے' پکارے جانے والے' پکار کے موقع محل اور پکارنے والے کی نیت وغیرہ کی مختلف نوعیات کے لحاظ سے اس کے معانی مختلف ہو جاتے ہیں۔قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مذکورہ مختلف نوعیات کے لحاظ سے کئی مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے' چند معانی درج ذیل ہیں:۔

الف) توحید: ﴿قُلْ اِنَّمَا اَدْعُو رَبِّي وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا﴾ [الجن:۲۰]

ب) عبادت: ﴿وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ﴾ [یونس:۱۰۶]

ت) استغاثہ: ﴿وَ ادْعُوْا شُهَدَآئَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة:۲۳]

ث) السوال والطلب: ﴿اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [المومن:۶۰]

ج) النداء: ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [الاسراء:۵۲]

ح) الثناء: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ [الاسراء:۱۱۰]

خ) القول: ﴿دَعْوٰيهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَ اٰخِرُ دَعْوٰيهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [یونس:۱۰]

۲۵۰۔ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ۶۰]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [الأعراف: ۵۵]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ الآية [البقرة: ۱۸۶]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ الآية [النمل: ۶۲]

۲۵۰۔ باب: دعا کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا''۔

اور فرمایا: ''تم اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور پوشیدہ طریقے سے پکارو' بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔

نیز فرمایا: ''اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں (تو آپ بتادیں میں قریب ہوں) میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے''۔

اور فرمایا: ''اور کون ہے جو لاچار کی پکار کو جب وہ پکارے قبول کرتا اور برائی (تکلیف) کو دور کرتا ہے؟''

شرح الآیات: اللہ تعالیٰ ایسی فیاض ذات ہے کہ وہ یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اپنی ہر ضرورت اور پریشانی میں اسے پکاریں' اس سے الحاح وزاری کریں حتیٰ کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی مانگنا ہو تو وہ بھی اسی سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ تو حکم فرماتا ہے کہ مجھ سے مانگو' میں تمہیں دوں گا' بلکہ اگر اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے' اس لیے کہ اس کے پاس لا متناہی اور لازوال خزانے ہیں اور اگر وہ تمام مخلوق کی تمام حوائج وضروریات ایک ہی لمحے میں پوری فرما دے تو اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اس کے برعکس اگر کسی بندے سے مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر میں نے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنا شروع کر دیں تو میں فقیر ہو جاؤں گا' میرا مال کم پڑ جائے گا' اس لیے وہ اپنے دروازے پر دربان بٹھا دیتا ہے کہ مجھ سے کوئی ملاقات کرے نہ کوئی مجھ سے مطالبہ کرے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ خود آواز دیتا ہے' کیا کوئی پکارنے والا ہے کہ میں اس کی پکار کو سنوں اور قبول کروں گا؟ کیا کوئی سائل ہے کہ میں اس کی دادرسی کروں؟ اور کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کو معاف کر دوں؟ یعنی اللہ تعالیٰ خود دعا کرنے کی ترغیب دیتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا'' صرف سنوں گا ہی نہیں بلکہ قبول بھی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مجھے جہری آواز سے پکارنا کوئی ضروری نہیں بلکہ پست آواز میں دعا کرنا بہتر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی شخص کی محتاجی کو کسی پر ظاہر بھی نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا شخص اس کی فریاد کو سن لے۔ نیز فرمایا کہ اگر میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو انہیں بتا دو کہ میں تو بہت قریب ہوں' سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ آخری آیت میں استفہامیہ انداز میں فرمایا کہ مضطر اور لاچار کی فریاد کون سنتا، قبول کرتا اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے لہٰذا صرف اسی سے دعائیں کرنی چاہییں۔

١٤٦٥ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۴۶۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا ہی عبادت ہے''۔ (ابوداود' ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في الأدب المفرد (٧١٤)، وأبو داود (١٤٧٩)، والترمذي (٣٢٤٧ و ٣٣٧٢)، وابن ماجه (٣٨٢٨)، وأحمد (٤/ ٢٦٧ و ٢٧١ و ٢٧٦ و ٢٧٧)، والحاكم (١/ ٤٩١).

فقه الحديث☆ ❶ دعا عبادت کا مغز ہے' اس لیے یہ اخلاص اور صواب پر مشتمل ہونی چاہیے۔

❷ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے' اپنی ضرورت اس کے سامنے پیش کرے اور اس چیز کا اعتراف کرے کہ وہ اس کا مولا اور مددگار ہے' وہ اس کی دعا قبول کرنے پر قادر ہے' خواہ وہ اسے مطلوبہ چیز بھی دے دے یا اسے قیامت کے دن تک مؤخر کر دے یا اس کے عوض اس سے کوئی تکلیف یا اس کے مقدر میں لکھا ہوا کوئی حادثہ دور کر دے۔

❸ بندے کے لیے یہی مستحب ہے کہ وہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور توکل کرے اور اس کے علاوہ کسی سے کسی چیز کی امید نہ رکھے۔

١٤٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوَى ذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

۱۴۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دعاؤں کو ترک کر دیتے تھے۔ (ابوداود۔ سند جید ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٤٨٢).

غريب الحديث☆ (الجوامع) ایسی دعائیں جو الفاظ میں تو کم ہوں لیکن مفہوم میں بہت وسیع ہوں نیز ان دعاؤں میں اہم امور و مطالب کو پیش کیا جائے۔

فقه الحديث☆ ❶ مختصر الفاظ میں دعا کرنا مستحب ہے لیکن ان کا مفہوم جامع ہو۔

❷ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جوامع الکلم عطا فرمائے ان مختصر الفاظ میں مختلف قسم کی حکمتیں اور بہت سے علوم جمع فرما دیے۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ دعا رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں کی جائے کیونکہ وہ الفاظ بہت جامع ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے سکھلائے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جن میں بہت زیادہ تاثیر اور برکت ہے۔

❸ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور مدلل ہو' اس لیے منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے آسان ترین راستہ اختیار کرنا چاہیے اور کسی بات کا مفہوم بیان کرنے کے لیے مختصر الفاظ استعمال کرنے چاہییں۔

١٤٦٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)). متفقٌ عَلَيْهِ.

زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهِ.

۱۴۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: ''اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی خیر و بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر و بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ (جہنم) کے عذاب سے بچا''۔ (متفق علیہ)

مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہی دعا کرتے اور جب کوئی اور دعا کرتے تو اس کے ساتھ یہ دعا بھی کرتے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٨/ ١٨٧ـ١٨٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٩٠) والزيادة عند مسلم.

غريب الحديث☆ (كان أكثر دعاء النبي) ''نبی ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی'' یعنی آپ اس دعا پر دوام فرماتے تھے۔

فقه الحديث☆ ❶ اس دعا کو کثرت سے کرنا مستحب ہے' اس لیے کہ اس کے الفاظ تو مختصر ہیں لیکن مفہوم اس قدر وسیع ہے کہ دونوں جہانوں کی بھلائیوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ بھی یہ دعا اس لیے کثرت سے کرتے تھے کہ اس میں دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا احاطہ ہے اور جہنم کے عذاب سے بچاؤ کی درخواست ہے۔

❸ اسلامی تعلیمات کتنی پر حکمت ہیں کہ دنیا کی طلب بھی بھلائی کے ساتھ مشروط کی ہے کہ یا اللہ! دنیا میں خیر و بھلائی عطا فرما۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''دنیا میں بھلائی عطا فرما'' سے مراد دنیا کی تمام بھلائیاں ہیں' جیسے عافیت، اچھی رہائش، حسین اور صالح بیوی، نیک اولاد، رزق میں کشائش، علم نافع، عمل صالح اور اس طرح کی دیگر چیزیں اور ''آخرت میں بھلائی عطا فرما'' اس میں سب سے اعلیٰ بھلائی جنت میں داخلہ ہے' اس کے علاوہ قیامت والے دن کی گھبراہٹ سے امن اور آسان حساب۔ علاوہ ازیں عرش رحمان کا سایہ' حوض کوثر کا پانی' رسول اللہ ﷺ کی شفاعت جیسے بے شمار اخروی امور اس میں شامل ہیں۔ ''اور عذاب جہنم سے بچا'' اس کے لیے ضروری ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے محارم کے ارتکاب سے اجتناب کیا جائے اور شبہات سے بچا جائے۔

❹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سنت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے جیسا کہ حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل بتایا گیا ہے کہ وہ اس دعا کو کثرت سے پڑھتے تھے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا۔

١٤٦٨ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى، وَالتُّقٰى، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنٰى)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۶۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، عفت و پاکدامنی اور غنا و بے نیازی کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٤٦٩ـ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ)). رواه مسلم.

۱۴۶۹۔ حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام قبول کرتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھاتے اور پھر اسے ان کلمات کے ذریعے دعا کرنے کا حکم فرماتے: ''اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت سے نواز' مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما''۔ (مسلم)

وفي رواية لَهُ عَنْ طَارِقٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّيْ؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ، فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ)).

اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت طارق رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اس وقت جب ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جب اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہا کرو' اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما'' پس یہ کلمات تیرے لیے تیری دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع کر دیں گے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩٧) (٣٥)' والرواية الثانية عنده (٢٦٩٧) (٣٦).

فقه الحديث☆ ❶ دین میں نماز کی اہمیت کا بیان کہ یہ اس کا ستون ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی لوگوں کو خیر و بھلائی سکھانے کی فکر و کوشش۔

❸ بندے کا اپنے گناہوں کا اعتراف اور استغفار اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا سبب ہے۔

❹ بندہ مومن کا سب سے بڑا مقصد ہدایت کی راہنمائی اور اس پر استقامت ہے۔

❺ بندہ مومن کو اگر رزق میں کشائش حاصل ہو جائے تو وہ معاشی پریشانیوں سے آزاد ہو کر اللہ کی اطاعت و عبادت کرتا ہے۔

❻ بندے کو اپنے رب سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں طلب کرنی چاہییں۔

١٤٧٠ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعا) فرمایا کرتے: ''اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٥٤).

فقه الحديث☆ ❶ انسانوں کے دل اللہ کی دو انگلیوں میں ہیں' وہ انہیں جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

❷ بندے کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت و استقامت اور عدم زیغ کے بارے میں مدد طلب کرتا رہے۔ اس لیے کہ اگر بندے کو اس کے اپنے نفس کے سپرد کر دیا جائے تو یہ ہلاک ہو جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں لمحہ بھر کے لیے بھی اپنے نفسوں کے حوالے نہ کرے۔

❸ بندہ مومن نجات کے لیے کوشاں رہتا ہے اور نجات کی راہوں پر چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق طلب کرتے ہوئے صرف ہدایت کے دروازوں پر دستک دیتا ہے۔

١٤٧١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وفي رِوَايَةٍ : قَالَ سُفْيَانُ: أَشُكُّ أَنِّي زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا.

۱۴۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے محنت کی مشقت، شقاوت و بدبختی کے آ لینے' بری تقدیر' فیصلے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگو''۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سفیان نے کہا: مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں سے ایک بات زیادہ بیان کی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱٤۸ و ۵۱۳ ـ فتح)، ومسلم (۲۷۰۷).

غريب الحديث☆ (الجهد) ''مشقت''۔ (الدرك) ''ادراک، الحاق''۔ (الشقاء) ''شدت، تنگی، بدنصیبی''۔ (الشماتة) ''دشمن کی خوشی' اور ایک معنی ہے ''دشمن کو تکلیف آنے پر خوش ہونا''۔

فقه الحديث☆ ❶ مذکورہ اشیاء سے پناہ طلب کرنا مستحب ہے۔

❷ غیر ارادی طور پر مسجع کلام بیان کرنا ناپسندیدہ نہیں' اس لیے کہ یہ تکلف اور تصنع یا بناوٹ نہیں۔

❸ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا مستحب اور مشروع ہے کیونکہ اس طرح بندہ اپنی عاجزی اور تضرع کا اظہار کرتا ہے۔

❹ حدیث کے راویوں کی امانت و دیانت کا بیان کہ اگر کسی چیز کے روایت کرنے میں کوئی شک ہوا تو انھوں نے فوراً بتا دیا' جیسا کہ حضرت ابوسفیان نے بتایا کہ مجھے شک ہے کہ میں نے ایک بات زیادہ بیان کی ہے۔ انھوں نے اس کی وضاحت کر دی' آخری عمر میں انہیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ اضافہ کون سا ہے؟ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخری بات (شماتة الأعداء) ہی ہے۔

١٤٧٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِيْنِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيْهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيْهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میرے دین کی درستی فرما دے' جو میرے امور دنیا کے تحفظ کا ذریعہ ہے' میرے لیے میری دنیا بہتر بنا دے جس میں میں نے زندگی بسر کرنی ہے' میرے لیے میری آخرت بہتر بنا دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور زندگی کو میرے لیے نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا دے اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت کا ذریعہ بنا دے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۲۰).

غریب الحدیث☆ (عصمة أمری) ''میرے معاملات کے تحفظ کا ذریعہ''۔ (التی فیها معاشی) ''جس میں میں نے زندگی بسر کرنی ہے''۔ (التی فیها معادی) ''جس میں میں نے لوٹ کر جانا ہے''۔

فقه الحدیث☆ ❶ اسلام بندے کو تحفظ دیتا ہے اور اسے گناہ و گمراہی میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔

❷ مسلمان اپنی دنیا کی زندگی میں اس طرح محنت کرتا ہے کہ جیسے اس نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور آخرت کے لیے بھی ایسے ہی محنت کرتا ہے جیسے اس نے کل فوت ہو جانا ہے۔

❸ بندہ مسلم کی طویل عمر اعمال خیر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔

❹ بندہ مومن اپنے رب سے ملاقات کر کے فتن و شرور سے بچ کر راحت محسوس کرتا ہے۔

❺ بندہ مومن کو چاہیے کہ وہ اچھے طریقے سے عبادت کرے، عمل کو مضبوط اور پختہ کرے، اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور ہر معاملے میں اس سے مدد طلب کرے۔

١٤٧٣ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِي، وَسَدِّدْنِي)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، وَالسَّدَادَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۷۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''یہ دعا پڑھا کرو اے اللہ! مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے سیدھا رکھ''۔

اور ایک روایت میں ہے: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، استقامت اور ہر کام میں میانہ روی کی درخواست کرتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٢٥).

غریب الحدیث☆ (السداد) ''استقامت اور ہر کام میں میانہ روی'' اس سے مراد یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے تمام کاموں میں سیدھی راہ پر رکھنا۔ (الهدی) ''ہدایت''۔

فقه الحدیث☆ ❶ داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے عمل کو درست رکھے اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ سنت کے مطابق عمل کیا جائے اور اس کے ہر عمل میں جذبۂ اخلاص ہو۔

❷ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام امور میں اللہ سے مدد طلب کرے۔

١٤٧٤ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے عاجز ہو جانے، سستی، بزدلی نیز بڑھاپے اور بخل سے پناہ چاہتا ہوں میں عذاب قبر اور حیات و ممات کے فتنوں سے بھی تیری پناہ طلب کرتا ہوں''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''قرض کے بوجھ اور لوگوں کے تسلط سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧٠٦)، والرواية الثانية عند البخاري (١١/ ١٧٣ ـ فتح).

حدیث کا دوسرا حصہ مسلم کی بجائے بخاری میں ہے، امام نووی رحمہ اللہ کو وہم ہوا ہے۔

غریب الحدیث☆ (الجبن) ''بزدلی''۔ (ضلع الدین) ''قرض کا بوجھ''۔ (غلبة الرجال) ''لوگوں کا غلبہ اور تسلط''۔

فقه الحدیث☆ ❶ یہ دعا جوامع الکلم میں سے ہے' اس لیے کہ رذائل کی تین قسمیں ہیں: (۱) روحانی (۲) جسمانی (۳) خارجی۔ حدیث میں تینوں قسم کے رذائل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

❷ ''عجز و کسل'' دونوں کا آپس میں تعلق ہے' کیونکہ انسان دو وجہ سے کسی کام کے کرنے میں ناکام رہتا ہے: (۱) کام کرنے کی قدرت و طاقت نہ ہو تو پھر انسان اس کام سے عاجز ہوتا ہے۔ (۲) اور اگر قدرت و طاقت ہونے کے باوجود عدم ارادہ کی وجہ سے وہ کام نہ کر سکے تو اسے کسل اور سستی کہتے ہیں اور یہ کیفیت قابل ملامت ہے۔ جیسے کہ بعض اوقات انسان کوئی کام (نماز پڑھنا وغیرہ) کر سکتا ہے لیکن سستی کی وجہ سے نہیں کر پاتا۔

❸ بندے سے متوقع نیکی دو طرح سے ممکن ہے' اس کے مال سے یا اس کے جسم و جان سے۔ اس نیکی میں دو ہی مانع ہیں بخل اور سستی و کمزوری' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پناہ مانگی ہے۔

❹ عذاب قبر کا اثبات اور اس کے فتنے سے پناہ مانگنے کا حکم۔

❺ رسول اللہ ﷺ نے قرض کے بوجھ اور لوگوں کے تسلط و غلبے سے بھی پناہ طلب کی ہے کیونکہ قرض کا غلبہ بندے کی عقل و دانش کو ختم کر دیتا ہے اور لوگوں کا تسلط عزت ختم کر دیتا ہے۔

١٤٧٥ ـ **وَعَنْ** أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ، قَالَ: **((قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ))**. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: **((وَفِيْ بَيْتِيْ))** وَرُوِيَ: **((ظُلْمًا كَثِيْرًا))** وَرُوِيَ **((كَبِيْرًا))** بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، فَيَنْبَغِيْ أَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَيُقَالُ: كَثِيْرًا كَبِيْرًا.

۱۴۷۵۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پڑھا کرو'' اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں' پس تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے معاف کر دے' اور مجھ پر رحم فرما' بے شک تو بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے''۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: (وفی بیتی) کہ ''میں وہ دعا اپنے گھر میں پڑھ لیا کروں''۔ (ظلما کثیرا) کی بجائے (ظلما کبیرا) بھی روایت کیا گیا ہے۔ پس دونوں کو جمع کر لینا چاہیے اور اس طرح پڑھنا چاہیے (ظلمت نفسی ظلما کثیرا کبیرا)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣١٧ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٠٥).

فقه الحدیث☆ ❶ سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

❷ انسان خطا کا پتلا ہے' وہ نیکی کے جس مقام پر بھی پہنچ جائے اس سے غلطی اور کمی کوتاہی ہو جانے کا امکان ہے' اس لیے بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہنا چاہیے۔

❸ گناہ کا اعتراف و اقرار انسان کو توبہ پر آمادہ کرتا ہے اور توبہ سے مغفرت کا دروازہ کھلتا ہے۔

❹ علم حاصل کرنے کے لیے کسی عالم سے رابطہ کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے دعا سکھائیں۔

❺ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفر دون کفر، فسق دون فسق اور ظلم دون ظلم ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "ظلمت نفسی" کی دعا سکھائی لیکن اس ظلم سے مراد شرک نہیں، پس یہ ظلم دون ظلم ہے۔

١٤٧٦ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَهَزْلِي، وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۷۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میری خطا، میری جہالت، میرا اپنے معاملے میں حد سے تجاوز اور میری وہ کوتاہی جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے، اے اللہ! جو میں نے سنجیدگی سے کیا یا غیر سنجیدگی سے کیا، نادانستہ کیا یا عمداً کیا، یہ سب میری ہی طرف سے ہوا، پس تو معاف فرمادے۔ اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے، پوشیدہ اور علانیہ اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، سارے گناہ معاف کر دے، تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ١٩٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٧١٩).

غريب الحديث☆ (الخطيئة) "گناہ، غلطی، خطا"۔ (الإسراف) "کسی بھی معاملے میں حد سے تجاوز کرنا"۔ (وكل ذلك عندي) "یہ تمام گناہ مجھ میں ہیں یا ہو سکتے ہیں"۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع اور خضوع، اس میں امت کے لیے راہنمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام رسالت پر فائز ہونے کے باوجود کس قدر اللہ کے حضور مغفرت کی دعا فرماتے تھے۔ پس امت کو تو کسی بھی لمحے توبہ و استغفار سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ اس لیے کہ امت کے افراد سے تو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔

❷ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام قسم کے گناہوں سے معافی مانگتا رہے اور جو گناہ کر کے بھول گیا ہے ان کی بھی معافی مانگے۔

❸ کسی کو آگے بڑھانا اور کسی کو پیچھے کر دینا یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لیے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

١٤٧٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے: "اے اللہ! میں اس کام کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو میں نے کیا اور اس کام کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٧١٦).

فقه الحديث☆ ❶ نبی ﷺ اپنے رب کے حق میں کمی کے معاملے میں بہت فکر مند رہتے تھے۔

❷ بندے کو اپنے عمل پر کبھی اترانا نہیں چاہیے بلکہ اللہ سے ہر وقت استغفار کرتے ہوئے نیک عمل کرتے رہنا چاہیے اور اس کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے۔ ایک مومن کی یہی شان ہے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان رہتا ہے۔

١٤٧٨ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

۱۴۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا

كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ؛ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بھی کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے، تیری عافیت کے (مصیبت میں) بدل جانے، تیرے اچانک پکڑ لینے اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۳۹).

غريب الحديث☆ (تحول عافيتك) ''تیری عافیت کے (کسی مصیبت میں) بدل جانے سے''۔ (فجاءة نقمتك) ''تیری اچانک پکڑ سے''۔ (جميع سخطك) ''تیری ہر قسم کی ناراضی سے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنا واجب ہے' اس سے اللہ مزید نعمتوں سے نوازتا ہے اور ناشکری زوال نعمت کا سبب ہے۔

❷ نعمت کا چھن جانا یا تو کلیتاً ہوتا ہے یا جزوی طور پر۔ ہر حالت میں اور ہر بری حالت سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اور پھر نعمت کا اچانک چھن جانا بتدریج چھن جانے سے زیادہ شدید ہے۔ اس لیے کہ یہ اچانک سب کچھ ہو جانا اللہ کی سخت ناراضی کا باعث اور مزید محرومی کا پیش خیمہ ہے' جبکہ تدریج میں بندے کے لیے تنبیہ ہوتی ہے کہ ٹھیک ہو جاؤ' اصلاح کر لو اور اپنے رب سے تعلقات بہتر بناؤ' اس کی طرف توبہ کر لو۔

❸ اللہ کی ہر قسم کی ناراضی سے بچنا اور دور رہنا چاہیے۔

۱۴۷۹۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۷۹۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں عجز و کسل، بخیلی اور بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما' اس کا تزکیہ فرما' تو سب سے بہتر تزکیہ کرنے والا ہے' تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ و مددگار ہے۔ اے اللہ! میں ایسے علم سے جو نفع نہ دے' ایسے دل سے جو نہ ڈرے' ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۲۲).

غريب الحديث☆ (آت) ''عطا فرما''۔ (زكها) ''اسے (رذائل سے) پاک کر دے''۔ (وليها) ''تو اس کا کارساز و مددگار ہے''۔ (مولاها) ''تو اس کا مالک و آقا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو گناہوں سے پاک صاف رکھے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب نیکی کے کاموں کی پابندی کی جائے اور گناہ کے کاموں سے اجتناب کیا جائے۔

❷ علم نافع وہی ہے جو انسان کا تزکیہ نفس کرے اور دل میں خشیت الٰہی پیدا کرے اور پھر اس کا باقی تمام اعضاء پر اثر ظاہر ہو۔

❸ ڈرنے والا دل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مضطرب اور خوف زدہ ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے۔

❹ حرص دنیا کی مذمت کی گئی ہے اور اس دنیا کی لذات سے سیر نہ ہونے سے اللہ سے پناہ طلب کی گئی یعنی قناعت کا سوال کیا گیا ہے۔

❺ بندے کو چاہیے کہ وہ دعا کی قبولیت کے لیے جو شرائط ہیں انہیں پورا کرے اور اگر کہیں کوئی کمی ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ دعا کی کی قبولیت کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

① اخلاص: عبادت کی قبولیت کے لیے اخلاص شرط اول ہے' چونکہ دعا عبادت ہے اس لیے اس میں بھی اخلاص شرط ہے۔

② جلدی نہیں کرنی چاہیے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بندے کی دعا قبول فرماتا رہتا ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے''۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! جلدی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے میں اتنے عرصے سے دعا کر رہا ہوں ابھی تک قبول ہی نہیں ہوئی اور وہ مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے''۔

③ خیر کی دعا کرنی چاہیے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک بندہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے'' ۔ یعنی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا: ''اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے بد دعا نہ کیا کرو' ممکن ہے وہ قبولیت کی گھڑی ہو اور تمہاری بد دعا قبول ہو جائے''۔

④ یقین اور حضور قلب: دعا کی قبولیت کے لیے یقین قلب کا ہونا بھی ضروری ہے۔ عدم یقین اور بے خیالی سے دعا نہیں کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا کیا کرو' سن لو! اللہ تعالیٰ غافل دل سے کی ہوئی دعا قبول نہیں فرماتا''۔

⑤ حلال غذا: دعا کی قبولیت کے لیے غذا کا حلال ہونا بھی ضروری ہے' کیونکہ حرام خوری کرنے والے کی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی۔

۱۴۸۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)).

زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: ((وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرا مطیع کر دیا' میں تجھ پر ایمان لایا' میں نے تجھ پر توکل اور بھروسا کیا' تیری طرف ہی رجوع کیا' تیری ہی مدد سے میں (دشمنوں سے) لڑا' میں تجھے ہی حَکم (فیصل) تسلیم کیا' پس تو میرے اگلے اور پچھلے' پوشیدہ اور علانیہ سارے گناہ معاف کر دے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔

بعض راویوں نے یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں ''گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا محض اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ممکن ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۸۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَهٰذَا

۱۴۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں آگ کے فتنے' آگ کے عذاب اور غنا وفقر کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں)

لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ.

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٥٤٣)، والترمذى (٣٤٩٥)، وابن ماجه (٣٨٣٨)، والنسائى (٨/ ٢٦٢ ـ ٢٦٣)، وأحمد (٦/ ٥٧ و ٢٠٧).

غريب الحديث☆ (فتنة النار) ''آگ کے فتنے سے'' اس سے مراد دوزخ کے داروغوں کا وہ سوال ہے کہ جب بھی کوئی گروہ جہنم میں ڈالا جائے گا تو وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ (شر الغنى) ''تونگری کے شر سے'' یعنی مال جمع کرنے کی حرص ومحبت جو حلال وحرام میں تمیز ختم کردے۔ (شر الفقر) ''فقر وتنگ دستی کا شر'' جو انسان کو کسی حرام کے ارتکاب پر مجبور کردے۔

فقه الحديث☆ ❶ ایسے فتنوں سے دور رہنا واجب ہے جو جہنم میں جانے کا باعث بنیں۔
❷ انسان کی آزمائش کبھی امیری کی حالت میں ہوتی ہے اور کبھی غریبی کی حالت میں' یہ دونوں حالتیں فتنہ ہیں۔
❸ امیری کی حالت میں ایسے اسباب سے دور رہنا چاہیے جو انسان کے لیے نقصان دہ ہوں۔ جیسے تکبر، فخر وغرور اور مال جمع کرنے کی حرص، طمع' نیز حرام طریقے سے مال جمع کرنا اور پھر ادائے حق میں بخل سے کام لینا۔
❹ تنگ دستی کے عالم میں بھی ہلاکت کے اسباب سے بچنا چاہیے۔ جیسے تقدیر کا گلہ شکوہ، اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا اور حسد کی آگ میں جلنا یا پھر اس حالت میں مال حاصل کرنے کے لیے حرام ذرائع اختیار کرنا۔
❺ جہنم کی آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

١٤٨٢ ـ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ)). رَوَاهُ التِّرمذيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۸۲۔ حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: ''اے اللہ! میں برے اخلاق، برے اعمال اور (بری) خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذى (٣٥٩١)، والحاكم (١/ ٥٣٢) وغيرهما.

فقه الحديث☆ ❶ اخلاق و اعمال دو قسم کے ہیں: محمودہ و مذمومہ۔ پس جو آپ ﷺ کی سنت کے موافق ہوں وہ محمودہ (قابل تعریف) ہیں اور جو اس کے برعکس ہوں وہ مذمومہ (قابل مذمت) ہیں۔
❷ برے اخلاق جیسے فخر وغرور، تکبر، حسد اور بغاوت وسرکشی۔
❸ برے اعمال جیسے زنا، شراب نوشی اور دیگر محرمات۔
❹ بری خواہشات کی مذمت۔
❺ پس اچھے اخلاق واعمال اور نیک خواہشات کی دعا کرنی چاہیے۔

١٤٨٣ ـ وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً. قَالَ: ((قُلِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ،

۱۴۸۳۔ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کہو' اے اللہ! میں اپنے کان، آنکھ، زبان، دل اور شرم گاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٥٥١)، والترمذي (٣٤٩٢)، والنسائي (٨/ ٢٥٩ـ ٢٦٠).

غريب الحديث☆ (شر سمعي) ''کان کا شر'' جھوٹ، غیبت اور نافرمانی کی دیگر باتیں سننا کان کا شر ہے۔ (شر بصری) ''آنکھ کا شر'' غیر محرم کو دیکھنا یا کسی کو حقارت سے دیکھنا یا دیگر محرمات کو دیکھنا آنکھ کا شر ہے۔ (شر لساني) ''زبان کا شر'' باطل اور لایعنی باتیں کرنا یا حق بیان کرنے سے خاموش رہنا یہ زبان کا شر ہے۔ (شر قلبي) ''دل کا شر'' دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی محبت اور یاد میں مشغول کرنا دل کا شر ہے۔ (شر مني) ''شرم گاہ کا شر''۔

فقه الحديث☆ انسان کے حواس و اعضا نعمتیں ہیں' ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اُن کا شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو عضو جس مقصد کے لیے تخلیق کیا گیا ہے اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ پس ان اعضا کی اس طرح حفاظت کی جائے کہ ان کا استعمال اللہ کی رضا کے مطابق ہو۔ ان کا غلط استعمال گناہ ہے۔ اور پھر ان اعضا کے بارے میں قیامت والے دن سوال ہوگا: ''کیونکہ کان اور آنکھ اور دل' ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔'' الاسراء: ۳۶) اور پھر قیامت والے دن یہی اعضا انسان کے خلاف گواہی دیں گے: ''ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔'' (یٰسین: ۶۵) پس ان اعضا کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔

١٤٨٤ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُوْنِ، وَالْجُذَامِ، وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۴۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں برص، جنون، جذام اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (١٥٥٤)، والنسائي (٥/ ٢٧٠).

غريب الحديث☆ (البرص) ''برص' جسم پر سفید داغ پڑنے کا مرض''۔ (الجنون) ''دیوانگی''۔ (الجذام) ''کوڑھ کی بیماری' اس سے انسانی اعضا ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ (سيىء الأسقام) ''بری بیماریاں''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے ان بری بیماریوں سے پناہ مانگی۔ یہ نہایت خطرناک بیماریاں ہیں' یہ خلقت اور خلق کو تباہ کر دیتی ہیں اور ایسے مریضوں سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔

❷ رسول اللہ ﷺ نے تمام بیماریوں سے پناہ نہیں مانگی۔ کیونکہ بیماری پر اگر صبر کیا جائے تو یہ گناہوں کا کفارہ ہے اور انسان کا بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرنا بھی ناممکن ہے۔ اس لیے اگر بیماری آئے تو انسان کو دعا و دوا کے ساتھ ساتھ صبر بھی کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی اور اجر کی امید بھی رکھنی چاہیے۔

١٤٨٥ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۴۸۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اس لیے کہ وہ برا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اس لیے کہ وہ بری باطنی خصلت ہے''۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (١٥٤٧)، والنسائي (٨/ ٢٦٣).

اس حدیث کی سند حسن ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے محمد بن عجلان کے' وہ صدوق ہے۔

غریب الحدیث☆ (الضجیع) ''مضاجع'' سے ہے' اس سے مراد ایک ہی بستر پر ساتھ سونے والا یعنی ہم نشیں ساتھی۔ (الخیانة) ''امانت کی عدم ادائیگی''۔ (البطانة) ''باطنی خصلت''۔

فقه الحدیث☆ ❶ بھوک کی وجہ سے آرام کرنا مشکل ہو جاتا ہے' اس سے اعضا کمزور ہو جاتے ہیں' عبادت و اطاعت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے مسلسل نفلی روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

❷ ادائے امانت کی ترغیب۔

❸ ہر حال میں مکارم اخلاق پر ثبات واستقامت کا بیان وترغیب۔

❹ اگر کسی شخص میں کوئی بری خصلت ہو تو اسے فوراً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

١٤٨٦ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَهُ فَقَالَ: اِنِّيْ عَجِزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ. فَاَعِنِّيْ. قَالَ: اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْ: ((**اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ**)).
رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۱۴۸۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب غلام ان کے پاس آیا تو اس نے کہا میں اپنی کتابت (کی رقم ادا کرنے) سے عاجز آ گیا ہوں' پس آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے چند کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ ان کی وجہ سے وہ بھی تیری طرف سے ادا فرما دے گا؟ یہ دعا پڑھا کرو: ''اے اللہ! اپنے حلال کے ذریعے سے اپنے حرام سے میری کفایت فرما اور تو اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے مجھے بے نیاز فرما دے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذي (٣٥٦٣)، وأحمد (١/ ١٥٣)، والحاكم (١/ ٥٣٨).

یہ حدیث حسن ہے' لیکن بعض نے اسے عبدالرحمٰن بن اسحاق کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ انہوں نے اسے عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی خیال کیا ہے جو ضعیف ہے جبکہ یہ عبدالرحمٰن بن اسحاق القرشی ہے جو حسن الحدیث ہے۔

غریب الحدیث☆ (عجزت عن کتابتی) ''میں اپنی کتابت (کی رقم ادا کرنے) سے عاجز آ گیا ہوں''۔ (اکفنی) ''میری کفایت فرما''۔

فقه الحدیث☆ ❶ مکاتب کی مدد کرنے کی ترغیب۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا ہے کہ اگر میں اتنی رقم ادا کر دوں تو آزاد ہو جاؤں گا۔

❷ مقروض قرض کی ادائیگی کے لیے سوال کر سکتا ہے۔

❸ رزق حلال قلیل بھی ہو تو وہ حرام کثیر سے بہتر ہے۔

❹ ہر قسم کا فضل اللہ کے اختیار میں ہے اور ہر قسم کی خیر وبھلائی صرف اسی کی طرح منسوب ہونی چاہیے۔

❺ بندے کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ سے مدد طلب کرے۔

❻ حدیث میں مطلق پہاڑ کا ذکر ہے لیکن ایک حدیث میں پہاڑ کا نام ''ثبیر'' بھی مذکور ہے۔ پس قرض کی ادائیگی کے لیے یہ بہترین دعا ہے۔

١٤٨٧ ـ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۸۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

عنهما أن النبي ﷺ علم أباه حصينا كلمتين يدعو بهما: ((اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي، وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو دو کلمے سکھائے جن کے ساتھ وہ دعا کرتے تھے: "اے اللہ! میری رشد و ہدایت میرے دل میں ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه البخاري في ((التاريخ الكبير)) (۳/ ۱)، والترمذي (۳۴۸۳)، والبيهقي في ((الأسماء والصفات)) (ص ۵۳۴)، والدارمي في ((الرد على المريسي)) (ص ۲۴).

یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے کہ اس کی سند میں شبیب صدوق ہے مگر اسے وہم ہوتا ہے اور حسن مدلس ہے' اور وہ یہاں "عن" سے روایت کر رہا ہے۔

غريب الحديث☆ (الرشد) "ہدایت" یعنی گمراہی کی ضد"۔ (أعذني) "مجھے بچا"۔

فقه الحديث☆ ❶ شرورِ نفس اور برے اعمال سے پناہ طلب کرنا واجب ہے اور یہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

❷ انسان کو دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے لمحہ بھر کے لیے بھی اس کے نفس کے سپرد نہ کرے' کیونکہ جو شخص اپنے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

۱۴۸۸ـ وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللّٰهَ تَعَالَى، قَالَ: ((سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ)) فَمَكَثْتُ أَيَّامًا، ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللّٰهَ تَعَالَى، قَالَ لِي: ((يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ! سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۴۸۸ـ حضرت ابو فضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو"۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں چند دن کے بعد پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی چیز سکھائیں جس کا میں اللہ تعالیٰ سے سوال کروں۔ آپ نے مجھے فرمایا: "اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بطرقه ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (۷۲۶)، والترمذي (۳۵۸۱)، وأحمد (۱/ ۲۰۹).

غريب الحديث☆ (العافية) "عافیت" یہ مصدر ہے اور یہ گناہوں کی معافی اور آفات و عیوب سے سلامتی پر دلالت کرتا ہے۔ (مکثت أيامًا) "میں کچھ دن ٹھہرا رہا"۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ سلامتی والا ہے' اس لیے اس سے دنیا و آخرت میں سلامتی طلب کرنی چاہیے۔

❷ جس شخص کو عافیت نصیب ہوگئی اسے دنیا و آخرت کی خیر کثیر نصیب ہوگئی۔ دنیا میں عافیت اسقام و آلام اور مصائب و فتن سے سلامتی ہے اور آخرت میں گناہوں کی معافی اور اللہ تعالیٰ کا قرب مراد ہے۔

❸ صحابہ رضی اللہ عنہم خیر و بھلائی اور حصول علم میں مزید کی جستجو میں رہتے تھے۔

۱۴۸۹ـ وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ

۱۴۸۹ـ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

لِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِيْنِكَ)). رَوَاهُ التِّرمذي، وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

سے عرض کیا اے ام المومنین! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے ہاں ہوتے تو آپ کون سی دعا زیادہ کیا کرتے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ آپ ﷺ یہ دعا اکثر کیا کرتے تھے: ''اے دلوں کے پھیرنے اور بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه الترمذى (٣٥٢٢)، وابن أبى عاصم فى ((السنة)) (٢٢٣ و ٢٣٢)، وأحمد (٦/ ٣٠٢ و ٣١٥)، والآجرى فى ((الشريعة)) (٣١٦).

غريب الحديث☆ (مقلب القلوب) ''دلوں کو پھیرنے والے''۔

فقه الحديث☆ ❶ بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں' وہ جیسے چاہتا ہے انہیں پھیرتا اور الٹ پلٹ کرتا ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کا اپنے آقا و مولیٰ کے سامنے خضوع و تضرع۔

❸ انسان کا انجام اس کے آخری اعمال پر ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

❹ اسلام پر ثابت قدمی بہت بڑی نعمت ہے' بندے کو چاہیے کہ اس کے لیے کوشش کرتا رہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے۔

❺ بندہ لمحہ بھر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اسلام پر ثابت قدم نہیں رہ سکتا' اگر وہ ثبات سے نہ نوازے تو بندے کے ایمان کی عمارت زمین بوس ہو جائے۔ دین اسلام پر ثبات بہت بڑی نعمت ہے' میت کو دفنانے کے بعد اسی ثابت قدمی کے لیے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے: (اللهم ثبته بالقول الثابت) پس انسان دنیا و آخرت میں اس ثابت قدمی کا محتاج رہتا ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ نے ایسی راہیں متعین کی ہیں جن پر چل کر انسان نعمت تثبیت (ثابت قدمی) سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ وہ راہیں اور اسباب درج ذیل ہیں:۔

① اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد:۷)

② قول ثابت: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ (ابراھیم:۲۷)

③ انفاق فی سبیل اللہ: ﴿وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ (البقرة:۲۶۵)

④ الدعاء: ﴿رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا﴾ (البقرة:۲۵۰)

⑤ نیک کام کرنا اور برے کام سے باز رہنا: ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ أَشَدَّ تَثْبِيْتًا﴾ (النساء:۶۶)

⑥ قرآن مجید میں غور و فکر کرنا: ﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ (النحل:۱۰۲)

⑦ سابقہ امتوں کے صالحین اور داعیان حق کے واقعات سے تسلی حاصل کرنا۔ رسول اللہ ﷺ اسی لیے صحابہ کرام کو سابقہ امتوں کے واقعات سنایا کرتے تھے تاکہ انہیں ثابت قدم رہنے میں آسانی ہو۔ جیسا کہ آپ نے بتایا کہ پہلی امتوں کے داعی کو گڑھا کھود کر گاڑ دیا جاتا اور پھر آرے کے ساتھ اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور کسی کے جسم سے لوہے کی کنگھیوں سے گوشت نوچ لیا جاتا وغیرہ۔

⑧ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت۔

⑨ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت و نفرت۔

⑩ کفر سے کراہت اور اس کی طرف لوٹ جانے سے بھی کراہت۔
⑪ آپس میں ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین اور آپس میں رحم کرنے کی تلقین۔
⑫ ذکر اللہ: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد: ۲۸)
⑬ ایمانی تربیت۔
⑭ اس بات کا یقین کہ ان شاء اللہ مستقبل اسلام کا ہے۔

مذکورہ بالا اسباب سے اثبات کی نعمت حاصل ہوسکتی ہے۔

١٤٩٠ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَاَهْلِي، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ)). رَوَاهُ الترمذي وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۴۹۰۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذى (٣٥٥٦)، والحاكم (٢/ ٤٣٣)، وابن عساكر (٥/ ٣٥٢/ ٢).
یہ حدیث عبداللہ بن ربیعہ بن یزید دمشقی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے۔
❷ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی ترغیب اور اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔
❸ نیک لوگوں کی محبت بھی طلب کرنی چاہیے۔
❹ ایسے کام کرنے کی دعا کرنی چاہیے جو انسان کو اللہ کی محبت کے قریب کر دیں۔
❺ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنی جان، اپنے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہونی چاہیے۔
❻ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اسباب اختیار کرنے چاہییں:۔
① دنیا سے بے رغبتی۔
② اللہ تعالیٰ کی معرفت۔
③ تلاوت قرآن اور اس کا فہم۔
④ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت تمام چیزوں کی محبت پر غالب ہونی چاہیے اور ان کی اطاعت سب پر مقدم ہونی چاہیے۔

١٤٩١ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلِظُّوا بِيَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)). رَوَاهُ الترمذي وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ، قَالَ الْحَاكِمُ: حديثٌ صحيحُ الْإِسْنَادِ.

۱۴۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا ذاالجلال والإکرام'' کا خوب اہتمام کرو''۔ (ترمذی اور نسائی نے اسے ربیعہ بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا: حدیث کی سند صحیح ہے)

(اَلِظُّوا) لام پر زیر اور ظاء مشدد، اس کے معنی ہیں اس پکار کا خوب

((أَلِظُّوا)) بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ: الْزَمُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَأَكْثِرُوا مِنْهَا.

التزام واہتمام کرو۔

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه الترمذي (٣٥٢٥).

فقه الحديث☆ اس دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہیے' کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ثنائے تام اور اس کی صفات کمال ہے اور یہ اللہ کی صفات ربوبیت اور الوہیت پر مشتمل ہے۔

١٤٩٢ ـ **وَعَنْ** أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ، لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا؛ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا؛ فَقَالَ: ((**أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ؛ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ**)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۹۲۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں کی' ہم ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رکھ سکے' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کیں لیکن ہم ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں رکھ سکے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتاؤں جو ان سب کو جامع ہو؟ تم یہ کہا کرو: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے کیا اور میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے شر سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ طلب کی۔ تجھی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور تجھی پر (خیر و بھلائی) پہنچانا ہے' گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا صرف اللہ ہی کی توفیق سے ممکن ہے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (٣٥٢١).

اس کی سند ضعیف ہے' اس لیے کہ اس میں لیث بن ابی سلیم اختلاط اور تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (وأنت المستعان) ''اور تو ہی وہ ذات ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے''۔ (عليك البلاغ) ''تیرے ذمہ پہنچانا ہے' یعنی دونوں جہاں کی بھلائی تک تو ہی پہنچاتا ہے۔

فقه الحديث☆ چونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے قابل حجت اور قابل استدلال نہیں۔

١٤٩٣ ـ **وَعَنِ** ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((**اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ**)). رَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُوعَبْدِ اللّٰهِ، وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

۱۴۹۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا بھی تھی: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کر دینے والی چیزوں کا' تیری مغفرت کو واجب کر دینے والے اعمال کا' ہر گناہ سے سلامتی کا' ہر نیکی کے حصے کا' جنت کی کامیابی کا اور آگ سے نجات کا سوال کرتا ہوں''۔ (امام حاکم ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے اسے روایت کیا اور کہا کہ یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف جداً ـ أخرجه الحاكم (١/ ٥٢٥).

اس کی سند حمید بن عطاء الاعرج کی وجہ سے ضعیف ہے' کیونکہ وہ متروک ہے۔

غريب الحديث☆ (موجبات رحمتك) ''وہ چیزیں جو تیری رحمت کو واجب کردیں''۔ (عزائم مغفرتك) ''وہ اعمال جو تیری مغفرت کو واجب کردیں''۔ (البر) ''اطاعت، نیکی''۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال اور قابل حجت نہیں۔ ضعیف حدیث سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا خواہ وہ احکام میں سے ہو یا فضائل میں سے۔

۲۵۱۔ بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

۲۵۱۔ باب: پیٹھ پیچھے دعا کرنے کی فضیلت

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس کی غیر موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی موجودگی میں بھی حق کے ساتھ اس کی مدد کرتا ہے۔ وہ اسے ظالم کے سپرد کرتا ہے نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے۔ بلکہ اسلام نے تو اپنے پیروکاروں کو یہ ترغیب دی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے ان کی غیر موجودگی میں ہدایت و ارشاد اور طلب مغفرت کے لیے دعائیں کرتے رہیں' تاکہ ان کے دل اور زبان اس کے لیے خیر کے متعلق مصروف و مشغول رہیں اور ان کی غیبت سے محفوظ رہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ [الحشر : ١٠]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد : ١٩]. وَقَالَ تَعَالَى اِخْبَارًا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ [ابراهيم : ٤١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور (ان کے لیے جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔

نیز فرمایا: ''اور اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے (بھی)''۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا: ''اے ہمارے رب! مجھے بخش دے' میرے والدین کو اور مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

شرح الآيات☆ ان تمام آیات میں پیٹھ پیچھے دوسروں کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا بیان ہے۔ پہلی آیت میں مومنوں کے طرز دعا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے ایمان لانے والے بھائیوں کے بارے میں دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ! ان کی مغفرت فرما۔ دوسری آیت میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے مغفرت طلب کریں۔

تیسری آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے کہ انھوں نے اپنے والدین اور مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کے لیے یہ دعا شروع میں تھی لیکن جب اللہ نے انہیں بتادیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو پھر انھوں نے بیزاری ظاہر کردی' جیسا کہ سورۂ توبہ میں ہے: ''اور ابراہیم کا اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت مانگنا' وہ صرف وعدہ کے سبب تھا جو انہوں نے اس سے کرلیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہوگئے۔ واقعی ابراہیم بڑے رحیم المزاج اور حلیم الطبع تھے''۔ (التوبۃ: ۱۱۴)

١٤٩٤ ـ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ

۱۴۹۴۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب بھی کوئی مسلمان اپنے (دینی) بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: تیرے لیے بھی اس کی

الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ)). رواه مسلم.

مثل ہو"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۳۲).

غريب الحديث☆ (لأخيه) "اپنے بھائی کے لیے" یعنی مسلمان بھائی کے لیے۔ (بظهر الغيب) "پیٹھ پیچھے"۔ (بمثل) اس کی مثل جو تونے دعا کی۔

۱٤۹٥ـ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِيْنَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ)). رواه مسلم.

۱۴۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: "مسلمان آدمی کی اپنے (دینی) بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا قبول ہوتی ہے' اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے' وہ آدمی جب بھی اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرتا ہے تو وہ مقرر فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۷۳۳).

غريب الحديث☆ (مستجابة) "قبول ہوتی ہے" سین مبالغے کے لیے ہے۔ (ملك موكل) اس عمل کے لیے خصوصی طور پر جو فرشتہ مامور ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اسلام تمام حالات واوقات میں مسلمانوں کے درمیان رابطے اور رشتہ اخوت کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہے۔

❷ پیٹھ پیچھے دعا کرنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے' اس لیے کہ اس میں اخلاص اور حضور قلب زیادہ ہوتا ہے' یہ کوئی رسمی یا رواجی دعا نہیں ہوتی۔

❸ مسلمان بھائیوں کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرنے کی فضیلت اور یہ کہ ایسی دعا رد نہیں کی جاتی۔

❹ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا کرے۔

❺ فرشتوں میں سے بعض فرشتے اس کام پر مامور ہیں کہ جہاں کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو یہ اس پر آمین کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ فرشتے صرف خیر و بھلائی کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

❻ ابوبکر طرطوشی نے "الدعاء المأثور و آدابه (ص:۷۰)" میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جب تم اپنے مسلمان بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرتے ہو تو وہ قبول ہوتی ہے' اس لیے کہ وہ آپ کے پاس موجود نہیں اور ہمیں امید ہے کہ تمہارے بارے میں فرشتے کی دعا بھی قبول ہوگی' اس لیے کہ تم بھی تو فرشتے سے غائب ہو۔

۲۵۲۔ بَابُ فِيْ مَسَائِلَ مِنَ الدُّعَاءِ

۲۵۲۔ باب: دعا کے متعلق بعض مسائل

۱٤۹٦ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسنٌ صحيحٌ.

۱۴۹۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ کوئی نیک سلوک کیا جائے اور وہ اس نیک سلوک کرنے والے کے لیے "جزاک اللہ خیرا" (اللہ تعالیٰ تجھے اس کی بہترین جزا دے) کہہ دے تو اس نے (اس محسن کی) خوب تعریف کی۔" (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذی (۲۰۳٥)، والنسائی فی ((عمل اليوم والليلة)) (۱۸۰)، ومن

طريقه ابن السنى فى ((عمل اليوم والليلة)) (۲۷۵)، والطبرانى فى ((الصغير)) (۲/۱۴۸).

غريب الحديث☆ (أبلغ فى الثناء) ''اس نے (اس محسن کی) خوب تعریف کی یعنی اس شخص نے اپنی عاجزی کا اظہار کیا اور اس کے اجر کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی ترغیب۔

❷ نیکی کرنے والے کو نیک بدلہ دینا چاہیے۔

❸ اگر احسان کے بدلے میں احسان کرنے کی استطاعت نہ ہو تو پھر احسان کرنے والے کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے۔

❹ اہل فضل کی فضیلت کا اعتراف اور اس کے لیے اچھے جذبات رکھنا مومنوں کا شیوہ ہے۔

❺ مسلمان اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملات صاف رکھتا ہے' تکلف سے کام نہیں لیتا۔

❻ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' انسان جس معاملے میں عاجز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے' اس لیے کہ وہ ہر چیز پر قادر و غالب ہے۔

❼ بندوں کی نسبت اللہ تعالیٰ پوری پوری اور بہتر جزا عطا فرماتا ہے۔

❽ بعض لوگ ''جزاک الله خیرا'' کے ساتھ ''و أطعمك طيرًا وزوجك الله حورًا'' کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں' یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں اضافہ ہے اور دعا میں زیادتی ہے۔

۱۴۹۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءً، فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ)). رواه مسلم.

۱۴۹۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لیے بددعا کرو نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے اموال ہی کے لیے بددعا کرو (ہو سکتا ہے کہ) تم اللہ کی طرف سے اس گھڑی کو پالو جس میں اس سے جو مانگا جائے تو وہ تمہارے لیے قبول کر لے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۳۰۰۹).

فقه الحديث☆ ❶ انسان طبعاً جلد باز ہے' ذرا سی تکلیف پر گھبرا جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے یا پھر فوراً طیش میں آ جاتا ہے اور بد دعائیں کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حدیث میں انسان کو اپنے لیے' اپنی اولاد کے لیے اور اپنے اموال اور کاروبار کے لیے بددعا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

❷ بددعا کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ کہیں یہ بددعا وقت اجابت کو پالے اور بعد میں انسان کف افسوس ملتا ہے۔

❸ بددعا نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بارے میں دعائے خیر ہی کیا کرو۔ اس لیے کہ تم جو دعا کرتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں''۔

❹ ویسے تو اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر آن اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے لیکن کچھ ایسے اوقات بھی ہیں کہ ان میں کی گئی دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے' جیسے رات کا آخری وقت' جمعہ کا دن' اذان واقامت کے درمیان' سجدوں کے دوران' فرض نمازوں کے بعد' گھمسان کی لڑائی کے وقت' بارش کے وقت' عرفہ کے دن' مرغ کی آواز (اذان) سنتے وقت' میت کی آنکھیں بند کرتے وقت' شب قدر میں' افطار کے وقت اور روزہ دار کی دعا۔ ان تمام اوقات کی تفصیل کے لیے الشیخ الہلالی کی کتاب ''النبذا لمستطابة فی الدعوات المستجابة'' ملاحظہ فرمائیں۔

◆ بندے کو چاہیے کہ زبان سے کوئی بات نکالتے وقت اس اصول پر عمل کرے "پہلے تولو پھر بولو"۔

١٤٩٨ ـ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)). رواه مسلم.

۱۴۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے' پس تم سجدے میں خوب دعا کیا کرو"۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴۲۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٤٩٩ ـ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي، فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: ((يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيْبُ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ، وَيَدَعُ الدُّعَاءَ)).

۱۴۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہ کرے' (یعنی) وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی لیکن وہ میرے حق میں قبول ہی نہیں ہوئی"۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی روایت میں ہے: "بندہ جب تک گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے"۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "بندہ کہتا ہے میں نے دعا کی پھر دعا کی لیکن مجھے تو وہ اپنے حق میں قبول ہوتی نظر نہیں آتی' پس وہ اس وقت مایوس ہو جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (١١/ ١٤٠ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٣٥)' والرواية الثانية لمسلم (٢٧٢٥ ـ (٩٢).

غریب الحدیث☆ **(مالم يستعجل)** "جب تک وہ جلد بازی نہ کرے"۔ **(إثم)** "گناہ' معصیت"۔ **(يستحسر)** "وہ مایوس ہو جاتا ہے' تھک جاتا ہے"۔

فقہ الحدیث☆ ◆ دعا کرنے کی ترغیب' اس لیے کہ یہ عبادت کا مغز ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کی ضمانت دی ہے۔

◆ دعا کی قبولیت کے راستے میں جلد بازی' گناہ کی دعا' مایوسی اور دعا کرنا چھوڑ دینا رکاوٹیں ہیں۔

◆ جلد بازی انسان کو دعا جیسی عبادت سے دور کر دیتی ہے۔

◆ تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں' اس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے اور ہر کام کے لیے وقت مقرر ہے۔ وہ بندوں کی جلدی مچانے سے اپنے پروگرام میں تبدیلی نہیں کرتا۔

١٥٠٠ ـ وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ: ((جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ

۱۵۰۰۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: گیا کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن

الْمَكْتُوبَاتِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ. ہے)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه الترمذى (٣٤٩٩)، والنسائى فى ((عمل اليوم والليلة)) (١٠٨).

اس حدیث کی سند ضعیف ہے' کیونکہ ابن سابط نے ابوامامہ سے کچھ نہیں سنا' لیکن اس کا ایک شاہد ترمذی (۳۵۶۰۔تحفۃ) نسائی (۱/۱۷۹) اور الحاکم (۱/۲۰۹) میں موجود ہے۔ اسے امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

غریب الحدیث☆ (جوف الليل) ''رات کے آخری حصے کے وقت''۔ (دبر الصلوات المكتوبات) ''فرض نمازوں کے بعد''۔

فقه الحديث☆ ❶ رات کی گھڑیوں میں کی گئی دعا قبول ہوتی ہے' اس وقت ہر طرف سکون ہوتا ہے' لوگ سوئے ہوتے ہیں' مگر یہ شخص بیدار ہو کر آسمان و زمین کی تخلیق پر غور وفکر کرتا ہے' اپنے دل میں خالق کی عظمت بٹھاتا ہے' اپنے رب کے سامنے اپنی حاجت پیش کرتا ہے اور رب سے رحمت کی امید کے ساتھ دست سوال دراز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنی رحمت کے ساتھ ڈھانپ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (الذاریات: ۱۷-۱۸) ''وہ (اہل جنت) راتوں کو کم ہی سویا کرتے تھے اور اوقات سحر میں وہ استغفار (معافی کے لیے دعائیں) کیا کرتے تھے''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا کرے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا' جو مجھ سے سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو شخص مجھ سے مغفرت طلب کرے گا میں اسے معاف کر دوں گا''۔

رات کو کسی بھی وقت دعا کی جا سکتی ہے لیکن رات کے آخری حصے میں دعا کرنا زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ جیسا کہ حدیث باب سے واضح ہے۔ ابوبکر طرطوشی نے ''الدعاء المأثور وآدبه (۶۸)'' میں لکھا ہے: ''وہ شخص فقیہ نہیں جسے اللہ سے کوئی کام اور حاجت ہو اور پھر وہ شب زندہ نہ ہو''۔

❷ فرض نمازوں کے بعد قبولیت کا وقت ہے' نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنی چاہیے' اس وقت قبولیت کے امکانات زیادہ ہیں۔ اور آیا یہ دعا انفرادی طور پر کی جائے یا اجتماعی طور پر؟ تو یہ بھی ایک اختلافی مسئلہ ہے' مختصر یہ کہ اجتماعی دعا کے بارے میں کوئی واضح نص نہیں' دوسری بات یہ ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے کا حکم ہے باجماعت دعا کرنے کا حکم نہیں۔

١٥٠١ ـ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ اِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا، اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا. مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ، اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اِذًا نُكْثِرُ قَالَ: ((اَللّٰهُ اَكْثَرُ)). رَوَاهُ الترمذي وقال: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ' وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ: ((اَوْ يَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا)).

۱۵۰۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روئے زمین پر جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ اسے وہی چیز عطا کر دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی تکلیف دور کر دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا''۔ پس لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کی: تب تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ بھی خوب کثرت سے دینے والا ہے''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ امام حاکم نے اسے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا ہے: ''یا اس کے لیے اس کی مثل اجر ذخیرہ فرما دیتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذى (٣٥٧٣)، وأما حديث أبى سعيد الخدرى ؛ فأخرجه أحمد (٣/ ١٨)، والحاكم (١/ ٤٩٣).

غريب الحديث☆ (إذا نكثر) ''تب تو ہم زیادہ دعائیں کریں گے''۔ (الله أكثر) ''اللہ تعالیٰ تمہاری مانگ سے زیادہ عطا کرنے والا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے' رد نہیں ہوتی لیکن اس کے کچھ آداب و شروط ہیں' اس لیے بندے کو دعا کی قبولیت کے لیے جلدی نہیں مچانی چاہیے۔

❷ مسلمان کی دعا تین امور کے تحت ہے:۔

① دعا قبول ہوگئی جو مانگا مل گیا۔

② اسی کی مثل کوئی تکلیف دور ہوگئی۔

③ روز قیامت کے لیے ذخیرہ کرلی گئی' وہاں اس کی مثل اجر و ثواب ملے گا۔

❸ اللہ تعالیٰ کے خزانے بھرے پڑے ہیں اور اللہ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں' وہ دن رات خرچ کرتا ہے لیکن ان میں کمی نہیں آتی۔

❹ دعا میں خضوع اور الحاح ہونا چاہیے' اس میں اللہ کے حضور تضرع اور عاجزی و محتاجی کا اظہار ہو۔

❺ اللہ کی عظمت و شان بہت بلند ہے' اس لیے اس ذات سے سوال بھی اس کی شان و عظمت کے مطابق ہونا چاہیے۔

١٥٠٢ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ، وَرَبُّ الْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۰۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکلیف اور بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عظمتوں والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ آسمانوں' زمین اور عرش کریم کا مالک ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخارى (١١/ ١٤٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٣٠).

غريب الحديث☆ (الكرب) ''تکلیف، بے چینی''۔

فقه الحديث☆ ❶ تکلیف اور بے چینی کے وقت اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

❷ تکلیف، مصیبت اور بے چینی کے وقت بہترین دعا یہی ہے کہ اللہ کی توحید کو دل میں بٹھایا جائے' اللہ کے اسماء و صفات کے ساتھ اس کے حضور دعا کی جائے' اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ اس دعا میں اللہ کی عظمت اور بردباری کا ذکر ہے۔ عظمت سے مراد اللہ کی تمام امور پر قدرت ہے اور حلم و بردباری اللہ کے علم پر دلالت کرتی ہے۔

❸ آسمانوں، زمین اور عرش عظیم کا مالک اللہ ہے اور وہی معبود حقیقی ہے۔

٢٥٣ ـ بَابُ كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ

۲۵۳۔ باب: اولیاء کی کرامات اور ان کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سن لو! اللہ کے ولی' ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [يونس : ٦٢-٦٤]. وَقَالَ تعالى: ﴿ وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ ﴾ [مريم : ٢٥، ٢٦] وقال تعالى: ﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [آل عمران : ٣٧]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَأْوٗا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ﴾ [الكهف : ١٦، ١٧].

غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے ان کے لیے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوش خبری ہے۔ اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں' یہ ہے بڑی کامیابی''۔

اور فرمایا: ''اے مریم! اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا' تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی' پس کھاؤ اور پیو''۔

نیز فرمایا: ''جب بھی زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے۔ انھوں نے پوچھا: اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئے؟ انھوں نے کہا اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے''۔

اور فرمایا: ''جب تم ان کافروں اور ان کے ان معبودوں سے الگ ہو گئے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں تو اب غار کی طرف ٹھکانا پکڑو' تمہارے لیے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا۔ اور تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار کے داہنی طرف کو ہو کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو ان سے کترا کر نکل جاتا ہے''۔

شرح الآیات☆ کرامت: کسی مخلص مسلمان سے خرق عادت کسی واقعہ کے ظہور کو کرامت کہتے ہیں اور یہ غیر نبی سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ نبی سے خرق عادت ظہور پذیر ہونے والے واقعہ کو معجزہ کہتے ہیں۔ کرامت ہو یا معجزہ دونوں میں سے کوئی بھی ولی یا نبی کے حکم سے ظاہر نہیں ہوتا اور نہ یہ ان کے اختیار میں ہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

خرق عادت واقعہ سے مراد عام عادی اسباب سے ہٹ کر کسی واقعہ کا ظہور پذیر ہونا' جیسے آگ کا کام جلانا ہے لیکن وہ نہ جلائے اور سوکھے درخت سے غیر موسم کے پھل ظاہر ہو جانا وغیرہ۔

پہلی آیت میں اولیاء اللہ کی پہچان بتائی گئی ہے کہ وہ مومن اور متقی ہیں۔ پس ہر متقی و مومن شخص اللہ کا ولی ہے' جب یہ اللہ کے دربار میں پیش ہوں گے تو انہیں قیامت والے دن کی ہولناکیوں کا خوف ہوگا نہ وہ دنیا کے بارے میں غمگین ہوں گے۔ پھر ان کے لیے دنیا و آخرت کی زندگی کے لیے خوشخبری ہے اور یہ خوشخبری اس ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ہے جس کی بات بدلتی نہیں۔ پس یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

دوسری آیت میں حضرت مریم علیہا السلام سے کہا جا رہا ہے کہ آپ اس کھجور کے تنے کو ہلائیں' اللہ تعالیٰ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے گا۔
اس آیت سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱) اولیاء اللہ کے لیے کرامت ثابت ہے۔
(۲) حالت نفاس میں عورت کے لیے تازہ کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں۔
(۳) تازہ کھجوریں گرنے میں دو کرامتیں ہیں' تازہ کھجوروں کا گرنا بھی کرامت ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کا اس تکلیف دہ حالت میں اس تنے کو ہلانا بھی کرامت ہے اور یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوا۔

تیسری آیت میں حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ جس جگہ عبادت کرتی تھیں وہاں ان کے پاس غیر موسم کے پھل ہوتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام (حضرت مریم علیہا السلام کے ماموں) جب بھی ان کے پاس جاتے تو وہاں غیر موسم کے پھل دیکھ کر پوچھتے کہ مریم! یہ کہاں سے آئے؟ وہ بیان کرتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں' اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے روزی دیتا ہے۔

چوتھی آیت میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ مومن لوگ اپنا ایمان بچانے کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر غار میں پناہ گزیں ہو گئے اور اللہ نے اپنے ان مومن بندوں کی اس طرح حفاظت فرمائی کہ وہ تین سو نو سال تک وہاں سوئے رہے اور اللہ نے ان کی خاطر سورج کے راستے کو بدل دیا کہ طلوع وغروب کے وقت وہ ان کے غار کے منہ سے کترا کر گزرتا۔ یہ وہ خرق عادت امور ہیں جو نیک لوگوں سے ظہور پذیر ہوتے ہیں لیکن ان کے ظہور میں ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ ولی کے لیے مومن اور متقی ہونا تو شرط ہے لیکن ولی سے کرامت کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں۔ کرامت ایک الگ شرف وفضیلت ہے' اللہ تعالیٰ جسے چاہے عنایت فرمادے۔

۱۵۰۳۔ وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ، فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ، فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ)) اَوْ كَمَا قَالَ، وَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ وَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ. قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهٗ: مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ؟ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ وَقَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ قَالَ: فَذَهَبْتُ اَنَا، فَاخْتَبَاْتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوْا لَا هَنِيْئًا، وَاللّٰهِ! لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا، قَالَ: وَاَيْمُ اللّٰهِ! مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا

۱۵۰۳۔ حضرت ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر قسم کے لوگ تھے' ایک دفعہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو (اپنے ساتھ) لے جائے اور جس شخص کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے آدمی کو ساتھ لے جائے''۔ یا جیسے آپ نے فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے اور نبی ﷺ دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے چلے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی ﷺ کے ساتھ کھایا پھر کچھ دیر ٹھہرے رہے حتیٰ کہ نماز عشاء ادا کی' پھر رات کا جتنا حصہ اللہ نے چاہا گزر چکا تو آپ گھر لوٹے' پس آپ کی بیوی نے کہا آپ کو اپنے مہمانوں کی ضیافت سے کس چیز نے روکے رکھا تھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے انہیں رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ ان کی بیوی نے کہا: انھوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا حالانکہ گھر والوں نے تو انہیں کھانا پیش کر دیا تھا۔ حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں تو جلدی سے گیا اور چھپ گیا' پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ناداں! پس

رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا، وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَنَظَرَ اِلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهِ: يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْآنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ: اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِيْ يَمِيْنَهُ. ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الْاَجَلُ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ، اَللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ.

وفي رِوَايَةٍ: فَحَلَفَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَطْعَمُهُ، فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ لَا تَطْعَمُهُ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ - اَوِ الْاَضْيَافُ- اَنْ لَا يَطْعَمَهُ، اَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمَهُ، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: هٰذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ، فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا، فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْآنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ اَنْ نَاْكُلَ، فَاَكَلُوْا، وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ اَنَّهُ اَكَلَ مِنْهَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: دُوْنَكَ اَضْيَافَكَ، فَاِنِّيْ مُنْطَلِقٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ اَنْ اَجِيْءَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَاَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: اَطْعَمُوْا؛ فَقَالُوْا: اَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اَطْعَمُوْا، قَالُوْا: مَا نَحْنُ بِآكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا، قَالَ: اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ، فَاِنَّهُ اِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا، لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا، فَعَرَفْتُ اَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ

وہ مجھ سے ناراض ہوئے اور برا بھلا کہا اور (مہمانوں سے) کہا: کھاؤ' تمہارے لیے خوشگوار نہ ہو! اللہ کی قسم! میں تو اسے چکھوں گا بھی نہیں۔ راوی حدیث حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم جو بھی لقمہ لیتے تو کھانا اس کے نیچے سے اس سے کئی گنا بڑھ جاتا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ ہو گیا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کھانے کی طرف دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا: اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! (یہ غیر اللہ کی قسم حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے) یہ کھانا تو اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھایا اور کہا: وہ (کھانا نہ کھانے کی قسم کا واقعہ) شیطان کی طرف سے تھا۔ پھر انھوں نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اس کھانے کو نبی ﷺ کے پاس لے گئے تو وہ کھانا صبح تک آپ کے پاس رہا۔ ان دنوں ہمارے اور ایک قوم کے درمیان ایک معاہدہ تھا اور اس کی مدت ختم ہو چکی تھی' پس ہم بارہ آدمی (بطور نگران یا بطور جاسوس) ادھر ادھر گئے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ لوگ تھے' ان کی تعداد کا علم اللہ کو ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے' پس ان سب نے اس میں سے کھانا کھایا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے' (اس کی) بیوی نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی نہیں کھائے گی' ایک مہمان یا سب مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے حتیٰ کہ وہ (میزبان) بھی ہمارے ساتھ کھائے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ پس انھوں نے کھانا منگوایا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ وہ جو بھی لقمہ اٹھاتے تو کھانا نیچے سے اور زیادہ ہو جاتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ تو اب ہمارے کھانا کھانے سے پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ پس ان سب نے کھایا اور پھر اسے نبی ﷺ کو بھی بھیجا۔ راوی نے ذکر کیا کہ آپ نے بھی اس میں سے کھایا۔

عَنْهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فَسَكَتُّ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فَسَكَتُّ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَا جِئْتَ! فَخَرَجْتُ، فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ، فَقَالُوْا: صَدَقَ، أَتَانَا بِهِ. فَقَالَ: إِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ! لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ الْآخَرُوْنَ: وَاللّٰهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ مَا لَكُمْ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ، فَجَاءَ بِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ، فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ. الْأُوْلٰى مِنَ الشَّيْطَانِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا. متفقٌ عليه.

قَوْلُهُ: ((غُنْثَرُ)) بغَيْنٍ معجمةٍ مضمومةٍ، ثم نونٍ ساكِنةٍ، ثم ثاءٍ مثلثةٍ وَهُوَ: الغَبِيُّ الْجَاهِلُ، وقوله: ((فَجَدَّعَ)) أي: شَتَمَهُ، وَالجَدْعُ: القَطْعُ. قوله: ((يَجِدُ عَلَيَّ)) هو بكسر الجيم، أَيْ: يَغْضِبُ.

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اپنے مہمانوں کا خیال رکھنا اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا ہوں، پس تم میرے آنے سے پہلے ان کی خاطر مدارات سے فارغ ہو جانا۔ پس عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ گئے اور جو کچھ تھا ان کی خدمت میں لے آئے اور کہا: کھانا کھاؤ' مہمانوں نے کہا: ہمارے گھر کے مالک کہاں ہیں؟ حضرت عبدالرحمٰن نے پھر کہا: کھاؤ! انھوں نے کہا: ہم تو کھانا نہیں کھائیں گے' حتیٰ کہ ہمارے گھر کا مالک (میزبان) آجائے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا آپ ہماری طرف سے مہمان نوازی قبول کریں' اس لیے کہ اگر وہ آگئے اور تم نے کھانا نہیں کھایا ہوگا تو ہمیں ان کی طرف سے ناراضی سہنا پڑے گی۔ لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ پس میں نے جان لیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ پس جب وہ آئے تو میں ان سے ایک طرف ہو گیا (سامنے نہ آیا) انھوں نے مہمانوں سے پوچھا تم نے کیا کیا؟ انھوں نے آپ کو بتا دیا (کہ ابھی کھانا نہیں کھانا) حضرت ابوبکر نے آواز دی کہ اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا' انھوں نے پھر کہا اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا' پھر انھوں نے کہا: اے نادان! میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تم میری آواز سنتے ہو تو ضرور آ جاؤ!' پس میں نکل کر آیا تو عرض کیا: آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں (میں تو کھانا لے کر آیا تھا انھوں نے نہیں کھایا)۔ مہمانوں نے کہا: اس نے سچ کہا' یہ ہمارے پاس کھانا لایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو تم نے میرا انتظار کرتے رہے (اور کھانا نہیں کھایا) اللہ کی قسم! میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے کہا اللہ کی قسم! جب تک آپ نہیں کھائیں گے ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا: افسوس ہے تم پر! تمھیں کیا ہوا کہ تم ہماری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے؟ (عبدالرحمٰن سے کہا) کھانا لاؤ' وہ کھانا لایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ رکھا اور بسم اللہ پڑھی اور کہا: پہلی حالت (جب کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی تھی) شیطان کی طرف سے تھی' پھر انھوں نے کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھانا کھایا۔ (متفق علیہ)

(غنثر) غین پر پیش، نون ساکن اور پھر ثاء ''بے سمجھ و نادان''۔
(فجدع) ''برا بھلا کہا'' جدع کا معنی ہے ''قطع کرنا''۔ (یجد علیّ) جیم پر زیر ''وہ مجھ پر ناراض ہوں گے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٧٥۔ ٧٦ ۔ فتح)، ومسلم (٢٠٥٧).

فقه الحديث☆ ❶ فقراء کا مساجد میں آنا اور اپنی ضرورت پیش کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چمٹ کر اور الحاح و زاری سے سوال نہ کریں اور نمازیوں میں تشویش پیدا نہ کریں۔ پس ایسے لوگوں سے ہمدردی اور غم گساری کرنی چاہیے۔

❷ اگر گھر میں مہمان نوازی کا پورا انتظام ہو تو مہمانوں کو گھر چھوڑ کر گھر کے سربراہ کا گھر سے باہر چلے جانا جائز ہے۔

❸ رات کے وقت مہمانوں اور اہل خانہ کے ساتھ بات چیت کرنا جائز ہے۔

❹ آدمی سے اذن خاص کے بغیر عورت مہمان کو کھانا وغیرہ کھلا سکتی ہے۔

❺ تادیب کے طور پر والد اپنی اولاد کو ڈانٹ سکتا ہے۔

❻ مباح چیز ترک کرنے پر قسم اٹھانا جائز ہے۔

❼ بچی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔

❽ اور پھر قسم کو توڑنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا بھی جائز ہے۔

❾ کرامت کا اثبات ہے کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے سے کھانے یا تھوڑی سی چیز میں برکت ڈال سکتا ہے اور کم افراد کا کھانا زیادہ افراد کو کفایت کر سکتا ہے۔

❿ جس کھانے میں برکت ظاہر ہوا سے بڑوں کی خدمت میں پیش کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ برکت والا کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

⓫ مہمانوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔

١٥٠٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ)). رواه البخاري، ورواه مسلم من رواية عَائِشَةَ، وفي رِوَايَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: ((مُحَدَّثُونَ)) أَيْ: مُلْهَمُونَ.

۱۵۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث (الہامی) ہوتے تھے، اگر میری امت میں بھی کوئی محدث ہوتا تو وہ عمر ہوتے''۔ (بخاری اور مسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ ابن وہب نے کہا (محدثون) کا معنی ہے ''الہامی یا الہام یافتہ لوگ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٧/ ٤٢ ۔ فتح) من حديث أبي هريرة رضى الله عنه۔ وأخرجه مسلم (٢٣٩٨) من حديث عائشة رضى الله عنها.

غريب الحديث☆ (محدث) جسے الہام ہوتا ہو، ایسا آدمی جس کی زبان پر درست بات جاری کر دی گئی ہو بغیر کسی کسب وقصد کے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''مدارج السالکین'' میں بیان کیا ہے کہ ''تحدیث'' الہام سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس لیے کہ الہام تو ہر مومن کو اس کے ایمان کے مطابق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس کی ہدایت کا الہام اور راہنمائی فرماتا ہے جبکہ تحدیث کے بارے میں فرمایا کہ اگر اس امت میں کوئی محدث ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ پس تحدیث الہام سے زیادہ اہم ہے۔

فقه الحديث ☆ ❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب۔

❷ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خصوصی ذکر فرمایا' اس لیے کہ قرآن مجید میں کئی آیات ان کی رائے کے موافق نازل ہوئیں اور آپ صائب الرائے تھے۔

❸ "محدثون" کا معنی ہے "ملھمون" یعنی ایسے لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی کے دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ اگر اندیشہ محسوس کریں تو موسیٰ علیہ السلام کو سمندر میں ڈال دینا۔

❹ الہام سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں ہوسکتا' اگر یہ الہام شریعت کے مطابق ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

١٥٠٥۔ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ شَكَا اَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا' يَعْنِي: ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ! اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ فَقَالَ: اَمَّا اَنَا فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ! الْعِشَاءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَ اُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ! وَ اَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا ۔ اَوْ رِجَالًا۔ اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْئَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ وَ يُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا' حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِيْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى اَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ اَمَا اِذْا نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَ لَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَ لَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ. قَالَ سَعْدٌ: اَمَا وَ اللّٰهِ! لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا' قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهُ وَ اَطِلْ فَقْرَهُ وَ عَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ. وَ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ.

١٥٠٥۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو انھوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان کا گورنر بنادیا۔ پس انھوں نے (سعد کی) کئی شکایتیں کیں حتیٰ کہ انھوں نے یہ شکایت بھی کی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو فرمایا: اے ابواسحاق! (حضرت سعد کی کنیت) ان لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اللہ کی قسم! انہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز جیسی نماز پڑھاتا ہوں اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا' میں نماز عشاء پڑھاتا ہوں تو پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں مختصر کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابواسحاق! میرا تمہارے بارے یہی خیال تھا۔ اور ان کے ساتھ ایک آدمی یا چند آدمی کوفے بھیجے تا کہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد کے متعلق معلوم کریں۔ پس انھوں نے ہر مسجد میں جا کر ان کے بارے میں پوچھا تو سب نے ان کی تعریف کی حتیٰ کہ وہ بنوعبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا' جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی۔ پس اس نے کہا اب اگر تم نے ہم سے پوچھا ہی ہے تو پھر سنو! سعد جہاد کے لیے لشکر کے ساتھ نہیں جاتے تھے' مال غنیمت برابر برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور فیصلے بھی انصاف سے نہیں کرتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں بھی تین دعائیں ضرور کروں گا: اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریاکاری اور شہرت کے لیے کھڑا ہوا ہے تو پھر اس کی عمر دراز کر' اس

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ الرَّاوِي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَ إِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ. متفق عليه.

کی محتاجی میں اضافہ فرما اور اسے فتنوں سے دو چار کر۔ (پس پھر ایسے ہی ہوا) اس کے بعد جب اس (ابوسعدہ) سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا: بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور فتنوں میں مبتلا ہوں' مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے۔

عبدالملک بن عمیر جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعد میں اسے دیکھا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے دونوں ابرو اس کی آنکھوں پر گرے پڑے تھے اور وہ راستے میں لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا اور انہیں اشارے کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲۳۶-۲۳۷ - فتح)، ومسلم (٤٥٣).

غريب الحديث☆ **(استعمل عليهم عمارا)** ''حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان (اہل کوفہ) پر گورنر مقرر کر دیا''۔ **(فشكوا)** ''انھوں نے شکایت کی'' یہ فاء عاطفہ نہیں بلکہ تفسیریہ ہے۔ **(يا أبا إسحاق)** حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت۔ **(لا أخرم)** ''میں کمی نہیں کرتا''۔ **(فأركد في الأوليين)** ''میں پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں''۔ **(ذلك الظن بك)** ''تیرے متعلق یہی گمان تھا''۔ **(بنو عبس)** قیس کا ایک بہت بڑا قبیلہ۔ **(نشدتنا)** ''تو نے ہم سے پوچھا ہے''۔ **(لا يسير بالسرية)** ''وہ کسی لشکر کے ساتھ نہیں جاتے''۔ **(القضية)** ''فیصلہ''۔ **(لأدعون)** ''میں ضرور بد دعا کروں گا''۔ **(رياء وسمعة)** ''ریا کاری اور شہرت کے لیے''۔

فقه الحديث☆ ❶ حکومتی نمائندے کے خلاف اگر کوئی شکایت ہو تو حاکم وقت کو بتانا چاہیے اور حاکم وقت کو چاہیے کہ وہ شکایت کی پوری تحقیق کرے اور پھر کوئی فیصلہ کرے۔

❷ کنیت سے پکارنا جائز ہے' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ابواسحاق کہہ کر پکارا۔

❸ نیک اور صالح لوگوں کے خلاف سازشیں کرنے والے لوگ ہر دور میں موجود رہے ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ اپنے مظلوم بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

❺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ وہ مستجاب الدعوات تھے' انھوں نے اس شخص کے خلاف تین بد دعائیں کہیں اور وہ تینوں قبول ہوئیں۔ اس شخص نے بھی حضرت سعد پر تین الزام لگائے تھے تو ان کے مقابلے میں تین بد دعائیں ہوئیں۔

❻ اگر کسی حکومتی نمائندے کے خلاف شکایت ہو اور وہ ثابت بھی نہ ہو تو پھر بھی مصلحت کے تحت اس نمائندے کو معزول کر کے نیا نمائندہ مقرر کر دینا جائز ہے' جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

١٥٠٦- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَ ادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ

۱۵۰۶۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور مروان بن حکم (مدینہ کے گورنر) تک اپنی شکایت پہنچائی اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ سعید نے اس کی کچھ زمین غصب کر لی ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ سے (غصب کے بارے میں وعید) سننے کے

مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟! قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ)) فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا اَسْئَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا، فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَ اقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا. قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَ بَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ: وَ اَنَّهُ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ وَ اَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِيْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا، فَوَقَعَتْ فِيْهَا، فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

بعد اس کی زمین کا کچھ حصہ غصب کر سکتا ہوں؟! مروان نے پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس شخص نے ناجائز طریقے سے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ہتھیالی تو اسے قیامت والے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔ مروان نے ان سے کہا: اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل یا ثبوت طلب نہیں کروں گا۔ پس حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین ہی میں موت دے۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ مرنے سے پہلے وہ اندھی ہوگئی او رایک دفعہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر گئی اور مرگئی۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے ہے، وہ بھی اسی کے ہم معنی ہے کہ انھوں (محمد بن زید جو اس حدیث کے راوی ہیں) نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ اندھی ہوچکی ہے اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چل رہی ہے۔ وہ کہتی تھی مجھے (حضرت سعید) کی بددعا لگ گئی ہے اور وہ ایک کنویں پر سے گزری جو اسی احاطے میں تھا جس کے بارے میں اس نے جھگڑا کیا تھا، پس وہ اس میں گر پڑی اور وہی جگہ اس کی قبر بنی۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٥/ ١٠٣ ـ فتح)، ومسلم (١٦١٠) (١٣٨) و (١٣٩).

غریب الحدیث☆ (خاصمته) ''اس نے (حضرت سعید سے) جھگڑا کیا''۔ (طوقه) ''اس کی گردن میں طوق ڈالا جائے گا''۔ (سبع أرضين) ''سات زمینیں''۔ (بينة) ''دلیل، حجت''۔ (تلتمس الجدار) ''دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلنا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور کرامت۔

❷ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا جذبۂ اتباع سنت۔

❸ یہ حدیث مروان بن حکم کی فضیلت اور بلند اس کے مرتبہ پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے حدیث سن کر کہا: ''میں اس کے بعد آپ سے کسی دلیل کا مطالبہ نہیں کروں گا''۔

❹ خبر واحد حجت ہے۔

❺ علمائے ربانی، داعیان حق، صالحین اور اولیائے متقین کو ایذا پہنچانے سے اجتناب کرنا چاہیے، اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

١٥٠٧ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ

۱۵۰۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ احد ہوا تو میرے والد نے رات کے وقت مجھے بلایا اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے جو پہلے شہید ہوں گے میں بھی انھی

يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنِّي لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا۔ فَاَصْبَحْنَا، فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ؛ وَدَفَنْتُ مَعَهٗ آخَرَ فِيْ قَبْرِهٖ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ اَنْ اَتْرُكَهٗ مَعَ آخَرَ، فَاسْتَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ، فَاِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهٗ غَيْرَ اُذُنِهٖ، فَجَعَلْتُهٗ فِيْ قَبْرٍ عَلٰى حِدَةٍ. رواه البخاري.

میں سے ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ تجھ سے بڑھ کر عزیز کسی کو چھوڑ کر نہیں جا رہا' مجھ پر قرض ہے' پس اُسے ادا کرنا' اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کرنا۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ سب سے پہلے شہید ہونے والے تھے' پس میں نے ان کو ایک اور آدمی کے ساتھ قبر میں دفن کیا' پھر میرا دل اس پر مطمئن نہ ہوا کہ میں اپنے والد کو کسی اور کے ساتھ (قبر میں) رہنے دوں' پس میں نے انہیں چھ ماہ کے بعد نکالا تو وہ ایک کان کے علاوہ اسی طرح ہی تھے جس طرح قبر میں رکھے جانے والے دن تھے' پھر میں نے ان کو الگ قبر میں دفن کر دیا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۱٤، ۲۱٥ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (حضرت أحد) ''غزوۂ احد کا معرکہ پیش آیا''۔ (ما أراني) ''میرا خیال ہے''۔ (لم تطب نفسي) ''میرا دل مطمئن نہ ہوا''۔

فقه الحديث☆ ❶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بیان کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ شہداء میں سے پہلے ہوں گے اور پھر جب انہیں چھ ماہ بعد قبر سے نکالا گیا تو وہ بالکل اسی روز کی طرح تھے جس روز انہیں دفن کیا گیا تھا۔

❷ بچوں کو اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت۔

❸ صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبت تھی۔

❹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی وصیت پر عمل کیا اور ان کے قرض کو ادا کیا اور اپنی بہنوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا۔

❺ ضرورت کے تحت میت کو دفنانے کے بعد قبر سے نکالنا جائز ہے۔

❻ وصیت کرنا جائز ہے۔

۱۵۰۸ ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا، صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ. رواه البخاري مِنْ طُرُقٍ؛ وَفِيْ بَعْضِهَا اَنَّ الرَّجُلَيْنِ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ؛ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۱۵۰۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ایک اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے گئے اور ان کے ساتھ ان کے آگے آگے چراغ نما کوئی دو چیزیں تھیں' پس جب وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (بخاری نے اسے کئی سندوں سے روایت کیا ہے اور ان میں بعض میں ہے کہ وہ دو آدمی حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۵۷ ـ ۵۵۸ ـ فتح)' والرواية الثانية عنده (۷/ ۱۲٤ ـ ۱۲۷ ـ فتح).

فقہ الحدیث☆ ❶ حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور کرامت کہ وہ اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان کے آگے آگے روشنی کا انتظام ہوگیا۔ یہ روشنی کس چیز کی تھی؟ بعض نے کہا ہے کہ ان کے ہاتھ میں جو چھڑی یا لاٹھی تھی وہی مشعل بن گئی اور بعض نے نورِ نبوت کی روشنی قرار دیا ہے۔

❷ جو شخص اللہ کے فریضے کی ادائیگی کے لیے کوشش کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔

۱۵۰۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً، وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهَدَاةِ، بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ؛ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُوْ لِحْيَانَ، فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ، فَاقْتَصُّوْا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا اَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهُ، لَجَؤُوْا اِلٰى مَوْضِعٍ، فَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوْا اَنْزِلُوْا، فَاَعْطُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: اَيُّهَا الْقَوْمُ! اَمَّا اَنَا، فَلَا اَنْزِلُ عَلٰى ذِمَّةِ كَافِرٍ: اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا، وَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ. فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ، فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا. قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ! لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِيْ بِهٰؤُلَاءِ اُسْوَةً، يُرِيْدُ الْقَتْلٰى، فَجَرُّوْهُ وَعَالَجُوْهُ، فَاَبٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ، فَقَتَلُوْهُ، وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ، وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ، حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ؛ فَابْتَاعَ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مُنَافٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اَجْمَعُوْا عَلٰى قَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ،

۱۵۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا لشکر جاسوس بنا کر بھیجا اور حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا، پس وہ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب وہ عسفان اور مکہ کے درمیان "ہداۃ" کے مقام پر پہنچے تو ہذیل کے قبیلے بنو لحیان کو ان کے بارے میں اطلاع کر دی گئی اور وہ سو کے قریب تیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لیے نکل آئے اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کے بارے میں پتا چلا تو انھوں نے ایک جگہ پناہ لے لی۔ تیر اندازوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور خود کو ہمارے حوالے کر دو، ہم تمھیں عہد و میثاق دیتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ پس حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ساتھیو! جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں کسی کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا، اے اللہ! ہمارے متعلق اپنے نبی ﷺ کو خبر پہنچا دے۔ انھوں نے تیر برسائے اور عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، جبکہ تین آدمی حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور ایک اور آدمی ان کے عہد و میثاق پر نیچے اتر آئے۔ پس جب انھوں نے ان تینوں پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے انھیں باندھ دیا۔ اس تیسرے آدمی نے کہا: یہ پہلی بدعہدی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمھارے ساتھ نہیں جاؤں گا، میرے لیے ان میں نمونہ ہے۔ یعنی جو مقتول ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں نے انھیں کھینچا اور ان سے لڑے لیکن انھوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پس انھوں نے انھیں قتل کر دیا اور وہ حضرت خبیب اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو لے کر چل پڑے حتیٰ کہ انھوں نے ان دونوں کو مکے میں بیچ دیا اور یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد کا ہے۔ بنو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ وہ آدمی تھے جنھوں نے غزوۂ بدر کے دن حارث

لفَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى أَتَاهُ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ ـ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوْهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَوْلَا أَنْ تَحْسَبُوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَزِدْتُ: اَللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بِدَدًا، وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا، وَقَالَ:

فَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ، وَأَخْبَرَ ـ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ ـ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيْبُوْا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوْا أَنْ يَقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا. رواه البخاري.

قَوْلُهُ: اَلْهَدَاةُ: مَوْضِعٌ، وَالظُّلَّةُ: السَّحَابُ. وَالدَّبْرُ: النَّحْلُ. وَقَوْلُهُ: ((اقْتُلْهُمْ بِدَدًا)) بِكَسْرِ

کو قتل کیا تھا۔ پس حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس بطور قیدی رہے حتیٰ کہ انھوں نے انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ پس اسی قید کے دوران ایک دن حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی کسی بیٹی سے زیر ناف بال مونڈنے کے لیے استرا مانگا تو اس نے انہیں دے دیا۔ اس کا ایک بچہ جب کہ وہ غافل تھی' حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ پس اس نے بچے کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی ران پر بیٹھا ہوا پایا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا' وہ عورت گھبرا گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی اس کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا ؟ میں ایسا کرنے والا نہیں۔ اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا' اللہ کی قسم! میں نے ایک روز انہیں انگور کا گچھا ہاتھ میں لیے کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکے میں کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ کہنے لگی یقیناً یہ وہ رزق ہے جو اللہ نے خبیب کو دیا تھا۔ پس جب وہ انہیں لے کر حدود حرم سے ''حل'' (حدود حرم سے باہر) کی طرف نکلے تاکہ انہیں وہاں قتل کریں تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا مجھے چھوڑ دو' میں دو رکعتیں پڑھ لوں۔ پس انھوں نے حضرت خبیب کو چھوڑ دیا تو انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ مجھے موت سے خوف ہے تو میں اور زیادہ لمبی نماز پڑھتا۔ (پھر انھوں نے یہ دعا کی) ''اے اللہ! ان سب کو گن لے' ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ''۔ پھر انھوں نے یہ شعر پڑھے:

''جب میں حالت اسلام میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ کس پہلو پر اللہ تعالیٰ کے لیے میری موت واقع ہوگی اور میری یہ موت اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضا میں برکت ڈال دے''۔

اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے ہر مسلمان کے لیے' جس کو باندھ کر قتل کیا جائے' نماز کا طریقہ جاری کیا اور نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو ان کی خبر اسی دن دی جس دن ان کو شہید کیا گیا۔ قریش نے

الباءِ وفتحِها، فمن كسر، قال: هو جمع بِدَّةٍ بكسرِ الباءِ، وهي النصِيب، ومعناه: اقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ، وَمَنْ فَتَحَ، قَالَ: مَعْنَاهُ: مُتَفَرِّقِينَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِنَ التَّبْدِيدِ.

وَفِي الْبَابِ اَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ سَبَقَتْ فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ، مِنْهَا حَدِيثُ الْغُلَامِ الَّذِيْ كَانَ يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ، وَمِنْهَا حَدِيثُ جُرَيْجٍ، وَحَدِيثُ اَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِيْنَ اَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وحَدِيثُ الرَّجُلِ الَّذِي سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُوْلُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ وَالدَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

کچھ لوگوں کو عاصم بن ثابت کی طرف بھیجا' جب ان کو بتایا گیا کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں کہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لے کر آئیں' جس سے ان کی شناخت کی جا سکے' کیونکہ انھوں نے ان (قریش) کے بڑوں میں سے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا تھا۔ پس اللہ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لیے شہد کی مکھیوں کی ایک جماعت کو بادل کے سائے کی طرح بھیج دیا' پس انھوں نے انہیں قریش کے فرستادوں سے بچایا اور وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے۔ (بخاری)

(الهدأة) ''ایک جگہ کا نام۔ **(الظلة)** ''بادل''۔ **(الدبر)** ''شہد کی مکھی''۔ **(اقتلهم بددا)** باء کی زیر اور زبر کے ساتھ۔ جو باء کے نیچے زیر کہتے ہیں ان کے نزدیک یہ (بِدَّةٌ) کی جمع ہے' باء کے نیچے زیر یعنی حصے۔ اس کا معنی ہے یا اللہ! ان کو حصوں میں تقسیم کر کے مار' ہر ایک کے لیے اس میں سے حصہ ہو اور جو کہتے ہیں باء پر زبر تو اس کے معنی ہیں انھیں یکے بعد دیگرے الگ الگ کر کے مار اور یہ ''تبدید'' سے مشتق ہے۔

اس باب کے متعلقہ کئی ایک احادیث ہیں جو اس کتاب میں کئی جگہ گزر چکی ہیں' جیسے ایک لڑکے کا واقعہ جو ایک راہب اور جادوگر کے پاس جاتا تھا' جناب جریج رحمہ اللہ کا واقعہ' اسی طرح اصحاب غار کا واقعہ جو ایک غار میں تھے اور ایک پتھر نے اس کا دہانہ بند کر دیا اور ایک اس آدمی کا واقعہ جس نے بادلوں میں سے آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو۔ ان کے علاوہ بھی اس باب کے متعلقہ کئی ایک مشہور و معروف اور زبان زد عام واقعات ہیں۔ (وباللہ التوفیق۔)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۷/ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ فتح).

غريب الحديث☆ (الرهط) ''آدمیوں کی جماعت''۔ (عينا) ''جاسوس''۔ (الهدأة) عسفان سے سات میل کے فاصلے پر ایک مقام۔ (بنولحيان) ایک قبیلہ۔ (نفروا لهم) ''وہ لڑنے کے لیے تیزی کے ساتھ نکلے''۔ (اقتصوا آثارهم) ''ان کے پیچھے پیچھے چلے''۔ (أحس بهم) ''ان کی آمد کا پتا چلا''۔ (أعطوا بأيديكم) ''خود کو ہمارے حوالے کر دو' ہماری اطاعت قبول کر لو''۔ (استمكنوا منهم) ''ان پر قابو پالیا''۔ (أطلقوا أوتار قسيسهم فربطوهم) ''انھوں نے ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے انہیں باندھ دیا''۔ (ابتاع) ''خرید لیا''۔ (يستحد بها) ''اس کے ساتھ زیر ناف بال مونڈ رہا''۔ (فدرج بنی لها) ''اس کا چھوٹا بچہ گھسٹتا ہوا پہنچ گیا''۔ (الحل) حدود حرم سے باہر' مقام تنعیم۔ (جزع) ''موت کا خوف''۔ (مصرعی) ''میری موت''۔ (أوصال) ''بکھرے ہوئے اعضاء''۔ (شلم) ''کٹا پھٹا ہوا جسم''۔ (ممزع) ''ٹکڑے ٹکڑے''۔ (صبرا) ''کسی کو باندھ کر قتل کرنا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے کے لیے جاسوس بھیجنے چاہییں۔
❷ ''رھط'' تین سے دس افراد پر مشتمل جماعت کو کہتے ہیں' اس جماعت میں حضرت عاصم بن ثابت، مرثد بن ابی مرثد، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق' خالد بن بکیر رضی اللہ عنہم اور دیگر چار اصحاب شامل تھے۔
❸ مشرک عہد شکن ہوتے ہیں' ان کے عہد و میثاق کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی' وہ مومنوں کے بارے میں کسی قرابت یا ذمہ کا لحاظ نہیں رکھتے۔
❹ مسلمان مشرکین سے عہد کریں تو وہ اس کی وفا کریں اور ان کے بچوں کو قتل نہ کریں۔
❺ مقتول کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے۔
❻ حضرت عاصم بن زید رضی اللہ عنہ کی کرامت کہ اللہ نے ان کی لاش کو دشمنوں سے محفوظ رکھا۔
❼ اللہ نے ان کے واقعے کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی۔
❽ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی اس دعا کو قبول فرمایا: ''یا اللہ! مجھے کوئی مشرک ہاتھ نہ لگائے''۔
❾ اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو ایسا پھل عطا فرمایا جو مکہ میں نہ تھا۔
❿ مشرکوں کے خلاف عمومی صورت پر دعا کی جاسکتی ہے۔
⓫ شہادت کے وقت دشمن سے مہلت لے کر دو رکعت نماز پڑھنا جائز ہے۔
⓬ شہادت کے وقت شعر پڑھنا جائز ہے۔ یہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی، دین میں پختگی اور ثابت قدمی کی دلیل ہے۔
⓭ اس بات کا اثبات کہ اللہ تعالیٰ ایک ذات ہے۔
⓮ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو جس طرح چاہتا ہے آزماتا ہے۔
⓯ مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ زندگی اور موت کے بعد دونوں حالتوں میں مکرم و معزز ہے۔
⓰ مشرکین بھی حرمت والے مہینوں اور حرم کی تعظیم کرتے تھے' اسی لیے وہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے حدود حرم سے باہر لے کر گئے تھے۔
⓱ دشمن اگر سختی کا مظاہرہ کرے تو اس کی امان قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے' چاہے اس کے نتیجے میں اسے مار ہی دیا جائے۔ البتہ جہاں نرمی کا امکان ہو وہاں امان طلب کر کے جان بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

١٥١٠ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِشَيْءٍ قَطُّ: اِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی معاملے کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا اس معاملے کے بارے میں یہ خیال ہے تو وہ معاملہ ان کے خیال کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوتا۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٧/ ١٧٧ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (إلا كان كما يظن) یعنی وہ معاملہ ان کے خیال کے مطابق ہی ہوتا۔

فقه الحدیث☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت' ان کی فراست اور ذکاء کا بیان ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میری امت میں اگر کوئی محدث (الہامی) ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے''۔

كِتَابُ الْأُمُوْرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا

حرام کردہ کاموں کا بیان

٢٥٤۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ وَالْأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحجرات: ١٢]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ٣٦]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨].

اِعْلَمْ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الْكَلَامِ إِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيهِ الْمَصْلَحَةُ، وَمَتَى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرْكُهُ فِي الْمَصْلَحَةِ، فَالسُّنَّةُ الْإِمْسَاكُ عَنْهُ، لِأَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُّ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ وَذٰلِكَ كَثِيرٌ فِي الْعَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ.

٢٥٤۔ باب: غیبت کی حرمت اور زبان کی حفاظت کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو' یقیناً اللہ بہت رجوع کرنے والا' نہایت مہربان ہے''۔

نیز فرمایا: ''اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں' بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب ہی سے باز پرس ہوگی''۔

اور فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران تیار ہے''۔

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جان لیجیے کہ ہر مکلف کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کو ہر قسم کی گفتگو سے محفوظ رکھے' صرف وہ گفتگو کرے جس میں مصلحت ہو۔ اور جب مصلحت کے اعتبار سے بولنا اور خاموش رہنا برابر ہو تو پھر خاموش رہنا سنت ہے' اس لیے کہ بعض دفعہ جائز گفتگو بھی حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور یہ عام طور پر ہوتا ہے اور سلامتی کے برابر تو کوئی چیز نہیں۔

شرح الآیات: اہل علم کا اتفاق ہے کہ غیبت حرام ہے' اس لیے کہ کتاب وسنت میں اس کی حرمت کی صراحت ہے۔ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بھائی کا اس انداز میں ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو' اگر تم نے اس کی کسی ایسی چیز کا ذکر کیا جو اس میں نہیں تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا۔ پہلی آیت میں غیبت کی حرمت کی شدت ظاہر کرنے کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ غیبت کا معنی ہے پیٹھ پیچھے کسی کا ذکر کرنا' اس لیے آیت میں غائب شخص کو مردہ سے تشبیہ دی ہے' اس لیے کہ مردہ بھی اپنے نفس سے کسی کو دور کر سکتا ہے نہ اپنا دفاع کر سکتا ہے اور جس طرح اسے یہ بھی علم نہیں کہ کوئی شخص اس کا گوشت کھا رہا ہے' جس طرح غائب شخص نہیں جانتا کہ کوئی اس کی غیبت کر رہا ہے۔

غیبت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ تم مردہ بھائی کا گوشت کھانا ناپسند کرتے ہو' لہٰذا غیبت کرنا بھی ناپسند کرو' نیز جس طرح تم یہ

چاہتے ہو کہ تمہاری کوئی غیبت نہ کرے اسی طرح تم بھی کسی کی غیبت نہ کرو اور جس طرح ہر کوئی چاہتا ہے کہ مردوں کے محاسن بیان ہوں اسی طرح اپنے بھائیوں کی پیٹھ پیچھے بھی ان کے محاسن بیان کرنے چاہییں۔

دوسری آیت میں مختلف انسانی اعضا کے نام لے کر بتا دیا گیا کہ ان کے بارے میں قیامت والے دن باز پرس ہوگی' اس لیے ان کا استعمال درست ہونا چاہیے۔ تیسری آیت میں فرمایا کہ تم جو بات بھی کرتے ہو اسے لکھنے کے لیے ہمارا مقرب فرشتہ موجود ہوتا ہے' جو ہر بات لکھ لیتا ہے' اس لیے انسان کو چاہیے کہ پہلے تولے پھر بولے۔ اس لیے کہ انسان جو بھی بات کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے یا ناراض ہوتا ہے' جب انسان صبح کرتا ہے تو سارے اعضا زبان سے کہتے ہیں اللہ سے ڈرتی رہنا' ہم تیرے تابع ہیں' اگر تو درست رہی تو ہم درست رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے اور جہنم میں اکثر لوگ اس زبان کے غلط استعمال ہی کی وجہ سے جائیں گے۔

١٥١١ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ)). متفقٌ عليه.

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِي أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا، وَهُوَ الَّذِي ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهُ، وَمَتٰى شَكَّ فِي ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ، فَلَا يَتَكَلَّمُ.

۱۵۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر و بھلائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے''۔ (متفق علیہ)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بارے میں واضح ہے کہ بندے کو گفتگو صرف اسی وقت کرنی چاہیے جب اس میں بھلائی ہو اور یہ وہی بات ہے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب مصلحت کے ظاہر ہونے میں شک ہو تو پھر گفتگو نہ کی جائے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۰۹) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥١٢ - وَعَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۱۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١/ ٥٤ ـ فتح)، ومسلم (٤٢).

فقه الحديث ☆ ◆ مسلمانوں کو قولی اور عملی ہر قسم کی تکلیف سے محفوظ رکھنا چاہیے' اسی لیے زبان اور ہاتھ کا ذکر فرمایا جو قول و عمل پر دلالت کرتے ہیں۔

◆ مسلمانوں کے مختلف مراتب ہیں' سب سے افضل وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اپنے شر سے محفوظ رکھے اور اس سے کسی ایک کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔

◆ مسلمانوں کو شر پہنچانے سے منع کیا گیا ہے' جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انہیں خیر و بھلائی پہنچائی جائے۔

١٥١٣ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)). متفقٌ عليه.

۱۵۱۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو چیز اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں

اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۰۸ ـ فتح)، ولم أره في ((صحيح مسلم)).

غريب الحديث☆ **(يضمن)** ''ضمانت دے دے''۔ **(ما بين لحييه)** ''جو چیز دو جبڑوں کے درمیان ہے'' یعنی زبان۔ **(ما بين رجليه)** ''جو چیز دو ٹانگوں کے درمیان ہے'' یعنی شرم گاہ۔

فقه الحديث☆ ❶ جوارح و اعضا کی حفاظت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کا استعمال کرنا واجب ہے۔

❷ زبان کو غیر شرعی اور غیر ضروری کلام کرنے سے روکنا چاہیے۔

❸ دنیا میں آدمی کے لیے سب سے بڑی آزمائش اس کی زبان میں اور شرم گاہ میں ہے' جو شخص ان کے شر سے محفوظ رہا وہ سب سے بڑے شر سے محفوظ ہو گیا۔

❹ گناہوں سے بچنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم سے دخول جنت کا ذریعہ ہے۔

❺ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت بہت بڑا عمل ہے' اسی لیے آپ نے ان کی حفاظت پر جنت کی ضمانت دی ہے۔

١٥١٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا إِلَى النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). متفقٌ عليه.

ومعنى: ((يَتَبَيَّنُ)) يَتَفَكَّرُ أَنَّهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

۱۵۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بندہ کبھی ایک بات کرتا ہے اور وہ اس کے (خیر و شر ہونے کے) بارے میں غور و فکر نہیں کرتا تو وہ اس ایک بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

(یتبین) ''غور و فکر نہیں کرتا'' کہ آیا وہ بات اچھی ہے یا بری۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۰۸ ـ فتح)، ومسلم (۲۹۸۸).

غريب الحديث☆ **(الكلمة)** ''بات خواہ لمبی ہو یا چھوٹی''۔ **(يزل بها إلى النار)** ''اس بات کی وجہ سے جہنم میں گرے گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ زبان کی حفاظت کرنے کی ترغیب۔

❷ بات کرنے سے پہلے غور و فکر لینا چاہیے اور جب تک اس بات میں کوئی مصلحت نہ ہو' نہیں کرنی چاہیے' اگر آدمی کو کسی بات کے اچھے یا برے انجام کا پتا نہ ہو تو پھر ایسے ہی بات نہیں کرنی چاہیے' کیونکہ ممکن ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی والا کلمہ منہ سے نکل جائے اور پھر اس کلمے کا انجام جہنم ہے۔ (أعاذنا الله منها)

١٥١٥ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ)). رواه البخاري.

۱۵۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والا (ایک ایسا) کلمہ بولتا ہے اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور (بعض اوقات) بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والا کلمہ بولتا ہے' وہ یہ کلمہ بے خیالی میں کہہ دیتا ہے لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گر جاتا ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۳۰۸ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (لا یلقی لھا بالا) ''وہ توجہ کے ساتھ وہ کلمہ ادا نہیں کرتا''۔ (یھوی) ''نیچے جا گرتا ہے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ کلام دو طرح کا ہے' اچھا اور برا' اگر اچھی بات چیت ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بن جاتی ہے اور اگر بات اچھی نہ ہو تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بنتی ہے۔

❷ جنت کے درجات ہیں' جو اوپر کو بڑھتے ہیں اور جہنم میں طبقات اور درکات ہیں جو نیچے کو جاتے ہیں۔

❸ خیر و بھلائی کی بات کرنے کی ترغیب اور بری بات کرنے پر وعید ہے۔

١٥١٦ ـ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ)). رواهُ مالكٌ في ((الْمُوَطَّأ)) والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۵۱۶۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی والا کلمہ بولتا ہے' اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچ جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اس کلمے کی وجہ سے قیامت تک کے لیے اس آدمی کے لیے اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کلمہ بولتا ہے' اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گا؟ لیکن اللہ اس کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن (قیامت) تک اس کے لیے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے''۔ (مؤطا، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح ـ أخرجه مالك (٢/ ٩٨٥)، والترمذي (٢٣١٩)، وابن ماجه (٣٩٦٩)، وأحمد (٣/ ٤٦٩).

فقہ الحدیث☆ ❶ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے قول و فعل پر تدبر اور غور و فکر کرے اور بات کرنے سے پہلے سوچے کہ میری یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب بنے گی یا ناراضی کا' کیونکہ بعض اوقات معمولی سی غفلت اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بن جاتی ہے اور انسان کی ہلاکت کا باعث۔ اس کے برعکس اچھا بول جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے' انسان کے لیے بلندیٔ درجات کا باعث بن جاتا ہے۔

❷ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی گناہ کو حقیر جاننا انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت رضا و غضب کا اثبات۔

١٥١٧ ـ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ؟ قَالَ: ((قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا)). رواه الترمذي وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۵۱۷۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا کام بتائیں کہ جس پر میں مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم اور ثابت ہو جاؤ''۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ کون سی چیز خیال کرتے ہیں؟ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا' پھر فرمایا: ''یہ (یعنی زبان)''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح بطرقه ـ أخرجه الترمذي (٢٤١٠)، وابن ماجه (٣٩٧٢)، وأحمد (٣/ ٤١٣).

اس حدیث کی سند ضعیف ہے' اس میں عبدالرحمٰن بن ماعز ہے اور اس سے صرف زہری روایت کرتا ہے۔ لیکن یہ اختصار سے مسلم (۳۸)

میں بھی موجود ہے اور اسے دارمی (۲/ ۲۹۸، ۲۹۹) نے بھی روایت کیا ہے۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے بارے میں سوال کیا جس سے صحابہ کرام کے شوق تعلیم اور خیر و بھلائی کی طرف رغبت کے بارے میں پتا چلتا ہے کہ وہ دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کے لیے کس طرح آپ سے مسائل پوچھتے رہتے تھے۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے' آپ نے مختصر سی بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ کہ وہی تمہارا رب ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہو' اس دعویٰ کے عوض تمہیں جتنی بھی تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کرو اور تمہارے قدموں میں لغزش نہ آئے۔

❸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا، فرمان الٰہی کی تفسیر اور بیان ہوتا ہے۔

❹ انسان کے لیے سب سے خطرناک چیز زبان ہے' اس لیے اس کی حفاظت کرنی چاہیے اور اس کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔

❺ اصل استقامت دل کی استقامت ہے' جب دل قائم اور درست ہو جائے تو پھر باقی اعضا بھی قائم اور درست ہو جاتے ہیں اور دل کی درستی کے لیے زبان کی درستی ضروری ہے۔

١٥١٨ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ؛ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ)). رواه الترمذي.

۱۵۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں نہ کرو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا آدمی) ہے''۔ (ترمذی)

توثيق الحديث ☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (٢٤١١).

اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عبداللہ بن حاطب ہے جس کے بارے میں ابن القطان نے التہذیب (۱/ ۱۳۳) میں کہا ہے: ''لا یعرف حالہ'' کہ یہ غیر معروف ہے۔

فقہ الحدیث ☆ ضعیف حدیث قابل استدلال و حجت نہیں ہوتی' بہر حال یہ بات درست ہے کہ زیادہ باتیں کرنے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور ذکر الٰہی سے دل نرم ہوتے ہیں۔

١٥١٩ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ، وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۵۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے شر سے بچالیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (زبان) اور اس چیز کے شر سے بچالیا جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (شرم گاہ) تو وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه الترمذي (٢٤٠٩).

یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے' اس میں محمد بن عجلان صدوق راوی ہے اور مسلم میں موجود سہل بن سعد رضی اللہ عنہ والی روایت اس کا شاہد گزر چکی ہے۔

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۱۳) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٢٠ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: ((اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۵۲۰۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! نجات کس طرح ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا:''اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں کافی ہونا چاہیے اور اپنی غلطیوں پر خوب رویا کرو۔''(ترمذی۔حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه ابن المبارك في ((**الزهد**)) (١٣٤)، وعنه أحمد (٥/ ٢٥٩)، والترمذي (٢٤٠٦).

یہ حدیث اس سند سے تو ضعیف ہے' کیونکہ اس میں عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید ضعیف راوی ہیں لیکن مسند احمد (۴/ ۱۴۸) اور طبرانی (۵۹۰/ ۱۔من المنتخب منہ) وغیرہ میں اس کے شاہد موجود ہیں' اس لیے یہ حدیث بالجملہ صحیح ہے۔

غريب الحديث☆ (**أمسك عليك لسانك**) ''اپنی زبان پر قابو رکھ'' یعنی اس کی حفاظت کر۔ (**و ليسعك بيتك**) ''تمہارا گھر تمہیں کافی ہونا چاہیے'' یعنی غیر ضروری طور پر گھر سے باہر نہ جایا کرو' اپنے گھر تک محدود رہو۔ (**وابك على خطيئتك**) ''اپنے گناہوں پر نادم ہو کر خوب رویا کرو''۔

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم نجات کے بارے میں فکر مند رہتے تھے اور آپ سے اس کے بارے میں سوال کرتے رہتے تھے۔

❷ رسول اللہ ﷺ نے حکیمانہ اسلوب سے جواب دیا' اس لیے کہ سوال نجات کی حقیقت کے بارے میں تھا اور آپ نے نجات کے اسباب بیان فرمائے۔

❸ انسان کو اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بننے والی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔

❹ لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے اور بلاضرورت ان کی محفلوں کو زینت بخشنے سے پرہیز کرنا چاہیے' کیونکہ عموماً اس طرح کی مجلسوں میں غیبت اور غیر اخلاقی باتیں ہوتی ہیں' اس لیے غیر ضروری طور پر اپنے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے' اپنا گھر انسان کے لیے کافی ہونا چاہیے۔

❺ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر رونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر توبہ کر کے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔

❻ رسول اللہ ﷺ نے نجات کا عملی پروگرام بیان فرمایا کہ زبان کی حفاظت، غیر ضروری روابط سے اجتناب یعنی عمل کی حفاظت اور پھر انسان سے جو گناہ سرزد ہو جائیں ان پر نادم و پریشان ہونا اور خفت و ندامت کے آنسو چاہیے' اس لیے کہ جب انسان کے گناہ معاف ہو جائیں تو پھر نجات ہی نجات ہے۔

١٥٢١ ـ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ، فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ، تَقُوْلُ: اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا، فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا)). رواه الترمذي.

معنى ((تُكَفِّرُ اللِّسَانَ)): اَيْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ لَهُ.

۱۵۲۱۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضا زبان سے بڑی عاجزی کے ساتھ درخواست کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا' ہم تو تیرے ساتھ وابستہ اور تیرے تابع ہیں' پس اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے''۔(ترمذی)

(**تكفر اللسان**) ''زبان کے سامنے عاجزی اور خشوع وخضوع سے درخواست کرتے ہیں''۔

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه الترمذي (۲٤۰۷)، وأحمد (۳/ ۹۵ـ۹٦)، وابن المبارك في ((الزهد)) (۱۰۱۲).

غريب الحديث☆ (إذا أصبح) ''جب صبح کرتا ہے'' یعنی ہر روز۔ (الأعضاء) ''عضو کی جمع ہے'' کسی چیز کے حصے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (العوج) عین پر زبر اس سے مراد جسم کے اعضا کی بے اعتدالی اور (العوج) عین پر زیر ہو تو مطلب ہے دین کے بارے میں ٹیڑھا پن۔ بعض اہل علم نے ان دونوں الفاظ میں یہ فرق کیا ہے کہ جو کجی نظر آئے وہ پہلے لفظ عین پر زبر کے ساتھ ہے اور جو کجی نظر نہ آئے وہ دوسرے لفظ عین پر زیر کے ساتھ ہے۔ (نحن بك) ''ہم تو تیرے تابع ہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ انسان کی سلامتی زبان کی حفاظت میں ہے' اس لیے کہ یہ دل کی ترجمان ہے' یہ اس کی خلیفہ ہے' جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر ظاہر ہوتا ہے' انسان ان دو چھوٹی چیزوں قلب ولسان کا نام ہے۔

❷ ہر صبح انسان کے تمام اعضا زبان کی منت سماجت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیدھی رہنا' ہمارا سیدھا رہنا تیری وجہ سے ہے' اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو پھر ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تیری ذرا سی لغزش کا خمیازہ ہم سب کو بھگتنا پڑے گا۔

❸ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا ہونے سے بچائے اور نجات وتقویٰ والی راہ اپنائے۔

۱۵۲۲ ـ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ، وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِيءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِيءُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ)) ثُمَّ تَلَا: ﴿تَتَجَافَى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُوْنَ﴾ [السجدة: ۱۶'۱۷]. ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ، وَعَمُوْدِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: ((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ((ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي

۱۵۲۲۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم کی آگ سے دور کردے؟ آپ نے فرمایا: ''تم نے یقیناً بہت بڑی چیز کے بارے میں پوچھا ہے' لیکن وہ اس شخص پر یقیناً آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان فرما دے' تم اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو''۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں خیرو بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو ختم کر دیتا ہے اور رات کے آخری حصے میں آدمی کا نماز پڑھنا''۔ پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ''ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں......''۔ آپ نے (یعلمون) تک تلاوت فرمائی' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں دین کے سر اس کے ستون اور اس کے کوہان کی بلندی کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے''۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب کا دارومدار ہے؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! پس آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ''اس کو روک کر رکھو''۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جو اس کے ذریعے بات چیت کرتے ہیں' کیا

النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ؟)).
رواہ الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقد سبق شرحه.

اس پر ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''تیری ماں تجھے گم پائے! لوگوں کو ان کی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی تو اوندھے منہ جہنم میں گرائیں گی۔'' (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے' اس کی شرح اس سے پہلے گزر چکی ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بطرقه ـ أخرجه الترمذي (٢٦١٦)، وابن ماجه (٣٩٧٣)، وأحمد (٥/ ٢٣١).
اس کے کئی ایک طرق ہیں جو علت سے خالی نہیں' لیکن اس کے جملوں کے الگ الگ شواہد موجود ہیں جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

غريب الحديث☆ (جُنَّة) ''ڈھال، آگ سے بچاؤ''۔ (جوف الليل) ''رات کا آخری حصہ''۔ (تتجافى) ''دور رہتے ہیں''۔ (المضاجع) ''بستر''۔ (ذروة) ''کسی چیز کا سب سے اوپر والا حصہ''۔ (السنام) ''کوہان''۔ (ملاك) ''جس پر کسی چیز کا دارومدار ہو''۔ (کف) ''روک کر رکھو''۔ (ثكلتك أمك) ''تیری ماں تجھے گم پائے'' اگرچہ بظاہر یہ بددعا معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بددعا نہیں بلکہ محض ایک عربی محاورہ ہے۔ (یکب) ''اوندھے منہ گرائے گا''۔

فقه الحديث☆ ❶ متعلم کو اپنے استاذ سے افضل اعمال کے بارے میں پوچھنا چاہیے' تاکہ وہ جنت میں چلا جائے اور جہنم سے بچ جائے۔

❷ عالم کو بھی چاہیے کہ وہ متعلم کے سوال کو اہمیت دے اور اسے شافی کافی جواب دے لیکن اسلوب انتہائی آسان اور کلام مختصر ہو۔

❸ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سوال سے پتا چلتا ہے کہ نیک اعمال جنت میں جانے کا سبب ہیں جبکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے جنت میں جائے گا' تو ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں' کیونکہ عمل کی توفیق بھی تو اس کی رحمت ہی سے ملتی ہے۔ پس جنت میں داخلہ اس کی رحمت سے ہوگا۔

❹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سوال کو ''عظیم'' قرار دیا' اس لیے کہ دخول جنت اور جہنم سے نجات ایک عظیم امر اور عظیم نجات ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو جائے تو پھر کوئی کام مشکل نہیں رہتا بلکہ آسان ہو جاتا ہے۔

❺ سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنا ہے۔

❻ نماز دین کا ستون ہے نیز زکوۃ کی ادائیگی' روزے اور حج بھی دخول جنت والے اعمال ہیں۔

❼ حسب موقع سوال سے زائد جواب دینا جائز ہے۔

❽ خیر و بھلائی کے بہت سے دروازے ہیں۔

❾ روزے کے بارے میں فرمایا کہ وہ ڈھال ہے' یہ دنیا میں گناہوں سے ڈھال اور بچاؤ ہے اور آخرت میں جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہوگا۔

❿ صدقہ اور قیام اللیل بھی گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں۔

⓫ تمام حقائق و فضائل کی اصل اور بنیاد اسلام ہے' اس لیے کہ اسلام کے بغیر کیے گئے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں' جیسا کہ آپ نے ایک غزوے کے موقع پر ایک آدمی سے فرمایا: ((اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)) ''پہلے اسلام قبول کرو اور پھر جہاد کرو''۔

⓬ ارکان اسلام کے بعد جہاد فی سبیل سب سے افضل عمل ہے۔

⓭ زبان کے خطرات سے آگاہ کیا گیا ہے کہ جہنم میں بہت سے لوگوں کو زبان کا غلط استعمال ہی اوندھے منہ جہنم میں گرائے گا۔

❿ زبان کا استعمال صحیح ہونا چاہیے اور یاد رہے کہ زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ لکھ لیا جاتا ہے۔
⓫ رسول اللہ ﷺ نے زبان کے استعمال کو کھیتی کے کاٹنے سے تشبیہ دی' جو کہ بہت ہی بلیغ ہے کہ جس طرح کھیتی کاٹتے وقت درانتی رطب و یابس اور اچھے برے میں تمیز نہیں کرتی' اسی طرح جو شخص زبان کا صحیح استعمال نہیں کرتا وہ بھی کسی تمیز کے بغیر اچھی بری بات کر جاتا ہے۔

تنبیہ: مصنف رحمہ اللہ نے جو فرمایا ہے کہ اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے یہ صحیح نہیں' اس لیے کہ یہ روایت پہلے نہیں گزری۔ (واللہ اعلم)

١٥٢٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) قِيْلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ)). رواه مسلم.

۱۵۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو''۔ آپ سے عرض کیا گیا: آپ فرمائیں کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں ہو (تو کیا پھر بھی وہ بات غیبت ہوگی) ؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو وہ چیز اس میں ہے جو تم کہتے ہو تو یقیناً تم نے غیبت کی اور اگر وہ چیز اس میں نہیں جو تم نے بیان کی تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٨٩).

غريب الحديث☆ (الغيبة) ''کسی شخص کا اس کی پیٹھ پیچھے ایسا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو''۔ (أفرأيت) ''آپ بتائیں''۔ (بهته) ''تم نے اس پر بہتان باندھا''۔

فقه الحديث☆ ❶ معلم اپنے شاگردوں سے سوال کر کے بات کا آغاز کر سکتا ہے تاکہ طلبا بات کی طرف زیادہ توجہ کریں۔
❷ کسی بات کا علم نہ ہو تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف کرنا مستحب ہے۔
❸ غیبت اور بہتان میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص میں موجود کسی برائی کا اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا جائے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ چیز اس میں نہ ہو اور پھر بھی اسے بیان کیا جائے تو یہ بہتان ہے۔
❹ غیبت بیان کرنا حرام ہے' اس لیے اپنی مجلسوں کو اس برائی سے پاک رکھنا چاہیے۔

١٥٢٤ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((إِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ)). متفق عليه.

۱۵۲۴۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عیدالاضحیٰ کے دن منیٰ کے مقام پر اپنے خطبے میں فرمایا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے' سن لو! کیا میں نے (دین) پہنچا نہیں دیا؟'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١٥٧ ـ ١٥٨ ـ فتح)، ومسلم (١٦٧٩).

غريب الحديث☆ (يوم النحر) ''عيدالاضحیٰ کا دن''۔ (العرض) ''عزت''۔ (يومكم هذا) ''تمہارا یہ دن'' (قربانی کا دن)۔ (شهر كم هذا) ''تمہارا یہ ذوالحجہ کا مہینا''۔ (بلد كم هذا) ''تمہارا یہ شہر'' یعنی مکہ مکرمہ۔

فقه الحديث☆ ❶ شرعی حق کے بغیر کسی کا خون بہانا حرام ہے۔

❷ شرعی وجہ کے بغیر کسی کا مال ہتھیانا حرام ہے۔

❸ کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا حرام ہے بلکہ اس کی عزت و آبرو قابل احترام ہے۔

❹ دس ذوالحجہ، ماہ ذوالحجہ اور مکہ مکرمہ کی حرمت کا بیان۔

❺ کیونکہ عربوں کے ہاں ان تینوں چیزوں کی بہت عظمت تھی' اس لیے ان کی مثال دے کر تین چیزوں کی حرمت بیان فرمائی جان، مال اور عزت' بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے بندے کی ان تینوں چیزوں کی حرمت مذکورہ تینوں چیزوں سے زیادہ ہے۔

❻ قربانی والے دن منیٰ کے مقام پر خطبہ دینا۔

١٥٢٥ - وعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةً، فَقَالَ: ((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ!)) قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا فَقَالَ: ((مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا)). رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

ومعنى: ((مَزَجَتْهُ)) خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهُ، أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا، وَهٰذَا مِنْ أَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الْغِيبَةِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾.

۱۵۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: آپ کے لیے صفیہ (آپ کی زوجہ محترمہ) کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے' بعض راویوں نے بیان کیا ہے ان کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: ''تم نے ایسی بات کہی ہے اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو یہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ کے سامنے ایک آدمی کی نقل ہی اتاری ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی آدمی کی نقل اتاروں اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں اتنا اتنا مال ملے''۔ (ابوداود۔ ترمذی حدیث حسن صحیح ہے)

(مزجته) اس کے معنی ہیں کہ کسی چیز کا پانی کے ساتھ ایسے مل جانا کہ اس کی سخت بدبو اور سڑاند سے پانی کا ذائقہ یا اس کی بو بدل جائے۔ غیبت کی ممانعت میں یہ تشبیہ نہایت بلیغ ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہمارا پیغمبر خواہش نفس سے نہیں بولتا' وہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٨٧٥)، والترمذي (٢٥٠٢)، وأحمد (٦/ ١٨٩).

غريب الحديث☆ (حسبك) ''آپ کے لیے کافی ہے''۔ (حكيت له إنسانا) ''میں نے آپ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ کسی جسمانی عیب کا بیان کرنا بھی غیبت کے زمرے میں آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غیبت کی بہت جامع تعریف بیان فرمائی کہ تیرا اپنے بھائی کے متعلق ایسا بیان دینا جو اسے ناگوار اور ناپسند ہو' یہ ذکر اس کے بدن کے متعلق بھی ہو سکتا ہے جیسے کسی کو لنگڑا' اندھا' کانا یا پستہ قد وغیرہ کہنا اور اسے دین کے بارے میں عیب لگائے اور اس کی غیبت بیان کرنا یعنی اسے فاسق، خائن

وغیرہ کہنا۔ اس کے علاوہ کسی کو متکبر، ریاکار یا اس طرح کے القاب دینا یہ سب غیبت کے زمرے میں آتا ہے۔

- کسی شخص کی نقل اتارنا جس میں اس کی تحقیر یا تنقیص ہوتی ہو، جائز نہیں۔
- غیبت کس قدر قبیح ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی سے ملا دیا جائے تو یہ اس سارے پانی کے ذائقے کو بدل ڈالے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں دنیا و مافیہا کی کوئی حقیقت یا حیثیت نہیں۔

١٥٢٦ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ!؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ!)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

١٥٢٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے‘ میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔“ (ابوداود)

توثیق الحدیث☆ صحیح ـ أخرجه ابو داود (٤٨٧٨) و أحمد (٣/ ٢٢٤)، وابن أبي الدنيا في ((الصمت)) (١٦٥، ٥٧٢).

غریب الحدیث☆ (عرج بی) ”جب مجھے معراج کرائی گئی“۔ (یخمشون) ”نوچ رہے تھے“۔ (یأکلون لحوم الناس) ”لوگوں کا گوشت کھاتے تھے“ یعنی ان کی غیبت کرتے تھے۔ اس حدیث میں بھی غیبت کرنے کو گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (یقعون فی أعراضهم) ”غلط قسم کی باتیں کر کے ان کی عزتیں پامال کرتے تھے“۔ اس کا لفظی معنی تو یہ ہے کہ وہ ان کی عزتوں میں واقع ہوتے اور گرتے تھے اور یہ تشبیہ دی گئی ہے کہ جو لوگوں کی عزتوں کو پامال کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ سوچیں کہ وہ کہاں گر رہے ہیں۔

فقہ الحدیث☆
- رسول اللہ ﷺ کے معجزہ معراج کا اثبات کہ آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔
- جہنمیوں کو قیامت والے دن قوت دی جائے گی‘ تا کہ انہیں خود ان کے ہاتھوں سزا دی جائے‘ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔
- غیبت کی حرمت کا بیان کہ اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی۔
- لوگوں کے حسب نسب پر طعن کرنا‘ ان کی ساکھ مجروح کرنے کی کوشش کرنا‘ یہ سب حرام ہے۔

١٥٢٧ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ)). رواه مسلم.

١٥٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا خون‘ اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے“۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (٢٥٦٤).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (١٥٢٤) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٥٥ ـ بَابُ تَحْرِيْمِ سَمَاعِ الْغِيْبَةِ وَأَمْرِ مَنْ سَمِعَ غِيْبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا، وَالْإِ

٢٥٥۔ باب: غیبت سننا حرام ہے‘ اگر کوئی شخص غیبت محرمہ سنے تو وہ اس کا رد کرے اور غیبت کرنے والے کو

نُكَارِ عَلٰى قَائِلِهَا فَإِنْ عَجَزَ، أَوْ لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ، فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ إِنْ أَمْكَنَهُ

منع کرے اگر وہ عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو ممکن ہو تو اس مجلس سے الگ ہو جائے

امام نووی رحمہ اللہ نے ''الاذکار'' میں بیان فرمایا ہے: جان لیجیے کہ جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح غیبت کا سننا بھی حرام ہے' پس جو شخص غیبت سنے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے آغاز ہی پر روکے بشرطیکہ کوئی ظاہری نقصان نہ ہوتا ہو' ہاں اگر کسی ظاہری نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر اس کو دل سے برا جاننا چاہیے اور اس مجلس سے الگ ہو جانا چاہیے اور اگر کوئی شخص طاقت ہونے کے باوجود غیبت کا رد نہ کرے یا کسی دوسرے موضوع کو شروع نہ کرے تو پھر یہ بھی گناہ گار ہے۔

اگر کوئی شخص زبان سے تو کہتا ہے کہ غیبت نہ کرو لیکن اس کا دل چاہتا ہو کہ یہ ''پرلطف ذکر'' جاری رہنا چاہیے تو پھر یہ نفاق ہے اور اس حالت میں بھی یہ شخص برابر کا گناہ گار ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت کا رد نہیں کر سکتا اور نہ اس مجلس سے الگ ہو سکتا ہے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ اس گفتگو پر توجہ نہ دے اور اپنے آپ کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے اور موقع ملتے ہی اس مجلس سے الگ ہو جائے۔ اسی موضوع کے متعلق چند اشعار ہیں:

وَسَمْعَكَ صُنْ عَنْ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ ... كَصَوْنِ اللِّسَانِ عَنِ النُّطْقِ بِهٖ
فَإِنَّكَ عِنْدَ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ ... شَرِيْكٌ لِقَائِلِهٖ فَانْتَبِهْ

''قبیح باتیں سننے سے اپنے آپ کو بچاؤ' جس طرح تم قبیح باتیں کرنے سے بچتے ہو' اس لیے کہ قبیح کو سننا قبیح کہنے والے کے ساتھ شریک ہونا ہے''۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾ [القصص: ٥٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں''۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المؤمنون: ٣]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الإسراء: ٣٦]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْ آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾. [الأنعام: ٦٨].

نیز فرمایا: ''مومن بے ہودہ باتوں سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں''۔

اور فرمایا: ''بے شک کان، آنکھ اور دل' ان سب سے باز پرس ہوگی''۔

نیز فرمایا: ''جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے حکموں میں طعن و تشنیع کر رہے ہوں تو ان سے اعراض کر لے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ''۔

شرح الآیات☆ ان آیات میں مومنوں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں' جس جگہ اور مجلس میں اس طرح کی باتیں ہو رہی ہوں جن کی شریعت میں اجازت نہ ہو تو مومن ایسی مجلس میں شریک نہیں ہوتے اور اگر ان کی موجودگی میں ایسا ذکر

شروع ہو جائے تو وہ اس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں یا پھر اس مجلس سے الگ ہو جاتے ہیں' اس لیے کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت والے دن ان کے کان، آنکھ اور دل ان سب اعضا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

١٥٢٨ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ، رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۵۲۸۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے کو آگ سے محفوظ رکھے گا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح أو حسن ـ أخرجه الترمذي (١٩٣١)، وأحمد (٦/ ٤٥٠)، والدولابي في ((الكنى)) (١/ ١٢٤)، وابن أبي الدنيا في ((الصمت)) (٢٥٠).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص کسی مسلمان کی غیبت ہوتی سنے تو وہ اس کا رد کرے اور اگر طاقت نہ ہو تو وہ اس مجلس سے الگ ہو جائے۔

❷ جو شخص کسی غیبت کرنے والے کو منع کرتا ہے تو وہ دراصل اسے حرام کام کے ارتکاب سے منع کرتا ہے۔

❸ کسی مسلمان کا دفاع کرنا اور اس کی عزت بچانا، قیامت والے دن ایسے انسان کے لیے عذاب جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے' اس میں غیبت سے منع کرنے کی فضیلت ہے۔

❹ حرمت مسلم کی تعظیم اور اس کو نقصان پہنچانے کی قباحت کا بیان۔

❺ اسلامی معاشرے کے آپس میں اتحاد و اتفاق کی مثال ایک دیوار کی مانند ہے یعنی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تقویت پہنچاتی ہے۔

١٥٢٩ـ وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ الَّذِي تَقَدَّمَ فِي بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فَقَالَ: ((أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَلَا رَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ! وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۲۹۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس مشہور اور طویل حدیث میں جو ''باب الرجاء'' میں گزر چکی ہے' بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''مالک بن دخشم کہاں ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: وہ تو منافق ہے' وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں کرتا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایسے مت کہو' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے اور وہ اس کے ذریعے اللہ کی رضامندی چاہتا ہے' بے شک اللہ نے اس شخص کو آگ پر حرام قرار دیا ہے جس نے اللہ کی رضامندی کی خاطر لا الہ الا اللہ کہا''۔ (متفق علیہ)

((وَعِتْبَانُ)) بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُورِ، وَحُكِيَ ضَمُّهَا، وَبَعْدَهَا تَاءٌ مثناةٌ مِنْ فَوْقُ، ثُمَّ باءٌ موحدةٌ. وَ((الدُّخْشُمُ)) بِضَمِّ الدَّالِ وَإِسْكَانِ الْخَاءِ، وَضَمِّ الشِّينِ الْمُعْجَمَتَيْنِ.

(عتبان) عین پر زیر زیادہ مشہور ہے اور پیش بھی بیان کی گئی ہے' اس کے بعد تاء پھر باء۔ (دخشم) دال پر پیش' خاء ساکن اور شین پر پیش۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۱۷) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٣٠ـ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي

۱۵۳۰۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس طویل حدیث میں جوان

حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ التَّوْبَةِ. قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: ((مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، وَالنَّظَرُ فِي عِطْفَيْهِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. متفقٌ عليهِ.

((عِطْفَاهُ)): جَانِبَاهُ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى إِعْجَابِهِ بِنَفْسِهِ.

کی توبہ کے قصے کے بارے میں ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب تبوک میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا: ''کعب بن مالک نے کیا کیا؟'' بنوسلمہ کے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! اس کو اس کی دونوں چادروں اور اس کے دونوں کناروں پر نظر کرنے (یعنی خود پسندی) نے روک لیا۔ (یہ سن کر) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے بہت بری بات کی' اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم تو اس کے بارے میں صرف خیر ہی جانتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

(**عطفاہ**) اس کے دونوں کنارے جوان کی خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۱) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٥٦۔ بَابُ بَيَانِ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيبَةِ

اِعْلَمْ أَنَّ الْغِيبَةَ تُبَاحُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمْكِنُ الْوُصُولُ إِلَيْهِ إِلَّا بِهَا، وَهُوَ سِتَّةُ أَسْبَابٍ:

الْأَوَّلُ: التَّظَلُّمُ، فَيَجُوزُ لِلْمَظْلُومِ أَنْ يَتَظَلَّمَ إِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ، أَوْ قُدْرَةٌ عَلَى إِنْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ، فَيَقُولُ: ظَلَمَنِي فُلَانٌ بِكَذَا.

الثَّانِي: الْإِسْتِعَانَةُ عَلَى تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ، وَرَدِّ الْعَاصِي إِلَى الصَّوَابِ، فَيَقُولُ لِمَنْ يَرْجُو قُدْرَتَهُ عَلَى إِزَالَةِ الْمُنْكَرِ: فُلَانٌ يَعْمَلُ كَذَا، فَازْجُرْهُ عَنْهُ وَنَحْوَ ذٰلِكَ، وَيَكُونُ مَقْصُودُهُ التَّوَصُّلَ إِلَى إِزَالَةِ الْمُنْكَرِ، فَإِنْ لَّمْ يَقْصِدْ ذٰلِكَ كَانَ حَرَامًا.

الثَّالِثُ: الْإِسْتِفْتَاءُ، فَيَقُولُ لِلْمُفْتِي: ظَلَمَنِي أَبِي، أَوْ أَخِي، أَوْ زَوْجِي، أَوْ فُلَانٌ بِكَذَا' فَهَلْ لَهُ ذٰلِكَ؟ وَمَا طَرِيقِي فِي الْخَلَاصِ مِنْهُ، وَ تَحْصِيلِ حَقِّي، وَ دَفْعِ الظُّلْمِ؟ وَنَحْوَ

٢٥٦۔ باب: غیبت کی جائز صورتیں

جان لیجئے کہ کسی صحیح شرعی مقصد کے لیے غیبت کرنا جائز ہے' جب کہ اس کے بغیر اس مقصد تک پہنچنا ممکن نہ ہو اور اس کے چھ اسباب ہیں:۔

(۱) کسی سے ظلم کی شکایت کرنا: مظلوم کے لیے جائز ہے کہ وہ بادشاہ' قاضی یا کسی صاحب اختیار شخص یا ایسے شخص سے اپنے ظلم کی شکایت کرے جس سے ظالم کے خلاف انصاف ملنے کی توقع ہو۔ اس کے پاس جا کر کہے کہ فلاں شخص نے اس طرح مجھ پر ظلم کیا ہے۔

(۲) برائیوں اور گناہوں کو روکنے اور گناہ گار کو راہ راست پر لانے کے لیے مدد طلب کرنا: پس جس شخص سے یہ امید ہو کہ اس میں برائی کو روکنے کی قوت ہے تو اسے یہ بتانا کہ فلاں شخص یہ برائی کر رہا ہے' پس وہ اس شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کرے یا اس طرح کی کوئی بات کرے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ برائی کو روکا جائے۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہ ہو تو پھر ایسی شکایت کرنا حرام ہوگا۔

(۳) فتویٰ طلب کرنا: کوئی شخص مفتی کو یہ بتائے کہ میرے باپ یا میرے بھائی یا میرے خاوند یا فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا ہے' کیا اس کو یہ حق پہنچتا ہے؟ اور اس سے نجات پانے کا میرے لیے کیا

ذٰلِكَ. فَهٰذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ، وَلٰكِنَّ الْاَحْوَطَ وَالْاَفْضَلَ اَنْ يَّقُوْلَ: مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَوْ شَخْصٍ، اَوْ زَوْجٍ، كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ كَذَا؟ فَاِنَّهٗ يَحْصُلُ بِهِ الْغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَمَعَ ذٰلِكَ. فَالتَّعْيِيْنُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهٗ فِيْ حَدِيْثِ هِنْدٍ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

طریقہ ہے' تاکہ مجھے میرا حق مل جائے اور میں اس کے ظلم سے بچ جاؤں؟ اور اس طرح کی کوئی بات کرے تو بوقت ضرورت جائز ہے لیکن افضل اور محتاط طریقہ یہ ہے کہ وہ نام لیے بغیر اس طرح کہے کہ آپ ایسے آدمی یا شخص یا خاوند کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کا معاملہ اس طرح ہے؟ اس طرح وہ کسی کا نام لیے بغیر اپنا مقصد یعنی فتویٰ حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن کسی کا نام لینا بھی جائز ہے جیسا کہ ہم حدیث ہند میں اس کا تذکرہ کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

اَلرَّابِعُ: تَحْذِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيْحَتُهُمْ، وَذٰلِكَ مِنْ وُجُوْهٍ:

مِنْهَا جَرْحُ الْمَجْرُوْحِيْنَ مِنَ الرُّوَاةِ وَالشُّهُوْدِ، وَذٰلِكَ جَائِزٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ.

وَمِنْهَا الْمُشَاوَرَةُ فِيْ مُصَاهَرَةِ اِنْسَانٍ، اَوْ مُشَارَكَتِهٖ، اَوْ اِيْدَاعِهٖ، اَوْ مُعَامَلَتِهٖ، اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، اَوْ مُجَاوَرَتِهٖ، وَيَجِبُ عَلَى الْمُشَاوَرِ اَنْ لَّا يُخْفِيَ حَالَهٗ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِئَ الَّتِيْ فِيْهِ بِنِيَّةِ النَّصِيْحَةِ.

(۴) مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور ان کی خیر خواہی کرنا: اس کے متعدد طریقے ہیں' مثلاً سند کے مجروح راویوں اور گواہوں کے بارے میں جرح کرنا' یہ مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے تحت واجب ہے۔ یا جیسے کسی سے شادی کا تعلق قائم کرنے یا کاروباری شراکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھوانے یا اس کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ کرنے یا اس کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے بارے میں ایک دوسرے سے مشورہ کرنا ہے۔ پس اس صورت میں جس شخص سے مشورہ کیا جائے اس پر واجب ہے کہ وہ اس کی کوئی بات نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت سے اس کی تمام برائیاں بیان کردے (تاکہ وہ شخص اس قسم کے لوگوں سے معاملات کرنے سے بچ جائے)۔

وَمِنْهَا اِذَا رَاٰى مُتَفَقِّهًا يَتَرَدَّدُ اِلٰى مُبْتَدِعٍ، اَوْ فَاسِقٍ يَاْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمَ، وَخَافَ اَنْ يَتَضَرَّرَ الْمُتَفَقِّهُ بِذٰلِكَ، فَعَلَيْهِ نَصِيْحَتُهٗ بِبَيَانِ حَالِهٖ، بِشَرْطِ اَنْ يَقْصِدَ النَّصِيْحَةَ، وَهٰذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيْهِ. وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمَ بِذٰلِكَ الْحَسَدُ، وَيُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ، وَيُخَيِّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ نَصِيْحَةٌ فَلْيَتَفَطَّنْ لِذٰلِكَ.

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق شخص کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے جاتا ہوا دیکھے اور اسے اندیشہ ہو کہ اس طالب علم کو ایسے شخص سے نقصان پہنچے گا تو پھر اس طالب علم سے خیر خواہی کرتے ہوئے اس کے حالات بیان کرنا اس شخص پر واجب ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ خیر خواہی ہی مقصود ہو۔ اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں غلطیوں کا ارتکاب ہوجاتا ہے' کبھی حسد ایسی بات کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کردیتا ہے اور اسے یہ بات باور کراتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے۔ پس اس مسئلے میں انسان کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ شیطان کی چال کا شکار نہ ہوجائے۔

وَمِنْهَا اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وِلَايَةٌ لَا يَقُوْمُ بِهَا عَلٰى وَجْهِهَا: اِمَّا بِاَنْ لَّا يَكُوْنَ صَالِحًا لَّهَا، وَاِمَّا بِاَنْ يَّكُوْنَ فَاسِقًا، اَوْ مُغَفَّلًا، وَنَحْوَ ذٰلِكَ فَيَجِبُ ذِكْرُ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّهٗ عَلَيْهِ وِلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيْلَهٗ، وَيُوَلِّيَ مَنْ يَّصْلُحُ، اَوْ يَعْلَمَ ذٰلِكَ مِنْهُ

یا یہ صورت ہو کہ کسی شخص کے پاس کوئی عہدہ و

لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضٰى حَالِهٖ، وَلَا يَغْتَرَّ بِهٖ، وَاَنْ يَسْعٰى فِيْ اَنْ يَحُثَّهُ عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ اَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهٖ.

الْخَامِسُ: اَنْ يَكُوْنَ مُجَاهِرًا بِفِسْقِهٖ اَوْ بِدْعَتِهٖ كَالْمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ، وَمُصَادَرَةِ النَّاسِ، وَاَخْذِ الْمَكْسِ؛ وَجِبَايَةِ الْاَمْوَالِ ظُلْمًا، وَتَوَلِّي الْاُمُوْرِ الْبَاطِلَةِ، فَيَجُوْزُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهٖ؛ وَيَحْرُمُ ذِكْرُهُ بِغَيْرِهٖ مِنَ الْعُيُوْبِ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ لِجَوَازِهٖ سَبَبٌ آخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ.

السَّادِسُ: التَّعْرِيْفُ، فَاِذَا كَانَ الْاِنْسَانُ مَعْرُوْفًا بِلَقَبٍ؛ كَالْاَعْمَشِ وَالْاَعْرَجِ وَالْاَصَمِّ، وَالْاَعْمٰى؛ وَالْاَحْوَلِ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيْفُهُمْ بِذٰلِكَ؛ وَيَحْرُمُ اِطْلَاقُهُ عَلٰى جِهَةِ التَّنَقُّصِ؛ وَلَوْ اَمْكَنَ تَعْرِيْفُهُ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ اَوْلٰى.

فَهٰذِهٖ سِتَّةُ اَسْبَابٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَاءُ وَاَكْثَرُهَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ؛ وَدَلَائِلُهَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ مَشْهُوْرَةٌ. فَمِنْ ذٰلِكَ:

منصب ہو لیکن وہ اس کا صحیح حق ادا نہ کر رہا ہو یا تو اس لیے کہ اس میں اس کی صلاحیت ہی نہیں یا یہ کہ وہ فاسق ہے یا اس ذمہ داری سے غافل ہے تو پھر ایسے شخص کے بارے میں اس کے امیر کو بتانا واجب ہے تاکہ وہ اسے ہٹا دے اور ایسے شخص کو اس منصب پر فائز کرے جو اس کی اصلاح کرے یا وہ اس معاملے کی اصل صورت حال سے باخبر ہو جائے گا تاکہ وہ حالات کے تقاضے کے مطابق اس میں معاملہ کرے اور اس کے بارے میں کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہوا ور یہ اس بات کی کوشش کرے کہ اسے سیدھے راستے پر قائم رہنے کی ترغیب دے یا پھر اسے بدل دے۔

(۵) یا پھر کوئی علانیہ طور پر اپنے فسق یا بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کرے، لوگوں پر ظلم کرے، ٹیکس وصول کرے، لوگوں سے ظلماً مال حاصل کرے اور امور باطلہ کی سرپرستی کرے۔ پس وہ جو کام کھلم کھلا کرے تو اسے بیان کرنا جائز ہے اس کے علاوہ اس کے دوسرے مخفی عیوب بیان کرنا حرام ہے الا یہ کہ اس کے جواز کا کوئی دوسرا سبب ہو جو ہم نے بیان کیا ہے۔

(۶) کسی کو معروف نام سے پکارنا: جب انسان کسی لقب سے معروف ہو جیسے اعمش (چندھا)، اعرج (لنگڑا)، اصم (بہرا)، اعمی (اندھا) اور احول (بھینگا) وغیرہ تو ان ناموں کے ساتھ جو تعارفی نام ہیں، پکارنا جائز ہے لیکن کسی کی تحقیر و تنقیص کے لیے اس طرح پکارنا حرام ہے اور اگر اس کے علاوہ اس کا تعارف ممکن ہو تو وہ بہتر ہے۔

یہ وہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے بیان کیے ہیں اور ان میں سے اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور احادیث صحیحہ سے ان کے دلائل مشہور ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۵۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((**ائْذَنُوْا لَهٗ، بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ؟**)). متفقٌ عليه.

اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِيْ جَوَازِ غِيْبَةِ اَهْلِ الْفَسَادِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ.

۱۵۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو، یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے''۔ (متفق علیہ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے اہل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت بیان کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۷۱ ـ فتح)، ومسلم (۲۵۹۱).

فقه الحديث ☆ ❶ اس حدیث میں علم وادب دونوں چیزوں کو جمع کیا گیا ہے' علمی طور پر اس طرح کہ اس میں غیبت کا پہلو موجود ہے اور ادبی پہلو یہ ہے کہ جب وہ شخص اندر آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بڑے اچھے انداز سے اس سے گفتگو فرمائی' یعنی ادب اور اخلاق کا پہلو بھی پیش نظر رہنا چاہیے۔

❷ اہل فساد اور مشتبہ لوگوں کا ذکر کرنا جائز ہے' اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے کہ اہل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت بیان کرنا جائز ہے۔

❸ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص میں کوئی برائی دیکھے تو وہ کسی تیسرے شخص کو اس کے شر سے بچانے کے لیے اس کے کردار کے بارے میں بتا سکتا ہے۔

١٥٣٢ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا)). رواه البخاري. قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ: هٰذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

۱۵۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا کہ فلاں فلاں شخص ہمارے دین کے بارے میں کچھ جانتے ہوں''۔ (بخاری) اس حدیث کے راوی لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی منافقین میں سے تھے۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۸۵ ـ فتح).

فقه الحديث ☆ ❶ منافقین بھی اہل فساد اور مشتبہ افراد کے زمرے میں آتے ہیں' اس لیے ان کے حالات سے مسلمانوں کو باخبر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ لوگ ان کے شر سے بچ کر رہیں۔

❷ اسلام میں جس ظن یعنی گمان سے منع کیا گیا ہے وہ مسلمانوں کے بارے میں ان کے دین اور عزت کے متعلق سوئے ظن ہے' حسن ظن تو مسلمانوں کے دین اور ان کی عزت کے بارے میں رکھنا چاہیے۔

١٥٣٣ ـ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ، فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ)). متفق عليه.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ)) وَهُوَ تَفْسِيْرٌ لِرِوَايَةِ: ((لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ)) وَقِيْلَ: مَعْنَاهُ: كَثِيْرُ الْأَسْفَارِ.

۱۵۳۳۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کیا کہ ابوجہم اور معاویہ ان دونوں نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے (آپ مجھے مشورہ دیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ تو فقیر آدمی ہے' اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے اور رہا ابوجہم ہے وہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''ابوجہم تو عورتوں کو بہت مارنے والا ہے''۔ اور یہ پچھلی روایت کے الفاظ ''وہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں'' کی تفسیر ہے اور بعض نے کہا اس کے معنی ہیں: ''وہ بہت زیادہ سفر کرنے والا ہے''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۱۴۸۰).

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا بلکہ صرف امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

غریب الحدیث ☆ (الصعلوك) ''فقیر، محتاج''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ ضرورت کے تحت اجنبی مرد اور اجنبی عورت ایک دوسرے سے بات کر سکتے ہیں، جیسے کوئی مسئلہ وغیرہ پوچھنے کے لیے بات کرنا۔

❷ اگر کوئی شخص پیغام نکاح بھیجے اور اس کی تحقیق کے دوران کوئی شخص اس میں موجود نقص بیان کرے تو یہ غیبت محرمہ نہیں، اس لیے کہ یہ کسی کی خیر خواہی اور بہتری کے لیے ہے، اپنے کسی ذاتی مقصد کے لیے نہیں۔

❸ آدمی کو خیر و بھلائی کی طرف راہنمائی کرتے رہنا چاہیے خواہ اسے ناگوار گزرے حالانکہ اس میں اس شخص کی بہتری ہے۔

❹ اس آدمی سے نکاح کرنا مستحب اور بہتر ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے آسانی پیدا کرنے والا ہو، تنگی کرنے والا نہ ہو۔

❺ اگر کوئی شخص مشورہ طلب کرے تو مشورہ دینے والا اپنی طرف سے کوئی بہتر مشورہ بھی دے سکتا ہے۔ جیسا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ اور ابوجہم رضی اللہ عنہما کے بارے میں بتایا کہ انھوں نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے لیکن آپ نے انہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا۔

❻ اگر عورت راضی ہو تو غیر کفو میں بھی نکاح کرنا جائز ہے، جیسا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت اسامہ بن زیدؓ سے ہوا، حضرت زید غلام تھے اور وہ قریشیہ تھیں۔

١٥٣٤ ـ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ: لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ، فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهُ: مَا فَعَلَ، فَقَالُوْا: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْهُ شِدَّةٌ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقِيْ: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾ ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُوْسَهُمْ. متفقٌ عليه.

۱۵۳۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نکلے، جس میں لوگوں کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، تو عبداللہ بن ابی نے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو حتیٰ کہ وہ منتشر ہو جائیں اور اس نے کہا اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو ہم میں سے معزز شخص وہاں سے ذلیل شخص کو نکال دے گا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو اس بارے میں بتایا۔ آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا تو اس نے بڑی پختہ قسم کھا کر کہا کہ اس نے تو ایسے نہیں کہا۔ پس لوگوں نے کہا زید نے رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ بتایا، ان کی اس بات پر مجھے دلی صدمہ ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں سورۃ المنافقون (اِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ) نازل فرمائی، نبی ﷺ نے پھر ان (منافقین) کو بلایا تا کہ آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں لیکن انھوں نے اعراض کرتے ہوئے اپنے سروں کو پھیر لیا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٨/ ٦٤٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٧٧٢).

غريب الحديث ☆ (ينفضوا) ''آپ سے دور ہو جائیں، منتشر ہو جائیں''۔ (شدة) ''شدید تکلیف''۔ (لوّوا) ''انہوں نے اعراض کرتے ہوئے منہ موڑ لیا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ قوم کے سرداروں اور لیڈروں کی ہفوات کا مؤاخذہ نہ کرنا جائز ہے، تا کہ ان کے ماتحت دین سے دور نہ ہو جائیں،

ان کے عذر قبول کرنا اور ان کے ایمان کی تصدیق کرنا جائز ہے اگرچہ قرائن اس کے برعکس ہوں اور یہ تانیس و تالیف کے لیے ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ سلوک کیا۔

❷ اگر کہیں اسلام کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو ان کے متعلق اپنے کسی بڑے کو بتانا غیبت نہیں' جس طرح کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔

❸ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ جب عبداللہ بن ابی نے ان کی بات کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق میں سورۃ المنافقون نازل فرمائی۔

❹ کفار مسلمانوں کے خلاف مختلف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور انہیں اسلام سے دور ہٹانے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں' جیسا کہ غزوۂ بنی مصطلق کے دوران عبداللہ بن ابی نے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ سے دور ہٹانے کے لیے یہ حربہ استعمال کیا کہ ان کی ''اقتصادی امداد'' بند کر دو' لیکن ان کا کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوا۔

١٥٣٥ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ؟ قَالَ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں' وہ مجھے اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے کہ مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو الا یہ کہ جو میں انہیں بتائے بغیر ان کے مال میں سے خود لے لوں۔ آپ نے فرمایا: ''تم معروف طریقے سے اتنا لے لیا کرو جو تجھے اور تیرے بچوں کو کفایت کر جائے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ٥٠٤ و ٥٠٧ ـ فتح)، ومسلم (١٧١٤).

غريب الحديث☆ (الشح) ''بخل مع الحرص''۔ (**بالمعروف**) ''اسراف و بخل کے درمیان معروف طریقے سے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسئلہ پوچھنے کے لیے کسی شخص کی کیفیت بیان کرنا جائز ہے۔

❷ کسی ایک فریق کی غیر موجودگی میں دوسرے فریق سے بات سننا جائز ہے۔

❸ مسئلہ وغیرہ پوچھنے کی غرض سے اجنبی مرد اور اجنبی عورت ایک دوسرے سے بات کر سکتے ہیں۔

❹ بیوی بچوں کا نان و نفقہ خاوند پر واجب ہے۔

❺ جن امور میں شریعت نے کسی چیز کا تعین نہیں کیا تو ان میں دستور کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

❻ اگر خاوند ضرورت کے مطابق خرچہ نہ دے تو بیوی بقدر ضرورت اپنے خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہے۔

❼ عورت خاوند کی اجازت اور رضامندی سے ضرورت کے تحت گھر سے باہر جا سکتی ہے۔

٢٥٧ـ بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلٰى جِهَةِ الْإِفْسَادِ

۲۵۷۔ باب: چغل خوری حرام ہے' چغل خوری سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے ایک کی بات دوسرے سے بیان کرنا

لسان العرب میں نمیمہ کے کئی ایک معانی ہیں' جیسے:۔

(۱) لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے بات کو دوسروں تک پہنچانا۔
(۲) جھوٹ سے ملمع سازی کرنا۔
(۳) ایسا شخص جو بات کی رازداری کرتا ہے نہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

یعنی چغل خوری سے مراد یہ ہے کہ ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا اور اسے جھوٹ کا مرچ مسالہ لگا کر بیان کرنا' تا کہ ان دو کے درمیان لڑائی و فساد ہو۔ اور یہ بات آگے کیوں پہنچاتا ہے؟ اس لیے کہ یہ شخص بات چھپانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ عربی زبان میں چغل خور کے لیے بہت سے نام ہیں مثلاً: نمام ، قتات، قساس ، دراج، غماز، هماز، مائس اور مماس وغیرہ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ [ن : ١١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بہت عیب جو یا غیبت کرنے والے اور چغلی کے ذریعے سے فساد برپا کرنے والے کی'' (بات نہ مان)۔

وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق : ١٨].

نیز فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی نگران فرشتہ موجود ہوتا ہے''

١٥٣٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)). متفق عليه.

۱۵۳۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٧٢ - فتح)، ومسلم (١٠٥).

تنبیہ: (نمام) لفظ صحیح مسلم میں ہے' صحیحین میں (قتات) کا لفظ ہے' معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

غريب الحديث☆ (القتات، النمام)'' چغل خور''۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کوئی شخص کسی کے پاس جا کر چغل خوری کرے تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ اس کی تصدیق نہ کرے اور جس کے بارے میں بات بتائی جائے اس کے متعلق کوئی رائے قائم نہ کی جائے اور نہ اس کی تحقیق وغیرہ کی جائے' بلکہ اس چغل خور کو منع کیا جائے کہ میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرو۔

❷ اگر کوئی شخص چغل خوری کو حلال سمجھتے ہوئے چغلی کرتا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ یہ تو حرام ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے چغل خور کے لیے جنت حرام فرما دیتا ہے' ہاں اگر کوئی شخص اسے حرام سمجھتا ہے اور انسان ہونے کے ناتے اس سے چغلی ہو جاتی ہے تو پھر اس کا معاملہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے' وہ چاہے تو اسے گناہ کے مطابق سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔

❸ چغل خور سے بغض و عداوت رکھنا واجب ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے پسند نہیں فرماتا اور اس سے بغض رکھتا ہے۔

١٥٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ! بَلٰى اِنَّهُ كَبِيْرٌ: اَمَّا اَحَدُهُمَا، فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ)). متفق عليه، وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ.

۱۵۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں وہ عذاب کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا''۔ پھر فرمایا: ''کیوں نہیں وہ بڑی بات ہی تو ہے' ان میں سے ایک تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا''۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کی ایک روایت کے ہیں۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنٰی: ((وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ)) اَيْ: كَبِيْرٍ فِيْ زَعْمِهِمَا وَقِيْلَ: كَبِيْرٌ تَرْكُهُ عَلَيْهِمَا.

علماء نے کہا ہے "انہیں کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا" اس کا مطلب یہ ہے کہ "ان کے خیال میں یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی" (یعنی انھوں نے اسے معمولی سمجھا) اور بعض نے کہا ہے کہ ان دونوں کاموں کا ترک کرنا ان کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی (وہ بڑی آسانی سے ان دونوں کاموں کو چھوڑ سکتے تھے)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۳۱۷ ـ فتح)، ومسلم (۲۹۲).

غريب الحديث☆ (لا يستتر) ایک روایت میں (لا يستنزه) اور ایک اور روایت میں (لا يستبرىء) کے الفاظ ہیں اور یہ سب درست ہیں' ان کا معنی یہ ہے کہ یہ شخص پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب نہیں کرتا تھا۔

فقه الحديث☆ ❶ گناہوں کو چھوٹا اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیے' اس لیے کہ ان کا انجام بھیانک بھی ہو سکتا ہے۔

❷ نجاست کو صاف کرنا چاہیے اور یہ صرف نماز کے لیے خاص نہیں بلکہ ہمیشہ پاکیزگی کا خیال رکھنا چاہیے۔

❸ پیشاب نجس ہے' اس لیے اس سے بچنا واجب ہے۔

❹ عذاب قبر کا اثبات اور یہ کہ وہ حق ہے۔

❺ چغل خوری کی سخت حرمت کا بیان' اس لیے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

تنبیہ: صحیحین کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ کے دو ٹکڑے کیے اور انہیں دونوں قبروں پر گاڑ کر فرمایا: "شاید کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے"۔ یہ عمل نبی ﷺ کے لیے خاص ہے' اللہ نے آپ کو وحی کے ذریعے بتادیا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے جبکہ عام آدمی کو کیا معلوم کہ کسے عذاب ہو رہا ہے اور کسے نہیں۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "میری شفاعت سے ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا"۔ اس سے ثابت ہوا کہ عذاب میں تخفیف ٹہنیاں لگانے سے نہیں بلکہ آپ کی شفاعت سے ممکن ہوئی۔

اور قبروں پر درخت لگانا یا شاخیں لگانا مشروع نہیں' یہ بدعت ہے اور گمراہی ہے' سلف صالحین میں سے کسی نے ایسے نہیں کیا' اس لیے اس بدعت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب شخص اگر توبہ کیے بغیر فوت ہو جائے تو وہ ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہو جاتا' جس طرح کہ بعض تکفیری لوگوں کا یہ نظریہ ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی کافر کے لیے شفاعت نہیں کرتے۔

۱۵۳۸ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيْمَةُ، الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ)). رواه مسلم.

۱۵۳۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں "عضہ" کے متعلق نہ بتاؤں کہ وہ کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے (یعنی) لوگوں میں (کسی کی) بات کرنا"۔ (مسلم)

((الْعَضْهُ)): بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَاِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، وَبِالْهَاءِ عَلٰی وَزْنِ الْوَجْهِ، وَرُوِيَ: ((الْعِضَةُ)) بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلٰی وَزْنِ الْعِدَةِ، وَهِيَ: الْكَذِبُ وَالْبُهْتَانُ، وَعَلٰی

(الْعَضْه) عین پر زبر' ضاد ساکن اور ہاء' بروزن "الوجه" اور اگر یہ (عضة) عین کے نیچے زیر، ضاد پر زبر "الِعدَة" کے وزن پر بھی ہے۔
اس کے معنی ہیں جھوٹ اور بہتان۔ اور پہلی روایت کے مطابق

الرِّوَايَة الْأُولَى: العَضْهُ مَصْدَرٌ، يُقَالُ: عَضَهَهُ عَضْهًا، أي: رَمَاهُ بِالْعَضْهِ.

(العضه) مصدر ہے' کہا جاتا ہے "عضهه عضها" یعنی اسے جھوٹ کے ساتھ متہم کیا یا اس پر بہتان باندھا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٠٦).

غريب الحديث☆ (العضه) "کاذب، فاحش"۔ (القالة) "فساد پیدا کرنے کے لیے لوگوں کے درمیان باتیں پھیلانا"۔

فقه الحديث☆ ❶ فاحش، کاذب اور چغل خور کے متعلق لوگوں کو بتانا چاہیے تا کہ وہ اس کے شر سے بچ جائیں۔
❷ چغل خوری کی مذمت۔

٢٥٨۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيْثِ وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وُلَاةِ الْأُمُوْرِ إِذَا لَمْ تَدْعُ إِلَيْهِ حَاجَةٌ كَخَوْفِ مَفْسَدَةٍ وَنَحْوِهَا

۲۵۸۔ باب: جب کسی مصلحت کا تقاضا یا کسی فساد وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر امراء سے لوگوں کی شکایت کرنا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢]. وَفِي الْبَابِ الْأَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو"۔

اور اس باب میں وہی حدیثیں ہیں جو اس سے ماقبل باب میں بیان ہوئی ہیں (ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں)۔

١٥٣٩۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَلِّغْنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۵۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی کے متعلق کوئی بات مجھ تک نہ پہنچائے' اس لیے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان اس حال میں آؤں کہ (ہر ایک کے بارے میں) میرا سینہ صاف ہو"۔ (ابوداؤد' ترمذی)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (٤٨٦٠)، والترمذي (٣٨٩٦، ٣٨٩٧)، وأحمد (١/ ٣٩٥ـ ٣٩٦).

اس حدیث کی سند میں ولید بن ابی ہشام مولی حمدان اور اس کے استاد زید بن زائد دونوں مجہول راوی ہیں' اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔

فقه الحديث☆ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرنی چاہیے اور احکام بالا تک لوگوں کی شکایات نہیں پہنچانی چاہییں' ہاں اگر حکمت اور مصلحت کا تقاضا ہو یا ان کے شر اور فساد سے بچنے کا یہی طریقہ ہو تو پھر ان کی شکایت کرنا ضروری ہے' تا کہ اسلامی معاشرے میں امن و امان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

٢٥٩۔ بَابُ ذَمِّ ذِي الْوَجْهَيْنِ

۲۵۹۔ باب: دو رخے شخص کی مذمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا﴾ [النساء: ١٠٨].

چھپتے حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے' جب وہ راتوں کو ایسی باتوں میں مشورہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کا احاطہ کرنے والا ہے''۔

١٥٤٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا، وَتَجِدُوْنَ خِيَارَ النَّاسِ فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ اَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً، وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)). متفقٌ عليه.

۱۵۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے' ان میں جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں' جب وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرلیں۔ تم اس امارت وحکمرانی کے بارے میں ان لوگوں کو بہتر پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں گے اور تم سب سے زیادہ برا دورخے شخص کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک رخ لے کر جاتا ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس ایک اور (دوسرا) رخ لے کر جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٢٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٥٢٦).

غريب الحديث☆ **(المعدن)** کان جس سے معدنیات نکالی جاتی ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بھی کسی اصل اور بنیاد کے مالک ہوں گے جس کی طرف وہ منسوب ہوں گے اور جس کی وجہ سے وہ فخر کریں گے۔ **(فقهوا)** جب وہ احکام شریعت سیکھ لیں گے۔ **(الشان)** ''امارت، حکومت''۔

فقه الحديث☆ ❶ لوگوں کی حسب نسب کے لحاظ سے تقسیم یعنی جو لوگ زمانہ جاہلیت میں ممتاز قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی اپنے لوگوں میں بڑی عزت تھی تو ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی عزت و توقیر میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی معزز ہیں لیکن اسلام میں باعث اعزاز تفقہ فی الدین (دین میں سمجھ بوجھ) ہے۔

❷ دوسری بات یہ بیان کی گئی کہ امارت وحکومت کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ لوگ ہیں جو اسے ناپسند کرتے ہیں یعنی وہ اس کے طالب نہیں ہوتے۔ جو لوگ حکومت کا مطالبہ کرتے ہیں گویا ان کے اپنے اغراض و مقاصد اور مفادات ہوتے ہیں' جن کے حصول کے لیے وہ کوشاں ہوتے ہیں اور جو لوگ حکومت حاصل کرنے کو ناپسند کرتے ہیں ان کے اپنے کوئی مقاصد نہیں ہوتے' اس لیے جب انہیں حکومت مل جائے تو وہ دینی اور قومی مفادات کو مقدم رکھتے ہوئے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے ہیں۔

❸ دو رخے شخص کو سب سے بدترین قرار دیا ہے' اس لیے کہ وہ کسی شخص کے ساتھ بھی مخلص نہیں ہوتا' وہ جن کے پاس جاتا ہے ان سے وفاداری ظاہر کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کی برائیاں بیان کرتا ہے اور جب دوسرے لوگوں کے پاس جاتا ہے تو پھر ان سے وفاداری ظاہر کرتا ہے اور پہلے فریق کے خلاف باتیں کرتا ہے یعنی وہ تمام لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے' اس لیے یہ بدترین شخص ہے۔

١٥٤١ ـ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ

۱۵۴۱۔ حضرت محمد بن زید سے روایت ہے کہ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب ہم اپنے بادشاہوں اور حکمرانوں کے پاس ہوتے ہیں تو ہم ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے خلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کی عدم موجودگی میں کرتے

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. رواه البخاري.

ہیں۔ تو حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایسے رویے کو نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۱۷۰ ـ فتح).

تنبیہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں (سلاطینا) جمع کی بجائے (سلطاننا) مفرد کا صیغہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ (علی عهد رسول الله ﷺ) کے الفاظ بخاری میں نہیں بلکہ ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہیں۔

غريب الحديث☆ (سلاطينا) ''ہمارے حکمران''۔

فقه الحديث☆ ❶ بعض اہل علم نے حکمرانوں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے' اس لیے کہ اس کے مفاسد بہت ہیں' ابن جوزی نے ''تلبیس ابلیس'' میں لکھا ہے کہ یہ بھی ابلیس کا فریب ہے کہ علماء اور فقہاء حکمرانوں کی مجلس میں حاضری دیں' اس لیے کہ وہ ان کے سامنے مداہنت اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی خرابیوں کی تردید نہیں کرتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب علماء اور فقہاء امراء کی مجالس میں جاتے ہیں اور ان سے مفادات حاصل کرتے ہیں تو پھر امراء کو اپنے ناجائز کاموں پر بھی سند جواز حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر میرا یہ کام ٹھیک نہیں تو یہ علماء میرے پاس کیوں آتے اور میرا مال کیوں کھاتے؟ پس علماء کا امراء کے پاس جانا دین کے لیے باعث نقصان ہے۔

❷ جو شخص امراء کے پاس تو ان کی تعریف کرے اور باہر آ کر ان کی برائیاں بیان کرے تو ایسا شخص دو رخے پن کا شکار ہے اور یہ نفاق ہے۔

❸ دین کے بارے میں فہم صحابہ ؓ معتبر ہے اور یہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے حجت ہے۔

۲۶۰ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْكَذِبِ

۲۶۰۔ باب: جھوٹ کی حرمت

جھوٹ کے معنی ہیں کہ کسی چیز کے بارے میں خلاف واقعہ خبر دینا' خواہ یہ عمداً ہو یا جہالت کی وجہ سے ہو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس چیز کا علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو''۔ اور فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ایک نگران فرشتہ تیار رہتا ہے''۔

١٥٤٢ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)). متفقٌ عليه.

۱۵۴۲۔ حضرت ابن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور بلاشبہ نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ''صدیق'' (سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں' بے شک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں ''کذاب'' (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۵۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٤٣ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ

۱۵۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں (ایسی) ہیں جس شخص میں وہ ہوں گی وہ

فِيهِ، كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)). متفقٌ عليه.

وقد سبق بيانه مع حديث أبي هُرَيْرَةَ بنحوه في ((باب الوفاء بالعهد)).

خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے (اور وہ یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے''۔ (متفق علیہ)

اس کی تفصیل ''باب الوفاء بالعهد'' میں مذکور حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تحت گزر چکی ہے جو اس کی مثل ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٦٨٩۔٦٩٠) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٤٤ - وعن ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: ((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَ هُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً، عُذِّبَ، وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)). رواه البخاري.

((تَحَلَّمَ)) أَيْ: قَالَ إِنَّهُ حَلَمَ فِي نَوْمِهِ وَرَأَى كَذَا وَكَذَا، وَهُوَ كَاذِبٌ. و ((الآنُكُ)) بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّونِ وتخفيفِ الكاف: وهو الرَّصَاصُ الْمُذَابُ.

١٥٤٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسا خواب بیان کرے جو اس نے نہیں دیکھا تو روز قیامت اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ یہ کام نہیں کر سکے گا اور جو شخص لوگوں کی باتوں کو کان لگا کر سنے حالانکہ وہ اس کے لیے اس (سننے) کو ناپسند کرتے ہوں تو قیامت والے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جس شخص نے (کسی جاندار کی) تصویر بنائی تو اسے عذاب دیا جائے گا اور اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے حالانکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا''۔ (بخاری)

(تحلم) اس کے معنی ہیں کہ وہ بیان کرے کہ اس نے نیند میں یہ خواب دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہو۔ (الآنك) مد کے ساتھ اور نون پر پیش اور کاف بغیر تشدید کے ''پگھلا ہوا سیسہ''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٢/ ٤٢٧ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ خواب کے بارے میں اپنی طرف سے جھوٹ بیان کرنا حرام ہے' اس پر شدید وعید ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے' اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے جبکہ عام جھوٹ مخلوق کے متعلق ہوتا ہے۔

❷ بعض اوقات تکلیف تعذیب کی شکل میں ہوتی ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ بندوں کو مختلف قسم کا عذاب دیتا ہے اور یہ عذاب جنس عمل سے ہوتا ہے۔

❹ ''حلم'' عموماً شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ جھوٹا خواب ہوتا ہے جبکہ سچے خواب کو ''رؤیا'' کہتے ہیں۔

❺ اللہ تعالیٰ سے اس کی مخلوق کے بارے میں مقابلہ کرنا حرام ہے۔

❻ جو شخص عبودیت سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے وہ عقوبت کا مستحق ٹھہرتا ہے یعنی تصویر سازی پر سخت وعید ہے۔ اب اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ کیا فقط ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر حرام ہے یا کیمرے کی تصویر بھی اسی حکم کے تحت ہے؟ بعض حضرات کیمرے کی تصویر کو حرام نہیں

سمجھتے' اسے عکس قرار دیتے ہیں' لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے' اس میں اور ہاتھ سے بنائی گئی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔

◆ تجسس، تحسس اور دوسروں کے بارے میں سوئے ظن حرام ہے اور لوگوں کی باتیں سننے والے کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔

١٥٤٥ - وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال النبي ﷺ: ((أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا)). رواه البخاري.

ومعناه: يقول: رأيت فيما لم يره.

۱۵۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انھوں نے نہیں دیکھی''۔ (بخاری)

اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کہے کہ میں نے (خواب میں) فلاں چیز دیکھی ہے حالانکہ اس نے اسے نہیں دیکھا۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٢/ ٤٢٨ - فتح).

غريب الحديث☆ (الفرى) ''فرية'' کی جمع ہے' اس کا معنی ہے بہت بڑا جھوٹ' جسے سن کر لوگ حیران وششدر رہ جائیں۔

فقه الحديث☆ خواب کے بارے میں جھوٹ بولنے کی حرمت کا بیان ہے کہ اس جھوٹ کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا گیا ہے۔

١٥٤٦ - وعن سمرة بن جندب رضي الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ مما يكثر أن يقول لأصحابه: ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟)) فيقص عليه من شاء الله أن يقص، وإنه قال لنا ذات غداة: ((إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ، وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ، فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى!)) قال: ((قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذٰلِكَ

۱۵۴۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے صحابہ کرام سے پوچھا کرتے تھے: ''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' پس کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ چاہتا' آپ کے سامنے بیان کرتا۔ ایک روز صبح کے وقت آپ نے ہمیں فرمایا: ''بے شک رات کے وقت دو آنے والے (خواب میں) میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے کہا چلیے' میں ان کے ساتھ چل پڑا' ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی پتھر لیے اس کے اوپر کھڑا تھا' وہ اس کے سر پر پتھر مارتا اور اس کے سر کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ پس پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے' وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا ہے اور اسے پکڑ لاتا ہے' وہ ابھی واپس نہیں پہنچتا کہ اس کا سر پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاتا ہے۔ وہ آدمی پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور اس کے ساتھ پھر پہلی مرتبہ والا سلوک کرتا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''میں نے ان دونوں سے پوچھا: سبحان اللہ! یہ دونوں کیا ہیں؟ ان دونوں (جو میرے ساتھ چل رہے تھے) نے مجھے کہا: چلیے' چلیے' پس ہم چلتے گئے اور ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک اور آدمی لوہے کا آنکڑا لیے اس کے اوپر کھڑا تھا' وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا ہے اور اس کے جبڑے کو اس کی گدی تک چیر دیتا ہے اور اس کے نتھنے اور اس کی آنکھ کو بھی اس کی گدی تک چیر دیتا ہے پھر وہ دوسری طرف ہو جاتا ہے اور ادھر بھی اس

الْجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُوْلٰى)) قَالَ: ((قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ)) فَأَحْسِبُ أَنَّهُ قَالَ: ((فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ، وَأَصْوَاتٌ، فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا. قُلْتُ: مَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ)) حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ، يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً، وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِي ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ، فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ، فَغَرَ لَهُ فَاهُ، فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا. قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَانِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ، أَوْ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْأًى، فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا. قُلْتُ لَهُمَا: مَا هٰذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ، قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ وَمَا هٰؤُلَاءِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا إِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ دَوْحَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا، وَلَا أَحْسَنَ! قَالَا لِي: ارْقَ فِيْهَا، فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ

طرح کرتا ہے جس طرح اس نے پہلی طرف کیا تھا' ابھی وہ دوسری طرف سے فارغ نہیں ہوتا تو اس کی پہلی طرف پہلے کی طرح صحیح ہو جاتی ہے۔ وہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور وہ ایسے ہی کرتا ہے جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا''۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیا ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ان دونوں نے مجھے کہا چلیے چلیے' پس ہم چلتے گئے تو ہم ایک تنور جیسے گڑھے پر آئے''۔ (راوی بیان کرتا ہے) میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اس میں بہت شور اور آوازیں تھیں' ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں' ان کے نیچے سے ان کی طرف آگ کا ایک شعلہ بلند ہوتا ہے' جب وہ شعلہ ان تک پہنچتا تو وہ چیختے چلاتے ہیں آپ نے فرمایا: ''میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ ان دونوں نے مجھے کہا: چلیے چلیے' پس ہم چلتے گئے اور ایک نہر پر پہنچ گئے''۔ (راوی بیان کرتا ہے) میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''وہ خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک تیراک تیر رہا تھا جب کہ نہر کے کنارے پر ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کیے ہوئے تھے' جب وہ تیراک تیرتا ہوا اس آدمی کے پاس پہنچتا ہے جس نے اپنے پاس پتھر جمع کیے ہوئے ہیں تو یہ اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے اور یہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا ہے' یہ شخص پھر چلا جاتا ہے' تیرنے لگتا ہے اور وہ بارہ پھر اس آدمی کی طرف لوٹتا ہے۔ یہ جب بھی اس کی طرف لوٹتا ہے تو اس کے سامنے اپنا منہ کھول دیتا ہے اور وہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون ہیں تو وہ مجھے کہتے ہیں چلیے چلیے۔ ہم چلتے گئے تو پھر ایک بہت ہی کریہ منظر آدمی کے پاس پہنچے' یا (فرمایا) سب سے بدصورت آدمی کی طرف جو تم نے دیکھا ہو' اس کے پاس پہنچے' اس کے پاس آگ ہے اور وہ اسے جلا رہا ہے اور اس کے ارد گرد دوڑتا ہے' میں نے ان دونوں سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انھوں نے مجھے کہا چلیے چلیے۔ پس ہم چلتے گئے اور ایک بڑے شاداب باغ میں پہنچے جس میں لمبے لمبے درخت کثرت سے لگے ہوئے تھے اور اس میں بہار کے ہر قسم کے کھلے ہوئے پھول تھے' جبکہ

الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا، فَفُتِحَ لَنَا، فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ! وَشَطْرٌ مِنْهُمْ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ! قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِي ذٰلِكَ النَّهْرِ، وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ، فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيهِ. ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوْا فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ. قَالَ: قَالَا لِي: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ، وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا، فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ. قَالَا لِي: هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا، فَذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ. قَالَا: أَمَّا الْآنَ فَلَا، وَأَنْتَ دَاخِلُهُ. قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا؟ فَمَا هٰذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَا لِي: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ: أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ؛ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ هُمْ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ، وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ، فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيهُ الْمَرآةِ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ، فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ، فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ))، وَفِي رِوَايَةِ الْبَرْقَانِيِّ: ((وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ)) فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

باغ میں ایک طویل القامت انسان تھا اور اس کے لمبے قد کی وجہ سے قریب نہیں تھا کہ میں اس کا سر دیکھ سکوں اور اس کے ارد گرد بہت سے بچے ہیں جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں؟ لیکن انھوں نے مجھے یہی کہا کہ چلیے چلیے۔ پس ہم چلتے گئے اور ایک بہت بڑے درخت کے پاس آئے اور میں نے اس سے بڑا اور اچھا درخت کبھی نہیں دیکھا' ان دونوں نے مجھے کہا اس پر چڑھیے۔ پس ہم اس پر چڑھے تو وہاں ایک شہر نظر آیا جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم شہر کے دروازے پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو اسے ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ ہم اس میں داخل ہو گئے تو ہم نے وہاں بہت سے آدمی دیکھے' ان کا آدھا جسم تو اس خوبصورت ترین آدمی کی طرح تھا جسے تم نے دیکھا ہو اور ان کا باقی آدھا جسم اس قبیح ترین آدمی کی طرح تھا جسے تم نے دیکھا ہو۔ ان دونوں نے انہیں کہا چلو اور اس نہر میں کود جاؤ اور وہ نہر عرضاً بہ رہی تھی اور اس کا پانی دودھ کی طرح نہایت ہی سفید تھا۔ پس وہ گئے اور اس میں کود گئے پھر وہ ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کے آدھے جسم کا قبیح پن دور ہو چکا تھا اور وہ مکمل طور پر بہت خوبصورت بن گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہی آپ کی منزل ہے۔ میری نظر جو اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل تھا' پھر ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ ہے آپ کا مقام۔ میں نے انہیں کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے' مجھے ذرا چھوڑ دو کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں' ان دونوں نے کہا: ابھی نہیں' البتہ آپ ہی اس میں داخل ہوں گے' میں نے انہیں کہا کہ میں نے اس رات بڑی عجیب چیزیں دیکھی ہیں' پس میں نے جو دیکھا ہے وہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے بتایا کہ ہم عنقریب آپ کو بتلائے دیتے ہیں' وہ جو پہلا آدمی تھا' جس کے پاس سے آپ گزرے تھے اور اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا' یہ وہ شخص تھا جس نے قرآن یاد کیا تھا اور اسے بھلا دیا تھا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا تھا۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ آئے تھے اور اس کے جبڑے' نتھنے اور آنکھ کو اس کی گدی

وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ، وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ، وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ، فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ)). رواه البخاري.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ((رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِي فَاَخْرَجَانِي اِلٰى اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ)) ثُمَّ ذَكَرَهُ وَقَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ، اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَاِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا، وَاِذَا خَمَدَتْ، رَجَعُوْا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ)) وَفِيهَا: ((حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ)) وَلَمْ يَشُكَّ ((فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهْرِ، وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ، رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِي فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ)). وَفِيهَا: ((فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ، فَاَدْخَلَانِي دَارًا لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ)) وَفِيهَا: ((الَّذِي رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ مَا رَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) وَفِيهَا: ((الَّذِي رَاَيْتَهُ يُشْدَخُ رَاْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَيُفْعَلُ بِهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالدَّارُ الْاُوْلٰى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَاَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، فَارْفَعْ رَاْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَاْسِي،

تک چیرا جارہا تھا' یہ وہ شخص تھا جو صبح اپنے گھر سے نکلتا تو ایسا جھوٹ بولتا جو آفاق (آسمان کے کناروں) تک پہنچ جاتا۔ اور وہ جو برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں تندور نما گھڑے میں تھیں' وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ وہ آدمی جس کے آپ پاس گئے تھے اور وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالا جارہا تھا' وہ سود خور تھا۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ گئے تھے اور وہ کریہ المنظر تھا اور آگ کے پاس تھا' اسے جلا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا' وہ جہنم کا داروغہ تھا۔ اور جو طویل القامت آدمی باغ میں تھا' وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے ان کے ارد گرد تھے' یہ وہ تمام بچے تھے جو فطرت اسلام پر فوت ہوئے تھے"۔ برقانی کی روایت میں ہے: "یہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر پیدا ہوئے تھے"۔ بعض مسلمانوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مشرکوں کے بچے (بھی وہیں تھے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مشرکین کے بچے بھی۔ اور وہ لوگ جن کے جسم کا آدھا حصہ خوبصورت اور آدھا قبیح تھا یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اچھے برے ہر قسم کے ملے جلے عمل کیے تھے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا"۔ (بخاری)

اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "میں نے رات کو دو آدمی دیکھے کہ وہ میرے پاس آئے اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے"۔ پھر وہی واقعہ بیان کیا اور فرمایا: "ہم چلتے چلتے تنور جیسے گڑھے کے پاس پہنچے' اس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا حصہ کشادہ تھا' اس کے نیچے آگ جل رہی تھی' جب وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر کو اٹھتے حتیٰ کہ وہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے اور جب وہ آگ بجھ جاتی تو وہ پھر اس میں واپس نیچے چلے جاتے اور اس میں برہنہ حالت میں مرد اور عورتیں تھیں"۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے "ہم خون کی ایک نہر پر آئے"۔ اس میں راوی نے شک نہیں کیا (جیسے پہلی روایت میں شک تھا) "اس میں ایک آدمی نہر کے وسط میں کھڑا ہے اور ایک آدمی نہر کے کنارے پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے پتھر ہیں اور جو آدمی نہر میں ہے' وہ آگے بڑھتا ہے اور نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو باہر کنارے والا آدمی اس کے منہ میں

افَاِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالَا: ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ: دَعَانِي اَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالَا: اِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ، اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ)). رواه البخاري.

قَوْلُهُ: ((يَثْلَغُ رَأْسَهُ)) هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، أَيْ: يَشْدَخُهُ وَيَشُقُّهُ. قَوْلُهُ: ((يَتَدَهْدَه)) أَيْ: يَتَدَحْرَجُ. و ((الْكَلُّوبُ)) بِفَتْحِ الْكَافِ، وَضَمِّ اللامِ المشددة، وهو معروف. قوله: ((فَيُشَرْشِرُ)) أَيْ: يُقَطِّعُ. قوله: ((ضَوْضَوْا)) وَهُوَ بِضَادَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ، أَيْ: صَاحُوا. قَوْلُهُ: ((فَيَفْغَرُ)) هُوَ بِالْفَاءِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ، أَيْ: يفتحُ. قَوْلُهُ: ((الْمرآةِ)) هُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ، أَيْ: الْمَنْظَرِ. قَوْلُهُ: ((يَحُشُّهَا)) هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشِّينِ الْمُعْجَمَةِ، أَيْ: يُوقِدُهَا. قَوْلُهُ: ((رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ)) هُوَ بِضَمِّ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ التَّاءِ وَتَشْدِيدِ الْمِيمِ، أَيْ: وَافِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيلَتِهِ. قَوْلُهُ: ((دَوْحَةٌ)) وَهِيَ بِفَتْحِ الدَّالِ، وَإِسْكَانِ الْوَاوِ وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ. قَوْلُهُ: ((الْمَحْضُ)) هُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ وَ إِسْكَانِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ اللَّبَنُ. قَوْلُهُ: ((فَسَمَا بَصَرِي)) أَيْ: ارْتَفَعَ. ((وَصُعُدًا)): بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ، أَيْ: مُرْتَفِعًا. ((وَالرَّبَابَةُ)): بِفَتْحِ الرَّاءِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً، وَهِيَ السَّحَابَةُ.

ایک پتھر پھینک دیتا ہے اور اسے وہیں لوٹا دیتا ہے جہاں وہ تھا' پس وہ شخص جب بھی نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے اور وہ وہیں واپس لوٹ جاتا ہے' جیسے وہ تھا'۔اور اس میں یہ بھی ہے: ''وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور انھوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کردیا' جس سے خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس میں کچھ بوڑھے مرد تھے اور کچھ جوان''۔ اور اسی روایت میں ہے: ''آپ نے جو اس شخص کو دیکھا جس کا جبڑا چیرا جارہا ہے' وہ بہت جھوٹا آدمی تھا' وہ جھوٹ بولتا اور وہ جھوٹی بات اس کی طرف سے بیان کی جاتی اور وہ پہنچتی پہنچتی آفاق تک پہنچ جاتی۔ پس آپ نے جو دیکھا قیامت تک اس کے ساتھ ویسے ہی کیا جاتا رہے گا''۔اور اس روایت میں یہ بھی ہے: ''آپ نے جو وہ شخص دیکھا کہ اس کے سر کو کچلا جارہا ہے' پس وہ آدمی ہے جسے اللہ نے قرآن حکیم سکھایا لیکن یہ اس سے بے پروا ہو کر رات کو سویا رہتا اور دن کو بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا' پس اس کے ساتھ بھی روز قیامت تک یہی سلوک کیا جائے گا۔ وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے تھے' وہ عام مومنوں کا گھر تھا اور جبکہ یہ گھر شہداء کا گھر ہے' میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں' آپ اپنا سر اٹھائیں۔ پس میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ میرے اوپر بادل کی مانند کوئی چیز ہے' ان دونوں نے کہا: یہ آپ کا ٹھکانا ہے۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ ان دونوں نے کہا: ابھی آپ کی عمر باقی ہے جسے آپ نے مکمل نہیں کی' پس جب آپ اسے مکمل کرلیں گے تو اپنے ٹھکانے میں تشریف لے آئیں گے''۔ (بخاری)

(**یثلغ رأسه**) ثاء اور غین کے ساتھ ''اس کے سر کو کچلتا اور چیرتا تھا''۔ (**یتدهده**) ''لڑھکتا ہے''۔ (**الکلوب**) کاف پر زبر' لام پر پیش اور شد اس کے معنی مشہور ہیں یعنی'' آنکڑا''۔ (**فیشرشر**) ''چیرتا ہے''۔ (**ضوضوا**) دو ضاد کے ساتھ ''وہ چیخے''۔ (**فیفغر**) فاء اور غین کے ساتھ ''کھولتا ہے''۔ (**المرآة**) میم پر زبر ''منظر''۔ (**یحشها**) یاء پر زبر' حاء پر پیش اور شین ''اسے جلاتا ہے''۔ (**روضة**

معتمة) میم پر پیش' عین ساکن' تاء پر زبر اور میم پر شد' "لمبے اور زیادہ درختوں والا شاداب"۔ **(دوحة)** دال پر زبر' واؤ ساکن اور پھر حاء "بڑا درخت"۔ **(المحض)** میم پر زبر' حاء ساکن اور پھر ضاد' "دودھ"۔ **(فسما بصری)** "میری نظر اوپر اٹھی"۔ **(صعدا)** صاد اور عین پر پیش "بلند ہونے والا"۔ **(الربابة)** راء پر زبر اور باء دو بار' اس کا معنی ہے "بادل"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۲/ ۴۳۸ ـ ۴۳۹ ـ فتح)' والرواية الثانية (۳/ ۲۵۱ ـ ۲۵۲ ـ فتح).

غريب الحديث☆ **(ذات غداة)** ذات زائدہ ہے اور یہ کسی چیز کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنے کے لیے ہے "ایک صبح" **(يهوى)** "گرتا ہے"۔ **(مستلق لقفاه)** "اپنی گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا"۔ **(شدقه)** "اس کا جبڑا"۔ **(التنور)** "تندور"۔

فقه الحديث☆ ❶ خواب کی تعبیر کے لیے صبح کا وقت زیادہ موزوں ہے' اس لیے کہ اس وقت خواب دیکھے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہوتی۔

❷ جس شخص نے خواب دیکھا ہو اس سے اس کے بارے میں پوچھنا اور اسے سننا مستحب ہے۔

❸ عذاب قبر کا اثبات اور یہ کہ بعض گناہ گاروں کو عالم برزخ میں عذاب دیا جائے گا۔

❹ علم اور بات کی تلخیص جائز ہے' وہ اس طرح کہ باتوں کو ذہن میں محفوظ کیا جائے اور پھر ترتیب وار ان کا جواب دیا جائے۔

❺ فرض نماز پڑھے بغیر سو جانے سے ڈرنا چاہیے۔

❻ جس شخص کو قرآن یاد ہو اور وہ اسے بھول جائے تو اسے بھی ڈرنا چاہیے۔

❼ زنا، سود اور عمداً جھوٹ بولنا نہایت خطرناک اور مہلک گناہ ہیں۔

❽ علم حاصل کرنے کی ترغیب۔

❾ شہداء کی فضیلت اور یہ کہ وہ جنت میں اعلیٰ منزل پر ہوں گے۔

❿ جن لوگوں کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گے اللہ ان سے درگزر فرمائے گا۔

۲۶۱۔ باب بيان ما يجوز من الكذب

اِعْلَمْ اَنَّ الْكَذِبَ، وَاِنْ كَانَ اَصْلُهُ مُحَرَّمًا، فَيَجُوْزُ فِيْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ بِشُرُوْطٍ قَدْ اَوْضَحْتُهَا فِيْ كِتَابِ: ((الْاَذْكَارِ))، وَمُخْتَصَرُ ذٰلِكَ: اَنَّ الْكَلَامَ وَسِيْلَةٌ اِلَى الْمَقَاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُوْدٍ مَحْمُوْدٍ يُمْكِنُ تَحْصِيْلُهُ بِغَيْرِ الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فِيْهِ، وَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْ تَحْصِيْلُهُ اِلَّا بِالْكَذِبِ، جَازَ الْكَذِبُ. ثُمَّ اِنْ كَانَ تَحْصِيْلُ ذٰلِكَ الْمَقْصُوْدِ مُبَاحًا كَانَ الْكَذِبُ مُبَاحًا، وَاِنْ كَانَ وَاجِبًا، كَانَ الْكَذِبُ وَاجِبًا. فَاِذَا

۲۶۱۔ باب: جھوٹ کی بعض جائز صورتیں

جان لیجیے کہ جھوٹ اگرچہ اصل میں تو حرام ہے لیکن بعض احوال میں چند شروط کے ساتھ جھوٹ بولنا جائز ہے' جنھیں میں نے "کتاب الاذکار" میں واضح کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے' پس وہ ہر اچھا مقصود جس کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن ہے تو اس بارے میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر اس کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے' پھر اگر اس مقصود کا حصول مباح ہے تو اس کے لیے جھوٹ بولنا بھی مباح ہوگا اور اگر اس مقصود کا حصول واجب ہے تو پھر اس کے بارے میں جھوٹ

اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ يُرِيْدُ قَتْلَهُ، اَوْ اَخْذَ مَالِهِ، وَاَخْفَى مَالَهُ، وَسُئِلَ اِنْسَانٌ عَنْهُ، وَجَبَ الْكَذِبُ بِاِخْفَائِهِ، وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيْعَةٌ، وَاَرَادَ ظَالِمٌ اَخْذَهَا، وَجَبَ الْكَذِبُ بِاِخْفَائِهَا. وَالْاَحْوَطُ فِي هٰذَا كُلِّهِ اَنْ يُوَرِّيَ، وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ: اَنْ يَقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُوْدًا صَحِيْحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِ، وَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي ظَاهِرِ اللَّفْظِ، وَبِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَا يَفْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَاَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكَذِبِ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هٰذَا الْحَالِ.

وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ لِجَوَازِ الْكَذِبِ فِي هٰذَا الْحَالِ بِحَدِيْثِ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا)). متفق عليه.

زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ: **((قَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ: وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ))** تَعْنِي: الْحَرْبَ، وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ، وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا.

بولنا بھی واجب ہوگا۔ مثال کے طور پر جب کوئی شخص کسی ظالم سے چھپ جائے' جو اسے قتل کرنا چاہتا ہے یا اس کا مال حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ اپنا مال چھپالے اور کسی انسان سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو پھر اس کے معاملے کو چھپائے رکھنے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے اور اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہے اور ظالم اسے لینا چاہتا ہے تو بھی اسے چھپانے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ ان تمام صورتوں میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ ''توریہ'' اختیار کیا جائے اور ''توریے'' کا معنی یہ ہے کہ ایسی بات کی جائے جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی' یعنی وہ اپنی گفتگو سے صحیح مقصد کی نیت اور قصد کرے اور اس کی طرف نسبت کرنے میں وہ جھوٹا نہ ہو' اگرچہ ظاہری الفاظ میں اور اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جسے مخاطب سمجھے' وہ جھوٹا ہو اور اگر توریے کی بجائے صاف جھوٹ ہی بول دے تو بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہیں ہے۔

علماء نے اس حالت میں جھوٹ بولنے کا جواز حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے' وہ بھلائی کی بات پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

امام مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''میں نے آپ ﷺ کو تین مواقع کے سوا لوگوں کو گفتگو سے متعلق رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا۔'' ان کی مراد یہ تھی: جنگ کا موقع' لوگوں کے درمیان صلح کرانا اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے گفتگو کرنے کا موقع۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٩٩ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٠٥).

غريب الحديث ☆ (ينمي) ''وہ بات کو پہنچاتا ہے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے کوئی جھوٹ بولتا ہے تو وہ شخص جھوٹا تصور نہیں کیا جائے گا۔

❷ قابل مذمت جھوٹ وہ ہے جس کے نتائج نقصان دہ ہوں۔

❸ حدیث میں مذکورہ تینوں مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔

٢٦٢- بَابُ الْحَثِّ عَلَى التَّثَبُّتِ فِيمَا يَقُوْلُهُ وَيَحْكِيْهِ

۲۶۲۔ باب: انسان جو بات کرے یا اسے آگے بیان کرے اس کی تحقیق کرنے کی ترغیب

قَالَ اللّٰهُ تعالى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقَالَ تعالى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو''۔

نیز فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے''۔

١٥٤٧- وعن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)). رواه مسلم.

۱۵۴۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے (تحقیق کیے بغیر آگے) بیان کردے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم في مقدمة ((صحيحه)) (٥).

فقه الحديث: انسان جو بات سنے اسے تحقیق کے بغیر آگے بیان نہ کرے' اس پر سخت وعید ہے۔ اس لیے کہ انسان عموماً سچ اور جھوٹ سنتا ہے اگر وہ تحقیق کے بغیر ہر بات آگے بیان کردے تو اس طرح وہ جھوٹ بیان کرنے والوں میں شامل ہوجائے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ کوئی بات کرنے یا اسے آگے بیان کرنے سے پہلے تحقیق کرلی جائے۔

١٥٤٨- وعن سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيْثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ)). رواه مسلم.

۱۵۴۸۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری طرف سے کوئی حدیث بیان کرے جب کہ وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم في مقدمة ((صحيحه)) (٩/١).

فقه الحديث☆ ❶ جب تک کسی حدیث کے صحیح ہونے کا یقین نہ ہو اسے آگے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے جھوٹی روایات بیان نہیں کرنی چاہیے۔

❸ اس حدیث میں ان واعظین کے لیے تنبیہ ہے جو اپنے وعظ اور تقریر کو جھوٹی حدیثوں سے لچھے دار بناتے ہیں۔

١٥٤٩- وعن أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِيْنِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)). متفق عليه.

الْمُتَشَبِّعُ: هُوَ الَّذِي يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانَ، ومعناه هُنَا: أَنَّهُ يُظْهِرُ أَنَّهُ حَصَلَ لَهُ فَضِيْلَةٌ وَلَيْسَتْ

۱۵۴۹۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ایک سوتن (سوکن) ہے' کیا مجھ پر گناہ ہوگا کہ اگر میں ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے یہ کچھ ملا ہے حالانکہ وہ اس نے مجھے نہ دیا ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''متشبع (وہ شخص جو تکلف کے ساتھ کسی چیز کے ملنے کا اظہار کرے جبکہ وہ اسے نہ ملی ہو) اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے''۔ (متفق علیہ)

(**المتشبع**) ''اس شخص کو کہتے ہیں جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سیر ہے

- باصلہ. ((وَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)) أَيْ: ذِي زُوْرٍ، وَهُوَ الَّذِي يُزَوِّرُ عَلَى النَّاسِ، بِأَنْ يَتَزَيَّى بِزِيِّ أَهْلِ الزُّهْدِ أَوِ الْعِلْمِ أَوِ الثَّرْوَةِ؛ لِيَغْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ. وَقِيلَ غَيْرُ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

حالانکہ وہ سیر نہیں ہوتا اور یہاں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ یہ ظاہر کرے کہ اسے یہ فضیلت حاصل ہے جبکہ وہ اسے حاصل نہ ہو۔ اور (لابس ثوبی زور) یعنی ''جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا'' اس سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو دھوکا دیتا ہے' مثلاً وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے زاہدوں، عالموں یا اہل ثروت والا لباس پہنتا ہے اور ان جیسی ہیئت اختیار کرتا ہے جبکہ فی الحقیقت اس میں وہ صفات نہیں ہوتیں اور بعض نے اس کے اور معنی بھی بیان کیے ہیں۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۳۱۷ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۳۰).

غريب الحديث : (المتشبع) ''ملمع ساز''۔ (ضرة) ''سوتن، سوکن''۔ (جناح) ''گناہ''۔

فقه الحديث : ❶ سوتن سے اس لیے غیظ وغضب کا سلوک نہیں کرنا چاہیے کہ وہ سوتن ہے بلکہ اس کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

❷ ملمع ساز شخص دہرے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے' وہ جھوٹ کے ذریعے اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتا ہے اور پھر دوسروں کو بھی دھوکا دیتا ہے۔

❸ انسان میں جو اہلیت وصلاحیت نہ ہو تو پھر جھوٹ موٹ کے طور پر اس اہلیت کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

❹ عورت کو اپنے خاوند اور سوتن سے خواہ مخواہ جھگڑتے نہیں رہنا چاہیے۔

❺ سوتن کو غصہ دلانے کے لیے غلط بیانی نہیں کرنی چاہیے۔

۲۶۳۔ بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّوْرِ

۲۶۳۔ باب: جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

جھوٹی گواہی بھی جھوٹ اور بہتان کے زمرے میں آتی ہے لیکن یہ حرمت کے لحاظ سے دیگر مہلکات سے زیادہ شدید ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ [الحج: ۳۰]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ۳۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق: ۱۸]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ [الفرقان: ۷۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جھوٹی بات سے بچو''۔
نیز فرمایا: ''اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو''۔
اور فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ موجود ہوتا ہے''۔
نیز فرمایا: ''تیرا رب یقیناً گھات میں ہے''۔
اور فرمایا: ''اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے''۔

شرح الآيات : اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں عمومی طور پر زبان کی حفاظت کرنے پر زور دیا ہے۔ زبان کی حفاظت میں یہ بھی ہے کہ جھوٹ بولا جائے نہ جھوٹی گواہی دی جائے اور جس بات کا علم نہیں وہ بات نہ کی جائے' نیز یہ فرمایا کہ تم جو بھی لفظ منہ سے نکالتے ہو وہ ہوا میں تحلیل نہیں ہو جاتا بلکہ اسے لکھنے کے لیے ہمارا نمائندہ تیار ہوتا ہے' اس لیے تم سوچ سمجھ کر بات کیا کرو کہ کیا اس بات سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔ ان

آیات میں مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

١٥٥٠ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ!)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ. متفقٌ عليه.

۱۵۵۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا''۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا: ''سنو! اور جھوٹی بات''۔ آپ یہ جملہ بار بار دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش! آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۳۶) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٦٤ـ بَابُ تَحْرِيْمِ لَعْنِ إِنْسَانٍ بِعَيْنِهِ أَوْ دَابَّةٍ

۲۶۴۔ باب: کسی خاص شخص یا جانور پر لعنت کرنا حرام ہے

١٥٥١ـ عَنْ أَبِي زَيْدٍ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ، عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُهُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۵۱۔ حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ جو بیعت رضوان کے شرکا میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی عمداً جھوٹی قسم کھائی تو وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے کہا اور جس شخص نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو قیامت والے دن اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا اور آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جس کا وہ مالک نہیں ہے اور مومن کو لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۲٦ ـ فتح)، ومسلم (۱۱۰).

غريب الحديث☆ (الملة) ''دین وشریعت''۔

فقه الحديث☆ ❶ دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرنا حرام ہے۔ کسی اور دین کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں یہودی یا عیسائی ہو جاؤں۔ اگر اس نے عزم کے ساتھ اور اس دین کو جائز اور پسند کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے تو پھر وہ انہی جیسا ہو جائے گا، اس لیے کہ عزم کفر بھی کفر ہے۔

❷ اسلام میں خودکشی کرنا حرام ہے، انسان دنیا میں جس چیز کے ساتھ خودکشی کا ارتکاب کرے گا تو قیامت والے دن اسے اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

❸ قاتل جس آلے سے کسی کو قتل کرے اسے بھی قصاص میں اسی آلے اور اسی طرح قتل کیا جائے۔

❹ انسان جس چیز کا مالک نہ ہو اس کی نذر پوری کرنا ضروری نہیں۔

❺ مسلمان کو لعنت کرنے کی شدید حرمت کا بیان کہ وہ اسے قتل کرنے کی مثل ہے۔

١٥٥٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا)). رواه مسلم.

۱۵۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدیق (راست باز شخص) کے لیے مناسب نہیں کہ بہت زیادہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٧).

فقه الحديث☆ ❶ لعن طعن کرنے کی ممانعت' اس لیے کہ یہ کوئی صفت جمیلہ نہیں' لعنت تو کسی کے خلاف بد دعا ہے یعنی رحمت الٰہی سے دوری کی بد دعا اور مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ لوگوں کے لیے اس طرح کی بد دعا کرے۔

❷ کثرت سے لعن طعن کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے' اس لیے کہ یہ کمال ایمان اور کمال صدق کے منافی ہے۔

١٥٥٣ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رواه مسلم.

۱۵۵۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعن طعن کرنے والے قیامت والے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٨).

فقه الحديث☆ ❶ کثرت سے لعن طعن کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ قیامت والے دن کسی کی سفارش کریں گے نہ وہ کسی کے گواہ بنیں گے جب کہ قیامت والے دن مومن اپنے بھائیوں کی سفارش کریں گے۔

❷ قیامت والے دن جو شاہد اور شفیع بننا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ ان میں خلاف مروت کوئی وصف نہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر لعن طعن نہ کریں۔

❸ مومن اپنے مخالف کے لیے عذاب کی دعا کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ تو صابر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے۔

١٥٥٤ ـ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ)). رواه أبوداود، والترمذي وقالا: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۵۵۴۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم آپس میں اللہ تعالیٰ کی لعنت' اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو''۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ دونوں نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن بشواهده ـ أخرجه أبو داود (٤٩٠٦)، والترمذي (١٩٧٦)، وأحمد (٥/٥)، والحاكم (١/ ٤٨).

اس حدیث کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں لیکن اس میں حسن کی عنعنہ ہے لیکن مصنف عبدالرزاق (۱۹۵۳۱) اور شرح السنۃ (۱۳/ ۱۳۵) میں بھی یہ حدیث موجود ہے جس کے سب راوی ثقہ ہیں لیکن وہ مرسل ہے اور بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ لعنت کرنے کی حرمت۔

❷ کسی شخص کے لیے آگ کی بد دعا نہیں کرنی چاہیے۔

❸ اللہ کے غصے کے ساتھ بد دعا دینا بھی جائز نہیں۔

❸ اللہ کا تجھ پر غضب نازل ہو یا تو جہنم کی آگ میں جلے' اس طرح کی بددعا نہایت شدید بددعا ہے' اس سے بچنا چاہیے۔

١٥٥٥ - وعن ابن مسعودٍ رضي اللهُ عنهُ قال: قال رسول الله ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۵۵۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن (کسی پر) طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے نہ لعن طعن کرنے والا اور وہ فحش گو ہوتا ہے نہ فضول گو اور چرب زبان''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٣٣٢)، والترمذي (١٩٧٧)، وأحمد (١/ ٤٠٤ ـ ٤٠٥)، والحاكم (١/ ١٢)، وأبو نعيم في ((الحلية)) (٤/ ٢٣٥، ٥/ ٥٨)، والخطيب البغدادي في ((تاريخه)) (٥/ ٣٣٩).

غريب الحديث☆ (الطعان) غیبت و بدگوئی وغیرہ کے ذریعے لوگوں کی عزتوں کو اچھالنا۔ **(الفاحش)** ''فحش گوئی کرنے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث میں کامل مومن کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ مسلمانوں کی عزتوں کو پامال نہیں کرتا۔

❷ وہ کسی پر لعنت نہیں کرتا۔

❸ وہ فحش گو نہیں ہوتا۔

❹ وہ فضول گفتگو سے اجتناب کرتا ہے اور وہ چرب زبان نہیں ہوتا۔

❺ طعنہ زنی کرنا، لعنت کرنا، فحش کلام اور فضول گفتگو کرنا حرام ہے۔

١٥٥٦ - وعن أبي الدرداءِ رضي اللهُ عنهُ قال: قال رسول الله ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا، صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا)). رواه أبو داود.

۱۵۵۶۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے لیکن اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے لیے زمین کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں' پھر وہ دائیں اور بائیں جاتی ہے' پس جب وہ کوئی راستہ نہیں پاتی تو وہ اس چیز کی طرف آتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے' اگر تو وہ اس لعنت کی مستحق ہوتی ہے تو ٹھیک ورنہ پھر وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ حسن لغيره ـ أخرجه أبو داود (٤٩٠٥)، وابن أبي الدنيا في ((الصمت)) (٣٨١).

یہ حدیث اور سند کے ساتھ مسند احمد (۱/ ۴۰۸' ۴۲۵) اور شعب الایمان (۲/۹۲/۲) میں بھی موجود ہے اور یہ باجملہ حسن درج کی ہے۔ (واللہ اعلم)

غريب الحديث☆ (مساغا) ''راستہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ لعنت کی بڑی عجیب حالت ہے کہ بعض اوقات یہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ اس کے بندے ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں' پس اس سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

١٥٥٧ - وعن عمران بن الحصين رضي اللهُ عنهما قال: بينما رسولُ اللهِ ﷺ في بعضِ

۱۵۵۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر پر تھے اور ایک انصاری عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی'

أسفار، وامرأة من الأنصار على ناقة، فضجرت، فلعنتها، فسمع ذلك رسول الله ﷺ فقال: ((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا؛ فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ)) قال عمران: فكأني أراها الآن تمشي في الناس ما يعرض لها أحد. رواه مسلم.

پس اس نے اونٹنی کے رویے سے تنگ آ کر اس پر لعنت کی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے سنا تو فرمایا: ''اس اونٹنی پر جو کچھ ہے وہ اتارلو اور اسے چھوڑ دو' اس لیے کہ اس پر لعنت کی گئی ہے''۔ حضرت عمران ؓ بیان کرتے ہیں گویا میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۵۹۵).

غريب الحديث○ (ا) (ضجرت) ''وہ اونٹنی کے رویے سے تنگ آ گئی۔'' (خذوا ما عليها) ''اس پر جو سامان لدا ہوا ہے اسے اتارلو۔''

فقه الحديث☆ ❶ چوپاؤں پر سامان سمیت سوار ہونا جائز ہے۔

❷ جانوروں کو لعنت کرنا جائز نہیں۔

❸ جس جانور پر لعنت کی جائے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں۔

۱۵۵۸۔ وعن أبي برزة نضلة بن عبيد الأسلمي رضي الله عنه قال: بينما جارية على ناقة عليها بعض متاع القوم، إذ بصرت بالنبي ﷺ وتضايق بهم الجبل، فقالت: حل، اللهم العنها. فقال النبي ﷺ: ((لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ)). رواه مسلم.

قوله: ((حَلْ)): بفتح الحاء المهملة، وإسكان اللام، وهي كلمة لزجر الإبل.

واعلم أن هذا الحديث قد يستشكل معناه، ولا إشكال فيه، بل المراد النهي أن تصاحبهم تلك الناقة، وليس فيه نهي عن بيعها وذبحها وركوبها في غير صحبة النبي ﷺ بل كل ذلك وما سواه من التصرفات جائز لا منع منه، إلا من مصاحبته ﷺ بها، لأن هذه التصرفات كلها كانت جائزة فمنع بعض منها، فبقي الباقي على ما كان. والله أعلم.

۱۵۵۸۔ حضرت ابو برزہ، نضلہ بن عبید اسلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی اور اس پر لوگوں کا کچھ سامان بھی تھا' اس نے اچانک نبی ﷺ کو دیکھا تو (دشوار گزار راستہ ہونے کی وجہ سے) لوگوں پر پہاڑ تنگ ہو گیا اور اونٹنی رک گئی' پس اس لڑکی نے اونٹنی کو چلانے کے لیے) کہا: ''حل'' (اونٹ کو تیز چلانے کے لیے کلمۂ زجر) اے اللہ! اس پر لعنت فرما۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے جس پر لعنت ہو''۔ (مسلم)

(حل) حاء پر زبر اور لام ساکن' یہ اونٹ کو تیز چلانے کے لیے کلمۂ زجر ہے۔

امام نووی ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی میں اشکال پیش کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس میں کوئی اشکال نہیں ہے' بلکہ اس ممانعت سے مراد یہ ہے کہ یہ اونٹ ان کے ساتھ نہ چلے' جبکہ اس کو بیچنے، ذبح کرنے اور اس پر سواری کرنے کی ممانعت نہیں ہے' بس یہ شرط ہے کہ اس میں نبی ﷺ کی صحبت نہ ہو' جبکہ نبی ﷺ کی مصاحبت کے علاوہ مذکورہ تمام کام اور دیگر تصرفات جائز ہیں' ان میں کوئی ممانعت نہیں۔ اس لیے کہ یہ سارے تصرفات بنیادی طور پر جائز تھے' آپ نے ان میں سے صرف اس چیز سے منع فرما دیا کہ یہ میرے

ساتھ مصاحبت اختیار نہیں کر سکتی اور باقی تمام تصرفات کو آپ نے ان کی اصل اور بنیادی حالت پر قائم رکھا۔ اللہ اعلم!

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٩٦).

غريب الحديث☆ (جارية) ''لڑکی، نوجوان عورت''۔ (حل) ''ڈانٹ کے لیے کلمہ ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اس حدیث کے بارے میں یہ اشکال تھا کہ شاید اس اونٹنی کو یونہی چھوڑ دیا گیا تھا اور اس سے کسی قسم کا استفادہ نہ کیا گیا' حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں' اسے صرف نبی ﷺ کی مصاحبت سے منع کیا گیا کہ جس چیز پر لعنت کی جائے وہ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی' باقی دیگر تصرفات کو جائز رکھا۔

٢٦٥ـ بَابُ جَوَازِ لَعْنِ بَعْضِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعَيَّنِيْنَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [هود : ١٨]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الاعراف : ٤٤].

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) (١) وَاَنَّهُ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ آكِلَ الرِّبَا)) (٢) وَاَنَّهُ لَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ (٣) وَاَنَّهُ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ)) (٤) اَيْ: حُدُوْدَهَا؛ وَاَنَّهُ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ)) (٥) وَاَنَّهُ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ)) (٦) ((وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) (٧) وَاَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا، اَوْ آوٰى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) (٨) وَاَنَّهُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا، وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ؛ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) (٩) وَهٰذِهٖ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ' وَاَنَّهُ

٢٦٥۔ باب: متعین کیے بغیر اہل معاصی پر لعنت بھیجنا جائز ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سن لو! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے''۔

نیز فرمایا: ''پس ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے''۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سود خور پر لعنت فرمائے''۔

اور آپ ﷺ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔

اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زمین کی حدود میں ردوبدل کرنے والے پر لعنت فرمائے''۔

اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس چور پر لعنت کرے جو انڈے کی چوری کرتا ہے''۔

اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے''۔

اور آپ نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر لعنت فرمائے جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے جانور ذبح کرے''۔

اور آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے اس (مدینے) میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی' پس اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں

(١) اس حدیث کی توثیق اور شرح ان شاء اللہ حدیث نمبر (١٦٤٢) کے تحت آئے گی۔ (٢) اس حدیث کی توثیق اور شرح ان شاء اللہ حدیث نمبر (١٦١٥) کے تحت آئے گی۔ (٣) أخرجه البخاري (٤/ ٤١٤ ـ ٤٢٦). (٤) أخرجه مسلم (١٩٧٨). (٥) أخرجه مسلم (١٩٧٨). (٦) أخرجه مسلم (١٩٧٨). (٧) أخرجه مسلم (١٩٧٨). (٨) توثیق الحدیث اور اس کی شرح ان شاء اللہ حدیث نمبر (١٨٠٤) کے تحت آئے گی۔ (٩) أخرجه البخاري (٧/ ٣٨٥ ـ فتح)، ومسلم (٦٧٥).

قال: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) (۱) وَأَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. (۲)

وَجَمِيْعُ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ فِي الصَّحِيْحِ، بَعْضُهَا فِي صَحِيْحَي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، وَبَعْضُهَا فِي أَحَدِهِمَا، وَإِنَّمَا قَصَدْتُ الْاِخْتِصَارَ بِالْإِشَارَةِ إِلَيْهَا، وَسَأَذْكُرُ مُعْظَمَهَا فِي أَبْوَابِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

کی لعنت ہو"۔

اور آپ نے فرمایا: "اے اللہ! رعل، ذکوان اور عصیہ قبیلوں پر لعنت فرما جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی"۔ اور یہ تینوں عرب کے قبیلے ہیں۔

اور آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا"۔

اور آپ نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

یہ تمام جملے جو مذکور ہوئے ہیں صحیح احادیث میں ہیں' ان میں سے بعض تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں ہیں اور بعض کسی ایک میں ہیں' میں نے ان کی طرف اشارہ کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور ان احادیث کا بیشتر حصہ میں اس کتاب کے مختلف ابواب میں ذکر کروں گا۔ (ان شاءاللہ)

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واصلہ (جو دوسروں کے بال اپنے بالوں کے ساتھ ملائے) پر اور مستوصلہ" (جو کسی دوسری سے بال لگوائے) پر اللہ لعنت فرمائے"۔

غریب الحدیث ☆ (منار) "منارۃ" کی جمع ہے' ایسی علامت یا نشانی جو دو حدوں کے درمیان حد فاصل ہو۔

فقہ الحدیث: ❶ تصویر بنانا حرام ہے' اسی لیے تصویر بنانے والے لعنت کے مستحق ہیں۔

❷ زمین کی حدوں میں رد و بدل کرنا حرام ہے' اس لیے کہ یہ تغیر ظلماً ہوتا ہے اور جو شخص بالشت برابر بھی کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرے گا اسے قیامت والے دن ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

❸ چوری کی حرمت' اس لیے کہ یہ مہلکات میں سے ہے اور چور اللہ کی رحمت سے دوری کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

❹ والدین کی نافرمانی کرنا' انہیں قولاً یا فعلاً ایذا پہنچانا حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

❺ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا حرام ہے۔

❻ یہ عرب کے تین قبیلے ہیں' جنھوں نے بئر معونہ کے مقام پر ستر قراء صحابہ کرام کو شہید کر دیا تھا' جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلم بنا کر بھیجا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینا بھر نماز صبح میں ان قبیلوں کے خلاف قنوت نازلہ میں بددعا کی۔

❼ ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں پر لعنت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بیان فرمایا کہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔

② امت اسلامیہ کو یہود و نصاریٰ کی اتباع کرنے سے ڈرایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنانا اللہ کی لعنت کا سبب

(۱) أخرجه البخاري (۱/ ۵۳۲)، ومسلم (۵۳۰)۔ (۲) اس کی توثیق اور شرح ان شاءاللہ حدیث نمبر (۱۶۳۱) کے تحت آئے گی۔

ہے۔

④ قبرستان میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

⑤ قبروں کی تعظیم اوران کی طرف ثواب کے قصد سے سفر کرنا حرام ہے۔

٢٦٦ـ بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

۲۶۶۔ باب: مسلمانوں کو ناحق برا بھلا کہنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جولوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ناحق تکلیف پہنچاتے ہیں تو انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔

شرح الآية☆ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کا دفاع کیا ہے اوران لوگوں کو صریح جھوٹا اور الزام تراش قرار دیا جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے وہ بری ہیں اوران کی طرف ایسے کام منسوب کرتے ہیں جو انھوں نے نہیں کیے۔ اور یہ بتایا گیا کہ اس قسم کے الزام تراش بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ پس جولوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے بارے میں اس طرح کے جذبات رکھتے ہیں انہیں اپنے طرز فکر اور طرز عمل کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اور پھر ایسی پاکباز ہستیوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کہنا کہ وہ لوگ سچے مسلمان نہیں تھے یا انہیں سب وشتم کرنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ'' کے سرٹیفکیٹ عطا فرمادیے۔

١٥٥٩ ـ وعن ابن مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)). متفق عليه.

۱۵۵۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ١١٠ ـ فتح)، ومسلم (٦٤).

غريب الحديث☆ (الفسق) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے خروج اور عرف شرع میں یہ عصیان سے زیادہ شدید ہے۔ (السباب) ''سب وشتم کرنا اور کسی شخص کے عیب بیان کرنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کے حق کی تعظیم اور جو شخص اسے ناحق سب وشتم کرتا ہے وہ فاسق ہے۔

❷ بعض اعمال کی شدت کی وجہ سے ان پر لفظ کفر کا اطلاق کردیا جاتا ہے اور یہ کفر ''کفر دون کفر'' کے زمرے میں آتا ہے۔

❸ اس میں مرجئہ فرقے کا رد ہے جو اعمال کو ایمان سے الگ تصور کرتے ہیں اور ایمان کی تعریف میں تصدیق بالقلب کے قائل ہیں اور گناہ گاروں کے ایمان کو بھی کامل سمجھتے ہیں جبکہ گناہ سے ایمان کم ہوتا ہے اور نیک اعمال کرنے سے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

١٥٦٠ ـ وعن أبي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ أَوِ الْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ، كَذٰلِكَ)). رواه البخاري.

۱۵۶۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی پر فسق یا کفر کی تہمت نہ لگائے اس لیے کہ اگر وہ (جس پر یہ تہمت لگائی جارہی ہے) ایسا نہ ہوا تو پھر یہ تہمت اسی لگانے والے کی طرف لوٹ آتی

ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٤٦٤ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (ارتدت عليه) '' اس پر لوٹ آتی ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص کسی کو فاسق یا کافر کہتا ہے اگر اس میں یہ فسق و کفر نہ ہو تو پھر وہ کہنے والا اس کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

❷ اگر کسی شخص کے پاس کسی کے فاسق و کافر ہونے کی دلیل ہو تو وہ لوگوں کو اس کے فتنے سے بچانے کے لیے اس کی وضاحت کر سکتا ہے۔

❸ مسلمانوں کو آپس میں فاسق یا کافر کہنے سے ڈانٹا گیا ہے کہ یہ طرز عمل ٹھیک نہیں۔

١٥٦١ ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((**المُتَسَابَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا حَتَّى يَعْتَدِيَ الْمَظْلُومُ**)). رواه مسلم.

۱۵۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گالی دینے والے دو شخص ایک دوسرے کو جو بھی کہیں گے تو اس کا گناہ ان میں سے ابتدا کرنے والے کو ہوگا حتیٰ کہ مظلوم زیادتی کا ارتکاب کرے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٥٨٧).

غريب الحديث☆ (المتسابان) ''جو ایک دوسرے کو سب و شتم کرتے ہیں''۔ (ما قالا) ''وہ دونوں جو بھی گالی وغیرہ دیتے ہیں''۔ (حتی یعتدی المظلوم) ''یہاں تک کہ مظلوم بدلے کی حد سے تجاوز کرے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کو گالی دینا حرام ہے۔

❷ جس شخص کو گالی دی جائے وہ اسی قدر بدلہ لینے کا حق رکھتا ہے۔

❸ جب کوئی شخص گالی دے کر اپنی گالی کا بدلہ لے لیتا ہے تو پھر دونوں کا ایک دوسرے پر کوئی حق نہیں رہتا البتہ ابتدا کرنے والے کو اس ابتدا کا گناہ ہوگا۔

❹ جب مظلوم زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ بھی گنہگار ٹھہرتا ہے۔

❺ صبر کرنا اور عفو و درگزر کرنا مستحب ہے تاکہ آپس میں عداوت اور دشمنی پیدا نہ ہو۔

❻ جو شخص کسی برائی یا بدعت کی ابتدا کرتا ہے تو اس پر اس ابتدا کرنے کی وجہ سے ان سب لوگوں کا گناہ بھی ہوتا ہے جو اس برائی یا بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔

١٥٦٢ ـ وعنه قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: ((اضْرِبُوهُ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: ((**لَا تَقُولُوا هَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ**)). رواه البخاري.

۱۵۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ نے فرمایا: ''اسے مارو''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے مارتا تھا اور کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے، پس جب وہ (مار کھانے کے بعد) واپس جانے لگا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ نے فرمایا: ''تم یہ نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٢/ ٧٥ ـ فتح).

غریب الحدیث☆ (قد شرب) ''اس نے شراب پی ہوئی تھی''۔ (لا تعینوا علیه الشیطان) ''اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کی پوری کوشش ہے کہ وہ معصیت کو مزین کر کے پیش کرے تا کہ انسان کو رسوائی ہو اب اگر کوئی مسلمان کسی کے لیے رسوائی کی دعا کرتا ہے تو گویا وہ شیطان کے مشن و مقصود کی تکمیل کرتا ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے تو یہ حدیث ایسی فکر کے حاملین کا رد کرتی ہے۔

❷ اس حدیث میں شراب نوش کے کمال ایمان کی نفی ہے' کلی ایمان کی نفی نہیں۔

❸ شراب نوش کی سزا چالیس کوڑے ہیں لیکن یہ واقعہ حد مقرر ہونے سے پہلے کا ہے' جب اسے تعزیر کے طور پر ہاتھوں جوتوں اور کپڑوں سے مارا گیا۔

❹ شیطان بندوں کو رسوا کرنا چاہتا ہے' اس لیے کسی کو رسوا ہونے کی بد دعا نہیں دینی چاہیے' اس میں شیطانی مشن کی تکمیل ہوتی ہے۔

١٥٦٣۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَى يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ)). متفقٌ عليهِ.

۱۵۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی تو قیامت والے دن اس مالک پر حد لگائی جائے گی مگر یہ کہ وہ (مملوک) ویسے ہی ہو جیسے اس نے کہا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٢/ ١٨٥ ـ فتح)، ومسلم (١٦٦٠).

غریب الحدیث☆ (قذف) ''تہمت لگائی''۔ (الحد) ''سزا' عقوبت'' اور تہمت لگانے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ شریعت میں حدود تادیباً اور تعذیباً نافذ کی جاتی ہیں۔

❷ بندوں پر حد قائم کرنا واجب ہے خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام۔

❸ ایک دوسرے پر تہمت لگانے سے ڈانٹا گیا ہے۔

❹ جس شخص سے دنیا میں بدلہ نہ لیا جائے تو اس سے آخرت میں بدلہ لیا جائے گا۔ حدیث میں جو مالک کا ذکر ہے کہ اگر وہ اپنے مملوک پر تہمت لگائے گا تو اس پر قیامت والے دن حد قذف لگائی جائے گی' اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں مملوک کی کیا حیثیت کہ وہ مالک کی بات اور فیصلے کو چیلنج کر سکے۔ پس آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب بے لاگ انصاف ہوگا تو پھر مظلوم طبقے کی وہاں دادرسی ہوگی' اس لیے مالکوں اور صاحب اقتدار و اختیار لوگوں کو اپنے معاملات دنیا ہی میں درست کر لینے چاہییں' ورنہ اللہ کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا۔

٢٦٧۔ بَابُ تَحْرِيْمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

۲۶۷۔ باب: فوت شدگان کو ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر برا بھلا کہنا حرام ہے

وَهُوَ التَّحْذِيْرُ مِنَ الْاِقْتِدَاءِ بِهِ فِيْ بِدْعَتِهِ، وَفِسْقِهِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ؛ وَفِيْهِ الْآيَةُ وَالْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِيْ الْبَابِ قَبْلَهُ.

اور شرعی مصلحت یہ ہے کہ کسی بدعتی اور فاسق وغیرہ کی بدعت اور فسق وغیرہ میں پیروی کرنے سے لوگوں کو بچانا اور اس میں وہی آیات اور احادیث ہیں جو اس سے پہلے باب میں گزریں۔

١٥٦٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ

۱۵۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم فوت شدگان کو برا بھلا نہ کہو' اس لیے کہ انھوں نے جو عمل

أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوْا)). رواه البخاري.

آگے بھیجے وہ ان کو پہنچ گئے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۵۸ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (أفضوا) ''پہنچ گئے''۔ (ما قدموا) ''جو عمل انھوں نے آگے بھیجے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مردوں کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا حرام ہے۔

❷ فوت شدگان نے جو اچھے یا برے عمل کیے تھے وہ ان تک پہنچ گئے' اس لیے اب انہیں گالی دینے کا کیا فائدہ؟

❸ جس طرح زندہ مسلمانوں کی حرمت ہے اسی طرح فوت شدہ مسلمانوں کی بھی حرمت ہے۔

۲۶۸۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيْذَاءِ

۲۶۸۔ باب: تکلیف پہنچانے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب: ۵۸].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ناحق مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا پہنچاتے ہیں انھوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔

۱۵۶۵ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)). متفقٌ عليه.

۱۵۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۳ ـ فتح)، ومسلم (۴۱).

غريب الحديث☆ (الهجر) ''ترک کرنا، چھوڑ دینا''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کے اسلام کی دلیل یہ ہے کہ اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور یہ کہ بندے کا اپنے رب کے ساتھ اچھا تعلق ہو۔

❷ زبان سے وہ چیز ظاہر ہوتی ہے جو دل میں ہے اور اسی طرح ہاتھ سے۔

❸ ہر اس چیز سے دور رہنا چاہیے جو مسلمانوں کی ایذا کا باعث بنے۔

❹ اسلام یہ چاہتا ہے کہ اس کے متبعین اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف رکھیں اور نیک اعمال کریں اور فسوق وعصیان سے اپنے آپ کو دور رکھیں' اصل مہاجر یہی ہے۔

۱۵۶۶ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُّؤْتٰى إِلَيْهِ)). رواه مسلم.

وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ سَبَقَ فِيْ بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْأُمُوْرِ.

۱۵۶۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اسے آگ سے بچالیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے تو چاہیے کہ اس کو موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ لوگوں سے وہی سلوک کرے، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

اور یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے جو پہلے ''باب طاعة ولاة الأمور'' میں گزر چکی ہے۔

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۶۸) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۶۹۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

۲۶۹۔ باب: باہم بغض رکھنے، قطع تعلق کر لینے اور ایک دوسرے سے اعراض کرنے کی ممانعت

قال الله تعالى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰]. وقال تعالى: ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ [المائدة: ۵۴]. وقال تعالى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۹].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مومن تو بھائی بھائی ہیں''۔

نیز فرمایا: ''وہ مومنوں پر نرم ہیں اور کافروں پر سخت ہیں''۔

اور فرمایا: ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان''۔

۱۵۶۷۔ وعن انس رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: ((لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ)). متفق عليه.

۱۵۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''باہم بغض رکھو نہ حسد کرو، ایک دوسرے سے اعراض کرو نہ قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۸۱، ۴۹۲ ـ فتح)، ومسلم (۲۵۵۹).

غريب الحديث☆ (الحسد) جس سے حسد کیا جائے اس کے بارے میں اور تمنا یہ آرزو کرنا کہ اس کے پاس جو نعمت ہے وہ چھن جائے۔ (التدابر) ''ایک دوسرے سے اعراض کرنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمانوں کو آپس میں بغض رکھنے سے منع کیا گیا ہے' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنایا ہے اور بھائی تو آپس میں محبت کرتے ہیں' بغض نہیں رکھتے۔

❷ مسلمانوں کو آپس میں حسد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حسد طباع بشر میں مرکوز ہے اور وہ اس طرح کہ انسان اپنے سے برتر کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا' اس لحاظ سے لوگوں کو تین اقسام ہیں۔

پہلے تو محسود (جس سے حسد کیا جائے) سے زوال نعمت کی خواہش کرتے ہیں۔

دوسرے کی خواہش ہوتی ہے کہ محسود سے نعمت چھن کر ہمیں مل جائے۔

اور تیسرے کی خواہش ہوتی ہے کہ محسود سے نعمت چھن جائے۔

یہ تیسرا حسد پہلی دونوں حالتوں سے زیادہ برا ہے اور ابلیس بھی اسی حسد کا مرتکب ہوا تھا جو اس نے آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا تھا۔ جب اللہ نے انہیں تمام فضائل عطا فرما کر جنت میں بسایا تو شیطان نے ہر ممکن کوشش کی اور انہیں جنت سے نکلوا کر دم لیا۔

❸ تین دن سے زائد کسی مسلمان بھائی سے تدابر، تقاطع اور جدائی سے منع کیا گیا ہے اور یہ ممانعت امور دنیا کے متعلق ہے' اگر یہ ناراضی اور قطع تعلقی دینی امور کی وجہ سے ہے تو پھر تین دن سے زائد تک بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا غزوۂ تبوک سے

واپس رہ جانے کا واقعہ ہے کہ پچاس روز تک ان سے قطع تعلقی رہی' پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

❻ مسلمانوں کو دین کی بنیاد پر اپنے تعلقات استوار کرنے چاہئیں' اس سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

۱۵۶۸۔ وعن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا!)). رواه مسلم.

وفي رواية له: ((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَاثْنَيْنِ)) وذكر نحوه.

۱۵۶۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں' پس ہر اس بندے کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا' سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے کسی (مسلمان) بھائی کے درمیان عداوت ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دی جائے حتیٰ کہ یہ دونوں صلح کر لیں' ان دونوں کو مہلت دی جائے حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں''۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: ''ہر جمعرات اور پیر کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں''۔ اور آگے وہی حدیث بیان کی۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۵٦٥) والرواية الثانية عنده (۲۵٦٥) (۳٦).

غريب الحديث☆ (الشحناء) ''عداوت''۔ (أنظروا هذين) ''ان دونوں کو مہلت دو''۔

فقه الحديث☆ ❶ پیر اور جمعرات کے دن کی فضیلت۔

❷ ہر پیر اور جمعرات کے دن اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں حالانکہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔

❸ شرک اور آپس کی عداوت کے علاوہ تمام گناہ استغفار سے معاف کر دیے جاتے ہیں۔

❹ عداوت کی شدید حرمت بیان کی گئی ہے کہ اسے شرک کے ساتھ بیان کیا ہے۔

❺ مسلمانوں کی باہمی عداوت اور قطع تعلقی دخول جنت سے رکاوٹ کا باعث ہے۔

❻ آپس میں ایک دوسرے کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے' وہ اس طرح کہ مظلوم کی نصرت کی جائے اور ظالم کو ظلم کرنے سے روکا جائے۔

۲۷۰۔ بَابُ تَحْرِيْمِ الْحَسَدِ

۲۷۰۔ باب: حسد کی حرمت

وهو تمني زوال النعمة عن صاحبها: سواء كانت نعمة دين او دنيا. قال الله تعالى: ﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء: ٥٤]. وفيه حديث انس السابق في الباب قبله.

کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کرنے کا نام حسد ہے' وہ نعمت خواہ دینی ہو یا دنیوی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا وہ لوگوں سے اس نعمت پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے''۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث (۱۵٦۷) ہے جو اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

۱۵٦۹۔ وعن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي ﷺ قال: ((اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ

۱۵٦۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حسد سے بچو' اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے

الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے' یا آپ نے فرمایا: "جس طرح آگ خشک گھاس کو کھا جاتی ہے، جلا دیتی ہے"۔ (ابوداود)

توثيق الحديث ☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (۴۹۰۳).

توثيق الحديث ☆ اس کی سند ابراہیم بن ابی اسید کے دادا کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن ماجہ (۴۲۱۰) میں اس کا ایک شاہد ہے لیکن اس کی سند میں یحییٰ بن ابی عیسیٰ الحناط ہے' وہ متروک ہے' قابل اعتبار نہیں۔

فقه الحديث ☆ حدیث ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال اور قابل حجت نہیں۔ بہرحال حسد کی ممانعت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۲۷۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ لِكَلَامِ مَنْ يَكْرَهُ اسْتِمَاعَهُ

۲۷۱۔ باب: ٹوہ لگانے اور کسی کے ناپسند کرنے کے باوجود اس کی بات سننے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات: ۱۲]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب: ۵۸].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ٹوہ مت لگاؤ"۔

اور فرمایا: "اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق تکلیف پہنچاتے ہیں' پس انھوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا"۔

شرح الآيات ☆ اللہ تعالیٰ ستر پوشی کو پسند کرتا ہے اور مسلمانوں کے عیوب و نقائص کی ٹوہ لگانے اور انہیں لوگوں میں نشر کرنے سے منع فرماتا ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔

۱۵۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوٰى هٰهُنَا، التَّقْوٰى هٰهُنَا)) وَيُشِيْرُ إِلَى صَدْرِهِ ((بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَعِرْضُهُ، وَمَالُهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَكُوْنُوْا

۱۵۷۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدگمانی سے بچو' اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور کسی کے عیبوں کی ٹوہ میں مت لگو، جاسوسی نہ کرو، کسی کے حصے کو غصب کرنے کی حرص اور رغبت نہ کرو' باہم حسد نہ کرو' بغض نہ کرو' اور ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو۔ اور اللہ کے بندو! تم بھائی بھائی بن جاؤ' جیسا کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر ظلم کرے نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے اور نہ اسے حقیر سمجھے۔ تقویٰ یہاں ہے' تقویٰ تو یہاں ہے"۔ اور آپ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے (پھر فرمایا) "آدمی کے برے ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے' ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون' اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بلاشبہ اللہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے' تو وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"۔

ایک روایت میں ہے: "تم باہم حسد کرو نہ بغض' جاسوسی کرو نہ ٹوہ لگاؤ

عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا تَهَاجَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ)).

رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ أَكْثَرَهَا.

اور محض دھوکا دینے کے لیے بولی بڑھا کر مت لگاؤ اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ''۔

اور ایک روایت میں ہے: ''ایک دوسرے سے تعلقات نہ توڑو، ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو، باہم بغض رکھو نہ حسد کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ''۔

اور ایک روایت میں ہے: ''آپس میں تعلقات نہ توڑو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے''۔

یہ ساری روایات مسلم نے بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر باتیں امام بخاری نے بھی روایت کی ہیں۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۱۹۸ ـ ۱۹۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۵٦۳ و ۲۵٦٤)، والرواية الثانية عند مسلم (۲۵٦۳) (۳۰)، والثالثة (٤/ ۱۹۸٦)، والرابعة (۲۵٦۳) (۲۹).

غریب الحدیث☆ (التحسس) ''کسی کے پسند نہ کرنے کے باوجود اس کی بات سننا''۔ (التجسس) ''کسی کے عیوب کی ٹوہ لگانا''۔ (التنافس) ''کسی کے حصے کو غصب کرنے کی حرص اور رغبت کرنا''۔ (یخذله) ''بے یار و مددگار چھوڑنا''۔ (التناجش) ''محض دھوکا دینے کے لیے بولی میں قیمت بڑھانا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ بدگمانی سے بچنا چاہیے اس سے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے اور اسے سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا گیا ہے۔

❷ جاسوسی کرنے اور کسی کے عیبوں کی ٹوہ لگانے کی تحریم۔

❸ ظلم ہر حال میں حرام ہے۔

❹ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی نصرت ترک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

❺ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی اہانت اور تحقیر کرنے سے روکا گیا ہے۔

❻ مسلمانوں کی عزت، مال اور خون پامال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

❼ اعمال کی درستی کا معیار اخلاص نیت پر ہے، شکل و صورت پر نہیں۔

❽ ایمان و صلاح کی اصل اور محل دل ہے۔

❾ محض دھوکا دینے کے لیے بولی بڑھانا حرام ہے۔

❿ مسلمانوں کا آپس میں محبت کرنا واجب ہے۔

⓫ اس حدیث میں جو تعلیم دی گئی ہے اس کا مقصد مسلم معاشرے میں امن و سلامتی اور محبت و آشتی کی فضا قائم کرنا ہے۔

۱۵۷۱ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْسَدْتَهُمْ، اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ)) حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۵۷۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اگر تم مسلمانوں کے عیوب تلاش کرو گے تو تم انہیں فساد میں مبتلا کر دو گے یا قریب ہے کہ تم انہیں فساد میں مبتلا کر دو''۔ (حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا

ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (٤٨٨٨) وسنده صحيح كما قال المصنف.

فقه الحديث☆ ❶ مسلمانوں کے عیوب کی ٹوہ لگانے سے منع کیا گیا ہے۔

❷ حکام کو بھی رعیت کے عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

١٥٧٢ ـ وعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيْلَ لَهُ: هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا، فَقَالَ: إِنَّا قَدْ نُهِيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ إِنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ، نَأْخُذْ بِهِ. حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ).

۱۵۷۲۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا تو اس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ فلاں آدمی ہے جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہوگی تو ہم اس پر اس کی گرفت کریں گے۔ (حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوداود نے اسے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٤٨٩٠) بسند صحيح.

فقه الحديث☆ محض شبہے پر حد یا تعزیر قائم نہیں ہوتی۔

٢٧٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُوْءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ غَيْرِ ضُرُوْرَةٍ

۲۷۲۔ باب: بلاضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات: ١٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو اس لیے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے“۔

١٥٧٣ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۷۳۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدگمانی سے بچو اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے“۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٧٣ ـ بَابُ تَحْرِيْمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِيْنَ

۲۷۳۔ باب: مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے استہزا نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے استہزا کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے

تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [الحجرات: ۱۱]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [الهمزة: ۱]

(مومن بھائیوں) کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں پس وہی لوگ ظالم ہیں''۔

نیز فرمایا: ''ہر اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو طعنہ زنی کرنے والا، عیب جو اور چغل خور ہے''۔

شرح الآیات: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو آپس میں ایسا استہزا کرنے سے منع فرمایا ہے' جس سے دوسرے مسلمانوں کی تحقیر ہوتی ہو'اس طرح کا استہزا حرام ہے' اس لیے کہ ممکن ہے جسے استہزا کیا جارہا ہے وہ اس استہزا کرنے والے کی نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو اور اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ توقیر و تعظیم ہو۔ اس میں عورتوں کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی اس سے اجتناب کریں' پھر ایک دوسرے کو طعنہ زنی کرنے ، الزام لگانے اور برے القاب سے پکارنے سے منع کیا اور اس کے ارتکاب کو فسق قرار دیا۔ آیت کے آخر میں انہیں توبہ کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا اگر کوئی ان برائیوں کے ارتکاب کے بعد توبہ بھی نہ کرے تو پھر وہ ظالم ہے۔

دوسری آیت میں ''**ھماز**'' اور ''**لماز**'' کے لیے ہلاکت اور تباہی و بربادی کی وعید شدید ہے' **ھماز** اور **لماز** وہ لوگ ہیں جو اپنے قول و فعل کے ذریعے لوگوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان کی تحقیر کرتے ہیں' ایسے لوگوں کے لیے ''ویل'' ہے۔

۱۵۷٤۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ سَبَقَ قَرِيبًا بِطُوْلِهِ.

۱۵۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے''۔ (مسلم) اور یہ روایت تفصیل کے ساتھ قریب ہی گزری ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۷۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ)). رواه مسلم.

وَمَعْنٰى ((بَطَرُ الْحَقِّ)): دَفْعُهُ، ((وَغَمْطُهُمْ)): اِحْتِقَارُهُمْ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ اَوْضَحَ مِنْ هٰذَا فِيْ بَابِ الْكِبْرِ.

۱۵۷۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا''۔ پس ایک آدمی نے عرض کی: بے شک آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا (لباس) اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی تکبر ہے؟) آپ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے' تکبر تو حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے''۔ (مسلم)

(**بطر الحق**) اس کا معنی ہے حق سے دور رہنا اور (**غمطھم**) کا معنی ہے لوگوں کو حقیر جاننا۔ اس کا بیان اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ ''**باب الکبر**'' میں گزر چکا ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر ۶۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٧٦ ـ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ رَجُلٌ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ! إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)). رواه مسلم.

۱۵۷۶۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا' تو اللہ عزوجل نے فرمایا: کون ہے وہ جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا؟ (یہ بات کرنے والے سن لے) بے شک میں نے اسے تو معاف کر دیا اور تیرے اعمال میں نے برباد کر دیے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٢١).

غريب الحديث☆ (يتألى) ''اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہے''۔ (أحبطت) ''میں حبط و برباد کر دیے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسلمان کی تحقیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے رحمت و مغفرت کی وسعت کا بیان۔

❸ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی منع ہے۔

❹ اپنی عبادت اور زہد و تقویٰ پر گھمنڈ کرتے ہوئے کسی شخص کے بارے میں حتمی طور پر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ فلاں شخص کو تو اللہ تعالیٰ نے معاف نہیں کرنا' یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی ہے اور اس کے احکام میں مداخلت ہے اور اس طرح کی مداخلت حرام ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو توبہ کے بغیر بھی معاف کر سکتا ہے۔

❻ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے رب کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ادب کے پہلو کو ملحوظ رکھیں۔

۲۷۴۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

۲۷۴۔ باب: مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ [النور: ١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مومن تو بھائی بھائی ہیں''۔

نیز فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں' ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

١٥٧٧ ـ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ، فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۵۷۷۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ) اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم فرما دے اور تجھے کسی تکلیف سے دوچار کر دے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (٢٥٠٦).

اس کی سند ضعیف ہے' اس میں مکحول شامی ثقہ مدلس ہے اور ''عن'' سے روایت کرتا ہے اور اس کے واثلہ سے سماع کے متعلق اختلاف ہے' ابوحاتم نے ''مراسیل (ص ۱۶۶)'' میں لکھا ہے کہ وہ واثلہ کے پاس پہنچا لیکن اس سے سنا نہیں۔ (واللہ اعلم)

غریب الحدیث ☆ (الشماتة) ''کسی مسلمان کو تکلیف پہنچنے پر خوش ہونا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس میں بہت سے معانی ہیں جو عمومات شریعت پر دلالت کرتے ہیں:۔

❷ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنا چاہیے اور کسی ایک کو مصیبت کے پہنچنے پر تمام مسلمانوں کو اسے محسوس کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن تو آپس میں رحم کرنے کے لحاظ سے ایک جسم کی مانند ہیں' اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔

مولانا ظفر علی خاں نے مسلم اخوت کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں ‏ تو ہندوستان کا ہر پیروجواں بے تاب ہوجائے

❸ بندوں پر مصائب عقوبت و ابتلا کی وجہ سے نازل ہوتے ہیں یا گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں یا پھر رفع درجات کا باعث بنتے ہیں۔

❹ بھائیوں کی تکلیف پر خوش ہونا شیطان کی نصرت کرنا اور اسے خوش کرنا ہے۔

وفي الباب حديث أبي هريرة السابق في باب التجسس: ((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ)) الحديث.

اور اس باب میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے جو اس سے پہلے ''باب التجسس'' میں گزر چکی ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) ''ہر مسلمان (کا خون' عزت اور مال) دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''

توثیق الحدیث اور فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۷۵۔ بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ

۲۷۵۔ باب: شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق تکلیف دیتے ہیں یقیناً انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔

١٥٧٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)). رواه مسلم.

۱۵۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں دو چیزیں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں۔ نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٦٧).

غریب الحدیث ☆ (اثنتان) ''دو خصلتیں''۔ (هما بهم كفر) یعنی یہ اعمال کفار اور دور جاہلیت کی صفات و اخلاق ہیں' جو شخص ان دونوں چیزوں کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود انہیں حلال سمجھتا ہے وہ کافر ہے۔ (النياحة) ''میت پر بین کرنا اور اونچی آواز سے رونا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ نسب میں طعن کرنا اور میت پر بین کرنا اعمال کفار اور اخلاق جاہلیت میں سے ہے۔

❷ بعض گناہوں کی شدت کی وجہ سے ان پر لفظ کفر کا اطلاق ہوجاتا ہے' جو اس کی شدت حرمت پر تنبیہ ہے اور اس کے ارتکاب سے ڈرایا گیا

ہے۔

❸ لوگ اپنے انساب کے امین ہوتے ہیں' ان میں طعن کرنا جائز نہیں' نیز کسی پیشے کی وجہ سے کسی کو حقیر جاننا اسلامی اقدار کے منافی ہے' اسلام میں تو وہ معزز ہے جو زیادہ متقی ہے۔

٢٧٦۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ وَالْخِدَاعِ

٢٧٦۔ باب ملاوٹ کرنے اور دھوکا دہی کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ إِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب : ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق تکلیف دیتے ہیں انھوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔

١٥٧٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَ مَنْ غَشَّنَا، فَلَيْسَ مِنَّا)). رواه مسلم.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ!؟)) قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)).

١٥٧٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکا دے وہ بھی ہم میں سے نہیں''۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کی انگلیوں کو تری لگی' آپ نے فرمایا: ''اے غلے والے! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس پر بارش ہوگئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا حتیٰ کہ لوگ اسے دیکھ لیتے! سن لو! جس شخص نے ہمیں دھوکا دیا تو وہ ہم میں سے نہیں''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٠١)' والرواية الثانية له (١٠٢).

غريب الحديث☆ (صبرة) ''ڈھیر''۔

توفيق الحديث☆ ❶ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانا یعنی ان کے خلاف خروج و بغاوت کرنا اور بلاوجہ کسی مسلمان کو قتل کر دینا' جیسے آج کل دہشت گردی عام ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں۔

❷ جعل سازی اور ملاوٹ سے سودا بیچنا حرام ہے۔

❸ سودے کی تمام خوبیاں اور خامیاں بیان کرنی چاہییں تا کہ بیچنے والا بری الذمہ ہو جائے اور خریدنے والا دھوکے سے محفوظ ہو جائے۔

❹ حاکم وقت کو بازاروں کی نگرانی کرنی چاہیے اور ملاوٹ و جعل سازی کرنے والوں کو سزائیں دینی چاہییں' جو اللہ کے بندوں کو دھوکا دیتے ہیں اور باطل طریقے سے ان کا مال کھاتے ہیں۔

❺ ملاوٹ اور جعل سازی سے امت اسلامیہ کی اقتصادی ساکھ مجروح ہوتی ہے اور امت اسلامیہ کے دشمنوں کی پوری کوشش ہے کہ اسلامی معیشت کو تباہ کر دیں' تا کہ مسلمان ان کے زیر دست ہو جائیں' جس طرح آج امت اسلامیہ ''ورلڈ بنک'' اور ''آئی ایم ایف'' کے زیر تسلط ہے۔ (**أعاذنا الله من كيد أعداء الدين**).

١٥٨٠۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنَاجَشُوْا)). متفقٌ عليه.

١٥٨٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف دھوکا دینے اور قیمت بڑھانے کے لیے بولی نہ دو''۔

(متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث (۲۳۵) اور (۱۵۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٨١ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ. متفقٌ عليه.

۱۵۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے محض دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھا کر بولی دینے سے منع فرمایا ہے (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٥٥ ـ فتح)، ومسلم (١٥١٦).

غريب الحديث☆ (النجش) ''کسی دوسرے شخص کو دھوکا دینے کے لیے سودے کی قیمت بڑھا کر بولی دینا''۔

فقه الحديث☆ ❶ بیع نجش حرام ہے۔

❷ مسلمانوں کو دھوکا دینے سے ڈرایا گیا ہے۔

١٥٨٢ـ وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَايَعْتَ، فَقُلْ لَا خِلَابَةَ)). متفقٌ عليه.

((الْخِلَابَةُ)) بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ مَكْسُوْرَةٍ، وَبَاءٍ مُوَحَّدَةٍ: وَهِيَ الْخَدِيْعَةُ.

۱۵۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی نے ذکر کیا کہ خرید و فروخت کے وقت وہ دھوکا کھا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جس سے سودا کرو تو اسے کہہ دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے''۔ (متفق علیہ)

(الخلابة) خاء کے نیچے زیر اور باء' اس کے معنی ہیں ''دھوکا وفریب''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٣٧ ـ فتح)، ومسلم (١٥٣٣).

فقه الحديث☆ (۱) شرط خیار کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز ہے اور شرط خیار صرف اکیلے خریدار کے لیے بھی ہوسکتی ہے۔ شرط خیار سے مراد یہ ہے کہ سودا طے کرتے وقت کوئی شرط طے کرلی جائے کہ اس شرط کے ساتھ ہماری بیع منعقد ہوگی' تو اس شرط کا لحاظ نہ رکھنے پر سودا منسوخ ہوجائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''دھوکا نہیں ہونا چاہیے'' تو اب اگر دھوکا ہوگا تو بیع فسخ ہوجائے گی۔

۲) خرید وفروخت میں دھوکا دہی حرام ہے۔

١٥٨٣ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِىءٍ، اَوْ مَمْلُوْكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

((خَبَّبَ)) بخاءٍ معجمةٍ، ثم باءٍ موحدة مكررة: اَيْ: افسدهٗ وخدعهٗ.

۱۵۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی آدمی کی بیوی یا اس کے مملوک کو ورغلایا (یعنی کوئی الٹی سیدھی پٹی پڑھائی) تو وہ ہم میں سے نہیں''۔ (ابوداؤد)

(خبب) خاء پھر باء دو مرتبہ یعنی ''اسے دھوکا دیا''۔

توثيق الحديث☆ صحيح۔ أخرجه أبو داود (٢١٧٥ و ٥١٧٠)، وأحمد (٢/ ٣٩٧).

فقه الحديث☆ ❶ میاں بیوی کے درمیان غلط فہمی پیدا کرکے کسی ایک کو دوسرے کے خلاف کردینا رسول اللہؐ کے طریقے کے خلاف ہے۔

❷ مومن کی شان تو نیکی اور تقویٰ کے امور میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا اور ایک دوسرے کی اصلاح کرنا ہے' آپس میں فساد پیدا کرنا' اور بیوی کو خاوند کے خلاف اور غلام کو مالک کے خلاف بھڑکانا حرام ہے۔

٢٧٧۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدة : ١]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الإسراء : ٣٤].

۲۷۷۔ باب: بدعہدی حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! ''عہدوں کو پورا کرو''۔

اور فرمایا: ''عہد کو پورا کرو' اس لیے کہ عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا''۔

١٥٨٤ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ، كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)). متفق عليه.

۱۵۸۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں (ایسی) ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ کرے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۹۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٨٥ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ)). متفق عليه.

۱۵۸۵۔ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر عہد توڑنے والے کے لیے قیامت والے دن ایک جھنڈا ہوگا' کہا جائے گا یہ فلاں کی بدعہدی کا جھنڈا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٢٨٣ ـ فتح)، ومسلم (١٧٣٦).

١٥٨٦ ـ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ)). رواه مسلم.

۱۵۸۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعہدی کرنے والے کے لیے قیامت والے دن اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا' اسے اس کی بدعہدی کے برابر بلند کیا جائے گا۔ سنو! عام لوگوں کے بدعہد امیر و حاکم سے بڑا بدعہدی کرنے والا کوئی نہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٧٣٨).

غريب الحديث☆ (اللواء) ایک بڑا جھنڈا جسے امیر لشکر اٹھایا کرتا تھا اور یہ خطاب عرب دستور کے مطابق ہے' اس لیے کہ وہ وفا کے لیے سفید جھنڈا بلند کرتے تھے اور بدعہدی کے لیے سیاہ جھنڈا بلند کرتے تھے' تا کہ وہ عہد شکن کی مذمت و ملامت کریں۔ (استه) ''اس کی سرین''۔

فقه الحديث☆ ❶ عہد شکن کی شدید حرمت بیان کی گئی ہے اور خاص طور پر امیر اور حکمران کی طرف سے بدعہدی اور عہد شکنی تو بہت بڑی عہد شکنی ہے۔ کیونکہ اس سے پوری رعایا بلکہ ہمسایہ ممالک تک متاثر ہوتے ہیں۔

❷ عہد شکنی کس قدر بری صفت ہے کہ یہ عہد شکن کو قیامت والے دن تمام لوگوں کے سامنے رسوا کرے گی' کیونکہ عہد شکنی کے لیے ایک مخصوص جھنڈا ہوگا۔

❸ عہد شکنی کی رسوائی میں اضافہ کرنے کے لیے اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا نصب ہوگا' حالانکہ عام طور پر جھنڈا سامنے اور بلند ہوتا ہے جبکہ عہد شکن کے لیے جھنڈا پیچھے اور نیچے کی طرف ہوگا۔

❹ قیامت والے دن لوگوں کو ان کے آباء کے نام سے پکارا جائے گا' جیسا کہ حدیث میں ہے: ((هذه غدرة فلان بن فلان)) ماں کی طرف نسبت سے پکارے جانے والی بات صحیح نہیں۔

۱۵۸۷۔ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَ رَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَاسْتَوْفَى مِنْهُ، وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ)). رواه البخاري.

۱۵۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت والے دن میں خود جھگڑا کروں گا: ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عہد کیا پھر اسے توڑ ڈالا' دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو اجرت پر رکھا' اس سے پوری خدمت لی لیکن اسے اس کی اجرت نہیں دی''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤ / ٤١٧ ۔ فتح).

توثيق الحديث: ان تینوں قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ خود جھگڑا کرے گا' اس سے اس کی سنگینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر عہد کر کے اسے توڑنا' آزاد شخص کو بیچ کر اس کی قیمت کھا جانا اور مزدور کی مزدوری ادا نہ کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔ پس عہدوں کو پورا کرنا چاہیے' آزاد شخص کو فروخت نہیں کرنا چاہیے اور پھر مزدور سے پورا کام کرا کر اس کی اجرت روکنی نہیں چاہیے۔

۲۷۸۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

۲۷۸۔ باب: عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾ [البقرة: ٢٦٤].

وقال تعالى: ﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى﴾ [البقرة: ٢٦٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف دے کر اپنے صدقات ضائع مت کرو''۔

نیز فرمایا: ''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد احسان جتلاتے ہیں نہ تکلیف پہنچاتے ہیں''۔

۱۵۸۸۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)) قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ

۱۵۸۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کلام نہیں فرمائے گا' ان کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا اور انہیں پاک بھی نہیں کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب

أَبُو ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ)). رواه مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ((الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ)) يَعْنِي: اَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَثَوْبَهُ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ.

ہوگا''۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ نامراد ہوئے اور خسارے میں رہے، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان کر کے احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سودا بیچنے والا''۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: ''اپنے ازار کو نیچے لٹکانے والا'' یعنی اپنے ازار اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۹۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۲۷۹۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

۲۷۹۔ باب: فخر کرنے اور سرکشی کرنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم: ۳۲]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [الشورى: ٤٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنی بابت پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو، تم میں سے جو متقی ہیں انہیں وہ خوب جانتا ہے''۔

نیز فرمایا: ''بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

١٥٨٩۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ)). رواه مسلم.

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: اَلْبَغْيُ: اَلتَّعَدِّي وَالْاِسْتِطَالَةُ.

۱۵۸۹۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر ظلم و سرکشی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے''۔ (مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے (البغی) کے معنی ہیں ''ظلم و سرکشی، زیادتی اور دست درازی''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٨٦٥) (٦٤).

فقه الحديث ☆ ❶ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دینا منع ہے، اس لیے کہ اس سے تفاخر پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ دوسرے لوگوں پر دست درازی کرتا ہے۔

❷ کلی اور عمومی طور پر کسی کی تکفیر و تفسیق کرنا جائز نہیں۔

❸ کبر سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے تفاخر اور تفاخر سے ظلم و سرکشی جنم لیتی ہے۔

❹ تواضع اور عاجزی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

❺ سنت اور حدیث بھی وحی ہے لیکن یہ غیر متلو ہے۔

١٥٩٠ـ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ)) رواه مسلم.

الرِّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ: ((اَهْلَكُهُمْ)) بِرَفْعِ الْكَافِ، وَرُوِيَ بِنَصْبِهَا. وَهٰذَا النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذٰلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ، وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ، فَهٰذَا هُوَ الْحَرَامُ. وَاَمَّا مَنْ قَالَهُ لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي اَمْرِ دِينِهِمْ، وَقَالَهُ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ، وَعَلَى الدِّينِ فَلَا بَاْسَ بِهِ. هٰكَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَاءُ وَفَصَّلُوهُ، وَمِمَّنْ قَالَهُ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ: مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، وَالْخَطَّابِيُّ، وَالْحُمَيْدِيُّ وَآخَرُونَ، وَقَدْ اَوْضَحْتُهُ فِي كِتَابِ ((الْاَذْكَارِ)).

١٥٩٠ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے''۔ (مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: مشہور روایت کے مطابق (أَهْلَكُهُمْ) کاف پر پیش ہے اور یہ زبر کے ساتھ بھی مروی ہے۔ یہ کہنا کہ ''لوگ ہلاک ہو گئے'' اس شخص کے لیے منع ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے اور اپنے آپ کو ان پر برتر خیال کرے، پس یہ صورت حرام ہے۔ ہاں جو شخص لوگوں میں دین داری کے لحاظ سے کوئی نقص دیکھتا ہے اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے وہ یہ الفاظ کہہ دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ علماء نے اس کی تفسیر اور تفصیل اسی طرح بیان کی ہے اور جن ائمہ اعلام نے یہ تفسیر بیان کی ہے ان میں امام مالک بن انس، امام خطابی، امام حمیدی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ ہیں۔ میں نے اسے ''کتاب الاذکار'' میں واضح کیا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٢٣).

تنبیہ: حلية الأولياء (۱۴۱/۷) کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((فَهُوَ مِنْ أَهْلَكِهِمْ)) اور اس کی سند صحیح ہے۔

غريب الحديث☆ (أهلكهم) ''ان میں سے سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل و برتر سمجھنا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر جاننا منع ہے، اس لیے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس کا کیا مقام ہے؟ اور جو شخص اس طرح کا ذہن اور سوچ و فکر رکھتا ہے وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ بری حالت کا شکار ہو جاتا ہے۔

❷ مسلمان کو تو چاہیے کہ جب وہ لوگوں میں کوئی کمی کوتاہی دیکھے تو وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ سر انجام دے، انہیں شفقت اور محبت سے سمجھائے اور ان کے لیے نزول عذاب کے لیے جلدی نہ مچائے۔

٢٨٠ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْهِجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ، اَوْ تَظَاهَرَ بِفِسْقٍ، اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

۲۸۰ باب: مسلمانوں کو آپس میں تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا حرام ہے، البتہ بدعتی شخص سے یا علانیہ فسق و فجور کے مرتکب وغیرہ سے قطع تعلق کرنا جائز ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ١٠]. وَقَالَ تَعَالٰى:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مومن تو بھائی بھائی ہیں، پس اپنے (لڑے ہوئے) بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو''۔

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة : ۲].

نیز فرمایا: ''گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو''۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے محبت کرے' ان سے الفت رکھے اور ہر مشروع طریقے سے ان سے پیار کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے انہیں تکلیف پہنچے یا ان کی تکلیف کا باعث بنے۔ جب اسلام میں باہمی محبت اور بھائی چارہ مطلوب و مقصود ہے تو پھر آپس میں تعلقات توڑنا' ایک دوسرے سے بے رخی برتنا اور اعراض کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ البتہ بدعتی شخص سے اور علانیہ فسق و فجور کے مرتکب شخص سے قطع تعلق کرنا جائز ہے۔ اس قطع تعلقی کی بھی دو قسمیں ہیں' ایک تو اس شخص کی زجر و توبیخ کے لیے ہے کہ شاید وہ سمجھ جائے اور راہ راست پر آ جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اس میں شامل ہونے سے بچانے کے لیے قطع تعلق کرے۔

۱۵۹۱۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَاطَعُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ)). متفقٌ عليه.

۱۵۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم آپس میں تعلقات منقطع نہ کرو' ایک دوسرے سے بے رخی برتو نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۶۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۹۲۔ وَعَنْ اَبِي اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)). متفقٌ عليه.

۱۵۹۲۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے' دونوں آمنے سامنے آ جائیں تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۹۲ ۔ فتح)، ومسلم (۲۵۶۰).

فقه الحديث ☆ ❶ اسلام دین فطرت ہے اور انسانی فطرت کے تقاضوں سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ انسان کی طبیعت اور فطرت میں ہے کہ اسے غصہ آتا ہے' جب کسی سے جھگڑا ہو جائے تو انسان کا فریق مخالف سے بولنے کو دل نہیں چاہتا' تو اس کی اس چاہت کو پورا کرنے کے لیے تین دن تک نہ بولنے کی اجازت دے دی کیونکہ اگر زیادہ دن تک تعلقات توڑ لیے جائیں تو پھر اس ناراضگی کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور نفرت و عداوت کا پودا تناآور درخت بن جاتا ہے۔

❷ حدیث میں مسلمانوں کو بھائی کہہ کر پکارا ہے کہ ان میں جو رشتہ ہے وہ رشتہ اخوت ہے' اس لیے اس رشتہ میں انقطاع نہیں آنا چاہیے۔

❸ اسلام بہت ہی پیارا دین ہے' اس نے اس انقطاع کو ختم کرنے کا انتہائی آسان طریقہ بتا دیا کہ ایک دوسرے کو سلام کرو' اس سے محبت کا رشتہ پھر سے دوبارہ استوار ہو جائے گا۔

❹ ترغیب کے لیے فرمایا: ''ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔''

١٥٩٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: ((تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ، فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ امْرِیءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا امْرَءًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيَقُوْلُ: اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا)). رواه مسلم.

۱۵۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پیر اور جمعرات کو اعمال (اللہ تعالیٰ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں' پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو معاف کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو۔ پس وہ فرماتا ہے ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو حتی' کہ یہ صلح کر لیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۶۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٥٩٤ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ)). رواه مسلم.

((التَّحْرِيْشُ)): الْإِفْسَادُ وَتَغْيِيْرُ قُلُوْبِهِمْ وَتَقَاطُعُهُمْ.

۱۵۹۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک شیطان اس چیز سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں مسلمان اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان کے درمیان فساد ڈالتا رہے گا''۔ (مسلم)

(التحریش) اس کے معنی ہیں ''فساد ڈالنا، دلوں کو بدل دینا اور آپس میں تعلقات منقطع کر دینا''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (۲۸۱۲).

غریب الحدیث ☆ (أیس) ''وہ مایوس ہو گیا ہے''۔ (المصلون) ''مسلمان''۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ کوئی مسلمان بھی خالص طور پر ابلیس کی عبادت نہیں کرتا۔

❷ شیطان مسلمانوں کے درمیان حالات کے بدلنے کا منتظر رہتا ہے۔

❸ شیطان کی مختلف چالیں اور جال ہیں جنھیں وہ مسلمانوں کے درمیان تفریق اور اختلاف ڈالنے کے لیے استعمال کرتا رہتا ہے۔

❹ نماز کلمے کے بعد شعائر دین میں سے سب سے بڑا شعار ہے' اسی لیے حدیث میں ''مسلمین'' کی جگہ ''مصلین'' کا لفظ استعمال کیا گیا کہ مصلین (نمازی) ہی مسلمان ہیں۔

❺ نماز پڑھنے سے مسلمانوں کے درمیان محبت پیدا ہوتی ہے اور اس کا تحفظ ہوتا ہے اور مسلمانوں کے روابط مضبوط ہوتے ہیں۔

❻ جزیرۂ عرب کو دیگر علاقوں اور جزیروں پر فضیلت حاصل ہے۔

❼ یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شیطان مسلمانوں کے درمیان فساد ڈالنے میں کامیاب ہوگا اور وہ آج اس مقصد اور مشن میں کامیاب نظر آتا ہے۔

١٥٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد بِإِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

۱۵۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع کرے' پس جس شخص نے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع کیے اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا تو وہ جہنم میں جائے گا''۔ (ابوداود۔ اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط پر

ہے)

توثيق الحديث☆ صحیح ـ أخرجه أبو داود (٤٩١٤) بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ تعلقات منقطع کرنے پر اصرار و دوام کے سوئے انجام سے مطلع کیا گیا ہے۔

❷ کسی شرعی سبب کے بغیر تعلقات منقطع کرنا کبیرہ گناہ ہے جو قطع تعلق کرنے والے کو جہنم میں لے جائے گا۔ عیاذاً باللہ!

١٥٩٦ ـ وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، وَيُقَالُ السُّلَمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۵۹۶۔ حضرت ابوخراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی اور بعض کے نزدیک سلمی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی سے سال بھر تعلقات منقطع رکھے تو اس کا یہ عمل اس کا خون بہانے کی طرح ہے''۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٤٠٤، ٤٠٥)، وأبوداود (٤٩١٥)، وأحمد (٤/ ٢٢٠).

غريب الحديث☆ (كسفك دمه) اسے دشمنی کی وجہ سے قتل کر دیا۔

فقه الحديث☆ مسلمان بھائی سے تعلقات منقطع کرنے کے گناہ کی سنگینی اور شدت کو بیان کیا گیا ہے اور اسے قتل کرنے کی مثل قرار دیا' اس لیے کہ ترک تعلق بھی ایک طرح سے مصنوعی قتل ہے' اس سے دوسرے مسلمان کو ذہنی اذیت سے گزرنا پڑتا ہے۔

١٥٩٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ، فَلْيَلْقَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ، وَ خَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: إِذَا كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ تَعَالَى، فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا فِيْ شَيْءٍ.

۱۵۹۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زائد تعلقات منقطع کرے۔ پس اگر تین دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ اس سے ملاقات کرے اور اسے سلام کرے' اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو پھر وہ اجر میں دونوں شریک ہو گئے اور اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو پھر وہ گناہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا''۔ (ابوداؤد۔ سند حسن ہیں)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ترک تعلق اللہ کی رضا کی خاطر ہو تو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

توثيق الحديث☆ حسن بالشواهد۔ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٤١٤)، وأبو داود (٤٩١٢).

اس حدیث کی سند ہلال مدنی راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے' لیکن اس کے شواہد موجود ہیں کہ ابوایوب کی حدیث (۱۵۹۲) جو ابھی گزری اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو ابوداؤد (۴۹۱۳) ہے۔ لہٰذا بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ (واللہ اعلم!)

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص ترک تعلق کے بعد سلام کرنے میں پہل کرتا ہے تو وہ اس ترک تعلق کے گناہ سے بری ہو جاتا ہے خواہ دوسرا آدمی سلام کا جواب نہ دے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ترک تعلق جائز ہے۔

۲۸۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِي اثْنَيْنِ دُوْنَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا لِحَاجَةٍ، وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهُمَا، وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهُ

۲۸۱۔ باب: تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا منع ہے مگر کسی ضرورت کے تحت تیسرے کی اجازت سے ایسے رازدارانہ انداز میں بات کرنا کہ وہ ان کی باتیں نہ سن سکے تو یہ جائز ہے اور اسی معنی میں یہ بھی ہے کہ وہ دو آدمی ایسی زبان میں بات چیت کریں کہ وہ اسے سمجھ نہ سکے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ [المجادلة: ۱۰].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے''۔

شرح الآیة ☆ شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح مسلمان کو پریشان اور غمگین کردے' سرگوشی کرنا بھی اس کی کوششوں میں سے ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے''۔ پھر اس کا ہدف بیان کیا ''تاکہ مومنوں کو غمگین کردے''۔ اس کا حل یہ ہے کہ مومن اللہ پر توکل کریں تو وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

١٥٩٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ)). متفق عليه.

وروَاه أبوداود وَزَادَ: قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَاَرْبَعَةً؟ قَالَ: لَا يَضُرُّكَ.

ورواه مالك في ((الْمُوَطَّأ)): عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِيْ فِي السُّوْقِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اَحَدٌ غَيْرِيْ، فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً، فَقَالَ لِيْ وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِيْ دَعَا: اسْتَاْخِرَا شَيْئًا، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ)).

۱۵۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں''۔ (متفق علیہ)

ابوداؤد نے اسے روایت کیا تو اس میں یہ اضافہ نقل کیا کہ ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اگر چار آدمی ہوں؟ تو انھوں نے فرمایا: اس میں تیرے لیے کوئی حرج نہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اسے مؤطا میں روایت کیا ہے' حضرت عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما خالد بن عقبہ کے اس گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا' پس ایک آدمی آیا جو ان (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ میرے علاوہ کوئی اور نہیں تھا' پس انھوں نے ایک اور آدمی کو بلایا حتیٰ کہ ہم چار ہو گئے' پس انھوں نے مجھے اور تیسرے آدمی کو جسے انھوں نے بلایا تھا کہا: کچھ دیر کے لیے (ہم سے) الگ ہو جاؤ' اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۸۱ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۸۳) والزيادة عند البخاري في ((الأدب المفرد)) (۱۱۷۰)، وأبي داود (٤٨٥٢)، وأحمد (۲/ ۱۸، ۱٤۱، ۱٤۲) وإسنادها صحيح على شرط الشيخين. والرواية الأخيرة عند مالك (۲/ ۹۸۸).

غریب الحدیث☆ (لا يتناجي) ''سرگوشی نہ کریں''۔ (استأخرا) ''کچھ دیر کے لیے الگ ہو جاؤ''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ سرگوشی کرنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ وہ گناہ، زیادتی اور رسول اللہ ﷺ کی معصیت میں نہ ہو۔

❷ جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو آدمی تیسرے ایک کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں تاکہ وہ تیسرا آدمی کسی بدگمانی کا شکار نہ ہو۔

❸ جب تین سے زیادہ یعنی چار آدمی ہوں تو پھر دو آدمی آپس میں سرگوشی کر سکتے ہیں۔

❹ اسلام عام لوگوں کے حقوق وشعور اور جذبات کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے۔

❺ مسلمانوں کے مابین بغض اور عداوت منع ہے۔

❻ جب دو آدمی سرگوشی کر رہے ہوں تو تیسرے آدمی کو مداخلت کرنے کی اجازت نہیں۔

❼ اسلام ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے کہ اس نے زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی کی ہے۔

۱۵۹۹ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ؛ مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ)). متفقٌ عليه.

۱۵۹۹ـ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین ہو تو پھر تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں حتیٰ کہ تم لوگوں میں گھل مل جاؤ' اس لیے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے آدمی) کو غمگین کر دے گا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۸۲ـ۸۳ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۸٤).

غریب الحدیث☆ (حتى تختلطوا) ''حتیٰ کہ تم لوگوں کے ساتھ گھل مل جاؤ'' یعنی تیسرا آدمی بھی باقی لوگوں کے ساتھ بات چیت میں شریک ہو جائے تو پھر تم سرگوشی کر لو۔

فقہ الحدیث☆ ❶ جب لوگ زیادہ ہوں تو پھر دو آدمی آپس میں سرگوشی کر سکتے ہیں۔

❷ ممنوعہ سرگوشی کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے مومن کو تکلیف پہنچتی ہے جبکہ مومن کو تکلیف پہنچانا صریح گناہ اور بہتان ہے۔

۲۸۲ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيْبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْأَةِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ اَوْ زَائِدٍ عَلٰى قَدْرِ الْاَدَبِ

۲۸۲ـ باب: غلام، جانور، بیوی اور اولاد کو کسی شرعی عذر کے بغیر یا حد ادب سے زیادہ سزا دینا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ [النساء: ۳٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں' رشتے دار پڑوسی اور دور کے پڑوسی، ہم نشین ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تمہارے غلام ہیں' بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا''۔

۱۶۰۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ، لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا، اِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ)). متفقٌ عليه.

((خَشَاشُ الْاَرْضِ)) بفتح الخاءِ المعجمةِ، وبالشين المعجمة المكررة، وَهِيَ هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا.

۱۶۰۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا' اس نے اسے قید کر دیا حتیٰ کہ وہ مر گئی' پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے خود اسے کھلایا پلایا' جب اس نے اسے قید کیا اور نہ ہی اس نے اسے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی“۔ (متفق علیہ)

(خشاش الأرض) خاء پر زبر اور شین دو بار' اس کے معنی ہیں ”موذی جانور اور کیڑے مکوڑے“۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٤١ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٤٢).

فقه الحديث☆ ❶ جس چیز کو قتل کرنے کا حکم اللہ نے نہیں دیا اسے قتل کرنا حرام ہے خواہ وہ بلی ہی کیوں نہ ہو۔

❷ حیوانات کو بطور نشانہ قید کرنا منع ہے بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب ہے۔

❸ انسان کو ایسے کام پر بھی عذاب دیا جائے گا جسے وہ معمولی سمجھتا ہوگا۔

❹ جانوروں کو قید کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کیا جائے اور ان کی خوراک کا مکمل انتظام کیا جائے۔

تنبیہ: بعض روایات میں ہے کہ وہ عورت جسے بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا حمیر یہ تھی اور بعض روایات میں ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھی۔ اس میں تطبیق دینے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن سب سے بہتر تطبیق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دی ہے' انھوں نے فتح الباری (۶/ ۳۵۷) میں بیان فرمایا ہے: ”ان دونوں باتوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ حمیر یہ تھی یا بنی اسرائیل سے تھی' اس لیے کہ حمیر کا ایک قبیلہ یہودی ہو گیا تھا اس لیے کبھی تو اس کی نسبت اس کے دین کی طرف کی گئی تو وہ بنی اسرائیل سے کہلائی اور کبھی اس کی نسبت اپنے قبیلے کی طرف ہوئی تو وہ حمیر یہ کہلائی“۔

۱۶۰۱۔ وَعَنْهُ اَنَّهُ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُوْنَهُ، وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَاَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. متفقٌ عليه.

((الْغَرَضُ)): بفتح الغين المعجمة، والراءِ وَهُوَ الْهَدَفُ، وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمٰى اِلَيْهِ.

۱۶۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے گزرے' انھوں نے ایک پرندے کو نشانہ بنایا ہوا تھا اور اسے تیر مار رہے تھے اور انھوں نے پرندے کے مالک سے یہ طے کیا تھا کہ جو تیر نشانے پر نہیں لگے وہ اس کا ہے۔ پس جب انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ کام کس نے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو جس نے یہ کام کیا ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو نشانہ بنائے۔ (متفق علیہ)

(الغرض) غین اور راء پر زبر' اس کا معنی ہے ”ہدف“ اور یہ وہ چیز ہے جسے نشانہ بنایا جائے اور اس کی طرف تیر پھینکے جائیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٦٤٣ ـ فتح)، ومسلم (١٩٥٨).

غریب الحدیث☆ (نصبوا طیرًا) ''انھوں نے تیراندازی کے لیے ایک پرندے کو ہدف بنایا ہوا تھا''۔ (کل خاطئة من نبلھم)''جو تیرنشانے پر نہیں لگے گا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ حیوانات کے ساتھ نرمی کرنا اور اچھا برتاؤ کرنا واجب ہے۔

❷ کسی ذی روح چیز کو نشانہ اور ہدف بنا کر تیراندازی یا فائرنگ وغیرہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ایسے شخص پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی معین گناہ گار شخص پر لعنت کرنا جائز ہے۔

❸ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بلا تاخیر ادا کرنا چاہیے تاکہ موقع ہی پر اصلاح ہو جائے۔

❹ اگر کوئی شخص کسی کو کسی برائی سے منع کرے تو اس کی کتاب و سنت سے دلیل پیش کرے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بات کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے مدلل بنایا۔

❺ ایسے کھیل کھیلنا منع ہیں جن سے امت کو فائدہ نہ پہنچتا ہو۔

١٦٠٢۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ. متفقٌ عليه.

ومعناه: تُحْبَسُ لِلْقَتْلِ.

۱۶۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (قتل یا نشانے کے لیے) جانوروں کو باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

اس کا معنی ہے کہ قتل کرنے کے لیے اسے قید کیا جائے۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۹/ ٦٤٢ ـ فتح)، ومسلم (١٩٥٦).

غریب الحدیث☆ (تصبر) ''قید کرنا''۔

فقہ الحدیث☆ حیوانات کو قتل یا نشانے کے لیے قید کرنا اور کسی مصلحت کے بغیر انہیں باندھنا حرام ہے۔

١٦٠٣۔ وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرِّنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا. رواه مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ: سَابِعَ إِخْوَةٍ لِي.

۱۶۰۳۔ حضرت ابوعلی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو بنو مقرن کے سات (بیٹوں) میں سے ساتواں دیکھا (یعنی ہم سات بھائی تھے) اور ہماری صرف ایک ہی کنیز تھی' ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے طمانچہ مارا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اس کنیز کو آزاد کر دیں۔ (مسلم)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں سے ساتواں تھا۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٦٥٨) (٣٢)، والرواية الثانية له (١٦٥٨) (٣٣).

فقہ الحدیث☆ ❶ کنیز پر بھی لفظ خادم کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

❷ غلام کو بلاوجہ مارنا پیٹنا اور اس پر زیادتی کرنا منع ہے اور اگر کوئی اپنے غلام پر زیادتی کرے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔

❸ اگر کسی قوم کا کوئی چھوٹا فرد غلطی کرتا ہے تو اس کا مؤاخذہ سب سے کیا جائے گا۔ جیسا کہ ابوعلی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے بھائی نے کنیز کو تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سب کی مشترکہ کنیز کو آزاد کیا گیا۔

❹ یہ ساتوں بھائی صحابی اور مہاجر تھے۔

١٦٠٤ـ وَعَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّي بِالسَّوْطِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ!)) فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ: ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ! اِنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ)) فَقُلْتُ: لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهُ اَبَدًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى. فَقَالَ: ((اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ، لَلَفَحَتْكَ النَّارُ، اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ)). رَوَاهُ مسلم بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ.

۱۶۰۴۔ حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوڑے کے ساتھ اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی: ''ابومسعود! جان لیجیے''۔ لیکن میں غصے کی وجہ سے وہ آواز پہچان نہ سکا' پس جب وہ (آواز دینے والا) میرے قریب ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور فرما رہے تھے: ''ابومسعود! جان لیجیے! اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت و اختیار رکھتا ہے جتنا تم اس غلام پر رکھتے ہو''۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا کہ میں اس کے بعد کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے: پس میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم اسے آزاد نہ کرتے تو آگ تجھے جلا ڈالتی یا آگ تمھیں ضرور چھوتی''۔ (یہ تمام روایات مسلم نے بیان کی ہیں)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٦٥٩).

غریب الحدیث☆ **(دنا)** ''قریب ہوئے''۔ **(لفحتك)** ''تجھے جلا دیتی''۔

فقه الحدیث☆ ❶ غلام کے ساتھ نرمی کرنے کی ترغیب۔

❷ عفوودرگزر کرنے، غصے پر قابو پانے کی ترغیب اور جس طرح اللہ اپنے بندوں سے عفوودرگزر کا معاملہ کرتا ہے بندوں کو بھی آپس میں اسی طرح کرنا چاہیے۔

❸ رسول اللہ ﷺ کے وعظ ونصیحت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔

❹ غلام کو آزاد کردینا اسے مارنے پیٹنے کا کفارہ ہے۔

❺ رسول اللہ ﷺ کی نصیحت سے اعراض جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

❻ صحابہ کرام کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی ہیبت کا بیان۔

١٦٠٥ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، اَوْ لَطَمَهُ، فَاِنَّ كَفَّارَتَهُ اَنْ يُعْتِقَهُ)). رَوَاهُ مسلم.

۱۶۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے غلام پر کسی ناکردہ جرم کی حد لگائی یا اسے طمانچہ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کردے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (١٦٥٧)۔

غریب الحدیث☆ **(حدا)** ''شریعت میں مقرر سزا''۔ **(لم یأته)** ''اس نے کیا نہیں''۔ **(لطمه)** ''اس کے چہرے پر طمانچہ مارا''۔

فقه الحدیث☆ ❶ غلاموں سے نرمی کرنے' ان سے اچھا سلوک کرنے اور ان سے تکلیف دور کرنے کی ترغیب۔

❷ غلاموں پر حد قائم کرنے کا جواز۔
❸ غلام کو آزاد کرنا اس پر کی گئی زیادتی کا کفارہ ہے۔

١٦٠٦ـ وعن هشام بن حكيم بن حزام رضي الله عنهما أنه مرّ بالشام على أناس من الأنباط وقد أقيموا في الشمس، وصبّ على رؤوسهم الزيت! فقال: ما هذا؟ قيل: يعذّبون في الخراج. وفي رواية: حبسوا في الجزية. فقال هشام: أشهد لسمعت رسول الله ﷺ يقول: ((إنّ الله يعذّب الّذين يعذّبون النّاس في الدّنيا)) فدخل على الأمير، فحدّثه، فأمر بهم فخلّوا. رواه مسلم.

((الأنباط)) الفلاّحون من العجم.

۱۶۰۶۔ حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ملک شام میں کچھ عجمی کاشتکاروں کے پاس سے گزرے جنھیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر زیتون کا تیل ڈالا گیا تھا۔ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر دریافت فرمایا: یہ کیا بات ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ انہیں خراج کی وجہ سے سزا دی جا رہی ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ انہیں جزیے کی وجہ سے قید کیا گیا ہے۔ پس حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یقیناً رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں''۔ پھر وہ گورنر کے پاس گئے اور اسے حدیث سنائی تو اس نے ان کے بارے میں حکم دیا تو انہیں چھوڑ دیا گیا۔ (مسلم)

(الأنباط) ''عجمی کاشتکار''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦١٣).

غريب الحديث☆ (فخلوا) ''پس انہیں چھوڑ دیا گیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ لوگوں کو ناحق سزا دینا حرام ہے۔
❷ امیر گورنر کو رعایا کی طرف سے خیر خواہی والی بات قبول کر لینی چاہیے۔
❸ رعایا کا یہ حق ہے کہ وہ امیر (حکمران) کو خیر خواہی سے اچھے مشورے دیتی رہے۔
❹ ایک مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے کہ ''ادھر حکم محمدی ہوا ادھر گردن جھکائی ہو''۔
❺ ''خراج'' اس ٹیکس کو کہتے ہیں جو اس زمین کی پیداوار پر عائد کیا جاتا ہے جو کسی اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کے قبضہ تصرف میں ہو اور مسلمانوں کی زمینوں کی پیداوار سے جو مالیہ وصول کیا جاتا ہے اسے ''عشر'' کہا جاتا ہے۔
❻ ''جزیہ'' وہ سالانہ رقم ہے جو اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمیوں سے ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے عوض وصول کی جاتی ہے۔ مسلمان سالانہ زکوۃ ادا کرتے ہیں اور غیر مسلم اہل ذمہ جزیہ۔

١٦٠٧ـ وعن ابن عبّاس رضي الله عنهما قال: رأى رسول الله ﷺ حمارًا موسوم الوجه، فأنكر ذلك؟ فقال: ((والله! لا أسمه إلاّ أقصى شيء من الوجه)) وأمر بحماره، فكوي في جاعرتيه، فهو أوّل من كوى الجاعرتين. رواه مسلم.

۱۶۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے کو (علامت کے طور پر) داغا ہوا تھا' پس آپ نے اسے ناپسند فرمایا تو (رسول اللہ ﷺ نے یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کہا: اللہ کی قسم! میں اسے اس کے چہرے سے سب سے زیادہ دور والے حصے کو داغوں گا'' اور پھر انھوں نے اپنے گدھے

((الْجَاعِرَتَانِ)): نَاحِيَتَا الْوَرِكَيْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ.

کے بارے میں حکم دیا تو اس کے دونوں سرینوں کے کناروں پہ داغا گیا۔ پس یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے سرینوں کے کناروں کو داغا۔ (مسلم)

(الجاعرتان) "مقعد کے اردگرد سرینوں کے ابھرے ہوئے کنارے"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢١١٨).

غريب الحديث☆ (موسوم الوجه) "چہرے کو علامت کے طور پر داغا ہوا تھا"۔

فقه الحديث☆ ❶ حیوان کے چہرے کو داغنا منع ہے جبکہ چہرے کے علاوہ کسی اور حصے کو بطور علامت داغنا جائز ہے۔

❷ اگر کوئی خلاف شرع کام ہوتا ہوا نظر آئے تو اس کی تردید کرنی چاہیے۔

❸ ((والله! لا اسمه إلا أقصى بشيء من الوجه)) یہ قول اللہ کے نبی کا ہے یا ابن عباس کا؟ اس میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض کے نزدیک یہ قول ابن عباس کا ہے۔ واللہ اعلم!

١٦٠٨ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَيْضًا: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ، وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ.

۱۶۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک گدھے کے پاس سے گزر ہوا، جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے اسے داغا ہے"۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢١١٧)، والرواية الثانية عنده (٢١١٦).

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص کسی جانور کے چہرے کو داغے اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

❷ چہرے کو داغنا کبیرہ گناہ ہے، اس لیے کہ داغنے والا لعنت کا مستحق ہے۔

❸ تمام حیوانات کو اور انسانوں کو ان کے چہروں پر مارنا منع ہے۔

❹ حیوانات کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنے کا حکم۔

٢٨٣ - بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى النَّمْلَةِ وَنَحْوِهَا

۲۸۳۔ باب: تمام حیوانات حتیٰ کہ چیونٹی وغیرہ کو بھی آگ میں سزا دینا حرام ہے

١٦٠٩ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا)) لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا ((فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

۱۶۰۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا تو فرمایا: "اگر تم فلاں فلاں شخص کو پاؤ" آپ نے قریش کے دو آدمیوں کا نام لیا" تو انہیں آگ میں جلا دو"۔ پھر جب ہم نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"

حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: ((اِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحْرِقُوْا فُلَانًا وَفُلَانًا، وَاِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنْ وَجَدْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا)) رواه البخاري.

میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں شخص کو جلا دینا لیکن (اب نہ جلانا' اس لیے کہ) آگ کا عذاب تو صرف اللہ ہی دے گا' پس اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٤٩ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ دنیا میں کسی کو آگ کی سزا دینا یا جلانا حرام ہے۔

❷ کسی چیز کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنا جائز ہے۔

❸ کسی فیصلے کے وقت رفع التباس کے لیے دلیل ذکر کرنا مستحب ہے۔

❹ ''پسو'' یا ''جوں'' وغیرہ کو بھی آگ سے جلانا مکروہ ہے۔

❺ سنت، سنت کو منسوخ کر سکتی ہے۔

❻ اقامت حدود میں نیابت جائز ہے۔

❼ وقت گزرنے سے سزا موقوف نہیں ہوتی۔

❽ حکم کی تعمیل سے پہلے حکم کو منسوخ کرنا جائز ہے۔

❾ آگ کا عذاب دینا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

١٦١٠ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تُعَرِّشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا)) وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: ((مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟)) قُلْنَا: نَحْنُ. قَالَ: ((اِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

قَوْلُهُ: ((قَرْيَةُ نَمْلٍ)) مَعْنَاهُ: مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

۱۶۱۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' پس آپ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے' ہم نے (چڑیا کی طرح کا) ایک چھوٹا سا سرخ پرندہ دیکھا' اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا تو وہ پرندہ پر پھیلائے ان پر چکر لگانے لگا۔ اتنے میں نبی ﷺ بھی تشریف لے آئے تو آپ نے پوچھا: ''اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے بے چینی سے دوچار کیا ہے؟ اس کے بچے اسے لوٹا دو''۔ اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی (گھر' بل) دیکھی جسے ہم نے جلا دیا تھا' آپ نے پوچھا: ''اسے کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ہم نے۔ آپ نے فرمایا: ''آگ کا عذاب تو صرف آگ کا رب (مالک) ہی دے سکتا ہے''۔ (ابوداؤد۔ اس کی سند صحیح ہے)

(قرية نمل) اس کا معنی ہے چیونٹیوں کی ایسی جگہ جہاں وہ موجود ہوں۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٣٨٢)، وأبو داود (٢٦٧٥).

غريب الحديث☆ (الحمرة) چڑیا کی طرح چھوٹا سا سرخ پرندہ۔ (تعرش) ''پرندہ پروں کو پھیلائے بے چینی کے ساتھ چکر لگانے لگا''۔ (فجع) ''بے چین کیا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ رفع حاجت کے وقت لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہونا چاہیے۔
❷ حیوانات کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنے کی ترغیب۔
❸ ماں اپنے بچوں کی وجہ سے پریشان ہوتی ہے۔
❹ حیوانات، حشرات اور ہر ذی روح کو جلانا حرام ہے۔
❺ آگ کا عذاب دینا صرف رب العالمین کے اختیار میں ہے۔

۲۸۴۔ بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقٍّ طَلَبَهُ صَاحِبُهُ

۲۸۴۔باب: قدرت کے باوجود صاحب حق کے مطالبے پر حق ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء : ٥٨]. وَقَالَ تَعَالَىٰ: ﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ﴾ [البقرة : ٢٨٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو دے دو''۔
نیز فرمایا: ''پس اگر بعض تمہارا بعض پر اعتبار کرے تو چاہیے کہ جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے وہ امانت واپس کر دے''۔

شرح الآیات☆ اللہ تعالیٰ نے امانتوں کی ادائیگی کے بارے میں عمومی طور پر حکم فرمایا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو' اس سے مراد وہ تمام امانتیں ہیں جو انسان پر واجب ہیں اور یہ وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی کا حکم ہے خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ ان کی ادائیگی دنیا ہی میں کر دینی چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کا بدلہ دلوائے گا حتیٰ کہ سینگوں والی بکری نے سینگوں کے بغیر بکری سے جو زیادتی کی ہوگی اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ اگر تمہارا آپس میں اتنا اعتماد ہے کہ گواہ اور گروی کی ضرورت نہیں تو پھر جس شخص کے پاس امانت رکھی جائے اسے چاہیے کہ اس امانت کو ادا کر دے' ٹال مٹول سے کام نہ لے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کرنے میں طاقت ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنا حرام ہے اور یہ بھی ادائے امانت کے حکم کے منافی ہے۔

١٦١١۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَىٰ مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ)). متفقٌ عليه.
مَعْنَىٰ ((أُتْبِعَ)): أُحِيلَ.

۱۶۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب مال شخص کا (ادائیگی قرض کے وقت) ٹال مٹول کرنا حرام ہے اور جب تم میں سے کسی شخص کو (قرض کی وصولی کے لیے) کسی مالدار آدمی کے سپرد کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ اس (مالدار) کے پیچھے لگ جائے (اور اپنے قرض کا مطالبہ کرے)''۔ (متفق علیہ)
(أتبع) ''سپرد یا حوالے کیا جائے''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٤٦٤ ـ فتح)، ومسلم (١٥٦٤).

غریب الحدیث☆ (المطل) ''قدرت کے باوجود حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا''۔ (ملیء) ''غنی، مالدار ادائیگی حق پر قادر''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ لوگوں کے درمیان معاملات اچھے انداز میں کرنے چاہییں۔
❷ جب انسان میں قرض کی ادائیگی کی قدرت ہو اور قرض خواہ کی طرف سے مطالبہ بھی ہو تو پھر اس شخص کی طرف سے ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔
❸ اگر کوئی مقروض تنگ دست ہو تو اس کے کشائش دست ہونے تک اسے قید کرنا یا اس سے مطالبہ کرنا درست نہیں۔
❹ اگر کوئی شخص قدرت ہونے کے باوجود قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے تو اسے قرض کی ادائیگی کے لیے ہر طریقے سے آمادہ کرنا چاہیے۔ اگر نہ دے تو پھر زبردستی لینا بھی جائز ہے۔
❺ اسلام چاہتا ہے کہ لوگ آپس میں امن و آشتی سے رہیں، تمام معاملات خوش اسلوبی سے طے کریں، اسی لیے ٹال مٹول کرنے کو حرام قرار دیا ہے تاکہ اس وجہ سے مسلمانوں کے درمیان کوئی ناراضی پیدا نہ ہو۔
❻ قرض کی ادائیگی کے معاملے میں اگر کوئی دوسرا شخص حامی بھر لے اور ضمانت دے دے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

٢٨٥ـ بَابَ كَرَاهَةِ عَوْدِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا، وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ، أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ، أَوْ كَفَّارَةٍ وَنَحْوِهَا، وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدِ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

۲۸۵۔ باب: ہبہ واپس لینے کی کراہت، سوائے اس ہبہ کے جو ابھی موہوب لہ (جسے ہبہ کیا جائے) کے سپرد ہی نہ کیا ہو اور وہ ہبہ جو اپنی اولاد کو کیا ہو اور خواہ وہ سپرد کیا ہو یا نہ کیا ہو، اس شخص سے وہ چیز خریدنے کی کراہت جو اس پر صدقہ کی ہو یا اسے بطور زکوۃ یا کفارہ وغیرہ کے ادا کیا ہو، لیکن کسی دوسرے شخص سے اسے خریدنے میں کوئی حرج نہیں جس کی طرف وہ چیز منتقل ہو گئی ہو

١٦١٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَّذِي يَعُوْدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ)). متفقٌ عليه.
وَفِي رِوَايَةٍ: ((مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ فَيَاْكُلُهُ)).
وَفِي رِوَايَةٍ: ((اَلْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ)).

۱۶۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے ہبے کو واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔'' (متفق علیہ)
اور ایک اور روایت میں ہے: ''اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کی طرف لوٹتا (یعنی اسے واپس لیتا) ہے اس کتے کی ہے جو قے کرتا ہے پھر اپنی قے کی طرف لوٹتا اور اسے کھاتا ہے۔''
اور ایک اور روایت میں ہے: ''اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کی طرف لوٹنے والے کی طرح ہے۔''

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٣٤ ـ ٢٣٥ ـ فتح)، ومسلم (١٦٢٢) (٨)، الرواية الثانية عند البخاري (٥/ ٢١٦ ـ

فتح)، ومسلم (١٦٢٢)، والثالثة عند البخاري (٥/ ٢٣٤ ـ فتح)، ومسلم (١٦٢٢) (٧).

فقه الحديث ☆ ❶ کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے ہبے یا اپنے صدقے کو واپس لے۔ حدیث ظاہری طور پر تو اس کی تحریم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو تشبیہ دی گئی ہے وہ انتہائی سخت ہے کہ ہبہ اور صدقہ واپس لینے والے کو کتے سے تشبیہ دی ہے اور جو چیز واپس لی ہے اسے قے سے تشبیہ دی ہے۔

یہ مثال انتہائی سخت ہے' اس سے ہبہ اور صدقہ واپس لینے کی قباحت واضح ہوتی ہے۔

❷ مسلمان کو بری صفات سے متصف نہیں ہونا چاہیے اور پھر ایسی بری صفت جسے انتہائی نجس جانور سے اور اس کی انتہائی قبیح حالت سے تشبیہ دی گئی۔

❸ زجر و توبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ تحریم کے مسئلے میں صیغہ نہی سے بھی زیادہ شدید ہے۔

❹ جس ہبہ کو واپس لینے سے منع کیا گیا ہے وہ ہبہ ہے جو اولاد کے علاوہ کسی اور کو کیا جائے' البتہ اولاد کو ہبہ کرنے کے بعد اسے واپس لینا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے' کہ انہیں ان کے باپ نے باقی اولاد کے علاوہ خصوصی طور پر کوئی چیز ہبہ کی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو یہ چیز عطا کی ہے؟'' انھوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرو''۔

١٦١٣ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ، فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ)). متفقٌ عليه.

قوله: ((حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِيْنَ.

۱۶۱۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی مجاہد کو ایک گھوڑا بطور صدقہ دے دیا لیکن جس شخص کے پاس یہ گھوڑا تھا اس نے اسے ضائع کر دیا (یعنی اس کی صحیح دیکھ بھال نہ کی) تو میں نے اسے خریدنا چاہا اور میرا خیال تھا کہ وہ اسے معمولی قیمت پر فروخت کر دے گا۔ پس میں نے نبی ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے دے' اس لیے کہ اپنے صدقے کو واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کی طرف لوٹے (یعنی اسے چاٹ لے)''۔ (متفق علیہ)

(حملت علی فرس فی سبیل اللہ) اس کا معنی ہے کہ میں نے کسی مجاہد کو ایک گھوڑا بطور صدقہ دیا۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٥٣ ـ فتح)، ومسلم (١٦٢٠).

غريب الحديث ☆ (أضاعه) ''اسے ضائع کر دیا'' یعنی اس کی صحیح دیکھ بھال نہ کی اور اس کی خوراک کا صحیح انتظام نہ کیا۔

فقه الحديث ☆ ❶ جس شخص کو کوئی چیز ہبہ کر دی جائے تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے' وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔

❷ ہبہ کی ہوئی چیز ہبہ کرنے والے کو اور صدقہ کی ہوئی چیز صدقہ کرنے والے کو بیچنا حرام ہے۔

❸ صدقہ واپس لینا بھی حرام ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کو گھوڑا دینے اور اس کی ہر لحاظ سے اعانت کرنے کی فضیلت۔

۲۸۶۔ بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَّ سَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ۱۰]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الأنعام: ۱۵۲]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ، وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ۲۲۰].

۱۶۱۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ)). متفق عليه.

((الْمُوبِقَاتُ)) الْمُهْلِكَاتُ.

۲۸۶۔ باب: یتیم کے مال کی حرمت کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو ناجائز طریقے سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ ڈال رہے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے''۔

نیز فرمایا: ''مال یتیم کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہتر ہو''۔

اور فرمایا: ''یہ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں' ان سے فرما دیجیے ان کی اصلاح کرنی بہتر ہے اور اگر تم ان کو خرچ میں اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے ہی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون؟''

۱۶۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو''۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ سات مہلک چیزیں کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا' جسے اللہ نے قتل کرنا حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، کافروں کے ساتھ معرکے کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی، پاک دامن' ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۵/ ۳۹۳۔ فتح)، ومسلم (۸۹).

غريب الحديث☆ (الموبقة) ''مہلک''۔ (المحصنات) ''پاک دامن آزاد عورتیں''۔ (الغافلات) ''بھولی بھالی، فواحش سے بے خبر اور لاتعلق''۔ (التولي يوم الزحف) ''جب کفار سے گھمسان کا رن پڑے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا''۔

فقه الحديث☆ ❶ کبیرہ گناہ کی تعریف میں اہل علم میں اختلاف ہے لیکن سب سے احسن تعریف یہ ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر کتاب و سنت یا اجماع امت سے یہ اطلاق ہوا ہو کہ یہ گناہ کبیرہ ہے یا بڑا ہے یا اس کے بارے میں سخت سزا کا ذکر ہو یا اس پر کوئی حد مقرر ہو یا اس کی شدید تردید کی گئی ہو۔

❷ اس حدیث میں سات کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے جبکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے گناہ کبیرہ ہیں لیکن اس حدیث میں جو مذکور ہیں وہ اکبر الکبائر ہیں۔

❸ مومنوں کی خیر و بھلائی کی طرف راہنمائی کی گئی ہے اور انہیں قبائح و شرور سے دور رہنے کے لیے کہا گیا ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ کے لحاظ سے گناہ گاروں کے مختلف درجے ہیں۔

❺ لفظ زجر اور کسی چیز سے اجتناب کے لیے امر تحریم کے لحاظ سے انہی سے بھی زیادہ شدید ہے۔

❻ معاشرے میں ان برائیوں اور مہلکات کا پھیل جانا، ضلال و انحراف اور اختلاف کا باعث ہے۔

۲۸۷۔ بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيمِ الرِّبَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ [البقرة: ۲۷۵-۲۷۸].

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ، مَشْهُوْرَةٌ، مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

۲۸۷۔ باب: حرمت سود کی شدت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ (روز قیامت) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر بے حواس کر دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا کہ سود تو کاروبار ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے کاروبار کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام (پھر دونوں کیسے ایک ہو سکتے ہیں؟) پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ (سودخوری سے) باز آ گیا تو اس کے لیے (معاف) ہے جو (وہ زمانہ جاہلیت میں) پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو (اس حکم کے باوجود) دوبارہ سودی معاملہ کرے گا تو یہی لوگ ہیں دوزخ والے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے“۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پچھلا سود چھوڑ دو اگر تم مومن ہو“۔

اس سے متعلق ”صحیح“ میں بکثرت احادیث ہیں اور مشہور ہیں، انہی میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

١٦١٥۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ)). رواه مسلم.

زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ: ((وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ)).

۱۶۱۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے“۔ (مسلم)

ترمذی وغیرہ نے یہ زیادہ روایت کیا ہے: ”اور سودی لین دین کے دونوں گواہوں اور اس کے لکھنے والے پر (بھی لعنت فرمائی)“۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٥٩٨)، والزيادة عند أبي داود (٣٣٣٣)، والترمذي (١٢٠٦).

غريب الحديث☆ (آكل الربا) ”سود لینے والا“ اگرچہ اس نے کھایا نہ ہو۔ (موكله) ”سود دینے والا، سود کھلانے والا“۔

فقه الحديث☆ ❶ سودی کاروبار کرنے والوں کی تحریر لکھنا یا ان کا اکاؤنٹ (منشی) بننا حرام ہے۔

❷ سودی کاروبار کرنے والوں کا گواہ بننا حرام ہے۔

❸ باطل، گناہ اور زیادتی پر کسی کی مدد کرنا حرام ہے۔

❹ حرمت سود کی شدت کا بیان کہ اس کے کاتب اور گواہوں پر بھی لعنت ہے، باوجود اس کے کہ وہ سود کی مد سے کچھ بھی نہیں لیتے، لیکن جو لوگ سود لیتے اور دیتے ہیں ان کا عذاب تو نہایت سخت اور شدید ہوگا۔

۲۸۸۔ بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَاءِ

۲۸۸۔ باب: ریا کاری کی حرمت

''ریاء'' ''رؤیة'' سے مشتق ہے' ریا کار لوگوں کو دکھانے کے لیے کام کرتا ہے اور وہ ان کے ہاں کوئی مقام و مرتبہ چاہتا ہے یعنی' وہ اپنے عمل کی جزا دنیا ہی میں چاہتا ہے اور وہ اپنے عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے اور دار آخرت کے علاوہ دنیا میں بدلہ چاہتا ہے۔ پس ریا ایک دھوکا ہے جو ریا کار کے سیاہ چہرے، نفس لئیم اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی دل پر ایک پردہ ہے اور یہ ایک سنہری اور چمکدار پردہ ہے جو اپنے اندر مخفی چیزوں کو چھپا دیتا ہے اور یہ اس قدر مخفی ہے کہ ہر آدمی اس سے مطلع اور باخبر نہیں ہوسکتا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَمَآ اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ﴾ [البينة : ٥]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ [البقرة : ٢٦٤]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يُرَآؤُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [النساء : ١٤٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور انہیں صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں' اس کے لیے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اور اس کی طرف یکسو ہو کر''۔

نیز فرمایا: ''اپنے صدقے احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو' اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرتا ہے''۔

اور فرمایا: ''وہ لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں''۔

١٦١٦۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ)). رواه مسلم.

۱۶۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمام شریک ٹھہرانے والوں کے شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں' جو کوئی ایسا عمل کرے کہ اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائے تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٩٨٥).

غريب الحديث☆ (أشرك فيه معي غيری) ''اس نے اس عمل میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو دکھانے اور سنانے کے لیے عمل کیا۔ (تركته و شركه) ''میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں'' یعنی میں اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہوں اور اسے اس کے ثواب سے محروم رکھتا ہوں۔

فقه الحديث☆ ❶ ریا شرک کی ایک قسم ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے شرک اصغر، شرک سرائر اور شرک خفی قرار دیا ہے۔

❷ ریا عمل اور اجر دونوں کو ضائع کر دیتی ہے۔

❸ اسلام توحید' اخلاص اور اتباع کا دین ہے' یہ کسی طرح کا شریک قبول نہیں کرتا خواہ اس کا رنگ و شکل کیسی ہی کیوں نہ ہو۔

❹ ریا کار اپنے عمل میں ریا کی وجہ سے گناہ اور عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

❺ بندے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا اعتراف و اقرار کریں گے خواہ انھوں نے دنیا میں ان کا انکار کیا ہو۔

❶ اللہ تعالیٰ بندوں کے سینوں کے بھید بھی جانتا ہے' وہ دلوں میں پوشیدہ ہر خیر و شر کو جانتا ہے۔

۱۶۱۷۔ وعنه قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ. قَالَ كَذَبْتَ، وَ لٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيْءٌ، فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِيءٌ، فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ، فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ! فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)). رواه مسلم.

((جَرِيْءٌ)) بفتح الجيم وكسر الراء وبالمد، أي: شجاع حاذق.

۱۶۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک قیامت والے دن جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا (ان میں سے) ایک وہ آدمی ہوگا جسے شہید کر دیا گیا تھا' پس اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا' وہ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے انہیں کیسے استعمال کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ میں شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا البتہ تو تو اس لیے لڑا تھا کہ تجھے جری اور بہادر کہا جائے۔ پس وہ تو (دنیا میں) کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور پھر وہ شخص ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا' پس اسے (اللہ کے حضور) پیش کیا جائے گا تو وہ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا تو وہ انہیں پہچان لے گا' پھر اللہ فرمائے گا: تو نے ان کا استعمال کیسے کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے علم سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا اور میں نے تیری رضا کے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا) تو نے تو اس لیے علم حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے گا اور تو نے قرآن مجید اس لیے پڑھا تھا تاکہ یہ کہا جائے کہ وہ بڑا قاری ہے' پس وہ تو (دنیا میں) کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک اور آدمی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے کشائش عطا فرمائی اور اسے مختلف قسم کا مال عطا کیا تھا' پس (اسے اللہ کے حضور) پیش کیا جائے گا تو اللہ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا' پس وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا کہ تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی کہ تو پسند کرتا ہو کہ اس راہ میں خرچ کیا جائے مگر میں نے تیری رضا کی خاطر وہاں ضرور خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے تو یہ اس لیے کیا تھا کہ کہا جائے کہ وہ بڑا سخی ہے' پس وہ تو (دنیا میں)

کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا''۔ (مسلم)

(جری ء) جیم پر زبر، راء کے نیچے زیر اور مد ''شجاع، بہادر''۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۹۰۵).

غریب الحدیث☆ (یقضی یوم القیامة علیه) ''قیامت والے دن اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا''۔ (عرّفه نعمته) ''اسے اپنی نعمتوں کی پہچان اور اقرار کرائے گا''۔ (سحب) ''گھسیٹا جائے گا''۔ (جواد) ''بہت سخی، ہر کسی کی ہر ضرورت پوری کرنے والا''۔

فقه الحدیث☆ ◆ ریا کار صرف دنیا میں بدلہ چاہتے ہیں اور وہ اس طرح کہ لوگ ان کی مدح و تعریف کریں اور وہ قیامت والے دن صرف عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔

◆ ریا کاروں کی تذلیل و توہین کے لیے انہیں اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔

◆ عمل میں ریا کی حرمت کی شدت کا بیان کہ اس پر سزا بھی بہت سخت ہے۔

◆ تمام اعمال میں اخلاص واجب ہے۔

◆ ریا بندے میں اس طرح گردش کرتی ہے جس طرح خون گردش کرتا ہے تا کہ انسان کے تمام اعمال کو باطل اور ضائع کر دے۔

◆ معلوم ہونا چاہیے کہ ریا کی اصل حب جاہ ہے اور جاہ سے مراد لوگوں کے دلوں میں مقام پیدا کرنا ہے' خواہ یہ مقام علم کے لحاظ سے ہو یا عبادت کے لحاظ سے یا نسب و قوت کے لحاظ سے یا کسی اور سبب سے۔ اب جس شخص کا مطمح نظر یہ ہو کہ لوگوں کے دلوں میں مقام پیدا ہو جائے تو وہ پھر ہر کام اسی مقصد کے تحت کرتا ہے اور وہ اپنی اصل حالت لوگوں پر ظاہر نہیں کرتا اور یہ نفاق کا بیج ہے اور فساد کی اصل یعنی بنیاد اور جڑ ہے اور یہ اس قدر پوشیدہ امر ہے کہ ہر کوئی اس کیفیت کو نہیں بھانپ سکتا۔ ریا کار کے تین مقاصد ہوتے ہیں:

(اول) حمد و تعریف کی لذت کا حصول۔

(دوم) مذمت سے فرار۔

(سوم) اور لوگوں کی چیزوں پر نظر رکھنا اور حصول کا طمع کرنا۔

اس کی وضاحت حدیث سے ہوتی ہے' حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ کوئی آدمی حمیت کی خاطر جہاد کرتا ہے' کوئی شجاعت کی خاطر اور کوئی ریا کی خاطر' پس اللہ کی راہ میں کون لڑتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو اس لیے جہاد کرتا ہے تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے''۔ (متفق علیہ)

اس میں شجاعت سے مراد تعریف کا مقصود ہے' حریت سے مذمت سے فرار اور ریا سے مراد لوگوں کو اپنا مقام و مرتبہ بتانا مقصود ہے اور لوگوں سے داد وصول کرنا مقصود ہے۔

◆ ریا کی مختلف قسمیں ہیں:

① علم میں ریا: اپنی علمیت ظاہر کرنا کہ لوگ کہیں بڑا عالم ہے' ایسی سوچ و فکر کے حامل عالم کے لیے آگ ہے۔

② جہادی میدانوں میں ریا یعنی اپنی بہادری و شجاعت ظاہر کرنا تا کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت بڑا مجاہد ہے۔

③ مال و دولت کے ذریعے ریا: یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے مال خرچ کرنا۔ اس میں بھی تعریف اور شہرت ہی مقصود ہوتی ہے کہ لوگ کہیں فلاں شخص بڑا سخی ہے۔

④ بدنی ریا: بعض لوگ اپنے جسم کے دبلے پن اور پیلے رنگ کے ذریعے ریا کرتے ہیں اور اسے ولایت کی علامت ظاہر کرتے ہیں کہ

لوگ کہیں فلاں شخص تو بڑا بزرگ ہے کہ وہ تو کئی کئی روز کھانا ہی نہیں کھاتا' وہ اللہ کا بڑا مقرب ہے۔ اسی طرح بال بکھیر کر بھی مستغرق فی الدین ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے اور بعض "چپ" کا روزہ رکھ لیتے ہیں' بات نہیں کرتے تا کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ بھی اللہ کے بہت مقرب ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا: "جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوش نما معلوم ہوں' یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر اپنا کان لگا لیں گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں سہارے سے لگائی ہوئیں"۔ (المنافقون: ۴)

⑤ لباس کے ذریعے ریا: بعض لوگ موٹا لباس پہنتے ہیں تا کہ ان کے زہد کا اظہار ہو' بعض جبے وغیرہ پہنتے ہیں تا کہ ان کی علمیت کا اظہار ہو اور بعض دنیا دار بڑے قیمتی قسم کے لباس پہنتے ہیں تا کہ ان کی امیری ظاہر ہو۔

⑥ ریا بالقول: بعض لوگ بڑی بڑی کتابیں اور اقوال و اخبار اور آثار یاد کر لیتے ہیں تا کہ وہ مجلس میں بات کر کے اپنی دھاک بٹھا سکیں۔ بعض لوگ خوف و حزن ظاہر کرنے کے لیے بڑی پر سوز آواز سے تلاوت کرتے ہیں۔ (اللہ اعلم!)

اور اہل دنیا اشعار و امثال یاد کر کے اور بڑے پر تکلف انداز میں بات کر کے اس ریا کا اظہار کرتے ہیں۔

⑦ عمل کے ذریعے ریا: دین دار لوگ لمبے لمبے قیام رکوع اور سجدے اور کثرت نوافل اور اذکار کے ذریعے اس مقصد کو حاصل کرتے ہیں جبکہ دنیا دار قیمتی لباس' اعلیٰ مکان اور مغرورانہ اور نزاکت والی چال وغیرہ کے ذریعے اس کا اظہار کرتے ہیں۔

⑧ ریا بالاصحاب والزوار: بعض لوگ اپنا علمی مقام بڑھانے اور اسے ظاہر کرنے کے لیے بڑے بڑے علماء کو اپنے ہاں دعوت دیتے ہیں کہ وہ تشریف لائیں' تا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کے پاس تو بہت سے علماء تشریف لاتے ہیں اور دیگر لوگ بھی بہت آتے ہیں اور بعض اپنے شیوخ کی تعداد میں اضافہ ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ میں نے اتنے شیوخ کی زیارت کی' ان سے فیض حاصل کیا وغیرہ وغیرہ۔

پس یہ وہ مختلف پہلو ہیں جن میں لوگ ریاکاری کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ریاکاری بہت بڑا فتنہ ہے جو انسان کے تمام اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ انسان کو نیک عمل نہ کرنے دے' اگر وہ اس کوشش میں ناکام ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس شخص کے کیے ہوئے نیک عمل کو برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان بربادیٔ اعمال کے اسباب میں سے ریاکاری بہت بڑا اور سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ریاکاری سے محفوظ رکھے اور اخلاص کی دولت سے نوازے۔ آمین!

١٦١٨ - وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن ناسا قالوا له: إنا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم؟ قال ابن عمر رضي الله عنهما: كنا نعد هذا نفاقا على عهد رسول الله ﷺ. رواه البخاري.

۱۶۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے انہیں کہا کہ جب ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے خلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کی عدم موجودگی میں کرتے ہیں (اس کیفیت کے بارے میں کیا حکم ہے)؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اسے نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۴۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦١٩ - وعن جندب بن عبد الله بن سفيان رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: ((من سمع سمع الله به، ومن يرائي يرائي الله به)). متفق عليه.

ورواه مسلم أيضا من رواية ابن عباس رضي الله

۱۶۱۹۔ حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو اللہ (قیامت والے دن) اسے رسوا کر دے گا اور جو شخص لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کے لیے نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھپے ہوئے عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا"۔ (متفق علیہ)

عنهما.

((سَمَّعَ)) بِتَشْدِيدِ الْمِيمِ، وَمَعْنَاهُ: أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً ((سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ)) أَيْ: فَضَحَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَعْنَى: ((مَنْ رَاءَى)) أَيْ: مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ. ((رَاءَى اللّٰهُ بِهِ)) أَيْ: أَظْهَرَ سَرِيْرَتَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ.

اسے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا۔

(سمع) میم کی شد کے ساتھ' اس کے معنی ہیں '' وہ شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنے عمل کو ظاہر کرتا ہے''۔ (سمع الله به) ''اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن رسوا کرے گا''۔ (من راءی) ''جو شخص اپنا نیک عمل لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ ان کی نظروں میں بڑا ہو جائے''۔ (راءی الله به) ''اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ عیبوں کو تمام مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۱۱/ ۳۳٦ ـ فتح)، ومسلم (۲۹۸۷)، وحديث ابن عباس رضی الله عنهما عند مسلم (۲۹۸٦).

فقه الحديث ☆ ❶ عمل صالح کو چھپانا مستحب ہے۔

❷ جو شخص ریا کاری کرتا ہے تو اللہ ایسے شخص کو دنیا میں اس کے اس دکھلاوے کے عمل کی جزا دے دیتا ہے کہ اس کا چرچا اور مشہوری ہو جاتی ہے اور آخرت میں صرف دردناک عذاب اس کا مقدر بنتا ہے۔

❸ جو شخص ریا کاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا اور یہ عدم اخلاص کی جزا ہے۔

١٦٢٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِي: رِيْحَهَا. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُد بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۶۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس علم کو جس کے ذریعے سے اللہ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے' اس لیے سیکھتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیا کا مال و متاع حاصل کرے تو ایسا شخص قیامت والے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا''۔ (عرف) کے معنی ہیں خوشبو۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

وَالْأَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ.

اور اس باب میں بہت سی احادیث ہیں اور وہ مشہور ہیں۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۳٦٦٤)، وابن ماجه (۲۵۲)، وأحمد (۲/ ۳۳۸).

اس کی سند اگرچہ ضعیف ہے' اس لیے کہ فلیح بن سلیمان صدوق اور ''سيء الحفظ'' ہے لیکن ابو سلیمان خزاعی نے جامع بیان العلم (۱/ ۱۹۰) میں اس کی متابعت کی ہے اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم!)

غريب الحديث☆ (يبتغى) ''حاصل کی جاتی ہے''۔ (العرض) ''متاع دنیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرنا چاہیے۔

❷ ریا کار قیامت والے دن عذاب میں مبتلا ہوگا اور وہ دخول جنت سے محروم رہے گا۔

۲۸۹۔ بَابُ مَا يُتَوَهَّمُ أَنَّهُ رِيَاءٌ وَلَيْسَ

۲۸۹۔ باب: ایسی چیزیں جن کے بارے میں ریا کا

هُوَ رِيَاءٌ

وہم ہوتا ہے حالانکہ وہ ریا نہیں ہوتیں

١٦٢١ـ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ، وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ)). رواه مسلم.

۱۶۲۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ اس آدمی کے بارے میں بتائیں جو کوئی نیک عمل کرتا ہے تو لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں (کیا یہ ریاکاری تو نہیں)؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تو مومن کے لیے فوری انعام اور بشارت ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٤٢).

غريب الحديث☆ (أرأيت) ''آپ بتائیں''۔

فقه الحديث ☆ ❶ اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے عمل کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں تو یہ ریاکاری نہیں۔

❷ اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے تو اللہ اسے دنیا و آخرت میں جزا عطا فرماتا ہے' دنیا میں لوگ اسے ذکر خیر سے یاد کرتے ہیں اور آخرت میں اللہ جنت عطا فرمائے گا۔

❸ لوگوں کا ایسے شخص سے محبت کرنا اور ذکر خیر سے اسے یاد کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ ایسے شخص سے محبت کرتا ہے' اسی لیے لوگ اس سے محبت کرتے اور اس کی بات قبول کرتے ہیں۔

❹ لوگوں سے اپنی تعریف کی امید رکھنا مذموم ہے۔

❺ اگر کار خیر پر لوگ کسی شخص کی تعریف کریں تو اسے اللہ کی طرف سے پیشگی خوشخبری سمجھنا چاہیے' یہ وہ شہادتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ بندوں کے منہ سے نکلوا رہا ہے اور فرشتے لکھ رہے ہیں اور یہ گواہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عمل کی قبولیت کی دلیل ہے۔

٢٩٠ـ بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ وَالْأَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ

۲۹۰۔ باب: اجنبی عورت اور بے ریش خوبصورت لڑکے کی طرف کسی شرعی ضرورت کے بغیر دیکھنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور : ٣٠] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء : ٣٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [غافر : ١٩]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر : ١٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں''۔

نیز فرمایا: ''بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں باز پرس ہوگی''۔

اور فرمایا: ''وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں میں چھپی باتوں کو جانتا ہے''۔

نیز فرمایا: ''یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (ہر ایک عمل کو دیکھ رہا

ہے)''۔

١٦٢٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَى مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ)).

متفقٌ عليه. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ، وَرِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

١٦٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے لیے اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے' وہ یقینا اسے پانے والا ہے' آنکھوں کا زنا (غیر محرم کی طرف) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (حرام آواز کا) سننا ہے' زبان کا زنا (ناجائز) کلام کرنا ہے، ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (ناجائز کام کی طرف) چل کر جانا ہے اور دل خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور بخاری کی روایت مختصر ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٢٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٥٧) (٢١).

غريب الحديث☆ (كتب) ''لکھ دیا گیا ہے' مقدر کر دیا گیا ہے''۔ (**مدرك ذلك لا محالة**) ''لامحالہ اسے پانے والا ہے'' یعنی وہ ضرور اسے کرے گا۔ (**البطش**) ''ظلم و زیادتی سے کوئی چیز لینا''۔ (**القلب يهوى ويتمنى**) ''دل خواہش کرتا اور آرزو کرتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ زنا کا اطلاق صرف شرم گاہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ نظر و نطق اور سننے پر بھی زنا کا اطلاق ہوتا ہے' اس لیے کہ یہ حقیقی زنا کی طرف دعوت دیتے ہیں' اسی لیے کہا گیا ہے ''شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔

❷ نظر و نطق اور استماع کو بھی اگرچہ زنا کہا گیا ہے لیکن ان کے زنا پر حد جاری نہیں ہوتی بلکہ یہ تو اسباب زنا ہیں' حد زنا شرم گاہ والے زنا ہی پر نافذ ہوتی ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنا، سننا اور ان کے بارے میں کلام کرنا انواع زنا میں سے ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ ازل سے لوگوں کی تقدیر کے بارے میں جانتا ہے' کوئی چیز اس کے علم کے خلاف واقع نہیں ہوتی اور اس کا علم تمام چیزوں کی معرفت سے پیچھے نہیں رہ سکتا۔

❺ جب بندہ اپنی خواہش نفس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز سے اجتناب کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں بندے کو حلال چیز سے نوازتا ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ولا تقربوا الزنا﴾ ''زنا کے قریب نہ جاؤ'' کی تفسیر اس حدیث سے ہوتی ہے کہ اسباب زنا سے بھی اجتناب کرو۔

١٦٢٣ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ، نَتَحَدَّثُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ:

١٦٢٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو''۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے وہاں بیٹھے بغیر چارہ نہیں' ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے وہاں ضرور بیٹھنا ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو''۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو روکنا (ہٹانا)، سلام

((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). متفقٌ عليه.

کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۹۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٢٤ـ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((مَالَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ؟ اجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ)) فَقُلْنَا: إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ: قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ، وَنَتَحَدَّثُ. قَالَ: ((إِمَّا لَا' فَأَدُّوْا حَقَّهَا: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)). رواه مسلم.

((الصُّعُدَاتُ)) بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ، أَيْ: الطُّرُقَاتُ.

۱۶۲۴۔ حضرت ابوطلحہ زید بن سہیل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم گھر سے باہر چبوترے پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "تمہیں کیا ہے کہ تم راستوں پر مجلسیں قائم کرتے ہو؟ راستوں پر مجلسیں قائم کرنے (بیٹھنے) سے بچو"۔ ہم نے عرض کیا: ہم تو یہاں صرف پر امن طریقے سے بیٹھتے ہیں، ہم یہاں مذاکرے اور بات چیت کے لیے بیٹھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم بیٹھنا ترک نہیں کر سکتے تو پھر اس (راستے) کا حق ادا کیا کرو: نظر نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی گفتگو کرنا (اس کا حق ہے)"۔ (مسلم)

(الصعدات) "صاد اور عین پر پیش" راستے"۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۱۶۱).

غریب الحدیث☆ (الأفنية) "گھر کے باہر چبوترہ، ڈیوڑھی وغیرہ"۔

فقه الحدیث☆ ❶ راستوں میں بیٹھنا پسندیدہ امر نہیں' اگر ضرور ہی بیٹھنا ہے تو پھر ان کا حق ادا کرنا چاہیے اور وہ ہے نظر نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا، سلام کو عام کرنا، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

❷ ایسی جگہ جانے سے اجتناب کرنا چاہیے جہاں جانا فتنے کا باعث ہو۔

❸ مسلمانوں کے لیے تکلیف کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

١٦٢٥ـ وَعَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفَجْأَةِ فَقَالَ: ((اصْرِفْ بَصَرَكَ)). رواه مسلم.

۱۶۲۵۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "اپنی نظر فوراً پھیر لو"۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۱۵۹).

غریب الحدیث☆ (الفجأة) "غیر ارادی طور پر اچانک"۔

فقه الحدیث☆ ❶ اگر غیر ارادی طور پر اچانک کسی اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ فوراً اپنی نظر ہٹا لے۔

❷ یہ نہیں کہ وہ پہلی بار ہی مسلسل دیکھتا رہے اور کہے کہ یہ پہلی نظر ہے۔

❸ عورت کو چاہیے کہ وہ راستے میں چلتے ہوئے اپنے چہرے کو بھی پردہ کرے۔

❷ نظر نیچی رکھنے کی ترغیب۔

١٦٢٦۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُوْنَةُ، فَاَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِحْتَجِبَا مِنْهُ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى: لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!؟)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ والترمذي وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

۱۶۲۶۔ حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم ؓ آ گئے اور یہ ہمیں پردے کا حکم ملنے کے بعد کا واقعہ ہے' پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں اس سے پردہ کرو''۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وہ نابینے نہیں ہیں' وہ ہمیں دیکھتے ہیں نہ ہمیں پہچانتے ہیں؟ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم بھی نابینی ہو؟ کیا تم اسے نہیں دیکھتیں؟'' (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ۔ أخرجه أبو داود (٤١١٢)، والترمذي (٢٧٧٨).

یہ حدیث ضعیف ہے' اس کی سند میں نبہان مولی ام سلمہ راوی مجہول ہے۔

فقه الحديث☆ ضعیف حدیث قابل حجت نہیں۔ بہر حال سورۂ نور کی آیت نمبر (۳۰۔۳۱) کے تحت مومن مردوں اور عورتوں سب کو نظریں نیچی رکھنی چاہئیں۔

١٦٢٧۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)). رواه مسلم.

۱۶۲۷۔ حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور عورت عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ دو آدمی (برہنہ حالت میں) ایک کپڑے میں لیٹیں اور نہ دو عورتیں (برہنہ حالت میں) ایک کپڑے میں لیٹیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٣٣٨).

غريب الحديث☆ (**لا يفضى**) یہ ''افضاء'' سے ہے' اس کے معنی ہیں ''پہنچنا'' اور اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ برہنہ حالت میں ایک کپڑے میں نہ لیٹے۔

فقه الحديث☆ ❶ مرد کا مرد کی شرم گاہ کو اور عورت کا عورت کی شرم گاہ کو دیکھنا حرام ہے۔

❷ ستر کی کسی بھی جگہ کو ہاتھ لگانا منع ہے۔

❸ اسلام معاشرے کو پاک صاف رکھنا چاہتا ہے اور شیطان کی تمام راہوں کو بند کرنا چاہتا ہے' جن سے فحاشی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ آج کل کے دور میں ٹی وی، وی سی آر اور کیبل سسٹم اس برائی اور فحاشی کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں اور اسے حکومتی سرپرستی حاصل ہے۔ دن بدن یہ برائی بستی اور عام ہو رہی ہے اور اسے ثقافت کا نام دیا جا رہا ہے۔ مسلمانو! کیا یہ اسلامی ثقافت ہے جس کے تمہارے اسلاف امین تھے؟ دشمن اپنے مشن میں کامیاب ہے اور وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اب جنگ کرنے کی ضرورت نہیں رہی' ہم نے اپنی ثقافت مسلمانوں میں نفوذ کر دی ہے اور اس کا عملی مظاہرہ ہم اپنے معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں۔

۲۹۱۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ

۲۹۱۔ باب: اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب : ٥٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم ان (امہات المومنین) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی آڑ میں مانگو''۔

شرح الآیۃ ☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اجنبی عورتوں کے پاس جانے اور ان کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی چیز لینی دینی ہے تو وہ بھی پردے کے پیچھے سے۔ یہ آیت امہات المومنین کے بارے میں نازل ہوئی لیکن عمومی طور پر پوری امت کے لیے حکم ہے۔

١٦٢٨۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)). متفقٌ عليه.

((اَلْحَمْوُ)) قَرِيْبُ الزَّوْجِ كَأَخِيْهِ، وَابْنِ أَخِيْهِ، وَابْنِ عَمِّهِ.

۱۶۲۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (اجنبی) عورتوں کے پاس جانے سے بچو''۔ پس ایک انصاری آدمی نے عرض کیا: آپ ''حمو'' (شوہر کے قریبی رشتہ دار) کے بارے میں فرمائیں؟ آپ نے فرمایا: ''شوہر کا قریبی رشتہ دار تو موت ہے''۔ (متفق علیہ)

(الحمو) شوہر کا قریبی رشتہ دار جیسے شوہر کا بھائی، اس کا بھتیجا اور اس کا کزن۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۹/ ۳۳۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۷۲).

غريب الحديث ☆ (إياكم) ''بچو''۔ (الدخول على النساء) ''اجنبی عورتوں کے پاس تنہائی میں جانا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ آدمی کا قریبی رشتہ دار اس کی بیوی کے لیے اجنبی ہی رہتا ہے' لہٰذا اسے خلوت میں اس کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہیے۔ جب ان رشتے داروں کو اجازت نہیں تو پھر دوستوں کے لیے کس طرح اجازت ہو سکتی ہے؟

❷ اکثر واقعات شوہر کے قریبی رشتہ داروں ہی کی طرف سے پیش آتے ہیں' اس لیے کہ آدمی ان پر اعتماد کرتا ہے اور ان کی آمد و رفت گھر میں رہتی ہے۔

❸ شوہر کے قریبی رشتے دار کو ''موت'' قرار دیا ہے' اس لیے کہ جس طرح موت سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے' اسی طرح ان سے بھی بچنا چاہیے۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اسلام میں زنا کی سزا رجم یعنی موت ہے اور آدمی کے قریبی رشتہ داروں کا اس کی بیوی کے پاس آنا جانا اور ان کا فتنے میں مبتلا ہو جانا رجم یعنی موت کا باعث بن سکتا ہے۔

١٦٢٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)). متفقٌ عليه.

۱۶۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص محرم کے بغیر کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۹/ ۳۳۰ـ۳۳۱ ـ فتح)، ومسلم (۱۳۴۱).

فقه الحديث ☆ ❶ محرم کی موجودگی سے خلوت ختم ہو جاتی ہے' اس لیے کسی فتنے کا امکان نہیں رہتا لیکن اس صورت میں بھی پردے کا

اہتمام ہونا چاہیے۔
❷ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا حرام ہے' اس لیے کہ یہ خلوت فتنے کا باعث بن سکتی ہے۔ پس اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٦٣٠- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي أَهْلِهِ، فَيَخُوْنُهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتّٰى يَرْضٰى)) ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا ظَنُّكُمْ؟)). رواه مسلم.

۱۶۳۰۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجاہدین کی عورتوں کی حرمت جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی ہے جیسے ان کی اپنی ماؤں کی حرمت ہے۔ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص کسی مجاہد کے گھر والوں کا نگران بنتا ہے اور پھر وہ ان کے بارے میں اس کی خیانت کرتا ہے تو قیامت والے دن اسے مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور یہ مجاہد اس شخص کی نیکیوں میں سے جتنی چاہے گا لے لے گا حتیٰ کہ یہ راضی ہو جائے گا''۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے (کیا یہ اس کے پاس کوئی نیکی چھوڑے گا)؟'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨٩٧).

غريب الحديث☆ (يخلف رجلا من المجاهدين في أهله) ''یہ شخص کسی مجاہد کے گھر والوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے اور ان کی نگرانی کرتا ہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ مجاہدین کی عورتوں سے تعرض' ان کی طرف دیکھنا یا ان سے خلوت اختیار کرنا حرام ہے۔
❷ مجاہدین کی عورتوں کے بارے میں خیانت کی نہایت شدید حرمت ہے' اس لیے کہ مجاہدین تو دین کی نصرت، دفاع اور گھروں میں بیٹھے رہنے والوں کی حفاظت کرتے ہیں' تو کیا انہیں یہ صلہ دینا چاہیے کہ ان کے گھر والوں کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا جائے؟
❸ مسلمانوں کو باہم تعاون کرنے کی ترغیب ہے۔
❹ مجاہدین کی عورتوں سے خیانت کرنے والا قیامت والے دن نیکیوں سے محروم ہو جائے گا۔
❺ مجاہدین کی عورتوں کی حرمت کو ماؤں کی حرمت سے تشبیہ دی ہے' اس لیے کہ ماں کے متعلق برا سوچا بھی نہیں جاتا اور ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے' تو مجاہدین کی عورتوں سے بھی ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے۔

٢٩٢- بَابُ تَحْرِيْمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَتَشَبُّهِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

۲۹۲۔ باب: لباس اور حرکت و ادا میں مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

١٦٣١- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ.
وَفِي رِوَايَةٍ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ

۱۶۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں جیسی عادات و اطوار اور اخلاق و لباس اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں جیسی عادات و اطوار اور اخلاق و لباس اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. رواهُ البُخاري.

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۳۳۲، ۳۳۳ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (المخنثين) "مخنث" کی جمع ہے" وہ آدمی جو حرکات و عادات اور لباس و گفتگو میں عورتوں سے مشابہت اختیار کرے"۔ (المترجلات) "مترجلة" کی جمع ہے یعنی "وہ عورت جو حرکات و عادات اور لباس میں مردوں سے مشابہت اختیار کرے"۔

فقه الحديث☆ ❶ عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔

❷ مخنث اور مترجلہ اپنی اس فطرت سے اعراض کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے' ایسا کرنا حرام ہے۔

❸ مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے' یہ ممانعت عمومی ہے یعنی جو کام مردوں کو تفویض کیے گئے ہیں وہ مردوں ہی کو کرنے چاہییں عورتوں کو مردوں کے میدان میں نہیں آنا چاہیے۔

۱۶۳۲ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۶۳۲ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کا سا لباس پہنتی ہے۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٠٩٨).

فقه الحديث☆ اس حدیث میں لباس کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے' اس لیے کہ یہ زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ پس مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے مشابہ لباس نہیں پہننا چاہیے' یہ کبیرہ گناہ ہے' اس لیے کہ اس پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ آج کل مسلمان ہر کام میں یہود و نصاریٰ کی نقالی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا: "تم اپنے سے پہلی قوموں کی ضرور نقالی کرو گے جس طرح بالشت بالشت کے برابر ہوتی ہے اور بازو بازو کے برابر ہوتا ہے' حتیٰ کہ اگر وہ سانڈے کی بل میں گھسیں گے تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے"۔ آج مسلمان اس ہلاکت و گراوٹ کی راہ پر مکمل طور پر عمل پیرا ہیں' یہ یہود و نصاریٰ سے مرعوب ہو چکے ہیں اور ان کی نقالی اور پیروی میں عزت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عزت تو اللہ کے لیے' اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے ہے۔ اس نقالی کا انجام اچھا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے جس قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔" یعنی اس کا انجام انہی کے ساتھ ہوگا۔

۱۶۳۳ـ وعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ

۱۶۳۳ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا' ایک تو وہ لوگ ہوں گے جن کے پاس گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے' جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن وہ ننگی ہوں گی' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گے' ان کے سر

كَذَا وَكَذَا)). رواهُ مسلم.

مَعْنَى ((كَاسِيَاتٌ)) أَيْ: مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ، ((عَارِيَاتٌ)) مِنْ شُكْرِهَا. وَقِيلَ: مَعْنَاهُ: تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا، وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ إِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهِ، وَقِيلَ: تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا. وَمَعْنَى ((مَائِلَاتٌ)) قِيلَ: عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ، ((مُمِيلَاتٌ)): أَيْ: يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ الْمَذْمُومَ، وَقِيلَ: مَائِلَاتٌ يَمْشِينَ مُتَبَخْتِرَاتٍ، مُمِيلَاتٍ لِأَكْتَافِهِنَّ، وَقِيلَ: مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمَيْلَاءَ: وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا. وَ((مُمِيلَاتٌ)): يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ. ((رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ)) أَيْ: يُكَبِّرْنَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ أَوْ عِصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهِ.

بختی اونٹ کے (لچکدار) کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں جائیں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنی اتنی مسافت سے آئے گی"۔ (مسلم)

(کاسیات) اللہ تعالیٰ کی نعمت کا لباس تو پہنے ہوئے ہوگی اور **(عاریات)** نعمت کا شکر ادا کرنے سے عاری ہوں گی۔ اور یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ اس نے اپنے جسم کے بعض حصے کو ڈھانپا ہوگا اور اپنے حسن و جمال کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ حصہ کھولا ہوگا۔ اور بعض نے یہ معنی کیے ہیں کہ وہ اس قدر باریک لباس پہنیں گی کہ ان کے جسم کا رنگ واضح ہوگا۔ **(مائلات)** وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ان چیزوں سے جن کی حفاظت ان کے لیے ضروری تھی اعراض کرنے والی ہوں گی۔ **(ممیلات)** وہ اپنا مذموم فعل اپنے علاوہ دوسری عورتوں کو سکھائیں گی۔ اور بعض نے کہا **(مائلات)** کے معنی ہیں اٹھکیلیاں کرتی ہوئی چلیں گی، اپنے کندھوں کو مٹکاتے ہوئے اور بعض نے کہا **(مائلات)** کے معنی ہیں اپنے بالوں کو اس طرح سنواریں گی کہ دیکھنے والے اس کی طرف مائل ہوں اور یہ بدکار عورتوں کا طریقہ ہے۔ **(ممیلات)** وہ اپنے علاوہ دوسری عورتوں کے بالوں کو بھی اسی طرح سنواریں گی۔ **(رؤوسهن كأسنمة البخت)** ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے یعنی انھوں نے پگڑی یا کوئی کپڑا (باندھ کر اس کو) اونچا اور بڑا کیا ہوگا۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۱۲۸).

فقه الحديث ☆ ❶ یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایسے ہوگا اور پھر ویسے ہی ہوا اور یہ کیفیت آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

❷ تنگ یا باریک لباس نہیں پہننا چاہیے جس سے اعضا کی ہیئت اور جسم کا رنگ ظاہر ہوتا ہو۔

❸ ظالم کی اس کے ظلم پر معاونت کرنا حرام ہے۔ اس لیے کسی ظالم حکمران کی فوج یا پولیس کی ملازمت جائز نہیں۔

❹ ان دونوں چیزوں کا ایک ساتھ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تلازم فی الحقیقت واقع ہے۔ یعنی ظالم حکمرانوں کے دور میں فحاشی فروغ پاتی ہے۔

❺ یہ دونوں صفات جہنمیوں کی ہیں۔ (عیاذاً باللہ)

❻ حدیث میں جو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بالوں کو سنواریں گی اور دوسری عورتوں کے بالوں کو بھی سنواریں گی، یہ آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے معاشرے کی "مسلمان خواتین" کس طرح بالوں کو سنوارتی ہیں، اس مقصد کے لیے بیوٹی پارلر ہیں جہاں خواتین مختلف قسم کے ہیر

اسٹائل بنواتی ہیں اور پھر وہ اپنی چال ڈھال' ناز و ادا اور اٹھکیلیوں سے مردوں کو پرچاتی اور لبھاتی ہیں' خود بھی اس حیا باختگی کو اپناتی ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب اور تعلیم دیتی ہیں۔ (نعوذ بالله منها)

۲۹۳۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

۲۹۳۔ باب: شیطان اور کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت

١٦٣٤ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَأْكُلُوْا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)). رواهُ مسلم.

۱۶۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ' اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠١٩).

١٦٣٥ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا)). رواهُ مسلم.

۱۶۳۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے نہ پیے' اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٢٠) (١٠٦).

فقه الأحاديث☆ ◆ ان دونوں حدیثوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھانا پینا چاہیے اور بائیں ہاتھ سے کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

◆ شیطان کے دو ہاتھ ہیں' وہ کھاتا اور پیتا ہے۔

◆ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور ہمیں اس کی مخالفت میں دائیں ہاتھ سے کھانا پینا چاہیے' لیکن افسوس کہ بہت سے مسلمان شیطان اور انگریز کی نقالی میں بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں اور وہ اسے ''سٹیٹس کا سمبل'' سمجھتے ہیں اور اسلام پر عمل کرنے کو دقیانوسی سمجھتے ہیں۔ (انا لله وانا إليه راجعون)

١٦٣٦ ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ، فَخَالِفُوْهُمْ)). متفقٌ عليه.

اَلْمُرَادُ: خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ وَالرَّاْسِ الْاَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ اَوْ حُمْرَةٍ، وَاَمَّا السَّوَادُ، فَمَنْهِيٌّ عَنْهُ كَمَا سَنَذْكُرُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۱۶۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ (داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زرد یا سرخ رنگ سے) رنگتے نہیں پس تم ان کی مخالفت کرو''۔ (متفق علیہ)

مطلب یہ ہے کہ داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زرد یا سرخ رنگ کے ساتھ رنگنا چاہیے' البتہ انہیں سیاہ کرنا منع ہے' جیسا کہ ہم آئندہ باب میں اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ!

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٥٤ ـ فتح)، ومسلم (٢١٠٣).

فقه الحديث☆ ◆ عادات و اعمال میں اہل کتاب کی مخالفت کرنے کی ترغیب ہے اور بعثت نبوی کا مقصد بھی یہی ہے۔

❷ سفید بالوں کو زرد یا سرخ رنگ کے ساتھ رنگنا مستحب ہے۔

❸ امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۱/۱۴۸) میں اس حدیث کی وضاحت میں لکھا ہے کہ بالوں کو رنگنے کی علت یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی جائے' اسی لیے بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور اس کی تاکید ہے۔ رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کی مخالفت میں شدت اختیار کرتے تھے اور اس کا حکم بھی فرماتے تھے۔ سلف صالحین اس پر عمل کرتے تھے' اسی لیے مؤرخین جب کسی کا تعارف بیان کرتے تو وہ یہ بھی لکھتے تھے کہ فلاں اپنے بالوں کو رنگتا تھا اور فلاں نہیں رنگتا تھا۔

۲۹۴۔ بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهِمَا بِسَوَادٍ

۲۹۴۔ باب: مرد اور عورت دونوں کو اپنے بال سیاہ رنگ کرنا منع ہے

١٦٣٧ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيِّرُوْا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ)). رواه مسلم.

۱۶۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ان کا سر اور داڑھی ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے سفید بالوں کو بدل دو اور انہیں سیاہ کرنے سے بچو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢١٠٢).

غريب الحديث☆ (الثغامة) ''سفید رنگ کی بوٹی''۔

فقه الحديث☆ ❶ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی سفید بالوں کو رنگنا چاہیے۔

❷ کالے رنگ سے بال رنگنا حرام ہے۔

۲۹۵۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُوْنَ بَعْضٍ، وَإِبَاحَةِ حَلْقِهِ كُلِّهِ لِلرَّجُلِ دُوْنَ الْمَرْأَةِ

۲۹۵۔ باب: سر کے کچھ بال مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا منع ہے' البتہ سر کے سارے بال مونڈنا جائز ہے لیکن عورت کے لیے نہیں

١٦٣٨ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ. متفق عليه.

۱۶۳۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کے کچھ بال مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٦٤ ـ فتح)، ومسلم (٢١٢٠).

غريب الحديث☆ (القزع) سر کا کچھ حصہ مونڈ لینا اور کچھ چھوڑ دینا۔

١٦٣٩ - وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: ((احْلِقُوْهُ كُلَّهُ، أَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهُ)).

۱۶۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کے کچھ حصے کو مونڈا ہوا تھا اور کچھ کو چھوڑا ہوا تھا' پس آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور فرمایا: ''اس کا سارا سر

رواہ أبو داوٗد بإسنادٍ صحيحٍ علی شرطِ البُخارِي ومُسلِم.

مونڈ دیا سارا چھوڑ دو''۔ (ابوداؤد۔ اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤١٩٥) والنسائي (٨/ ١٣٠).

١٦٤٠ ـ **وعَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلاثًا، ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ: ((**لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ**)). ثُمَّ قَالَ: ((**ادْعُوْا لِيْ بَنِيْ اَخِيْ**)) فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ: ((**ادْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ**)) فَاَمَرَهُ، فَحَلَقَ رُؤُوْسَنَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

۱۶۴۰۔ حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آل جعفر کو (حضرت جعفر ؓ کی شہادت پر رونے کی) تین دن مہلت دی' پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا''۔ پھر فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ''۔ پس ہمیں لایا گیا تو ہماری حالت یہ تھی کہ گویا ہم چوزے ہیں' آپ نے فرمایا: ''میرے پاس حجام کو بلاؤ''۔ پس آپ نے اسے حکم فرمایا تو اس نے ہمارے سر مونڈ دیے۔ (ابوداؤد۔ اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤١٩٢)، والنسائي (٨/ ١٢٨).

غريب الحديث ☆ (أفرخ) ''فرخ'' کی جمع ہے' پرندے کے بچے' چوزے''۔

فقه الحديث ☆ ❶ حضرت جعفر طیار ؓ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے' یہ حضرت علی ؓ کے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے چچازاد تھے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی سوگ منایا جاتا تھا اور رونے کی اجازت تھی لیکن بین کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

❸ سوگ منانے اور رونے کی اجازت تین دن تک کے لیے ہے۔

❹ حضرت جعفر ؓ کے بچے والد کی جدائی میں رو رو کر نڈھال ہو گئے تھے' اس لیے انہیں چوزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

❺ سر کا مونڈنا غم کے ازالے سے تعبیر ہے۔

❻ یتیموں کی کفالت کرنے اور ان کے ساتھ نرمی کرنے کی ترغیب۔

❼ سر کے سارے بال مونڈنے چاہییں۔

١٦٤١ ـ **وعَنْ** عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا. رواهُ النسائي.

۱۶۴۱۔ حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنے سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

توثيق الحديث ☆ ضعيف ـ أخرجه النسائي (٨/ ١٣٠)، والترمذي (٩١٤).

امام ترمذی نے اسے مضطرب قرار دیا ہے' اس لیے کہ ہمام کبھی اسے حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں اور کبھی حضرت عائشہ ؓ سے۔

فقه الحديث ☆ امام ترمذی ؒ نے فرمایا: ''اہل علم کے نزدیک عورت کو سر نہیں منڈانا چاہیے بلکہ اسے بال کترانے چاہییں''۔ لیکن یہ مسئلہ حج اور عمرے سے متعلق ہے جیسا کہ حدیث ابن عمر ؓ اس مسئلہ کے متعلق ہے۔

٢٩٦- بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْأَسْنَانِ

۲۹۶۔ باب: مصنوعی بال ملانے (وگ لگانے) گودنے اور دانتوں کو باریک کرنے کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَّإِنْ يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيْدًا لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ [النساء: ١١٧-١١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کے سوا مؤنث چیزوں ہی کو پکارتے ہیں اور صرف سرکش شیطان کی پوجا کرتے ہیں' جس پر اللہ کی لعنت ہے اور شیطان نے (اللہ سے) کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ ضرور لوں گا اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور انہیں آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ (بتوں کے نام) پر جانوروں کے کانوں کو چیریں اور میں انہیں حکم دوں گا' پس وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں مزید تبدیلی کریں گے''۔

شرح الآیات☆ مشرک جن چیزوں کی پوجا کیا کرتے تھے اس کا بیان ہے کہ وہ جن کی پوجا کرتے تھے ان دیویوں کے مؤنثوں والے نام تھے اور یہ مؤنث قسم کی چیزوں کی عبادت کرتے تھے اور انھوں نے ان کی صورتیں بنا کر اپنے پاس رکھ لیں اور ان کی عبادت شروع کر دی حالانکہ وہ نہیں سمجھتے کہ شیطان نے انہیں اس چیز کا حکم دیا ہے اور اسے ان کے لیے مزین کر دیا ہے اور وہ فی الحقیقت شیطان ہی کی پوجا کر رہے ہیں' جسے اللہ نے اپنے قرب سے دھتکار دیا اور اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔ پس اس نے انسانوں کو ایسا گمراہ کیا کہ انہیں اپنے پیچھے لگا لیا اور انہیں مختلف قسم کی گمراہیوں میں مبتلا کر دیا' ان میں سے ایک اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں تبدیلی کرنا ہے' اس کی وضاحت اس باب کی احادیث میں موجود ہے۔

١٦٤٢- وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِيْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ، فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَإِنِّيْ زَوَّجْتُهَا، أَفَأَصِلُ فِيْهِ؟ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ)). متفقٌ عليه.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)).

قَوْلُهَا: ((فَتَمَرَّقَ)) هُوَ بِالرَّاءِ، وَمَعناه: انْتَثَرَ وَسَقَطَ. وَالْوَاصِلَةُ: الَّتِيْ تَصِلُ شَعْرَهَا، أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا بِشَعْرٍ آخَرَ. ((وَالْمَوْصُوْلَةُ)): الَّتِيْ يُوْصَلُ شَعْرُهَا. ((وَالْمُسْتَوْصِلَةُ)): الَّتِيْ تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَهَا.

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوُهُ، متفقٌ عليه.

۱۶۴۲۔ حضرت اسماء ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیٹی کو خسرے کی بیماری لگی جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے' کیا میں اس میں مصنوعی بال ملا سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ نے ''واصلہ'' اور ''موصولہ'' پر لعنت فرمائی ہے''۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں ہے: ''الواصلہ'' اور ''مستوصلہ'' پر لعنت فرمائی ہے''

(فتمرق) راء کے ساتھ' اس کا معنی ہے ''اس کے بال جھڑ گئے ہیں''۔ (واصلة) ''جو عورت اپنے یا کسی اور کے بال دوسرے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہے''۔ (الموصولة) ''وہ عورت جس کے بال ملائے جائیں''۔ (المستوصلة) ''وہ عورت جو اپنے بال ملوانے یا جڑوانے کی فرمائش کرے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٧٤، ٣٧٨ ـ فتح)، ومسلم (٢١٢٢)، وأما حديث عائشة هو عند البخاري (١٠/ ٣٧٤ ـ فتح)، ومسلم (٢١٢٣).

غریب الحدیث☆ (الحصبة) ''خسرے کی بیماری''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال ملانا' جیسے وگ وغیرہ لگانا' حرام ہے اور ایسا کرنے والے پر لعنت کرنا جائز ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔

❷ جو شخص کسی حرام کام کے کرنے میں معاونت کرتا ہے تو یہ معاون بھی اس کام کے کرنے والے کے ساتھ گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

❸ وگ لگانا ہر حال میں حرام ہے' خواہ کوئی عذر ہو یا شوق۔

١٦٤٣ ـ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِيْ يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ: يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ! اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ. وَيَقُوْلُ: ((اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَاؤُهُمْ)). متفقٌ عليه.

۱۶۴۳۔ حضرت حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے حج کے سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا اور انہوں نے بالوں کا ایک گچھا پکڑا جو ایک شاہی محافظ کے ہاتھ میں تھا' انھوں نے فرمایا: اے مدینہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کے کاموں سے منع کرتے ہوئے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس کام کو اختیار کیا''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٧٣ ـ فتح)، ومسلم (٢١٢٧).

غریب الحدیث☆ (قصة) ''بالوں کا گچھا''۔ (حرسي) ''شاہی محافظ''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ آدمی کے بال پاک ہیں' انہیں ہاتھ لگانا جائز ہے۔

❷ حکمران اگر کوئی برائی دیکھیں تو وہ لوگوں کو اس سے روکیں' برائی سے روکنا ہر شخص کی ذمہ داری ہے لیکن امراء اور علماء کی زیادہ ذمہ داری ہے۔

❸ جن برائیوں کی وجہ سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں اگر وہی برائیاں معاشرے میں ظاہر ہو رہی ہوں تو لوگوں کو ان کے انجام سے ڈرانا چاہیے۔

❹ بنی اسرائیل سے روایت بیان کرنا مباح ہے۔

❺ علماء کو اپنے درس و خطبہ کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

١٦٤٤ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. متفقٌ عليه.

۱۶۴۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ملانے والی اور ملوانے والی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٧٤ ـ فتح)، ومسلم (٢١٢٤).

فقہ الحدیث☆ ❶ وصل اور وشم دونوں صورتیں حرام ہیں۔ وصل یعنی مصنوعی بال لگانا اور وشم کی یہ صورت ہے کہ جسم میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا تا کہ وہ جگہ سیاہ یا نیلی وغیرہ ہو جائے' جیسے لوگ اپنے جسم پر نام لکھواتے ہیں یا

مور وغیرہ بنواتے ہیں۔ ایسا یہ کام کرنا یا کروانا دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

١٦٤٥ ـ وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن، المغيرات خلق الله! فقالت له امرأة في ذلك، فقال: وما لي لا ألعن من لعن رسول الله ﷺ وهو في كتاب الله؟! قال الله تعالى: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ٧]. متفق عليه.

((المتفلجة)): هي التي تبرد من أسنانها ليتباعد بعضها من بعض قليلا، وتحسنها وهو الوشر، والنامصة: هي التي تأخذ من شعر حاجب غيرها، وترققه ليصير حسنا، والمتنمصة: التي تأمر من يفعل بها ذلك.

۱۶۴۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں، پلکوں کے بال اکھڑوانے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائے۔ پس ایک عورت نے ان سے اس بارے میں بحث کی تو انھوں نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور وہ کتاب اللہ میں موجود ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''رسول جو تمھیں دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روک دے اس سے رک جاؤ''۔ (متفق علیہ)

(المتفلجة) ''وہ عورت جو اپنے دانتوں کو رگڑواتی ہے تاکہ ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہو جائے اور وہ خوبصورت ہو جائیں'' اور یہی (وشر) ہے۔ (نامصة) ''وہ عورت جو دوسری عورت کی پلکوں کے بال باریک کرتی ہے تاکہ وہ خوبصورت ہو جائیں''۔ (المتنمصة) ''بال اکھڑوانے والی'' یعنی جو کہہ کر یہ کام کراتی ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٧٤ ـ فتح)، ومسلم (٢١٢٥).

فقه الحديث☆ ❶ جسم گودنا، پلکوں کے بال نوچنا اور دانتوں کو رگڑنا حرام ہے' اس کے فاعل ومفعول دونوں پر لعنت ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا حرام ہے۔

❸ جس پر اللہ اور رسول اللہ لعنت کریں اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

❹ حدیث اور سنت حجت ہے' اسی لیے حضرت ابن مسعودؓ نے اس کی حجیت کے لیے قرآن مجید کی آیت سے استدلال کیا ہے۔

❺ اپنے خیال کے مطابق حسن میں اضافہ کرنے کے لیے جسم گدوانا، پلکیں باریک کرنا اور دانت رگڑ کر باریک کرنا اور ان کے درمیان فاصلہ کرنا' اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے کے مترادف ہے۔ اب جو مسلمان عورتیں اس قسم کے فیشن میں مبتلا ہیں انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے اور یہ ذہن میں رکھیں کہ وہ ملعون ہیں اور اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔

٢٩٧ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا، وَعَنْ نَتْفِ الْأَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ طُلُوْعِهِ

۲۹۷۔ باب: ڈاڑھی اور سر وغیرہ کے سفید بال اکھاڑنا اور بے ریش لڑکے کو داڑھی کے بال اکھاڑنا منع ہے جب اس کی ڈاڑھی کے بال نکلنا شروع ہوں

١٦٤٦ ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). حَدِيثٌ حَسَنٌ، رواه أبوداود، والترمذي، والنسائي بأسانيد حسنة. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۶۴۶۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفید بالوں کو نہ اکھیڑو اس لیے کہ قیامت والے دن یہ مسلمان کا نور ہوں گے''۔ (حدیث حسن ہے۔ ابوداود، ترمذی اور امام نسائی نے اچھی سند سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا: حدیث حسن ہے۔)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٤٢٠٢)، والترمذي (٢٨٢١)، والنسائي (٨/ ١٣٦)، وابن ماجه (٣٧٢١).

فقه الحديث☆ ❶ سفید بال اکھیڑنا منع ہے' اس لیے کہ سفید بال مومن کے لیے آخرت میں نور ہوں گے اور یہ دنیا میں بھی عزت و وقار کی علامت ہیں۔

❷ سفید بال اکھیڑنا ایک قسم کی تدلیس (دھوکا) ہے' اس لیے کہ سفید بال عموماً بڑھاپے اور سن رسیدگی کی علامت ہوتے ہیں اور سفید بال اکھیڑنے والا اس عمر کو ظاہر نہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

❸ سفید بال انسان کے لیے انتباہ ہیں کہ اب تم عمر کے آخری حصے کو پہنچ چکے ہو' اس لیے گناہوں سے کنارہ کش ہو جاؤ اور آخرت کی تیاری کرو۔

١٦٤٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)). رواه مسلم.

۱۶۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶۹) ملاحظہ فرمائیں۔

٢٩٨ ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

۲۹۸۔ باب: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور بلا عذر دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونے کی کراہت

١٦٤٨ ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ)). متفق عليه. وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ.

۱۶۴۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو وہ اپنے دائیں ہاتھ سے شرم گاہ پکڑے نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ ہی برتن میں سانس لے''۔ (متفق علیہ۔ اور اس باب میں بہت سی صحیح احادیث ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٢٥٣، ٢٥٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٦٧).

فقه الحديث☆ ❶ دائیں ہاتھ سے شرم گاہ پکڑنا اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے۔

❷ برتن میں سانس لینا بھی منع ہے۔

❸ اسلام دین نظافت ہے' اس نے بندے کو ہر لحاظ سے طہارت و پاکیزگی اور نظافت کی ترغیب دلائی ہے اور ہر قسم کی برائی اور گندگی سے

نفرت دلائی ہے اور منع کیا ہے۔

❺ دائیں ہاتھ کی فضیلت ہے کہ اسے اچھے کاموں کے لیے مختص کیا ہے۔

٢٩٩۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ، وَكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا لِغَيْرِ عُذْرٍ

۲۹۹۔ باب: کسی عذر کے بغیر ایک جوتے یا ایک موزے میں چلنا اور کھڑے کھڑے جوتا اور موزا پہننے کی کراہت

١٦٤٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا)).

وَفِي رِوَايَةٍ ((أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا)). متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے' اسے چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا پھر دونوں ہی اتار دے''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''یا دونوں پاؤں کو ننگا کرلے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٠٩ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٩٧).

غريب الحديث☆ (ينعلهما جميعا) ''دونوں پاؤں میں جوتے پہنے''۔ (ليخلعهما جميعًا)'دونوں پاؤں سے جوتا اتار دے''۔

١٦٥٠۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتّٰى يُصْلِحَهَا)). رواهُ مسلم.

۱۶۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ جب تک اس کی مرمت نہ کرالے دوسرا جوتا بھی پہن کر نہ چلے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٠٩٨).

غريب الحديث☆ (الشسع) ''تسمہ''۔

فقه الأحاديث☆❶ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر اور دوسرے کو ننگا رکھ کر چلنا منع ہے' اس لیے کہ جب بندے کے ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں نہ ہو تو پھر وہ صحیح متوازن طریقے سے نہیں چل سکے گا۔ اس لیے کہ جوتے کا مقصد پاؤں کو ہر قسم کی تکلیف سے بچانا ہے' جب ایک پاؤں میں جوتا ہوگا تو یہ محفوظ ہوگا اور دوسرا غیر محفوظ اور آدمی چلتے وقت ننگے پاؤں کو بچانے کی کوشش کرے گا جس سے چلنے کے انداز میں فرق آ جائے گا' اس سے جگ ہنسائی بھی ہوتی ہے اور یہ انسان کے وقار کے خلاف بھی ہے۔

❷ حدیث میں جس تسمے کا ذکر ہے' یہ تسمہ ہمارے بوٹوں والے تسمے جیسا نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ تسمہ جوتے کو پاؤں کے ساتھ باندھ کر رکھتا تھا اور اس کے ٹوٹ جانے سے چلنا ممکن نہیں ہوتا تھا' اس لیے فرمایا کہ اس کی مرمت کیے بغیر نہیں چلنا چاہیے۔

١٦٥١۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۱۶۵۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد۔ سند حسن

بإسناد حسن. ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده - أخرجه أبو داود (٤١٣٥).

اس کی سند اگرچہ ابو زبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کے کئی ایک شاہد ہیں جیسے سیدنا عمر' سیدنا انس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ لہٰذا بالجملہ یہ حدیث صحیح ہے۔

غريب الحديث☆ (ينتعل) "اپنا پاؤں جوتے میں داخل کرنے"۔

فقه الحديث☆ ❶ کھڑے کھڑے جوتا پہننا مکروہ ہے اور بیٹھ کر پہننا مستحب ہے۔ مناوی رحمہ اللہ نے "فیض القدیر" میں لکھا ہے کہ حدیث میں کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت ہدایت و رہنمائی کے لیے ہے' اس لیے کہ بیٹھ کر جوتا پہننا زیادہ آسان ہے۔

❷ اسلام نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے آداب سکھائے ہیں تاکہ مسلمان ایک اچھی اور بہتر زندگی بسر کر سکے۔

٣٠٠۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

۳۰۰۔ باب: سوتے وقت یا اس طرح کے کسی اور وقت گھر کے اندر جلتی ہوئی آگ چھوڑنے کی ممانعت' خواہ وہ چراغ کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں

١٦٥٢ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ)). متفقٌ عليه.

۱۶۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم سوتے وقت اپنے گھروں میں جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑا کرو"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٨٥ - فتح)، ومسلم (٢٠١٥).

١٦٥٣ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ، فَأَطْفِئُوهَا)). متفقٌ عليه.

۱۶۵۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک گھر رات کے وقت اپنے گھر والوں سمیت جل گیا' جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: "یہ آگ تمہاری دشمن ہے' پس جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُودًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ، فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ

۱۶۵۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو، مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو، دروازہ بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو' اس لیے کہ شیطان (بند) مشکیزے کو' (بند) دروازے کو اور (ڈھکے ہوئے) برتن کو نہیں کھولتا' اگر تم میں سے کسی کو کوئی چیز نہ ملے تو وہ اس کی چوڑائی میں ایک لکڑی ہی رکھ دے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے' اس لیے کہ ایک چوہا بھی گھر کو گھر والوں

تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ)). رواه مسلم.

سمیت جلا دیتا ہے"۔ (مسلم)

((الْفُوَيْسِقَةُ)): الفَأْرَةُ، وَ ((تُضْرِمُ)): تُحْرِقُ.

(الفيسقة) "چوہا"۔ (تضرم) "جلا دیتا ہے"۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٨٥، ٨٧ ـ فتح) مختصراً، ومسلم (٢٠١٢) واللفظ له.

غريب الحديث☆ (أو كئوا) "باندھو"۔ (السقاء) "مشکیزہ"۔

فقه الأحاديث☆ ❶ اس باب میں تین احادیث بیان کی گئی ہیں' پہلی حدیث میں سوتے وقت گھر میں جلتی ہوئی آگ چھوڑ کر سونے سے منع کیا گیا ہے' دوسری حدیث میں اس کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ اس سے آگ لگنے کا اندیشہ ہے اور تیسری حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بعض اوقات ایک چوہا بھی پورے گھر کو جلا دیتا ہے۔

❷ اسلام نے دین و دنیا کی حفاظت کے بارے میں بندوں کی رہنمائی کی ہے۔

❸ رات کو سوتے وقت ہر قسم کی آگ بجھا کر سونا چاہیے۔

❹ کھانے پینے کے برتن ڈھانپ کر رکھنے چاہییں۔

❺ ہر قسم کے خطرے سے بچنے کے لیے گھروں کے دروازے بند رکھنے چاہییں۔

❻ اسلام ہر حال میں شیطان کے مکر و فریب کو دبانا چاہتا ہے۔

٣٠١ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَا لَا مَصْلَحَةَ فِيهِ بِمَشَقَّةٍ

٣٠١۔ باب: تکلف برتنے سے ممانعت اور یہ قول و فعل میں کسی مصلحت کے بغیر مشقت کا نام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص: ٨٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(اے پیغمبر!) آپ فرما دیں میں اس (دعوت و تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں"۔

١٦٥٥ـ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ. رواه البُخَارِي.

١٦٥٥۔ حضرت عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٢٦٤ـ ٢٦٥ ـ فتح).

فقه الحديث☆ اسلام انتہائی آسان اور سادگی والا دین ہے' یہ اپنے پیروکاروں سے بھی سادگی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اصل میں سادگی میں اخلاص ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس تصنع اور بناوٹ ہوتی ہے' جسے تکلف کہتے ہیں۔ تکلف میں خلاف حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے' خواہ وہ دین و دنیا کے کسی بھی امر سے متعلق ہو۔ حضرت عمر ﷛ کا یہ قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

١٦٥٦ـ وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُ اَعْلَمُ، فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ: اللّٰهُ اَعْلَمُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

١٦٥٦۔ حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ کے پاس گئے تو انھوں نے فرمایا: اے لوگو! جسے جس بات کا علم ہو وہ اسے بیان کرے اور جسے جس بات کا علم نہ ہو وہ وہاں کہہ دے "اللہ أعلم" (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) اس لیے کہ جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو اس کے بارے میں "اللہ أعلم" کہہ دینا ہی علم

أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾. رواه البخاري.

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ''آپ فرما دیں میں اس (دعوت و تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۸/ ۵٤۷ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ علمی مسائل میں تکلف سے جواب دینے اور استفسار میں تعنت برتنے سے منع کیا گیا ہے۔

❷ تکلف، تعمق اور تعنت نہ برتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا و اتباع کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

❸ عالم کو چاہیے کہ جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور اسے اس کے بارے میں علم نہ ہو تو وہ یہ کہہ دے "لا أدری" (میں نہیں جانتا) یا کہہ دے "الله أعلم" (اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) اور اس طرح کہنے سے عالم کی شان و منزلت میں کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ تو اس کے دین دار اور متقی ہونے کی علامت ہے۔ اس لیے کہ ہر عالم سے برتر ایک عالم ہے' جیسا کہ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا: ''مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو'۔ تو فرشتوں نے عرض کیا: ''اے اللہ! تو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے' ہمیں علم نہیں بجز اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا، بے شک تو جاننے والا حکمت والا ہے''۔ فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔

امام شعبی رحمہ اللہ سے کسی مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: "لا أدری" پوچھنے والے نے کہا: آپ اتنے بڑے فقیہ ہیں اور آپ کو یہ بات کہتے ہوئے حیا یا جھجک محسوس نہیں ہوئی؟ انھوں نے فرمایا: جب فرشتوں کو چیزوں کے نام نہیں آتے تھے تو انھوں نے بھی ''لا علم لنا'' (ہمیں کوئی علم نہیں) کا اظہار و اقرار کیا تھا۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ دین کے بارے میں اپنی رائے اور سوچ سے کسی قسم کا فتویٰ نہیں دیتے تھے۔ پس آج کل کے مفتیان کو بھی فتویٰ دیتے وقت بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔

۳۰۲۔ بَابُ تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، وَلَطْمِ الْخَدِّ، وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ، وَحَلْقِهِ، وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ

۳۰۲۔ باب: میت پر بین کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بال اکھاڑنا، سر کے بال منڈوانا اور ہلاکت و بربادی کی بددعا کرنا حرام ہے

۱٦٥۷ ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ)).

وفي رواية: ((مَا نِيحَ عَلَيْهِ)). متفق عليه.

۱٦۵۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو اس کی قبر میں اس پر بین کیے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے''۔

اور ایک اور روایت میں ہے: ''جب تک اس پر بین کیا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (۳/ ۱٦۱ ـ فتح)، ومسلم (۹۲۷) (۱۷).

غريب الحديث☆ (ما نيح عليه) "نياحة" سے ہے' اس کے معنی ہیں میت کے اوصاف بیان کر کے اونچی آواز سے رونا' بین کرنا۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک اس میت پر بین کیا جاتا ہے تب تک اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ میت پر بین کرنا حرام ہے۔

❷ اس حدیث کے مفہوم میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے اور اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں:۔
① حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ میت جس پر بین کیا جائے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔
② مطلق انکار کیا ہے۔
③ حدیث میں ہے "بما نیح علیه"، "بما" میں جو باء ہے وہ حال کے لیے ہے کہ جب اس پر بین کیا جاتا ہے تو اسے عذاب دیا جاتا ہے۔
④ بعض کا یہ خیال ہے کہ راوی نے حدیث کا بعض حصہ سنا ہے اور بعض نہیں اور (المیت) میں لام کسی خاص میت کے لیے ہے۔
⑤ اس میت کو عذاب ہوتا ہے جس کا اپنا عمل بھی اسی طرح کا تھا۔
⑥ جو شخص اپنے گھر والوں کو بین کرنے کی وصیت کر جائے اسے عذاب ہوگا۔
⑦ جس شخص نے اپنے گھر والوں کو بین کرنے سے روکنے میں سختی نہ کی ہو۔
⑧ جتنا وہ کسی کو رلاتا اور بین کراتا تھا اسے اسی قدر عذاب دیا جائے گا۔
⑨ جب گھر والے میت پر بین کرتے ہیں تو فرشتے اسے ڈانٹتے جھڑکتے ہیں۔
⑩ بین کرنے کی وجہ سے میت کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

ان تمام توضیحات و توجیہات میں جو بہتر توضیح و توجیہ ہے' وہ یہ ہے کہ عمومی طور پر کسی کی غلطی سے دوسرے کو سزا نہیں دی جاتی۔ قیامت والے دن بھی یہی اصول کارفرما ہوگا' انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے کوشش کی ہوگی' اگر تو اس بندے کا اپنی زندگی میں بین کرنے کا معمول تھا یا وہ اپنے لواحقین کو بین کرنے کی وصیت کر جائے تو پھر اسے ان گھر والوں کے بین کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا ورنہ نہیں۔

١٦٥٨ ـ **وَعَنِ** ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). متفق عليه.

۱۶۵۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کے بول بولے (بین کرے)''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ١٦٣ ـ فتح)، ومسلم (١٠٣).

غريب الحديث☆ (الجیوب) ''جیب'' کی جمع ''گریبان''۔ (دعوی الجاهلية) ''جاہلیت کے بول بین کرنا''۔

فقه الحديث☆ ❶ (لیس منا) ''وہ ہم میں سے نہیں'' یعنی ایسے کام کرنے والا شخص اسلام اور مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ یہ تنی شدید وعید ہے' پس ایسے شخص سے اعراض اور ترک تعلق جائز ہے۔

❷ بین کرنا، گریبان چاک کرنا اور چہرے کو پیٹنا اور ماتم وغیرہ کرنا حرام ہے۔ جاہلیت کے بول بولنے سے مراد بین کرنا ہے یعنی ایسے کہنا: ہائے میرے شیر! میرے سر کے تاج! بچوں کو کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو' وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی باتوں کو جاہلیت کی باتیں قرار دیا گیا ہے' یعنی اس طرح کی باتیں کرنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا اسلامی طریقے کے خلاف ہے۔

١٦٥٩ ـ **وَعَنْ** أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: وَجِعَ أَبُو مُوسَى، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ،

۱۶۵۹۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور ان پر غشی طاری ہو گئی' ان کا سر ان کی بیوی کی گود میں تھا'

فَاَقْبَلَتْ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا؛ فَلَمَّا اَفَاقَ، قَالَ: اَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِيءَ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالْحَالِقَةِ، وَالشَّاقَّةِ. متفقٌ عليه.

((الصَّالِقَةُ)): اَلَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ وَالنَّدْبِ ((وَالْحَالِقَةُ)): اَلَّتِي تَحْلِقُ رَاْسَهَا عِنْدَ الْمُصِيبَةِ. ((وَالشَّاقَّةُ)): اَلَّتِي تَشُقُّ ثَوْبَهَا.

وہ بلند آواز سے رونے لگی اور حضرت ابوموسیٰ (بے ہوشی کی وجہ سے) اسے منع نہ کر سکے' جب انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا: میں اس سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے' بے شک رسول اللہ! صالقہ، حالقہ اور شاقہ عورت سے بیزار ہیں۔ (متفق علیہ)

(الصالقة) ''وہ عورت جو بلند آواز سے بین کرے''۔ (الحالقة) ''وہ عورت جو کسی مصیبت کے وقت اپنا سر منڈا لے''۔ (الشاقة) ''وہ عورت جو اپنے کپڑے پھاڑ لے''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱٦٥ ـ فتح)، ومسلم (۱۰٤).

غريب الحديث ☆ (حجر) ''گود''۔ (أفاق) ''بے ہوشی سے افاقہ ہوا''۔ (الرنة) ''بلند آواز سے رونا''۔ (الندب) ''میت کے اوصاف بیان کرنا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ کسی مصیبت کے وقت بین کرنا، سر کے بال مونڈنا اور گریبان وغیرہ چاک کر لینا حرام ہے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے ایسے شخص سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہیے جس سے رسول اللہؐ نے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ صحابہ کرام ﷺ نے اس کا عملی مظاہرہ کیا۔

١٦٦٠ ـ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). متفقٌ عليه.

۱۶۶۰۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص پر بین کیا جائے اسے اس بین کیے جانے کی وجہ سے قیامت والے دن عذاب دیا جائے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱٦٠ ـ فتح)، ومسلم (۹۳۳).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶۵۷) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٦١ ـ وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ ـ بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ لَا نَنُوْحَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۶۱۔ حضرت ام عطیہ نسیبہ ﷺ (نون پر پیش اور زبر' دونوں طرح مروی ہے) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لیتے وقت یہ عہد لیا کہ ہم بین نہیں کریں گی۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۷٦ ـ فتح)، ومسلم (۹۳٦).

فقه الحديث ☆ ❶ عورتوں سے بیعت لینا جائز ہے اور یہ بیعت زبانی کلامی ہوتی تھی' رسول اللہ ﷺ نے بھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیا' بیعت کے وقت یا کسی دیگر موقع پر' پس غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملانا حرام ہے۔

❷ محرمات کے ترک کرنے پر بیعت لینا مستحب ہے۔

❸ بیعت ایک شرعی عقد اور میثاق ربانی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر لیا جاتا ہے۔

❹ بین کرنا ایک جاہلانہ طریقہ ہے' اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ وہ جاہلانہ رسم و رواج سے کنارہ کش رہے۔

❺ بین کرنا مرد و زن دونوں کے لیے حرام ہے لیکن چونکہ زیادہ تر خواتین اس کا ارتکاب کرتی ہیں اس لیے خصوصی طور پر ان سے اس کے نہ

کرنے کی بیعت لی۔

١٦٦٢۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ تَبْكِي، وَتَقُوْلُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاكَذَا، وَاكَذَا، تُعَدِّدُ عَلَيْهِ. فَقَالَ حِيْنَ أَفَاقَ: مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيْلَ لِيْ: أَنْتَ كَذٰلِكَ؟! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۶۶۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بہن رونے لگی اور وہ کہتی تھی: ہائے اے پہاڑ! ہائے ایسے اور ایسے! وہ ان کی خوبیاں شمار کرتی تھی۔ حضرت نعمان بیان کرتے ہیں کہ جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے فرمایا: تم نے جو بھی کہا اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم اسی طرح ہی ہو؟! (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۵۱٦ ـ فتح).

غريب الحديث☆ **(تعدد عليه)** ''وہ (جاہلی طریقے کے مطابق) ان کے اوصاف گن رہی تھی''۔ **(أأنت كذلك)** ''کیا تم اسی طرح ہی ہو؟'' یہ سوال انکاری توبیخ کے لیے ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ میت کے لیے بین کرنا حرام ہے۔

❷ ایسی صفات کا بیان کرنا حرام ہے جو بندے میں نہ ہوں۔

❸ بین کرنے پر گرفت ہو سکتی ہے۔

١٦٦٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَكْوٰى، فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، وَجَدَهُ فِيْ غَشْيَةٍ فَقَالَ: ((**أَقَضٰى؟**)) قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، قَالَ: ((**أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا**)) وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ ((**أَوْ يَرْحَمُ**)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ ان کے پاس گئے تو وہ غشی کی حالت میں تھے' آپ نے فرمایا: ''کیا یہ فوت ہو گئے ہیں؟'' صحابہ نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! پس رسول اللہ ﷺ رو پڑے۔ جب لوگوں نے نبی ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا بلکہ وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے'' اور آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا ''یا رحم فرماتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۹۲۵) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٦٤۔ وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ**)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۶۴۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بین کرنے والی اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت والے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہوگی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۹۳٤).

غريب الحديث☆ (السربال) ''قمیص، کرتہ''۔ (قطران) ''تارکول''۔ (الجرب) ''خارش''۔

فقه الحديث☆ ❶ بین کرنے کی حرمت۔

❷ توبہ کی قبولیت موت سے پہلے ہی ممکن ہے۔

❸ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے' بین کرنے والی کے آنسو تارکول کی طرح آگ بھڑکانے کا کام کریں گے۔

۱٦٦٥۔ وَعَنْ اَسِيدِ بنِ اَبِي اَسِيدِ التَّابِعِيِّ عَنِ امْرَاَةٍ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: اَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهًا، وَلَا نَدْعُوَ وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَيْبًا، وَاَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا. رَوَاهُ اَبُودَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱٦٦۵۔ حضرت اسید بن ابو اسید تابعی بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے بتایا کہ بھلائی کے وہ کام جن سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم ان کاموں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں (وہ یہ ہیں): ہم چہرہ نہ نوچیں، ہلاکت کی بد دعا نہ کریں، گریبان چاک نہ کریں اور ہم بال نہ بکھیریں۔ (ابوداؤد۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (۳۱۳۱) بإسناد حسن كما قال المصنف رحمه الله.

غريب الحديث ☆ (أن لا نخمش) ''ہم اپنا چہرہ نہ نوچیں یعنی چہرہ نہ پیٹیں''۔ (لا ندعو ويلا) ''ہم ہلاکت کی بد دعا نہ کریں''۔ (أن لا ننشر شعرا) ''بال نہ بکھیریں''۔

فقه الحديث☆ ❶ چہرہ نوچنا' بین کرنا اور بال بکھیرنا حرام ہے۔

❷ ترک محرمات اور فعل طاعات پر بیعت لینا جائز ہے۔

۱٦٦٦۔ وَعَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ بَاكِيهِمْ، فَيَقُولُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاسَيِّدَاهُ، اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ: اَهٰكَذَا كُنْتَ؟!)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

((اللَّهْزُ)): الدَّفْعُ بِجُمْعِ الْيَدِ فِي الصَّدْرِ.

۱٦٦٦۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی فوت ہو جاتا ہے اور اس پر رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں: ہائے پہاڑ! ہائے سردار! یا اس طرح کے اور الفاظ تو اس میت پر دو فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اسے سینے میں مکے (گھونسے) مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟!'' (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(اللهز) ''سینے میں مکا مارنا''۔

توثيق الحديث☆ صحيح لغيره ـ أخرجه الترمذي (۱۰۰۳)، وابن ماجه (۱۵۹٤).

اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن اسی باب میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جو اس کی شاہد ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ بین کرنا حرام ہے۔

❷ جس شخص کو معلوم ہو کہ ہمارے گھر یا معاشرے میں بین کرنے کا رواج ہے اور پھر وہ انہیں اس سے منع نہیں کیا کرتا تھا تو ایسے شخص سے مرنے کے بعد اس طرح کا سلوک کیا جاتا ہے۔

۱٦٦۷۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۱٦٦۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)). رواه مسلم.

فرمایا: ''لوگوں میں دو چیزیں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۷۸) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٠٣۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْكُهَّانِ وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعَرَّافِ، وَأَصْحَابِ الرَّمْلِ، وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

۳۰۳۔ باب: کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، اصحاب رمل اور کنکریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے سے پرندوں کو اڑا کر نیک شگونی یا بدشگونی لینے والوں کے پاس جانے کی ممانعت

١٦٦٨ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ: ((لَيْسُوْا بِشَيْءٍ)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ، فَيَكُوْنُ حَقًّا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۶۸۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے کاہنوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں''۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ بعض اوقات ہمیں کسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں تو وہ صحیح نکلتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حق کی بات جو صحیح نکلتی ہے وہ ہے جسے جن اچک لیتا ہے اور اسے اپنے (کاہن) دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس ایک سچی بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ، فَيَسْمَعُهُ، فَيُوْحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ، فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ)).

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور اس امر کے بارے میں بات کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمان میں کیا گیا ہوتا ہے، پس شیطان اس بات کو چوری سے سن لیتا ہے اور اسے کاہنوں تک پہنچا دیتا ہے پھر وہ اپنی طرف سے سو جھوٹ اس کے ساتھ ملا دیتے ہیں''۔

قَوْلُهُ: ((فَيَقُرُّهَا)) هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ، وَضَمِّ الْقَافِ وَالرَّاءِ، أَيْ: يُلْقِيْهَا. ((وَالْعَنَانُ)) بِفَتْحِ الْعَيْنِ.

(فیقرھا) یاء پر زبر، قاف اور راء پر پیش، یعنی ''وہ ڈال دیتا ہے''۔ (العنان) عین پر زبر ''بادل''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢١٦، ٥٩٥ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٢٨).

غريب الحديث☆ (الخطف) ''اچک لینا''۔ (ولیه) ''اس کا دوست'' یعنی کاہن جو جن کا دوست ہوتا ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ کاہنوں کے پاس جانا حرام ہے۔

❷ کاہنوں کی بات کی تصدیق نہیں کرنی چاہیے' اگرچہ ان کی کوئی بات سچی بھی ثابت ہو۔

❸ کاہن کی جو بات سچی ہوتی ہے وہ شیطان نے چوری چھپے فرشتوں سے سنی ہوتی ہے اور وہ جن کو القا کر دیتا ہے۔

❹ جن انسانوں میں سے اپنے دوست بنا لیتے ہیں۔

❺ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے جن آسمان دنیا تک پہنچ جاتے تھے اور وہاں سے باتیں سن آتے تھے لیکن آپ کی بعثت کے بعد ان کا جانا ممنوع قرار پایا اور انہیں شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں۔

❻ پرندوں کو اڑا کر نیک شگونی یا بدشگونی لینا حرام ہے' وہ اس طرح کہ پرندے کو کنکری مار کر یا جو وغیرہ ڈال کر انہیں اڑانا' وہ اگر دائیں طرف اڑیں تو نیک شگون اور اگر بائیں طرف اڑیں تو بدشگون لینا۔ حدیث میں مذکور تمام قسم کے لوگوں کے پاس جانا اور ان سے مستقبل کے حالات پوچھنا اور ان کی تصدیق کرنا وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

١٦٦٩ ـ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، فَصَدَّقَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا)). رواه مسلم.

۱۶۶۹۔ حضرت صفیہ بنت ابی عبید نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ میں سے کسی ایک سے روایت کرتی ہیں کہ نبی نے فرمایا: ''جو شخص کسی نجومی یا پیشین گو کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے پھر اس کی تصدیق کرے تو ایسے شخص کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں کی جائے گی''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٣٠).

غريب الحديث☆ (العراف) ''غیبی امور کے جاننے کا دعویدار' کسی شخص کی گم شدہ چیز کے متعلق بتانے والا''۔

فقه الحديث☆ ❶ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانا حرام ہے۔

❷ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانا ہی مہلک ہے' خواہ جانے والا ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کی تصدیق کرنا تو کفر ہے اور ان کے پاس صرف جانے سے عمل اور ثواب باطل ہو جاتا ہے' جس طرح بعض لوگ چوری کا سراغ لگانے یا اپنے کسی بھی مشن میں کامیابی کے بارے میں پوچھنے کے لیے ان کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کی ہدایات کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب حرام ہے' غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

❸ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے سے چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی یعنی اس کا اجر و ثواب اور اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے گویا کہ اس نے نماز پڑھی ہی نہیں لیکن اس کا فرض ادا ہو جائے گا' کسی بھی اہل علم نے اسے دوبارہ پڑھنے کا نہیں کہا۔

١٦٧٠ ـ وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ، مِنَ الْجِبْتِ)).

رَوَاهُ أَبُودَاوُد بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ: الطَّرْقُ، هُوَ الزَّجْرُ، أَيْ: زَجْرُ الطَّيْرِ، وَهُوَ أَنْ يَتَيَمَّنَ أَوْ يَتَشَاءَمَ بِطَيَرَانِهِ، فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ، تَيَمَّنَ، وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَمَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ((وَالْعِيَافَةُ)):

۱۶۷۰۔ حضرت قبیصہ بن مخارق ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''عیافہ، طیرہ اور طرق سب جبت سے ہیں''۔

(ابوداود نے اسے حسن سند سے روایت کیا ہے اور فرمایا: ''طرق'' کا معنی ہے پرندے کا اڑانا کہ وہ اڑ کر دائیں جانب جاتا ہے یا بائیں جانب' اگر تو وہ اپنی دائیں طرف اڑے تو اسے نیک شگون سمجھتے اور اگر وہ اپنی بائیں جانب اڑے تو پھر وہ اسے بدشگون سمجھتے تھے۔ امام

الخط.

ابوداوٗد نے فرمایا: **العیافة** کے معنی ہیں ''لکیر کھینچنا''۔

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي ((الصَّحَاح)): الجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

جوہری نے ''صحاح'' (لغت کی کتاب) میں کہا (**الجبت**) ایسا کلمہ ہے جس کا اطلاق صنم، کاہن اور ساحر اور اس طرح کے دیگر لوگوں پر ہوتا ہے۔

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (۳۹۰۷)، وأحمد (۳/ ۴۷۷).

اس کی سند میں حیان بن علاء راوی مجہول ہے' جس وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

غريب الحديث☆ (**الطيرة**) ''فال لینا''۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے قابل استدلال نہیں۔ بہرحال ''العیافہ'' لکیر کھینچنا بھی فال لینے کا ایک طریقہ تھا کہ نجومی یا کاہن کسی شخص کے کہنے پر زمین کے نرم حصے میں گنے بغیر تیزی سے لکیریں کھینچتا پھر انہیں دو دو کر کے مٹاتا اگر آخر پر دو لکیریں رہ جاتیں تو اسے کامیابی کی اور اگر آخر پر ایک لکیر رہ جاتی تو اسے ناکامی کی علامت تصور کیا جاتا۔ بہرحال اس طرح کے جتنے بھی طریقے ہیں وہ حرام ہیں۔

۱۶۷۱ـ **وعن** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ**)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُد بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۶۷۱ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے علم نجوم میں سے کچھ حصہ سیکھا تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا' وہ جس قدر علم نجوم میں بڑھتا گیا اسی قدر جادو میں بڑھتا گیا''۔ (ابوداوٗد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (۳۹۰۵)، وابن ماجه (۳۷۲۶)، وأحمد (۱/ ۲۲۷، ۳۱۱).

غريب الحديث☆ (**اقتبس**) ''سیکھا' حاصل کیا''۔ (**شعبة**) ''حصہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ جادو کا علم سیکھنا کفر ہے اور یہ مہلکات میں سے ہے۔

❷ علم نجوم کی تمام قسموں سے منع کیا گیا ہے' اس لیے کہ یہ بھی جادو کی ایک قسم ہے' نجومی ستاروں سے قیافے لگاتے ہیں' ان کی چال اور ان کے مقام طلوع سے اندازہ لگا کر مستقبل کے حالات کے بارے میں بتاتے ہیں۔

❸ نجومیوں کی باتوں کو سچ نہیں سمجھنا چاہیے' یہ بھی مکار قسم کے جادوگر ہیں۔

❹ علم فلکیات علم نجوم سے مختلف ہے کیونکہ علم نجوم میں تو پیش گوئیاں کی جاتی ہیں جو علم غیب سے متعلق ہوتی ہیں اور علم غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے جبکہ علم فلکیات میں سورج کے طلوع و غروب اور زوال وغیرہ کے اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔

۱۶۷۲ـ **وعن** مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ؟ قَالَ: ((**فَلَا تَأْتِهِمْ**)) قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ: ((**ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِي صُدُوْرِهِمْ، فَلَا يَصُدُّهُمْ**)) قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ

۱۶۷۲ـ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا عہد جاہلیت ابھی قریب ہی ہے اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمادی ہے اور ہم میں سے بعض آدمی کاہنوں کے پاس جاتے ہیں (ان کے بارے میں کیا حکم ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''تم ان کے پاس نہ جانا''۔ میں نے عرض کیا اور ہم میں سے بعض لوگ شگون لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ چیز ہے جسے وہ

يَخُطُّونَ؟ قَالَ: ((كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ، فَذَاكَ)). رواه مسلم.

اپنے سینوں میں پاتے ہیں لیکن یہ انہیں (کام وغیرہ کرنے سے) نہ روکے''۔ میں نے عرض کیا اور ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں (اوران کے ذریعے فال لیتے ہیں؟) آپ نے فرمایا:''انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے' پس جس کی لکیر ان کی لکیر کے موافق ہوگئی وہ درست ہے''۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۰۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٧٣ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ)). متفقٌ عليه.

۱۶۷۳۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٤٢٦ ـ فتح)، ومسلم (١٥٦٧).

غریب الحدیث☆ (ثمن الكلب) ''کتے کی قیمت'' یعنی کتے کو فروخت کر کے قیمت وصول کرنا۔ (البغي) ''زانیہ''۔ (مهر البغی) ''زانیہ کی کمائی''۔ اسے مہر اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اس مال کے عوض اپنے آپ کو اس زانی شخص کے سپرد کرتی ہے۔ (حلوان الكاهن) ''کاہن کی شیرینی'' یعنی کاہن جو مستقبل کے بارے میں خوشخبری سناتا ہے' اسے جو ہدیہ اور نذرانہ دیا جاتا ہے وہ اس کی شیرینی ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ کتے کو بیچنا اور اس کی قیمت وصول کرنا حرام ہے اور جو شخص کتے کی قیمت طلب کرے اس کے ہاتھوں کو مٹی سے بھر دینا چاہیے۔ حدیث کے عمومی حکم سے ہر قسم کے کتے کی قیمت وصول کرنا منع ہے خواہ وہ شکاری کتا ہو یا حفاظت کے لیے رکھا ہوا۔

❷ کتے کی قیمت' زانیہ کی کمائی جو وہ اس زنا کے بدلے میں وصول کرتی ہے اور کاہن کے ہدیے اور نذرانے یہ سب کسب خبیث ہیں۔

٣٠٤ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

۳۰۴۔ باب: بدشگونی لینے کی ممانعت

زمانہ جاہلیت میں لوگ پرندوں اور ہرن وغیرہ کے ذریعے شگون لیا کرتے تھے' وہ پرندے کو اڑاتے یا ہرن کو بھگاتے' اگر وہ اپنی دائیں جانب مڑتے تو اس سے نیک شگون لیتے اور اگر وہ بائیں طرف مڑتے تو اس سے بدشگون لیتے تھے لیکن شریعت نے اسے حرام قرار دیا اور ان سب طریقوں کو باطل قرار دیا۔

فِيهِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اس باب میں وہ حدیثیں ہیں جو ماقبل باب میں بیان ہوئی ہیں اور چند مزید احادیث درج ذیل ہیں:۔

١٦٧٤ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ)) قَالُوا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ)). متفقٌ عليه.

۱۶۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''کوئی بیماری متعدی ہے نہ بدشگونی لینے کی کوئی حیثیت ہے لیکن مجھے فال اچھی لگتی ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا: فال سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا:''اچھی بات''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢١٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٢٤).

غریب الحدیث☆ (لا عدوی) ''کوئی بیماری متعدی نہیں''۔ (الفأل) ''اچھی بات سننا اور اس سے اچھی امید وابستہ کرنا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ ''کوئی بیماری متعدی نہیں'' اس میں اس چیز کی نفی اور اس عقیدے کا ابطال مقصود ہے کہ ایک مریض سے دوسرے لوگ مریض ہو جاتے ہیں بلکہ بیماری تو اللہ کی مشیت کے تحت لگتی ہے۔ اگر بنیادی طور پر مرض متعدی ہوتا تو پھر اگر ایک گھر کے کسی فرد کو وہ بیماری لگی ہوئی ہے تو پھر گھر کے تمام افراد اور ہسپتال کے پورے سٹاف کو وہ مرض لگنا چاہیے جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔ پس عقیدے کی درستی کے ساتھ اس قسم کے مریض سے احتیاط کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں' جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''مجذوم سے ایسے بھاگو جس طرح شیر سے بھاگا جاتا ہے'' لیکن عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے' کوئی بیماری متعدی ہے نہ کسی دوا میں شفا ہے۔

❷ بدشگونی لینا بھی منع ہے' اس سے بھی عقیدہ توحید کمزور پڑتا ہے بلکہ یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ جو ہوگا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوگا۔

❸ اچھی بات کرنا اور اچھی بات سننا جس سے دل کو تسلی ہو' جائز ہے۔

❹ مسلمانوں کو خوشخبری سنانا جائز ہے' اس سے دل کو تسلی ملتی ہے اور مایوسی ختم ہوتی ہے۔

١٦٧٥ ـ وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ، وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الدَّارِ، وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ)). متفقٌ عليه.

۱۶۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی ہے نہ بدشگونی لینے کی کوئی حقیقت ہے' اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٢١٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٢٥).

غريب الحديث ☆ (الشوم) ''نحوست، برائی''۔

فقه الحديث ☆ ❶ اس حدیث میں بھی کسی بیماری کے متعدی ہونے اور بدشگونی لینے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں لہٰذا کسی وسوسے کا شکار ہو کر اپنے عقیدے کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔

❷ کوئی بھی چیز بذات خود منحوس نہیں البتہ بعض چیزیں اپنی صفات کی وجہ سے بعض لوگوں کے لیے منحوس یعنی تکلیف کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اس لیے آپ نے کسی بھی چیز کے منحوس ہونے کی نفی فرمائی' کوئی بھی چیز منحوس نہیں۔

١٦٧٦ ـ وعن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ لا يَتَطَيَّرُ. رَوَاهُ أبُو دَاود بإسنادٍ صَحِيحٍ.

۱۶۷۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

توثيق الحديث ☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٣٩٢٠)، وأحمد (٥/ ٣٤٧).

فقه الحديث ☆ رسول اللہ کی اقتدا و اتباع میں بدشگونی نہیں لینی چاہیے۔

١٦٧٧ ـ وعن عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَحْسَنُهَا الْفَأْلُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ)). حَدِيثٌ صَحِيحٌ رواهُ أبو داوُد بإسنادٍ صَحِيحٍ.

۱۶۷۷۔ حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے فال لینے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان میں سب سے اچھی چیز تو نیک فال ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کو (کسی کام کے کرنے سے) نہ روکے' پس جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناگوار گزرے تو اسے یہ کلمات کہنے چاہییں ''اے اللہ! تمام بھلائیاں صرف تو ہی لاتا ہے اور تمام تکلیفیں صرف تو ہی دور کرتا ہے نیز برائی سے بچنا اور نیکی کرنا محض تیری ہی توفیق سے ممکن ہے''۔

(ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثیق الحدیث☆ ضعیف ۔ أخرجه أبو داود (٣٩١٩) بإسناد ضعيف.

یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے کہ اس کی سند میں عروہ بن عامر مختلف فیہ اور حبیب بن ابی ثابت مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے۔ پس ضعیف حدیث قابل حجت نہیں۔

٣٠٥۔ بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيْوَانِ فِي بِسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ دِرْهَمٍ، أَوْ مِخَدَّةٍ، أَوْ دِينَارٍ، أَوْ وِسَادَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّوْرَةِ فِي حَائِطٍ وَسِتْرٍ وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا، وَالْأَمْرِ بِإِتْلَافِ الصُّوَرِ

٣٠٥۔ باب: بستر، پتھر، کپڑے، درہم و دینار اور تکیے وغیرہ پر کسی جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت' اسی طرح دیوار، پردے، عمامے اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو تلف کرنے کا حکم

١٦٧٨۔ عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: ((إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)) متفق عليه.

١٦٧٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت والے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو چیزیں تم نے بنائی تھیں اب انہیں زندہ کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٨٢۔ ٣٨٣ ۔ فتح)، ومسلم (٢١٠٨).

فقه الحديث☆ ❶ تصویر بنانے کی تمام صورتیں حرام ہیں خواہ وہ ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرے کے ذریعے' اس لیے کہ حدیث میں ہاتھ اور کیمرے کی کوئی تخصیص نہیں۔

❷ جاندار چیزوں کی تصویر بنانا حرام ہے جبکہ بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔

❸ حرمت تصویر کی علت یہ ہے کہ مصور تخلیق کرنے میں اللہ تعالیٰ سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے' حالانکہ کہ خالق حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں جب کہ مصور اللہ تعالیٰ کی صفت خالق میں شریک ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

❹ اللہ تعالیٰ تصویر بنانے والوں کو عذاب سے دوچار کرے گا اور فرمائے گا کہ تم نے جن جن چیزوں کی تصویریں بنائیں اب ان میں روح پھونکو اور انہیں زندہ کرو۔ لیکن وہ کیسے زندہ کر سکیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کی عاجزی ظاہر کرے گا۔

❺ البتہ ضرورت کے تحت تصویر بنانا جائز ہے جیسے شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ کے لیے۔

١٦٧٩۔ وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي

١٦٧٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے گھر کی ڈیوڑھی یا طاقچے پر ایک پردہ ڈالا

بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، تَلَوَّنَ وَجْهُهُ، وَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ)) قَالَتْ: فَقَطَعْنَاهُ، فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ. متفقٌ عليه.

((الْقِرَامُ)) بِكَسْرِ الْقَافِ، هُوَ: السِّتْرُ. ((وَالسَّهْوَةُ)) بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ: الصُّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ، وَقِيلَ: هِيَ الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَائِطِ.

ہوا تھا، جس پر تصویریں تھیں، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ''اے عائشہ! قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے مشابہ چیزیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نے اس (پردے) کے ٹکڑے کر دیے اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا لیے۔ (متفق علیہ)

(القرام) قاف کے نیچے زیر ''پردہ''۔ (السهوة) سین پر زبر، گھر کے سامنے ڈیوڑھی یا چبوترہ وغیرہ اور بعض نے کہا طاقچہ یا روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶۵۰) ملاحظہ فرمائیں۔

١٦٨٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ. متفقٌ عليه.

۱۶۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہر مصور جہنمی ہے، اس کی ہر تصویر کے بدلے میں جو اس نے بنائی ہوگی، ایک شخص بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (سائل سے) فرمایا: اگر تم نے ضرور ہی تصویر بنانی ہے تو پھر درخت کی اور بے جان چیز کی تصویر بناؤ۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٤١٦ ـ فتح)، ومسلم (٢١١٠).

فقه الحديث☆ ❶ قیامت والے دن تصویر بنانے والوں کو بہت سخت عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ تم نے جو چیزیں بنائی تھیں ان میں روح پھونکو اور وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔

❷ درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔

١٦٨١ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا، كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)). متفقٌ عليه.

۱۶۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو قیامت والے دن اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ روح پھونکنے کی استطاعت نہیں رکھے گا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٩٣ ـ فتح)، ومسلم (٢١١٠) (١٠٠).

غريب الحديث☆ (كلف) ''اسے مجبور اور پابند کیا جائے گا''۔ (ليس بنافخ) ''وہ روح پھونکنے کی استطاعت نہیں رکھے گا''۔

فقه الحديث☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصویر بنانے والوں کے لیے وعید ہے کہ وہ انہیں قیامت والے دن رسوا کرے گا اور انہیں کہے گا اس میں روح پھونکو، لیکن وہ یہ کام کیسے کر سکیں گے!! جس سے ان کی عاجزی ظاہر ہوگی پھر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

١٦٨٢ـ وعن ابن مسعودٍ رضي الله عنه قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: ((إنَّ أشدَّ النَّاسِ عذابًا يومَ القيامةِ المصوِّرُونَ)). متفقٌ عليه.

۱۶۸۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٩٣ ـ فتح)، ومسلم (٢١٠٩).

فقه الحديث☆ تصویر بنانے والے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

١٦٨٣ـ وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: ((قال الله تعالى: وَمَنْ أظلَمُ ممَّنْ ذهبَ يخلُقُ كخلْقِي! فليخلُقُوا ذرَّةً أو ليخلُقُوا حبَّةً، أو ليخلُقُوا شعيرةً)). متفقٌ عليه.

۱۶۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کرنے کی کوشش کرتا ہے! پس انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ ہی پیدا کر دیں یا ایک دانہ پیدا کر دیں یا پھر ایک جو (کا دانہ) ہی پیدا کر دکھائیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٨٥ ـ فتح)، ومسلم (٢١١١).

غريب الحديث☆ (يخلق كخلقي) ''وہ میری تخلیق کی طرح تخلیق کرنے کی کوشش کرتا ہے'' یہ تشبیہ شکل وصورت بنانے کے لیے ہے ہر جہت کے لحاظ سے نہیں۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا یعنی جس طرح اللہ نے حقیقی طور پر چیزوں کو پیدا فرمایا ہے' تصویریں بنا کر اس طرح کی چیزیں بنانے کو اللہ کی تخلیق کے مشابہ قرار دیا گیا ہے اس لیے ایسا کرنا حرام ہے خواہ مصور کی اس طرح کی نیت ہو یا نہ ہو۔ اس سے تصویر بنانے والوں کے کام کی شدید قباحت ظاہر ہوتی ہے۔

❷ ہر طرح کی جاندار چیز کی تصویر بنانا حرام ہے۔

❸ تصویر بنانے والوں کے عجز کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ تو ایک ذرہ، چیونٹی، کوئی دانہ یا ''جو'' وغیرہ بھی نہیں بنا سکتے۔

❹ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کا بیان ہے کہ پوری دنیا مل جائے تو وہ اللہ کی پیدا کردہ کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز بنانے پر بھی قادر نہیں اور یہ قیامت تک کے لیے پیشین گوئی ہے' اس میں ذرا تبدیلی نہیں آ سکتی۔

١٦٨٤ـ وعن أبي طلحة رضي الله عنه أنَّ رسول الله ﷺ قال: ((لا تدخُلُ الملائكةُ بيتًا فيه كلبٌ ولا صُورةٌ)). متفقٌ عليه.

۱۶۸۴۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا کوئی تصویر ہو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٣٨٠ ـ فتح)، ومسلم (٢١٠٦).

فقه الحديث☆ ❶ شکاری کتے یا حفاظت پر مامور کتوں کے علاوہ بلا مقصد کتے گھر میں رکھنا حرام ہے۔

❷ دیواروں پر تصویریں لٹکانا حرام ہے لیکن افسوس کہ اب تصویروں کو لٹکانا گھر یا دفتر کی زینت کا ضروری حصہ بن چکا ہے۔

❸ ''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں جاتے'' اس سے مراد صرف رحمت کے فرشتے ہیں جو گھر والوں کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جبکہ بندوں کی حفاظت پر مامور فرشتے تو بندوں سے جدا اور الگ نہیں ہوتے۔

١٦٨٥ـ وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال:

۱۶۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام

وعد رسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جبرِيْلُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جِبْرِيْلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ. رواه البخاري.

((رَاثَ)): أَبْطَأَ، وَهُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ.

نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا وعدہ کیا لیکن انھوں نے تاخیر کردی حتیٰ کہ یہ تاخیر رسول اللہ ﷺ پر گراں گزری۔ پس آپ باہر تشریف لائے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کو ملے' آپ نے ان سے تاخیر کی شکایت کی تو انھوں نے فرمایا: ''ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا ہو یا کوئی تصویر ہو''۔ (بخاری)

(راث) ''تاخیر کی''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۳۹۱ ـ فتح).

۱۶۸۶ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ! قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصًا، فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: **((مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ))** ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهِ. فَقَالَ: **((مَتَى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ؟))** فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا دَرَيْتُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((وَعَدْتَنِي، فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي))** فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ. رواه مسلم.

۱۶۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کسی گھڑی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا وعدہ کیا' پس وہ وقت موعود تو آ گیا لیکن حضرت جبریل علیہ السلام تشریف نہ لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کرتی ہیں کہ آپ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمانے لگے: ''اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے اور نہ اس کے رسول''۔ پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ تھا' آپ نے فرمایا: ''یہ کتا کب آیا تھا؟'' پس میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! مجھے تو اس کے بارے میں کوئی پتا نہیں۔ پس آپ نے اس کے بارے میں حکم فرمایا تو اسے باہر نکال دیا گیا۔ تب جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ نے مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا' میں آپ لیے بیٹھا رہا لیکن آپ میرے پاس نہیں آئے''۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے اس (پلے) نے آنے سے روک دیا تھا جو آپ کے گھر میں تھا' اس لیے کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۱۰٤).

فقه الاحاديث☆ ❶ گھروں میں تصویریں یا کتے رکھنا امور خبیثہ میں سے ہے' جس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے دور چلے جاتے ہیں۔

❷ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس دور میں تصویریں بنانا اور کتے پالنا عیسائیوں اور کافروں کا شعار ہے لیکن مسلمان بھی ان کی نقالی میں یہ کام کرتے ہیں اور پھر اسے ترقی پسند اور ترقی یافتہ ہونے کی علامت سمجھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے ڈرائنگ روم اور دفاتر میں قد آور تصاویر آویزاں کی جاتی ہیں اور کہیں پورٹریٹ لگائے جاتے ہیں' کسی نے حصول برکت کے لیے اپنے کسی بزرگ کی تصویر لٹکائی ہوتی ہے حالانکہ تصویر کا لٹکانا تو رحمت و برکت سے محرومی کا ذریعہ ہے کہ وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ناراضی سے بچائے۔

◆ وعدے کی وفا واجب ہے۔

◆ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔

١٦٨٧ـ وَعَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ حَيَّانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْ لَا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۸۷۔ حضرت ابو ہیاج حیان بن حصین بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ وہ یہ ہے کہ تم ہر تصویر کو مٹا ڈالو اور ہر اونچی قبر کو برابر کردو۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٦٩).

غريب الحديث☆ (طمستها) ''تم اسے مٹا ڈالو/ اس کے نشانات بدل ڈالو''۔ (سويته) ''تم اسے زمین کے برابر کردو''۔

فقه الحديث☆ ◆ قبروں کے بارے میں یہ مسئلہ ہے کہ انہیں سطح زمین سے زیادہ بلند نہ کیا جائے' اسی لیے ان پر عمارت بنانا اور انہیں پختہ کرنا حرام ہے۔

◆ تصویروں کو مٹانا اور پھاڑنا واجب ہے۔

◆ حکمرانوں کے لیے واجب ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔

◆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی تطبیق و تبلیغ کے لیے صدق و امانت سے بھرپور جدوجہد کی۔

٣٠٦ـ بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ إِلَّا لِصَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ

۳۰۶۔ باب: شکار یا مویشی یا کھیتی کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھنے کی حرمت

١٦٨٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)). متفقٌ عليه.

وفي رِوَايَةٍ: ((قِيرَاطٌ)).

۱۶۸۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص شکار یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ کتا پالے تو اس کے اجر سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے: ''ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٩/ ٦٠٨ ـ فتح)، ومسلم (١٥٧٤).

غريب الحديث☆ (اقتنى) ''تجارتی مقصد کے لیے کوئی چیز لینا'' یہاں اس سے مراد پالنا ہے۔ (الماشية) ''مویشی'' گائے، بکری اور اونٹ وغیرہ۔

١٦٨٩ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ

۱۶۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کھیتی یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد کے تحت) کتا باندھا تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم

مَاشِيَةٍ)). متفقٌ عليه.

ہوتا رہتا ہے''۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ)).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''جس شخص نے شکار یا مویشی یا زمین کی حفاظت کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے کتا پالا تو اس کے اجر سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے رہتے ہیں''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٥ ـ فتح)، ومسلم (١٥٧٥) (٥٩).

فقه الحديث☆ ❶ بلاضرورت کتا رکھنے والے کے اجر سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہتی ہے۔

❷ شکار، کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔

٣٠٧ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيقِ الْجَرَسِ فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

۳۰۷۔ باب: اونٹ یا دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی لٹکانے اور دوران سفر کتے اور گھنٹی کو ساتھ رکھنے کی ممانعت

١٦٩٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ)). رواه مسلم.

۱۶۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا یا گھنٹی ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢١١٣).

غريب الحديث☆ (لا تصحب) ''ساتھ نہیں ہوتے، رفاقت اختیار نہیں کرتے''۔ (رفقة) ''قافلہ''۔

١٦٩١ـ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

۱۶۹۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: ''گھنٹی شیطان کا آلہ موسیقی ہے''۔ (ابوداود۔ صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه أبو داود (٢٥٥٦)۔ ایک نسخہ میں یہ حدیث صحیح مسلم (۲۱۱۴) کی طرف منسوب ہے۔

غريب الحديث☆ (مزمار) ''آلہ موسیقی'' بانسری وغیرہ۔

فقه الحديث☆ ❶ فرشتے اس قافلے کے ساتھ شریک سفر نہیں ہوتے جس میں کتا یا گھنٹی ہو۔

❷ گھنٹی میں ناقوس (بگل) نصاریٰ کے ساتھ تشبیہ ہے۔

❸ گھنٹی آلہ موسیقی ہے جسے شیطان پسند کرتا ہے اور فرشتے اس سے دور بھاگتے ہیں' پس فرشتوں کی پسند والا کام کرنا چاہیے' اس سے یقیناً اللہ بھی خوش ہوتا ہے۔

❹ گھنٹیاں لٹکانا حرام ہے' بالخصوص انہیں جانوروں کے گلے میں لٹکانا تو اور بھی حرام ہے۔

❺ موسیقی حرام ہے' اس لیے کہ یہ شیطان کی روح کی غذا ہے۔

۳۰۸۔ بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ، فَإِنْ أَكَلَتْ عَلَفًا طَاهِرًا فَطَابَ لَحْمُهَا، زَالَتِ الْكَرَاهَةُ

۳۰۸۔ باب: جلالہ پر سوار ہونا منع ہے' جلالہ سے مراد گندگی کھانے والا اونٹ یا اونٹنی ہے' اگر وہ پاک چارہ کھائے اور اس کا گوشت پاک ہو جائے تو پھر ممانعت کا حکم باقی نہیں رہے گا

١٦٩٢ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي الْإِبِلِ اَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۶۹۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداوٗد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (٢٥٥٨) بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ گندگی کھانے والے جانوروں پر سوار ہونا مکروہ ہے' اس سے مراد ایسے جانور ہیں جن کی زیادہ تر خوراک گندگی ہوتی ہے اور یہ گندگی ان کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے اور پھر ان کے جسم سے بدبو آتی ہے۔ پس ایسے جانوروں پر سوار ہونا اور ان کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ تھوڑی بہت گندگی کھانے والے جانور اس زمرے میں نہیں آتے' اس لیے کہ یہ ان کی عام خوراک نہیں ہوتی۔
❷ اسلام دین نظافت ہے' اس نے طہارت و نظافت کی تاکید اور گندگی و نجاست سے بچنے کی بڑی تلقین کی ہے۔

۳۰۹۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وُجِدَ فِيهِ، وَالْأَمْرِ بِتَنْزِيهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْأَقْذَارِ

۳۰۹۔ باب: مسجد میں تھوکنا منع ہے اور اگر اس میں تھوک پڑا ہو تو اسے دور کرنے اور مسجد کو دیگر گندگیوں سے پاک رکھنے کا حکم

١٦٩٣ - عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)). متفقٌ عليه.

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تُرَابًا اَوْ رَمْلًا وَنَحْوَهُ، فَيُوَارِيْهَا تَحْتَ تُرَابِهِ. قَالَ اَبُو الْمَحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ مِنْ اَصْحَابِنَا فِي كِتَابِهِ ((الْبَحْرِ)) وَقِيْلَ: الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ، اَمَّا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبَلَّطًا اَوْ مُجَصَّصًا، فَدَلْكُهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهِ اَوْ بِغَيْرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيْرٌ مِنَ الْجُهَّالِ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ

۱۶۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن (صاف) کر دینا ہے''۔ (متفق علیہ)

دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہو یعنی وہ کچی ہو تو پھر اسے مٹی کے نیچے چھپا دے۔ یہ بات ہمارے ساتھیوں میں سے ابو المحاسن رویانی نے اپنی کتاب ''البحر'' میں بیان کی ہے اور بعض نے کہا دفن کرنے سے مراد اسے مسجد سے باہر نکال دینا ہے لیکن جب مسجد پتھروں کی بنی ہوئی ہو یا چونا گچ ہو تو پھر جوتے یا جھاڑو وغیرہ کے ذریعے اسے وہاں مل دینا جیسا کہ بہت سے جاہل لوگ

بدفنٍ، بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذَرِ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَوْبِهِ اَوْ بِيَدِهِ اَوْ غَيْرِهِ اَوْ يَغْسِلَهُ.

کرتے ہیں' ایسا کرنا تھوک کو دفن کرنا نہیں بلکہ گناہ میں زیادتی اور مسجد میں گندگی کو بڑھانا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا کرے تو پھر اسے اس کے بعد اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اسے صاف کرے یا پھر اسے دھو دے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۱۱ ـ فتح)، ومسلم (۵۵۲).

غريب الحديث☆ (البصاق) ''تھوک''۔ (دفنها) ''اسے دفن کرنا یا اسے صاف کرنا ہے''۔ (خطيئة) ''گناہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ مساجد کو گندگی وغیرہ سے پاک صاف رکھنا اور ان کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا واجب ہے' اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔

❷ مساجد میں تھوکنا یا کسی بھی طور پر وہاں گندگی پھیلانا حرام ہے۔

❸ اگر کوئی شخص مسجد میں کوئی گندگی پھیلائے تو اسے فوراً اس کی صفائی کرنی چاہیے تا کہ وہ گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے۔

١٦٩٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا، اَوْ بُزَاقًا، اَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ. متفقٌ عليه.

۱۶۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے والی دیوار پر رینٹ، تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ کر صاف کر دیا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۵۰۹ ـ فتح)، ومسلم (۵۴۹).

غريب الحديث☆ (المخاط) ''رینٹ' جو غلاظت ناک سے نکلتی ہے''۔ (البزاق) ''تھوک''۔ (النخامة) ''بلغم''۔ (فحكه) ''اسے کھرچ کر صاف کر دیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ مسجد کی صفائی ستھرائی کرنی چاہیے اور اس کی عملاً ترغیب دلانی چاہیے۔

❷ برائی کو ہاتھ سے روکنا اور اس کی اصلاح کرنا سب سے بڑا درجہ ہے۔

❸ مسجد میں تھوکنا یا بلغم وغیرہ پھینکنا یا وہاں کسی بھی طور پر گندگی پھیلانا حرام ہے۔

١٦٩٥ ـ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ، اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رواه مسلم.

۱۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک یہ مساجد پیشاب کرنے اور گندگی وغیرہ پھیلانے کے لیے نہیں ہیں' بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے لیے ہیں'' یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۵).

غريب الحديث☆ (لاتصلح) ''اس کام کے لیے نہیں''۔

فقه الحديث☆ ❶ آدمی کا پیشاب نجس ہے۔

❷ مساجد کا احترام کرنا اور انہیں ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھنا واجب ہے۔

❸ مساجد کو ذکر' نماز اور تلاوت قرآن کے ذریعے آباد کرنا چاہیے۔

❹ راوی نے روایت کے آخر میں فرمایا ((أو کما قال رسول الله ﷺ)) (یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) راوی یہ الفاظ حدیث بیان کرنے کے بعد احتیاط کے طور پر کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نے ممکن حد تک امانت کے ساتھ حدیث بیان کر دی ہے' درست بات وہی جو آپ نے فرمائی۔ اس طرح کہنے سے وہ کذب کے گناہ سے محفوظ رہتے تھے۔ ایک طرف سلف صالحین کی یہ احتیاط اور دوسری طرف متعصب واعظین جو اپنے مسلک اور طریقے کو سچا اور درست ثابت کرنے کے لیے حدیث گھڑتے وقت یا صحیح حدیث کی تردید کرتے ہوئے ذرا نہیں ڈرتے۔

٣١٠۔ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيْهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

۳۱۰۔ باب: مسجد میں جھگڑا کرنے، آواز بلند کرنے، گمشدہ چیز یا جانور کا اعلان کرنے، خرید و فروخت کرنے اور مزدوری وغیرہ کے معاملات کرنے کی ممانعت

١٦٩٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص کسی آدمی کو مسجد میں گمشدہ چیز یا جانور کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو اسے چاہیے کہ یہ کہے ''اللہ تعالیٰ تجھ پر یہ (چیز، حیوان وغیرہ) نہ لوٹائے'' اس لیے کہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی جاتیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٦٨).

غريب الحديث☆ (ينشد) ''اعلان کرتا ہے''۔ (الضالة) گم شدہ جانور وغیرہ۔

فقه الحديث☆ ❶ مسجد میں گم شدہ چیز یا جانور وغیرہ کا اعلان کرنا منع ہے۔

❷ مساجد عبادت اور ذکر و علم کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

❸ نمازیوں کو تشویش میں مبتلا کرنا حرام ہے۔

❹ نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا واجب ہے' جب اور جہاں کوئی خلاف شریعت کام ہوتا ہو اس کی مقدور بھر اصلاح کرنی چاہیے۔

❺ مسجد میں خرید و فروخت اور مزدوری وغیرہ کے معاملات طے کرنا منع ہے۔

١٦٩٧۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيْعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُوْلُوْا: لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۱۶۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھو تو ''کہو اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت کو نفع مند نہ بنائے'' اور جب تم کسی شخص کو (مسجد میں) کسی گمشدہ جانور یا چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو کہو ''اللہ تعالیٰ اسے تم پر نہ لوٹائے''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح ۔ أخرجه الترمذی (۱۳۲۱)، والدارمی (۱/ ۳۲۶)، والحاکم (۲/ ۵۶) وغیرهم.

غریب الحدیث☆ (یبتاع) ''خریدتا ہو''۔

فقه الحدیث☆ ❶ مسجد میں خرید وفروخت کرنا اور کسی گمشدہ چیز یا جانور کا اعلان کرنا منع ہے۔

❷ اہل معاصی اور خواہش پرستوں کے خلاف بددعا کرنا جائز ہے۔

❸ مساجد آخرت کے بازار ہیں' آخرت کے بازاروں میں امور دنیا کی خرید وفروخت کرنا آداب کے منافی ہے' اس لیے کہ امور دنیا کا امور آخرت سے کوئی تعلق نہیں۔

۱۶۹۸۔ وَعَنْ بُرَیْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا اِلَی الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وَجَدْتَ، اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ)) رواه مسلم.

۱۶۹۸۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کرتے ہوئے کہا کون ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتائے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تو نہ پائے' مسجدیں تو صرف اسی لیے بنائی گئی جس کے لیے بنائی گئی ہیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۵۶۹)۔

غریب الحدیث☆ (دعا الی) ''پتا بتائے''۔ (لمابنیت له) ''جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں'' یعنی ذکر، نماز، قرات قرآن اور درس و تدریس کے لیے۔

فقه الحدیث☆ ❶ گمشدہ چیز یا جانور وغیرہ کا مسجد میں اعلان کرنا منع ہے۔

❷ مساجد تمام مسلمانوں کے دین و دنیا کے مصالح عامہ کے لیے بنائی جاتی ہیں' کسی خاص شخص یا جماعت کے مفادات کے لیے نہیں۔

❸ اگر کوئی شخص گمشدہ جانور کا مسجد میں اعلان کرے تو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ تمہاری یہ چیز واپس نہ آئے جائز ہے۔

❹ مسجد میں کثرت سے ذکر الٰہی اور تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۶۹۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَیْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَاَنْ تُنْشَدَ فِیْهِ ضَالَّةٌ، اَوْ یُنْشَدَ فِیْهِ شِعْرٌ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وقال: حدیثٌ حسنٌ.

۱۶۹۹۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے، گمشدہ چیز یا جانور کا اعلان کرنے اور شعر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ حسن ۔ أخرجه أبو داود (۱۰۷۹)، والترمذی (۳۲۲)، والنسائی (۲/ ۴۷ ۔ ۴۸)، وابن ماجه (۷۴۹).

فقه الحدیث☆ مسجد میں عام شعر پڑھنا منع ہے جبکہ توحید حمد ونعت' سنت اور اصلاحی مضامین پر مشتمل شعر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نبی کی موجودگی میں مسجد نبوی میں شعر پڑھتے تھے۔

۱۷۰۰۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَائْتِنِيْ بِهٰذَیْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مِنْ اَیْنَ

۱۷۰۰۔ حضرت سائب بن یزید صحابی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی نے مجھے کنکری ماری' میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب ؓ تھے' انھوں نے مجھے فرمایا: جاؤ اور ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔ پس میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے آیا تو

أنتُما؟ فقالا: مِنْ أهلِ الطَّائِفِ، فقالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أهلِ الْبَلَدِ، لأوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أصْواتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ! رَوَاهُ الْبُخارِي.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم طائف سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مدینہ شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمھیں ضرور سزا دیتا' تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٥٦٠ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (١) (حصبني) ''مجھے کنکری ماری''۔

فقه الحديث☆ ❶ حاکم وقت یا اس کا نائب اللہ کی مخالفت میں کام کرنے والے کو تعزیری طور پر بدنی سزا دے سکتا ہے۔

❷ کسی لاعلم آدمی کو آداب مساجد یا دیگر آداب نرمی کے ساتھ بتائے جائیں۔

❸ اگر کسی شخص کو کسی مسئلے کا علم نہ ہو اور وہ کوئی غلطی کرے تو اس کی لاعلمی کا عذر قبول کرنا جائز ہے۔

❹ کسی شخص کو متوجہ کرنے کے لیے چھوٹی سی کنکری مارنا جائز ہے۔

❺ مسجد میں اونچی آواز سے باتیں کرنا خلاف ادب ہے' اس سے اجتناب ضروری ہے' مسجد کے تقدس کو برقرار رکھنا چاہیے۔

٣١١ـ بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاثًا أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ

۳۱۱۔ باب: لہسن' پیاز یا گندنا یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر اس کی بدبو زائل کیے بغیر مسجد میں داخل ہونا منع ہے' مگر بوقت ضرورت جائز ہے

١٧٠١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ- يَعْنِي الثُّوْمَ- فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَسَاجِدَنَا)).

۱۷۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس درخت سے کھائے یعنی لہسن کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے''۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''ہماری مساجد کے قریب نہ آئے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣٣٩ ـ فتح)، ومسلم (٥٦١).

١٧٠٢ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلا يَقْرَبَنَّا، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا)). متفقٌ عليه.

۱۷۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس درخت سے کھائے تو وہ ہمارے قریب آئے نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣٣٩ ـ فتح)، ومسلم (٥٦٢).

١٧٠٣ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا)). متفقٌ عليه.

۱۷۰۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لہسن کھائے یا پیاز کھائے تو وہ ہم سے دور رہے یا فرمایا ہماری مسجد سے دور رہے''۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ، وَالْكُرَّاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ)).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''جو شخص پیاز، لہسن اور گندنا کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے' اس لیے کہ فرشتے بھی اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٣٣٩ ـ فتح)، ومسلم (٥٦٤).

غريب الحديث☆ (الكراث) ''گندنا'' یہ پیاز جیسی ہی ایک سبزی ہے جو بدبودار ہوتی ہے۔

١٧٠٤ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ! تَأْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ مَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ: الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ. لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ، فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيْعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا، فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا. رواه مسلم.

۱۷۰۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو اپنے خطبے میں فرمایا: لوگو! تم دو ایسے درخت (سبزیاں) کھاتے ہو جنہیں میں اچھا نہیں سمجھتا' وہ پیاز اور لہسن ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مسجد میں کسی آدمی سے ان دو چیزوں کی بدبو محسوس کرتے تو آپ اس کے بارے میں حکم فرماتے تو اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا۔ پس جو شخص انہیں کھائے تو وہ پکا کر ان کی بدبو زائل کر لے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٦١).

غريب الحديث☆ (ما أراهما) ''میں انہیں (اچھا) نہیں سمجھتا''۔ (خبيثين) ''ناقص، نکمی''۔ (البقيع) ''مدینے کا قبرستان''۔ (فليمتنها) ''ان کی بدبو زائل کرلے''۔

فقه الأحاديث☆ ❶ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتے وقت پیاز، لہسن اور گندنا وغیرہ جیسی بدبودار چیزیں کھانا منع ہے اور یہ ممانعت مسجد میں جاتے وقت کے ساتھ خاص ہے' ویسے یہ سبزیاں حلال ہیں' بس بدبو کی وجہ سے ممانعت ہے' عام حالات میں ان کا استعمال جائز ہے۔

❷ جتنی بدبودار چیزیں ہیں مسجد میں جانے سے پہلے ان کا استعمال کرنا جائز نہیں' جب پیاز اور لہسن جیسی حلال چیزیں استعمال کرنے کی اجازت نہیں تو پھر سگریٹ جیسی حرام اور نہایت بدبودار چیز کے استعمال سے اجتناب تو عام حالات میں بھی نہایت ضروری ہے۔

❸ جن چیزوں سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں ان سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ پس ایسی چیزیں استعمال کر کے مساجد اور علمی حلقوں میں نہیں جانا چاہیے بلکہ حدیث میں ہے ایسے شخص کو اپنے گھر میں بیٹھے رہنا چاہیے۔

❹ اسلام اپنے پیروکاروں کو مل جل کر اکٹھے رہنے کی ترغیب دیتا ہے اور تنفیر و تفریق سے روکتا ہے۔ پس مسلمانوں کو ایسے کام نہیں کرنے چاہئیں جن سے تفریق پیدا ہو۔

❺ سردیوں کے موسم میں بعض حضرات کی جرابوں سے سخت بدبو آتی ہے' جس سے تعفن پیدا ہو جاتا ہے' انہیں بھی چاہیے کہ وہ جرابیں اتار کر نماز پڑھ لیا کریں' اگرچہ مسح جائز ہے۔

٣١٢ ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ يَجْلِبُ

۳۱۲۔ باب: جمعہ کے دن دوران خطبہ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا مکروہ ہے' اس لیے کہ اس سے نیند

النَّوْمَ، فَيُفَوِّتُ اسْتِمَاعَ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوْءِ

آتی ہے جس وجہ سے خطبہ نہیں سنا جاتا اور وضو کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے

١٧٠٥ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَا: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۷۰۵۔ حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے جمعہ کے دن دوران خطبہ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (١١١٠)، والترمذي (٥١٤) وغيرهما وإسناده حسن.

غريب الحديث☆ (الحبوة) گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر ہاتھوں کا حلقہ باندھ کر بیٹھنا۔

فقه الحديث☆ ❶ دوران خطبہ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ بیٹھنے کی یہ ہیئت نیند کو دعوت دیتی ہے جس سے بندہ خطبہ سننے سے محروم رہتا ہے اور وضو بھی ٹوٹ سکتا ہے۔

❷ دوران خطبہ متنبہ ہو کر بیٹھنا چاہیے۔

٣١٣ـ بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحَجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ عَنْ أَخْذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ حَتّٰى يُضَحِّيَ

۳۱۳۔ باب قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک اپنے بال یا ناخن نہیں کاٹنے چاہییں

١٧٠٦ - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ، فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۰۶۔ حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو، جسے وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ جب ذوالحجہ کا چاند نظر آئے تو وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے“۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٩٧٧) (٤٢).

غريب الحديث☆ (ذبح) ”قربانی کا جانور“۔ (فلا يأخذن) ”نہ کاٹے“۔

فقه الحديث☆ جس شخص نے قربانی کرنی ہو تو اسے چاہیے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد اپنی حجامت وغیرہ نہ بنائے اور ناخن بھی نہ کترائے اور جب قربانی سے فارغ ہو جائے تو پھر حجامت وغیرہ بنوائے' تاکہ اس کی قربانی سنت کے مطابق ہو۔ اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ جو شخص قربانی نہیں کر سکتا' اگر وہ بھی ان دس ایام میں بال وغیرہ نہ کٹوائے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا۔ بعض حضرات جو داڑھی منڈواتے ہیں وہ بھی اس سنت کی اتباع میں دس دن داڑھی نہیں منڈواتے' یہ اچھا اور نیک جذبہ ہے لیکن قربانی کرنے کے بعد جب وہ شیو کراتے ہیں تو پھر کس سنت پر عمل کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

٣١٤- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالْآبَاءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّأْسِ، وَحَيَاةِ السُّلْطَانِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ، وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالْأَمَانَةِ وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْيًا

۳۱۴۔ باب: مخلوق کی قسم کھانے کی ممانعت جیسے نبی' کعبہ' فرشتوں، باپ دادا، زندگی، روح، سر، بادشاہ کی زندگی اور اس کے انعامات کی اور کسی کی قبر کی اور امانت کی قسم کھانا نیز امانت کی قسم کھانے کی شدید ممانعت ہے

١٧٠٧- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ، أَوْ لِيَصْمُتْ)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: ((فَمَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ أَوْ لِيَسْكُتْ)).

۱۷۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ' پس جس شخص نے قسم کھانی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے''۔ (متفق علیہ)

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: ''پس جس شخص نے قسم کھانی ہو تو وہ صرف اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٥٣٠ ـ فتح)، ومسلم (١٦٤٦) (٣).

غريب الحديث☆ (الحلف) ''قسم''۔ (ليصمت) ''خاموش رہے''۔

فقه الحديث☆ ❶ باپ دادا اور ان کے علاوہ مخلوق میں سے کسی کی بھی قسم کھانا حرام ہے۔

❷ قسم صرف اللہ ہی کی کھانی چاہیے۔

❸ اگر کوئی شخص قسم کھانا چاہے تو اسے اللہ کی قسم کھانی چاہیے یا پھر وہ خاموش رہے اور غیر اللہ کی قسم نہ کھائے۔

١٧٠٨- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلَا بِآبَائِكُمْ)). رواه مسلم.

((الطَّوَاغِي)): جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الْأَصْنَامُ، وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: ((هٰذِهِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ)): أَيْ: صَنَمُهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ. وَرُوِيَ فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ: ((بِالطَّوَاغِيتِ)) جَمْعُ طَاغُوتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ.

۱۷۰۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بتوں کی قسم کھاؤ نہ باپ دادا کی''۔ (مسلم)

(الطواغی) یہ ''طاغیة'' کی جمع ہے' اس کا معنی ہے ''بت''۔ جس طرح ایک حدیث میں ہے: ((هذه طاغية دوس)) ''یہ دوس کا بت ہے'' یعنی ان کا صنم اور معبود ہے اور مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں ''طواغی'' کی بجائے ''الطواغیت'' مروی ہے جو طاغوت کی جمع ہے' اس کا معنی ہے شیطان اور صنم۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٦٤٨)' والرواية الثانية عند النسائي (٧/ ٧).

فقہ الحدیث:۔ بتوں اور باپ دادا کی قسم کھانا حرام ہے' اسی طرح ان کے علاوہ کسی اور ذات کی قسم کھانا بھی حرام ہے' اس لیے کہ قسم صرف عبادت

کی مستحق ذات کی کھائی جاتی ہے اور عبادت کی مستحق ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں' وہ یکتا ہے۔

۱۷۰۹۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا)). حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

۱۷۰۹۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں''۔ (حدیث صحیح ہے۔ ابوداود نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۳۲۵۳)، وأحمد (۵/ ۳۵۲)، والحاكم (۴/ ۲۹۸).

فقه الحديث☆ ❶ قسم صرف اللہ کے نام کی یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی کھائی جائز ہے اور امانت اللہ کی کوئی صفت نہیں' یہ تو اس کا ایک حکم ہے' اس لیے امانت کی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ اگر کوئی شخص امانت کی قسم کھاتا ہے تو وہ اسے اللہ کے نام اور اس کی صفات کے مشابہ قرار دیتا ہے جو صحیح نہیں۔ حکم اور صفت میں فرق ہے۔

❷ اللہ کے نام اور صفات میں سے کسی صفت کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم کھانا جائز نہیں' ہمارے ہاں جو علاقائی قسمیں کھائی جاتی ہیں' یہ جائز نہیں۔ جیسے مجھے دودھ پتر کی قسم، میرے ہاتھ میں رزق ہے، میں روزی کی گدی پر بیٹھا ہوا ہوں، سورج غروب ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

۱۷۱۰۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِنَ الْاِسْلَامِ، فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَاِنْ كَانَ صَادِقًا، فَلَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

۱۷۱۰۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھائے اور یہ کہے میں اسلام سے بیزار ہوں' اگر وہ جھوٹا ہے تو پھر وہ ویسے ہی ہے جیسے اس نے کہا اور اگر وہ سچا ہے تو پھر بھی وہ اسلام کی طرف سلامتی کے ساتھ ہرگز نہیں لوٹے گا''۔ (ابوداود)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۳۲۵۸)، والنسائي ۷/ ۶)، وابن ماجه (۲۱۰۰).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۵۱) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: لَا وَالْكَعْبَةِ! قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ)). رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ: ((كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ)) عَلَى التَّغْلِيْظِ، كَمَا رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الرِّيَاءُ شِرْكٌ)).

۱۷۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو کعبے کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو انھوں نے فرمایا: تم اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم نہ کھاؤ' اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا شرک کیا''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

بعض علماء نے ''اس نے کفر کیا یا شرک کیا'' کی تفسیر اور وضاحت کی ہے کہ آپ نے یہ الفاظ سخت تنبیہ کے طور پر فرمائے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ریاکاری شرک ہے''۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه الترمذي (۱۵۳۵)، وأحمد (۲/ ۳۴ و ۶۹ و ۸۶ و ۸۷) بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ غیر اللہ کی قسم نہیں کھانی چاہیے خواہ اس چیز کی کتنی ہی عظمت کیوں نہ ہو' جیسے کعبہ، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء وغیرہ۔

❷ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا شرک یا کفر ہے۔

۳۱۵۔ بَابُ تَغْلِيْظِ الْيَمِيْنِ الْكَاذِبَةِ ـــــ ۳۱۵۔ باب: عمداً جھوٹی قسم کھانے کی شدید ممانعت

عَمدًا

١٧١٢ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران : ٧٧] إِلَى آخِرِ الْآيَة. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۱۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مسلمان آدمی کا مال ہتھیانے کے لیے ناحق قسم اٹھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا''۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی تصدیق کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر ہمیں سنائی: ''جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں۔'' آیت کے آخر تک۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ٣٣ ـ فتح)، ومسلم (١٣٨).

غريب الحديث ☆ (حلف) ''قسم اٹھائی''۔ (بغير حقه) ''وہ اپنی قسم اٹھانے میں سچا یا حقدار نہیں''۔

فقه الحديث ☆ ❶ جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانے کی حرمت اور شدید ممانعت۔

❷ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا حرام ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی صفت غضب کا بیان۔

❹ دنیا کا مال و متاع زائل ہونے والا اور قلیل و حقیر ہے جبکہ آخرت کی کامیابی بڑی کامیابی ہے۔

❺ جھوٹی قسم قیامت والے دن بہت بڑے عذاب کا سبب ہوگی' ایسا شخص قیامت والے دن ہر قسم کی بھلائی سے محروم ہوگا' اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا' وہ اس سے کلام فرمائے گا نہ نظر رحمت سے اس کی طرف دیکھے گا۔

❻ قرآن و سنت ایک دوسرے کی تفسیر کرتے ہیں۔

١٧١٣ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ)). رواه مسلم.

۱۷۱۳۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان آدمی کا حق لے لے تو اللہ ایسے شخص کے لیے جہنم کو واجب اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے''۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر چہ وہ چیز معمولی اور تھوڑی سی ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۱۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧١٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ)). رواه البخاري.

۱۷۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا''۔ (بخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ)) قُلْتُ: وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ: ((اَلَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ!)) يَعْنِي بِيَمِيْنٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ.

اور ایک اور روایت میں ہے: ''ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا''۔ اس نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''جھوٹی قسم''۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: جھوٹی قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان آدمی کا مال لے لے۔'' یعنی ایسی قسم کے ساتھ مال لے لے جس میں وہ جھوٹا ہو۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۴۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۱۶۔ بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوْفَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِيْنِهِ

۳۱۶۔ باب: جو شخص کسی کام پر حلف اٹھالے پھر وہ اس کے علاوہ دوسرے کام کو بہتر سمجھے تو اس کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ اسے اختیار کر لے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے

١٧١٥۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ)). متفقٌ عليه.

۱۷۱۵۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تم کسی کام پر حلف اٹھالو پھر تم اس کے علاوہ دوسرے کام کو بہتر سمجھو تو اس بہتر کام کو اختیار کرلو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردو''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۷۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧١٦۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)). رواه مسلم.

۱۷۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کام پر حلف اٹھائے پھر وہ اس کے علاوہ دوسرے کام کو بہتر سمجھے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور جو بہتر کام ہے وہ کرلے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٦٥٠).

فقه الحديث☆ ❶ ایسی قسم توڑنا مستحب ہے جس پر عمل نہ کرنا اللہ کے ہاں افضل و بہتر ہو۔

❷ جو شخص اپنی قسم توڑے وہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور کفارہ قسم توڑنے پر مرتب ہوتا ہے ویسے نہیں۔

❸ یہ حدیث مصالح اور مفاسد کے اصول کے لیے دلیل ہے جس پر شریعت کا مدار ہے' پس جس کام میں مصلحت ہو اسے مقدم کرنا راجح ہے' اسی طرح فساد کو دور کرنا بھی راجح ہے۔

١٧١٧۔ وَعَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۷۱۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنِّيْ وَاللّٰهِ! اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ، ثُمَّ اَرٰى خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ، وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)). متفقٌ عليه.

فرمایا: ''بے شک اللہ کی قسم! اللہ نے چاہا تو میں جب کسی کام پر حلف اٹھاؤں گا پھر میں اس سے بہتر کام دیکھوں گا تو میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا اور وہ کام اختیار کرلوں گا جو بہتر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۵۱۷ ـ فتح)، ومسلم (۱۶۴۹).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۷۱۶) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۱۸ـ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاَنْ يَلَجَّ اَحَدُكُمْ فِيْ يَمِيْنِهِ فِيْ اَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). متفقٌ عليه.

قولُهُ: ((يَلَجَّ)) بفتحِ اللامِ، وتشديدِ الجيمِ: اَيْ يَتَمَادٰى فِيهَا، وَلَا يُكَفِّرُ، وقولُهُ: ((آثَمُ)) هو بالثاءِ المثلثة، اَيْ: اَكْثَرُ اِثْمًا.

۱۷۱۸ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی شخص کا اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم پر اڑے رہنا اور اس کا کفارہ ادا نہ کرنا اس کے لیے اللہ کے ہاں اس بات سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اس قسم کا کفارہ ادا کردے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے''۔ (متفق علیہ)

(يلج) لام پر زبر' جیم پر شد ''قسم پر اڑا رہے اور اسے توڑ کر کفارہ ادا نہ کرے''۔ (آثم) ثاء کے ساتھ ''زیادہ گناہگار''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۵۱۷ ـ فتح)، ومسلم (۱۶۵۵).

فقه الحديث☆ ❶ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص ایسی قسم اٹھالے جو اس کے گھر والوں کے متعلق ہو اور اس میں ان کا نقصان ہو تو پھر اسے اپنی قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ ادا کرنے کے بعد وہ کام کرلینا چاہیے جو بہتر ہے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ میں قسم نہیں توڑوں گا' اس سے میں گناہ گار ہوجاؤں گا' لہٰذا میں اپنی قسم پر اڑا رہوں گا تو اس کی یہ سوچ درست نہیں بلکہ اس کا قسم نہ توڑنا زیادہ گناہ کی بات ہے۔

❷ اگر قسم توڑنے میں مصلحت ہو تو پھر قسم کا توڑنا افضل ہے۔

❸ اپنے گھر والوں سے تکلیف دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے' صرف اپنی خواہش کی تکمیل نہیں کرنی چاہیے۔

❹ خطا اور غلطی سے رجوع کرلینا اس پر اڑے رہنے اور اصرار کرنے سے بہتر ہے' اسے رجوع کرنے والے کی غلطی کی کمزوری تصور نہیں کرنا چاہیے۔

❺ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو لباس پہنانا یا ایک گردن (غلام) آزاد کرنا ہے' اگر طاقت نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھنا ہے۔

۳۱۷ـ بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِيْنِ وَاَنَّهٗ لَا كَفَّارَةَ فِيْهِ، وَهُوَ مَا يَجْرِيْ عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِيْنِ كَقَوْلِهٖ عَلَى الْعَادَةِ: لَا وَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ، وَنَحْوِ

۳۱۷ـ باب: لغو قسم کے معاف ہونے کا بیان اور یہ کہ اس میں کفارہ نہیں اور لغو قسم وہ ہے جو ارادۂ قسم کے بغیر عادت کے طور پر زبان پر آجائے' جیسے لا واللہ، وبلی واللہ اور اس طرح کے دیگر الفاظ

ذٰلِكَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ﴾ [المائدة: ۸۹].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لغو (لا یعنی' بے فائدہ) قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں فرماتا بلکہ وہ ان قسموں پر مؤاخذہ کرتا ہے جن کو تم نے مضبوطی سے باندھا۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ پس جو اس کی طاقت نہ رکھے تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو''۔

شرح الآیۃ: لغو قسم جس کا کفارہ اور مؤاخذہ نہیں' یہ وہ ہیں کہ جو انسان عادت کے طور پر کھاتا رہتا ہے لیکن جو ارادۃً اور پختہ قسمیں کھائی جائیں تو انہیں توڑنے کی صورت میں ان کا کفارہ بیان کیا گیا ہے اور ان مذکورہ چیزوں میں کسی ایک کے اختیار کرنے کا حق دیا گیا ہے اور کفارہ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تدریج کے اصول پر کاربند ہے یعنی آسان سے مشکل کی طرف۔ اگر کوئی شخص کھانا کھلانے یا لباس پہنانے یا گردن آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ متواتر تین روزے رکھے۔ پس یہ قسم کا کفارہ ہے اور یہ بھی بتایا کہ قسم کی حفاظت کرنی چاہیے' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر معاملے میں قسم کھانے سے اجتناب کرو اور اگر قسم کھاؤ تو اسے پورا کرو بشرطیکہ گناہ کا کام نہ ہو۔

۱۷۱۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ﴾ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۷۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ﴾ ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو ویسے ہی کہتا رہتا ہے اللہ کی قسم! کیوں نہیں اللہ کی قسم! (وغیرہ)۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۲۷۵ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر وسعت رحمت کا بیان ہے کہ وہ ان پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ رحیم ہے۔
❷ ارادۂ قسم کے بغیر عادت کے طور پر قسم کے الفاظ زبان پر آجائیں تو اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہیں فرماتا۔
❸ لغو قسم کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ یہ ایسی قسم ہے جو ارادے کے بغیر زبان پر آجائے۔
❹ قسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) یمین غموس: جھوٹی قسم۔ اس کے لیے توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ صاحب حق کو اس کا حق ادا کیا جائے۔ (۲) لغو قسم: اس پر گناہ ہے نہ کفارہ۔ (۳) دل کے پورے ارادے کے ساتھ قسم کھانا: اس کے توڑنے پر کفارہ ہے۔

۳۱۸۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا

۳۱۸۔ باب: بیع کرتے وقت قسم اٹھانے کی کراہت اگرچہ وہ سچا ہی ہو

۱۷۲۰۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۱۷۲۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ)). متفق عليه.

ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قسم سودے کے بکنے کا ذریعہ ہے لیکن کمائی (کی برکت) مٹانے کا بھی ذریعہ ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۸/ ۲۷۵ ـ فتح)، ومسلم (۱٦۰٦).

غريب الحديث☆ (منفقة) یہ سودے کے (زیادہ اور جلد) بکنے کا ذریعہ ہے۔ (السلعة) ''سودا''۔ (ممحقة للكسب) یہ اسماعیلی اور نسائی کے الفاظ ہیں یعنی قسم برکت کو لے جاتی ہے بخاری کی روایت میں ''ممحقة للبركة'' کے الفاظ ہیں ''برکت کو ختم کرنے والی ہے''۔ اور مسلم کی روایت میں ''ممحقة للربح'' کے الفاظ ہیں ''نفع کو ختم کرنے والی ہے'' ان الفاظ میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تفسیر ہیں۔

۱۷۲۱ـ وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ)). رواه مسلم.

۱۷۲۱۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بیع کرتے وقت زیادہ قسمیں اٹھانے سے بچو' اس لیے کہ اس سے سودا تو زیادہ اور جلد بک جاتا ہے لیکن یہ طریقہ برکت کو ختم کر دیتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱٦۰۷).

فقه الحديث☆ ❶ سودا بیچتے وقت قسمیں نہ اٹھانے کی ترغیب' اس لیے کہ قسمیں اٹھانے کے درج ذیل چند ایک نقصانات ہیں:۔

① اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کو سودا بیچنے اور دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام کے شایان شان نہیں۔

② قسمیں اٹھانے سے خریدار دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

❷ سودا بیچتے وقت سچی قسم اٹھانا بھی مکروہ ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو پھر یہ جھوٹی قسم ہے۔

❸ قسم اٹھا کر سودا بیچنے سے سودا تو جلد اور زیادہ بک جاتا ہے لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے۔

۳۱۹ـ بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يَسْأَلَ الْإِنْسَانُ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ، وَكَرَاهَةِ مَنْعِ مَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَتَشَفَّعَ بِهِ

۳۱۹۔ باب: اللہ تعالیٰ کے واسطے سے جنت کے علاوہ کسی اور چیز کا سوال کرنا نامناسب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے اور اس کے ذریعے سفارش کرنے والے کو انکار کرنا ناپسندیدہ ہے

۱۷۲۲ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا الْجَنَّةُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

۱۷۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر صرف جنت کا سوال کیا جائے''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه أبو داود (۱٦۷۱).

یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے کہ اس کی سند میں سلیمان بن معاذ راوی ضعیف ہے' بہت سے ائمہ جرح وتعدیل نے اس پر کلام کیا ہے۔

غريب الحديث☆ (لا يسأل) ''نہ مانگا جائے' طلب نہ کیا جائے''۔ (بوجه الله) ''اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطے سے''۔ (إلا الجنة) ''مگر جنت'' یعنی صرف جنت کا سوال کیا جائے۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے اس لیے قابل استدلال اور قابل حجت نہیں۔ اس میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ صرف جنت کا سوال کیا جائے اس طرح حصر پیدا کرنا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور صراط مستقیم کا سوال کیا جا سکتا ہے جو انسان کو جنت تک لے جاتا ہے اور ویسے بھی امام نووی رحمہ اللہ نے کراہت کا باب باندھا ہے نہ کہ عدم جواز کا۔

۱۷۲۳۔ وعن ابن عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ، فَأَعِيذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ، فَأَعْطُوْهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ، فَأَجِيبُوْهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْنَهُ، فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ)). حَدِيثٌ صَحِيحٌ رواه أبو داود، والنسائي بأسانيد الصحيحين.

۱۷۲۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو، جو شخص اللہ کے واسطے سے مانگے تو اسے عطا کردو اور جو شخص تمہیں دعوت دے تو اسے قبول کرو اور جو شخص تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کرے تو تم اسے بدلہ دو اور اگر تم اسے بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ پاؤ تو اس کے لیے اتنی دعا کرو حتیٰ کہ تمہیں یقین آجائے کہ تم نے اسے بدلہ دے دیا ہے''۔ (ابوداؤد اور نسائی نے اسے صحیحین کی سندوں سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه أبو داود (١٦٧٢)، والنسائي (٥/ ٨٢) وغيرهم بإسناد صحيح.

غريب الحديث☆ (استعاذ) ''پناہ طلب کرے''۔ (کافئوہ) ''اس کے احسان کے برابر احسان کرو یعنی پورا پورا بدلہ دو''۔

فقه الحديث☆ ❶ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دینے کی ترغیب ہے اس لیے کہ اس نے جس ذات کے واسطے سے پناہ طلب کی ہے اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ اسے پناہ دی جائے۔

❷ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے سے کسی سے کوئی چیز طلب کرے تو اگر اس کے پاس وہ چیز ہو تو اسے ضرور دینی چاہیے۔ لیکن اگر سائل کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ ضرورت مند نہیں بلکہ یہ تو پیشہ ور گداگر ہے تو پھر اسے نہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں تاکہ اس گداگری کی حوصلہ شکنی ہو۔

❸ اگر کوئی شخص دعوت دے تو اسے قبول کرنا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ کی معصیت والی دعوت کا انکار کرنا چاہیے۔

❹ مسلمان کے اخلاق کا تقاضا ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ نیکی کرے تو بدلے میں یہ بھی اس کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک کرے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اس کے حق میں خوب دعا کرنی چاہیے اور ''جزاك الله خيرا'' کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ کلمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس میں احسان کرنے والے کی تعریف میں مبالغہ ہے۔

۳۲۰۔ بَابُ تَحْرِيْمِ قَوْلِ شَاهِنْشَاه لِلسُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ، لِأَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ، وَلَا يُوْصَفُ بِذٰلِكَ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى

۳۲۰۔ باب: بادشاہ وغیرہ کو شہنشاہ کہنا حرام ہے اس لیے کہ اس کے معنی ہیں بادشاہوں کا بادشاہ اور یہ وصف صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے شایان شان ہے

۱۷۲٤۔ عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

۱۷۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے ذلیل ترین نام یہ ہے کہ کوئی

رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ)). متفقٌ عليه.

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: ((مَلِكُ الْأَمْلَاكِ)) مِثْلُ شَاهِنْشَاه.

آدمی اپنا نام شہنشاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) رکھے"۔ (متفق علیہ)

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ دونوں ہم معنی ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۸۸ ـ فتح)، ومسلم (۲۱۴۳).

غريب الحديث☆ (أخنع) "ذلیل ترین"۔

فقه الحديث☆ ❶ جو شخص خود کو شہنشاہ کہلوائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل ترین اور حقیر ترین لوگوں میں سے ہے۔

❷ اس نام میں تکبر اور بڑائی کا پہلو ہے اور یہ صرف اللہ ہی کے شایان شان ہے اور اسی طرح اللہ کے اسماء میں سے کوئی نام رکھنا حرام ہے اور اس کی صفات میں سے کسی صفت کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرنا بھی حرام ہے۔

❸ ہر چیز میں ادب واجب ہے۔

❹ اگر اللہ تعالیٰ کے باغی و کروفر شان و شکوہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو ان کی اس شان و شوکت سے کسی غلطی فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے' اس لیے کہ معصیت کی ذلت ان کی گردنوں پر ہے۔

❺ ایسے القابات جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایان شان ہیں' ان سے مخلوق میں سے کسی کو متصف کرنا حرام ہے جیسے بادشاہ کو "جلالة السلطان" اور "صاحب السمو" وغیرہ کہنا۔ اسی طرح "قاضي القضاة" کہنا بھی درست نہیں' البتہ "اقضى القضاة" کہنا درست ہے۔ واللہ اعلم!

۳۲۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدِي وَنَحْوِهِ

۳۲۱۔ باب: فاسق اور بدعتی کو سید (سردار، آقا) وغیرہ کہنے کی ممانعت

۱۷۲۵۔ عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْلُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا، فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۷۲۵۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم منافق کو سید (سردار، آقا) نہ کہو' اس لیے کہ اگر وہ سردار بھی ہوا تو تم نے (اسے سردار کہہ کر) اپنے رب عزوجل کو ناراض کر لیا"۔ (ابوداود۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (۷۶۰)، وأبو داود (۴۹۷۷)، وأحمد (۵/ ۳۴۶ـ ۳۴۷).

اس کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

غريب الحديث☆ (السيد) "سردار، آقا"۔ لفظ سید کا اطلاق قوم کے بڑے شخص پر ہوتا ہے' جسے دوسرے لوگوں پر فوقیت اور اعلیٰ قدر و منزلت حاصل ہو' نیز اس کا اطلاق زعیم و فاضل اور حلیم و کریم اور مالک و زوج پر بھی ہوتا ہے۔ (إن يك سيدًا) "اگر وہ سردار ہوا"۔ (أسخطتم ربكم) "تم نے اس منافق کو سردار کہہ کر اپنے رب کو ناراض کر لیا"۔

فقه الحديث☆ ❶ منافق اور اس قسم کے کردار کے حامل شخص کی تعظیم کرنا حرام ہے۔

❷ ایسے لوگوں کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

❸ مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ منافقوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز نہ کریں کہ مسلمانوں کے امور ان کے اختیار میں چلے جائیں

اور مسلمان ان کے ماتحت ہو جائیں بلکہ ایسے لوگوں کو ذلت اور پستی کی زندگی گزارنے پر مجبور کرنا چاہیے اس لیے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی مخالفت کی ہے۔

❷ منافق کے اس حکم میں فاسق، کافر، ملحد، مشرک، بدعتی اور اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کو اہمیت نہ دینے والے تمام قسم کے لوگ شامل ہیں۔

تنبیہ: اہل ایمان اور اہل علم وفضل کے لیے "سید" کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے جیسے:

① صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ((ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ تعالیٰ أن یصلح به بین فئتین من المسلمین))۔

② صحیحین کی روایت میں ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ((قوموا إلی سیدکم))۔

③ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ((انظروا إلی ما یقول سیدکم))۔

٣٢٢۔ بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمّٰى

۳۲۲۔ باب: بخار کو برا بھلا کہنا ناپسندیدہ ہے

١٧٢٦۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ، اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: ((مَا لَكِ يَا اُمَّ السَّائِبِ. اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ. تُزَفْزِفِيْنَ؟)) قَالَتْ: الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ: ((لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)).

رواه مسلم.

((تُزَفْزِفِيْنَ)) اَيْ: تَتَحَرَّكِيْنَ حَرَكَةً سَرِيْعَةً، وَمَعْنَاهُ: تَرْتَعِدُ، وَهُوَ بِضَمِّ التَّاءِ وَبِالزَّايِ الْمُكَرَّرَةِ، وَالفاء المكررة، وروي أيضا بالراء المكررة والقافين.

۱۷۲۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سائب یا ام مسیب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: "اے ام سائب! یا اے ام مسیب! کیا وجہ ہے کہ تم کانپ رہی ہو؟" انھوں نے عرض کیا: بخار ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دے۔ آپ نے فرمایا: "تم بخار کو برا بھلا نہ کہو اس لیے کہ یہ انسان کے گناہ اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل اور زنگ وغیرہ دور کر دیتی ہے"۔ (مسلم)

(**تزفزفین**) یعنی تیزی سے حرکت کر رہی تھیں اس کا معنی ہے کہ وہ کانپ رہی تھیں۔ یہ تاء کی پیش کے ساتھ ہے اور زاء اور فاء دونوں مکرر ہیں اور یہ راء مکرر اور قاف مکرر کے ساتھ بھی مروی ہے (یعنی تُرَقْرِقِیْنَ)۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۲۵۷۵)۔

غریب الحدیث☆ (الحمی) "بخار"۔ (خطایا) "گناہ"۔ (الکیر) "بھٹی"۔ (خبث الحدید) "لوہے کی میل کچیل" یعنی زنگ وغیرہ۔

فقه الحدیث☆ ❶ مسلمان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ اس کے گناہوں کا کفارہ اور اس کے رفع درجات کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

❷ جو چیز اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہو اسے برا بھلا نہیں کہنا چاہیے خواہ انسان کو اس میں تکلیف برداشت کرنی پڑے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہیے اس لیے کہ یہ صبر ورضا کے منافی ہے۔

❻ رسول اللہ ﷺ نے علوم دین کو سمجھانے کے لیے بہت آسان انداز تعلم اختیار فرمایا اور معروف قسم کی مثالیں بیان فرمائیں تا کہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ آ جائے۔ جیسا کہ اس حدیث میں بھٹی کی مثال بیان فرمائیں۔

٣٢٣۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ، وَبَيَانَ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

۳۲۳۔ باب: ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت اور ہوا کے چلتے وقت کی دعا

١٧٢٧۔ عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ، فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ)). رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۷۲۷۔ حضرت ابومنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا بھلا نہ کہو جب تم اس میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو یہ دعا پڑھو'' اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے اس ہوا کے شر سے اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے پناہ طلب کرتے ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٧١٩)، والترمذي (٢٢٥٢)، والنسائي في ((عمل اليوم والليلة)) (٩٣٣)، وأحمد (٥/ ١٢٣) وغيرهم.

غريب الحديث☆ (ما تكرهون) یعنی ہوا کی شدت جو تمہیں ناپسند اور ناگوار ہو۔ (خير هذه الريح) ''اس ہوا کی بھلائی'' یعنی بادلوں کو جمع کرنے والی جس سے بارش ہوتی ہے۔ (خير ما فيها) ''وہ بھلائی جو اس میں ہے'' جیسے کشتیوں کا چلنا۔ (شر هذه الريح) ''اس ہوا کے شر'' یعنی اس کی تندی اور شدت۔ (وشر ما فيها) ''اس شر سے جو اس میں ہے'' یعنی تباہی وغیرہ سے۔

فقه الحديث☆ ❶ ہوا کی ظاہری کیفیت دیکھ کر اسے برا بھلا نہیں کہنا چاہیے' اس لیے کہ اس میں جو خیر یا شر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔

❷ اگر کسی چیز میں خیر و شر کے دونوں پہلو ہوں تو اللہ سے اس کی بھلائی والا پہلو طلب کرنا چاہیے اور اس کے شر والے پہلو سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

❸ ظواہر کونیہ اللہ کی آیات میں سے ہیں' ان میں خیر و بھلائی اور رحمت ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے خیر و بھلائی سے نواز دیتا ہے اور ان میں ہلاکت و بربادی کا سامان بھی ہوتا ہے' وہ جسے چاہتا ہے ہلاکت سے دوچار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت و عافیت طلب کرتے رہنا چاہیے۔

١٧٢٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ، وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسُبُّوهَا، وَسَلُوا اللّٰهَ خَيْرَهَا، وَاسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا)). رواه أبو داود

۱۷۲۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہوا بھی بندوں کے لیے اللہ کی رحمت ہے' یہ رحمت لے کر آتی ہے اور کبھی عذاب لاتی ہے' جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا نہ کہو' اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر و بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو''۔ (ابوداود۔ سند حسن ہے)

بإسنادٍ حسنٍ.

قوله ﷺ: ((مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ)) هُوَ بِفَتْحِ الرَّاءِ: أَيْ: رَحمته بعباده.

(من روح اللہ) راء پر زبر یعنی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے۔

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (۷۲۰) وأبو داود (۵۰۹۷) وابن ماجه (۳۷۲۷).

۱۷۲۹ـ وَعَنْ عائشةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ)). رواه مسلم.

۱۷۲۹۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تو نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے' سوال کرتا ہوں اور میں اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے' تیری پناہ طلب کرتا ہوں''۔(مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۸۹۹) (۱۵).

غريب الحديث☆ (عصفت) ''تند و تیز''۔

فقه الحديث☆ ❶ ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک حصہ ہے' اس لیے اسے برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

❷ ہوا میں بلاد و عباد کے لیے خیر کثیر بھی ہے اور حرث و نسل کی تباہی کا سامان بھی' اس لیے بندے کو چاہیے کہ اس کی خیر کا سوال کرے اور اس کے شر سے پناہ طلب کرے۔

❸ اگر کوئی خوفناک صورت حال ہو تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

❹ برا بھلا کہنا اور گالی دینا مسلمان کی شان ہے نہ اس کا شیوہ۔

❺ امام شافعی ؒ نے فرمایا: کسی بھی بندے کے لیے لائق نہیں کہ وہ ہوا کو برا بھلا کہے' اس لیے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے' اس کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے اور اس کی مطیع ہے' وہ جب چاہتا ہے اسے رحمت بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے عذاب بنا دیتا ہے۔

۳۲۴۔ بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ

۳۲۴۔باب: مرغ کو برا بھلا کہنا ناپسندیدہ ہے

۱۷۳۰ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ)). رواه أبوداود بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۷۳۰۔حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرغ کو برا بھلا نہ کہو' اس لیے کہ وہ نماز کے لیے بیدار کرتا ہے''۔(ابوداود۔سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۵۱۰۱).

فقه الحديث☆ مرغ کو برا بھلا کہنا منع ہے' اس لیے کہ یہ لوگوں کو نماز کے لیے جگاتا ہے' پس ہر اس چیز کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے جو نیکی میں مسلمان کی مدد و معاون ہو' ایسی چیزوں کی قدر کرنی چاہیے خواہ وہ مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

۳۲۵۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ:

۳۲۵۔باب: یہ کہنا منع ہے کہ ہمیں فلاں ستارے کی

مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

۱۷۳۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا. فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ)). متفقٌ عليه.

وَالسَّمَاءُ هُنَا: الْمَطَرُ.

وجہ سے بارش نصیب ہوئی

۱۷۳۱۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر رات کی بارش کے بعد ہمیں صبح کی نماز پڑھائی' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بندوں میں سے کچھ نے یہ صبح مجھ پر ایمان کے ساتھ کی ہے اور کچھ نے میرے ساتھ کفر کر کے کی ہے۔ پس جس نے تو یوں کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے بارش نصیب ہوئی ہے تو یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا منکر ہے اور جس نے یوں کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی ہے تو یہ میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے''۔ (متفق علیہ)

(السماء) یہاں اس کے معنی بارش کے ہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۳۳۳ ـ فتح)، ومسلم (۷۱).

غريب الحديث☆ (إثر سماء) ''بارش کے بعد''۔ (نوء) ''ستاروں کے طلوع وغروب کی وجہ سے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی نعمت بیان کرنا اور اس کے فضل کو صرف اسی طرف منسوب کرنا چاہیے۔

❷ اگر کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو صاف کہہ دینا چاہیے ''**الله أعلم**'' اور یونہی انکل پچو نہیں لگانے چاہئیں۔

❸ شرک کی تمام اقسام حرام ہیں۔

❹ امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے یہ کہہ دیا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی ہے' جیسا کہ مشرک کہا کرتے تھے اور وہ حالات و حوادثات اور ستاروں کے طلوع و غروب کو نزول بارش کا سبب سمجھتے تھے' تو یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے' اس لیے کہ ''نوء'' (ستارہ) مخلوق ہے اور مخلوق اپنے یا کسی اور کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتی۔ پس اس حدیث نے جاہلیت کے تمام ظنون باطلہ کا رد کر دیا جو وہ کہا کرتے تھے کہ فلاں ستارہ طلوع ہوتا ہے تو ایسے ہوتا ہے اور فلاں ستارہ غروب ہوتا ہے تو ایسے ہوتا ہے۔ بعض لوگ دم دار ستارے کو منحوس سمجھتے ہیں کہ اس کے طلوع ہونے سے مصائب نازل ہوتے ہیں' ایسی کوئی بات نہیں' فاعل حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' وہی تمام امور کی تدبیر کرتا ہے پس ہر کام کی نسبت اسی کی طرف کرنی چاہیے جو اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔

۳۲۶۔ بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ: يَا كَافِرُ

۳۲۶۔ باب: کسی مسلمان کو کافر کہنا حرام ہے

١٧٣٢ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ)). متفقٌ عليه.

۱۷۳۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو اے کافر! کہتا ہے تو یہ کلمہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ آتا ہے' اگر تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے تو ٹھیک ورنہ پھر یہ کلمۂ کفر اس کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۱٤ ـ فتح)، ومسلم (٦٠).

غريب الحديث☆ (باء) ''لوٹ آتا ہے''۔

١٧٣٣ ـ وعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللّٰهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)). متفقٌ عليه.

((حَارَ)): رجع.

۱۷۳۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا اسے اللہ تعالیٰ کا دشمن قرار دیا' جب کہ وہ ایسا نہ ہو' تو یہ کفر اسی کی طرف لوٹ آتا ہے''۔ (متفق علیہ)

(حار) اس کا معنی ہے ''لوٹ آتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ٤٦٤ ـ فتح)، ومسلم (٦١).

فقه الأحاديث☆ ❶ کسی مسلمان بھائی کو اے کافر! کہنے پر سخت ڈانٹ ہے۔

❷ فتنۂ تکفیر سے دو میں سے ایک ضرور متاثر ہوتا ہے' اگر تو وہ آدمی جس کے بارے میں فتویٰ کفر صادر اور مہر کفر ثبت کی جاتی ہے' کافر نہیں ہے تو پھر یہ فتویٰ اسی مفتی کی طرف لوٹ آتا ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ مسلمانوں کو کافر بنا رہا ہے' حالانکہ اس کا کام تو کافروں کو مسلمان بنانا تھا لیکن یہ الٹی راہ پر چل نکلا۔

❸ اس حدیث سے یہ قاعدہ معلوم ہوا کہ ظن وتخمین اور احتمالات کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے' ہاں اگر کسی شخص کے بارے میں ٹھوس ثبوت اور دلائل موجود ہوں کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد ہی کا دشمن ہے تو پھر ایسے شخص کی تکفیر ضروری ہے تاکہ دوسرے مسلمان اس کے فتنے سے محفوظ رہیں۔

٣٢٧ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ وَبَذَاءِ اللِّسَانِ

۳۲۷۔ باب: فحش گوئی اور بدزبانی کی ممانعت

١٧٣٤ ـ عنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۷۳۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش گو ہوتا ہے نہ بدزبان''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۵۵۵) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧٣٥ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۱۷۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

فرمایا: ''بے ہودگی جس چیز میں بھی ہوگی اسے عیب دار اور ناقص بنادے گی اور حیا جس چیز میں بھی ہوگی اسے خوبصورت اور کامل بنادے گی''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) (٦٠١)، والترمذي (١٩٧٤)، وابن ماجه (٤١٨٥).

غريب الحديث☆ (الفحش) ''بدزبانی''۔ (شانه) ''اسے عیب دار اور ناقص بنادیا''۔ (زانه) ''اسے خوبصورت اور کامل بنادیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ فحش گوئی اور بے ہودگی ترک کرنے کی ترغیب ہے' اس لیے کہ فحش گو ناقص' عیب دار اور خلاف مروت کاموں کا شکار ہوجاتا ہے۔

❷ اگر کوئی شخص بے ہودگی کا شکار ہوجاتا ہے تو پھر اس کی شخصیت عیب دار اور مجروح ہوجاتی ہے۔

❸ حیا کی تعریف بیان کی گئی ہے اور اس سے آراستہ ہونے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

❹ حیا انسان کو ایسے کام ترک کرنے پر آمادہ کرتی ہے جو اس کے لیے قابل ملامت ہوں اور انسان کو عیب او رنقص والی زندگی سے باز رکھتی ہے' اسی لیے جس میں حیا ہو وہ لوگوں کی نظروں میں مزین اور خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔

٣٢٨ـ بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيرِ فِي الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيْهِ وَتَكَلُّفِ الْفَصَاحَةِ، وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِّ اللُّغَةِ، وَدَقَائِقِ الْإِعْرَابِ فِيْ مُخَاطَبَةِ الْعَوَامِّ وَنَحْوِهِمْ

۳۲۸۔ باب: گفتگو میں تصنع کرنا، باچھیں کھولنا، تکلف سے فصاحت کا اظہار کرنا اور عوام وغیرہ سے مخاطب ہوتے وقت غیر معروف الفاظ اور دقیق معانی بیان کرنا ناپسندیدہ ہے

١٧٣٦ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ)) قَالَهَا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

((اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ)): الْمُبَالِغُوْنَ فِي الْأُمُوْرِ.

۱۷۳۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مبالغہ آرائی کرنے والے اور تکلف سے کام لینے والے ہلاک ہوگئے''۔ آپ نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی۔ (مسلم)

(المتنطعون) ''امور میں مبالغہ آرائی کرنے والے''۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧٣٧ـ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالترمذي، وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۷۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ آدمیوں میں سے بلاغت کا اظہار کرنے والے اس شخص کو براجانتا ہے جو بات کرتے وقت اپنی زبان کو اس طرح پھیرتا ہے جس طرح گائے جگالی کرتے وقت اپنی زبان کو پھیرتی ہے''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده ـ أخرجه أبو داود (٥٠٠٥)، والترمذي (٢٨٥٣)، وأحمد (٢/ ١٦٥ و ١٨٧).

اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں سوائے عاصم بن سفیان کے' وہ صدوق ہے۔ اور مسند احمد (۱/۱۷۵-۱۷۶' ۱۸۴) میں سیدنا سعد

کی حدیث اس کی شاہد ہے اور بالجملہ یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

غریب الحدیث☆ (یتخلل بلسانه کما تتخلل البقرة) ''وہ بات کرتے وقت اپنی زبان کو اس طرح موڑتا اور پھیرتا ہے جس طرح گائے جگالی کرتے وقت اپنی زبان پھیرتی ہے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اسلام میں تکلف، تصنع، بناوٹ اور ملمع سازی کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسلام سادگی اور اخلاص کو پسند کرتا ہے' جو لوگ بات کرتے وقت بڑا فصیحانہ انداز خطابت اختیار کرتے ہیں اور مشکل سے مشکل الفاظ استعمال کرتے ہیں' ان کا بس ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ ان کی سامعین پر دھاک بیٹھ جائے اور لوگ مرعوب ہو جائیں' حالانکہ ایسا انداز خطابت اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں بلکہ وہ ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے۔

❷ پس مسلمان کو چاہیے کہ وہ سادہ انداز تکلم اختیار کرے۔

❸ تاہم خطبات اور مواعظ میں اچھے الفاظ کا استعمال قابل مذمت نہیں' لیکن خطاب لوگوں کی صلاحیت اور اہلیت کے مطابق ہونا چاہیے۔

١٧٣٨ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَ إِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَ أَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الثَّرْثَارُونَ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَيْهِقُونَ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسن، وقد سبق شرحُهُ في باب حُسن الخُلق.

۱۷۳۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق تم میں سے بہت اچھے ہوں گے اور بے شک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے، باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے اور منہ بھر کر کلام کرنے والے ہیں''۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۳۱) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٢٩ ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ: خَبُثَتْ نَفْسِي

۳۲۹۔ باب: یہ کہنا ناپسندیدہ ہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے

١٧٣٩ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي)). متفقٌ عليه.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى خَبُثَتْ غَثَتْ، وَهُوَ مَعْنَى ((لَقِسَتْ)) وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ.

۱۷۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا لیکن اسے چاہیے کہ یہ کہے میرا نفس لقیس (بے چین' سست) ہو گیا ہے''۔ (متفق علیہ)

علماء نے بیان کیا ہے کہ (خبثت) کے معنی ہیں (غَثَتْ) اور یہ (لقست) کے معنی ہے لیکن آپ نے لفظ ''خبث'' پسند نہیں فرمایا۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٥٦٣ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٥٠).

فقہ الحدیث☆ ❶ مسلمانوں کے حالات بیان کرتے وقت برے الفاظ استعمال کرنا ناپسندیدہ ہے۔

❷ ہر چیز کا نام لیتے اور ذکر کرتے وقت ادب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

❸ اسلام میں ادب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے' پس مسلمان کو اپنے رب' مخلوق' اپنے نفس اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

❹ برے لفظ کی جگہ اچھا لفظ استعمال کرنا مستحب ہے۔

❺ مسلمان کو اپنے آپ کو خبیث نہیں کہنا چاہیے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت اور شان بخشی ہے۔

٣٣٠- بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْماً

۳۳۰- باب: انگور کا نام کرم رکھنا ناپسندیدہ ہے

١٧٤٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ)). متفقٌ عليه. وهذا لفظُ مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)). وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: ((يَقُولُونَ الْكَرْمُ، إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)).

۱۷۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انگور کا نام کرم نہ رکھو' اس لیے کہ کرم تو مسلمان ہے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

اور ایک اور روایت میں ہے: ''کرم تو مومن کا دل ہے''۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: ''یہ لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں' حالانکہ کرم تو مومن کا دل ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ٥٦٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٤٧) (٨)، والرواية الثانية عند مسلم (٢٢٤٧) (٩)، والثالثة عند البخاري (١٠/ ٥٦٦ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٤٧) (٧).

غريب الحديث☆ (لا تسموا) ''تم اس کا نام نہ رکھو''۔ (فإن الكرم المسلم) ''بے شک کرم تو مسلمان ہے'' یعنی مسلمان اس نام کا زیادہ مستحق ہے۔

١٧٤١- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُولُوا: الْكَرْمُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: الْعِنَبُ، وَالْحَبَلَةُ)). رواه مسلم.

((الْحَبَلَةُ)) بِفَتْحِ الْحَاءِ وَالْبَاءِ، وَيُقَالُ أَيْضًا بِإِسْكَانِ الْبَاءِ.

۱۷۴۱۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم انگور کو کرم نہ کہو' بلکہ تم اسے عنب اور حبلہ کہو''۔ (مسلم)

(الحبلة) حاء اور باء پر زبر اور اسے باء کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٤٨) (١٢).

غريب الحديث☆ (الحبلة) ''انگور کا درخت''۔

فقه الاحاديث☆ ❶ انگور کا نام کرم رکھنا ناپسندیدہ ہے، حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے زاد المعاد (۴/۳۶۹) میں بیان فرمایا ہے کہ عرب انگور کے بہت سے فوائد کی وجہ سے اسے کرم کہتے تھے' پس نبی ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ اس کا نام کرم رکھا جائے۔ اس لیے کہ اس سے ان کے دلوں میں انگور کی محبت اور اس سے حاصل ہونے والی شراب کی محبت دل گزیں ہو جاتی کہ یہ تو کرم ہے حالانکہ شراب ام الخبائث ہے۔ پس آپ نے یہ ناپسند فرمایا کہ اس کا نام احسن الاسماء رکھا جائے۔ گویا کہ فرمایا کہ تم انگور کے بہت سے فوائد کی وجہ سے اس کا نام کرم رکھ رہے ہو جبکہ مومن کا دل اس نام کا زیادہ مستحق ہے' اس لیے کہ مومن تو سارے کا سارا خیر ہے اور اس کے دل میں ایمان، خیر و بھلائی،

جود وسخاوت، نور و ہدایت اور تقویٰ جیسی صفات ہیں۔ پس مومن کا دل اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا نام کرم رکھا جائے۔

۳۳۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ لَا يَحْتَاجُ إِلَى ذٰلِكَ لِغَرَضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهِ

۳۳۱۔ باب: کسی مرد کے سامنے کسی عورت کے محاسن بیان کرنا منع ہے' بجز اس کے کہ کسی شرعی مقصد جیسے نکاح وغیرہ کے لیے اس کی ضرورت ہو

۱۷۴۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)). متفقٌ عليه.

۱۷۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت دوسری عورت کے جسم کے ساتھ اپنا جسم نہ ملائے اور نہ اپنے خاوند سے اس کے اوصاف اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۹/ ۳۳۸ ـ فتح).

تنبیہ: یہ روایت مجھے مسلم میں نہیں ملی۔

غريب الحديث☆ (لا تباشر) اس کے معنی ہیں کہ کوئی عورت کسی عورت کو اس طرح دیکھے نہ اس کے جسم کے ساتھ جسم ملائے کہ وہ اس کے تمام ظاہری اور باطنی محاسن سے واقف ہو جائے۔ (كأنه ينظر إليها) ''گویا کہ وہ آدمی اس عورت کو دیکھ رہا ہے''

فقه الحديث☆ ❶ یہ حدیث سد باب کے لیے اصل کی حیثیت رکھتی ہے' کیونکہ یہ اوصاف بیان کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ خاوند اس عورت کے محاسن سے متاثر ہو کر کسی فتنے کا شکار نہ ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی اس بیوی کو طلاق دے دے۔

❷ عورت کو عورت کے اور مرد کو مرد کے جسم کے ساتھ جسم نہیں ملانا چاہیے' جیسا کہ حدیث نمبر (۱۶۲۷) میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

❸ عورت کا عورت کی شرم گاہ کی طرف اور مرد کا مرد کی شرم گاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

❹ عورتوں کو ایسی عورتوں کے سامنے اپنے محاسن ظاہر نہیں کرنے چاہییں جو یہ محاسن اپنے خاوندوں سے بیان کرتی ہیں' کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے۔ پس آپ ﷺ نے سد باب کے طور پر اس طرح کرنے سے منع فرما دیا ہے۔

۳۳۲۔ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي إِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

۳۳۲۔ باب: انسان کا یہ کہنا ''اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے'' ناپسندیدہ ہے' بلکہ یقین کے ساتھ دعا کی جائے

۱۷۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)). متفق عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ وَلْيُعْظِمِ

۱۷۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے' اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، اسے چاہیے کہ یقین کے ساتھ سوال کرے' اس لیے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں''۔ (متفق علیہ)

الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ)).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''اور لیکن عزم و یقین کے ساتھ سوال کرے اور خوب رغبت و الحاح کا اظہار کرے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز بڑی یا مشکل نہیں جو وہ مانگنے والے کو عطا کرتا ہے''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۳۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۶۷۹) (۹).

غريب الحديث☆ (ليعزم المسالة) ''یقین و پختہ ارادے کے ساتھ طلب کرے''۔ (ليعظم الرغبة) ''خوب رغبت اور الحاح کا اظہار کرے''۔

۱۷۴۴ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ، فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ، فَأَعْطِنِي، فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ)). متفقٌ عليه.

۱۷۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یقین کے ساتھ سوال کرے ایسے نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما' اس لیے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۱۳۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۶۷۸).

فقه الأحاديث☆ ❶ دعا کرتے وقت عزم و جزم اور پختہ یقین کی کیفیت ہونی چاہیے اور خوب رغبت کا اظہار ہو اور طلب میں بے نیازی کا اظہار نہ ہو۔

❷ دعا کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلق نہیں کرنا چاہیے کہ اگر تو چاہے تو ایسا کر دے' اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سائل تو بے نیاز ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اس کا کام کر دے نہ چاہے تو نہ کرے نیز یہ مطلوبہ چیز سے بے نیازی کا اظہار ہے۔

❸ دعا خوب عزم و جزم اور رغبت و الحاح سے کرنی چاہیے۔

❹ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

۳۴۳ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ

۳۴۳۔ باب: جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو فلاں چاہے کہنا ناپسندیدہ ہے

۱۷۴۵ـ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۷۴۵۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اس طرح نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے بلکہ یوں کہو کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے''۔ (ابوداؤد۔ سند صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ـ أخرجه أبو داود (۴۹۸۰)، وأحمد (۵/ ۳۸۴ و ۳۹۴ و ۳۹۸)، والبيهقي (۳/ ۲۱۶).

فقه الحديث☆ ❶ بندے کو اللہ کے ساتھ لفظاً یا معناً کسی بھی حالت میں شریک ٹھہرانا حرام ہے۔

❷ اللہ ہی بندوں کے امور کا مدبر و متصرف ہے' اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

❸ اس طرح کہنا کہ جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے منع ہے' البتہ اس طرح کہنا جائز ہے کہ جو اللہ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے' اس میں اللہ کی

مشیت پہلے ہے اور اس کے بعد بندے کی مشیت ہے جو اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔

۳۳۴۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيْثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

۳۳۴۔ باب: عشاء کے بعد باتیں کرنے کی کراہت

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيْثُ الَّذِي يَكُوْنُ مُبَاحًا فِي غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ وَفِعْلُهُ وَتَرْكُهُ سَوَاءٌ، فَأَمَّا الْحَدِيْثُ الْمُحَرَّمُ أَوِ الْمَكْرُوْهُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ، فَهُوَ فِي هٰذَا الْوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيْمًا وَكَرَاهَةً. وَأَمَّا الْحَدِيْثُ فِي الْخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ، وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَالْحَدِيْثُ مَعَ الضَّيْفِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوَ ذٰلِكَ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيْهِ، بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكَذَا الْحَدِيْثُ لِعُذْرٍ وَعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيْهِ، وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ.

اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو اس وقت کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں مباح اور جائز ہیں اور ان کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو۔ جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں حرام یا مکروہ ہوں تو ان کا اس وقت کرنا زیادہ حرام اور زیادہ مکروہ ہوگا۔ لیکن خیر و بھلائی کی بات جیسے علمی مذاکرہ، صالحین کی حکایات، مکارم اخلاق کا تذکرہ، مہمان کے ساتھ بات چیت اور کسی ضرورت مند کے ساتھ بات چیت کرنا تو اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ یہ تو مستحب ہے۔ اور اسی طرح کسی عذر یا سبب کی وجہ سے گفتگو کرنا تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں۔ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس پر صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۱۷۴۶۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا. متفق عليه.

۱۷۴۶۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد بات چیت کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۴۹ ـ فتح)، ومسلم (۶۴۷) (۲۳۷).

فقه الحديث☆ ❶ نماز عشاء سے پہلے سونا اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ کہیں سونے سے نماز عشاء فوت نہ ہو جائے اور اسی طرح نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا اس لیے ناپسندیدہ ہے کہ کہیں تاخیر سے سونے کی وجہ سے نماز تہجد یا نماز فجر فوت نہ ہو جائے' جس وجہ سے انسان بہت بڑے اجر و ثواب سے محروم ہو جائے۔

❷ نمازوں کی ان کے وقت پر ادائیگی کی حفاظت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور انہیں ترک کرنے یا ان کے بارے میں تغافل برتنے سے منع کیا گیا ہے۔

❸ نماز عشاء کے بعد ایسی کسی بھی سرگرمی میں حصہ نہیں لینا چاہیے جس سے نماز فجر کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو' خواہ وہ علمی مذاکرہ ہو یا دعوتی و تبلیغی جلسے ہوں۔ یاد رہے کہ جب نماز فجر کی حفاظت کے لیے نماز عشاء کے بعد جائز کام کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے تو پھر ناجائز اور حرام کاموں میں مصروف رہنے کے بارے میں کتنی سختی اور وعید ہوگی۔

۱۷۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ؟ فَإِنَّ عَلٰى

۱۷۴۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات کے آخری دور میں نماز عشاء پڑھائی' جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''مجھے بتاؤ کہ یہ رات کون سی ہے؟ پس جو شخص آج

رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ، لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَحَدٌ)). متفقٌ عليه.

روئے زمین پر زندہ ہے وہ ایک سو سال (صدی) کے پورے ہونے تک باقی نہیں رہے گا"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٤٥)، ومسلم (٢٥٣٧).

غريب الحديث☆ (أرأيتكم) "مجھے بتاؤ"۔

فقه الحديث☆ ❶ نماز عشاء کے بعد علمی گفتگو کرنا جائز ہے اور ایسی باتیں کرنا بھی جائز ہے جو مصلحت پر مبنی ہوں' جن کا انجام خیر ہو۔

❷ یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی کہ آج جو شخص روئے زمین پر زندہ ہے وہ ایک صدی کے پورا ہونے کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ پس ایسے ہی ہوا کہ پہلی صدی ہجری مکمل ہونے تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وفات پا چکے تھے' سب سے آخر پر ۱۱۰ھ میں وفات پانے والے صحابی ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

❸ ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ آپ کے امتیوں کی عمریں طویل نہیں ہوں گی۔

١٧٤٨ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمُ انْتَظَرُوا النَّبِيَّ ﷺ، فَجَاءَهُمْ قَرِيبًا مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلَّى بِهِمْ. يَعْنِي الْعِشَاءَ، قَالَ: ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، ثُمَّ رَقَدُوا، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ)). رواه البخاري.

۱۷۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے (نماز عشاء کے لیے) نبی ﷺ کا انتظار کیا' آپ تقریباً نصف شب کے وقت ان کے پاس تشریف لائے تو انہیں عشاء پڑھائی پھر آپ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا: "سنو! بے شک (دوسرے) لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں لیکن تم جتنی دیر تک نماز کا انتظار کرتے رہے برابر (مسلسل) نماز ہی میں رہے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٢/ ٧٣ ـ فتح)، ومسلم (٦٤٠).

غريب الحديث☆ (شطر الليل) "نصف شب"۔

فقه الحديث☆ ❶ نماز عشاء کے بعد خیر و بھلائی کی باتیں کرنا، علمی مذاکرہ کرنا' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا' اس طرح کے کام جائز ہیں۔

❷ نماز عشا کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور نماز عشاء کا آخری وقت نصف شب تک ہے۔

❸ نماز کا انتظار کرنا اجر عظیم کا باعث ہے' اس لیے کہ انتظار کرنے والا جب تک انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تو وہ نماز پڑھنے والوں کی طرح اجر و ثواب پاتا ہے اور یہ اللہ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ بندہ نماز کے انتظار میں بیٹھا خواہ کھاتا پیتا رہے' لیکن جب تک وہ حالت انتظار میں رہے گا' نماز پڑھنے والے کی طرح اجر و ثواب حاصل کرے گا۔

٣٣٥ ـ بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ

۳۳۵۔ باب: شرعی عذر کے بغیر عورت کے لیے اپنے خاوند کے بلانے پر اس کے بستر پر جانے سے انکار کرنا حرام ہے

١٧٤٩ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى

۱۷۴۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے

فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((حَتَّى تَرْجِعَ)).

اور خاوند اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے صبح ہونے تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے: ''حتیٰ کہ وہ عورت لوٹ آئے''۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۸۱) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۳۶۔ بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعًا وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

۳۳۶۔ باب: خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت کا نفلی روزہ رکھنا حرام ہے

۱۷۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)). متفقٌ عليه.

۱۷۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے اور یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت دے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۸۲) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۳۷۔ بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

۳۳۷۔ باب: مقتدی کا رکوع یا سجدے سے امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے

۱۷۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ! أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ)). متفقٌ عليه.

۱۷۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ایک جب اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۸۲۔ ۱۸۳ ۔ فتح)، ومسلم (۴۲۷).

فقه الحديث☆ ❶ نماز میں امام سے پہل کرنا حرام ہے اس لیے کہ اس طرح تو امام کی اہمیت اور مقصد فوت ہو جاتا ہے کیونکہ امام تو اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔

❷ امام سے پہل کرنے پر سخت وعید ہے کہ پہل کرنے والے کو اس بات سے ڈر نہیں لگتا کہ اللہ اس کے سر یا اس کی صورت کو گدھے کے سر یا گدھے کی صورت میں تبدیل کر دے۔

❸ نماز میں امام کی اقتدا کرنی چاہیے ہر رکن اس کے بعد ادا کرنا چاہیے اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔

۳۳۸۔ بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى

۳۳۸۔ باب: نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا ناپسندیدہ ہے

الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ

١٧٥٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ. متفقٌ عليه.

۱۷۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٣/ ٨٨ ـ فتح)، ومسلم (٥٤٥).

غريب الحديث☆ (الخصر) ''کوکھ''۔

فقه الحديث☆ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے' اس لیے کہ یہ متکبرین کی صفت اور انداز ہے' جب کہ نماز تو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کا نام ہے۔

٣٣٩ـ بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتُوقُ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ: وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

۳۳۹۔ باب: کھانے کی موجودگی میں جب کہ طبیعت کھانے کی طرف راغب ہو یا پیشاب' پاخانے کی شدید حاجت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے

١٧٥٣ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)). رواه مسلم.

۱۷۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی اور نہ اس وقت جب پیشاب' پاخانے کی شدید حاجت ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٥٦٠).

غريب الحديث☆ (بحضرة الطعام) کھانے کی موجودگی میں جب کہ اس کی رغبت اور ضرورت بھی ہو۔ (الأخبثان) ''پیشاب اور پاخانہ''۔

فقه الحديث☆ اگر بھوک پیاس ہو اور کھانے پینے کا سامان بھی موجود ہو تو پھر نماز پڑھنے سے پہلے کھانے پینے سے فارغ ہونا چاہیے اور اسی طرح اگر پیشاب پاخانے کی شدید حاجت ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے تاکہ نماز خشوع وخضوع، یکسوئی اور حضوری قلب سے ادا ہوسکے۔ ہاں اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر کھانے پینے کے لیے بیٹھ جائے تو نماز فوت ہوجائے گی تو اس صورت میں پہلے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اللہ اعلم!

٣٤٠ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

۳۴۰۔ باب: دوران نماز آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا منع ہے

١٧٥٤ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ

۱۷۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اپنی نماز میں اپنی نگاہیں

أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ!)) فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ: ((لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ!)). رواه البخاري.

آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں"۔ پس یہ بات کرتے ہوئے آپ کا لہجہ سخت ہوگیا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا:"وہ اس حرکت سے باز آجائیں یا پھر ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی"۔(بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲۳۳ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (ما بال) "لوگوں کو کیا ہوگیا، لوگوں کا کیا حال ہے؟"۔ (لتخطفن أبصارهم) "ان کی نگاہیں اچک لی جائیں"۔

فقه الحديث☆ نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا حرام ہے' اس لیے کہ آپ ﷺ نے بڑی سختی سے اس سے منع فرمایا ہے اور پھر خطف بصر کی وعید سنائی ہے۔ البتہ نماز کے علاوہ عام حالات میں غور وفکر کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

۳۴۱۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ

۳۴۱۔ باب: کسی عذر کے بغیر دوران نماز ادھر ادھر دیکھنا ناپسندیدہ ہے

۱۷۵۵ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ)). رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۱۷۵۵۔حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:"یہ تو ایک جھپٹ ہے جو شیطان بندے کی نماز سے اچانک جھپٹ لیتا ہے"۔(بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۲۳٤ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (اختلاس) "جھپٹ لینا، چھین لینا"۔

فقه الحديث☆ کسی عذر کے بغیر نماز میں ادھر ادھر دیکھنا منع ہے' جو شخص نماز میں ادھر ادھر دیکھتا ہے تو گویا وہ نماز سے غافل ہے اور یہ غفلت شیطان کی طرف سے ہے جو انسان کو اس کی نماز سے غافل کر دیتا ہے۔

۱۷۵٦ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ، فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ)). رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۷۵٦۔حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:"نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو' اس لیے کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔ اگر ضرور ہی دیکھنا ہو تو نفلی نماز میں دیکھا جاسکتا ہے' فرض نماز میں نہیں۔"(ترمذی۔حدیث حسن صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ ضعيف ـ أخرجه الترمذي (۵۸۹) بإسناد ضعيف.

یہ حدیث ضعیف ہے' حافظ ابن قیم ؒ نے زاد المعاد (۲۴۹/۱) میں دو علتوں کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے:۔

(الف) سعید کی انس سے روایت کا کوئی علم نہیں۔

(ب) اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہے۔

فقه الحديث☆ یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے' اس لیے قابل حجت نہیں۔ لہٰذا نماز میں ادھر ادھر دیکھنا جائز نہیں خواہ نفل ہو یا فرض' نیز نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے ممانعت کی بہت سی صحیح احادیث ہیں۔ اللہ اعلم!

٣٤٢- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُوْرِ

۳۴۲۔ باب: قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے

١٧٥٧- عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ، وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا)). رواه مسلم.

۱۷۵۷۔ حضرت ابومرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو نہ ان کے اوپر بیٹھو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٧٢) (٩٨).

فقه الحديث☆ ❶ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔

❷ قبروں کے اوپر بیٹھنا حرام ہے۔

❸ قبروں کی اتنی تعظیم کرنا جائز نہیں کہ انہیں سجدہ گاہ بنالیا جائے اور نہ ان کی توہین کرنے کی اجازت ہے کہ ان کے اوپر بیٹھا جائے' اس لیے کہ مسلمان کی جس طرح اس کی زندگی میں حرمت ہے اسی طرح موت کے بعد بھی اس کی حرمت ہے۔

٣٤٣- بَابُ تَحْرِيْمِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

۳۴۳۔ باب: نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے

١٧٥٨- عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)). قَالَ الرَّاوِيُّ: لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِيْنَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً. متفقٌ عليه.

۱۷۵۸۔ حضرت ابوجہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن' ماہ یا سال) تک کھڑے رہنا اس کے آگے سے گزرنے سے بہتر سمجھے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١/ ٥٨٤ ـ فتح)، ومسلم (٥٠٧)۔

غريب الحديث☆ (لكان أن يقف أربعين) اگر اسے معلوم ہو جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ اس گناہ سے بچنے کے لیے چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال تک کھڑے رہنے کو ترجیح دے اور اس کے آگے سے نہ گزرے۔

فقه الحديث☆ ❶ نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے' خواہ نماز فرض ہو یا نفل' مسجد میں ہو یا گھر میں۔

❷ وعید کی صورت میں لفظ ''لو'' کا استعمال ہو سکتا ہے۔

٣٤٤- بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوْعِ الْمَأْمُوْمِ

۳۴۴۔ باب: مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے

فِيْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوْعِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سَوَاءٌ كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا

بعد مقتدی کے لیے نفلی نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ وہ اس نماز کی سنت ہو یا کوئی اور نماز

١٧٥٩۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ)). رواه مسلم.

۱۷۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب فرض نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧١٠)۔

غريب الحديث☆ (المكتوبة) ''فرض نماز''۔

فقه الحديث☆❶ جب فرض نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو پھر کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں خواہ وہ نفل نماز اقامت سے پہلے شروع کی جائے یا اقامت کے بعد۔ اگر نفل نماز شروع کی ہو اور اقامت ہو جائے تو پھر نفل نماز توڑ کر فرض نماز کے ساتھ شریک ہو جانا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں اکثر مساجد میں یہ دیکھا گیا ہے کہ فرض نماز ہو رہی ہوتی ہے اور لوگ پیچھے سنتیں پڑھ رہے ہوتے ہیں' بالخصوص فجر کی نماز میں تو یہ عموماً ہوتا ہے۔ یہ طرز عمل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے' اگر کوئی شخص فرض نماز کے ہوتے ہوئے اپنی کوئی الگ نماز پڑھتا رہتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔

٣٤٥۔ بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيْصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ

۳۴۵۔ باب: جمعے کے دن کو روزے کے لیے یا جمعے کی رات کو دیگر راتوں سے نماز کے لیے مخصوص کرنا ناپسندیدہ ہے

١٧٦٠۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَخُصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ، وَلَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ)). رواه مسلم.

۱۷۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''باقی راتوں میں سے جمعے کی رات کو قیام کے لیے مخصوص کرو نہ باقی ایام میں سے جمعے کے دن کو روزے کے لیے خاص کرو' الا یہ کہ وہ جمعہ اس مدت میں آجائے جس میں تمہارا کوئی ایک روزے رکھتا ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١١٤٤) (١٤٨)۔

فقه الحديث☆❶ جمعہ کے دن کو روزے کے لیے اور اس کی رات کو نماز کے لیے خاص کر لینا منع ہے۔ حدیث میں اس طرح کی تخصیص کر لینے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ کہیں اہل کتاب سے مشابہت نہ ہو جائے جس طرح انھوں نے خالص عبادت کے لیے بعض ایام کو مخصوص کر لیا تھا' اس روز وہ دنیا کا کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ چونکہ جمعہ کے دن کو باقی ایام پر فضیلت حاصل ہے اس بنا پر اسے روزے کے لیے اور اس کی رات کو عبادت کے لیے خاص کر لینا درست نہیں' کیونکہ روزہ اور نماز عبادت ہیں اور اس تخصیص کے لیے کسی شرعی دلیل کی ضرورت ہے۔

◆ ویسے تو جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے لیکن اگر کسی شخص کا معمول ہو کہ وہ ایام بیض کے روزے رکھتا ہے اور ان میں جمعہ کا دن آ جاتا ہے تو پھر اس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شوال کے روزے رکھتا ہے یا عرفہ کے دن کا روزہ رکھتا ہے اور ان ایام میں جمعہ آ جاتا ہے تو پھر اس دن روزہ رکھنا جائز ہے۔

١٧٦١ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ)). متفقٌ عليه.

۱۷۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک جمعے کے دن روزہ نہ رکھے' البتہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد (بھی روزہ رکھے' تو پھر جمعہ کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں) ''۔ متفق علیہ

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٣٢ ـ فتح)، ومسلم (١١٤٤).

فقه الحديث☆ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے' البتہ اگر اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ ملا لینے سے یہ ممانعت ختم ہو جاتی ہے۔

١٧٦٢ ـ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. متفقٌ عليه.

۱۷۶۲۔ محمد بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں! (منع فرمایا ہے)۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٣٢ ـ فتح)، ومسلم (١١٤٣).

فقه الحديث☆ رسول اللہ ﷺ نے صرف جمعہ کے دن خصوصی طور پر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

١٧٦٣ ـ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: ((اَصُمْتِ اَمْسِ؟)) قَالَتْ: لَا، قَالَ: ((تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا؟)) قَالَتْ: لَا، قَالَ: ((فَاَفْطِرِيْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۷۶۳۔ حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ روزے سے تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا: ''کیا تم کل کا روزہ رکھنا چاہتی ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پس تم روزہ افطار کرلو''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٣٢ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ◆ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا منع ہے' لیکن اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھنے سے یہ ممانعت ختم ہو جاتی ہے۔

◆ نفلی روزہ رکھ لینے کے بعد توڑ لینا جائز ہے' اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

◆ آدمی کو اپنے گھر والوں کے حالات و عبادات سے واقف ہونا چاہیے اور اگر کہیں اصلاح کی ضرورت ہو تو اس کی ضرور اصلاح کرنی چاہیے۔

◆ اگر کسی نے صرف جمعے کا روزہ رکھا ہو اور اگلے دن کا روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو تو پھر اسے اس دن کا روزہ توڑ دینا مستحب ہے۔

۳۴۶۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ، وَلَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ بَيْنَهُمَا

۳۴۶۔ باب: صوم وصال کی حرمت یعنی دو یا اس سے زیادہ دن کچھ کھائے پیے بغیر مسلسل روزہ رکھنا منع ہے

١٧٦٤ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ. متفقٌ عليه.

۱۷۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٠٥ ـ فتح)، ومسلم (١١٠٣) من حديث أبي هريرة رضی اللہ عنہ، وأخرجه البخاري (٤/ ٢٠٢ ـ فتح)، ومسلم (١١٠٥) من حديث عائشة رضي الله عنها.

فقه الحديث☆ ❶ آپ ﷺ نے واضح طور پر وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

❷ جو کام اللہ نے مشروع قرار نہیں دیا اس کے بارے میں تکلف وتعمق برتنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

❸ اللہ کی اپنے بندوں پر وسعت رحمت کا بیان ہے کہ وہ انہیں کسی مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا' اس لیے وصال کے روزے سے منع فرمایا۔ وصال کے روزے سے یہ مراد ہے کہ دو دن یا اس سے زیادہ دن کچھ کھائے پیے بغیر مسلسل روزہ رکھنا۔ اب اگر کوئی شخص اس ممانعت کے باوجود وصال کا روزہ رکھتا ہے تو وہ بھوک ہڑتال ہوگی' روزہ نہیں ہوگا' عبادت وہی جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور فرمان کے مطابق ہو' ورنہ پھر وہ محض ریاضت وتھکاوٹ ہے۔

١٧٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ. قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقٰى)). متفقٌ عليه، وهذا لَفْظُ الْبُخَارِي.

۱۷۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: آپ خود تو وصال کا روزہ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بے شک میں تم جیسا نہیں ہوں' اس لیے کہ مجھے تو اللہ کی طرف سے کھلایا پلایا جاتا ہے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٠٢ ـ فتح)، ومسلم (١١٠٢).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۲۳۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۴۷۔ بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلٰى قَبْرٍ

۳۴۷۔ باب: قبر پر بیٹھنے کی حرمت

١٧٦٦ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ، فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)). رواه مسلم.

۱۷۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے تو یہ اس کے لیے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٧١).

غريب الحديث☆ (فتخلص إلى جلده) ''پس اس کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے (اور اسے جلا دے)''۔

فقه الحديث☆ ❶ اس سخت وعید سے ثابت ہوا کہ قبر پر بیٹھنا حرام ہے۔

❷ مردوں کی عزت اور حرمت واجب ہے' اسی لیے قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں مردے کی اہانت کا پہلو ہے۔

٣٤٨۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقُبُورِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا

٣٤٨۔ باب: قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے کی ممانعت

١٧٦٧ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَاَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَاَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ. رواه مسلم.

١٧٦٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٩٧٠).

غريب الحديث☆ (يجصص) ''پختہ یا چونا گچ کیا جائے''۔ (يبنى عليه) ''اس پر قبہ بنایا جائے''۔

فقه الحديث☆ ❶ قبروں کو چونا گچ کرنا، ان پر بیٹھنا، ان پر قبے اور گنبد تعمیر کرنا منع ہے' اس لیے کہ یہ انسان کو شرک تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ مزید دیکھیے حدیث نمبر (١٦٨٧)۔

٣٤٩۔ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ إِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ

٣٤٩۔ باب: غلام کا اپنے آقا سے فرار ہونا سخت حرام ہے

١٧٦٨ ـ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)). رواه مسلم.

١٧٦٨۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام (اپنے آقا کی خدمت کرنے سے) فرار ہو جائے تو اس سے عہد و پیمان کا ذمہ ختم ہو گیا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٦٩).

غريب الحديث☆ (أبق) ''جو غلام اپنے آقا کی خدمت سے) فرار ہو جائے''۔ (برئت منه الذمة) ''اس سے ذمہ ختم ہو جاتا ہے'' یعنی اس سے کوئی عہد و پیمان نہیں۔

١٧٦٩ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ)). رواه مسلم.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَقَدْ كَفَرَ)).

١٧٦٩۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام (اپنے آقا کی خدمت سے) بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی''۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے: ''پس اس نے کفر کیا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٧٠) والرواية الثانية عنده (٦٨).

فقه الاحاديث☆ ❶ اگر غلام اپنے آقا کی معروف امور میں اطاعت کرنے سے گریز کرتا ہے تو اس پر سخت وعید ہے اور جو غلام اپنے آقا کی خدمت کرنے سے خروج کرتا ہے تو اس کے لیے کوئی عہد و پیمان نہیں۔

◆ غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا اس کے اعمال کی قبولیت سے مانع ہے' ایسے مفرور غلام کی نماز بھی قبول نہیں کی جاتی بلکہ ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص نے کفر کیا۔

۳۵۰۔ بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

۳۵۰۔ باب: حدود میں سفارش کرنے کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [النور: ۲].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''زانی مرد اور زانیہ عورت' ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کی تعمیل میں تمہیں رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے' اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو''۔

شرح الآية☆ اس آیت کریمہ میں زانی مرد اور زانیہ عورت کو جو سو (۱۰۰) کوڑے مارنے کی سزا کا ذکر ہے وہ غیر شادی شدہ کے لیے ہے' اس لیے کہ شادی شدہ زانی مرد یا زانیہ عورت کے لیے رجم یعنی سنگسار کی حد ہے' اس پر امت کا اجماع ہے' نیز حد رجم رسول اللہ ﷺ کے دور میں نافذ کی گئی ہے۔ اس آیت میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ اس سزا کی تنفید میں تمہیں رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے' اگر تم اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یعنی ان سزاؤں کی تنفید میں کسی قسم کی نرمی، رعایت اور مداہنت ایمان کے منافی ہے۔ اس مداہنت کو تو ایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے اور جو لوگ سرے ہی سے ان سزاؤں کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دیتے ہیں ان کے پاس کس درجے کا ایمان ہے؟

۱۷۷۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالُوْا: وَمَنْ يَجْتَرِىءُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ، اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ!؟)) قَالَ اُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ، فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

۱۷۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت کے معاملے نے' جس نے چوری کی تھی' قریش کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا' انھوں نے مشورہ کیا کہ اس عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون گفتگو (سفارش) کرے؟ پس انھوں نے کہا کہ یہ جرأت تو رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اور پیارے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا' اس میں فرمایا: ''اسی چیز نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا کہ اگر ان میں سے کوئی معزز اور طاقتور شخص چوری کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی ضعیف اور کمزور آدمی چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کر دیتے تھے' اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے

بارے میں سفارش کرتے ہو؟'' اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے اس عورت کے بارے میں حکم فرمایا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٦٥١) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٥١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ وَنَحْوِهَا

٣٥١- باب: لوگوں کے راستے، ان کی سایہ دار جگہوں میں اور پانی کے گھاٹ اور اس طرح کی دیگر جگہوں میں قضائے حاجت کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق تکلیف پہنچاتے ہیں، پس تحقیق انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا''۔

١٧٧١- وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ)) قَالُوْا: وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: ((الَّذِي يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِي ظِلِّهِمْ)). رواه مسلم.

١٧٧١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کا سبب بننے والے دو کاموں سے بچو''۔ صحابہ نے عرض کیا: لعنت کا سبب بننے والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو لوگوں کے راستے میں یا ان کی سایہ دار جگہوں میں قضائے حاجت کرتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٦٩).

غريب الحديث☆ (اللاعنان) ''دو کام جو لعنت کا باعث بنتے ہیں''۔ (يتخلى) ''قضائے حاجت کرتا ہے''۔

فقه الحديث☆
- ایسے کاموں سے بچنا چاہیے جو لوگوں کی لعنت کا سبب بن سکتے ہیں۔
- لوگوں کے راستوں میں یا ان کے سائے کی جگہوں میں پیشاب وغیرہ کرنا منع ہے۔
- اسلام معاشرے کو تکلیفوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے اور انہیں ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے بچاتا ہے۔
- اسلام نظافت وطہارت پر بہت زور دیتا ہے اور معاشرے کو آلودگی اور گندگی وغیرہ سے پاک صاف رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

٣٥٢- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

٣٥٢- باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنا منع ہے

١٧٧٢- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ. رواه مسلم.

١٧٧٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۱).

غريب الحديث☆ (الراکد) ''ٹھہرا ہوا پانی''۔

فقه الحديث☆ ❶ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ نہیں کرنا چاہیے اس سے نجاست پیدا ہوتی ہے اور پانی بھی استعمال کے قابل نہیں رہتا۔

❷ اسلام نے پانی کے گھاٹوں اور چشموں کی حفاظت کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور انہیں کسی بھی لحاظ سے خراب کرنے کی اجازت نہیں دی۔

۳۵۳۔ بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيْلِ الْوَالِدِ بَعْضَ أَوْلَادِهِ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ

۳۵۳۔ باب: باپ کا ہبہ یا عطیہ میں اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو دوسروں پر ترجیح دینا ناپسندیدہ ہے

۱۷۷۳۔ عن النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟)) فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَارْجِعْهُ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِي اَوْلَادِكُمْ)) فَرَجَعَ اَبِي، فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بَشِيْرُ! اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟)) قَالَ: نَعَم، قَالَ: ((اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَلَا تُشْهِدْنِي اِذًا فَاِنِّي لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((اَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي!)) ثُمَّ قَالَ: ((اَيَسُرُّكَ اَنْ يَكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((فَلَا اِذًا)). متفقٌ عليه.

۱۷۷۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے جو میرا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سارے بچوں کو اس طرح کا ہبہ کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پس تم اس سے بھی واپس لے لو''۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سارے بچوں کے ساتھ ایسے ہی کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے بارے میں عدل و انصاف کرو''۔ پس میرے والد واپس آئے اور وہ صدقہ (ہبہ) واپس لے لیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بشیر! کیا اس بچے کے علاوہ بھی تمہاری اولاد ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''کیا تم نے ان سب کو اسی طرح کا ہبہ کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پس پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ' اس لیے کہ میں ظلم و ناانصافی پر گواہ نہیں بنتا''۔

ایک اور روایت میں ہے: ''تم مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ''۔

اور ایک اور روایت میں ہے: ''اس پر میرے سوا کسی اور کو گواہ بنالو''۔ پھر فرمایا: ''کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری ساری اولاد تمہارے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کرنے میں برابر ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر ایسے نہ کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢١٠-٢١١ - فتح)، ومسلم (١٦٢٣)، والرواية الثانية عند البخاري (٥/ ٢١١ - فتح)، ومسلم (١٦٢٣) (١١)، والرواية الثالثة عند مسلم (١٦٢٣) (١٤)، والرابعة عند البخاري (٥/ ٢١١-فتح)، و مسلم (١٦٢٣) (١٦)۔ والخامسة عند مسلم (١٦٢٣) (١٧).

غريب الحديث☆ (نحلت) ''تونے ہبہ کیا' عطیہ دیا''۔ (جور) ''ظلم''۔

فقه الحديث☆ ❶ اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرنا چاہیے اور ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس سے کسی بچے کی حق تلفی ہو اور کسی کو زیادہ دے دیا جائے' اس طرح ان کی آپس میں دشمنی' ناراضی اور حسد کے ساتھ ساتھ ان میں والدین کی نافرمانی کے جذبات پیدا ہوں گے اور بھائی بھائی کے خلاف محاذ کھڑا کرلے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان ان کے درمیان کوئی بہت بڑا فساد پیدا کردے۔

❷ تمام امور میں اسلام کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور کتاب وسنت کے فیصلے کو تسلیم کرلینا چاہیے' جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ہبہ کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا اور پھر آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے ہبہ واپس لے لیا۔

❸ ہبہ کے لیے صدقے کا لفظ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

❹ ہبہ پر کسی کو گواہ بنالینا مستحب ہے' اگرچہ یہ واجب نہیں۔

❺ ظلم و جور اور ناانصافی پر گواہ نہیں بننا چاہیے۔

❻ قیاس کا اثبات اور یہ کہ یہ حجت ہے جیسا کہ آپ نے حضرت بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری ساری اولاد تمہارے ساتھ ایک جیسا حسن سلوک کرے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں' تو آپ نے فرمایا: پھر تم یہ کام نہ کرو کہ کسی ایک بیٹے کو دوسرے پر ترجیح دو' تم انہیں برابر برابر عطیہ دو تب وہ بھی تم سے برابر برابر سلوک کریں گے۔

❼ والد اپنے بیٹے کو ہبہ یا عطیہ دینے کے بعد واپس لے سکتا ہے جبکہ عموی طور پر ایسے کرنا سخت منع ہے۔

٣٥٤۔ بَابُ تَحْرِيمِ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ أَيَّامٍ

١٧٧٤ ۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةُ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرِهِ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا. ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

٣٥٤۔ باب: عورت کے لیے کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرنا حرام ہے' البتہ اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے

١٧٧٤۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی' جب ان کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فوت ہوچکے تھے' انھوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں زرد رنگ کی خلوق یا کوئی اور چیز ملی ہوئی تھی۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ خوشبو ایک لونڈی کو لگائی پھر اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی

الْآخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا، فَدَعَتْ بِطِيْبٍ، فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: اَمَا وَاللّٰهِ! مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). متفقٌ عليه.

ہے' جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے سوائے خاوند پر' اس پر چار مہینے دس دن تک جائز ہے''۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی' جب ان کا بھائی وفات پا چکا تھا' انھوں نے بھی خوشبو منگائی اور اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: سنو! اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں بجز اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے' جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند پر' وہ چار مہینے دس دن تک جائز ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۱۴۶ ـ فتح)، ومسلم (۱۴۸۶ و ۱۴۸۷).

غريب الحديث☆ (خلوق) خوشبو کے ساتھ جو کوئی دوسری چیز ملائی جاتی ہے۔ (تحد) ''سوگ منانا''۔

فقه الحديث☆ ❶ عورت کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا حرام ہے' سوائے اپنے خاوند کے۔

❷ عورت اپنے خاوند پر چار ماہ اور دس دن سوگ منائے گی' وہ اس لیے کہ اگر عورت حاملہ ہے تو وہ حمل اس مدت میں مکمل اور واضح ہو جاتا ہے اور بچے (جنین) میں اس مدت کے بعد روح پھونک دی جاتی ہے' اس طرح نسب بھی واضح ہو جاتا ہے۔

❸ سوگ کی صورت میں خوشبو لگانا، سرمہ لگانا اور اچھے کپڑے پہننا وغیرہ منع ہے۔

❹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ اتباع رسول کا بیان۔

۳۵۵۔ بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيْ وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَالْخِطْبَةِ عَلٰى خِطْبَتِهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ اَوْ يَرُدَّ

۳۵۵۔ باب: شہری کا دیہاتی کے لیے سودا کرنا، تجارتی قافلوں کو (بازار پہنچنے سے پہلے راستے میں) ملنا' اپنے (مسلمان) بھائی کی بیع پر بیع کرنا اور اس کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجنا حرام ہے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے یا وہ رد کر دے

۱۷۷۵۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ. متفقٌ عليه.

۱۷۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سودا کرے' اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی ہو۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۴/ ۳۷۲ـ ۳۷۳ ـ فتح)، ومسلم (۱۵۲۳).

غريب الحديث☆ (حاضر) ''شہری''۔ (باد) ''دیہاتی''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ شہری کا دیہاتی کے لیے سودا کرنا حرام ہے۔ اس کی صورت اس طرح ہے کہ کوئی دیہاتی آدمی اپنا سودا بیچنے کے لیے شہر میں آتا ہے تو شہری اسے ملتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ اپنا سودا میرے پاس رکھ دیں' ابھی اس کی قیمت کم ہے' میں اسے بتدریج قیمت بڑھنے کے ساتھ ساتھ زیادہ قیمت پر فروخت کر دوں گا۔ اس طرح سودا بیچنا منع ہے۔

❷ اگر شہری دیہاتی کی بیع کرے تو یہ بیع فاسد ہے اور ان دونوں کو اسے فسخ کر دینا چاہیے۔

❸ اسلام نے ہر شخص کے حق کی حفاظت کی ہے اور یہ اس کے حقوق کا ضامن ہے' اسی لیے ملاوٹ اور دھوکے کو حرام قرار دیا ہے تاکہ کسی کا نقصان نہ ہو۔

❹ قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے' نسبی رشتے سے اس میں کوئی لچک یا نرمی اور رعایت کی کوئی گنجائش نہیں' اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔

١٧٧٦ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ)). متفقٌ عليه.

۱۷۷۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (آگے بڑھ کر) سامان (مال تجارت) کو نہ ملو حتیٰ کہ اسے بازاروں میں اتار لیا جائے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٥٣ ـ فتح)، ومسلم (١٥١٧).

غريب الحديث☆ (السلع) یہ ''سلعة'' کی جمع ہے ''وہ سامان جسے بیچنے کے لیے لایا جائے''۔ (حتى يهبط بها إلى الأسواق) ''حتیٰ کہ وہ مال' سامان بازار میں پہنچ جائے'' اور فروخت کنندہ کو موجودہ قیمت کے بارے میں پتا چل جائے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ سامان کو بازار میں پہنچنے سے پہلے خریدنا حرام ہے حتیٰ کہ صاحب سامان بازار کے موجودہ بھاؤ سے واقف ہو جائے اور وہ کسی نقصان اور دھوکے کے بغیر اپنا سامان اطمینان اور تسلی سے بیچ سکے۔

❷ سامان لانے والے قافلوں سے ملنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنا سامان بازار میں لائیں اور بھاؤ کا پتا کریں اور پھر اپنا سامان فروخت کریں۔

❸ دھوکے اور نقصان کی ہر قسم حرام ہے' یہ احادیث اسی دھوکے اور نقصان کے سد باب کے لیے ہیں۔

١٧٧٧ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ)) فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ: مَا قَوْلُهُ: لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا. متفقٌ عليه.

۱۷۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم (سامان لانے والے) قافلوں سے نہ ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے''۔ حضرت طاؤس نے اپنے استاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ''شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے'' اس کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: دیہاتی کا کوئی دلال (بروکر) نہ بنے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٧٠ و ٣٧٣ و ٤٥١ ـ فتح)، ومسلم (١٥٢١).

غريب الحديث☆ (تلقى الركبان) سامان لانے والے قافلوں سے ملنے سے مراد یہ ہے کہ ابھی سامان تجارت شہر میں نہیں پہنچا اور وہ قافلہ ابھی راستے ہی میں ہے اور یہ شہری وہاں راستے میں ان سے ملاقات کرتا ہے اور انہیں بتاتا ہے کہ وہاں تو کساد بازاری ہے، بڑا مندا ہے' کوئی گاہک ہی نہیں۔ اس طرح کی جھوٹی باتیں کر کے ان سے سامان ارزاں قیمت پر خرید لیتا ہے۔ یہ دھوکا ہے اور اسلام ہر قسم کے دھوکے سے منع کرتا ہے۔ (سمسار) دلال (بروکر) جو خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان سودا کراتا ہے۔

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۷۷۵) اور (۱۷۷۶) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧٧٨۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ، وَلَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَاَ مَا فِيْ اِنَائِهَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّيْ وَاَنْ يَّبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِيِّ، وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا، وَاَنْ يَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ، وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ. متفقٌ عليه.

۱۷۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع کرے اور فرمایا صرف دھوکا دینے کے لیے قیمت نہ بڑھاؤ' کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے نہ اس کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے اور نہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے اسے الٹ دے۔

اور ایک اور روایت میں ہے: راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تجارتی قافلوں کو (آگے بڑھ کر) ملنے سے منع فرمایا ہے اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت کرے اور یہ کہ عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط کرے اور یہ کہ آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور آپ نے دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھانے اور جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر جانور کو فروخت کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٥٣ و ٥/ ٣٢٣ ـ فتح)، ومسلم (١٥١٥) (١٠، ١١، ١٢)۔

غريب الحديث ☆ (النجش) کسی دوسرے شخص کو دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھا کر بولی دینا جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو۔ (لتكفأ ما في إنائها) ''اس کے برتن میں جو کچھ ہے اسے الٹ دے'' یعنی اپنی مسلمان بہن کو طلاق دلوا کر خود اس سے شادی کر لینا۔ (يستام الرجل على سوم أخيه) اس کا مطلب یہ ہے کہ سودے کا مالک او رخریدار سودا لینے دینے پر راضی اور متفق ہیں لیکن ابھی بیع منعقد نہیں ہوئی کہ تیسرا آدمی بیچنے والے سے کہتا ہے کہ اس سودے کا میں خریدار ہوں۔ (التصرية) جب کسی جانور کو بیچنے کا ارادہ ہو تو پھر کئی دن تک اس کے تھنوں میں دودھ روک لینا تا کہ خریدار سمجھے کہ یہ جانور بہت دودھ دیتا ہے۔ یہ سب دھوکا ہے' اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔

فقه الحديث☆ اسلام اخلاص، خیرخواہی اور امن و آشتی کا دین ہے' یہ دھوکا' فریب' کسی کو نقصان پہنچانے اور فتنہ و فساد سے منع کرتا ہے اور اس کے تمام ذرائع کا سد باب بھی کرتا ہے۔ حدیث میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سب میں مسلمانوں اور دیگر لوگوں سے خیر خواہی کرنے کا حکم ہے اور انہیں دوسروں کو دھوکا دینے اور نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے تا کہ آپس میں الفت و محبت ہو اور بغض و عناد ختم ہو۔ نیز دھوکا کی تمام صورتیں حرام ہیں۔

١٧٧٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ)). متفقٌ عليه وهذا لفظُ مسلم.

۱۷۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع کرے نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے مگر یہ کہ وہ اس کی اجازت دے دے''۔ (متفق علیہا ور یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٤/ ٣٧٤ ـ فتح)، ومسلم (١٤١٢) (٥٠)۔

غريب الحديث☆ (يخطب على خطبة أخيه) ''اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجنا'' یہاں بھائی سے مراد مسلمان بھائی ہے' اگر کسی کی شادی کی بات چل رہی ہو تو کسی دوسرے مسلمان کو وہاں اپنی بات نہیں چلانی چاہیے حتیٰ کہ ان کی بات کا کوئی فیصلہ ہو جائے یا وہ آدمی خود اجازت دے دے۔

۱۷۸۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَبْتَاعَ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَذَرَ)). رواه مسلم.

۱۷۸۰۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مومن کا بھائی ہے' پس کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجے حتیٰ کہ وہ خود چھوڑ دے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٤١٤).

غريب الحديث☆ (يذر) ''ترک کر دے، چھوڑ دے''۔

فقه الحديث☆ ❶ بیع پر بیع کرنا حرام ہے۔

❷ پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجنا حرام ہے' ہاں اگر وہ پہلا آدمی اجازت دے دے یا وہ پہلا شخص اپنی بات ختم کر دے تب کوئی اور آدمی وہاں پیغام نکاح بھیج سکتا ہے۔

❸ اسلام نے مومنوں کو اپنے سایۂ رحمت کے تحت جمع کیا ہے اور انہیں آپس میں بھائی بھائی بنایا ہے' پس اب اس رشتہ اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور ایثار و قربانی اور باہمی احترام کو شعار بنایا جائے اور حق تلفی و خود غرضی سے اجتناب کیا جائے۔

۳۵۶۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وُجُوْهِهِ الَّتِي أَذِنَ الشَّرْعُ فِيهَا

۳۵۶۔ باب: ایسی جگہوں میں جہاں شریعت نے اجازت نہیں دی مال ضائع کرنا منع ہے

۱۷۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ)). رواه مسلم، وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ.

۱۷۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین چیزیں پسند کرتا ہے اور تین چیزیں ناپسند' پس وہ تمہارے لیے یہ پسند کرتا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور متفرق نہ ہو جاؤ اور وہ تمہارے لیے بے فائدہ اور بے مقصد باتوں' کثرت سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہے''۔ (مسلم۔ اس کی شرح گزر چکی ہے۔)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٧١٥).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۳۴۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۸۲۔ وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: اَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ فِي كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۷۸۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت وراد بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں

عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ، وَاِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ . متفقٌ عليه وَسَبَقَ شَرْحُهُ.

مجھ سے لکھوایا کہ نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے:''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لیے بادشاہی ہے اور ہر قسم کی حمد و تعریف بھی اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اے اللہ! تو جو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور تو جسے منع کر دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی بڑے کی بڑائی تیرے ہاں کوئی نفع مند نہیں''۔ اور ان کی طرف یہ بھی لکھا: آپ ﷺ بے مقصد گفتگو کرنے ، مال کے ضائع کرنے، بے مقصد کثرت سے سوال کرنے سے منع فرماتے تھے اور آپ ماؤں کی نافرمانی کرنے سے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور لوگوں کو خود نہ دینے اور ان سے مانگتے رہنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔(متفق علیہ۔اس کی شرح گزر چکی ہے)

حدیث کے پہلے حصے کی توثیق اور شرح کے لیے حدیث نمبر (۱۴۱۶) اور حدیث کے دوسرے حصے کے لیے حدیث نمبر (۳۴۰) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۵۷۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلٰى مُسْلِمٍ بِسَلَاحٍ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ كَانَ جَادًّا أَوْ مَازِحًا، وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

۳۵۷۔ باب: کسی مسلمان کی طرف قصداً یا مزاحاً ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا منع ہے اور ننگی تلوار پکڑنا بھی منع ہے

۱۷۸۳۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ، فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهِ، فَيَقَعَ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ)). متفقٌ عليه.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتّٰى يَنْزِعَ، وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ)).

قَوْلُهُ ﷺ: ((يَنْزِعُ)) ضُبِطَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ، وَبِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا

۱۷۸۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے' اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ شیطان اس کے ہاتھ سے (وہ ہتھیار) چلوا دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے''۔(متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا:''جس شخص نے کسی تیز دھار آلے کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسے رکھ نہ دے' اگرچہ وہ اس کا

ومعناهما مُتَقارِبٌ، وَمَعْنَاهُ بالمُهْمَلَةِ يَرْمي، والْمُعْجَمَةِ أيضًا يَرْمي وَيُفْسِدُ، وَأَصْلُ النَّزْعِ: الطَّعْنُ وَالْفَسادُ.

حقیقی بھائی ہی ہو''۔

(ينزع) یہ عین کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے اور زاء کے نیچے زیر ہے اور اسے غین اور زاء پر زبر کے ساتھ بھی ضبط کیا گیا ان دونوں کا معنی ایک جیسا ہی ہے۔ ''ينزع'' عین کے ساتھ معنی ہوں گے: ''وہ پھینکتا ہے'' اور غین (ينزغ) کے ساتھ بھی یہی معنی ہیں: ''وہ پھینکتا ہے اور فساد کراتا ہے'' اور ''نزع'' کے اصل معنی ہیں ''نیزہ مارنا اور فساد کرنا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۲۳ ـ فتح)، ومسلم (۲٦۱۷)، والرواية الثانية عند مسلم (۲٦۱٦).

فقه الحديث☆ ❶ ایسے اسباب اختیار کرنا حرام ہیں جو کسی بھی طور پر مسلمانوں کی اذیت کا باعث بن سکتے ہیں۔

❷ مسلمان سے لڑائی جھگڑا کرنا یا اسے قتل کرنا حرام ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم کا گڑھا ہے۔

❸ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا حرام ہے خواہ وہ مذاق ہی کے طور پر ہو۔

❹ شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان بغض وعداوت پیدا کردے' اسی لیے وہ لوگوں کو ہتھیاروں کی نمائش پر ابھارتا ہے اور اس نمائش کے دوران وہ کسی سے یہ ہتھیار چلوادیتا ہے اور کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے جس سے شیطان کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

❺ مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے سے بھی منع کیا گیا ہے' لہٰذا کسی مسلمان کو ڈرانا دھمکانا حرام ہے۔

❻ جس چیز کے نتائج اور انجام خطرناک ہو اس کی مبادیات سے بھی بچنا چاہیے اور ایسے کام قصداً یا مزاحاً بھی نہیں کرنے چاہییں۔

❼ آج کل ہتھیاروں کی نمائش اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اس کا استعمال بے دریغ ہے اور شادی وغیرہ اور دیگر خوشی کے مواقع پر ہوائی فائرنگ کا بھی عام رواج ہے' جس کے نقصانات آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی اس سے باز نہیں آتے۔ یہ حدیث سد ذرائع کے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

١٧٨٤ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا . رَوَاهُ أَبُو داود، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱۷۸۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ننگی تلوار پکڑانے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداود' ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثيق الحديث☆ حسن ـ أخرجه أبو داود (۲٥۸۸)، والترمذي (۲۱٦۳).

اس کا ایک شاہد مستدرک حاکم (۴/۲۹۰) میں موجود ہے اور یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ ان شاء اللہ۔

غريب الحديث☆ (يتعاطى) ''پکڑایا جائے، دیا جائے''۔ (مسلولًا) ''بے نیام، ننگی تلوار''۔

فقه الحديث☆ ❶ ننگی تلوار پکڑنا منع ہے' اس لیے کہ اس طرح وہ آدمی زخمی ہو سکتا ہے۔

❷ تلوار کی طرح دیگر تیز دھار آلات کے بارے میں یہی حکم ہے۔

٣٥٨ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ إِلَّا لِعُذْرٍ حَتَّى

۳۵۸۔ باب: اذان کے بعد کسی عذر کے بغیر فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا ناپسندیدہ ہے

يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

١٧٨٥۔ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي، فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. رواه مسلم.

۱۷۸۵۔ حضرت ابوشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی، پس ایک آدمی مسجد سے کھڑا ہوا اور چلنے لگا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بغور اسے دیکھتے رہے حتیٰ کہ وہ مسجد سے باہر نکل گیا، تب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٦٥٥).

فقه الحديث ☆ ❶ اذان سننے کے بعد فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا ناپسندیدہ امر ہے، اس لیے کہ اس میں نبی ﷺ کی سنت کی مخالفت ہے۔

❷ باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

٣٥٩۔ بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيْحَانِ لِغَيْرِ عُذْرٍ

۳۵۹۔ باب: بلا عذر خوشبو کا ہدیہ واپس کرنا ناپسندیدہ ہے

١٧٨٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ، فَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ، طَيِّبُ الرِّيحِ)). رواه مسلم.

۱۷۸۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو ریحان (خوشبودار بوٹی) پیش کی جائے تو وہ اسے نہ لوٹائے، اس لیے کہ وہ ہلکی اور خفیف سی ہے اور اس کی خوشبو بہت اچھی ہے۔'' (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٢٥٣).

غريب الحديث ☆ (خفيف المحمل) ''اٹھانے میں ہلکی ہے'' یعنی وزنی نہیں۔

١٧٨٧۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ. رواه البخاري.

۱۷۸۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خوشبو کا ہدیہ رد نہیں فرماتے تھے۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٠٩ ـ فتح).

فقه الأحاديث ☆ ❶ خوشبو یا خوشبودار چیز کا ہدیہ قبول کرنا مستحب ہے۔ اس لیے کہ اسے لینے یا اٹھانے میں کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔

❷ مسلمان کو چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کرے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی پیش کرے، بالخصوص عید اور جمعے کے اجتماعات کے موقع پر انہیں خوشبو لگائے، اس سے مسلمانوں کی باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

❸ خوشبو کی یہ خاصیت ہے کہ فرشتے اسے پسند کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں، اسی طرح اچھی طبیعت اور اچھے مزاج کے لوگ اپنی جیسی طبیعت و مزاج کے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور العکس بالعکس۔

٣٦٠۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ، وَجَوَازِهِ لِمَنْ أَمِنَ ذٰلِكَ فِي حَقِّهِ

٣٦٠۔ باب: کسی ایسے شخص کی منہ پر تعریف کرنا ناپسندیدہ ہے جس کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ فخر وغرور میں مبتلا ہو جائے گا اور جس کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو تو اس کے منہ پر اس کی تعریف کرنا جائز ہے

١٧٨٨۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ، فَقَالَ: ((أَهْلَكْتُمْ، أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ)). متفقٌ عليه.

((وَالْإِطْرَاءُ)): الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ.

١٧٨٨۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کسی آدمی کو کسی کی تعریف کرتے ہوئے سنا، جو تعریف میں مبالغہ آرائی کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے ہلاک کر دیا یا تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی''۔ (متفق علیہ)

(الإطراء) ''مدح وتعریف میں مبالغہ آرائی کرنا''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٧٦ ـ فتح)، ومسلم (٣٠٠١).

فقه الحديث ☆ کسی آدمی کی اس کے منہ پر تعریف کرنا حرام ہے، اس لیے کہ اس سے آدمی کے دل میں فخر وغرور اور تکبر جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں، آدمی عجب کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ عجب اور خود پسندی بندے کے دین کے لیے مہلک ہے۔

١٧٨٩۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) يَقُولُهُ مِرَارًا: ((إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ وَحَسِيبُهُ اللّٰهُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدٌ)). متفقٌ عليه.

١٧٨٩۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا تو دوسرے آدمی نے اس کی تعریف کی، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر، تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی''، آپ نے کئی بار ایسے فرمایا (پھر فرمایا): ''اگر تم میں سے کسی نے ضرور ہی کسی کی تعریف کرنی ہو تو اسے ایسے کہنا چاہیے کہ میں اسے ایسا اور ایسا سمجھتا ہوں، اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ اسی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا حساب لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کے پاک صاف ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٥/ ٢٧٤ ـ فتح)، ومسلم (٣٠٠٠).

غريب الحديث ☆ (ويحك) اگر کسی شخص سے کوئی ایسا کام ہو جائے جس کا اسے حق نہیں تو پھر اس کے لیے یہ کلمہ ترحم بولا جاتا ہے کہ افسوس ہے تجھ پر۔ (لا محالة) ''ضروری، لازمی، ایسا کام جسے ترک نہ کیا جا سکے''۔ (أحسبه) ''میں اسے اس طرح خیال کرتا ہوں، اسے ایسے سمجھتا ہوں''۔ (لا یزکی) کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہوں سے پاک قرار نہیں دیا جانا چاہیے۔

فقه الحديث ☆ اگر کوئی شخص کسی کی لازمی طور پر تعریف کرنا چاہے تو اسے اپنی رائے بیان کرنے کے بعد باقی معاملات کو اللہ کے سپرد کرنا چاہیے، وہی تمام حالات سے باخبر ہے اور یہ تعریف حسن ظن کے طور پر ہونی چاہیے، قطعی علم تو اللہ کو ہے۔

۱۷۹۰۔ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَجَعَلَ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَاْنُكَ؟ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ، فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ)). رواهُ مسلم.

فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْاِبَاحَةِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ.

۱۷۹۰۔ حضرت ہمام بن حارث حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی (ان کے منہ پر) تعریف کرنے لگا تو مقداد رضی اللہ عنہ نے (اس کے منہ میں مٹی ڈالنے کا) ارادہ کیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم (منہ پر) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو''۔ (مسلم)

یہ ممانعت کی احادیث ہیں جبکہ منہ پر تعریف کرنے کے جواز کی بہت سی احادیث وارد ہیں۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۳۰۰۲) (۶۹)

غريب الحديث ☆ (عمد) ''قصد وارادہ کیا''۔ (جثا) ''گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے''۔ (یحثو) ''پھینکنے لگے''۔ (الحصباء) ''کنکریاں''۔

فقه الحديث ☆ ❶ دلائل ونصوص پر عمل کرنے کے بارے میں یہ اصول ہے کہ ان کے ظاہری الفاظ پر عمل کیا جائے' جس کا عربی زبان تقاضا کرتی ہے الا یہ کہ کوئی قرینہ ظاہری الفاظ سے کوئی اور معنی بتائے جیسا کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کیا۔

❷ منہ پر تعریف کرنے والوں کی طرف توجہ نہ دی جائے اور انہیں اس مدح سرائی پر کسی انعام واکرام سے بھی نہ نوازا جائے' بلکہ ہو سکے تو ان کے منہ میں خاک ڈالی جائے۔

❸ صحابہ کرام کے جذبہ اتباع رسول کا بیان' جیسا کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کیا اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔

❹ کئی مسائل تمام صحابہ کرام کو معلوم نہیں تھے' کسی کو کسی مسئلے کے بارے میں پتا تھا اور کسی کو کسی کے بارے میں' جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا' اسی لیے انھوں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيْقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ اَنْ يُقَالَ: اِنْ كَانَ الْمَمْدُوْحُ عِنْدَهُ كَمَالُ اِيْمَانٍ وَيَقِيْنٍ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ، وَلَا يَغْتَرُّ بِذٰلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوْهٍ، وَاِنْ خِيْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ، كُرِهَ مَدْحُهُ فِيْ وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيْدَةً، وَعَلٰى هٰذَا التَّفْصِيْلِ تُنَزَّلُ الْاَحَادِيْثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِيْ ذٰلِكَ. وَمِمَّا جَاءَ فِي الْاِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)) اَيْ: مِنَ الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيْعِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهَا، وَفِي الْحَدِيْثِ الْآخَرِ: ((لَسْتَ مِنْهُمْ))، اَيْ:

علماء بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث میں جمع وتطبیق کا یہ طریقہ ہے کہ اگر ممدوح ایمان ویقین میں کامل ہو' اسے اپنے نفس پر ضبط ہو اور اس کے بارے میں مکمل معرفت ہو کہ اگر اس کے منہ پر تعریف کی گئی تو وہ کسی فتنے میں مبتلا ہو گا نہ کسی غرور میں اور نہ ہی اس کا نفس اس بات پر خوش ہو گا تو ایسی صورت میں منہ پر تعریف کرنا حرام ہے نہ مکروہ اور اگر اس ممدوح کے بارے میں ان امور میں سے کسی امر کا بھی اندیشہ ہو تو پھر اس کے منہ پر تعریف کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ اور اس تفصیل پر اس بارے میں وارد مختلف احادیث کو دلیل بنایا جائے گا۔ اور جو احادیث اباحت اور جواز کے بارے میں ہیں ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہو گے''۔ یعنی ان لوگوں میں سے جنہیں جنت کے

لَسْتَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ أُزُرَهُمْ خُيَلَاءَ. وَقَالَ ﷺ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:((مَا رَآكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)) وَالْأَحَادِيْثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيْرَةٌ، وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ: ((الْأَذْكَارِ)).

آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے گا کہ اس دروازے سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا: ''تم ان میں سے نہیں ہو''۔ یعنی آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو لوگ فخر و غرور سے اپنے ازار نیچے لٹکاتے ہیں تم ان میں سے نہیں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''شیطان تمھیں جس راستے پر چلتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو وہ تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے''۔ اور منہ پر تعریف کرنے کے جواز کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں اور ان میں سے کچھ احادیث میں نے ''کتاب الاذکار'' میں ذکر کی ہیں۔

٣٦١۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيْهَا الْوَبَاءُ فِرَارًا مِنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُوْمِ عَلَيْهِ

٣٦١۔ باب: جس شہر میں وبا پھیل جائے وہاں سے جانے اور کسی دوسرے شہر سے اس شہر میں آنے کی کراہت

قَالَ تَعَالٰى: ﴿أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ [النساء : ٧٨] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة : ١٩٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جہاں بھی ہو گے موت تمھیں پا لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو''۔ اور فرمایا: ''تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔

شرح الآیات ☆ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو خبردار کیا ہے کہ موت کا ایک وقت متعین ہے جس میں لمحہ بھر کی تقدیم و تاخیر نہیں اور اس سے کسی کو مفر نہیں، خواہ انسان اس سے بچنے کی جتنی بھی کوشش کر لے، کتنی بھی محفوظ جگہ اور مضبوط قلعے میں چلا جائے، موت وہاں بھی آ کر رہے گی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جس علاقے میں وبا پھیلی ہوئی ہے اگر تم موت سے بچنے کے لیے کسی اور جگہ جاؤ گے تو موت وہاں بھی آ سکتی ہے، لہٰذا یہاں سے بھاگنے کی ضرورت نہیں اور دوسری آیت ''تم اپنے آپ کو ایک ہلاکت میں نہ ڈالو'' سے یہ مفہوم لیا ہے کہ اگر کسی جگہ وبا پھیلی ہوئی ہے تو تم وہاں نہ جاؤ یعنی اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یہ آیت کے ظاہری الفاظ سے استدلال ہے جبکہ اس آیت کا شان نزول یہ نہیں ہے۔

١٧٩١۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ۔ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ۔ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِيْ عُمَرُ: اُدْعُ لِيَ

١٧٩١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ مقام ''سرغ'' پر پہنچے تو آپ کو ''اجناد'' (شام کے شہروں) کے امراء حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ملے تو انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ملک شام میں تو وبا پھیل چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان

الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوْا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَرَجْتَ لِأَمْرٍ، وَلَا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا نَرٰى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ. فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَالُوْا: نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ، وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ، فَنَادٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ: إِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ، فَأَصْبِحُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ!- وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ- نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ، فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ، وَالْأُخْرٰى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِيْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: **((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ))** فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ.
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِيْ.

کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے فرمایا کہ مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے انہیں بلایا تو حضرت عمر ؓ نے ان سے مشورہ طلب کیا اور انہیں بتایا کہ ملک شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے (اب کیا کرنا چاہیے)؟ ان کے درمیان اختلاف ہوگیا' بعض نے کہا: آپ ایک (اچھے) مقصد کے تحت روانہ ہوئے ہیں' ہم نہیں سمجھتے کہ آپ اس مقصد سے رجوع کریں' بعض نے کہا: آپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور کچھ دیگر لوگ ہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ آپ انہیں لے کر اس وبا میں چلے جائیں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: تم میرے پاس سے چلے جاؤ' پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو بلاؤ۔ پس میں نے انہیں بلایا تو انھوں نے ان سے مشورہ کیا تو انھوں نے بھی مہاجرین کا سا انداز اختیار کیا اور انہی کی طرح اختلاف رائے کا اظہار کیا' تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: تم بھی میرے پاس سے چلے جاؤ' پھر فرمایا: میرے پاس یہاں موجود قریش کے ان عمر رسیدہ لوگوں کو بلاؤ جنھوں نے فتح مکہ کے وقت ہجرت کی۔ میں نے انہیں بلایا تو ان میں سے کسی دو آدمیوں نے بھی اس مسئلے میں اختلاف نہ کیا بلکہ ان سب نے کہا: ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو لے کر واپس چلے جائیں اور انہیں اس وبا کی طرف لے کر نہ جائیں۔ پس حضرت عمر ؓ نے لوگوں میں اعلان کرادیا کہ میں صبح کو (مدینے کی طرف) واپس لوٹوں گا' لہٰذا تم بھی صبح اس کی تیاری کرو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فرار اختیار کرتے ہو؟ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: کاش! یہ بات آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا' حضرت عمر ؓ ان سے اختلاف کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے' (اور کہا) ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے، اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں' مجھے بتاؤ اگر تمہارے پاس اونٹ ہو اور تم ایسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں' ان میں سے ایک سرسبز و شاداب ہو اور دوسرا بنجر' تو کیا ایسے نہیں کہ اگر تم اسے سرسبز و شاداب حصے میں چراؤ گے تو اللہ کی تقدیر سے چراؤ گے اور اگر بنجر حصے میں چراؤ گے تو بھی اللہ کی تقدیر ہی سے چراؤ گے؟ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: اتنے میں

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تشریف لائے‘ وہ اپنی کسی ضرورت کے تحت کہیں گئے ہوئے تھے‘ انھوں نے فرمایا: میرے پاس اس بارے میں علم ہے‘ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم اس وبا کے بارے میں سنو کہ یہ فلاں جگہ پھیلی ہوئی ہے تو تم وہاں نہ جاؤ اور جب یہ وبا ایسی جگہ پھیلے جہاں تم موجود ہو تو پھر وہاں سے بھاگنے کے لیے مت نکلو“۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور وہاں سے واپس ہو گئے۔ (متفق علیہ)

(العدوۃ) ”وادی کا کنارہ“۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١٧٩ ـ فتح)، ومسلم (٢٢١٩)

غریب الحدیث ☆ (سرغ) شام کی طرف جاتے ہوئے مدینے سے تیرھویں مرحلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ (الأجناد) ملک شام کے شہر: فلسطین اردن، دمشق، حمص اور قنسرین۔ (الوباء) ”طاعون“۔ (مصبح علی ظھر) ”(مدینے کی طرف) لوٹنے والا ہوں“۔

فقہ الحدیث ☆ ❶ مسائل و احکام کے بارے میں مشاورت کرنی چاہیے۔

❷ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام تمام اہم امور میں آپس میں مشاورت کرتے تھے۔

❸ شوریٰ حکمران کو اپنی رائے اور مشورہ دے سکتی ہے‘ اس پر اپنا فیصلہ ٹھونس نہیں سکتی‘ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشوروں کے لیے مہاجرین و انصار کو بلایا اور ان کے مشورے کو قبول نہیں کیا اور پھر قریش کے عمر رسیدہ لوگوں کو بلایا اور ان کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے مدینہ لوٹنے کا اعلان فرمایا۔

❹ ”علم“ قرآن و حدیث کا نام ہے‘ جب صحیح علم آ جائے تو پھر اپنی رائے سے رجوع کرتے ہوئے علم پر عمل کرنا چاہیے۔

❺ اگر نص (دلیل) نہ ملے تو قیاس کرنا جائز ہے‘ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو وادی کی مثال دیتے ہوئے مسئلہ واضح کیا۔

❻ مسلمانوں کے حکمرانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی رعیت کی بہتری اور خیر خواہی نیز سلامتی اور حفاظت کے لیے منصوبہ بندی کریں۔

❼ اگرچہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے لیکن بندے کو اپنی طرف سے احتیاط ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جہاں طاعون کی وبا پھیلی ہو وہاں مت جاؤ اور جو وہاں موجود ہے وہ وہاں سے نہ نکلے تاکہ دوسرے شہروں میں یہ وبا پھیل نہ جائے۔

❽ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حدیث سنائی۔

❾ جب حق بات تک رسائی ہو جائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس ذات باری تعالیٰ نے حق تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

❿ اگر کوئی عالم بشری کمزوری کی وجہ سے غلط مسئلہ بتا دے تو اس کا مؤاخذہ نہیں کرنا چاہیے‘ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مؤاخذہ نہیں کیا۔ اللہ اعلم!

١٧٩٢۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُوْنَ بِأَرْضٍ، فَلَا تَدْخُلُوْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ فِيْهَا، فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا)). متفقٌ عليه.

۱۷۹۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سنو کہ کسی جگہ وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب یہ وبا ایسی جگہ پھیل جائے جہاں تم موجود ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو“۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۱۷۸۔ ۱۷۹ ۔ فتح)، ومسلم (۲۲۱۸)

غريب الحديث ☆ (الطاعون) ایک وبا کی قسم ہے جو اس کا شکار ہوتا ہے وہ موت سے نہیں بچتا اور وہ اگر مسلمان ہے تو اس کا شمار شہداء میں ہوتا ہے۔

فقه الحديث ☆ نبی ﷺ نے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جس شہر میں طاعون کی بیماری پھیلی ہو وہاں نہیں جانا چاہیے اور اگر کوئی شخص اس شہر میں ہو جہاں یہ وبا پھیلی ہوئی ہو تو اسے وہاں سے نہیں نکلنا چاہیے۔ پہلی صورت میں یہ حکمت ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں خود بخود پیش نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کرنا شرعاً اور عقلاً درست نہیں۔ اور طاعون زدہ علاقے سے نہ نکلنے میں یہ حکمت ہے کہ انسان اللہ پر توکل، اعتماد اور بھروسا کرے' نیز اس کے حکم پر رضامندی اور صبر کا اظہار کرے۔ اور دوسری حکمت جو ائمہ طب نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ طاعون کے مریض کے لیے بیماری کی حالت میں سفر کرنا نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے اور اس حالت میں کسی کے پاس جانا اس کے لیے تکلیف کا باعث بن سکتا ہے۔

پس پہلی صورت (نہ جانے) میں تادیب و تعلیم ہے اور دوسری صورت (نہ نکلنے) میں تفویض و تسلیم ہے۔ اللہ اعلم!

۳۶۲۔ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَحْرِيمِ السِّحْرِ

۳۶۲۔ باب: جادو کی شدید حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ الآية [البقرة: ۱۰۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "(حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہیں کیا لیکن شیطانوں نے کفر کیا' وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے"۔

شرح الآية: شیاطین نے ایک کتاب میں جادو اور کہانت لکھی اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دفن کر دیا' حضرت سلیمان علیہ السلام غیب نہیں جانتے تھے۔ پس جب وہ فوت ہو گئے تو انھوں نے وہ کتاب نکال کر لوگوں کو دکھائی کہ یہ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جادو کا یہ علم تھا جس کی وجہ سے وہ حکومت کرتے تھے۔ انھوں نے لوگوں کو مغالطہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس الزام کو یہ فرما کر رد کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا یعنی جادو سیکھنا سکھانا کفر ہے جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور وہ وحی کی اتباع اور تبلیغ کرتے تھے اور جو لوگ جادو سیکھتے سکھاتے ہیں وہ کافر ہیں۔

۱۷۹۳۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ)). متفقٌ عليه.

۱۷۹۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "سات مہلک چیزوں سے بچو"۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا جسے قتل کرنا اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے موقع پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۶۱۴) ملاحظہ فرمائیں۔

٣٦٣۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافَرَةِ بِالْمُصْحَفِ إِلٰى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا خِيفَ وُقُوعُهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ

۳۶۳۔ باب: کافروں کے علاقوں میں قرآن مجید ساتھ لے کر سفر کرنا منع ہے' جب اس کا دشمن کے ہاتھوں میں جانے کا اندیشہ ہو

١٧٩٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ. متفقٌ عليه.

۱۷۹۴۔ حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کے ساتھ دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٣٣ ۔ فتح)، ومسلم (١٨٦٩)

فقه الحديث ☆ ❶ قرآن مجید کی تعظیم واجب ہے' اسے ایسی جگہ لے کر نہیں جانا چاہیے جس سے اس کی شان میں فرق آتا ہو۔
❷ دشمن کے علاقوں میں قرآن مجید لے کر نہیں جانا چاہیے' کہیں وہ اس کی توہین نہ کریں' اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

٣٦٤۔ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَإِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الْاِسْتِعْمَالِ

۳۶۴۔ باب: کھانے پینے' طہارت اور استعمال کی دیگر صورتوں میں سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا حرام ہے

١٧٩٥۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)). متفقٌ عليه.
وفي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ((إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ)).

۱۷۹۵۔ حضرت ام سلمہ ﷝ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے''۔ (متفق علیہ)
اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''بے شک جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے (تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے)''۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۷۸) ملاحظہ فرمائیں۔

١٧٩٦۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: ((هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وفي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَلْبَسُوا

۱۷۹۶۔ حضرت حذیفہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ریشم اور دیباج کے استعمال سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ''یہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہیں اور آخرت میں تمہارے لیے ہوں گے''۔ (متفق علیہ)
اور صحیحین میں ایک اور روایت ہے' حضرت حذیفہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تم ریشم پہنو نہ

الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا)).

دیباج اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں پیو اور نہ ہی ان کے پیالوں، پلیٹوں میں کھاؤ''۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۷۷۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۷۹۷- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ الْمَجُوْسِ، فَجِيْءَ بِفَالُوْذَجٍ عَلٰى إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ، فَقِيْلَ لَهُ حَوِّلْهُ، فَحَوَّلَهُ عَلٰى إِنَاءٍ مِنْ خَلَنْجٍ، وَجِيْءَ بِهِ فَأَكَلَهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

((الْخَلَنْجُ)): الْجَفْنَةُ.

۱۷۹۷۔ حضرت انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ مجوسیوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چاندی کے برتن میں مٹھائی لائی گئی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے نہیں کھایا' پس اسے کہا گیا کہ اسے کسی اور برتن میں ڈال لیں۔ اس نے اسے ایک پیالے میں بدل دیا اور پھر اسے لایا گیا تو آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (بیہقی۔ سند حسن ہے)

(الخلنج) ''پیالہ''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البيهقي (۱/ ۲۸).

غریب الحدیث☆ (فالوذج) ''فالودہ یا مٹھائی کی کوئی قسم''۔ (خلنج) یہ سرخ اور زرد رنگ کے مابین ایک قسم کا درخت ہے جس کی لکڑی سے برتن بنائے جاتے ہیں۔ (الجفنة) ''پیالہ'' یہ ''صحفة'' (بمعنی پیالہ) سے بڑا ہوتا ہے۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اگر حلال کھانا سونے یا چاندی کے برتنوں میں رکھا ہوا ہو تو وہ کھانا حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اس برتن میں کھانا حرام ہے' اگر اس کھانے کو کسی اور برتن میں ڈال دیا جائے تو پھر وہی کھانا کھانا جائز ہوگا۔

❷ اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھانا رکھ کر کھانے کے لیے دعوت دے تو ایسی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے حتیٰ کہ وہ اسے کسی دوسرے برتن میں ڈال دے۔

❸ مسلمان کی یہ شان ہونی چاہیے کہ جب اسے کسی شرعی مسئلے کے بارے میں پتا چلے تو وہ اس کی اتباع کرے اور اپنے عمل کو اس کے تابع کر لے۔

❹ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور ریشمی لباس پہننے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس میں کبر و غرور پایا جاتا ہے' جس کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں' اسلام تو سادگی اور تواضع کا درس دیتا ہے۔ نیز ریشمی لباس میں نزاکت کا پہلو ہے جو مردانگی کے خلاف ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کے مترادف ہے' اس لیے کہ عورتوں کے لیے سونے کے زیور اور ریشمی لباس پہننا جائز ہے۔

۳۶۵۔ بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْبًا مُزَعْفَرًا

۳۶۵۔ باب: آدمی کے لیے زعفرانی رنگ کا لباس پہننا حرام ہے

۱۷۹۸- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۹۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے آدمی کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۳۰۴ ۔ فتح)، ومسلم (۲۱۰۱)

غریب الحدیث☆ (یتزعفر) ''اپنے کپڑے کو زعفرانی رنگ سے رنگے یا اپنے جسم پر زعفرانی رنگ مل لے''۔ (الزعفران) یہ ایک بوٹی

ہے' جس کا رنگ زرد ہے اس کے ساتھ رنگ دیا جاتا ہے۔

۱۷۹۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَاَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: ((اُمُّكَ اَمَرَتْكَ بِهٰذَا؟)) قُلْتُ: اَغْسِلُهُمَا؟ قَالَ: ((بَلْ اَحْرِقْهُمَا)).

وَفِيْ رِوَايَةٍ، فَقَالَ: ((اِنَّ هٰذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا)). رواه مسلم.

۱۷۹۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''کیا تیری ماں نے تجھے یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: کیا میں انہیں دھوڈالوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ انہیں جلادو''۔

اور ایک روایت میں ہے' آپ نے فرمایا: ''یہ کافروں کا لباس ہے' پس تم اسے مت پہنو''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (۲۰۷۷) (۲۸)» والرواية الثانية عنده (۲۰۷۷) (۲۸)

غریب الحدیث☆ (معصفرین) ''زرد رنگ سے رنگے ہوئے دو کپڑے''۔ (العصفر) ''زرد رنگ کی بوٹی''۔

فقه الاحادیث☆ ◆ زعفران یا عصفر بوٹی سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا منع ہے اور یہ ممانعت صرف مردوں کے لیے ہے' عورتوں کے لیے نہیں۔

◆ مردوں کو عورتوں سے مشابہ لباس پہننا حرام ہے۔

◆ کفار جیسا لباس پہننا حرام ہے۔

◆ تمام معاملات میں مسلمان کی امتیازی شان ہونی چاہیے۔

۳۶۶۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ

۳۶۶۔ باب: ایک دن اور رات تک خاموش رہنا منع ہے

۱۸۰۰۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَانَ مِنْ نُسُكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ، فَنُهُوْا فِي الْاِسْلَامِ عَنْ ذٰلِكَ، وَاُمِرُوْا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيْثِ بِالْخَيْرِ.

۱۸۰۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان یاد کیا ہے: ''بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور ایک دن اور رات تک خاموش رہنے کی کوئی حیثیت نہیں''۔ (ابو داود۔ سند حسن ہے)

امام خطابی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جاہلیت کی عبادات میں خاموش رہنا بھی تھا' پس اسلام میں ایسی عبادت سے منع کر دیا اور انہیں ذکر الٰہی کرنے اور خیر و بھلائی کی بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

توثیق الحدیث ☆ صحيح دون قوله: ((ولا صمات يوم إلى الليل))' أخرجه أبو داود (۲۸۷۳) بهذا اللفظ.

حدیث کا پہلا حصہ صحیح ہے کہ ''بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں'' جبکہ دوسرا حصہ ''ایک دن اور رات تک خاموش رہنے کی کوئی حیثیت نہیں'' صحیح سند سے ثابت نہیں۔

غريب الحديث☆ (لا يتم) ''کوئی یتیمی نہیں'' یتیم اسے کہتے ہیں جس کا والد فوت ہو جائے اور وہ ابھی صغرسنی میں ہو اور بالغ نہ ہوا ہو۔ (احتلام) ''بلوغت''۔ (صمات) ایک دن اور رات تک خاموش رہنا' چپ کا روزہ رکھنا۔

۱۸۰۱۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى امْرَاَةٍ مِنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ، فَرَآهَا لَا تَتَكَلَّمُ. فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوْا: حَجَّتْ مُصْمِتَةً، فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِيْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ، هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ. رواه البخاري.

۱۸۰۱۔ حضرت قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس تشریف لائے' جسے زینب کہا جاتا تھا' آپ نے اسے دیکھا کہ وہ بولتی نہیں تو آپ نے فرمایا: اسے کیا مسئلہ ہے' یہ بات کیوں نہیں کرتی؟ انھوں نے بتایا کہ اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے اسے فرمایا: تم بات چیت کرو' اس لیے کہ یہ جائز نہیں' یہ تو عمل جاہلیت میں سے ہے۔ پس اس نے بات چیت کرنا شروع کر دیا۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۷/ ۱۴۷۔ ۱۴۸ ۔ فتح)

غريب الحديث☆ (من عمل الجاهلية) یہ ان کی عبادت کا طریقہ ہے' جس کے ذریعے سے وہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا زعم باطل رکھتے تھے۔

فقه الأحاديث☆ ❶ جاہلیت کے اعمال و احوال کی مخالفت کرنا واجب ہے۔
❷ جب کوئی یتیم بچہ بالغ ہو جائے گا تو اس پر لفظ یتیم کا اطلاق نہیں ہوگا' نہ اس پر یتیم کے احکام نافذ ہوں گے۔
❸ خاموشی اختیار کر لینے اور بات چیت نہ کرنے کو عبادت سمجھ لینا شعائر اسلام میں سے نہیں۔
❹ بات چیت کرتے وقت اس چیز کا خیال رہے کہ وہ خیر و بھلائی پر مبنی ہو۔
❺ اگر کوئی شخص بات نہ کرنے کی قسم اٹھالے تو اسے قسم توڑ کر بات چیت کرنی چاہیے۔ اللہ اعلم!
❻ اگر کوئی شخص سورۂ مریم کی آیت نمبر (۲۶) سے استدلال کرتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے بھی تو کسی انسان سے بات چیت نہ کرنے کا روزہ رکھا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہماری شریعت نہیں ہے' ان کی شریعت میں ایسے چپ کا روزہ رکھنا جائز تھا جبکہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔

۳۶۷۔ بَابُ تَحْرِيْمِ انْتِسَابِ الْاِنْسَانِ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَتَوَلِّيْهِ غَيْرَ مَوَالِيْهِ

۳۶۷۔ باب: انسان کا اپنے باپ یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کی حرمت

۱۸۰۲۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)). متفق عليه.

۱۸۰۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف جھوٹا منسوب کیا اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۲/ ۵۴ ۔ فتح)، ومسلم (۶۳)

غريب الحديث☆ (ادعى إلى) ''کسی کی جھوٹا منسوب ہوا''۔

۱۸۰۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ، فَهُوَ كُفْرٌ)). متفقٌ عليه.

۱۸۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ دادا سے اعراض اور بے رغبتی نہ کرو' پس جس شخص نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو یہ کفر ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۲/ ۵٤ ـ فتح)، ومسلم (٦۲).

فقه الاحاديث ☆ ❶ جانتے بوجھتے ہوئے اپنے آپ کو اپنے آباء کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے' پس جس شخص نے اس کام کو جائز سمجھتے ہوئے کیا تو اس نے کفر کیا اور وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے شخص پر جنت حرام ہے''۔

❷ اسلام نے نسب کی حفاظت کی بہت تاکید کی ہے۔

❸ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے۔

۱۸۰٤۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَا وَاللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ، وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيْهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ، وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ، وَفِيْهَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عِيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا، أَوْ آوٰى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوِ انْتَمٰى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)). متفقٌ عليه.

((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ)) أَيْ: عَهْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ. ((وَأَخْفَرَهُ)): نَقَضَ عَهْدَهُ. ((وَالصَّرْفُ)): التَّوْبَةُ، وَقِيْلَ: الْحِيْلَةُ. ((وَالْعَدْلُ)): الْفِدَاءُ.

۱۸۰٤۔ حضرت یزید بن شریک بن طارق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا اور انہیں خطاب فرماتے ہوئے سنا' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس کتاب اللہ کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ انھوں نے اس صحیفے کو پھیلایا تو اس میں (دیت کے) اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں (کی دیت) کے بارے میں احکامات تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے۔ پس جس شخص نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس سے فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ مسلمانوں کا عہد ایک ہے' جس کے ساتھ ان کا ایک ادنی آدمی بھی کوشش کر سکتا ہے (یعنی وہ پناہ دے سکتا ہے اور اس کی پناہ کی حفاظت کی جائے گی)۔ جس شخص نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑا تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے' اللہ قیامت والے دن اس سے فرض قبول کرے گا نہ نفل اور جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ قیامت والے دن اس کا فرض قبول فرمائے گا نہ نفل''۔ (متفق علیہ)

(ذمة المسلمين) ''مسلمانوں کا عہد اور امان''۔ **(أحفره)** ''اس کے عہد کو توڑا''۔ **(الصرف)** ''توبہ'' بعض کہتے ہیں ''حیلہ''۔

(العدل) کے معنی ہیں ''فدیہ''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ٨١ - فتح)، ومسلم (١٣٧٠)

غریب الحدیث☆ (أسنان الإبل) ''دیت کے اونٹوں کی عمریں'' (عیر و ثور) مدینہ منورہ میں دو پہاڑوں کے نام۔ (أحدث) ''بدعت کو ایجاد کیا''۔ (الذمة) ''عہد و پیمان''۔ (الصرف) ''فرض''۔ (العدل) ''نفل''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کو لوگوں کے علاوہ کوئی خصوصی علم عطا نہیں فرمایا' اس لیے کہ آپ نے لوگوں سے کوئی بات نہیں چھپائی۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نبی ﷺ کے اہل بیت کے پاس کچھ خصوصی علم تھا جو آپ کو پوشیدہ طور پر دیا گیا۔ نبوت کا مطلب ابلاغ عام ہے نہ کہ خاص۔

❷ علم کی کتابت کرنا جائز ہے نیز حدیث رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی لکھی گئی۔

❸ اہل بدعت پر لعنت بھیجنا جائز ہے۔

❹ تمام مسلمانوں کا ذمہ برابر اہمیت رکھتا ہے' اگر کوئی ایک مسلمان کسی کافر کو امان دے دے تو کسی دوسرے کو اس عہد و امان کو توڑنے کی اجازت نہیں۔

❺ عہد کو توڑنا حرام ہے۔

❻ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے تو ایسا شخص لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

❼ عیر اور ثور دو پہاڑ ہیں' ان کے درمیان جو علاقہ ہے وہ مدینے کا حرم ہے' وہاں سے درخت وغیرہ کاٹنا، شکار کو بھگانا یا شکار کرنا، گری پڑی چیز کو اٹھانا، لڑائی کے لیے اسلحہ وغیرہ اٹھانا حرام ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مدینے کو حرم قرار دیا۔

❽ تاکید کے طور پر قسم اٹھانا جائز ہے۔

❾ دین میں بدعت ایجاد کرنا حرام ہے' بدعتی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور اس کی لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے اور بدعتی کی عزت و توقیر اور احترام کرنا اور اسے پناہ دینا حرام ہے۔

❿ مدینہ منورہ کی فضیلت کا بیان نیز اس میں گناہ کی کیفیت عام جگہوں سے مختلف یعنی شدید ہے۔

١٨٠٥- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللّٰهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

۱۸۰۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے بھی جانتے بوجھتے اپنے آپ کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس نے کفر کیا اور جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں' وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور جس شخص نے کسی کو کافر کہہ کر پکارا یا اسے کہا: اے اللہ کے دشمن! اور وہ ایسا نہ ہوا تو وہ کلمہ اس کہنے والے پر لوٹ آتا ہے''۔ (متفق علیہ۔ یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥٣٩ - فتح)، ومسلم (٦١)

غریب الحدیث☆ (وليتبوأ مقعده من النار) ''وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''۔ (دعا رجلا بالكفر) ''کسی آدمی کو اے کافر کہہ کر

پکارنا"۔ (حار علیه) "اس پر لوٹ آتا ہے"۔

فقه الحدیث☆ ❶ اپنے نسب سے انکار کر کے کسی اور نسب کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرنا حرام ہے۔
❷ شریعت نے بعض گناہوں پر لفظ کفر کا اطلاق کیا ہے' جو ان کی حرمت شدید پر دلالت کرتا ہے۔
❸ جس شخص نے حدیث میں مذکور چیزوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا مستحق ٹھہرا اور اس نے اپنی گردن سے اسلام کی ذمہ داری (پٹے) کو اتار دیا۔
❹ تمام قسم کے جھوٹے دعوے کرنا حرام ہے۔
❺ کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارنا اور اس پر کفر کی تہمت لگانا حرام ہے۔

۳۶۸۔ بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنِ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَوْ رَسُوْلُهُ ﷺ عَنْهُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور : ٦٣]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران : ٣٠]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ [البروج : ١٢]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [هود : ١٠٢].

۳۶۸۔ باب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان کے ارتکاب سے ڈرانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈر جانا چاہیے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے"۔

اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے"۔

نیز فرمایا: "بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے"۔

اور فرمایا: "اور اسی طرح ہے تیرے رب کی گرفت جب وہ بستیوں والوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتی ہیں' بے شک اس کی پکڑ نہایت دردناک ہے"۔

١٨٠٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَاْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۰۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حرام کیا ہے"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث و فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۶۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۳۶۹۔ بَابُ مَا يَقُوْلُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مَنْهِيًّا عَنْهُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ [فصلت : ٣٦]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

۳۶۹۔ باب: جب کوئی شخص کسی منع کردہ کام کا ارتکاب کر لے تو وہ کیا پڑھے اور کیا کرے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اگر شیطان کی چھیڑ چھاڑ تمہیں (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی) پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو"۔

نیز فرمایا: "بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں جب ان

تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾ [الأعراف : ۲۰۱].

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ أُولَئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ [آل عمران : ۱۳۵، ۱۳۶]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور : ۳۱].

کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور وہ (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں''۔

اور فرمایا: ''وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے' جب کہ وہ جانتے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (نیک) کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے''۔

اور فرمایا: ''تم سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو' اے ایمان والو! تاکہ تم فلاح پاؤ''۔

شرح الآيات ☆ ان تمام آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر انسان سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے' یہ کوئی بڑی بات نہیں البتہ غلطی ہو جانے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنی چاہیے' وہ تو تمام گناہوں کو معاف کرنے پر قادر ہے اور جو لوگ اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں وہ فلاح پانے والے ہیں۔

۱۸۰۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). متفقٌ عليه.

۱۸۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں کہا: لات و عزیٰ کی قسم! تو اسے چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے: آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۸/ ۶۱۱ ـ فتح)، ومسلم (۱۶۴۷)

فقه الحديث ☆
1. معصیت سے رجوع کرنا واجب ہے۔
2. بتوں کے نام کی قسم اٹھانا حرام ہے' اس سے انسان ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔
3. جوئے کی تمام صورتیں حرام ہیں۔
4. برائی کی دعوت دینا ایک اور معصیت ہے۔
5. اگر کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کرنی چاہیے۔
6. بتوں کی قسم کا کفارہ لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے۔
7. جوئے کی دعوت دینے کا کفارہ صدقہ کرنا ہے۔

كِتَابُ الْمَنْثُوْرَاتِ وَالْمِلَحِ

متفرق احادیث اور علامات قیامت کا بیان

۳۷۰۔ بَابُ الْمَنْثُوْرَاتِ وَالْمِلَحِ

۱۸۰۸۔ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سِمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ. فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ، عَرَفَ ذٰلِكَ فِيْنَا، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكُمْ؟)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ، فَخَفَّضْتَ فِيْهِ وَرَفَّعْتَ، حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِيْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: ((غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيْكُمْ، فَأَنَا حَجِيْجُهُ دُوْنَكُمْ؛ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهِ، وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِيَةٌ، كَأَنِّيْ أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ؛ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللّٰهِ! فَاثْبُتُوْا)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا لُبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: ((أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ)) قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ أَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: ((لَا، اقْدُرُوْا لَهُ قَدْرَهُ)) قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ:

۳۷۰۔ باب: متفرق احادیث اور علامات قیامت

۱۸۰۸۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا تو آپ نے اس فتنے کو گھٹایا اور کبھی بڑھایا (یعنی کبھی اس کی تحقیر کی اور کبھی اسے بڑا خطرناک بتایا، یا کبھی بلند آواز سے گفتگو کی اور کبھی پست آواز سے) حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ وہ قریب ہی کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ پس جب ہم شام کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس کے متعلق ہمارے اندر اثرات محسوس کیے تو آپ نے فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے صبح کے وقت دجال کا ذکر فرمایا تھا اور آپ نے اسے کبھی حقیر اور کبھی بڑا خطرناک کر کے بیان کیا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ قریب ہی کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ اور چیزوں سے زیادہ شدید اندیشہ ہے، اگر دجال میری موجودگی میں نکلا تو میں تمہارے علاوہ اکیلا ہی اس سے نمٹ لوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلے گا تو ہر شخص اپنا دفاع خود کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے۔ اور وہ (دجال) نوجوان اور گھنگریالے بالوں والا ہوگا اور اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی گویا کہ میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص اسے پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر سورۂ کہف کا ابتدائی حصہ پڑھے۔ بے شک وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے پر ظاہر ہوگا اور وہ دائیں بائیں سب پھر جائے گا، اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا''۔ صحابہ کہتے ہیں:

((كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ، فَيَاْتِي عَلَى الْقَوْمِ، فَيَدْعُوْهُمْ، فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ، وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى، وَاَسْبَغَهُ ضُرُوْعًا، وَاَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ، فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِنْ اَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا: اَخْرِجِي كُنُوْزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ، فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوْهُ، فَيُقْبِلُ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالَى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ علیہ السلام، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهُ، قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي اِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَاْتِي عِيْسٰى علیہ السلام قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ، وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالَى اِلَى عِيْسٰى علیہ السلام اِنِّي قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي اِلَى الطُّوْرِ. وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ، فَيَمُرُّ اَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ: لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا: ”چالیس دن اور (ان میں سے پہلا) دن ایک سال کی طرح ہوگا اور (دوسرا) دن ایک مہینے کی طرح اور (تیسرا) دن ایک جمعہ کی طرح اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے“۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی (پانچ) نمازیں ہی کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ تم اس دن کا اس کے مطابق اندازہ کرنا (اور اس حساب سے نمازیں پڑھتے رہنا)“۔ ہم نے عرض کیا اس کی زمین میں چلنے کی رفتار اور تیزی کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”بارش کی طرح‘ جس کے پیچھے ہوا ہو۔ پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مان لیں گے۔ پس وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ جب ان کے جانور شام کو ان کے پاس واپس آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے کہیں لمبے ہوں گے‘ ان کے تھن مکمل طور پر بھرے ہوں گے‘ ان کی کوکھیں (سیر ہونے کی وجہ سے) زیادہ پھیلی ہوئی اور کشادہ ہوں گی۔ پھر وہ ایک دوسری قوم کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا لیکن وہ اس کی دعوت قبول نہیں کریں گے‘ وہ ان کے پاس سے واپس جائے گا تو وہ فوراً قحط زدہ ہو جائیں گے اور ان کے مال میں سے ان کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ وہ کسی بنجر زمین پر سے گزرے گا تو اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال دو‘ تو اس کے خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ پھر وہ ایک بھرپور جوانی والے آدمی کو بلائے گا اور اس پر تلوار کا وار کرے گا جو اسے تیر انداز کے نشانے کی طرح دو ٹکڑے کر دے گا پھر وہ اسے بلائے گا تو وہ آئے گا اور اس کا چہرہ چمکتا دمکتا اور ہنستا ہوا ہوگا۔ پس دجال اس (فتنہ و فساد کی) حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ پس وہ (آسمان سے) دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے

ﷺ، وَاَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى ﷺ، وَاَصْحَابُهُ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى ﷺ، وَاَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْاَرْضِ، فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى ﷺ، وَاَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ، فَتَحْمِلُهُمْ، فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ، اَنْبِتِيْ ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اِنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رِيْحًا طَيِّبَةً، فَتَاْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ؛ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ)). رواه مسلم.

قَوْلُهُ: ((خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ)): أَيْ: طَرِيْقًا بَيْنَهُمَا. وَقَوْلُهُ: ((عَاثَ)) بالْعينِ المهملة والثاء المثلثة، وَالْعَيْثُ: اَشَدُّ الْفَسَادِ. ((وَالذُّرٰى)): بِضَمِّ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ اَعَالِي الْاَسْنِمَةِ. وَهُوَ جَمْعُ

اتریں گے، جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے اور جب سر کو اٹھائیں گے تو ان سے موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گریں گی (یعنی ان سے پانی کے قطرے موتی کی طرح چاندی کی بوندیں بن کر یعنی نہایت سفید چمکدار بن کر گریں گی)' آپ کے سانس کی بھاپ جس کافر کو بھی پہنچے گی وہ مرجائے گا اور آپ کا سانس آپ کی حد نظر تک پہنچے گا' آپ دجال کا تعاقب کریں گے' حتیٰ کہ اسے ''باب لد'' کے پاس جالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ نے اس دجال کے فتنے سے بچالیا ہوگا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں جنت میں ان کے درجات کے بارے میں بتائیں گے۔ پس وہ (عیسیٰ علیہ السلام) ابھی اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ ایسے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں' آپ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے پستی کی طرف تیزی سے دوڑیں گے۔ ان کا پہلا قافلہ بحیرہ طبریہ سے گزرے گا اور وہ اس کا سارا پانی پی جائے گا اور جب ان کا بعد والا قافلہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا اور اس عرصے میں اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور رہیں گے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک کو بیل کی ایک سری تمہارے آج کے کسی ایک کے سو دینار سے بہتر معلوم ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ ان (یاجوج ماجوج) کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کردے گا جس سے وہ ایک جان کی طرح مرجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو وہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور سخت بدبو سے خالی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ ایسے بڑے پرندے بھیجے گا جیسے بختی اونٹوں کی گردنیں ہوتی

ذِرْوَةٍ بِضم الذّالِ وَكَسْرِهَا ((وَالْيَعَاسِيبُ)): ذُكُوْرُ النَّحْلِ. ((وَجِزْلَتَيْنِ)) أَيْ: قِطْعَتينِ. ((وَالْغَرَضُ)): الْهَدَفُ الَّذِيْ يُرْمٰى إِلَيْهِ بِالنَّشَّابِ، أَيْ: يَرْمِيْهِ رَمْيَةً كَرَمْيِ النَّشَّابِ إِلَى الْهَدَفِ. ((وَالْمَهْرُوْدَةُ)) بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ، وَهِيَ: الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ. قَوْلُهُ: ((لَا يَدَانِ)) أَيْ: لَا طَاقَةَ. ((وَالنَّغَفُ)): دُوْدٌ. ((وَفَرْسٰى)): جَمْعُ فَرِيْسٍ، وَهُوَ الْقَتِيْلُ: وَ ((الزَّلَقَةُ)): بفتح الزَّاي وَاللَّامِ وبِالْقَافِ، وَرُوِيَ ((الزُّلْفَةُ)) بضَمِّ الزَّاي وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ، وَهِيَ الْمِرْآةُ. ((وَالْعِصَابَةُ)): الْجَمَاعَةُ. ((وَالرِّسْلُ)) بِكَسْرِ الرَّاءِ: اللَّبَنُ ((وَاللِّقْحَةُ)): اللَّبُوْنُ، ((وَالْفِئَامُ)) بكسرِ الفاء وبعدها همزة ممدُوْدَةٌ: الجَمَاعَةُ. ((وَالْفَخِذُ)) مِنَ النَّاسِ: دُوْنَ الْقَبِيْلَةِ.

ہیں۔ پس وہ پرندے ان کی لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا جو ہر مکان اور خیمے پر برسے گی اور وہ ساری زمین کو دھوئے گی حتیٰ کہ وہ اسے شیشے کی طرح صاف کر دے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا اپنے پھل اگا اور اپنی برکت پھیر لا۔ پس اس دور میں ایک جماعت ایک انار کھائے گی اور وہ اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں برکت ڈال دی جائے گی حتیٰ کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہوگی۔ اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں میں سے ایک گھرانے کو کافی ہوگی پس وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان کو ان کی بغلوں کے نیچے سے لگے گی اور وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور پھر صرف بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جو اس زمین پر گدھوں کی طرح علانیہ لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔ پس انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی''۔ (مسلم)

(خلة بين الشام والعراق) ''شام اور عراق کے درمیان راستہ''۔ (عاث) عین اور ثاء کے ساتھ اور عیث کے معنی ہیں ''سخت ترین فساد''۔ (الذری) ذال پر پیش ''کوہانوں کی بلندی'' یہ ذروۃ کی جمع ہے' ذال پر پیش اور زیر دونوں جائز ہیں۔ (اليعاسيب) ''شہد کی نر مکھیاں''۔ (جزلتين) ''دو ٹکڑے''۔ (الغرض) ''وہ نشانہ جسے تیر مارا جائے'' یعنی اسے اس طرح (تلوار) مارے گا جس طرح تیر نشانے پر مارتے ہیں۔ (المهرودة) ''رنگا ہوا کپڑا''۔ (لا يدان) ''نہیں طاقت''۔ (النغف) ''کیڑا''۔ (فرسى) یہ فریس کی جمع ہے ''مقتول''۔ (الزلقة) ''زاء پر زبر اور لام پھر قاف یہ ''زلفۃ'' زاء پر پیش' لام ساکن اور پھر فاء کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے ''شیشہ''۔ (العصابة) ''جماعت''۔ (الرسل) راء پر زیر ''دودھ''۔ (اللقحة) ''دودھیل جانور''۔ (الفئام) فاء پر زیر ہمزہ ممدودہ ''جماعت''۔ (الفخذ من الناس) ''قبیلے سے کم لوگ، خاندان' گھرانا''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (۲۹۳۷) (۱۱۰)

غریب الحدیث☆ (خفض فيه ورفع) ''آپ نے اسے حقیر اور بڑا خطرناک کر کے بیان کیا''۔ (حتى ظنناه فی طائفة النخل) ''حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے''۔ (قطط) ''گھنگھریالے بال''۔ (عينه طافية) ''اس کی ایک آنکھ انگور کی طرح ابھری ہوئی ہوگی''۔ (عبد العزى بن قطن) بنومصطلق میں سے خزاعہ قبیلے کا ایک آدمی جو جاہلیت میں فوت ہوگیا تھا۔ (استدبرته الريح) اس کا فتنہ اس طرح تیزی سے پھیلے گا جس طرح بارش کے پیچھے ہوا تیزی سے آتی ہے۔ (ويستجيبون له) ''اس کی بات مانیں گے''۔ (فتروح) ''شام کو واپس آتے ہیں''۔ (سارحتهم) ''ان کے چرنے والے جانور''۔ (وأسبغه ضروعا) ''ان کے تھن کامل طور پر دودھ سے بھرے ہوں گے''۔ (يصبحون) ''وہ ہوجائیں گے''۔ (أمده خواصر) ''خوب سیر ہونے کی وجہ سے ان کی کوکھیں کشادہ ہوں گی''۔ (ممحلين) ''قحط سالی کا شکار ہوجائیں گے''۔ (الخربة) ''ویران جگہ''۔ (ممتلئ شبابا) ''بھرپور جوان''۔ (قطر) ''پانی کے قطرے گرنا''۔ (جمان اللولؤ) ''اس سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح گریں گے''۔ (لد) بیت المقدس کے قریب ایک جگہ کا نام۔ (حدب) ''اونچی جگہ''۔ (ينسلون) ''تیزی سے ظاہر ہوں گے''۔ (طبرية) ''بحیرہ طبریہ''۔ (زهمهم) ''سخت بدبو''۔ (كموت نفس واحدة) ''وہ ایک ہی دفعہ سب مر ہوجائیں گے''۔ (المدر) ''گھر''۔ (الوبر) ''خیمہ''۔ (يتهارجون تهارج الحمر) ''وہ گدھوں کی طرح لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے''۔

فقه الحديث☆ ❶ فتنہ دجال کے ظہور کا اثبات اور یہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔

❷ دجال کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے اور اس کی ایک آنکھ انگور کی طرح ابھری ہوئی ہوگی یعنی وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔

❸ دجال عراق اور شام کے درمیان ظاہر ہوگا اور وہ چالیس روز قیام کرے گا' پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے اور حدیث کو اس کے ظاہری الفاظ کے مطابق سمجھا جائے گا' البتہ اگر کوئی قرینہ ہو تو پھر اس کے مطابق معنی کیا جائے گا۔

❹ دجال کا فتنہ بڑی تیزی کے ساتھ پوری زمین پر پھیل جائے گا' صرف مکہ اور مدینہ اس کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

❺ دجال کو عجیب وغریب اختیارات دیے جائیں گے۔

❻ امت اسلامیہ کو فتنہ دجال سے ڈرانا چاہیے۔

❼ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کا بیان کہ اس نے فتنہ دجال سے بچنے کے طریقے بتا دیے' اس کا پورا حلیہ بیان کر دیا' سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات یاد کرنے کی ترغیب دی کہ یہ اس سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔

❽ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی علم سے محبت کا اظہار' وہ آپ ﷺ سے مسائل پوچھتے رہتے تھے تاکہ اس کے مطابق عمل کریں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کا ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا تو انھوں نے نمازوں کے متعلق پوچھا کہ وہ نمازیں کیسے پڑھیں؟

❾ تمام انبیاء علیہم السلام پر صلوۃ وسلام پڑھنا چاہیے اور ان کے نام کے ساتھ لکھنا بھی جائز ہے۔

❿ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات اور یہ کہ دجال کو وہی قتل کریں گے۔

⓫ جو لوگ فتنہ دجال کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں گے ان کا ٹھکانا جنت ہے۔

⓬ یاجوج ماجوج کے فتنے سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا' ہر ایک کو ان سے تکلیف پہنچے گی۔

⓭ قرب قیامت تمام مسلمان فوت ہوجائیں گے اور صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے۔

⓮ اس حدیث میں ایک اہم مسئلہ بتایا گیا ہے کہ جن ممالک میں کئی کئی ماہ دن رہتا ہے اور پھر کئی کئی رات رہتی ہے وہ عام دنوں کے مطابق

وقت کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھیں گے۔

۱۸۰۹۔ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: حَدِّثْنِيْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الدَّجَّالِ قَالَ: ((إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَّنَارًا، فَأَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِيْ يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرَاهُ نَارًا، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ)) فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۰۹۔ حضرت ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابومسعود انصاری کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں جو سنا ہے وہ مجھے بتائیں؟ انھوں نے کہا: ''بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ پس لوگ جسے پانی سمجھیں گے وہ آگ ہوگی۔ جو جلا دینے والی ہوگی اور لوگ جسے آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا۔ پس تم میں سے جو کوئی اسے پائے تو وہ جسے آگ سمجھتا ہو اس میں گرے' اس لیے کہ وہ تو شیریں اور عمدہ پانی ہوگا۔'' پس حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٩٤ ـ فتح)، ومسلم (٢٩٣٤ و٢٩٣٥)

غريب الحديث ☆ (عذب) ''میٹھا''۔ (طیب) ''پاکیزہ، صاف''۔

فقه الحديث ☆ ❶ فتنہ دجال ایک بہت بڑا فتنہ ہے' مسلمان کو اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔

❷ دجال کو خوارق عادت چیزیں دی جائیں گی۔

❸ دجال کے پاس دو چیزیں ہوں گی' ایک کو لوگ پسند کریں گے اور ایک کو ناپسند' یعنی پانی اور آگ۔ لوگ اپنے معمول کے مطابق آگ کو ناپسند کرتے ہیں اور پانی کو پسند کرتے ہیں لیکن دجال کے پاس جو آگ ہوگی وہ میٹھا پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا وہ فی الحقیقت آگ ہوگی او ر دجال یہ کام جادو کے ذریعے سے کرے گا۔

❹ اس سے ثابت ہوا کہ انسانی حواس کبھی دھوکا بھی کھا جاتے ہیں' جس طرح وہ اس آگ۔ اور پانی سے دھوکا کھا جائیں گے۔

❺ پس جو شخص فتنہ دجال کو پالے اسے چاہیے کہ وہ جسے آگ سمجھتا ہو اس میں داخل ہو کیونکہ وہ پانی ہوگا۔

۱۸۱۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ أُمَّتِيْ فَيَمْكُثُ أَرْبَعِيْنَ، لَا أَدْرِيْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِيْنَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِيْنَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ، فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ،

۱۸۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک رہے گا' میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال' پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا' وہ اسے تلاش کریں گے اور اسے قتل کریں گے' پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ کسی دو آدمیوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی' پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا تو روئے زمین پر کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں بچے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہوگا مگر وہ ہوا اس کی روح قبض کر لے گی' حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی شخص پہاڑ کے اندر بھی

حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ، لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهُ، فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ، وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا، وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُوْلُ: اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ، وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ، فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا، وَاَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ. اَوْ قَالَ: يُنْزِلُ اللّٰهُ. مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ اَوِ الظِّلُّ، فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَآ اَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ، وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْؤُوْلُوْنَ، ثُمَّ يُقَالُ: اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ؛ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا، وذٰلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ)). رواه مسلم.

((اللِّيْتُ)) صَفْحَةُ الْعُنُقِ، وَمَعْنَاهُ: يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْاُخْرٰى.

گھسا ہوگا تو ہوا وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ اور پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے' جن میں (شر انگیزی اور قضائے شہوت کے اعتبار سے) پرندوں کی سی پھرتی اور (ایک دوسرے کے تعاقب اور خونریزی میں) خونخوار جانوروں کی سی درندگی ہوگی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی سمجھیں گے نہ کسی برائی کو برائی۔ پس شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا: کیا تم میری بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے: تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ پس وہ انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا اور وہ اپنے رزق سے فائدہ حاصل کرتے ہوں گے اور ان کی زندگی بڑے آرام سے گزر رہی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ پس جو شخص بھی اسے سنے گا وہ اپنی گردن کو جھکا لے گا اور پھر اسے اٹھائے گا۔ سب سے پہلا شخص جو اسے سنے گا وہ ہے جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی اور درستی کر رہا ہوگا تو وہ بے ہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا فرمایا اللہ بارش نازل فرمائے گا گویا کہ وہ بارش شبنم کی طرح ہوگی' جس سے لوگوں کے جسم اگیں گے' پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پھر سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو اور (فرشتوں سے کہا جائے گا) انہیں ٹھہراؤ' اس لیے کہ ان سے باز پرس ہوگی پھر کہا جائے گا: ان میں سے جہنمیوں کو نکال لو۔ پوچھا جائے گا: کتنے؟ جواب دیا جائے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ پس یہ ایسا دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی کھولی جائے گی''۔ (مسلم)

(اللیت) ''گردن کا کنارہ'' اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور اس کے دوسرے کنارے کو بلند کرے گا۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۹٤۰) .

غريب الحديث☆ (ا) (فيبقى شرار الناس فى خفة الطير وأحلام السباع) ''پس بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو شر و فساد پھیلانے اور قضائے شہوت کے اعتبار سے پرندوں کی سی پھرتی اور ظلم و زیادتی کرنے میں درندوں کی طرح وحشی ہوں گے''۔ (دار رزقهم) ''انہیں روزی مل رہی ہوگی اور وہ اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہوں گے''۔ (يلوط حوض إبله) ''اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی اور درستی کر رہا ہوگا''۔ (اصغى) ''جھکایا''۔ (أخر اصغى جوا بعث النار) ''جہنمیوں کو نکال لو''۔

فقه الحديث☆ ❶ دجال چالیس روز تک زمین میں رہے گا۔

❹ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور وہ دجال کو ''باب لد'' پر قتل کریں گے۔

❸ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی تناقض نہیں' اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت لے کر نازل نہیں ہوں گے جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دے بلکہ وہ تو آپ ﷺ کی اتباع میں تشریف لائیں گے اور وہ آپ ہی کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے اور ان امور کو زندہ کریں گے جو لوگوں نے چھوڑ رکھے ہوں گے۔

❹ اسلام اپنے پیروکاروں کے سینوں سے حقد و حسد اور کینہ و بغض کو نکال دینا چاہتا ہے' اسی لیے قرب قیامت کے سات سالہ دور میں لوگ اس طرح باہم محبت سے رہیں گے کہ کسی دو کے درمیان بھی کوئی عداوت نہیں ہوگی۔

❺ قیامت سے پہلے اہل ایمان کی روحیں قبض کر لی جائیں گی۔

❻ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی' وہ فحاشی اور ظلم کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے اور وہ اسی لیے کسی نیکی کو نیکی اور کسی برائی کو برائی نہیں سمجھیں گے۔

❼ شیطان انسانی شکل میں آ سکتا ہے اور اس کی یہی کوشش رہتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح انسانوں کو شرک میں مبتلا کر دے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر بتوں کو پوجنا شروع کر دیں۔

❽ نفخہ اولیٰ کو جو بھی سنے گا وہ بے ہوش ہو جائے گا اور نفخہ ثانیہ مردوں کو زندہ کرنے اور انہیں قبروں سے اٹھانے کے لیے ہوگا۔

❾ اثبات معاد اور حشر و حساب نیز یہ کہ بندوں سے ان کے اعمال دنیا کے متعلق پوچھا جائے گا۔

❿ اللہ تعالیٰ کا پنڈلی کھولنے کا اثبات۔ اس کی تفسیر ایک صحیح حدیث سے اس طرح ہوتی ہے کہ قیامت والے دن اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے' البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھلاوے اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی کے منکے تختے کی طرح ایک ہڈی بن جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے لیے جھکنا ناممکن ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورۃ نون والقلم) اللہ تعالیٰ کی یہ پنڈلی کس طرح کی ہوگی اس کی کیفیت معلوم نہیں اور ہم بلا کیف و بلا تشبیہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

۱۸۱۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ)). رواه مسلم.

۱۸۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر میں داخل ہوگا اور مکہ اور مدینہ کے ہر داخلے کے راستے اور پہاڑی درے پر فرشتے صفیں باندھے ان دونوں کی حفاظت کرنے پر مقرر ہوں گے۔ پس وہ (مدینے کے قریب) شور والی زمین پر اترے گا تو مدینہ تین مرتبہ زلزلوں سے لرز اٹھے گا اور اللہ تعالیٰ مدینے سے ہر کافر و منافق کو باہر نکال دے گا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۹٤۳).

غريب الحديث ☆ (نقب) ''سوراخ، پہاڑی راستہ''۔ (السبخة) ''شور والی زمین جہاں کوئی چیز نہیں اگتی''۔

فقه الحديث ☆ ❶ فتنہ دجال پوری زمین پر پھیل جائے گا اور سب لوگوں کی آزمائش ہوگی۔

❷ فرشتے مکہ اور مدینہ کی حفاظت کریں گے اور وہ دجال کو وہاں داخل ہونے سے منع کریں گے۔

❸ مدینہ اپنے رہنے والوں میں سے برے لوگوں کو اس طرح الگ کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کو میل کچیل اور زنگ سے صاف کر دیتی

ہے اس لیے مدینے میں تین زلزلے آئیں گے تاکہ منافق قسم کے لوگ وہاں سے نکل جائیں اور خالص مومن باقی رہ جائیں۔

١٨١٢۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ)). رواهُ مسلم.

۱۸۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے جنھوں نے جسموں پر سبز چادریں لپٹی ہوں گی''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٩٤٤) .

فقه الحديث☆ ❶ یہودی دجال کی پیروی کریں گے' اس سے ان کے بدطینت ہونے کا پتا چلتا ہے کہ وہ دنیا کی تباہی و بربادی کی منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں اور وہ اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ ان کی یہ کوششیں دور حاضر میں بھی پوشیدہ اور مخفی نہیں۔

❷ اہل بدعت ایسے ایسے کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز نظر آئیں' دجال کے پیروکار بھی اسی فرق کو ظاہر کرنے کے لیے سبز رنگ کی چادریں اپنے جسموں پر لپیٹیں گے۔ اس فکر کے حامل لوگوں کی دور حاضر میں بھی کمی نہیں۔

❸ اصفہان فارس یعنی موجودہ ایران کا ایک شہر ہے۔

١٨١٣۔ وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ)). رواه مسلم.

۱۸۱۳۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ دجال کے خوف سے فرار ہو کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٩٤٥) .

فقه الحديث☆ مواطن فتن سے دور بھاگنا چاہیے اور اس حدیث میں فتنہ دجال اور اس کے شر کی شدت کو بیان کیا گیا ہے۔

١٨١٤۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ)). رواه مسلم.

۱۸۱۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیام قیامت تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٩٤٦) .

غريب الحديث☆ (أمر اكبر من الدجال) ''دجال سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں''۔

فقه الحديث☆ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت برپا ہونے تک تمام فتنوں سے بڑا فتنہ فتنہ دجال ہے اور اس سے صرف وہی بچے گا جسے اللہ بچائے گا۔

١٨١٥۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَتَلَقَّاهُ الْمَسَالِحُ: مَسَالِحُ الدَّجَّالِ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: اِلٰى اَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُوْلُ: اَعْمِدُ اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ خَرَجَ' فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ

۱۸۱۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دجال نکلے گا تو مومنوں میں سے ایک آدمی اس کی طرف جائے گا' پس راستے میں دجال کے پہرے دار اور جاسوس اسے ملیں گے' وہ اس سے پوچھیں گے: تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ وہ کہے گا: میں اس کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں جو نکلا ہے۔ وہ اسے کہیں گے:

أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ! فَيَقُولُونَ: اقْتُلُوهُ، فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ، فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا الدَّجَّالَ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ، فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا، فَيَقُولُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ: أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ! فَيُؤْمَرُ بِهِ، فَيُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائِمًا. ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: أَتُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ: مَا ازْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً. ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيَجْعَلُ اللّٰهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوَتِهِ نُحَاسًا، فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا، فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

رواه مسلم. وروى البخاري بعضه بمعناه.

((الْمَسَالِحُ)): هُمُ الْخُفَرَاءُ وَالطَّلَائِعُ.

کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے ہو؟ وہ جواب دے گا: ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں۔ پس وہ کہیں گے: اسے قتل کر دو، پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب نے تمہیں منع نہیں کیا کہ تم نے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہیں کرنا۔ تب وہ اسے دجال کے پاس لے جائیں گے۔ جب مومن اسے دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا تھا۔ دجال اس کے بارے میں حکم دے گا کہ اسے پیٹ کے بل لٹایا جائے، پھر کہے گا کہ اسے پکڑو اور اس کے سر اور چہرے پر مارو۔ پس اس طرح مار مار کر اس کی پیٹھ اور پیٹ کو کشادہ کر دیا جائے گا، پھر وہ پوچھے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ مومن جواب دے گا: تو مسیح کذاب ہے۔ پس اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اس کو سر کے درمیان سے آرے کے ساتھ چیر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے اس کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ پھر دجال اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر اسے کہے گا: کھڑا ہو جا! تو وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ پھر وہ دجال اس سے پوچھے گا: کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ مومن جواب دے گا: تیرے بارے میں تو میری بصیرت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے لوگو! (سن لو!) میرے بعد یہ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ بھی اس طرح نہیں کر سکے گا۔ پس دجال اسے پکڑے گا تاکہ اسے ذبح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی تک کے حصے کو تانبا بنا دے گا۔ پھر وہ اسے قتل کرنے کی کوئی سبیل نہیں پائے گا تو وہ اسے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر پھینک دے گا، لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے حالانکہ اسے جنت میں ڈال دیا گیا ہو گا۔'' پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رب العالمین کے نزدیک یہ شخص سب لوگوں سے زیادہ بڑی شہادت والا ہو گا''۔ (مسلم۔ بخاری نے بھی اسی مفہوم میں بعض حصہ روایت کیا ہے)

(المسالح) ''پہرے دار اور جاسوس''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٩٣٨) (١١٣)، وأما بعضه الذي أخرجه البخاري (١٣/ ١٠١ ـ فتح)

غریب الحدیث☆ (قبلہ) ''اس کی طرف''۔ (أین تعمد) ''تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟''۔ (یشبح) ''اسے پیٹ کے بل لٹایا جائے گا''۔ (الشج) ''سر اور چہرے میں زخم لگانا''۔ (یوشر) ''اسے چیرا جائے گا''۔ (مفرقة) ''سر کا وسط جہاں سے بالوں کی مانگ نکالی جاتی ہے''۔ (ترقوة) ''ہنسلی''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ دجال میں کچھ ایسے اوصاف ہیں جو اس کے جھوٹے ہونے پر دلالت کریں گے' ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

❷ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کامل ہیں' ان میں کسی قسم کا نقص نہیں جبکہ دجال بھی رب ہونے کا دعویٰ کرے گا لیکن وہ اس دعویٰ کے باوجود اپنے کانے پن کو دور نہیں کر سکے گا۔

❸ مسلمان پر جب کوئی مصیبت یا آزمائش آتی ہے تو اس کی بصیرت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پس بندے کو چاہیے کہ وہ مصیبت کے وقت صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے والی ہر قسم کی مصیبت کو خندہ پیشانی سے قبول اور برداشت کرے' خواہ اسے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

❹ دجال وہ کام نہیں کر سکے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار نہیں دیا ہو گا۔ جیسے وہ اس مومن کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن وہ اسے دوبارہ قتل نہیں کر سکے گا' اللہ تعالیٰ اس مومن کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا اور دجال بے بس ہو جائے گا۔

❺ مومن آدمی کو اسلام پر ثابت قدم رہنا چاہیے خواہ اسے دنیوی مصائب کا سامنا کرنا پڑے اور جو شخص ثابت قدمی اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم سے نوازتا ہے' جس طرح اس حدیث میں اس مومن کی شہادت کو عظیم شہادت قرار دیا گیا ہے۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل چیزیں بھی ثابت ہوتی ہیں:۔

① صحیح سنت نبوی آخری دور تک محفوظ رہے گی' جیسے کہ وہ شخص دجال کو دیکھتے ہی کہے گا کہ یہ وہ دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا' تو یہ بات اسے حدیث ہی سے معلوم ہو گی۔

② تمام مسائل کا حل کتاب وسنت میں ڈھونڈنا چاہیے۔ پس جو شخص صحیح دین کی معرفت چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ کتاب وسنت کا علم سیکھے۔

③ احادیث کی اسناد کا علم قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں: ((أشهد أنك الدجال الذی حدثنا رسول الله ﷺ حديثه))

④ خبر واحد حجت ہے خواہ احکام شریعت ہوں یا عقائد۔

⑤ رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن کر مومن کی بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

⑥ دجال کے پاس فوج ہو گی جو اس کی حفاظت کرے گی اور اس کے پہرے دار اور جاسوس ہوں گے۔

۱۸۱۶۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي: ((مَا يَضُرُّكَ؟)) قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ! قَالَ: ((هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)). متفق عليه.

۱۸۱۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں مجھ سے زیادہ کسی نے سوال نہیں کیے' آپ نے مجھے فرمایا: ''اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا''۔ میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اللہ تعالیٰ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٨٩ ـ فتح)، ومسلم (٢٩٣٩) (١١٥)

غریب الحدیث ☆ (ما یضرك) ''تمہیں کیا نقصان پہنچے گا''۔(هو أهون علی الله من ذلك) ''وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ پر یہ بڑا آسان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے وہ مومنوں کی گمراہی اور ان کے دلوں کے لیے مشکوک وشبہات کا سامان بنا دے' لیکن اللہ تعالیٰ اسے مومنوں کے لیے ایمان میں اضافے کا باعث اور کافروں اور منافقوں پر حجت بنا دے گا۔

فقه الحدیث ☆ ❶ جس فتنے کا خوف ہو اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ سوال کرنے جائز ہیں تا کہ اس کا علم حاصل ہو اور اس سے بچا جا سکے۔

❷ دجال کو غیر معمولی اختیارات دیے جائیں گے لیکن یہ مومن کے لیے بصیرت ویقین میں اضافے کا باعث ہوگا اور شکوک وشبہات کا وہی شکار ہوگا جس کے دل میں کج روی ہوگی۔

١٨١٧۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر)). متفقٌ عليه.

١٨١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے (دجال) سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار! دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''ک۔ف۔ر'' لکھا ہوا ہوگا''۔ (متفق علیہ)۔

فقه الحدیث ☆ ❶ کانے جھوٹے دجال کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام کو معلوم تھا' اس لیے ان سب نے اپنی امت کو اس فتنے سے ڈرایا۔

❷ انبیاء علیہم السلام کی دعوت اس منہج پر تھی کہ وہ مجرمین کی راہ سے واقفیت حاصل کرتے تھے' تا کہ وہ اس راہ سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

❸ دجال کانا ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی پر (کفر) حروف مقطعات میں ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہوگا' تا کہ ہر شخص اسے پڑھ لے اور اس کے فتنے سے بچے۔

❹ اس حدیث سے بعض اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے لیے دو آنکھوں کا ثبوت لیا ہے' وہ اس طرح کہ حدیث میں ہے ''تمہارا رب کانا نہیں ہے''۔ کانا ایک آنکھ سے ہوتا ہے' دوسری آنکھ درست ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دونوں آنکھیں درست ہیں۔ اللہ اعلم!

١٨١٨۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ! إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيْءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِيْ يَقُوْلُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ)). متفقٌ عليه.

١٨١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائی' سن لو! وہ کانا ہے اور جب وہ آئے گا تو اس کے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی دو چیزیں ہوں گی' پس وہ چیز جسے وہ جنت کہے گا وہ دوزخ ہوگی''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٧٠ ـ فتح)، ومسلم (٢٩٣٦)

فقه الحدیث ☆ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کی خیر خواہی کے لیے کس قدر فکر مند تھے کہ آپ نے انہیں دجال کی تمام صفات بیان کر دیں

• تا کہ اسے پہچاننے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ آپ نے اس کے بارے میں بتایا کہ وہ کانا ہوگا جب کہ اس کی یہ صفت آپ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائی تھی' اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ دین مکمل ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں اور یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے۔

١٨١٩- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَي النَّاسِ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ، اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى، كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)). متفقٌ عليه.

۱۸۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' سن لو! مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے' گویا اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٧٠ ـ فتح)، ومسلم (٤/ ٢٢٤٧) (١٠٠)

غريب الحديث☆ (بين ظهراني الناس) ''لوگوں کے سامنے''۔

فقه الحديث☆ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے۔

١٨٢٠- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ، اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے اور پھر یہودی جس پتھر یا درخت کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت بول کر کہے گا: اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے' پس آؤ اور اسے قتل کرو' سوائے غرقد درخت کے' اس لیے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٠٣ ـ فتح)، ومسلم (٢٩٢٢)

غريب الحديث☆ (الغرقد) کانٹے دار درخت جو بیت المقدس کے علاقے میں مشہور ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ جسے چاہے قوت گویائی عطا فرما دے خواہ وہ درخت ہو یا پتھر۔

❷ اسلام آخری دور تک باقی رہے گا۔

❸ یہودیوں کو قتل کرنے اور ان سے جنگ کرنے کی تاکید ہے' تاکہ زمین کو ان کے شر سے پاک کر دیا جائے اور آج کل بظاہر تو یہودی مسلمانوں پر غالب نظر آتے ہیں لیکن ایک ایسا وقت آئے گا جب شجر و حجر تک ان کے مخالف اور مسلمانوں کے مددومعاون بن جائیں گے۔

١٨٢١- وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ، وَيَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ، وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ، مَا بِهٖ اِلَّا الْبَلَاءُ)). متفقٌ عليه.

۱۸۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا تو وہ اس پر لوٹ پوٹ ہوگا اور کہے گا: کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا اور یہ دین کی وجہ سے نہیں کہے گا بلکہ اس کا سبب آزمائش ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٧٤ـ٧٥ ـ فتح)، ومسلم (٤/ ٢٢٣١) (٥٤)

غريب الحديث☆ (يتمرغ) ''مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگا''۔ (ما به إلا البلاء) ''وہ موت کی تمنا آزمائش اور فتنوں کی وجہ سے کرے گا''۔

فقه الحديث☆ آخری دور میں فتنوں کا ظہور کثرت سے ہوگا' ان فتنوں سے بچنے کے لیے آدمی موت کی آرزو کرے گا اور یہ حدیث موت کی آرزو کرنے کے جواز کی دلیل نہیں بلکہ اس میں تو بتایا گیا ہے کہ آخری دور میں ایسے ہوگا اور جب ایسے حالات ہو جائیں کہ آدمی ان حالات کا مقابلہ نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ موت کی تمنا کرنے کے بجائے اس طرح کہے"اے اللہ! جب تک میرا زندہ رہنا بہتر ہے تب تک مجھے زندہ رکھنا اور جب مرنا میرے لیے بہتر ہو تب مجھے موت دے دینا"۔ نیز قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔

١٨٢٢- وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَتَلُ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ، فَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي اَنْ اَكُوْنَ اَنَا اَنْجُوْ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((يُوْشِكُ اَنْ يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)). متفقٌ عليه.

۱۸۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دریائے فرات (خشک ہو کر) سونے کا پہاڑ ظاہر کرے گا' اس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے۔ پس ان میں سے ہر آدمی یہ کہے گا کہ شاید میں بچ جاؤں"۔

اور ایک اور روایت میں ہے:"قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہو کر) سونے کے خزانے ظاہر کر دے۔ پس جو شخص اس وقت حاضر ہو تو وہ اس میں سے کچھ نہ لے"۔ (متفق علیه)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (١٣/ ٧٨- ٧٩ - فتح)، ومسلم (٢٨٩٤)

غريب الحديث☆ (يوشك) "قریب ہے"۔ (يحسر) "ظاہر کر دے گا"۔

فقه الحديث☆ ❶ قرب قیامت کے متعلق متنبہ کیا گیا ہے اور لوگ اس کی ہولناکیوں کے بارے میں غافل ہیں۔

❷ لوگوں کی سونے کے خزانے کے متعلق جو رغبت ہے اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اسے حاصل کرنے کے لیے پوری کوشش کرتے ہیں اور مرنے مارنے تک چلے جاتے ہیں۔

❸ قیامت سے پہلے دریائے فرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے نیچے سے سونے کا پہاڑ یا سونے کا خزانہ ظاہر کرے گا' اس سونے سے کچھ لینا حرام ہے' اس لیے کہ آپ نے فرمایا:"جو شخص اس وقت موجود ہو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ لے"۔ پس جو شخص دنیوی حرص و طمع سے بچ کر اس خزانے سے کچھ نہیں لے گا وہ محفوظ رہے گا۔

١٨٢٣- وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِي - يُرِيْدُ: عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ - وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا، حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا)). متفقٌ عليه.

۱۸۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:"لوگ مدینہ کو خیر و بھلائی میں ہونے کے باوجود چھوڑ جائیں گے' صرف درندے اور پرندے ہی اس طرف رخ کریں گے' آخر میں مزینہ قبیلے کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے مدینے کو جا رہے ہوں گے' تو وہ اسے وحشی جانوروں (اور پرندوں) کا مسکن پائیں گے حتیٰ کہ جب وہ ثنیۃ الوداع کے مقام پر پہنچیں گے تو وہ دونوں اپنے چہروں کے بل گر پڑیں گے"۔ (متفق علیه)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ٨٩۔ ٩٠ ۔ فتح)، ومسلم (١٣٨٩) (٣٩٩) .

غریب الحدیث ☆ **(لا یغشاها)** ''اس کا ارادہ نہیں کرے گا''۔ **(ینعقان)** ''وہ ہانک رہے ہوں گے''۔ **(الثنیة)** ''پہاڑی راستہ''۔

فقه الحدیث ☆ نبی ﷺ نے ان امور کے متعلق بتایا جو آخری دور میں ہوں گے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے سے بتادیا کہ ایسے ہوگا' لوگ مدینے میں بہت خوش حال زندگی بسر کرنے کے باوجود اسے چھوڑ جائیں گے اور وحشی جانور وہاں بسیرا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے برپا ہونے کے بارے میں کس قدر مکمل تفصیلات دیں کہ آپ نے فرمایا: دو چرواہے مزینہ قبیلے سے ہوں گے جو مدینہ جانا چاہتے ہوں گے لیکن جب ثنیة الوداع کے مقام پر پہنچیں گے تو وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑیں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی' اتنی مکمل معلومات ایک نبی ہی بتا سکتا ہے' اس لیے کہ وہ وحی کے بغیر نہیں بولتے۔

١٨٢٤۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَكُوْنُ خَلِيْفَةٌ مِنْ خُلَفَائِكُمْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ يَحْثُو الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ)). رواه مسلم.

۱۸۲۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں تمہارے خلیفوں میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر لوگوں کو مال دے گا اور وہ اسے شمار بھی نہیں کرے گا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (٢٩١٤) .

غریب الحدیث ☆ **(یحثو)** ''لپ بھرنا''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ اس میں مومنوں کے لیے خوشخبری ہے کہ آخری دور میں مال کی کثرت اور فراوانی ہوگی' مال غنیمت کثرت سے ہاتھ آئے گا اور پھر ان کے خلیفہ بھی بے حساب خرچ کریں گے۔

❷ آخری دور میں خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوگا' اس لیے کہ آپ نے فرمایا: ''آخری دور میں تمہارے خلیفوں میں سے ایک خلیفہ.....''۔

❸ مسند احمد اور طیالسی کی روایت میں اس کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر منہج نبوت پر خلافت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا''۔ پھر مختلف قسم کے بادشاہوں کا ذکر فرمایا' آخر پر فرمایا: ''پھر منہاج نبوت کے مطابق خلافت ہوگی' اور اس سے آگے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

١٨٢٥۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ، فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَاْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)). رواه مسلم.

۱۸۲۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''البتہ لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا کہ آدمی سونے کے مال کا صدقہ لیے چکر لگائے گا لیکن وہ کوئی ایسا آدمی نہیں پائے گا جو اسے لے لے اور یہ حالت بھی دیکھی جائے گی کہ چالیس چالیس عورتیں ایک آدمی کی حفاظت میں ہوں گی اور یہ آدمیوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہوگا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (١٠١٢) .

غریب الحدیث ☆ **(یلذن)** ''اس کے ساتھ پناہ پکڑیں گی''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ صدقہ نکالنے میں جلدی کرنے کی ترغیب ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی صدقہ لینے والا نہ ملے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لوگوں کے پاس مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جو صدقہ قبول کرے یعنی کوئی محتاج نہیں رہے گا' سب مالدار ہو جائیں گے۔

❷ آخری دور میں مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے' اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک تو یہ کہ آخری دور میں کثرت سے جنگیں ہوں گی جس میں مرد کثرت سے ہلاک ہو جائیں گے یا پھر عورتوں کی شرح پیدائش مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جائے گی۔

١٨٢٦- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اشْتَرٰى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا)). متفقٌ عليه.

١٨٢٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین خریدی' پس جس شخص نے زمین خریدی اس نے اپنی زمین میں سونے کا ایک گھڑا پایا' تو اس نے زمین بیچنے والے سے کہا: اپنا سونا لے لو' میں نے تو تم سے زمین خریدی تھی' سونا نہیں خریدا تھا۔ زمین کے مالک نے اسے کہا: میں نے تمہیں زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب فروخت کیا تھا۔ پس وہ دونوں اپنا فیصلہ کرانے کے لیے ایک آدمی کے پاس گئے تو اس آدمی نے جس کے پاس وہ فیصلہ کرانے کے لیے گئے تھے' کہا: کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا: میری ایک لڑکی ہے۔ پس اس فیصلہ کرنے والے شخص نے کہا: لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دو اور اس سونے میں سے ان پر خرچ کرو اور دونوں صدقہ کرو''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥١٢-٥١٣ - فتح)، ومسلم (١٧٢١)

غريب الحديث ☆ (العقار) ''زمین' مملوکہ جائداد' خواہ وہ گھر ہو' باغ ہو یا خالی زمین''۔

فقه الحديث ☆ ❶ ورع و تقویٰ اختیار کرنے اور شک و شبہ والی بات ترک کرنے کی فضیلت۔

❷ حق داروں کو ان کے حقوق واپس کرنے چاہییں۔

❸ معاملات میں صدق و سچائی اختیار کرنے کی ترغیب۔

❹ جب کسی شخص کو فیصلہ کرنے کے لیے منتخب کر لیا جائے تو اس کے فیصلہ پر عمل درآمد کرنا چاہیے' البتہ وہ فیصلہ کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو اور حاکم کو چاہیے کہ دو فریقوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے۔

❺ نیک لوگوں کو باہم اپنی اولاد کا نکاح کرنا چاہیے' اسلام میں ذات' برادری اور خاندان کی اہمیت نہیں' اسلام میں تو دین، تقویٰ اور کردار و اخلاق کی اہمیت ہے۔

❻ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

❼ صدقہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب۔

❽ اگر کسی شخص کو دفینہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرائے اور باقی مال کا خود مالک بن جائے' اسے رکاز کہتے ہیں۔

١٨٢٧- وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا،

١٨٢٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''دو عورتیں تھیں اور ان دونوں کے ساتھ ان

جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وَقَالَتِ الْأُخْرٰى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَا إِلٰى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ﷺ، فَأَخْبَرَتَاهُ. فَقَالَ: ائْتُوْنِي بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا. فَقَالَتِ الصُّغْرٰى: لَا تَفْعَلْ، رَحِمَكَ اللّٰهُ، هُوَ ابْنُهَا. فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغْرٰى)) متفق عليه.

کے بیٹے بھی تھے' بھیڑیا آیا اور وہ ان میں سے ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ پس اس نے اپنی ساتھی عورت سے کہا: بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے' دوسری نے کہا: وہ تو تمہارے بیٹے کو لے کر گیا ہے۔ پس وہ فیصلہ کرانے کے لیے حضرت داود علیہ السلام کے پاس گئیں تو انھوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ یہ وہاں سے نکلیں اور سلیمان بن داود علیہ السلام کے پاس چلی گئیں' پس انھوں نے انہیں بتایا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھے چھری دو، میں اسے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں میں تقسیم کر دوں۔ پس چھوٹی نے کہا: آپ ایسے نہ کریں' اللہ آپ پر رحم فرمائے' یہ بیٹا اسی کا ہے۔ پس انھوں نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ٤٥٨ ـ فتح)، ومسلم (١٧٢٠).

فقه الحديث ☆ فہم و ذکاء اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے' وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے' یہ عمر کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے تعلق نہیں رکھتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام قرینے اور حیلے کی مدد سے معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے۔ حق تک پہنچنے کے لیے حیلہ اختیار کرنا جائز ہے اور حق سے گریز کرنے کے لیے حیلہ اختیار کرنا حرام ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو فرمایا کہ چھری لاؤ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کرتا ہوں تو یہ ایک حیلہ تھا' وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ یہ بچہ کس کا ہے۔ کیونکہ حقیقی ماں اپنے سامنے اپنے بچے کے ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھ سکتی' اس لیے وہ چھوٹی عورت فوراً بول اٹھی کہ یہ بچہ اس بڑی کا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے اندازہ لگایا کہ یہ لڑکا اس چھوٹی کا ہے' بڑی کا نہیں۔

١٨٢٨۔ وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، وَتَبْقٰى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً)). رواه البخاري.

۱۸۲۸۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک لوگ ایک دوسرے کے بعد ایک ایک کر کے دنیا سے اٹھ جائیں گے اور جو یا کھجور کی بھوسی کی مانند نکمے قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے' اللہ ان کی کوئی پروا نہیں فرمائے گا''۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٧/ ٤٤٤ ـ فتح).

غريب الحديث ☆ (لا يباليهم الله بالة) ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی''۔ (حثالة) ''ردی' نکمے قسم کے لوگ' بھوسا''۔

فقه الحديث ☆ ❶ اہل علم و فضل اور نیک لوگوں کی موت علامات قیامت میں سے ہے' اس لیے اہل علم و فضل کی عزت و تکریم کرنی چاہیے اور ان کے وجود کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

❷ آخری دور میں جاہل قسم کے لوگ رہ جائیں گے' جو کسی نیکی کو نیکی اور کسی برائی کو برائی نہیں سمجھیں گے' پس ایسے لوگوں ہی پر قیامت قائم ہوگی۔

١٨٢٩۔ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا

۱۸۲۹۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا: تم اہل

تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: ((مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ)) اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ. رواه البخاري.

بدر کو اپنے میں کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: "تمام مسلمانوں میں سے افضل"۔ یا آپ نے اسی قسم کا کوئی کلمہ فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح وہ فرشتے بھی سب فرشتوں سے افضل ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۳۱۱ ـ ۳۱۲ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بدری صحابہ کرام کی فضیلت کا بیان۔

❷ غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کرام باقی صحابہ کرام سے افضل ہیں اور اسی طرح وہ فرشتے دیگر فرشتوں سے افضل ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

❸ غزوۂ بدر میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی دلیل نیز فرشتے مومنوں کے ساتھ مل کر اس غزوے میں لڑے تھے اور مومنوں کے قدموں کو ثابت رکھا تھا۔

❹ غزوۂ بدر کی اہمیت' اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نصرت وتقویت حاصل ہوئی اور کافروں کی شان وشوکت خاک میں مل گئی۔

۱۸۳۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ)). متفقٌ عليه.

۱۸۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو یہ عذاب اس قوم میں موجود تمام افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے پھر قیامت والے دن وہ اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۶۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۸۷۹).

فقه الحديث☆ ❶ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی سے خاموشی اختیار کرنے پر سختی سے ڈرایا گیا ہے۔

❷ اہل ظلم وفسق اور اہل معاصی کی مجالس میں نہیں بیٹھنا چاہیے۔

❸ دنیا کا عمومی عذاب کافر اور مومن سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے' پھر قیامت والے دن تمام لوگ اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے' مومن اپنے ایمان پر اور کافر اپنے کفر پر اٹھایا جائے گا۔

۱۸۳۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جِذْعٌ يَقُوْمُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، يَعْنِي فِي الْخُطْبَةِ. فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ، سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ.

وفي رواية: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ.

وفي رواية: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ

۱۸۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کھجور کا ایک تنا تھا' دوران خطبہ نبی ﷺ اس کا سہارا لیا کرتے تھے' پس جب منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے اس تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز کی مانند رونے کی آواز سنی حتیٰ کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہوگیا۔

اور ایک روایت میں ہے: جب جمعہ کا دن ہوا تو نبی ﷺ منبر پر بیٹھے تو کھجور کا وہ تنا جس کے پاس آپ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے' چیخ کر رونے لگا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔

اور ایک اور روایت میں ہے: وہ تنا بچے کی طرح چیخ کر رونے لگا' پس

الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ، قَالَ: ((بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ)). رواه البخاري.

نبی ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے حتیٰ کہ آپ نے اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ ملالیا' اس نے اس بچے کی طرح سسکیاں لینا شروع کر دیں جسے چپ کرایا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہوگیا' آپ نے فرمایا: ''یہ اس لیے رویا کہ یہ اللہ کا ذکر جو سنا کرتا تھا''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه البخاري (٣/ ٣٩٧، ٦٠٢/٦ ـ فتح)

غریب الحدیث ☆ (جذع) ''کھجور کا تنا''۔ (العشار) ''عشراء'' کی جمع' دس ماہ کی حاملہ اونٹنی، دس ماہ کے حمل سے بچہ جننے تک کی مدت والی اونٹنی۔

فقه الحدیث ☆ ❶ خطبہ جمعہ کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ منبر پر ہو اور یہ اس لیے ہے تاکہ خطیب کو دیکھنے اور سننے میں آسانی رہے۔

❷ اللہ تعالیٰ جمادات کو بھی حیوانات کی طرح ادراک عطا کر دیتا ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ جمادات سے بھی شفقت فرماتے تھے' اس لیے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

❹ بندوں کے دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ کھجور کا تنا بھی ذکر الٰہی سے قرار حاصل کرتا تھا' لیکن جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ اس پر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو اس تنے نے رونا شروع کر دیا' کیونکہ اس کا قرار ختم ہوگیا تھا۔

❺ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔

١٨٣٢۔ وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَحَرَّمَ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا)). حديثٌ حسنٌ رواه الدَّارَقُطْنِي وغيرُه.

١٨٣٢۔ حضرت ابوثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں انہیں ضائع نہ کرو' اس نے حدیں مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو' اس نے کئی چیزیں حرام قرار دی ہیں ان کا ارتکاب کر کے ان کی حرمت کو نہ توڑو اور اس نے تم پر رحمت و مہربانی کرتے ہوئے بغیر بھول کے کچھ چیزوں سے خاموشی اختیار فرمائیں ہے' پس تم ان کے بارے میں بحث و جستجو نہ کرو''۔ (حدیث حسن ہے۔ دارقطنی وغیرہ)

توثیق الحدیث ☆ ضعيف ـ أخرجه الدارقطني (٤/ ١٨٤)، والبيهقي (١٠/ ١٢ ـ ١٣)

اس کی سند ضعیف ہے' اس میں دو علتیں ہیں' ایک یہ کہ مکحول کا ابوثعلبہ سے سماع ثابت نہیں اور دوسری یہ کہ ابوثعلبہ تک اس کی سند پہنچنے میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کا شاہد ہے لیکن شاہد کے لیے وہ بھی درست نہیں۔ اس حدیث کے دو طریق ہیں: ایک اصرم بن حوشب کے طریق سے اور دوسرا نہشل خراسانی کے طریق سے اور یہ دونوں کذاب ہیں۔ اس معنی کی حدیث مستدرک حاکم (۳۷۵/۲) میں ہے جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسے امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

غریب الحدیث ☆ (فلا تضیعوها) ''انہیں ضائع نہ کرو'' یعنی فرائض ترک نہ کرو۔ (فلا تعتدوها) ''پس تم اس کی حد سے تجاوز نہ کرو''۔

فقه الحدیث ☆ ❶ یہ اگرچہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس میں قواعد شریعت کی طرف نشاندھی کی گئی ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی سنت میں حلال قرار دیا ہے اور حرام کے بارے میں بھی یہی اصول ہے۔

❷ اللہ کی حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے بلکہ حق تو یہ ہے کہ ان پر توقف کیا جائے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت و شفقت کا بیان۔

❹ جس مسئلہ کے بارے میں شریعت خاموش ہے اس میں امت کی عافیت ہے۔ پس امت کو چاہیے کہ وہ اس عافیت کو قبول کرے اور خواہ مخواہ مسائل کے بارے میں بحث و تمحیص نہ کرے۔

❺ ہمارے رب نے اپنے علم کے ذریعے سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے' کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے نہ وہ بھولتا ہے۔

١٨٣٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. متفقٌ عليه.

۱۸۳۳۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی' ہم ٹڈیاں (مکڑیاں) کھاتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے: ہم آپ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۹/ ۶۲۰ ـ فتح)، ومسلم (۱۹۵۲)

فقه الحديث ☆ ❶ ٹڈی کھانا جائز ہے' خواہ وہ کسی طرح بھی فوت ہوئی ہو۔

❷ رسول اللہ ﷺ کی تواضع کا بیان کہ آپ عام مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو جاتے تھے۔

١٨٣٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۵۲۹ ـ فتح)، ومسلم (۲۹۹۸)

فقه الحديث ☆ ❶ مومن کو بڑا چوکنا اور خبردار رہنا چاہیے تاکہ وہ بار بار دھوکا نہ کھا سکے۔

❷ یہ مومن کی شان اور شیوہ نہیں کہ وہ دھوکے باز سے دھوکا کھاتا رہے' اسے مکار لوگوں کے مقابلے میں اپنے حق کے بارے میں ہر وقت حلم سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اسے اللہ کی رضا کی خاطر ناراض ہونا چاہیے اور ایسے دھوکے باز قسم کے آدمی سے انتقام بھی لینا چاہیے۔

١٨٣٥۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک وہ آدمی جس کے پاس جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی ہے اور وہ مسافر کو بھی اس کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا' دوسرا وہ آدمی جو کسی آدمی سے نماز عصر کے بعد اپنے سامان کا سودا کرے اور اللہ کی قسم اٹھائے کہ اس نے یہ سامان اتنے اتنے میں لیا تھا' پس وہ دوسرا آدمی اس کی تصدیق کر دے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہو اور تیسرا وہ آدمی جو کسی امام کی حصول

دنیا کی خاطر بیعت کرے' اگر وہ امام دنیا کے مال میں سے کچھ اسے دے دے تو وہ اس سے وفا کرے اور اگر وہ اس میں سے اسے کچھ نہ دے تو وہ وفا نہ کرے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۵/ ۳۴ ۔ فتح)، ومسلم (۱۰۸).

غریب الحدیث☆ (رجل علی فضل ماء) ''وہ آدمی جس کے پاس ضرورت سے زائد پانی ہو''۔ (الفلاۃ) ''جنگل' بیابان''۔ (ابن السبیل) ''مسافر''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ ضرورت کے وقت کنویں کا مالک مسافر کی نسبت زیادہ حقدار ہے' جب مالک اپنی ضرورت پوری کرلے تو پھر اسے زائد از ضرورت پانی سے کسی کو منع نہیں کرنا چاہیے۔

❷ پانی پلانا افضل صدقہ ہے۔

❸ سودا بیچنے کے لیے عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھانا سخت حرام ہے' اس لیے کہ یہ صبح شام کے فرشتوں کے اکٹھے ہونے کا وقت ہے۔

❹ بیعت توڑنے اور امام کے خلاف بغاوت کرنا سخت منع ہے۔

❺ اگر کوئی شخص عمل کرتے وقت اپنی نیت درست نہیں کرتا اور عمل اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہیں کرتا تو وہ عند اللہ ماجور نہیں ہوتا بلکہ گناہ گار ہوتا ہے۔

❻ بخل' دھوکا اور بدعہدی حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے' اس لیے کہ اس پر شدید وعید ہے۔

۱۸۳۶۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ)) قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ ((وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يُنَزِّلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا'' لوگوں نے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! چالیس دن کا؟ وہ کہتے ہیں: میں نے بتانے سے انکار کر دیا' لوگوں نے کہا: چالیس سال کا؟ انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: چالیس مہینوں کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں ''اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے آخری مہرے کے' اسی سے انسان کو دوبارہ تخلیق کیا جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو لوگ اسی طرح اگیں گے جس طرح سبزی اگتی ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (۸/ ۵۵۱ ۔ فتح)، ومسلم (۲۹۵۵).

غریب الحدیث☆ (عجب الذنب) ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ جو سرین کے قریب ہے۔ (البقل) ''سبزی''۔ (أبیت) ''میں نے (مدت کے تعین کرنے سے) انکار کیا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ بندے کو چاہیے کہ جب اسے کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو تو وہ صاف کہہ دے کہ مجھے علم نہیں۔

❷ انسان کا پورا جسم بوسیدہ ہو جائے گا سوائے ریڑھ کی ہڈی کے آخری مہرے کے' اسی مہرے سے انسان کو دوبارہ تخلیق کیا جائے گا۔

❸ بندے کو دوبارہ پیدا کرنے میں اللہ کی قدرت اور مشیت کا بیان کہ وہ قیامت والے دن لوگوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا۔

١٨٣٧ - وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ، فَكَرِهَ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتّٰى إِذَا قَضٰى حَدِيثَهُ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟)) قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: ((إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۳۷۔ سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا' اس نے عرض کیا: قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات کو جاری رکھا' پس بعض لوگوں نے کہا: آپ نے وہ بات سن لی ہے جو اس نے کہی ہے لیکن آپ نے اس کی بات کو ناپسند فرمایا ہے اور بعض لوگوں نے کہا (ایسی بات نہیں) بلکہ آپ نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ حتیٰ کہ جب آپ نے اپنی گفتگو مکمل فرمائی تو فرمایا: ''قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ اس نے عرض کیا: امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے تو پھر قیامت کا انتظار کرو''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱/ ۱٤۱-۱٤۲ - فتح).

غريب الحديث☆ (**وسد الأمر إلى غير أهله**) ''جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ غیب کے بارے میں نہیں جانتے' وہ تو اتنا ہی جانتے ہیں جو اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے۔

❷ عالم اور متعلم کے آداب بیان کیے گئے ہیں کہ عالم کو سائل پر ناراض نہیں ہونا چاہیے اور متعلم کو چاہیے کہ اگر عالم محو گفتگو ہو تو اسے اپنی بات مکمل کر لینے دینا چاہیے اور اپنے سوال و جواب کے لیے انتظار کرے' اس لیے کہ پہلے کا حق مقدم ہے۔

❸ اگر سائل کو جواب کی سمجھ نہ آئے تو عالم کو چاہیے کہ وہ جواب دوبارہ بتا دے اور اس کی پہلے سے زیادہ وضاحت کر دے اور سوال و جواب وسائل تعلیم میں سے ہیں۔

❹ دوران گفتگو سوال کرنا جائز ہے لیکن عالم کو اختیار ہے کہ وہ سوال کا جواب فوراً دے یا اسے مؤخر کر دے۔

❺ نبی ﷺ نے قرب قیامت کی ایک نہایت اہم علامت بیان فرمائی کہ لوگوں کے امور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آ جائیں گے جو اس کے اہل نہیں ہوں گے' یہ نااہلی خواہ دین، زہد اور تقویٰ کے لحاظ سے ہو یا علم کے لحاظ سے اور یہ امور خواہ دینی ہوں یا دنیوی۔

١٨٣٨ - وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ، وَإِنْ أَخْطَؤُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ (حکمران) تمہیں نماز پڑھائیں گے' اگر تو وہ درست پڑھائیں گے تو تمہارے لیے اجر ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے تو تمہارے لیے تو اجر ہے اور غلطی کا گناہ اور بوجھ انہی پر ہے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۲/ ۱۸۷ - فتح).

تنبیہ: اور بعض نسخوں میں (**فإن أصابوا فلكم**) کے بعد (**ولهم**) کے الفاظ ہیں اور یہ مسند احمد (۲/۳۵۵-۳۵۷) کی روایت ہے۔

غریب الحدیث☆ (یصلون لکم) ''وہ حکمران تمہیں نماز پڑھائیں گے''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ امام کی غلطی مقتدی کی نماز پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

❷ امام وحکمران ضامن ہوتا ہے۔

❸ ان لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام کی نماز غلط ہو تو مقتدیوں کی نماز بھی غلط ہو جاتی ہے۔

❹ با جماعت نماز کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کی محافظت کی ترغیب ہے' معمولی معمولی اختلاف پر الگ مسجد بنالینا اور الگ نماز پڑھنا وحدت امت کے لیے نقصان دہ ہے۔

١٨٣٩۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ.

۱۸۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آیت ﴿کنتم خیر أمة أخرجت للناس﴾ کی تفسیر اس طرح ہے کہ لوگوں کے لیے لوگوں میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو انہیں ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٨/ ٢٢٤ ـ فتح) .

غریب الحدیث☆ (یأتون بهم فی السلاسل) ''وہ جنگ میں انہیں قیدی بنا کر اور زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں''۔

١٨٤٠۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ)). رواهما البخاري.

معناه: يُؤْسَرُوْنَ وَيُقَيَّدُوْنَ، ثُمَّ يُسْلِمُوْنَ، فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ.

۱۸۴۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت میں پہنچ جاتے ہیں''۔ (بخاری)

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انہیں قید کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ١٤٥ ـ فتح) .

فقہ الأحادیث☆ ❶ امت محمدیہ تمام امتوں سے افضل وبہتر ہے' اس لیے کہ یہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتی ہے' باقی ادیان کے ظلم سے رہائی دلا کر اسلام کے عادلانہ نظام میں داخل کرتی ہے اور جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کرتی ہے۔

❷ جہاد فی سبیل اللہ لوگوں کو طاغوت کی پوجا سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت پر لگانے کا بہترین طریقہ ہے اور یہی اس کی غایت ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت تعجب کا اثبات اور یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور یہ صفت تعجب مختلف واقعات کے مطابق مختلف ہوتی ہے' کبھی خوشی کے لیے کبھی ناراضی کے لیے۔

١٨٤١۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا)). رواه مسلم.

۱۸۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو شہروں کے تمام حصوں میں سے وہ حصے زیادہ پسند ہیں جہاں مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ کو شہروں کے تمام حصوں میں سے ناپسندیدہ وہ حصے ہیں جہاں بازار ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٦٧١) .

فقہ الحدیث☆ ❶ جس جگہ مساجد ہوں وہ قابل تعظیم ہیں' اس لیے کہ وہاں اللہ کے گھر ہیں' ان میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے' اذانیں دی جاتی ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔

❷ بازار اس لیے ناپسندیدہ ہیں کہ وہاں دھوکا فریب، سود، جھوٹی قسمیں، وعدہ خلافی، ذکر الٰہی سے اعراض اور محرمات کی طرف دیکھنے جیسے ناجائز کام ہوتے ہیں۔

۱۸۴۲۔ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ: لَا تَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوْقَ، وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ، وَبِهَا يَنْصُبُ رَايَتَهُ. رواه مسلم هكذا.

وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي صَحِيْحِهِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَكُنْ اَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوْقَ، وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا. فِيْهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ)).

۱۸۴۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اگر تم استطاعت رکھو تو سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والے اور سب سے آخر میں وہاں سے نکلنے والے نہ بنو' اس لیے کہ وہ شیطان کا اڈا ہے اور وہ اپنا جھنڈا بھی وہیں نصب کرتا ہے۔ (مسلم)

اور امام برقانی نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والے اور وہاں سے سب سے آخر پر نکلنے والے نہ بنو' اس لیے کہ شیطان وہیں انڈے اور بچے دیتا ہے''۔

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (٢٤٥١).

غریب الحدیث☆ (المعركة) ''اڈا، میدان جنگ''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ اماکن غفلت (غافل کرنے والے مقامات) جیسے بازار وغیرہ' ان میں کم جانا چاہیے۔

❷ بلا ضرورت دیر تک بازار میں وقت گزارنا منع ہے۔

❸ بازار ایسی جگہ ہے جہاں شیطان اپنا جھنڈا گاڑتا ہے اور بے حیائی و برائی پھیلانے کا بازار گرم رکھتا ہے۔

❹ بازار شیطان کے اڈے ہیں' وہ وہاں اپنے چیلوں کے ساتھ اکٹھا ہوتا ہے اور وہیں ساری پلاننگ کرتا ہے۔

۱۸۴۳۔ وَعَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، قَالَ: ((وَلَكَ)) قَالَ عَاصِمٌ: فَقُلْتُ لَهُ: اَسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكَ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ١٩] . رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۴۳۔ حضرت عاصم احول حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا ''اور اللہ تیری بھی مغفرت فرمائے''۔ عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا: رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت طلب کی؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تیرے لیے بھی مغفرت فرمائی۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور آپ اپنے لیے او ر مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے مغفرت طلب فرمائیں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث ☆ أخرجه مسلم (٢٣٤٦).

فقہ الحدیث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کے لیے مغفرت طلب فرمائی' اس لیے کہ آپ کو اس بارے میں حکم دیا گیا تھا۔

◆ رسول اللہ ﷺ اگرچہ مغفور ہیں لیکن آپ کی مزید عظمت و رفعت کے لیے آپ کے لیے مغفرت طلب کرنا جائز ہے۔

١٨٤٤ـ وَعَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى: اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۴۴۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے پہلے انبیاء علیہم السلام کے کلام سے جو باتیں حاصل کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ جب تم شرم و حیا نہیں کرتے تو پھر جو چاہو کرو''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٥١٥ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ حیا کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو حکم دیا اور ہر آنے والے نے اپنے سے پہلے سے اسے حاصل کیا اور یہ حکم لوگوں میں متداول اور مشہور تھا۔

❷ حدیث میں جو فرمایا ہے ''جب تم شرم و حیا نہیں کرتے تو پھر جو چاہو سو کرو'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ بے حیا شخص کو ہر کام کرنے کی اجازت ہے بلکہ یہ تو خبر کے معنی میں ہے کہ بے حیا شخص کے لیے کوئی کام بھی کرنے میں جھجک نہیں ہوتی' وہ ہر کام کر گزرتا ہے۔ آج کے دور میں اسلام دشمن قوتوں نے یہی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے اندر سے شرم و حیا کو ختم کر دیا جائے اور وہ ''انفارمیشن ٹیکنالوجی'' کے نام پر اس مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں اور وہ اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ شرم و حیا برائی کے آگے بند اور رکاوٹ ہے' جب اس میں دراڑیں اور شگاف پڑتے ہیں تو پھر اس سیلاب کو روکنا مشکل اور ناممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے اور انہیں دین کی طرف واپس لائے۔

١٨٤٥ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۴۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (قتل) کے بارے میں فیصلے کیے جائیں گے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٣٩٥ ـ فتح)، ومسلم (١٦٧٨).

فقه الحديث☆ ❶ انسانی جان کی حرمت کی تعظیم اور اسے ناحق قتل کرنا حرام ہے۔

❷ قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت والے دن سب سے پہلے اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

تنبیہ: ایک حدیث میں ہے کہ قیامت والے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب ہوگا اور یہاں خون کا ذکر ہے' ان دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں' اس لیے کہ نماز والی حدیث حقوق اللہ سے متعلق ہے اور یہ حدیث حقوق العباد سے متعلق ہے۔

١٨٤٦ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نور سے، جن آگ کی لو سے اور آدم علیہ السلام اس (مٹی) سے پیدا کیے گئے ہیں جو تمہارے لیے بیان کی گئی ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٩٩٦).

غريب الحديث☆ (المارج) آگ کی لو جو سرخ' زرد اور سبز رنگ کی ملی جلی صورت میں ہوتی ہے۔ (مما وصف لكم) ''اس سے جو تمہارے لیے بیان کی گئی ہے یعنی مٹی''۔

فقه الحديث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا بیان۔

❷ فرشتوں، جنوں اور انسانوں کی خلقت کے اصل مادے کا بیان۔

❸ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے، جنوں کو آگ سے اور انسانوں کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

١٨٤٧ ـ وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْآنَ. رواهُ مُسْلِم فِي جُمْلَةِ حَدِيثٍ طَوِيلٍ.

۱۸۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ (مسلم نے اسے ایک لمبی حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٧٤٦).

فقه الحديث ☆ ❶ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا تاکہ لوگ اس کے احکام پر عمل کریں، اس کے حلال کردہ کاموں کو حلال اور اس کے حرام کردہ کاموں کو حرام سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے بطور مثال رسول اللہ ﷺ کا انتخاب کیا، آپ کی حیات مبارک قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے تاکہ لوگ آپ کے عمل مبارک کو دیکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

❷ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی مدح و تعریف کہ وہ وحی کی روشنی کے مطابق تھے۔

❸ اسلام میں اعلیٰ اخلاق سے مراد یہ ہے کہ کلمہ توحید پر ثابت قدمی اختیار کرتے ہوئے نیک اعمال بجا لائے جائیں اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ممکن ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب: ٢١)

١٨٤٨ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ! قَالَ: ((لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)). رواه مسلم.

۱۸۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں ہے، البتہ (بوقت موت) جب مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی رضامندی اور اس کی جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور بے شک (بوقت موت) کافر کو جب اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (٢٦٨٤).

فقه الحديث ☆ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرنا یا ناپسند کرنا، یہ کیفیت نزع اور روح کے نکلنے کے وقت ہوتی ہے اور ایسی حالت میں توبہ بھی قبول نہیں ہوتی، مومن کو جب موت کے وقت جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے شوق

ملاقات بڑھ جاتا ہے اور جب کافر کو اس وقت جہنم اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی اطلاع دی جاتی ہے تو اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش اسے موت نہ آتی۔

۱۸۴۹۔ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفًا، فَأَتَيْتُهُ أَزُوْرُهُ لَيْلًا، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِيْ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا. فَقَالَ ﷺ: ((عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا۔ أَوْ قَالَ: شَيْئًا۔)). متفقٌ عليه.

۱۸۴۹۔ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے کہ میں ایک رات آپ سے ملنے کے لیے حاضر ہوئی' میں نے آپ سے بات چیت کی پھر میں واپس آنے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ بھی میرے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے تاکہ آپ مجھے رخصت کریں۔ اتنے میں انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے (اللہ ان سے راضی ہو) جب انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو وہ تیز تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا: ''ذرا ٹھہرو' یہ صفیہ بنت حیی ہیں''۔ ان دونوں نے عرض کیا: سبحان اللہ یا رسول اللہ! (ہمیں آپ پر کیسے شک ہوسکتا ہے)۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون رگوں میں دوڑتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی بری بات نہ ڈال دے'' یا فرمایا: ''کوئی چیز نہ ڈال دے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ٢٧٨ ـ فتح)، ومسلم (٢١٧٥)

غريب الحديث ☆ (لأنقلب) ''تاکہ میں گھر کی طرف واپس جاؤں''۔ (على رسلكما) ''ذرا ٹھہرو اور (اور میری بات سنو!)۔''

فقه الحديث ☆ ❶ دوران اعتکاف مباح کاموں میں مصروف ہونا جائز ہے' جیسے مہمان کے ساتھ بات چیت کرنا۔
❷ عورت اپنے خاوند سے ملاقات کرنے کے لیے معتکف میں جاسکتی ہے۔
❸ رسول اللہ ﷺ شکوک وشبہات کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔
❹ بدگمانی سے بچنا واجب ہے بلکہ ایک حدیث میں فرمایا کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔
❺ علماء اور داعیان حق کو چاہیے کہ وہ ایسا کوئی عمل نہ کریں جس سے بدگمانی پیدا ہوتی ہو۔
❻ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔
❼ ایمانی تربیت کے لیے یہ حدیث بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۸۵۰۔ وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ،

۱۸۵۰۔ حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ پس میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے اور ہم آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا تو (شروع میں) مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے لیکن رسول اللہ ﷺ

فطفق رسول الله ﷺ يركض بغلته قبل الكفار، وأنا آخذ بلجام بغلة رسول الله ﷺ، أكفها إرادة أن لا تسرع، وأبو سفيان آخذ بركاب رسول الله ﷺ، فقال رسول الله ﷺ: **((أي عباس! ناد أصحاب السمرة))** قال العباس: وكان رجلا صيتا: فقلت بأعلى صوتي: أين أصحاب السمرة، فوالله! لكأن عطفتهم حين سمعوا صوتي عطفة البقر على أولادها، فقالوا: يا لبيك يا لبيك، فاقتتلوا هم والكفار، والدعوة في الأنصار يقولون: يا معشر الأنصار! يا معشر الأنصار! ثم قصرت الدعوة على بني الحارث بن الخزرج، فنظر رسول الله ﷺ وهو على بغلته كالمتطاول عليها إلى قتالهم فقال: **((هذا حين حمي الوطيس))** ثم أخذ رسول الله ﷺ حصيات، فرمى بهن وجوه الكفار، ثم قال: **((انهزموا ورب محمد))**، فذهبت أنظر فإذا القتال على هيئته فيما أرى، فوالله! ما هو إلا أن رماهم بحصياته، فما زلت أرى حدهم كليلا، وأمرهم مدبرا. رواه مسلم.

((الوطيس)) التنور. ومعناه: اشتدت الحرب. وقوله: **((حدهم))** هو بالحاء المهملة، أي: بأسهم.

کفار کی طرف بڑھنے کے لیے اپنے خچر کو ایڑھ لگاتے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے اسے روکتا تھا تاکہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عباس! درخت کے نیچے بیعت کرنے والے ساتھیوں کو بلاؤ''۔ حضرت عباس فرماتے ہیں: میں بلند آواز آدمی تھا' پس میں نے اپنی بلند آواز سے کہا: درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والے کہاں ہیں؟ اللہ کی قسم! جب انھوں نے میری آواز سنی تو وہ اس طرح پلٹے جس طرح گائے اپنی اولاد کی طرف (اس کی آواز سن کر) پلٹتی اور متوجہ ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا: ہم حاضر ہیں' ہم حاضر ہیں۔ پھر ان کی اور کافروں کی خوب لڑائی ہوئی اور انصار یہ کہہ رہے تھے: اے انصار کی جماعت! اے انصار کی جماعت! پھر یہ پکار بنو حارث بن خزرج تک محدود ہوگئی۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر بیٹھے ہوئے گردن بلند کر کے ان کی معرکہ آرائی دیکھ رہے تھے۔ پس آپ نے فرمایا: ''یہ جنگ کے زور پکڑنے اور شدت اختیار کرنے کا وقت ہے''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں لیں اور انہیں کافروں کے چہروں کی طرف پھینکا' پھر فرمایا: ''محمد ﷺ کے رب کی قسم! کافر شکست کھا گئے''۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی یہ منظر دیکھنے گیا تو اس وقت معرکہ خوب زوروں پر تھا' پس اللہ کی قسم! جب آپ نے کنکریاں پھینکیں تو تب سے ان کافروں کی قوت کمزور ہوتی گئی اور پھر وہ پیٹھ پھیرنے پر مجبور ہوگئے۔ (مسلم)

(الوطیس) اس کے معنی تندور کے ہیں اور **(حمی الوطیس)** سے مراد ہے لڑائی خوب شدت اختیار کرگئی۔ **(حدھم)** حاء کے ساتھ ''ان کی قوت اور جنگی صلاحیت''۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۱۷۵۵).

غريب الحديث ☆ **(يركض بغلته)** ''آپ اپنے خچر کو ایڑھ لگاتے تاکہ وہ تیز چلے''۔ **(قبل)** ''طرف''۔ **(أكفها)** ''میں اسے روک رہا تھا''۔ **(أصحاب السمرة)** ''درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والے''۔ **(رجل صيت)** ''بلند آواز والا آدمی''۔ **(عطفتهم)** ''ان کا لوٹنا اور متوجہ ہونا''۔ **(عطفة البقر على أولادها)** ''جس طرح گائے اپنی اولاد کی طرف پلٹتی اور متوجہ ہوتی ہے'' یہ تشبیہ ہے کہ صحابہ کرام حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی بہت تیزی کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور پلٹے۔ **(كليلا)** ''کمزور''۔

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ کی شجاعت و بہادری اور لڑائی کی طرف پیش قدمی کرنے کا بیان ہے کہ جب صحابہ کرام لڑائی کے آغاز پر پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر بیٹھے رہے بلکہ اسے ایڑھ لگا کر تیز دوڑاتے تا کہ وہ آگے بڑھے۔ ایک قائد اور سپہ سالار کی یہی شان ہونی چاہیے کہ وہ بہادر اور نڈر ہو تا کہ باقی لشکر والے اپنے قائد کی زیر قیادت بہادری کے ساتھ لڑیں۔

❷ تنگی و تکلیف کے وقت قریبی عزیز باقی لوگوں کی نسبت زیادہ خیر خواہی اور مدد کرتے ہیں جیسا کہ غزوۂ حنین کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خچر کی لگام تھام لی اور ابوسفیان بن حارث نے رکاب۔

❸ مسلمانوں نے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو وہ فوراً حق کی طرف پلٹے اور ایک مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے کہ جب اسے حق کی طرف بلایا جائے یا اسے حق کی یاد دہانی کرائی جائے تو وہ فوراً اسے قبول کرے۔

❹ صحابہ کرام میدان جہاد سے بھاگ کر کہیں دور نہیں چلے گئے تھے بلکہ وہ اچانک اور غیر متوقع حملے سے وقتی طور پر بچنے کے لیے کہیں قریب ہی ٹھہرے ہوئے تھے، اسی لیے تو وہ فوراً پلٹ آئے تھے۔

❺ رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بیان کہ آپ نے مٹھی بھر کنکریاں پھینکیں اور کافروں کو شکست ہونے لگی، یہ معجزہ تھا ورنہ کنکریوں میں کیا قوت ہے اور ان کی تعداد بھی کوئی زیادہ نہیں تھی کہ وہ تمام کافروں کے لیے کافی ہوتیں۔ اور معجزہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہی اس میں قوت و تاثیر پیدا فرماتا ہے۔

❻ حقیقی قوت افراد اور اسلحہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس پر توکل کرنے میں ہے۔

١٨٥١ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَأَنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾)) ثُمَّ ذَكَرَ: ((الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ!؟)). رواه مسلم.

۱۸۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز ہی پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا تھا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو''۔ اور فرمایا: ''اے ایماندارو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''ایک آدمی طویل سفر کرتا ہے' اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں' گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور اے رب! اے رب! کہہ کر دعا کرتا ہے' اس حال میں کہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا لباس حرام ہے اور اسے غذا ہی حرام دی گئی ہے' پس ایسے شخص کی دعا کیوں کر قبول کی جائے!؟'' (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۰۱۵).

غريب الحديث☆ (إن الله طيب) ''بے شک اللہ تعالیٰ تمام نقائص و عیوب سے پاک اور منزہ ہے''۔ (لا يقبل إلا طيبا) ''وہ صرف پاکیزہ چیزیں قبول فرماتا ہے'' یعنی ایسے صدقات قبول فرماتا ہے جو حلال کمائی سے ہوں اور ایسے اعمال قبول فرماتا ہے جو خالص اور سنت کے مطابق ہوں۔ (أشعث) ''بکھرے ہوئے بالوں والا''۔ (فاني يستجاب لذلك) ''پس ایسے شخص کی دعا کیسے قبول کی جائے''۔

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی ذات مع صفات تمام نقائص و عیوب سے پاک اور منزہ ہے۔

② حلال مال میں سے خرچ کرنے کی ترغیب۔
③ مومن کے لیے واجب ہے کہ اس کا کھانا پینا اور لباس خالص حلال ہو' اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔
④ انبیاء علیہم السلام اور مومن احکام دین پر عمل کرنے میں برابر ہیں' البتہ وہ احکام الگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں۔
⑤ تمام پاکیزہ چیزوں کا کھانا مباح ہے۔
⑥ حرام مال کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی۔
⑦ آداب دعا کے لیے یہ حدیث اصولی حیثیت رکھتی ہے' نیز یہ ثابت ہوا کہ دعا کی قبولیت کے لیے حلال مال کھانا ضروری ہے۔

١٨٥٢ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)). رواهُ مسلم.

((اَلْعَائِلُ)): اَلْفَقِيْرُ.

۱۸۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کلام فرمائے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی (نظر رحمت سے) ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر''۔ (مسلم)

(العائل) اس کے معنی ہیں ''فقیر''۔

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (٦١٧) ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٥٣ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ)). رواهُ مسلم.

۱۸۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیحان، جیحان، فرات اور نیل یہ سب جنت کی نہروں میں سے ہیں''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٣٩).

غریب الحدیث☆ **(سیحان و جیحان)** یہ خراسان کے علاقے میں دو بہت بڑے دریا ہیں۔ **(الفرات)** یہ شام اور جزیرے کے درمیان حد فاصل ہے۔ **(النیل)** یہ مصر میں ہے۔

فقہ الحدیث☆ ① اس حدیث کے ظاہری مفہوم ہی کو لیا جائے گا اور اسے حقیقت ہی سمجھا جائے گا اور اس کی تخلیق کے اسرار سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔
② جنت پیدا کی جا چکی ہے اور وہ اب بھی موجود ہے۔
③ یہ نہریں باعث برکت ہیں۔
④ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان علاقوں تک اسلام پھیل جائے گا اور یہاں کے بہت سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔

١٨٥٤ـ وَعَنْهُ قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ

۱۸۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتے کے دن پیدا فرمایا، اتوار کے دن اس میں پہاڑ پیدا کیے، پیر کے دن درخت پیدا فرمائے، ناپسندیدہ چیزیں منگل کے دن پیدا کیں، بدھ کے دن روشنی پیدا کی اور جمعرات کے دن اس میں جانور پیدا کیے اور حضرت آدم علیہ السلام

الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ)). رواه مسلم.

کو تمام مخلوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے وقت میں پیدا فرمایا''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۲۷۸۹) .

فقه الحديث☆ ◆ سامع کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا بہترین انداز ہے کہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر بات کی جائے تاکہ وہ پوری توجہ سے بات سنے۔

◆ امور و معاملات میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہیے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس مخلوق کو لفظ ''کن'' (ہوجا) کہہ کر بھی پیدا کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسے نہیں کیا بلکہ تدریجاً اس کام کو کیا۔

◆ بعض اہل علم کے نزدیک یہ حدیث قرآن سے متعارض ہے' اس لیے کہ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اس نے آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور اس حدیث میں سات دن کا ذکر ہے۔ الشیخ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح (۳/۱۵۹۸) کی تعلیق پر اس کا جواب دیا ہے کہ آیت اور اس حدیث میں کوئی تعارض نہیں' اس لیے کہ قرآن مجید میں آسمان و زمین کی تخلیق کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ چھ دن میں ہوئی اور پھر زمین دو دن میں پیدا کی گئی' اس حدیث میں زمین پر پیدا کی جانے والی چیزوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ سات دن میں زمین کے متعلق چیزیں پیدا کی گئیں جو زمین سے الگ ہیں' تاکہ زمین رہنے کے قابل ہو سکے' نیز یہ دن کتنا لمبا ہے؟ اس کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

۱۸۵۵۔ وَعَنْ أَبِيْ سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، فَمَا بَقِيَ فِي يَدِيْ إِلَّا صَفِيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ. رواه البخاري.

۱۸۵۵۔ حضرت ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی تلوار باقی رہی۔ (بخاری)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۷/ ۵۱۵) .

فقه الحديث☆ ◆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قوت و شجاعت اور دلیری کا بیان کہ وہ لڑائی کے میدان میں نہایت جوانمردی او ر ثابت قدمی سے لڑتے تھے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا لقب عطا فرمایا تھا۔ مسند احمد میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں اور وہ ایک بہترین نوجوان ہیں''۔

◆ موتہ شام کے قریب ایک جگہ ہے' یہاں جو معرکہ بپا ہوا اسے غزوۂ موتہ کہا جاتا ہے۔

◆ مسلمان میدان جہاد میں ثابت قدمی سے لڑتے ہیں' اس لیے کہ وہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کے منتظر ہوتے ہیں' نصرت یا شہادت۔

◆ غزوۂ موتہ میں بہت سے رومی مارے گئے' اسی لیے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

۱۸۵۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ، فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِنْ

۱۸۵۶۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے' پھر وہ درست بات تک پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں

حَكَمَ وَاجْتَهَدَ، فَأَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ)). متفقٌ عَلَيْهِ.

اور اگر وہ فیصلہ کرے اور اجتہاد کرنے میں اس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (۱۳/ ۳۱۸ ـ فتح)، ومسلم (۱۷۱٦)

فقه الحديث ☆ ❶ جو شخص اجتہاد کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اس کے لیے اجتہاد کرنا مشروع ہے۔

❷ ہر مجتہد کے لیے اجر تو ہے لیکن ہر مجتہد کا درست بات تک پہنچ جانا ضروری نہیں' اس سے درستی اور غلطی دونوں چیزوں کا امکان ہے' لیکن اگر نیک نیتی سے اجتہاد کیا جائے تو درستی کی صورت میں مجتہد کے لیے دوہرا اجر ہے اور اگر اجتہاد کرنے میں غلطی ہو جائے تو بھی ایک اجر ہے۔

❸ جس معاملے میں شرعی نص نہ ہو تو اس معاملے سے ملتی جلتی شکل کو سامنے رکھ کر جواز یا عدم جواز کا فیصلہ کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی صحیح سمجھ رکھتا ہو۔

❹ اسلام میں اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کے لیے کھلا ہے' تاکہ نئے نئے پیش آمدہ مسائل کا حل نکلتا رہے۔

❺ مجتہد سے اگر غلطی بھی ہو جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے' اس لیے کہ اس نے حق بات تک پہنچنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ نہیں پہنچ سکا جبکہ مبتدع کے لیے گناہ ہے' اس لیے کہ وہ تو بدعت کو جاری کرتا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

۱۸۵۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بخار جہنم کی شدید حرارت سے ہے' پس تم اسے پانی سے ٹھنڈا کرو"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٦/ ۳۳۰ ـ فتح)، ومسلم (۲۲۱۰)

غريب الحديث ☆ (من فيح جهنم) "جہنم کی شدید حرارت سے ہے"۔

فقه الحديث ☆ حدیث میں بخار کا جو علاج بتایا گیا ہے وہ بالکل درست ہے' اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا علاج ہے اور آج کے ڈاکٹر بھی بخار میں مریض کا یہی علاج کرتے ہیں کہ اسے ٹھنڈے پانی سے نہلاتے ہیں اور اس کے جسم پر ٹھنڈی پٹیاں لگاتے ہیں تاکہ درجہ حرارت کم ہو جائے۔

۱۸۵۸۔ وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)). متفقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ، وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيْبُ وَارِثًا كَانَ أَوْ غَيْرَ وَارِثٍ.

۱۸۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے (نذر کے) روزے ہوں تو اس کا (قریبی) ولی اس کی طرف سے روزے رکھے"۔ (متفق علیہ)

پسندیدہ بات یہی ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے روزے رکھنا جائز ہے۔ ولی سے مراد قریبی عزیز ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

توثيق الحديث ☆ أخرجه البخاري (٤/ ۱۹۲ ـ فتح)، ومسلم (۱۱٤٧)

فقه الحديث ☆ ❶ راجح بات یہی ہے کہ یہ نذر کے روزے ہیں' موقف کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ایک عورت بحری سفر پر تھی' اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے خیریت سے منزل مقصود پہ پہنچا دیا تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ پس اللہ نے اسے صحیح سلامت وہاں پہنچا دیا لیکن اس نے روزے نہ رکھے حتیٰ کہ وہ فوت ہوئی' اس کی ایک قریبی رشتے دار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا' آپ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ اگر اس پر کوئی قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتیں ؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تو اللہ کے قرض کی ادائیگی اس سے زیادہ ضروری ہے''۔

❷ عبادات میں نیابت نہیں' یعنی ایسے نہیں ہوسکتا کہ کسی شخص کی نیابت کرتے ہوئے کوئی دوسرا شخص نماز پڑھ لے یا روزہ رکھ لے' جو عبادت فرض عین کا درجہ رکھتی ہے وہ ہر شخص کو خود ادا کرنی ہوگی۔ حدیث مذکور میں نذر کے روزوں کی بات ہے فرض روزوں کی نہیں۔

۱۸۵۹۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعٍ اَوْ عَطَاءٍ اَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا: وَاللّٰهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ، اَوْ لَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا؛ قَالَتْ: اَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ. فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا اُشَفِّعُ فِيْهِ اَبَدًا، وَلَا اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَقَالَ لَهُمَا: اَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ لَمَا اَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ، فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى اسْتَاْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: اُدْخُلُوْا. قَالُوْا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ اُدْخُلُوْا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوْا، دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ، فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُوْلَانِ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ

۱۸۵۹۔ حضرت عوف بن مالک بن طفیل سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی سودے یا عطیے کے بارے میں جو انھوں نے دیا تھا' کہا: اللہ کی قسم! عائشہ رضی اللہ عنہا رک جائیں یا میں ان پر پابندی لگا دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (یہ سن کر) فرمایا: کیا انھوں نے ایسے ہی کہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں! تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے یہ مجھ پر نذر ہے کہ میں ابن زبیر سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ جب یہ قطع تعلقی لمبی ہوگئی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سفارش بھجوائی تو انھوں نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں سفارش قبول نہیں کروں گی اور میں اپنی نذر توڑنے کے گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گی۔ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر یہ معاملہ مزید لمبا ہوگیا تو انھوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث سے بات کی اور انہیں کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلو' اس لیے کہ ان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ مجھ سے قطع تعلقی کی نذر پر قائم رہیں۔ پس حضرت مسور اور عبدالرحمٰن انہیں لے کر گئے حتیٰ کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی' انھوں نے کہا: السلام علیك ورحمة الله وبركاته کیا ہم داخل ہوسکتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آ جاؤ! انھوں نے کہا: کیا ہم سب آ جائیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں تم سب آ جاؤ۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں' جب وہ اندر گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ پردے کے اندر چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (اپنی خالہ) سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دے دے کر رونے لگے اور مسور

وَالتَّحْرِيجِ، طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي، وَتَقُوْلُ: إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ، فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَاَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِي حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا. رواهُ البُخاري.

ورعبدالرحمٰن بھی (پردے کے باہر سے) انہیں قسمیں دے کر کہنے لگے کہ آپ ابن زبیر سے بات کریں اوران کا عذر قبول کریں اور وہ کہہ رہے تھے کہ نبی ﷺ نے قطع تعلقی سے منع فرمایا ہے اور آپ خوب جانتی ہیں اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ پس جب انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے وعظ و نصیحت اور ترک تعلق کے گناہ ہونے کی باتیں کثرت سے کرنا شروع کر دیں تو انھوں نے بھی ان دونوں کو نصیحت کرنا شروع کر دی اور رونے لگیں' نیز فرمانے لگیں: بے شک میں نے نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا شدید ہے۔ پس وہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت عائشہ ؓ نے ابن زبیر ؓ سے بات چیت کر لی اور اپنی اس نذر توڑنے کے کفارے میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ حضرت عائشہ ؓ اس کے بعد جب بھی اپنی اس نذر کو یاد کرتیں تو اس قدر روتیں کہ ان کے آنسو اِن کی اوڑھنی تر کر دیتے۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۰/ ۴۹۱۔ ۴۹۲ ۔ فتح).

غريب الحديث☆ (لأحجرن عليها) میں ان پر ان کے مال کے بارے میں تصرف کرنے پر پابندی لگا دوں گا۔ (لا أشفع فيه أبدًا) ''میں اس کے بارے میں کبھی سفارش قبول نہیں کروں گی''۔ (لا أتحنث نذرى) ''میں اپنی قسم توڑ کر گناہ گار نہیں ہوں گی''۔ (انشد كما الله) ''میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں''۔ (وطفق) ''شروع کرنا''۔ (يناشدانها) ''وہ دونوں انہیں قسم دے کر کہنے لگے''۔ (خمارها) ''ان کی اوڑھنی''۔

فقه الحديث☆ ❶ ترک تعلق اگر اللہ کی رضا کی خاطر ہو تو جائز ہے اور اگر دنیوی غرض کی خاطر ہو تو پھر تین دن سے زائد ترک تعلق جائز نہیں۔

❷ اجازت طلب کرنے کی کیفیت اور ادب کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پہلے ''السلام عليك ورحمة الله وبركاته'' کہنا چاہیے اور پھر اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنی چاہیے۔

❸ مومن بھائی بھائی ہیں' اگر کہیں دو بھائیوں کے درمیان ناراضی پیدا ہو جائے تو ان کی اصلاح کرنی چاہیے اور صلح کرا دینی چاہیے۔

❹ معصیت میں نذر ماننا جائز نہیں۔

❺ اگر کوئی شخص نذر مانے اور دوسرے کام کو بہتر سمجھے تو وہ اپنی نذر توڑ کر دوسرا بہتر کام کر لے اور نذر کا کفارہ ادا کرے۔ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کے لباس کا انتظام کرنا' اگر طاقت نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھنا۔

۱۸۶۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ، فَصَلّٰى

۱۸۶۰۔ حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد کی طرف تشریف لے گئے' پس آپ نے آٹھ سال

عَلَيْهِم بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا، أَلَا وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)) قَالَ: فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. متفقٌ عليه.

وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا، وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) قَالَ عُقْبَةُ: فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)).

وَالْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ: الدُّعَاءُ لَهُمْ، لَا الصَّلَاةُ الْمَعْرُوفَةُ.

گزر جانے کے بعد ان کے لیے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مُردوں کو رخصت کرنے والا دعا کرتا ہے' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو (میر ساماں) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور بے شک تمہارے وعدے کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسے اپنے اس مقام سے دیکھ رہا ہوں۔ سن لو! مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا کے بارے میں رغبت کرنے لگو گے''۔ حضرت عقبہ بیان کرتے ہیں: یہ آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی تھی (یعنی اس کے بعد آپ جلد ہی دنیا سے رخصت ہو گئے)۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: ''لیکن مجھے تمہارے بارے میں دنیا کی بابت اندیشہ ہے کہ تم اس میں زیادہ رغبت کرنے لگو گے جس وجہ سے تم آپس میں لڑو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے' جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے''۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پس یہ آخری مرتبہ تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے: ''میں تمہارا پیش رو اور میر ساماں ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور اللہ کی قسم! میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں' مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اور میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ تم اس دنیا کے بارے میں بہت رغبت رکھو گے''۔

شہدائے احد پر ''صلوۃ'' سے مراد ان کے لیے دعا کرنا ہے' معروف نماز جنازہ پڑھنا مراد نہیں۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۷/ ۳۴۸ ـ فتح)، ومسلم (۲۲۹۶)' والرواية الثانية عند مسلم (۲۲۹۶) (۳۱)' والثالثة عند البخاري (۳/ ۲۰۹ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (فرط) ''پیش رو''۔ (التنافس) ''کسی چیز میں رغبت ہونا''۔

فقه الحديث☆ ◆ شہداء کی نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ''صلوۃ'' سے مراد دعا لی ہے' مگر ان کی یہ تاویل صحیح نہیں' اس لیے کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے: ''آپ نے شہدائے احد پر ویسے ہی نماز پڑھی جیسے آپ کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتے تھے''۔

◆ رسول اللہ ﷺ کے بعض معجزات کا بیان کہ آپ نے دنیا ہی میں اپنے حوض کوثر کو دیکھ لیا۔

❸ دنیا کی چمک دمک میں رغبت رکھنا دین کے لیے مہلک ہے۔

❹ اسلام کے دوام اور مسلمانوں کے ثبات کی خوشخبری کا بیان کہ پوری روئے زمین پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ ان شاء اللہ!

❺ نبی ﷺ کے حوض کوثر کا اثبات۔

❻ قبروں کی زیارت کرنا اور فوت شدگان کے لیے دعا کرنا مستحب ہے' اس سے موت یاد آتی ہے۔

١٨٦١۔ وَعَنْ اَبِي زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَاَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۶۱۔ حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھ گئے' آپ نے ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا' پس آپ منبر سے نیچے تشریف لائے' نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ آپ نیچے تشریف لائے' نماز پڑھی' پھر منبر پر تشریف لے گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ پس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونا ہے ان سب واقعات کی خبر دی۔ پس ہم میں سے سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان باتوں کو ہم میں سے سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٩٢).

فقه الحديث☆ ❶ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو امور دین کی تعلیم دینے کی بہت فکر کرتے تھے۔

❷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ شہادت کہ رسول اللہ ﷺ نے رسالت پہنچادی' امانت ادا فرمادی اور امت کے لیے خیر خواہی کی اور امت کو بالکل واضح اور روشن طریق پر چھوڑا۔

❸ حفظ وفہم میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں۔

❹ سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان میں سے کتاب وسنت کو زیادہ جاننے والا ہے۔

١٨٦٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ)). رواهُ البُخاري.

۱۸۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اسے اس (اللہ تعالیٰ) کی اطاعت کرنی چاہیے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو اسے اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے''۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٥٨١، ٥٨٥ ـ فتح).

فقه الحديث☆ ❶ نذر ماننا جائز ہے' اس لیے کہ یہ عبادات مشروعہ میں سے ہے۔

❷ جو شخص نذر مانے اور اس کی نذر طاعت والی ہو تو اسے اپنی نذر پوری کرنی چاہیے۔

❸ معصیت کی نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔

١٨٦٣ ـ وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ

۱۸۶۳۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ، وَقَالَ: ((كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ)). متفقٌ عليهِ.

انہیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم فرمایا اور فرمایا: ''یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونکیں مارتی تھیں''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٥١ ـ فتح)، ومسلم (٢٢٣٧).

١٨٦٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأُولٰى، وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، كُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ)). رواه مسلم.

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْوَزَغُ: الْعِظَامُ مِنْ سَامِّ أَبْرَصَ.

۱۸۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پہلی چوٹ میں چھپکلی کو مارے تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو شخص اسے دوسری چوٹ میں مارے تو اس کے لیے پہلی بار سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور اگر وہ اسے تیسری مرتبہ میں مارے تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں''۔

اور ایک اور روایت میں ہے: ''جو شخص پہلی چوٹ میں چھپکلی مار دے تو اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم''۔ (مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے کہ ''وزغ'' سام ابرص سے بڑا جانور ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٢٤٠)، والرواية الثانية عنده (٢٢٤٠) (١٤٧).

فقه الأحاديث☆ ❶ چھپکلیوں کو مارنا واجب ہے اور طاقت ہونے کے باوجود اسے نہ مارنا درست نہیں اور انہیں مارنے کی یہ علت بیان کی گئی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو یہ آگ بھڑکانے کے لیے پھونکیں مارتی تھیں۔

❷ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی ہر چیز کو قتل کرنا چاہیے۔

❸ پہلی چوٹ میں، دوسری چوٹ میں اور تیسری چوٹ میں چھپکلی کو مارنے کی فضیلت اور اس کے اجر کو بیان کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسے جلد از جلد مار دینا چاہیے۔

١٨٦٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ! فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ؟! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ! فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ

۱۸۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا (آج رات) میں ضرور صدقہ کروں گا۔ پس وہ اپنا صدقہ لے کر باہر نکلا تو اسے ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پس صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک چور پر صدقہ کیا گیا ہے۔ پس اس شخص نے کہا: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں (آج رات) میں ضرور صدقہ کروں گا۔ پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا، صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ عورت پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، کیا ایک زانیہ پر (صدقہ ہو گیا ہے)؟ میں (آج رات) ضرور صدقہ کروں گا۔ پس

الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ، وَعَلٰى زَانِيَةٍ، وَعَلٰى غَنِيٍّ! فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَعْتَبِرَ، فَيُنْفِقَ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک مالدار شخص کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پس صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک مالدار آدمی پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں' یہ کہا چور پر، زانیہ پر اور مالدار شخص پر (صدقہ ہو گیا ہے)۔ پس رات کو اسے خواب آیا اور اسے کہا گیا: تیرا وہ صدقہ جو چور پر کیا گیا شاید کہ وہ اس صدقے کی وجہ سے اپنی چوری سے باز آ جائے اور زانیہ پر تو شاید کہ وہ اپنے زنا سے بچ جائے اور رہا وہ غنی شخص تو شاید کہ وہ عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے عطا کیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرے''۔ (امام بخاری نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور مسلم میں اس کے ہم معنی روایت ہے)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۳/ ۲۹۰ ـ فتح)، ومسلم (۱۰۲۲).

غريب الحديث☆ (فأتي) ''اسے خواب میں بتایا گیا''۔

فقه الحديث☆ ❶ جب صدقہ کرنے والے کی نیت درست ہو تو اس کا صدقہ قبول کیا جاتا ہے خواہ وہ کسی مستحق تک نہ بھی پہنچ پائے۔

❷ پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے کی فضیلت کا بیان۔

❸ قضا و قدر پر تسلیم و رضا کی برکت۔

❹ گناہ گاروں اور نافرمان قسم کے لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ تالیف قلب کے لیے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی مستحب ہے' شاید کہ وہ عبرت حاصل کریں اور گناہوں سے تائب ہو جائیں۔

❺ یہ واقعہ پہلی امتوں میں سے کسی کا ہے۔

۱۸٦٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ إِلٰى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلٰى مَا بَلَغَكُمْ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُوكُمْ آدَمُ، وَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ،

۱۸٦٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ کو دستی کا گوشت پیش کیا اور وہ آپ کو پسند تھا' آپ اسے کھانے لگے اور فرمایا: ''میں قیامت والے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس لیے ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ پس دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور ایک پکارنے والا ان سب کو اپنی آواز سنا سکے گا' سورج ان کے قریب ہو گا' لوگ غم اور تکلیف کی ایسی کیفیت سے دوچار ہوں گے جو ان کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو گی۔ لوگ کہیں گے: کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو تکلیف تمہیں پہنچی اس وجہ سے تم کس حالت میں ہو' کیا تم ایسا کوئی شخص نہیں دیکھتے جو تمہارے رب کے پاس تمہارے لیے سفارش کر سکے؟ پس لوگ آپس میں کہیں گے

خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ، وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ، فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ، اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ؟ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ، وَمَا بَلَغَنَا؟ فَقَالَ: اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ، فَعَصَيْتُ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ. فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ: يَا نُوْحُ! اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا بَلَغَنَا، اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰى قَوْمِيْ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ. فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا اِبْرَاهِيْمُ! اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ: اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنِّيْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى. فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى. فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُوْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ، وَاِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ، اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى.

تمہارے باپ آدم علیہ السلام جو ہیں۔ پس وہ ان کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا' آپ کے اندر اپنی روح پھونکی' فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا' کیا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش نہیں کرتے؟ کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے جس میں ہم ہیں اور جو تکلیف ہمیں پہنچی ہے؟ وہ فرمائیں گے بے شک میرا رب (آج) اس قدر غصے میں ہے کہ وہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں آیا ہے اور نہ اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا اور اس نے مجھے ایک درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا لیکن مجھ سے نافرمانی ہوگئی' مجھے تو اپنی فکر ہے، مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے' تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے نوح! آپ زمین والوں کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے' کیا آپ نہیں دیکھتے ہم کس تکلیف سے دو چار ہیں اور کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کس قدر بے چینی اور تکلیف پہنچی ہے؟ کیا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش نہیں کرتے؟ وہ جواب دیں گے بے شک میرا رب جس قدر آج غصے میں ہے وہ اس قدر اس سے پہلے غصے میں ہوا ہے نہ اس کے بعد اس قدر غصے میں ہوگا اور مجھے ایک دعا کرنے کا حق تھا لیکن میں نے وہ دعا اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی' مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے' اس لیے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے اس کے خلیل ہیں' آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کریں' کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ وہ انہیں فرمائیں گے: بے شک میرا رب آج جس قدر غصے میں ہے اس قدر وہ اس سے پہلے کبھی ناراض ہوا ہے نہ اس کے بعد اس قدر ناراض ہوگا' میں نے تین باتیں ایسی کی تھیں جو

فَيَأْتُونَ عِيسٰى، فَيَقُولُونَ: يَا عِيسٰى! أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ، اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ، أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسٰى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلٰى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ، أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُولُ أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى)). متفقٌ عليه.

بظاہر واقعے کے خلاف تھیں (توریہ کیا تھا) مجھے تو اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے' اس لیے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ پس وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے موسیٰ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی اور اپنی ہم کلامی عطا فرما کر تمام لوگوں پر فضیلت دی' آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کریں' کیا آپ وہ حالت نہیں دیکھ رہے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرا رب جس قدر آج غضبناک ہے وہ اس قدر غضبناک اس سے پہلے کبھی ہوا ہے نہ اس کے بعد کبھی اس قدر غضبناک ہوگا اور میں نے ایک ایسی جان کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' مجھے اپنی فکر ہے۔

پس تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ' تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ پس وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف القا کیا تھا اور اس کی روح ہیں اور آپ نے گہوارے میں لوگوں سے گفتگو کی ہے' آپ اپنے رب سے ہمارے لیے سفارش کریں' کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس کیفیت میں مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: بے شک میرا رب جس قدر آج غضبناک ہے وہ اس قدر آج سے پہلے غضبناک ہوا ہے نہ اس کے بعد اس قدر غضبناک ہوگا۔ انھوں نے اپنے کسی قصور کا ذکر نہیں فرمایا (اور فرمایا) مجھے اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے، اپنی فکر ہے' تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ''۔

ایک اور روایت میں ہے (آپ نے فرمایا) ''پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں' آپ ہمارے بارے میں اپنے رب سے سفارش کریں۔ کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ پس میں وہاں سے چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں

گا' پھر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد اور حسن ثنا کے ایسے کلمات القا فرمائے گا کہ مجھ سے پہلے وہ کلمات کسی پر القا نہیں کیے گئے ہوں گے' پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے! مانگیے آپ کو وہ عطا کیا جائے گا' سفارش کیجئے' سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو کہوں گا: اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت۔ پس کہا جائے گا: اے محمد! اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے دائیں طرف کے دروازے سے لے جائیں جن کے ذمہ کوئی حساب نہیں ہے اور وہ دوسرے دروازوں میں بھی اس دروازے کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں''۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا جتنا فاصلہ مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٣٧١ ۔ فتح)، ومسلم (١٩٤).

غریب الحدیث☆ (نهس منها نهسة) ''آپ نے اس دستی کے گوشت سے دانتوں سے نوچ کر کھایا''۔ (صعید واحد) ''ایک وسیع میدان''۔ (المصراعین) ''دروازے کے کواڑ''۔

فقه الحدیث ❶ نبی ﷺ کی تواضع کا بیان کہ آپ اپنے ساتھیوں کی دعوت قبول فرماتے تھے اور پھر ان کے ساتھ مل کر تناول فرماتے تھے۔

❷ رسول اللہ ﷺ کو دستی کا گوشت نہایت مرغوب تھا' پس کسی خاص حصے کے گوشت کو پسند کرنا اور اسے زیادہ تناول کرنا جائز ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ کی دیگر انبیاء ﷩ پر فضیلت کا بیان اور اللہ کے ہاں ان کے مقام فضیلت کا بیان۔

❹ اگر کسی آدمی کو کسی دوسرے بندے سے کام اور ضرورت ہو تو اس کے سامنے اس کی جائز تعریف و توصیف بیان کرنا جائز ہے' تاکہ وہ اس کی بات قبول کرے اور اگر وہ شخص اس کی مدد نہ کر سکتا ہو تو اسے معذرت کرتے ہوئے کسی دوسرے شخص کے متعلق بتا دینا چاہیے کہ وہ آپ کی مدد کر سکتا ہے' بھلائی کی رہنمائی کرنا بھی نیکی ہے۔

❺ قیامت والے دن میدان محشر کی ہولناکیوں اور سختیوں کا بیان۔

❻ انبیاء ﷩ کی تواضع کا بیان کہ وہ نبوت کے عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود اپنی معمولی سی لغزش پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرنے سے معذرت کریں گے' یہ ان کے ایمان و تقویٰ کے معیار کا تقاضا ہے کہ وہ اس معمولی سی لغزش کو بھی بہت بڑی کوتاہی محسوس کریں گے۔

❼ تمام انبیاء ﷩ میں سے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ ﷩ اور حضرت محمد ﷺ کی زیادہ اہمیت و فضیلت ہے' نیز نوح علیہ السلام سب سے پہلے رسول ہیں۔

❽ رسول اللہ ﷺ کے لیے وسیلے (جنت میں ایک مقام) اور مقام محمود کا اثبات۔

❾ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا سلسلہ لامتناہی ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کو ایسے کلمات حمد القا فرمائے گا جو اس نے

پہلے کسی کو القا نہیں کیے ہوں گے۔

⑩ رسول اللہ ﷺ کی امت دیگر امتوں سے بہتر اور افضل ہے' آپ کے امتی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جنت میں جائیں گے اور جنت کے دروازے سب سے پہلے نبی ﷺ کے لیے کھولے جائیں گے۔ اور آپ کی امت کے بعض لوگوں کی یہ امتیازی فضیلت ہے کہ یہ جنت کے مخصوص دروازے سے داخل ہوں گے' جب کہ یہ اس دروازے کے علاوہ باقی دروازوں میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔

⑪ جنت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ اس کے دروازے کے کواڑوں کا درمیانی فاصلہ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیانی فاصلے جتنا ہوگا۔ ہجر بحرین میں ایک شہر ہے اور بصریٰ دمشق کے جنوب میں واقع حوران کی ایک بستی ہے' یعنی جنت کا ایک دروازہ اتنا چوڑا ہوگا کہ اس کے دونوں کواڑوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہوگا۔

۱۸۶۷ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ اِبْرَاهِيْمُ ﷺ بِأُمِّ اِسْمَاعِيْلَ وَ بِابْنِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَ هِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِيْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَ لَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَ وَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَ سِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَقَالَتْ: يَا اِبْرَاهِيْمُ! اَيْنَ تَذْهَبُ وَ تَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَ لَا شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ: ذٰلِكَ مِرَارًا وَ جَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا، قَالَتْ لَهُ: آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَتْ: اِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِيْمُ ﷺ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اِسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُوْنَ﴾ وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمَاعِيْلَ وَ تَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَ عَطِشَ ابْنُهَا وَ جَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى اَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ

۱۸۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لائے جب کہ وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں حتیٰ کہ انہیں بیت اللہ کے نزدیک مسجد حرام کے بالائی حصے میں زمزم کے اوپر واقع ایک درخت کے پاس ٹھہرا دیا۔ ان دنوں مکہ میں کوئی انسان تھا نہ پانی (کا نام ونشان)۔ پس انھوں نے ان دونوں کو وہاں چھوڑا اور ان کے نزدیک ایک تھیلی رکھ دی جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشکیزہ رکھ دیا جس میں پانی تھا' پھر ابراہیم علیہ السلام واپس جانے لگے تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا: اے ابراہیم! کیا آپ ہمیں اس وادی میں' جہاں کوئی غم خوار ہے نہ کوئی اور چیز ہے' چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ انھوں نے یہ بات ان سے کئی مرتبہ کہی' لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ آخر انھوں نے حضرت ابراہیم سے کہا: کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! ام اسماعیل نے کہا: تب وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ پھر وہ واپس آ گئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی منزل کی طرف چلے حتیٰ کہ جب وہ ثنیہ کے مقام پر پہنچے' جہاں سے وہ انہیں دیکھ نہیں رہے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا پھر ہاتھ بلند کیے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کی: ''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں آباد کیا ہے......'' اور یہاں تک تلاوت فرمائی: ''تا کہ وہ شکر کریں''۔ اسماعیل کی والدہ اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود اس (مشکیزے) کے پانی سے پانی پیتی رہیں حتیٰ کہ جب مشکیزے کا پانی

الصَّفَا حَتّٰی إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِیَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْیَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰی جَاوَزَتِ الْوَادِیَ ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَیْهَا فَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰی أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((**فَذٰلِكَ سَعْیُ النَّاسِ بَیْنَهُمَا**)) فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَی الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَهْ تُرِیْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَیْضًا فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ فَإِذَا هِیَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ ـ أَوْ قَالَ: بِجَنَاحِهٖ حَتّٰی ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ وَ تَقُوْلُ بِیَدِهَا هٰكَذَا وَ جَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَاءَ فِیْ سِقَائِهَا وَ هُوَ یَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ وَفِیْ رِوَایَةٍ: بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((**رَحِمَ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمٰعِیْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَیْنًا مَعِیْنًا**)) قَالَ : فَشَرِبَتْ وَ أَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّیْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا بَیْتًا لِلّٰهِ یَبْنِیْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَ أَبُوْهُ وَ إِنَّ اللّٰهَ لَا یُضَیِّعُ أَهْلَهٗ وَ كَانَ الْبَیْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِیَةِ تَأْتِیْهِ السُّیُوْلُ فَتَأْخُذُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰی مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَیْتٍ مِّنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِیْنَ مِنْ طَرِیْقِ كَدَاءَ ، فَنَزَلُوْا فِیْ أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا: إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَیَدُوْرُ عَلٰی مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِیْ وَ مَا فِیْهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوْا جَرِیًّا أَوْ جَرِیَّیْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوْا فَأَخْبَرُوْهُمْ فَأَقْبَلُوْا وَ أُمُّ إِسْمٰعِیْلَ عِنْدَ الْمَاءِ، فَقَالُوْا: أَتَأْذَنِیْنَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَ لٰكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِی الْمَاءِ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ ابْنُ

ختم ہو گیا تو انہیں بھی پیاس لگی اور ان کے بیٹے کو بھی اور وہ اسے زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے دیکھنے لگیں۔ پس وہ اس منظر کو ناگوار سمجھتے ہوئے (پانی کی تلاش میں) چلیں تو انھوں نے صفا پہاڑ کو اپنے سب سے قریب پایا۔ پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں پھر وادی کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنے لگیں کہ کوئی شخص انہیں نظر آتا ہے؟ لیکن انہیں کوئی نظر نہ آیا تو وہ صفا سے نیچے اتریں حتیٰ کہ وادی میں پہنچیں۔ پس انھوں نے اپنی قمیص کا کنارہ اوپر اٹھایا پھر اس طرح دوڑیں جس طرح کوئی سخت مصیبت زدہ انسان دوڑتا ہے حتیٰ کہ وہ وادی سے پار گزر گئیں پھر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو کر نظر دوڑائی کہ کیا کوئی شخص دکھائی دیتا ہے؟ لیکن انہیں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ انھوں نے سات مرتبہ ایسے کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پس لوگ جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں یہ وہی ان کی متابعت (سنت) میں ہے''۔ جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انھوں نے ایک آواز سنی، انھوں نے اپنے آپ سے کہا: خاموش رہ انھوں نے پھر کان لگائے تو ایک آواز سنی تو انھوں نے کہا: تم نے اپنی آواز تو سنا دی ہے اگر تمہارے پاس کچھ مدد کا سامان ہے تو پھر مدد کو پہنچو۔ پس اچانک دیکھا کہ زم زم کی جگہ ایک فرشتہ ہے، اس نے اپنی ایڑھی سے یا اپنے پر کے ساتھ زمین کو کریدا حتیٰ کہ پانی نکل آیا۔ اسماعیل کی والدہ اس کے لیے حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ کے ساتھ منڈیر بنانے لگیں اور اپنے مشکیزے کو پانی سے بھرنے لگیں، وہ جونہی چلو بھرتیں تو اتنا پانی اور ابل آتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے چلو بھرنے کی مقدار کے برابر پانی ابلتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ زم زم کو یونہی چھوڑ دیتیں'' یا فرمایا: ''چلو سے پانی اکٹھا نہ کرتیں تو زم زم روئے زمین پر بہنے والا چشمہ ہوتا''۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا۔ پس فرشتے نے انہیں کہا: تم اپنے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ نہ کرو، اس لیے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ایک گھر ہے جسے یہ لڑکا اور اس کا والد (از سرنو) تعمیر کریں گے اور اللہ

عبّاس: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَلْفَى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمٰعِيلَ وَ هِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ فَنَزَلُوْا وَ أَرْسَلُوْا إِلٰى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِهَا أَهْلَ أَبْيَاتٍ وَ شَبَّ الْغُلَامُ وَ تَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَ أَنْفَسَهُمْ وَ أَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَ مَاتَتْ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمٰعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمٰعِيلَ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا– وَفِي رِوَايَةٍ: يَصِيدُ لَنَا– ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَ هَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَ شِدَّةٍ وَشَكَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ اقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ قُولِي لَهُ: يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمٰعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا، فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ ؟ قَالَتْ: نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا كَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ وَ سَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَ شِدَّةٍ قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَ تَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرٰى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ وَ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَ هَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَ سَعَةٍ وَ أَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ: اللَّحْمُ، قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ: الْمَاءُ، قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَ الْمَاءِ)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَ لَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ)) قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو

اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اس وقت بیت اللہ کی جگہ ٹیلے کی طرح زمین سے بلند تھی۔ وہاں سیلاب آتے تو وہ اس ٹیلے کے دائیں بائیں سے گزر جاتے۔ پس ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ جرہم قبیلے کا قافلہ یا اس کا کوئی گھرانا کداء کے راستے سے آتا ہوا ان کے پاس سے گزرا، انھوں نے مکہ کے زیریں حصے میں پڑاؤ کیا تو انھوں نے ایک پرندے کو ادھر چکر لگاتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے کہا: یہ پرندہ لازمی طور پر پانی پر گھوم رہا ہے لیکن ہمیں تو اس وادی سے گزرتے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا ہے، پہلے تو یہاں پانی نہیں ہوتا تھا۔ پس انھوں نے ایک یا دو قاصد بھیجے تو انھوں نے دیکھا کہ وہاں پانی ہے، انھوں نے واپس آ کر اپنے قافلے والوں کو بتایا کہ وہاں پانی انھوں نے کہا کیا آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس ہے۔ وہ وہاں پہنچے تو حضرت ہاجرہ وہاں پانی پر موجود تھیں، پڑاؤ ڈال لیں؟ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات حضرت ہاجرہ کی خواہش کے مطابق ہوئی، وہ انس و محبت کو پسند کرتی تھیں، پس انھوں نے وہاں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے گھر والوں کو پیغام بھیجا تو انھوں نے بھی انہی کے ساتھ پڑاؤ ڈال لیا حتیٰ کہ وہاں بہت سے گھر آباد ہو گئے اور حضرت اسماعیل جوان ہو گئے اور انھوں نے ان لوگوں سے عربی سیکھ لی۔ وہ ان میں سب سے زیادہ پرکشش اور سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ پس جب وہ بالغ ہوئے تو انھوں نے اپنی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی۔ حضرت ہاجرہ فوت ہو گئیں۔ حضرت اسماعیل کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھنے آئے تو انھوں نے حضرت اسماعیل کو نہ پایا، انھوں نے ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لیے رزق کی تلاش میں گئے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لیے شکار کرنے کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے ان کی گزران اور عام حالات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: ہم بہت برے حالات میں ہیں، تنگی اور تکلیف سے وقت گزار رہے ہیں۔ اور اس نے

عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: فَجَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ، فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ؟ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ، وَشَرَابُنَا الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ. قَالَ: فَقَالَ: أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((بَرَكَةُ دَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ ﷺ)) قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمٰعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِّنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ. قَالَ ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمٰعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ، قَالَ: يَا إِسْمٰعِيلُ! إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَتُعِينُنِي قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ بَيْتًا هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ إِسْمٰعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ، فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمٰعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرة: ١٢٨).

وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ، مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شکایت کی' انھوں نے فرمایا: جب تمہارا خاوند آئے تو انہیں میرا سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اپنے دروازے کی دہلیز بدل دیں۔ پس جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو انھوں نے کسی چیز کو محسوس کیا تو پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں! اس اس طرح کے ایک بزرگ آئے تھے' انھوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہی بتادیا پھر انھوں نے پوچھا کہ ہماری گزران کیسی ہے؟ تو میں نے بتایا کہ ہم تنگی اور تکلیف میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل نے پوچھا: کیا انھوں نے کوئی وصیت کی تھی؟ اس نے کہا: ہاں! انھوں نے مجھے کہا تھا کہ میں تمہیں ان کا سلام پہنچادوں اور آپ کے لیے کہہ گئے تھے کہ آپ اپنے دروازے کی دہلیز بدل دیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے والد تھے اور مجھے حکم دے دوں' تم اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جاؤ۔ پس انھوں نے اسے دے گئے ہیں کہ میں تمہیں طلاق طلاق دے دی اور ان کی کسی اور عورت سے شادی کر لی۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام جتنی دیر اللہ نے چاہا گزارنے کے بعد ان کے پاس آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہ پایا' وہ ان کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لیے رزق کی تلاش میں گئے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے: تمہاری گزران اور عام حالات کیسے ہیں؟ اس نے بتایا: ہم خیریت سے ہیں اور فراخی میں ہیں اور اس نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ انھوں نے پوچھا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے کہا گوشت۔ انھوں نے کہا: تم پیتے کیا ہو؟ اس نے کہا پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت فرما۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان دنوں ان کے لیے غلہ نہیں تھا اور اگر ان کے لیے ہوتا تو آپ اس کے بارے میں بھی ان کے لیے برکت کی دعا کرتے''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر کوئی شخص مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ صرف ان دو چیزوں (گوشت' پانی) پر گزارہ کرے تو اسے موافق نہیں آئیں گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو انھوں نے

اسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ، فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيمُ اِلٰى اَهْلِهِ، فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَاءَ، نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا اِبْرَاهِيمُ! اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ: اِلَى اللّٰهِ، قَالَتْ: رَضِيتُ بِاللّٰهِ، فَرَجَعَتْ، وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي اُحِسُّ اَحَدًا، قَالَ: فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا، فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا، فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ، سَعَتْ، وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ، وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ، فَذَهَبَتْ وَ نَظَرَتْ، فَاِذَا هُوَ فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّا عَلٰى حَالِهِ كَاَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي اُحِسُّ اَحَدًا، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَ نَظَرَتْ ، فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَاِذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ: اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَاِذَا جِبْرِيْلُ ﷺ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هٰكَذَا، وَغَمَزَ بِعَقِبِهِ عَلَى الْاَرْضِ، فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهِشَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيلَ، فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ. وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا.

((**الدَّوْحَةُ**)): الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ. قَوْلُهُ: ((**قَفّٰى**)) اَيْ: وَلّٰى ((**وَالْجَرِيُّ**)): الرَّسُوْلُ: ((**وَاَلْفٰى**)) مَعْنَاهُ: وَجَدَ. قَوْلُهُ: ((**يَنْشَغُ**)) اَيْ: يَشْهَقُ.

پوچھا: اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا: وہ شکار کرنے گئے ہیں' پھر ان کی بیوی نے کہا: کیا آپ تشریف نہیں رکھیں گے تا کہ آپ کچھ کھا پی لیں؟ انھوں نے پوچھا: تم کیا کھاتے پیتے ہو؟ اس نے کہا: ہمارا کھانا گوشت ہے اور پینا پانی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما''۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے''۔ انھوں نے فرمایا: جب تمہارا خاوند آئے تو انہیں میرا سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھیں۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو انھوں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں! اچھی شکل و صورت والے ایک بزرگ آئے تھے' اس نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کی تعریف کی' انھوں نے آپ کے بارے میں پوچھا تھا تو میں نے انہیں بتادیا پھر انھوں نے مجھ سے ہماری گزران کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم بالکل ٹھیک ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا: کیا انھوں نے تجھے کوئی وصیت کی تھی؟ اس نے کہا: جی ہاں! وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو حکم دیتے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ میرے والد تھے اور تم دہلیز ہو' انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تک اللہ نے چاہا کچھ عرصہ گزارنے کے بعد ان کے پاس آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے' جب انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھے اور پھر ویسے ہی کیا جیسے والد اپنے بیٹے سے اور بیٹا اپنے والد کے ساتھ محبت و احترام کا سلوک کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے اسماعیل! اللہ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ انھوں نے کہا: آپ کے رب نے جس کام کے کرنے کا حکم فرمایا ہے آپ کر گزرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا: تم میری مدد کرو گے؟ انھوں نے کہا: میں تمہاری مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم نے کہا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس

جگہ ایک گھر تعمیر کروں اور انھوں نے ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے اردگرد کے حصوں سے بلند تھا۔ پس اسی وقت انھوں نے اس گھر کی دیواریں اٹھائیں۔ پس حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے حتیٰ کہ جب دیواریں بلند ہوگئیں تو وہ یہ (مقام ابراہیم والا) پتھر لائے اور اسے آپ کے لیے رکھا تو وہ اس پر کھڑے ہوگئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر پکڑاتے جاتے اور وہ دونوں یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عمل قبول فرما' بے شک تو بہت سننے والا، جاننے والا ہے''۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لے کر نکلے' ان کے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا' پس اسماعیل کی والدہ مشکیزے سے پانی پیتیں تو بچے کے لیے ان کی چھاتی میں دودھ خوب اترتا حتیٰ کہ وہ مکہ آ گئے۔ یہاں حضرت ابراہیم نے انہیں ایک درخت کے نیچے بٹھایا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے تو حضرت ہاجرہ بھی ان کے پیچھے چلتی رہیں حتیٰ کہ جب وہ کداء کے مقام پر پہنچے تو انھوں نے انہیں پیچھے سے آواز دی: اے ابراہیم! ہمیں کس کے سپرد کر کے چھوڑ چلے ہو؟ انھوں نے کہا: اللہ کے سپرد۔ حضرت ہاجرہ نے کہا: میں اللہ کے سپرد کیے جانے پر راضی ہوں۔ پس وہ واپس آ گئیں اور مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور بچے کے لیے ان کی چھاتی میں دودھ اترتا رہا' حتیٰ کہ جب پانی ختم ہوگیا تو انھوں نے کہا: میں ادھر ادھر جاؤں اور دیکھوں، کہ شاید کوئی آدمی نظر آ جائے۔ راوی بیان کرتے ہیں وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور غور سے دیکھنے لگیں کہ کیا کوئی نظر آتا ہے؟ لیکن انہیں کوئی نظر نہ آیا' پھر وہ وادی میں اتر آئیں اور دوڑیں اور مروہ پر آ گئیں اور انھوں نے اس طرح کئی چکر لگائے (یعنی صفا سے مروہ آئیں اور گئیں) پھر کہا: میں جا کر بچے کو تو دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے؟ وہ گئیں تو دیکھا کہ وہ اسی حال میں تھا گویا کہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا۔ حضرت ہاجرہ کے نفس نے قرار نہ پکڑا اور پھر کہا کہ

میں جاؤں تو سہی' شاید میں کسی کو پالوں۔ وہ پھر گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور غور سے دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا حتیٰ کہ انھوں نے سات چکر پورے کیے' پھر انھوں نے کہا میں جاؤں اور دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ پس وہ وہاں آئیں تو ایک آواز سنی' انھوں نے کہا: اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو میری مدد کر۔ پس یہ جبریل علیہ السلام تھے' انھوں نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری اور اپنی ایڑھی سے زمین کو بھینچا تو زمین سے پانی پھوٹ پڑا' جسے دیکھ کر حضرت ہاجرہ خوف زدہ ہوگئیں اور اپنی ہتھیلیوں سے پانی لے کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ (اور راوی نے حدیث پوری تفصیل سے بیان کی' یہ ساری روایات امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیں)

(الدوحة) ''بڑا درخت''۔ (قفى) ''پیٹھ پھیر کر جانا''۔ (الجرى) ''قاصد''۔ (ألفى) ''پایا''۔ (ينشغ) ''سانس کا بے ربط ہو جانا'' جیسے زندگی کے آخری لمحات میں ہوتا ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٩٥ـ ٣٩٩ ـ فتح).

غريب الحديث☆ (أم إسماعيل) حضرت ہاجرہ جنھیں بادشاہ مصر نے سارہ کی خدمت کے لیے وقف کیا تھا' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے شادی کر لی۔ (البيت) ''بیت اللہ''۔ (جراب) ''تھیلی''۔ (سقاء) ''مشکیزہ''۔ (الثنية) ''پہاڑی راستہ، گھاٹی''۔ (يتلبط) ''زمین پر لوٹ پوٹ ہونا''۔ (المجهود) ''مصیبت زدہ آدمی''۔ (تحوضه) ''اسے حوض کی طرح بنانے لگیں''۔ (عينا معينا) ''بہتا چشمہ''۔ (لا تخافوا الضيعة) ''تم ہلاک ہو جانے کا اندیشہ نہ کرو''۔ (طائرًا عائفًا) ''پانی پر چکر لگانے والا پرندہ''۔ (شب الغلام) ''لڑکا جوان ہو گیا''۔ (أنفسهم) ''ان میں سے سب سے زیادہ پرکشش''۔ (يطالع تركته) ''اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کا جائزہ لے''۔ (عتبة بابه) ''اپنے دروازے کی دہلیز''۔ (آنس) ''مانوس ہوتا''۔ (يبرى نبلا) ''وہ تیر درست کر رہے تھے''۔ (فصنع كما يصنع الوالد بالولد والولد بالوالد) ''پس انھوں نے ادب و احترام اور شفقت و محبت کا وہی مظاہرہ کیا جو والد اپنی اولاد سے اور اولاد اپنے والد سے کرتی ہے''۔ (شنة) ''مشکیزہ''۔

فقه الحديث☆ ❶ انبیاء علیہم السلام اپنے رب کے ہر حکم کی فوری تعمیل کرتے ہیں' خواہ انھیں اولاد کی قربانی دینی پڑے یا بیوی کی۔

❷ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے کام اس کے سپرد کر دیتا ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ہاجرہ کو یقین تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام انھیں اللہ کے سپرد کر کے جا رہے ہیں' اس لیے وہ اللہ انھیں ضائع نہیں کرے گا۔

❸ دعا کرتے وقت قبلہ رخ ہونا مستحب ہے۔

❹ حضرت ہاجرہ کا کھانا پینا فقط آب زم زم تھا' اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ کھانا بھی ہے اور بیماری کا علاج بھی۔

❺ مناسک حج حضرت ابراہیم' حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کے پورے قصے اور واقعہ کا خلاصہ ہیں۔

❻ عربوں کی ذہانت و فراست کا بیان کہ انھوں نے پرندے کے منڈلانے سے اندازہ لگا لیا کہ یہاں پانی ہے۔

7 حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے بھی عربی زبان کا وجود تھا' جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس آباد قبیلے سے عربی سیکھی۔

8 اگر اشارے کنائے سے طلاق دی جائے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔

9 بداخلاق اور ناشکر بیوی کو طلاق دینا جائز ہے۔

10 اگر والد کا حکم معصیت پر مبنی نہ ہو تو اس حکم کی فوری تعمیل کرنی چاہیے۔

11 اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر کرتے رہنا چاہیے۔

١٨٦٨ـ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۶۸۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کھمبی من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١٠/ ١٦٣ ـ فتح)، ومسلم (٢٠٤٩).

غريب الحديث☆ (الكمأة) ''کھمبی''۔ (من) وہ کھانا جو اللہ نے بنی اسرائیل پر نازل فرمایا تھا' من وسلویٰ۔

فقه الحديث☆ 1 علاج کرانا مشروع ہے۔

2 کھمبی کا پانی آنکھ کی بعض بیماریوں کا علاج ہے' اللہ تعالیٰ نے اس میں شفا رکھی ہے' اس کے استعمال سے نظر تیز ہوتی ہے۔

OOO

كِتَابُ الْاِسْتِغْفَارِ

توبہ و استغفار کا بیان

۳۷۱۔ بَابُ الْأَمْرِ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَفَضْلِهِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد : ١٩]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء : ١٠٦]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر : ٣]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ [آل عمران : ١٥-١٧]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء : ١١٠]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الأنفال : ٣٣]. وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ [آل عمران : ١٣٥] والآيات في الباب كثيرةٌ معلومةٌ.

۳۷۱۔ باب: مغفرت طلب کرنے کا حکم اور اس کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ مغفرت طلب کیجیے اپنی لغزش کے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے''۔

نیز فرمایا: ''اللہ سے مغفرت طلب کیجیے' بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے''۔

اور فرمایا: ''اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کیجیے اور اس سے بخشش طلب کریں' وہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

نیز فرمایا: ''متقی لوگوں کے لیے ان کے رب کے پاس باغات ہیں''۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: ''اور رات کے آخری پہر میں استغفار کرنے والے ہیں''۔

اور فرمایا: ''جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے والا' نہایت مہربان پائے گا''۔

نیز فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے اور (اسی طرح) اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ بخشش مانگتے ہوں''۔

اور فرمایا: ''اور وہ لوگ جب کسی برائی کا ارتکاب کر لیتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف

کرنے والا نہیں اور وہ اپنے کیے (یعنی گناہ) پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے''۔

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں اور مشہور ہیں۔

١٨٦٩ - وَعَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِّيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِي، وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۶۹۔ حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل پر بھی پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴) ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٧٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَاللّٰهِ! اِنِّي لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)). رواه البخاري.

۱۸۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کی قسم! میں دن میں ستر بار سے زائد اللہ سے مغفرت طلب کرتا اور توبہ کرتا ہوں''۔ (بخاری)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۳) ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٧١ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا، لَذَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَغْفِرُ لَهُمْ)). رواه مسلم.

۱۸۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ سے مغفرت طلب کریں گے' پس وہ انہیں معاف فرما دے گا''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۴۲۲) ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٧٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

۱۸۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ یہ کہتے ہوئے گن لیتے تھے: ''اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رجوع فرما، بے شک تو بہت رجوع فرمانے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے''۔ (ابوداود، ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

توثیق الحدیث☆ صحیح ۔ أخرجه أبو داود (١٥١٦)، والترمذي (٣٤٣٤)، وابن ماجه (٣٨١٤) بإسناد صحيح.

فقه الحديث☆ ❶ آداب دعا میں سے ہے کہ دعا کرنے والا اپنی دعا کے آخر پر دعا کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات بیان کرے۔

❷ نبی ﷺ کی اپنے رب کے سامنے تواضع اختیار کرنے کا بیان۔

١٨٧٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)). رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

۱۸۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص استغفار کی پابندی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے' ہر غم سے نجات دے دیتا ہے او راسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا''۔ (ابوداؤد)

توثيق الحديث☆ ضعيف ۔ أخرجه أبو داود (١٥١٨)، وابن ماجه (٣٨٢٩)، والنسائی فی ((عمل اليوم والليلة)) (٤٥٦).

اس کی سند میں حکم بن مصعب راوی مجہول ہے۔

فقه الحديث☆ ضعیف حدیث قابل حجت نہیں۔

١٨٧٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ، وَقَالَ: حديثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

۱۸۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ دعا پڑھے ''میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ زندہ او رقائم رہنے والا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں'' تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں خواہ وہ میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگا ہو''۔ (ابوداؤد، ترمذی، حاکم۔ امام حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے)

توثيق الحديث☆ صحيح ۔ أخرجه البخاری فی ((التاريخ الكبير)) (٣/ ٣٧٩۔٣٨٠)، وأبو داود (١٥١٧)، والترمذی (٣٥٧٧) والحاكم (١/ ٥١١).

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بجائے زید مولی رسول اللہ ﷺ سے ہے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مستدرک حاکم میں ہے۔

فقه الحديث☆ ❶ جب دشمن سے آمنا سامنا ہو تو ایسے وقت میں میدان جہاد سے فرار ہونا بہت سخت گناہ ہے۔

❷ استغفار کی عظمت کا بیان کہ یہ کبیرہ گناہ بھی مٹا دیتا ہے۔

❸ استغفار پر مداومت اختیار کرنے کی فضیلت۔

١٨٧٥ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُوْلَ الْعَبْدُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ؛ فَاغْفِرْ لِيْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ

۱۸۷۵۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے''اے اللہ! تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں' پس تو مجھے معاف کر دے' بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں'' جو شخص یہ کلمات دن

الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)). رواه البخاري.

((أَبُوْءُ)): بِبَاءٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ واوٍ وهَمْزَةٍ ممدودةٍ، وَمَعْنَاهُ: اُقِرُّ وَاَعْتَرِفُ.

کے وقت یقین کے ساتھ کہے اور وہ اسی روز شام ہونے سے پہلے فوت ہوجائے تو وہ جنتی ہے اور جو شخص رات کے وقت یقین کے ساتھ کہے اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہوجائے تو وہ جنتی ہے"۔ (بخاری)

(أبوء) باء پر پیش پھر واؤ اور ہمزہ ممدودہ' اس کا معنی ہے "میں اقرار و اعتراف کرتا ہوں"۔

توثیق الحدیث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۹۷_۹۹).

غریب الحدیث☆ (**وأنا علی عهدك ووعدك ما استطعت**) "میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں" یعنی میں اخلاص کے ساتھ تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تیری اطاعت کرتا ہوں۔ (**أعوذ بك من شر ما صنعت**) "میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں" یعنی میں اپنی بداعمالیوں پر مرتب ہونے والے عذاب و ابتلا سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (**موقنا**) "یقین رکھتے ہوئے"۔

فقه الحدیث☆ ❶ یہ دعا توبہ کے تمام معانی کو جامع ہے' اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی خالق ہے۔ نیز اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد و میثاق پر پابند رہنے کا اقرار اور اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے کا بیان ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ تمام نعمتوں کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے اور گناہوں کی اضافت اپنی طرف کرنی چاہیے۔ ان وجوہات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کو سید الاستغفار قرار دیا ہے۔

❷ کوئی بھی انسان اللہ کے احکامات کی پوری پوری پابندی نہیں کرسکتا' کہیں نہ کہیں کوئی کمی کوتاہی ہو ضرور رہ جاتی ہے' اس لیے یہ الفاظ سکھائے کہ میں استطاعت کے مطابق اپنے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ اور اللہ بھی اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے' وہ استطاعت سے زیادہ کسی کو مکلف نہیں ٹھہراتا۔

❸ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار و اعتراف کرتا رہے کیونکہ اس کا حق شکر ادا نہیں کرسکتا۔ اور یاد رہے کہ جو شخص اپنی خطاؤں کا اعتراف کرلے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا نہایت مہربان پائے گا۔

❹ اس حدیث میں اللہ کے بارے میں کمال ادب کا بیان ہے کہ مسلمان تمام نعمتوں کی اضافت صرف اللہ کی طرف کرتا ہے اور اس میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور گناہوں کا اقرار بھی کرتا ہے اور پھر ان کی نسبت اور اضافت بھی اپنی ہی طرف کرتا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے "الوابل الصیب" میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب انسان اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرتا ہے تو اس سے اس کے دل میں اللہ کی محبت، حمد و ثنا اور اپنے منعم کا شکر ادا کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جبکہ گناہوں کے اقرار و اعتراف اور انہیں اپنی طرف منسوب کرنے سے انسان میں عاجزی' انکسار اور توبہ کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو گناہ گار اور مفلس و نادار سمجھتا ہے' جس وجہ سے اس کے دل میں عمل کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

۱۸۷۶۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ، اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)).

۱۸۷۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیر کر اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو آپ اللہ سے تین بار استغفار فرماتے تھے اور پھر یہ دعا پڑھتے تھے: "اے اللہ! تو سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے' اے عزت و جلال کے مالک! تو

قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ - وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهِ - : كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. رواه مسلم.

بڑی برکتوں والا ہے"۔

حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ آپ کیسے استغفار فرماتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ آپ فرماتے تھے: "أستغفر الله، أستغفر الله" (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔ (مسلم)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۴۱۵) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۷۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ مَوْتِهِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ)). متفقٌ عليه.

۱۸۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات کثرت سے پڑھتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ' اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع (توبہ) کرتا ہوں"۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۱۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۷۸ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ، غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا، لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)). رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

((عَنَانَ السَّمَاءِ)) بِفَتْحِ الْعَيْنِ: قِيْلَ: هُوَ السَّحَابُ، وَقِيْلَ: هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، اَيْ: ظَهَرَ، وَ ((قُرَابُ الْاَرْضِ)) بِضَمِّ الْقَافِ، وَرُوِيَ بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ اَشْهَرُ، وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلْاَهَا.

۱۸۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا تو میں تجھے معاف کرتا رہوں گا خواہ تو جس حالت پر بھی ہوگا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں' پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے معاف کر دوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے بھرنے کے بقدر گناہوں کے ساتھ میرے پاس آئے گا' البتہ تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں بھی زمین بھرنے کے بقدر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملاقات کروں گا"۔ (ترمذی۔ حدیث حسن ہے)

(عنان السماء) عین پر زبر' بعض نے کہا: اس کا معنی "بادل" ہے اور بعض نے کہا "جو چیز ظاہر ہو"۔ (قراب الأرض) قاف پر پیش اور اس کے نیچے زیر بھی مروی ہے لیکن پیش زیادہ مشہور ہے' اس کے معنی ہیں "جو زمین کے بھرنے کے بقدر ہو"۔

توثيق الحديث☆ صحيح بشواهده - أخرجه الترمذى (٣٥٤٠).

یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس میں کثیر بن فائد راوی ہے جو متابعت کے وقت مقبول ہوتا ہے جبکہ مسند احمد (۱۶۷/۵' ۱۰۸)' دارمی (۳۲۲/۲) اور مستدرک حاکم (۲۴۱/۴) میں اس کا شاہد موجود ہے اور بالجملہ یہ حدیث صحیح ہے۔ واللہ اعلم!

فقه الحديث ☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کا بیان نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں' اس سے مغفرت کی امید رکھیں اور اس سے بخشش طلب کرتے رہیں۔

❷ گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ شرک اور مشرک کو معاف نہیں کرتا۔

❸ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی خالص توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے' خواہ وہ زمین بھرنے کے بقدر ہوں یا وہ آسمان تک پہنچ جائیں۔

۱۸۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ؛ فَاِنِّي رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ)) قَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ: مَا لَنَا اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ)) قَالَتْ: مَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ: ((شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَتَمْكُثُ الْاَيَّامَ لَا تُصَلِّي)). رواه مسلم.

۱۸۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو' اس لیے کہ میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی ہے''۔ ان عورتوں میں سے ایک عورت نے عرض کیا: ہم عورتوں کا زیادہ جہنمی ہونے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو' میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مندوں پر غالب آنے والا کوئی نہیں دیکھا''۔ اس عورت نے پوچھا: عقل اور دین کے ناقص ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دو عورتوں کی گواہی ایک آدمی کے برابر ہے (یہ عقل کی کمی ہے) اور (حیض و نفاس کی وجہ سے) کئی روز نماز نہیں پڑھتی ہو (یہ دین کی کمی ہے)''۔ (مسلم)

توثيق الحديث ☆ أخرجه مسلم (۷۹).

غريب الحديث ☆ (تكفرن العشير) ''تم خاوند کی ناشکری کرتی ہو''۔ (لذی لب) ''صاحب عقل، عقل مند''۔

فقه الحديث ☆ ❶ عورتوں کو صدقہ کرنے، نیک اعمال کرنے اور کثرت سے استغفار کرنے کی ترغیب ہے' اس لیے کہ وہ کثرت سے لعن طعن کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں' اس وجہ سے انہیں اس کے ازالے کے لیے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے چاہییں۔

❷ خاوند کی ناشکری اور اس کے حقوق کی عدم ادائیگی کبیرہ گناہ ہے' کیونکہ اس پر جہنم کی وعید ہے۔

❸ لعن طعن کرنے کی حرمت' اس لیے کہ یہ بہت قبیح گناہ ہے۔

❹ بعض معاصی پر بھی لفظ کفر کا اطلاق ہو جاتا ہے' اس لیے کفر کی دو قسمیں ہیں: کفر اکبر اور کفر اصغر۔

❺ عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کے وعظ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام اور اہمیت ہے۔

❻ جب کسی عالم کی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے دوبارہ پوچھنا جائز ہے۔

❼ عورتوں کا ضبط اور حفظ کمزور اور کم ہوتا ہے۔

❽ عقل وفہم کے بھی کمی بیشی کے لحاظ سے مراتب ہیں۔

۳۷۲۔ بَابُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنَّاتٍ وَّعُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ [الحجر: ٤٥-٤٨] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا بِآيَاتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّأَكْوَابٍ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُوْنَ﴾ [الزخرف: ٦٨-٧٣] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ فِيْ جَنَّاتٍ وَّعُيُوْنٍ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِيْنَ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [الدخان: ٥١-٥٧] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَّفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ [المطففين: ٢٢-٢٨].

والآيات في الباب كثيرة معلومة.

۳۷۲۔ باب: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے جو کچھ جنت میں تیار کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک متقی لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) امن و سلامتی کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ اور جو بغض و کینہ (ایک دوسرے کے بارے میں) ان کے سینوں میں ہوگا وہ ہم نکال دیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ان کو کوئی تھکاوٹ ہوگی نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے''۔

نیز فرمایا: ''اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف ہوگا نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے (ان سے کہا جائے گا) تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہارے لیے سامان مسرت بہم پہنچا دیے گئے ہیں۔ ان پر سونے کی رکابیوں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں وہ ہوگا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جن کو دیکھ کر وہ لذت محسوس کریں گے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے عملوں کے بدلے میں وارث بنا دیا گیا ہے، تمہارے لیے اس میں میووں کی فراوانی ہوگی جن میں سے تم کھاؤ گے''۔

اور فرمایا: ''بے شک متقی لوگ امن کی جگہ، باغات اور چشموں میں ہوں گے، اس میں وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (اور اسی طرح رہیں گے)۔ ہم ان کی شادی موٹی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔ اس میں وہ ہر قسم کے پھل امن و اطمینان سے منگوائیں گے۔ وہاں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے سوائے اس موت کے جس کا مزہ وہ پہلی مرتبہ چکھ چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ تیرے رب کے فضل سے یہی وہ کامیابی بڑی''۔

نیز فرمایا: ''بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے، تو ان کے چہروں پر آرام و راحت کی

تر و تازگی اور رونق و بہجت محسوس کرے گا۔ ان کو سر بمہر خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی (یا اس کے آخر میں تلچھٹ کی بجائے کستوری ہوگی) اور یہی وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے بندگان مقرب پییں گے''۔

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں اور وہ معلوم ہیں۔

١٨٨٠ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْهَا، وَيَشْرَبُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ؛ وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّكْبِيْرَ، كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ)). رواه مسلم.

۱۸۸۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی جنت میں کھائیں پییں گے لیکن انہیں بول و براز کی حاجت ہوگی نہ ان کے ناک سے رینٹ نکلے گی اور ان کا یہ کھانا ایک ڈکار ہوگا جو کستوری کی خوشبو کی طرح ہوگا۔ انہیں تسبیح و تکبیر اس طرح القا کی جائے گی جیسے ان کے اندر سانس ڈال دیا جاتا ہے''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (٢٨٣٥) (١٩).

غريب الحديث☆ **(لا يتغوطون)** ''وہ قضائے حاجت کے لیے نہیں جائیں گے''۔ **(لا يمتخطون)** ''ان کے ناک سے رینٹ نہیں نکلے گا''۔ **(جشاء)** ''خوشگوار ڈکار''۔ **(كرشح المسك)** ان کے جسم سے نکلنے والا پسینا کستوری کی طرح خوشبودار ہوگا۔ **(كما يلهمون النفس)** جس طرح کسی دشواری کے بغیر سانس چلتا رہتا ہے اسی طرح وہ اللہ کا ذکر نہایت آسانی کے ساتھ کریں گے۔

فقه الحديث☆ ❶ جنت کی نعمتیں دائمی ہیں' ان میں کہیں انقطاع نہیں۔

❷ جنتی جو کھانا کھائیں گے اور جو مشروب پییں گے اس کی وجہ سے جنتیوں کو قضائے حاجت اور پیشاب وغیرہ کی قطعاً حاجت نہیں ہوگی' بس ایک خوشگوار ڈکار سے ان کا کھانا ہضم ہو جائے گا۔ اور ان کے پسینے سے کستوری جیسی خوشبو آئے گی۔

❸ اہل جنت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی تسبیح سے لطف اندوز ہوں گے اور راحت محسوس کریں گے اور وہ کسی مشقت کے بغیر اس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے جس طرح سانس لیا جاتا ہے اور انسان کسی قسم کی دشواری محسوس نہیں کرتا' وہ بالکل سانس کی طرح آرام و سکون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے۔ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جس طرح سانس مسلسل لیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی مسلسل کریں گے۔

١٨٨١ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ، وَاقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾)). [السجدة :

۱۸۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے (اس کی تصدیق کے لیے) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عملوں کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان

[١٧]. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چھپا کر رکھا گیا ہے؟'' (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣١٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٨٢٤).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لیے جنت میں کون کون سی نعمتیں تیار کی ہیں' ان سے کسی نفس کو مطلع نہیں کیا' بس کتاب وسنت میں جنت کی کچھ نعمتوں کا تعارف کرایا ہے اور بہت سی کے بارے میں نہیں بتایا۔

❷ جنتی جنت میں عظیم مسرت میں ہوں گے اور انہیں وہاں کسی قسم کا غم اور خوف نہیں ہوگا۔

١٨٨٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً' لَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ. اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ ـ عُوْدُ الطِّيْبِ ـ اَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ، عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ' عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ)). متفق عليه.

وفي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: ((آنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا)).

قَوْلُهُ: ((عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ)) رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ، وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا، وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ.

١٨٨٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے' پھر بعد میں داخل ہونے والوں کے چہرے آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے' وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ اور وہ تھوکیں گے نہ ان کی رینٹ بہے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی اور ان کا پسینا کستوری کا سا ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں جلانے کے لیے خوشبودار لکڑی ہوگی' ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے والد آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے اور ان کے قد ساٹھ ساٹھ ہاتھ بلند ہوں گے''۔ (متفق علیہ)

اور بخاری ومسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے: ''اس میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے' ان کے پسینے کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اور ان میں سے ہر ایک کے لیے دو دو بیویاں ہوں گی' ان کے حسن کا یہ عالم ہوگا کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آتا ہوگا' ان کے درمیان کوئی اختلاف ہوگا نہ بغض' ان کے دل قلب واحد کی طرح ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح کریں گے''۔

(على خلق رجل واحد) بعض نے اسے (خلق) یعنی خاء پر زبر اور لام ساکن کے ساتھ پڑھا ہے اور بعض نے (خلق) خاء اور لام دونوں پر پیش کے ساتھ پڑھا ہے' دونوں صورتیں درست ہیں (یعنی پہلی صورت کے مطابق ترجمہ میں بیان کیا گیا ہے اور دوسری صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ ان سب کا اخلاق ایک جیسا ہوگا)۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣٦٢ ـ فتح)، ومسلم (٢٨٣٤) (١٥)' والرواية الثانية عند البخاري (٦/ ٣١٨ ـ فتح)، ومسلم (٢٨٣٤).

غريب الحديث☆ (الزمرة) ''گروہ، جماعت''۔ (كوكب درى) ''سب سے زیادہ روشن اور چمکدار ستارہ''۔ (لا يتفلون) ''وہ

تھوکیں گے نہیں''۔ (رشحھم)''ان کا پسینا''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ جنتی جنت میں نعمتوں سے اسی طرح لطف اندوز اور متمتع ہوں گے جس طرح دنیا میں ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے لیکن جنت کی نعمتوں میں دنیا والی نعمتوں جیسا کوئی نقص وعیب نہیں ہوگا۔

❷ جنت کی نعمتیں دائمی ہیں' ان میں کوئی انقطاع نہیں۔

❸ اہل جنت کے دل اخلاق مذمومہ سے پاک ہوں گے' ان کے درمیان کوئی اختلاف ہوگا نہ بغض وحسد اور نہ کینہ۔

❹ جنتی اپنی خلقت کے لحاظ سے سب اپنے والد حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے اور ان سب کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا۔

❺ جنتی صبح وشام اللہ کی تسبیح وتحمید بیان کریں گے۔

۱۸۸۳۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَأَلَ مُوسٰى ﷺ رَبَّهُ، مَا أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ، وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضٰى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ، فَيَقُولُ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ. فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، قَالَ: رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ؛ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي، وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا، فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۸۳۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دریافت کیا: جنتیوں میں سے سب سے کم تر درجے کا جنتی کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا: یہ وہ آدمی ہوگا جو تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہوجانے کے بعد آئے گا' اسے کہا جائے گا جنت میں داخل ہوجاؤ۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں کیسے داخل ہوجاؤں جب کہ تمام لوگ اپنی اپنی جگہ رہائش اختیار کر چکے ہیں اور انھوں نے اپنے اپنے حصوں پر قبضہ کرلیا ہے؟ اسے کہا جائے گا: کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیرے لیے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی طرح بادشاہی (ملکیت) ہو جائے؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب! میں (اس عطا پر) راضی ہوں۔ اللہ فرمائے گا: تمہارے لیے وہ بادشاہی ہے اور مزید اس کی مثل، اس کی مثل، اس کی مثل، اس کی مثل اور پانچویں مرتبہ وہ کہے گا: میرے رب! میں راضی ہوں۔ پس اللہ فرمائے گا: یہ تمہارے لیے ہے اور اس کی مثل دس گنا مزید اور تیرے لیے وہ بھی جس کو تیرا دل چاہے اور جسے دیکھ کر تیری آنکھیں لذت حاصل کریں۔ پس وہ عرض کرے گا: میرے رب! میں راضی ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میرے رب! ان میں سے سب سے اعلیٰ درجے والا کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو میری مراد ہیں' میں نے ان کی عزت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس پر مہر لگادی' پس اسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے''۔ (مسلم)

توثیق الحدیث☆ أخرجه مسلم (۱۸۹).

فقہ الحدیث☆ ❶ جنتیوں کے جنت میں مختلف مراتب ہوں گے۔

❷ جنتیوں میں سے سب سے کم درجے کا جنتی دنیا کے بادشاہوں سے کئی گنا بڑی بادشاہت کا مالک ہوگا۔

❸ اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا بیان کہ اس کے خزانے بھرے ہوئے رہتے ہیں' وہ ختم نہیں ہوتے۔

❹ اللہ کے لیے ہاتھ کا ثبوت جیسا کہ فرمایا ''میں نے ان کی عزت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے لگایا'' یہ جنت میں اعلیٰ مرتبہ کے جنتیوں کے بارے میں فرمایا۔ ہاتھ سے مراد قدرت نہیں' کیونکہ اگر اس سے قدرت مراد لی جائے تو پھر تو تمام جنتیوں کو اپنی قدرت سے بسایا ہے' یہ تخصیص کیسی؟ پس ''ید'' سے مراد ہاتھ ہی ہے۔

١٨٨٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ لَأَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، وَآخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ. رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيْهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْاٰى، فَيَرْجِعُ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْاٰى، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيْهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْاٰى، فَيَرْجِعُ. فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلْاٰى! فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا، اَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ: اَتَسْخَرُ بِيْ، اَوْ تَضْحَكُ بِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ؟)) قَالَ: فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُوْلُ: ((ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۸۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے بارے میں یقیناً جانتا ہوں جسے جہنمیوں میں سے سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور جنتیوں میں سے سب سے آخر میں جنت میں داخل کیا جائے گا' یہ شخص سرین کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا۔ پس اللہ اسے فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ وہاں آئے گا تو یہ سمجھے گا کہ جنت تو بھری ہوئی ہے' پس وہ لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے تو اسے بھرا ہوا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر اسے یہی فرمائے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ وہاں آئے گا اور اس کے دل میں یہی خیال آئے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے۔ پس وہ پھر واپس جائے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے تو اسے بھرا ہوا پایا ہے۔ اللہ پھر فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' تمہارے لیے دنیا کے برابر اور اس سے دس گنا مزید جنت کا حصہ ہے' یا فرمائے گا: تیرے لیے دنیا کی دس مثل حصہ ہے۔ وہ عرض کرے گا'' کیا تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہو حالانکہ آپ تو بادشاہ ہیں''۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں' آپ فرمایا کرتے تھے: ''یہ سب سے ادنی درجے کا جنتی ہوگا''۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٤١٨ ـ فتح)، ومسلم (١٨٦).

غريب الحديث☆ (حبوا) ''سرین کے بل گھسٹنا''۔ (نواجذه) ''آپ کی داڑھیں''۔

فقہ الحدیث☆ ❶ انسان کی عادت ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتا ہے' اس لیے اس آدمی کو یہی اندیشہ ہوگا کہ اللہ بھی اس سے ہنسی مذاق کر رہا ہے' حالانکہ ایسی بات نہیں' اللہ کے وعدے اور قول بالکل سچے اور حقیقت پر مبنی ہیں' وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

❸ سب سے کم درجے کے جنتی کو دنیا سے دس گنا زیادہ ملے گا۔

❹ رسول اللہ ﷺ کی عام عادت مسکرانا تھی لیکن اس ادنی ترین جنتی پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس آدمی کے انداز تکلم پر کہ ''کیا تو میرے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہے اور تو بادشاہ ہے'' آپ کو بے اختیار ہنسی آئی کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

۱۸۸۵ - وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلًا. لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا)). متَّفقٌ عَلَيْهِ.

((الْمِيلُ)): سِتَّةُ آلافِ ذِرَاعٍ.

۱۸۸۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لیے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا' جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی' مومن کے اس میں کئی گھر والے ہوں گے' مومن ان کے پاس آئے جائے گا لیکن ان میں سے کوئی کسی کو دیکھ نہیں سکے گا''۔ (متفق علیہ)

(المیل) ایک میل چھ ہزار ہاتھ کے برابر ہے۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (٦/ ٣١٨ - فتح)، ومسلم (٢٨٣٨).

فقه الحديث☆ ❶ اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں کا بیان ہے جو اس نے جنتیوں کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں' جن سے وہ متمتع ہوں گے۔

❷ اہل جنت کا محل ایک موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا یعنی اس کے خول سے خیمہ تیار کیا جائے گا جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی۔

۱۸۸۶ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا)). متَّفقٌ عليهِ.

وَرَوَيَاهُ فِي ((الصَّحِيحَيْنِ)) أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا)).

۱۸۸۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ ایک اچھا سوار سبک رو گھوڑے پر سوار ہو کر سو سال چلے' تب بھی اسے طے نہیں کر سکے گا''۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان ہوئی ہے' اس میں آپ نے فرمایا: ''ایک گھڑ سوار اس کے سائے میں سو سال چلے تو بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا''۔

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (١١/ ٤١٦ - فتح)، ومسلم (٢٨٢٨)' والرواية الثانية عند البخاري (٦/ ٣١٩-٣٢٠ - فتح)، ومسلم (٢٨٢٦).

غريب الحديث☆ (الجواد) ''گھوڑا''۔ (المضمر) ''تضمیر شدہ گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے پہلے خوراک دے کر فربہ کیا جاتا ہے پھر بتدریج اس کی خوراک میں کمی کی جاتی ہے تاکہ اس کا وزن کم کیا جائے۔ ایسا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں طاقت ور اور زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے۔

(لا يقطعها) اس درخت کی شاخیں اتنی لمبی ہوں گی کہ اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔

فقه الحديث☆ جنت کے درختوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان کی شاخیں اور سائے اس قدر لمبے ہوں گے کہ ایک سوار سو سال تک اس کے سائے میں چلے گا اور وہ سایہ ختم نہیں ہوگا۔ اور اس حدیث میں اللہ جنت میں اپنے بندوں کو جن عظیم نعمتوں سے نوازے گا ان

کا بیان ہے۔

۱۸۸۷۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ: ((بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! رِجَالٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۸۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنتی اپنے سے بلند تر درجے والے بالانشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو اور یہ فرق ان کے درمیان باہم مراتب وفضیلت کی وجہ سے ہوگا“۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مراتب کیا انبیاء علیہم السلام کے ہوں گے کہ ان تک ان کے علاوہ کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی (وہ بھی ان مراتب پر فائز ہوں گے)“۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٣٢٠ ـ فتح)، ومسلم (٢٨٣١).

غريب الحديث☆ (يتراءون) ”دیکھیں گے“۔ (الغابر) ”افق پر باقی رہنے والا ستارہ“۔

فقه الحديث☆ ❶ عمل وفضل کے لحاظ سے جنتیوں کے مختلف مراتب ہوں گے۔

❷ سب سے بلند مراتب پر انبیاء علیہم السلام فائز ہوں گے اور جو لوگ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے اور انھوں نے ان کی تصدیق کی وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کے سے مراتب پر فائز ہوں گے۔

۱۸۸۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۸۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک کمان کی مقدار کے برابر جگہ ان تمام چیزوں (تمام جہان) سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا یا غروب ہوتا ہے“۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاری (٦/ ٣٢٠).

تنبيه: یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں ہے۔

غريب الحديث☆ (قاب قوس) ”کمان کے کونے سے قبضہ تک کا فاصلہ“۔

فقه الحديث☆ ❶ جنت کی نعمتوں کی عظمت اور اس کے مقابلے میں دنیا کی بے ثباتی اور کمتری کا بیان، اس لیے کہ جنت کی نعمتیں دائمی ہیں انہیں فنا نہیں جبکہ دنیا فنا ہو جانے والی ہے۔

۱۸۸۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقًا يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ، فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ، وَقَدِ ازْدَادُوا حُسْنًا

۱۸۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں جنتی ہر جمعے کو آیا کریں گے، پس شمال کی طرف سے ایک ہوا چلے گی، وہ ان کے چہروں اور کپڑوں پر ایسے اثرات چھوڑے گی جس سے ان کے حسن و جمال میں مزید اضافہ ہو جائے گا، جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے تو ان

وَجَمَالًا، فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ! لَقَدِ ازْدَدْتُمْ حُسْنًا وَجَمَالًا! فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ! لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا!)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ پس ان کے گھر والے ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! تم تو مزید حسین و جمیل ہو گئے ہو۔ تو وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تو تم بھی حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۳۳).

غريب الحديث☆ (إن فى الجنة سوقا) جنت میں ایک بازار ہوگا جس طرح دنیا میں بازار ہوتے ہیں' وہاں جنتی اکٹھے ہوں گے"۔ (تهب) "ہوا کا چلنا"۔ (ريح الشمال) "شمال کی طرف سے چلنے والی ہوا" اس سمت کی ہوا کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ عرب اس سمت سے چلنے والی ہوا سے بارش کی امید رکھتے تھے۔

فقه الحديث☆ جنتیوں کے حسن و جمال میں اضافہ ہوتا رہے گا' دنیا کی طرح نہیں کہ عمر کے بڑھنے اور بڑھاپا آنے پر حسن ماند پڑ جاتا ہے بلکہ وہاں تو ہر جمعہ کے بعد حسن میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا۔

۱۸۹۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ)). متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۹۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنتی جنت میں بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہو"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۴۱۶ ـ فتح)، ومسلم (۲۸۳۰).

فقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۸۸۷) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۹۱۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيْهِ الْجَنَّةَ حَتَّى انْتَهٰى، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيْثِهِ: ((فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)) ثُمَّ قَرَاَ: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۹۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی اس مجلس میں حاضر تھا جس میں آپ نے جنت کا تذکرہ فرمایا حتیٰ کہ آپ نے اختتام کلام پر فرمایا: "اس میں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا گزر ہوا ہے" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک: "پس کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے"۔ (بخاری)

توثيق الحديث☆ مسلم (۲۸۲۵) واللفظ له.

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت نہیں کیا بلکہ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔

فقه الحديث☆ حدیث نمبر (۱۸۸۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۹۲۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ

۱۸۹۲۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو

الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا، فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا، فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا، فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا)). رواه مسلم.

ایک منادی آواز دے گا: جنتیو! اب تم ہمیشہ کے لیے جنت میں زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی، تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور یہ کہ تم ہمیشہ نعمت و راحت میں رہو گے، کبھی تکلیف نہیں اٹھاؤ گے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۲۸۳۷).

فقه الحديث☆ ❶ جنت کی نعمتیں ابدی اور دائمی ہیں، ان میں انقطاع و فنا نہیں۔

❷ جنتی ناز و نعم میں رہیں گے، وہاں بیماری یا بڑھاپا یا کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔

۱۸۹۳۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَقُوْلَ لَهُ: تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى، فَيَقُوْلُ لَهُ: هَلْ تَمَنَّيْتَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ لَهُ: فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ادنیٰ اور کم مرتبہ جنتی کا یہ مقام و مرتبہ ہو گا کہ اسے کہا جائے گا: تمنا کر، پس وہ تمنا کرے گا پھر تمنا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا تو نے تمنا کر لی؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! اللہ اسے فرمائے گا: تیرے لیے جو کچھ تو نے تمنا کی ہے وہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور بھی ہے"۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (۱۸۲)، (۳۰۱).

فقه الحديث☆ حدیث نمبر (۱۸۸۳) اور (۱۸۸۴) ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۹۴۔ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ! فَيَقُوْلُ: اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ اَبَدًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، تمام خیر و سعادت تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم راضی کیوں نہ ہوں جب کہ آپ نے ہمیں ان نعمتوں سے نوازا ہے جن سے آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں نوازا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز نہ دوں؟ وہ عرض کریں گے: اس سے افضل چیز کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں، اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا"۔ (متفق علیہ)

توثيق الحديث☆ أخرجه البخاري (۱۱/ ۴۱۵ ـ فتح)، ومسلم (۲۸۲۹).

غريب الحديث☆ (أحل) "نازل (یا حلال) کرتا ہوں"۔

فقه الحديث☆ جنتیوں کو جنت میں داخل ہونے کے بعد سب سے بڑی نعمت جو حاصل ہو گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس کی رضامندی کا

حصول ہوگا۔

١٨٩٥۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۹۵۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بلاشبہ تم اپنے رب کو واضح طور پر ایسے ہی دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی''۔ (متفق علیہ)

توثیق الحدیث وفقہ الحدیث کے لیے حدیث نمبر (۱۰۵۱) ملاحظہ فرمائیں۔

١٨٩٦۔ وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا أَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوْا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى رَبِّهِمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۹۶۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم کسی اور چیز کی خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہیں مزید دوں؟ وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی؟ پس اللہ پردہ ہٹا دے گا (اور وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے) پس وہ کوئی چیز ایسی نہیں دیے گئے ہوں گے جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو''۔ (مسلم)

توثيق الحديث☆ أخرجه مسلم (١٨١).

غريب الحديث☆ (فيكشف الحجاب) وہ حجاب اٹھا دے گا اور جنتی اللہ کا دیدار کریں گے۔

فقه الحديث☆ ❶ جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف مومن ہی کریں گے' کافر محروم رہیں گے۔

❸ جنت میں سب سے آخری اور بڑی نعمت دیدار الٰہی ہوگی' اسی لیے مصنف رحمہ اللہ نے کتاب کا اختتام باب کی اس حدیث سے کیا ہے' اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی استدعا ہے اور اللہ ہم سب کو جنت میں اپنے دیدار کی نعمت عظمیٰ سے نوازے۔ آمین!

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [يونس: ٩-١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے ان کو ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے (جنت کا) راستہ دکھائے گا' جن کے نیچے نعمت والے باغوں میں نہریں جاری ہوں گی۔ ان کی پکار اس میں ''سبحانك اللهم'' ہوگی اور ان کی آپس کی ملاقات سلام (کے ساتھ) ہوگی اور ان کی آخری دعا و پکار ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ.

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس کام کی ہدایت عطا فرمائی' اگر اللہ ہمیں اس کی ہدایت سے نہ نوازتا تو ہم خود ہدایت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما' جیسے تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔

قَالَ مُؤَلِّفُهُ يَحْيَى النَّوَاوِيُّ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ: ((فَرَغْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ رَابِعَ عَشَرَ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِيْنَ وَسِتِّمَائَةٍ)).

اس کتاب کے مؤلف امام یحییٰ نووی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے' فرمایا: ''میں اس کتاب کی تالیف سے بروز پیر ۱۴ رمضان المبارک ۶۷۰ھ میں (بمقام دمشق) فارغ ہوا''۔

اس کتاب کے شارح ابو اسامہ سلیم بن عید بن محمد بن حسین الہلالی ﷾ جو عقیدہ اور منہج کے لحاظ سے سلفی ہیں' اردن میں پیدا ہوئے اور وہ پیر کی رات ۱۵ رجب ۱۴۱۵ھ میں اردن کے دارالخلافہ عمان میں اس کتاب کی شرح و تخریج سے فارغ ہوئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

❀❀❀❀


بهجة الناظرين
شرح
رياض الصالحين